بلکہ یورپ کے اعلے درجہ کے فاضل بہی اسی خبط مین پہنسے ہوئے تہے کیپلر جو بہت بڑا ہیات دان ہوا ہے
جسنے بطلیموسی نظام شمسی سے انکار اور کرہ زمین کو مثل دیگر کرون کے فضا مین ہونا اول دل نکالا
وہ بہی نجوم کی علم کی صحت سے انکار نہ کرسکا۔ وہ بہی امرا شاہزادون کی جنم پتریان بنایا کرتا اور آیندہ
حالات کی تلاش مین ادہیڑبن کیا کرتا تہا۔ اور اپنا عزیز وقت اسی نتیجہ اور محض لغو شغل مین صرف کرتا
اصلی مذہب مسیحی کا صفحہ دہر سے نام و نشان مٹ گیا تہا چارو نظرف پادریون کے ظلم و ستم کے ہاتہ دراز
رہے تہے وہ پادری کہ جو نفس پرستی اور فریب مین اپنا ثانی زمانہ مین نہ رکہتے تہے الہامی کتابون کے صحیح
مطالب کو بالکل پلٹ دیا تہا عبارتین کی عبارتین بدل دی گئی تہین ہر پادریون کا گروہ اپنی انجیل
علیحدہ رکہتا تہا کہ جو اسکی یا اسکے باپ دادا کی ترمیم و تنسیخ کی ہوئی ہوتی تہی۔ ان انجیلون کو وہ کسی
کو نہ دیکہاتے اور صرف اپنے ہی پاس رکہنے کا انہین فخر حاصل تہا۔ یہہ سب خرابیان تو تہین بڑی
آفت یہہ تہی کہ یورپ مین جادو ٹونے کے معتقد بہی اکثر پائے جاتے تہے یہہ خیالات عوام الناس ہی
تک محدود نہ تہے بلکہ اس مین شاہون کا گروہ بہی پہنسا ہوا تہا ۱۴۸۴ء مین انوسنت ہشتم پوپ
نے اپنے مشہور حکم سے جو عام خیالات سحر اور جادو کے متعلق عام مین پہیلے ہوئے تہے ان کو پوپ کی طرف
سے تسلیم کیا یعنے مذہبی اعتقادات مین سحر و جادو کا اعتقاد مانا گیا اس نے حکم دیا کہ جادوگر اور جادوگرنیون
کی تلاش کی جائے اور ڈہونڈ ڈہونڈ کر ماری جائین تاکہ ان کے جادو کے عمل سے بیچارے عیسائیون کی
جانین محفوظ رہین اس حکم نے تمام یورپ مین کہلبلی مچا دی غربا اور مساکین پر آفت ٹوٹ پڑی جہان
کسی نے جہوٹے مٹ بہی مخبری کر دی بس پہر اسکی خیر نہ تہی اسکو گرم لوہے سے داغا جاتا اور اسکی آنکہین
سرخ نکلون سے نکالی جاتین۔ دہکتے ہوئے کوئلون پر ان کو لٹایا جاتا اور وہ مظلوم یون تڑپ
تڑپ کر جان دیتے۔

یہہ ظلم تو کچہہ بہی نہ تہے اس سے زیادہ ان بیگناہون پر اور بہی سخت سخت آفتین توڑی جاتی تہین
ان کے معصوم بچون کو جنپر کہ جادوگر ہونیکا شبہہ ہوتا تہا ان ہی کی گودیون مین کند چاقون سے
ذبح کیا جاتا اور ان کو اف تک کرنیکا حکم نہوتا۔ سولی پر لٹکا دیا جاتا اور وہ بیچارہ لٹکے لٹکے مارے تڑپ
رہا ہے دو دن بیتے جان نکلی تین دن مین جان نکلی کوئی خدا کا بندہ عیسے کی امت مین یہہ پوچہتا تہا کہ کیون
یون اتنا ظلم کیا جارہا ہے اس نے کیا ایسا گناہ کیا ہے خدا کا خوف بہی کوئی چیز ہے کیا حضرت عیسے نے یہی
پڑہایا تہا کیا انجیل و توریت یہی شہادت دیتی ہین۔ جرمنی مین دو انسپکٹر جادوگرنیون کی تلاش
و تجویز کے لئے مقرر ہوئے پولس کے آدمیون پر معصوم پوپ کو پہلا کیون یہہ شبہہ ہونے لگا تہا اسلئے ایک
پادری صاحب بہی ان کی نگرانی کرنے کے لئے مقرر ہوئے اور ایک مجموعہ ضابطہ کا چہپا تہا۔ اسمین ضابطہ
کارروائی فوجداری ہے) سراغ لگانے کے طریقے اور تحقیقات کرنے کے قواعد اور ہدایت کے لئے ضبط

کیا گیا جسکا نام میلیوس ملیفیکارم تہا۔ اس ضابطہ سے جادو کی تاثیر کی صحت کا مجنونانہ خیال عموماً پہیل گیا اسکے بعد اسکندر ششم نے ۱۴۹۴ء مین لیو دہم نے ۱۵۲۱ء مین اور اڈرین ششم نے ۱۵۲۲ء مین ان قواعد و ضوابط کو کافی نہ سمجھکر اور زیادہ سخت اور ہیبت ناک احکام جاری کئے۔ جس سے تمام لوگون مین اور بہی جادو کا خوف پہیل گیا۔ گہر گہر جادو کی پکار ہونے لگی معمولی بخار۔ درد سر آندہی کا آنا۔ مینہ کا برسنا۔

کسی مکان کا اتفاقاً گر پڑنا۔ کسی فیملی یعنے کنبہ پر آفت آنا۔ اچانک کسی نوجوان بوڑہے کا راہی ملک بقا ہونا۔ کسی کا پانی مین ڈوب مرنا۔ غرض کوئی بہی معمولی سے معمولی واقعہ پیش آتا اسکو جادو ہی سے تصور کیا جاتا اور پہر جادوگرون کی محلہ بہ محلہ اور گہر بہ گہر تلاش ہوتی۔ جس گہر مین غیر معمولی وقت دہوان اٹہتا ہوا اور آگ سلگتی ہوئی دیکہی جاتی وہ اس خیال سے فوراً گرفتار کر لیا جاتا کہ اس نے شاید جادو کرنے کے لئے آگ سلگائی ہے۔ جو مرد یا عورت تنہا دوپہر یا شام کے وقت جنگل مین دیکہی جاتی فوراً اسے گرفتار کر لیتے کہ یہہ جادو کرنے بیٹہی جاتی ہے۔ جرم ثابت کرنے کے لئے کسی شہادت کی ضرورت نہ تہی کبہی ایکدفعہ بہی ایسا نہین ہوا کہ کوئی مشتبہ شخص پکڑا گیا ہو اور وہ جرم نہ ثابت ہونے پر رہا کر دیا گیا ہو۔ جہان کوئی شخص پکڑا گیا اور اس نے صاف کہدیا کہ مین بیشک جادوگر ہون اسلئے کہ قصور قبول نہ کرنے کی تکلیفون پر جو اسپر توڑی جاتی تہین مرنے کی تہوڑی دیر کی تکلیف برداشت کرنا اسے انسب معلوم ہوتا تہا اور اگر جان کی محبت کچہہ دیر کے لئے اسپر غالب آجاتی تو وہ اس امید سے کہ شاید میری جان بچ جائے انکار کر دیا کرتا تہا۔ اس کے انکار پر اس سے وجہ انکار دریافت کرنے کی کوئی ضرورت نہ ہوتی تہی صرف پادری صاحب اسے آنکہین ملاتے اور شیطانی تصویر اسکی پتلی مین دیکہتے یا اس کا سر منڈوا کر شیطانی نشانات اس کی منڈی ہوئی چندیا پر ملاحظہ کرتے اگر یونہی سا بہی کوئی خط یا غیر معمولی نشان دیکہلیا جاتا بس یہی ثبوت اس کے جادوگر ہونیکا کافی تہا۔ اس شندہ بیگناہ مرد یا عورت کی شامت آ پہنچی جاتی یا زندہ دیوار مین چنوا دیا جاتا یا زندہ جلوا دیا جاتا۔

جادو کے جرم مین مردون سے زیادہ عورتین بہت پکڑی جاتین اور انہین سزا زیادہ سخت اور درد دینے والی ملتی تہی۔ ان کی چہاتیان چہریون سے کاٹ لی جاتی تہین اور جو جو کچہہ خوفناک اور شرمناک سلوک ان سے کیا جاتا وہ بیان نہین ہو سکتا۔ اس آفت نے طاعون و ہیضہ کے خوفناک مرض سے بہی زیادہ بسے ہوئے اور آباد شہرون مین اثر کیا۔ لوگ شہر چہوڑ چہوڑ کر بہاگنے لگے۔ چارون طرف ظلم و ستم کی آگ بہڑک رہی تہی کوئی کسیکو نہین پوچہتا تہا لاکہون مرد و عورت صرف جادوگر ہونے کے جرم مین زندہ جلا دئے گئے اور ان کے کلیجون مین چہریان گہنگولی گئین۔

شہر ویران جنگل بن گئے چارون طرف بربادی نے اپنا ڈنڈا ڈیرہ کیا ہر شخص اپنی زندگی سے کالعدم ہوکر

ہوگیا تہا جس نے اپنے حوصلہ سے زیادہ کام کیا اور وہ ہی مارا گیا اسکو جادوگر قرار دیکر سزائے موت دیجاتی اور اسکا تمام گہربار لوٹ لیاجاتا۔ بال بچون کو کیا لونڈی غلام بنا لیا جاتا یا قتل کردیا جاتا کیا ایسے قیامت خیز وقت مین ایسے ہولناک اور خون برسانے والے زمانہ مین کیا ایسی ظالم اور قیامت کردینے والی حالت مین کسی مصلح کی ضرورت نہ تہی نہین ایک بہت بڑے اولوالعزم ریفارمر کی ضرورت وحاجت تہی جو مخلوق کو اس بیرحمی اور طرح طرح کے ظلمون سے نجات دے اور انہین ان کی جان اور مال کی حفاظت کا پورا پورا اطمینان دے۔ ہان اشد حاجت تہی۔ اور وہ ریفارمر یا مصلح ہمارے پیغمبر خدا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جنہون نے ظلم کی ظلمت مٹاکر انصاف کا نور چمکایا علاوہ اور بدعتون اور باہمی مناقشون کے یہہ کمبخت جادو کا عقیدہ ایسا نکلا تہا کہ جس نے واقعی صفایا بولنا شروع کردیا تہا۔ ضلع لنڈم ملک جرمنی مین چار برس کے اندر کل آبادی کا پانچوان حصہ جادو کے جرم مین جلادیا گیا جینوا مین تین مہینے کے اندر پانسو جادوگر اور جادوگرنیان جلائی گئین۔ ضلع کومو مین ۱۵۲۴ء مین ایک ہزار آدمی اسی جرم مین جلائے گئے کسیقدر عرصہ کے بعد انگلستان مین بھی یہہ جرم پہیلا اور جتنی دیر سے پہیلا اسیقدر شدومد سے پہیلا ملکہ ایلزبتہ نے سحر کو اول جرم قرار دیا بلا لحاظ اسکے کہ وہ کسی کے نقصان کے واسطے استعمال کیا جائے یا نہین۔ جیمس اول نے اس سے بہی زیادہ وسعت دی اور زیادہ صاف اور صریح الفاظ مین سحر کی سزا کے واسطے قانون جاری کیا۔

جب شاہ اور سلطنت کی طرف سے یہہ قانون جاری ہوا تو فطری طور پر لوگون کے دلون پر جادوگرون کی طرف سے ایسی دہشت چہائی کہ وہ بلامدد گورمنٹ کے جادوگرنیون کے اخراج کی تدبیرون مین لگے۔ اور انہون نے اپنا یہی پیشہ اختیار کرلیا گاؤن بگاؤن پہرتے اور جہان جاتے بیس شلنگ فیس لیتے تاکہ جادوگرنیون کو ان کے گاؤن سے نکال دین اور ان کو جادو کی آفت سے محفوظ رکہین۔ اپنے پیشہ کے چلانے کے لئے وہ مشتبہ اشخاص کو گرفتار کرتے اور انہین مختلف ایذائین دے دیکر جبراً اقرار کراتے اور پہر انہین قتل کرادیتے یہہ طریقہ گویا جادوگر اور جادوگرنیون سے گاؤن کے صاف کرنیکا تہا۔ عرب روم اور یورپ کے بڑے حصہ مین عالم کے نجات دہندہ کی نصائح اور خداوند کے احکام کی آوازین گونج نے لگین تہین اور ایشیا ترکی۔ یونان۔ اطالیہ کا بہت بڑا حصہ امن کے دائرہ مین آگیا تہا مگر ابہی صرف یورپ کا یہی حصہ باقی رہا تہا اور یہانتک اسلامی برکتون نے اپنا پرتو ڈالا تہا کہ صلیبی جنگین شروع ہوگئین اور یہی تاریخ گویا یورپ کے تاریک حصہ مین تہذیب کی روشنی چمکنے کی ہوئی۔ تمام جہان اس امر کا قابل ہے کہ کرسچین یورپ نے مسلمانون ہی سے تہذیب و اخلاق کا سبق لیا۔ کرسچین یورپ کی ناگفتہ بہ حالت کا تذکرہ مسلمانون کے ترقی کے تذکرہ مین کیا جائیگا اور صرف اس مقدمہ مین اسلام کی اشاعت سے پہلے کے حالات بیان کئے جاتے ہین اور صرف اس امر کے

ثابت کرنے کی کوشش کی جاوے گی کہ اسلام کی دنیا مین آنے کی اشد ضرورت تھی۔ اسلام نے دنیا [illegible] اسلام نے سب سے زیادہ دینی اور دنیوی معاملات مین اصلاح کی۔

قومون کی پولیٹکل اور سوشل حالت مسیحی مذہب کی طرح تباہ و برباد ہو رہی تھی خیالات کی ترقی اور انکی آزادی کی خوشنما تصویر مٹا کر خاک سیاہ ہو گئی تھی۔ حضرت عیسےٰ کی یادگار مخلوق مین بے ادبی اور کفر و بدعت کی رہگئی تھی۔ روحانی نصایح جو حضرت عیسےٰ کی مبارک زبان سے نکلی تھین مفسرون کی نفس پرست خواہشون نے انمین نمایان تبدیلیان پیدا کر دی تھین۔ بیجا بیجا تاویلین اور الہامی باتون کو اپنے مطلب کے موافق کرنے نے ایک اور غضب مسیحی مذہب مین برپا کیا اور وہ یہہ تھا کہ ربانی کتاب جو حضرت عیسےٰ کو ملی تھی بالکل گم ہو گئی گو حضرت عیسےٰ نے اپنے الہامی اقوال کی اپنے سامنے ترتیب نہ دی تھی پھر بھی یہہ ضرور تھا کہ تبلیغ کے پہلی شاگرد جو کچھہ حضرت عیسےٰ فرماتے تھے ان کو وہ ازبر کر کے خیال رکھتے تھے اور حضرت عیسےٰ کے زیادہ ساتھی جو صلیب کے وقت دور سے حضرت عیسےٰ کی اس خوفناک اور مصیبت خیز حالات کو دیکھہ رہا تھا اس نے شاید حضرت عیسےٰ کے اقوال کی عبارات جب وہ سولی دیدیئے گئے تو ترتیب دی تھی پھر بھی اقوال کی اس ترتیب کے آگے جو حضرت عیسےٰ اپنے سامنے کر جاتے یہہ خیالی ترتیب کچھہ حقیقت نہین رکھتی۔

اسکندریہ کی شاہراہون مین مہذب دنیا کی آنکھون کے آگے زمانہ سلف کے امیر اور شریف خاندان کی ہونہار لڑکی کو ایک مسیحی ولی نے جو عیسائیت مین گویا مقتدے تھا اپنے ہاتھہ سے قتل کیا اس زمانہ حال کے دنیا پسند مصنفون نے اس بدجرم کو قابل معافی سمجھا ہے مگر ڈریپر کے فصیح صفحون مین اس مظلوم لڑکی کی داستان ایسی پوری لکھی ہوئی ہے اور وہ قیامت تک نہین مٹ سکتی جس رنگ مین ڈریپر نے انہین جلوہ دکھایا ہے اس رنگ کا جلوہ کبھی نہین جا سکتا۔ اور تمام قومین ان صفحون کو ان ہی خوفناک آنکھون سے قیامت تک دیکھتی رہینگی۔

ایک خوبصورت عقلمند صاحب عصمت خاتون جسکا لیکچر کا کمرہ دولت اسکندریہ کے فیشن سے لبریز ہوا تھا اس بیچاری پر جب وہ مدرسہ سے آرہی تھی عیسائیت کے پیروون نے حملہ کیا۔ ان باایمان عیسائیون نے دین کے جوش مین اس مظلومہ عالمہ شریف زادی کو وحشیانہ پن سے گاڑی مین سے گھسیٹ لیا اور اسکے کپڑون کی دھجیان تک اڑا دین۔ یکایک اپنے پر مسیحی ولیون کا جو قہر الٰہی کی طرح اوپر لوٹ پڑے تھے یہہ شغل دیکھکر وہ تھرتھرا گئی اور اب اس نے ادھر ادھر پناہ کی کوئی جگہہ تلاش کی۔ ناچار وہ ایک گرجہ مین جو پہلو ہی مین واقع تھا پناہ لینے کے لئے گھس گئی وہان بھی وہ بیچاری نہ بچی اور مسیحی ولیون نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے اس مرحومہ مظلومہ بیکس عصمت پناہ خاتون کی بیجان لاش کو پرجوش مسیحی گرجہ سے سڑک پر گھسیٹ لائے اور اسکے عضو عضو کو جدا جدا کر دیا۔ پھر بھی جلادون

کے مشتعل غضب کی آگ ٹہنڈی نہین ہوئی اور اسیطرح بہڑکتی رہی اور پہر انہون نے اسی پر اکتفا نہ کیا
بلکہ اس کا گوشت پوست الگ کر دیا اور کچہہ تو چیل کوؤن کو کہلایا اور باقی ماندہ آگ مین جلا دیا
جو لوگ کہ اس بیگناہ خاتون کے قتل مین شریک ہوئے تہے ان لوگون نے اپنے کو ایک ثواب عظیم
کا مستحق سمجہا اور وہ یہہ سمجہنے لگے کہ ہمین حضرت مسیح کے پہلو بہ پہلو عرش پر بیٹہنے کو جگہہ ملیگی۔ بیچاری
شہیدہ کے خون کا انتقام جب تک کہ عمرو بن العاص نے تلوار نہین سنبہالی اسکندریہ والون سے نہین لیا گیا

جسٹنین کے زمانہ مین قسطنطینہ کی کیفیت اور بہی سخت زبون اور بدتر حالت مین تہی مسیحی اور
ان کے واجب الاحترام مقتدی عجیب حالت زبون مین تہے۔ ان کے قوانین نے تہذیب کا خون کر ڈالا
تہا اور تمام مسیحی دنیا پر ایک آفت ناک بدتہذیبی اور سخت ذلت و خواری کی مصیبت برپا کر دی تہی
تمدنی خیال مین پبلک یا پرائیویٹ نیکی کا کہین پتہ بہی نہ تہا تہیوڈورا قیصرہ کے تخت پر بٹہائی گئی اور
اور اس شہر کے نفس پرست عیاش بد وضع باشندون مین اس کا نام بطور کہاوت کے لیا جاتا تہا

اور اب یعنے اس زمانہ مین جسکا ہم ذکر رہے ہین معزز نامی گرامی مجسٹریٹون راسخ الاعتقاد بشپون
فتحمند جنیرلون اور مقید سلطانون نے اسکو بطور شہزادی کے تسلیم کر کے اسکے نام پر سجدہ کرنے
لگے تہے اسکی بیرحمیون نے ملک کا ستیاناس کر دیا تہا۔ جنمین کسی قسم کا مذہبی اور اخلاقی پہلو نہ تہا
طرح طرح کے ہنگامے اور قسم قسم کے فساد۔ خونریز لڑائیان۔ خوفناک جہگڑے کہڑے ہوگئے اور یہہ عورت
تمام جہگڑون مین سب سے زیادہ حصہ لیتی بیرحمی اسکا اوڑہنا بچہونا تہا اور ظلم و ستم سے اسکی تفریح ہوتی
تہی۔ ان موقعون پر رحمانی اور انسانی غرض ہر قسم کا قانون پیرون کے نیچے روندا جا رہا تہا۔ گرجے
اور پاک قربان گاہین انسانی گرم گرم خونون سے ناپاک ہو رہی تہین۔

ایک ایک گرجہ اور قربان گاہ مین صدہا جانین اس عورت کی سرپرستی مین روز تلف کی جاتی تہین
کوئی مقام ایسا نہ تہا کہ جہان امن کا نشان بہی پایا جاتا ہو یہہ غضبناک حالتین رات ہی کو واقع
ہوتی نہین بلکہ یہی خونریز کارروائی دن کو بہی کی جاتی تہی۔ مظلوم اپنی جان بچانے کی کوشش
کرتے مگر ظالمون کی تلوارین انہین نہ چہوڑتین اس ناپاک شہر مین مظالم کی حد ہوگئی تہی جسٹنین
کے عہد حکومت کے پانچوین سال نیکا کے بلوہ مین جو جو کچہہ آفتین برپا ہوئین ہم اور کسی زمانہ کی ہیبت
ناک خونون سے ان کا تطابق نہین کر سکتے۔ ظلم اور جبر نے یہانتک نوبت پہونچائی تہی کہ کسی کا
پادری کے ہاتہہ سے قتل ہونا مبارک خیال کیا جاتا تہا۔ نفس پرست پادری جہان اور جس گہر مین
گہس گئے اور انہون نے گہریلو خواتین کے عصمت کے تاج کو اتارنا چاہا اگر انہون نے عذر نہ کیا تو خیر
اور نہین تو وہ وہین قتل کی گئین یہہ معاملے روز نئے نئے قسم کے ظہور مین آتے تہے۔ جہان جہان مین
کسی نے سرتابی کی اور فوراً اسکی گردن اڑا دی گئی پہر کوئی نہ دریافت کرتا تہا کہ آیا قاتل نے یہہ قتل

اتفاقاً کیا ہے یا ظلم سے جو لوگ مجسٹریٹ تھے انہین اپنی عیاشی کے سوائے دنیا و مافیہا کی خبر نہ تھی وہ نہ جانتے تھے کہ کیا ہو رہا ہے اور آیندہ کیا ہوگا وہ یہہ سمجھتے تھے کہ جو کچھہ پادری کرتے ہین اسمین خطا کا احتمال نہین ہوتا۔

اگرچہ وہ تمام جہان کو قتل کر ڈالین انہین سزاوار ہے۔ مقتولین کے ورثا لوگ دن مین سر پیٹ پیٹ کر قسطنطنیہ کے حکام کے مکان پر فریادی لاتے تھے کہ ہم پر یہہ ظلم ہوا کوئی کہتا تھا کہ یہہ میرا بھائی محض بیگناہی کی حالت مین مارا گیا کوئی کہتا تھا جسکی آنکھین کھلی ہوئی ہین اور جسکی پتلیان پھری ہوئی ہین یہہ میرا نوجوان عصائے پیری بیٹا تھا فلان پادری صاحب کے سائیس نے اسے قتل کر ڈالا غرض یون ہی ہر شخص شکایت کرتا کہ مجھپر یہہ ظلم ہوا ہے بجائے اسکے کہ ان کا انصاف کیا جاتا اور ان کی زار حالت پر رحم کھایا جاتا اور الٹا ان کو جو منچا کیا جاتا اور ان کی محض اس جرم مین کہ انہون نے پادریون کی یا انکے سائیسون چوبدارون کی شکایت کی انہین صلیب پر چڑھا دیا جاتا تھا۔ لیجیے یہہ انصاف تھا۔ یہانتک شہر قسطنطنیہ کی کیفیت تہی کہ جہان رحمدلی۔ نیکی۔ شائستگی۔ تہذیب مذہبی پاکی کا نام و نشان تک مٹ گیا تہا۔

اس زمانہ مین اگر قسطنطنیہ اور ایران کا مقابلہ کیا جائے تو نسبتًہ ایران مین پھر بھی قانون اور قاعدہ تھا۔ اور کسیقدر وہان کی رعایا یہان سے پھر بھی ان بیرحمیون سے آزاد تھی۔

مختلف جرائم کی بہرمار سے کہ جنسے قسطنطنیہ کی تاریخ ہرگز بے داغ نہین رہسکتی اور ہمیشہ ان مظالم خیز حالات کو پڑھکر سچی قسطنطنیہ کی ہیبتناک تصویر لوگون کی نگاہون مین ایک خوف پیدا کرتی رہیگی۔ جس زمانہ مین کہ ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بچے ہی تھے ایک نہایت نیک صالح رحمدل منصف شاہ کو جو قسطنطنیہ کا تھا جس کو زمانہ گذشتہ مین (ایلفی زینو ٹم) کہتے تھے بیرحم ہاتھون نے اس بیچارہ کو معہ اسکے بچون کے قتل کر ڈالا سیحی سلطان کے حکم سے اسکی بیوی بچے سخت اور اشد بیرحمی سے ذبح کیے گئے۔ یہہ بادشاہ اپنے مامن اور معبد سے سخت ذلت سے نکالا گیا اسکی آنکھون کے آگے بچون کو پادریون نے باری باری سے قتل کیا پھر اسکی پیاری بیوی کو مار ڈالا اور آخرکار بادشاہ کا بھی اسی سختی اور قصائی پنے سے فیصلہ کر دیا لڑکیان جو ہنوز معصوم ہی تہین ان کے ریشمی لمبے لمبے بال بیرحمون نے کھسیٹ کر ان کے گورے گورے گلون پر چھریان پھیر دین اس بادشاہ کی بیگم کا نام پادشاہ بیگم مارشش تھا

قسطنطنیہ کے سلطانون کی اس بیرحمی کی یادگار پادشاہ بیگم اور اس کے معصوم بچون تک ہی نہین تھی بلکہ مقتول شاہ کے رفقا اور اس کے عزیزون پر بھی وہ ہی بیرحمیان توڑی گئین اور بہت ناانصافی سے انہین بھی قتل کیا گیا۔ یہہ بداعمالی اور بیرحمیان قسطنطنیہ کے عیسائیون

نا مہ اعمال سے کبھی نہ جائیگی - اس بیگناہ شاہ کے رشتہ دارون کو معمولی قتل کرنے کی سزا نہ دی گئی بلکہ گرم گرم نکلون سے ان کی آنکھین نکالی گئین ان کے حلقون سے زبانین اینچ لی گئین ان کے ہاتھہ پیر ایک ایک کرکے کاٹے گئے بعضونکو آگ مین جلا یا گیا اور بعض دیوارون مین زندہ چن دئیے گئے - صدہا کو بند ہوا کر کتون سے پہڑوا دیا اور صدہا کو نصف زمین مین گڑوا کر تہوڑے تیرون اڑوا دیا - صدہا کو کہولتے ہوئے تیل مین مرنڈا کردیا اور صدہا دیکھتے ہوئے کولون پر لٹا کر فنا کر دئیے گئے گبن لکھتا ہے اگر ان کی گردنین تلوارون سے اڑا دی جاتین تو ان کا بڑا بھاری رحم گنا جاتا ،،

سلطنت بائی زین ٹائن ان ہی بے اعتدالیون اور بے قانون کارروائیون کے صدقہ مین دن بدن تنزل کرتی گئی اور آخر یہانتک نوبت پہونچی کہ اسکے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے - زمانہ کی ناانصافیون ناقابل تنفر بدعتون - ناقابل جہادون - غیر معمولی نا مقدس راہبون کے جوشون - مذہبی معتقدان کی بے اعتدالیون - اشد اور سخت ترظلمون نے بائی زین ٹائن سلطنت کی بنیادون مین زلزلہ ڈالدیا تہا اور ایک تخلل عظیم برپا ہو چلا تہا - ایسی ناگفتہ بہ حالت مین ایسی زبردست مصلح کی ضرورت تہی کہ جو اپنی رحمانی قوت بازو سے جابرون اور ظالمون کی عالم سے بیخ و بنیاد اکھیڑ کر پھینکدے اور انکی جگہہ رحیم اشخاص پبلک پر حکمرانی کرنے کے لئے مقرر کرے یہہ کام صرف محمد عربی نے پورا کیا -

حاشیہ ملمین نے اس زمانہ کی عیسائیت کی مفصلہ ذیل کیفیت لکھی ہے کہ وقت طلبیدہ کا سبب بلیث کارہ یا مجہول تصدق علاوہ غلام اور فتنہ انگیز صلاح کار بائی زین ٹائن شہنشاہ کا تہا - ایک تو شہنشاہ خود ہی مطلق العنان اور بیرحم ہوتا تہا لطف یہہ تہا کہ بشپ اور بہی اسے اخلاق و شائستگی کے قوانین سے آزاد کرنے کی کوشش مین لگا رہتا تہا - ماتحت پادریون کا عہدہ بہی خوب ہی موہوم سے تہا - وہ جانتے اپنی سوسائیٹی مین خواہ کچھہ ہی کام کیون نہ کرین اور انکی کیفیت طرز معاشرت کیسی ہی ہو پہر بہی وہ سب پر حکومت کرتے تہے ان کا حکم ہر گروہ اور ہر فریق پر چلتا تہا کیا مقدور تہا جو کوئی شخص انکے حکم سے انحراف کر سکتا عوام لوگون کے دلون پر اپنے اخلاق سے نہین اپنے رحم سے نہین اپنے زہد و تقوے سے نہین بلکہ اپنے جبر اور زبردستی سے ایسے محیط تہے کہ گہٹا زمین کے کسی ٹکڑے پر محیط ہوجاتی ہے جو کچھہ چاہتے تہے کرا لیتے تہے اور ان پر انہین بہرحال پورا پورا اختیار تہا - انہین اول تو سرے سے یہہ قابلیت ہی نہ تہی کہ وہ عدل و انصاف کے دائرہ مین مقید ہو کر کچھہ کرتے اسپر بہی وہ جان جان کر رعیت پر ظلم ہی کرتے تہے اور جہانتک ان سے ممکن ہوتا اپنی نفسانی خواہشون کے پورا کرنے مین وہ ذرا بہی پس و پیش نکرتے - وہ اپنی مافوق العادت توتون سے عوام پر حکومت کرنا چاہتے تہے چہوٹے چہوٹے شعبدہ اور غیر نتیجہ کرشمون سے وہ چاہتے تہے کہ سبکو اپنا مطیع بنالین لیکن پہر بہی نہین انکے احکام منوانے کیلئے جبر اور زبردستی جور و ستم بہی کرنا پڑتا تہا یہہ نہ تہا کہ لوگ از خود انکی پاکی انکے زہد و تقوے انکی ایمانداری انکی حلیمی انکی مسکینی انکے خلق کے باعث مطیع و منقاد ہوتے ہون وہ انہین ابلیس سے بڑہکر جانتے تہے مگر جبر و تعدی سے مجبور تہے - وہ ایک عام جہالت مین ڈوبے ہوئے تہے اور اس تدبیر و حکمت مین وہ سہمت تہے اور اس فرقہ وہ شائستگی مین ایسے کو اول درجہ کا کامل انسان جانتے تہے جو خانقاہ مذہبی اولو العزم اور تیر دل شہرون کو جو بہت کچھہ پبلک فوائد کیلئے کام کر سکتے تہے خانہ نشین اور معطل کردیا اور انہین ایسا بیکار بنادیا کہ بجز سواے مجبوری کے ان سے کچھہ نہو سکتا تہا - پادریون کی تعلیم انہین سکہاتی تہی کہ وہ محض بیکار بیٹھے بیٹھا ئین اور گہرون کو چہوڑ چہوڑ کر جنگلون مین آباد ہون اپنی شریفانہ محنت کشی عادتونکو بہول جائین اور انہیں بیکاری اور کاہلی کی عادت ہو جائے وہ دنیا سے علیحدہ ہو گئے تہے سنسان بیابانون مین انہون نے گوشہ نشینی اختیار کرلی ہیچ ان کا اعتقاد تہا خانقاہ ہو یا نہو تنہا بیٹھکر بے نتیجہ عبادت مین اپنی زندگی بسر کیا کرتے اور اسی حالت مین گذر جانا اپنا سب بڑا ثواب جانتے - ملمین لاطینی مسیحیت جلد اول صفحہ

اور [illegible] جانب کا وہ ملک جو ایشیائی ٹرکی مین شریک ہے یعنی پارتھیس اور رومیون نے تباہ کردیا تھا
اور [illegible] بھی شوکت بعدازان ایرانیون اور قسطنطنیہ والون نے خیرباد کردی لیکن انھون نے
[illegible] انکی جھاڑیان پھیردی- انکی تمدنی بربادی سے ان کی سوشیل مصیبت کئی قدم آگے بڑھ گئی
[illegible] حضرت عیسے کے پیرو اور ان کے مقلد بڑائی کو نسبت نابود کرنے کے بجاے اور اسکی بنیاد استوار کر
رہے تھے- میگورتشی مذہب والے ذلیل و اور متزلزل مسیحی مذہب سے مقابلہ پر تلے ہوئے تھے بیشتر
ضعیف الاعتقاد لوگون سے سخت ہلاکت مین پڑے ہوئے تھے جن عورتون نے کہ نبوت کا دعوی کیا تھا
انہون نے [illegible] فسادون نے- مغربی ایشیا کو تباہ وبرباد کردیا تھا- اور اس تمام خطہ پر خونخوار جہالت
اور وحشت چھائی ہوئی تھی- فتح کی گردباد اور اسکے زہریلے تند جھوکے جو افریقہ پر زور سے چلنے لگے تھے
انھون نے وہان بھی ایک نئی آفت برپا کردی تھی- خونریزی قتل وغارت مسیحی مذہب کے پیروون اور
[illegible] کی بے قانونی نے مصر اور افریقہ کے صوبون مین اخلاق و انصاف کا تو بالکل ہیچ ہی
کردیا تھا- یورپ مین لوگون کی کیفیت اور بھی مصیبت خیز تھی- روشن دن اور [illegible] بھی وزرا
کی حاضری مین [illegible] ملک کا سچا سرپرست قسطنطنیہ کے بڑے بازار مین زندہ جلا دیا گیا- روم
کی تمام [illegible] مین [illegible] کی اپنے حریفون سے جنگ ہوتی تھی اور تمام چرچ عیسائیون کے خون
سے رنگے جارہے تھے- کوئی گرجہ کوئی خانقاہ کوئی قربانگاہ ایسی نہ تھی کہ جس کی سرزمین پر خون
کے باعث [illegible] نہ ہو سکتی ہون- اسپین مین بھی بدانتظامی کی یہی کیفیت تھی وہان بھی بربادی
انتہا [illegible] تھی اور خونریزی کا بازار گرم تھا-

دولتمند اور امیر شخص جن کو صوبہ کی مجسٹریٹی ملی تھی اور جو شہنشاہ کی ماتحتی مین مجسٹریٹ کے لقب سے
پکارے جاتے تھے تمام بوجھون سے انہین سبکدوش کردیا تھا- وہ شہر کے باہر خوشنما مکان بنا بناکر انمین عیش
کی زندگی بسر کرتے تھے حسین حسین امرد اور خوبصورت لونڈیان انکے گرد خدمت مین حاضر رہتی تھین وہ
اپنا وقت زیادہ تر حمامون مین صرف کرتے اور وہان وہ بدعت ہوتی کہ پناہ بخدا جو بچ رہتا [illegible] انکا وقت صرف
ہوتا تھا ان صرف اسقدر تو تھا کہ کھانے اور شراب پینے مین انکے وقت کا کچھ حصہ صرف ہوتا تھا اور باقی تمام
وہ اپنا وقت جوا کھیلنے حمامون مین بداخلاقی سے اپنی زندگی بسر کرنے مین گزارتے تھے-

ان کے اس عیش پسندی اور گلچھرے اڑانے نے خدا کی مخلوق پر ستم پر ستم برپا کرنے شروع کردیئے-
ملک کا چھوٹے سے چھوٹا اور دور سے دور حصہ کوئی ایسا نہ دکھائی دیتا تھا کہ جسپر [illegible] کا ظلم کا
ہاتھ نہ دراز ہوا ہو اور ان کی سلطنت کے زہریلے اثرات سے کوئی بچا ہو- ایک آفت چارون طرف
چھائی ہوئی تھی کسی جگہ امن کا پتہ نہ تھا لوگون کی متجسسانہ نظرین امن اور آسایش کی تلاش مین

اٹھتی تھیں کہ ایرانی ریاست کے ہمکنار ہوکر واپس پہونچتی تھیں اگرچہ یہ غلامی ناپید ہوگئی تھی اور اسکی جگہ آزادی اور غلامی کے درمیانی صورت قائم ہوگئی جو پہلی سے کسیقدر بہتر تھی اور یہہ لوگ غلاموں کی نسبت بہت بہتر خوش خرم اپنی زندگی بسر کرتے تھے وہ جائز طور پر اپنی شادیوں کا ٹھیکا کر لیتے تھے اور انہیں اس زمین کی آمدنی سے جو انہیں جوتنے بونے کے لئے دی جاتی محدود روپیہ ملتا اور ان غلاموں کے مرنے پر ان سے اسباب اور مویشی نہ لیتے - لیکن اور تمام باتون مین یہہ غلام ہی تھے اور غلام ہی کے نام سے پکارے جاتے تھے -

ان کی ذاتی خدمات جو اگر گورنمنٹ تھین - یعنے سلطنت کو ان کی ذاتی خدمات پر پورا اختیار تھا - گھریلو غلاموں مین اور اس زمین کے غلاموں مین صرف یہی فرق تھا کہ گھریلو غلام تو ہر قسم کی خدمت کرنے کے لئے مجبور ہوتا تھا مگر انہیں صرف زمین ہی کی خدمت سپرد ہوتی اور دوسرا کام ان سے نہ لیا جاتا - لیکن یہہ ناممکن تھا کہ وہ بازادی کہیں دوسرے ملک کو جا سکین اور اپنی خوشی کے موافق زمین مین کام کر سکین - باین ہمہ غلاموں کی حالت مصیبت ناک اور ناگفتہ بہ تھی آبادی مین غلاموں ہی کا بڑا جزو تھا کہ جن پر طرح طرح کی سختیان اور آفتین توڑی جاتی تھین اور انکی زندگی اس تکلیف مین گزرتی تھی کہ ان کے افسوس ناک حالات سنکر ہم آٹھ آٹھ آنسو روتے ہین -

اسباب اور مویشی سے بھی بدتر ان سے برتاو ہوتا تھا وہ مظلوم خاموشی سے اپنے مربیون کے بیجا مظالم کو سہتے تھے اور اُف نہ کرتے تھے وہ چارونطرف اپنے دادرس کو دیکھتے مگر اپنی اس جستجو مین وہ ناکام رہتے انکے لئے ایک ایسے نجات دہندہ کی ضرورت تھی کہ جو انہیں ان سختیون سے نجات دیتا اور ان کا پورا سرپرست بنجاتا یہہ مبارک کام جہان کے حامی محمد عربی نے پورا کیا اور اس ہی مقدس ذات کو یہہ شایان بھی تھا - انسانی فطری خوشیون اور روحانی یا جسمانی لذتون مین سے کسی لذت کا انہیں ذرا بھی حصہ نہ ملا تھا - وہ بظاہر انسان تھے لیکن ان کے بیرحم ظالم آقا جانورون سے بدتر ان کو رکھتے تھے ایک یورپین مورخ جو اپنی متعصبی مین مشہور ہے اپنے پرزور مضامین کی رو مین یہہ لکھتا ہے " کہ دو غلام جس وقت انکا آقا پھولون کے بچھونون پر پڑا سوتا تھا باہم آنسو بہر کر یہہ گفتگو کر رہے تھے کاش ہم کتے بنائے جاتے تو کبھی ہمارے کان مین آقا کی جھنکار کی آواز نہ آتی یہہ آواز غنودہ آقا کے کان مین پہونچی اور اس نے انہیں صرف اتنے سے کہنے کے جرم مین زندہ ذبح کر ڈالا - وحشیون کے حملہ نے اور بھی غلامون ہی پر زیادہ مصیبت ڈالی ہزارہا غلام محض بیگناہی کی حالت مین بیرحمی سے قتل کئے گئے سب سے زیادہ ان غلامون کی بدتر حالت تھی کہ جو پادریون کے پاس تھے اور گرجون مین کام کرتے ان پر تو اور بھی غضب برپا تھا تمام جہان کے مظالم اور سارے عالم کی آفتین پادریون کے غلامون کی جانون پر برپا رہتین - پادریون کے نیچے ادنے ادنے سی باتون پر بیچارے ستم رسیدہ غلامون کو اپنے ہاتھون سے ذبح کر ڈالتے اور ذرا

اف نکر لئے پاک گرجون کی زمین بیگناہ غلامون کے خون سے رنگی جارہی تہی۔
مگر کوئی نہ پوچھتا تہا کہ پادری کیا ظلم کر رہے ہین اور انکے تعدی کی کچھہ حد بھی ہے یا نہین جس قدر بہائی پٹے تے کہ مرد قتل کئے جاتے تہے اسی سفاکی سے عورتین اور انکے یتیم بچے بہی ذبح کئے جاتے نہ بیوائون کی زاری اور نہ یتیم بچون کی حسرتناک واویلہ کوئی سنتا تہا نہ مظلومین کی جگر شق کرنے والی صدائین سفاکون کے ہاتہون کو قتل سے باز رکہتی تہین۔ یہودیون کا ایک عظیم الشان گروہ بہی عظیم مین اکرہم گیا کیا جو کچھہ مصیبتین یہود نے حضرت عیسیٰ کے پیروان کے ہاتہون سے اٹہائین وہ ناگفتہ بہ ہین ایک یہودی مورخ لکہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے سولی پر چڑہ کر تمام عالم مین دو عظیم الشان گروہون مین ہمیشہ کیلئے فساد کا بیج بو دیا اور ایک پہوٹ بیگناہ جانون کو پامال کرا دیا (معاذ اللہ) یہہ بیانی ہین کہ حضرت عیسیٰ کے صلیب چڑہنے کی پالیسی یون پیش آرہی ہے ہین۔ عیسائیون نے قوت پکڑ کر یہودیون پر اسقدر ظلم کیا کہ جسکی انتہا ہو گئی تہی جیسے حکمرانون نے گویا یہودیون کی نسل منقطع کر دینے کا بیڑا ہی اوٹہا لیا تہا حضرت عیسیٰ کی ۶۱۲ برس بعد جب فلیپی کے ہاتہ سلطنت کا دور حکومت آیا تو اسنے یہودیون کی جان پر اور بہی غضب برپا کر دیا لاکہون یہودیون کو زندہ جلا دیا اور ہزارونکو زندہ دیوارون مین چنوا دیا غرض وہ وہ ظلم توڑے گئے کہ بیرحم سے بیرحم انسان بہی یہہ دلا دینے والی حالتین دیکہکر جگر شق کرے مگر پادریون کو ذرا بہی رحم نہ آتا تہا۔

یہہ ظلم و ستم اس وقت تک برقرار رہا کہ جب تک اسلام کا ظہور نہین ہوا یہہ یہہ اسباب تہے جن سے اسلام کا ظہور دنیا مین ضروری اور لابدی تہا۔ اگر اسلام نہ پیدا ہوتا تو قیامت تک خدا کی مخلوق یون ہی کچلی ہوئی چلی جاتی۔

بیرحمون کے ہاتہ روکنے کے لئے کوئی بہی نہ نکلتا نہ مظلومین کی داد کو کوئی پہونچتا اور نہ امن قایم کرتا۔ نہ خدا کے سچے فرمان اور اسکی مرضی معلوم ہوتی۔

اس مقدمہ مین مجہے یہہ بہی ثابت کرنا ہے کہ اسلام کے آنے کی ضرورت تہی جتنے واقعات مین نے لکہے ہین انکو دیکہکر خود ناظر کہہ اٹہیگا کہ بیشک اس زمانہ مین اسلام کے آنے کی بہت ہی اشد ضرورت تہی۔ اب مین ملک عرب کی طرف متوجہ ہوتا ہون وہ عرب جہان ہمارا پیارا نبی پیدا ہوا اور تمام جہان کے نجات دہندہ کا اپنے استواری سے وعدہ کر لیا۔ جو جور و ستم کی تاریک عالم پر چہائی ہوئی تہا کو مٹا کر انصاف و امن کا قائم رکہا یا عرب کی قومین جو مختلف ملکی جنگون مین کبہی شریک نہین ہوئین اور نہ پولیٹیکل کاروائیون کا انہین حصہ ملا ان کے اصلی اصلی حالات کچہہ ایسے پوشیدہ ہین کہ ان کی مفصل کیفیت ابتک نہین کہلی۔ اور جو اصل بیان کیا جائے تو عرب کی قوموں کے کچہہ واقعات تاریخی بہی ایسے نہین ہین کہ وہ قلمبند کئے جاتے یا انکو تحریر مین لانے کی ضرورت پڑتی حضرت ابراہیم سے ابتک عرب کے بہت سے قبیلون کی ایک سنت ہے معمولی کہیتی باڑی کرنا اور اپنے مویشیون کو چرانا نہیں وہی خانہ بدوشی اور وہی شاہ لوک۔

وہ ہی کہانا پینا ذرا ہی فرق نہیں ہوا - یہہ تو بعض بعض قبایل کا ذکر ہے نہیں ہمارے مفخر موجودات کے مبارک ظہور سے پہلے کل قبایل کی یہی کیفیت تہی ہان ایک صفت اگر تہی تو یہہ تہی کہ وہ کسی کا مطیع ہونا عیب قبایل کرتے تہے علیحدہ علیحدہ ان کے جتہے تہے اور وہ اسی مین اپنی زندگی بسر کرنا اپنا قومی فخر خیال کرتے - ان اونپر کسی نے تہذیب کی روشنی نہ ڈالی تہی اور وہ اپنی بت پرستی ستارہ پرستی کی اگلی ہی دہن مین پامال ہوتے جا رہے تہے -

کسری اور قیصروں کے متواتر عرب پر لشکر کشیون نے سوائے مختلف تباہی اور شہرون کے برباد کرنے کے عربون کو ان کی خواب غفلت سے نہ جگایا نہ صرف سلطنت قسطنطنیہ بلکہ ایرانیون کی سلطنت کے متواتر حملون نے اور بہی عرب مین ایک آفت برپا کر دی تہی - حملون سے بربادی بڑہتی جاتی تہی لیکن یہہ نہ تہا کہ ان حملون سے کسی قسم کی اصلاح پہیلتی - نہ کہ ویرانی کی وبا پہیلتی چلی جاتی تہی - تمام جہان نے اپنے اپنے زمانہ مین ترقی کر لی آخر اس خطہ کی بہی باری آئی کہ جو سب سے الگ پڑا ہوا تہا اور جسپر اولوالعزم فاتح آنکہ اوٹہا کر دیکہنا بہی عیب خیال کرتا تہا - یکایک اسمین سے نور چمکا اور وہ نور حضرت مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کا تہا کہ جنہیں ملکی ہونے کا سدا فخر رہا اور خود مکہ بہی اپکی مبارک ذات سے ہمیشہ فخر کرتا رہا -

پہاڑون کا سلسلہ جو بیت المقدس سے خاکنائے سویز تک برابر چلا گیا ہے اور جزیرہ نمائے عرب کے جنوبی حدود تک دریائے احمر کے متوازی ایک صورت مین خوبصورتی سے قایم ہے اسکو عربی زبان مین حجاز یا حد فاصل کہتے ہین یہین تک جتنے ممالک کو یہہ پہاڑی سلسلہ گہیرے ہوئے ہے وہ سب حجاز ہی مین داخل ہے - کہین سے تو یہہ پہاڑون کا سلسلہ سمندر کے پہلو بہ پہلو چلا گیا ہے اور کہین سے کنارہ سے بہت دور فاصلہ پر واقع ہوا ہے اور اسکے اور سمندر کے کنارہ کے بیچ مین ویران زمین نشیبی گہاٹیان خشک بنجر پڑے ہے اور کہین سے تر و تازہ گہاٹیان اور زمین واقع ہوئی ہے - ان پہاڑون کے اس پار مشرق کی طرف نجد کی حدود پہیلی ہوئی ہین - اور یہی حصہ بلندی عرب کہلاتا ہے - یہان تر و تازگی اور سرسبزی نے قول ہار دیا ہے - آنکہہ کو حد سے زیادہ تر و تازگی یہان کی سرسبز زمین سے ہوتی ہے - سلسلہ مرغزار اور بیسیون ہرے ہرے باغ یہین چشم ناظر کو اپنے اوپر فریفتہ کرتے ہین فطرہ کے مقناطیسی منظر اور ان کی بہار یہین کیفیت دیتی ہے اسی حجاز مین مکہ اور مدینہ بہی ہین جو اسلام کی پیدائش کی جگہہ اور اسلام کے گہوارے تہے -

اس مرزوبوم یا کشور کو چار قابل وصف ملکون مین تقسیم کیا گیا ہے - پہلا حصہ شمال کی طرف عربیا پیٹریا کہلاتا ہے جسمین پرانے ایڈومیٹیز اور میڈین تیز کے ممالک شامل ہین - اسکے بعد ملک حجاز ہے جسمین یثرب جسکو بعد ازان مدینۃ النبی کے لقب سے ملقب کیا گیا شامل ہے - حجاز کے جنوب کی طرف شہر تہامہ واقع ہے جہان مکہ اور جدہ کا بندر بستا ہے یہہ جدہ کا بندرگاہ ہی ہے کہ جہان ہر سال عجیب و یون

... عرب جو قرنوں سے زمانہ کے حاجی جمع ہوتے ہیں اور پھر ہندوستان [illegible] روانہ ہوتے
... [illegible] کہلاتا ہے جو یمن کے حدود [illegible] گیا [illegible]
یمن اس حصہ ملک کو کہتے ہیں کہ جو عرب کے انتہائی جنوب مغرب کی انتہا پر واقع ہے جسکو [illegible]
دریائے احمر گھیرے ہوئے ہے اور جنوب کی طرف سے بحیرۂ ہند اور شمال کی طرف سے حجاز مشرق کی
جانب حضرموت واقع ہے عموماً جنوب عرب کو یمن کہتے ہیں۔ جنوب عرب میں علاوہ یمن کے
حضرموت اور ضلع مہرہ حضرموت کے مشرق تک [illegible] مہرہ کے پار جزیرہ نما کے جنوبی مشرق
دمہ پر امن واقع ہے جس کے شمال میں البحرین یا الحسا خلیج فارس پر آباد ہے۔ اس ملک کی جغرافی
نجد جسکی بلندی میں ایک وسیع خطہ ہے جو مغرب کی طرف سے حجاز کے پہاڑوں کی مشرقی جانب سے شروع ہوتا
ہے اور اسمیں تمام وسط عرب شامل ہے۔ نجد کا وہ حصہ جو یمن کی حدود پر واقع ہے اسکو یمن کا نجد کہتے
ہیں اور اس کا شمالی حصہ صرف نجد ہی کہلاتا ہے۔ یہ دونوں حصے ایک پہاڑی حصے کے سلسلے سے جدا کر دیے گئے
ہیں جسکو یمامہ کہتے ہیں یہ مقدس شہر اسلام کی تاریخ میں بہت مشہور ہے نجد کے شمالی رخ شامی
جنگلات پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ جنگل نہ صرف عرب کا ایک حصہ ہیں بلکہ یہیں خانہ بدوش عرب اپنے گلے
چراتے اور خود بھی آباد ہیں یہیں ان کی کھیتی باڑی ہوتی ہے۔ ان کی وحشیانہ زندگی اور اسکی غیر
تہذیب طرز معاشرت ان کے ابتک جدمورث کی سی انمیں ابتک پائی جاتی ہیں۔ نجد کے شمال
مشرق کی طرف عراق ہے عرب کے مزروعہ خطوں میں یہ برابر پھیلا ہوا ہے۔ نجد کی مشرقی طرف البحرین
واقع ہوئے ہیں۔ جنوب کی طرف داہنا کے جنگل پھیلے ہوئے ہیں اور اس جنگل نے نجد اور حضرموت
اور مہرہ کو علیحدہ کر دیا ہے۔ یہ وسیع ملک جو ملک فرانس سے وسعت میں دگنا ہے دو قوموں
سے آباد ہے ایک قوم کو شہری کہتے ہیں اور دوسری قوم جنگلی یا جنگل کی رہنے والی کہلاتی ہے۔
برٹن اور پول نے جو اعلےٰ درجہ کے مشہور معروف مصنف ہیں ان صحرانشینوں یا خانہ بدوشوں کے
حالات یوں قلمبند کئے ہیں۔ یہ عرب جنکا مذہب اسلام ہے باایمان وفادار اپنے قول کے پورے
راسخ الاعتقاد ہیں۔ انہیں دین اسلام کی سچی سچی حمیت ہے انہیں عزت کا ایسا ہی پاس ہے
کہ انتقام لینے کے لئے وہ اپنی جانیں ہلاک کر دیتے ہیں ان کی مستقل مزاجی اور اولوالعزمی انکی
وفاداری اور اپنے قول پر ثابت قدم رہنا وہ اعلےٰ اعلےٰ صفتیں ہیں کہ جو مہذب سے مہذب ملک
میں بھی نہیں پائی جاتیں۔ شہری اور جنگلی عرب میں خواہ کچھ ہی فرق کیوں نہو پھر بھی یہ کہا جا سکتا
ہے کہ ہر عرب فطری طور پر گویا جنگل یا لق ودق صحرا کا بچہ ہے۔ اسکی جوشیلی اور پرجذبہ آزادی
کی محبت اسکی روحانی سربلندی اور فخر اسے اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ وہ بازادی سرسبز جنگلوں
میں اپنی زندگی مصفا آسمان کی نیلی چھت کے نیچے بسر کرے اور کسی مغرور حکمران کے آگے سر تسلیم خم نہ

صداقت اور نیکی تہا اور تہا پر وہ ایسا ہے وہ صرف ایک خدا کے واحد کی پرستش کرتے ہین اور انہے ہیاں بنی موسیٰ عربی کو نہ تہا ... اپنا مقتدا اپنا شفیع سمجہتے ہین۔ ایک برد ہی کی اصلی برحق اور مخلوق خدا کی صرف یہی ہے کہ خدا کے دین پر قایم رہے اور اپنے عزت سمجہے گو ہیدار کر کسی مکدر ہوئے یا شکستہ ہونے کا موقع نہ ہے۔ ایسا زبردست اثر کبہی اور کہین کسی زمانہ مین کسی نبی کی تلقین کا نہین ہوا۔ دریائے فرات[1] کے مشرقی کنارہ پر جو ملک آباد ہے اسکو عراق عرب کہتے ہین عرب مستعربہ یا قطانی عرب اور ابراہیمی فرقہ کے بہت سے لوگ جزیرہ نما مین خود چلے آئے اور پہر انہون نے جو کچہ نائت عربون کے ساتہہ اپنی بود و باش اختیار کی یہہ تین نام عربیہ۔ متاربہ مستعربہ ان قومون قے زمانہ اور قومیت کے لحاظ سے انہے یہہ خطاب کہے[2] عرب عربیہ کی قومین جنکا ایک خاص تعلق تاریخ اسلام سے ہے وہ بنی عاد اور ثمود[3] جوڈی سائٹس اور پٹولیمی ہین۔ جزیرہ نمائے عرب مین جو لوگ پہلے ہی سے بستے تہے اور یہان کے اصلی باشندے تہے وہ بنی عاد کی قوم مین سے ہوئے ہین۔ انہون نے وسطی عرب مین خصوصاً اپنی بود و باش اختیار کی تہی جو ملک مین ہیڈرامات اور امن سے پیوستہ ہے۔ اپنے قومی زمانہ کی ابتدا ہی مین یہہ ایک قوی اور خوفناک قوم تہی۔ اس قوم کا ایک سلطان جسکا نام شداد تہا اور جسنے اپنی سلطنت کو جزیرہ نمائے عرب سے اس پار تک وسعت دی تہی ایک بہت بڑا شان و شوکت والا بادشاہ تہا جسکا ذکر قرآن مجید مین بہی آیا ہے۔ مورخ لکہتے ہین کہ اس نے عراق بہی فتح کرلیا تہا اور اسکی سلطنت کی حدین ہندوستان تک پہونچگئی تہین مختلف تاریخی روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح سے دو ہزار برس پہلے عربون نے بیبیلن والون پر حملہ کیا تہا ضحاک کے حملہ کی نسبت اسی قسم کی روایتین ایرانیون مین بہی مشہور ہین جسکا ذکر قرآن شریف مین آیا ہے یا اس کے کسی ہمنام جانشین نے مصر پر حملہ کیا اور مغرب کی طرف ہتیار اٹہائے۔ عربی مورخون کے قول کے موافق مصریون نے اپنے ہمسایون ای تہیو ہیکن یا کیوش کی مدد سے شدادیون کو افریقہ کے باہر نکالدیا اس قسم کی تواریخی روایتون سے بہت کچہہ نتیجہ کہلتا اور دیرینہ صحیح صحیح حالات کا بہت کچہہ علم ہوتا ہے۔

ح۱ لینارمنٹ کی تاریخ مشرق جلد ۲ صفحہ ۲۹۳

ح۲ ابن الاطہر جلد اول صفحہ ۵۰-۵۵

ح۳ کاسن ڈی پرسیول۔

لکہتا ہے کہ بائدہ اور عربیہ دونو ایک ہی ہین صرف الفاظ کا تغیر و تبدل ہے۔ فاضل مورخ کا یہہ قول قابل سند ہے۔

ح۴ ایڈا ہیٹس جنکو ہوک شنے نامٹ نے فتح کرکے تباہ کردیا تہا اور ان کے ملک پر قبضہ کرلیا تہا ایک بہت بڑی زبردست تہی۔ اس کی نسبت مورخون نے بہت بہت کچہہ طبع آزمائی کی ہے۔ ان تمام قومون اور ان کے حالات مین وہ ہمیشہ دلچسپی ہے جتنا کہ ان اقوام کو اسلام سے تعلق ہے مگر چونکہ عرب فرقون کا ذکر کرنا ہے اسلئے ہم ان کا مختصر پتہ اور نشان لکہدیتے ہین۔

ایڈامٹس کا گروہ کیشر کہتے ہین کہ ایکدفعہ خشک سالی مین تباہ ہو گیا ہزارون آدمی بہوکے پیاسے بہوک
بہوک کر مرگئے اور لاکہون عورتون بچون نے اسی کی تکلیف مین جان دیدی۔ اس قوم مین سے کچہہ حصہ
بچا تہا جسنے کچہہ عرصہ کے بعد پہیل کر پہر دوسری ایڈامٹس فرقہ کی بنیاد ڈالی اسی گروہ نے یمن مین نسبت
کچہہ سرسبزی پیدا کی۔ مگر پہر یہہ دوسرے ایڈامٹس جو کیٹ نانڈہ کے سمندر مین غرق ہو گئے یعنے جو کیٹ
نانڈہی بنگئے۔ بنی عالیہ۔ بخیال لینارمنٹ کے ایرے مینٹ اصل مین ہین جو بلاشبہہ عالیہ ہی
مین سے ہین۔

بنی ثمود بنی عاد کے موافق کیوشائٹ اور ہمٹ نک تہے یہہ لوگ پہلے قوم کی حدود مین آباد تہے اور بعد
ازان ملک حجر مین انہون نے اپنی بود و باش اختیار کی یہہ ملک حجاز اور شام کے بیچمین عرب پیٹیرا کے مشرق
کی جانب واقع ہے یہہ لوگ غارون مین اپنی زندگی بسر کرتے اور چٹانون کے نیچے ان کے جہونپڑے
بنتے تہے۔ کبہی انہون نے زمین پر اپنے مکان نہین بنائے۔

سرتہری لایرڈ نے اپنی کتاب جدید سیاحی اریبی تریوبس مین اس قوم کی کیفیت لکہی ہے انہون نے
ان نشانات کا پتہ اپنی کتاب مین لکہا ہے کہ جو ہنوز اس قوم کے مکانون کے چٹانون پر پائے جاتے
ہین۔ جو روایتین اپنے بزرگون کی نسبت وحشی بدو بیان کرتے ہین حال کی تحقیق نے انہین
بالکل صحیح ثابت کر دیا۔ یہہ ثابت ہو چکا ہے اور اسمین سب متفق الرائے ہین کہ بدو عرب کبہی جہوٹ
نہین بولتے نہ صرف بدو عرب بلکہ حربون کے کل فرقون کی یہی کیفیت ہے وہ اپنے بزرگون کی بہادری
ثمود اور یہود وغیرہ کی بازیون مین لت پت کر کے بیان نہین کرتے بلکہ جو کچہہ واقعی ہے اسکو وہ بہت فخر سے بیان
کرتے ہین ان کی عادتین سادہ اور بے لوث ہین وہ جہوٹی باتون سے ایسی ہی نفرت کرتے ہین جیسی کہ ایک نیک
آدمی سے ممکن ہو سکتا ہے۔ برخلاف ہم ہندیون کے (مسلمانون سے غرض ہے) کہ اگر اپنے بزرگون کے حالات بہی بیان
کرے تو اس مین بہی بیہودہ نمود اور بغیر نتیجہ فخر کا اسقدر میل ہو گا کہ جو ان کے اصلی حالات کو بہی چہپا لینگے۔
ایک جو چٹانون مین پوشیدہ چہپکر رہتے تہے اپنے کو خدائی غضب سے محفوظ جانتے تہے انہین یقین تہا کہ ہمپر
عذاب نازل ہی نہین ہو سکتا مگر اس خیال نے زیادہ مدت تک پائداری نہین کی اور ان کے مضبوط و مستحکم
مکانات الٹی سکائی ہو گئے اور یہہ قوم بالکل تباہ کر دیگئی قرآن مجید مین قریش کے ڈرانے اور تنبیہ کرنے کے لئے اسی
بربادی کا ذکر آیا ہے۔

بربادی کے بعد بنی ثمود قوم کے بچے بچائے لوگ ماونٹ سیر خلیج ایلی ٹینک کے شمال مین چلے گئے اور یہان
اسحاق اور یعقوب کے زمانہ تک مقیم رہے۔ کہ پہر یہہ گروہ یکایک معدوم ہو گیا بلاشبہہ ایڈوامٹس نے
ان کو ہڑپ کر لیا تہا اور ان کی جگہہ ماونٹ سیر پر یہہ لوگ قابض ہو گئے۔ اس کے بعد بنی غطفان نے یہودیون
ان کو دیکر وطن سے نکالدیا تہا۔ یہہ لوگ بلاشبہ ٹیاوڈورس سیکولس کے زمانہ سلطنت مین تہے اور

یہی لوگ ہیں جنہون نے رومیون کے لشکرون کو بہت کچہہ مدد دی تہی اور ان کی فتحمندی سے انہون نے بہی بہت بڑا حصہ لیا تہا قسم ادر جادس غیر مشہور قومون کا ذکر چہوڑ کر پہر مین بنی جرہم کا ذکر کرتا ہون - یہہ گروہ بہی ایک زمانہ مین تمام جزیرہ نمائے عرب مین پہیل گیا تہا اور انہون نے اپنی ترقی کی یادگارین ایسے برباد ہونے کے بعد ایسی چہوڑین کہ جو اب تک نظر آتی ہین اور جنکا ظہور گزشتہ پرشوکت قوم کی ترقیون کا ایک اعلے نمونہ ہے-

عرب مورخون کے اقوال کے مطابق اس زمانہ مین جو کچہہ جزیرہ نمائے عرب مین الٹ پہیر واقع ہو رہی تہی وہ صرف دو بہائیون کی وجہ سے ہتی ایک بہائی کا نام قحطان اور دوسرے کا یخطان تہا جو ابر یا عبر کے بیٹے تہے اور یہہ خطان یرب کا بیٹا تہا جسکو یمن کا پہلا سلطان کہا جاتا ہے اس سلطان نے اپنا ہی نام اپنی نسل کا رکہا اور تمام جزیرہ نمائے عرب کے گروہون کے ساتہہ اس کا نام شامل کیا گیا - یرب کے بعد تخت نشین ہوا جو محراب کا بانی اور مشہور عبد شام کا باپ تہا - اور عبد شام کا لقب صبا تہا صبا کے دو بیٹے تہے ایک کا نام احمر اور دوسرے کا کہلان تہا - احمر اپنے باپ کے بعد تخت سلطنت پر بیٹہا اور پہر یہہ خاندان احمری یا احمریہ کہلایا-

احمر اور اوسکے بہائی اور جانشین کہلان نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک صدی پہلے تک یمن مین حکومت کی اسی خاندان سے ذوالقرنین اور مشہور بلقیس ہوئی جو بعد ازان بیت المقدس مین حضرت سلیمان کے وقت مین چلی گئی ہتی-

---

ص۱ اس کا نام احمر یعنی سرخ اسلئے رکہا تہا کہ اسے سرخ جبہ پہنے کا بہت شوق تہا نہ صرف سرخ جبہ بلکہ کل کپڑے سرخ پہنا کرتا اور اسی رنگ سے اسے بہت شوق تہا یہی وجہ ہتی کہ اس کا نام احمر رکہا گیا تہا-

ص۲ ذوالقرنین کی تشخیص کرنے مین ایک بہت بڑا شبہہ باقی ہے بہت سے مسلمان مورخون کا قول ہے کہ قرآن شریف مین جس سکندر اعظم یا ذوالقرنین کا ذکر ہے وہ وہی سکندر واقع مقدونیہ تہا - یہہ خیال شاید کسیقدر صحیح ہو اسلئے کہ ذوالقرنین کے معنے دو چاند کے ہالہ کے مالک کے ہین سکندر کے زمانہ مین یہہ دستور تہا کہ مصر مین تاج پر دو چاند کے ہالے لگایا کرتے تہے اور یہی سکندر نے بہی اپنے تاج مین لگائے تہے اسلئے آپ سکندر ذوالقرنین کہنے ہین اور غالبا قرآن شریف مین بہی شاید اسی سکندر سے مطلب ہو اسلئے کہ اسکے فتوحات بہت وسیع ہتین اسکے علاوہ ایک بہت بڑا ثبوت اس امر کا یہہ ہے کہ جس ذوالقرنین کا ذکر قرآن شریف مین کیا گیا ہے وہ سکندر مقدونیہ ہی تہا - سکندر مقدونیہ کا مزار لیبیہ مین جو میر ایلین مین بنا ہوا ہے اسکو مسلمان سکندر ذوالقرنین کا مزار جانتے ہین بلکہ اسکو نبی کہتے ہین ہزارون کوس سے اس مزار شریف کی زیارت کے لئے لوگ دور دور سے چلے آتے ہین اور انہین اس امر کا یقین ہے کہ یہی وہ ذوالقرنین ہے جسکا ذکر قرآن مجید مین آیا ہے آپ صاف ظاہر ہے کہ سکندر مقدونیہ ہی ذوالقرنین کے لقب سے پکارا جاتا ہے دوسری بات یہہ ہے کہ دنیا کے کسی حصہ سے بڑے حصہ مین بہی ایسا کوئی سکندر نامی سلطان نہین گزرا کہ جس نے ایسی عظیم الشان فتوحات کی ہون سب سے بات سے یہی پایا جاتا ہے کہ سکندر مقدونیہ ہی ذوالقرنین ہے نہایت لگتا ہے کہ شداد - سکندر ذوالقرنین - بلقیس یہہ تینون کیونکر شامل ہی تہے - بعض نافہم یہہ جانتے ہین کہ ذوالقرنین جسکا ذکر قرآن شریف مین ہے وہ چین کا خاقان تہا حالانکہ یہہ محض غلط ہے نظامی نے سکندر کے حالات کو لیطور جہوٹے منترتی افسانون کے لکہا ہے لیکن پہر بہی انہون نے بہی ذوالقرنین سکندر مقدونیہ ہی کو لکہا ہے - اب صرف بحث اسمین ہے کہ آیا بلقیس اور شداد یہہ بہی اسی قوم مین سے تہے جسمین کہ سکندر تہا یا سکندر قبیلہ کا بیٹا اور خاندان مین سے تہا مختلف روایتون اور تواریخی حالات سے اس امر کی کافی شہادت ملتی ہے کہ یہہ تینوں ایک ہی قوم تہے سکندر کے سوانح عمری پر جب نظر ڈالی جاتی ہے اور اس کے تمام آبائی حالات پر غور کی جاتی ہے تو اسکی طرز معاشرت بلقیسون یا شدادیون سے بہت مشابہ ہے - عموما اپنے قومی بہائی شدادی اور بلقیسی کو اپنی سلطنت مین بڑے بڑے عہدے دے اور عموما اس کا اعتبار اپنے ہمقومون پر بہت رہا کرتا تہا - سکندر کی نسل کی نسبت فردوسی نے یہہ بہی لکہا ہے کہ گیشتاسپ کی اولاد مین سے تہا اور دارا سے قریب ہی تعلق تہا غالبا یہہ بات بہی صحیح ہوگی کہ گشتاسپ ہی شداد شمار کیا جا سکتا ہے بہرحال یہہ بات بخوبی حل ہوگئی اور اس کا ثبوت کامل طور سے ہو گیا کہ سکندر مقدونیہ ہی ذوالقرنین تہا-

[illegible] حال کے اسماعیلیون کی نسبت مشہور ہین ان کا تعلق بہت کچھہ حضرت ابراہیم [illegible]
[illegible] کی بابت ہے کہ جب حضرت ابراہیم چیلڈیا سے بدر کیئے گئے تھے حضرت ابراہیم [illegible]
[illegible] حکومت کی بہا تنک کہ بیبی لونیا کے سلطان نمرود بن [illegible]
[illegible] کو قتل اور لاکہون کو سسکتا ہوا ویران جنگلون مین نکال دیا۔
[illegible] عرب مین جب اسماعیلیون نے اپنا قیام کیا اور وہ مستقل طور پر وہان بسے [illegible]
بنیاد ڈالی عربون کی روایت کے بموجب ایک سردار اسماعیل ہی مکہ معظمہ کا بانی تہا۔ اسی زمانہ مین کعبہ
کی عمارت بہی بنی شروع ہوگئی تہی۔ مگر کچھہ ایسی حضرت ابراہیم کے دست مبارک سے اسکی بنیاد پڑی کہ [illegible]
تک مرجع خلایق رہے گا۔
اسلام کی اشاعت سے پہلے یہان تین سو ساٹہہ دستی خداؤن کی پرستش ہوتی تہی ان سب بتون کا سردار [illegible]
تہا جس کے گرد ہر ایک بت روزمرہ باری باری سے پہرا کرتا تہا۔ سب سے بیچ مین حضرت ابراہیم اور ان کے [illegible]
کی سنگ سلیمانی کی مورتین رکہی ہوئی تہین ان پر مینا کاری کا کام نہایت خوبی سے ہو رہا تہا۔ یہان
سال بسال عربون کی صدہا قومین آتین اور سنگ اسود کو جو آسمان سے ڈالا گیا تہا (تاکہ حضرت آدم [illegible]
تکیہ بنائین) بوسے دیتی اور برہنہ سات بار طواف کرتین۔ ابتدا ہی سے یہہ مقدس شہر [illegible]
کے مختلف مذہبی گروہون کا مرجع تہا بلکہ تمام عربی قبائل کی تجارت کی منڈی بہی تہی۔ تمام [illegible]
ممالک سے لوگ ہر سال لاکہون روپیہ کا سامان لیکر یہان آتے تہے اور تجارت کی خوب گرم بازاری
ہوتی تہی نئے نئے شہزادے عظیم الشان قبائل کے شیوخ اپنی سادہ شان وشوکت سے آراستہ ہوکر [illegible]
سرگرمانہ اولوالعزمی اور جوش وخروش سے آتے اور یہان سے دینی اور دنیوی برکتون سے مالامال ہوکر
پہر اپنے اپنے ممالک کو واپس چلے جاتے دنیا مین نہ اب نہ گذشتہ زمانہ مین کوئی شہر ایسا پایا گیا [illegible]
چوبیس کرور انفاس جنمین شہنشاہ وزرا رئیس فوجون کے جنرل عالم فاضل مجتہد فقیہہ محدث
مفسر سائنس دان تاجر صناع شریک ہون اور پانچون وقت اس گروہ کثیر کے اڑتالیس کرور [illegible]
دنیا کے دور دراز ممالک سے صدق دل اور صفائی باطنی سے جہکین اور ہر دل کی یہی خواہش ہو کہ [illegible]
اس پاک مقدس عمارت کی چوکہٹ کی خاک کا سرمہ بناکر اپنے آنکہون مین لگائین نہ بغداد کو کہا گیا نہ آئندہ کہا
جائیگا۔ نہ دمشق کو یہہ شان وشوکت نصیب ہوئی اور نہ بابل مین کبہی ایسی عظمت دکہائی دی نہ اسکندریہ
کو اس عزت وفخر کا حصہ ملا نہ قاہرہ کو اس سچی شان اور نام آوری نے مشہور کیا ہر مومن کی دنیا کے کونہ
کونہ سے یہہ دعا ہے اے پاک اور مقدس عمارت تو ہی ہے جہان ہمارا پیارا نبی ہمین نجات دینے والا اپنے
مبارک قدمون سے تجہے فیضیاب کیا کرتا تہا تیرے ہی طرف رخ وقتہ رخ کرنا اپنے سچے اور آخر الزمان نبی کے
[illegible] یہ لوگ اپنے ملک سے بلند ہوکر جزیرہ ہند کے کنارون پر آکر بسے مگر بدقسمتی یہان بہی دست وگریبان ہو رہی تہی انمین پہر دبا پہیل گئی اور وہ جلاوطن
[illegible] اور یہان بہی ترب ترب کر مر گئے پہران کا یہان زمانہ مین نہین ہوا جو قوم کو ایکبار تباہ ہوئی پہر اس نے ترقی نہین کی ہزارون قومین ایسی [illegible]
تباہ ہوئین کہ پہر انمین سے ایک نفس بہی دنیا مین نہ ملا۔ نہ اب ان کا نشان کہین پایا جاتا ہے۔

مقدس حکم کی بجا آوری ہے تو ہی ہماری پاک باطنی اور عقیدت مندی کی قیامت کے دن خداوند کے آگے شہادت دیگا ایک دن دین محمدی تمام جہان سے سمٹ کر تجھہ مین آجائیگا اور پہر تیری ہی پاک زمین سے تمام دنیا مین استواری سے پہیلے گا - ہر زبان مین یہی صدائین چارون طرف سے آتی ہین وہ دن کونسا ہوگا کہ ہم تیری چوکہٹ پر اپنی جبین نیاز رکہے ہوئے ہونگے اور تیرے دروازون پر کہڑے ہونے کا افتخار ہمین حاصل ہوگا مکہ شریف ہی سے قافلے قسطنطنیہ ایران کے کل بڑے بڑے شہرون مین تجارت کی اشیا سے لدے پہندے جاتے تہے اور ان شہرون کو اپنے پاک ملک عرب کی بیش بہا اشیا سے مالا مال بناتے تہے ٹائر کی یہہ شان وشوکت صرف عربی قبایل کی تجارت سے بڑہی تہی شامی عربی قبایل - مروارید - ارغوانی کپڑے - باریک ململ کے تہان - ریشم اور تمام قسم کی تجارتی اشیا یہان شوق سے لاکر بیچتے تہے -

اسرائیلی قبایل ٹائر مین نفیس گندم - بادرنگ - شہد - تیل - میوے کی تجارت کرکے اس شہر کی رونق کو اور دوگنا کرتے تہے - دمشق سے عربی قبایل شراب ارغوانی اور ان کے لدے پہندے اونٹ لاکر ٹائر کی شاہراہون مین پہرتے ہوئے نظر آتے تہے - عرب کے شہزادے اپنے بہیڑ بکری کے گلون کے ساتہہ ٹائر مین اپنی خوش زندگی گزارنے کے از حد شائق تہے شیبا سے عرب عطر لاکر ٹائر مین فروخت کرتے تہے -

جتنے تاجر عرب ان ممالک مین جا جا کر تجارت کرتے تہے وہ سب کعبہ کی چوکہٹ سے اپنی جبین نیاز رکہکر جاتے - عرب جس زمانہ مین کچہہ نہ تہا پہر بہی عظیم الشان سلطنتون کو اس کی قیمتی اور زندگی کی ضروریات مہیا کرنے والی چیزون سے بہت کچہہ مدد ملتی تہی یہہ عرب ہی کا طفیل تہا کہ ٹائر کی نسبت ایک شاعر نے سچے دل سے بہت تعریف کرتا ہے اور اسکی اصلی حالت کو کہولتا ہے -

مکہ مین صرف تجارت ہی کی گرم بازاری نہ تہی بلکہ ایرانی اور یونانی حسین حسین لونڈیان عراقی اور شامی تاجر امرائے ملک کے ہاتہہ فروخت کرتے تہے اور وہ اپنے آقاؤن کو ناچ گانے اور اخلاق کی بگاڑنے والی باتون سے خوش رکہتی تہین - شاعر جن کی نظم نے قوم کو اپنی شجاعت اور جوانمردی پر مغرور بنا دیا تہا، شوق ذوق سے دولتمند سست امیرزادے بیٹہکر الا بیتے پیتے اور اپنے بزرگون کی اولوالعزمانہ کوششون پر پہولے نہ سماتے ان قصائد سے جو شعرا امرائے عرب کی تعریف مین تصنیف کرتے تہے ان کی بداخلاقی اور بدسرشی کو ترقی دیتے اور ان کو تمغہ تہذیب سے معرا کر دیتے - غرض کسیکو یہہ خیال نہ تہا کہ ہم کیا کر رہے مین اور ہمین کیا کرنا چاہیے آیندہ ہماری حالت کیا ہوگی - تمام برائیون کی جڑ ہوگئی تہی اور ہر شخص نشہ مے مین سرشار تہا - مے خواری کی شدت اور عربون کی بدمستی اور پہر خلاف فطرت امور کا ان سے سرزد ہونا ایک غضب برپا کر رہا تہا - مے خواری نے اس عرب [illegible] قول ہار دیا تہا -

نوجوان عرب زاندون مین شراب بہر کر انہین بیٹہ بناتے اور [illegible] ان کی [illegible] سے شراب پیتے [illegible]

نوجوان مکہ کی شاہراہون مین پڑے ہوئے دکہائی دیتے [illegible] اور کسی کا منہ کتا

[illegible] تمام عالم کی [illegible] سلطانی کی [illegible] تجارت [illegible] اقتاب کو

[illegible] شان و شوکت سے تیری دیوار [illegible] مین اپنی زندگی [illegible] تاجر شہزادے [illegible]

[illegible] ہے [illegible]

چاہتا تہا مگر انہین مطلق خبر نہ تہی کہ ہم کیا ہین ہماری کیا حالت ہے ہم کہان پڑے ہوئے ہین اور ہمین کیا کرنا چاہیئے اور ہمارے ساتہہ کیا ہو رہا ہے۔

جوئے کی بہی حد ہوگئی تہی۔ علاوہ بہیڑ بکری اور اسباب تجارت کے جوئے مین بیویان بہی ہار دیا کرتے تہے اور یہہ وہان عام بات تہی۔ روزمرہ نئی نئی بیویان ہر شخص کے ہاتہہ لگتی تہین اور یہہ بات کچہہ عیب نہ خیال کی جاتی تہی۔ اس مرض لادوا مین غریب اور معمولی کمینہ اشخاص ہی شریک نہ تہے بلکہ بڑے بڑے امیرزادے بڑے شریف بہی اسی مین مبتلا تہے۔ ایک عجیب آفت برپا تہی رحم اور انصاف نے اپنا ڈنڈا ڈیرہ کبہی کا یہان سے اوٹہا لیا تہا حیا و شرم مردون ہی کی نہین بلکہ عورتونکی آنکہون سے بہی جاتی رہی تہی حسب بیباکی اور بیحیائی سے کہلے بہادون دیوخرابی شریف زادے حرامکاری کرتے تہے اس سے بہی کہین زیادہ خواتین مکہ کی یہہ کیفیت تہی وہ خلاف فطرت افعال کرنے مین مردونکے کان کترتی تہین انہین مطلق اس امر کا شعور نہ تہا کہ ہم دنیا مین کسلئے پیدا کئے گئے ہین اور ہمارے فرائض کیا ہین اس زمانہ مین یعنے ہمارے نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت عرب کے اکثر حصے بت پرستون آتش پرستون اور بگڑے ہوئے مسیحون کے زیرنگین تہے۔ کوہستان عرب کے تمام شمالی حصے اور ملک شام فلسطین ومصر قسطنطنیہ کے حکمرانون کے زیرحکومت تہے۔ خلیج فارس کے کنارہ کے ملک اور وہ ملک جنہین دریاے دجلہ اور فرات سینچتے ہین اور جزیرہ نماے عرب کے جنوبی حصے آتش پرست شاہان فارس کی عملداری مین تہے بحر قلزم کے ساحل کا ایک حصہ مکہ معظمہ کے جنوب تک شاہان حبش کی حکومت مین تہا صرف مکہ اور وسطی دشوار گذار ممالک آزاد تہے۔

غیرت حق اسی کی مقتضی ہوئی کہ اسی سرزمین سے اسی ملک سے جسپر کفر کی گہٹا سے دبادل چہا رہے ہون ایک ایسا نور چمکائے کہ جو اس گہری گہری اور گہٹا ٹوپ ظلمت کو کائی کی طرح پہاڑتا چلا جائے اور جو اپنے نور پر شفاو تز سے جہان کی آنکہون مین چکاچوند کردے اور صدیون کی کدورت کو دہو دہلا کر صاف کردے۔ چنانچہ اس نور مطلب محمد عربی ہین جس پاک اور نورانی ذات نے زمانہ کو روشن کردیا۔

عرب مین نہ صرف بت پرستی کی ترقی تہی بلکہ یہان کئی مذہبون کے گروہ آباد تہے جہان یونان اور حبش کے بادشاہون کی عملداری تہی وہان عیسائی مذہب پہیلا ہوا تہا مگر لگے پہر رہا تہا۔ مسیحی مذہب کی بہی کئی شاخین ہوگئی تہین لیکن تمام ان گروہون کو مسیحی کہلاتے تہے درحقیقت وہ سخت مشرک اور کافر تہے۔ جن ملکون مین ایرانی سکہ چلتا تہا وہان منوچہری اور مجوسی کثرت سے پائے جاتے تہے حالانکہ ان دونو مذہبون کے عقائد مین بہت بڑا فرق ہے لیکن پہر بہی ایک دوسرے کے پہلو بپہلو بہت پہلا ایک اثر برابر ڈال رہے تہے اور خدا کی مخلوق کا بہت بڑا حصہ ان خراب و آبادممالک مین پہیلا جارہا تہا۔ ان کے علاوہ عرب کے جتنے ملک تہے وہان بت پرستی کی بڑی دہوم دہام تہی۔ جنہون نے اپنے پاک بنیون کی تلقین کو بہلا دیا تہا یعنے خدائے واحد کی پرستش کرنا اور اسکے آگے کسیکو معبود نہ بنانا۔ انہون نے اس نصیحت کو بہلا دیا تہا اور وہ مختلف شیاطین کی پرستش کرنے لگے تہے وہ سمجہتے تہے کہ ہم

ہر ستارہ مین ایک شیطان رہتا ہے اسکے اختیار مین ہماری حاجتین ہین وہی ہماری بربادی اور بہبودی
کے سبب ہین اس خوف کے مارے اُنہون نے انکے نام کے مندر اور پرستش گاہین بنائین اور وہان انکی فرضی
صورتین رکھ کر پوجنے لگے ہر قوم اور ہر قبیلہ کا نیا نیا خدا تہا۔ اور وہ سب اپنے دستی خداؤن کو اپنا سچا
مشکل کشا جانتے اور ان سے اپنی حاجتین طلب کرتے۔ اپنی اس بد افعالی سے اُنہون نے اپنی روحانی قوت
کو بالکل زائل کر دیا تہا اور تمام گزشتہ حال اور آئندہ کی نیکیان بہول گئے تہے یہہ بہی شناخت نہ رہی تہی کہ
نیکی اور بدی مین کیا فرق ہے۔ اچہا سے کیونکر بچتے ہین ہمدردی کسے کہتے ہین حمیت قومی کے کیا معنے ہین
یہہ لوگ موت کو ہستی کا انجام سمجہتے اور انہین جزا و سزا کی کچہہ خبر نہ تہی۔ نہ نیکی کی جزا مانتے تہے نہ بدی کی سزا [illegible]
قابل تنفر اور حقارت جو افعال ہین صرف بت پرست ہی داخل نہ تہے بلکہ یہودی اور عیسائیون مین بہی یہی باتین
پائی جاتی تہی۔ ان دونو۔ قومون نے مدت سے یہان بود و باش اختیار کی تہی یہودی رومیون کے ظلم سے
بہاگ بہاگ کر یہان آ کر پناہ گزین ہوئے تہے اور عیسائی بوجہہ اور آریا اور انکے ظلم و تعدی سے یہان آکر چہپے
تہے اسلئے کہ ایسی بد تہذیبی اور ناگفتہ بہ حالت مین بہی ملک معظمہ آزاد تہا۔ مذہب عیسائی جو عرب کے وسطی دشوار
گزار ممالک مین پہیلا ہوا تہا اس سے زیادہ کوئی یہان چیز بالتصریح خراب نہ تہی وہ دونو شاخین مذہب عیسائی
کی جو ملک ایشیا اور افریقہ مین پہیل گئی تہین اُنہون نے طرح طرح کی بدعتین اور بد اعتقادیان اختیار کین اور ہمیشہ
خفیف خفیف جہگڑون ناموزون اور غیر نتیجہ مباحثون لغو اور خرافات مناقشون مین نہ صرف اپنا وقت ضایع
کرتے تہے بلکہ جان و مال دونو کا نقصان ہوتا تہا۔ جہان دیکہو مذہبی لوگون کا مجمع ہے اور وہی انکی
لا یعنی بحثین ہین جہان جاؤ یہی نظر آتا ہے کہ بیکار مذہبی مباحثون مین سر پہٹول ہو رہی ہے مگر نتیجہ معلوم ہیچ و پوچ
کا ایک گروہ دوسرے گروہ پر ستہ چلتے چلتے آوازے کستا اور وہ وہ باتین کرتا کہ جو حد سے زیادہ عید مذہب
نا شائستہ لوگون کا وطیرہ ہوتا ہے۔ ایران۔ سبیلین۔ نسن۔ تورٹن۔ یوحیین مذہب والون کی
بے اعتدالیان اور انکے پادریون کی ناجائز حرکتون نے خلعت کو چہین کر رکہا تہا۔ پادری بدمعاش امیرون
اور عیاش خراباتی رئیسون کے ہاتہہ اپنی پادریت کے عہدے روپے لیکر فروخت کر ڈالتے تہے اور یہہ
بد مست دولتمند پاکدامن اور عصمت پناہ خواتین کو اپنے ساتہہ گناہون مین آلودہ کرتے اور غریبون کو
خانمان لوٹ لیتے کوئی پوچہنے والا نہ تہا کہ یہہ کیا ہو رہا ہے اور ان مظالم کی آخر کوئی انتہا بہی ہے۔
عرب کے ویران جنگلون مین مجنون اور دیوانے راہب بکثرت جمع ہو ہو کر بیہودہ اور غیر نتیجہ تجارب مین
اپنی عزیز زندگی صرف کرتے اور جاہلون کو اپنے جال مین لاتے اور ان سے انکا جمع کیا ہوا مال اینٹہتے

ھ؎ پانچوین صدی عیسوی مین جو چیز بدعات مذہب عیسائی کا بہت بڑا مبلغ تہا روم مین پیدا ہوا انکا عقیدہ تہا کہ جب حضرت عیسیٰ
صورت مین مبعوث ہوئے تو خدا اور عیسیٰ کی ذات باہم مل ملا کر ایسے شیر و شکر ہوئی کہ دونو ایک ہی ذات ہو گئی۔ اور ان دونو مین [illegible]
انسانی ذات خدا مین ایسی ملی کہ جیسے قطرہ سمندر مین مل جاتا ہے۔ ھ؎ اس زمانہ مین پادریون نے وہ وطیرہ اختیار کیا تہا اور انکی بدچالی
اور خلاف فطرت افعال اس ناجائز حد تک پہنچ گئے تہے کہ لوگ ان کے مظالم اور بد پرستون سے تنگ آکر چیخ اُٹہے تہے۔ ان کے [illegible]
کرامتین دکہانے۔ فریب بلیس قتل [illegible] غرض ان سیاہ کارون نے جو پادریون کے حجرہ مین گندگی تہین لوگون کی نگاہون [illegible] نہ صرف پادریون کو [illegible]

پیدا ہو گیا تھا ... ان میں بہت پہنچے ہوئے تھے جو کچھ وہ کہتے اور کرتے لوگ یہہ سمجھتے تھے کہ یہہ سب باتین خدا کی طرف سے
ہو رہی ہین - ان ... غرض انہین کے غول کے غول شہرون مین چلے آتے اور بیچارے ناواقف جاہلون کو اپنے
عقاید کا قایل کرنا چاہتے اگر انہون نے ان بدمعاشون کو اپنا مقتدا بنا لیا تو تو خیر اور نہین تو وہ تیز
تیز تلوار و تیغ اپنے عقاید تسلیم کراتے تھے اور ہزارون بیگناہون کا آنا فانا مین صفایا کر دیتے تھے اس غلیظ بد
عملی اور نہایت ہی ذلیل بت پرستی نے وہ سادی اور بے لوث پرستش کی جگہہ چھین لی تھی جس مین حضرت
عیسے ... واحد کی پرستش کا حکم کیا تھا اس مقدس جگہہ کو نارواا اور غیر قابل تسلیم بناوٹون دہوکا دہ
... پاک کر دیا تھا جن کرشمون مین گرم گرم انسانی خون کے قطرے بہی شامل تھے اور جو محض نگیاہی
... پادریون کے صدقہ مین زمین پر گرائے گئے تھے اور جن قطرون مین رانڈون اور یتیمون کی آہ
... کی سنسناہٹ پائی جاتی تھی ان عیسائیون نے اپنے خیال مین یہان بہی ایک نیا
... مذہب کا اولیا - شہدا الا یک آباد خیال کرتے تھے جیسے بت پرست اپنے دیوتاؤن
... کو ... جانتے تھے روحانی محقق خوشیون کی جستجو چہوڑ دی تہی اور جسمانی خواہشات اور لذائذ کی
طرف عموما میل خاطر ہونے لگا تھا -

حضرت مریم کو دیبی ماننے کا عقیدہ مسیحون مین بڑہتا چلا تھا یہہ فرقہ میری انایٹ تہا کہ جو اپنا عقیدہ مسئلہ
تثلیث مین روح القدس کی جگہہ حضرت مریم کا اسم مبارک شریک ہے سبکو منوانے کی کوشش کرتے تھے - عرب مین
بہی فرقے آباد نہین تھے بلکہ نیسٹورینس اور جیکوبائٹ مسیحی بہی یہان اپنی بستیان قایم کرتے جاتے تھے -
ان دو مذکورہ بالا گروہون نے اپنے رقیبون کی رقابت سے سرسبز بار آور عرب کے حصص مین اپنی غضب ناک
جنگون سے ایک آفت برپا کر رکہی تہی یہہ سرسبز بار آور ملک تباہ ہوئے جاتے تھے - ۲ؔ

۱ؔ یہہ نام اس مشہور پہاڑ کا ہے جو یونان مین واقع ہے یہہ پہاڑ بہت بڑا تاریخی پہاڑ ہے جس زمانہ مین کہ قلیبائی بت پرست بنکے تھے اور تمام
کی شرک و بدعت کا ان مین زور ہو گیا تہا تو دولتمندون کا مال اینٹھنے کے لئے انہون نے یہہ ترکیب کی تہی کہ تمام عالم مین یہہ مشہور کر دیا کہ تمام جہان
کے خدا ہر مہینہ کی پہلی تاریخ یہان آکر نشست کرتے ہین اور آیندہ دن تک یہان ملکر رہتے اور مختلف احکام جاری کرتے ہین لوگون کو اس امر
کا یقین ہو گیا تہا اور جانتے تھے کہ واقعی یہان تمام جہان کے خدا جمع ہوتے ہین - جہان وہ دن آیا اور تمام دغاباز پادری پہاڑ پر جا بیٹھے اور ایک عظیم
الشان الاؤ لکڑیون کا لگا دیا - چونکہ ایک سا تہہ جلتے ہوئی لکڑیون پر کثرت سے تیل ڈالا جاتا اسلئے اس بہڑکتی ہوئی آگ کے شعلے میل ڈیڑ ڈیڑہ
میل تک اپنی چمک پہونچاتے تھے - لوگ یہہ جانتے کہ خداؤن کا جلوہ روشن ہو رہا ہے اب یہان سے احکام دولتمندون کے نام جاری ہوتے
اور یہہ لکہا جاتا کہ فلان خدا تم سے ایک لاکہہ روپیہ طلب کرتا ہے اگر اس نے ہنسی خوشی سے دیدیا تو تو خیر اور نہین وہ منکر دولتمند معہ اپنے اسباب
اور بال بچون کے اس جلتی ہوئی آگ مین جلا دیا جاتا - پہر پادریون کی خاصی چاندی ہوتی چاندی اور سونے کے برتن زیور آگ مین جلکر ڈہیر
ہوجاتے اور وہ روپیہ انہون پادریون کی عیاشی مین مدد دیتا - اسی پہاڑ کی طرح عربی مسیحون نے بہی عرب مین کسی نہ کسی بلند پہاڑ یا
ٹیلہ کو نامزد کر لیا تہا اور یہہ بہی وہان بیٹھ بیٹھ کر یہی بدعت پہیلاتے تھے روزمرہ صدہا جانین ان وہمی اور بناوٹی خداؤن کی نذر ہوتی تہین
سب سے زیادہ غریب بیچارے آگے دھکیلے جاتے تھے اور جو لوگ قوی تھے ان کا بال بیکا بہی نہ جہوٹے خدا کر سکتے تھے نہ ان کے مقتدا یہہ آفت
خیز آگ نہ صرف روم و ایران مین بلکہ عرب مین بہی مشتعل ہو رہی تہی جس سے مظلومون کی جانین بہلسی چلی جاتی تہین -

۲ؔ ابن الاثیر جلد اول صفحہ ۳۰۸)

مسیحی مذہب - پھیلا پڑا تہا اسکے چند قبیلون مین پہیلتا پایا تہا جیسے بنو تمیم و بنو تغلب کبھی تہز اپنے قدم
جمالئے تھے اور بنو عبد القیس البحرین مین پہیلتا چلا جا رہا تہا - اس مذہب نے نجران مین بنو الحارث بن کعب
سے خوب نشو و نما حاصل کر لی تہی اور عراق مین قوم غسان نے اپنا اثر کر لیا تہا - ملک شام مین گئیے بنی
او کیونراث کے قبیلون مین خون کی رو کی طرح دوڑ رہا تہا - دومت الجندل مین سکوفی اور بنو الکلب
گروہ کے اس مین مبتلا ہو گئے تھے - عربون کے وہ قبیلے جو ان جنگلون مین پہرتے تھے جو بیت المقدس اور
مصر کے بیچمین واقع مین وہ بھی مسیحی تھے - میگرم اور سینرم مسیحی فرقے بھی اپنے اپنے مذہبی وکیل عربون مین
بھیجنے لگے تھے - بنو اسد عطارد کو پوجتے تھے - بنو طی مشتری کی پرستش کرتے تھے بنو طے کینوس کو اپنا
خدا مانتے تھے - بنیز المین کی اولاد کلب الجبار یا شعری تارے کی پرستش کرتے تھے -

قریش تین دیویان رکھتے تھے ایک کا نام لات (جس کے معنے روشن چاند کے ہین) تہا دوسری کو منات
(ظلمت) کہتے تھے تیسری دیوی کو عزے کہتے ہین جسکے معنے نور و ظلمت کے ملاو کے ہین - یہہ تینو دیویان
عظیم الشان خدا بنات اللہ کی تین بیٹیان کہلاتی تہین -

خصوصاً مکہ تو بت پرستی کا مرکز بن رہا تہا تمام جزیرہ نمائے عرب مین یہی غضب برپا تہا - کنعانی جنکا تعلق
قوم قریش سے بہت کچھہ تہا عزے کو وہ بہی دیبی تسلیم کرتے تھے اور انہون نے ایک درخت نخلہ نامی دیبی کے
نام لگا یا تہا اور اس کی پرستش کرتے تھے نخلہ مکہ شریف سے دو منزل کی راہ پر ہے ہوازن جو مکہ کے جنوب
مشرق کی طرف مارے مارے پہرا کرتے تھے انہون نے لات دیبی کو طائف مین قایم کرکے پرستش کرنی
شروع کر دی تہی - منات کو کاروانی سڑک کے اس بلند چٹان پر رکہا تہا جو مکہ اور شام کے بیچمین واقع ہے - ان
جہوٹی پرستشون سے عرب کی پاک اور مقدس زمین جو ابتدائے دنیا سے خصوصاً نبیون کی پیدایش کی
جگہہ چلی آتی ہے ناپاک ہو رہی تہی - کون جانتا تہا کہ یہین سے ایک ایسا چشمہ ابلیگا کہ جو تمام کدورتون کو
بالکل صاف کر دیگا - عرب کا کوئی گہر کوئی گوشہ ایسا نہین تہا کہ جہان کفر و بدعت کی شرمناک رسم
نہ منائی جاتی ہو اور ان نا مبارک مقامون مین انسانی خون کی گرم گرم بوندین نہ گرائی جاتی ہون -
جیسے بہیڑ بکریون اور دنبون کو قربانی کرنے کے لئے دانے کہلا کہلا کر موٹا کرتے ہین اور پہر انہین ذبح کرتے
ہین اسیطرح آدمی دیوتاؤن پر چڑہانے کے لئے پرورش کئے جاتے تھے اور قربانی کے دن جہوٹے نا دل
خداؤن کے قدمون مین انہین لٹا لٹا کر ذبح کیا جاتا - یہہ لوگ بیگناہ خانہ بدوش ہوتے تھے جو ظالمون
کے پنجہ مین پہنس کر ان کے قیدخانون مین چلے آتے تھے ہر خدا کی نئی عید ہوتی تہی اور ہر خدا کے لئے ایک دن
قربانی چڑہانے کا مقرر تہا سال بہر مین کوئی دن ایسا خالی ہوتا تہا کہ جسمین سو دو سو بیگناہون کا خون
بہائے ہوئے وحشی خداؤن کے قدمون مین نہ بہا دیا جاتا ہو - یہہ غریب بہت چیختے اور فریاد کرتے لیکن
ان کی آہ و زاری کی آوازین کیا تو ظالمون کے کان تک پہونچتی ہی نہ تہین اور کیا وہ سنکر بیدرد ہی کر جاتے

اور ان کا اثر ان کے سیاہ قلوب پر ہوتا تھا۔ یہی نوٹس اور نونوسنٹس کا بھی یہی عقیدہ تھا وہ بھی قریب قریب ایسی ہی طرز معاشرت رکھتے تھے گویا یہہ سب ایک ہی تھیلی کے بٹے تھے۔

ان دیوتاؤن کے علاوہ چوپاؤن پرندون۔ درختون۔ ہرنون۔ گھوڑون۔ اونٹون۔ کھجور کے درختون پتھرون۔ چٹانون کی بڑی سرگرمی سے پرستش کی جاتی تھی۔ گھوڑون اور غزالان وحشی کے سلسلہ سنگ رنگ دار ان کو اپنا خدا یا خدا کی برگزیدہ دیبیان دیوتا بنا کر پرستش کرتے تھے۔

اصلی تہذیب اور سچی اور جھوٹی پرستش مین ذرا بھی تمیز نہین رہی تھی وہ جانتے تھے کہ ہماری مشکل کشائی ان ہی جانداروں بیجان پر موقوف ہی خدا کے سچے جلال کا چمکارا ان کی بصارت مین مطلق نہ رہا تھا اسکی اصلی اور سچی بزرگی کو مطلق بھول گئے تھے۔ ان درختون اور چوپایون کی پرستش مین نہ صرف بت پرست قومین شریک تہین بلکہ یہودی اور نصرانی بھی ان ہی درختونکی پوجا کرتے تھے۔

یہہ تمام زہریلی بت پرستیان اور انکی شرمناک رسمین لوگون کی بے محابا بدکرداریان۔ خداوند کی برگزیدہ اور سچی بزرگی کو مٹانے کا مذہب منتظر تہا کہ ایک نجات دہندہ پیدا ہو کہ جو ان تمام فتون سے خدا کی مخلوق کو نجات دے۔ ان تمام واقعات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ایسی ناگفتہ بہ حالتون مین ضرور ایک نجات دہندہ کی حاجت تہی اور وہ نجات دہندہ محمدؐ عربی تہا (صلے اللہ علیہ وسلم) اگہ جسکو مکہ بھی کہتے ہین اپنی قدامت اور معمار کے باعث سے محترم اور واجب الاعتصام تہا وہ ہی پاک مقام کن کن خرابیون اور بداعمالیون کا مخزن بن رہا تہا ضرور تہا کہ اس عظیم الشان عمارت کی پوری عظمت قایم کی جائے اور جس غرض سے کہ اسکی بنیاد رکھی گئی وہی لوگون پر آشکارا کردی جائے۔

سیل صاحب اپنے ترجمہ انگریزی قرآن مین لکھتے ہین کہ مکہ کے معنے لغت مین بڑی گزرگاہ کے ہین۔ تواریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ زیارت گاہ حضرت سلیمانؑ کی عمارت سے نوسو نوے سال پہلے تعمیر ہو چکی تہی اور مسیح سے دو ہزار برس پہلے اسکی تعمیر ثابت ہوتی ہے۔ اس درگاہ یا پاک زیارت گاہ کے جنوب مشرق گوشہ مین ایک چھوٹا سا پتھر یعنے سنگ اسود جسکی نسبت ہم اوپر لکھ آئے ہین چاندی مین جڑا ہوا زمین سے چار فٹ اونچا رکہا ہوا ہے۔ یہہ پتھر اندر سے سپید ہے مگر اوپر سے ایک ناپاک عورت کے مس یا آدمیون کے گناہون یا لاکھون زائرون کے بوسہ لینے سے سیاہ ہو گیا ہے۔ اس مقدس اور مبارک زیارت گاہ کو جو خدا کا

ف۱ عیسائی حضرت سلیمان کو عاقل بادشاہ جانتے ہین اور ان کا عقیدہ ہے کہ آپ نے آخر عمر مین اپنی متعدد بیویون کے اغوا سے بت پرستی اختیار کر لی تہی اور پھر ایک بتخانہ تعمیر کیا گیا۔

ف۲ اسطرح کی بت پرستی جسکو نام اشیدہ اور مخروطی پتھرون کی پرستش ہوتی تہی عام لوگ بہت شوق سے کیا کرتے تہے اہل یونان کے ہان بھی اسی قسم کی بت پرستی ہوتی تہی ان کی کہانیون نظمون مین جنمین انہون نے اپنے دیوتاؤن کی بابت کچھ کیفیت بیان کی ہے اسی سے صاف اسی قسم کی پرستش کا پتہ لگتا ہے ان کہانیون مین جنمین کہ انہون نے اپنے طریقہ پرستش اور دیوتاؤن کا ذکر کیا ہے اپنی نازک خیالی اور رسائی طبع سے انسے ایسی دلچسپ رنگینی کا زیور پہنایا ہے کہ از خود پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ اسی قسم اعد الیسوع ہی پرستش کی مثالین اہل تہام مین بھی پائی جاتی ہین جب وہ بلو یا بال اپنے دیوتا کو پوجتے تہے تو یہی صورت پیش آتی تہی دیکھو کتاب شلی کل صاحب فی تاریخ

گھر مشہور ہے تین سو ساٹھ بتون ہی سے پاک نہین کردیا بلکہ اسکو خدا کا سچا گھر بنادیا بعض عربون کے مذہب مین جب کوئی شخص مرجاتا تہا تو اس کی قبر پر اونٹ ذبح کیا جاتا تہا یا اس کو قبر پر باندہ دیا کرتے تہے اور اسے دانا پانی مطلق نہ دیتے تہے وہ وہین تڑپ تڑپ کر جان دیدیتا تہا ان کا عقیدہ تہا کہ آئندہ زندگی مین یہہ اونٹ اُسے آرام دیگا اور اسکی سواری کے کام آئیگا۔

بعض کا یہہ ایمان تہا کہ جہان روح جسم سے جدا ہوئی اور وہ پرندگی جسکا نام ہامہ تہا۔ اگر متوفی کو کسی نے ظلم سے قتل کیا تو وہ پرند قبر کے گرد اڑتا پہرتا۔ جب تک کہ قاتل سے انتقام نہ لیلے یہہ دعا کرتا رہیگا کہ مین خون کا پیاسا ہون مجھے خون پلاؤ۔ کسی کا یہہ عقیدہ تہا کہ جہان روح تن سے نکلی اور کسی خدا کی خدمت کے لئے مقرر ہوگئی یہہ روح ان کے عقائد کے موافق اس ہی خدا کی خدمت کے لئے مقرر ہوتی تہی جسکو یہہ شخص جبکی روح ہے زندگی مین اپنا مشکل کشا جانتا تہا۔ روحون کا اثر بہی اس ہی زمانہ مین تسلیم کیا جاتا تہا مرنے والا شخص اپنے دشمن سے کہجاتا تہا کہ مین تجہے مر کر دق کرونگا۔ اس کہنے کا اسپر بہت کچہہ اثر ہوتا تہا اور اگر اتفاقاً وہ بیمار ہوگیا تو یہہ ہی خیال کیا جاتا تہا کہ وہ ہی دشمن مر کر لپٹا ہے۔ اس قسم کے لغو اور خرافات اعتقادات اور بیہودہ خیالات تہے جسمین کہ خدا کی مخلوق کا ستیاناس ہورہا تہا۔ خدا کی پر جلال اور زبردست قوت والی خدائی کو سب نے اپنے دل سے بہلادیا تہا اسکے بار بار ہدایت کے ان پاک نقوش کو جو اسنے اپنے نبیون کے ذریعہ سے انسانون کے لوح قلوب پر کندہ کئے تہے ستا مٹو کر نیستا منیا کردیا تہا۔ کوئی شخص ایسا نہ رہا تہا کہ اس قیامت خیز زمانہ مین بازادی ان بت پرستون مشرکون کے آگے اتنے کہنے کا مجاز ہو کہ خدا ایک ہے اسکی پرستش ہر فرد بشر پر لازم ہے۔ نیکی پر اور صدق پر قہقہے اڑائے جاتے تہے جو شخص اپنی زندگی کسیقدر نیکی مین بسر کرنا چاہتا تہا اسے سب آدمی ملکر تنگ کیا کرتے تہے غرض یہہ محض ناممکن تہا کہ کوئی شخص کچھ بہی نیک کام کرسکتا۔

دختر کشی نے تو قول ہی مار دیا تہا معمولی دختر کشی تو ہندوستان مین بہی رائج تہی مگر اس دختر کشی پر دیدہ یہہ تہا کہ جو شخص اپنے لخت جگر آنکہون کے نور کو زندہ قبر مین دفن کرکے آتا تو مکہ کی شاہراہون مین بہت اکڑ کر پہرا کرتا ہوا اور اینٹہتا ہوا نکلتا کہ مین بڑا بہادری کا کام کرکے آیا ہون اپنے مجلسون مین شیخی بگہارتا۔ معصوم بچیون کو قتل کرنے والے شیخی کی لیتے تہے اور بیباک کر یہہ کہا کرتے تہے کہ ہم نے اپنی چار لڑکیون کو زندہ درگور کردیا کوئی کہتا تہا مین اپنی پانچ لڑکیون کو قتل کرچکا ہون وہ شخص ان فضول اشخاص مین اول نمبر کا بہادر گنا جاتا تہا کہ جو اپنی لڑکیون کو سب سے زیادہ قتل کرچکا ہو۔ وہ زمین و آسمان سے اور اسی پر ستم تہی اور ذرہ ذرہ اپنی زبان حال سے یہہ کہتا ہوا معلوم ہوتا تہا کہ یا اللہ اس ظلم و ستم کو مٹانے والا اس آفت ناک کو کہونے والا اس غضب انگیز بلا کو دور کرنے والا اس حقارت انگیز پرستش کو مٹانے والا بہیج اور ہمین اس سے نجات دے۔

نوجوان پیدا ہوتے ہی یہہ سکہا دئے جاتے تہے کہ جوا یون کہیلا کرتے ہین اور عیاشی کے یہہ یہہ طریق ہین بہادر وہ شخص ہوتا ہے کہ جو اتنی شراب غٹ غٹ کر پی جائے یہی تعلیم تہی اور یہی تربیت تہی اسپر وہ یہہ سمجہتے تہے کہ تمام جہان کی تہذیب اور علم ہم ہی مین آگیا ہے شعرا کا بہی اس زمانہ مین بہت زور تہا ممتاز شاعر اپنے قصائد یا رباعیات یا غزلین کعبہ کے دروازے پر لٹکا جاتے تہے گویا اپنے دعوے کا اعلان کرتے تہے کہ ہمارا کوئی مقابل ہو تو اس طرح کے اشعار کہے — ان ہی بے بنیاد کج بحثیون اور بے نتیجہ شاعرون نے اور بہی امرائے ملک کے ذہنے بہکا دئے تہے ہر امیر اپنے شاعرون کے صدقہ مین اپنے کو زمانہ کا سلطان جانتا تہا اور یہہ سمجہتا تہا کہ قدرت نے مجہی کو بنایا ہے —

غرض ہر برائی کی حد ہوگئی تہی یہانتک کہ برائیان انتہا سے بہی بڑہ گئی تہین اور کوئی ان کی اصلاح کرنے والا سوائے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا نہین ہوا یہی پاک ذات تہی کہ جس نے بدی کی ظلمت مین نیکی کا نور چمکایا — تمام جہان کی برائیون کو کہو دیا اور انہین آیندہ عالم مین سرخرو ہونے کے پورا قابل بنا دیا — انہون نے یتیمون پر شفقت کرنی اور مظلومین پر رحم کہانا سکہا دیا اور انہین ایک ایسی نعمت غیر مترقبہ سے حصہ دیا بلکہ اس نعمت کے پورے خزانہ کا مالک بنا دیا کہ جو خدا کی برحق مہربانی کا نتیجہ ہے —

عبادت گاہ یا پرستشگاہین کہ اس زمانہ مین تہین گو وہ برائے نام خدا کا گہر اور نیکیون کی آزمایش کی جگہہ کہلاتی تہین لیکن در اصل ان کی حالت قمار خانون اور تکیون سے بہی بدتر تہی وہ وہ خرافات باتین ان مین ہوتی تہین کہ جس کا بیان کرنا نہ صرف تہذیب کا خون کریگا بلکہ "قانون ملک" "قانون مذہب" "قانون سوسائٹی" کبہی اجازت نہ دیگا کہ ہم مختصر سی کیفیت بہی اس زمانہ کی حالت کی قلم بند کر سکین — صرف اسقدر لکہنا کافی ہے کہ تمام جہان کے چہٹے ہوئے عیاشون کا مجمع رہتا تہا پادری یا پجاری مالا مال تہے ہر ایک پادری کا گہر سونے اور جواہرات سے کہچا کہچ بہر رہا تہا — خدا کی مخلوق خشکسالی یا افلاس کی گہنگہور گہٹا ن مصیبت کے دست و گریبان ہو کر بہت سا غل و شور مچاتی اور اپنا برا حال کرتی لیکن پادریون کا تو ان مین کیوقت نہ جاتا تہا — اکثر مختلف پرستشگاہون کے پجاریون مین گلخپ ہو جایا کرتی تہی اور اس تکرار ہونے کی وجہ یہہ تہی کہ ایک پجاری دوسرے پجاریون کے جاتریون کو بہکا کر اپنے پرستشگاہ مین لیجایا کرتا تہا لیکن حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل کا عبادت خانہ کل پرستشگاہون سے بہتر تہا اور اسمین ہر قوم اور فرقہ کے جاتری کثرت سے چڑہاوا چڑہایا کرتے تہے — عبادت گاہ کی رکہوالی عربون مین ایک معزز عہدہ سمجہا جاتا تہا اور جب یہہ عہدہ خالی ہوتا تہا تو بڑا زور لگایا جاتا تہا وہ شخص جو اس عہدہ پر نامزد ہوجاتا تہا اسکے قدرتی طور پر سب دشمن بنجاتے تہے بڑے بڑے عرب کے قبائل مین کشیدگی پیدا ہو جاتی تہی اور وہ بہرحال کسی سے کا ہو لیکن محسود بنجاتا — جب ہمارے نبی کا ظہور ہوا آپکے دادا شریف مکہ تہے تمام گروہ ملوک کے ان کی عزت کرتے تہے اور آپ بہی قدیم سے واجب الاحترام تسلیم کئے جاتے تہے —

[illegible] کی مذہبی اور اخلاقی تہذیبی حالت بہت ہی [illegible] سائیت اور [illegible] سے [illegible]
عین انسانیت کی ان کے دو مین کبھی صورت نہ یہی نصیب ہوئی صرف برائے نام یہودی تھے اور برائے
نام عیسائی تھے مگر ان دو نو عظیم الشان قومون نے اپنے اپنے نبی کی اچھی نصیحت کو صفحہ دل سے مٹا دیا۔
جو ابتر حالت مین بھی کعبہ پرستی [illegible] اس عمارت
پر قبضہ کر لون چنانچہ اسی ارادہ پر [illegible] و جنگلی [illegible] کے پاس
اس واقع ہوا ہے عبدالمطلب کے زمانہ مین تھا [illegible] سے حملہ کیا کہ ہم [illegible] دین
[illegible] عبدالمطلب کی شجاعت اور بہادری نے انہیں ان کے ارادہ مین ناکام [illegible] سخت ست اوٹھا کر
مال کو واپس جانا پڑا۔ اس اثنا مین ان کا قبضہ [illegible] ہو گیا تھا [illegible] منظالم تو [illegible]
[illegible] کی مخلوق کو [illegible] ستایا تو ایک ایسی شہزادے سیف نامی نے انہین [illegible]
[illegible] شامل تھی۔ بعد ازان [illegible] شہزادہ کو عیسائیون نے قتل کر ڈالا جب وہ قتل ہو چکا
تو ایرانیون نے سیف کا انتقام لینے [illegible] حملہ کیا اور عیسائیونکو قتل کر کے یمن اپنے ہی قبضہ مین کر لیا
اور اس تاریخ سے گویا یمن ایران کا باج گزار [illegible] شمار کیا گیا۔ مگر ایرانیون کی طرز سلطنت کی کیفیت پہلے قلمبند
ہو چکی ہے کہ ان کے ہان بھی انتظام کو توڑ [illegible] تھین وہان بھی مختلف مذاہب کی اشاعت نے ایک
خلل عظیم برپا کر دیا تھا یہہ حالت تھی دنیا کی جب ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ظہور کی ضرورت ہوئی۔
یکایک فاران کی چوٹیون سے نور چمکا اور وہ نور محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کا تھا جس نے نہ صرف افریقہ کے ریگستان
قبائل کو بصارت عنایت کی بلکہ سات سمندر [illegible] باشندون کو بھی اسقدر نور سے حصہ دیا۔
ہم نے اپنے دوسرے مقدمہ مین جو کچھہ بیان کیا ہے وہ یہہ ہے کہ محمد عربی کے پیدا ہونے کی اشد ضرورت تھی
اور آپکی ربانی ہدایت کی خلقت کو بہت ہی حاجت تھی اصلاحون اور نظام سے جو آپنے اور آپکے خلفا نے
نے کیا اور قیامت تک کرتے رہینگے اس سے یہہ اندازہ ہر انسان بھی (بشرطیکہ وہ منصف ہو) کر سکتا ہے کہ وہ
پاک اور مقدس نفس بیشک دنیا مین خدا کی مخلوق کو نجات دینے کے لئے پیدا ہوا تھا اور بیشک وہ خدا ہی
بھیجا ہوا تھا اور اس کے اور نبیون مین سے برگزیدہ تھا ان تمام حالات کو دیکھکر اس پاک ذات کی نسبت یہہ بات
سے بے اختیار نکل تا ہے۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

المقدمۃ الثالثۃ

موجودہ اناجیل اور تورات کو کہانتک صحیح سمجھنا چاہئے

مسلمانون کے مذہب مین انبیاء علیہم السلام پر جتنے کتابین نازل ہوئین ان کا شمار کہین مذکور نہین ہے مگر یہہ
خود نبیون کا شمار ہے ہان قرآن شریف کی آیت سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ ہر گروہ مین ایک ہادی ضرور آیا ہے۔

(۱) ابن الاطہر جلد اول صفحات ۳۲۴ و ۳۲۷—
تاریخ طبری جلد دوم صفحات ۲۱۸ - ۲۱۷—

تو اس سے ضرور ہوا کہ اپنے ساتھ ایک کتاب الٰہی بھی ضرور لایا اسلئے کوئی شخص صحائف انبیا کی تعداد نہین بیان کرسکتا۔ ہان صحائف انبیا کی جتنی تعداد ہمین معلوم ہوئی ہے وہ ہم جانتے ہین۔

اور انکے نام اور تعداد بیان کرسکتے ہین بڑی مشکل یہہ آپڑی ہے کہ ہر صدی مین جتنے نئے مذاہب پیدا ہوئے سبنے اپنے نبی کے قول کو اپنے عقیدہ اور اپنے خیالات کے موافق الٹ پلٹ کرکے درست کرلیا جب یہہ کیفیت ہوئی تو قرآن شریف کا نزول ہوا قرآن شریف کے نازل ہونے سے صرف یہی غرض تھی کہ جو کچھہ خدا کے مطالب الٹ پلٹ کردئے گئے ہین ان کی اصلاح ہو اور خدا کی صاف اور روشن مرضی معلوم ہو اس تھوڑے مقدمہ مین بڑے بڑے پادریون کے اقوال سے صرف یہی بیان کیا جائیگا کہ جتنی صحائف انبیا سوائے قرآن کے ہین وہ سب مشکوک ہین بہت سی صحائف ایک زمانہ مین تھے اور اب غارت ہوگئے اور بہت سے جو اب موجود ہین ان مین عظیم الشان تغیر و تبدیل کردیا گیا۔

مسیحی علمانے ان کتابون کو دو حصون مین تقسیم کیا ہے ایک وہ حصہ صحائف کا جو حضرت مسیح سے پہلے انبیا پر نازل ہوا جسکو اولڈ ٹسٹیمنٹ یعنے عہد عتیق رکھا ہے دوسرے حصہ کی وہ کتابین ہین جو حضرت مسیح کے حواریون نے تصنیف کین اور جنمین کسیقدر وہ کلام الٰہی بھی شامل ہے جو حضرت مسیح پر نازل ہوا ان کتابون کو نیو ٹسٹیمنٹ یعنے عہد جدید کہتے ہین۔ علاوہ اسکے مسیحی عالمون نے ان کتابون کو جو محض حواریون کی گھڑنت ہین اور ان کتابون مین نام کو بھی کہین حضرت مسیح کا پاک کلام نہین پایا جاتا عہد جدید مین داخل کیا ہے مگر ہم مسلمان ان کتابون کو پاک انجیل سے علیحدہ سمجھتے ہین۔

یہ کتابین عہد عتیق کی جو بائیبل مین شامل ہین سب نہین ہین اسلئے مسلمانون نے (جسمین مسیحی عالمون کو بھی عذر نہین ہوسکتا) عہد عتیق کی کتابون کو تین قسم مین تقسیم کیا ہے۔

اول ۔ وہ جو بائیبل مین داخل ہین۔

دوم ۔ وہ جو بلاشبہ ایک زمانہ مین موجود اور صحیح اور معتمد تھین مگر اب ناپید ہین۔

سوم ۔ وہ جنہین مسیحی علمانے غیر صحیح سمجھکر بائیبل سے خارج کردیا ہے انہین کی بعضی کتابین اب بھی دستیاب ہوتی ہین اور بعضے بالکل ناپید ہوگئین۔

پہلی قسم کی کتابون کا بیان

(۱) کتاب پیدایش یا سفر تکوین	(۶) کتاب یوشع
(۲) کتاب خروج	(۷) کتاب قضات
(۳) کتاب احبار یا سفر لویان	(۸) کتاب روث
(۴) کتاب اعداد	(۹) کتاب اول شموئیل
(۵) کتاب استثنا یا سفر توریتی مثنیٰ	(۱۰) کتاب دوم شموئیل

(۱۱) کتاب اول سلاطین یا ملوک
(۱۲) کتاب دوم سلاطین یا ملوک
(۱۳) کتاب اول تواریخ ایام
(۱۴) کتاب دوم تواریخ ایام
(۱۵) کتاب عزرا
(۱۶) کتاب نحمیاہ
(۱۷) کتاب استر
(۱۸) کتاب ایوب
(۱۹) کتاب زبور یا مزامیر داؤد
(۲۰) کتاب امثال سلیمان
(۲۱) کتاب واعظ سلیمان
(۲۲) کتاب غزل الغزلات یعنے سرود سلیمان
(۲۳) کتاب اشعیاہ
(۲۴) کتاب یرمیاہ
(۲۵) کتاب نوحہ یرمیاہ
(۲۶) کتاب حزقیل
(۲۷) کتاب دانیال
(۲۸) کتاب ہوشع
(۲۹) کتاب یوئیل
(۳۰) کتاب عاموص
(۳۱) کتاب یوناہ
(۳۲) کتاب یوناہ
(۳۳) کتاب میکاہ
(۳۴) کتاب ناحوم
(۳۵) کتاب حبقوق
(۳۶) کتاب صفنیاہ
(۳۷) کتاب حکی
(۳۸) کتاب زکریاہ
(۳۹) کتاب ملاکی

دوسری قسم کی کتابونکا بیان

یہہ وہ کتابین ہین جو ایکزمانہ مین موجود تہین اور اب ان کا کہین پتہ بہی نہین لگتا مگر ان کا ذکر عہد عتیق کی ان کتابون مین جو بائیبل مین داخل ہین پایا جاتا ہے۔ کوئی شخص ان کے معتبر ہونے سے اور اس سے کہ ایکزمانہ مین موجود تہین انکار نہین کر سکتا۔ مین پہلے لکہہ چکا ہون کہ ہر صدی مین طرح طرح کے نئے نئے والے اور نبیون کے اقوال مین اصلاح دینے والے صرف اپنے خیالات کی مطابقت کرنے کے لئے پیدا ہوتے تہے یہی بڑا باعث تہا کہ صحائف انبیا علاوہ غتر بود ہونے کے ناپید بہی ہوتے جاتے تہے اور رفتہ رفتہ نوبت پہونچی کروہ کتابین ہی صاف ناپید کردی گئی جب وہ ناپید ہوئین تو ظاہر ہے کہ ان کی بیجا غارت کرنے والون نے ضرور کوئی گہڑت کی ہوگی اور وہ گہڑت گویا بکلیہ نہین لیکن اس کا بہت حصہ ان صحائف مین موجود ہے کہ جو اس زمانہ مین صحیح مانے جاتے ہین اور ان پر کروڑہا عیسائیون کا دین و ایمان ہے۔

اب مین ان کتابون کا نام معہ ان ورسون کے نشان کے جن مین ان کا ذکر ہے یہان درج کرتا ہون۔

حوالہ	کتاب
خروج ۲۴ — ۷	(۱) کتاب عہد نامہ موسے
اعداد ۲۱ — ۱۴	(۲) کتاب جنگ نامہ موسے
یشوع ۱۰ — ۱۳	(۳) کتاب الیشیر
دوم سموئیل ۱ — ۱۸	(۴) کتاب یاہو پیغمبر حنانی
دوم تواریخ ۲۰ — ۳۴	(۵) کتاب شمعیاہ نبی
دوم تواریخ ۱۲ — ۱۵	(۶) کتاب اخیاہ نبی
دوم تواریخ ۹ — ۲۹	(۷) کتاب ناتھن نبی
	(۸) کتاب مشاہدات عیدو غیب بین
اول سلاطین ۱۱ — ۴۱	(۹) کتاب اعمال سلیمان
دوم تواریخ ۲۶ — ۲۲	(۱۰) کتاب اشعیاہ بن عاموص جس مین عزیاہ بادشاہ کا حال
دوم تواریخ ۳۲ — ۳۲	اول سے آخر تک تھا۔
اول تاریخ ۲۹ — ۳۰	(۱۱) کتاب مشاہدات اشعیاہ جس مین حزقیاہ بادشاہ کا حال تھا
	(۱۲) سموئیل نبی کی تاریخ
اول سلاطین ۴ — ۳۲ — ۳۳	(۱۳) ایک ہزار پانچ زبور سلیمان کی
اول سلاطین ۴ — ۳۳ —	(۱۴) کتاب خواص نباتات وحیوانات سلیمان کی
	(۱۵) کتاب امثال سلیمان کی
	(۱۶) مرثیہ یرمیاہ

مرثیہ علاوہ نوحہ یرمیاہ کے ہے جو بائبل مین داخل ہے بشپ پیٹرک صاحب کا قول ہے کہ یہہ مرثیہ جو کہا یوشع کی وفات کے بعد اب وہ گم ہے۔ اور یقیناً وہ نہین ہو سکتا جو نوحہ یرمیاہ مشہور ہے اسلئے کہ یہہ اورشلیم کے غارت ہونے اور صدقیاہ کے ہلاک ہونے پر ہے۔ اور وہ مرثیہ موت یوشع پر۔

مسیحی علما کا یہہ قول ہے اور وہ اپنے قول کی بڑی پچ کرتے ہین کہ یہہ بات محض بے بنیاد ہے کہ مقدس [illegible] مین سے کوئی تحریر جاتی رہے — بلکہ مقدس تحریرون مین سے نہ کوئی تحریر کہوئی گئی ہے نہ کہوئی جا سکتی [illegible] اپنے اس دعوے کے اثبات پر وہ ایسی دلیلین پیش کرتے ہین کہ جو کسی طرح ان کے دعوے کا کافی ثبوت [illegible] ہے۔ چنانچہ انہون نے بہت زور مارا اور اپنے خیال مین وہ یہہ جانتے ہین کہ ہم اپنے دعوے کے [illegible] مین کافی دلیلین دے چکے اور ان دلائل کی روسے ہر شخص ہمارے اس دعوے کو تسلیم کریگا اور یقین ہو گا کہ مقدس تحریرون مین سے کوئی تحریر کہوئی گئی ہے نہ کہوئی جا سکتی ہے۔ مگر ان کا خیال ان کی دلائل کی خامیون سے بیاد رہوا ہے اور بالکل ان کی دلائل ان کے ثبوت دعوے کے لئے ناکافی ہیں

وہ کہتے ہین انتہائی حکمت الٰہی کا یہہ منشاء ہے کہ جو کتاب روح قدس کی تائید سے دی تھی پھر اسکو ایسا معدوم ہونے نہ دیتا یہہ نہ ایسے اور اگر وہ انسان کی تربیت کے لائق نہ تہین تو ان کو پہلے ہی کیون دیا تہا دوسرے ایماندار اہل کتاب ان کو عزیز رکہتے تہے اور وہ دور دور تک پہیل گئی تہین۔ پہر کیونکر معدوم ہو سکتی تہین علاوہ اسکے اگرچہ ان کتابون کو الہامی لکہنے والونے لکہا ہو مگر یہہ ضرور نہین کہ وہ بہی الہامی ہون اسلئے کہ الہامی لکہنے والون کی ہر تحریر کا الہامی ہونا ضرور نہین ہے۔ اس سبب سے وہ کتابین مقدس کتابون مین داخل نہ تہین سوائے اسکے اگلے زمانہ مین ہر ایک چہوٹی سی تحریر پر بہی کتاب کا اطلاق کیا کرتے تہے پس ان کتابون کے بعض مطالب موجودہ انہی کتابون مین داخل ہین اور بعضے مطالب جو روحانی تربیت سے تعلق نہ تہے تو ان کے نہونے سے بائبل مین کچہہ نقصان نہین ہے نہ ہوا۔ ہمنے دیانت سے تامل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دلیلین کافی نہین ہین۔

جو کتاب روح قدس کی تائید کے لئے دی گئی ہو اسکے ضائع ہونے سے حکمت الٰہی مین کچہہ نقصان نہین آسکتا یہ ایک بیہودہ بات ہے اگر ایک ہی کتاب انسان کی ہر حالت کو کافی ہوتی تو اولڈ ٹیسٹمنٹ کے بعد نیو ٹیسٹمنٹ کے آنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ یہہ مانا کہ ایماندار لوگ بلاشبہہ الہامی کتابون کو عزیز رکہتے ہین مگر عام مصیبت کی حالت مین انسان کو مقتضا اسکی ضعیف فطرت کے نہایت درماندہ کر دیتی ہین (خصوصاً وہ پے درپے کی مصیبتین جو یہودیون پر پڑین) ایسی مصیبت خیز حالتون مین عزیز تحریرون کا غارت ہو جانا خلاف فطرت نہین ہے ہمنے اپنے دوسرے مقدمہ مین یہودیون اور عیسائیون کی جو کچہہ حالت بیان کی اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان پاک کتابون کا ایسے سخت زمانون مین پتہ نہین رہ سکتا اور ان کا ناپید ہو جانا کچہہ تعجب نہین ہے ایسا جیسا کہ ان کا بچا رہنا تعجب خیز ہوتا۔ مین ان کتابون کو جو ناپید ہو گئین اور جنکا نام حال کی کتابون کے ورسون مین موجود ہے بلاشبہہ پاک کتابین سمجہتا ہون اور اسکی وجہ یہہ ہے کہ ان مین ضرور نیکیون کی طرف (گو وہ وحشیانہ نیکیان کیون نہون) توجہ دلائی گئی ہوگی اسلئے وہ ناپید کر دی گئین کیونکہ ایک زمانہ مین خصوصاً پانچوین چہٹی ساتوین صدی ہین نیک کتاب جیسا کہ ناپید کی جاتی تہی کہ جو نیکی کی طرف رستہ دکہائے یا اسمین ان کی قبیحہ عادات روکنے کے حکم ہون۔ ان کا غارت و ناپید ہونا ہی گویا ان کے اچہے ہونے کی دلیل ہے۔ یہہ بہی ضرور ہے کہ ان کتابون مین سے بہت سی کتابین الہامی ہونگی جنکا نزول نبیون پر ہوا ہوگا مگر عیسائیون کی بد اعمالی سے ان کا نام و نشان ایسا مٹ گیا کہ جنکا پتہ بہی نہین ہے۔

علی الخصوص ایسی حالت مین کہ وہ ایک جگہہ جمع نہ تہین بلکہ متفرق ٹکڑے لوگون کے پاس تہے ان کتابون کے الہامی ہونے پر کوئی دلیل نہین ہے۔ خصوصاً جب کہ خود الہامی لکہنے والون نے ان سے استخراج کیا یا ان کی طرف اشارہ کیا ہو فرض کرو کہ ان کے تمام مطالب کتب مقدسہ مین ہون اور کتب مقدسہ کو ان کی حاجت نہ رہی ہو مگر اس کا التزام ہو اسکی بحث نہین ہے صرف اتنا کلام ہے کہ اور بہی معتمد اور صحیح کتابین تہین جو اب معدوم ہین اور یہان

ف تفسیر ہارنی مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ع جلد اول صفحہ ۹۳۶۔

اِسی طرح پر ثابت ہے کہ اس سے بڑے بڑے علمائے مسیحی نے بھی اقرار کیا ہے۔

ممفرڈ صاحب اپنی کتاب سوالات السوال مین جو ۱۸۴۳ء مین لندن مین چھپی تھی سوال دوم کے ذیل مین لکھتے ہین

"یہہ کتابین جنمین حضرت مسیح علیہ السلام کو ناصری کہا گیا تھا (اور جسکا ذکر مقدس متی نے باب ۲ ورس ۲۳ مین لکھا ہے) نیست و نابود ہو گئی ہین - اسلیئے جو کتابین نبیون کی اب موجود ہین کسی مین حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو ناصری نہین لکھا ہے"

کریزاسٹم صاحب اپنی ہوملی یعنے تفسیر[1] مین لکھتے ہین کہ "پیغمبرون کی بہت سی کتابین ناپید ہو گئین اسلیئے کہ یہودیون نے غفلت سے بلکہ بیدینی سے بعض کتابون کو کھو دیا بعض کو پہاڑ ڈالا بعض کو جلا دیا"

تفسیر[1] ڈائیلی مین ہے کہ اس بادشاہ روشن ضمیر یعنے سلیمان علیہ السلام نے اس دانائی کو جو اسنے پائی ان لوگون کے فائدے کے لیئے استعمال مین لانا چاہا اور بہت سی کتابین ان کی تعلیم کے لیئے لکھین - مگر حضرت عزرا نے انہین سے صرف تین کو مقدس کتابون مین داخل کیا اور باقی (یعنے جنکو مقدس کتابون مین داخل نہین کیا) یا تو وہ مذہبی تربیت کے لیئے نہین بنائی گئی تہین یا ایک زمانہ کے گر جانے کے سبب خراب اور ناقص ہو گئی تہین۔

تفسیر[2] ڈائیلی ذیل شرح ورس ۲۵ باب ۱۴ کتاب دوم سلاطین کے لکھا ہے کہ یونس پیغمبر کا حال اس مقام پر ہے اور اس مشہور پیغام مین جو نینوی کو لیگئے تھے ہے اور ان پیشین گوئیون کو جسے اسنے بادشاہ یربعام کو سر یا کے بادشاہ سے لڑنے پر دلیری دی کسی جگہہ لکہا ہوا نہین پاتے اسکا سبب صرف یہی نہین ہے کہ بہت سے پیغمبرون کی تحریر ہمارے پاس نہین ہین بلکہ یہہ بھی ہے کہ پیغمبرون نے اپنی بہت سی پیشین گوئیون کو لکھا ہی نہین"

غرض کہ ہر طرح یہہ بات ثابت ہو گئی کہ ان مقدس کتابون کے علاوہ جو اب موجود ہین اور بھی بہت سی مقدس کتابین تہین - دوسرے یہہ بھی بطرز احسن ثابت ہو گیا کہ عہد عتیق اور عہد جدید مین جو کچھہ شامل ہے وہ سب کا سب الہامی نہین ہے بہت سا حواریون کا ملایا ہوا ہے بہت سا صدی بصدی زمانہ کے موافق ملتا رہا اور آخر یہانتک نوبت پہونچی کہ وہ ایسا عنت ربود ہو گیا کہ نہ نبی کا کلام معلوم ہوتا ہے نہ غیر نبی کا۔

دوم قسم کی کتابون کا بیان

یہہ وہ کتابین ہین جو مستعمل بائیبل مین داخل نہین ہین مگر انہین سے بعضے ایسی ہین جنکو اب تک عیسائیون کے بعض فرقے مانتے ہین اور بعض ایسی ہین جنکو ایک زمانہ مین صحیح ٹہیرا کر بائیبل مین داخل کیا تہا اور پہر نامعتبر ٹہیرا کر خارج کر دیا اور بعضی ایسی ہین کہ ان کو جمہور عیسائی جہوٹی اور جعلی کہتے ہین۔

اب الہامی کتب کی یہہ کیفیت ہو پہر کون ہے کا ہوتا یہہ بتا سکتا ہے کہ جو کتابین اس کے ہاتھہ مین ہین یعنے بائیبل جسمین اولڈ ٹیسٹمنٹ اور نیو ٹیسٹمنٹ دونو شامل ہین وہ کیونکر اور کسطرح پر اعتبار کے قابل ہو سکتی ہین پہر ان کتابون کے ماننے والے ایسی کونسی دلیلین لا سکتے ہین کہ جنسے وہ اپنی موجودہ الہامی یا یون کہو کہ

[1] تفسیر ڈائیلی مطبوعہ ۱۸۵۷ء جلد ۲ صفحہ ۱۳۹

[2] تفسیر ڈائیلی مطبوعہ ۱۸۵۷ء جلد اول صفحہ ۸۰۶۔

حواریون کی گھڑتون کو خدائے پاک کا کلام ثابت کردینگے۔
میرے خیال میں محض ناممکن ہے کہ کوئی عقلمند عیسائی ایک دلیل عقلی بھی اس ثبوت مین پیش کر سکے کہ کتب مقدسہ موجودہ مین سے فلان کتاب صحیح ہے چونکہ عیسائی کامل طور سے دلی اعتقاد اپنی کتب مقدسہ موجودہ پر نہین رکھتے اسلئے وہ گوارا کرتے ہین کہ ان کتابون کی کنجڑون کے ہان پڑیان بنین حالانکہ وہ اس الہامی آیت کے خلاف کرتے ہین کہ اپنے بعلون کو سورون کے آگے نہ ڈالو اسلئے کہ وہ انہین پامال کردینگے۔ دوم قسم کی کتابین۔

۷ - کتاب سفر شیث
۸ - کتاب حنوک یعنے ادریس ف۱
۹ - کتاب مشاہدات ابراہیم
۱۰ - کتاب مشاہدات موسیٰ
۱۱ - کتاب پیدایش صغیر - کونسل ٹرنٹ نے اس کتاب کو نا معتمد ٹہیرایا ف۲
۱۲ - کتاب قیاس موسیٰ -
۱۳ - کتاب الوصیت موسیٰ -
۱۴ - کتاب اسرار موسیٰ -
۱۵ - کتاب معراج موسیٰ ف۳
۱۶ - کتاب عزرا نمبر ۱ - یہہ کتاب سپٹواجنٹ کے بعض نسخون مین شامل ہے اور یونانی گرجہ مین عموماً پڑھی جاتی تہی ف۴
۱۷ - کتاب عزرا نمبر ۲ - یہہ کتاب چند رومی ترجمون اور ایک عربی ترجمہ مین موجود ہے ف۵
۱۸ - کتاب توبٹ ف۶
۱۹ - کتاب جوڈیتہ - ف۷
۲۰ - باقی حصہ باون کتاب استہر کا - یہہ کتاب یونانی اور رومی نسخون مین موجود ہے ف۸
۲۱ - وزڈم سلیمان یعنے کتاب دانائی سلیمان یونانی زبان مین یہہ کتاب موجود ہے ف۹
۲۲ - ایکلزیاسٹکس یعنے کتاب الوعظ ف۱۰
۲۳ - کتاب باروق - قدیم مصنفون نے اس کتاب سے سند لی ہے اور کونسل ٹرنٹ نے اسکو رد نہین کیا کیونکہ اس کے حصے گرجا مین پڑہے جاتے ہین - ف۱۱
۲۴ - کتاب راگ تین پاک بچون کی - بعض یونانی ترجمے ہیوڈورٹ مین اور عموماً رومی بائبل مین یہہ کتاب بشمول کتاب دانیال موجود ہے
۲۵ - کتاب تاریخ سینا - ان ہی ترجمون مین یہہ کتاب بھی دانیال کے شروع مین موجود ہے
۲۶ بل اور ڈریگن کی بربادی کی تاریخ - یہہ کتاب بھی ان ہی ترجمون مین کتاب دانیال کے آخر مین موجود ہے ف۱۴
۲۷ دعا منسّٰی بادشاہ یہود ف۱۵
۲۸ اول کتاب مقابیس یہہ کتاب اور نیز دوسری آگے آنے والی کتاب عبری مین بھی اور یونانی اور سریا زبان مین اب بھی موجود ہے ف۱۶

ف۱ ہارن صاحب کا انٹروڈکشن اور علوم بائبل کے مطبوعہ ۱۸۲۲ء لندن جلد ۱ صفحہ ۶۳۷ — ف۲ ایضاً ایضاً جلد ۴ صفحہ ۳ ف۳ لارڈنر صاحب کے ورکس مطبوعہ ۱۸۲۷ء لندن جلد ۲ صفحہ ۵۱۲ — ف۴ تفسیر ڈایلی مطبوعہ ۱۸۳۶ء جلد ۲ صفحہ ۷۵۶ ف۵ ایضاً صفحہ ۷۷۶ — ف۶ ایضاً صفحہ ۸۰۹ ف۷ ایضاً صفحہ ۸۲۶ ف۸ تفسیر ڈایلی مطبوعہ ۱۸۳۶ء جلد ۲ صفحہ ۸۴۹ — ف۹ ایضاً جلد ۲ صفحہ ۸۵۵ ف۱۰ تفسیر ڈایلی مطبوعہ ۱۸۳۶ء صفحہ ۸۷۹ ف۱۱ ایضاً صفحہ ۹۴۲ — ف۱۲ صفحہ ۹۵۵ ف۱۳ ایضاً صفحہ ۹۵۹ ف۱۴ ایضاً صفحہ ۹۶۳ ف۱۵ ایضاً صفحہ ۹۶۷ ف۱۶ ایضاً صفحہ ۸۶۷ —

۲۹۔ دوم کتاب مقابیس ۵۱

۳۰۔ کتاب معراج اشعیاہ

۳۱۔ ملفوظات حبقوق

عہد جدید کی کتابونکا بیان

اس مقام پر عہد جدید کی کتابون سے صرف وہ کتابین مراد ہین جنکو حواریون نے لکھا اور نہین وہ کلام الہی شامل ہے جو حضرت مسیح پر نازل ہوا تھا اور جسکو ہم انجیل کہتے ہین۔

یہہ کتابین دو قسم کی ہین ایک وہ جو بائبل مین داخل ہین دوم وہ جو بائبل مین داخل نہین ہین اور جنکو مسیحی علمانے نامعتبر جانکر یا جھوٹی سمجھکر خارج کر دیا ہے۔

اول قسم کی کتابونکا بیان

۱۔ انجیل متے

۲۔ انجیل مارک

۳۔ انجیل لوک

۴۔ انجیل یوحناہ

دوم قسم کی کتابونکا بیان

۱۔ انجیل طفولیت جو متی نے لکھی ۳؎

۲۔ انجیل ولادت مریم

۳۔ انجیل یعقوب

۴۔ انجیل نقودیما

۵۔ انجیل پیٹر

۶۔ انجیل دوم یوحناہ

۷۔ انجیل اندریاہ حواری

۸۔ انجیل فلپ

۹۔ انجیل بار تہالومی

۱۰۔ انجیل توما حواری

۱۱۔ انجیل اول طفولیت جو توما نے لکہی۔

۱۲۔ انجیل دوم طفولیت جو توما نے لکہی

۱۳۔ انجیل متی آز

۱۴۔ انجیل مرقس جو بدعتیون کی لکہائی ہے۔

۱۵۔ انجیل تہیڈئیس

۱۶۔ انجیل پال

۱۷۔ انجیل اپلس

۱۸۔ انجیل بے سی لی ڈس

۱۹۔ انجیل سرنہتس

۲۰۔ انجیل سرنہتس

۲۱۔ انجیل ای اونیٹز

۲۲۔ انجیل انکاریٹیس

۲۳۔ انجیل حوا

۲۴۔ انجیل یہودیا

۲۵۔ انجیل جوڈ

۲۶۔ انجیل جوڈس

۲۷۔ انجیل مارشین

۲۸۔ انجیل امرن ہتس

۲۹۔ انجیل ناصریان

۳۰۔ انجیل کاملیت

۱؎ ایضا صفحہ ۱۰۱۷۔

۲؎ ہارن صاحب کا انٹروڈکشن ادبر علوم بائبل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ء لندن جلد ۱ صفحہ ۶۳۸ ۔

۳؎ ہارن صاحب کا انٹروڈکشن ادبر علوم بائبل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ء لندن جلد ۱ صفحہ ۶۴۲

۳۲- انجیل ٹی ٹن-	۳۳- انجیل حقیقت جو ویلین ٹی ٹنین پاس تہی-
۳۴- انجیل ویلن ٹینس	

ان کے سوا جو کتابین اور نامہ حواریون نے اپنی طرف سے لکہے وہ بہی دو قسم کے ہین ایک وہ جنہیت مسیحی علمانے عہد جدید مین داخل کیا ہے دوسرے وہ جنہین نامعتبر سمجہکر عہد جدید سے خارج رکہا ہے-

۱- اعمال حوارین	۱۳- فلیمن کو پال کا خط
۲- رومیونکو پال کا خط	۱۴- عبرانیون کو خط
۳- کرنہتونکو پال کا پہلا خط	۱۵- بارہ فرقون کو یعقوب کا خط
۴- کرنہتونکو پال کا دوسرا خط	۱۶- سارے مسیحی لوگونکے لئے پیٹر کا پہلا خط
۵- افیونکو پال کا خط	۱۷ سارے مسیحی لوگون کے لئے پیٹر کا دوسرا خط-
۶- فلپیونکو پال کا خط	
۷- کلسیونکو پال کا خط	۱۸- سارے مسیحی لوگون کیلئے یوحنا کا پہلا خط
۸- تہلسنیکیونکو پال کا پہلا خط	۱۹- یوحناہ کا دوسرا خط
۹- تہلسنیکیونکو پال کا دوسرا خط	۲۰- یوحناہ کا تیسرا خط
۱۰- تمہتی کو پال کا پہلا خط	۲۱- سارے مسیحی لوگون کے لئے یہودا کا خط
۱۱- تمہتی کو پال کا دوسرا خط	
۱۲- ٹیٹی کو پال کا خط	۲۲- مشاہدات یوحناہ

دوسری قسم کی کتابون کا بیان

۱- نامہ مریم بنام اگناشس	۹- کتاب مریم انگشتری سلیمانی
۲- نامۂ مریم بنام سسلیان	۱۰- کتاب عقائد حواریان
۳- کتاب پیدائش مریم	۱۱- کتاب تعلیم حواریان [1]
۴- کتاب مریم-	۱۲- کتاب اعمال پیٹرس [2]
۵- تاریخ اور حدیث مریم	۱۳- کتاب اول مشاہدات پیٹرس
۶- کتاب سوالات صغیر وکبیر مریم	۱۴- کتاب دوم مشاہدات پیٹرس
۷- کتاب سوالات صغیر وکبیر مریم	۱۵- ٹائیرپیرس بنام کلیمنٹس
۸- کتاب نسل مریم	۱۶- کتاب مباحثہ پیٹرس

[1] ہارن صاحب کا اشرد کشن اوپر علوم بائبل کے مطبوعہ ۱۸۲۲ء لندن جلد اول صفحہ ۶۲۶

[2] لارڈنر صاحب کے ورکس مطبوعہ ۱۸۲۵ء لندن جلد ۴ صفحہ ۱۰۶

۱۷ - کتاب تعلیم پطرس
۱۸ - کتاب وعظ پطرس
۱۹ - کتاب آداب نماز پطرس
۲۰ - کتاب خاتمہ پوشیدہ پطرس
۲۱ - کتاب قیاس پطرس
۲۲ - کتاب اعمال یوحنا
۲۳ - کتاب خاتمہ پوشیدہ یوحنا
۲۴ - کتاب حدیث یوحنا
۲۵ نامہ یوحنا بنام ہیڈروبک
۲۶ - مریم کا ذات نامہ جو یوحنا نے لکھا۔
۲۷ - تذکرہ مسیح اور ان کے نزول کا صلیب سے جو یوحنا نے لکھا۔
۲۸ - کتاب مشاہدات دوم یوحنا
۲۹ - کتاب آداب نماز یوحنا
۳۰ - کتاب اعمال اندریاہ
۳۱ - کتاب آداب نماز متی
۳۲ - کتاب اعمال فلپ
۳۳ - کتاب اعمال توما
۳۴ - کتاب مشاہدات توما
۳۵ - کتاب خاتمہ پوشیدہ توما
۳۶ - کتاب آداب نماز یعقوب
۳۷ - وفات نامہ مریم جو یعقوب نے لکھا
۳۸ کتاب حدیث متھی آز
۳۹ - کتاب اعمال متھی آز
۴۰ - کتاب آداب نماز مرقس
۴۱ مرقس کی کتاب کی شرح

۴۲ - نامہ بارنابس
۴۳ - کتاب اعمال پال یا شہادت تھکلا اول
۴۴ - کتاب اعمال پال یا شہادت تھکلا دوم
۴۵ - کتاب اعمال پال
۴۶ - نامہ پال بنام لاودکیان
۴۷ - ۴۹ تین نامہ پال کے بنام تھسلنکونیا
۵۰ - ۵۲ تین نامے پال کے بنام کرنتھیان
۵۳ - نامہ پال درجواب نامہ کرنتھیان
۵۴ - ۵۹ چھہ نامہ پال کے بنام سینیکا
۶۰ - کتاب مشاہدات اول پال
۶۱ - کتاب مشاہدات دوم پال
۶۲ - کتاب وزن پال
۶۳ - کتاب وعظ پال
۶۴ - پال کی کتاب منتر سانپ
۶۵ - کتاب پہی سیث پال
۶۶ - مکاشفات شرنتھس
۶۷ - اعمال حواریان جو ابی اونیز کے پاس تھے
۶۸ - کتاب ہل کی سٹیس
۶۹ - کتاب جیس
۷۰ - کتاب اعمال حواریان لیوتھان
۷۱ - اعمال حواریان لن ٹی شیس
۷۲ - اعمال حواریان لیان ٹیس
۷۳ اعمال حواریان لیوتھان
۷۴ - اعمال حواریان جو منی چیز پاس تھے
۷۵ - اعمال حواریان سلیوکس
۷۶ - مکاشفہ ستفن

ہارن صاحب کا اسٹروڈکشن دیر علوم بائبل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ء جلد ۱ صفحہ ۶۴۲۔

۷۷ - نامۂ ہبی سن مانٹی لنٹ
۷۸ - نامۂ اول کلیمنٹ بنام کارن تھیز
۷۹ - نامۂ دوم کلیمنٹ بنام کارن تھیز
۸۰ - نامۂ اگنی شیس بنام افی سنیز
۸۱ - نامۂ اگنی شیس بنام میگنی شئینس
۸۲ - نامۂ اگنی شیس بنام ٹرلینز
۸۳ - نامۂ اگنی شیس بنام رومیان
۸۴ - نامۂ اگنی شیس بنام فلی ڈل فینس
۸۵ - نامۂ اگنی شیس بنام سمرنینز
۸۶ - نامۂ اگنی شیس بنام پولی کارپ
۸۷ - نامۂ پولی کارپ بنام فلی پینز
۸۸ - گڈریہ ہرمس کا
۸۹ - احکام ہرمس
۹۰ - تماثیل ہرمس

ان کتابون کے سوا چند کتابین ایسی ہین جنکو کہتے ہین کہ خود حضرت مسیح علیہ السلام نے لکہی ہین
ان کے تفصیل یہہ ہے وہو ہذا

۱ - نامۂ بنام ایبگارس ف۱
۲ - نامہ بنام پیٹر و پال
۳ - کتاب تمثیلون اور وعظ کی
۴ - کتاب مناجات مسیح کی
۵ - کتاب سحر کی
۶ - کتاب پیدائش مسیح اور مریم
۷ - نامے جو آسمان پر سے گرے ف۲
۸ - نامہ حضرت مسیح جو ہنی کیس نے پیے

جن کتابون پر کسی کتاب کا حوالہ نہین ہے ان کا نشان ملیگا اکسہو مو اور اپوکریفل نیو
مین جو ۱۸۲۰ء مین لندن مین چہپی ہے -

کتابون کی یہہ تفصیل جو لکہی گئی وہ ہے جو ہم نے اگلے کتابون مین لکہی ہوئی دیکہی اور اسمین
کہ ان تحریرون کے سوا اور کتابین بہی ہونگی کہ جنکا نشان ہم تک نہین پہونچا - یہہ بات صاف
کہ جب الہامی کتابون کے نام سے اتنی کتابین تصنیف ہوئین اور وقتاً فوقتاً لوگون کے خیال
سے غارت ہوتی گئین تو پہر کون عالم سے عالم مسیحی بہی اس امر کو ثابت کر سکتا ہے کہ یہہ ہولی
مسیحی خدا کا پاک کلام سمجہتا ہے وہ ہی کلام ہے جو خداوند کے پاس سے روح القدس پر نازل
نے بیٹے کو سکہایا - یہہ تو سب مسلمانون کا عقیدہ ہے بلکہ ایمان ہے کہ حضرت عیسے یا ان سے
موسیٰ خدا کی طرف سے محض ہدایت کا نور پہیلانے کے لئے مخلوق مین بہیجے گئے تہے اور
ساتہہ کتابین بہی خدا کی دی ہوئی لائے تہے لیکن جب انکے بیجا بیجا خوشون اور نفسانی خو
صدقہ مین پیروان موسیٰ اور عیسے نے خدا کی ودیعت یا پاک کلام کو غت ربود کر دیا اور
اور مرضی کے موافق الٹ پلٹ کر دیا تو پہر دنیا کو ایسے پاک نفس کی ضرورت ہوئی کہ جو خدا
کو انکی اقوال سے علیحدہ کرکے دکہادے اور ایک ایسی پاک کتاب دے کہ جسمین تحریف لفظی

ف۱ بارن صاحب کا اسٹرڈکشن اوپر علوم بائبل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ء لندن جلد ا صفحہ ۶۴۲
ف۲ ایضاً صفحہ ۶۴۲ -

نبی کا کہین پتہ ہو اور جس سے خدا کی صاف مرضی پائی جاتی ہو اور خدا کے احکام نصف النہار
ب کی طرح سب کو روشن نظر آوین - مسلمانون کا خیال ان انجیلون وغیرہ کی نسبت جو کچھ ہے
اسکو بیان کرنا نہین چاہتا بلکہ مختصر طور پر مسیحی علما کے اقوال ہولی بائبل کی نسبت تحریر کرتا ہون جنسے
ت کہل جائیگا کہ کوئی عیسائی بشرطیکہ وہ عالم ہو ان کتابون کو خدا کا پاک اور ٹہرا ہوا کلام نہین
اور واقعی یہہ ہولی بائبل ایسے سمجھنے کے قابل ہی نہین ہے - یہی بہت بڑی دلیل قرآن شریف نازل
کی ہے دوسرے ایک وجہ اور ہے کہ حضرت عیسے صرف اپنی قوم کے ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے
الہ انجیل شریف سے معلوم ہوتا ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے
ں لئے آپ کو عالم کی رحمت لقب ملا ہے -

م صاحب اپنی تاریخ مین ارقام فرماتے ہین کہ افلاطون اور فیثاغورث کے پیرون نے اسبات کو صرف
ی نہین خیال کیا تہا بلکہ قابل تحسین اور آفرین کے سمجھتے تھے کہ راستی اور خدا پرستی کے طریق
ب مین اور جہوٹ بولین اس اثر کو ان یہودیون نے جو مصر مین رہتے تھے سنہ مسیحی سے پیشتر
بہت سی دلیلون سے معلوم ہوتا ہے ان سے سیکہا تہا - اور ان دونو سے عیسائیون مین یہہ
تدا سے پہیلی تہی - اسبات مین کوئی شخص شک نہین کریگا جبکہ ان کتابون کو جو بہت سے جہوٹے
ن اور مشہور آدمیون کے نام سے بنائی گئی ہین بغور دیکہے گا - اور سبل لین کے اشعار اور اسیطرح کی بقیا
پر توجہ کریگا جو بہت سی دوسری صدی اور اسکی اگلی صدیون مین نکلی ہین - مین یہہ نہین کہتا کہ
ن اپنے مذہب پر پکے تھے انہون نے اس قسم کی جہوٹی کتابین بنائی تہین بلکہ غالبا وہ کتابین بہت سی
کے فرقہ سے نکلی تہین تاہم اسبات سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ جو عیسائی اپنے مذہب کے پابند تھے
اس خطا سے بالکل آزاد نہ تھے

احب کی رائے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بہت سے عیسائیون نے خواہ وہ نیک ہون یا بد اپنی
ات کے موافق کتابین تصنیف کین اور ان کو حضرت عیسے کی طرف منسوب کر دیا - اور یہہ
نا پہلی اور دوسری صدی عیسوی ہی سے شروع ہوگئی تہی جب یہہ حال تہا تو کون تصدیق
ہے کہ جس کتاب الہامی کا ترجمہ ایلزبتہ کے عہد دولت مین ہوا وہی کتاب تہی جو
پیشے کو دی یا یہہ وہی پاک نصیحتین تہین کہ جو خداوند نے حضرت عیسے کو کین یا انہین وہی
بات کہ جو اللہ نے روح القدس کو سکہائین - اسی وجہ سے خدا کے آخر الزمان نبی کے مبعوث ہونے
ہوئی اور یہہ حاجت بہت بڑی تہی اور اسی سے یہہ وہ کلام پیش کیا جو واقعی خدا کا تہا اور
یہی اس مین پائی جاتی تہی —

احب کی تاریخ دوسری صدی باب ۳ صفحہ ۷ مطبوعہ ۱۸۶۰ء —

ولیم میور صاحب اردو تاریخ مسیحی کلیسا مین ارقام فرماتے ہین - کہ دوسری صدی مین مسیحیون مین گ
رہی کہ جب بت پرست اور فیلسوف حکیمون کے ساتھہ دین کا مباحثہ کیا جاوے تو ان ہی کی بحث کا ط
طریقہ اختیار کرنا جائز ہے کہ نہین - آخر کار ارجن وغیرہ کی رائے کے بموجب طریقہ مذکور تسلیم ہوا
البتہ مسیحی بحثون کی تیز عقلی اور نکتہ سنجی نے بحث مین زیادہ رونق پائی لیکن راستی اور صفائی مد
کچھہ خلل پڑا پھر اسی سبب سے بعض لوگ یہہ بھی جانتے ہین کہ وہ جعلی تصنیفات پیدا ہوئین جو کہ اس
کے بعد کثرت سے لکھی گئین اسطرح سے کہ فیلسوف لوگ جب کسی طریقہ کی پیروی کرتے تھے تو کبھی ا
حق مین کتاب لکھہ کے کسی معروف حکیم کے نام سے اجرا کرتے تھے کہ اس حیلہ سے لوگ اسپر متوجہ ہوکر ا
زیادہ مانینگے اگرچہ اسکی باتین برملا خود مصنف کی ہوتین سو اسیطرح مسیحی جو فیلسوفون کی طرح بحث کرتے
کتاب لکھہ کے کسی حواری یا خادم حواری یا معروف اسقف کے نام رواج دیتے تھے ابتدا دستور تیسری صد
مین شروع ہوا اور کئی سو برس تک رومی کلیسا مین جاری رہا یہہ بات بہت ہی خلاف حق اور قابل الزام ش
اسیطرح موشیم صاحب اپنی تاریخ مین ارقام فرماتے ہین - کہ بہت سے ایسے باعث تھے جنکے سبب ابتدائے زمانہ
ہوا ایک کتاب مین جمع کرنیکی ضرورت ہوئی - خصوصاً اس باعث سے کہ بعد رفع ہونے حضرت عیسے کے آسمان پر انکی
اور تعلیمات کی تواریخ پر فریب اور کہانی آمیز ایسے لوگون سے جنکے ارادے بد نہ تھے مگر جو جہوٹے مذہب والے اور سادہ
خدا پرست فریبون سے رغبت رکہتے تھے تصنیف ہوئی تہین اور اوسکے بعد بہت سی جھوٹی بنیاد کی تح
جنپر ایسے پیغمبرون کے نام بطور مصنفون کے درج کئے گئے تھے دنیا پر فریب سے رکھی گئی تھین -
غرضکہ یہہ بات پورے طور سے ثابت ہوگئی کہ یہودی اور عیسائیون مین یہہ رواج ہوگیا تھا کہ اپ
سے کوئی کتاب یا عبارت لکھکر اگلے بزرگون یا پیغمبرون کے نام سے مشہور کر دیتے تھے اور اسی
ذکر ہمارے قرآن مجید مین بھی ہے -
ہارن صاحب اپنی کتاب مین ڈاکٹر شبلی صاحب کا قول نقل کرتے ہین - کہ اب کوئی ایک نسخہ قلمی یا
مقدس لکھنے والون کی اصلی کتاب کے مطابق نہین ہے مگر سب کتابون مین پھیلے ہوئے اور منتشر
اور یہ کتابین بلاشبہ وہی کتابین ہین یہان تک کہ غلط سے غلط قلمی نسخہ مین بھی جواب موج
کوئی بات مذہب کی یا تہذیب اخلاق کی یا نصیحت کی بدلی نہین گئی اور نہ اس مین سے کم ہوئی
اس سے اور بھی صاف معلوم ہوتا ہے اور شب و روز کے تجارب سے بھی یہ امر روشن ہوگیا کہ یہو
اور عیسائیون کی مقدس کتابین ترجمہ ہوتے ہوتے اور نقل ہوتے ہوتے بالکل غلط اور آپس مین مختلف
اسلئے ایسی کتاب کی ضرورت ہوئی جو سب غلطیون سے پاک اور باہمی اختلافات سے صاف ہو

[illegible] حصہ ۲ باب ۲ صفحہ ۲۰۳
[illegible] کی تاریخ [illegible] صدی اول حصہ دوم باب دوم صفحہ ۱۰۶
[illegible] ڈاکٹر [illegible] جلد ۲ صفحہ ۱۲۴

ب قرآن مجید ہے جو ہمارے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔
ان صاحب عہد عتیق کی عبری کتابون کی نسبت لکہتے ہین ۔ وہ کتابین اگرچہ بغیر کسی تغیر و تبدل کے
ہمارے پاس پہونچی ہین اور قدیم نقل کرنیوالون نے کمال احتیاط کی ہے تو بہی ان کو ان غلطیون سے
دور رکہنا ناممکن تہا جو غلطیان کہ عبری الف بے کے متشابہ حرفون کے بدلنے سے یا ادنا اور بالفرض سے
قدیم نسخون سے نقل کرنے مین ہوتی ہین یہودی عالم سادہ لوحی سے یقین جانتے تہے کہ عبری کتب مقدسہ
بالکل غلطی نہین ہے اور قلمی نسخون مین پڑجاتی تہین کوئی ایسا اختلاف نہین نکل سکتا جو ابراہم کی نسبت
اور مارن صاحب نے نہایت دلیری سے اس بات کو رد کیا اور عبری کے قلمی نسخون کی غلطیان ان اختلافات
الین کہ جو عبری اور سیریا کے کتب خمسہ موسی مین اور عبری اور سپٹواجنٹ کی کتب عہد عتیق مین ہین
ہس کیپل صاحب نے تائید کی اور اسباب کا اقرار کیا کہ عہد عتیق کے عبری صحف کے واسطے کوئی عمدہ
رہ بنانا ضرور ہے ۔ پہر سترہوین صدی مین عموماً یہہ بات قرار پائی کہ عبری عہد عتیق کے نسخون کے
یحہ کرنے کی بہت ضرورت ہے۔

موقع پر یہہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کتب مقدسہ کے چند نسخون کا ذکر کیا جائے جس سے بوضاحت معلوم
ہوئے کہ ان کتب مقدسہ مین کتنا اختلاف ہے اور یہہ سب کتنی غلط ہین ۔ ہارن[2] صاحب نے کتب مقدسہ
پرانے نسخون کا ذکر کیا ہے ۔ چنانچہ اس کا انتخاب درج ذیل ہے۔

(الف) عتیق کی کتابین دراصل عبرانی زبان مین ہین اور وہ دو نامون سے پکاری جاتی ہین ایک آٹوگراف
یا ہین جنکو خود الہامی لکہنے والون نے لکہا تہا) انہین کے سب نسخے ناپید ہوگئے کوئی بہی موجود نہین ہے دوسرے
آپُس (یعنے وہ نسخے جو اصلی نسخون سے نقل ہوئے تہے) اور جو بکثرت نقل ہوتے ہوتے بہت کثرت
پایل گئے ہین یہہ پچہلے نسخے بہی دو قسم کے ہین ایک پرانے جو یہودیون مین بہت معتبر اور سندی گنے
تہے مگر یہہ نسخے بہی مدت سے معدوم ہوگئے ہین دوسرے نئے جو سرکاری کتب خانون مین یا لوگون کے
موجود ہین اور یہہ بہی دو قسم کے ہین۔

رولا مینیوسکرپٹس یعنے وہ قلمی نسخے جو معابد مین کام مین آتے ہین دوم اسکوائر مینیوسکرپٹس
یا قلمی نسخے جو مربع تقطیع پر لکہے ہین اور عام لوگون کے کام مین آتے ہین۔

(د) دسوین صدی مین یہودیون کے دو مدرسے تہے ایک بیابان مین جو مشرق مین ہے دوسرا بیرس
جو مغرب مین ہے ان دونو مدرسون مین یہودیون کے علم کا بڑا چرچا تہا اور کتب مقدسہ بہت کثرت سے
پڑہی جاتی تہین اس سبب سے یہودیون مین کتب مقدسہ کی دو قسمین پیدا ہوئین جو نسخے پہلے مدرسہ مین مروج
اور ہی انسٹل ریڈنگ یعنے مشرقی نسخے کہلاتے ہین ۔ آٹہوین یا نوین صدی مین ان دونو نسخون
ہوا اور جہان جہان اختلاف نکلا اسپر نشان کیا گیا ۔ اور وہ اختلافات مختلف طور سے شمار ہوئے

[1] ... صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲ صفحہ ۳۱۲ — [2] ہارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲ حصہ ۱ باب ۲ فصل ۱

اور ان کی تعداد ۲۱۰ و ۲۱۶ و ۲۲۰ تک تہی مشرقی نسخہ کے اختلاف ایسٹرن ریڈنگ اور مغربی نسخہ کے اختلاف ویسٹرن ریڈنگ کہلاتے ہین—

گیارہوین صدی کی ابتدامین عرن بن عشر پریسیڈنٹ مدرسہ ٹی بیریس اور یعقوب بن نفتالی پریسیڈنٹ مدرسہ ہبی لن نے مشرقی اور مغربی یہودی قلمی نسخون کا مقابلہ کیا اور جوان نامی یہودی عالمون نے اختلاف پائے وہ ۸۶۴ سے زیادہ ہوتے ہین ایک بات کو چہوڑکر باقی اعراب سے متعلق ہین اور اس سبب سے چندان لائق لحاظ نہین ہین مغربی نسخے اور عبری عہد عتیق کے چہپے ہوئے نسخے جواب موجود ہین اور ہمارے ملک مین بہی پائے جاتے ہین وہ بہت کرعون بن عشر کے نسخے کے پیرو ہین—

یہودیون مین پانچ نسخے بطور نمونہ کے تہے جنہون نے بالتخصیص نہایت صحیح ہونے مین بہت شہرت پائی تہی اور انہی نسخون سے تمام نسخے ان کے بعد کے صحیح ہوتے ہوتے—

اول کوڈکس ہلل یہہ ایک مشہور قلمی نسخہ تہا اسکو بعض یہودی عالمون نے بارہوین صدی مین دیکہا تہا—مگر اسبات مین نہایت اختلاف ہے کہ یہہ ہلل کون تہا بعضون نے خیال کیا کہ یہہ وہ مشہور عالم ہے جو ساٹہہ برس پیشتر ولادت مسیح علیہ السلام تہا۔بعضون نے کہا ہے کہ یہودا اخکادوش جو مشہور عالم تہا یہہ ہلل اس کا پوتا ہے جس نے مشنا لکہا اور چودہوین صدی مین نامور ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ یہہ شخص ہلل نامی اسپین کا ایک یہودی تہا۔بایر صاحب زیادہ بہروسہ کے ساتہہ کہتے ہین کہ یہہ نسخہ زمانہ حال کا لکہا ہوا ہے اور اسپین مین لکہا گیا تہا کیونکہ اس مین اعراب پائے جاتے ہین اور صرف ونحو کے قاعدہ موجود ہین ہلل کا نام غالباً اسکی قدر بڑہانے کو اسپر لکہدیا تہا—

دوم کوڈکس بن عشر
سوم کوڈکس بن نفتالی } ان دونون نسخون کا حال ابہی بیان ہوچکا ہے—

ان دونون سے پہلا نسخہ مصر مین اسبات مین مشہور تہا کہ اس کے بہت سے مقامون کو خود ابن عشر نے صحیح اور نظر ثانی کیا ہے اور یہہ وہ نسخہ ہے جسکی میمونی ڈیز نے توریت کی نقل کرنے مین بموجب یہودی رسم کے پیروی کی ہے—

چہارم کوڈکس جیری کو—اس مین صرف حضرت موسے علیہ السلام کی پانچون کتابین ہین—ایک بڑے یہودی عالم الیس لو تہانے اسبات کی نہایت تعریف کی ہے کہ یہہ بہت صحیح نسخہ کتب خمسہ کا ہے اسمین صحیح لفظ اور غلط لفظ دونو دکہلائے گئے ہین—

پنجم کوڈکس سنی—اسمین بہی صرف حضرت موسے کی پانچون کتابین ہین یہہ بہی بہت صحیح نسخہ کتب خمسہ کا ہے اور اگلے نسخہ سے صرف لہجہ مین متفاوت ہے—

ایک چہٹا نسخہ اور تہا جو کوڈکس سین لوکی کہلاتا ہے پیٹر سائیمن بیان کرتے ہین کہ مین نے اسکو دیکہا مگر

اس امر مین که وه کب لکها گیا اور کس نے اسکو لکها کوئی بات تحقیق معلوم نہین ہے
گیارہوین صدی سے جسقدر نسخے پڑہنے پڑہانے مین چلے آتے ہین وه کسی نه کسی خاص نسخه سے نقل شده ہین اسلیئے ان کو باعتبار اس ملک کے جہان ان کا رواج تہا جدا جدا چار خاندانون مین قرار دیا ہے۔

اول اسپینش مینوسکرپٹس یعنے وه قلمی نسخے جو اسپین کے لوگون مین مروج تہے اور جو کو... مقابله ہوکر صحیح کیئے گئے تہے۔ اکثر یہودی ان نسخون کی بہت قدر کرتے ہین مگر محقق یہودی ان ... قدر کیا نہین جانتے۔

دوم اورینٹل مینوسکرپٹس یعنے وه قلمی نسخے جنکا مشرقی ملکون مین رواج تہا۔ یہه نسخے اور نسخے ایک سے اور ایک ہی درجه مین سمجہنے کے لایق ہین۔

سوم جرمن مینوسکرپٹس یعنے وه قلمی نسخے جنکا جرمن مین رواج تہا۔ ان نسخون مین امر اہم کی باتین اسطرح پر پائی جاتی ہین که ویسی اسپینش مینوسکرپٹس مین نہین ہین مگر یہه عبارتین سمیریٹن کی کتب خمسه سے اور قدیم ترجمون سے مطابقت رکہتے ہین یہودی ان نسخون کو زیاده معتمد نہین ... محققین بائبل ان نسخون کی نہایت قدر کرتے ہین۔

چہارم اٹالین مینوسکرپٹس یعنے وه قلمی نسخے جو اطالیه مین مروج تہے یہه نسخے اسپین اور جرمنی نسخون مین اوسط درجه کا اعتماد رکہتے ہین۔

علاوه ان قسمون کے ایم ڈی راسی صاحب نے تمام قلمی نسخون کو باعتبار زمانه کے تین قسم مین تقسیم کیا ہے۔

اول ۔ جو بہت پرانے ہین یعنے جو بارہوین صدی کے پیشتر کے لکہے ہوئے تہے۔

دوم ۔ اوسط درجه کے پرانے یعنے جو تیرہوین صدی اور چودہوین صدی کے لکہے ہوئے تہے۔

سوم ۔ زمانه حال کے وه نسخے جو چودہوین صدی کے اختتام اور پندرہوین صدی مین لکہے گئے

مگر ایم ڈی راسی صاحب زمانه حال کے نسخون کو یا ان کو جو پندرہوین صدی سے لکہے گئے ہین اور کثرت سے معبدون مین پائے جاتے ہین اعتبار کے قابل نہین جانتے تہے جب تک کہ یہه بات ثابت نہو که وه کسی قدیم نسخه ایپوگرافس سے نقل ہوئے ہین۔

ڈاکٹر کنی کٹ صاحب نے عبری نسخه صحیح کرنے کے لیئے عہد عتیق کے ۶۳۰ قلمی نسخون کا مقابله کیا۔ اور ایم ڈی راسی صاحب نے اپنی کتاب مجموعه اختلافات عہد عتیق کے بنانے کے لیئے ۴۷۹ قلمی نسخے اور ۲۸۸ چہپے ہوئے نسخون کا مقابله کیا انمین جو نہایت قدیم نسخے ہین اور جنکا ڈاکٹر کنی کٹ صاحب نے مقابله کیا تہا ان کا بیان یہان کیا جاتا ہے۔

(۱) کوڈکس لاڈی انیس سنه [illegible] اور سنه ۱۶۲ ، ڈاکٹر کنی کٹ صاحب کے یہودی نسخون کی فہرست مین اس نسخه کا اول نمبر ہے یہ نسخه پرانا تہا اور اس سبب سے اسکے الفاظ بعض جگہه سے اڑ گئے تہے اور [illegible]

پہر روشن سیاہی سے دوبارہ بنایا تہا اور پہر وہی مٹ چلے تہے ڈاکٹر کنی کٹ صاحب کہتے ہین کہ یہہ نسخہ دسوین صدی کا لکہا ہوا ہے اور ایم ڈی راسی صاحب کہتے ہین کہ گیارہوین صدی کا لکہا ہوا ہے۔

یہہ نسخہ شروع ہوا ہے کتاب پیدائش باب ۴۲ ورس ۱۸ سے اس نسخہ مین وانڈر ہوٹ صاحب کے عبری نسخے سے ۶۰۰ دہزار اختلافات ہین جن مین سے دو ہزار سے زیادہ حضرت موسیٰ کی پانچوین کتابون مین ہین اور یہہ اختلافات ۱۰۹ جگہہ مین سپٹواجنٹ سے مطابقت رکہتے ہین اور ۹۰ جگہہ مین سریانی زبان کے نسخہ سے اور ۹۲ جگہہ مین عربی زبان کے نسخہ سے اور ۸۰ جگہہ مین ولگٹ یعنے لاطینی زبان کے نسخہ سے اور ۴۲ جگہہ مین کالڈی پیرے فریز سے اور یہہ نسخہ سمارٹن نسخہ کی کتب خمسہ موسیٰ سے ۷۰۰ مقام مین مطابقت رکہتا ہے برخلاف اس یہہ ہوٹ عبری نسخے کے۔

اس نسخہ پر زیادہ اعتبار کیا جاتا ہے اسکی وجہ یہہ ہے کہ کتاب دوم سموئیل باب ۲۳ ورس تین لغایت ۷ کے جس طرز کلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انکی بشارت نکالی جاتی ہے اور جس طرز پر وہ کلام سپٹواجنٹ مین تہا اسیطرح اس نسخہ مین بہی حسب دستور تہا۔

(۲) کوڈکس کارلس روہنی یہہ ڈاکٹر کنی کٹ صاحب کے قلمی نسخون کی فہرست مین ۱۵۴ نمبر ہے یہہ نسخہ بہت ایک مشہور عالم ربی کے پاس تہا یہہ نسخہ تیرہوین صدی مین علم کے تروتازہ ہونے مین اس عالم نے بنایا تہا یہہ نسخہ مقام کارلس روہ کے سرکاری کتب خانہ مین موجود ہے جن نسخون پر تاریخ تحریر لکہی ہوئی پائی ہے ان سب مین سے یہہ نسخہ نہایت قدیم ہے۔ مربع تقطیع پر لکہا ہوا ہے اس مین صحف انبیا معہ تفسیر زبان کیلڈی کے شامل ہین۔

(۳) کوڈکس ای ایچ ڈاکٹر کنی کٹ صاحب کی فہرست مین اسکا پانسو نوے ۵۹۰ نمبر ہے اس نسخہ مین ہیجی اور ہیجوگریفا ہین اور چمڑے پر لکہا ہوا ہے اسپر جو تاریخ لکہی ہوئی ہے (یعنے سنہ ۱۰۱۹ عیسوی) اگر وہ صحیح ہو تو اُن نسخون سے بہی پرانا ہے ڈاکٹر برس صاحب نے دو سو اختلاف عبارت بڑی بڑی باتون کے اس نسخہ سے جمع کئے ہین زمانہ حال مین کسی شخص نے اس مین اعراب لگا دئے ہین۔

(۴) کوڈکس سیزنی کتب خانہ میلانشا مقام بالوگنا نمبر ۲۳۶۵ فہرست کنی کٹ صاحب یہہ نسخہ گیارہوین صدی کے آخر کا لکہا ہوا ہے اور اس مین یہہ کتابین ہین پین ٹی ٹیک (یعنے کتب خمسہ موسیٰ) اور ہفٹارتھ یعنے پارہ ہائے کتب انبیا اور مگلاہیہ (یعنے پانچ کتابین) کینٹی کلز (یعنے گیت سلیمان) اور کتاب راعوث اور نوحہ یرمیاہ اور واعظ اور کتاب آستر ایم ڈی راسی صاحب اس نسخہ کو نہایت پسند کرتے تہے اور بہت پرانا بتاتے تہے اور اسکے حاشیہ پر اور بہی زیادہ قدیم نسخون کے بعض بعض اختلاف عبارت لکہی ہین۔

(۵) کوڈکس فلورنٹینس دوم نمبر ۱۲ فہرست ڈاکٹر کنی کٹ صاحب یہ نسخہ گیارہوین صدی کے
آخر کا یا بارہوین صدی کے شروع کا لکہا ہوا ہے اس مین کتاب پیدایش اور قضاۃ اور سموئیل مین
جو لفظ کہ اس نسخہ مین مٹ گئے تھے دوبارہ لکہدئے گئے ہین۔

(۶) کوڈکس عدی اولی ٹینسس نہم نمبر ۱۹۳ فہرست ڈاکٹر کنی کٹ صاحب یہ نسخہ بارہوین صدی کے
آخر کا لکہا ہوا ہے اور اسمین حضرت موسی علیہ السلام کی پانچون کتابین ہین۔ اور انتہا پیدایش
کا شروع اور کتاب احبار اور استثنا کا انجام زمانہ حال مین زیادہ کیا گیا ہے۔ اس نسخہ مین حروف کا
مٹ جانا اور تبدیلیان بہی واقع ہین اور بعض اوقات ایک بری عبارت اچہی عبارت کی جگہ لکہدی
گئی ہے۔ باوجود اس بات کے اسمین بہت سی اچہی عبارتین مخالف پائی جاتی ہین۔

(۷) کوڈکس ناریبرجینسس چہارم نمبر ۱۰۲ فہرست ڈاکٹر کنی کٹ صاحب اس نسخہ مین صحف انبیاء اور
اور مقدس کتابین ہین یہہ نسخہ بہت پرانا ہے اور اکثر جگہ سے شکست ہو گیا ہے۔ اس سبب سے
ڈاکٹر کنی کٹ صاحب اور ایم ڈی راسی صاحب نے اس نسخہ کو بارہوین صدی کے شروع کا لکہا ہوا قرار دیا

(۸) کوڈکس پیری سی انسس لیست ہفتم نمبر ۲۱۰ فہرست ڈاکٹر کنی کٹ صاحب یہہ نسخہ پوری بائبل
کا رومی خط مین ہے۔ ڈاکٹر کنی کٹ صاحب اور ایم ڈی راسی صاحب اسکو بہت پسند کرتے تھے اور
بارہوین صدی کا لکہا ہوا بتاتے تہے۔

(۹) کوڈکس رجی اومانٹنس یہہ نسخہ بہی رومی حرفون مین اسی زمانہ کا لکہا ہوا معلوم ہوتا ہے جس
زمانہ کا اگلا نسخہ معلوم ہوا ہے اسمین پرافٹس اور ہیجوگرافا کی کتابین ہین مگر مختلف جگہہ سے شکستہ
ہو رہی ہین۔

(۱۰) کوڈکس پیری سی انسس لیست چہارم نمبر ۲۳۶ فہرست ڈاکٹر کنی کٹ صاحب یہہ نسخہ
بارہوین صدی کے شروع کا لکہا ہوا ہے اور کتاب یرمیاہ باب ۲۹ - ۱۹ لغایت باب ۳۸ - ۲
تک اور کتاب یوشع باب ۴ - ۴ سے لغایت کتاب عاموس باب ۶ - ۱۲ تک ناقص ہے۔

اب مناسب ہے کہ جن پرانے نسخون کا ڈاکٹر ایم ڈی راسی صاحب نے مقابلہ کیا اور انمین جو قدیم نسخے
ہین ان کا بہی اس مقام پر ذکر کیا جاوے۔

(۱) کوڈکس نمبر ۶۳۴ اسمین ایک ٹکڑہ کتاب احبار اور اعداد کا ہے کتاب احبار باب ۲۱ - ۱۹ سے
لغایت کتاب اعداد باب ۱ - ۵۰ تک ہے نہایت قدیم ہونے کی اسمین بہت سی علامتین پائی
جاتی ہین ایم ڈی راسی صاحب کے نزدیک آٹہوین صدی کا لکہا ہوا ہے۔

(۲) کوڈکس نمبر ۵۰۳ اس نسخہ مین منجملہ کتب حضرت موسی کے کتاب پیدایش باب ۱۲ - ۱۴
سے کتاب استثناء باب ۱۵ - ۱۲ تک ہے اسمین مختلف زمانون کے ورق ملے ہوئے ہین۔ اور پرانے سے

پرانے ورق نوین یا دسوین صدی کے لکھے ہوئے معلوم ہوتے ہین۔

(۳) کوڈکس ٹیبروشلیہ یہہ قلمی نسخہ جن کتب حضرت موسیٰ کا معہ تارگم (یعنے تفسیر زبان کیلڈی) اور پانچ کتابون گیت سلیمان اور کتاب اسحوت اور نوحہ یرمیاہ اور وعظ اور کتاب استر کے ہے اور نیز یہہ نوین صدی کے آخر یا بارھوین صدی کے شروع کا لکہا ہوا ہے پرانے ہونے کے سبب جو حرف مٹ گئے تھے پھر بنائے گئے ہین۔

(۴) قلمی نسخہ کتاب ایوب کا عمدہ نسخون مین سے نہایت عمدہ یہہ نسخہ ہے اور اگلے نسخہ کا ہم زمانہ ہے

(۵) قلمی نسخہ ہیجو گرنفا کا نمبر ۳۷۹ تیسرے اور چوتھے نسخہ کا ہمعصر ہے۔ یہہ نسخہ زبور کے باب ۱۵ سے کتاب نحمیا کے باب چالیس ۔ تک ہے۔

(۶) قلمی نسخہ پانچون کتابون حضرت موسیٰ کا نمبر ۱۱۶۔ یہہ نسخہ گیارہوین صدی کے آخیر کا یا بارھوین صدی کے شروع کا لکہا ہوا ہے۔ پرانا ہونے کے سبب سے اکثر جگہ پھٹ گئی ہے متن مین جو عبارت لکہنے سے رہگئی ہے وہ حاشیہ پر لکہی ہوئی ہے۔

ڈاکٹر کنی کٹ صاحب بیان کرتے ہین اور تحقیق کے عبری تمام قلمی نسخے جنکا موجود ہونا اب ہمکو معلوم ہے ایک ہزار اور ایک ہزار چار سو ستاون برسون کے درمیان کے لکہے ہوئے ہین اور اس سے وہ یہہ نتیجہ نکالتے ہین کہ تمام قلمی نسخے جو سات سو یا آٹھ سو برس پیشتر کے لکہے ہوئے تھے یہودیون کی سنت یعنے مجلس امرا کے بعض حکمون کے بموجب معدوم کردئے گئے تھے اس سبب سے کہ ان نسخون سے جو اس وقت مین خالص گنے جاتے بہت اختلاف تہا اسبات کو بشپ والٹن صاحب بہی تصدیق کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اسی سبب سے ہمارے پاس چھ سو برس کے نسخے بہت کمیاب ہین علاوہ ان نسخون کے ایک عبری قلمی نسخہ توریت کا ریورنڈ ڈاکٹر بائی صاحب کو ۱۸۰۶ء مین ملیبار مین کالے یہودیون کے پاس سے دستیاب ہوا ملیبار کے یہودی یقیناً یہودیون کے بقیہ باندہ مین جنکو بخت نصر نے اول مرتبہ جلا وطن کیا تہا۔ اس قلمی نسخہ کی تاریخ کہ کب کا لکہا ہے تحقیق نہین ہوسکتی مگر گمان ہوتا ہے کہ ان نسخون سے لیا گیا ہوگا جو ان کے باپ دادا ہندوستان مین اپنے ساتھ لائے۔

جب ان یہودیون سے اس نسخہ کے باب مین پوچھا گیا تو وہ اس کی نسبت کوئی ٹھیک بات بیان نکر سکے بعضون نے کہا کہ صنعائے عرب سے آیا ہے اور بعضون نے کہا کہ کشمیر سے۔ اس نسخہ مین کتاب احبار اور کتاب استثنا کا بہت سا حصہ نہین ہے۔ مسٹر ایٹن صاحب نے انڈر ہوٹ صاحب کے چھپے ہوئے نسخہ سے اسکا مقابلہ کیا اسکی تحقیقات کا نتیجہ یہہ ہے کہ تمام نسخہ مین چالیس سے زیادہ اختلاف نہین ہے اور ان مین کوئی اختلاف تمام عبارت سے بلحاظ معنے اور مراد متن کے تفاوت نہین رکہتا صرف حرفون کی کمی کا اختلاف ہے جیسے بلحاظ مشہور محاورہ یہودی زبان کے الفاظ کامل یا معیوب معلوم ہوتے ہین اور رہتے

چہاپے ہوئے نسخہ سے جو ... چہپا تہا اور ... اختلاف ہین - پس اس طرح پر یہودی متن کی صداقت اس گران بہا نسخہ ... ثابت ہوتی ہے اور ... شہادت ... اختلاف بہت بڑی ہے چار مقام کی عبارتین اس نسخہ پر مخصوص ہین وہ عبارتین ڈاکٹر ... کی عبرانی بائیل کے نسخہ مین نہین پائی جاتین -

یہہ بہی جاننا چاہیئے کہ جسطرح عہد عتیق کی کتابین عبرانی زبان مین ہین اسیطرح سینٹ متی کی لکہی ہوئی انجیل بہی دراصل عبرانی زبان مین تہی مگر بارہ سو برس کے قریب سے وہ انجیل معدوم ہوگئی ہے - اور اب عہد جدید کی یونانی زبان کی کتابین اصلی گنی جاتی ہین اسواسطے مناسب ہے کہ یونانی قلمی نسخون کا بہی ہارن صاحب کی کتاب سے اس جگہہ کچہہ ذکر کیا جائے تاکہ ناظرین کو بخوبی معلوم ہوجائے کہ نئے اپنے دوسرے مقدمہ مین عیسائیون کے بے تعداد فرقون ... متعدد شمار لکہا ہے تا جبکے اس ... کے اختلاف سے وہ بہت مناسبت رکہتا ہے الہامی تحریرات کے اس ... انسان ... ضرور تہا کہ ایک مقدس نفس خدا کے اس کلام کو ہمیشہ کرتا کہ جسمین نہ کسی کا اختلاف ہو نہ اسمین کوئی تحریف کرسکے - ایک قرآن ہے اسی پر عرب والے عمل کرتے ہین اور اسی پر روم و شام اور وہ ہی قرآن چینیون کے پاس ہے وہ ہی ایک قرآن یورپ مین ہے -

یورپ مین قرآن اور چینی قرآن سے کچہہ اختلاف ہے اور نہ ہندوستانی قرآن اور رومی قرآن مین کچہہ فرق ہے ایک کلمہ محمدی ہے اور اوسکی سریلی اور دل مین بیٹہہ جانے والی آوازین دنیا کے چارون کونون سے بلند ہوکر یہودیون باشندون کے کانون مین گونج رہی ہین اور یون ہی قیامت تک یعنے اس عالم کے اختتام تک بجتی رہینگی - قرآن کی یہہ بے اختلافی اسلام جیسے دین کے برحق ہونے کی شہادت دیرہی ہے - اور شہادت اس کے صداقت کے لئے کافی ہے -

یونانی نسخے بہت کم ہین جنمین عہد عتیق اور عہد جدید دونو کی کتابین موجود ہون بہت سون مین صرف چارون انجیلین پائی جاتی ہین کیونکہ وہ نہایت کثرت سے گرجون مین پڑہی جاتی ہین اور بعض نسخون مین اعمال حوارین اور کیتہلک نامے اور بعضے مین اعمال اور سینٹ پال کے نامے اور چند نسخون مین اپوکلیپس (یعنے مشاہدات سینٹ یوحنا) موجود ہین سب نسخے خصوصاً زیادہ قدیم نسخے زمانہ کے ضرر سے باعقبات ناقص ہوگئے ہین تمام نسخون مین پہلے لکہے ہوئے کو مٹایا ہے اور اسکو صحیح کیا ہے بعضے جگہہ خوب نہین مٹا اسلئے اصلی لکہا ہوا بہی معلوم ہوتا ہے جس مقام پر نقل کرنے والے نے صحیح کیا ہے وہ تصحیح بہ نسبت اس تصحیح کے جو کی گئی ہے معتبر سمجہی جاتی ہے محو کرنا پہلے لکہے ہوئے کا کہین تو اس طرح کیا ہے کہ لفظون پر لکیر کہینچ دی ہے اور چاقو سے چہیلا ہے اور اکثر جگہہ لکہنے والے نے اسفنج سے مٹا دیا ہے - اور اس کی جگہہ اور لفظ لکہدیے ہین اس طرح کا مٹانا ایک حرف یا ایک لفظ ہی پر موقوف نہین ہے جیسے کہ کوڈکس نبری کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسطرح پر ساری کتابین کی کتابین مٹائی جاتی تہین اور اور کتاب بجائے اس قلمی کتاب کے جو مٹائی گئی جاتی تہی لیکن جہان کہین زمانہ مدید کے سبب سے تحریر اڑ گئی تہی تو ان کو بغیر زیادہ مٹانے کے بدستور قدیم

لیتے تہے اور اسی پر لکہہ لیتے تہے ایسے نسخے کو پالمپسسٹ یا ری سکرپٹی (یعنے ایک ٹکڑہ جسمین سے ایک تحریر مٹائی گئی اور اسی جگہہ دوسری لکہی گئی) پارچہ منٹ (یعنے بنے ہوئے چمڑے یا کپڑے کتاب لکہنے کے سبب قلت کے سبب بہت سے لوگ اگلے مورخون کی لکہی ہوئی کتابین مٹانے لگے اس مطلب سے کہ اپنے یا کسی دوسرے مورخ کی کتاب جسکو وہ چاہتے ہین اسپر نقل کرلین اس سبب سے بہت سی کتابین پہلے مورخون کی معدوم ہوگئین خصوصاً بہت قدیم کتابین کیونکہ زمانہ حال کی کتابین اس وقت کی حاجت روائی کو ان قدیم کتابون پر جو زمانہ دراز کے گذرنے کے باعث دہندلی ہوگئی تہین اور مٹائی گئی تہین نقل کرلی گئی ہین۔

مدت تک یہہ خیال کیا گیا کہ یہہ بد استعمال گیارہوین تیرہوین چودہوین صدی تک رہا اور بالتخصیص یونان مین جاری تہا تا حقیقت مین یہہ ایام وحشت کا نتیجہ تہا جو ان جہالت کے زمانون مین پہیلا ہوا تہا چنانچہ یہی بد استعمال رومیون مین بہی رائج تہا اور جیسا کہ عموماً خیال کیا گیا تہا اس سے زیادہ اخیر زمانہ تک ان لوگون مین یہہ استعمال جاری رہا۔

عہد جدید کے قلمی نسخے پورے یا ناقص جو علماء عیسائی کے ہاتہہ آئے اور جنسے کل کا یا جزو کا مقابلہ کیا گیا ان کل کی تعداد پانسو کے قریب تہی اور یہہ تعداد ان قلمی نسخون کا بہت چہوٹا حصہ ہے جو سرکاری اور لوگون کے نجی کتب خانون مین پائے جاتے ہین۔ ان مقابلون کے نتیجہ سے یہہ ظاہر ہوا کہ بعض قلمی نسخے ایک دوسرے سے تسلسل رکہتے ہین اور وہ اور نسخون سے بلحاظ نشانون کے پہچانے جاتے ہین مشہور علماء محققین عیسائی خصوصاً گریس باک صاحب نے جسنے اپنی تمام زندگی تحقیقات مقدس مین صرف کی عہد جدید کے ان فقرات کو جو سکندریہ والو کلیمنٹ اور ارجن کی تحریرون مین ہین ان فقرات سے جو ٹرٹلین صاحب اور سائی پیرن صاحب نے لئے ہین نہایت کوشش سے مقابلہ کرکے دریافت کیا کہ بہت ابتدا زمانہ مین یعنے تیسری صدی تک قلمی نسخون کے دو سلسلے موجود تہے یا یون تعبیر کیا جاوے کہ دو پورے مختلف نسخے عہد جدید کے وجود مین تہے۔ میکلس صاحب نے یہہ دریافت کیا کہ مختلف ملکون مین بموجب ان کے خاص زبانون کے مختلف ترجمے عہد جدید کے تہے اور ان کے قلمی نسخے بالذات اپنے مخصوص ترجمون کے مطابق تہے اور یہہ ترجمے ایسے قلمی نسخون سے بنائے گئے تہے جو عام استعمال مین تہے غرضکہ مختلف طور سے پانچ طرح پر عہد جدید کی کتابون کے ڈاکٹر گریس باک صاحب میکلس نے اور سیملر اور مسٹر نولن نے اور پروفیسر ہک اور پروفیسر اسکالز نے قسمین نکالی ہین۔

ڈاکٹر گریس باک صاحب کے قاعدہ کے بموجب عہد جدید کے یونانی نسخے تین قسمون مین منقسم ہوتے ہین۔ اور ہر ایک قسم ان مختلف عبارتون کے واسطے جو اس قسم مین ہین بطور ایک علاحدہ گواہ کے سمجہا جاتا ہے۔

گریس باک صاحب نے کسی عبارت کی معتبری کو جہانتک کہ قلمی نسخے کی سند پر لحاظ کی جاتی ہے صرف اسی نسخے کے بموجب جسمین وہ عبارت ہے قرار نہین دیا۔ بلکہ ان تمام قسمون کے نسخون کی تعداد کی لحاظ سے جو اسکی تائید کرتے ہین قرار دیا ہے اور وہ قسمین جسمین گریس باک صاحب نے یونانی نسخون کو ترتیب دیا ہے حسب تفصیل ذیل ہین

اور ان قسمون مین کو ہر ایک قسم نسخہ کے نام سے نامزد کرتے ہین —

(۱) اسکندریہ نسخہ اسکو مصری نسخہ بہی کہتے ہین اس قسم مین دو قلمی نسخے داخل ہین جنکی مشہور عبارتین اسکندریہ کے مورخین کی ان عبارتون سے جو انہون نے اپنی کتابون مین نقل کی ہین مطابقت رکہتے ہین خصوصًا اریجن اور کلمینٹ اسکندریہ والے کی نقل کردہ عبارتون سے اور ان کے بعد اسی نسخہ کو مصری یونانیون نے اختیار کیا تہا مفصلہ ذیل نسخے اس قسم مین داخل ہین —

کوڈکس اسکندریہ والے	گریس بک	کوڈکس بارجی	ڈاکٹر اسکالز
وشیکن قلمی نسخہ	گریس بک	کوڈکس نیجی اس نمبر ۴۲	گریس بک
کوڈکس افریمی	ڈاکٹر اسکالز	کوڈکس نیجی اس نمبر ۱۴	ایضاً
کوڈکس نیجی اس نمبر ۶۲	ڈاکٹر اسکالز	کوڈکس مڈھی سی اس	ایضاً
کیوئل فربی ٹینس الف	ڈاکٹر اسکالز	کوڈکس نیجی اس نمبر ۳۰۵	ایضاً
کیوئل فربی ٹینس ب	ڈاکٹر اسکالز		

یہہ ترجمے جنکا آگے بیان آتا ہے اسی اسکندریہ والے نسخہ کے پیرو ہین

کاپٹیکو سٹم فیٹک	اتھیوپک
کاپٹیکو باسمینورک	آرمینین
کاپٹیکو سہیدک	سائرو فلاک سنیٹین

(۲) آکسی ڈینیل یا ویسٹرن (یعنے مغربی نسخہ) یہہ وہ نسخہ ہے جو افریقہ - اٹلی اور گال اور مغربی یورپ مین مروج تہا - اس نسخہ کے پیرو یہہ نسخہ ہین

کوڈکس اسکندریہ والے اعمال حواریئن اور کیتھیلک نامون مین —	کوڈکس بیس	
	کوڈکس ونڈوبانن سس	
کوڈکس بیزی یاکین ٹی برہی جنیس	کوڈکس واٹیکنیس نمبر ۳۶۰	گریس بک
کوڈکس نیجی اس نمبر ۱۴۳۱ گریس بک	کوڈکس واٹی کنیس نمبر ۲	گریس بک
کوڈکس نیجی اس نمبر ۵۰ گریس بک	کوڈکس نیجی اس نمبر ۱۷۷	
کوڈکس نیجی اس نمبر ۳۷۹ ایضاً	کوڈکس نیجی اس نمبر ۳۷۵	

ان نسخون سے بعض جگہہ سہدک ترجمہ جو چوتہی صدی مین ہوا اور یروشلم والا سریا زبان کا ترجمہ اور وہ عبارتین جو سیرو فلاک سنیٹین ترجمہ کے حاشیہ مین ہین متفق ہوتی ہین اور وہ پرانے رومی ترجمے بہی جو ولگٹ ترجمہ سے پیشتر مستعمل تہے مطابقت رکہتے ہین اسی ڈور صاحب لشپ سیول کے اور رحی جی آئس صاحب

صاحب اور بیٹہہ صاحب اور ریس مارس صاحب اور رہیر صاحب اور این سلم صاحب اور پنیر و یمنی صاحب اور بروٹر

اور اور پچھلے مورخ جو ہزار سال گذشتہ مین رومی گرجہ سے علاقہ رکھتے تھے جیسے وُلگٹ رومی ترجمہ کی پیروی کرتے تھے وہ بھی اس نسخہ سے مطابقت رکھتا ہے۔ اور اسیطرح دوسری کتابین اور اس گرجہ کی مذہبی کتابین سب اسی نسخہ کے مطابق ہین۔

(۳) بائیزین ٹائن یا اورینٹیل (یعنے مشرقی نسخہ جو چوتھی صدی کے آخر اور پانچوین اور چھٹی صدی کے درمیان مین محققین نے ایک ایسا نسخہ تلاش کیا جو اگلے دو نسخون سے مختلف ہے۔ اور انہون نے اس نسخہ کا یہہ نام لکھا ہے جو اوپر مذکور ہوا اسلیئے کہ اسکا قسطنطینیہ مین جسکا نام بائی زین ٹائن عموماً مستعمل تھا اس زمانہ مین جبکہ یہہ شہر مشرقی شہنشاہی یورپ کا دار الخلافہ ہو گیا تھا۔

اس نسخہ سے اس شہر کے قریب کے علاقون کے سب نسخے مطابق ہین جہان کے باشندے قسطنطینیہ کے پوپ کے روحانی تسلط کے مطیع تھے بائزین ٹائن نسخہ کی وہ عبارتین جن پر چھپے ہوئے وُلگٹ یونانی نسخہ مین اور موجودہ نسخون مین جو اسکے مطابق ہین نہایت کثرت سے پائی جاتی ہین گریس بک صاحب نے سو سے زیادہ اس قسم کے نسخے شمار کیئے ہین اگرچہ ایسے بہت نسخے باہم متفق ہین بہ سبب ان اختلافات کے جو عرصہ دراز مین چوتھی صدی کے ابتدا سے پندرہوین صدی تک بغیر ہوئے نہین رہ سکتے تھے سیکلس صاحب نے بائی زین ٹائن نسخہ کو قدیم نسخہ اور جدید نسخہ مین تقسیم کیا ہے مگر کوئی قاعدہ مقرر نہین کیا جس سے ہم ان دونو قسمون کو تمیز کر سکین۔

اسکندریہ والے نسخہ مین جو چارون انجیلین ہین ان مین بائی زین ٹائن نسخہ کی مطابقت پائی جاتی ہے پرانے روسی ترجمہ کی اصل بھی یہی نسخہ معلوم ہوتا ہے۔ کریز اسٹم اور تھیو فلیکٹ صاحب بشپ بلگیریا نے اس نسخہ کی عبارتون کو بطور سند کے لیا ہے علاوہ اسکے میکیل صاحب نے ایک اور قسم کا نسخہ ان تین قسمون پر زیادہ کیا ہے جو چوتھی قسم شمار کی جاتی ہے۔

(۴) اڈیسین نسخہ لیشیکو یا پرانا سریانی زبان کا ترجمہ عہد جدید کا ان اگلے تین نسخون سے اختلاف کم رکھتا ہے اسلیئے سیکلس صاحب نے گریس بک صاحب کے بعد ایک اور نسخہ زیادہ کیا ہے جسکا یہہ نام مذکورہ بالا ہے اگرچہ مغربی اور سکندریہ اور اڈیسین نسخون کی عبارتین بعض اوقات آپس مین اختلاف رکھتی ہین۔ مگر پھر بھی اگر ان مین مطابقت پائی جاتی ہے کوئی عبارت جو ان تینون کی سند سے استحکام پاوے وہ عبارت نہایت مستند مانی جاتی ہے۔

ایسے ہی صحیح عبارت بعض دفعہ صرف چوتھے نسخہ ہی مین ملتی ہے۔

پروفیسر ہگ صاحب رومن کیتھلک نے تمام ترتیبون کے برخلاف نسخون کی ترتیب تجویز کی ہے اور تین نسخون کے وجود کا اقرار کرتے ہین۔ اور نیو ٹیسٹمنٹ کے متن کی تاریخ کو تین زمانون پر تقسیم کرتے ہین اول وہ جو ابتدا سے تیسری صدی تک کے لکھے ہوئے ہین مگر کلیمنٹ صاحب اسکندریہ والے اور اوریجن

حاشیہ ۱ ہارن صاحب کا انٹروڈکشن مطبوعہ ۱۸۳۴ء جلد ۲ صفحہ ۶۳

...سرا بیٹی اسس صاحب اور اور قدما بیان کرتے ہین کہ ابتدا مین وہ نسخے بے تبدیلیون کے ساتھہ تبدیلیون
...ے جانے نظر تہے - اگرچہ ان کے بیانات بہت مبالغہ سے بہرے ہوئے ہین تاہم یہہ بات تحقیق ہے کہ ان مین
...ہ دلات کئے گئے ہین - ہگ صاحب کے قول کے بموجب یہہ تبدیل شدہ نسخہ وہ ہے جو کامن یعنے عام نسخہ پکارا
...نا تہا اگرچہ عموماً یہہ نسخے آپسمین ایک سے ہین مگر پہر بہی دو طرح کے اور کچھہ ایک آپسمین مختلف ہین ان مین
...ایک قسم گریس بک صاحب کے مغربی نسخہ کے مطابق ہے اور دوسرا اس سے جسکو اڈسین کہتے ہین -
...ہم وہ زمانہ جب ان نسخون کی تصحیح ہوئی جبکہ اس عام نسخہ کی جو عام کہلاتا تہا تیسری صدی مین خرابیان
...ہم ہوئین تو تین شخص جو بڑے عالم تہے اس نسخہ کے صحیح کرنے پر مصروف ہوئے تاکہ قلمی نسخون کی مدد سے
...سکو اصلی صورت پر بحال کرین - چنانچہ اوریجن صاحب نے بمقام فلسطین اور ہسی چیس صاحب نے مصر مین
...اتن کے وہ بشپ تہے اور لوشئن صاحب نے سریا مین یہہ کام شروع کیا ہسی چیس صاحب نے جو نسخہ صحیح
...کیا تہا وہ مصر مین عموماً تسلیم ہوا اور اسکندریہ والے نسخے اسی سے نکلے ہین اور لوشئن صاحب نے جو نسخہ
...کیا تہا وہ زیادہ مشہور ہوا اور شام اور ایشیائے کوچک اور ہیتہرس و قسطنطینیہ مین پہیل گیا اور
...اوقات اسکو عام نسخہ کہتے ہتے - اور یجن صاحب نے جو نسخہ صحیح کیا تہا وہ ان کے شاگردون نے مروج
...صرف فلسطین مین اسکا رواج ہوا - اور پہر بسبب مروج ہونے لوشئن صاحب کے نسخہ کے بالکل معدوم ہو گیا
... وہ زمانہ ہے جسمین تیسری صدی کے دو چند و سہ چند نسخون سے ہمارے زمانہ تک اختلافات ہو گئے ہین
...ہندس کے قلمی نسخون کے مذکورہ بالا خاندانون مین تقسیم کرنے سے علما کا مطلب یہہ تہا کہ اس تحقیقات
...ایک صحیح اصلی قلمی نسخہ کو ایک غیر اصلی نسخہ سے اور ایک صحیح عبارت کو غلط عبارت سے تمیز کرسکین
...مہ جسمین ملا ثتون کی ضرورت کیا تو خواہ حواریون کی اصلی تحریرونکے جاتے رہنے سے پیدا ہوئی یا ان نسخونکے جاتے رہنے
...جنکو خود حواریون نے امتحان کرکے رکہے ہتے اور جن کی اصلیت پر انہون نے اپنی تحقیق رائے ظاہر کی تہی

ان قلمی نسخون کا بیان جنمین عہد عتیق اور عہد جدید دونو ہین

...دکس سکندریہ والا میبوسکرپٹس یعنے سکندریہ کا قلمی یونانی نسخہ اس مین عہد عتیق اور عہد
...ے کل کتابین ہین تمام علماء عیسائی اس نسخہ کو نہایت معتبر اور نہایت قدیم جانتے ہین یہہ نسخہ
...جلدون مین ہے -

...جلدون مین عہد عتیق کی کتابین ہین اور چوتہی جلد مین عہد جدید کی معہ نامہ اول کلیمنٹ بنام
...ا اور زبور سلیمان جسکو اب خارج کر دیا ہے -

...مین چارون انجیلین ہین مگر پوری نہین ہین متی کی انجیل ابتدا سے باب ۲۵ - ۶ تک نہین
...یوحنا کی انجیل باب ۶ - ۵۰ باب ۸ - ۵۲ تک نہین ہے اور نامہ دوم کا رنتہرا باب ۱۲ -
...ے سا تین باب ورس ۷ تک نہین ہے - زبور سے پہلے ایک نامہ اتہانی سیس بنام مارسی لینس

اور اسکے بعد ایک [illegible] باوجود ان باتون کی ہر گھٹنے کی [illegible] مین استعمال کی باقی [illegible]
ہے اور چند نمبر (یعنے دو بہرم) [illegible] ہے اور انمین سے گیارہ وان حضرت ابرہم کی تعریف
مین تہا اور [illegible] لائل یوسیبس [illegible] مرتب قواعد تخمینہ [illegible] ہین ۔

[illegible] ہر قسم [illegible] ہے اور انہون نے مذمت کی ہے چنانچہ [illegible]
اس [illegible] کی مذمت [illegible]

اس [illegible] مین بہی اختلاف ہے کہ [illegible] کس کا لکہا ہوا اور کب کا لکہا ہوا ہے ۔ کریت [illegible]
[illegible] صاحب اسکو آخیر حصہ صدی سے پہلے کا لکہا ہوا بیان کرتے ہین اور وٹسٹین صاحب پانچوین
صدی کا اور ڈاکٹر [illegible] صاحب [illegible] میکلس صاحب آٹہوین صدی کا اور ماؤن صاحب
[illegible] صدی کا اور ٹ فاکنر صاحب لکہتے ہین کہ کوئی یونانی نسخہ [illegible] صدی کے قبل کا نا لکہا ہوا نہیں ہے ۔
[illegible] اصل [illegible] جسکو مترپ [illegible] یا موترپ اقریطس کہتے ہین [illegible] صدی کا تہا جو قسطنطنیہ کا
[illegible] تہا اور [illegible] کی معرفت جو انگلستان کے ایلچی تہے ۱۶۲۸ء مین بادشاہ چارلس
اول کو [illegible] عجائب گہر کے کتب خانہ مین داخل ہوا ۔ اور وہان ابتک موجود ہے
(۲) کوڈکس [illegible] یعنے [illegible] واٹیکن [illegible] مین تہا رومی ترجمہ سپواجنٹ کا جو ۱۵۹۰ء [illegible]
اس [illegible] اس نسخہ کا متن [illegible] نسخہ کے دیباچہ مین لکہا ہے کہ یہہ نسخہ بیشتر ۳۸۷ء [illegible]
صدی [illegible] کا لکہا ہوا ہے پروفیسر [illegible] صاحب اس نسخہ کو چوتہی صدی کے ابتدا کا لکہا ہوا کہتے ہین اور [illegible]
صاحب پانچوین صدی کے آخر کا اور باؤنٹ فاکنر صاحب اور [illegible] کائن صاحب پانچوین یا چہٹی صدی کا بتاتے ہین
ہم تعجب یہہ ہے کہ یہہ دونو نسخے یعنے کوڈکس اسکندریہ والا اور کوڈکس واٹیکنس باوجود قدیمی ہونے کے
اور [illegible] کہ دونو مین کتابون کی تعداد برابر ہے آپس مین اسقدر مختلف ہین کہ کسی قلمی دو نسخون مین
[illegible] ہوگا ۔

اس [illegible] جدید نسخہ [illegible] چہپا ہے باب اول سے کتاب پیدایش کی نہین ہین اور ۲ سو زبور ۱۰ سے
[illegible] ایک نہین ہین ۔ عہد جدید مین عبرانیون کے نامہ کا پہلا حصہ یعنے باب ۹ ۔ ۱۴ سے آخر تک
نہین ہے اور سینٹ پال کے نامے بنام تمتہی اور طیطوس اور فلیمن اور تمام مشاہدات یوحنا نہین ہین
مگر [illegible] سوین صدی مین کسی نے ان کو لکہکر شامل کر دیا ہے بہت جگہہ سے لفظ مٹے ہوئے اور [illegible]
ان دونو نسخون مین کوئی نشان ان نشانون مین سے جو اوریجن صاحب نے مقابلہ کے وقت مقرر کئے تہے
نہین ہین اس سبب سے ڈاکٹر کنی کٹ صاحب یہہ دلیل کرتے ہین کہ یہہ دونو نسخے نہ اصل نسخہ اوریجن صاحب سے
اور نہ اس کی ان نقلون سے جو اس کے زمانہ کے قریب ہوئی ہین لکہے گئے ہین بلکہ مدت کے بعد ان نقلون
سے جنمین وہ نشان نہ تہے اور نقل نویسون نے وہ نشان لکہنے موقوف کر دیئے تہے نقل ہوئے ہین غرضکہ

یہہ قلمی نسخہ بہی بہت پرانا ہے اور کوڈکس اسکندریہ والے کا ہم پایہ ہے۔

(عہد عتیق کے یونانی ترجمے)

(۱) کوڈکس کاٹونئنس یہہ ایک بہت قدیم اور صحیح نسخہ ہے مگر اب اس کے چند ورق رہ گئے ہین باقی سب اُس آگ مین جلگئے جو ویسٹ منسٹر کے مقام پر کاٹن صاحب کے گہر مین جہان وہ رکہا ہوا تہا لگی تہی اسکو چوتہی صدی کے انجام یا پانچوین صدی کے شروع کا لکہا ہوا مانا جاتا ہے۔ اور کسی قلمی نسخے یا چہپے ہوئے نسخے سے بجز کوڈکس اسکندریہ والے نسخہ کے یہہ نسخہ مطابقت نہین کہاتا۔

(۲ و ۳) کوڈکس سارا ڈیئنس اور کال برٹئس یہہ دونو ایک ہی نسخہ کے ٹکڑے ہین کوڈکس سارا ڈیئنس مین کتاب خروج کے سات ورق نہین ہین مگر یہہ ورق کوڈکس کال برٹئس مین موجود ہین ان دونو نسخون کو پانچوین یا چہٹے صدی کا لکہا ہوا کہا جا سکتا ہے۔ کتاب احبار کے چند فقرون کے آغاز کے لفظ علانیہ زمانہ حال کے لکہے ہوئے ہین

(۴) کوڈکس سے سار یس جسکو کوڈکس اوریجن ٹیلس اور کوڈکس اور جنیٹر پپوریس بہی اکثر اسی وجہ سے کہتے ہین کہ وہ رپہلی حرفون سے ارغوانی چمڑے پر لکہی ہوئی ہے یہہ نسخہ شہنشاہی کتب خانہ مین مقام وینا رکہا ہوا ہے اس مین صرف ۲۶ ورق ہین جنمین سے اول کے چوبیس کتاب پیدایش کا ایک ٹکڑا ہے جسمین باب ۳-۱۴- باب چوبیس آیت ۸ تک ہے باقی دو صفحہ سینٹ لوک کے انجیل کا ٹکڑا ہے- جسمین باب ۲۴ کی آیت ۲۱ سے آیت ۴۹ تک ہے اس نسخہ کو پانچوین یا چہٹی صدی کا لکہا ہوا قرار دیا جاتا ہے۔

(۵) کوڈکس ایمبروسینئس اس نسخہ کا یہہ نام ایمبروسین (واقع مقام ملن) سے نکلا ہے جہان وہ رکہا ہوا ہے- غالباً وہ ساتوین صدی کا ہے اس نسخہ مین لہجہ اور دیگر علامات سے علانیہ معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ حال کے کسی شخص نے زیادہ کیا ہے۔

(۶) کوڈکس کائئیس یعنی اُنیس ہین دوسو چہبیس ورق چمڑے کے ہین اور اسمین سابق مین پانچ کتابین موسے اور کتاب ہائے یوشع اور قضات اور رعوت اور دو کتابین سموئیل اور دو کتابین سلاطین کی ہین اس نسخہ مین بہی زمانہ حال کے کسی شخص نے لہجون اور دیگر علامات کو زیادہ کیا ہے یہہ نسخہ چہٹی یا کم سے کم ساتوین صدی کا لکہا ہوا ٹہیرایا جاتا ہے۔

(۷) کوڈکس بی بہی لیووی ٹیکنیس نوین صدی کا لکہا ہوا خیال کیا جاتا ہے اور یہہ نسخہ آغاز اور انجام مین ناکامل ہے ڈاکٹر ہال مس صاحب اس نسخہ کو بہت باوقار اور اہم کا سمجہتے ہین چنانچہ اس مین چند ایسی عمدہ عبارتین پائی جاتی ہین جو اور کسی جگہہ نہین پائی جاتین۔

(۸) کوڈکس ٹیوری سینئس کتاب زبور کا نسخہ ہے جسکی تحریر سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ یہہ نسخہ گیارہوین صدی کا لکہا ہوا ہے- اس نسخے مین جو حصے زبور کے نہین ہین وہ یہہ ہین زبور باب ۱ سے باب ۲۵ تک اور باب ۳۰- ۳ سے باب ۳۶- ۲۰ تک اور باب ۴۱- ۵ سے باب ۴۳- ۲ تک اور باب ۴۸-

۱۳ سے باب ۹۵ - ۴ تک اور باب ۶۶ - ۲ سے باب ۱۷ - ۴ تک اور باب ۹۲ - ۳ سے باب ۹۲ - ۷ تک اور باب ۹۶ - ۱۲ سے باب ۹۷ - ۸ تک -

(مقدم نسخے جس مین نیو ٹیسٹمنٹ پورے یا جزوی ہے)

ان نسخوں کے حال بیان کرنے سے پہلے ہارن صاحب نے ان کے باب مین جو کچھہ اپنے انٹروڈکشن مین لکھا ہم بعینہ درج ذیل کرنا مناسب جانتے ہین قاعدہ ہے جب تک کسی چیز یا کسی مقام کی کیفیت نہ معلوم ہو سکے حال سننے سے دلچسپی نہین ہوتی -

عہد جدید کے وہ اصلی نسخے جنکو خود حواریون نے لکھا تھا یا ان شخصون نے جنکا لکھا ان کی نظر سے گذرا مدت سے معدوم ہو گئے ہین - ان کی تاریخ کی باب مین ہم کسی طرح کی اطلاع نہین رکھتے مقام وینس مین جس نسخہ کو سینٹ مارک کی اصلی انجیل بتاتے تھے وہ نسخہ رومی ترجمہ کا صرف ایک نسخہ ہے اور عہد جدید کے موجودہ نسخوں مین سے کوئی نسخہ چوتھی صدی سے پیشتر کا نہیں پایا جا سکتا ہے - اور اس کے بہت سے نسخہ اس سے بھی پیچھلے زمانہ کے ہین بعضون نسخون مین عہد جدید بالکل ہے اور بعض مین خاص کتابین ہین یا خاص ٹکڑے ہیں اور بہت سے ایسے نسخے ہیں کہ جنمیں معمولی ترتیب کے بموجب پوری کتابیں مرتب نہیں ہیں - بلکہ ایسے متفرق حصے ہیں یا وعظ ہیں جو عیسائی گرجون مین معین دنوں کی عام نماز میں پڑھے جاتے تھے - اور وعظون اور متفرق حصون کی پوری کتابین جمع کی گئی ہین ان کو لکشنریا (یعنے وعظ کی کتابین) کہتے ہین اور یہہ دو قسم کی ہین -

اول ایوین جلسیٹریا جنمین چارون انجیلون مین کے وعظ ہین - دوم ایپاسٹولس کہ جنمین اعمال اور خطوط مین کے وعظ ہین اور بعض اوقات صرف نامے ہی ہین - جبکہ کسی نسخہ مین یہہ دونو حصے ہوتے ہین تو اسکو ڈاکٹر سکلس صاحب ایپاسٹولوائی ڈین جیلین کے نام سے پکارتے ہین -

ڈاکٹر گرسیبک صاحب نے ۴۶ ایوین جیلیس ٹریا (یعنے انجیلون مین کی وعظ کی کتابون اور سیون لکشنریا کا اپنے نسخہ عہد جدید کی چارون انجیلون کے واسطے مقابلہ کیا اور چند نسخون مین صرف یونانی متن ہی ہے مگر ان کے ساتھہ ایک ترجمہ بھی ہوتا ہے خواہ متن کی ہر ایک سطر کے نیچے لکھا ہوا ہوتا ہے خواہ آدہے صفحہ پر موافق متن کے لکھا ہوا ہوتا ہے ایسے نسخون کو کوڈا ئیس بلین گیوس کہتے ہین -

بہت سے ان نسخون سے یونانی اور رومی متن رکھتے ہین اور رومی ترجمہ عموماً اس ترجمہ مین سے ہوتا جو سینٹ جیروم صاحب کے زمانہ سے پیشتر موجود تھے - شامی عربی فرانسیسی اور رومی متن مین نسخون کے موجود ہونے کے سبب سے ڈاکٹر میکیلس صاحب کو غالب خیال کرتے ہین - کہ یونانی شامی اور فرانسیسی متن کے بھی سابق مین موجود ہون گے اور ایسی قسم کے اور نسخے بھی موجود ہون جنمین اصلی متن اور کسی دوسری زبان کا ترجمہ دونو اکھٹے لکھے گئے ہوں - جہان کہیں کسی ناقل نے ایک ہی نسخہ سے نقل کرنے کے بجائے کئی

نسخون مین سے ایسی عبارتین منتخب کرکے نقل کی ہون جو اسکو نہایت عمدہ معلوم ہوئی ہون ایسا نقل کیا گیا نسخہ کوڈکس رسیپٹس کے نام سے پکارا جاتا ہے (یعنے ایک ایسا نسخہ جو کئی نسخون سے تیار کیا گیا ہو) آگے آنے والے نسخے عہد جدید کے قلمی نسخے ہین—

(۱) کوڈکس کاٹونی انیس—یہہ نسخہ عہد جدید کی کتابون کا ایک ٹکڑا ہے متی کی انجیل صرف باب ۲۶ آیت ۵ لغایت ۶۵—اور باب ۲۷—۲۶ لغایت ۴۳ ہے اور یوحنا کی انجیل باب ۱۴—۲ سے ۱۰ تک اور باب ۱۵—۱۵ سے ۲۲ تک ہے یہہ نسخہ چھٹی صدی یا پانچوین کے شروع کا لکھا ہوا خیال کیا گیا ہے

(۲) کوڈکس بیزی یا کوڈکس کینٹ بریجی انیس اسمین چارون انجیلین اور اعمال حواریین ہین مگر انجیل متی کی ابتدا سے کچھہ گئی ہوئی ہے اس نسخہ کے زمانہ تحریر مین اختلاف ہے بعضے دوسری صدی کا اور بعضے پانچوین صدی کا اور بعضے چھٹی صدی کا اور بعضے ساتوین صدی کا لکھا ہوا خیال کرتے ہین—اور اس نسخہ مین بہت سی اصلاحین کی گئی ہین جنمین سے چند کا ڈاکٹر گریسبک صاحب نے بیان کیا ہے اور چند صفحے جنمین متی باب ۳—۸ سے لغایت ۱۶—۲ اور یوحنا باب ۱۸—۱۳ سے لغایت ۲۰—۱۳ اور مارکس باب ۱۵—۱۵ سے انجام تک ہین ان سبکو زمانہ حال کے کسی شخص نے لکھا ہے کہ جس کی تاریخ لکھے جانے کی ڈاکٹر شلٹز صاحب دسوین صدی قرار دیتے ہین مگر گریسبک صاحب بارہوین صدی اس نسخہ کی بہت سی علامتون سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اشخاص نے مختلف اوقات مین اس نسخہ مین اصلاحین کین اب وہ مقام کیمبرج کے دار العلوم کے کتب خانہ سرکاری مین رکھا ہوا ہے—

(۳) کوڈکس افریمی یا کوڈکس رجی اس—یہہ نسخہ مصر کا لکھا ہوا ہے اور ساتوین صدی کا لکھا ہوا خیال کیا گیا ہے اس نسخہ کے عہد جدید مین بہت سی جگہہ سے عبارتین گئی ہوئی ہین جنکا حال گریسبک صاحب نے اپنی کتاب مین بیان کیا ہے اس نسخہ مین یوحنا کی انجیل کے پانچوین باب کا چوتہا ورس جسپر نہایت بحث ہے حاشیہ پر ثبت ہے—

(۴) کوڈکس کلارومانٹینس یا رجی اس—اسمین صرف سینٹ پال کے نامے ہین—اور چھٹی یا ساتوین صدی کا لکھا ہوا خیال کیا گیا ہے مگر عبرانیون کا نامہ نیا لکھا ہوا ہے—

(۵) کوڈکس ارجنٹیس—یہہ نسخہ چارون انجیلون کا ترجمہ زبان گاتہہ مین ہے جو الفلس صاحب نے کیا تھا اس باب مین کہ یہہ نسخہ کب کا لکھا ہوا ہے نہایت اختلاف ہے اور کوئی بات تحقیق نہین ہوئی ہے—

(۶) کوڈکس رسکرپٹس اس نسخہ مین عہد جدید کی کتابون مین سے صرف متی کی انجیل ہے ۶۴ ورق صرف پرانے لکھے ہوئے ہین جنکو چھٹی صدی کا لکھا ہوا خیال کیا ہے—

(۷) کوڈکس لاڈی انیس—اعمال حواریین کا یہہ نسخہ ہے مگر چھبیسوین باب کے انتیسوین ورس مین اٹھائیسوین باب کے چھبیسوین ورس تک نہین ہے یہہ نسخہ سریا کے قدیم ترجمہ سے بہت مطابقت رکھتا ہے بعضے کہتے ہین

کی ساتوین صدی مین بمقام سارڈینیا لکہا گیا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ شرقی ملکون کا لکہا ہوا ہے اور بعضے نزدیک پانچوین صدی یا آٹھوین صدی کا لکہا ہوا خیال کیا گیا۔

(۸) کوڈکس برارڈنس ایس۔ اس نسخہ مین سینٹ پال کے نامے ہین مگر عبرانیون کے نام کا نامہ نہین ہے جسکو روم کے گرجا نے سابق مین خارج کردیا تہا۔ اس کا زمانہ تحریر بہی بخوبی تحقیق نہین ہے۔ مگر آٹھوین اور دسوین صدی کے درمیان کا لکہا ہوا خیال کیا گیا ہے۔

(۹) کوڈکس سی پریس یا کال ٹرینٹس۔ اس نسخہ مین چارون انجیلین ہین اسکے زمانہ تحریر مین بہی اختلاف ہے بعضے آٹھوین اور بعضے دسوین صدی کا لکہا ہوا خیال کرتے ہین۔

(۱۰) کوڈکس بیبی لین سس اس مین بہی چارون انجیلین ہین اور آٹھوین یا نوین صدی کا لکہا ہوا خیال کیا گیا ہے مگر سینٹ لوک کی انجیل باب ۱۔ ۶۹ سے باب ۲۔ ۴ تک اور باب ۳۔ ۴ سے پندرہ تک اور باب ۱۲۔ ۵۸ سے باب ۱۳۔ ۱۲ تک اور باب ۱۵۔ ۷ سے ورس بیس تک اور ۲۴۔ ۴۷ سے انجیلون کے آخر تک اڑا لیا گیا ہے مگر لیوس باب ۱۔ ۶۹ سے باب ۲۔ ۴ تک اور باب ۱۲۔ ۵۸ سے باب ۱۳۔ ۱۲ تک اور باب ۱۵۔ ۸ سے ورس بیس تک جو کہ اس مین نہین ہین ان کو پہر لکہکر ملا دیا ہے۔

(۱۱) کوڈکس ہاروی ایس۔ انجیلون کی نسخون کا ایک مجموعہ ہے جو ۹۴۹ء مین لکہا گیا تہا۔

(۱۲) کوڈکس سینٹ جرمینس اس مین ساتوین صدی کے لکہے ہوئے پال کے نامے ہین۔

(۱۳) کوڈکس اجی انیس۔ اس مین بہی پال کے نامے ہین اور شروع سے رومیون کے نامہ کے باب ۲ ورس ۸ تک ناقص ہے اور عبرانیون کا نامہ یونانی زبان مین نہین ہے بلکہ رومی زبان مین ہے اس نسخہ کو نوین صدی کا لکہا ہوا خیال کیا ہے۔

(۱۴) کوڈکس جی آس۔ اسمین چارون انجیلین ہین مگر سینٹ متی کی انجیل باب ۴۔ ۱۳ سے باب ۵۔ ۴ تک اور باب ۲۸۔ ۱۷ سے آخیر تک نہین ہے اور سینٹ مارک کی انجیل باب ۱۰۔ ۱۱ سے ۳۰ تک اور باب ۱۵۔ ۱۰ سے ۲۰ تک اور سینٹ یوحنا کی انجیل باب ۲۱۔ ۱۵ سے آخیر تک نہین ہے۔

(۱۵) کوڈکس افیچی ایس۔ عبرانیون کے نامہ کا ایک ٹکڑا ہے اور صرف دوسرے باب کی اول آیت کے دو ورق اس نسخہ مین نہین ہین۔ اور یہہ نسخہ نوین یا گیارہوین صدی کا لکہا ہوا خیال کیا گیا ہے

(۱۶) کوڈ یسیز منیرز سٹونیانی۔ یہہ بہت سی کتابون کا ایک بہت بڑا مجموعہ ہے جن کی تفصیل ہم درج ذیل کرتے ہین۔

نمبر ۱۔ چارون انجیلین قلمی گیارہوین یا بارہوین صدی کی لکہی ہوئی ہین مگر متی کی انجیل کے باب اول کی

شروع کی دو آیتیں نہیں ہیں۔
نمبر ۲۔ چارون انجیلون کا قلمی نسخہ بارہوین صدی کا لکھا ہوا۔
نمبر ۳۔ چارون انجیلون کا قلمی نسخہ بارہوین صدی کا اول سے ناقص۔
نمبر ۴۔ چارون انجیلون کا قلمی نسخہ دسوین صدی کا سینٹ متی کی انجیل کی سات آیتین پوری اور کچھ آٹھوین آیت نہیں ہے۔
نمبر ۵۔ بارہوین صدی کی چارون انجیلین ہین لیکن آغاز اور انجام مین ناقص ہین۔
نمبر ۶۔ نمبر ۷۔ نمبر ۸۔ } اعمال حواریین اور نامہ کیتھلک اور نامہ سینٹ پال کے قلمی نسخے ہین بارہوین چودہوین صدی اور پندرہوین صدی کے لکھے ہوئے ہین
نمبر ۹۔ سینٹ پال کے نامے اور مشاہدات باب ۱۹-۴ تک اور رومیون کا نامہ باب ۱۶-۱۵ سے ہے اور گیارہوین صدی کا لکھا ہوا خیال کیا گیا ہے مگر یہہ نسخہ آغاز و انجام مین ناقص ہے۔
نمبر ۱۰۔ نمبر ۱۱۔ نمبر ۱۲۔ } تیرہوین صدی کے لکھے ہوئے چارون انجیلون کے وعظ ہین۔
نمبر ۱۳۔ سابق مین اعمال حواریین اور نامہ کیتھلک اور سینٹ پال کے نامے تھے اب اول آخر سے اور بیچمین بہت شکستہ ہو گئے ہین اور تیرہوین صدی کے لکھے ہوئے ہین۔
نمبر ۱۴۔ اعمال حواریان اور نامہ ہائے حواریان کے وعظ تیرہوین صدی کے لکھے ہوئے ہین۔ آغاز اور انجام مین ناقص ہین۔
نمبر ۱۵۔ نمبر ۱۶۔ نمبر ۱۷۔ } انمین بہی اعمال حواریین اور نامہ ہائے حواریین کے وعظ ہین اور تیرہوین صدی کے لکھے ہوئے ہین ان مین سے ہر ایک نسخہ ناقص ہے۔
نمبر ۱۸۔ چارون انجیلین تیرہوین صدی کی لکھی ہوئی ہین۔
نمبر ۱۹۔ تیرہوین صدی کے لکھے ہوئے چارون انجیلون کے وعظ ہین اور انجام مین ناقص ہین۔
(۱۷) کوڈیسز باسکوانیس۔ اس مین پچپن نسخے ہین مگر بہت قدیم نہین ہین بعضے آٹھوین صدی کے بعضے دسوین صدی کے بعضے گیارہوین صدی کے بعضے بارہوین بعضے تیرہوین صدی کے۔
(۱۸) کوڈکس ہرگزمی انیس۔ قدیمی رومی ترجمہ ہے آٹھوین صدی کا۔
(۱۹) کوڈکس سیبی لین سس۔ کل عہد جدید سوائے مشاہدات یوحنا کے ہے دسوین صدی کا لکھا ہوا
(۲۰) کوڈکس کارسن ڈانسس۔ کل عہد جدید سوائے مشاہدات یوحنا کے ہے اور بارہوین صدی کا ہے جس نسخہ سے نقل کیا ہے اسکے حاشیہ پر جو عبارت بطور شرح کے لکھی تھی نقل کرنے والے نے متن مین ملا دی ہے
(۲۱) کوڈکس مانٹ فارتی انیس۔ کل عہد جدید ہے نامہ اول یوحنا کا باب ۴-۷ و ۸ جسپر نہایت بحث ہے

صرف اسی قلمی نسخہ مین ہے اور گیارہوین یا تیرہوین یا پندرہوین یا سولہوین صدی کا یہہ نسخہ لکہا ہوا خیال کیا گیا ہے۔

(۲۲) کوڈکس جی اس۔ چارون انجیلین اسمین ہین اور تیرہوین صدی کا لکہا ہوا ہے متی کی انجیل باب ۱-۱ سے باب ۲-۲۱ تک اور باب ۲۶-۳۳ سے ورس ۳۵ تک اور باب ۲۷-۳۶ سے باب ۲۸-۱۰ تک اور مارک کی انجیل باب ۱-۹ سے آخر باب تک اور یوحنا کی انجیل باب ۱۲-۲ سے آخیر انجیل تک نہین ہے۔

(۲۳) کوڈکس سیس ٹرنس کل عہد جدید ہے مگر متی کی انجیل شروع سے باب ۱۸-۱۵ تک اور اعمال باب ۱۰-۴۵ سے باب ۱۴-۷ تک اور نامہ یہودا ورس ۷ سے آخیر تک اور مشاہدات باب ۱۹ سے آخیر تک نہین ہے اور چودہوین صدی کا لکہا ہوا خیال کیا ہے۔

(۲۴) کوڈکس وندوبانئنس۔ چارون انجیلون کا قلمی نسخہ گیارہوین یا بارہوین صدی کا لکہا ہوا ہے

(۲۵) کوڈکس انبرو آنیس۔ کل عہد جدید ہے مگر مشاہدات نہین ہین۔

اس تحریر کے بعد یہہ بہی ادب سے عرض کیا جاتا ہے کہ ان کتابون کا زمانہ تحریر معین کرنا دقت سے خالی نہتہا کیونکہ اگلے زمانہ مین تحریر کا سال کتابون پر لکہنا مروج نہتہا۔ مگر بڑے واقف کار عالمون نے ان کتابون کو دیکہکر بلحاظ رسم خط اور قواعد تحریر کے جو وقتاً فوقتاً بدلتے رہے اور نیز ان چمڑون کے رنگ و روغن کے لحاظ سے جنپر وہ کتابین لکہی گئین تہین اور ان کے شکستہ بوسیدہ اور پرانے ہونے کے لحاظ پر ہرایک کتاب کا زمانہ تحریر قایم کیا ہے کیونکہ اسکے سوا اور کچہہ چارہ نہ تہا یہی وجہ تہی کہ باہم علما مین ان کے زمانہ تحریر مین اختلاف ہوا۔

یہہ ایک بدیہی امر ہے کہ جس کتاب پر سنہ یا زمانہ یا کسی بادشاہ کا وقت تحریر نہین تو ناظر کیونکر اور کس طرح زمانہ تحریر معین کر سکتا ہے اسکے کہ اپنی زور طبیعت سے اسکی صورت اسکی کہنگی دیکہکر اس کا زمانہ تحریر معین کرے جب صرف زمانہ تحریر معین کرنا محض خیال ہی پر مبنی ہوا پہر آپ سے آپ علما یا زمانہ معین کرنے والون کی رائے مین فرق ہوگا۔ میرے خیال مین ان کی بوسیدہ شکستہ صورت پر بہی رائے قایم کرنا کہ یہہ زمانہ مدید کی ہے قابل تسلیم نہین ہے اسکی وجہ یہہ ہے کہ جو کتابین زیادہ احتیاط سے رکہی جاتی ہین اور زمانہ کے تغیر و تبدل کا اثر ان پر اتنا نہین پڑتا تو وہ ان کتابون سے بہت اچہی رہتی ہین کہ جن کے ساتہہ بے احتیاطی کی گئی ہے اور زمانہ کے تغیر و تبدل نے اسپر بہت اثر کیا ہے ایسی صورت مین ہم ایک بوسیدہ یا کرم خوردہ کتاب کو دیکہکر یہہ رائے نہین قایم کر سکتے کہ یہہ پرانی ہی ہو اور اس کی تحریر کو زمانہ مدید گزر گیا ہو۔

ہم پہلے ہارن صاحب کے تنقید ڈکشن سے یہہ لکہہ آئے ہین کہ لوگ چالاکی سے کتابین گڑہ گڑہ کر بڑے بڑے حکما ا

انبیا کا نام لکھکر مشہور کر دیئے تھے ایسے لوگون کے آگے یہہ کوئی بات نہین ہے کہ وہ کسی پرانے چھپے ہوئے
چمڑے پر پھیکی روشنائی سے اسطرح لکھین کہ کہین سے حروف اڑے ہوئے ہون اور کہین سے روشنائی [illegible]
ہو اور کہین سے سطرون کی سطرین ندارد ہون جسکی صورت دیکھتے ہی معاینہ کرنے سے نکل پڑے کہ یہہ
بہت پرانا نسخہ ہے۔ اسی سبب سے ان تحریرون کو جنکو حواریون کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کوئی ہندو یا
عالم عیسائی یہہ کہسکتا ہے کہ یہہ حواریون مین سے تحقیق فلان فلان حواری کی تصنیف ہے۔

ان سب تحریرون سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ جب خدا کے پاک کلام مین دستبرد کی [illegible]
لفظی ہوئی اور وہ بھی اتنی کہ خدا کا کلام بناوٹی اور لوگون کے کلام مین اسقدر ملا کہ عیسائی [illegible]
پھر ناچار غیرت حق کو حرکت ہوئی اور فطرت نے ایسے معصوم مقدس نفس کو پیدا کیا جو خدا کا پاک کلام [illegible]
کے آگے پیش کرے چنانچہ اس نے قرآن شریف پیش کیا جو ٹھیک خدا کی جناب سے ہے [illegible]
سب اسی کی طرف سے ہے نہ اس مین تحریف ہوئی نہ ہو سکتی ہے [illegible]
اور آج بڑے بڑے علما فضلا شہنشاہ شاہ سلطان اور کروڑون [illegible]
[illegible] قسم کی کمی بیشی ہو سکتی ہے نہ کوئی شخص کمی بیشی کر سکے گا [illegible]

اسلئے اسوقت کئی کروڑ مسلمان ایسے ہین کہ جنہین خدا کا کلام [illegible]
مصفا قلوب پر بہت استواری سے ہو رہے اگر ایک ہی ساعت [illegible] چھپے ہوئے [illegible] قرآن [illegible]
کر دئے جائین تو فوراً اتنے ہی قرآن پھر تیار ہو سکتے ہین [illegible] ایک شوشہ کا فرق [illegible]
برخلاف اسکے اگر توریت و انجیل کی یہہ گت بنائی جائے تو یہ مذہب عیسائی کا خاتمہ ہی [illegible]
اسلئے کہ کوئی بشپ یا پوپ یا بڑے سے بڑا ذہین و فاضل کیسا عیسائی نہین ہے [illegible]
کی کتاب ہولی بائبل کا ¼ حصہ بھی حفظ یاد ہو اور وہ ہزارون مین [illegible]

گیلیلی کے مچھلی والے جنہین حضرت عیسیٰ اپنے پیچھے چھوڑ گئے تھے ان بیچارون نے کوئی [illegible]
کتاب پیش کی اور نہ پیش کرنے کی انہین جرأت ہوئی نہ ان کی کوئی بات سنتا تھا حضرت عیسیٰ [illegible]
صدی کے بعد لوگ کتابین تصنیف کرنے لگے اور آخر ہوتے ہوتے یہانتک نوبت پہونچی کہ چار [illegible]
عیسائیون کے پاس ایک کتاب آگئی جسکو وہ ہولی بائبل کہتے ہین۔ یہہ کتاب خلاصہ ہے ان [illegible]
اور دیرینہ تحریرون کا جو حضرت عیسیٰ کے دو صدی یا تین صدی یا چار صدی کے بعد [illegible]
گھڑی ہین جسکا نتیجہ یہہ ہے کہ خود انجیل مین اور توریت مین بہت سی آیتین ایسی ہین جو ایک دوسرے کا رد
کرتی ہین انسان اور خدا کے کلام مین یہی فرق ہوتا ہے انسان کے کلام مین سہو کا احتمال ہو سکتا ہے اور خدا
کا کلام ان معائب سے پاک ہے۔

چنانچہ ہارن صاحب لکھتے ہین کہ عہد عتیق اور عہد جدید کی کتابین اور دیگر تمام قدیمی تحریرین نمونہ بعد

نقل کیے ہر ایک کے پاس مین اور یون ہی مروج ہوئی ہین اسلئے ممکن نہ تہا کہ ان مین غلطیان داخل نہوتین اور جسقدر کثرت سے کتابین تہین اسیقدر غلطیان انمین پڑین اور اختلاف عبارت انمین پیدا ہوئے۔ میکلس صاحب اکثر نقلی صاحب کا قول اپنے عہد جدید کے دیباچہ جلد اول صفحہ ۲۶۳ مین نقل کرتے ہین کہ جن لوگون کے پاس صرف ایک قلمی نسخہ بچا تہا جیسے روم اور یونانی ان مین یہودی معلمون کے ایسے تصور پائے گئے ہین اور ان کی اصلاح مین ایسے عیب لگے ہین کہ باوجود دو پوری صدیون کے نہایت اور نیز ہم تلتہ چینونکی محنت ان کے دو کتابین اتنیات غلطیون کا شرا انبار ہین اور اسیطرح رہینگی برخلاف اس کے جہان کہین کسی مصنف کے بہت نسخے ہوتے ہین اگرچہ نسخون کی مقدار کے بموجب اختلاف عبارت ہمیشہ بڑہتے جاتے ہین مگر وہ اصلی نسخہ جسکا مقابلہ معتبر منداور عقیل لوگون کے ہاتون سے ہوا ہمیشہ بہت صحیح ہوتا ہے اور مصنف کے اصلی الفاظ کے قریب تر ہو پہنچتا ہے۔

اگر ان ہی کتابون پر ایک نظر ڈالی جائے کہ جنکا مصنف حضرت عیسیٰ کے حواری بیان کئے جاتے ہین تو ان مین ہی ایک بہت بڑا فرق پایگا اور جب وہ کتابین محققون کے ہاتہ مین نہایت بوسیدہ حالت مین آئین اور پہر ان کی نقل کی گئی تو نقل کرنے والون نے یہہ غضب اور کیا کہ اپنی رایون کو انمین شریک کر دیا اور جو عبارتین کہ ان کی سمجہہ مین نہ آئین یا سمجہنے کے بعد انہون نے قابل ترمیم سمجہا انہون نے فوراً بدلدیا۔ چنانچہ ہارن صاحب[1] لکہتے ہین اکثر اصلی یا خالص عبارت کو دروغ آمیز عبارت سے تمیز کرنا مشکل ہوتا ہے۔ پہر ہارن صاحب[2] تحریر کرتے ہین۔ وہ مختلف عبارتون پر جب کبہی ذرا ایسا ہی شک آجاتا ہے تو ان سب عبارتون کا نام ویریس ریڈنگ ہوتا ہے مگر اس وقت کہ جب ناقل نے علانیہ جہوٹ لکہا ہو تو اس عبارت کا نام ارا تا ہوتا ہے ان اختلافون کے واقع ہونے کے جو سبب ہوتے ہین ان کو درج کیا جاتا ہے۔

ہارن صاحب نے لکہا ہے کہ تمام نسخے نکو نقل کرایا گیا تہا یا ناقلون نے آپ ہی نقل کیا تہا اور جبکہ ناقل غلطی کے امکان پر خدا کی طرف سے نگہبان نہین کئے گئے تہے اسیلئے جو غلطیان واقع ہوئین ان کے چار سبب ہین

(۱) جب کہ ایک شخص منقول عنہ کو پڑہتا جاوے اور ایک یا بہت سے نقل کرنے والے اسکو لکہتے جاوین اور جو شخص پڑہکر لکہواتا ہے وہ اچہی طرح نہ بتاوے بلکہ بے پروائی سے پڑہے اور ایسے الفاظ زبان سے نکالے جو اس نسخہ مین نہون جسکی وہ نقل لکہواتا ہے اور اسیطرح مختلف الفاظ زبان سے بتاوے تو اس سبب سے ناقل سے جو اسکے بتانے پر لکہتا ہے بالضرور نقل مین اختلاف واقع ہونگے۔

(۲) عبری اور یونانی حرف آواز اور صورت مین مشابہ ہین اسلئے غافل اور بے علم نقل کرنیوالا ایک لفظ یا حرف کو بجائے دوسرے لفظ یا حرف کے لکہکر عبارت مین اختلاف ڈالدیتا ہے۔

(۳) منقول عنہ جو لکیر کہینچ کر لکہتے گئے تہے نقل کرنیوالا اسکو کسی حرف کا جزو سمجہہ گیا یا حرف کے کسی شوشہ کو

[1] ہارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲ صفحہ ۲۱۳ – [2] ایضاً

غلطی سے لکیر سمجھہ گیا یا اس نے اصلی لفظ کے صحیح معنے کو غلط سمجھہ کر اسطرح پر لفظ کو بدلدیا یا جب وہ غلط لفظ لکھہ گیا اور اس نے جان بھی لیا کہ مین نے غلط لکھا مگر اس خیال سے کہ نقل مین کٹ کٹ ہوکر بدصورت ہوجاوے گی اسکو صحیح نہین کیا اور اپنی نقل کی خوبصورتی پر اسکی صحت کو قربان کردیا اور اس سبب سے نسخون کی عبارتون مین اختلاف پڑگیا۔

(۴) نقل کرنیوالا لکھتا کہین تھا اور لکھہ گیا اور کہین سے اور پھر اسکو خبر ہوئی مگر اپنے لکھے کو مٹانا یا کاٹنا پسند نہ کیا اور جہان سے چھوٹا تھا وہین سے شروع کیا اور اس طرح پر ایک لفظ یا جملہ نامناسب طرح سے داخل ہوگیا۔

(۵) نقل کرنے والے نے کوئی لفظ چھوڑدیا اور جب اسکو معلوم ہوا تو اسنے اس چھوٹے ہوئے لفظ کو اس جگہہ پر لکھا جہان اسکو خبر ہوئی اور اسطرح پر لفظ الٹ پلٹ ہوگئے یعنے کہین کا کہین لکھا گیا۔

(۶) عبری نسخون مین عبارت کی اختلاف کا بڑا سبب یہہ ہے کہ سطرون کا اندازہ برابر رکھنے کے لیے سطرون کے آخیر مین زیادہ لفظ بڑھا دئے جاتے تھے اور یونانی قلمی نسخون مین اکثر الفاظ اور جملے اسلیئے لکھنے سے رہگئے کہ ایک لفظ جو آچکا تھا تھوڑی دور بعد پھر وہی لفظ آیا۔ اور نقل کرنے والے کی نگاہ پہلے لفظ پر سے چوک کر دوسرے لفظ پر جا پڑی اور وہان سے لکھنے لگا اور ان دونو لفظون کے بیچمین جو کچھہ آیا وہ لکھنے سے رہگیا۔

(۷) تمام قلمی نسخے بڑے حرفون مین لکھے جاتے تھے اور لفظون بلکہ فقرون کے درمیان مین جگہہ چھوڑتے تھے اسلیے بعض لفظ یا کوئی حرف لکھنے سے رہگئے اور کہین مکرر لکھے گئے یا بے پروا اور جاہل نقل کرنے والے نے اختصار کے نشانون کو نہیں سمجھا اسلیے نسخون مین اکثر واقع ہوتے ہین غلط سمجھا۔

(۸) اختلاف عبارت کا بہت بڑا سبب نقل کرنے والون کی جہالت یا غفلت ہے کہ انہون نے حاشیہ پر جو شرح لکھی ہوئی تھی اسکو متن کا جزو سمجھا قدیم قلمی نسخون کے حاشیون مین مشکل مقامات کی شرح لکھنے کا اکثر رواج تھا اور آسانی سے سمجھا جاتا تھا کہ یہہ حاشیہ کی شرح ہے پس ان حاشیون کی شرحون مین سے تھوڑا یا بہت ان نسخون کے متن مین آسانی سے ملگیا ہوگا جو نسخے ایسے نسخون سے نقل ہوئے جن کے حاشیہ پر شرحین لکھی ہوئی ہونگی۔

دوم۔ دوسرا سبب عبارتون کی اختلاف کا اس قلمی نسخہ مین غلطیون کا ہونا ہے جس سے نقل لکھنے والے نے لی ہے ان غلطیون کے علاوہ جو بعض حرفون کے شوشے کم ہوجانے یا مٹ جانے سے واقع ہوتی ہین چمڑے یا کاغذ کے مختلف حالات سے بھی پیدا ہوتی ہین کاغذ یا چمڑا پتلا ہو جسمین سے ایک ورق کا ایک طرف کا لکھا ہوا دوسری طرف پھوٹ جاوے اور دوسری طرف کے حرف کا ایک جزو معلوم ہونے لگے اور اور لفظ سمجھہ مین آوے۔

سوم۔ عبارتون کے اختلاف کا سبب یہہ بھی ہے کہ نکتہ چین قیاس سے اصلی متن کو ارادتاً بہتر اور درست کرنیکی مراد سے صحیح کیا گیا ہے۔

جبکہ ہم ایک مشہور عالم کی تصنیف کی ہوئی کتاب پڑھتے ہین اگر اس کی کتاب مین کوئی صرف نحو یا قواعد

مناظرہ کی غلطی پاتے ہین تو اس غلطی کو چہاپنے والے پر زیادہ منسوب کرتے ہین بہ نسبت اس کے کہ مصنف
کی طرف نسبت کرین اسیطرح ایک قلمی نسخہ کا نقل کرنیوالا جو اس کتاب مین جسے وہ نقل کرتا ہے غلطیان
پائے تو اس کو ناقل اول کی طرف منسوب کرتا ہے اور پہر ان کو وہ اپنی دانست مین اسطرح پر صحیح کرتا ہے کہ مصنف
نے اسکو یون لکہا ہوگا لیکن اگر وہ اپنے نکتہ چین قیاس کو بہت وسعت دیتا ہے تو وہ خود اس غلطی مین پڑتا ہے
جسکے رفع کرنیکا اسنے ارادہ کیا تہا اور اس کا غلطی مین پڑنا کئی طرح پر ہو سکتا ہے۔

(۱) مثلاً نقل کرنے والا ایک لفظ کو جو حقیقت مین صحیح ہے غلط سمجہ لے یا جو مصنف کی مراد ہے اسکو غلط سمجہے
اور یہہ جانے کہ اسنے صرف و نحو کی غلطی گرفت کی حالانکہ وہ خود غلطی پر ہے یا یہہ بات ہو کہ وہ صرف و نحو کی
غلطی جسکے صحیح کرنیکا اسنے ارادہ کیا ہے حقیقت مین خود مصنف ہی نے کی ہو۔

(۲) بعض نکتہ چین ناقلون نے نادرست کلامون کو صرف صحیح ہی نہین کیا بلکہ عمدہ طرز کلامون کو بجائے
غیر عمدہ طرز کلامون کے بدلدیا اور اسیطرح انہون نے ان الفاظ کو جو انہین فضول معلوم ہوئے یا جن کے
فرق کو وہ نہ سمجہے لکہنے سے چہوڑ دیا۔

(۳) میکلس صاحب کے قول کے بموجب عبارتون کے اختلاف کے سببون مین سے بہت بڑا سبب جس سے عہد جدید
مین دروغ آمیز مقامات نہایت کثرت سے پیدا ہوتے ہین یہہ ہے کہ یکسان مقامات کو اسطرح تبدیل کیا گیا
ہے جس سے انہین ایک دوسرے سے زیادہ کامل مطابقت کی جاوے اور خاص کر انجیلان کو اسطرح لفظی نقل
پہونچا۔ اور سینٹ پال کے نامون کو اکثر مقامات مین سے اسلئے الٹ پلٹ کیا گیا ہے کہ اسکے عہد جدید سے
حوالون کو ان مقامات مین جہان وہ سپٹواجنیٹ ترجمہ سے مطابق کرین۔

(۴) بعض نکتہ چینو نے عہد جدید کے نسخون مین اسطرح اختلاف عبارت ڈالدئے کہ ان کو ترجمہ [illegible]
کے مطابق تبدیل کردیا۔

چہارم۔ ایک سبب اختلاف عبارت کا ایسی خرابیان یا تبدیلیان ہین جو کسی فریق کے مطابق مرادی کے
لئے دانستہ کی گئی ہون خواہ وہ فریق درست مذہب کہتا ہو یا بدعتی ہو۔
یہہ بات تحقیق ہے کہ ان لوگون نے جو دیندار کہلاتے ہین ارادتاً بعض خرابیان کین جو خرابیان یا تیہ
اس دوراندیشی سے کی گئی تہین کہ جو مسئلہ تسلیم کیا گیا ہے اسکو تقویت ہو یا جو اعتراض اس مسئلہ پر ہو
وہ ہو سکے یہانتک بعینہ اور بلفظہ ہارن صاحب کے قول کی نقل کی گئی ہے۔

ان تمام اقوال کو نقل کرنے کی غرض صرف یہہ ہے تاکہ ہم اس امر کا ثبوت دے سکین کہ ایک کتاب کی خدا کی
سے نازل ہونے کی اشد ضرورت تہی عیسائیون کا یہہ سوال کہ اگر یہہ وہ اصلی انجیل نہین ہے تو بتاؤ
کونسی ہے نہایت بے بنیاد ہے اور حقیقت ہے یہہ ایک بدیہی امر ہے کہ حضرت عیسیٰ نے کوئی کتاب لکہی
اپنے معتقد گیلیلی کے مچہاہی والون کو جو محض جاہل اور کندہ ناتراش تہے اپنے اقوال لکہنے اور [illegible]

حکم دیا اور جب آپ آسمان پر بلائے گئے تو آپ اپنے بعد بجز چند اقوال کے جو اپنے معتقدوں کے کانوں مین
ڈال گئے تھے کچھہ نہ چھوڑ گئے- کئی صدی کے بعد جو کچھہ سمجھہ مین آیا وہ گھڑ گھڑا لیا-
قرآن شریف مین جس انجیل اور توریت کی طرف اشارہ ہے یہہ وہ انجیل اور توریت ہے کہ جو وقتاً فوقتاً خدا کا فرشتہ
حضرت عیسےٰ اور حضرت موسےٰ کے پاس خدا کا کلام پہونچاتا تہا اور وہ اپنے آدمیون کو جیسا کہ انجیل حال کی
عبارت سے ثابت ہوتا ہے سنا دیتے تہے- اس خدا کے کلام کو یاد نکرنا یا کسی چمڑے پر نہ لکھہ لینا یہہ قصور
سراسر سامعین کا تہا نہ حضرت عیسےٰ کا قصور تہا نہ خدا کی کوئی کوتاہی ہے-
وہ چند کتابین جو عیسائی حضرت عیسےٰ کی تصنیف سے بتاتے ہین جنکا ذکر ہم کر چکے ہین اور وہ کتابین اب معدوم
ہوگئین یا کردی گئین وہ بہی عیسائیون ہی کی گہڑت ہی کہ کتابین خود تصنیف کین اور حضرت عیسےٰ کے نام
کی مشہور کردین- نہ صرف حضرت عیسےٰ بلکہ کل معلوم پیغمبرون پر کتابین تصنیف کرکے بہی بہتان اٹہائے
گئے سوائے افضل النبین پیغمبر خدا احمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہہ ہی پاک ذات ان بہتانون اور
الزامون سے مبرا رہی۔ مین اس مقدمہ کو بہی ختم کرتا ہون کیونکہ جو کچہہ ثابت کرنا تہا کر چکا اور وہ ثابت
کرنا صرف یہی تہا کہ اس دار وگیر مین قرآن نازل ہونیکی اشد ضرورت تہی- اور اگر قرآن شریف نازل
نہین ہوتا تو خدا کا پاک کلام نہ پہچانا جاتا نہ اس کی مرضی ٹہیک ٹہیک معلوم ہوتی-
نہ اصلاح ہوتی اور نہ شائستگی کی روشنی پہیلتی- نہ جابر کو اسکے ظلمون کی سزا دی جاتی اور نہ مظلومین
کی دادرسی ہوتی- نہ نیکی بدی سے پہچانی جاتی نہ آیندہ کی کیفیت کہلتی نہ سزا و جزا کی اصلیت معلوم ہوتی
ان کی سخت اور مضبوط رسی مین عالم کا عالم جکڑا ہوا ہے نہ قانون سلطنت نہ قانون انجمن احباب اور قانون
رسم ورواج غرض کوئی قانون یا روک الہی نہین ہے جیسے مذہبی روک سزا و جزا کی- اگر مذہب کی اس بردست
عظیم الشان حکمت عملی پر زمانہ حال کے فلسفی قہقہے اڑاوین تو وہ نادان ہین اور ان کی عقل بے ساختہ ہی بول
اٹہے گی- (برین عقل و دانش بباید گریست)

المقدمۃ الرابعۃ

(قرآن شریف کیونکر جمع کیا گیا)

قرآن شریف ایک ہی بار نازل نہین ہوگیا بلکہ وقتاً فوقتاً جیسی ضرورت پیش آتی گئی ... قرآن
نازل ہوتا گیا یہانتک کہ تقریباً ۲۳ برس کی مدت مین پورا ہوگیا-
سورہ کے معنے فصیل شہر کے ہین جس سے شہر محدود ہوجاتا ہے اسی مناسبت سے قرآن مجید کی آیات معینہ
پر سورہ کا اطلاق کیا گیا ہے-
قرآن مجید مین ایک سو چودہ سورتین ہین انمین سے بجز سورہ توبہ کے سب کی ابتدا ... مقطعات ہین اور
اللہ تعالی نے کسی نام سے موسوم نہین کیا- جسقدر نام سورتون کے ... رکہہ لئے-

جب قرآن نازل ہوتا تھا یعنے فرشتہ خدا کی وحی پیغمبر کو سکھاتا تھا اور پھر وہ اپنے گرد کے سامنے پڑھ دیتا تھا چونکہ کلام اللہ کی سورتین نہایت فصیح اور بلیغ ہوتی تہین اور انکی فصاحت و بلاغت مین ایک اور ہی روحانی چاشنی مضمر ہوتی تہی دوسرے اس چاشنی مین معنے اور مطالب ملے ہوئے تہے وہ معنے اور مطالب کہ تمام جہان کے فضلا جمع ہوکر ویسی ایک آیت نہین بنا سکتے تیسرے خدا کا پیارا نبی اپنے دل سچے بہڑکتے ہوئے جوش سے خوش لہجگی مین لوگون کو پڑہکر سناوے اور پھر انہین آمادہ کرے کہ تم اس قول پر ایمان لاؤ اور اسپر عمل کرو اس مین تمہارا فایدہ ہے اور تمہین اسی سے نجات دارین حاصل ہوگی تو پھر پیارہ کیون نہ ان قیمتی اقوال کو حفظ یاد کر لینگے۔ انکے حفظ یاد کرنے ہی پر بھروسہ نہین کیا جاتا تہا بلکہ درخت کے پتون اور چمڑون پر ان آیتون کو لکھہ لیا جاتا تہا۔ درختون کے پتون کا نام سنکر شاید لوگ چونکینگے کہ جو کچھہ پتون پر لکھا جائے اسکو قیام نہین رہسکتا اسلئے کہ جہان پتہ خشک ہوا اور ضایع ہوا وہ تحریر بہی تب تک ہرگز سلامت نہین رہسکتی اسلئے یہہ لازم آتا ہے کہ مورخون نے غلط کہا ہو یا پتون پر لکھا ہوا ضایع ہوگیا ہو مگر نہین یہہ بات نہین ہوتی تہی اسکی وجہ یہہ تہی کہ جن پتون پر قرآن [illegible] سورتین لکھی جاتی تہی وہ یہہ پتے نہ تہے جو معمولی درختون کے ہوتے ہین بلکہ وہ خاص درختون [illegible] مختصر کیفیت اس جگہہ پر بیان کرلی مناسب ہے۔

کاغذ کی ایجاد سے پہلے لکہنے کے کام [illegible] اور دوسری مختلف چیزین جو صاف [illegible] ہموار ہوتی تہین لائی جاتی تہین جیسے کے تختے فلزات کے پترے جانورون کی دباغت دی ہوئی کہا[illegible] اور اکثر درختون کے چکنے اور چوڑے پتے زمانہ قدیم مین آجکل کے کاغذون کی جگہہ استعمال کئے جاتے تہے۔

اگر زمانہ کی اس ابتدائی حالت پر نظر کی جائے کہ جب تک دنیا کی زبانون نے تقریر سے بڑہکر تحریر پر قبضہ نہین پایا تہا تو اسوقت ان سامانون کی [illegible] ہمکو کہین منار کہڑے ہوئے ملتے ہین کہین ستون استادہ اور سرکشیدہ نظر آتے ہین کہین پل اور سرائے وغیرہ بنے ہوئے دکھائی دیتے ہین غرضکہ اس قسم کی اور بہت سی نشانیان اور علامتین تہین کہ جنسے پورا پورا وہی مطلب [illegible] جاتا تہا کہ جو اب تحریر سے نکالا جاتا ہے چنانچہ کسی بات کے یاد رکہنے کے لئے اسباب کو بجائے نوٹ بک مین نوٹ کرنے کے [illegible] اب تک لوگ ہندوستان مین اپنے بند مین گرہ دے لیتے ہین یا چینی اپنے بالون کی ایک لٹ مین گانٹھہ دے لیتے ہین یا شاہی اپنی انگوٹھی [illegible] انگلی سے اتار کر دوسرے ہاتھہ کی انگلی مین [illegible] پہنتے کا ان کے [illegible] نہین ہے [illegible] وہ [illegible] کا [illegible] ایک [illegible] جاتا تہا۔

[illegible] تہذیب [illegible] تحریر [illegible] دنیا مین [illegible] کہین [illegible] تمام [illegible]

[illegible] زمانہ مین شاید تحریر کا رواج [illegible] مشہور [illegible] ستون [illegible] تہے۔

مختلف ملکوں کے لوگ مختلف چیزیں لکھنے کیلئے استعمال میں لانے لگے۔
مانٹ فیکن نے ایک بہت پرانے زمانہ کی کتاب کا ذکر کیا ہے کہ وہ سیسے کے آٹھہ ورقوں پر لکھی ہوئی
تھی اور وہ آٹھوں ورق ایک جگہہ چپیوان پڑے ہوئے تھے۔
پھر ایک دور ایسا آیا کہ سیسے کے پترے متروک ہوئے اور ان کی جگہہ دوسرے فلزات کے پتروں پر
حروف کندہ ہوئے اور پھر بکثرت پیتل کے پترے مستعمل ہونے لگے۔ چنانچہ رومتہ الکبرا کے لوگ
تاریخی واقعات پیتل کے پتروں پر کندہ کرکے رکھتے تھے اور ایسا ہی حجاز عرب میں بھی اسی زمانہ میں
رواج ہوگیا تھا۔ بڑے بڑے قبائل نے شیخ اور بڑے بڑے دل چلے سورما اپنے بہادری کے
حالات پیتل کے پتروں پر کندہ کرکے بطور یادگار کے رکھتے تھے اور اسی پر ان کو بہت بڑا ناز ہوتا
تھا ایک نوجوان اپنے احبا کی انجمن میں فخراً یہہ بیان کیا کرتا تھا کہ میرے باپ نے یہہ کیا اور میرا
دادا ایسا بہادر تھا اور سند اوہ ان پیتل کے پتروں کو پیش کرتا تھا جن پر کہ مختصر نوٹ تاریخی لکھے
یا کندہ کئے ہوئے تھے۔ کلاڈیس کی اسپیچ بھی پیتل ہی کی پتروں پر کندہ کی ہوئی ابھی تک فرانس
کے لائنس ٹاون ہال میں بحفاظت تمام رکھی ہوئی ہے۔
یہودیوں رومیوں اور اسپارٹا والوں میں جو باہم صلحنامے لکھے گئے تھے وہ بھی پیتل ہی کے پتروں
پر کندہ کئے ہوئے بیان کئے گئے ہیں۔ دوسرے ملکوں سے قطع نظر کرکے عرب میں بھی یہی کیفیت
تھی جو مسٹر یان نان نے بالتصریح لکھی ہے ابھی چند سال کا عرصہ ہوا کہ سلطان عبدالحمید نے
(خدا اسکی سلطنت کو اسکی پیاری مذہبی کے ساتھہ ترقی دے اور وہ اسپر سے زیادہ زمانہ تک
قسطنطنیہ کے پر شوکت تخت پر سلطنت کرے) چار پیتل کے پترے پانچ ہزار پونڈ کو خریدے تھے
جنپر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چند وصیتیں لکھی ہوئی تھیں جیسا کہ اس وقت اخبار قسطنطنیہ میں
لکھا ہوا تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں کتنا رواج ہوگیا تھا اسی طرح ہندوستان
میں بھی رواج تھا۔ کچھہ عرصہ ہوا کہ کسی جاگیر کی سند تانبہ پر کندہ کی ہوئی بنگال کے قریب کھود کر
نکالی گئی تھی جب حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت سے ایک صدی قبل کی تاریخ کندہ ہے جب
ملتان کا قلعہ انگریزوں نے فتح کیا ہے تو اس کے قریب جوار میں چار پترے کھود کر نکالے گئے ان پر
جو کچھہ کندہ تھا وہ حضرت مسیح سے پانچ صدی پہلے کا تھا اور اسمیں ایک خزانہ کی بشارت دی گئی تھی
تھی جو بعد ازاں کھود کر نکال لیا گیا جتنے خزانہ کی تعداد ان تانبے کے پتروں پر کندہ تھی اسیقدر
خزانہ دستیاب ہوا۔ جب فلزات کی بہت کثرت ہوئی تو لوگوں نے درخت کی چھال پر لکھنا شروع
کیا نہ صرف چھال سے بلکہ پتوں سے بھی وہ کاغذ کا کام لینے لگے۔
رومتہ الکبرا کے باشندے درختوں کے اس نازک پوست کو لکھنے کے کام میں لاتے تھے کہ جو بیرونی

چہال اور اندرونی مغرب کی درمیان ہوتا تھا۔ اپنی زبان مین وہ لوگ اسکو لبر بولتے تہے انگریزی
سے زبان لاطینی مین کتاب کا نام لبر رکہا گیا ہے اور نیز یورپ کی اور دوسری زبانون مین لا
لبریری (کتب خانہ) اور لبریرین بہی اسکی طرف اشارہ کرتے ہین لیکن انگریزی زبان کا لفظ
کہ جسکی معنے کتاب ہین اسکا مشتق مینہ ڈینش زبان کا لفظ باگ ہے یہہ اس زبان مین ایک
کا نام ہے کہ جو ڈنمارک مین بکثرت پیدا ہوتا تہا اور لکہنے کے کام مین لایا جاتا تہا۔
کتابون کے ساتہہ لفظ لیف یا ورق جو استعمال کیا جاتا ہے اس سے یہہ اشارہ دیا جاتا ہے کہ
زمانہ مین درختون کے پتے بہی کاغذ کا کام دیتے تہے۔
چنانچہ جزیرہ سراندیپ اور ہندوستان کے جنوبی حصہ مین ابتک پان ہتہل یا اڑیا مین لکہے ہوئے
کہجوریا تاڑ کے خاندان مین سے کسی درخت کے پتے اس زمانہ کی ابتک بکثرت پائے جاتے ہین
مین عبدالرحمن ثانی کے پاس کئے تہے ایسے موجود تہے اور جو اس نے بڑی قیمت دیکر
قران شریف کی آیتین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کی آپ کے کسی یاد داشت
مبارک کی لکہی ہوئی تہین بعضون پر چہوٹی چہوٹی آیتین پوری پوری تحریر تہین
اس زمانہ مین جو کاغذ مروج ہین ان کو انگریزی زبان مین پیپر بولتے ہین اور یہہ
پپیرس سے مصر مین دریائے نیل کے کنارہ پر اس نام کے درخت بکثرت
اور دوسری چیزون سے بہی زیادہ لکہنے کے کام مین آتے تہے
ساتوین صدی مین جب سارسن لوگ (عرب) مصر پر قابض ہوئے اور ان کا بالائی
گیا تو اسیوقت سے ان لوگون نے اپنی برآمد یک لخت موقوف کردی۔ مصر سے پپیرس کی نکاسی بند ہو
ہی ممالک یورپ مین لکہنے کے لئے سامان کا بہم پہونچنا مشکل پڑ گیا گویا سارسن لوگ ہی یہہ
بند کرکے اہل یورپ کو زمانہ موجودہ کے کاغذ بنانا سکہلانے کے باعث ہوئے۔
یورپ مین اول اول کاغذ اسی زمانہ مین روئی سے بنایا گیا تہا یورپ مین کاغذ بنانے کا طریقہ
کے اسطرف معلوم ہوتا ہے کیونکہ سنہ [illegible] ع کے اس طرف کا کارخانہ سمرقند مین قایم تہا۔
آٹہوین صدی عیسوی مین جب سارسن نے اسپین کو فتح کیا تو جہان اپنے ساتہہ اور علوم وفنون لے
گئے تہے یہان یہہ کاغذ سازی کا فن بہی وہ بہی اپنے ساتہہ لائے تہے اس فن کے سیکہنے مین بہی اہل
مسلمانون کے شاگرد ہین یعنے عرب ہی ان کے استاد ہین۔ اسی صدی مین عہدنامون دستاویز
اور دوسری ضروری چیزون کے لکہنے کے لئے پارچمینٹ یعنے مسی کا رواج ہوا۔
کاغذ کے استعمال کو جو ایک نامعلوم مدت سے چین کے ساتہہ منسوب کرتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ ریشم
اور بانس کے گودے سے کاغذ بنایا کرتے تہے ممکن ہے کہ پہلی صدی ع کے بعد ان کو یہہ بات نصیب ہوئی

اس سے قبل اسکا پتہ کہین نہین لگتا بلکہ تحقیق سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ نفیوشیس کے زمانہ تک وہ درختون
کی اندرونی چھال کو ردمتہ الکبرے کے لوگون کی طرح لکھنے کے کام مین لاتے تھے اس سے یہہ بات ثابت
ہوگئی کہ درخت کے تختے جو دریائے نیل کے کنارون سے حجاز عرب مین لائے جاتے تھے لکھنے کے کام آتے تھے
علاوہ پتون پر لکھہ لینے کے جانورون کی ہڈیون اور ٹھیکریون پر لکھہ لیتے تھے - اور یہہ ٹکڑے لوگ بحفاظت
اپنے پاس رکھہ لیتے اگر ان کو کہین سہو ہو یا وہ بھولے تو وہ ان پتون سے اپنی بھول رفع کر لیتے تھے -
یہ رواج عرب مین حفظ یاد کر لینے کا تھا مگر اس حفظ یاد کرنے مین یہہ ہوتا تھا کہ جسکا حافظہ قوی ہوتا تھا
اسے تو خوب صحت اور ضبط کے ساتھہ یاد رہتا تھا اور جسکا حافظ قوی نہوتا تھا اسے ایسے ضبط سے یاد نرہتا
تھا اور اسیوجہ سے اختلاف قرات پیدا ہو گئے تھے - کسیکو واو کی جگہہ فے یاد رہگئی کسیکو زیر کی جگہہ زبر کسیکو
سکون کی جگہہ تشدید اور کچھہ شبہہ نہین کہ ایسا ہی ہوتا تھا کہ کوئی شخص برزبان یاد رکھنے مین کوئی کلمہ
یا آیت بھول گیا - یا کوئی غیر کلمہ اسکی زبان پر چڑھ گیا جو درحقیقت اسمین نہ تھا غرضکہ زبانی یاد رکھنے
مین جو امور کہ مطابق فطرت انسانی پیش آسکتے ہین اس زمانہ کے لوگون کو بھی پیش آتے تھے مگر یہہ بہت
ہی کم ہوتا تھا - وہ لوگ یعنے وہ عرب جو رسول مقبول پر ایمان لائے تھے اس پاک ذات پر وہ ایسے دلی
فریفتہ تھے اور ان کی توجہ اپنے سب سے پیارے نبی کی طرف ایسی ہوتی تھی کہ جہان کوئی آیت پیغمبر خدا صلے
اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلی اور اُنہون نے برزبان کر لی -
زبر کی جگہہ پیش اور پیش کی جگہہ زیر کی بھی کہین کہین کبھی کسی شخص سے غلطی ہو جاتی تھی لیکن جیسے
یہہ غلطی ہوتی تھی وہ ملکی نہ تھے یہہ ایک بدیہی امر ہے کہ اہل زبان سے یہہ صریح غلطی نہین ہو سکتی
قرآن شریف جب اہل عرب ہی کے محاورہ اور ان ہی کی زبان مین نازل ہوا پھر کیا وجہ تھی کہ انہین
زبر کی جگہہ زیر اور سکون کی جگہہ تشدید یاد رہتی ہان یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ آیت کا کوئی کلمہ یا ٹکڑا
بھول جائین ہم اپنی زبان کی اگر کوئی کتاب یاد کرین یہ تو ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم عبارت کا کوئی جزو بھول
جائین لیکن شاید یہہ کبھی نہو گا کہ ہم زبر کی جگہہ زیر یا زیر کی جگہہ زبر کہینگے - ہمارے نبی آخر الزمان کے
پیرو حضرت عیسےٰ کے مقلدین کے مانند گیلیلی کے مچھلی والے محض کندہ ناتراش تو تھے ہی نہین کہ وہ اپنی
مادری ہی زبان مین زیر زبر پیش سکون و تشدید مین کچھہ فرق نہ جانتے - اور اگر یہہ بھی فرض کرین
کہ ایسا ہوتا بھی تھا اور جو تغیر جسین اسطرح واقع ہوتی نہین ان کے درست کرنے والے یا تو وہ لوگ
تھے جو نہایت ہی صحت و ضبط سے یاد رکھتے تھے یا وہ متفرق لکھے ہوئے پرچے تھے جو قرآن نازل ہونے
کے وقت لکھہ لئے جاتے تھے غرضکہ زبانی غلطیان قرآن شریف کی بار بار کی تکرار سے صاف ہو جاتی تھین
جو لوگ عالم کے رحمت نبی اکرم پر ایمان لائے تھے اور اپنے ہادی کی زبان سے وہ قرآن شریف کی آیتین
گنگنار کرتے تھے یہی شب و روز ان کی ورد زبان رہتی تھین ان کو کسی قسم کی ٹھوکر ہی حاصل کرنیکی

فکر نہ ہوتی ہی تہین کہ قرآن شریف پڑہنے کا وقت انہین نہ ملتا یا یہ اوڑہنا بچہونا ہی قرآن شریف تہا یہانتک
نکاحون مین مہر بہی قرآن شریف کی آیتون کا بندہا کرتا تہا - اس زمانہ مین ایک عصمت پناہ خاتون کا ذکر ہے
کہ اسے قرآن شریف ایسا حفظ تہا اور ساتہہ یاد تہا کہ وہ انچ بیچ کی ہونا باتین قرآن شریف ہی کی آیتون مین کیا کرتی
تہی - بار بار قرآن شریف مین اس تنبیہ سے لوگ اور بہی ہوشیار ہوگئے تہے کہ مسیحی اور یہودی اپنے پیغمبرون
کا کلام تحریف کرکے سناتے ہین اس سے اور بہی قرآن شریف کے یاد کرنے مین جان لڑانی پڑتی تہی اور وہ لوگ
اپنا پورا وقت قرآن شریف کے حفظ یاد کرنے مین صرف کرتے تہے - کسی شئے کا حفظ یاد کرنا اور اسکو ضبط کے ساتہہ
یاد رکہنا زیادہ تر دلچسپی پر موقوف ہے کیا تو اس کلام سے الفت ہو کہ جسکو وہ حفظ یاد کرتے ہین اور کیا جس کا
کلام ہو حفظ یاد کرنیوالا اسپر فریفتہ ہو ان دو نو حالتون مین بہت جلد حفظ یاد ہوتا ہے اور پہر وہ ضبط بہی
رہتا ہے - عموماً شاعر خواہ اسکا حافظ کیسا ہے برا ہو شعر کو اس شخص کی نسبت کہ جسکو شاعری سے سروکار
نہین ہے اور وہ شعر سے دلچسپی ہی نہین رکہتا اس کا حافظ بہت اچہا ہے جلدی یاد کرلیگا - یہہ ایسی فطری
بات ہے کہ جس سے کوئی بشر انکار نہین کرسکتا - روزمرہ کے تجارب ہمین اسبات کی پوری صداقت دیرہے ہین
معدہ خواہ کیسا ہی ضعیف کیون نہو پہر بہی وہ چیز جو سہولت سے ہضم ہونے والی نہین ہے اگر اسکو کہانیکو دل
چاہیگا اور رغبت کہا یا جائیگا وہ ضرور ہی ہضم ہوجائے گی بچپن مین جو باتین کہ معرکہ کی ہوتی ہین وہ سو
برس کی عمر تک بہی ویسی ہی یاد رہتی ہین گویا ہم نے ابہی دیکہا یا سنا ہے یا ہم اسکی کیفیت ابہی گذر چکی
پہر کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کہ اہل عرب مختصر آیتون کو بار بار کی تکرار کے بعد بہی یاد نکر سکین گے اور ان کی
یاد داشت مین کچہہ نہ کچہہ خامی ہی رہجائے گی -

ہندوستانی آٹہہ آٹہہ نو نو برس کے بچے کس فراٹے سے قرآن شریف حفظ یاد کرتے ہین اور کس آزادی سے
جماعت کے سامنے کہڑے ہوکر سناتے ہین جب ان ہندی بچون کے پڑہنے اور حفظ یاد کرنے مین یہہ غلطی نہین
ہوتی کہ وہ زیر کی جگہہ زبر اور سکون کی جگہہ تشدید بول جائین اور واو کی جگہہ ف استعمال کرین تو پہر یہہ
کیونکہ سمجہہ مین آئیگا کہ اہل زبان ایسی دور از قیاس غلطیان کرینگے - ہان اگر یہہ غلطیان سرزد بہی ہوتی
ہتین تو یونانی اور شامی لوگون سے مگر ملکی عربیان کی غلطیان فوراً صحیح کردیتے تہے -

مگر جب آنحضرت کی وفات ہوئی تو حضرت صدیق اکبر کو اسبات کی فکر ہوئی کہ پراگندہ اوراق پر لکہے ہوئے
قرآن شریف کو ایک جگہہ جمع کردین یعنے ایک جلد مین کردین کیونکہ آپکی دور بین نظرین توریت و انجیل
کی طرف اٹہہ رہی تہین اور آپ ملاحظہ فرمارہے تہے کہ ان الہامی کتابون کی کیا گت بن رہی ہے یہہ لوگ
اپنے مطلب برآری کے لئے ان کتابون کو کیا غت ربود کررہے ہین حضرت ابوبکر نے ایک دن مکہ شریف
مین بہت بڑی انجمن کی اور اپنی رائے حضار مجلس کے سامنے بیان کی بہت غور و تامل کے بعد یہہ قرار پایا
کہ ضرور قرآن شریف ایک جگہہ جمع کیا جائے تاکہ اختلاف نہ پڑے پس زید ابن ثابت نے وہ تمام پرچے

جنپر قرآن شریف لکھا ہوا تھا جمع کئے اور اپنے ہمعصرون سے جنھین قرآن شریف بخوبی یاد تھا اور جو بڑے جید حافظ مشہور تھے مدد لی اور نیز جن کے پاس متفرق پرچے تھے ان کو انکے پاس کے لکھے ہوئے پرچون سے مقابلہ کیا اور اسطرح تمام قرآن شریف جمع ہوگیا۔ اور پھر لکھ لیا گیا حضرت عثمان کے وقت مین دین محمدی کی اشاعت دور دور ممالک مین ہوگئی تھی اور بلاد دور دست پر مسلمانون کا قبضہ ہوگیا تھا اسلئے صرف ایک قرآن کا مدینہ ہی مین ہونا کافی نہ تھا حضرت عثمان نے اس قرآن کی جو زید ابن ثابت نے جمع کیا تھا نقلین کین اور دور دور کے ملکون مین بھیج دیا۔ یہہ کارروائی بہت مفید ہوئی کیونکہ اس زمانہ مین یہہ تھا کہ کسی کو کوئی سورۃ یاد تھی اور کسی کو کوئی سورۃ یاد تھی کسیکو چار سورتین یاد تہین اور کسیکو پانچ کسیکو ایک کسیکو آدھی اب کئی ایسے لوگ پیدا ہوگئے جن کو بہ ترتیب من اولہٗ الی آخرہ قرآن شریف یاد تھا۔

یہہ سب باتین ہین اسباب سے آگاہ کرتی ہین کہ اگر انجیل کی طرح دو تین صدی کے بعد قرآن شریف جمع کیا جاتا تو ہرگز اسکی صحت کا احتمال بھی نہوتا۔ یہہ ایک ایسی روشن بات ہے کہ اسے جاہل سے جاہل بھی سمجھ سکتا ہے کہ ایک انجمن مین ایک لیکچرار لیکچر کہہ رہا ہے اگر اسیوقت اسکا لیکچر کسی جلدی لکھنے والے نے لکھلیا تو خیر لیکچرار کا کچھ نہ کچھ انداز گفتگو اور اسکی قابلیت یا اسکا منشا معلوم ہوجائیگا لیکن اگر کوئی شخص اسوقت تو لیکچر لکھے نہین اور بعد ازان یعنے برس دو برس تین برس مین اسکو لکھنے بیٹھے تو کیونکر وہ پورا لیکچر یا لیکچر کا کوئی سالم حصہ لکھہ سکتا ہے۔ میرے خیال مین اگر وہ صحیح ہے تو یہہ محض ناممکن ہے خواہ سننے اور لکھنے والا کیسا ہی زبردست حافظ رکھتا ہو پھر بھی ایک بڑی تقریر کا سلسلہ وار یاد رکھنا فطرت انسانی کی حالت سے تو بالکل خلاف ہے ہان اگر ایک آدھ بات ہو تو اسکا مضایقہ نہین لیکن دو تین گھنٹے کی سلسلہ وار گفتگو کبھی یاد نہین رہ سکتی اور جس سپیچ کی سپیچ کو دو تین صدی گذر گئے ہون نہ سننے والے رہے اور نہ ان کے جاننے والے رہے بلکہ پیڑیان پشتین گذر گئین پھر اس کتاب کی صحت کی نسبت جو عیسائیون نے تکلیف اوٹھائی ہے اور اپنے دفاتر کے دفاتر سیاہ کئے ہین اور اپنے وقت کے ساتھ اپنا بے تعداد روپیہ خرچ کیا ہے وہ سب کوششین بے نتیجہ ہین۔

تعصب کی دوسری بات ہے اگر بنظر انصاف سے دیکھا جائے تو انہین صاف آشکارا ہو کہ جن کتابون پر ہمارا عمل ہے یہہ آپسین کیسی مختلف ہین برخلاف قرآن شریف کے کہ اس مقدس کتاب مین وہی عبارت بلفظہٖ درج کی گئی ہین کہ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے سرزد ہوئی۔

جب قرآن شریف ہزارون نقل کراکر حضرت عثمان غنی نے تمام بلاد دور دست مین تقسیم کرا دئے تو وہ غلطیان جو نسبت اسقاط یا اضافہ کلمات کے زبانی یاد رکھنے والون کو پڑی تہین بالکل جاتی رہین مگر پھر بھی کسیقدر اختلاف قرات باقی رہا۔ اسکی وجہ بہت بڑی یہہ تھی کہ اتبک جتنے قرآنون کی اشاعت ہوئی تھی اور اتبک جتنے قرآنون کی تلاوت ہوتی تھی وہ کوفی خط مین لکھے گئے تھے جس مین نہ نقطے ہوتے تھے

نہ اعراب یہہ امر تو تسلیم ہی کرنا پڑیگا کہ عرب اپنی مادری زبان ہونے کی وجہ سے بلا تکلف قرآن شریف کو صحیح پڑھ سکتے تھے اور ان کی زبان میں ہرگز غلطی نہو سکتی تھی مگر پھر بھی بلحاظ قواعد صرف و نحو عربی یا اہل عرب کے روزمرہ کے مطابق ایک لفظ کو شد سے پڑھو تو بھی معنے ٹھیک ہو سکتے ہیں اور اگر شد سے نہ پڑھو پھر بھی وہ ہی مفہوم نکلتے ہیں اور اگر تشدید سے پڑھو تو بھی معنے صحیح ہیں اگر سکون سے پڑھو پھر بھی وہ ہی معنے نکلتے ہیں چنانچہ اس قسم کے اختلاف قرات باقی رہگئے۔ یہہ اختلاف قرات بہت ہی خفیف اور کم تھے وجہ یہہ تھی کہ وہ الفاظ جو اس فرق کے ہوتے تھے جنکی کیفیت اوپر بیان کی وہ بہت ہی کم تھے یہہ اختلاف ایسا اختلاف نہ تھا کہ اس الہامی مفہوم یا مقاصد میں کچھ فرق اثر کرتا یا اس سے ایسے معنے بدلجاتے کہ قائل کی مرضی کے خلاف سمجھے جائیں لہذا بڑی علماء نے اتنے سے خفیف اختلاف قرات کے اٹھا دینے میں کوشش کی اور وہ کوشش یہی تھی کہ علیحدہ ایک نسخہ بطرز عثمانی جمع کرکے قرآن شریف پر اعراب لگانے شروع کیا یا ان کے اختلاف قرات ہی بالکل اٹھا دیا اور اب جیسے ایک عرب شناس قرآن شریف کی آیت پڑھ سکتا ہے عالم او جاہل کا فاضل عرب بھی بے تکلفی سے پڑھ سکتا ہے اور وہ اختلاف بھی اختلاف نہیں رہا

اسکے سوا ایک اور بھی اختلاف قرات ہے جو عرب کے مختلف قوموں کے لہجہ اور محاورہ زبان سے علاقہ رکھتا ہے یا جو اختلاف گنواروں شرافوں اور پڑھے لکھوں اور جاہلوں کی زبان میں ہوتا ہے اسکو اختلاف قرات پر منسوب کرنا جائز نہیں ہے اور نہایت بیجا ہے۔ کیونکہ وہ قرأت نہیں ہے بلکہ اختلاف تلفظ ہے جسکو انگریزی زبان میں پرونونسی ایشن کہتے ہیں۔

تلفظ کے اختلاف سے نہ لفظ کے معنے بدلتے ہیں اور نہ مفہوم میں کچھ فرق آتا ہے فرض کرو کہ اگر انگریزی زبان کا لفظ سیو آل لائی زیشن بولینگے تو وہ ہی معنے تمدن نکلینگے اور اگر سیویلزیشن کہینگے تب بھی وہ ہی مفہوم ہوگا۔ ہان صرف مخاطب کو متکلم کی غلطی معلوم ہوجائے گی آجکل جاہل عرب مکہ اور مدینہ میں قل کو کل کہتے ہیں کیا کل کہنے سے ان کا مفہوم بدلگیا نہیں بلکہ وہ ہی امر کا صیغہ کہہ کے معنے میں سمجھا جائیگا اس سے یہہ بات تو ثابت ہوگئی کہ تلفظ کے اختلاف سے مفہوم اور لفظ کے معنے نہیں بدل سکتے اور اگر یہہ بھی فرض کیا جائے کہ عربی زبان میں صدہا الفاظ ایسے ہیں کہ صرف زیر زبر کے تبدیل سے کچھ کے کچھ معنے ہوجاتے ہیں یہہ صحیح ہے لیکن جو لفظ جس موقع پر استعمال ہوگا وہ ہی سمجھ میں آئیگا چاہے اسکے اعراب میں اور تلفظ میں کچھ ہی غلطی کیوں نہو۔

غرضکہ یہہ بخوبی ثابت ہوگیا کہ اختلاف تلفظ یا اختلاف قرات سے قرآن شریف کے مفہوم یا ربانی مقاصد میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ جو شخص زبان عربی کا عالم ہے اختلاف قرات اور اختلاف تلفظ کو خوب سمجھتا ہے مگر جنہیں عربی ادب یا صرف و نحو سے کوئی تعلق نہیں ہے ... ان عالم معترضوں کی تقلید کرنا چاہتے ہیں کہ جو بہت بڑے عربی زبان کے فاضل گزرے ہیں وہ مطلب تک کبھی نہیں پہونچ سکتے۔

این رہ کہ تو میروی بترکستان است

کا مضمون ہوگا۔ توریت اور صحف انبیا کے قلمی نسخے جو اب دنیا مین موجود ہین وہ آپسمین نہایت مختلف ہین اگرچہ مین اسبات کا قائل نہین ہون کہ یہودیون اور عیسائیون نے اپنی کتب مقدسہ مین تحریف لفظی کی بلکہ مین اسبات کا قائل ہون کہ صرف تحریف لفظی ہی نہین کی بلکہ وہ کتابین جنمین تحریف معنی یا تحریف لفظی کا جھگڑا ہے سرے سے بنائی ہوئین اور گھڑی ہوئی ہین۔ یعنی چاہے وہ کیسا ہی تغیر و تبدل کرین تو آدمی ہی کا لکھا ہوا ہے شاید ہزار لفظون مین ایک لفظ ربانی یا الہامی ہو۔ اسپر عیسائیون نے جب یہہ دیکھا کہ ہماری کتابین غلط ثابت ہو رہی ہین اور ہمپر وہم وہام سے لوگ اعتراض پر اعتراض کر رہے ہین تو اُنہون نے بھی اس امر محال کے اثبات پر کوشش کی ہے کہ قرآن مین تحریف ثابت کرین اور اُنہون نے اپنی اس ناشدنی سعی مین کامیاب ہونے کو تین امر پر استدلال کیا ہے اول اختلاف قرات پر جسکا بالتفصیل اوپر مذکور ہوا دوم شیعہ مذہب کی ایسی روایتون پر جنکو خود شیعہ ہی تسلیم نہین کرتے جنمین کذاب اور ایک گروہ کے طرفدار راویون نے بیان کیا ہے کہ قرآن مین اور بھی آیتین یا سورتین حضرت علی یا اہل بیت کی شان مین ہین جو جامعین قرآن نے داخل نہین کین۔

سوم ان لغو اور بیہودہ روایتون پر جنمین بعض آیات متروک التلاوۃ یا منسوخ التلاوۃ کا ہونا بیان کیا گیا ہے اور جنکو شریر اور بد مذہب آدمیون نے شہرت دیا ہے۔

عموماً مذہب عیسائی کے علما جاہل شیعون کے اقوال کو بہت کچھہ اپنے اعتراضون کی تائید مین پیش کرتے ہین اور پھر خوب بغلین بجاتے ہین کہ مذہب اسلام ہی ایک گروہ ایسا ہے کہ جو قرآن شریف مین تحریف لفظی تسلیم کرتا ہے اور یہہ بھی کہتا ہے کہ اس مین بہت کچھہ گھٹا بڑھا دیا گیا اور یون ہوا اور وون ہوا۔ مگر یہہ ساری باتین اگر عیسائی علما بغور ملاحظہ کرینگے تو انہین باد ہوا معلوم ہون گے کیونکہ شیعی گروہ مین جتنے بڑے بڑے علما گزرے ہین وہ ہرگز تحریف لفظی و معنی کے قائل نہین ہین اور انہون نے صاف صاف لکھا ہے کہ لعنت ہو اس شخص پر کہ جو قرآن شریف مین تحریف مانے اور اسمین کسی قسم کا کچھہ فرق سمجھے چونکہ یہہ موقع نہین ہے کہ مین تمام جہان کا رونا لے بیٹھون یہانتک کہ میرا مطلب ہی ساقط ہو جائے بلکہ میرا منشا یہہ ہے کہ مین تاریخی حالات قرآن مجید سے بحث کرون اور سمجھا دون کہ جو شخص اس مین تحریف قایم کرنا چاہتا ہے محض کندہ ناتراش اور شریر النفس ہے۔

عیسائی اس قول سے زیادہ استدلال لیتے ہین اور وہ بھی بعض جاہل اور ناسمجھہ شیعہ گروہ کے اقوال سے کہ اس مین سے حضرت علی اور اہل بیت کی شان مین جو آیتین تہین ان کو حضرت ابوبکر یا عثمان نے اڑا دیا مگر یہہ دیکھنا چاہیے کہ کھونٹے کے بل بہینس جب ہی تک کودے گی کہ جب تک کھونٹا گڑا ہوا ہے اور جب کھونٹا ہی اکھڑ گیا تو بہینس کہان کی کہان پہونچے گی۔ یہہ بات ایسی بے بنیاد اور مہمل ہے کہ جسپر بحث کرنی ہی ہماری شان کے خلاف ہے پھر بھی عوام کے سمجھانے کے لئے مجبوراً ہم قلم اوٹھاتے ہین۔

قرآن شریف مین جو کچھہ بیان ہوا ہے اسمین زیادہ دو باتون پر بحث کی ہے۔ پہلی بات تو یہہ ہے کہ نوعون تو ڈرایا گیا ہے اور کہین بشارت دیگئی ہے اور کہین تمثیل کے لئے کسی نبی کی امت کی مغضوبی اور مقبولی کی حالت بیان ہوئی ہے اور دوسرے خداوند کے جلال اور کسیقدر اسکی صفات کا نقشہ کہینچا گیا ہے چونکہ قرآن شریف صرف ہدایت مخلوق کے لئے نازل ہوا ہے اسلئے اسکو کسی خاص شخص کی تعریف سے کچھہ تعلق نہین ہوسکتا یہ نہ کوئی قصیدہ ہے نہ کوئی ایسی بیاض ہے کہ جسمین کسی کے خال و خط سے بحث کی گئی ہو نہ کوئی ایسی کتاب ہے کہ جسکا مقصود کسی خاص شخص کی صفت و ثنا کرنا ہو اسمین جو کچھہ مذکور ہے وہ خداوند کے اوامر و نواہی ہین لہذا کرو اور یہہ نکرو پہر بہی کسی شخص کی تعریف سے کچھہ تعلق نہین ہوسکتا اور دوسرے اگر یہہ بات بہی تسلیم کرلی جائے کہ حضرت صدیق اکبر نے حضرت علی یا اہل بیت کی تعریفی آیتین نکال الین تو انہین اپنی تعریف کی آیتین قرآن شریف مین داخل کرنیکا مجاز تہا۔ اور وہ کرسکتے تہے لیکن جب یہہ نہین ہوا تو صاف ظاہر ہوگیا خلفا پر یہہ نرا بہتان ہے دوسرے ایک بڑی دلیل یہہ ہے کہ حضرت علی کو تو وہ آیتین جو ان کی نسبت یا ان کی شان مین قرآن شریف مین موجود تہین ضرور ہی یاد ہونگی انہون نے اپنے زمانہ خلافت مین کہ جب نہ حضرت صدیق اکبر موجود تہے نہ [illegible] حضرت عمر خلیفہ ثانی زندہ تہے اور نہ حضرت عثمان حیات تہے۔ پہر جب انہون نے زید ابن ثابت اور عثمانی قرآن کو تسلیم کرلیا تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انہون نے اسے تحریف سے پاک پایا۔

چند شریر النفس اور اسلام کے دشمنون نے جو بظاہر اپنے کو مسلمان کہتے تہے اور درحقیقت وہ نصرانی تہے دس پارے قرآن شریف کے انہون نے اپنی طرف سے تصنیف کئے اور ان کو آگرہ یا لکہنو مین طبع بہی کرادیا تاہم عام طور پر انہون نے اسکی اشاعت نہین دی پہر دس بیس کاپیان اسکی تقسیم ہوئین۔ جون ہی وہ دس پارے جو ایک جلد مین طبع ہوئے تہے مسلمانون کے علما کی نظر سے گذرے پہر جو صرفی نحوی غلطیون کی بہرمار ہوئی اور روزمرہ عرب کی جدا غلطیان نکالی گئین وہ پارے ضائع کردئے گئے اور اس امر کو مسترد کے طور پر کہکر چہوڑدیا وہ پارے مجہے بہی میرے ایک دوست نے دکہائے تہے جسکی پہلی ہی سطر مین سات غلطیان صرف و نحو کی تہین اس قسم کے شریر النفس لوگ ہوتے ہین کہ جو اپنے کو کسی مذہب کا مشہور کرکے اسی مین رخنہ اندازی کرنے کی کوشش کرتے ہین مگر ان کی یہہ کوششین ناشدنی ہوتی ہین اور آخر کار انکی یہہ شیطنت کہل جاتی ہے۔ عیسائیون کو اسی قسم کے لوگ یا ایسی بے معنی تحریرین مذہب اسلام کے خلاف مل جاتی ہین جنپر وہ پہولے نہین سماتے اور یہہ جانتے ہین کہ ہمین وہ باتین معلوم ہوگئین ہین کہ جنکی تردید و تکذیب کوئی نہین کرنیکا۔ اور یہی باتین مخالفون کے مقابلہ مین ہماری ہتیار ہونگی۔ قرآن شریف کی عبارت ہی مین ایک بہت بڑا معجزہ یہہ ہے کہ اگر تمام جہان کی عربی تصانیف کو جمع کیا جائے اور اسکی عبارت سے مقابلہ کیا جائے تو زمین اور آسمان کا فرق معلوم ہوگا کسی بڑی سے بڑی عبارت

اگر ایک جملہ بہی قرآن شریف کا آجاتا ہے تو وہ ایسا چمکتا ہے کہ جیسے پتہر کنکر کے ٹکڑون مین چمکتا ہوا لعل پڑا ہوا ہو جسنے جاہلون کی طرح بلا سمجہے بہی قرآن شریف پڑہا ہے وہ بہی قرآن کی طرز عبارت اور غیر قرآن مین تمیز کر سکیگا جب نبوی احادیث کی عبارت اور قرآن شریف مین زمین و آسمان کا فرق ہے پہر اوس تحریر کا یا عربی عبارت کا خواہ وہ کسی جید فاضل ہی کی کیون نہو کیا ذکر ہے۔

ان سب باتون کے علاوہ جو شخص قرآن شریف کے تاریخی حالات پر جو نہایت صحیح بلکہ اصح ہین نظر کریگا تو وہ تحریف کا کبہی قایل نہین ہو سکتا یہہ تاریخی حالات مسلمانون ہی کے ہاتہہ کے لکہے ہوئے نہین ہین بلکہ غیر قومون نے بہی لکہے ہین۔ جنکو بلاشبہ وہ ہی نفوس دیکہ سکتے ہین کہ جو تعصب سے خالی ہین اور جنہین تحقیق سے غرض ہے۔

قرآن مجید کے اختلاف قرات کو اور توریت وصحف انبیاء و زبور و انجیل کے اختلاف عبارت کو یکسان قرار دینا دیدہ و دانستہ نہ صرف غلطی کرنا ہے بلکہ انصاف کا خون کرنا اور اپنی علمی قابلیت کو بٹا لگانا ہے ریورنڈ مسٹر ہارن مختلف عبارتون کا ذکر لکہتے وقت لکہتے ہین "دو یا زیادہ مختلف عبارتون مین صرف ایک عبارت صحیح ہو سکتی ہے باقی خواہ تو دیدہ و دانستہ تبدیل کی گئی ہونگی یا وہ نقل کرنے والون کی غلطیان ہونگی" پہر وہ یہودی اور عیسائی کتب مقدسہ مین اختلاف ہونے کے چار سبب لکہتے ہین اول لکہنے والے کی غفلت یا غلطی۔ دوم جس نسخہ سے نقل کی گئی ہو اسکا غلط یا ناقص ہونا سوم نقل کرنے والیکا بلا کافی معتبر سند کے اصل عبارت مین اصلاح دینا۔ چہارم دیدہ و دانستہ کسی خاص فریق کے تائید کے لئے عبارت کا بگاڑ دینا۔ پس قرآن مجید کا کوئی بہی اختلاف قرات ان حالتون مین سے کسی حالت کے ساتہہ بہی مناسبت نہین رکہتا۔

نہ قرآن شریف کی یہہ گت بنی کہ جو صحف انبیا کی نفس پرست مترجمون یا ناقلون یا مصنفون کے ہاتون سے بنی ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات تک ہی قرآن شریف جو مختلف پرچون مین لکہا گیا تہا جمع کر لیا گیا نہ اس کے نقل کرنے مین غلطی ہوئی اور نہ اسکی بے انتہا اور بے تعداد نقلون مین کسی قسم کا اختلاف ہوا۔ جو کتاب تیرہ سو برس سے ایک ہی چلی آئی ہو اور اسکی ایک حرف مین بہی تفاوت نہ واقع ہوا ہو اسکی نسبت ہرزہ درائی کرنی آخر کو پشیمانی اٹہانی ہے۔

علاوہ اسکے عیسائیون نے قرآن مجید کی تحریف ثابت کرنیکو جن مذکورہ بالا حجتون پر استدلال کیا ہے اور جو حجج فی نفسہ غلط ہین ان کی غلطی ثابت کرنے پر ایک طولانی بحث کرنے سے زیادہ تر یہہ مختصر بات بیان کرنی مناسب معلوم ہوتی ہے کہ جس بنا پر عیسائیون نے تحریف قرآن کا دعوے کیا ہے اس طرح دعوے کرنا بمقابل ان مسلمانون کے جو دعوے تحریف لفظی کا یہودیون اور عیسائیون کی کتب مقدسہ مین کرتے ہین صحیح نہین ہو سکتا۔ اسلئے مسلمانون کا یہہ دعوے ہے کہ جن حواریون نے پیغمبر جن کے نام سے کتابین تصنیف

کیونکہ انہون نے اپنے پیغمبرون کے اقوال کو منضبط کیا اور پہر مختلف صدیون مین انکی نقل کی گئی تو ان نقل کرنے والون نے اپنی طرف سے الفاظ اور عبارتون کی عبارتین گہٹا بڑہا دین جیسا کہ عیسائیون کے بڑے بڑے علما کی تحریرون سے ثابت ہو چکا ہے۔

مسلمانون کے نزدیک تحریف کے معنے مین تغیر و تبدل کے اور تحریف کے معنے پہیرنا ہے ایک چیز کا اسکی سچائی سے یہی معنے امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر مین لکہے ہین چنانچہ وہ تحریر کرتے ہین "التحریف التغیر والتبدیل و التحریف ہو امالۃ الشی عن حقہ" مگر کتب مقدسہ کی نسبت جو تحریف کا لفظ مسلمانون مین مروج ہے اس سے اصطلاحی معنی مراد ہین اور وہ یہہ ہے کہ جان بوجہ کر اور قصد کر کے کلام الٰہی کو اسکے اصلی مقصد اور سچے مطلب سے دوسری طرف پہیرنا۔

تو تحریف کے یہہ معنے توریت و انجیل پر صادق آتے ہین نہ کہ قرآن شریف پر اسکی شہادت بہت زور و شور سے مسیحی علمانے دی ہے جسکا مختصر ذکر ہم اپنے تیسرے مقدمہ مین کر آئے ہین مثلاً بعضے یہودیون نے بعضی جگہہ قصداً تحریف لفظی کی ہے جیسے کہ سامریون نے ورس ۴ باب ۲۷ کتاب استثنا مین بجائے "عیبال کے پہاڑ کے گرزم کا پہاڑ" بنا دیا ہے یا جیسے دینداری مسیحیون نے جان بوجہ کر تحریف کی ہے مثلاً انجیل مارک باب ۱۳ ورس ۳۲ مین سے بعض الفاظ نکال ڈالے ہین کیونکہ وہ آیرین کے مذہب کی تائید کرتے تہے۔ اور لوک کی انجیل کے باب ۱ ورس ۳۵ مین کچہہ لفظ بڑہا دئے گئے ہین اس سبب سے کہ مذہب یوتی شنیز کی تردید و تکذیب ہو اور اسی انجیل کے باب ۲۲ کا ورس ۴۳ بعض نسخون مین سے نکال ڈالا ہے تاکہ حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت مین شبہ نہ پڑے۔

اور متی کی انجیل باب ۱ ورس ۱۶ مین سے لفظ "ہم بستر ہو دین" اور ۲۵ مین سے "اسکا پہلوٹا" نکال ڈالا ہے تاکہ حضرت مریم کے ہمیشہ کنواری رہنے پر شبہ نہ پڑے۔

بہلا کوئی بتائے تو سہی کہ قرآن شریف مین یہہ گہٹاؤ بڑہاؤ کہان ہوا اور کسنے کیا قرآن شریف کی ہر آیت ہر ہر لفظ ایسا ممتاز ہے اور اسمین کچہہ ایسا معجزہ ہے کہ نہ وہ کسی شخص کے قول سے مل سکتا ہے اور نہ اس مین اپنی طرف سے انسان کچہہ گہٹا بڑہا سکتا ہے خدا کا اور انسان کا کلام تو علیحدہ سمجہہ مین آتا اور پہچانا جاتا ہے

پس اگر کوئی عیسائی اسکے مقابلہ مین قرآن کی تحریف کا دعوے کرنا چاہے تو اسکو اختلاف قرأت یا روایات غیر مسلمہ اہل مذہب کا پیش کرنا کافی نہین ہے۔ بلکہ وہ ان کے مقابل جب ہو سکتا ہے جب وہ یہہ دعوے کرے کہ جو قرآن زید ابن ثابت نے جمع کیا تہا اسکی تحریر کے بعد یہہ آیت یا یہہ سورۃ قرآن مین سے نکال ڈالی گئی اور یہہ آیت یا یہہ کلمات اس مین بڑہا دئے گئے ہین یا یہہ صیغے یا یہہ اعراب تبدیل

۱؎ ہارن صاحب کا انٹروڈکشن علوم بائبل کے بیان مین مطبوعہ ۱۸۲۵ء لندن جلد ۲ صفحہ ۳۲۳—

کر دئیے گئے ہین۔ عیسائی علماء نے بہت زور مارا کہ کسیطرح زید ابن ثابت نے جو قرآن جمع کیا تہا اسکین
شریف ثابت کرین لیکن نہوسکا اور آخر وہ آگے بڑہ بڑہکر اناپ شناپ یہہ ہاتہہ مارنے لگے کہ زید ابن ثابت
نے جو قرآن جمع کیا تہا اس مین گہٹا بڑہا دیا ہے مگر معترض صاحب اپنے دعوے کی کوئی دلیل پیش نہین کرتے
کیونکہ ایسے موقع پر جب تک مخالفین کوئی دوسرا قرآن شریف جو زید ابن ثابت کے قرآن شریف سے اختلاف
رکہتا ہو پیش نہین کرینگے ہرگز ان کے دعوے کی وقعت نہین ہوسکتی جب اولڈ ٹسٹمنٹ یعنے عہد عتیق
اور نیو ٹسٹمنٹ یعنے عہد جدید کی کتابون پر خود کتابون کی طرز تحریر سے اعتراض کئے تو عیسائی پادری
اپنی شرمندگی مٹانے کے لئے قرآن پر الٹے سیدہے اعتراضات جمانے لگے اور اپنے خیال مین گویا
انہون نے الزامی جواب دینے کے لئے اپنے کو مضبوط اور مستعد بنا کر دکہایا مگر وہ خوب یاد رکہین کہ ان
کا الزامی جوابات دینے کے لئے یون مستعدی ظاہر کرنا کچہہ ان ہی کے معتقدون کے سامنے وقعت پیدا
کرتا ہوگا لیکن اسکے مقابل مین ایک تحقیق پسند طبیعت خواہ اسلامی گارمنٹ سے وہ مزین ہو یا نہو
یہہ ضرور کہیگا کہ یہہ الزامی جوابات محض بے بنیاد ہین اور انمین کسی قسم کی صداقت نہین پائی جاتی۔
زید ابن ثابت نے جو قرآن جمع کیا تہا اور جواب ہر مسلمان کے ہاتہہ مین اور دل مین موجود ہے وہی قرآن
مجید ہے جو وقتاً فوقتاً ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نازل ہوا۔ اس کے ثابت کرنیکے لئے ہمین
مختصر عبارت لکہنی کافی ہے۔ یہہ ظاہر ہے اور اس کا اعتراف سبہی علما ہی کرتے ہین کہ جیسے محمد عربی
کے صحابی اپنے نبی پر جان قربان کرتے تہے اور پسینہ کی جگہہ خون گرانے کو موجود تہے کسی گذشتہ
نبی کو ایسے دوست پیدا نہین ہوئے جسوقت حضرت عیسے کو صلیب پر چڑہانے یہودی لیگئے ہین جتنے
آپکے دوست تہے سب کافور ہوگئے تہے حالانکہ حضرت عیسے نے اپنے معتقدین یا حواریون کو باہمت
اور بہادر بنانے کے لئے یہہ حکم کیا تہا کہ تم سب تلوارین خرید لو پہر بہی عین صلیب کے وقت ایک بہی
نہین دکہائی دیا اور سب چلدئے برخلاف ہمارے نبی کے کہ عظیم الشان معرکون مین بہی صحابہ نے
اپنے پیارے نبی کا ساتہہ نہین چہوڑا جب نبی کی ایسی محبت اس کے صحابہ کے دلون مین ہو اور وہ
نہایت ذوق و شوق سے وقتاً فوقتاً قرآن شریف کی آیتین حفظ کرتے رہے ہون اور پہر نبی کی وفات
کے بعد وہ دور دراز بلاد اسلام مین چلے گئے ہون پہر یہہ کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کہ جو قرآن زید ابن
ثابت نے جمع کیا تہا اگر وہ صحیح نہین ہوتا تو وہ لوگ کیونکر تسلیم کرلیتے وہ اپنی جان دیدینا ایسی بری
بات کے آگے کچہہ مال نہ سمجہتے تہے۔ زید ابن ثابت یا حضرت عثمان کی ایسی حکومت تو تہی ہی نہین
کہ جیسے ایک جابر ظالم بادشاہ کی ہوتی ہے بلکہ وہ حکومت پبلک تہی ہر مومن خلیفہ کے کامون
پر آزادی سے اعتراضات کرسکتا تہا خلیفہ سوائے اسکے کہ مختلف جگہون مین پیشوا ہو اور ارکان سلطنت
کے صلاح و مشورہ سے مومنین کی بہتری کی تدبیر سوچے بس اور اسمین کوئی نئی بات نہ تہی مومنین کے

لحاظ سے [illegible] ایک وقعے بلکہ سب اونٹے مسلمان کے برابر تہا۔ خلیفہ وقت کی ان امور میں بہی کسی قسم کی کچھہ بہی تمیز انکو ذرا بہی نہین ہے آئی نہین خوب یاد ہوم وہ تمام سے اعتراضات ہوتے تہے یورپ کی کسی قوم مین ایسی نہین ہے جیسے کہ مسلمانون مین تہی - اسکی سند مین ایک مشہور واقعہ بیان کرکے پیش کرتے ہیں۔ ... مین فتح ہونے کے بعد وہان کے مال غنیمت مین علاوہ اور سامان و اسباب کے یمن کی مشہور مشہور چادرین بہی آئین جو اس زمانہ مین زیادہ چاہت کی نظر سے دیکھی جاتی تہین ایک ایک چادر ایک ایک مسلمان سپاہی کے ہاتہ آئی اور ایسی ہی چادر حضرت عمر خلیفہ ثانی کے ندرات دی فیتقل کے حصہ مین پڑی سب نے اپنے کرتے بنالئے حضرت عمر نے بہی اپنا کرتا بنالیا - جمعہ کو آپ خطبہ پڑہنے کے لئے کہڑے ہوئے چونکہ آپ گرانڈیل شان و شوکت کے جوان تہے عربون کو شبہ ہوا کہ ایک چادر مین خلیفہ کا کرتا نہین بن سکتا ضرور مال غنیمت سے خلاف قاعدہ حصہ لیا باہم اشارہ ہی اشارہ مین مشہور ہوگیا اور رہت ایک سپاہی نے کہڑے ہوکر للکارا آج سے ہم نہ تجہے خلیفہ بنائینگے اور نہ تیری اطاعت کو رسول کی اطاعت سمجہینگے اسلئے کہ تو چور ہی اگر تو چور نہین ہوتا تو ایک چادر سے زیادہ کپڑا نہ لیتا - حضرت عمر بہت صبر و تحمل سے عرب کی تقریر کو گوشگذار فرماتے رہے جب وہ کہچکا تو آپنے فرمایا اے میرے بہائی تو سچ کہتا ہے ایک چادر مین ٹہیک میرا کرتا نہین بن سکتا نصف چادر مجہے میرے بیٹے عبد اللہ نے بخوشی بخشی ہے مین نے خلاف خدا رسول اسکو دبا کر اس سے چادر نہین لی ہے یہہ موجود ہے اگر مین سچا ہون تو میری صداقت کی شہادت دیگا - چنانچہ عبد اللہ حضرت عمر کے صاحبزادہ کہڑے ہوئے اور ادب ہونٹ بنہ ہوئے اور انقطاعی لہجہ مین ادا کیا - مین نے بخوشی اپنی چادر مین سے نصف چادر اپنے پیارے باپ عمر کو دیدی ہے اسلئے کہ میرا کرتا بننے کے لئے نصف ہی چادر کافی تہی - یہہ سنتے ہی چارون طرف سے آوازین آئین ہم تیری اسی طرح اطاعت کرینگے اور تیری فرمانبرداری عین ایمان سمجہینگے -

مین بہت ادب سے عرض کرتا ہون کہ جہان عربون کی یہہ اسپرٹ ہو اور ان کی رگون مین آزادی کا خون یون موجزن ہو تو یہہ کیونکر یقین آسکتا کہ وہ خدا کے کلام مین جو محمد عربی کے ذریعہ سے ان کے پاس پہونچا ہو گہٹا بڑہا دیکہینگے اور خاموش ہو بیٹہینگے - یہہ امر تو اب بہی ممکن نہین ہے کہ ہر مسلمانون مین ایسی ڈند مچ جائے اگر کوئی آیت تو آیت لفظ بہی قرآن مین گہٹا بڑہا دیا جائے - اور جب تو تازہ تازہ اسلامی جوش تہا اگر زید ابن ثابت کچہہ بہی گہٹا بڑہا دیتے تو ایک غضب اسلامی بلاد مین برپا ہو جاتا یہہ مہمل روایتین کہ حضرت عثمان نے فلان شخص کی بغل سے زبردستی قرآن چہین کر جلا دیا محض غلط اور بے معنی ہے کسی دشمن دین اسلام نے اپنے جلے پہپولے پہوڑنے کے لئے ایسا کر دیا ہو مگر ایک محقق اور دوربین نظر دیکہہ سکتی ہے کہ یہہ یا اس قسم کی اور مفسد روایتین جو بعض احادیث کی کتابون مین خلفاء عباسیہ یا شاہان غزنی کے وقت مین فیلسوف اور مکار عیسائیون نے جو بظاہر مسلمان بنے ہوئے تہے

ور بڑی بڑی عبادتین کرتے تہے مسلمانون کو مغالطہ مین ڈالنے کے لئے یہہ کاب [illegible] کر ایسی
یسی باتین حدیث و فقہ و تفسیر مین شامل کر دین جنسے نہ صرف مسلمان ہی مغالطہ مین پڑ جائین بلکہ انکی
ین کے روشن چاند مین داغ آجائے اور ارکان دین اسلام متزلزل ہو جائین کئی صدی تک تو مسلمان
نکہین بند کرکے ان اصول پر اصول دین سمجہکر چلتے رہے اسیلئے آج کے دن اسلام دائرہ وحدت سے
نکل کر بڑہیون کی کہانیون اور وظیفہ وظائف مین مقید ہوگیا اور یہہ خیالات جواب مسلمانون کے
ہین کبہی آٹہہ صدی تک مسلمانون کے نہین ہوئے پہر بہی اسکا بہت بڑا اثر ہے کہ وہ روایتین جیسے
—— اسلام بدنام ہوتا چلا تہا جہوٹی ثابت ہونے لگی ہین اور انکی اصل حقیقت کہلنے لگی ہے ان تمام
باتون سے جو اوپر تحریر ہوگئین یہہ ثابت ہوگیا کہ زید ابن ثابت نے جو قرآن مجید جمع کیا تہا وہ وہی
قرآن تہا کہ جو ۲۳ برس اور کئی مہینے محمد عربی پر وقتاً فوقتاً نازل ہوتا رہا۔ میرے خیال مین اب ذرا
کوئی شک نہین رہا کہ زید ابن ثابت نے قرآن جمع کرنے مین غلطی نہین کی زید ابن ثابت نے جو قرآن
مجید جمع کیا تہا اور جسکی نقل حضرت عثمان نے کی تہی اس زمانہ مین قواعد رسم خط کے بخوبی منضبط نہین
ہوئے تہے اور اس سبب سے بہت سے الفاظ زید ابن ثابت نے اسطرح لکہے ہین جو ان قواعد رسم خط سے
جو بعد کو منضبط ہوئے مختلف ہین مگر ضرور اس خیال سے کہ جو کچہہ زید ابن ثابت نے لکہا ہے اس مین
تبدیلی نہ واقع ہونے پادے حضرت عثمان نے بہی وہی رسم خط رہنے دی تہی اور انکے بعد تمام مسلمانون نے
صرف قرآن مجید کی تحریر مین اسی رسم خط کو رہنے دیا اور یہانتک اس مین غلو کیا کہ اس کے برخلاف
رسم خط تحریر قرآن مین اختیار کرنے کو گناہ اور کفر قرار دیدیا۔
جہان اتنا احتیاط کیا جاتا ہو تو پہر کیا یہہ ممکن ہے کہ زید ابن ثابت نے کچہہ گہٹا بڑہا دیا ہو۔ ایسی زبردست
صداقت ہوئی کہ رسم خط کی غلطیون کو بہی جو قواعد منضبط ہونے کے سبب پڑ گئی ہین نہ بنایا آجتک
اس سے زیادہ احتیاط کسی کتاب مین نہین کی گئی۔ پادری جب اپنی کتابون کی صداقت کی دلیلین دینے سے
تو مجبور ہوکر وہ یہہ کہتے ہین کہ غیر لفظون مین حضرت عیسیٰ کا مفہوم ادا کر دیا گیا ہے جب الفاظ بدلے گئے
تو مفہوم کیونکر سلامت رہ سکتا ہے۔ یہہ صحیح ہے کہ ترجمہ کسی زبان کا ایسا نہوا کہ اصل اور ترجمہ مین فرق
نہ رہے جو الفاظ عبرانی یا یونانی کے ایسے ہین کہ ترجمہ کرنے سے ان کے مفہوم بدل جاتے ہین پہر کیون نہین
عبارتون کی عبارتین بدل جائینگی جو خوبی یا حسن اصل زبان مین ہوتا ہے وہ غیر زبان مین ترجمہ کرنے سے
نہین رہتا۔ انا پشتاپ جب عہد عتیق اور عہد جدید کی کتابون کا ترجمہ کیا گیا اور اسکے ساتہہ اصل
جنہین کہ وہ کتابین حواریون نے لکہی تہی نہ رکہی گئی تو پہر سوائے غیر شیرازہ و رد کے کیا سمجہہ مین
آسکتا ہے۔ قرآن مجید کا ترجمہ بہی ہوتا ہے لیکن کروڑہا اصلی زبانون مین موجود ہین اور ان کی
تعداد بڑہتی جاتی ہے اسلئے مترجم کبہی مغالطہ نہین ڈال سکتا۔ جس پہلو سے دیکہا جائیگا یہی ثابت ہوگا

کہ قرآن مجید مین کچھ کمی بیشی نہین کی گئی۔
فارسی تفسیر یعنی تفسیر بحر العلوم کے مصنف نے لکھا ہے کہ "مطابقت خط مصحف عثمانی بر کاتب قرآن از وجوبات دینی ست کہ اجماع صحابہ بران واقع شدہ است و مخالفت ایشان حرام باشد و جمہور علماء و ائمہ مذاہب اربعہ برین اند و در مقنع آمدہ رسئل مالک ہل یکتب ما احدثہ الناس من الہجا فقال لا الا علی الکتبۃ الاولی" اور اتقان فی علوم القرآن مین لکھا ہے کہ "کان احمد یحرم مخالفۃ خط عثمان رضی اللہ عنہ فی واو او یاء او الف او غیر ذالک"۔

اور ابن مہران کا قول ہے کہ "اتباع المصحف فی ہجائہ واجب من خالفہ فی شئی من ہجائہ فہو کالطاعن فی تلاوتہ لان تہجیہ بالہجاء تلی"۔

اور حقیقۃ البیان مین لکھا ہے۔ "اگر کسی اعتقاد کند کہ بر موافق امام یعنی مصحف عثمانی نباید نوشت نسبت خطا بعلم او یقین کردہ باشد زیراکہ در لوح محفوظ بہمان طرز نوشتہ شدہ است و نیز بجناب صحابہ رضی اللہ عنہ بلکہ بجناب رسالت معلم صحابہ و بجبرئیل معلم رسول نسبت خطا واقع میشود و زیادتی و کمی در قرآن حاصل می آید و این ہمہ قریب کفر است"۔

اور کتاب ہجا ابن ابی عبد اللہ محمد کا یہہ قول ہے کہ "من خالف الامام صار فاسقا و دخل تحت وعید من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار"۔

اور ایضاح مین لکھا ہے۔ "یکرہ قرأۃ القرآن من المصحف الذی یخالف ما خط ابن ثابت" یہہ تشدد اور ان روایات دیگر بیان کرنے سے صرف یہہ غرض ہے کہ جو قرآن زید ابن ثابت نے جمع کیا اور جسکی نقل بعینہ حضرت عثمان نے کی اس مین ذرہ برابر فرق نہ پڑنے پاوے چنانچہ آجتک قرآن مجید اسطرح محفوظ ہے ہر شخص یہہ بات قبول کر سکیگا اور اسکا اعتراف بھی کرنا پڑیگا کہ دنیا مین کوئی قلمی کتاب ایسی نہین کہ قرآن مجید کہ تیرہ سو برس کے بعد بھی ایسی ہی موجود ہو جیسے کہ پہلے دن لکھی گئی تھی۔ جسمین ایک شوشہ تک کا فرق نہین ہے۔ اور یاد رہے کہ لاکھون قلمی نسخے اس سے پہلے کے ہین مگر سب یکسان ہین۔ اس کتاب کی نسبت یہہ کہنا کہ اسمین بھی اس قسم کی تحریف ہوئی ہے جیسے کہ مسلمان توریت و انجیل بیان کرتے ہین ایسی بات ہے جسکو کوئی شخص بت پرست نہ یہودی نہ عیسائی نہ سیاہ کافر غرض کوئی بھی تسلیم نہین کر سکتا سر ولیم میور صاحب بھی اپنی کتاب لائف آف محمد مین تسلیم کرتے ہین کہ تمام دنیا مین کوئی ایسی کتاب نہین ہے جسکی عبارت بارہ سو برس تک ایسی خالص ہی ہو۔

ولیم میور صاحب تنہا جسکے تحت ایسے متعصب ہین پھر بھی انہون نے مجبوراً اسبات کا اقرار کیا کتاب بارہ سو برس تک دنیا مین نہین ہے کہ جسکی عبارت اتنی مدت مدید تک خالص ہی ہو۔ ولیم میور جیسے مصنف مخالف روایات جو مسلمانون کے نزدیک مسلم ہین ان پر عاید کرکے کھلم کھلا

[illegible] کے لیے وہ ناشائستہ الفاظ استعمال کیے ہیں کہ جو ایک مہذب کی زبان سے
سرزد نہیں ہو سکتے۔ ان کا ایسا قرآن مجید کی نسبت لکھنا عیسائیوں کے لیے بطور روحی کے ہے جس پہلو سے
دیکھنا چاہو یہہ بات بخوبی معلوم ہوتی ہے کہ قرآن شریف میں تحریف کا کہیں نام و نشان نہیں پایا جاتا اور
ہوتا تیرہ سو برس سے ایک ہی صورت میں چلی آئی ہے۔ اور یقیناً قیامت تک یوں ہی چلی جائے گی ہمیں
[illegible] ممکن نہیں یہہ بہت مختصر کیفیت قرآن جمع ہونے اور اسمیں تحریف نہونے کی بیان کی گئی مسلمانوں نے
[illegible] طول طویل بحث کی ہے اور بڑے بڑے کامل ثبوت اس امر کے دئے ہیں کہ قرآن میں کہیں کسی آیت
[illegible] نہیں ہوئی نہ ہو سکی ممکن تھی نہ کوئی کر سکتا تھا نہ کسی نے کی نہ کرنے کی خواہش کی نہ ایسا گمان ہو سکتا ہے
[illegible] عالی دماغ عیسائی یہہ اعتراض کرتے ہیں کہ زید ابن ثابت نے جو قرآن شریف جمع کیا اور لکھا تھا وہ ان اشارات
[illegible] جو بعد ازان علما نے لگا دئے ہیں اس سے بھی مفہوم میں فرق آگیا ہے۔ یہہ اعتراض جیسا بے معنی
[illegible] قابل تضحیک ہے کیونکہ یہہ ایک بدیہی بات ہے کہ اگر انگریزی عبارت میں کاما (،)
[illegible] (۰) نہ لگا ہو تو کیا عبارت میں کچھ فرق پڑ سکتا ہے پڑھنے والا جہاں ٹھہرنے
[illegible] خود بخود ٹھہر جائیگا وہ کیا ٹھہرنے عبارت کا مطلب خود اسے ٹھہرائیگا اور اس میں ذرا بھی فرق
[illegible] واقع ہوگا مثلاً جیسے درج ذیل ہے۔

یہہ نشانات علاوہ اعراب کے ہیں جو آیات وغیرہ کے نشان کہلاتے ہیں۔

(گول چھوٹا سا دائرہ) آیت پوری ہونے کی نشانی ہے جیسے انگریزی میں فل شاپ (۰) فقرہ پورے ہونیکی نشانی ہے اور انجیل میں اسی سے آیت پوری ہونا سمجھی جاتی ہے۔

(م) یہہ نشان اسلئے ہے کہ اس کلمہ پر ٹھیر جانا اور اسکو آیندہ کے کلمہ سے نہ ملانا نہایت ضروری ہے۔

(ط) یہہ نشان اسلئے ہے کہ اس کلمہ پر ٹھیر جانا اور اگلے کلمہ کو جدا شروع کرنا بہتر ہے۔

(ج) یہہ نشان اسلئے ہے کہ وہاں ٹھیر جانا جائز ہے۔

(ز) یہہ نشان اسلئے ہے کہ یہاں ٹھیر جانا تجویز کیا گیا ہے مگر ملانا بہتر ہے۔

(ص) یہہ نشانی اسلئے ہے کہ یہاں ٹھیر جانے کی رخصت دیگئی ہے۔

[illegible] متقدمین نے اختیار کی تھیں مگر متاخرین نے سات اور بڑھا دیں۔

(قف) [illegible] ٹھیر جانے کا حکم ہے۔

[illegible] یہاں ٹھیر جانا کہا ہے۔

[illegible] اگلے کلمے سے ملا ہوا پڑھنا بہتر ہے۔

[illegible] یہاں ٹھہرنا جائز نہیں بلکہ ملا ہوا پڑھنا بہتر ہے۔

[illegible] ٹھیر لو مگر دم نلو۔

(ک) یہہ معنی کذالک ہے یعنی اوپر کا نشان ہے —
(قلا) یعنی بعض نے کہا ہے کہ یہان ٹھیرنا نہین چاہیے —
بہرحال یہہ سب نشان علمانے قرآن سمجھانے کو بنائے ہین وحی سے نہین لگائے گئے ہین —
قرآن مجید جب نازل ہوا تو عرب اپنے لہجہ مین پڑھتے تھے جیسا کہ اہل زبان کا دستور ہے اور علما صحت ادائے مخارج حروف کے جو انکی زبان تہی وہ کسی لفظ کو زور دیکر پڑھتے تھے اور کسی جگہہ وقف کر کر کسی کو ملا کر اور کسیکو ٹھیر کر ۔ پہلے عالمون نے اسی خیال سے آیات اور وقف مقرر کیے ہین مگر جب قرآن لکہا گیا تہا تو وہ ان نشانون سے معرا تہا پس یہہ نشان آیتون کے کیسکو ان کے تسلیم کرنے پر مجبور نہین کرتے —
قرآن مجید کا طرز کلام اور اس کا مضمون خود بتاتا ہے اور ہر ایک محقق عالم نکتہ فہم عقل و فہم اس کے معنے دریافت کرکے سمجہہ سکتا ہے کہ کہان مطلب ختم ہوا اور کہان سے دوسرا مطلب شروع ہوا اور یہی سبب ہے کہ بعض علمانے ایک ہی فقرہ کو دو یا زیادہ ٹکڑون مین منقسم سمجہا ہے اور اسکی دو یا تین آیتین قرار دی ہین —
اور بعضون نے کل فقرہ کو ایک ہی آیت سمجہا ہے اور اس سبب سے ایک عالم اسی ایک فقرہ مین دو یا تین آیتین کہتا ہے ۔ اور ایک عالم ایک ہی اور اب بہی ہر ایک مفسر مجاز ہے کہ بلحاظ ربط کلام کے جہان وہ چاہے آیت قرار دے —
اسلیے یہہ ثابت ہو گیا کہ ان نشانات کو اگر مٹا دیا جائے تو مفہوم عبارت مین جیسا کہ جاہل معترض سمجہتے ہین کچہہ فرق نہین آسکتا چنانچہ زید ابن ثابت کے قرآن شریف مین یہہ نشانات نہ تھے ۔ اور ان کے ہونے کی چندان ضرورت بہی نہ تہی علمانے صرف اسلیے کہ غیر ملک کے شخص کو پڑہنے مین دقت نہ ہو اور تلفظ نظر آ پڑے یہہ نشانات لگا دیے ہین —
جسوقت ہمارے آگے کوئی اردو کی کتاب لکہی جاتی ہے اور اسمین نہ اس قسم کے نشانات ہوتے ہین نہ اعراب یہانتک کہ نقطے بہی نہین ہوتے جب بہی ہم باسانی صحیح صحیح پڑہ لینگے اور ایک حرف کا بہی فرق نہ ہوگا لیکن ہمین یہہ ملکہ اردو کا جو ہمارا ہے ہوگا تو آسانی کے لیے ضرور اعراب نشانات نقطے لگا دینے پڑینگے غرض اعراب اور نشانات سے بہی اور کسی حالت مین مفہوم مین فرق نہین واقع ہو سکتا —
قرآن شریف کی نسبت بڑے بڑے پادریون کی رائین لکہدینی بہی ضروری ہین جنسے یہہ ثابت ہو جائیگا کہ عیسائیون کے جید اعلم اور پادری کلان قرآن کی نسبت کیا عقیدہ رکہتے ہین اور ان کا کیا خیال ہے —
جون ہی قرآن کی اشاعت ہوئی اور لوگون کے ہاتھ مین اسکی جلدین آئین اور اسی عرصہ مین مسلمانون کی تعلیم سے یورپ مین کسیقدر بیدار ہوئے تو ان ہی مین بہی یہہ فکر ہوئی کہ قرآن شریف کا ترجمہ کرکے اپنے ممالک مین رواج دینا چاہیے —

مسلمانون کے ترجمہ کے نسبت خیالات بہت محدود رہتے وہ کسی دوسری زبان مین ترجمہ کرنا ناجائز ہی نہین خیال کرتے تہے بلکہ کفر جانتے تہے کیونکہ یہہ بات ان کے پیش نظر تہی کہ عیسائیون اور یہودیون نے اپنی کتابون کے ترجمہ کر کے انہین کامل طور پر تحریف لفظی کردی اور وہ اسیکو اصل کلام اللہ یا روح القدس کہتے ہین اسیطرح اگر قرآن کے تراجم مین کثرت ہوگی تو لوگ اصل قرآن کو چہوڑ دینگے اور ترجمہ ہی پر دار و مدار رہجائیگا میرے خیال مین یہہ مسلمانون کی بہت بڑی حکمت تہی کہ جب تک قرآن شریف کی اصل زبان مین کامل اشاعت نہو جائے کبہی ترجمہ نکیا جائے چنانچہ یہی ہوا اور بارہوین صدی کے آغاز مین اسکے مختلف زبانون مین ترجمے ہوئے جہلا کو بناوٹی اور نفس پرست علما کے پہندہ سے نجات دینے کے لئے بڑے بڑے حامی دین علمانے ترجمے کئے اور برسون کی قید سے رہائی دی - ادہر مسلمانون کا یہہ خیال تہا مگر یہی لوگ اب خواب خرگوش سے جاگ گئے ہی اسطرف رجوع ہوا کہ قرآن شریف کا ترجمہ اپنی زبان مین کرین جسکو مسلمان مانع نہ آسکتے تہے - چنانچہ پہلا قرآن الیگزینڈر متوطن برگزن کا ترجمہ کیا ہوا وینس مین چہپا - اسکے اشاعت کے سنون مین اختلاف ہے بعض نے ۱۵۹۹ع لکہا ہے اور بعض نے ۱۵۰۹ع اور بعضون نے اسکی اشاعت کے ۱۵۳۰ع لکہے ہین اس ترجمہ کے دیباچہ مین پادری صاحب نے قرآن شریف کی نسبت لکہا ہے "قرآن کے مطالب مین چاہے جو کچہ شبہ کیا جائے اور اسکو خدا کے کلام سے گرا کر محمد کی گہڑت (معاذ اللہ) تسلیم کیا جائے لیکن یہ تو ضرور ہی ماننا پڑیگا کہ قرآن شریف جیسا محمد نے بیان کیا وہ ہی کا وہی ہے اور اسکی کسی آیت مین توریت و انجیل کی طرح تحریف نہین ہوئی - محمد کے پیروان نے اسکی سب سے زیادہ احتیاط کی ہے کیونکہ عیسائیون اور یہودیون کی الہامی کتابون کی بے ترتیبی نے انہین ڈرا دیا تہا ان کا بگڑنا انکا بنا ہو گیا کاش اگر ہماری کتابون مین بہی یہی احتیاط کی جاتی تو آجکو ہم بہی اس دعوے کرنے کے قابل ہوتے کہ ہماری کتابون مین کسی قسم کی تحریف نہین ہوئی"

یہہ پادری اور مترجم الیگزینڈر کا قول ہوا - کتاب کی اس سے زیادہ عمدگی اور کیا ہوسکتی ہے کہ غیر مذہب والا وہ بہی سخت متعصب اسکی صحت کی نسبت یہہ رائے دے اور آرزو کرے کہ اگر یہی احتیاط ہماری کتابون مین برتی جاتی تو کیا ہی بہلا ہوتا - روشن آفتاب کی روشنی کا کوئی انکار نہین کرسکتا ہان وہ شخص جسنے اندہیری کوٹہری مین از خود بیٹہکر اپنی آنکہون پر پٹی باندہلی ہو اور عمداً یہہ آرزو ہو کہ مین آفتاب یا اسکی روشنی نہ دیکہون تو وہ دوسری بات ہے ایسے لوگون کے لئے یہہ موزون ہے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم * چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

انصاف ایسا ہے کہ آدمی کو کبہی خفیف نہین کرتا ناانصافی نہ صرف ہٹ دہرم کہلواتی ہے بلکہ لوگون کی نگاہون مین وقعت کہو دیتی ہے - یہہ بہی درست ہے کہ اعلی درجہ کا محقق کبہی متعصب نہین ہوسکتا اسلئے تعصب کے معنے ہی بیجا حمایت کرنے کے ہین عالم اور محقق شخص خواہ اپنے مذہب کی عالم مین

وقعت ہو یا کبھی خلاف کا شبہ یا ایمان کے تہہ نہیں کہتے ہیں۔ وہ بھی لوگ ہوئے ہیں کہ جنہوں نے اپنے باپ اور بھائی کے خاطر حق کو نہیں چھپایا اور جو کچھ حق تھا صاف صاف کہہ دیا۔ اس میں شک نہیں کہ ہر قوم میں ایسے آدمی بہت کم ہوتے ہیں پر جب لائق توصیف وہ شخص پائے جاتے ہیں۔

پھر یورپ کے جلسے سے پادری سیل صاحب نے انگریزی زبان میں قرآن شریف کا ترجمہ کیا۔ تمام یورپ میں یہی ترجمہ بہت اچھا اور درست مانا جاتا ہے لیکن بہت جگہہ سے غلط ہے جیسا کہ یہ ایک بایت مسلمان کے زمانہ پھر بھی اور تراجم سے غنیمت ہے۔ بعض جگہہ حق کو عمداً چھپایا گیا ہے اور بعض جگہہ آیات کے الفاظ بدل قرآن کے معنوں میں فرق آگیا ہے۔ قرآن کی نسبت جو کچھ سیل صاحب نے رائے دی ہے وہ ابھی نہیں کہ جب مسلمان ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر ہوشیار ہیں اور کچھ نہ کریں اس پر بھی ہمارے محقق عیسائی لکھتے ہیں کہ مسلمان جناب نصف مسلمان تھے اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ عیسائی بذات خود یہ چاہتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی شخص سچ نہ بولے بلکہ حق کو چھپائے کیونکہ جہاں کسی نے اسلام کی نسبت بھی اچھی رائے ظاہر کیا نسبت سچے سچے الفاظ کہے۔ تو وہ ان کی نگاہوں میں نیم ہو جاتا ہے اسے وہ یہ کہنے لگتے ہیں اور وہ الفاظ اسکی نسبت استعمال کرتے ہیں جنکا ذکر کرنا تہذیب سے تجاوز کرنا ہے۔

اس ٹوٹی پھوٹی اور ضعیف الایمانی حالت میں بھی اگر مسلمان علما نے ہندوؤں کے وید کو الہامی کتاب کہدیا تو کسی مسلمان نے ان پر کفر کا فتوی نہیں لگایا مثلاً میاں جانان صاحب نے لکھا ہے۔ "کیا وجہ ہے کہ ہم وید کو کلام الٰہی نہ کہیں اسلئے قرآن شریف میں جب یہ روایت موجود ہے کہ ہم نے ہر ملک اور قوم میں ایک ہدایت کرنے والا بھیجا تو یہ کیا وجہ ہے کہ ہم ہندوؤں کی قوم میں نبی کا آنا اور الہامی کتاب کا ملنا تسلیم نکریں ہمیں یہی ماننا پڑیگا کہ وید کلام الٰہی ہے اور راجہ رامچندر جی اور کرشن جی وغیرہ وغیرہ یہہ غالباً نبی تھے جو مخلوق میں پیغام قائم کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے۔"

یہہ قول مرزا جان جانان صاحب کا ہوا اس عقیدہ پر کسی مسلمان نے کبھی ان کی نسبت کچھ نہ کہا بلکہ بہت سے مسلمانوں نے مرزا صاحب موصوف کی تائید کی ہے۔

دوسرا ترجمہ ایک فرانسیسی درد شر صاحب نے فرانسیسی زبان میں کیا یہ ترجمہ ۱۸۴۹ء میں طبع ہوا اس کے دیباچہ میں درد شر صاحب فرانسیسی زبان میں یہ لکھتے ہیں۔

"خوش نصیبی سے مجھے ایک ایسی کتاب کے ترجمہ کرنے کا فخر حاصل ہوا ہے جو تحریف سے پاک اور بے نقص ہو اسکے مضامین اور مطالب چاہے ویسے ہوں کہ جیسے انجیل کے ہیں مگر محاورہ سب الہامی کتابوں کا ہے اسلئے ہمیں اس یقین پر اعتماد کرنا چاہئے کہ یہہ کتاب جسکا مصنف تمام اخلاق اور تہذیب کے احکام سے پر ہے"

اس رائے سے بھی اتنا تو معلوم ہوگیا کہ پادری صاحب موصوف قرآن کو بلا تحریف تسلیم کرتے ہیں

تھی ہمیں اس سے کچھ بحث نہیں ہے یہان صرف یہہ ثابت کرنا ہے کہ قرآن کا جو پایا ہوا ہے
نے تصنیف کیا تھا۔ ہمیں اس سے کچھ بحث نہیں ہے یہان صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ قرآن جو زید
ابن ثابت کا جمع کیا ہوا ہے اور اسکو حضرت عثمان نے نقل کیا ہے ہر قسم کی تحریف سے مبرا ہے۔
پھر سے مرقی صاحب نے فرانسیسی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا ہے جسکے دیباچہ میں شرح شدہ …
ہمیں قرآن بلحاظ علم ادب کے اہل شرق کی ایک بڑی شاعرانہ تصنیف معلوم ہوتی ہے اکثر حصہ
قدمائے عرب کے موافق مقفی اور مسجع عبارت میں لکھا ہے سبکو اس بات کا اقرار ہے کہ قرآن قوم
قریش کی نہایت فصیح زبان میں لکھا گیا ہے۔ یہہ خاندان تمام اہل عرب میں سب سے زیادہ اعلیٰ تھے
اور ذی علم تھا اگرچہ قرآن شریف زبان قریش میں لکھا گیا ہے مگر اس میں کہیں کہیں اور زبانون کی
بھی آمیزش ہے۔ یہہ بات مانی ہوئی ہے کہ قرآن شریف عربی زبان کا ایک نمونہ ہے جو شخص یہہ
قصد کرتا ہے کہ میں عمدہ عربی لکھون تو وہ قرآن کی روش پر چلتا ہے اور وہ تمام صنائع بدائع
استعارات سے پر ہے۔ باوصف اس کے کہ قرآن بعض جا سے غیر مفہوم ہو اور معلوم ہوتا ہے
مگر اکثر جگہہ نہایت زبردست عبارت ہے اور بلند خیالی خیال ہے اور یہ مقدرت ہے … قرآن
شریف ایسی کتاب ہے کہ جسکی اشکال عبارت سے پڑھنے والا پہلے پہل گھبرا جاتا ہے پھر اس کے
محاسن دیکھکر رجوع کرتا ہے۔ اور آخر فریفتہ ہو جاتا ہے۔ بانیہمہ اسکی عبارت میں کسی قسم کا زوال پیدا
نہیں ہو سکتا اور نہ پیدا کرنا چاہئے کیونکہ جس احتیاط سے قرآن جمع کیا ہوا ہے اس بات کی صداقت
کی گواہی ہے وہ قابل تعریف ہی نہیں ہے بلکہ عجب نہیں کو سب سے زیادہ سبق حاصل ہو رہا ہے
… الہامی کتاب کی سچی بزرگی قایم رکھنے کے لئے احتیاط کرنی چاہئے جیسے مسلمان کرتے ہیں
فرانسیسی پادری صاحب کا قول تمام ہو گیا۔ یہہ جو مرقوم ہوا ہے کہ کہیں ایسی عبارت آگئی ہے کہ جس
اور … معلوم ہوتا ہے اس سے یہہ پایا جاتا ہے کہ عربی زبان سے بخوبی واقف نہ تھے اگر عربی زبان
جانتے ہوتے تو یہہ مہمل فقرہ کبھی اپنے اس … میں تحریر نہیں کرتے اور نہ یہہ قابل ضحکہ
فقرہ ایسے بڑے عالم کو لکھنا تھا۔

خیر ان کے اور خیالات قرآن شریف کی نسبت جا ہے جو کچھ ہوں ہمیں ان سے بحث نہیں ہے صرف
دکھانا ہے کہ فرانسیسی پادری صاحب قرآن مجید میں تحریف نہیں مانتے اس مقدمہ میں یہی بیان کرنا
مقصود ہے۔

جب لوگ … فصیح اور بلیغ … سمجھتا تھا جس وقت قرآن
شریف کی ایک ہی آیت دیکھکر دانت تلے انگلی دبا لیے قرآن شریف کی فصاحت بلاغت کا قایل ہو گیا تھا
… اسکی عبارت کی نسبت کیا رائے قایم کر سکتے ہیں۔

پھر پادری جی ایم روڈویل ایم اے صاحب نے انگریزی زبان مین ترجمہ کیا - انہون نے قرآن کی ماہیت کو یون لکہا ہے "بہر حال ہمین قرآن کا ادب کرنا چاہیے کیونکہ اسکی بہت سی آیتین توریت و انجیل کی آیتون سے مطابقت کرتی ہین اور مفہوم دونو کا ایک ہے پس لامحالا ہمین یہہ کہنا پڑیگا کہ قرآن کا بہت بڑا حصہ الہامی ہے - اور اسکی صحت مین تو ہمین کسی قسم کا شک نہین کرنا چاہیے کہ یہہ تحریف سے پاک ہے جسطرح محمد نے تصنیف کیا اسیطرح جمع کیا گیا اور اس مین ذرا بہی فرق اگر نہ واقع ہوا -"

اس قول سے بہی یہہ پایا جاتا ہے کہ تحریف نہین ہوئی جسکا اعتراف کس ہم و دام سے پادری صاحب فرماتے ہین قرآن کی صحت اور عظمت کی نسبت ہزارہا متعصب عیسائیون نے اسکی عبارت اور مطابقت کی بیوٹی دیکہہ دیکہکر مجبوراً تعریف کی اور اسکو آجکل کے عیسائی چہپانا چاہتے ہین مگر حق کی روشنی سات قفلون مین ہوکراو چمکتی ہے - گبن صاحب قرآن کی ماہیت بیان کرتے وقت لکہتے ہین " قرآن مین صرف احکام مذہبی اور تہذیب و اخلاق ہی کا ذکر نہین ہے بلکہ بحر اوقیانوس سے گنگا تک قرآن مجموعہ قوانین مانا جاتا ہے یہہ نہین کہ اس مین صرف فقہی مسائل ہون بلکہ قوانین دیوانی اور فوجداری اور اور مضامین بہی اس مین درج ہین اور وہ قاعدے جو آدمیون کے اعمال اور مال کی نسبت مقرر کئے گئے ہین وہ خدائے تعالے کی بیزوال رضا سے بنائے گئے ہین یا بتبدیل الفاظ ہم اس مطلب کو یون بیان کرسکتے ہین کہ قرآن شریف مسلمانون کا مجموعہ قوانین عامہ ہے جسمین کبہی بہی تحریف نہین ہوئی - اس مین قوانین مذہبی اور سلوک باہمی اور فوجداری اور دیوانی اور تجارتی اور فوجی اور ملکی اور سزا دہی سب موجود ہے اور مذہبی رسمون سے لیکر معاملات دنیا تک ہر ایک چیز کا مفصل بیان ہے اور قرآن نجات روح ہے اور صحت جسمانی اور حقوق عامہ اور حقوق شخصی اور نفع رسانی خلائق اور نیکی اور بدی اور سزائے دینی و دنیوی سب چیز پر حاوی ہے " اس ایسے سے علاوہ فضیلت قرآن کے یہہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن شریف ہر قسم کی تحریف سے پاک ہے اور جیسے تحریف اور صحائف انبیا مین ہوئی اس کو قرآن سے کچہہ سروکار نہین ہے -

پہر کون صاحب بہادر تحریر فرماتے ہین " قرآن شریف اصل مین انجیل سے بالکل مختلف ہے جسمین مسائل مذہبی ہی نہین ہین بلکہ عمدہ عمدہ حکایات اور تذکرے اور ایسی باتین کہ جسسے خدا کی یاد اور تہذیب نفسی موجود ہین مگر ان حکایات مین کچہہ ربط ظاہری نہین معلوم ہوتا قرآن شریف اور کتب آسمانی کے مانند صرف امور مذہبی اور عبادتی پر حاوی نہین ہے بلکہ اس مین نظم و نسق ملکی کا بہی بیان ہے اسی بنیاد پر سلطنتین قایم ہین اسی مین سے ہر قانون ملکی اخذ کیا جاتا ہے اور اسیکے موافق ہر ایک تکرار مالی و ملکی فیصل ہوتی ہے " گو کون صاحب نے کوئی صاف فقرہ تحریف کے بطلان مین نہین لکہا لیکن ان کی مفہوم عبارت سے ٹپکتا ہے کہ یہہ کتاب خدا کی کتاب ہے اور اس مین جو احکام دئے گئے ہین وہ اعلے درجہ کے زبردست احکام ہین - رہا حکایات اور مختلف تذکرون مین ربط ہونے کی بابت جو تحریر کیا ہے تو اس کے یہہ معنے ہین کہ پادری صاحب کو علم ربط نہین آتا جو مسلمانون

ایک بڑا اور وسیع علم ہے۔ محی الدین ابن عربی لکہتا ہے کہ قرآن شریف الحمد سے والناس تک کلمات واحد ہے
گویا ایک ہی کلمہ ہے جسکو علم ربط آتا ہے وہ دیکہی ہی سے میرے قول کی تصدیق کر لیگا۔
میرے خیال مین جو کچہہ نہایت مختصر طور پر قرآن کے جمع کرنے کی بابت اور اس مین اصلا کسی قسم کی تحریف
ہونے کی بابت تحریر کیا مطلب ثابت ہونے کے لئے کافی ہے۔ جو شخص انصاف کی نظر سے دیکہیگا اسے اسکا
کا یقین ہوجائیگا کہ قرآن و انجیل و توریت مین بہت بڑا فرق ہے جیسے قرآن کی صحت کی نسبت شک
نہین ہو سکتا اس سے بہی زیادہ انجیل کے صحیح ہونے مین شک ہو سکتا ہے۔ شک ہی نہین بلکہ یقینی یہہ بات
ثابت ہوگئی ہے کہ توریت و انجیل ماننے کے قابل نہین ہے۔ جب قرآن شریف تمام ان ہدایتون کا مجموعہ ہے کہ
جو وقتاً فوقتاً انبیا علیہم السلام لوگون کو کرتے رہے پہر کیا ضرورت ہے کہ ہم اس کے آگے ایک مشتبہ کتاب کو مانین
[illegible] نسبت خیال نے شبہ کی سیڑہی سے بہی آگے قدم بڑہایا اور شبہ درجہ تحقیق پر پہونچگیا کہ بائیبل عہد عتیق
و عہد جدید کی کتابین پادریون کی بنائی ہوئی ہین جو کتابین حواریون نے لکہی تہین ان کا بہی تو پتہ نہین لگتا
[illegible] بہت شد و مد سے ثابت ہوگیا کہ قرآن شریف بیشک وہی قرآن شریف ہے جو محمد پر اترا اور اسکو
[illegible] ثابت نے بعینہ جمع کیا اور اسکی حضرت عثمان نے نقل کی اسمین ہرگز ہرگز تحریف نہین ہوئی اتنا صاف
[illegible] تحریف کا ایسی کتاب کی نسبت خیال کرنا سخت بے ایمانی اور بغض ہے۔

پہلا باب

محمد

(بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر)

یہہ مصرع جس پاک اور مقدس نفس کیلئے استعمال ہوتا ہے سچی اور برحق حقیقت اس ذات بابرکات کی
بولتا ہے کہ جو بیشک بہت بڑا نجات دہندہ ہے اور جیسے ایک عظیم الشان ریفارمر خدا کی بادشاہت مین
ہے اس مین نہ کسی قسم کا مبالغہ ہے اور نہ کوئی استعارہ ہے نہ کوئی تشبیہ جہوٹی صورت اور غیر لباس
پہنا کر دکہائی گئی ہے بلکہ اس مقدس نفس اور شانداربنی کی اولو العزم طبیعت۔ مزاج کی شیرینی عادات
خصلت کی نجابت۔ اپنی امت کو خیر الامم بنانے کا جوشیلا شوق۔ خدا کی سچی عظمت منوانے کا شریف اور
شریف عزم۔ مظلومین کی ڈہارس بندہوانے کا پرجوش خیال۔ تمام جہان کو سخت آفت و مصیبت
سے بچانے کا بشارت وہ وعدہ کا سچا فوٹو اتارتا ہے۔ جس نے اپنی برگزیدہ خصائل اور عجیب و غریب
تحمل اور حلیمی سے خدا کی مخلوق مین یہہ ثابت کردیا کہ مین برتر خدا کا نبی ہون اور تمہاری نجات
کے لئے مبعوث ہوا ہون۔
سنہ نوین صدی عیسوی کے آغاز مین مکہ کی دلکش شاہراہون مین ایسے مبارک قدمون کی شریفانہ

آہٹ کی آواز معلوم ہوئی جس سے اطاعت فرمانبرداری خلق و مروت پائی جاتی ہی اور آپ ان قدوم
میمنت لزوم کی پر جذبہ اور شریف عزم کی رفتار سے پاس کے جانے آنے والوں کو چونکایا کہ جوان ہی شاہراہون
مین بولائے ہوئے اور اضطراب خیز قدموں مین چل رہے تھے ان کے چہرون پر تذبذب وحشت مایوسی اور حیرانی
کے ہمکنار ہوکر پہلو بہ پہلو اپنا حسرتناک اثر ڈال رہی ہی - مگر جب انہوں نے اس مبارک آہٹ سے اپنی
متوحش نظرین اٹھائین تو دیکھا کہ ایک شخص عربی عمامہ باندہے ہوئے اپنے خیالات مین ڈوبا ہوا کسی خوش
آیند مآرزو کا خواہش مند - کسی کے رہنمام کی پرجوش اور عالی ہمم امید - اپنے ہی گوناگون تصورات مین مستغرق
- نیچی نگاہین کئے ہوئے جارہا ہے - اس وجد انگیز رفتاری حالت مین بہی کسی کے سلام کا جواب ایسی اخلاق سے دیتا
ہے جتنا کہ ایک ہموطن کرسکتا ہے - اور گلی کے بچون کے بے نتیجہ اور غیر بنیاد سوالات کا اطمینان بخش اور تشفیت دہ
جواب دیتا ہے لیکن برا نہین مانتا اور نہ کچھ کدورت طبع کی جھلکی اسکے بارونق اور نورانی چہرہ پر عیان ہو
ہے - ادنے سے ادنے شخص سے بہی اسی ملائمت سے پیش آتا ہے کہ جیسے امیر سے امیر کو اپنی شفقت بہری باتون
سے خوش کرتا ہے -

بیساختہ مکہ کی شاہراہون پر چلنے والے ان صفات پر نظر ڈالتے ہی ترستی یا الامین کا لقب دیتے تھے یقینا
وہ پاک نفس الامین ہی کا لقب پانے کے قابل تہا اور یہ مصرعہ جو پیشانی پر جگ جگ کر رہا ہے اسکا مصداق
یہی محمد عربی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے -

اس نے ایسی عزت اور محنت سے زندگی کی وسیع شاہراہون مین قدم رکھا اور اپنی شریفانہ زندگی کا وہ نورانی
چمکارہ دکھایا کہ از خود اسکے ہموطنون ہی نے بے اختیار آپکو صادق الوعد اور الامین کا خطاب دیا
پہلے پہل اسکی وحدت بہری پرپیچ کی سرگرمانہ اور جوشیلی آوازون نے قریشی عربون کو جن کے ساتھ
اس نے ایک ہی شہر مین پرورش پائی تہی چونکایا اور وہ یکایک ہڑبڑا کر اوٹھے مگر مخالفت کا دہوان دل
مین اٹھ رہا تہا - حسد کی آگ طبیعت مین بہڑک رہی تہی کیونکہ انہون نے اپنے خام اور بیہودہ مذہب کے نشو
کو جلتا ہوا دیکھا اور برگزیدہ نبی کی برق وبا دبرسانے والی آواز سے جو کفر والحاد کی کہیتی کو جلا دینے وا
تہی اپنی کشت مذہب کو اس سے بربادی کے ہمکنار ہوتے ہوئے پایا - اپنی ان انجمنون کو برباد ہوتا ہوا
کہ جہان نفس پرست اور عیاش نفوس اپنی دل کی غیر معمولی امنگون کی بانگی دکہاتے تہے جہان سے تہذیب
کہیں کی سرگردانی کی تہی اور اخلاق و مروت کو تو گویا دہان سے چڑیان چگ گئی تہین - انہون نے اپنے
وجابر قواعد کو مٹا ہوا دیکہا کہ جن سے تمام مکہ مین ایک غدر مچا ہوا تہا اسی قسم کی اور بہت سی شرمناک
کہ جو عربون کی گھٹی مین ملی ہوئی تہین ان سے انفراق ہونے لگا - اس نے ایک ہلکم مچادی اور آخر الزمان نبی
سب چپ چاپ تکلیف ہو گئے آخر کہاں تک حق کا نور چمکا اور کذب کی ظلمت مٹ گئی اس زمانہ مین مکہ عرب کے شہرون
مین بڑا نامور اور مقدس شہر مشہور تہا - کیونکہ اس مین آزادی اور عربی شرافت پر فخر کرنے والی

بستی نہین۔ یہی تمام جہان کی قومون کی بازگشت تہا اور یہین سالانہ عبادت کے لیے تمام عظیم الشان قبائل عرب جمع ہوتے اور علاوہ اپنی خاندانی عبادت کے فرائض ادا کرنے کے تجارت کی بہی خوب دہوم دہام ہوتی تہی
مکہ ایک تنگ نشیبی پہاڑی کے شمال اور جنوب مین آکر واقع ہوا ہے۔ مغرب کی جانب سے اسے پہاڑیون کے سلسلے نے گہیر رکہا ہے اور مشرق کی طرف سے بڑے بڑے سنگلاخ چٹانون سے محیط ہے۔

کعبہ مکہ کے وسط مین بنا ہوا ہے گویا اس شہر کا مرکز ہے اسکی باقاعدہ شاہراہین اسکے مضبوط اور مستحکم مکانات اس کا ٹاون ہال جو مقدس معبد کی پلیٹ فارم کے اوپر کہلا ہوا ہے شہر کی مجسم ہیبت اسکی استواری اور غیر معمولی تروتازہ گی آبادی اور سرسبزی کی شہادت دیتا ہے۔

مکہ ہمیشہ سے اسمعیل کے بیٹون کی جاگیر مین تہا اور اسمعیل ہی کی اولاد کی حفاظت مین پشت ہا پشت سے چلا آتا تہا۔ مگر جب بنی لوئین والون نے حملہ کیا تو اسمعیل کی اولاد کی قبضہ سے نکل کر جرہمون کے پاس آگیا۔ عرب کی تاریخ مین یہہ بہی بہت مشہور واقعہ ہے بڑی خونریز جنگ کے بعد اسماعیلیون کو شکست ملی تہی۔ جب مکہ پر انہون نے اپنا قبضہ کر لیا تو اپنا لقب مالک قرار دیا۔ تیسری صدی عیسوی کے ابتدائی حصون مین کیٹے ناٹ قوم نے ایک خونخوار میدان کے بعد مکہ پر قبضہ کر لیا اور جرہمیون کو نکال باہر کیا۔ یہہ قوم یمن سے عروج پاکر نکلی تہی اس نے علاوہ مکہ پر قبضہ کرنے کے حجاز کے جنوبی حصص کو بہی فتح کر لیا اور انپر بہی اپنا سکہ جمایا۔ اس عرصہ مین اسمعیلی جنہون نے بہت کچہہ مصیبت اور سختی بنی لوئین والون کے ہاتہہ سے اٹہائی تہی رفتہ رفتہ ترقی کرتے رہے اور ہوتے ہوتے یہانتک ترقی کی کہ وہ پہر ایک تر و تازہ اور مضبوط قوم کی صورت مین تبدیل ہو گئے۔

عدنان نے جو اسمعیل کی اولاد مین سے تہا حضرت عیسے سے ایک صدی پہلے نشو و نما پائی۔ جرہمی خاندان کی ایک لڑکی سے شادی کر لی اور مکہ ہی مین اپنے قدم جمائے۔ عدنان کا بیٹا معادان اسمعیلیون کا بزرگ اور سردار بنا جو حجاز اور نجد مین رہتے تہے۔

ہمارے نبی آخر الزمان کا سلسلہ معاد ہی سے ملتا ہے۔ پادری چارلس فورسٹر صاحب اپنی کتاب محمڈن ازم ان۔ ویلڈ مین لکہتے ہین کہ یہہ معلوم نہین کہ اسمعیل سے محمدؐ تک کے نسلین گزرین بعض بتیس بتاتے ہین بعض ساٹہہ مگر اس مین سبکو اتفاق ہے کہ حضرت عدنان سے محمدؐ تک اکیس پشتین گزری ہین۔ ہان مورخون مین یہہ اختلاف ہے کہ اسمعیل سے عدنان تک کی پشتین گزرین۔''

یہہ خاندان قریش ہی تہا کہ جسمین سے پانچ پشتون تک شہر مذکور الصدر کے حکام اور درگاہ کعبہ کے متولی مقرر کیے گئے

ا کعبہ کی عمارتین جو اہل اسلام مین سب سے زیادہ مقدس سمجہی جاتی ہین اور اسلام کی اشاعت سے پہلے بت پرستون کی زیارت گاہ تہی ... ایلو کی لکڑی کے ستون بنے ہین اور ان ستونون کے بیچ مین چاندی کے چراغ آویزان ہین ایک سونے کا پرنالہ لگا ہوا ہے یہان سے چہت کا پانی بہتا ہے۔ تمام دیوارین ... سیاہ پتہر سے ڈہکی ہوئی ہین اور اس کے پردہ مین طلائی ڈوریان لگی ہوئی ہین یہہ پردہ ہر سال شاہ روم کی طرف سے بدلا جاتا ہے ... جنہون نے کعبہ کے بیان مین ایک بسیط کتاب لکہی یہہ فقرہ لکہتے ہین۔ درگاہ کا اثر اسی پر شوکت عمارت کی شان۔ ... لاکہون آدمیون کے سجدہ کرنے ... تمام جہان ... وسعت کے ساتہ ... اس سے دیدہ ... منظر سے ایک ... ٹپکتی ہے اور زائرین کے جوش کا ...

آپ کے زمانہ جاہلیت مین آپکے دادا عبد المطلب بڑی عزت رکہتے تہے اور سردار قریش اپنے سب سے بہت بزرگ قوم مانے جاتے تہے عبد المطلب کی بہت شان و شوکت اور اہل خدمت کے متفرق معزز عہدون پر ممتاز تہی۔

عبد المطلب نے اپنے معبود خداؤن سے کوئی منت مانی تہی اور کہا تہا کہ اگر میرا یہہ کام نکل آیا تو مین اپنا بیٹا پیدا اپنا عبد اللہ بیٹا قربان کرونگا۔ اتفاق سے وہ مراد عبد المطلب کی بر آئی اور اب وہ اپنے سب سے پیارے بیٹے عبد اللہ کو اپنے خداؤن کی عظمت کے لیے خداؤن کے قدمون مین نثار ذبح کرنے کے لئے مستعد ہو گیا۔ مگر ایک غیب کی آواز نے عبد المطلب کو اس ارادہ سے باز رکہا اور وہ آواز یہہ تہی۔

اپنے سب سے پیارے لڑکے کو ذبح نکر تم نے اسکے عوض مین سو اونٹ
قبول کئے ہم انسانی بہینٹ لینے سے رضامند نہین ہین

اس آواز نے عبد اللہ کی جان کو بچا دیا اور عبد المطلب نے سو اونٹون کی قربانی چڑہائی۔

عبد اللہ سے عبد المطلب کو بہت محبت تہی یہانتک گوارا نہ تہا کہ پیارا بچہ کسی وقت بہی آنکہون کے آگے سے ہٹے تو اس مستحکم اعتقاد اور ایمان کی جو عبد المطلب کو دیوتاؤن پر تہا ہر شخص بآسانی خیال کر سکتا ہے کہ اپنا بچہ کو ایسی آفت مین پہنسے کہ جو اسکو تکلیف مین مبتلا کرے اور وہ اپنی آنکہون کے سامنے اسکو دیکہا کرے مگر جب ان خداؤن کی عظمت اور صداقت ان کے دلون مین ایسی بیٹہی ہوئی تہی کہ وہ اپنے لخت جگر کو اپنے ہی ہاتہون سے تراشے ہوئے مصنوعی خداؤن کے پیرون مین نثار ذبح کرین اور اُف نہ کرین۔ تو وہ محبت کیا کام دے۔

حضرت عبد اللہ نہایت سنجیدہ اور شریف طبیعت تہے آپکے خیالات گو محدود تہے لیکن انہین انکساری کی وسعت بہت تہی یہہ ایک جمیل صورت کے شخص تہے اور ان کی زندگی کعبہ کی خدمت مین صرف ہوتی تہی عین عالم شباب مین آپکی شادی آمنہ وہب کی لڑکی سے ہوگئی۔ جس سال عبد اللہ کی شادی ہوئی تہی عرب پر علوم آفتون کی چارون طرف سے بوچہار ہو رہی تہی یہہ سال وقائع مختلفہ سے پر ہے۔ وہ اہم جسنے ملک عرب کی بنیادون کو ہلا دیا اور قوم عرب مین ایک تلاطم برپا کر دی گورنر حبش کا حملہ تہا۔ یہہ شخص شاہ حبش کی طرف سے یمن کا گورنر تہا۔ اسنے صنعا پر ایک گرجا تعمیر کیا اور اوسکو اور معبدون پر عبادتون مین افضل شمار کرنے لگا مگر ایک شخص نے اسے یہہ مشورہ دیا کہ تمہارے گرجے کی عظمت قایم نہین ہو

۱؎ عبد المطلب کے دس لڑکے اور پانچ لڑکیان تہین۔ حارث جو سب مین بڑا بیٹا تہا ۵۰۰ء مین پیدا ہوا۔ ابو لہب یہہ دوسرا بیٹا تہا جو ہمارے نبی کا ایذا دہندہ اور اس سے بہت بہت کچہ اس معصوم ذات کو صدمات پہونچی۔ عبد مناف جو ابو طالب کنیت سے مشہور ہین ۵۳۵ء مین پیدا ہوئے اور ۶۲۰ء مین ان کا انتقال ہوگیا۔ زبیر اور عبد اللہ ۵۴۵ء مین فاطمہ بنت عمرو کی لڑکی کے بطن سے پیدا ہوئے۔ ضرار اور عباس ۵۶۶ء نتیلہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ مقوم۔ حجل۔ حمزہ یہہ تینون ہالہ کے بطن سے پیدا ہوئے یہہ دس لڑکے عبد المطلب کے تہے دو کا پتہ نہین ملتا۔
لڑکیون مین صفیہ۔ امیمہ۔ اروی۔ ام الحکیم۔ فاطمہ کے بطن سے تہین۔ صفیہ ہالہ کے بطن سے تہین جن کی شادی عوام عبد اللہ ابن زبیر کے دادا سے ہوگئی تہی جو عبد اللہ بن زبیر اسلام کی تاریخ مین مشہور رہین۔

جب تک کہ کعبہ کی وہ چیزین جنہون نے اسکو عظمت دی ہے یہان اگر نہ رکھتی جاوین۔ یہہ سنتے ہی وہ مکہ پر حملہ کرنے کے لیئے مستعد ہو گیا۔ اور ایک تعداد کثیر لشکر کی سرکردگی مین جگا دری زبردست خوفناک ہاتی پر سوار ہو کر مکہ کی طرف بڑہا۔ بیچارے عربون نے کبہی ایسے جانور کی صورت نہ دیکہی تہی وہ متوحش نظرون سے تکنے لگے کہ یہہ کیا خدا کا قہر ہے یہانتک کہ ان پر گہبراہٹ نے ایسا اثر کیا کہ وہ اپنے بال بچون کو لیکر سامنے کی پہاڑیون پر چڑہ گئے عرب بہادر تہے اور جان دیدینا ان کے آگے کچہہ بات نہ تہی لیکن پہر بہی انہین یہہ گوارا نہوا کہ وہ خوفناک جانور کے سامنے سینہ بسینہ ہو کر جنگ کرین اور تیر و تلوار لگنے سے پہلے راہی ملک بقا ہون۔ ۵۷۰ء مین یہہ واقع گزرا۔ گورنر مین فتح کے شادیانے بجاتا ہوا مکہ کی چار دیواریون مین چلا آیا کوئی بہی مزاحم نہوا۔ اسنے نوبت نقلین بجائین کہ بغیر خونریزی کے مین نے مکہ پر قبضہ کر لیا۔ ہنوز کعبہ کی مقدس عمارتون مین جہان تین سو ساٹہہ بت بچ رہے تہے عرب جمع تہے کوئی اپنے خداؤن کے پیرون پر ناک رگڑتا تہا اور کوئی اپنی جان ہتیلی پر لیئے بیٹہا تہا غرض ان کا مصمم ارادہ ہو گیا تہا کہ جسوقت لشکر حبش کا کعبہ پر دہاوا ہوگا ضرور ایک خونریز لڑائی لڑینگے۔ اس خیال سے سردار فوج حبش نے بہی اسدن کعبہ پر حملہ نہ کیا جسدن کہ مکہ کی چار دیواری مین اسنے قدم رکہا تہا ہان دوسرے دن علی الصباح حملہ کا اپنے فوجی سردارون سے مشورہ کر لیا۔

ادہر صبح کی پوپہٹی اور ادہر گورنر مین اپنی حبشی فوج لیکر کعبہ کی طرف بڑہا۔ عرب جو اپنے بال بچون کو لیکر پہاڑ مین چلے گئے تہے حسرتناک نگاہون سے تک رہے تہے کہ دیکہئے ان بیدین حبشیون کے ہاتہہ سے کیونکر یہہ مقدس عمارت بچتی ہے۔ سردار فوج حبش نے مصمم ارادہ کر لیا تہا کہ مین کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دونگا یکایک جونہی حبشیون نے قدم اٹہائے آسمان پر ابابیلین[1] نمودار ہوئین اور انہون نے چہوٹی چہوٹی کنکریان پہینکنی شروع کین جو کنکری گرتی تہی حبشیون کی زرہ بکتر مین گہسی چلی جاتی تہین یہانتک کہ وہ پریشان ہو کر بہاگے اتنے مین برق و باد اور اولون کا مینہہ برسنا شروع ہوا صدہا حبشی مارے گئے اور ان کی لاشین پانی سمندر کی طرف بہا کر لیگیا تاکہ مقدس زمین ان کی ناپاک لاشون سے پاک ہو جائے گورنر مین جو کعبہ کی مقدس چیزین لینے آیا تہا سخت مجروح ہو کر سنیا بہاگ گیا اور وہان جاتے ہی اس کا

(۱) بنظر عقل اس امر کی شہادت نہین دیتی کہ ابابیلون کی کنکریون سے اصحاب فیل ہلاک ہون اور وہ کنکری ایسی پر زور ہو کہ خود فولادی پر گرے اور گہوڑے کے پیٹ مین سے نکل جائے۔ اس کا مختصر تذکرہ قرآن شریف کی چہوٹی سی آیت مین آیا ہے۔ مگر اسکی اصلی وجہ یہہ ہے کہ جسوقت حبش کی فوج کعبہ پر پہنچی ہے اتفاق سے ابابیلین آسمان پر اڑ رہی تہین یکایک اسی حالت مین ابر آیا اور اولے پڑنے شروع ہوئے اولے ایسے بڑے بڑے اور سخت تہے کہ انہون نے ہاتیون کو پریشان کر دیا اور سوارون کو گہوڑے اور ہاتیون پر سے گرا دیا اور انہون نے ان کو پریشانی مین ڈال دیا وہان یہہ بات مشہور ہوئی کہ ابابیلون نے لشکر حبش کو شکست دی اسی قسم کے صدہا واقع عالم مین ہوتے مین وجہ کیا ہوتی ہے سبب کیا قرار دیا جاتا ہے مثلاً ایک شخص ایک کہنہ مکان کی چہت کے نیچے کہڑا ہوا ہے اور یکایک کسی شخص نے اسکو آواز دی کر باہر بلا لیا جونہی وہ چہت کے نیچے سے باہر نکلا چہت دہڑام سے اگر پڑی تو وہ اس آفت سے بچنے والا شخص بلانے والے سے یہی کہیگا کہ بہئی حقیقت تم نے بچایا۔ اور یہی شخص ممکن تہا اگر تم نہ بلاتے تو میری جان بچتی تم ہی میرے لیئے رحمت کے فرشتہ ہو۔ حالانکہ بلانے والا شخص اسکے جان کو بچانے والا نہین ہے بچنے کا سبب بہی تہا لیکن چونکہ ایک اتفاقیہ وجہ بلانے والے شخص کی پکار اسلئے اسکو نجات دہندہ مانا گیا

انتقال ہوگیا اسی سال عرب مین چیچک کا بہی بہت زور ہوا سینکڑون جانین اسی مین ضائع ہونی شروع ہوئین عرب چلا اٹھے اور سمجھے کہ حبشیون کے منحوس قدم نے عرب پر خصوصاً مکہ پر یہہ آفت برپا کر دی ہے۔ کاسن ڈی پرسیول لکھتے ہین کہ گورنر یمن کا حبش کی فوج کے ساتھہ یون تباہ ہو جانا ایک معجزہ ظاہر کرتا ہے ایسا مینہ ہی مکہ مین کبہی نہ برسا تہا کہ جو اس سختی اور تشدد سے لشکر کو ہلاک کر دے اور پہر انہین جانین بچا بچا کر بہاگنا پڑے۔

اس جانگاہ واقعہ کے کچھہ دن بعد حضرت عبداللہ کا انتقال ہو گیا آپ یثرب تشریف لیجا رہے تہے کہ عین پچیس برس اور کئی مہینے کے شباب خیز سن مین راہ ہی مین وفات ہوگئی۔ آپ کی مظلومانہ وفات کے چند روز کے بعد آپکی مصیبت زدہ بیوی آمنہ کے ہان بچہ پیدا ہوا۔ جسکا نام بعد ازان محمدؐ رکہا گیا۔

آپ دسوین نومبر ۵۷۰ء مطابق ۱۲ ربیع الاول سال فیل مین پیدا ہوئے اس آفت خیز واقعہ کے جو گورنر یمن کے سبب سے مکہ پر پڑا تہا پورے ایک مہینہ اور بیس دن بعد آپکی پیدائش ہوئی۔ دسوین نومبر ۵۷۰ء مشکوک ہے بلکہ زیادہ صحت کے ساتھہ ۲۹ ر اگست ۵۷۰ء آپکی تاریخ ولادت ہے۔

مورخون کو آپکے تاریخ ولادت اور سنہ ولادت مین اختلاف ہے مگر اکثر اسی پر متفق ہین کہ ۲۹۔ اگست ہی درست ہے۔ جس دن آپکا دنیا مین ظہور ہوا ایک تحریک تمام عالم مین پہیل گئی اور عالم زبان حال سے یہہ گویا ہوا کہ میرا نجات دہندہ پیدا ہو گیا۔ روایت ہے کہ آپکے مبارک ظہور کے وقت بت اوندہے ہو گئے تہے آتشکدے بجہگئے تہے اور کسریٰ کے محلون کے کنگرے گر پڑے تہے۔ بیشک آپ کا مبعوث ہونا عالم کے لئے رحمت تہا اور اسکو بعد ازان مخالفین نے بہی تسلیم کر لیا ہے کہ محمد عربی نے بہت بڑی ریفارم کی عرب کی رسم و رواج کے مطابق انحضرت بہی سات دن تک ایک بدوی عورت کے پاس رہے۔

اٹہوین دن آپکے والدہ مکرمہ نے بہت شفقت اور محبت سے آپکو گودی مین لیلیا اور نہایت ہوشیاری سے پرورش کرنی شروع کی۔ عرب مین یہہ قاعدہ تہا کہ جہان قریش مین بچہ پیدا ہوا وہ بنی سعد خاندان کی کسی بدوی عورت کے گہر سات دن تک رکہا جاتا تہا کچہ امیر و غریب کی قید نہ تہی۔ اسی رسم کی پابندی

ف۱ آپ اس احاطہ مین مدفون ہوئے کہ جہان آپ کی ننہال کے لوگ تہے۔

ف۲ عموماً نئی روشنی کے آدمی مسلمانون کی ان روایتون پر مضحکہ اڑاتے ہین اور یہہ کہتے ہین کہ یہہ ایک مہمل خیال ہے کہ کسی کی ولادت سے کوئی سنگین عمارت گر پڑے یا بت اوندہے ہو جائین۔ یہہ صحیح ہے مگر افسوس یہہ ہے کہ انہون نے ان روایتون کی فطرۃ کو نہین سمجہا اور تعصب سے جو کچہہ چاہا ہانک دیا۔ ان روایتون سے غرض یہہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور اس امر کی شہادت دیتا تہا کہ بت اوندہے ہو جائینگے یعنی ان کی سخت ذلت کی جائے گی اور آتش کدے ٹہنڈے ہو جائینگے کسریٰ کے محلات کی اینٹ سے اینٹ بج جائے گی۔ عموماً کسی کی ذات سے بہترے آیندہ واقعات کی پیشین گوئی کرتے ہین اور وہ سچ نکلتی ہے۔ مثلاً ہم کسی شہر مین آفت مین مبتلا ہو جائین یا ہمین کسی شے کی اشد ضرورت آ کر پڑے اور اس عرصہ مین ہمارا کوئی سچا معاون آ جائے تو ہم بے ساختہ یہہ کہہ اٹہینگے کہ ہم نے اس آفت یا ضرورت سے نجات پالی بس ہمارے دوست کی کے آنے کی یہی حقیقت اب کیا ہے حالانکہ وہ آفت ابہی اسیطرح اور اسی نوعیت کی موجود ہے اسیطرح مسلمان اپنے پیارے نبی کی پیدائش پر یہہ کہتے ہین اور انکا یہہ کہنا موجودہ حالت کیلئے نہین ہے بلکہ آیندہ زمانہ کیلئے ہے جو ہرگز غلط نہین ہو سکتا۔ گویا نبی آخر الزمان کی پیدائش مذکورہ بالا واقعات کی شہادت دیتی تہی۔

ف۳ جب آنحضرت جوان ہوئے اور اپنے نکاح مین بی بی خدیجہ آئین تو اس بدوی عورت کو قریش مکہ مین قید کر کے لونڈی کی طرح لائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی پہچان لیا اور آپ خوشی کے آنسو گراتے ہوئے اسکے گلے لگ گئے علاوہ اسکو رہائی دلوانے کے آپنے اسقدر سرمایہ دیا کہ جس سے وہ اپنی آیندہ زندگی بخوشی گذار سکے۔

بی بی آمنہ کے معصوم بچہ کو بھی کرنی پڑی۔ مگر افسوس ہے کہ بی بی آمنہ کی محبت بھری اور ممتا کی گرمی والی آغوش میں معصوم بچہ کو زیادہ مدت تک رہنا نصیب نہیں ہوا۔ آپکی یہہ آرزو کہ میں اپنے بچہ کو جوانی کی حالت میں دیکھوں حیف ہے کہ دل کی دل ہی میں تہا اور بہرنہ آئی ایسی عصمت پناہ خاتون کہ جسکا سبب زندگی یعنے شاوند عین عنفوان جوانی میں گزرچکا ہو اور اسکی تمام اٹھتی ہوئی امنگیں اور موہوم امیدیں اور آرزومندانہ جوشش جو فطرۃ کا خاصہ ہے کبہی نہ نکلے ہوں اور پہر چند ہی روز کے بعد اپنے معصوم بچہ کو گود میں لیکر اپنی زندگی سے مایوس ہو گئی ہو ایسی نازک اور غمناک حالت کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ آخر ایک دن بی بی آمنہ کا انتقال ہو گیا اور یہہ یتیم بچہ اپنے دادا عبد المطلب کی سرپرستی میں آگیا۔ اب اس معصوم بچہ کی یتیمی پر خیال کیا جائے تو زہرہ شق ہوتا ہے۔ عبد المطلب نے چند برس تک بہت شفقت سے اپنے پوتے کی پرورش کی۔ لیکن والدین کی اس سرگرمانہ محبت و شفقت کا معاوضہ نہیں ہو سکتا کہ جو بچپن میں بچوں کے لئے برکتیں اور رحمتیں ہیں۔

ابہی آپ پیدا نہوئے تہے کہ آپکے والد کا انتقال ہو گیا۔ آپ کی تقریباً چھہ برس کی عمر ہوئی ہوگی کہ آپ کی ممتا اور شفقت بھری ماں کا انتقال ہو گیا تین چار برس کے بعد آپکے دادا عبد المطلب نے بھی وفات پائی۔ یتیم بچے کا معصوم اور نازک دماغ اور پہر ایسے سخت سخت اور جگر شق کرنے والے صدمے پڑنے اور پہر اس بچہ کی صبر و شکیبائی کی تعریف جو اس خوفناک واقعوں کو چپ چاپ سے دیکہتا تہا اور اسکی سنجیدہ طبیعت کا رجحان ایندہ نتائج بخش قسمت پر ہو رہا تہا جسنے اسے عالم کی رحمت بنایا اور تمام انبیا میں افضل شمار کرایا اور عالم کے سچے ریفارمر کا لقب دلوایا کیا کچہہ اُس ماہر کے سمجہنے والوں کے پتے پانی نکرتی ہونگی۔ فطرۃً ہر بچہ کے لئے ماں کی آغوش مقررہ مدت تک ایک ضروری بلکہ لابدامر ہے۔ یہہ صحیح ہے کہ بچہ میں قوت تمیزہ اور ادراک و فہم نہیں ہوتی پہر بھی ماں کی گود میں لیٹ کر آزادی سے ہاتہہ پیر مارنا اور ہوان ہوان کرنا ایک مقناطیسی کشش ماں اور بچے کے دل میں رکہتا ہے اور ان اسباب کو وہی شخص سمجہہ سکتا ہے کہ جسنے نیچرل سائنس کا مطالعہ کیا ہے اور بچہ کے دلی خیالات اور اسکے جذبوں کو بخوبی جانتا ہے۔ جس بچہ کی ماں بدقسمتی سے شیر خوارگی کی حالت میں خالی ہے اس بچہ پر قدرتی مردنی چہا جاتی ہے اور اس میں از خود وہ چونچال پنا نہیں رہتا۔ اور پہر جس بچہ کی یہہ کیفیت ہو کہ ابہی وہ شکم مادری میں تہا کہ اسکے سر پر دست شفقت پہرنے والا اسکا سچا سرپرست عین شباب خیز جوانی میں مر گیا اور جب عالم بطون سے ظہور میں قدم رکہا تو چھہ برس کی عمر تک اکہری یتیمی میں بسر کی یہہ بہی غنیمت تہا مگر زمانے کے حوادث کب چین لینے دیتے تہے قسمت نے پہلے ہی سے بندوبست کر لیا تہا کہ اس یتیم بچہ کو دوہری یتیمی کا تمغہ پہنایا جائیگا وہ از خود ہو کر رہا۔ عبد المطلب کو اپنے پیارے اور سب سے محبتی بیٹے عبد اللہ کی نشانی کی سرپرستی کرنی اور اسکو اپنی حفاظت میں لے لینا فرض ہوا۔

عبد المطلب ہر گو آپکے اٹھارہ بچے تہے لیکن اولاد کی زیادتی شفقت اور محبت کو تقسیم نہیں کرتی بلکہ الفت کا رشتہ باہم دلوں میں ایسا پیوستہ ہو جاتا ہے کہ جس کی نہ تقسیم ہو سکتی ہے اور نہ وہ مرتے دم تک ٹوٹ سکتا ہے

غیب کی وہ ندا کہ اے عبد المطلب تو اپنے پیارے بیٹے کی بھینٹ نہ چڑھا بار بار امید بھرے بوڑھے باپ کے دل پر جیسے نقارے کی آواز اور وہ انہیں بار بار کررہا تھا۔ یہہ بھی اگر اسکی کوئی ڈھارس بندھانے والا تھا تو وہ بھی ابھی پیدا نہیں ہونے والا بچہ۔

بہار آئی تقدیر کب [illegible] جیون بیٹے دیتے تھی نہ عبد المطلب کو اپنے پیارے بیٹے عبد اللہ کی نشانی سے زیادہ دو برس تک [illegible] لینے کا موقع دیا اور نہ دکھ بھرے یتیم معصوم محمدؐ کو اپنے شفیق اور سچے سرپرست دادا کی سرپرستی میں رہنے کا زیادہ وقت ملا۔

[illegible] آٹھ برس کی عمر ہوگی کہ آپکے دادا عبد المطلب کا ۵۷۹ء میں انتقال ہوگیا آپ کو یاد بھی ہوگا [illegible] یہاں آپ قریش کے وکیل بنکر شاہ یمن کو جس کو ایرانیوں نے [illegible] تخت پر بٹھایا تھا اسکی تخت نشینی کی مبارکباد دینے تشریف لیگئے تھے۔

[illegible] یتیم بچے کی تاریخ میں ایک نئی آفت یعنی بوڑھے سرپرست دادا کی موت سے شروع ہوئی [illegible] ان کی سرپرستی کی کوشش کر رہی تھی اسلئے جتنے سرپرست بنتے تھے ان کے خیال اور وقت ضائع کرنے میں بڑی پھرتی دکھاتی تھی۔

جس وقت بوڑھے سردار عبد المطلب کا انتقال ہونے لگا تو انہوں نے اپنے بیٹے ابو طالب اور اپنے پوتے محمدؐ کو اپنے پاس بلایا پہلے پوتے کا ننھا سا ہاتھ پکڑا اور پھر اپنے بیٹے ابو طالب کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ میں تیرے ہاتھ میں دیتا ہوں مجھے امید ہے کہ تو اسکی ایسی ہی محبت و شفقت سے پرورش کریگا [illegible] بھول جائیگا۔ یہہ کہکر بوڑھے سردار نے ایک آہ اور ٹھنڈا سانس بھرا [illegible] حسرت بھری ان آنکھوں سے اپنے پوتے کی طرف دیکھا اور یہہ ہچکی ہچکی [illegible] جو پوشیدہ [illegible] سلام اور وہ بھی آخری سلام کئے [illegible] ابو طالب اپنے باپ کے حکم کا جواب دینے بھی نہ پائے تھے کہ روح نے ان جسم سے [illegible] مفارقت کی۔

[illegible] اس حالت کو ایک معمولی بچہ کی حالت خیال کرلیں تو ہماری بڑی بھاری غلطی ہے [illegible] ہے کہ انسان بقدر عقل خوشی اور غم کا اثر اپنے دل پر ہونے دیتا ہے۔ بعض بچے ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں اپنے والدین کی زندگی اور موت برابر ہے اسلئے کہ انہیں ماں باپ کی محبت کی تمیز ہی نہیں ہو سکتی [illegible] قابل تو وہ بچہ ہے کہ جسکا بچپن ایسا ہی سنجیدہ متین فہیم عقیل ہو کہ جیسے اسکی جوانی اور [illegible] تو پھر نو دس برس کی عمر میں وہ اپنے آخری سرپرست کو یوں بستر مرگ پر تڑپتا ہوا دیکھا [illegible] آنسو رویگا اور کیوں نہ وہ اپنی بیتی ہوئی طبیعت سے دائمی افسردگی حاصل کریگا۔ مگر نہیں اسنے غم کے وزن کو پہچان کر صبر کیا اور نہایت استقلال اور

غیب کی وہ ندا کہ اے عبدالمطلب تو اپنے پیارے بیٹے کی بھینٹ نہ چڑھا بار بار امید بھرے پوتے باپ کے دلپر چرکے لگا رہی تھی اور وہ آمین بار بار کررتا تھا۔ مگر پھر بھی اگر اسکی کوئی ڈھارس بندھانے والا تھا تو وہ یہی آیندہ نبی ہونے والا بچہ۔

پہلا تقدیر کب چین لینے دیتی تھی نہ عبدالمطلب کو اپنے پیارے بیٹے عبداللہ کی نشانی سے زیادہ ڈھارس بندھنے اور تسلی لینے کا موقع دیا اور نہ دھورے یتیم معصوم محمد کو اپنے شفیق اور سچے سرپرست دادا کی سرپرستی میں رہنے کا زیادہ وقت ملا۔

ابھی آپ کی ۸ یا ساڑھے نو برس کی عمر ہوگی کہ آپکے دادا عبدالمطلب کا ۵۷۹ء میں انتقال ہوگیا آپ کو تھوڑا ہی عرصہ سینا سے آئے ہوئے گزرا تھا جہاں آپ قریش کے وکیل بنکر شاہ حبش کو جسکو زیر ابن ذی یزن نے مدد دیکر تخت تالس پر بٹھایا تھا اسکی تخت نشینی کی مبارکباد دینے تشریف لیگئے تھے۔

دھورے یتیم بچہ کی تاریخ میں اور ایک نئی آفت بوڑھے سرپرست دادا کی موت سے شروع ہوئی۔ چونکہ فطرت خود اس مقدس ذات کی سرپرست بننے کی کوشش کر رہی تھی اسلئے جتنے سرپرست بنتے تھے ان کے قبل از وقت ضائع کرنے میں بڑی پھرتی دکھاتی تھی۔

جس وقت بوڑھے سردار عبدالمطلب کا انتقال ہونے لگا تو انہوں نے اپنے بیٹے ابوطالب اور اپنے پوتے محمد کو اپنے پاس بلایا پہلے پوتے کا ننھا سا ہاتھ پکڑا اور پھر اپنے بیٹے ابوطالب کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ میں تیرے ہاتھ میں ہاتھ دیتا ہوں مجھے امید ہے کہ تو اسکی ایسی ہی محبت و شفقت سے پرورش کریگا جیسے میں کرتا تھا بلکہ تیری محبت کے آگے یہ مجھے بھی بھول جائیگا۔ یہ کہکر بوڑھے سردار نے ایک آہ اور ٹھنڈا سانس بھرا اور پرحسرت بھری کن انکھیوں سے اپنے پوتے کی طرف دیکھا اور یہ نیچی نیچی نظریں گویا الوداعی تھیں جو پوشیدہ ہی پوشیدہ ... سلام اور وہ بھی آخری سلام کے قاصد بھیج رہی تھیں ابوطالب اپنے باپکے حکم کا جواب دینے بھی نہ پائے تھے کہ روح نے ان جسم سے دائمی مفارقت کی۔

اگر ہم اپنے آیندہ نبی کی اس حالت کو ایک معمولی بچہ کی حالت خیال کرلیں تو ہماری بڑی بھاری غلطی ہے سبب یہ ہے کہ انسان بقدر عقل خوشی اور غم کا اثر اپنے دلپر ہونے دیتا ہے۔ بعض بچے ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں اپنے والدین کی زندگی اور موت برابر ہے اسلئے کہ انہیں ماں باپ کی محبت کی تمیز ہی نہیں ہو سکتی مگر افسوس کے قابل تو وہ بچہ ہے کہ جسکا بچپن ایسا ہی سنجیدہ متین فہیم عقیل ہو کہ جیسے اسکی جوانی اور بڑھاپا تو پھر نو دس برس کی عمر میں وہ اپنے آخری سرپرست کو یوں بستر مرگ پر تڑپتا ہوا دیکھکر کیوں نہ خون کے آٹھ آٹھ آنسو رویگا اور کیوں نہ وہ اپنی بجھی ہوئی طبیعت سے دائمی افسردگی حاصل کریگا۔ مگر نہیں اس نے غم کے وزن کو پہچان کر صبر کیا اور نہایت استقلال اور

غیب کی وہ ندا کہ اے عبدالمطلب تو اپنے پیارے بیٹے کی بہینٹ نہ چڑہا بار بار امید بہرے پوتے باپ کے دل پر چوٹ لگا رہی تہی اور وہ آمین بار بار کررہا تہا۔ پہر بہی اگر اسکی کوئی دُعا رسیدہ ہونے والا تہا تو وہ یہی آیندہ نبی ہونے والا بچہ۔

بہار تقدیر کب چین لینے دیتی تہی نہ عبدالمطلب کو اپنے پیارے بیٹے عبداللہ کی نشانی سے زیادہ دو برس تک بہتے اور تسلی لینے کا موقع دیا اور نہ دہبرے یتیم معصوم محمد کو اپنے شفیق اور سچے سرپرست دادا کی سرپرستی مین رہنے کا زیادہ وقت ملا۔

جبکہ آپ کی عمر یا سات یا نو برس کی عمر ہوگی کہ آپکے دادا عبدالمطلب کا سنہ ۵۷۹ء مین انتقال ہوگیا آپکو تہوڑا ہی عرصہ یمن سے آئے ہوئے گزرا تہا جہان آپ قریش کے وکیل بنکر شاہ حبش کو جسکو ابرنیوت نے دوبارہ تخت تاج پر بیٹہایا اسکی تخت نشینی کی مبارکباد دینے تشریف لیگئے تہے۔

دہبرے یتیم بچہ کی تاریخ مین اور ایک نئی آفت ٹوٹ پڑی سرپرست دادا کی موت سے شروع ہوئی جنکا خطرہ خود اس قدرت کی سرپرست ہونے کی کوشش کررہی تہی اسلئے جتنے سرپرست بنتے تہے ان کے خیال از وقت ضائع کرنے مین بڑی پہرتی دکہاتی تہی۔

جس وقت بوڑہے سردار عبدالمطلب کا انتقال ہونے لگا تو انہون نے اپنے بیٹے ابوطالب اور اپنے پوتے محمد کو اپنے پاس بلایا پہلے پوتے کا ننہا سا ہاتہ پکڑا اور پہر اپنے بیٹے ابوطالب کا ہاتہ پکڑکر کہا کہ مین تیرے ہاتہ مین ہاتہ دیتا ہون مجھے امید ہے کہ تو اسکی ایسی ہی محبت وشفقت سے پرورش کریگا جیسے مین کرتا تہا بلکہ تیری محبت کے آگے یہ مجھے ہی بہول جائے گا۔ یہ کہکر بوڑہے سردار نے ایک آہ اور ٹھنڈا سانس بہرا اور پہر حسرت بہری ان آنکہون سے اپنے پوتے کی طرف دیکہا اور یہ ہچکی ہچکی لفظ کہے کیا ابوطالب ابہی نہین جو پوشیدہ ہے پوشیدہ ... سلام اور وہ بہی آخری سلام کہکے تمام ہچکیان بہری نہین ابوطالب اپنے باپ کے حکم کا جواب دینے بہی نہ پائے تہے کہ روح نے ان جسم سے ہمیشہ مفارقت کی۔

اگر ہم اپنے آیندہ نبی کی اس حالت کو ایک معمولی بچہ کی حالت خیال کرلین تو ہماری بڑی بہاری غلطی ہے یہہ سچ ہے کہ انسان بقدر عقل خوشی اور غم کا اثر اپنے دل پر ہونے دیتا ہے۔ بعض بچے ایسے ہوتے ہین کہ انہین اپنے والدین کی زندگی اور موت برابر ہے اسلئے کہ انہین ماں باپ کی محبت کی تمیز ہی نہین ہوسکتی تا افسوس کے قابل تو وہ بچہ ہے کہ جسکا بچپن ایسا ہی سمجھدہ متین فہیم عقیل ہوکہ جیسے اسکی جوانی اور اسکا بڑہاپا تو پہر نو دس برس کی عمر مین وہ اپنے آخری سرپرست کو یونہی بستر مرگ پر تڑپتا ہوا دیکہکر کیون نہ خون کے آنسو آنسو رویگا اور کیون نہ وہ اپنی بجہی ہوئی طبیعت سے دائمی افسردگی حاصل کریگا۔ مگر نہین اس نے غم کے وزن کو پہچان کر صبر کیا اور نہایت استقلال اور

اولوالعزمی سے اپنے سگے چچا کی سرپرستی میں آیا۔
آپ نے اپنے چچا کی اس عمر میں ایسی اطاعت اور خدمت کی کہ آپ نہ صرف اپنی اس سعادت مندی سے اپنے چچا کے پیارے بنے بلکہ تمام لوگ آپسے محبت کرنے لگے اور ہر حلقہ ہر گروہ میں ہر جگہ میں آپ ہی کی تعریف ہونے لگی۔ آپ کی عاجزانہ زندگی اور شریفانہ معاشرت۔ انتہا درجہ کی حلیمی اور مصائب پر صبر کرنے نے آپکو آپ ہی کے ہموطنوں سے الامین کا خطاب دلوایا۔
کون تھا جسنے اس زمانہ میں اپنے حلقہ میں بیٹھکر آپ کی صفت و ثنا نہ کی ہو اور کون ہے کہ جس نے آپ کو اپنے سے برتر نہ خیال کیا ہو۔ ہر شخص ابوطالب کو مبارک باد دیتا تھا کہ تمہارا بھتیجہ ہمہ صفت موصوف ہے ایسا فرمانبردار بچہ اتنی سی عمر کا ہم نے آجتک نہیں دیکھا۔
آپکی ابتدائی زندگی محنت کے بوجہ سے سبکدوش نہ تھی آپ اکثر اپنے سرپرست چچا کے بکری بھیڑ دن کے گلے جنگل میں پانی پلانے کے لئے لیجاتے تھے۔ اور جتنے کام کہ گہر کے ہوتے ہیں آپ کسی کام کے کرنے میں مطلق عاری نہ تھے۔
عرب میں اکثر بیٹھے بٹھائے جھگڑے قضیے اُٹھہ کہڑے ہوتے تھے اور وہ آخر یہانتک طول پکڑتے تھے کہ بڑے بڑے قبیلوں میں چھن جاتی تھی اور اسقدر خونریزی ہوتی تھی کہ الامان۔ ان لڑائیوں کے سبب کوئی ملکی اسباب نہ تھے بلکہ بھیڑوں کے پانی پلانے گھوڑا دوڑانے معمولی بحث کرنے کسی بات پر دوسرے کے خلاف بحث کرنے پر تلوار چل جایا کرتی تھی اور پہر اس تلوار کی آگ سبکو بھڑکا دیا کرتی۔ اس قسم کی چھوٹی چھوٹی باتوں سے جنگ شروع ہوتی اور طول برسوں تک کھینچ جاتی اور پہر کسی کے دبائے آتش جنگ نہ دبتی۔ چنانچہ ابھی ہمارے نبی بچہ ہی تھے کہ دو جنگوں کی آگیں بھڑکیں جنکو عرب مقدس لڑائیاں کہتے تھے اس آگ نے یہانتک طول کھینچا کہ ایک قہر عرب پر برپا کر دیا اب اس جنگ کی آگ بجھانے اور بیگناہوں کی جان بچانے کے لئے کسی ایسے شخص کی ضرورت تھی کہ جو ان خوفناک اور خونخوار جنگ آور عربوں کے دلوں پر قبضہ پائے اور پہر جدہر چاہے ان کی نکیل پہر دے ان صفات کا مخزن فطرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنا رہی تھی۔
ماہ ذیقعدہ کے مہینہ میں خواہ کسی قسم کی جنگ کیوں نہوتی ہو لیکن بند ہو جاتی تھی کیونکہ اس مہینہ کو پاک مہینہ تصور کرتے تھے اس میں بڑے بڑے میلے تماشے ہوتے تھے اور عرب باہمی سخت خونریزی سے دم لیتے اور عیش اُڑاتے شرم و حیا مطلق نہ رہی تھی ایران و مصر سے حسین حسین خوبصورت فاحشہ لڑکیاں آتیں ان کا ناچ عربوں کے آگے ہوتا۔ ایک ہی کسبی سے باپ بیٹے کا تعلق ہونا کچھ بات نہ تھا ہر قسم کی اشیا کی نمایش ہوتی۔ تصویروں نقشوں مختلف دستکاریوں کی نمایش کے علاوہ حسین حسین عورتوں کی بھی نمایش ہوتی تھی اور یہی صورت عربوں کے اخلاق کو بگاڑتی (صدیث پر مبنی)

جو یہہ نمائش ہوتی ہے اسکا طریقہ عرب ہی سے لیا گیا ہے۔

سوائے اسکے یہیں جیسی عورتوں کی نمائش نہیں ہوتی (وہ اب بھی بہت [illegible] سے یورپ کے حصے میں ہوتی ہے اور اسکو بڑا فخر سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ پانچ چار برس ہوئے کہ فرانس کے دارالخلافہ پیرس میں نمائش ہوئی تھی اور وہاں ایک ترکن فاطمہ نامی کو جو پیرس میں بہت دنوں سے مقیم ہے انعام ملا تھا) ایسی ایسی عورتوں سے اس زمانہ کے عربوں میں زنا اور شراب کی کثرت ہوگئی تھی اور وہ اسکو عیب نہ سمجھتے تھے (یہی حال بلکہ اس سے بھی پچاس حصے زیادہ یورپ میں ہے اور وہ اسکو عیب نہیں سمجھتا) ان میلوں میں حسینان جہان کی تصویریں بھی آیا کرتی تھیں جن پر شعرا طبع آزمائی کرتے اور اس تصویر کی ایسی ایسی تعریف کرتے کہ الٰہی توبہ- باہم شعرا میں چھن جاتی تھی اور ہر شخص اپنی معشوقہ کے لئے جھگڑتا تھا-

اسی عہد میں جب باہمی لڑائیاں زور پر تھیں محمد اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ تجارت کے لئے ملک شام کی طرف روانہ ہوئے۔ گو آپ ابھی کم سن ہی تھے لیکن ہر قسم کی بات کا اندازہ کرنا اور اسکا وزن جانچنا سیکھ لیا تھا آپ زمانہ کے اچھے برے کو ایسا ہی سمجھ سکتے تھے کہ جیسے ایک گرگ باراں دیدہ پورا تجربہ کار شخص جونہی آپ شام میں پہنچے پہلا جب خوفناک منظر آپ کی نظر پڑی وہ سوشل تمدنی مارل یا اخلاقی حالت کا بگڑا جانا تھا- خدا کی ودیعت پامال ہو رہی تھی- وحدت پرستی کے سچے عقیدہ کی توہین کی جا رہی تھی- خدا کے راز دال اور سچے جلال کی جگہ بت پرستی اور کفر و الحاد کی دہندلی ہو کا [illegible] وحشی تماشہ تھا تھی- نہ کہیں رحم تھا نہ انصاف تھا- جور و تعدی کا دورہ ہو رہا تھا- خرابی اور بدی کی گرم بازاری تھی- اپنے اصلی خالق کو سب نے بھلا دیا تھا اور نئے نئے خالق پیدا کر کے ان کی پرستش کرتے تھے- چوری- زنا- قتل عمد- آتش زنی- تلبیس- فریب یہہ سب میدان کے جائیں ہاتھ کے داد دینے آپ نے بغور ان قابل شرم اور افسوسناک باتوں کو ملاحظہ فرمایا- اور ان کو اپنے دل پر نقش کر لیا کیونکہ آئندہ کو آپ میں یہہ پیدا ہونے والا [illegible] تیرے ہی ہاتھ سے شام روم کی اصلاح ہونی ہے-

[illegible] اور تمام [illegible] سے [illegible] کا اثر اپنے دماغ میں جمع کرکے یہہ فہیم سنجیدہ دہوراہم بچپن سے جوان تھا اور جوان سے بڑا [illegible] ہوا-

بہت ہیں جو دنیا کے تغیر و تبدلات کو دیکھتے ہیں کم ہیں جو ان پر غور کرتے ہیں

بہت کم ہیں جو اپنے حالات کے تغیر و تبدل کو دیکھتے ہیں اور ان پر غور کرتے ہیں- مگر ہمارے نبی کی شان اس سے بھی بلند پایہ تھی آپ اپنے خیالات کے آئندہ تغیر و تبدل سے پہلے حال میں بتا دیتے تھے کہ یہہ ہونے والا ہے آپ کوئی غیب دان نہ تھے- نہ آپ نے کبھی غیب دانی کا دعوی کیا بلکہ حالات کا گرگٹ کی طرح بدلنے اور ان سے نتائج پیدا ہونے کا علم آپکو ممتاز ہستی سے فطرت کی طرف سے بخشا گیا تھا- آپکی عقل سلیم بچپن ہی سے

اس کینڈے پر اگر واقع ہوئی تہی کہ جو باتین گزرتی ہوئی آپ ملاحظہ فرماوین ان سے نتیجے پیدا کرین اور ان سے اپنا مطلب نکالین سچ ہے عاقل کی آنکھ گھر مین بیٹھی ہوئی صرف اپنی یا اپنی حالت کی تغیر و تبدل کو دیکھکر بہت کچھ سبق حاصل کر لیتی ہے لیکن ایک بیوقوف کی نظر تمام عالم مین چکر کھاتی ہے اور اپنے ساتھ متعلق سبقون کا ذرا بھی سرمایہ مہیا نہین کرتی۔

آپکی بچپن کی نظرین اپنی اور غیر قوم کے کرتوتون کو دیکھتی تہین اور انکو جانچتی تہین کہ ان کی ریفارم کرنے مین کتنی عقل کا صرف کرنا پڑیگا قوت متفکرہ کا کتنا زور خرچ ہوگا اور قوت تحمل کہانتک بردباری سے اس مین کام دے سکیگی سفطرۃ نے پیدا ہوتے ہی آپ کو وہ دماغی قابلیت عطا کی تہی کہ جو ایک نبی کو اول شایان تہی گو آپ بت پرستون اور جاہلون کے بیچمین پیدا ہوئے تہے لیکن آپکے خیالات نتہرے ہوئے اور پاکیزہ تہے نہ انمین کسی قسم کی کدورت تہی نہ ہو سکتی تہی جب قریش کے بچے جو آپکے ہم عمر تہے آپسے کہیلنے کی درخواست کرتے تہے تو آپ یہہ فرمادیا کرتے خدانے انسان کو اپنا فضول وقت صرف کرنے کے لئے پیدا نہین کیا ہے یہہ جتنے تم کہیل کہیلتے ہو سب لے نتیجہ اور بےتجربہ اوقات عزیز ہین،، بچپن مین اس دماغ اور خیال کا شخص سوائے اس برتر ذات کے اور کون ہو سکتا ہے جسکو ان الفاظ سے پکارا جاتا ہے۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

اس زمانہ مین جو پڑہنے لکہنے کی اصطلاح ہے وہ ہمارے نبی آخر الزمان کو نہ تہی۔ اسکی کچہ ضرورت ہی نہ تہی کیونکہ آپکو اپنی بدنصیب اور بگڑی ہوئی قوم کے حالات مطالعہ کرنے اور ان کو سمجھنے کی فرصت نہوتی تہی پہر اس معمولی لکہنے پڑہنے کا وقت کہان سے آتا۔ آپکا دماغ فطرۃ نے پہلے ہی سے ان نفیس نفیس خیالات اور قابلیتون سے آراستہ کیا تہا کہ جسکو انسانی تعلیم و تعلم کی ضرورت نہ تہی۔ ایک وقت مین ہزارون عظیم الشان لاینحل معاملات کو فیصلہ کر دینا اور ان سے نتائج پیدا کرنے یہہ اسی دماغ کا کام ہے کہ جسمین خدانے اپنے ہاتہہ سے ہزارون علوم کے اصول لبالب بہر دئے ہون یہہ وہ دماغ تہا کہ جسکو مخالفین دین اسلام وہرے مشرقی فلاسفر کہتے ہین۔

یہہ ایک مسلمہ امر ہے کہ اگر دماغ کی بناوٹ درست نہین ہے تو تمام جہان کے علوم بشرطیکہ اسمین بہر دئے جائین کچہہ نتیجہ نہین دیتے۔ حال مین ڈاکٹران فرنگ نے یہہ ثابت کر دیا ہے کہ کہوپری کی جس قسم کی بناوٹ ہوگی ویسے ہی افعال اس سے سرزد ہون گے کبہی ایک ظالم جابر کی کہوپری کی بناوٹ رحیم رقیق القلب کی کہوپری کے مشابہ ہرگز نہین ہوگی۔ کہوپریون کی صدہا قسم کی بناوٹ ہے چونکہ یہہ محل نہین ہے اسلئے اسپر بحث نہین کی جاتی غرض یہہ ہے کہ جتنے پیغمبر ہوئے ہین ان کی کہوپری کی بناوٹ غیر پیغمبرون سے قطعی ممتاز تہی۔ چنانچہ ہمارے نبی آخر الزمان کا دماغ ہی گویا تمام جہان کی اعلے اعلے قابلیتون اور علوم کا مخزن تہا۔

جیسے آپکو اپنی قوم سے محبت تہی اسیقدر آپ اسکی اصلاح کی طرف توجہ مبذول فرمارہے تہے۔ آپکی نظرین قوم کی ناگفتہ بہ حالت پر خوب زور سے پڑ رہی تہین اور آپ اس گردش کنان عمر کو جو بیہودہ بیہودہ خرافات باتون مین صرف ہو رہی تہی ٹکٹکی باندہے ہوئے نظران تہے۔ بکیون کی عالمگیر بے قانونی بے وجہ اور بلا سبب

نہ تھا فساد ون کا پیدا ہو جانا۔ قریشیون کی بداخلاقی اور انتہا درجہ کی بد اطواری سنجیدہ متین بچپکے
سلیم دماغ پر کس خوفناکی سے اپنا اثر کرتی ہی۔

ان کی بیہار دل اور اصلی انسانیت کو خون رلانے والی حالت آپ کو خوف زدہ تفکر مین مبتلا کر رہی تھی اور اس
نوعمری مین آپ اس برُی طرح سے زندگی بسر کرنیکے سخت نتایج کا خیال کر کرکے کسیقدر مغموم رہتے تھے۔
کبھی ان کی سینہ زوری کی طرف خیال جوش کرتے تھے اور کبھی ان نتایج پر طبیعت پر خاموشی سے حسرت
ناک نظرین ڈالتے تھے اور آیندہ واقعات کی دل دہلا دینے والی تصویر کا نقشہ آپ کی آنکھوں کے آگے کھنچ جاتا
تھا۔ پچیس برس کی عمر مین آپنے اور بھی ایکبار شام کا سفر کیا اسوقت آپ بی بی خدیجہ کی طرف سے گماشتہ یا
کارکن بنا کر تشریف لیگئے تھے۔ بی بی خدیجہ قریشی لیڈی تھین جو آپ کی ناتے دار بھی تھین۔ آپنے بہت
محنت اور جانفشانی سے بی بی خدیجہ کا اسباب تجارت فروخت کیا اور جب آپ وہان سے تشریف لائے تو کوڑی
کوڑی کا حساب سمجھا دیا اور جو کچھ اصل نفع تھا سب بی بی خدیجہ کے آگے رکھدیا۔ یہہ دیکھکر بی بی خدیجہ بہت
خوش ہوئین اور ان کے دل پر آپ کی اس صفائی کا اثر بہت گہرا اور تیزی سے پڑا۔ بی بی خدیجہ کی اسوقت
تقریبا چالیس برس کی عمر تھی۔ آپ بیوہ تھین اور مدت سے آنحضرت کی صداقت اور دیانت کی خوش آوازہ
آپکے کانون مین گونج رہی تھین۔ آپکو امور خانہ داری کے لئے ایک ایسے شخص کی ضرورت تھی جسمین کل صفتین
آنحضرت کی سی ہون۔ جب بی بی خدیجہ نے آپ کی وعدہ سے زیادہ جفاکشی اور عرقریزی اپنے کام مین دیانت
کے ساتھ دیکھی اور ساتھہ ہی اسکے آپکی شریفانہ وضع پر نگاہ ڈالی تو آپکی حلیم پاکیزہ صورت اپنی دولت کی زیادتی
کی خوشی سے زیادہ خوش آیندہ معلوم ہوئی۔ اور رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہونچی کہ بی بی خدیجہ کی آنحضرت
ہی کے ساتھہ شادی ہوگئی۔ یہہ شادی ایسی ہی خوش آیندہ ثابت ہوئی جیسے کہ پہلے معلوم ہوتی تھی۔
خوش نصیبی کی وہ امنگین اور محبت کے جوش جو پاک و صاف دولہا دلہن کا خاصہ ہے طرفین سے موجزن
ہو رہے تھے۔ آپ اپنی بیوی پر نامطابقت عمر بھی ایسے ہی فریفتہ تھے کہ جیسے بی بی خدیجہ آپ پر تھین۔ آپنے
تمام عمر اپنی وفادار بیوی سے جب تک وہ زندہ رہین اس محبت اور دلی الفت سے زندگی بسر کی کہ جس محبت
والفت کی نظیر زمانہ مین بہت کم نکلیگی۔

آپکی شریفانہ وضع اور خلیق برتاؤ جب تک کہ آپکی مفارقت اپنی پیاری بیوی سے اس عالم مین ہوئی دن
بدن بی بی خدیجہ کو آپ پر فریفتہ و شیدا کرتا تھا۔ اس شادی نے آپکو اس روزانہ محنت اور فکر معاش
سے سبکدوش کر دیا کہ جسمین آپکے وقت کا اکثر حصہ صرف ہوتا تھا اور پھر اس آسایش اور بے فکری نے
آپکو اس عظیم الشان کام کی انجام دہی کے لئے متوجہ کیا جس لئے کہ فطرت نے آپکو پیدا کیا تھا۔ آپکے خیالات
نبوت کا ڈپلومہ خدا کی طرف سے ملنے سے پہلے ہی بلند پروازانہ اور دلیر تھے آپ کی صاف دلی اور یقین کی نسبت
کسی دہریے یا ملحد کی رائے کچھ ہی کیون نہو پھر بھی آپکا استقلال اس بڑے مطلب کی پیروی مین جسکے واسطے

آپ پیدا ہوئے تھے ہر ایک ؓ ہر بے اور ملحد کی طبیعت کو جبراً اپنی طرف رجوع کرتا تھا۔ آپ میں صفات
باطنی ہی نہ تھیں بلکہ فطرۃً سے صفات ظاہری کا بھی حصہ ملا تھا۔ چنانچہ گبن صاحب اپنی تاریخ رومن
ایمپائر کے زوال میں تحریر کرتے ہیں " آنحضرتؐ حسن میں شہرۂ آفاق تھے اور یہہ نعمت صرف ان ہی لوگوں
کو بڑی معلوم ہوتی ہے جو اس سے بدنصیب ہیں "۔ آپ کی شکل شاہانہ تھی خال و خد با قاعدہ اور بیدہ تھے
آنکھیں سیاہ اور رسیلی تھیں۔ یعنی ایک ذرا ابھار تھی دہن خوبصورت تھا دانت موتیوں کی طرح چمکتے
تھے۔ رخسار سرخ تھے اور ان سے صحت کی سرخی عیاں تھی آپکا دل آویز تبسم عمدہ اور رسیلی آواز آزادی
اور صفائی دلی سے باتیں کرنا ممتاز نبوت کی بانگی دکھاتا تھا جس سے بعد ازاں آپ کو فخر بخشا گیا علاوہ اسکے
کہ اس باعظمت شادی نے روزانہ محنت سے نجات دی تھی بلکہ آپ کی ایسی غمگسار وفادار شیدا بیوی کا پہلا ہی دن تھا
کہ جس نے آپکی نبوت کا پہلے پہل اقرار کیا وہ بی بی خدیجہ ہی تھیں جو مایوسیوں اور نا امیدیوں میں بھی
آپکی ڈھارس بندھواتی تھیں اور امیدوں کے وہ شعلے جو آپ کی طبیعت میں ہوش سے ہی بھڑک اٹھنے
لگے تھے ان کو بجھنے نہ دیتی تھیں بلکہ اور بھی زیادہ بھڑکانے کی کوشش کرتی تھیں۔

ایسی حالت میں کہ چاروں طرف مایوسیوں کا ڈھیر معلوم ہوتا ہو اور جس طرف نظر اٹھا کر دیکھو سوائے مخالفت
کے کچھہ نظر نہ آتا ہو۔ اور سب دشمن ہی دشمن دکھائی دیتے ہوں اطمینان دینا اور ڈھارس بندھوانا اور اپنے
ارادہ میں مستقل رہنے کی تاکید کرنی ایک خاتون کی زبردست طبیعت کا کہانتک نقشہ کھینچتی ہے۔

بی بی خدیجہ کے ہاں آنحضرتؐ سے تین لڑکے اور چار لڑکیاں پیدا ہوئیں مگر افسوس یہہ ہے کہ بچپن ہی میں
لڑکوں کا انتقال ہوگیا۔ اولاد نرینہ کے متواتر انتقال نے آنحضرت کی طبع مقدس پر بڑا گہرا خونخوار اثر کیا
اور آپکا دل غموں سے چور ہوگیا۔ ایک تو بچوں کے مرنے کا سخت غم اور دوسرے بداندیش قریشیوں کی بے محل
درد دل کی افسردہ کرنے والی پھبتیاں اور بھی افسردہ کر دیتی تھیں۔ بداندیش اور دشمن جان وایمان قریش
آنحضرت کو الابتر کہا کرتے تھے الابتر اصل میں اس جانور کو کہتے ہیں کہ جسکی دم کٹی ہوئی ہو۔ اور اس کے
معنی معنے اس شخص کے ہیں کہ جسکی اولاد نرینہ نہ زندہ رہتی ہو۔ ایسی ہی قریشی عربوں کی بیہودہ باتیں
اور بنیاد خیالات تھے کہ جنہوں نے انسانیت کا خون کر دیا تھا اور چاروں طرف وحشت کی تاریکی چھا رہی تھی
محمدؐ کا بردبار اور متحمل قلب دشمن جان وایمان قریش عربوں کی اس جلی بھنی باتوں پر ہرگز کبھی توجہ نہ کرتا تھا
ان پہہ ظاہر تھا کہ کسی کی کڑوی بات کہنے کا صدمہ انسانی طبیعت پر خواہ وہ کیسی ہی کیوں نہ ہو ضرور ہوتا ہے
چونکہ آپ کی توجہ اپنے عظیم الشان کام کی انجام دہی کی طرف مائل تھی اسلئے آپ اپنے دشمنوں کی باتوں
کی طرف خیال کرکے اپنے کام میں رخنہ ڈالنا نہ چاہتے تھے۔

وقت آپکا نکاح ہوا ہے اس تاریخ سے پندرہ برس کے حالات آپکے کسی کو نہیں معلوم۔ یہ نہایت باطنی حالت

نکاح کے وقت آنحضرتؐ کی عمر پچیس برس کی تھی اور بی بی خدیجہ چالیس برس کی تھیں۔

اور آئندہ فکروں میں صرف ہوئے۔ اسیطرح حضرت عیسے کا بھی وہ زمانہ نہیں معلوم ہے جب آپ یوسف
نجار کی دکان میں کام کیا کرتے تھے۔ رینان صاحب اپنی کتاب حضرت عیسے کے سوانح عمری میں تحریر کرتے ہیں
کہ خداوند عیسے مسیح کے حالات تلاش کئے جاتے ہیں لیکن ان کا کہیں پتہ نہیں لگتا۔ زندگی کیونکر گزری
کیا سوچا کیا کام کیا اور اتنی مدت کن خیالات میں صرف کی۔ مگر ایک دوربین نظر ان دقائق اور فطرت
کی باریکیوں کو بخوبی دیکھ سکتی ہے۔ اگر ہم کسی مہمان کی آمد آمد کی خبر سینگے تو جہانتک ہم سے ممکن ہوگا اپنی
دوست کی مہمان نوازی کے لئے پہلے ہی سے بندوبست کرینگے گھر صاف کرینگے اچھے اچھے اور نفیس نفیس بچھونے
بچھائینگے لطیف لطیف اور لذیذ کھانوں کا انتظام کرینگے اور جسقدر اپنی حیثیت ہوگی اسکی خاطرداری
میں کوتاہی نہیں کرنے کے اسیطرح ہمارے نبی آخر الزمان بھی پندرہ برس تک اپنے کو اس پیغام لینے کے لئے
مستعد بنا رہے تھے جو بتحقیق خدا کی طرف سے آپ پر بھیجا گیا۔ پندرہ برس کی مدت کچھ بہت بڑی مدت
نہیں ہوتی کہ جمیں دل تمام انسانی کدورتوں اور خیالات سے پاک ہو کر اپنے کو اس قابل بنالے کہ خدا کے
احکام کے نقوش اسپر کندہ ہو سکیں۔

عبد المطلب کی وفات پر حکومت مکہ کی کم زیادہ تقسیم ہوگئی تھی۔ ہر سنیٹر کا کچھ نہ کچھ محدود اختیار۔ یہانتک سنیٹر
یا مدبران ملک کی مجلس کا شریک جو شخص ہوتا تھا بشرطیکہ وہ چالاک ہو اس کے گھرے ہو جاتے تھے۔
مختلف عہدوں میں نہ کوئی مجسٹریٹی تھی اور نہ امن و انصاف تھا جس سے کہ مال و حقوق کی حفاظت ہو سکتی
ہاں یہہ بات تو بیشک تھی کہ ایک ہی قوم ایک ہی قبیلہ کے کسی شخص کو کوئی اسقدر مضرت نہ پہونچا سکتا تھا
کیونکہ اس سے قوم کے بھڑک اٹھنے کا خوف تھا۔ لیکن ہاں بیچارے مسافروں پر ہر قسم کا ظلم توڑا جاتا تھا۔
اور ان سے ناجائز جابر تاؤ ہوتا تھا کہ سنکر بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

پردیسی نہ صرف اپنا مال و اسباب گل لٹتا ہوا اور جبراً چھنتا ہوا دیکھتے تھے بلکہ ان کی بیوی بچوں کو بھی
زبردستی چھین لیتے تھے نہ کوئی قانون تھا نہ قاعدہ تھا نہ کوئی انصاف چکانے والا تھا۔

ایک مشہور شاعر بنی کائن کی قوم کا دن دہاڑے مکہ کی شاہراہوں میں لوٹ لیا گیا باوجودیکہ وہ عبداللہ
قریش کا سفیر بنکر مکہ میں آیا تھا۔ جب یہہ آفتیں متواتر نازل ہونے لگیں تو ہاشم اور مطلب کی اولاد
نے باہم ایک سخت سوگند کھا کر یہہ مشورہ کیا کہ ہم ایک انجمن مقرر کریں کہ جو ان مظالم کو روکے جن سے تمام
ملکی بدنام ہو رہے ہیں اور پردیسیوں پر نئی نئی بلائیں ٹوٹ رہی ہیں ایسا بندوبست کیا جائے کہ خواہ
کوئی ملکی ہو یا پردیسی ہو غلام ہو یا آزاد ہو مکہ کی سرحد میں قدم رکھتے ہی امن میں آجائے اور اسے کوئی
مضرت نہ پہونچا سکے۔ ۵۹۵ء میں یہ انجمن منعقد ہوئی اس کے خاص ممبر محمدؐ ہی تھے۔ اس انجمن نے
خوب زور شور سے احکام جاری کئے اور اس امر کی منادی کرادی کہ اگر آئندہ کسی نے کسی مسافر کو لوٹا
یا ستایا۔ یا اس کا فریب جبکر مال چھینا تو وہ سخت سزایاب ہوگا اس انجمن کو قایم ہوئے تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا

کہ عثمان نے جو قسطنطنیہ کا سونا لایا تھا حجاز کو رومن سلطنت میں شریک کرنے کی تدبیر کی صرف آنحضرت کی احسن اور اعلے تدابیر سے عثمان کی تمام کوششیں ناکارہ گئیں اور وہ اپنے ارادوں اور افعال میں شکست کھا کر شام بھاگ گیا یہاں ایرانی شہزادہ نے اسکو زہر دیکر مار ڈالا۔

اس کامیابی نے بھی آنحضرت کی وقعت کو کامل طور سے قریشوں میں تسلیم کرا دیا۔ یہہ واقعہ عثمان کا بھی عرب میں یادگار ہی اگر آنحضرت پولٹیکل تدابیر میں کامیابی حاصل نکرتے اور آپ کی رائے تیر بہدف نہوتی تو سخت خونریزی کے بعد خبر نہیں کیا نتیجہ نکلتا اور کتنے گھر ویران ہوتے کتنی ندیاں خون کی بہتیں اور ملک حجاز رومن سلطنت میں ملتا یا بچ جاتا۔

سنہ ۶ع میں جب آنحضرت کی پوری ۳۵ برس کی عمر تھی کعبہ کی مرمت کا ایک نیا جھگڑا اٹھا۔ عرب کے مختلف قبائل میں چھڑنے لگی ہر قبیلہ یہی کہتا تھا کہ کعبہ کی مرمت کے فخر حاصل کرنے کا ہمیں ہی مستحق ہوں ایسے موقع پر پہلے بھی ایک خونریز جنگ ہو چکی تھی۔ اور اب بھی ایک انقطاعی جنگ ہوجانے کا سامان ہی ہو گیا تھا کیونکہ عربوں کی جنگجو طبیعت سے دنوں تک بغیر خونریزی کے خاموش بیٹھا رہنا ممکن نہ تھا۔ اگر محمد اس جھگڑے کا فیصلہ کر کے سبکو باہم رضامند نکر دیتے تو ضرور ہزاروں جانیں ضائع ہو جاتیں اگر دیکھا جائے تو ان پندرہ برس کے شادی کے بعد نبوت ملنے تک کے یہ کام ہیں جسمیں اس مقدس اور سب سے افضل ذات نے اپنے کو مصروف کیا تھا۔ اسکی آرزوئیں اگر تھیں تو یہہ کہ قوم کی اصلاح ہو اس میں سے وحشت کی بو نکلکر انسانیت کا خلق آجائے۔ آپ کی خواہشیں نہ صرف اپنی قوم یا اپنے ملک کی ریفارم کے لئے خاص تھیں بلکہ تمام عالم کی نجات کے لئے دم بدم طبیعت میں اٹھتی تھیں۔

آپکا شریف شیریں مزاج۔ آپکی مستحکم اور استوار رہنمائی۔ آپکا مستقل شفقت آمیز برتاؤ۔ آپ کی بے لوث پاک صاف مبارک زندگی۔ آپ کی محتاط شستگی۔ آپ کے اولوالعزم ارادے اور انہیں متواتر کامیابی۔ آپکی مساکین اور مظلومین کی مدد کے لئے ہمیشہ آمادگی۔ آپ کو اپنی شاندار عظمت کا خیال۔ اپنے فرائض کی انجام دہی میں جان لڑا دینے کا پر جوش شوق۔ خدا کی وحدت عالم سے تسلیم کرانے کا یہ جذبہ خیال نے آپکو اپنے ہموطنوں میں الامین کے لقب سے پکروایا۔ جس کے آپ اول ہی دن سے قابل تھے ایک متعصب اور زہر اگلنے والا مصنف بھی آپکی نسبت یہ الفاظ لکھتا ہے۔

محمد میں سب میں بڑی بات یہہ تھی کہ جس معاملہ کو اس نے اٹھایا اور جو مستعدی اسنے اول ہی اول اپنے ارادہ میں دکھائی مرتے دم تک اسکی وہ ہی کیفیت رہی بلکہ جوں جوں اسکی عمر بڑھتی گئی اور وہ اپنے ارادوں کو کامیابی کا لباس پہنانے میں مضبوط ہوتا گیا اسکا زبردست استقلال اسکی کامیابی کا سچا سبب تھا۔ لطف تو یہہ ہے کہ دشمن بھی بول اٹھے اور نہیں دوست تو تعریف ہی کیا کرتے ہیں آپ کی جتنی خواہشیں تھیں وہ سب غایت پر مبنی تھیں۔ یعنے آپ کی کوئی غرض اپنے کسی کام میں

مخصر نہتی - جو کام آپ کرتے تھے اسمین دوسرون کا فائدہ مقصود تہا اور کیون نہو تا جب بہیجے ہی عالم کو نجات دینے کے لئے گئے تھے - انسانی کام ہمیشہ غرض پر مبنی ہوتے ہین یعنے اگر وہ کسی کے ساتھ سلوک بہی کریگا تو اپنا فائدہ اس سے زیادہ پہلے سوچلیگا مگر حبیا اس سب سے بہتر اور عالم کو رحمت ذات ہے جسنے صدہا کو شہنشاہ بنادیا اور آپ وہی کا وہی رہا - وہی ایک بوریا اور ایک بند ہی اور ایک کمبل - بیسیون کو نصف دنیا کا مالک کردیا اور آپ اپنے چبوترے سے کہجور کی چہال کے حجرہ ہی میں رہنا پسند کیا - کروڑہا روپیہ لاکہون کو بخشدیا لیکن آپ انہی چند ٹکون کے مالک ہے جن سے بمشکل ایک وقت کی روٹی مہیا ہوسکتی تہی -

ان برگزیدہ صفات نے آخرکار دشمنون سے بہی یہ کہلوادیا تو بیشک عالم کی رحمت ہے اور خدا کا برحق نبی ہے اور ہمارا نجات دہندہ ہے - ایک پکا چہٹا ملحد جو خدا کو بہی مخلوق کہتا ہے اور انسان کو اسکا خالق ٹہراتا ہے آنحضرت کی نسبت یہہ لکہتا ہے - اس صحرا نشین شخص مین صرف سیرچشمی اور صفات باطنی اور ریلیجس نظری ہی نہ تہی بلکہ اور بات یہہ تہی کہ وہ نہایت سنجیدہ تہا اور ایمین سے تہا کہ جسکا شعار متانت ہے اور جن کو نیچر نے گویا اپنے ہی ہاتہ سے بنایا ہے (دیکہو ٹامس کارلائل صاحب کی کتاب جلد ۶ صفحہ ۲۲۵) اسی عرصہ مین حضرت ابوطالب کو تجارت مین کچہہ ٹوٹا آیا - ابوطالب کی تجارت کو نامی وسعت حاصل ہوگئی تہی آپ اپنے دادا کی طرح شام اور یمن مین بڑی تجارت کرتے اور اپنا مال بحری راستہ سے دمشق اور شام کے دوسرے شہرون مین لیجاتے حجاز کی کہجورین یمن کے عطر اور اسکے بدلے مین قسطنطنیہ کی چیزین لاتے اور ان ممالک مین فروخت کرتے - کچہہ تجارت مین ٹوٹا پڑا اور کچہہ کال نے رہا سہا تمت نکال لیا - یہانتک آپ کی یہہ کیفیت ہوئی کہ اپنی اولاد کو سنبہالنا مشکل پڑگیا - یہہ دیکہکر آنحضرت نے فوراً مدد کرنی چاہی اور ان گوناگون احسانون کا کچہہ اور کسیقدر معاوضہ دینا چاہا جو حضرت ابوطالب نے آپکے ساتہہ کئے تہے - آپ نے ابوطالب کے بیٹون مین سے حضرت علی کو اپنی سرپرستی مین لیلیا اور ان کو تعلیم دلوانی شروع کی مکہ مین آنحضرت اور عباس ابوطالب کے بہائی کو یاد دولتمندون مین سے تہے ایک لڑکا سرپرستی کے لئے حضرت عباس نے لیلیا اور یون ابوطالب کو اپنے کنبہ کی پرورش سے کسیقدر سبکدوش کیا -

آنحضرت کی سرپرستی مین حضرت علی آئے حضرت عباس کی سرپرستی مین جعفر آئے اور تیسرا لڑکا عاقل اپنے باپ کے ساتہہ رہا - آنحضرت کے بچپن ہی مین سب اولاد نرینہ فوت ہوچکی تہی اسلئے حضرت علی کو آپ نے بچون کی طرح پرورش کیا - اور حضرت علی سے آپ کی ڈہارس بندہی ادہر حضرت علی کی اطاعت اور اپنے چچازاد بہائی کی فرمانبرداری اور ادہر محمد کا عالمگیر خلق

ف۱ دیکہو تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۳۹۶ - ابن الاطہر جلد دو صفحہ ۴۲ - ابن ہشام صفحہ ۱۰۹ -

ربط و ضبط الفت و محبت کا نمونہ دکہار ہا تہا جسقدر انحضرت حضرت علی سے محبت کرتے تہے اوسیقدر علی اطاعت مین سرگرم تہے ایک اطاعت اور خلق ہی ایسی چیز ہے کہ جو غیر کو ہی اپنا بنا لیتا ہے۔ آخر اس اطاعت اور فرمانبرداری کا یہہ نتیجہ نکلا کہ انحضرت نے اپنی پیاری بیٹی فاطمہ کی حضرت علی سے شادی کردی۔ اس شادی نے گویا ہمیشہ کے لئے باہمی طرفین کی محبت کو خوب مضبوط کر دیا یہہ رشتہ کی محبت گویا خانگی محبت تہی لیکن اسلامی محبت مین سب کا درجہ برابر تہا۔ اور رسول کا وہ ہی زیادہ پیارا تہا کہ جس نے خدا کے احکام کی پوری بجاآوری کی اور ہمیشہ اشاعت دین مین زیادہ کوشش کی۔ اسلام مین اسلئے نہ خاندان کی خصوصیت ہے نہ قوم و ملک کی حاجت ہے ہان اگر ضرورت ہے تو صرف نیک اعمال کی۔

جابر قومون اور ملکون کی طرح یہہ بات نہین ہے کہ اپنے ہی کنبہ یا قوم کو حقوق بخشے جائین اور دوسرے ملک کا خواہ کیسا فرمانبردار کیون ہون جب ہی وہ حقوق نہ دئے جائین۔ اگر ایک شخص چینی ہے اور وہ نیک اعمال مسلمان ہے اور ارکان دین کا پابند ہے اُس عرب مکی سے لاکہہ درجہ بہتر ہے کہ جو کعبہ کا مجاور ہے اور شریف مکہ کا بیٹا پوتا ہے یا قوم قریش مین سے ہے مگر بد اعمال ہے جو حقوق کہ ایک عربی کو حاصل ہین اسلامی ملکی اصول مین وہ ہی حقوق ایک عجمی کو حاصل ہین۔

انحضرت نے اپنے رحم اور خداترسی کی اور بہی اسی عرصہ مین ایک مثال دی اور وہ یہہ تہی کہ ایک نوجوان عرب زید نامی حارث کا بیٹا مکہ مین غلامون کے زمرہ مین قید ہو کر آیا۔ اسکو بداندیش اور دشمن قریش قید کرکے لائے تہے بی بی خدیجہ کے بہتیجہ نے اسکو خرید کر اپنی پہوپی کی خدمت مین پیش کیا۔ بی بی خدیجہ نے انحضرت کو بطور تحفہ کے زید کو دیا۔ انحضرت نے زید کو فوراً آزاد کر دیا۔ اور کہا اے نوجوان تو آزاد ہے جاہے یہان جا اور چاہے یہان رہ تو کسی کا مقید نہین ہے کوئی تجہسے اب نگاہ نہین ملا سکتا آپکے اس رحم اور خداترسی نے اس نوجوان عرب پر یہانتک اثر کیا کہ وہ آپکا دل حلقہ بگوش ہو گیا اور اسکا مفتوح قلب زندگی بہر آپکا مطیع ہی بنا رہا۔ اسکے ماں باپ اور قوم کے چند آدمی لینے کے لئے آئے لیکن وہ نہین گیا اور اپنے باپ سے کہا کہ مجہے ایسا مہربان آقا اگر چراغ لیکر ہی ڈہونڈو گا جب ہی نہین مل سکتا۔

شاید بعض عقول غلام آزاد کردینا کچہہ بات نہ خیال کرین اور اس بخشش کو وہ معمولی سخاوت سمجہین مگر جنہون نے تاریخ عرب دیکہی ہے وہ جانتے ہین کہ اس زمانہ مین صرف شریف غلام کے حاصل کرنے پر عرب اپنی لعل سی جانین تصدق کر دیتے تہے اور ایک ایک غلام دس دس بیس بیس ہزار ریال کو خریدتے تہے وہ بہی نہین مل تا تہا۔ غلام کا آزاد کرنا اس زمانہ مین بڑی بہاری بخشش تہی اور غلام ہی شریف غلام۔ محمد عربی کے اس اپنے مثل رحم سے مکہ مین ایک روحی تحریک پہیل گئی اور مخالف ہی آپکے رحم و اخلاق کے قائل ہو گئے۔ آپکی یہہ شہانہ عادتین خود بخود دلون کو مفتوح بناتی جاتی تہین اور مخالفین کے قلوب از خود مائل ہو رہے تہے۔

اس امتحان اور آزمائش میں پندرہ برس گذر گئے ان برسوں میں آنحضرت کو اکثر دلگیری حاصل ہوتی رہی لیکن یہہ بہی ہمدردی جو مخلوق کی طرف سے آپکے دل میں پیدا ہوئی تہی ترقی کرتی رہی۔ اور آپ صبر اور بردباری سے ان غموں اور دلگیریوں کو سہتے رہے جو ان پندرہ برس میں وقتاً فوقتاً آپ پر پڑتے گئے آپ ان تکالیف کو مخلوق کی ریفارم کی آرزو پر سہتے تہے اور اس سے دلچسپی لیتے تہے۔

آپکا ملک آپ کی آنکہوں کے آگے کس ابتری کی حالت میں پڑا ہوا تہا۔ رات دن کے بے بنیاد فساد اور آپس میں بیگناہ جانوں کا قبل از وقت ضائع ہونا۔ وحشت کو بہرحال عزیز جاننا۔ اپنی زندگی بداخلاقی اور بد اعمالی کی دہواں دار تاریک کہائی میں بسر کرنا۔ اور خدائی گوناگوں برکتوں سے محروم رہنے کی عادتیں ایسی غضب تہیں کہ جو محمدؐ عربی کے دل میں کہٹک رہی تہیں اور آپ ان صحرائی نیکیوں کا عالمگیر عمل ملاحظہ کر رہے تہے کہ جو اور بہی رہا سہا قوم انسان کو تباہ برباد کئے دیتا تہا۔

ان باتوں کی سچی فطرۃ کا اندازہ وہ ہی شخص کر سکتا ہے کہ جسکو قدرت سے ممتاز عقل کا حصہ ملا ہے اور جسکی شبانہ زندگی وحشیوں میں گزری ہے اور کبہی کبہی اس حالت میں اسکو اصلاح کا خیال بہی آچکا ہے ایسا شخص سمجہیگا کہ کتنے بڑے عالی ظرف شخص کا کام ہے اور ایسی وحشت کی تاریکی میں شائستگی کا نور چمکانا یا چمکانے کا ارادہ کسقدر ناممکن الوقوع معلوم ہوتا ہے۔ جو تکلیفیں گذرتی ہیں وہ ہی مصلح نفس سہتا ہے کبہی وہ اپنی کوششوں کو کامیاب دیکہکر خوش ہو جاتا ہے اور کبہی اپنی سعی کے سلسلہ میں ناکامی دیکہکر بسورنے لگتا ہے۔ کامیابی کی خوشی اسکے دل پر ایک عارضی اثر کرتی ہے اور ناکامی کا صدمہ دل میں ایسی جگہہ پکڑ لیتا ہے کہ پہر کبہی نہیں نکلتا۔ وہ اپنی آپ ہی آپ ڈہارس بندہواتا ہے اور اپنا آپ ہی اطمینان کرتا ہے۔ ناکامیابی اسکو گہیرے رہتی ہیں اور کامیابیاں جوں جوں وہ آگے بڑہتا ہے پرے سرکتی جاتی ہیں اور دور دور علیحدہ علیحدہ چلتی ہیں۔ یہہ تو معمولی ریفارمر کا ذکر ہے کہ صرف حضرت موسیٰ یا عیسےٰ کی طرح اپنی ہی قوم کی اصلاح پر لانے کی کوشش کرنے مگر محمدؐ عربی پر خیال کرنا چاہیے جو تمام دنیا کی اصلاح کرنے کے لئے پیدا ہوئے تہے ان کا ظرف کیسا عالی ظرف تہا جسکی نسبت ایک اشارہ خداوند نے بہی اپنے کلام میں کیا ہے اور وہ یہہ ہے کہ اگر ہم اپنی امانت پہاڑوں کو دیتے یا اپنا کلام ان پر بہیجتے تو وہ کرچی کرچی ہو جاتے۔

یہہ اشارہ صرف اس ہی ریفارم کا بوجہہ اوٹہانے سے ہے جسکا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے کوئی شخص چاہے جیسا فاضل ہو کوئی معمولی کام بہی نہیں کر سکتا جب تک اس میں مشورہ نکرلے مگر جس مقدس ذات نے اتنے بڑے فرض کی انجام دہی کے لئے نہ کسی کی مرضی پوچہی اور نہ کسی سے مشورہ لیا جو کچہہ کیا اپنے بہروسہ پر کیا پہر بہلا عام انسانوں اور نبیوں میں اسکا امتیاز بدرجہ کیوں نہ قائم کیا جائیگا اور وہ تمام جہان کے انبیا علیہم السلام اور حکماسے کیوں نہ افضل ہوگا اور ایسی صفتوں پر سوائے اس کے خیر البشر کا لقب اور کسپر صادق آئیگا اور یہہ مصرع سوائے اس بابرکت ذات کے اور کس پر عاید کیا جائیگا۔

بعد از خدا ترک تو لی قصہ مختصر

آپ کا دو بار شام تشریف لیجانا بار بار آپ کی آنکھوں کے آگے اخلاق اور تمدن کی پامالی اور خرابی کا ناگفتنی نظارہ کا نقشہ کھینچتا تھا۔ باہم حریفوں نے ایک دوسرے کے عقائد اور مذہب کا چکنا چور کرنا شروع کر دیا تھا حقیقت کی راہ تو سب بھول گئے تھے ادھر اُدھر رستوں میں بھٹکنے لگے تھے جنکا انجام کفر و الحاد پر ہو تا تھا۔ خدا کو چھوڑ ان کے ہان لکڑی کی تیلیوں اور پتھر کے کھلونوں کی پرستش ہونے لگی تھی ان کی اس قابل اصلاح حالت نے اپنے کو حجاز کی چار دیواری ہی مین مقید نہ رہنے دیا بلکہ عرب کے نامور شہروں پر بھی اسکا زہریلا اثر پڑنے لگا تھا۔ ان کی تلخی کی بھری ہوئی باتین اور پھر ان کا سمی اثر بیرحمی اور قصائی پنے سے انسانی کھیتی کو روندے ڈالتا تھا۔

یہہ نظارہ جسقدر خوفناک تھا اسیقدر مایوسی اور وہ بھی دلشکن مایوسی دیرہا تھا۔ ہاتھوں کے طوطے رسے جاتے تھے اور جان الگ ڈہلی جاتی تھی۔ لیکن محمد عربی کے صبر و شکیبائی کی وہ ہی حالت تھی بلکہ جون جون آپ یہہ یہہ صورتین ملاحظہ کرتے اور بھی نئی نئی ریفارم کی امیدون کے دریا آپ کی مبارک طبع مین موجزن ہوتے وہان لوگون کی یہہ کیفیت تھی اور یہان محمد عربی کا استغراق فطرۃ اور اسکے پیچیدہ مسائل کی طرف ہوتا تھا آپ کی روح بلند پروازی کر رہی تھی اور مخلوق کے معمہ پیچیدہ بھیدون سلجھا رہی تھی جس سے آپ موت و زندگی کے خوفناک بھنور کی ماہیت اور کیفیت اُٹھا رہے تھے۔ نیکی اور بدی کی بھول بھلیون کی گلگشت کر رہے تھے تاکہ ان سب مین سے وہ باتین پیدا ہون کہ جو ایک عالم نجات کی راہ پر لائین۔ موت کی راہ صاف ہو جائے اور زندگی کا بھنور مٹ جائے۔ نیکی کی راہ روشن اور صاف ہو اور بدی کی بھول بھلیان مٹا دی جائے اور اسکی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے۔

اس حالت مین چند نفس جنہین حق کی تلاش تھی وہ اپنی قوم کی بد اعمالی سے تنگ آ کر ادھر اُدھر بھٹک رہے تھے اور انہین ایسے آرام کی جگہہ کی تلاش تھی کہ جو انہین حال اور آیندہ کا کامل اطمینان دلادے اب تک انہین دوامی آسایش اور محقق شادمانی نہ ملی تھی ۔۔۔ آخر عالم کا نصیبہ جاگا اور خدا نے اپنا سابق وعدہ پورا کیا یعنے محمد کو نبوت ملنے کے دن آئے۔ شادی کے بعد سے آنحضرت کا قاعدہ تھا کہ کبھی کبھا ابھی اب تنہا کبھی کبھی آدمیونکے ساتھ غار حرا میں

چار آدمی زید نوفل بی بی خدیجہ کا چچازاد بھائی ۔ عبید اللہ عثمان اپنا اپنا بت پرستی کا مذہب چھوڑ کر اس تلاش مین سرگرم تھے کہ دین حق کا پتہ لگ جائے انمین سب سے زیادہ سرگرم زید تھا نبوت کا ڈیلومہ ملنے سے پہلے زید تو محمد نے اسکی بت پرستی چھوڑنے پر مبارکباد دی ۔ جب زید کے مرنے کے بعد زید کے بھائی نے آنحضرت سے عرض کیا کہ آپ اسپر خدا کی رحمت نازل ہونے کی دعا کرین تو آپ نے فوراً وہ دعا مانگی جو اپنے واد اکے لئے نہ مانگی تھی جسنے بت پرستی مین جان دی ابن ہشام صفحہ ۱۴۵۔

اب اسکو دوستی کا پہاڑ کہتے ہین ابن ہشام ابن الاثیر اور ابو الفدا نے تو یہ لکھا ہے کہ یہان رمضان کے مہینہ مین آپ بیٹھکر عبادت کرتے تھے بھوکون کو کہانا کھلاتے تھے اور قابل امداد اشخاص کی مدد کرتے تھے مگر طبری لکھتا ہے کہ آپ رجب کا مہینہ یہان بتایا کرتے اور عبادت کرتے تھے اور مصنفین مثلاً احمد ابن ... [illegible] ... رمضان ... [illegible] ... جن کی مدد ... [illegible]

[illegible]

تشریف لیجایا کرتے تھے یہہ جگہہ ایک ویران گہاٹی کے قریب قایم ہے نہ یہان سایہ دار درخت ہین نکوئی
چشمہ ہے اور نہ کوئی آفتاب کی برہنہ کرنون سے پناہ کی جگہہ ہے۔ الواقدی اپنی کتاب سیر واقدی کے صفحہ
۸۲ مین لکہتا ہے آنحضرت اکثر اس زمانہ مین مغموم رہا کرتے تھے اور یہہ مغموم یا متفکر رہنا آپ کا خلقی تہا
فکر مند رہتے تھے آپکو کبہی آرام نہ تہا بغیر ضرورت کے کبہی کسی سے کلام نہ کرتے تھے اکثر آپکا وقت خاموشی
مین گزرتا تہا۔ آپ اگر بات بہی کرتے تھے تو بہت آہستہ آہستہ آپ فقرے چہوٹے چہوٹے فرماتے تھے مگر ان مین
مطالب بڑے بڑے ادا کر جاتے تھے ان فقرون مین نہ زیادہ الفاظ ہوتے تھے نہ کم۔ یہہ مغمومی اور متفکری
صرف اس عظیم الشان کام کی انجام دہی کے لئے تہی کہ جسکو آپ ہی کی ہمت کر سکتی تہی اور اس کا بوجہہ اٹہا سکتی
تہی۔ آپ یہان تمام شب عمیق تر خیالات مین مستغرق رہے اور اس خدائے واحد کی حضوری مین اپنا وقت
گزارا کہ جو دکہائی نہین دیتا لیکن سب جگہہ ہے جسکی قدرت کے ہاتہہ تمام جہانون پر پہیلے ہوئے ہین جسکی
برکت سے ساوی کرہون کی صورت نظر آتی ہے اور ان کی ہستی قایم ہے اسکی بادشاہت جیسے اس د
مین مسلم ہے ایسی ہی اور عالمون مین بہی جو اس سے بہی لاکہون حصہ زیادہ بڑے ہین تسلیم شدہ ہے
یکایک غیرت حق کو حرکت ہوئی وحدت کا دریا امڈا اور جوش ربانی کا جام چہلکا۔ یعنے ایک آواز ان
چیزون مین سے نکلتی ہوئی معلوم ہوئی جو آپکے گرد تہین اور وہ آواز یہہ تہی خدا نے اپنا وعدہ پورا کیا
جسنے عالم کی ہدایت کے لئے منتخب کیا۔

آوازون کا آنا جو چٹانون اور ٹیلون مین سے نکل رہی تہین اور فرشتون کا آنا یہہ کیا تہا صرف ا
برگزیدہ صفات کا اثر تہا کہ جو آپ کی فطرت مین اول ہی روز سے آمیز ہو چکی تہین یقیناً حضرت جبر
آئے اور خدا کی وحی لاکر پڑہائی۔

ف یہہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اسپر ایمان لائے لیکن وحی نازل ہونے کی نسبت مین ایک ایسا مضمون تحریر کرنا چاہتا ہون کہ جو معترضون کا بہی ایسا ہی اطمینان کردے کہ جیسا
اور نبی کے احکام مسلمانون کا اطمینان کر دیتے ہین۔ حالانکہ سمجہدار اور عاقل کے آگے یہہ کچہہ مشکلات نہین ہے وہ بخوبی اسے سمجہہ سکتا ہے لیکن اکثر کم عقل معترض
گر پڑتے ہین اور پہر بعض وقت مسلمان انکا دلی اطمینان نہین کر سکتے۔ بعض دفعہ یہہ ہوتا ہے کہ مخالف سمجہہ تو گیا لیکن مغالطہ مین ڈالنے کے لئے
ضروری جانتا ہے تاکہ اس مسئلہ کے ماننے والے دہوکے مین پڑین اور انکے اعتقادات مذہبی مین خام ہوجائین۔ یہہ روایت سب کے نزدیک مسلم ہے
وحی نازل ہونے سے پہلے آپ چہہ مہینے متواتر خواب دیکہا کئے۔ اب وحی نازل ہونے کے وقت اپنے چشمہ مین لیٹے ہوئے عبادت کر رہے تہے آپنے سنا کو
میرا نام لیکر پکارتا ہے یہہ سنکر آپنے سر مبارک باہر نکالا اسوقت آپ پر اسقدر روشنی طاری ہوئی کہ آپ پر رحمت بخش ہونے غلبہ کیا۔ جب آپکو ہوش
آیا آپکے آگے ایک فرشتہ آدمی کی صورت مین نکر آیا اور سامنے آپ کے سامنے ایک نورانی لوح رکہکر کہا کہ پڑہو۔ آپنے فرمایا کہ مین پڑہنا نہین
جانتا۔ پہر فرشتہ نے کہا کہ بسم اللہ پڑہو کہ جسنے اللہ کا نام لیکر پڑہو جسنے آدمی کو ایک قطرۂ خون سے بنایا اور جسنے اللہ کا نام لیکر پڑہو
انسان کو قلم کا استعمال سکہایا اور جو اس کی روح مین علم کا خود ڈال سکتا ہے آپکا دل اسی لحظہ روشن ہوگیا اور وہ نوشتہ با آسانی پڑہ لیا
پہر آپکو بہت گہبراہٹ ہونے لگی اور آپ جنگل کو دوڑ کر تشریف لیگئے یہان آپکو در و دیوار سے آواز آنے لگی اے محمد تو خدا کا نبی ہے اور مین جبرئیل فرشتہ ہون
یہہ بہی نقل ہے کہ جب آپ پر وحی نازل ہوتی تہی خواہ کیسا ہی سرد کتنا جاڑا کیون نہو آپکی پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہو جاتے اور آپ پر بیہوشی طاری ہو جاتی تہی آپکا چہرہ
متغیر ہو جایا کرتا تہا اور آپ بہت فکرمند دکہائی دینے لگتے تہے۔ بلکہ وحی نازل ہونیکے وقت اگر آپ اونٹ پر سوار ہوتے تہے تو اس اونٹ کی عجیب طرح کی حالت ہو جا
کبہی وہ پچہلے سر جہکا کر زمین پر بیٹہ جاتا تہا کبہی آہستہ کہڑا ہوتا تہا اور کبہی اپنی ٹانگین بانہے لگتا تہا اور اسکی ایسی ہی حالت ہوتی تہی کہ وہ اپنی ٹانگون کو ٹکڑا
ڈالتا تہا۔ غرض حالت اصلی بوقت وحی نازل ہونیکے وقت آپکی حالت بہی متغیر ہو جایا کرتی تہی۔
اس بیان مین سے کے مسلم یہ ہو لوگونکے خیالات اور اعتراضات کو بہی نقل کر دیتا ہون اور پہر ان سب کا تشفی جواب دیا جائیگا انشاء اللہ۔

اور وہی پیغام دیا کہ جو حضرت موسےٰ اور عیسےٰ کو دیا تہا پیغام کا بہیجنے والا اور لانے والا تو وہی تہا لیکن اسکے پیغام مین کچہ ترمیم ہو گئی تہی اور ڈہنگ بدل گیا تہا۔

ایک مسیحی مصنف لکہتا ہے کہ عموماً بڑی بڑی عقلمند مرد و عورت کو ایسے وہم اکثر پیدا ہوتے ہین یعنے جب وہ کسی چیز کا خیال کرتے ہین اور انکے دماغ مین یہ جمنے لگتا ہے کہ ہم کو کوئی چیز مین یہی خیال پکنے لگتے توت واہمہ ایسی قوی ہو جاتی ہے کہ شکلین نظر آنے لگتی ہین اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجسم صورتین کہڑی ہوئی وہی ہاتہ کہڑی ہین کیونکہ جنکا خیال اپنے دلمین رکہ کرتا ہے۔ اور یہ باتین روز مرہ دیکہنے مین آتی ہین۔ کہ جب ہم کسی اندہیری جنگل مین جاتے ہون اور ہمین جن بہوت بلا کا خیال آئے تو فوراً سامنے کے ٹیلے چٹان اور درخت جن معلوم ہونے لگتے ہین اور یہ دکہائی دیتا ہے کہ وہ حملہ کرنے کیلئے آگے بڑہ رہے ہین عنقریب کہا جائینگے۔ حالانکہ یہ سب وہم و گمان ہی ہے کچہ بہی نہین ہوتا نظر سب کچہ آجاتا ہے۔

پہر وہی مصنف قیصر روم کے ہمزاد کی حکایت لکہتا ہے۔ اور وہ یہ ہے پیشتر اسکے کہ بروٹس ایشیا سے روانہ ہو ایکدن آدہی رات کو خیمہ مین بیٹہا ہوا تہا خیمہ مین وہ تنہا تہا نوکرون کو اسنے خیمہ مین سے باہر نکال دیا تہا کیونکہ وہ جانتا تہا کہ اگر میرے دوست میرے پاس بیٹہینگے تو مجہے میرے معاملات مین فکر کرنے نہ دینگے۔ کرسی پر بیٹہا ہوا ادہر ادہر کی باتین سوچ رہا تہا ایک شمع دہندلی اسکے خیمہ مین جل رہی تہی خیالات کا ہجوم تہا مگر وہ خیالات کی بہرمار اسکے دماغ پر ہو رہی تہی دل جو پہلے ہی سے خوفی تفکرات سے چور ہو گیا تہا اپنے تئین تکلیف دہ خیالات نے اور بہی اسے اپنی مٹہی مین دبا لیا تہا اسپر تمام سلطنت کا بار پڑا ہوا تہا وہ جانتا تہا کہ دنیا مین کوئی میرا دوست نہین ہے پہر بہی اس تصور سے اسکی امید کا پتہ ہو کیون ایشیا اور یورپ کا بادشاہ بنون آرہا تہا ان عمیق تر خیالات مین وہ مستغرق تہا کہ یکایک وہ چونکا اور اسنے اپنے پہلو مین ایک مہیب صورت کہڑی دیکہی جسنے اسے دہلا دیا اور اسکی گہگہی بندہ گئی دوسری حکایت ایک کروڈنم نامی شخص کی بیان ہوئی ہے جب وہ تمام ناامیدین اور مایوسیون کا شکار ہو چکا تہا اور طرح طرح کی ناکامیون نے اسکو احاطہ کر رکہا تہا وہ بستر پر بے چینی سے کروٹین بدل رہا تہا کہ یکایک اسنے ایک شخص اپنے پاس کہڑا ہوا دیکہا جو باآواز بلند یہ کہہ رہا ہے کہ تو تمام انگلستان مین شہرت حاصل کریگا اور تیری دہاک انگلینڈ مین بندہ جائیگی ہمت نہ ہار اپنی کوششون مین کامیاب ہوگا تیسری ایک شخص مولی توبش[1] کی حکایت ہے جو اور بہی عجیب ہے مولی توبش ساریا گوسا مین پیدا ہوا تہا اور ہسپانیہ کا باشندہ تہا۔ اسنے ایک کتاب کوہیٹن ازم لکہی ہے اس کتاب مین اسنے یہ لکہا ہے کہ ہر شخص بشرطیکہ مستقل مزاج ہو الہام ربانی کا مستحق ہو جاتا ہے اور اگر وہ ذرا بہی اپنی کوششون مین مضبوط ہو تو اسے غیبی بشارتین ملنے لگین گی اور وہ بشارتین صرف اس کا خیال ہی خیال ہوا ہے۔

پہر مسٹر کاٹن اور فیلن صاحب پادری کلارک کیمبری نے ایک کتاب ہادی روح نامی لکہی ہے اونہون نے اس امر کو بہت زور دیکر لکہا ہے آدمی کو خاموشی چاہیے اور ہر کام مین صبر و تحمل کرنا زیبا ہے کیونکہ اگر وہ ایسا نکریگا تو اس کی روحانی ترقی رک جائیگی اور روحانی قوت ضائع ہونے کے بعد یہ محض ناممکن ہے کہ وہ انسان کہلائے جانے کا مستحق ہو۔ روحانی قوت حاصل کرنے کیلئے ایسے چاہیے کہ وہ اپنے خیالات کو نظر ہی چیزون سے باز رکہے اور جب وہ اسطرح اپنے خیالات پر قادر ہو جائیگا تو اسے الہامات ہونے لگینگے اور اسکی دونو قوتین یعنے عقل و حواس خدا کی ذات مین مستغرق ہو جائینگے۔

ا؎ تامس پین صاحب اپنی کتاب اصل نبوت کی جلد ۳ صفحہ ۸۸۳ مین لکہتے ہین۔

[1] مولی توبش نے جب ان باتون پر بحث کی کہ جسنے اسکی ذات معرا تہی تو راسخ الاعتقاد مسیحیون کو اسپر غصہ آیا سبب اسکے جا کر دریافت کہ جو کچہ تو کہتا ہے تو بہی ان باتون کو دکہا سکتا ہے یہان سوائے زبانی باتون کی اور کچہ نہ تہا۔ آخر ۱۶۸۵ء مین قید ہو گیا اور جنون اسکے دماغ مین رنگ لا رہا تہا پہر اس سے دریافت کیا گیا پہر اسنے اپنی وہی الم کہانی گائی آخر ۱۶۸۷ء مین حبس دوام کا حکم دیا گیا ۱۶۹۶ء مین قید ہی کی حالت مین مر گیا گویا یہین اسکے جنون کا خاتمہ ہو گیا۔

ترمیم تو یہہ ہوئی تھی کہ خاص قوم کی ہدایت سے عام ہو گئی تھی یعنے اور پیغمبر خاص قوم اور خاص ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے اور ہمارے نبی عالم کی رحمت بنا کر بھیجے گئے

چوتھی حکایت پھر ایک میڈم ڈمی گاٹن نامی کی بیان ہوئی ہے یہہ خاتون سنہ ۱۷۲۴ء میں جاڈون ٹاجیس میں پیدا ہوئی۔ اس عورت نے یہہ مشہور کیا تھا کہ میرے پاس خدا کا فرشتہ آتا ہے۔ اور وہ لوگوں کو دکھا بھی دیتی تھی کہ آسمان سے یہہ فرشتے نازل ہوے ہیں۔ جی یون صاف اور میڈم ڈمی بین دو مرد و عورت اسکے معتقد ہوگئے اور انہوں نے عوام میں یہہ بات تسلیم کروا لی چاہی کہ یہہ عورت نبی ہے۔ اسنے تمام لوگوں میں ایک آفت برپا کر دی اور سینکڑوں اسنے اس اعتقاد کے دشمن ہوگئے آخر اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ فوراً جیل خانہ پہونچائی گئی چھہ برس قید خانہ میں رہی پھر سبٹ نامی ایک انگریز نے اسکی مخبری کی کہ یہہ پوشیدہ پوشیدہ قید خانہ سے اپنے معتقدین کو لکھہ لکھکر بھیجتی ہے عنقریب بغاوت پھیل جاویگی اور لاکھوں آدمی قتل ہو جاوینگے حالانکہ یہہ محض غلط مخبری تھی اصل میں سبٹ نامی شخص اسکے ساتھ ناجائز طور سے شادی کرنا چاہتا تھا وہ چند شرطیں پیش کرتی تھی لیکن یہ شخص منظور نکرتا تھا اسلیئے اسنے دشمنی سے مخبری کر دی اس مخبری کا نتیجہ یہہ ہوا کہ فصیلہ جلاوطنی ہو جہان جو وہان کا لا پانی تھا عمر بھر کو قید کر کے بھیجی گئی یہہ قصہ ملوانی کے نزدیک ہے یہان یہہ بیچاری مر گئی ہوئی دنوں کے بعد یہہ مشہور ہوا کہ وہ دیوانی تھی اسلیئے کہ اسکی نانی بھی مجنونانہ تھی —

پانچوین حکایت سویڈن نامی شخص کی مسیحی مورخ بیان کرتے ہیں کہ سنہ ۱۶۸۹ء میں سٹوک ہال میں پیدا ہوا یہہ بہت بڑا فاضل اور ادیب تھا اور اپنے علم و فضل کے سبب تمام یورپ میں مشہور ہو گیا فلسفہ میں اسے بڑا دخل تھا اور یہہ ہمیشہ اپنے خانگی کاموں میں بھی منطق و فلسفہ ہی کیا کرتا تھا علم و فضل کی یہانتک نوبت پہونچی اور اسکے دماغ میں ایسے خیالات پکے کہ وہ یکایک یہہ خیال کرنے لگا کہ میں انگلستان کی ریفارم کے لیئے بھیجا گیا ہوں اور یہہ اسنے بیان کیا کہ میں نے ایک فرشتہ دیکھا جسنے مجھسے کہا کہ تو اپنے ناکامل علم کی تکمیل چھوڑ دے اور اپنی ہمت کو اس نئے مفوضہ کام میں صرف کر اسنے خیال کیا کہ میں فرشتوں ہی سے باتیں نہیں کرتا بلکہ آسمان پر فرشتوں کے ساتھ رہتا ہوں اور تمام چیزوں کو روحانی دنیا میں دیکھتا ہوں گویا کہ میں بھی ایک فرشتہ ہوں —

دن کو میں اس دنیا میں رہتا ہوں اور شب کو آسمان پر چلا جاتا ہوں اور تمام دوزخ و بہشت کی سیر کرتا ہوں فرشتے باادب میرے سامنے کھڑے ہوتے ہیں میں انپر رحمت بھیجتا ہوں اور وہ مجھے برکت دیتے ہیں۔ اپنے ان ہی خیالات کی ادھیڑبن میں سنہ ۱۷۷۲ء میں اسکا انتقال ہو گیا —

چھٹی حکایت اور بھی مسیحی مورخ زور دیکر بیان کرتے ہیں اور وہ میڈم کرڈنر کی حکایت ہے سنہ ۱۷۶۴ء میں پیدا ہوئی۔ یہہ عورت دراصل خانگی تھی اور اس کی بدوضعی کی دہوم تمام مسیحی شہروں میں مچ رہی تھی پھر اس خاتون نے کہتے ہیں کہ اپنی یہ بدوضعی چھوڑ دی اور وہ ریاضت و عبادت میں مصروف ہوئی اسکی عزلت نشینی اور عبادت نے اسکے دماغ میں ایک ایسی صورت پیدا کر دی کہ آخر اسے یہہ معلوم ہونے لگا کہ میرے پاس خدا کا فرشتہ آتا ہے اور وہ یہہ کہتا ہے کہ تو مذہب عیسائی کی درستی کر۔ اس بات نے اس عورت کی دہوم مچا دی اور سنہ ۱۸۱۵ء میں سکندر اول شہنشاہ روس اسکا معتقد ہو گیا رفتہ رفتہ سکندر کو کرشمے دکھاتی تھی اور اسے معلوم ہوتا تھا کہ خدا کے فرشتے آسمان سے اتر رہے ہیں —

اس قسم کی بہت سی حکایتیں مسیحی مورخ اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں ان کا دعویٰ یہہ ہے کہ جب خیالات پک جاتے ہیں تو اس قسم کے وہم مجسم ہیئت میں جلوہ دینے لگتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے ہی خیالات کی تائید کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے حالانکہ اس کا وہ نرا وہم و گمان ہی ہوتا ہے —

اگر ایک ایسا شخص جسکو فطرۃ سے عقل کا ذرا بھی حصہ ملا ہے وہ ان حکایات کو ایسا ہی لغو اور بے بنیاد

ڈھنگ یہہ بدلا تہا کہ وحی لکھی ہوئی دکہائی گئی تہی۔ مدت کے جوشون اور ربانی محبت کے ولولون نے آخر یہانتک نوبت پہونچی کہ نبوت کا تمغہ آپکو دیا گیا۔ ابن الطہر اپنی کتاب صفحہ ۴۴ مین لکہتا ہے کہ

خیال کریگا جیسے کہ در اصل وہ ہین ان مجنونانہ خیالات اور دیوانہ پن کی لہرون سے نبوت کو کیا علاقہ اگر ہم یہہ بہی تسلیم کرلین کہ یہہ حکایتین صحیح ہین تو پہر بہی نبوت اور وحی نازل ہونے سے اسکو کیا علاقہ اسکی بعینہ یہی مثال ہے کہ ایک شخص کا نام سلطان ہے لیکن در اصل اسے رہنے کو جہونپڑہ بہی نہین ملتا اور ایک اصلی سلطان ہے تو کیا اس شخص کو جسکا نام سلطان ہے اور جو تیان چٹخاتا پہرتا ہے اصلی سلطان سے نسبت دیسکتے ہین یا اسے سلطان ثانی کہسکتے ہین یا اس سلطان کے افعال اصلی سلطان کے مطابق کہہ سکتے ہین کیا یہہ ممکن ہے کہ ہم اصلی سلطان کی طرز معاشرت کو اسکے ہمنام سے مساوات کرکے جانچ کرسکتے ہین اگر آج میرا دماغ الٹ جائے یا مین جان کر یہہ کہنے لگون کہ مین نبی ہون مجہپر وحی نازل ہوتی ہے تو کیا اس سے اصلی نبی اور اسپر وحی نازل ہونے کی تردید ہوجائیگی یقیناً یہی جواب دیا جائیگا کہ کبہی نہین اگر ایک شخص نبی کو چہوڑکر خدائی کا دعوی کرے تو کوئی اسکا منہ بند کرنے والا تو ہوگا نہین تو کچہہ اسکے جی مین آئیگا ہانکیگا مگر اسکا بیہودہ بکنا تقدس ذات باری کو دہبہ نہین لگا سکتا اور نہ مثل ٹہرا سکتا ہے۔ قیصر روم ایکدفعہ شاہ ایران نے اپنے کتے کا نام رکہا تہا اس سے کیا کتے اور قیصر روم سے کچہہ مناسبت ہوگئی یا قیصر کی وقعت گہٹ گئی۔ گلبدن ستون قاہرہ مین ایک مجرم کا نام ہے کیا وہ اصلی گلبدن ستون اور مجرم کو مقابلہ مین رکہسکتے ہین یا گلبدن ستون کی اس سے کچہہ وقعت یا عزت کم ہوسکتی ہے کبہی نہین یہہ تو بیچارے شخصون کی حکایتین بیان ہوئی ہین اگر میرے خیال مین حیوان کا ایک ایک شخص یہہ دعوے کرے کہ مین نبی ہون تو یہ بہی کہتا۔ [illegible] اصلی نبوت اور وحی کے نازل ہونے مین کچہہ بہی فرق [illegible] پڑنے کا۔ مخالفت اور تعصب کے اندہے ہوکر دیا ہے جو کچہہ [illegible] لکہدیا جائے اور [illegible] جیسے بالکل بنیادی باتین نگرانی کا کچہہ اثر نہین ہوتا۔ [illegible] عقلا کی نگاہ مین نری لغو اور بیہودہ باتین ہوتی ہین جن [illegible] یار اصلی نبوتون کی حکایتین بیان ہوتی ہین آنحضرت [illegible] کوئی پیغام کی کوئی الہامی کتاب [illegible] کے مرنے کے بعد ہی انکے معتقدین نے کچہہ ترقی کی حضرت اسلام کی مخالفت نے بہت اندہا کر دیا ہے [illegible] ہوتے چاہا بکا اور جو چاہا لکہدیا۔

اسکے بعد مین مناسب سمجہتا ہون کہ سید احمد خان صاحب بہادر کے سی ایس آئی کی تفسیر قرآن مجید جلد اول صفحہ ۴۰ سے نبوت اور نبی کی حقیقت نقل کرتا ہون اور بعد ازان اسپر ریمارک کرکے خود بہی نبوت نبی اور فرشتہ کی بابت تحریر کرونگا۔ سید صاحب بالقابہ اپنی تفسیر مین فرماتے ہین "وحی تو وہی ہوتی ہے جو خدا سے پیغمبر کو دی جاتی ہے مگر اگلے مفسرین نے اسکا بیان کہ وہ کیونکر دی جاتی ہے ٹہیک طور سے نہین کیا انہون نے خدا اور رسول کو دنیا کے بادشاہ اور وزیر کے مانند اور وحی کو بادشاہ کے کلام یا حکم یا پیغام کے مانند سمجہا ہے اور جبرئیل کو ایک جسم فرشتہ بادشاہ اور نبی مین ایلچی پیغام لیجانے والا قرار دیا ہے۔

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین ارقام فرماتے ہین کہ آسمان پر جبرئیل خدا کا کلام سنکر آنحضرت کے پاس آتے تہے اور وہ پیغام کہدیتے تہے پہر اس تقریر پر انکو یہہ مشکل پیش آئی کہ خدا کے کلام مین تو حرف اور آواز نہین ہے پہر جبرئیل نے کیونکر سنا ہوگا پہر اسکا جواب دیا ہے کہ ممکن ہے کہ خدا تعالی نے جبرئیل مین ایسی سماعت پیدا کی ہو جو خدا کا کلام سن لیتا ہو پہر اس مین یہہ قدرت رکہی ہو کہ وہ عبارتین اسکی تعبیر کرسکے اور یہہ بہی ہوسکتا ہے کہ خدا نے لوح محفوظ مین اسی ترتیب سے قرآن پیدا کردیا ہو اور جبرئیل نے اسے پڑہکر یاد کرلیا ہو یا یہہ ہوا ہو کہ اللہ تعالی نے کسی جسم مین خاص طرح کی آوازین پیدا کی ہون اور جبرئیل نے [illegible] اسکی ساتہ آواز ملائی ہو پہر اللہ تعالی نے جبرئیل کو بتادیا ہو کہ یہی وہ عبارت ہے جو ہمارے کلام قدیم کو پورا ادا کرے

پہلے سالکت اور خاموشی ساعتون مین - پو پہٹنے کی سیتر ہی اور سنسان منظر مین سیاد شبیم کی نفیر
سنسناہٹ مین یہہ آواز آئی اور وہ آواز آسمانی آواز تہی - تو خدا کا پیغمبر ہے اور تو آدمی ہے - ان ہیات
ہون مین نہایت ہی محنت سے دنیا کی کدورتون اور خیالات سے صاف کیا ہوا دماغ اپنی قابلیتون سے
پہرا اور فورًا آنکہون کے سامنے وحی نازل ہوتی دکہائی دی - اس وحی کا لانے والا وہ فرشتہ تہا کہ جسکو
خدا جبرئیل سے تعبیر کرتے ہین جو خدا اور نبی مین ایلچی کا کام دیتا ہے -

صداقت اور سچائی کا باپ اپنا پیغمبر آپ منتخب کرتا ہے اور اس سے باتین کرتا ہے اسکی آواز بادلون کی
گڑگڑاہٹ سے کہین زیادہ سخت تر ہوتی ہے اسکی تند آواز زمین کے جگر کو چاک کر دیتی ہے مگر نبی کی تسکین کر

دیتی ہے - یہہ تقریرین ہمارے علمار قدیم کی اسی قسم کی تقریرین ہین جنپر آج لوگ ہنستے ہین اور قرآن مجید اور مذہب اسلام
و مثل اس تقریر کے لغو سمجھتے ہین امام صاحب نے اسبات پر غور نہین فرمایا ہے کہ خدا نے انکے آنحضرت ہی مین ایسی ساعت یا لوح محفوظ
مین سے پڑہنے کی قدرت یا جس جسم مین سے وہ اونچی نیچی آوازین نکلتی تہین ان سے کلام سمجھ لینے کی طاقت کیون نہین پیدا
کی جو خدا کا کلام سن لیتے اور سمجھ لیتے تاکہ اس تکلیف کی کہ جبرئیل سنین پہر اس کی عبارت بنائین پہر آنحضرت کو آکر سنائین
حاجت نہ رہتی اسکی بہی تشریح امام صاحب نے نہین فرمائی کہ ان اونچی نیچی آوازون سے آواز ملا لینے کے بعد جبرئیل کو خدا نے کیونکر بتایا
کہ وہ ہی عبارت ہے آیا ان ہی اونچی نیچی آوازون سے - ان سے تو جاننا محال تہا کیونکہ دور لازم آتا ہے پہر اور کسی طرح بتایا ہوگا مگر پہلے ہی سے آنحضرت کو بتا دیا
ولاشک ان ہذا غفو لیس لنافی الاسلام نصیب - نبوت کو بہی علمار متقدمین نے ایک عہدہ سمجہا ہے کہ خدا جسکو چاہتا ہے یا جسکو منتخب کرتا ہے
دیدیتا ہے جیسے بادشاہ اپنے بندون مین سے کسیکو وزیر کسیکو دیوان کسی کو بخشی کر دیتا ہے - اور وہ اس منصب کے لیکر وہ کام شروع
کرتا ہے اور مبعوث ہونے کے ٹہیک ہی معنے انہون نے سمجھے ہین -

مگر میری سمجھ یہہ نہین ہے مین نبوت کو ایک فطری چیز سمجہتا ہون نبی کو اپنی مان کے پیٹ ہی مین کیون نہو نبی ہوتا ہے النبی نبی و لو کان
فی بطن امہ - جب پیدا ہوتا ہے تو نبی ہی پیدا ہوتا ہے جب مرتا ہے تو نبی ہی مرتا ہے -

نبی کا لفظ یہودیون مین زیادہ تر مستعمل تہا وہ اسکو لفظ نبا سے مشتق کرتے تہے جس کے معنے خبر دینے کے ہین وہ اسبات کے قائل تہے
کہ انبیا مثل نجومیون کے دنیا کی باتون مین سے غیب کی بات یا آئندہ ہونے والی باتین بتا دیتے ہین شاید اتنا فرق سمجہتے ہون
کہ نجومی ستارون کے حساب یا شیطانون کے اسرار سے بتاتے تہے اور انبیا ربانی کرشمہ سے پس جو شخص کہ کوئی پیشین گوئی نہین
کرتا تہا اسکو نبی یا پیغمبر نہین کہتے تہے - مگر اسلام مین اور مسلمانون مین یہہ خیال نہین ہے وہ ان سبکو جنپر خدا نے وحی نازل کی ہے
نبی جانتے ہین - اور پیغمبر مانتے ہین - گو کہ انسے کوئی ہی پیشین گوئی نہ کی ہو - بلکہ مذہب اسلام تو یہ بتاتا ہے کہ ان لا نعلم الغیب الا اللہ
یہی سبب ہے کہ قرآن مجید مین ہر ایک صاحب وحی کو نبی یا پیغمبر کہا گیا ہے جن مین سے اکثر کو یعنے داؤد و سلیمان کو یہودی نبی نہین کہتے -

بہر حال اس لفظی بحث کو چہوڑ کر نبوت درحقیقت ایک فطری چیز ہے جو انبیا مین بمقتضا انکی فطرت کے مثل دیگر قوائے انسانی کے ہوتی ہے
جس انسان مین وہ قوت ہوتی ہے وہ نبی ہوتا ہے اور جو نبی ہوتا ہے اس مین وہ قوت ہوتی ہے جسطرح کہ تمام ملکات انسانی اسکی کمی بیشی
انضمام دماغ خلقت کی مناسبت سے علاقہ رکہتے ہین اسیطرح ملکہ نبوت بہی اسی سے علاقہ رکہتا ہے یہ بات کچہ ملکہ نبوت ہی پر موقوف نہین ہے

عالم مین کوئی آفت برپا نہین ہونے دیتی یہہ وہ ہی اندرونی آواز ہے جس کے ذریعہ سے خدا اپنے
بندہ اپنے نبی سے باتین کرتا ہے یہہ آواز رفتہ رفتہ چھوٹی ہوجاتی ہے اور آخر یہانتک نوبت پہونچتی
ہے کہ کم ہوتے ہوتے صرف محض السمع رہجاتی ہے پہر یہہ اپنے ربانی لہجہ مین گم ہوجاتی ہے اور پہر دنیوی
زبان کے لباس مین تبدیل ہوجاتی ہے۔ پہر وقتاً فوقتاً یہہ اپنی اصلی فطرت پر آجاتی ہے اور آخر ہوتے
ہوتے یہانتک نوبت پہونچی ہے کہ خدا کے برگزیدہ بندہ کے کانون مین یہہ معلوم ہونے لگتا ہے کہ
یہہ آواز خدا کی آواز ہے اور آسمان سے آرہی ہے۔

پروفیسر مکر صاحب نے اس بانی آواز کی فطرت کو بخوبی ثابت کیا ہے۔

جانسن اپنی کتاب اورنیٹل ریلجس یعنے مشرقی مذاہب کے صفحہ ٥٦١ مین لکہتے ہین۔ محمد کا وسیع خیال
خدا کی برتر ذات کے ساتہہ اس عجیب و غریب اور سلامتی عقل اور سیلف کمینڈ کا اظہار ہے جسمین
وہ مستغرق رہتے تہے۔ اور پہر یہی مصنف لکہتا ہے کہ یہہ اتفاقی نہین ہوسکتا کہ عہد کی

ہزارون قسم کے جو ملکات انسانی ہین بعضی دفعہ کوئی خاص ملکہ کسی خاص انسان مین از روے خلقت و فطرۃ کے ایسا قوی ہوتا ہے
کہ وہ اوسیکا امام یا پیغمبر کہلاتا ہے لوہار بہی اپنے فن کا امام یا پیغمبر ہوسکتا ہے شاعر بہی اپنے فن کا امام یا پیغمبر ہوسکتا ہے ایک طبیب بہی
فن طب کا امام یا پیغمبر ہوسکتا ہے مگر جو شخص روحانی امراض کا طبیب ہوتا ہے اور جسمین اخلاق انسانی کی تعلیم و تربیت کا ملکہ بمقتضاے اسکی
فطرت کے خدا سے عنایت ہوتا ہے وہ پیغمبر کہلاتا ہے اور جسطرح کہ اعضائے انسانی بمناسبت اسکے اعضا کے قوی ہوتے جاتے ہین اسیطرح
ملکہ بہی قوی ہوتا جاتا ہے اور جب اپنی پوری قوت پر پہونچ جاتا ہے تو اس سے وہ ظہور مین آتا ہے جو اسکا مقتضے ہوتا ہے جسکو عرف
عام مین بعثت سے تعبیر کرتے ہین۔

خدا اور پیغمبر مین بجز اس ملکہ نبوت کے جسکو ناموس اکبر اور زبان شرع مین جبریل کہتے ہین اور کوئی ایلچی پیغام پہونچانے والا نہین ہوتا
اسکا دل ہی وہ آئینہ ہوتا ہے جسمین تجلیات ربانی کا جلوہ دکہائی دیتا ہے اس کا دل ہی وہ ایلچی ہوتا ہے جو خدا پاس پیغام
لیجاتا ہے اور خدا کا پیغام لیکر آتا ہے وہ خود ہی وہ مجسم چیز ہوتا ہے جسمین سے خدا کے کلام کی آوازین نکلتی ہین وہ خود ہی وہ کان
ہوتا ہے جو خدا کے بے حرف بے صوت کے کلام کو سنتا ہے خود اسی کے دل سے فوارہ کے مانند وحی اٹہتی ہے اور خود اسی پر نازل
ہوتی ہے اسی کا عکس اس کے دل پر پڑتا ہے جسکو وہ خود ہی الہام کہتا ہے اسکو کوئی نہین بلواتا بلکہ وہ خود بولتا ہے اور خود ہی کہتا ہے
"وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی" جو حالات و واردات ایسے دل پر گزرتے ہین وہ بہی بمقتضائے فطرت انسانی اور سب کے سب
قانون فطرت کے پابند ہوتے ہین وہ خود اپنا کلام نفسی ان ظاہر کانون سے اسی طرح پر سنتا ہے جیسے کوئی دوسرا شخص
اس سے کہہ رہا ہے وہ خود آپنے آپکو ان ظاہری آنکہون سے اسطرح پر دیکہتا ہے جیسے دوسرا شخص اسکے سامنے کہڑا ہوا ہے۔
ان واقعات کے بتلانے کو اگرچہ یہہ قول یاد آتا ہے کہ "قدر این بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی" مگر ہم بطور تمثیل کے گو وہ کیسی ہی
کم رتبہ ہو اسکا ثبوت دیتے ہین۔ ہزارون شخص ہین جنہون نے مجنونون کی حالت دیکہی ہوگی وہ بغیر بولنے والے کے اپنے کانون سے
آوازین سنتے ہین سنہا ہوتے ہین مگر اپنی آنکہون سے اپنے پاس کسیکو کہڑا ہوا باتین کرتا ہوا دیکہتے ہین وہ سب انہی کے خیالات ہین

پرُ شر قوت وسیع جزیرہ نما کی وسعت نے اشاعت پذیر ہو چکے گرد سلطنت کا مد وجزر اٹھا ہوا اور گم ہو گیا ہو۔ ایک شب جو قومی تراد ِافضل تر تہی جب باقی امن مخلوق پر آرام کر رہا تہا۔ اور فطرۃ اپنے مالک کی طرف بلند ہو رہی تہی اس شب کی وسط مین اس فطرۃ پر کتاب کہلی کہ جو عطش عطش پکار رہی تہی اور پہر بہی اپنی قوت جاذبہ مین مستغرق تہی ایسی حالت مین اس کو ایک طاقت ور اور زبردست آواز نے پکارا جس آواز کی لہرین سمندر کی موجین مار رہی تہین پہر دوبارہ وہ ہی گرجتی ہوئی اور کڑکتی ہوئی آواز آئی مگر پلٹ کر جواب نہین دیا گیا اور وہ آواز آپ ہی آپ ریتے اپنے ہی لہر سے دست وگریبان ہوتی رہی مگر پہر بہی پر خوفناک بوجہ پڑا اور پہر دل نے جواب دیا سہ بارہ یہہ آواز آئی اللہ کا نام لیکر پڑہو۔ آپنے جواب دیا کہ مین کیا پڑہون پہر بہی جواب آیا کہ خدا کا نام لیکر پڑہو۔

آپ پر یہہ کیفیت گزر جانے کے بعد لرزہ چڑہ آیا اور آپ تہرائے اپنی وفا شعار بی بی خدیجہ کے پاس ہو آئے ہوئے تشریف لائے اور کہا اے خدیجہ دیکہہ مجہے کیا ہوا پہر آپ لیٹ گئے اور حضرت بی بی خدیجہ آپ کی یہ حالات بغور دیکہتی رہین۔ جب آپکو اپنی گہبراہٹ اور لرزہ سے کچہ افاقہ ہوا تو آپ نے بی بی خدیجہ

جو سب طرف سے بیخبر ہو کر ایک طرف مصروف اور اس مین مستغرق ہین اور باتین سنتے ہین اور باتین کرتے ہین پس ایسے دل کو جو فطرت کی رو سے تمام چیزون سے بے تعلق اور روحانی تربیت پر مصروف اور اس مین مستغرق ہو ایسی واردات کا پیش آنا کچہہ بہی خلاف فطرت انسانی نہین ہے ہان ان دونو مین اتنا فرق ہے کہ پہلا مجنون ہے اور پچہلا پیغمبر گو کہ کافر پچہلے کو بہی مجنون بتاتے سید صاحب بالقابہ کی تحریر ختم ہو گئی۔ مجہے افسوس یہہ ہے کہ سید صاحب نے اس مین ذرا بہی اپنی عقل کو تکلیف نہین دی اور آخر مین وہ الفاظ استعمال کئے کہ جو ایک مسلمان کی شان سے بعید ہین۔

جو خیال نبی اور وحی نازل ہونے کی نسبت تحریر کیا ہے یہہ خیال مذہب معتزلیہ کا ہے آنپے اتنی تکلیف بہی ناحق کی یہی لکہہ دیتے کہ جو کچہہ نبوت کی نسبت گروہ مذکور الصدر کا مذہب ہے وہ ہی میرا ہے۔ سید صاحب بالقابہ کا یہ تحریر فرمانا کہ یہہ تقریرین ہمارے علماء قدیم کی اس قسم کی تقریرین ہین جنپر آج لوگ ہنستے ہین اور قرآن مجید اور مذہب اسلام کو مثل اس تقریر کے لغو سمجہتے ہین۔ تعجب ہے کہ سید صاحب بالقابہ یہہ فرماتے ہین۔ جو لوگ اسلام کی ان باتون پر قہقہہ اڑاتے ہین کہ اس مین فرشتونکا وجود مانتے ہین۔ یا فرشتہ کو آسمان سے نازل ہوتا ہوا تسلیم کیا گیا ہے غالبًا وہ لوگ دہریے ہون گے کیونکہ عیسائی یا یہودی فرشتون اور زمین پر ان کی آمد ورفت کے قایل ہین اور ان کے مذہب کے بڑے ارکان یہی ہین وہ اس سے تو ہرگز انکار نہین کر سکتے کہ فرشتہ نہین ہے اور اگر ہے تو زمین پر نہین آسکتا۔

انجیل کی اکثر آیات سے یہہ صاف پایا جاتا ہے کہ عیسائی فرشتون اور ان کے آنے کے قایل ہین اب رہے دہریے انکے قہقہے لگانے کا ہم کہانتک لحاظ کر سکینگے وہ تو خدا اور اسکے ماننے والون پر بہی اسی طرح ہنسا اڑاتے ہین۔ تیرہ سو برس سے اسلام دنیا مین پہیل رہا ہے ہنسنے لگانے والے ہنستے ہی لگاتے رہے اور فرشتون کے معتقدون نے نصف دنیا کو فتح کر لیا ان ہی ضعیف اعتقادات پر لاکہون بلکہ کروڑون ایمان لے آئے اور دین مین لائے جاتے ہین ان ہی اعتقادات کے صدقہ مین آج بجیس کروڑ آدمیون کی زبان سے

فرمایا یہہ حالت جو مجھپر طاری ہوئی ہے کہین کوئی شخص اسے مکر وجنون نہ کہے اور میری بات کا یقین نکرے فرمایا - اے ابوالقاسم (آنحضرت کو کہا کرتی تہے) ایسا کبہی نہین ہوسکتا کوئی شخص تیری نسبت یہہ خیال نہین کرسکتا کہ تو جہوٹ بولیگا - تو ہمیشہ سچ بولتا رہا ہے - تونے ہمیشہ اپنے رشتہ دارون اور دوستون پر مہربانی کی ہے - تو نے آجتک نیکی مین اپنی زندگی گزاری ہے اور ایمان کے رستہ مین چلا ہے اور نہ مکہ مین تو ترا اثر گو مشہور ہے - آپ پر کیا واقع ہوا کس چیز نے تجہے ایسا خوفزدہ بنا دیا آپنے وہ جواب دیا جو کچہہ آپنے ملاحظہ فرمایا تہا - اسپر بی بی خدیجہ نے فرمایا مبارک ہو اے میرے پیارے خاوند مبارک ہو خوشی اور بہت خوشی کا مقام ہے تو پیغمبر بنا یا گیا گویا آج کی رات سے تجہے نبوت بخشی گئی بی بی خدیجہ انہین اور اپنے چچازاد بہائی کے پاس تشریف لیگئین یہہ شخص ضعیف اور نابینا تہا - اور جسے انجیل و

لا آلہ الا اللہ محمد رسول اللہ گرجتی ہوئی آوازون کے ساتہ بلند ہورہا ہے - اگر ہم ماڈرن سائنس اور حال کے فلسفیون کا خیال کرین اور ان کی خاطر اپنے دین کے اصول کو جنپر ایمان رکہنا کچہہ مضرت نہین پہونچاتا مٹا دین تو پہر بہی وہ خوش نہون گے یا اسلام کی بزرگی انکے دل پر نہین نقش ہوگی وہ خدا کو ایک لاشے محض تصور کرتے ہین اسکی لازوال قوتون اور صفات پر ہنستے ہین اور جو ان باتون کے قایل ہین ان کو بچہ اور دیوانہ سمجہتے ہین پہر فرماتے کہ اپنا دین بدلنے اور اس کے روشن ارکان کو پلٹنے سے فائدہ کیا ہان اگر آپ مین یہہ ہمت ہو کہ آپ قرآن شریف سے یہہ ثابت کردین کہ خدا کوئی چیز نہین ہے یہہ تمام ڈہکوسلا ہی ڈہکوسلا ہے پہر تو شاید دہریے ہم خیال ہون لیکن حضرت یہہ خاطرجمع ہی رکہیئے کہ وہ پہر بہی اسلام پر ایمان نہین لائینگے - کیا آپنے آجکل کے دہریون کی تصانیف نہین ملاحظہ فرمائین کہ وہ فاتر العقل ہمارے نبی آخرالزمان کی نسبت کیا کیا الفاظ استعمال کرتے ہین اور کیسے کیسے ناشائستہ جملے لکہتے ہین - ایک بہت بڑا یوروپین عالم اپنی ایک مشہور کتاب مین جہان اسنے خدا کی قدرت اور ارادہ اور علم اور تصرف فی العالم اور خالق خیر و شر ہونے سے انکار کیا ہے اور اسے صرف ایک ایسی علت العلل قرار دیا ہے جسے کسی قسم کا کوئی اختیار یا تصرف عالم مین نہین ہے کہتا ہے کہ یہہ عقیدہ پرانے خیالات سے زیادہ تر صاف اور عاقلانہ ہے مگر اس مین شک نہین کہ اس کے ماننے کے لئے زیادہ قوت دل کی ضرورت ہے اور جن لوگون کو ہر معمولی واقعہ مین خدا کی خاص قدرت اور ارادہ اور پیش بینی اور ہر روزمرہ کی چیز مین اسکی نگرانی اور علم کے آثار پانے کی عادت ہوگئی ہے ان کو یہ عقیدہ سرد اور غیر تسکین بخش معلوم ہوگا لیکن امیدین اور خیالات واقعات کے مقابلہ مین بے طاقت ہین ایک اور صاحب بہادر فرماتے ہین - کہ جسے لوگ خدا اور خالق کہتے ہین وہ خود انسان کا مخلوق ہے یعنے اپنے دل سے اسے پیدا کر لیا ہے اور اپنی صفات کا جامع قرار دیا ہے - یہہ صاحب بہادر دنیا کے ناقص اور غیر مکمل اور بے ترتیب ہونے پر اس کے بنانے والے کو لایق تمسخر و طنز نا امور قرار دیکر خدا کے ماننے والون کو احمق اور بیوقوف کہتے اور کتب آسمانی کے غلط اور جہوٹ ہونے پر انہی کی شہادت لاتے ہین چنانچہ انجیل شریف کی سی پاک کتاب کی نسبت آپ فرماتے ہین کہ میری رائے مین کسی دانشمند آدمی کو اس بات کے یقین دلانے کے واسطے کہ انجیل انسان کی بناوٹ بلکہ وحشیانہ ایجاد ہے صرف اسیقدر ضرورت ہے کہ وہ انجیل کو پڑہے پہر آپ لوگون سے فرماتے ہین کہ انجیل کو اسطور پڑہو جیسے تم اور کسی کتاب کو پڑہتے ہو اور اسکی نسبت ایسی ہی خیالات کرو

توریت کا بہت بڑا علم تہا سے بی بی خدیجہ نے اپنے پیارے نبی کی زبان سے جو کچہہ سنا تہا بیان کیا انہ
یہہ سنتے ہی کہنے لگا قدوس قدوس - یہہ ناموس اکبر تہا جو حضرت موسےٰ کے ہی پاس آیا تہا بیشک وہ پیغمبر ہونگے
تو اس سے جاکر کہدے وہ اپنا دل مضبوط کرے اور اپنے ارادہ میں پہاڑون کی طرح قدم رہو۔
ابن نوفل نے ناموس کا لفظ حضرت جبریل کی نسبت استعمال کیا ہے ناموس کے اصلی معنے عربی مین بہیدی
کے ہین اور کہین اسکے معنے قانون کے بہی آتے ہین مگر ڈیوینپورٹ لکہتا ہے کہ ناموس کے معنے اس قانون کے

جیسے اور کتابون کی نسبت کرتے ہو اپنی آنکہون سے تعصب کی پٹی کہول ڈالو اور اپنے دل سے خوف کے بہوت کو بہگا دو اور دماغ اوہام
سے خالی کرو تب انجیل مقدس کو پڑہو تو تمکو تعجب ہوگا کہ تم نے ایک لحظہ کے لئے بہی کیونکہ اس جہالت اور ظلم نے مصنف کو عقلمند
اور نیک و پاک خیال کیا تہا۔ سید صاحب اگر بغور ملاحظہ فرمائینگے تو انہیں معلوم ہوگا کہ یہہ خیالات ایک دہریہ مصنف کے ہین
ہین بلکہ اکثر ماڈرن سائنس کے ماننے والون کا بہی حال ہے کہ وہ دین کی باتون پر اعتقاد رکہنے والون اور خدا کو متصف بصفات
ثبوتیہ و سلبیہ ماننے والون پر نہایت تعجب و تاسف کرتے ہین پس جب تک آدمی کے علم کی معراج اس درجہ پر نہ پہونچ جائے وہ
ایسے لوگون کے نزدیک جاہل اور لایعقل سمجہا جائیگا۔
اگر یہہ بات ہو کہ ہماری اس قسم کی باتین انہیں مسلمان بنا دین تو مضائقہ ہی نہیں - انکے خیال مین جب تک انسان خدا
رسول اور اصول دین کو مانتا رہے گو وہ کتنے ہی زینے علم اور تہذیب کے طے کر چکا ہو پہر بہی ضعیف العقل اور کمزور ٹہیریگا۔ اگر فرق
ہوگا تو کمی بیشی کا۔ پہر آپ کیونکر یہہ خیال فرما سکتے ہین کہ میری ان تحریرون پر دہریے قہقہے نہ اڑائینگے۔ آپنے بہت کچہہ آزاد
برتی ہے پہر بہی نبی کو نبی مانا ہے گو وحی کا بہیجنے والا اور لینے والا خود ہی کہنے والا اور خود ہی سننے والا مانا ہے - نبی کیا ہے
بہان متی کا سانگ ہوا (عیاذاً باللہ) خدا کو قاضی الحاجات سمجہا - دعا کو ایک سبب حصول مقصود کا اور اجابت دعا کے معنے
مطلب کا حاصل ہونا جبریل کو ایک فرشتہ وحی کا لانے والا اور نبوت کو ایک عہدہ خدا کا دیا ہوا خیال کرنا اسلام مین نہ رخنہ ڈالتا ہے اور نہ
مسلمانون کو کوئی مضرت پہونچاتا ہے - اگر ایک دانشمند آدمی ذرا بہی غور کریگا تو اسے معلوم ہو جائیگا کہ صرف اس وجہ سے کہ مسلمان قرآن کو جبریل کا
لایا ہوا بتاتے ہین اسلام لغو نہ خیال کیا جائیگا۔
اگر ایک شخص اس وسیلہ کو نہیں تسلیم کرتا اور یہی سمجہتا ہے کہ قرآن محمد کی تصنیف سے ہے یا الہام کے ذریعہ سے لکہا گیا ہے تو اصل قرآن اور
اسکے مطالب مین کیا فرق آسکتا ہے یا اگر کوئی یہہ کہے کہ قرآن شریف جبریل فرشتہ لیکر آیا تہا تو مطالب مین کیا فرق پڑیگا۔ اسپر قہقہہ اڑانے
کی کوئی وجہ معقول نہیں معلوم ہوتی۔ ایک شخص نے ہمین نفیس کہانا کہلایا اگر وہ یہہ نہ بتائے کہ یہہ کس ترکیب سے پکا ہے تو اس کہانے مین کچہہ فرق
آسکتا ہے یا اس کا مزا بدل سکتا ہے - یا اگر اسکی ترکیب بتا دی جائے گی تو اس کی لذت گہٹ نہیں سکتی - بہر حال اسلام تو ایک کتاب
پیش کرتا ہے اور وہ اللہ کی کتاب بتاتا ہے یہہ نہ ورنہیں ڈالتا کہ اسکا سبب نزول مانو اور سمجہو کہ یہہ اس طریقہ سے نازل ہوا ہے بلکہ ہم
کتاب کی غرض ہدایت ہے خواہ اسے جبریل کا لایا ہوا سمجہکر ہدایت پکڑین اور خواہ دل سے گہڑا ہوا جانکر ہدایت لین معجزات دعا
و اجابت دعا - فرشتہ جنات وغیرہ کو نہ ماننا ان دہریون کو جو مسلمان مغربین کے خیالات پر قہقہہ اڑاتے ہین ہرگز ہرگز قرآن اور
اسلام کی عظمت نہیں منوائیگا۔

ہین جو وحی مین بطور وحی کے پیغمبر کو دیا جاتا ہے سلطنتون اور قومون کی ویرانی اور بربادی کے بعد جبکہ قبائل اور گروہون کے شور و فساد مین ایک گرجتی ہوئی اور کڑکتی ہوئی آواز ہوا مین گونجی مشرق و مغرب جنوب و شمال یہہ آواز الہی خدا کا فرمان آپہونچا ہے۔ راعی آگیا ہے کہ پریشان گلہ کو بیٹا پر چلائے اور اسے اس جنگل کے خونخوار درندون سے نجات دے۔ ذرہ ذرہ سے یہہ آواز بلند ہوری تہی مبارک ہو اسے بدبخت قوم مبارک ہو کہ تمہارا استارہ زوال سے نکالنے والا آگیا۔ تمہارا نجات دہندہ پیدا ہوگیا اور تم وحشت کے غار سے نکال لئے جاؤگے۔ جاگو جاگو اے برسون کے سوئے ہوؤن جاگو۔ آفتاب برآمد بیدار شو بیدار شو۔

علوم جدیدہ ان باتون کی تصدیق نہین کرتے بلکہ علوم جدیدہ کے عالم ان سب باتون کو بڈہیون یا دیوانون کی کہانیان جانتے ہین۔ اور اعتقادات کا تو کیا ذکر صرف خدا کی خدائی بہی کوئی شخص علوم جدیدہ سے تصدیق نہین کرسکتا۔ آجکل کے فلسفی جنکے خوش کرنے اور دین اسلام منوانے کا آپکا مدعا ہے وہ خدا کے وجود کے اعتقاد سے بڑہکر کسی بات کو بیہودہ نہین سمجہتے۔ اور نعوذ باللہ خدا کو خود انکے وہم و خیال کا پیدا کیا ہوا کہتے ہین ہان بعض اس کے وجود کے قایل ہین یا یون کہئے کہ منکر نہین ہین مگر وہ بہی کس خدا کے قایل ہین اس خدا کے نہین جو ابراہیم اور محمدؐ کا خدا ہے بلکہ اُس خدا کے جو ڈارون اور ہیکل کا خدا ہے جسکا نام ان کی زبان مین فورسٹ کاز اور عربی مین علۃ العلل ہے۔ ور این خدا سجوہی لمی از ردو بکار مانی آید ان کے خدا نے نہ کسی چیز مین تصرف کیا اور کرسکتا ہے نہ وہ کسی قسم کا اختیار رکہتا ہے نہ کسی بات کو سنتا ہے نہ قاضی الحاجات ہے نہ سمیع الدعوات ہے نہ عاقل مختار ہے نہ قادر علی الاطلاق ہے ہان اس سے انکار نہین کہ وہ ایسی ہستی ہو جس سے کوئی غیر معلوم مادہ بلا اس کے اختیار اور بغیر اسکی مرضی کے اور بغیر تقدم زمانہ کے ظاہر یا پیدا ہوگا اور اس سے دوسرا اور دوسرے سے تیسرا اور تیسرے سے چوتہا وہلم جرا مواد پیدا ہوتے ہوتے مادی کائنات کا ظہور ہوا اور ایک ناکامل حالت سے آہستہ آہستہ ترقی کرتے کرتے لاکہون کرورون برسون کے تغیرات اور تنازعات کے بعد یہہ دنیا بنی اور جسے ہم اب دیکہتے ہین اسکا اس طور پر بتدریج ظہور عمل مین آیا۔ پس اگر یہہ مسئلہ نیچر کا مان لیا جائے اور یہہ لا زاف نیچر تسلیم کرلئے جائین تو بتلائے کہ وہ خدا جو خالق صانع قادر مرید سمیع علیم مصور اور حکیم اور کیا کیا مانا جاتا ہے کہان باقی رہتا ہے اور اسکے ماننے والے کیونکر بچپن کے سنائے خیالات کے قیدیون سے آزاد سمجہے جاسکتے ہین اور جب تک کوئی ڈارون کا ہم خیال اور ہیکل کا مصنف نہ بنجائے کیونکر وہ دانشمند کہا جاسکتا ہے۔

سید صاحب بالقابہ اگر ذرا بہی توجہ کرتے تو انہین نبوت اور نبی کے وہ اصول جو مسلمانون مین تسلیم شدہ ہین ہرگز پلٹ دینے کا موقع نہ ملتا۔ اگر ایا کہ ہم جبرئیل کو محمدؐ کا خیال اور دل کا جذبہ ہی کہین تب بہی منکر اسلام اور خصوصاً وہ منکر جنکا خدا ڈارون اور ہیکل کا خدا ہے رسالت اور نبی اور خدا پر قہقہے ہی لگائینگے جنکے منہ بند کرنے کے لئے یہہ سامان کئے گئے ان پر کچہہ بہی اثر نہ پڑسکا یہہ سیدہی اور سچی باتون کو پلٹنے اور پیچیدہ الجہی ہوئی تحریرون مین صاف اور پاک مطالب کا پہنانا یہ کونسی دانشمندی ہے یہہ خوب سمجہ لیا جائے کہ جن کے دل نئے خیالات کی تیز شعاؤن سے روشن ہوگئے ہین وہ ان لغویات پر ہنستے ہین۔ جنکو سید صاحب اپنی تفسیر مین لکہتے ہین اور اپنے خیال مین لا زاف نیچر مین داخل کرچکے ہین۔ مثلاً نبوت سزا و جزا اور یون ہی بہت سے ہین جنکو سید صاحب بالقابہ اپنے مذہبی آزاد خیالات منانے کی کوشش کرتے ہین ان کی نزدیک ان پرانی باتون اور جہالت و جنت کے

ابن نوفل جو یہودیوں اور عیسائیوں کی کتب دینیات سے بخوبی واقف تہا اور وہ ان کتب میں نبوت اور نبی کی نشانیاں دیکھہ چکا تہا اسنے جب نشانیاں سنیں تو اس قدر جوش پیدا ہوا کہ مکہ کی شاہراہوں میں اسی ضعیفی کی حالت میں لکڑی ٹیکتا ہوا پہرنے لگا اور جہاں اس نے دو آدمیوں کو بہی باہم باتیں کرتے سنا اور بآواز بلند کہا کہ مخلوق کا نجات دہندہ پیدا ہو گیا مگر اس کی بات پر کوئی التفات نکرتا تہا اور کوئی شخص ایسا نہ ملتا تہا کہ جو محمدؐ کا ہمکلام یا ہمصفیر معلوم ہو۔ پہر ابن نوفل نے محمدؐ سے کہا۔ میں اس ...

زمانہ کے نیدگار خیالات کی جگہہ اب باقی نہیں رہی ماڈرن سائنس نے فتوی دیدیا ہے کہ خدا وجود مفصل ہے اور ربوبیت یہود ... خیالات ہیں دعا اور عبادت وحشیوں اور جاہلوں کے ڈر اور خوف کا نتیجہ ہے نبوت دہوکے کی ٹٹی ہے۔ وحی افسانہ ہے۔ الہام خواب ہے۔ روح فانی ہے۔ قیامت ڈہکوسلا ہے۔ عذاب و ثواب انسانی اوہام ہیں۔ دوزخ و جنت الفاظ بے معنی ہیں انسان ایک ترقی یافتہ بندر ہے

بعد الموت نہ سزا ہے نہ جزا ہے وہ مرنے کے بعد سب قصوں جھگڑوں سے پاک ہے۔

جن لوگوں کے یہہ خیالات ہیں ان کے آگے اصول اسلام کو الٹ پلٹ کر کے رکہنے سے فائدہ کیونکہ وہ ہر مذہب والے سے بیزار ہیں یہہ گویا ہیں خواہ وہ کتنی ہی آزادی کی پوشاک پہنکر ان کے سامنے آئیں۔

(بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش ؛ من انداز قدت را می شناسم ؛)

دوسری بات فخر الدین رازی کی تفسیر پر سید صاحب بالقابہ کا قہقہہ اڑانا ہے۔ دراصل فخر الدین رازی نے وحی نازل ہونے کی بابت بیان کرنے کی بہت تکلیف برداشت کی ہے ان شبہات سے غرض ہی کیا تہی کہ خدا کی آواز جبرئیل نے کیونکہ سنی اور اسنے کہاں لکہا ہوا دیکہا اور کیونکر نبی کو پڑہایا۔ جب ہمیں معمولی دنیوی باتوں کے سمجہنے میں وقت پڑتی ہے اور ہم نہیں سمجہہ سکتے پہر میں حیران ہوں کہ خدا کی باریکیاں سمجہنے میں کیوں عقل لڑائی جاتی ہے اور کیوں ایک سلجھے ہوئے معاملہ کو الجھاؤ میں ڈالا جاتا ہے جب ہم خدا کو علیم قوی محیط مان چکے پہر ہمیں شبہ کیوں پڑنے لگا بس یہی کہدینا کافی ہے کہ خدا کی طرف سے جبرئیل آئے اور وحی لائے۔ یہہ بالکل غلط ہے کہ محمدؐ کے خیالات ہی نے ایک صورت فرشتہ کی پیدا کر لی ہتی اور دراصل وہ کوئی چیز نہ ہتی۔ نہیں قطعی جبرئیل تہے اور انہوں نے محمدؐ کو آکر قرآن پڑہایا۔ اسپر نہ ہندو اعتراض کر سکتے ہیں نہ عیسائی نہ یہودی کوئی نہیں کیونکہ ان کے ہاں بہی اس قسم کی باتیں بہت سی ہیں ہاں دہریے بیشک قہقہہ لگائینگے اسکے بدلہ میں اہل مذاہب ان پر ہنسدینگے۔

(ہے یہہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے)

ہاں ایک حکم دینا چاہیے اور وہ سوائے تلوار کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ رہا اپنے مطلب کو مسلمہ دلائل سے ثابت کرنا یہہ کچہہ بڑی بات نہیں ہے جسکی زیادہ لیاقت ہوگی وہ اپنے موافق دلیلیں دے گا۔

زبانی دلائل اور تحریروں کو رہنے دو صرف مشاہدات کا ذکر کرو۔ اور دیکہو کہ اسلام کی برکتوں نے دنیا کو کتنا فائدہ پہونچایا اور زمانہ کی کتنی ریفارم کی جبرئیل فرشتہ کے معتقدوں نے دنیا کو کس آفت اور مصیبت سے نجات دی اور نبی کے معجزات ماننے والوں نے علم و فضل میں کیا کیا شہرت پیدا کی جو یورپ جس شد و مد سے اپنے علم و ہنر کی بانگی دکہاتا ہے اسکے پیچہے مرلی اور ... زمین و آسمان بدل جائے لیکن اسلام کی روشنی دن بدن زیادہ ہوتی جائے گی اور کبہی کم نہوگی جو لوگ کہ اسلام کو ...

ذات کی قسم کھا کر کہتا ہون جسکے قبضہ مین میری جان ہے کہ خدا نے تجھے خلقت کی نجات دینے کیلئے
نبی منتخب کیا ہے بیشک ناموس اکبر تیرے پاس خدا کی وحی لیکر آیا کاش اگر مین ان دنون تک زندہ
رہ سکون تو ضرور تیرے عوض منکرون سے لڑونگا۔ پھر ابن نوفل نے آنحضرت کی نورانی پیشانی پر بوسہ دیا
ان اطمینان بخش کلمات نے تکلیف پائی ہوئی روح کی بہت کچھ ڈھارس بندھوائی جیسا کہ روضۃ الصفا والے
نے لکھا ہے۔ بقول ابن ہشام (صفحہ ۱۰۴) ابن نوفل اس گفتگو کے چند ہی روز بعد انتقال کر گئے۔ جسکا صدمہ
محمد کو جب کوئی ان کا ڈھارس دینے والا اور اس بات مین ہان مین ہان ملانے والا نہ تھا بہت ہوا۔

اور اسکے پیروؤن کو شمار ہین وہ کروڑون مین اور دن بدن انکی تعداد بڑھتی جاتی ہے مگر دہریون کو ان کے مقابل مین شمار کرنا چاہئیے
کہ وہ آج کتنے ہین اور ان کی گفتگو یا عقائد کا اثر کہانتک پھیلا ہوا ہے اور کس گروہ مین وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے ہمین اپنے
اس عقیدہ اور خیال پر فخر ہے کہ محمد ہمارا نبی ہے بیشک اس سے عجیب و غریب معجزے صادر ہوئے۔ وہ خدا کی طرف سے مبعوث کیا گیا
ہے۔ اور قرآن یقینی ہے اسکے پاس جبرئیل فرشتہ وحی لایا اور اسکو پڑھائی۔ اگر ان عقائد اور خیالات پر ہمین کوئی جاہل ضعیف العقل
کہے ہمین اپنی جہالت اور اپنی ایسی ضعیف العقلی پر ناز ہے۔

میرا خیال اگر درست ہے اور واقعی درست ہے تو مین صاف کہتا ہون کہ اگر دنیا مین اسلام سے بہتر کوئی اور مذہب ہے اور اسی مذہب کے
معتقد جنت مین جائینگے تو پھر بھی فاش میگویم واز گفتہ خود دلشادم کہ اگر اسلام کی بدولت جہنم اور وہ بھی سخت تر اور دائمی جہنم ملے ہمین
قبول ہے اور بخوشی قبول ہے اگر اسلام کے بدولت فرض کرو دنیا کی تمام آفتین ہمپر آگرینگی پھر بھی ہمین قبول ہے لیکن اسلام کو
بدلنا اور اپنے خیال کے یا دوسرون کی خوشی کرنے کے لئے اپنے پیارے نبی کی نسبت کچھ کا کچھ کہدینا گوارا نکرینگے۔

اگر پہاڑ پھٹ جائین سمندر ابل پڑین۔ سیارے یا ستارے اپنے مرکزون سے ہٹجائین آفتاب اپنی روشنی کے سمندر کو نہ جوشزن
ہونے دے اور اپنی روشنی کی فیاضانہ بخشش کو روک لے پانی کے جتنے ذرے کہ ہوا مین ملے ہوئے ہین ہم پر برس جائین۔ کرہ باد جو
زمین پر پھیلا ہے اٹھا لیا جائے۔ زمین کی کشش جاتی رہے اور تمام کرون کی باہمی کشش علیحدہ کر لی جائے اور زمین کے ٹکڑے اڑ کر
ادھر ادھر کرون مین جا پڑین۔ چاند کا سارا پانی ہمپر بلا کسی بے وہ طوفان کی طرح نازل ہو۔ تمام کرون کے دھوئین اڑ جائین اور وہ سب
ہمارے ہی سرون پر ٹوٹ پڑین آفتاب کا آتش خیز سمندر موجزن ہو کر ہماری جان و تن کو پھلسا دے اور پھر بھی ان مصائب کے
بعد ایک بڑی قوت ہمین زندہ رکھے لیکن ان مصائب کی تکلیفین ہمپر پوری پوری گزر جائین اور ہم سے پھر یہہ کوئی کہے کہ
تم اسلامی عقائد سے دست بردار ہو تو ہم اس حالت مین بھی قبول نہین کرینگے بشرطیکہ نبی کی سچی عظمت دلون پر نقش ہو چکی
ہو۔ جتنی آفتین کہ بطور تمثیل کے بیان کی گئی ہین گو یہہ ناممکن الوقوع ہین لیکن پھر بھی اگر اسلام کی تاریخ کے صفحے الٹے جائین
تو معلوم ہوگا کہ مسلمانون نے ایسی ایسی تکلیفین اٹھائی ہین کہ جو فطرت انسانی کے لئے بہت خوفناک ہین پھر بھی مسلمانون نے آف تکی
اور ان تکلیفون کو سہکر اگر کہا تو یہہ کہا۔

(بپا شست ستمگر کہ جفا با ما کرد ٭ بر گردن او بماند و بر ما بگذشت)

مسلمان زندہ جلا دئے گئے ان کو آگبوٹون مین بٹھا کر پانی مین آگ لگا دی گئی۔ بورئے مین لپیٹ کر پانی مین زندہ ڈبو دیا گیا

آپ چاروں طرف امید بھری نظروں سے ملاحظہ فرماتے تھے کہ کوئی میری بات کو یقین کرنے والا نکلتا ہے لیکن کوئی نہ ملا۔ وہ پیاری آواز جس نے یکایک بہت بےچینی اور اضطراب مگر عشق ربانی کی چاشنی اور جذبہ وحدت کے جوش کے ساتھ پیدا کر دی تھی پھر اس کا انتظار ہونے لگا اور دل کا شوق ابلنے لگا جذبہ قلب کا جام چھلکنے لگا آخر پھر دوبارہ وہ ہی آواز آئی اور وہ یہہ تھی (ابن الاطہر جلد ۲ صفحات ۵ ۳ و ۶ ۳ ۳۔ طبری (روشن برگ کا ترجمہ) جلد ۲ صفحہ ۳۹۲)۔

شکاری کتوں سے پھڑوا ڈالا گیا۔ نصف زمین میں گڑوا کر تھوڑے تیروں اڑوا دیا گیا۔ زندہ دیواروں میں چنوا دیا گیا۔ قلعہ کے کنگرہ پر سے ببول کے کانٹوں پر پٹک دیا گیا۔ آروں سے بٹھا کر چیر اگیا۔ ان کی پاک نعشوں کو جلا دیا گیا۔ نہایت غیر حیانہ طریقہ سے سولی کی کھردری لکڑی پر بٹھایا گیا جہاں انہوں نے کئی کئی دن تڑپ تڑپ کر جان دی۔ بھوبل میں لٹا لٹا کر انہیں کند چھری سے ذبح کیا۔ گھوڑوں سے ان کے ادھو کے اجسام روندوائے۔ گرم تیل میں انہیں جلا کر مزنڈا نیا دیا گیا۔ لکڑیوں کے شکنجہ بھٹیوں میں انہیں جھونک دیا گیا۔ غرض وہ سزائیں کہ جتنی ممکن ہو سکتی ہیں اور انسان کی عقل انکا خیال کر سکتی ہے کافروں کے ہاتھ مسلمانوں پر توڑی گئیں صرف اس جرم پر کہ وہ مسلمان تھے مگر وہ ان ان تکالیف پر بھی اور اور اپنے دین میں مضبوط ہوتے گئے۔ قرآن کے پڑھنے کو ذم کیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں اسلام پھیل گیا اور دن بدن بغیر علماء اور واعظوں کی کوششوں کے پھیلتا جاتا ہے۔

دہریئے بیچارے اس عبرت ناک ظلم کو کیونکر برداشت کر سکتے ہیں زمانہ کی گرم دسرد ہوائیں عجب اُنہیں اپنے دین میں کچا کر دیتی ہیں اور ذرا ذرا سی باتوں سے ادھر کے خیالات پلٹا کھا جاتے ہیں تو کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ نبوت اور جبرئیل کا بیان کچھ آسان نہیں ہے کہ سمجھ میں آجائے۔ چاند جو روز مرہ ہمارے سروں پر چمکتا ہے اور جسکے دیکھنے کے لئے لاکھوں روپیہ خرچ کر کے بڑے دوربینیں بنائی ہیں مگر ایک کوئی اطمینان بخش بات اسکی نسبت نہیں معلوم ہوئی اسلئے سال میں شہنشاہ جرمن نے بھی اشتہار دیا ہے کہ ۔۔۔ دیا جائیگا کہ اگر کوئی چاند کی ماہیت کی نسبت اطمینان دلادے لیکن کوئی نہیں نکلا صرف یہیں سے ۔۔۔ تخیلیں لڑائی جاتی ہیں سید صاحب بالقابہ خود خیال فرما سکتے ہیں کہ جو چیز بچہ بچہ روز دیکھتا ہے اسکی نسبت ابھی تک کوئی خاص اطمینان بخش بات نہیں پیدا ہوئی تو پھر جو چیز سوائے نبی کے نہ کسی نے دیکھی نہ دیکھیگا پھر کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ اسکی بابت کوئی رائے قائم ہو سکے اور جو لوگ یہہ کہتے ہیں کہ یہہ خلاف عقل ہے تو ہم ایسی عقل والوں سے گفتگو نہیں کرتے جس وقت آنحضرت کو معراج ہوئی ہے اور آپ نے لوگوں سے بیان فرمایا جو مسلمان تھے اُنہوں نے یقین کر لیا مگر جو مسلمان نہ تھے وہ حضرت ابوبکر پاس گئے اور مسخری کے طور پر ان سے یہہ کہا سنتے ہو اور کچھ سنا آپکے نبی کو دوسرا خبط (معاذ اللہ) ہوا ہے کہتا ہے کہ میں جسم زدن میں تمام آسمانی عالم کی سیر کر آیا جو عقل کے خلاف ہے تو ابوبکر نے جواب دیا ”جو کچھ وہ کہتا ہے صحیح ہے نہ اس نے کبھی جھوٹ بولا نہ بول سکتا ہے کیونکہ خدا کا نبی ہے جیسے اسکی سچائیوں کا یقین ہے اگر اس سے بھی زیادہ وہ کچھ اور کہے“

یہہ میں کہتا ہوں اور اس کا مجھے یقین ہے کہ اگر جبرئیل کا وسیلہ اٹھا دیا جائے یا تسلیم نہ کیا جائے تو ٹھیک انسان دائرہ اسلام سے باہر نکل جاتا ہے۔ لیکن اس زمانے کا کیا ضرور ہے کہ ہم دوسروں کو بھی مجبور کریں کہ وہ ہمارے ہمخیال ہوں اور ناحق الگے

تو ہی نبی ہے اور خدا نے تجھ ہی کو منتخب کیا ہے تو ہی نجات دہندہ اور تو ہی پیغامبر ہے ۔
وہ روحانی جانکندنیان اور سخت درد وہ اشد وباطنی مصائب اور اذیتین - وہ شبہات پھر بھی
ہوئی انگیزین - وہ بے اعتمادیان اور شکوک جنکی نوبت نبوت محمدؐ کے دلپر چوٹ لگاتی تھی
نبوت کا دعوےٰ کرتے ہی اسکا مختلف مصائب مین پہنسنا اور دنیا ان کے پیچھے پڑجانا اور پھر ایسی
حالت مین بھی خدا کے فرشتہ کا اسکو بار بار فرض پورا کرنے کا حکم کرنا وہی شخص محمدؐ کے دل کا ایسی حالت
مین اندازہ کرسکتا ہے کہ جو دنیوی کدورتون سے پاک ہے اور کبھی اسپر کوئی شیطانی خطرہ غالب نہین

مفسرون پر قہقہہ بازی کرین ـ

یورپ مین کیا چیز ایسی زیادہ ہے کہ مسلمانون مین نہ تھی ہر علم کا رستہ وہی صاف کر گئے ہین جنپر یہہ آنکھین بند کرکے چل رہے ہین کوئی نئی بات انہون نے دریافت نہین کی ایک مدار الشمس کے بارہ مین اگر آپ اسٹرانومی کی کتابین ملاحظہ فرمائین تو آپ کو معلوم ہو کہ یہان مختلف اقوال مدار الشمس کی نسبت لکہنے کا زیادہ محل نہین ہے لیکن پہر بہی ایک ظاہری چیز کے لئے جو روزمرہ تیس دن تک ہمارے سر پر چمکتی ہے کتنی مختلف اقوال ہے اور کیا کیا ان کی نسبت بیان کیا جاتا ہے بیان کرتا ہون پہر اس چیز کی نسبت جو غائب ہے اور جن کی شہادت انبیا دیتے ہین اگر وہ اپنا یقین نہ ظاہر کرین اور انپر ایمان نہ لاکر قہقہے اڑائین تو کچہہ بڑی بات نہین ہے ۔ یہی کبہی نہ ہوگا کہ ہم ان کے ہنسنے پر جاوینگے اور اپنے دین کی سچی سچی باتون کو الٹ پلٹ کردینگے - جو کچہہ نیچے مین فطرۃ کے کرشمون کی تقریر بیان کرونگا وہ ان فضلاء یورپ کی ہے کہ جن کے علم کی دہوم تمام عالم مین مچی ہوئی ہے اور ان کی باتین ایسی ہی مسلم گنی جاتی ہین کہ جیسے مسلمانون مین انبیا علیہم السلام کی - جس سے نہ سید صاحب نہ کوئی ہندوستانی نہ یوروپین نہ چینی انکار کرسکتا ہے

ایک چند ماڈرن سائنس یعنے علم جدیدہ کا ماہر کامل لکھتا ہے کہ تماشائیان نیچر کو واضح ہو کہ ہمکو ہمارے مسکن یعنے سطح زمین پر اجسام خارجہ و بعیدہ سے جو کچہہ آثار و افعال محسوس ہوتے ہین ان کے آنے کے رستے تو البتہ بہت سے ہین اور سامنے ہین مگر وسیع نہین ہین نہایت تنگ ہین (یہہ ان کا حال ہے کہ جو چیزین محسوس ہین نبوت اور فرشتہ کا آنا جب محسوس ہی نہین ہے تو وہ کیونکر سمجھہ مین آسکتا ہے) جرم آفتاب سے جب بیسیون مرتبہ حرکت شعاعیہ پیدا ہو لیتی ہین تب کہین یہہ نوبت آتی ہے کہ ہمکو بہی تہوڑا حصہ روشنی کا مل جاتا ہے جس سے دیکہہ بہال سکتے ہین علاوہ برین ہماری بصارت مین بہت سے موانع ہین اس قابل نہین ہے کہ نہایت باریک ذرے جن سے تمام اشیا کو خالق عالم نے ترکیب دیکر تیار کیا ہے دیکہہ سکے (جب یہ حال بصارت کا ہے تو مجردات نورانی اجسام کیونکر اسکو دیکہہ سکتا ہے) کسی آلے کی اعانت سے بہی ان ذرون کی زیارت ممکن نہین ہے - اجزائے لا یتجزٰی (وہ اجزا جن کے ٹکڑے ہونا ممکن نہین) کو ہم کبہی مشاہدہ نہین کرسکتے ہین اس کوشش مین ہماری آنکہین نابینیان مین بالکل کام نہین دے سکتی ہین - کچہہ آنکہون ہی پر منحصر نہین ہے یہی نقص تمام حواس مین عارض ہوتا ہے اس عذر کو جانے دیجئے کہ ہمارے علم وعقل کے باب نہایت ہی تنگ ہین (سید صاحب اس اعتراف اور اپنے علم وعقل کی محدودی کے اقرار کو ملاحظہ فرمائین) قدرتی اشیائے بعیدہ سے واسطت بلا فصل قائم رکہنے مین ہمکو چاروطرف سے اور بہت سی چیزین گہیرے ہوئے ہین اور وہ جہت کا فرش بچھانا ئی ہین مگر یہی اشیاء کے حوالی اس طریقہ سے ہمارے گرد ہین کہ ان کے ذریعہ سے زمین سے باہر تمام عالم سے ہمارا تعلق قایم ہے

ایسی حالت میں بھی غریبوں کی دادرسی بند ہوا نا مظلومین کی اعانت کرنا مصیبت زدہ لوگوں کے
حال پر آنسو بہانا۔ یتیموں کے سر پر شفقت سے ہاتھہ پھیرنا۔ رانڈوں کا اطمینان کرنا کس سرگرمی سے اس
مقدس ذات نے جاری رکھا اسے اپنی تکلیف کی کچھہ پروا نہ تھی وہ حد سے زیادہ ستائے جانے پر بھی

بادی النظر میں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب زمین کے اوپر اسطرح رہتے ہیں جیسے سطح بحر پر جہازوں کا بیڑا مگر حقیقت یون ہے کہ ہم سب مثل ایسے جانوروں کے ہیں جو عمق آب میں سطح زمین سے ملے ہوئے رینگتے ہوں۔

پس خیال ہوا کہ انسان جو زمین پر چلتے پھرتے نظر آتے ہیں یہہ ایک ہوائی سمندر کی تہہ میں پڑے ہیں جس سمت اٹھتے بیٹھتے گھومتے ہیں ہوا میں اپنے کو دبا ہوا پاتے ہیں اوپر نگاہ کیجاتی ہے تب بھی ہوا ہی ہوا ہے جو چیزیں ہم سے متوازی یا ہمارے اوپر مثل عمود کے ہیں ان کو ہم اسی گہرے سمندر کے پردوں کو تیزی نگاہ سے پھاڑ کر دیکھتے ہیں پس جب ہمارے سامنے پردہ حائل ہے تو ضرور کسی نہ کسی قدر ہم دہوکا کہاتے ہونگے۔ پروفیسر لینگلی نے ثابت کیا ہے کہ ہوا الوان پیدا کرتی ہے اور چیزون کی ہیئت اصلی کو منتشر کرکے بگاڑ دیتی ہے۔ ان کے خیال میں یہہ بات آئی ہے کہ جسقدر حرارت اور روشنی کرہ باد میں پہونچتی ہے اس میں سے یہہ مقدار چالیس فیصدی ہوا اور باریک نہایت خفیف ریزون میں جو کرہ باد میں اڑتے رہتے ہیں جذب ہوکر منتشر ہو جاتی ہے پس معلوم ہوا کہ جسقدر آفتاب روشنی کی ہوا اور اسکے اندر کے ذرون کو سپرد ہوتی ہے اس میں بوجہ نقص شفافی تغلب ہو جاتا ہے اسوجہ سے جوقت آفتاب چمک کر تقسیم روشنی پر آمادہ ہوتا ہے ہوا کو بہت کچھہ سرمایہ اپنی ذات میں نورانی ذخیرہ جمع کرنیکو حاصل ہو جاتا ہے۔

پروفیسر لینگلے کا کچھہ قول اس موقع پر ذیل میں تحریر ہوتا ہے۔

سطح سمندر پر ہمکو جسقدر روشنی آفتاب سے حاصل ہوتی ہے غالباً اسیقدر آسمان سے ملتی ہوگی۔ دوپہر کے وقت ہمکو کثیر مقدار روشنی کی آفتاب سے پہونچتی ہے مگر صبح شام کو زیادہ تر روشنی آسمان سے آتی ہے ہمنے سطح سمندر پر اور تیرہ ہزار فیٹ کی بلندی سے مشاہدہ کیا ہے اپنی تمام تحقیقات کے نتیجے ہم یقین کرتے ہیں کہ جسقدر عموماً اندازہ کیا جاتا ہے اس سے دوچند مقدار روشنی اور نیز حرارت کی کرہ باد میں جذب ہوتی ہے اور اس جذب میں باریک خاکی ذرے بھی جہانتک کہ ابھی تک دریافت ہوا ہے اس سے زیادہ شرکت رکھتے ہیں اور بعض ذرے بالتخصیص زیادہ مقدار جذب کرنے والے ہوتے ہیں۔

پس اس نورانی کرہ باد کے سامنے بہت سے دیگر ذرائع روشنی کے جو زمین سے علیحدہ عالم میں موجود ہیں غالب نہیں آسکتے ہیں ہم تک پہونچتے پہونچتے انمین اس قدر ضعف آجاتا ہے کہ مطلقاً ان کی چمک نظر نہیں آسکتی یہی وجہ ہے کہ دوپہر کے وقت زمین پر ہماری نگاہ سے ستارے غائب رہتے ہیں اگر یہہ ہوائی پردہ جو حائل ہے برطرف ہو جائے تو دوپہر کے وقت بھی ہمکو ستارون کی انجمن نظر آسکتی ہے اور وہ تاریکی اور روشنی ملی ہوئی شاہراہ جو آسمان پر اس سرے سے اس سرے تک چھوٹی چھوٹی قدرتی لالٹینون سے روشن شب کو دکھائی دیتی ہے خاصی دن کو بھی نظر آتی۔

اسی ہوائی روشنی کی وجہ سے آفتاب کے دیگر طفیلیون اور لواحقین سے ہماری آنکھیں منور ہونے پاتی ہیں مگر جب کبھی احکام قدرت کے بموجب ماہتاب ارض و شمس کے درمیان میں چند منٹ کے واسطے آکر پردہ کرتا ہے جوقت کو ہم سب کسوف کامل کہتے ہیں البتہ اسوقت کرہ باد کی مخروطی شکل کے اندر سے آفتاب کے اردگرد کے اجرام کو ہم دیکھسکتے ہیں کیونکہ ہوا سایہ میں پڑجاتی ہے

وہ دوسرون کی مصیبت پر آنسو بہانے کو موجود تہا۔ لوگ ہاتہہ دہوکر اسکی جان [illegible]
تہے لیکن پہر بہی اپنے دشمنون کی بہتری اور ہدایت کی دعا کرتا اور انکا بال بیکا ہونا نہ چاہتا۔ دشمنون [illegible]
اسے اسکے شہر مین نہ رہنے دیا مگر وہ بے خانمان کو پناہ دیتا رہا اور ان [illegible] ہاتہہ مین [illegible]

ہماری نگاہ کو چکاچوند نہین ہوتی ہے صاف نظر آتا ہے کہ تماشاگاہ عالم کے پردہ [illegible]
جارہا ہے مگر افسوس ہے کہ اس کرشمہ کا حظ ہمکو دیر تک حاصل نہین ہونے پاتا مہتاب [illegible]
تک آثر رکہتا ہے بعدہ پہر وہی روشنی کا پردہ پہیل جاتا ہے اوسط درجہ دو سال مین ایک [illegible]
تین سے چہہ منٹ تک آسمانی شعبدے نظر آتے ہین اب ناظرین بار یک بین سمجہہ لینگے کہ جب اتنی [illegible]
کا موقع ملتا ہو کسقدر مشکل ہے کہ چشم زدن مین آفتاب کے گرد کا تماشہ بانتیجہ اور غور کی نگاہ سے ملاحظہ کرسکین [illegible]
وہ کیونکر عالم مجردات کی حقیقت جو برحق نبی نے اشارتاً بیان کی ہے سمجہہ مین آسکتی ہے۔ اسلام مین [illegible]
یا وحی نازل ہونے کے وسائل پر بحث کرنا ناجایز قرار دیا گیا ہے اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ہم کبہی بہی ان کا علم حاصل نہین کرسکتے کیونکہ
ہماری فطرت ان باریک باتون کے سوچنے اور غور کرنے کیے لئے موزون نہین بنائی گئی ہے اگر امام فخرالدین رازی نے اسپر بحث کی
تو میری خیال مین انہون نے ایک پیالہ مین جسمین پاؤ بہر سے زیادہ پانی نہین آسکتا ہے "علم" کو بہرانے کی کوشش کی یا پہاڑ کو [illegible]
سے اکہیڑ لینے کی تدبیر کی۔ اور اسپر سید صاحب کا ریمارک اور بہی غضب کا ہوا ہے اس [illegible] وحی نازل ہونے کے وسائل بیان
کرنے نے تو پورا ہی غضب ڈہا دیا۔ خدا اپنا پناہ مین رکہے نبی پر وحی نازل ہونے کی حالت کو [illegible] حالت سے کیسی شرمناک تشبیہ دی
ہے اور پہر آخری فقرہ یہہ لکہدیا کہ اسیلئے کافر نبی کو مجنون کہتے تہے۔

انسان ابہی ترقی کے درجہ پر نہین پہونچا ہے اور جہانتک اس نے ابتک ترقی کی وہ ایک ناکمل درجہ کی ترقی ہے اسے [illegible]
چیز کا پورا علم نہین ہوا ان چیزون کے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ جو نہ اسے حاصل ہون گی اور نہ اسے کچہہ فائدہ بخشینگی [illegible]
ان فطرتی چیزون کی ہے کہ جن کا اثر پورے طور سے ہمپر پڑتا ہے اور جس اثر سے ہم زندہ ہین اور وہ روزمرہ ہماری آنکہون کے آگے [illegible]
انکے حال کی کماحقہ کیا کچہہ بہی واقفیت نہین ہے۔ آفتاب ہی پر خیال کرو جسوقت پورا سورج گرہن ہوتا ہے آفتاب کے گرد [illegible]
کی روشنی اور چمکدار شعاعین تاریک خطون سے قطع ہوتی نظر آتی ہین انہین کی تحقیقات مین بڑے بڑے نظر بازون اور دوربینون
سے دیکہنے والون نے غوطے کہائے ہین۔

اور ذرا ہی اسکی تہہ کو نہ پہونچ سکے۔ گو بہت ہی کچہہ علم کا زور لگایا اور اپنی عقل کی بانگی دکہائی۔

گرہن کی اوقات پر آفتاب کا فوٹو اکثر اوتارا گیا ہے اسکی حقیقت کو دریافت کیے اور نیز مشاہدہ اور تجربہ کے متحکم بیان
کیا جاتا ہے۔ کہ کسوف کے وقت روشن کرہ یا ہالہ آفتاب کی قطع عجیب پیچیدہ قسم کی ہوتی ہے مختلف سمتون مین اسکی
خمیدہ کرنون کا پیچ در پیچ نظام اگرچہ عقل کو حیران کرتا ہے فہم و ادراک کو کسیقدر رستہ بتاتا ہے مگر کچہہ نہ کچہہ زور لگاکر
بڑی مشکل سے یہہ قوتین دریافت کرتے ہین اور پہر بہی ان مین شبہون کی خامی رہجاتی ہے۔

البتہ [illegible] ان کرنون کی چمک اور مقدار مین بہی فرق ہوتا رہتا ہے اگرچہ ہمارے سامنے آفتاب چہپا نظر آتا ہے مگر اسمین

آپ بھوکا رہتا اور دوسرے کو بھوکا دیکھنا نہ برداشت کر سکتا تھا۔ ان ریتلی تپتی ہوئی وسیع ریگستانوں میں جبکہ آفتاب کی تپش مارتی ہوئی دھوپ کے نیچے پیاسا رہتا مگر دوسروں کو خشک لب نہ دیکھ سکتا تھا۔ اپنے حال زار پر کبھی آنسو بہانے والا نہ تھا مگر دوسروں کی مصیبت ناک حالت پر آنسو گرانے کو موجود رہتا۔ اپنی حاجت زیادہ بے سر و سامانی کی حالت میں بھی وہ کسی غریب مفلس کی مدد کرنے ہی کا خواہشمند رہتا۔ نہایت ... اسے کسی کی مشکل کشائی کی دھن لگی رہتی۔ وہ انسان تھا لیکن ربانی صفات کا اعلیٰ درجہ کا اسے حصہ ملا تھا اور نبوت نے اسے خیر البشر کا خطاب دیا تھا اور انسانوں کی طرح حاجات و ضروریات انسانی اسے لاحق ہوتی تھیں مگر پھر بھی وہ دنیوی کدورتوں سے ایسا ہی پاک تھا جیسے ذات باری سب جگہ موجود ہے اور سب میں شامل ہے اور نہ کسی میں موجود ہے نہ کسی میں شامل ہے۔ دنیا کی کسی سخت تر سختی اور

عرض و طول و عمق تینوں مقداریں موجود ہیں۔ اگر ہم کسی سطح مستوی پر رہتے ہوتے اور کرہ آفتاب مانند چپٹے کے ہوتا تو ان اختلافات نظری کو سمجھانے میں مشکل نہ ہوتی۔ مگر لطف تو یہ ہے کہ ہمارا مسکن بھی مدور ہے اور جس شئے کی طرف آسمان پر دیکھتے ہیں وہ بھی مدور ہے طول و عمق دونو یکجا ہیں پس ضرور ہے کہ مدار آفتاب میں جس شئے پر نگاہ ڈالی جائیگی وہ مرکز خط نگاہ کی نسبت سے کم و بیش متغیر معلوم ہوگی محل حقیقی و محل نظری میں فرق قایم رہیگا۔ غور کرنے سے یہہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آفتاب کے کناروں کی روشنی مضاعف ہوتی معلوم ہوتی ہے اصلی روشنی بہ نسبت جسم آفتاب میں کم ہوتی ہے اور جوں جوں نگاہ آفتاب کے قریب ہوتی جاتی ہے روشنی کی زیادہ مقدار نظر آتی ہے اس کا سبب یہہ ہے کہ سمت النظر میں روشن ہالہ آفتاب کا زیادہ حصہ ہوتا ہے چونکہ روشن کرہ یا ہالہ آفتاب کا ذکر میں پیشتر کر چکا ہوں اور ابھی جا بجا اس لفظ کے کہنے کی حاجت ہوگی اسواسطے بغرض آسانی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس اصطلاح کی تعریف بیان کرنے کے بعد میں آگے کچھ اور بیان کروں جسکو میں نے مدار شمس یا روشن کرہ یا ہالہ یا حلقہ آفتاب کہا ہے اسکو انگریزی زبان میں کارونا کہتے ہیں تحقیقات علمیہ سے ثابت ہوا ہے کہ یہ ایک روشن بالذات دائرہ ہے خالی خلا سے محصور نہیں ہے بلکہ نورانی مادیات سے معمور ہے اور آفتاب کو تمام جوانب سے گھیرے ہے جو مادہ اس میں ہے اسی کی تاب و روشنی سے آفتاب بہرہ یاب ہے مختلف اوقات کسوف میں انواع انواع کی صورتیں اس روشن حلقہ آفتاب کی نظر آئی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ اسکی ساخت اور حالت یکساں نہیں رہتی ہے بلکہ تغیر عظیم اس میں واقع ہوتا رہتا ہے اور شاید یہی تغیر کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے ان مخصوص باتوں کے بیان سے واضح ہوگا کہ پروفیسر ینگ کی باتیں کہاں تک سچی اور قابل تسلیم ہیں —

حوالی آفتاب کی حالت اور بناوٹ کرہ باد کی چمک سے پوشیدہ ہے اسکے دریافت کرنے کے واسطے تاوقتیکہ کوئی ذریعہ دوسرا نہو ہمارا علم و ادراک اسبات میں نہایت ضعیف اور خفیف ہیگا اور جب آفتاب کے ہالہ کی نسبت علمائے فرہنگ کا یہہ قول ہے اور اسپر تعجب یہہ ہے کہ سید صاحب — فرشتہ کی اصلی فطرت بیان کرنے کی جرات کر بیٹھے اور مفسرون نے ٹھٹھہ اڑا دیا — اور اپنے خیال میں یہہ سمجھ گئے کہ میں نبوت کی حقیقت بیان کر چکا —

(آفرین باد برین ہمت مردانہ تو)

مشکل تر مشکل میں پہنسکر بہی اس نے اپنی کوششوں میں جی نہیں ہارا اسکی سرگرمانہ کوشش جسقدر
ہمت والی تہی اسیقدر اسکی حمتانت کا نقشہ کہینچتی ہیں۔ اسکا صبر ہمارے صبر دون سے بدرجہا بڑہا ہوا
تہا اسکا استقلال فطرت کے اعلے درجہ کے ہنر کا نمونہ دکہاتا تہا۔ اسکی ہمت اسقدر تہی کہ میرے مخالف کیا
کہہ رہے ہین بلکہ ان کے افعال کی طرف توجہ تہی۔ جو لوگ اسکو ایذا پہونچانے کے درپے ہوتے انسان پر رحم
کہانا اپنا فخر گنتا تہا۔ اسکی خواہ کیسی ہی نازک حالت ہوجاتی مگر خدا پر بہروسہ رکہتا او اس مین وہ ہمیشہ
کامیاب ہوتا رہا۔ پے درپے کی اول اول خوفی اور دل کچا کرنے والی ناسیون نے ہرچند اس کے قدمون
کو آگے بڑہتے ہوئے روکنا چاہا مگر اپنی کامیابی کی امیدین اس کے دل مین اسیطرح جوش سے موجزن ہوتی
رہین تمام قوم نے اسکے مخالفت مین اپنا زور رکہا دیا مگر وہ اپنے عزم مین اسیطرح مستقل رہا۔ وہ اپنا ہر حال
مین خدا کو معاون سمجہتا تہا اور بیشک خدا اُس کا معاون تہا۔ اسنے اپنے دشمنون سے بہت کچہہ
بُرا بہلا سنا لیکن کبہی کسی کو برا تو بُرا کہنا گہر کی بہی نہین دی۔ اسنے کسی کو اپنا مددگار کبہی

اورسنئے ہالہ آفتاب کی نسبت۔ اسوقت تک ادقات کسوف کے سوا اسی روشن دورہ آفتاب کا مشاہدہ کرنے کی کوششین کی گئین اس
امید پر کہ شاید کسی طریق سے چشم انسان تابناک شعاع سماوی اور نیز آفتاب کے گرد کی قریب تر شعاعون کے عکس سے محفوظ ہو سکے اس
طرح سے اس روشن حلقہ کا دیدار توضیح کے ساتہہ نصیب ہو مگر تاسف کا مقام ہے کہ اس تمام جدوجہد مین ناکامی حاصل ہوتی رہی مصنوعی
گرہن کسی طرح بن نہ سکا۔ سید صاحب بالمقابل ان کے ہم خیال اصحاب بغور ملاحظہ فرما سکتے ہین کہ کرور بار دوپیہ خرچ کرنے کے بعد بہی اور
یورپ کی کوشش پر بہی ینگ جیسے فاضل اجل کی زبان سے یہ الفاظ سرزد ہوئے اور ان کو علما کے تمام گروہ نے مان لیا اور پہر سبکا
یہی قول ہوگیا پہر کون خیال کرسکتا ہے کہ سید صاحب بالمقابل مذہبی دو صفحے مین اپنی تفسیر جلد پہلی صفحہ ۲۸ مین کسی آیت کے نیچے
نبوت کا ایسا زبردست اور باریک مسئلہ جس کی حقیقت سمجہنے یا سمجہانے کے لئے شریعت محمدیہ نے کبہی مسلمانون کو مکلف نہین کیا
دو ایک ہی صفحہ مین ثابت کردیا۔ اور اس پر آپ نازکر تے مین نہ پیغمبر نہ اسکے صحابہ کا ذرا بہی خیال کیا۔ افسوس ملاحظہ کیجے۔ ایک بڑا
یورپ مین فلاسفر لکہتا ہے " واقع مین کسطرح ممکن تہا کہ ہمارے کرہ باد سے باہر اس مقام پر جہان قانون قدرت کے موافق چند
منٹ کے واسطے بادبانی پردہ تنہاہی اور میصرین کے روبرو کی ہوا سایہ مین پڑجاتی ہے ایک مصنوعی پردہ قایم ہو سکتا۔
ان معاملات مین موخرانہ کوشش پروفیسر لینگلی اور ڈاکٹر کوپ لینڈ نے اٹہا نہین رکہی ہے اول الذکر میصرنے کوہ لہتا
اور کوہ ہوائٹی پر جو کہ پندرہ ہزار فیٹ بلند ہین قدرتی اور مصنوعی آلات کی مدد سے بہت کچہ اس تحقیقات مین سر کہپایا
اور ڈاکٹر کوپ لینڈ جو لارڈ کرافرڈ کے اسسٹنٹ منجم ہین انہون نے اپنا سرمایہ بصارت کوہ انڈس پر صرف کیا۔ کیا کسی صاحب
کا خیال دوڑا کر سمجہہ لیا کہ اصلیت دریافت ہوگئی ؟ کچہہ نہین ہوا ! پروفیسر لینگلی نے ایک خط مین تحریر کیا کہ " ہم نے نہایت
موافق حالتون مین تمام میصرانہ طریقے استعمال کئے مگر مطلق کوئی ترکیب کارگر نہین ہوئی سراسر ناکامیابی ہمارا نتیجہ ہے "
ڈاکٹر کوپ لینڈ نے پونو " پر بہی بارہ ہزار چالیس فیٹ کی بلندی پر سے مشاہدہ کیا مگر اپنی رپورٹ مین لکہتے ہین کہ " روشن
ہالہ نے جو جو شکلین پیدا کین وہ عجیب و غریب تہین ہمکو عرصہ تک بیم و رجا کی حالت مین رکہا ایک وقت امید ہوتی تہی کہ ہماری

نہیں آنے پایا لیکن ہمیشہ دوسروں کی مدد کرنی اپنی خاص دلچسپی اور حیرت سمجھتا تھا۔ اسکے جوش اور امنگیں ہمیشہ بھلائی کی طرف اٹھتی تھیں اور وہ بھلائی خلقت کی بھلائی تھی۔ اسکے سب کام غایت پر مبنی تھے اور یہی اسکی سرشت تھی جو کچھ اسنے کیا وہ ہی کیا جو خدا کی مرضی تھی۔ وہ انسان تھا مگر اس کی انسانیت میں نبوت کی صفت کی ۔۔۔ ہی تہ تھی۔ اسکی حلیمی نے اسکی ذات پر اثر نہیں کیا بلکہ مخالفوں پر بھی اسکی حلیمی کا ویسا ہی اثر پڑتا تھا۔

اس کا خلق اپنے ہی گروہ تک محدود نہ تھا بلکہ دشمنوں پر اسطرح وسیع تھا۔ دنیا میں جسنے اپنے دشمنوں کی نجات کی دعا کی اور ان کی دل سے بھلائی چاہی وہ وہ پاک ذات تھی جسکو محمد عربی ؐ کہتے ہیں۔ دنیا میں جسنے امیر و غریب کو ایک کر دیا اور کچھہ امتیاز نہ رکھا وہ وہ ہی قریشی نبی تھا جس کا مقدس نام آج دنیا کے تیس کروڑ باشندے پھیر رہے ہیں۔ صدیوں کے جھگڑوں اور خونریزیوں کو جسنے مٹا دیا اور ان کے الجھاؤ کو

محنتوں کو تاج کامیابی حاصل ہوگا دوسرے وقت مذلت و خواری کا اندیشہ دل میں کھٹکتا تھا۔ ہم نہایت افسوس کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہم اپنی تحقیقات میں ناکام رہے مصنوعی تدبیر دیکھ چشم پوشی کر کے ظاہر ہوتا ہے کہ علاوہ اوقات کسوف کے اور چند مواقع ہیں کہ اسوقت دور آفتاب کے روشن تر حصہ کا وجود آنکھوں سے معلوم ہو سکتا ہے۔ آفتاب کے کنارہ پر آفتاب کی روشنی کے دو جداگانہ سبب ہیں ایک تو خود اس نورانی حلقہ کی روشنی دوسرے ہوا کی شعاع ان دونو کی چمک ایم جانسن کے نزدیک ماہ کامل کی روشنی سے زیادہ ہے جسوقت پر کرلولی فلک یعنے سیارہ زہرہ زمین اور آفتاب کے بیچ میں آجاتا ہے جوں جوں یہہ سیارہ آفتاب کے قریب جاتا ہے روشن دور آفتاب کے اندر مقابل ہوتا ہے اور جو روشنی ہمکو اس روشن حلقہ سے پہونچتی ہے اس میں حاجب ہوتا ہے۔ اب ایسے موقع پر مبصر کو سیارہ کے سامنے کا آسمان نظر آئیگا اور اس آسمان سے کسیقدر کم روشن پایا جائیگا خلاصہ یہہ کہ جب یہہ سیارہ حلقہ تاباں کی روشنی کو قطع کر دیتا ہے اسوقت اس مقام کی آسمانی شعاع میں اسقدر تخفیف ہو جاتی ہے کہ ہمارے حواس کو اندازہ ہو سکتا ہے پس اس سے بالیقین ثابت ہوتا ہے کہ جو حصہ آسمان کا گرد آفتاب کے ہے اور جس کی پشت پر روشن حلقہ آفتابی واقع ہے وہ بہ نسبت دیگر حصص ملحقہ کے زیادہ نورانی ہوتا ہے اور قریب آفتاب میں ایک دقیقہ کے اندر معلوم ہو سکتا ہے کہ بتدریج نہایت خفیف کے ساتھ فرق ہوتا جاتا ہے۔ اس سے یہہ امر بھی قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ جسوقت آفتاب بالکل صاف و شفاف ہو اگر ہماری نگاہوں کو رقبہ حوالی میں خفیف تفرقات روشنی کے محسوس ہوں تو غالباً نورانی حلقہ آفتاب ہمیشہ نظر آسکتا ہے جہانتک جو تہی اور بابات دریافت ہمکو معلوم ہو غالباً اسکے بیان کرنے میں کوئی ہرج نہیں۔ کچھ نہ کچھ نتیجہ ہر شخص اس سے نکال ہی سکتا ہے مگر وہ نتیجہ یقینی نتیجہ نہوگا بلکہ اس میں بھی اشتباہ کی زیادتہ ہوگی۔

غرض ان سب باتوں سے یہہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ فطرۃ کی کسی چیز کا علم ہمیں نہیں ہو سکتا۔ ہماری قوتیں محدود ہیں ہمارے خیالات کی جودت کرۂ باد سے اوپر نہیں جا سکتی۔ ہماری آلات اس قابل نہیں ہیں کہ وہ ہمیں فطرۃ کے کسی ہنر کی یا نگی دکھا سکیں۔ ایسی حالتوں میں ہمیں زیبا نہیں ہے کہ ہم نبوت اور وحی نازل ہونے کے باریک تر مسئلہ پر ثانی سے بحث کر کے ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ امام فخرالدین رازی نے انسانی فطرۃ کی بساط سے قدم آگے بڑھا کر تقریر کی ہے

چھپیوں میں سلیم ہیا دیا وہ منتظر تھا۔ اگر اسکے اظہار اور زندگی پر آنحضرت ڈالی جائے گی تو اس سے معلوم ہوگا کہ دنیا میں کوئی بھی ایسا نبوت پیدا نہیں کہ جس کا عین نام یہ پہلا اعلیٰ ادعاء حق یقین ہوئی ہوں جس کا ثبوت آگے آئے گا۔

جس نے آپکی نبوت پر پہلے یقین کیا وہ بی بی خدیجہ تھیں۔ انہوں نے صاف دل سے اپنے پیارے نبی پر ایمان لائیں اور جہانتک کتب میں ان کا اثر تھا انہوں نے سبکی بت پرستی چھڑا دی اور خدائے برتر کی پرستش کرنے لگیں آپ صرف پہلے بار ایمان ہی نہیں لائیں اور بت پرستی کو چھوڑ کر رحیم کریم خدا کی پرستش کی بلکہ کامل طور سے اپنے پیارے نبی کی ڈھارس دینے والی بیوی تھیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ خدا نے محمد کا خدیجہ کے ذریعہ سے اطمینان کیا کیونکہ جس وقت محمد جنگل سے تشریف لائے تو بی بی خدیجہ نے ان کی نبوت پر ایمان لا کر محمد کو اس بوجھ سے سبکدوش کر دیا کہ جس میں وہ دبے ہوئے تھے اور جس کے باعث بیم و رجا میں مبتلا تھے۔

جب بی بی خدیجہ آپ پر ایمان لائی ہیں اسوقت آپنے خیال کیا کہ جو کچھ میں کہتا ہوں سچ کہتا ہوں اور جو کچھ مجھپر حالت طاری ہوئی وہ سچی حالت وحی نازل ہونے کی تھی۔

محمد نے اپنے لواحقین پر پہلے اپنی روح کی تابانی کھولی اور اس کی چمک سے ان کی فطری بصارت کو نور بخشا خدیجہ کے بعد بقول ابن ہشام صفحہ ۱۵۵ اور ابو الفدا اور روضۃ الصفا کے حضرت علی ایمان لائے آنحضرت اکثر اپنی وفا شعار بیوی خدیجہ اور اپنے چچازاد بھائی علی کو لیکر ان پہاڑیوں کی کھوہوں میں جو مکہ معظمہ کے گرداگرد واقع ہیں تشریف لیجایا کرتے تھے تاکہ وہاں پر تنہائی کی عبادت میں اس خدائے وحدہ لاشریک کی تہ دل سے شکر گزاری ادا کریں کہ جس نے ان پر اپنی رحمت نازل کی اور انہیں بت پرستی کی ضلالت سے نجات دیکر روشن رستہ پر لایا۔ اور ان کے زمانہ حیات میں آخری رسول اپنی کو مبعوث کیا کہ جو ان کے ساتھ کس ہمدردانہ طریقہ سے پیش آتا تھا اور انہیں کیسی ہمیشہ بہا نصیحت کرتا تھا جس نے انہیں دنیا و آخرت کی گمراہی سے بچا لیا اور انہیں اصلی اور متحقق لازوال ابدی شادمانی کا حصہ دیا ان کی فطرت کو روشن کر دیا اور ان کی بصارت کو خدا کے سچے جلال کے دیکھنے کی قوت عطا کی۔

اور جس میں وہ ایسے ہی ناکام رہے جیسے سید احمد خانصاحب بہادر کے سی ایس آئی ایل ایل ڈی میرے خیال میں ان مسائل پر بحث کرنی نہ چاہئے اگر کوئی شخص وحی اور اس کے نازل ہونے پر اعتراض کرے تو اس کا یہی جواب کافی ہے کہ جو وسیلہ کہ مسلمان بیان کرتے ہیں اگر اسے تو نرا ڈھونگ خیال کرتا ہے تو اپنے موافق سمجھ لے غرض تو یہ ہے کہ یہ قرآن جو مسلمان پیش کرتے ہیں محمد ہی کی تصنیف سے سہی مگر یہ تو ضرور ہی تسلیم کرنا چاہئے کہ خدا کی وحی کے بموجب تحریر ہوا مگر افسوس ہے کہ جو لوگ خدا ہی کو سرے سے نہیں مانتے پھر میں حیران ہوں کہ جبرئیل کا وجود اگر نبوت اور نبی کو کیونکر تسلیم کرینگے انہوں نے تو ایک شئے کو ڈھکوسلا تسلیم کر لیا ہے اس کو چاہے جس صورت سے دکھاؤگے وہ ڈھکوسلا ہی گنے جائیں گے پھر یہ نتیجہ عیاں کہنا بے فائدہ ہے

ایک دن یہہ تینون شخص ایک ہی اور دو اسکے مرید بیٹھے ہوئے تنہائی مین عبادت کر رہے تھے
اور آنکا دہان اس سب سے برتر ذات کی طرف ہو رہا تہا اور آپ ایسے مستغرق ہوئے کہ آنکو کچھہ بھی خبر
دنیا و مافیہا کی نہ تھی۔ جب آپ عبادت کر چکے تو ابو طالب نے جو بہت دیر سے کہڑے ہوئے مشاہدہ کر رہے
تھے آنحضرت سے مخاطب ہو کر یہہ کہا" اے میرے بھتیجے جس مذہب پر کہ تو چل رہا ہے اور جو مذہب
کہ تو نے پسند کیا ہے یہہ کیا مذہب ہے آپنے جواب دیا کہ یہ دین دین خدا اور فرشتون اسکے پیغمبرون
اور ہمارا دادا ابراہیم کا ہے" پہر آپ یہہ فرمانے لگے - خدا نے مجھے اپنی مخلوق مین اس لئے بہیجا ہے کہ
بیت اسکے بندون کو سچائی اور نیکی کا رستہ دکہاؤن اے میرے چچا تو اپنی قوم مین بڑا لائق اور سمجھہ دار ہے
یہہ موقع اچھا ہے کہ مین تیری بہی دعوت اسلام کرون۔ اور تجھے بہی اپنے سچے رستہ کی طرف بلاؤن
مجھے امید ہے کہ تو میری اس سچائی مین میری مدد کریگا اور اس نیکی کے پہیلانے مین میرا معاون بنےگا"
ابو طالب نے جواب دیا اے میرے بھتیجے - اپنی سچی روح اور سچے دل سے کہتا ہون کہ مین اپنے باپ دادون
کے دین سے کبھی نہین پہرنے کا - لیکن تو ہی تر خدا کی قسم جب تک مین زندہ ہون کوئی تجھسے آنکھہ نہین
ملا سکتا پہر ابو طالب نے اپنا رخ اپنے بیٹے علی کی طرف پہیرا اور کہا اے میرے بیٹے تیرا مذہب کیا ہے۔
علی نے جواب دیا" اے باپ مین خدا اور اسکے نبی پر ایمان لے آیا اور اب اس کے ساتھ ہون" ابو طالب
نے کہا اے میرے بیٹے وہ تجھے کبھی اس سے باز نہ رکھیگا جو نیک ہے اسلئے تو آزادی کہ تو ایمان
لائے (یہہ گفتگو ابن ہشام نے صفحات ۱۵۹ و ۱۶۰ - اور ابن الاثیر نے جلد ۲ صفحات ۴۲ و
۴۳ - مین لکھی ہے) جو شخص علی کے بعد ایمان لایا وہ زید بیٹا حارث کا تہا - جسکو آنحضرت نے آزاد
کر دیا تہا - اس کے بعد قریش قوم کا سردار مثلاً عبداللہ - ابو قحافہ جو بعد ازان ابو بکر کے نام سے مشہور ہوئے
کا بیٹا ایمان لایا -

عبداللہ قریشون مین اپنی دولتمندی - ایمانداری - صداقت - وفا شعاری - اولوالعزمی عالی
ہمتی مین بہت بڑا نامور تہا - یہہ آنحضرت سے پورا دو برس چھوٹا تہا - اس کا تامل کر کے ایمان لانا
بہت ہی اخلاقی اثر کا باعث ہوا - اسکے ایمان لانے نے قریشون مین ہلچل برپا کر دی اور تمام قوم
مین ایک تہلکہ مچگیا - عبداللہ کو ایمان لائے ہوئے تہوڑا عرصہ بہی نہ گزرا تہا کہ پانچ قریشی بڑے
سے بڑے سردار ایمان لائے - انمین پہلا شخص عثمان بیٹا عفان کا تہا - یہہ خاندان بنی امیہ مین سے تھے
اور جو بعد ازان تیسرے خلیفہ ہوئے - پہر عبدالرحمٰن عوف کا بیٹا ایمان لایا - پہر سعد ابی وقاص کے
بیٹے نے ایمان قبول کیا - اسی شخص نے بعد ازان فارس فتح کیا - پہر زبیر عوام کا بیٹا دائرہ اسلام
مین آیا یہہ بی بی خدیجہ کا بھتیجہ تہا - ان پانچون نے باری باری سے بیعت کی اور مشرف باسلام
ہوگئے اور بہی چند آدمی اپنی درماندہ زندگی سے تہک تہکا کر آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر

مسلمان ہوئے تھے ... [illegible] ... پیچ کی فیض بخش تاثیر - آپکی ... ایک بیت —
آپکی ... [illegible] ... کا یہہ اظہارہ سچا نقشہ کہینچتا ہے آپ ... جو پہلے ...
... [illegible] ... پیارا بھائی - اور آپکے ... دوست آپکی نبوت پر
... [illegible] ... صاف سچا نہی خیال کیا اور آپکی ایسی ہی تعظیم کی کہ
... [illegible] ... شہر میں انسان زیادہ وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکہا
... [illegible] ... میں پہرا ہو - اور ... کی آنکہوں کے
... [illegible] ... جیسا عالم ... دولت ... پہر بہی
اپنے ایسے ... قوم ... کی نگاہ ... رہتا ہے اچہا ... ایک آیت ہے
کہ پیغمبر اپنے شہر ... [illegible] ... مقولہ ہے —

الا ... ہر کو وطن میں رہنے دیتا گر فلک ... کیوں ... [illegible]

چنانچہ یہی ... [illegible] ... مگر ہمارے قریشی نبی صلعم ... آنحضرت صلعم کی فضیلت
اور نیکیوں پر یوں ہی ثابت ہوتی ہے کہ آپ پر جو لوگ ایمان لائے اور اول ہی اول انہوں نے آپکے ہاتہہ پر
بیعت کی انہیں سے بہت سے قریش کے بڑے بڑے سردار اور آپکے بزرگ تہے - اس سے صاف اندازہ
ہوسکتا ہے کہ ہمارے نبی کی کیسی صاف اور پاک طبیعت تہی اور اس نے اپنی زندگی کس اچہی اور افضل
طریقہ پر بسر کی کہ ہر شخص آپکی صداقت مستقل مزاجی شرافت طبیعی خلق و مروت کا ایسا ہی قایل
تہا کہ جیسے آپ تہے - خواہ کیسا ہی متعصب شخص ہوگا لیکن محمد کی اس پاکبازی - بزرگی - عالی ہمتی
عظمت - صاحبی کا ضرور قایل ہوگا - یہہ ایک فطری امر ہے کہ سرے سے کوئی شخص کسی کا تابع ہونا
نہیں چاہتا اور ہمیشہ خیال یہی رہتا ہے کہ ... اپنا ہی سکہ چلے اور ہم ہی نام برآوردہ ہوں —
اور پہر ایسی حالت میں کہ محمد کے پاس نہ ... جاگیر ... نہ سلطنت تہی نہ امیری نہ دولتمندی کچہہ
تہی تو محض معمولی شہری متوسط ... کی سی حالت تہی جو شرافت سے اپنی زندگی بسر کرتے
ہیں اور پہر ایسے شخص پر سرداران قوم کا ایمان ... کوئی خاص سبب تو ضرور ہی اپنے میں رکہتا
ہے اور ... سبب کیا تہا صرف یہہ تہا کہ بیشک وہ پاک نبی تہا —
جو کچہہ اسنے کہا سچ ... جو کچہہ ... نازل ہوا وہ خدا کی طرف سے تہا اور وہ بہت بڑا عالم کا نجات دہندہ تہا
اسمیں ضرور کوئی خاص صفت اور انسانوں سے تہی اور وہ صفت نبوت تہی - جو لوگ کہ ایک جگہہ
اسکے ساتہہ رہتے تہے اور جنہوں نے اسکی ایک ایک بات کو دیکہا تہا اور اس کی حالت کو اچہی طرح
جانتے تہے وہی سب سے پہلے اسپر ایمان لائے اور اسکے جان نثار وفادار دوست تہے - اور جنہوں
نے اپنا دہن ... تن سچے دل سے اسپر قربان کردیا - ... اپنی ... اور دلی خوشی خیال کی —

اگر یہہ ... [illegible] ... اور علم و
فضل پر حقیقی ... [illegible] ... لاگ
لپیٹ فریب۔ خود غرضی اور نفس پرستی کی ... [illegible] ... ہونا کہ محمد
انہیں اپنا مقصد بنانے میں کامیاب ہوئے اور لوگ ... [illegible] ... اصول پر چہنا
جانتے یا تلوار سے ... [illegible] ... اور اگر ... [illegible] ... تو انکی اصلاح اور نجات دینے
کا خیال کبہی ... [illegible] ... آپ کے معتقدین
نے ... [illegible] ... اور قتل ... میں آپ ... قربان کیا ... شوق سے قدم بڑہائے
ان پر ... تکالیف اور روحانی جانکنیاں ... [illegible] ... گذر گئیں لیکن انہوں نے
اف تک نہ کی اور دین محمدی پر ثابت قدم رہے اور ... [illegible] ...۔

محمد کا پیرو اپنے نبی پر جان دینی اپنا سبب نجات دارین سمجہتا تہا اور اب تیرہ سو برس کے بعد بہی ہر مومن
محمد کے نام پر گردن کٹانا اپنا سبب نجات سمجہتا ہے۔ کیا اتباع ... [illegible] ... کے معتقدین یا حواریوں نے
بہی اپنے نبی پر یوں جان نثاری دکہائی ہرگز نہیں۔ اگر یہہ لوگ ... [illegible] ... ایمان نہ لاتے تو اس کا درجہ
شاید گیلیلی کے مچہلی والوں کے نبی سے زیادہ ... [illegible] ... حضرت عیسیٰ کی ... [illegible] ... قریب سے
قریب رشتہ دار بہی ایمان نہ لائے آپکے بہائی کبہی ... [illegible] ... ایمان نہ لائے اور ... وہ یہہ کہ
وہ ہمیشہ اسی خیال میں رہے کہ حضرت عیسیٰ کو اپنے قبضہ میں کر لیں اور ... [illegible] ... انہوں نے سمجہا تہا کہ
اپنے اس ... [illegible] ... سے باز آئیں۔ ... لیکن جو آپ پر تازہ تازہ ایمان لائے تہے وہ بہی اس میں
تہے کچہہ عیسائیوں پر منحصر نہیں ہے ہر شخص جسکو فطرت سے کچہہ ... [illegible] ... عقل ملا ہے سمجہہ سکتا ہے
کہ افضل ان ... نبیوں میں کون ہوا کس میں زیادہ صفائی قلب تہی۔ وہ مقناطیسی ربانی کشش
کس میں تہی کہ جسنے انکہیں ملاتے ہی بڑے بڑے لوگوں کو اپنا شیدا بنا لیا۔

(کہینچ لاتا تہا بس اک چشم زدن میں عالم۔ ... [illegible] ... آنکہوں میں ... [illegible] ... شیدا)

کس کی پر زور ... میں ڈوبی ہوئی تقریر تسلیم کیجا سکتی ہے جسنے ایک عالم ... [illegible] ... اسکی گرجتی
ہوئی آواز جسمیں ... [illegible] ... اور اطاعت پائی جاتی تہی ایک ... [illegible] ... والی آواز تہی جسنے لوگوں
کے دلوں کو اپنی مٹہی میں دبا لیا اور ان پر ایسی فتح حاصل کی کہ ... [illegible] ... بعد ... قبضہ قومی تر ... مستحکم
ہوتا گیا۔

ف۱ حیات جلد ۲ صفحہ ۴۔

ف۲ مرقس ۳ باب ۲۱ - آیت ۔

ف۳ - یہہ وہ لوگ تہے جنکو حضرت عیسیٰ اپنی ماں اور اپنے بہائی کہتے تہے متی ۱۲ باب آیت ۴۶ سے ۵۰ تک و لوقا باب ۸ آیت ۲۱
ف۴ مل مین اپنی کتاب ہسٹری آف کرسچیانٹی جلد ۱ صفحات ۲۵۵ و ۲۵۴ ۔

حضرت عیسےٰ کے حواریوں کی یہہ بے ثباتی کس وجہ سے ہتی شاید طبیعت کی کمزوری کی وجہ ہی کہ ایک بات پر مستقل طور پر نہ رہا جاتا تہا لیکن مل مین لکہا ہے کہ حضرت عیسےٰ کی مختلف اقوالی نے یہہ نتیجہ پیدا کردیا تہا۔ بیشک اس سے انکار نہین ہوسکتا جو کچہہ مل مین نے لکہا ہے وہ لاجواب ہے۔

جس شخص نے مروجہ انجیل کو دیکہا ہے وہ کہسکتا ہے کہ کچہہ بہی تطابق مضامین مین نہین معلوم ہوتا۔ گویہ وہ کتاب نہین ہے جو حضرت عیسےٰ پر نازل ہوئی لیکن چونکہ انکے نام سے مشہور ہے اور شاید کہین کہین ان کے اقوال بہی ہون اسلئے اسمین بہی تطابق نہین ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ اپنی قوم کے ریفارم پر تُلے ہوئے تہے اٹہتے بیٹہتے سوتے جاگتے سوا اسلئے اور کچہہ خیال ہی نہ تہا اسلئے سوا وحی کے جو کچہہ زبان مبارک سے نکلتا تہا وہ سب اصلاح کی تدبیر سے مالا مال ہوتا تہا۔ قوم سے مراد دنیا کی قوم سے ہے جو دنیا مین آباد ہین اور وہ مخلوق ہونے کی لحاظ سے سب ایک ہی باپ کی اولاد گنے جاتے ہین۔

تین برس کامل تک رسول خدا بہت دہوم دہام سے پریچ کرتے رہے اور نہایت بیخوف ہوکر یہہ کہتے رہے اے لوگون جو کچہہ تم کر رہے ہو خلاف فطرت کر رہے ہو جسکا نتیجہ تمہارے یا انسانی خیال سے بہی برا ہوگا اس بیہودہ پرستش اور لغو خیالات کو چہوڑو اور خدائے واحد کی پرستش کرو۔ قریش صدیون سے بت پرستی کی طرف رجوع تہے اور ان کے دلون مین برے اعتقادون کی جڑ بیٹہ گئی تہی۔ یہلا یکایک وہ کیون کر چہوڑ دیتے اور اپنے آبائی خیالات کو جو ان کی گہٹی مین پیٹہ گئے تہے ترک کرتے۔ بچپن کے سنے سنائے خیال اور والدین کی ذہنون مین جمائی ہوئی باتین ایسی نہین ہوتین کہ آناً فاناً مین دلون یا دماغون سے نکل سکتین اور وہ اپنے آبائی مذہب چہوڑ کر دین خدا اختیار کرتے۔

حضرت ابو طالب جو درحقیقت اپنے بہتیجے کے خیر خواہ اور دل سے بہی خواہ تہے اور انہین قریشی طریقہ کی تعلیم بہی خاصی ہوئی تہی وہ خوب دل سے اسلام کی برکتین سمجہتے تہے اور انہین معلوم تہا کہ یہہ دین ضرور ریفارم کریگا مگر اسپر بہی آبائی خیالات اور بچپن کی سنی سنائی باتون کی ایسی جڑ بیٹہ گئی تہی کہ انہون نے کہلم کہلا اسلام قبول نہین کیا حالانکہ وہ یہہ سمجہتے تہے کہ محمدؐ جو کچہہ کہتا ہے وہ سب صحیح ہے حضرت علی کی خطاب کرکے ابو طالب نے کہا تہا کہ مین تو اپنے باپ دادا کے دین کو نہین چہوڑتا لیکن جب تو دین خدا پر ایمان لے آیا ہے تو یہہ مجہے یقین ہے کہ محمدؐ تجہے اس رستہ سے بچائیگا جو نیکی کی طرف نہین جاتا۔

ایک ابو طالب کیا۔ قریش قوم کا بچہ بچہ یہہ خوب جانتا تہا کہ محمدؐ سے بہتر نیک خصال اور شریف طبیعت بچہ پیدا نہین ہوا۔ آپکی صادق الوعدی کی دہوم تمام مکہ مین مچ رہی تہی۔ اور مکہ کی چار دیواری اور سنگلاخ چٹانون کے پرے اگر کوئی محمدؐ کو جانتا تہا تو اسقدر جانتا تہا کہ اسکی بے لوث اور پاکیزہ زندگی ہے وہ خود بہی نیک ہے اور دوسرے کو بہی نیک بنانا چاہتا ہے اسکی غرض ہے کہ مین دنیا مین ریفارم کرون۔

وہ ہر دردمند کو دیکھکر آنسو بہاتا ہے۔ کسی کی تکلیف کی اسکے دلپر چوٹ لگتی ہے وہ اپنے وعدہ پر ایسا ہی مضبوط ہے کہ جو ایک انسانی فطرت کا تقاضا نہین ہے۔ وہ عالم کے ہزار قویون کا ایک قوی ہے نہ اپنی جسمانی قوت سے بلکہ روحانی قوت سے۔ اسکی دماغی قابلیتین انسانون مین ایسی ہی ممتاز ہین کہ جیسے جسم مین سر ہوتا ہے۔ جب نبی کی ان ان صفات کی آوازین عالم مین گونجین تو لوگ چارون طرف سے اُمڈے کہ دیکھین جسکی نسبت ہم یہہ یہہ باتین سنتے ہین وہ کہانتک ان صفات سے مملو ہے مگر جب اُنہون نے دیکھا تو جیسا سنا تہا اس سے زیادہ پایا۔

ادہر آپ نے پہلے پہل خدائے واحد کی پرستش کے لئے۔ لوگون کو بلایا اور ان کے بتون کو صرف پتہر کا ڈہیر اور ناکارہ کہا وہ پریشان ہکابکا ادہر ادہر دیکھنے لگے اور انہین اسکی تلاش ہوئی کہ یہہ آواز آئی کہان سے ہے مگر جب انہون نے دیکھا کہ محمدؐ عربی جو ہم ہی مین کا ایک شخص ہے اور ہمارے سامنے اس نے پرورش پائی ہے ہمارے سامنے بڑا ہوا ہے یہہ ایسی باتین کرتا ہے اور ہمارے خداؤن کو برا کہتا ہے۔ اس خیال نے ایک حسد کی آگ ان کی طبیعت مین بہڑکا دی اور وہ سخت مخالفت پر آمادہ ہوئے مگر جتنی ان کی مخالفت شدید اور سخت تر تہی اسیقدر بلکہ اس سے بہی زیادہ محمدؐ کا دل ۔ قوی تہا اور جون جون وہ مخالفت کرتے تہے محمدؐ اور قوی ہوتے تہے ۔ اور آخر اس استواری کی یہانتک نوبت پہونچی کہ وہ بہی اپنی مخالفت مین ہار جاتے اور پشیمان ہوکر ایمان لاتے ۔

پہر بہی ابتدائی زمانہ محمدؐ کے لئے بہت سخت تہا۔ مخالفت بہی وہ مخالفت کی جاتی تہی کہ جسکے سننے سے پتہ پانی ہوجاتا ہے اور زہرہ آب ہوتا ہے اور ان مخالفتون کا کسی پر گزر جانا یہہ محض ناممکن ہے۔ وہ تو نبوت کا تحمل اور بردباری تہی کہ اس مخالفت کو سہتی تہی ورنہ انسانی فطرۃ ہرگز اسکو گوارا نہین کرسکتی یہہ بات اٹکل پچو نہین لکہ رہا ہون بلکہ تمام بڑے بڑے فضلا اور ریفارمرون کے سوانح عمری پیش نظر رکہکر یہہ کہا جاتا ہے اور مین دعوے سے کہتا ہون اور مجہکو اپنے دعوے پر ناز ہے کہ دنیا کے ظہور سے ابتک نہ کوئی نبی ہوا نہ کوئی ریفارمر ہوا کہ جو ان شدائد اور تکالیف کو سہکر پہر بہی اسیطرح مستقل ہو جیسا کہ اول دن تہا۔ بظاہر اسکے دلپر بہ تقاضائے فطرت انسانی صدمہ پہونچتا تہا۔ اور اس صدمہ کو وہی مقدس ذات صبر و شکیبائی سے سہتی تہی کہ جو اسی کو شایان تہا اور اسیکو زیبا تہا۔

قریشیون کی زیادتی۔ اور ان کا ظلم و تعدی صرف ایک محمدؐ کی جان تہی جو سہتی تہی اور اف نکرتی تہی اور پہر بہی اپنے مخالفین کی بہتری اور خیرخواہی مین لگی رہتی تہی۔ ان کے قابل رحم مظالم سے اگر محمدؐ کو تکلیف پہونچتی تو اسکا سبب یہہ تہا کہ قوم کن خام خیالیون مین پامال ہو رہی ہے اور ذرا بہی اپنی بہتری کی نہین سنتی اپنے ناصح مشفق کو ستاتی ہے اور اپنے گمان مین یہہ سمجہتی ہے کہ جو کچہہ مین کرتی ہون ٹہیک درست ہے حالانکہ راہ راست سے وہ کوسون ہٹی ہوئی ہے ۔

قریش پیدا ہوتے ہی بت پرستی کی گھٹی پی چکے تھے اور انہین چاشنی بھی اسکی پوری پوری چکھ چکے تھے
بت پرستی مین سرخوش تھے کیونکہ جن خداؤن کی وہ پرستش کرتے تھے وہ ہر وقت ان کی آنکھوں کے
آگے رہتے جو کچھہ انہین مانگنا ہوتا وہ ناک رگڑ رگڑ کر مانگ لیتے ان کو ایسے خدا کی پرستش کرنی عجیب سی
معلوم ہوتی کہ جسکو وہ نہین دیکھہ سکتے نہ اس سے باتین کر سکتے ہین۔ اس مخالفت مین یہانتک سرگرمی
ہوئی کہ لوگ محمدؐ کی جان کے پیچھے پڑ گئے۔ [illegible] خدا نے مستقل [illegible] ہوئی
اور پھر آپ بھی اسی استواری سے بھروسہ [illegible] بھلا ان کی مخالفت سے اپنے ارادہ مین کیون خلل
ہونے لگا تھا۔ تین برس کی کشمکش اور سخت جھگڑے کے بعد صرف تیس آدمی ایمان لائے یہہ نظارہ کم
تین برس کی محنت مین صرف تیس آدمی ایمان لائین واقعی ایسا دل کا بجھا دینے والا نظارہ تھا
اور ایسی حالت سے کبھی کامیابی کی امید نہ ہو سکتی تھی۔ مگر اس عظیم الشان معلم نے اپنے ارادہ مین
ایک قدم پیچھے ہٹانا گوارا نہین کیا۔ اس ابتدائی ناکامی پر بھی اپکی [illegible] اسیطرح حلیم اور سلیم طریقہ پر
ہوتی رہی۔ اس مین بھروسہ اور جوش [illegible] امیدین بھری ہوئی تھین۔ ریفارمر کی آرزوؤن کے
جوش اٹھتے تھے اور ان کا اختتام سرسبز امیدون پر ہوتا تھا۔ محمدؐ کی آنکھین بظاہر ناکامی کی صورت
اپنے سامنے کھڑا ہوا دیکھتی تھین مگر الہامی ماسٹر کی بشارت پر کہ تو ہی ریفارمر ہے اور تیرے ہی ہاتھ
سے عالم کو نجات ہوگی کبھی کبھی کامیابی کی جھلکی جھلک دیکھ جاتی تھی۔ انسانی طبیعت کا مد وجزر جو ایسے
موقع پر ہوتا ہے اس سے محمدؐ کی طبیعت بھی بے نیاز نہ تھی۔ وہ بھی ہم ہی جیسا انسان تھا لیکن اس
مین نبوت کی ممتاز فطرت نے اپنا جلوہ کیا تھا۔ اور اسیلئے اسکے لئے یہہ مصرعہ صادق آتا ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

جسنے مختلف مصائب اور تکالیف مین قدم رکھا ہے اور دنیا کی اتار چڑھاؤ کا بہت کچھہ حصہ لیا ہے وہ
طبیعت کے مد وجزر کو خوب پہچانتا ہے اسکی زندگی جب تک کہ وہ کامل طور سے اپنی کوشش مین کامیاب
نہ ہو جائے بیم ورجا مین گزرتی ہے۔ کبھی تو قدرت کے کرشمے اور کسیقدر لوگون کی اپنی ہمزبانی کرنا امید
دلاتا ہے کہ شاید کچھہ کامیابی کی صورت پیدا ہو لیکن پھر مخالفت سے اور اپنی کوششون مین پس پا
ہونے سے پھر دکھائی دیتا ہے کہ مایوسی تا بزیست دست وگریبان رہے گی اور کبھی کامیابی کی صورت
نظر نہین آئے گی۔ یہہ خیال پے درپے ریفارمر کے دماغ مین آتے ہین اور سمندر کے جزر و مد کی طرح
گزر جاتے ہین۔ ریفارمر کی مثال مثل شیرخوار بچہ کی ہے کہ کبھی تو وہ ہنسنے لگتا ہے اور کبھی رونا
کرتا ہے نہ اسکے رونے کا ٹھیک سبب نہ ہنسنے کا مگر پھر بھی اس کی طبیعت پر کچھ نہ کچھہ اثر ہوتا ہے جس سے
وہ رونے اور ہنسنے لگتا ہے۔

قریش کی مخالفانہ تدبیرین اور ان کی جنگلی چالبازیان مکہ کی گھیردار پہاڑیون سے زیادہ پیچدار اور

ہٹیری ہی ہین - سنگلاخی چٹان گرمیون مین وہ ہتیش نہ بیٹہے تہے کہ جوان کی مخالفانہ باتین دہی ہتین وہ صرف اسی پر قانع نہ تہے کہ محمد کو اسکے ارادہ مین کامیاب ہونے دین بلکہ ان کی مرضی یہہ تہی کہ دنیا سے نام ونشان مٹا دین اور ہرگز مکہ کی شاہراہون مین اسی اجازت نہ دین کہ وہ آزادی سے قدم اٹہاتا ہوا ادہر سے ادہر نکلا چلا جاوے - ابہی تک محمدؐ نے عام طور پر وعظ نہ کہا تہا ہان نجی کے طور پر جو شخص انکے پاس جاتا دین خدا کی دعوت کرتے اگر وہ اسلام لے آیا تہا یا نہ اسلام لایا تو کچہہ زبردستی نہ تہی اب ان دنون محمدؐ نے مستقل ارادہ کیا کہ عام طور سے خدا کی وحدت اور اسکی پرستش کا بیان کرون اور قریشیون کو انکے عقائد پر ڈانٹون اور انہین ملت ابراہیم کی تلقین کرون - ایسی مخالفت اور دشمنی مین یہہ ارادہ بہی ممتاز طبیعت کا نقشہ کہینچتا ہے معمولی انسان کی طبیعت جو نبوت کی صفت نہین رکہتی کبہی ایسا ارادہ نہین کر سکتی - یہہ ظاہر تہا کہ قریش ایک بہادر اور اولوالعزم قوم ہے ان کے آگے ایک دو یا سو پچاس کا خون کر دینا کچہہ بات نہین ہے اور وہ سخت مخالفت پر آمادہ ہین ایسا ہو کہ اکیلی پاک ذات کو کچہہ مضرت پہونچے اور کوئی اسپر حملہ نکر بیٹہے - اتفاق اور بیخبری مین اگر کچہہ آفت آپڑے تو وہ اور بات ہے جان بوجہکر مخالفت مین جانا اور یہہ الٹا ان ہی کے خداؤن یا دیوتاؤن کو محض مٹی کا ڈہیر کہنا یہہ ایک جری اور بہادر ہی ہی کام تہا - دوسرا شخص نہ نبی نہ غیر نبی کوئی بہی نہین کر سکتا -

آپ نے اپنے کل قریشی بہائیون کی ایک دن کوہ صفا پر چلنے کی دعوت کی اور ان سے کہا کہ آج اگر تم چلوگے تو مین تمہین ایسی باتین سناؤنگا کہ جو تمہین دائمی شادمانی بخشینگے - کثرت سے قریش کوہ پر پہونچے انہین یہہ خیال تہا کہ شاید محمدؐ آج اپنے خیالات سے توبہ کریگا اور جو دین کہ اس نے نیا نکالا ہے اسکی اشاعت نہ کریگا - محمد کوہ صفا پر کہڑے ہوئے قریشیون کے بڑے بڑے سردار ساتہہ تہے جو ہتیار بند ادہر ادہر کہڑے ہوئے تہے ادہر ان کی تذبذب آمیز نگاہین محمد پر پڑ رہی تہین اور ادہر محمدؐ بیم و رجا مین مبتلا تہے صدہا بہادر عربون کا کہڑا ہونا اور اکیلے محمدؐ کا دلیری سے ان کے دین کی مخالفت پر پیام دینا یہہ بہت کچہہ محمدؐ کی ممتاز طبیعت کو بار بار یاد دلاتا ہے اور راز خود تیقن کا نقشہ آنکہون کے آگے کہینچتا جاتا ہے کہ بیشک وہ خدا کا پاک نبی تہا اور خدا کی طرف سے مبعوث ہوا تہا -

غرض جب سب لوگ جمع ہوگئے تو رسول خدا نے یہہ فرمایا اے میرے بہائیون جس لئے مین نے تمہین یہان جمع کیا ہے جانتے ہو کہ کیون بلایا ہے صرف اسلئے تاکہ مین تمہین ان باتون سے اطلاع دون کہ جنکو تم نے بہلا دیا ہے وہ یہہ ہین کہ خدائے واحد کی پرستش کے لئے مین تمہین بلاتا ہون جس نے تمہین پیدا کیا وہ تمہاری باتین سنتا ہے اور تمہارے افعال دیکہتا ہے - وہ قوی ہے نہ کسی قوت دینے والی چیز سے بلکہ اپنی قوت سے وہ سنتا ہے اور اسپر توجہ کرتا ہے نہ اس کا سننا ہمارا جیسا ہے نہ اس کی توجہ ہماری جیسی توجہ ہے اسنے زمین اور آسمان پیدا کیا اور وہی ہمارا اصلی معبود ہے جن دیوتاؤن کو

کہ تم مانتے ہو یا جنہین تم خدا سمجھتے ہو اگر ذرا غور کرکے دیکھو تو تمہین خود کہل جائے کہ یہہ ہمارے ہی ہاتہہ کے بنائے ہوئے ہین جس طرح ہمنے بنا یا بن گئے اور جسطرح ہم نے بٹہا یا بیٹہہ گئے۔ تمہین خدا نے اسلئے پیدا نہین کیا ہے کہ تم ان خرافات باتون مین اپنی زندگی گزار دو اور اپنے ہی گہڑے ہوئے پتہرون پر وہ پیشانی ٹیکو کہ جو خاص خدا کے سجدہ کے لئے مخصوص ہو گئی ہے۔ اسلئے مین تمہین خدا کی عبادت کی طرف بلاتا ہون آؤ اور میرا کہنا سنو سیدہی اور روشن راہ اختیار کرو تاکہ تمہین نجات دارین حاصل ہو۔

یہ سنتے ہی وہ بہڑکنے والی آگ کی طرح سے بہڑک اٹہے کسی نے قہقہہ مارا کوئی ہنس دیا کوئی کچہہ بیہودہ بکنے لگا کوئی خفا ہوا کسی کے منہ مین غصہ سے کف بہر آئے کوئی اور بہی زیادہ مخالفت پر آمادہ ہوا کوئی کچہہ کہنے لگا کوئی کچہہ کہنے لگا۔ غرض محمدؐ کو اپنے ارادہ مین کچہہ بہی کامیابی حاصل نہین ہوئی سوا اسکے کہ مخالفت کی اور بہی زیادہ آگ بہڑک گئی جیسا کسی نے آگ پر تیل ڈالدیا۔ محمدؐ اپنی اس ناکامی پر خاموش ہو رہے اور اب ایسے وحشیون کے راہ راست لانے کے لئے اور اور تدبیرین سوچنے لگے لیکن یہہ نہین کہ اپنے سرگرمانہ ارادہ مین کچہہ بہی خامی آئے اور طبیعت ہچکچائے کہ ابا نہو اس خطرناک راہ مین قدم رکہنا کچہہ اور رنگ نہ لائے۔

یہان اگر خیال تہا تو یہہ کہ کسیطرح قوم کی اس وحشت کے عوض فطری تہذیب جگہہ اختیار کرے اور بت پرستی کی شرمناک رسم عالم سے مٹ جائے۔ سوچتے سوچتے محمدؐ نے یہہ ترکیب نکالی کہ سوداگرون مسافرون زائرون کو راہ مین روک روک کر دعوت اسلام کرنی شروع کی۔ آپ مکہ سے دو تین میل پرے جاکر کہڑے ہو جاتے اور جو شخص آتا دیکہتے اسے ملت ابراہیم اور دین خدا کی تلقین کرتے۔ لیکن یہہ تدبیرین بہی نہ چلین اور ناکامی کی صورت مین جلوہ دینے لگین۔ کیونکہ قریش تاک مین لگے ہوئے تہے اور وہ محمدؐ کی ذرا ذرا سی بات کو تکتے تہے اور اپنی مخالفانہ کوششون مین سرگرمی ظاہر کرتے تہے جب انہون نے یہہ کیفیت دیکہی تو جگہہ بجگہہ اپنے آدمی موقع موقع پر بٹہا دئے اور ان سے کہدیا کہ جو کوئی آئے اسکو ہماری طرف سے کہدو کہ ایک جادوگر پیدا ہو گیا ہے وہ لوگون کو فریب مین لانے کے لئے عجیب و غریب باتین بنا تا ہے اگر اپنے مال اور جان کی خیر چاہو تو ہرگز اسکے دم جہانسون مین نہ آنا۔ اس کے علاوہ یہہ بہی بندوبست کردیا کہ محمدؐ کے ہان کوئی پردیسی نہ آئے نہ محمدؐ کسی سے ملنے پائین۔ یہان بہی محمدؐ کو اپنے ارادہ مین ناکامیابی ہوئی ہرچند چاہا کہ کوئی دو تین ہی باتین میری سنے لیکن قریشون نے ایسا بندوبست کیا تہا کہ کسیکو نہ ملنے دیتے تہے اور نہ باتین کرنے دیتے تہے۔ ملیون کو اس بندوبست سے کسیقدر کامیابی ہوئی اور ادہر دلشکنی کی صورت نظر آنے لگی یہان بہی کچہہ اثر نہوا اور وہی پرجوش کیفیت طبیعت کی رہی آپ برملا ہوم دہام سے

وعظ فرماتے تھے اور ذرا بھی ان کی اس مخالفت کی پروا نکرتے تھے - آپ شاہراہون مین کھڑے ہوکر پکارتے تھے خدا کی پرستش کرو اور اپنے بیہودہ آبائی خیالات کو چھوڑو ان بتون کو جو تم نے اپنے ہاتھ سے بنا کر رکھے ہین خدا کے پاک گھر سے نکال دو اور اپنے دلو نمین اس سب سے برتر ذات کی محبت جما لو کہ جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا جس کے ہاتھہ تمام عالم پر اسطرح پہیلے ہوئے ہین جیسے کرہ باد زمین پر محیط ہے -

اس مخالفت اور سرکشی پر بہی جب آپکے اولوالعزم ارادہ کی وہی کیفیت رہی پہر تو اجنبی مسافرون کے کان کہڑے ہوئے اور انہون نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہہ معمولی شخص کا تو ہرگز بہی کام نہین ہے کہ وہ بر ملا پکار پکار کر قریشون سے کہرہا ہے کہ تمہارا آبائی مذہب جہوٹا ہے اور اسی نے تمہین گمراہی پر ڈال رکہا ہے - اور اپنے دشمنون کی بے محل اور غیر قابل برداشت دشمنی پر ذرا بہی اپنا خیال مائل نہین کرتا نہ اس سے کچہہ ہراس اس کی طبیعت مین پیدا ہوتا ہے ضرور یہہ اپنی قوم مین ممتاز صفتون سے آراستہ ہے -

یہہ لوگ جب زیارت مکہ سے اپنے وطنون کو واپس چلے گئے تو انہون نے محمدؐ کی اس مستقل مزاجی اور دلیرانہ وعظون کی کیفیت بیان کی اور کہا کہ ہم نے اپنے ارادہ مین پختہ ایسا شخص اپنی عمر مین نہین دیکہا - اس کے الفاظ مین اثر ہے یون ہم اپنی ہٹ دہرمی اور سختی یا سنگدلی سے نہ مانین وہ دوسری بات ہے ورنہ درصل وہ بہت پر اثر باتین کرتا ہے - اسکی آواز مین پاکی اور صفائی ہے جسمین فریب دہی یا دغابازی مطلق نہین معلوم ہوتی اسکی آمادگی اور الفاظ کی پر اثر سچائی سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکے دل مین بہی یہی کیفیت پیدا ہورہی ہے اور جو کچہہ وہ کہتا ہے کوئی اور زبردست قوت ہے کہ جو اس سے کہلوا رہی ہے -

ادہر انہون نے تو جاکر یہہ کہنا شروع کیا اور ادہر ابو طالب قریشون کی اس دشمنی اور آمادگی سے ہوشیار ہوئے گو انہون نے رسول اکرم کا دین قبول نہین کیا تہا اور اپنا پرانا طریقہ چہوڑنا نہ چاہا تہا پہر بہی وہ یہہ نہ چاہتے تہے کہ کوئی میرے بہتیجے کی طرف نگاہ بہر کر بہی دیکہلے تاہم انہین اپنی قوم کے بہڑک اٹہنے کا ڈر تہا انہون نے اپنی اسی صحرائی بہادری یا تہذیب سے محمدؐ سے کہا کہ قریشون کی یہہ انحرافی ضرور میری خرابی لائیگی اور مین اپنے پیارے کی سرپرستی نکر سکونگا برائے خدا اپنی ان باتون کو روکو اور نئے دین کی اشاعت نکرو -

ایسا نہو کہ ہاشم اور مطلب کی اولاد بیگناہ روحون پر کچہہ مصیبت نہ برپا کرے - ادہر محمدؐ سے یہہ کہنا جنہین یقینا نفی مین جواب ملنا تہا اور ادہر قریشون سے یہہ کہا کہ اگر سوائے زبانی باتون کے کسی نے بہی کچہہ دست درازی کی اور میرے معصوم بہتیجے کی طرف کسی نے بہی آنکہہ بہر کر دیکہا تو اسی میدان مین

عزیزون کے لاشے خاک و خون مین لتھڑے دکھائی دینگے۔ اسی عرصہ مین ایک یثربی سردار کا رقعہ کئی قریشیون کے پاس آیا جسمین یہ مرقوم تہا۔ کہ مین نے اس نئے نبی کی بابت بہت کچھہ سنا ہے مجھے یہہ سنکر بہت افسوس ہوا کہ تم لوگ اسکی بلاوجہ مخالفت کرتے ہو گزشتہ نبیون کی تاریخ دیکھو کہ اسیطرح وہ اپنی قوم مین مبعوث ہوئے اور لوگون نے ان سے مخالفت کی مگر بعد ازان مخالف ذلیل و خوار ہوئے اور دوست دین و دنیا مین سرخرو ہوئے۔ انسانیت یہہ ہے کہ اگر ایک محمد جیسا دانشمند تمہین اپنے پاس بلاتا ہے۔ اور کچھہ سنانا چاہتا ہے تم کیون اسکے پیچھے پڑ گئے ہو اور اس کا کہنا کیون نہین سنتے۔ ایک معزز اور محترم شخص نے ایک نیا دین نکالا ہے تم کیون اسے ستاتے اور تکلیف دیتے ہو۔ خدا تمہاری ان باتون کو دیکھتا ہے بعد ازان تمہین پشیمان ہونا پڑے گا۔ اس کے اس رقعہ نے بہت کچھہ عرب کی انحرافی کی کایا پلٹ دی اور اب وہ کچھہ کچھہ دہیمے پڑے۔

مگر یہہ دہیما پن کہڑی کی ابال کی طرح طبائع مین پیدا ہوا اور آناً فاناً مین مٹ گیا۔ اب وہ نبی کی تذلیل اور کہلم کہلا دق کرنے مین ساعی ہونے لگے۔ روزمرہ انجمنین منعقد ہوتی تہین اور تازہ تازہ تدبیرین ایذا دہی کے لئے کی جاتی تہین کیا خدا کی شان ہے ایک طرف سے تو یہ سختی اور تشدد اور دوسری طرف سے یہہ نرمی اور ملائمت۔ ایک طرف سے تو یہ دشمنی اور عداوت اور دوسری جانب سے یہہ دوستی اور اتحاد کہ ہر وقت ان کی اصلاح اور راہ راست پر لانے کی تدبیرین ہو رہی ہین۔ اللہ اکبر یہہ صفت سوائے اس پاک ذات کے اور کس مین ہو سکتی ہے کہ جسے ازل ہی سے نبوت کا ڈپلومہ ملگیا ہوا اور عالم کی رحمت کا خطاب اسے دیدیا ہو پہر دشمنی نے یہان تک طول کہینچا کہ دشمنون نے محمد کو کعبہ مین آنے سے بہی روک دیا اور تاکید کردی کہ محمد زیارت کعبہ نکرنے پائین اور یہہ ہو گیا کہ جہان آپ تشریف لیجاتے وہین انکا تعاقب کیا جاتا جہان آپ جاکر وحدہٗ لاشریک کی حمد و مسلمون سمیت عبادت کرتے قریش کہڑے ہو جاتے اور پاک جو ایذا دیتے اور آپکے صحابہ کو چہپا بیا کر دیتے۔ اور ان کے تمام کپڑے غلاظت مین لت پت ہو جاتے پہر قریشیون نے اپنی ان باتون پر بہی قناعت نہ کی لڑکون اور بدمعاش آدمیون کو اسبات پر آمادہ کیا کہ جب تم محمد یا اسکے صحابہ کو دیکھو برا بہلا کہو گالیان دو پہبتیان کہو غرض جسطرح تم سے ہو سکے ہر بار اس کے ذلیل کرنے مین کوئی دقیقہ باقی نہ چہوڑو۔ جن تنہا مقامات مین آپ اور آپکے معتقد شب کو عبادت کرنے جاتے تہے وہان قریش جا جا کر کانٹے بچہا آتے تہے اور یہہ بیخبری مین جون ہی اس جگہہ قدم رکہتے وہ تیز تیز کانٹے تلوون مین پہنس جاتے اور شرشر خون بہنے لگتا۔

ان ہی قہر آلود باتون اور ایذا دینے پر قناعت نکرتے بلکہ دن رات نئی نئی صورتین مصیبت برپا کرنے کی سوچتے اور رائین شب و روز لگے رہتے۔ ان پے در پے عداوتون۔ اور طرح طرح کی بیجا بیجا عقوبتون پر بہی نہ محمد نہ اسکے پیرو باز آتے اور جو کچھہ اذیتین ان کی قوم دیتی انہین سہتی اور خدا سے اپنے دشمنون کی بہتری کی دعائین مانگتے۔ یہہ انسانی فطرت سے بعید ہے کہ دشمنون کے یہہ جور و ظلم سہہ سنکر بہی اپنے

ارادہ سے نہ باز آتا اور کبھی خوف جان سے خدا کی چوکھٹ سے جبین نیاز نہ اٹھاتا - تو مسلمون کے
پاک دل جنسے نبی کی ہدایت نے کدورت نکال لی تھی کیا کیا کچھہ جانگداز نیان دینے والے دردون مین
گرفتار تھے مگر صرف اپنے پیارے نبی کے ان الفاظ سے کہ سب تکلیفون پر صبر کرو خدا صبر کرنے والون
کا تحقیق ساتھہ دیتا ہے ان کی کچھہ ایسی ڈھارس بندھہ جاتی کہ ذرا ت نکرتے اور انہین یہہ خوفناک
تر مصائب اتنی تکلیف نہ دیتے اس ترقی کنان بیرحمی اور دن بدن بڑھتے ہوئے قصائی پنے کا اظہار
زیادہ ام جمیل ابولہب کی بیوی کی طرف سے ہوتا تہا - یہہ عورت آپ کی سخت دشمن تھی - یہہ
آنحضرت کے اور دشمنون سے زیادہ دلی گہری پرانی دشمنی رکھتی تھی - جہان محمدؐ یا آپکے صحابہ عبادت
کرنے جاتے یہہ خاتون کانٹے پہلے ہی سے جاکر بچھا دیتی - اسکا شب و روز یہی کام رہتا کہ محمدؐ یا اس کے
معتقدون کو جسطرح ہو اذیت پہونچے -
اس عورت کے اس غضب انگیز چال چلن اور قہر آلود برتاؤ نے خدا کی طرف سے اسے حمالۃ الحطب کا
خطاب دلوایا - اسکے اور اسکے خاوند ابولہب کی نسبت خدا نے یہہ فرمایا -

(تبت یدا ابی لھب و تب ٥ ما اغنی عنہ مالہ وما کسب ٥)

(سیصلی نارا ذات لھب ٥ وامراتہ حمالۃ الحطب ٥)

(فی جیدھا حبل من مسد ٥)

ان شدید شدید امتحانات پر بہی محمد اپنی جگہہ سے نہ ڈگمگایا اور اسکے ارادہ مین کسی قسم کا تزلزل آکر
واقع ہوا اسکو نہ کچہہ اپنا غم تہا نہ تردد تہا مگر قوم کی ریفارم کا بہت بڑا فکر تہا اور اس فکر مین وہ ایسا
مستغرق تہا کہ اُسے نہ کسی کی ایذادہی کی خبر تھی اور نہ تکلیف پہونچانے کی پرواہ تھی - بعض وقت ایسا
بہی موقع پڑجاتا کہ قریشیون کے ہاتہہ سے اسے اپنی زندگی سے مایوس ہونا پڑتا - ایکدن کئی تندو تیز
خشمگین قریشیون نے اس معصوم نفس کو گھیر لیا ان کے ہاتون مین برہنہ تلوارین تہین اور ان کے تیور
ان کی نیتون کے ساتہ بدلے ہوئے تہے - آپ کی نرم مزاجی اور مزاج کی ضبطی نے ان کی تند اور غصہ کی
مشتعل آگ کو بجہا دیا اور وہ خفیف ہوکر چلے گئے - قریشیون کے محمدؐ پر تشدد اور شدید حملے ان کے جلے
تلخ تعصبات نے آخر اپنا اثر نئی صورت مین ظاہر کیا یعنے حمزہ کو جو عبدالمطلب کا سب سے چہوٹا بیٹا تہا
دین اسلام قبول کرنے پر آمادہ کیا - حمزہ کی دہشت انگیز بہادری کی دہاک تمام قوم مین بیٹھی ہوئی
تھی یہ شخص جنگ آور بہادر - دلیر - جری - فیاض - صادق - الوعد تہا اسکی غازیانہ اور رعب دار
تلوار کو قریش نے ہمیشہ ادب سے دیکہا اور اسکی قدر کی - یہہ بہادر جو آنحضرت کا چچا بہی تہا نبی کی خدمت
مین حاضر ہوا اپنا دین اختیار کیا محمد کے ہاتہہ پر بیعت کی اور مسلمان ہوگیا - اس بہادر نے اسلام کی
بہت خدمت کی اور آخر اپنی جان اسلام ہی پر قربان کردی -

اس جور و ستم اور عقوبت جسمانی اور ستائے جانے پربہی محمدؐ کی آواز مین وہ ہی گرج وہ ہی مستعدی وہ ہی اولوالعزمی۔ وہ ہی استقلال وہ ہی بہادری تہی وہ اپنی بہکی ہوئی قوم کو اس آتش زدگی سے ہی خدا کی طرف بلاتا رہا اور اس مین اسنے ذرا بہی کمی نہین کی۔ اسنے اسکی ذرا بہی پروا نہ کی کہ اسکے ساتہہ کیا ہو رہا ہے آزادانہ ان سے مخاطب ہوکر یہہ کہتا تہا جنکی تم پرستش کرتے ہو اور جن کو تمنے اپنا معبود بنا رکہا ہے وہ نہ کچہہ سن سکتے ہین نہ کسیکو نفع نقصان پہونچا سکتے ہین۔ ان کی تم عبادت نکرو اپنے سچے خالق کو نہ بہولو۔ یہہ باتین محمدؐ کی اور بہی قریشون کے دلی زخمون پر نمک چہڑکتی تہین اور وہ بار بار اور لمحہ بلمحہ اور اور زیادہ بہڑکتے تہے۔ وہ ان کی مکروہ اور قابل تنفر عادتین چہڑانا چاہتا تہا ان آبائی معائب کو جنہون نے ان کے دلون مین جگہہ پکڑ لی تہی ان کی بیخ کنی کی دلی آرزو تہی۔ اس پر تقدس نفس اور معصوم ذات نے ایسی اپنا دل اور اپنی روح اپنی پرسچ مین کہپا دی تہی۔ وہ بہڑکتے ہوئے اور تیز الفاظ مین ان کی بت پرستی کی برائی کرتا کہ ان کے دل جل بہنکر کباب ہوجاتے۔ وہ بڑے ملائم لہجہ مین کہتا اے قریشون اس عذاب کو یاد کرو کہ جو قوم عادؑ پر نازل ہوا تہا جنہون نے خدا کے نبیون کی نصیحتون کو نہ سنا اور ہمیشہ مخالفت ہی کرتے رہے طوفان نوحؑ کو یاد کرو جسنے سرکش قوم کو تباہ و برباد کر دیا اور ان کا غرور و تکبر سارا جاتا رہا۔ پہر اس نے فطرت کے عجائبات کی قسم دی دوپہر کی روشنی اور اندہیری رات جو اسپر نقاب ڈالدیتی ہے۔ اس پو پہٹنے کی جو دن کی شوکت دکہاتی ہے سخت سوگند دی کہ خدا کے فرمانون کو مت جہٹلاؤ اور ان کی طرف سے روگردانی نکرو ایسا نہو کہ پہر تباہی پڑے اور تم بہی برباد کر دیئے جاؤ۔ پہر تمہاری توبہ قبول ہو اور نہ تمہاری فریاد پر رحم کیا جائے۔ پہر اس نے روز حساب کو یاد دلایا اور کہا کہ ایکدن وہ بہی آنے والا ہے کہ تمہارے اعمالون کی جانچ ہوگی اور تم سب دائمی منصف کے آگے سرنگون کہڑے کئے جاؤگے اور جن بچیون کو کہ تم زندہ دفن کر چکے ہو اور کرتے ہو ان کی بابت تم سے سوال کیا جائیگا کہ تم نے کس جرم اور گناہ پران بیگناہون پر یہہ ستم توڑا تہا۔ نہ اسوقت بہادری کام دے گی نہ فصیح تقریر بلکہ اپنی اپنی نیک اعمالی کام آئے گی اور اسی سے تم معرا ہو۔ پہر محمدؐ نے جزا اور سزا کے باریک مسئلہ کو آسانی سے دو لفظون مین سمجہا یا اور دوزخ و بہشت کی تکلیفون اور آرامون کو مشرقی الفاظی بندش مین جو ان کا محاورہ تہا اور جسمین وہ سمجہہ سکتے تہے اسیطرح ادا کر دیا۔ تاکہ وہ بخوبی اپنے ہی محاورہ اور اپنے ہی خیالات کے موافق سمجہہ لین۔

فـ۱ـ عاد حضرت ہود علیہ السلام کی امت تہی جو اپنی بداعمالی کی وجہ سے اپنے پیغمبر ہود پر ایمان نہ لائی تہی اور یہہ عاد بن سام بن نوح کی نسل سے ہے آخر قوم عاد ہوا کے طوفان مین ہلاک کر دی گئی۔

فـ۲ـ طوفان نوح جسکو مسیحی یہ تسلیم کرتے ہین کہ وہ تمام دنیا پر آیا حالانکہ ہمارے کلام پاک مین اسکا کہین پتہ نہین چونکہ یہہ ایک دلچسپ اور قابل تحقیق مسئلہ ہے اسلئے مین اسکو شرح بیان کرتا ہون اگر طوفان کو عام مانا جائیگا تو بحث یہہ ہوگی کہ آیا انسان نے

پھر آپ نے آغاز کئے پہہ مثالین ہین - کہ وہ اس شخص کے مانند ہین جسنے آگ جلائی اور جب اس آگ کی شعاع چارون طرف روشنی پہیلائی خدانے اس روشنی کو چھین سے اٹھالیا اور اس کو اندہیرے مین چھوڑ دیا اور پھر وہ نہ دیکھینگے - وہ گونگے بہرے - اندہے ہین اُنہین کبہی راہ نہ ملے گی کافرات لوگون کے مانند ہین کہ جب طوفان اور مینہ تاریکی کے ساتہہ نازل ہوتا ہے اور بجلیان کوندتی ہین بادل گرجتا ہے تو وہ اس خیال سے کہ ہم پہہ خوفناک آوازین نہ سنین اپنے کانون مین انگلیان دیلیتے ہین مگر خدا کا فرون پر محیط ہے -

خدا نے گناہ کیا تہا یا حیوانات نے بہی - پہہ کیون طوفان کا ان پر غضب نازل ہوا - کیونکہ حیوانات کسی گناہ کے مجرم نہ تہے ان کی پیدایش سے جو غرض تہی وہ سب پوری ہوتی تہی - پہر وہ حیوانات کیون اس غضب مین شامل ہوگئے -

سٹیک ہوس صاحب بہت جستی سے اس مقام پر پہہ لکہتے ہین " چونکہ یہ عام طوفان تہا اور ان حیوانات کا زندہ بچا لینا بغیر ایک معجزہ کے نا ممکن تہا - پس اگرچہ وہ بیگناہ تہے تو بہی کیقدر بسبب اسکے کہ انسان کے استعمال مین آنے تہے انسان کی بدذاتی سے پیدا ہونے مین جزو تہے ان سبکو اس منتا رسے گناہ کی بدخاصیت اور خدا کی اس سے نفرت ظاہر ہو برباد کرنا منظور تہا کیونکہ طوفان کے بہیجنے مین خدا تعالی کی بڑی حکمت گنہگارون کو سزا دینے سے اس قدر نہ تہی جسقدر کہ اپنے قہر کی دائمی یادگاری چہوڑنے سے تہی تاکہ جس سے آیندہ زمانہ کے لوگون کو اس قسم کی خرابیون سے باز رکہے کیونکہ ہماری بہی تمام اپنی قومون متعلقہ زمانہ قدیم سے یہی نتیجہ نکالتے ہین چنانچہ وہ پہہ کہتے ہین گنہگار فرشتون پر رحم نہ کیا - بلکہ جہنم مین ڈالا اور قدیم دنیا پر بہی رحم نہ کیا بلکہ نا خدا پرستون پر طوفان لایا - اور شہرون سدوم اور عمورا کو خاکستر کرکے بربادی کی سزا دی پہہ باتین ان لوگون کے لئے نمونہ ہین جو بعد نا خدا پرست رہینگے گو وہ اس زندگی مین بچ جاوین لیکن خدانے ظالم کے لئے روز قیامت پر سزا مقرر کہی ہے -

علما یہود پہہ بات کہتے ہین کہ اس زمانہ کے حیوانات بہی بدکار تہے یعنے اپنے غیر جنس کے ساتہہ نر و مادہ کی طرح رہتے تہے اس سے خدا نے ان پر بہی عذاب کیا - مگر پہر پہہ سوال ہوتا ہے کہ اگر پہہ بات صحیح بہی ہو تو بہی حیوانات جو گنہگار ہونے کے لائق نہین اس فعل سے بہی (جو قیاس سے باہر ہے) کیونکہ مجرم ہوسکتے تہے غرضکہ پہہ دونو گفتگوئین ایسی ہین کہ کتاب اقدس کے مطلب کو سمجہ روشنی مین نہین لاتین ایک شخص کا قول ہے کہ اللہ تعالی نے انسان کو بسبب اس کے گناہون کے ایک قہر سے برباد کرنا چاہا تہا اور پہہ بہی اسنے چاہی تہی کہ وہ شان قہر کی بطور نیچر کے یعنے قدرت کے قاعدے پہ ہو کہ پانی کی طغیانی سے جو نیچر کے قاعدے ہلاک کرنیوالا تمام زمین کے رہنے والون ذی روح کا ہے انسان ہلاک کیا جاوے پس پانی کی طغیانی ہوئی اور اسنے تمام ان چیزون کو جو نیچر کے قاعدہ پر پانی سے ہلاک ہونے والی تہین ہلاک کیا حیوانات اور اسیطرح نباتات کے برباد ہونے سے جو درحقیقت گنہگار ہونے کے قابل نہ تہے خدا پر کیا الزام آسکتا ہے کیا اس عادل مطلق پر اس بات سے ظلم کی نسبت کی جاسکتی ہے (جبکہ ہم ایک ذرہ بہی اسکی حکمت کے کامون پر بے نہین لیجا سکتے ہین) ظلم کے معنے ہین دوسرے کے حق کو تلف کرنا تمام چیزون کا جو خدا کی پیدا کی خدا پر کچہہ حق نہین ہے بجز اس کے جسکا خود اسنے اپنے بندون کی معرفت وعدہ کرلیا ہے پس اسنے جو تمام جہ

روشنی عنقریب ان کی آنکھون کے ساتھ دستبرد کرتی ہے کیونکہ جب روشنی چمکتی ہے وہ اس مین چلنے لگتے ہین اور جب روشنی جاتی رہتی ہے تو وہ ٹھہر جاتے ہین۔ اگر خدا چاہے گا تو ان کے کان اور ان کی آنکھین سننے اور دیکھنے سے باز رکھیگا۔ فی الحقیقت خدا بڑی قوت والا ہے۔

کافرون کے کام جنگل مین سراب کے مانند ہین جسکو پیاسا (مسافر) دور سے دیکھکر پانی کے خیال مین جاتا ہے اور جب قریب آتا ہے تو اسے کچھہ نہین معلوم ہوتا۔ لیکن وہ خدا کو اپنے محیط دیکھتا ہے۔ وہ اس سے اپنا حساب کتاب پورے طور سے لیگا کیونکہ جو بہت جلد حساب لینے والا ہے وہ خدا ہے۔

ایک نیچر کے قاعدہ پر ہلاک کر دیا کس دوسرے کے حق کو اس نے تلف کر دیا جس سے اسکی طرف ظلم کی نسبت کی جاوے تمام دنیا اسی کا مال اور اسیکا حق ہے اگر وہ سبکو برباد کر دے تو اور اگر سبکو نہال کر دے تو وہ اپنے مال کا مالک ہے جو چاہے سو کرے اور جو کرے وہ اسکو سزاوار اور اسکا عین انصاف ہے اسکے کسی فعل سے ظلم کا ہونا ہی ممکن نہین کیونکہ وہان کسی دوسرے کے حق کا وجود ہی نہین ہے جسمین تصرف کرنے سے ظلم کا اطلاق ہوسکے تمام حیوانات اور نباتات کے برباد کرنے مین جو اصلی حکمت اس حکیم مطلق نے رکھی ہو وہ ہماری ناچیز عقل مین نہین آسکتی مگر ظاہرا جو معلوم ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ اس قہار نے اپنی شان قہاری دکھانے کو حیوانات بھی انسان کے ساتھہ برباد کر دئیے تاکہ لوگ جان لین کہ جب اس قہار کی شان قہاری کا ظہور ہوتا ہے تو اس سے بجز ان لوگون کے جنپر وہ خاص رحم کرے اور کوئی زمین کے رینگنے والون سے ہوا کے اڑنے والون تک نہیں بچ سکتا۔

(بہ تہدید اگر برکشد تیغ حکم۔ بمانند کروبیان صم وبکم)
(وگر در دہد یک صلائے کرم۔ عزازیل گوید نصیبے برم)

یہہ ان لوگون کی تقریر ہے کہ جو اس بات کے قائل ہین کہ طوفان عام ہوا مگر مجھے اس مین اتنا عرض کرنا باقی ہے کہ خدا کا کوئی فعل ہرگز ظلم نہین کہا جا سکتا لیکن یہہ بھی تو شب و روز مشاہدہ ہوتا ہے کہ خدا کا کوئی فعل قانون قدرت کے خلاف نہین ہوتا۔ نہ بغیر بادل کے مینہ برستا ہے نہ کبھی برسا حالانکہ خدا برسا سکتا ہے نہ بغیر آگ مین پڑے کوئی جلا حالانکہ خدا بغیر آگ کے جلا سکتا ہے نہ کوئی رستہ پیرون سے طے کئے بغیر منزل مقصود پر پہونچا حالانکہ خدا بلا پیرون کے حرکت دینے کے پہونچا سکتا ہے۔ جب تک انسان کہانا نہین کہاتا پیٹ نہین بہرتا حالانکہ خدا بغیر کہانا کہلائے پیٹ بہر سکتا ہے۔ خدا نے احکام جاری فرمائے کہ یہ کرو اور یہہ نکرو وہ گنہگارون کو جنت مین رکھ سکتا ہے اور دوزخ مین معصومین کو جہونک سکتا ہے اور پہر اسکے جلال کے آگے کوئی اسپر اعتراض نہین کر سکتا مگر وہ ایسا نہین کرتا۔ بیشک اس کا کوئی کام ظلم نہین ہے مگر جس کام پر ظلم عاید ہو وہ نہین کرتا۔ جو قانون اس نے اپنا مقرر کیا ہے اسکے خلاف عالم مین ظہور نہین ہوتا۔ اسیطرح حضرت نوح کی امت نے گناہ کیا تہا۔ سوائے قوم نوح کے اور دنیا کے آباد حصون کی قومین یہہ بھی نہین جانتی تہین کہ دنیا مین کوئی نوح پیغمبر بھی پیدا ہوئے ہین پہر ان بیچارون پر کیون آفت آئی اور کیا وجہ ہے کہ ان پر غضب الٰہی ٹوٹ پڑا اگیا یہان طوفان نوح کے عام ماننے والے سٹپٹا جائینگے اور مسلم جواب

بیابیت ایک عمیق سمندر پر گھٹاٹوپ اندھیرا چھایا ہوا ہو اور لہروں پر لہرین اٹھتی ہوں اور آسمان پر بادل ہوں اندھیاری پر اندھیاری چھائی ہوئی ہو یہانتک کہ ہاتھ کو ہاتھ بھی نہ سوجھتا ہو جسے خدا روشنی نہ دیگا وہ روشنی نہ پاویگا۔

آنحضرتؐ کی اس سپیچ سے قریش پورے طور سے بھڑکے اور اسکی اسپیچ نے غضب انگیز جوش قوم مین پیدا کر دیا انکی آنکھون سے طیش کے شعلے نکلنے لگے اور ان کی رگون مین غصہ کا گرم گرم خون موجزن ہونے لگا۔ ادہر پیغامبر کی گرجتی ہوئی آواز اور اس کا پر تاثیر مضمون اور ادہر قریش قوم کو خوف دلانے کا لرزہ دینے والا اور کلیجہ شق کرنے والا لہجہ کفار عرب کی جانون پر ستم برپا کرنے لگا۔

دینے مین انہین پس و پیش ہوگا۔ اس دلچسپ اور قابل تحقیق مضمون پر کسیقدر بحث کرتا ہون جس سے اس طوفان کے لوکل اور غیر لوکل ہونے کی حقیقت کہل جائیگی۔

کتاب اقدس مین جو حال طوفان کا بیان ہوا اوس کی نسبت تین امر قابل بحث ہین جنکو بیان کیا جاتا ہے اول یہہ کہ طوفان کے پانی کے چڑہنے اور اترنے کا حساب جو ان بابون مین لکہا ہے وہ کیونکر برابر آتا ہے۔

دوم ــ طوفان کے عام ہونے کی تردید اور اس بات کا ثبوت کہ جس طوفان کا ذکر کتاب اقدس مین ہے در حقیقت وہ طوفان خاص ملک مین تہا۔

سوم ــ قرآن مجید سے بہی خاص ملک مین طوفان کا ہونا ثابت ہوتا ہے طوفان کے بعض واقعات کے ذکر سمیت جو قرآن مجید سے پائے جاتے ہین۔

(طوفان کے حساب کی نسبت گفتگو)

بعض کا قول ہے کہ کتاب اقدس سے پایا جاتا ہے کہ ابتدا و انتہا طوفان کی ایک سو دس دن تہی کیونکہ کتاب پیدایش باب ۷ آیت - ۱۱ - سے پایا جاتا ہے اور سنہ ۶۰۰ پیدایش نوح کے دوسرے مہینے کی سترہوین تاریخ کو شروع ہوا اور کتاب پیدایش باب ۸ - ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ - مین آیا ہے کہ سنہ ۶۰۱ پیدایش نوح کی دوسرے مہینے کی ستائیسوین تاریخ کو حضرت نوح کشتی مین سے نکل آئے - مگر ہر ایک واقعہ کے دن جو بیان ہوئے ہین ان کے جمع کرنے سے طوفان کی کل مدت ایک برس تین مہینے آٹھہ دن معلوم ہوتی ہے جیسا کہ حساب مندرجہ ذیل سے ثابت ہوتا ہے مگر یہ حساب درست آتا ہے نہ تاریخین ہر ایک واقعہ کی جو کتاب مین لکہی ہین وہ صحیح ہوتی ہین۔

مینہ برسنے کی مدت ــ	۴۰	دیکہو کتاب پیدایش	باب ۷	ــ ۱۲ و ۱۷ ــ
پانی کے بڑہے رہنے کی مدت ــ	۱۵۰	״ ״	باب ۷	ــ ۲۴ ــ
پانی کے کم ہونے کی مدت ــ ــ ــ ــ	۱۵۰	״ ״	باب ۸	ــ ۳ ــ
کہڑکی کا کہولنا اور کوّے کا چہوڑنا ــ ــ ــ	۴۰	״ ״	باب ۸	ــ ۶ ــ ۷ ــ
کبوتر کے چہوڑنے کا زمانہ پہلی دفعہ کم سے کم ...	۷	״ ״	باب ۸	ــ ۱۰ ــ
کبوتر کے چہوڑنے کا زمانہ پہلی دوسری دفعہ	۷	״ ״	باب ۸	ــ ۱۲ ــ

انہون نے اپنے خیالات متزلزل ہوتے ہوئے دیکھے اور اپنے آبائی مذہب کی اینٹ سے اینٹ بجتے ملاحظہ کی ان کے دستی خداؤن کی کامل طور سے حقیقت کہل گئی تہی اور انکی افعال کی برائی کی آوازین چارون طرف سے بلند ہو رہی تہین - جبکہ ان کا ایمان تہا محمدؐ ان کی بربادی کی فکر مین مشغول تہا - اور جنہین وہ اپنا مشکل کشا جانتے تہے انہین اسے مٹی کا ڈہیر اور بیکار بنایا

کبوتری کے چہوڑنے کا زمانہ تیسری دفعہ ...... ۷ دیکہو کتاب پیدایش باب ۸ - ۱۳ - ۱۴ -

کشتی پر سے اترنے کا زمانہ — ۵۷

۴۵۸

(ڈاکٹر باسیٹیو صاحب اس حساب کو اسطرح پر بیان کرتے ہین -)

مہینے - (دیکہو تفسیر ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۲۸) دن

۲ — اکتوبر مین نوح اور اس کا کنبہ کشتی مین داخل ہوا ---- ۳۱

۳ — ۱۷ نومبر کو پانی کے چشمے کہل گئے — ۳۹

۴ — ۲۶ - دسمبر کو بارش پہر شروع ہوئی ---- ۴۰

۷ — ۲۷ - مارچ تک پانی نہین گہٹا ۵۲

۸ — ۱۷ - اپریل کو کشتی ارارات پر ٹہیری ۲۱

۱۰ — یکم جون کو پہاڑون کی چوٹیان نمود ہون ۴۴

۱۱ — جولائی کو کوا چہوڑا ۴۱

۱۸ - جولائی کو کبوتر چہوڑا ۷

۲۵ - جولائی کو دوبارہ کبوتر چہوڑا ۷

۱۲ — ۲ - اگست کو تیسری دفعہ کبوتر چہوڑا ۷

۱ — پہلی ستمبر کو خشک زمین ظاہر ہوئی — ۲۹

۲ — ۲۷ - اکتوبر کو نوح کشتی سے نکلے ۵۶

۳۷۴

اس حساب مین بہت سی غلطیان مین اور ایسیہی کتاب اقدس کے بیان کے مطابق نہین ہے -

اول یہہ کہ حضرت نوح اور ان کے کنبہ کا کشتی مین بیٹہنا ایک مہینے پیشتر پانی کے چشمون کے پہٹنے سے لکہا ہے حالانکہ کتاب پیدایش باب ۷ - ۱۱ و ۱۲ - ۳ سے ثابت ہے کہ اسی دن جبکہ چشمے پہٹے حضرت نوح اور ان کا کنبہ کشتی مین داخل ہوا -

دوسرے یہہ کہ کتاب اقدس سے معلوم ہوتا ہے (دیکہو کتاب پیدایش باب ۷ - ۱۱ - ۸ - ۴ -)

جن دیوتاؤن کے وہ پجاری تھے ان کو ناکارہ گردانا اور ان کے افعال کو بیہودہ کہا۔ ان کی زندگی صرف اسی پر منحصر تھی کہ دیوتاؤن کی نذر ونیاز جو قوم کی طرف سے سالانہ دی جاتی ہین ایکو ملا کرتی ہین انکو اصلی زہر معلوم ہوا اور وہ سخت برہم ہوئے کہ ان کی روزی جاتی ہے اور ان کی معاش مین خلل پڑتا ہے۔ ایسی حالت مین کہ ان کی نفسانی خواہشین اور انکی دلی آرزوئین بتون اور ان کی پرستش سے نکلتی ہون اور پہر صرف آخرت کی خوشنودی پر ان سے یک لخت چہڑانا چاہا یہہ واقعی ایک خوفناک صورت پیدا ہونے کا موقع تہا۔

علاوہ اسکے کفار عرب کی [illegible] آپ غضب پہر برپا ہوا کہ وہ اپنے قومی تفاخر اور اپنی دو [illegible] با تہا [illegible] اپنے کو [illegible] خیال کرتے تہے کہ ان کا مسکن پیچدار پہاڑیون کے بیچمین تہا اور [illegible] پہاڑون سے گہرے ہوئے تہے لیکن وہ بہی اپنی شرافت نجابت خالی عقل و الا [illegible] [illegible] کو ناشستہ [illegible] خیال کرتے تہے اور جانتے تہے کہ جتنی صفتین کہ ایک

[illegible] پانچ مہینے [illegible] اراراٹ پر [illegible] اور [illegible] پیدایش باب ۷ ـ ۱۱ ـ ۸ ـ ۱۳) دس مہینے چودہ دن [illegible] طوفان [illegible] پانی [illegible] اور [illegible] جب اگر حضرت نوح کے کشتی مین داخل ہونے سے طوفان کی [illegible] کشتی اراراٹ پر چہہ مہینے مین ٹہیرتی ہے اور ٹہیرنی چاہیے تہی۔

[illegible] پہاڑون کی چوٹیان دکہائی دینے کا زمانہ صحیح آتا ہے اور اگر حضرت نوح کے کشتی مین [illegible] کشتی جاوے تو کشتی کا اراراٹ پر ٹہیرنا ٹہیک آتا ہے مگر پہاڑون کی چوٹیون کا دکہائی [illegible] مختلف ہو جاتا ہے کیونکہ پہاڑون کی چوٹیان دکہائی دیتی ہین چہہ مہینے چودہ دن مین اور دکہائی دینی چاہئین [illegible] تو مہینے چودہ دن مین ہوجاتا ہے حالانکہ بموجب کتاب اقدس کے دس مہینے چودہ دن مین چاہیئے [illegible] پانی دیتی ہین صرف اس مین ہمارے کم فہم عقلون کا قصور ہے ورنہ کتاب اقدس مین جو حساب درج ہے اسمین غلطی نہین ہے۔ چنانچہ مین اسے بیان کرتا ہون۔

کتاب اقدس کے کسی مقام سے نہین پایا جاتا کہ اس زمانہ مین مہینون کے دنون کی تعداد تیس دن سے زیادہ یا کسی سال کو بونڈکا مہینہ بڑہا کر تیرہ مہینے کا شمار کرتے ہون جیسے کہ حال کے زمانہ کے یہودی اپنے حسابی رسالون مین چوتہے برس کو تیرہ مہینے کا گنتے ہین [illegible] ہر مہینہ تیس دن کا اور بارہ مہینہ کا ایک برس شمار کرنا چاہیے۔

عبری کے مہینے ذیل مین لکہے ہین ہم طوفان کی ہم شروع کرتے ہین (یعنے پہٹنے چشمون اور شروع ہونے مینہ اور حضرت نوح کے کشتی مین داخل ہونے کے) دوسرے مہینہ کی سترہوین تاریخ سے جیسے کہ کتاب پیدایش باب ۷ ـ ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ ـ مین آیا ہے۔

جو مدت کہ باب ۷ ـ ۲۴ و باب ۸ ـ ۳ مندرج ہے وہ دو مدتین نہین ہین بلکہ وہ ایک ہی مدت ہے کیونکہ پہلے مقام مین پانی کے بڑہے رہنے کا زمانہ بیان ہے اور جبکہ کشتی اراراٹ پر ٹہیری اسوقت تک بہی زمین پر

انسانی فطرت کو لازم ہو سکتی ہیں وہ سب ہم مین موجود ہین دولتمند اپنی دولت کے گہمنڈ مین ایک غریب کو حقارت کی نظر سے دیکہتا تہا اور دیکہو ان اپنی پیلک پر تحقیر آمیز نظرین ڈالتا تہا اور ان لوگون کے خیال اور عادت کے خلاف یہہ آواز محمد ؐ کی سنی کہ خدا کے نزدیک سب برابر ہین کسی مین ذرا بہی فرق نہین ہے اگر فرق ہے تو اپنے اعمال کا حقوق اسکی نگاہ مین سب کے یکسان ہین یہہ سنکر انہون نے علاوہ اپنی روزی جانے دیکہکر اپنی آبائی عزتون کو بہی خاک مین ملتے پایا۔

انہون نے بہت ترتیب سے سرگروہ نے اپنا اپنا علیحدہ جتہا باندہا اور کامیابی سے وہ نئے دین کی مخالفت پر ٹوٹ پڑے اور نئے سر پر یہہ حملہ آوری کا ترتیب وار سلسلہ سوچا اور پہر جاری کیا۔

نے اپنے دائرہ مین ایک دوسرے سے قسم کہا کہا کر یہہ عہد و اثق کیا کہ ہم محمد ؐ کی مخالفت مین ہرگز کوتاہی نہ کرینگے اور جب تک کہ اسکی جان نہ کہو دین گے ہرگز اطمینان سے نہ بیٹہینگے۔ یہہ صحرائی قسمین جسقدر

پانی پڑا ہوا تہا اور دوسرے مقام مین پانی کے گہٹنے کا زمانہ اراراٹ پر کشتی کے ٹہیرنے تک مذکور ہے اور جو دیکہ پانی گہٹنے لگا تہا اور کشتی اراراٹ پر ٹہیر گئی تہی مگر اسوقت بہی زمین پر پانی پڑا ہوا تہا پس یہہ دونو مدتین ایک ہین نہ دو اور اس مدت مین وہ چالیس روز بہی داخل ہین جنمین چشمے پہٹے اور مینہہ برسا کیونکہ وہ دن بہی برابر ہے رہنے پانی کے زمین پر اسیطرح کو نکالنے اور پردہ اٹہانے کی جو مدت ہے اسمین وہ دن بہی داخل ہین جنمین تین دفعہ کبوتر کو نکالا ہے چنانچہ یہہ باب ۸ سے ۷ کو بہی باب ۷ ورس ۱۳ کے مقابلہ کرنے پر ثابت ہوتی ہے۔

آیات کے حل ہونے کے بعد کتاب مقدس کا مندرجہ حساب بہی دیکہنا چاہئے۔

طوفان کا پہٹنا اور مینہہ کا برسنا ابتدائے ۱۷ احشوان سے نہایت ۲۶ کسلیو	۴۰
مینہہ کی آب اور اراراٹ پر کشتی کا ٹہیرنا ۲۷ کسلیو سے نہایت ۱۷ نیسان . .	۱۱۱
پہاڑ کی چوٹیون کا دکہائی دینا ۱۷ نیسان نہایت یکم تموز	۷۴
پہاڑ کی چوٹیون سے کہڑکی کہولنے کی نمائش ۲ تموز سے نہایت ۱۱ آب . . .	۴۰
کہڑکی کے کہولنے سے پردہ کہولنے تک ۱۱ آب سے نہایت یکم تشری	۴۹
ان دنون مین اکیس دن کبوتر کے تین بار چہوڑنے کے شامل ہین۔	۵۶
پردہ کہولنے سے اترنے تک ابتدائے دوم تشری نہایت ۲۷ حشوان	۳۷۰

اس حساب کو بترتیب عبری مہینون بمطابقت انگریزی و عبری مہینون کے جس سے مہینون کی شمار مطابقت جو کتاب اقدس مین بیان ہوئی ہے ظاہر ہوگی مکرر بیان کرتا ہون۔

عبری مہینے	عربی مہینے	انگریزی مہینے	واقعات
۱۷ احشوان سنہ ؟	شعبان	اکتوبر	چشمون کا پہٹنا مینہہ کا برسنا نوح کا کشتی مین داخل ہونا
۲۶ کسلیو	رمضان	نومبر	مینہہ کا برس چکنا۔

والیٰ اور منصوبہ نہیں اسیقدر خوفناک اور آفت انگیز تہیں اس وقت پیر بہی وہ اپنے ارادون
اور معاہدون مین ایسے سخت اور شدید تہے کہ زمین آسمان ٹلجاتا تہا اپنے وعدہ سے پہرنا یہہ انہین
تو بہی گزرتا تہا۔ پہاڑ کا اکہڑ کر زمین سے پہک جانا ممکن تہا لیکن ان کا وعدہ اور عہد برہم کرکے
توڑ دینا ممکن نہ تہا خصوصا ایسی حالت مین کہ انہون نے اپنے وعدہ کے خلاف محمدؐ کو بیچ دیئے ہوئے
تہا۔ اگر ابوطالب اور حضرت ابوبکر نہ ہوتے تو واقعی سخت مشکل کا سامنا کرنا پڑتا۔ ابوطالب اور ابوبکر
دونو قریش کے سردارون مین ممتاز تہے اور ان کا اثر قوم کے اکثر افراد مین بہت بڑا تہا۔ اسلئے مخالفین
محمدؐ یکایک اپنے تند و تیز غصہ کی خصوصیت پر آزمایش نکرسکے۔ اور علاوہ ان دو بزرگوارون کے
اور بہی چند مسلمان تہے کہ جو محمدؐ پر سینہ سپر کئے ہوئے رہتے تہے جب کہا عربنے خاص محمدؐ کی ذات
پر اپنے خشمگین ہاتہ دراز ہوتے نہ دیکہے تو وہ بیچارے معدودے چند مسلمین پر اوٹ پڑے اور جہانتک
انکا بس چلا انہین قید کردیا۔ قید خانون مین جو جہنم سے بہی زیادہ درد دینے والے تہے بیگناہ مسلمان فاقہ

	کسلیو	رمضان	نومبر	مینہ کا برس چکنا۔
۴۔	طیبت	شوال	دسمبر	؍؍
۵۔	شباط	ذیقعدہ	جنوری	؍؍
۶۔	آدار	ذی الحجہ	فروری	؍؍
۷۔	۱۷ نیسان	۱۰ محرم	مارچ	کشتی کا ارارات پر ٹہرنا باوجودیکہ ابتک پانی زمین پر بڑہا ہوا تہا۔
۸۔	ایار	صفر	اپریل	؍؍
۹۔	سیوان	ربیع الاول	مئی۔	؍؍
۱۰	یکم تموز	ربیع الثانی	جون	پہاڑونکی چوٹیون کا دکہائی دینا۔
۱۱۔	۱۱۔ آب	جمادی الاول	جولائی	کہڑکی کہولنا اور کوا چہوڑنا۔
۱۲۔	ایلول	جمادی الثانی	اگست	کوے و کبوتری کا آنا جانا۔
۱۔	یکم تشری ۱ سنہ	رجب	ستمبر	پردہ کہولنا
۲۔	۲۷ حشوان	شعبان	اکتوبر	نوح کا معہ سبکے کشتی پر سے اترنا

(طوفان عام ہونے کی وجوہات)

تمام علماء یہود اس بات کے قایل ہین کہ طوفان تمام روئے زمین پر تہا اور لطف یہہ ہوا ہے کہ سبہی اہل علم اسلام نے بہی ان ہی کی پیروی کی ہے اور سوائے چند محقق نفوس کے اسبات کے قایل ہوئے ہین کہ طوفان عام تہا اور تمام دنیا کو اس نے غرق کردیا تہا۔

بشپ پٹیرک صاحب تفسیر اسرائیلی جلد ۱ صفحہ ۳۶ مین فرماتے مین اور ان ہی کے ہمزبان سٹیک ہوس صاحب

ان کو درشتی اور بیرحمی سے تختون پر لٹا لٹا کر مارا گیا ان کی کہال اڑا دی گئی اور کانٹون کی لکڑیون سے ان پر ایسی مار پڑی کہ بیچارون کی کہال روئی کی طرح دہنکی گیی - بطحا اور مدینا یہہ دونو مقام گویا بیرحمیون کے مرکز تہے (ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۵۰ - ابن ہشام صفحات ۲۰۹ - ۳۵۰) -

جو قریشی مرد و عورتین مسلمان ہوگئی تہین اور انہون نے بت پرستی چہوڑ دی تہی کفار عرب انہین زبردستی پکڑ پکڑ کر چلتے ہوئے اور پہلتے ہوئے آفتاب کے نیچے بہہ بل مین برہنہ پا کہڑا کرتے تہے بعضونکو

کہتے ہین (باب ۷ - ۹) کہ ان الفاظ سے کہ (چہپا دیا سب پہاڑون اور ٹیلون کو جو نیچے آسمان کے اور نیز اور مقامون سے جہان یہہ ذکر ہے (باب ۷ - ۲۱) کہ تمام ذی حیات مرگئے ثابت ہوتا ہے کہ طوفان عام ہوا اور وہ یہہ بہی کہتے ہین کہ حقیقت مین یہہ بات ہر طرح سے خیال کرسکتے ہین کہ دنیا اسوقت مین تہوڑی آباد تہی جیسے کہ دہ ۱۵ اور شاید اس سے بہی زیادہ اسکے باشندون کے برباد کرنے کیواسطے طوفان چاہے وہ نفرت ہوا ہوا و تمام کرہ کو اپنے گہیر لیا ہو (تفسیر ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۲) بشپ والٹن صاحب اس شبہ کے مٹانے کو کہ استقدر پانی طوفان کے لئے کہان سے آیا تہا ایک مدادلیل کے لکہتے ہین - کہ "جو کچہہ ہوا مین ملا ہوا ہے اگر وہ سب نیچے اتر آوے تو تمام زمین کی سطح کو تیس فیٹ سے زیادہ ڈہانک دینے کو کافی ہووے -

تفسیر مذکور کے جلد ۱ صفحہ ۳۲ مین سٹیک ہوس صاحب لکہتے ہین کہ "اگر ہم تمام کرہ کا دورہ کرین اور ہر ولایت کے باشندون سے دریافت کرین تو ہمکو معلوم ہوگا کہ اس طوفان کی شہرت تمام زمین پر پہونچی ہے اور دنیا کے معلوم کے ہر حصہ مین اس کی کچہہ تاریخین اور روایتین موجود ہین چنانچہ امریکہ والے اپنی روایات مین طوفان کے ہونے کا اقرار و بیان کرتے ہین اور چینیون مین جو ایشیا مین نہایت دور رہنے والی قوم ہے اسکی روایت موجود ہے - (معلوم نہین کہ یہ کہان سے لکہا کیونکہ چینی طوفان ہونے کا اقرار نہین کرتے) اور افریقہ کی بہت سی قومین اسکے قصے مختلف بیان کرتی ہین اور یورپ کے خطون مین جو ڈیکلین کا مشہور ہے اس مین اور طوفان نوح مین کچہہ فرق نہین ہے اس مین اگر فرق ہی ہے تو صرف بیان کا فرق ہے پس ہم تمام کرہ کے گرد طوفان کا کہوج لگا سکتے ہین اور جو اس سے بہی زیادہ قابل اطلاع ہے کہ ان قومون مین سے ہر ایک کو کسی طرح انسان کے بحال ہونے کی تاریخ سکہتے ہین یہہ بات اس کی ایک کامل دلیل ہے کہ لوگون نے سمجہا کہ تمام انسان اس طوفان مین ایک بار برباد ہوگئے -

(تفسیر ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۲۶) ڈاکٹر سٹیک ہوس صاحب فرماتے ہین کہ "حضرت موسیٰ ہمکو یقین دلاتے ہین کہ نہایت بلند پہاڑون سے پندرہ ہاتہہ پانی بلند چڑہ گیا تہا اور اس کلام کی حقیقت کے ثبوت کیلئے ہم خود پہاڑون کی طرف رجوع کرین زمین کے نہایت بلند مقامون کا امتحان کرین اور سب سے بالائی ارتفاع سمندر کی چیزین جو اس موقع پر ان بلندیون پر جمع ہوئین ہین پائی جاتینگی سیپیان اور سمندر کی مچہلیان اور تمام بہت سے بڑے جانورون کے ڈہانچے پہاڑ ایلپس اور اپینائنس اور پیرنیز اور اینڈیز اور ایٹلاس اور ارارات

اس جلتی ہوئی ریت پر چت لٹا کر دس بارہ سیر کا پتھر چھاتی پر رکھدیتے تھے اور کہتے تھے کہ
جب تک تم اسلام نہ چھوڑوگے مرتے دم تک اسی تکلیف مین مبتلا رہوگے ۔ کہ کے بھڑکتے
ہوئے سنگارون کے لگاتی ہوئی گرم گرم لوہون کا ان کے برہنہ جسمون سے مس کرنا ۔ اور پھر آتش خیز
آفتاب کی شعلہ بارتی ہوئی کرنون کا ان کے بھیجہ مین پہنچنا اور پھر پہاڑ کی ہوا بل سے زیادہ تپان ریت
کی تیز گرمی [illegible] ان کو بہوکنا اور اوپر سے گرم وزنی پتھر کا سر پہ یا چھاتی پہ رکھنا جسمانی اور دماغی
کس درجہ کی خوفناک تکالیف کا نقشہ کھینچتا ہے صرف ان مظلومین کا سوائے آیندہ آخرت کی
بشارت کے اور راحتی اطمینان دینے والا نہ تھا ان مظالم پر بھی وہ اپنے دین سے دست بردار نہوئے

ہر ایک پہاڑ ہر ولایت کا جو آسمان کے نیچے ہے جاپان سے لیکر میکسیکو تک سب اس یکسان ثبوت مین اتفاق کرتے
ہین کہ [illegible] سمندر گزر گیا اور زمین مین تلاش کرو تو تم پاؤگے ایک قسم کے ہرن پہاڑ اشیر
اور [illegible] ہاتھیون کو دافریقا دکھنیا کی پیدائش ہین انگلستان مین دبے ہوئے اور
[illegible] اور کہیں [illegible] جہیلون [illegible] سوا امریکہ کے سمندرون کے اور کہین نہین
[illegible] پایت سے اور ملکون مین اور سوا اسکے مختلف اقسام کے ایسے
[illegible] ولایت مین آسمان کے نیچے اوگے ہوئے نہین پائے ۔ ہماے یہہ سب باتین ثبات کا
کامل ثبوت ہین اور حضرت موسیٰ کا بیان بلا اعتراض صحیح ہے ۔
مگر یہہ تمام [illegible] عام طوفان ہونے کی جو مذکور ہوئین جیالوجی کے علم پر مبنی ہین ۔ ابتدائی تحقیقات مین بیالوجی
کی [illegible] علم نے ترقی پائی اور زیادہ تحقیقات حالات زمین اور روئے زمین کی اشیائے موجود
کی ہوئی تو خود جیالوجسٹن اپنے علم طبقات ارض کے ماہرون نے انکار کیا چنانچہ ڈاکٹر کلنز صاحب پینٹیال
کے کہتے ہین کہ [illegible] طوفان کے بیان کا ترجمہ کرتا تہا ایک عاقل باشندہ ملک کا میری طرف تعجب سے دیکھتا
تہا اور [illegible] پوچھتا تہا کیا یہہ سب سچ ہے کیا تمکو حقیقت مین یہہ یقین ہے کہ یہہ سب حال اسطرح واقع ہوا کہ تمام
حیوان اور پرند اور رینگنے والی چیزین بڑی اور چھوٹی سب گرم اور سرد ولایتون سے جوڑا جوڑا آئین اور نوح کے
ساتھ کشتی مین داخل ہوئین اسماعت پہ اعتراض کرنا بیجا ہے کیونکہ کتاب مقدس [illegible] پایا ہے کہ یہہ کام بطور
معجزہ کے ہوا تہا (باب ۶ — ۲۵) کہ اور کیا نوح نے ان سبکی ہی حیوان اور شکاری پرندون کی بہی
[illegible] باقی مخلوقات کے واسطے خوراک جمع کرلی بعد اسکے وہ لکھتے ہین کہ [illegible] علم [illegible]
[illegible] انگلستان سے بہت ترقی پا گیا تہا اور اب [illegible] علم
ارض نے ایک حقیقت کو تحقیق کیا جسکو ہمنے پہلے غلط سمجھا تہا وہ یہہ کہ عام طوفان جیسا [illegible]
عملاً ذکر ہے اس طریقہ مین جیسا کتاب پیدائش مین بیان ہوا ہے واقع ہونا ممکن نہ تہا سوا [illegible]
کے جو بیان مین شامل ہین ان سے قطع نظر کرکے بالتخصیص اس حقیقت کی طرف جس سے جیالوجسٹ سمجھتے

اور یہی کہتے رہے محمدؐ بیشک خدا کا پاک نبی ہے جو کچھہ وہ کہتا ہے خدا کی طرف سے کہتا ہے اسکا ہر قول صحیح ہے۔ انہین سے ایسے جنپر ظلم توڑا جارہا تھا ایک شخص بلال بہی تھا جو اسلام کا پہلا موذن ہے۔ جس کے آقا نے بطحا مین تمام دن اسکو دہوپ مین لٹائے رکہا۔ گرمی کی پوری شدت تہی اور آفتاب اپنی پوری تیزی سے چمک رہا تہا۔ وہ برہنہ تن گرم پتہر پر لٹا دیا گیا پہر اسکے آقا نے بلال سے کہا۔ تو یون ہی رہیگا جب تک کہ تیرا دم نہ نکل جائے گا یا تو اسلام کو چہوڑ دے۔ "یہہ بیچارہ پیاس مین مرا جاتا تہا اور چہاتی پر اس جلتی دہوپ مین وزنی پتہر سے دبا ہوا پڑا تہا۔ احد دن احد دن (خدا ایک ہے (خدا) ایک ہے۔ چار دن کامل یون ہی بلال پر گزر گئے لیکن بلال کی زبان سے اگر کوئی لفظ نکلتا تہا تو وہ یہہ تہا کہ خدا ایک ہے اور کوئی اسکا شریک نہین حضرت ابوبکرؓ نے جب بلال کی یہ صورت دیکھی ان سے رہا نہ گیا اور انہون نے بلال کو اس کے بیرحم آقا سے خرید لیا اور بلال کے ساتھہ چہہ اور غلامون کو رہائی دلوائی حضرت ابوبکر کو اسقدر دو لتمند

واقف ہین (دیکہو لائل صاحب کی جیالوجی صفحہ ۱۹۷ و ۱۹۸) اشارہ کرتا ہون کہ اثنین پہاڑ بڑے طول وطویل مقام اورنٹ اور لانگ ڈاک مین موجود ہین جو طوفان نوح سے پہلے کے بنے ہوئے ہونگے۔ اور جو ہلکے اور متخلخل اجزا کے جزوان سے جیسے پومیس سٹون وغیرہ سے ڈہکے ہوئے ہین ان اجزا کو طوفان ضرور معدوم کردیتا ہے۔ لیکن کچھہ بہی علامت ان مین خلل ہونے کی نہین پائی جاتی۔

علاوہ اسکے بشپ کلنزو صاحب کی کتاب چوتہی صفحہ ۲۰۴- مین ان ہی صاحب نے عام طوفان کی تردید مین یہ لکھا ہے کہ "جو مشکلین طوفان کے بیان پر جو کتاب اقدس مین ہے جیالوجی کے امتحانون سے پیدا ہوتی ہین ان کو ریورنڈ الفرڈ بیری صاحب نے جو طوفان کو خاص مانکر کتاب اقدس کی لفظی تاریخانہ حقیقت کے قایم رکہنے مین کوشش کرتے ہین حسب تفصیل ذیل انٹروڈکشن ٹو دی اسٹڈی اف اولڈ ٹسٹیمنٹ مین اختصار کے ساتھہ جمع کیا ہے۔

جیالوجی کی اصلی مشکلات جبکہ ان کو نہایت مضبوطی سے بیان کیا جاوے یہہ ہوتی ہین۔

اول ایسے عام طوفان کی جو ایک ساتھہ ہوا ہو کوئی شہادت موجود نہین ہے کیونکہ طوفان کے موجودہ ذخیرہ صاف رفتہ رفتہ اور مدتون دراز مین جمع ہوئے ہین بلاشبہہ بہت بلند بلند ہموار مقامون مین طوفان کے بڑے بڑے ذخیرون کی کثرت سے شہادت موجود ہے۔ لیکن بہر حال وہ خالص مقامون مین ہین اور ان کو آدم کی پیدایش کے زمانہ سے بہی پہلے کا بنا ہوا جاننا چاہئے اور اس بات پر زیادہ تر یقین اسلئے ہوتا ہے کہ بہت بڑے بڑے کامل جیالوجسٹ نے جیسے کہ بیکلینڈ اور سِگ وک صاحب وغیرہ ہین اور جو ایک زمانہ مین طوفان کے ذخیرون کو تاریخانہ طوفان کے کسی زمانہ سے متعلق کرتے تہے اب انہون نے اس اے سے علانیہ انحراف کیا ہے۔

دوسرے عام ہونے کے طوفان کے برخلاف اس بات سے جسکو ہم بیان کرتے ہین اسقدر مضبوط گواہی جیسے کہ اس سے

نہ تھے مگر ان کی معجزانہ اور اولوالعزمانہ توبیل جوش ایسے مصیبت زدہ مسلمین کے رہائی دلواتے مین دنیا کے بڑے بڑے امیرون اور مخیرون کو پرے بٹھاتے تھے۔

ان قابل رحم سختیون پر ان مصائب شدیدہ پر۔ ان خوفناک مظالم پر۔ ان حسرتناک بیرحمیون پر محمد کی بہی یاس آمیز نظرین خاموشی سے پڑ رہی تہین اور آپ ملاحظہ فرماتے تھے کہ میرے معتقد کس آفت مین پہنسے ہوئے ہین اور ان پر کیا کیا ظلم توڑے جا رہے ہین۔ گو یہہ نظارہ ایک قہر آلود نظارہ تہا لیکن اس خیال سے کہ یہہ اپنے دین پر مضبوطی سے قایم ہین اور میری سپیچ کی تاثیر ہنوز ان کے دلون پر باقی ہے خدا کی وحدت کا نور چمک چکا ہے اور اس وحدہ لاشریک کی محبت والفت کے نقوش ان کے دلون پر نقش ہو چکے کسیقدر آپ مطمین ہوتے تھے لیکن ان کی یہہ

ہو سکتی ہے موجود ہے کہ بعض آتشین پہاڑون کے مقامون مین خصوصاً اس مشہور مقام واقع آورن اور رائنگ ڈاک مین جو چالیس میل مفرو یہ بیس میل ہے سکوری اور لاوہ کے ڈہیر بہت سے میلون تک پہیلے ہوئے ہین اور بعض مقام مین پچاس یا سو فیٹ عمیق مین جن کے جمع ہونے کو ہزارون برس صرف ہوئے ہونگے اور بلاشبہ ابہی تک ان پر پانی نہین پہرا تیسرے طوفان کے تمام ذخیرون مین انسان کی لقیہ یعنے ہڈیون کا کوئی نشان نہین پایا گیا ہے۔

بیری صاحب نے ان اعتراضون مین سے پہلے اور تیسرے اعتراض کا یہہ جواب دیا ہے کہ جسطرح طوفان معجزے سے ہوا اسیطرح خدا نے یہہ بہی چاہا ہو کہ وہ طوفان طوفان کی قدرتی نشانیون کے چہوڑنے کے بغیر چلا جاوے بشپ کالنز و صاحب اسپر یہہ لکہتے ہین کہ،، اس تقریر سے البتہ یہہ نکلتا ہے کہ طوفان ایسا ایک معجزہ تہا جسکا کتاب اقدس مین ذکر ہے اور اوسکو یقین کرنا ہمین ضرور ہے اگر ہم توریت کی تاریخ کو ایسا صحیح مانتے ہون جسمین غلطی کا امکان نہین یعنے لفظی اور تاریخانہ حقیقی معاملہ لیکن ہم یہہ معلوم کر چکے ہین کہ ایسا یقین کرنا اب زیادہ ممکن نہین۔ اور بس یہہ جواب زمین پر مینہ کے بل گرتا ہے۔

تیسرے اعتراض کی نسبت بشپ کالنز و صاحب یون لکہتے ہین کہ اس اعتراض کا نہایت دلی سے یہ جواب کوئی دے سکتا ہے کہ جن مقامون مین انسانی نسل کا اول آباد ہونا یقین کیا جاتا ہے۔ انمین ابہی تک طوفان کے بقیون یا ذخیرون کو اچہی طرح امتحان نہین کیا گیا ہے جس سے یہہ کہا جا سکے کہ ان انکا کوئی بقیہ اسمین دبا ہوا نہین ہے

بشپ کالنز و صاحب لکہتے ہین،، اگر بیری صاحب ایسا جواب دین اور وہ صحیح بہی مانا جاوے تو وہ جواب دوسرے اعتراض کا اور اور اعتراضون کا بہی ایسا ہی اچہا جواب ہوگا جیسا کہ اس اعتراض کا ہے مگر بیری صاحب اس دوسرے اعتراض کو ایسا مضبوط اور عام طوفان کی رائے کے ایسا سخت مخالف پاتے ہین کہ اس سے اب بہی کنارہ کرتے ہین بعد اسکے ڈاکٹر کالنز و صاحب اپنی کتاب چوتہی صفحہ ۲۰۰ مین لکہتے ہین،، مدت ہوئی کہ ٹرٹلین صاحب نے اپنے زمانہ کی تہوڑی سی علمی تحقیقات کے بموجب فصاحت سے لفظ کہے تہے کہ اب بہی سمندر کی سیپیان اور کہیر مدار مچہلیان پہاڑون کی

ت دیکھی نہ جاتی تھی۔ آپ کی بے لوث روح پر یہ نظارہ بڑا ستم افزا تھا ایسی حالت میں
دعا فرماتے تھے اور آپکی دلی آرزو یہی تھی کہ خدا کفار عرب کو ہدایت کرے اور ان کو سچائی کا نور
دے۔ اور ان مظلومین کو نجات ہووے جن لوگوں پر مظالم توڑے جا رہے تھے ان میں

ان میں بطور اجنبی سیاحوں کے پائی جاتی ہیں ان لفظوں سے ان کی خواہشیں افلاطون پر ساینات کے ظاہر کرنے کی تھی کہ
عام ہی ایکبار پانی کے نیچے آچکے ہیں اور بعض لوگوں نے اس سے بھی زیادہ اور واقعات کو زیادہ کیا ہے کہ اگر ان کو طوفان
لموق تھا تو ان سے اس کا قطعی عام ہونا ثابت ہوتا ہے مثلاً ایلکزینڈر ہمبولٹ صاحب نے جنوبی امریکہ میں ہنا کو پہاڑ پہ
ہزار آٹھ سو فیٹ کی بلندی پر جہاں ہمیشہ برف گرتی ہے پرانے جنگلوں اور سالوں کی تری اور خشکی کے پرندوں کے
سالم بقیات پائے ہیں اور ماسٹوڈن کی ہڈیاں جو ہاتھی کے مانند اگلے زمانہ میں ایک جانور تھا کارڈلی را پہاڑ
ہزار فیٹ کی بلندی پر پائی گئی ہیں اور ہمالیہ پہاڑ کے اس مقام سے جہاں پر [illegible] اور اسکی بلندی [illegible]
ہزار فیٹ سے جو برف کے ڈھیر ٹوٹ کر گرے ہیں ان میں ایک کان ہاد کے [illegible] ہیں اور [illegible]
ت رنگ دکھائی دیتے ہیں انہیں اور سابق کرہ زمین کے تین حصوں کے نہایت بلند پہاڑوں یعنی کوہ بلینگ
ہمالیہ اور کوہ کارڈلی را میں ایسے حیوانوں کی ہڈیاں جو طوفان سے پہلے تھیں پائی جاتی ہیں۔
چہارم صفحہ ۲۰۸ - ۲۰۹ - میں بشپ کالنزو صاحب اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ [illegible]
طوفان کا پانی ایکبار ان پہاڑوں پر گزر گیا علم جیالوجی کی ترقی یافتہ حالت اس کو ناجائز کرتی ہے اسکی [illegible]
ہیں کوئی دلیل نہیں ہیں کیونکہ وہ ایسے زمانہ سے علاقہ رکھتے ہیں جو انسان کے پیدا ہونے سے پہلے کا ہے [illegible]
قطعی دلیل کا وجود تاریخانہ طوفان کے حق میں اسکے نزدیک عموماً ایسا ہی [illegible] جیسا اس [illegible]
ظ یہ کہ تاریخانہ زمانوں میں زمین کا کوئی بڑا طوفان واقع ہوا ہے جیالوجی انکار کر سکتی ہے نہ اقرار لیکن اسکے اقرار کی [illegible]
ہے ہمارے ایمان کا مدار روایت کی گواہی پر ہے اور قطع نظر اسکے کتاب اقدس کی تاریخانہ شہادت پر ہے۔ تاریخانہ
ن کے صرف عام ہونے پر جیالوجی کے رو سے شک ہوتا ہے مثلاً انگریزی جیالوجسٹ لائل صاحب نے ایک عجائبات
رف لوگوں کی توجہ کو مائل کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی زمانہ سے کوئی عام طوفان لائل ہونے کے برخلاف جس نے تمام زمین
کو چھپا لیا ہو مثلاً اوورن کے معدوم آتشین پہاڑوں پر جنکا ٹھیری زمانہ میں یعنی انسان کی پیدائش سے پہلے
ہونا ان ہڈیوں سے ثابت ہے جو اس مادہ کے سیلان میں ادھر ادھر دبی ہوئی ہیں بہت سا ایسا [illegible]
مل سوختوں کا پایا گیا ہے جنکا طوفان کے زور سے سالم رہنا ممکن نہ تھا اگرچہ مینہ سے ان کو ضرر نہیں پہنچا ہے
بہت آسانی سے مینہ کو وہ جذب کر لیتے ہیں پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طوفان نے اس مقام کو چھوا بھی نہیں۔
سکہ طوفان کے عام ہونے کے برخلاف علم جیالوجی کی رو سے بہت سی ایسی دلیلیں موجود ہیں جنکا
ب نہیں ہو سکتا۔
ادہ اسکے اگر طوفان عام مانا جائے تو پھر ایک بڑا سخت اعتراض [illegible]

کیفیت دیکھی نہ جاتی تھی۔ آپ کی بے لوث روح پر یہہ نظارہ بڑا ستم افزا تھا ایسی حالت میں بھی دعا فرماتے تھے اور آپکی دلی آرزو یہی تھی کہ خدا کفار عرب کو ہدایت کرے اور ان کو سچائی کا نور دکھاوے۔ اور ان مظلومین کو نجات ہووے۔ جن لوگوں پر مظالم توڑے جا رہے تھے ان میں سے

درمیان میں بطور اجنبی سیاحوں کے پائی جاتی ہیں ان لفظوں سے ان کی خواہشیں افلاطونوں پر سیاحت کے ظاہر کرنے کی تھی کہ بلند مقام بھی ایکبار پانی کے نیچے آچکے ہیں اور بعض لوگوں نے اس سے بھی زیادہ اور اتفاقات کو زیادہ کیا ہے کہ اگر ان کو طوفان سے تعلق تھا تو ان سے اس کا قطعی عام ہونا ثابت ہوتا ہے مثلاً ایلکزینڈر ہمبولٹ صاحب نے جنوبی امریکہ میں ہنا کو پہاڑ پر تیرہ ہزار آٹھ سو فیٹ کی بلندی پر جہاں ہمیشہ برف گرتی ہے پرانے جنگلوں اور سالبوں کی تری اور خشکی کے پرندوں کے جلے ہوئے سالم بقیات پائے ہیں اور ماسٹوڈن کی ہڈیاں جو ہاتھی کے مانند اگلے زمانہ میں ایک جانور تھا کارڈلی را پہاڑ پر آٹھ ہزار فیٹ کی بلندی پر پائی گئی ہیں اور ہمالیہ پہاڑ کے اس مقام سے جہاں برف پڑتی ہے اور جسکی بلندی سولہ ہزار فیٹ ہے جو برف کے ڈھیر ٹوٹ کر گرے ہیں اور جنمیں ایک کافی مادہ کے ذرات پائے ہوتے ہیں اور جنمیں مختلف رنگ کے کہائی دیتے ہیں انہیں اور اسی طرح کرہ زمین کے تین حصوں کے نہایت بلند پہاڑوں یعنی کوہ بلنکائی کوہ ہمالیہ اور کوہ کارڈلی را میں ایسے حیوانوں کی ہڈیاں جو طوفان سے پہلے تھیں پائی جاتی ہیں۔

کتاب چہارم صفحہ ۲۰۸ و ۲۰۹ میں بشپ کالنزو صاحب اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ اس سے کیا ہم پر یہہ نتیجہ نکالا جائے کہ طوفان کا پانی ایکبار ان پہاڑوں پر گذر گیا علم جیالوجی کی ترقی نے مختلف حالتوں کو نمایاں کر دیا ہے اسکی اندر ہماری کی چیزیں کوئی دلیل نہیں ہیں کیونکہ وہ ایسے زمانہ سے متعلق ہیں جو انسان کے پیدا ہونے سے پہلے گذرا ہے اس قسم کی قطعی دلیل کا وجود تاریخانہ طوفان کے حق میں اسکے نزدیک عموماً ایسا ہی ثابت ہے جیسا کہ ہم بیان ہوا اس حقیقت کے لحاظ سے کہ تاریخانہ زمانوں میں زمین کا کوئی بڑا طوفان واقع ہوا ہے جیالوجی نہ انکار کر سکتی ہے نہ اقرار لیکن اسکے اقرار کی کوئی جگہ نہیں ہے ہمارا بیان کا مدار روایت کی گواہی پر ہے اور قطع نظر اسکے کتاب اقدس کی تاریخانہ شہادت پر ہے۔ تاریخانہ طوفان کے صرف عام ہونے پر جیالوجی کے رو سے شک ہوتا ہے مثلاً انگریزی جیالوجسٹ لائل صاحب نے ایک عجائبات کی طرف لوگوں کی توجہ کو مائل کیا ہے جس سے ٹرشیری زمانہ سے کوئی عام طوفان لائل ہونے کے برخلاف جس نے تمام زمین کی سطح کو چھپا لیا ہو مثلاً اوورن کے معدوم آتشین پہاڑوں پر جنکا ٹرشیری زمانہ میں یعنی انسان کی پیدائش سے پہلے جاری ہونا ان ہڈیوں سے ثابت ہے جو اس مادہ کے سیلان میں ادہر ادہر دبی ہوئی ہیں بہت سا انبار گاؤدم متخلخل مخروطوں کا پایا گیا ہے جنکا طوفان کے زور سے سالم رہنا ممکن نہ تھا اگرچہ مینہ سے ان کو ضرر نہیں پہونچا ہے کیونکہ بہت آسانی سے مینہ کو وہ جذب کر لیتے ہیں پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طوفان نے اس مقام کو چھوا بھی نہیں۔

غرضکہ طوفان کے عام ہونے کے برخلاف علم جیالوجی کی رو سے بہت سی ایسی دلیلیں موجود ہیں جنکا جواب نہیں ہو سکتا۔

علاوہ اسکے اگر طوفان عام مانا جائے تو پھر ایک بہت بڑا سخت اعتراض پیدا ہوتا ہے [illegible]

کیفیت دیکھی نہ جاتی تھی - آپ کی بے لوث روح پر یہہ نظارہ بڑا ستم افزا تھا ایسی حالت میں
بھی دعا فرماتے تھے اور آپکی دلی آرزو یہی تہی کہ خدا کفار عرب کو ہدایت کرے اور ان کو سچائی کا نور
دکہاوے - اور ان مظلومین کو نجات ہووے - جن لوگون پر مظالم توڑے جا رہے تھے ان مین سے

درمیان مین بطور اجنبی سیاحون کے پائی جاتی ہین ان لفظون سے ان کی خواہشین افلاطون پر سبایت کے ظاہر کرنیکی تہی کہ
بلند مقام بہی ایکبار پانی کے نیچے آچکے ہین اور بعض لوگون نے اس سے بہی زیادہ اور واقعات کو زیادہ کیا ہے کہ اگر ان کو طوفان
سے تعلق تہا تو ان سے اس کا قطعی عام ہونا ثابت ہوتا ہے مثلاً ایلکز نیڈر ہمبولٹ صاحب نے جنوبی امریکہ مین ہنڈ کو پہاڑ پر
تیرہ ہزار آٹھہ سو فیٹ کی بلندی پر جہان ہمیشہ برف گرتی ہے پرانے جنگلون اور سالی کی تری اور خشکی کے پرندون کے
جلے ہوئے سالم بقیات پائے ہین اور ماسٹوڈن کی ہڈیان جو ہاتی کے مانند اگلے زمانہ مین [illegible] اور ہتہا کا رڈل را پہاڑ
پر آٹھہ ہزار فیٹ کی بلندی پر پائی گئی ہین اور ہمالیہ پہاڑ کے اس مقام سے جہان پر [illegible] اور [illegible]
سولہ ہزار فیٹ سے جو برف کے ڈھیر ٹوٹ کر گرے ہین اور جنمین ایک کافی مادہ کے [illegible] ہین اور جن مین
مختلف رنگ کے کہانی دیتے ہین اور سمجہ کر وہ زمین کے تین حصون کے نہایت بلند پہاڑ [illegible] بلند
کوہ ہمالیہ اور کوہ کارڈلی را مین ایسے حیوانون کی ہڈیان جو طوفان سے پہلے تہین پائی جاتی ہین -
کتاب چہارم صفحہ ۲۰۸ - ۲۰۹ - مین لشپ کالنزو صاحب اس کے جواب مین لکھتے ہین کہ [illegible]
کہ طوفان کا پانی ایکبار ان پہاڑون پر گذر گیا علم جیالوجی کی ترقی [illegible] ثابت کر دیا ہے [illegible]
کی چیزین کوئی دلیل نہین ہین کیونکہ وہ ایسے زمانہ سے علاقہ رکھتی ہین جو انسان کے پیدا ہونے سے پہلے کا ہے [illegible]
قسم کی قطعی دلیل کا وجود تاریخانہ طوفان کے حق مین اسکے نزدیک ہوتا ایسا ہی [illegible] ہوا اس [illegible]
کے لحاظ پر کہ تاریخانہ زمانون مین زمین کا کوئی بڑا طوفان واقع ہوا ہے جیالوجی انکار کر سکتی ہے اور لیکن اسکے اقرار [illegible]
نہین ہے ہمارے ایمان کا مدار روایت کی گواہی پر ہے اور قطع نظر سب کے کتاب اقدس کی تاریخانہ شہادت پر ہے - تاریخانہ
طوفان کے صرف عام ہونے پر جیالوجی کے رو سے شک ہوتا ہے مثلاً انگریزی جیالوجسٹ لائل صاحب نے ایک عجائبات
کی طرف لوگون کی توجہ کو مائل کیا ہے جس سے تہوڑی زمانہ سے کوئی عام طوفان لائل ہونے کے برخلاف جس نے تمام زمین
کی سطح کو چہپا لیا ہو مثلاً اوورن کے معدوم آتشین پہاڑون پر جنکا تہوڑی زمانہ مین یعنے انسان کی پیدایش سے پہلے
جاری ہونا ان ہڈیون سے ثابت ہے جو اس مادہ کے سیلان مین اوپر ادہر دبی ہوئی ہین بہت سا انبار کا وہم
متخلل سوختون کا پایا گیا ہے جنکا طوفان کے زور سے سالم رہنا ممکن نہ تہا اگرچہ مینہ سے ان کو ضرر نہین پہونچا ہے
کیونکہ بہت آسانی سے مینہ کو وہ جذب کر لیتے ہین پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طوفان نے اس مقام کو چہوا بہی نہین -
غرضکہ طوفان کے عام ہونے کے برخلاف علم جیالوجی کی رو سے بہت سی ایسی دلیلین موجود ہین جنکا
جواب نہین ہو سکتا -

علاوہ اسکے اگر طوفان عام مانا جائے تو ایک بہت بڑا سخت اعتراض [illegible]

کئی شہید ہوئے ... اور بہت سے بعد ازاں شہید ہوئے - جنہوں نے اپنی لعل سی جانیں دین خدا کی محبت میں قربان کر دیں - اور چونکہ جسمانی بار روحانی تکلیفیں یا جسمانی مصائب اور جانکندنیاں تہیں وہ انہوں نے صبر و استقلال سے سہیں - یہہ صرف سچے دین کا اثر تہا جس نے ان کو مرکر بہی سرخرو کیا - ایک ان مرنا فقرہ تہا صدہا نسلیں ہوئیں اور تباہ ہوگئیں مگر جو حالت کفر میں مرے ان کی آخرت میں وہی کیفیت ہوگی جو ایک سخت گنہگار کی مجسٹریٹ کے آگے ہوتی ہے - یہہ بہت صحیح ہے —

کتاب اقدس کے عبری حساب سے جب حضرت آدم کے ۱۶۵۶ برس پیدا ہونے کے بعد طوفان آیا اور بموجب سپٹوا جنٹ کے (جس کو ایشیا کے مورخ اور یورپ کے اکثر قدیم مورخ اعتقاد کرتے ہیں) حضرت آدم کے ۲۲۶۲ برس پیدا ہونے کے بعد طوفان آیا اور اسی عرصہ میں بلا شبہ انسان کی نسل پہیل گئی تہی اور تمام دنیائے معلوم اور قریب قریب تمام دنیا کے آباد ہوگئی تہی —

چونکہ کہ علماء نے علی العموم بہی اس کو قبول کیا ہے - اور قرآن مجید سے بوضاحت پایا جاتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نبی تہے اور وہ لوگوں کو خدا کی وحدانیت اور اس کی اطاعت کی ہدایت کرتے تہے - مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور بت پرستی اور بدکاری میں مشغول رہے جس کے سبب ان پر طوفان آیا - توریت مقدس کی کتاب پیدایش ۶ - ۷ - ۸ - ۹ - ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ - ۱۵ کے درسوں سے بہی پایا جاتا ہے اور قرآن مجید کے مضمون سے مطابقت ہوتی ہے اور جو کسیقدر اس میں اجمال تہا اسکی تفصیل الہام سے سینٹ پیٹر نے فرمادی جہاں فرمایا کہ خدا نے پرانی دنیا پر بہی رحم کیا لیکن نیکی کے وعظ کرنے والے آٹھویں آدمی نوح کو بچا کر دنیا کے تمام بدکاروں پر طوفان لایا پس جو نوبت بہی کہ یوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ... ایمان نہ لانے کے سبب لوگوں پر طوفان آیا تہا —

اب یہہ سوال ہے کہ کتاب اقدس سے یہہ بات ثابت نہیں ہے اور نہ اسکا امکان معلوم ہوتا ہے کہ تمام دنیا میں جو اسوقت تک آباد ہو چکی تہی حضرت نوح نے وعظ کیا ہو اور دنیا کو وہ احکام سنائے ہوں جو ان پر خدا کی طرف سے نازل ہوتے تہے اور یہہ تمام دنیا کے لوگوں نے خدا کا سنا ہو اور خدا کے احکام کی نافرمانی کی ہو بلکہ بہت سے لوگ ایسے ہونگے جو ان کے باشندوں نے حضرت نوح کے نبی ہونے اور ان کے وعظ کرنے اور خدا کی ان کی ہدایت کرنے کی خبر بہی نہ سنی ہوگی پہر کیونکر ہو سکتا ہے کہ تمام دنیا اس گناہ میں جس کی وجہ سے یہہ عذاب آیا شریک تہی جیسا ہم دیکہتے ہیں کہ حضرت لوط علیہ السلام کے وقت میں انہی پر عذاب آیا جو نافرمان تہے

اگر طوفان کو عام کہا جاوے تو ... اسپر مذہبی اور علمی ایسے ایسے سخت اعتراض پڑتے ہیں جنکا جواب سر انجام ہونا ایک امر محال معلوم ہوتا ہے - پس یہہ بات ہمکو غور کرنی چاہیئے کہ آیا درحقیقت کتاب اقدس ہمکو ایسے عام طوفان ماننے کی طرف لیجاتی ہے یا نہیں میرے نزدیک طوفان عام کا ہونا کتاب اقدس سے نہیں پایا جاتا پس اب ہم کتاب اقدس پر غور کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ میری یہہ رائے صحیح ہے یا نہیں —

(اسبات کا ثبوت کہ کتاب اقدس میں خاص طوفان کا بیان ہے نہ عام کا)

اسمیں کچہہ شک نہیں کہ کتاب اقدس کے الفاظ ایسے ہیں کہ ان سے دونوں مطلب بآسانی درجہ سے نکل سکتے ہیں بلکہ اگر ہم زیادہ سادگی سے اور ان اگلے لوگوں کی عقل اور معلومات کے لحاظ پر جنکو خطاب کیا گیا تہا اسکو دیکہیں تو بجز اسکے کہ کتاب اقدس میں ایک خاص طوفان کا بیان ہے اور دوسرا مطلب نہیں نکل سکتا اور اگر اس میں علم کی ... نکتہ چینی کریں جیسا کہ علم جیالوجی کے ترقی پانے کے زمانہ سے پیشتر تہا تو بلاشبہ کتاب اقدس سے یہی مطلب پاوینگے کہ طوفان عام اور تمام دنیا پر تہا - ہمارے متقدمین علم کی ایسی ہی حالت تک پہونچے تہے جس کے سبب انہوں نے اس ناکامل علم کی نکتہ چینی سے یہہ قرار دیا کہ کتاب اقدس سے طوفان کا عام ہونا پایا جاتا ہے اور اگر ہم کتاب اقدس کی نہایت دقیق نکتہ چینی سے اور ایک ترقی یافتہ علم کی مدد سے جیسا کہ وہ آج کے زمانہ میں کسی ایک درجہ تک پہنچ گیا ہے امتحان کریں تو بالیقین یہی پاوینگے کہ کتاب اقدس میں خاص طوفان کا ذکر ہے نہ عام طوفان کا جیسا کہ بیان ہوتا ہے —

کتاب اقدس کے جن مقاموں میں کہ طوفان کا ذکر ہے وہاں چند الفاظ آئے ہیں جنسے متقدمین نے براہ غلطی عام طوفان ہونا قرار دیا ہے جیسے کل ارض یعنی الارض تمام ... یعنی السموات اور ... میں جیسے

نیکی کن اے فلان غنیمت شمار عمر
زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند

بااین ہمہ یہہ نظارہ کہ اپنی امت پر جان فدا کرنے والا نبی اپنی آنکھون سے بے بسی کی حالت میں اپنے پیارے صحابہ کو جو اس صداقت باطنی سے اسپر جان فدا کرتے تھے ایذا دہ دینے والے اعدا کے ہاتھ میں مبتلا دیکھے کیسا سخت تہا جب قریش مخالفت کرتے کرتے تنگ آگئے تو ناچار اُنھون نے اپنی کامیابی کا دوسرا رستہ نکالا اور وہ یہہ تہا کہ ... دنیوی دولت و حشمت کا سبز باغ دکہا کر ان کو ... میں لاوا ... راوی لکہتا ہے کہ ایکدن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ میں بیٹھے تھے اور آپسے کچہہ ہی دور فاصلہ پر ایک مجمع

انہون نے طوفان کا عام ہونا سمجہا ہے جیسے کہ بشپ کالنزو صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۵۰۲ میں لکہتے ہین جاندار جتنے کہ زمین پر چلتے پہرتے ... سب جن کے نتہنون مین حیات کا دم تہا ... سب جو خشک زمین پر تھے ... جاندار ... میں ... چاہیے کہ یہہ مضمون ہے کہ تمام اونچے پہاڑ جو آسمان کے نیچے تھے چہپ گئے پندرہ ہاتہ پانی بلند ہو گیا۔
ان لفظون اور مضامون نے معنے ہم نے کچہہ ہی سمجہے ہون مگر جب ہم ان پر زیادہ دقیقہ رسی سے نظر کرتے ہین تو ان کی مراد ایسی نہین پاتے جیسے کہ پہلے سمجہے تھے۔

ڈکلن بریٹ صاحب نے اپنی کتاب سکر پچرز اینڈ سینز کے صفحہ ۵۵ میں بہت درست کہا ہے کہ ہمارا محققین (علم) نے جو ہم نے بیان کیا ہے معنے کے بدلدینے کو موجود نہوتین تو اکثر (تمام) شخص کتاب مقدس کے کلام سے یہ سمجہتے کہ اس سے کرہ زمین کی تمام وسعت پر پانی کا عام طوفان نکلتا ہے تب اسبات پر اعتراض کرنیکا کوئی سبب نہوتا اور اسلئے شک کی کوئی وجہہ نہوتی اس مضمون پر بشپ کالنزو صاحب لکہتے ہین کہ بلاشبہ ایسی حالت میں کتاب مقدس کے کلام کو اسکے صاف اور علانیہ معنی مین لیو لینے چاہیئے کہ کوئی سیدہی سادی عقل والا سمجہے۔ لیکن جب نئی تحقیقاتین ظاہر ہوئین جیسے کہ اس زمانہ مین مشہور ہین تب یہ سوال کیا جاتا ہے کہ کیا کتاب مقدس کی زبان زیادہ محدود معنے لینے پر کوئی ایسا سبیل پیش کرتی ہے جو رفع نہین ہوسکتا اس مقام پر ڈاکٹر کالنزو صاحب لکہتے ہین کہ جب نئی تحقیقاتین ظاہر ہوئین تب کتاب مقدس کے لفظون کو ان کا جواب دینے کے لئے مروڑنا چاہئے جیسا کہ آج ڈکلن بریٹ صاحب مروڑتے ہین۔
مین کہتا ہون کہ بشپ کالنزو صاحب کا یہ قول صحیح نہین ہے نئی تحقیقاتون کے ظاہر ہونے سے ہم کتاب مقدس کے لفظون کو مروڑنا نہین چاہتے بلکہ ایکے زیادہ دقیقہ رسی غور سے اور کتاب عبری زبان کے عام محاورہ اور قواعد کے بموجب اسپر نظر کرنا چاہتے ہین جیسا کہ آئندہ بیان سے معلوم ہو گا۔
لفظ ہارص و ہاآرصہ و ہاشمائم سے ہم جو یہہ سمجہتے تھے کہ اس سے تمام کرہ زمین اور تمام آسمان مراد ہے یہہ ہماری غلطی تہی کیونکہ ان لفظون سے جسطرح تمام کرہ زمین اور تمام آسمانون کے معنے لئے جا سکتے ہین اسیطرح ان سے خاص زمین اور خاص آسمان کے معنے بہی لئے جا سکتے ہین
جیسنیس صاحب اپنی عبری لکسیکن مین لکہتے ہین کہ ہائے ہوز ایک حرف ہے جو اسمون اور ضمیرون کے پیشتر آتا ہے اور کم قبل معدد کی حقیقت مین یہہ ال تہا جیسے کہ عربی میں ال اسکو مخفف کرکے ہائے ہوز رکہی ہے یہ ضمیر اشارہ کا کام دیتا ہے جیسے کہ انگریزی مین دی اور اردو مین اس یا وہ یا یہہ وہ عرض کہ یہہ حرف اسم نکرہ کو معرفہ کردیتا ہے اور جب معرفہ کے معنے اس مین شامل ہوتے ہین تو یہہ حرف دو معنی دیتا ہے ایک یہ کہ اس تمام چیز کو شامل ہوتا ہے جسپر وہ آتا ہے جیسے کہ کتاب پیدایش کے پہلے باب کے پہلے درس مین ہارص کا جو لفظ ہے وہ تمام کرہ زمین کو شامل ہے کیونکہ یہ نہین ہوسکتا کہ خدا صرف کسی خاص ٹکڑہ زمین کا بنانے والا ہو دوسرے خاص معنی اس لفظ کے لگانے سے حاصل ہوتے ہین یعنے جسپر یہہ حرف آتا ہے اس کل چیز کو شامل نہین ہوتا بلکہ اس مین سے کسی خاص چیز پر جو پہلے سے معین اور معلوم ہو دلالت کرتا ہے خواہ وہ خارج مین موجود ہو خواہ صرف ذہن مین جیسے کہ ان درسون مثلاً خروج ۱۰-۵- پیدایش ۴۷-۱۹ و ۲۳ خروج ۱۰-۱۵ ۱۶ و ۲۲-۱۱- استثنا ۸-۹-۵-۱۶ مین

نیکی کن اے فلان غنیمت شمار عمر
زان پیشتر کہ بانگ بر آید فلان نماند

باین ہمہ یہہ نظارہ کہ اپنی امت پر جان فدا کرنے والا نبی اپنی آنکھون سے بے بسی کی حالت مین اپنے پیارے صحابہ کو جو کس صاف باطنی سے اسپر جان فدا کرتے تہے یون درد دینے والے عذابون مین مبتلا دیکہے کیا سخت تہا جب قریش مخالفت کرتے کرتے تنگ آگئے تو ناچار انہون نے اپنی کامیابی کا دوسرا رستہ نکالا اور وہ یہہ تہا کہ محمدؐ کو دنیوی دولت و حشمت کا سبز باغ دکہا کر داؤن مین لاؤ اور یہہ پیچ بند کرا دو راوی لکہتا ہے کہ ایکدن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ مین بیٹہے تہے اور آپ سے کچہہ ہی دور فاصلہ پر ایک بڑا مجمع

انہون نے طوفان کا عام ہونا سمجہا ہے جیسے کہ بشپ کالنزو صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ٢٠٥ مین لکہتے ہین جاندار چیزین مر گئین جو زمین پر چلتی ہین وہ سب جن کے نتہنون مین حیات کا دم تہا وہ سب جو خشک زمین پر تہے ہر جاندار چیز جو روئے زمین پر تہی یا جیسے کہ یہہ مذکور ہے کہ تمام اونچے پہاڑ جو آسمان کے نیچے تہے چہپ گئے پندرہ ہاتہہ پانی بلند ہو گیا۔
ان لفظون اور مقامون کے معنے ہم نے کچہہ ہی سمجہے ہون مگر جب ہم ان پر زیادہ دقیقہ رس نظر کرتے ہین تو ان کی مراد ایسی نہین پاتے جیسے کہ پہلے سمجہے تہے۔
ڈیکن پیریٹ صاحب نے اپنی کتاب سکرپچر اینڈ سینز کے صفحہ ٥٥ مین بہت درست کہا ہے کہ "اگر حقیقتین (علم) جنکو ہم نے بیان کیا ہے ہمارے معنے کے بدل دینے کو موجود نہوتین تو اکثر (تمام) شخص کتاب اقدس کے کلام سے یہ سمجہتے کہ اس سے کرہ زمین کی تمام وسعت پر پانی کا عام طوفان نکلتا ہے تب اسبات پر اعتراض کرنیکا کوئی سبب نہوتا اور اسلئے شک کی کوئی وجہ نہوتی اس مضمون پر بشپ کالنزو صاحب لکہتے ہین کہ بلا شبہ ایسی حالت مین کتاب اقدس کے کلام کو اسکے صاف اور علانیہ معنی مین لیوینگے جیسے کہ کوئی سیدہی سادی عقل والا اسکو سمجہے۔ لیکن جب نئی تحقیقاتین ظاہر ہوئین جیسے کہ اس زمانہ مین مشہور ہین تب یہ سوال کیا جاتا ہے کہ کیا کتاب اقدس کی زبان زیادہ محدود معنے لینے پر کوئی ایسا ہرج پیش کرتی ہے جو رفع نہین ہو سکتا اس مقام پر ڈاکٹر کالنزو صاحب لکہتے ہین کہ "جب نئی تحقیقاتین ظاہر ہوئین تب کتاب اقدس کے لفظون کو ان کا جواب دینے کے لئے مروڑنا چاہئے جیسا کہ آرچ ڈیکن پریٹ صاحب مروڑتے ہین۔
مین کہتا ہون کہ بشپ کالنزو صاحب کا یہ قول صحیح نہین ہے نئی تحقیقاتون کے ظاہر ہونے سے ہم کتاب اقدس کے لفظون کو مروڑنا نہین چاہتے بلکہ ایکے زیادہ دقیقہ رس غور سے اور کتاب اور عبری زبان کے عام محاورہ اور قواعد کے بموجب اسپر نظر کرنا چاہتے ہین جیسا کہ آیندہ بیان سے معلوم ہو گا۔
لفظ ہا ارص ہا آدمہ و ہشامیم سے ہم جو یہہ سمجہتے تہے کہ اس سے تمام کرہ زمین اور تمام آسمان مراد ہے یہہ ہماری غلطی تہی کیونکہ ان لفظون سے جسطرح تمام کرہ زمین اور تمام آسمانون کے معنے لئے جا سکتے ہین اسیطرح ان سے خاص زمین اور خاص آسمان کے معنے بہی لئے جا سکتے ہین
جسینیس صاحب اپنی عبری لکسیکن مین لکہتے ہین کہ ہائے ہوز ایک حرف ہے جو اسمون اور ضمیرون کے پیشتر آتا ہے اور کم قبل مصدر و کی حقیقت مین یہ ہل تہا جیسے کہ عربی مین ال اسکو مخفف کر کے ہائے ہوز رکہی ہے یہ ضمیر اشارہ کا کام دیتا ہے جیسے کہ انگریزی مین دی اور اردو مین اس یا دہ یا یہہ وہ غرض کہ یہہ صرف اسم نکرہ کو معرفہ کر دیتا ہے اور جب معرفہ کے معنے اس مین شامل ہوتے ہین تو یہہ صرف دو معنی دیتا ہے ایک یہ کہ اس تمام چیز کو شامل ہوتا ہے جسپر وہ آتا ہے جیسے کہ کتاب پیدایش کے پہلے باب کے پہلے درس مین ہا ارص کا جو لفظ ہے وہ تمام کرہ زمین کو شامل ہے کیونکہ یہ نہین ہو سکتا کہ خدا صرف کسی خاص ٹکڑہ زمین کا بنانے والا ہو دوسرے خاص معنی اس لفظ کے لگانے سے حاصل ہوتے ہین یعنے جسپر یہہ حرف آتا ہے اس کل چیز کو شامل نہین ہوتا بلکہ اس مین سے کسی خاص چیز پر جو پہلے سے معین اور معلوم ہو دلالت کرتا ہے خواہ وہ خارج مین موجود ہو خواہ صرف ذہن مین جیسے کہ ان درسون مثلاً ٧ ربیع ١٠ — ٥ — پیدایش ٢٧ — ١٩ و ٢٣ ٢ خروج ١٠ — ١٦ اعداد ٢٢ — ١١ — استثنا ٤ — ٤ — ٥ — ١٦ امین

مخالفین کے سردارون کا ہو رہا تھا۔ قریش کے بڑے بڑے سردار بیٹھے ہوئے تھے اور باہم بڑی دیر سے صلاح و مشورہ ہو رہا تھا اتنے مین عتبہ ربیعہ کا بیٹا مجمع سے اٹھکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور اسنے محمدؐ کو مخاطب بنا کر یہہ کہا اے میرے بھائی کے بیٹے تو اپنی قابلیتون اور شرافت خاندان سے ممتاز ہے۔ اب تونے ہماری قوم مین اختلاف پیدا کر دیا ہے اور ہمارے قبائل مین تفرقے برپا کر دیے ہین تو ہمارے دیوتاؤن اور دیبیون کو ملزم گردانتا ہے۔ تو ہمارے باپ داداؤن پر کفر والحاد کا الزام قائم کرتا ہے۔ ہم تجھسے التجا کرتے ہین اسپر اچھی طرح توجہ کر چاہے بعد ازان تو ابھی پذیر نکرے محمدؐ نے جواب دیا "کہہ اے ولید کے باپ مین سنتا ہون"۔ عتبہ نے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے اگر تو اپنے

لفظ "ارص" اور "دبر" کا آیا ہے کہ وہان تمام کرہ زمین مراد نہین ہے بلکہ خاص زمین جو معین اور معلوم تھی مراد ہے پس جن اسمون پر یہہ لفظ داخل ہو ہمکو اختیار ہے کہ چاہین اس مین اس تمام چیز کو شامل سمجھین اور چاہین اس کسی خاص معین اور معلوم حصہ کو اور ان مین سے کوئی سے معنے لینے صرف قرینہ مقام یا اس حقیقت پر جو بطور اصلی اور واثق کے تحقیق ہون منحصر ہین۔

لفظ شمائم کا بھی خاص معنے مین مستعمل ہوتا ہے جیسے کہ ایچ ڈیکن بریٹ صاحب نے کتاب استثنا ۲۔۲۵ پر بطور سند کے حوالہ کیا ہے کہ اس کلام سے (کہ تمام آسمان کے نیچے) تمام کرہ مراد نہو بلکہ صرف فلسطین اور اسکے قریب کے ملک مراد ہون بشپ کالنزو صاحب اسپر یہہ اعتراض کرتے ہین کہ "اسی مقام مین واقعات کا عام ہونا ظاہر کرنے کے لئے صرف یہی کلام نہین دیا ہے بلکہ اسی مقام محولہ مین کلام کو صاف اس لفظ سے استعمال کیا ہے کہ اس سے تمام روئے زمین کی قومین مراد ہون۔

مگر یہہ اعتراض ان کا صحیح نہین ہے کیونکہ شمائم کے لفظ کا استعمال ہائے معرفہ اور بغیر ہائے معرفہ دونو طرح پر آتا ہے اور جس جگہہ کہ اسم کے ساتھ ہائے معارفہ موجود ہو وہان ہم اسکے خاص معنے لیسکتے ہین پھر اگر اس درس مین بالفرض معنے ہون تو بھی کچھ نقصان نہین اب مین کہتا ہون کہ اسپر شک لانا نا ممکن معلوم ہوتا ہے (بشرطیکہ بائبل کے کلامون پر صرف ایک مودب آزادی اور نہ ناجائز آزادی سے لحاظ کیا جاوے) کہ کتاب اقدس مین صاف طوفان خاص کا ذکر ہے نہ طوفان عام کا۔

ہیولر صاحب اور ہیچ کاک صاحب اسی غلطی مین تھے جسمین ہم سب اگلے زمانہ مین پڑ گئے تھے مگر ان کے اس خیال کرنے سے کہ کتاب اقدس مین طوفان عام کا ذکر ہے کتاب اقدس کی حقیقت پر جسکو ہم علانیہ صرف کتاب اقدس کے لفظون کی پیروی سے کچھہ الزام نہین آسکتا۔

پس جبکہ ہم ان لفظون سے خاص زمین یا خاص ملک مراد لین تو اب ہمکو کسی مقام مین مشکل نہین رہتی کیونکہ ایسی حالت مین اور مقامون کے یہہ معنی بالضرور لینے پڑینگے کہ اسی زمین کے اور ایسی روئے زمین کی تمام جاندار چیزین جنکے نتھنون مین زندگی کا دم تھا مر گئین طوفان کے پانی کا انتہا بلند ہونا جس سے تمام اونچے پہاڑ جو آسمان کے نیچے مین غرق ہو گئے ہون یا اونچے پہاڑون کی چوٹیون پر پندرہ ہاتھہ پانی چڑھ گیا ہو کتاب اقدس سے ثابت نہین ہوتا بلکہ پہاڑ اراراٹ کی بلند چوٹی بھی نہین ڈوبی تھی بلکہ اسکا نصف بلکہ چوتھائی بھی نہین ڈوبا تھا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جاویگا پس کتاب اقدس سے طوفان کا عام خیال کرنا ایک ہماری پرانی غلطی تھی جس سے اب ہم متنبہ ہوئے ہین۔

یہ تمام مطالب جو مین نے بیان کئے صرف کتاب اقدس کے لفظون کے پابند رہنے سے ثابت ہوتے ہین عبرانی اردو ترجمہ سے مطالب مذکورہ بخوبی پائے جاتے ہین مگر کتاب مقدس کا جو انگریزی ترجمہ ہے اور جو بالفعل منظور شدہ ترجمہ کہلاتا ہے اس انگریزی ترجمہ مین ان مطالب کی رعایت نہین ہے جنپر مین بحث کر رہا ہون اسلئے مجکو ضرور پڑا کہ مین اس مقام پر ان بابون کے ضروری ضروری درسون کا ترجمہ عبری مراد کی پابندی پر لکھدون تاکہ آئندہ جو بحث کی جائیگی اسکی حقیقت اس ترجمہ سے واضح ہو۔

اس کام سے کچھ دولت حاصل کرنا چاہے ہم تیرے لئے اتنی دولت جمع کرینگے کہ ہم میں سے اسقدر کسی پاس بھی نہ نکلیگی۔ اگر تو عزت اور عالی مرتبہ چاہتا ہے ہم تجھے اپنا سردار بنا لینگے اور بغیر تیرے حکم کے کوئی کام نہ کرینگے اگر تیری خواہش سلطنت لینے کی ہے ہم تجھے اپنا بادشاہ بنا لینگے اور اگر تجھ میں ایسا مرض پیدا ہو گیا ہے کہ وہ تجھے اس کام کے کرنے کے لئے مجبور کرتا ہے تو ہم تیرے لئے بڑے بڑے طبیب بہم پہنچا کر دینگے اور تجھے ان سے کامل شفا دلوا دینگے۔ جب وہ کہہ چکا تو محمدؐ نے کہا اے ولید کے باپ کیا تو اپنی تقریر پوری کر چکا؟" اس نے جواب دیا "ہاں" پھر محمدؐ نے کہا تو میری بھی بات سن اس نے کہا میں سنتا ہوں۔ محمدؐ نے کہا رحیم اور کریم خدا کے نام پر میں سچ کہتا ہوں کہ مجھ پر خدا کی طرف سے وحی آتی ہے جو کتاب کہ مجھ پر نازل ہوتی ہے وہ ان ہی لوگوں کی ہدایت کرتی ہے کہ جو اسکو توجہ سے

کتاب پیدائش باب ۶ - ۱۱ - اور خراب ہو گئی وہ زمین سامنے خدا کے اور بھر گئی وہ زمین بدکاری سے -
باب ۶ - ۱۲ - اور دیکھا خدا نے اس زمین کو کہ اب خراب ہو گئی کیونکہ مٹا دیا سب بسر (جسم) (بشر) نے رستے اپنے کو اوپر اس زمین کے -
باب ۶ - ۱۳ - اور کہا خدا نے نوح کو ہر بسر (جسم) (بشر) آیا میرے سامنے کیونکہ بھر گئی وہ زمین بدکاری میرے سامنے کی سی ان کی اور اب میں مٹا دونگا ان کو معہ اس زمین کے -
باب ۶ - ۱۷ - اور اب میں لانے والا ہوں طوفان پانی کا اوپر اس زمین کے واسطے مٹا دینے تمام بسر (جسم) (بشر) جس کے ساتھ ہے روح زندگی کی نیچے سے ان آسمانوں کے سب جو زمین پر ہے مر جاویگا -
باب ۷ - ۴ - کیونکہ دنوں بعد سات کے میں مینہ برسانے والا ہوں اوپر اس زمین کے چالیس دن اور چالیس رات اور مٹا دونگا میں تمام اس موجود کو جو بنایا میں نے اوپر سے منہ اس زمین کے -
باب ۷ - ۶ - اور نوح تھا بیٹا چھ سو برس کا کہ طوفان ہوا پانی کا اوپر اس زمین کے -
باب ۷ - ۱۰ - جب ہوئے سات دن تو پانی طوفان کا ہوا اوپر اس زمین کے -
باب ۷ - ۱۲ - اور ہوا مینہ اوپر اس زمین کے چالیس دن اور چالیس رات -
باب ۷ - ۱۷ - اور ہوا طوفان چالیس دن اوپر اس زمین اور بڑھا پانی اور اٹھا لیا کشتی کو اور بلند ہوا اوپر سے اس زمین کے -
باب ۷ - ۱۹ - اور پانی کا زور ہوا بہت بہت اوپر اس زمین کے اور چھپا دیا سب پہاڑوں اونچے جو نیچے تمام ان آسمانوں کے -
باب ۷ - ۲۰ - پندرہ ہاتھ اوپر بڑھ گیا پانی اور چھپا دیا ان پہاڑوں کو -
باب ۷ - ۲۱ - اور مر گیا سب جسم جو چلتا اوپر اس زمین کے معہ پرندوں کے اور معہ چارپایوں کے اور معہ جانوروں اور معہ سب رینگنے والوں کے جو رینگتا اوپر اس زمین کے اور سب وہ آدمی -
باب ۷ - ۲۳ - اور مٹا دیا تمام اس موجود کو جو تھا اوپر منہ اس زمین کے آدمی سے چارپایوں تک رینگنے والوں تک اور پرندے ہوا کے آسمانوں تک اور مٹ گئے اس زمین سے اور بچ گیا فقط نوح اور جو تھا اس کے ساتھ کشتی میں -
باب ۷ - ۲۴ - اور بڑھا پانی اوپر اس زمین کے پچاس اور سو دن -
باب ۸ - ۱ - اور یاد کیا خدا نے نوح کو اور سب جاندار کو اور ہر چارپائے کو جو ساتھ اسکے تھا کشتی میں اور چلائی خدا نے ہوا اوپر اس زمین کے اور سوکھ گئے پانی -
باب ۸ - ۳ - اور لوٹنے لگا پانی اوپر سے اس زمین کے لوٹ پوٹ کے اور کم ہوا پانی مدت پچاس اور سو دن میں -

سنتے ہین اور اسپر غور کرتے ہین اسمین نیک کامون کے پہلون کی بشارت دیگئی ہے اور برے اعمالون سے خوف دیکر ان کے لئے سزا مقرر کی گئی ہے —

حقیقت مین مین بہی تمہاری طرح ایک آدمی ہون خدا کی طرف سے مجہپر وحی اترتی ہے کہ تیرا خدا ایک خدا ہے اسلئے تو اپنا رستہ سیدہا اسکی طرف کر اور جو کچہہ تونے کیا ہے اسکی معافی مانگ اور بت پرستون پر رو کہ وہ خیرات نہین کرتے اور نہ آیندہ زندگی پر ان کا ایمان ہے لیکن جو لوگ کہ ایمان لاتے ہین اور نیک کام کرتے ہین ان کو آخرت مین دائمی صلہ اسکا ملیگا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کلام مبارک کا اعادہ فرما چکے تو عتبہ بولا —

باب ۸ — ۷ — اور چہوڑ دیا کوے کو اور نکلا جاتا اور لوٹ آتا سوکہنے تک پانی کے اوپر سے اس زمین کے —

باب ۸ — ۸ — پہر چہوڑ دیا کبوتری کو اپنے پاس سے دیکہنے کو کیا گہٹا پانی اوپر سے منہ اس زمین کے

باب ۸ — ۹ — اور نہ پائی کبوتری نے جگہہ واسطے کف پاکے اور پہر آئی پاس اسکے کشتی مین کہ پانی تہا اوپر منہ تمام اس زمین کے اور بڑہایا اپنا ہاتہہ اور لے لیا اسکو اور لے آیا اسکو پاس اپنے کشتی مین —

باب ۸ — ۱۱ — اور آئی پاس اسکے کبوتری وقت شام کے اور تہی پتی زیتون کی ٹوٹی ہوئی اسکے منہ مین تہی جانا نوح نے کہ گہٹ گیا پانی اوپر سے اس زمین کے —

باب ۸ — ۱۳ — اور ہوا ایک اور چہہ سو برس مین پہلے مین پہلی کو مہینے کی سوکہہ گئے پانی اوپر سے اس زمین کے اور اٹہایا نوح نے پردہ کو کشتی کے اور دیکہا کہ سوکہہ گیا منہ اس زمین کا —

باب ۸ — ۱۴ — اور مہینے دوسرے مین ستائیسوین دن مہینے کے سوکہہ گئی وہ زمین —

باب ۸ — ۱۷ — سب جانور جو ساتہہ تیرے سب جسم سے معہ پرند اور معہ بہیمہ کے اور معہ سب رینگنے والون کے جو رینگتے ہین اوپر زمین کے نکال ساتہہ اپنے کہ کلبلائین زمین پر اور پہلین اور بڑہین اوپر اس زمین کے —

باب ۸ — ۲۱ — اور سونگہی اللہ نے بو رضا مندی کی اور کہا اسنے اپنے دل مین نہ پہر لعنت کرونگا بعد اسکے اس زمین کو واسطے آدمی کے کیونکہ خیال دل بیچ آدمی کا بد ہے لڑکپن اسکے سے نہ پہر ماروںگا سب زندہ کو جیسا کیا مین نے —

باب ۸ — ۲۲ — بعد اسکے سب دنون اس زمین کے بونا اور کاٹنا اور سردی اور گرمی اور ربیع اور خریف اور دن اور رات موقوف نہ ہونگے —

باب ۹ — ۱ — اور برکت دی خدا نے نوح کو اور بیٹون اسکے کو اور کہا ان کو بڑہو اور بہر دو اس زمین کو

(طوفان کے خاص ہونے کا قرآن مجید سے ثبوت)

یہہ تو کتاب توریت سے طوفان کے خاص ہونے کا اوپر مذکور ہوا لیکن اس مین مشکل یہہ ہے کہ جب ایک لفظ سے خاص اور عام دونون معنے مراد لئے جاتے ہین تو فیصلہ صرف خیالات پر ہوگا —

کوئی شخص اگر یکطرفی ڈگری دینا چاہیگا تو مشکل پڑیگی اسلئے مین اسبات کا قائل ہون کہ توریت و انجیل مین تحریف ہوچکی ہے یا تناقض اور بہت بیہودگیان کہ وہ لوگون کی تصانیف سے کہی جانے کے قابل ہوگئین — مگر ہمارا قرآن مجید جو ہر قسم کی تحریف و تبدیلی سے پاک ہے اور جسکے کل مضامین قانون قدرت سے مطابقت کہاتے ہین طوفان خاص کی بابت علانیہ شہادت دیتا ہے — جسکا درج کرنا مناسب ہے تاکہ مدت کی عظیم الشان غلط فہمی مٹے جہان تک غور کیا جاتا ہے یہہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ قرآن مجید کی ایک آیت سے بہی تو طوفان عام ہونے کا اشارہ نہین پایا جاتا —

نہ کسی آیت مین تمام دنیا مین طوفان کا آنا مذکور ہے اور نہ تمام دنیا کے انسانون کا ڈوب کر مرجانا — اس مین

جو کچھ سمجھایا تہا مجھے سمجھا چکا اب جو رستہ مجھے اچھا معلوم ہوا اسپر چل" (ابن ہشام صفحہ ۱۸۹ اور ۱۸۵- اپنے معتقدین کی پے در پے سختیون سے جو قریشون کی طرف سے ان پر توڑی جا رہی تہین اور ان کا کوئی چارہ ہوتا نہا ناچار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے کہا بہتر ہے کہ تم یہان سے نکل جاؤ اور قریب کے ملک حبش مین پناہ لو وہان ایک مسیح عالم سلطان حکمرانی کرتا ہے جب تک کہ خدا اپنے رحم وکرم سے قریشون کی حالت مین تبدیلی نکرے اور یہ راہ راست پر نہ آوین وہین رہو-

محمدؐ نے مسیحی حکمران کی نیکوکاری اور راست شعاری کی نسبت بہت کچھ سنا تہا اسکے تحمل اور مہمان نوازی کی خوش آوازین آنحضرت کے کانون مین پہونچ چکی تہین- اور آپ کو یقین تہا کہ وہ میرے پیروان کا خیر مقدم کرے گا-

---

بیان ہوا ہے بلکہ قرآن مجید مین علانیہ خاص طوفان کا ذکر ہے اور صرف نوح کی قوم کا ڈوبنا بیان ہوا ہے- ہمارے ہان کے عالمون نے صرف علمائے یہود کی پیروی کر کے اور جو طوفان کی کہانی ان کے ہان چلی آتی تہی اسکو صحیح سمجھکر بلا لحاظ اسبات کے کہ قرآن مجید مین جو حقیقت بیان ہوئی ہے وہ اسکے برخلاف ہے طوفان کا عام ہونا تسلیم کیا ہے چنانچہ اس مطلب کو ہم قرآن مجید سے ثابت کرتے ہین اب ہمکو یقین ہے کہ بشپ کالنز و صاحب اسبات کو قبول فرماوینگے کہ حال کی ترقی یافتہ علم کی تحقیقات سے بہت پیشتر نبی الہامی زبان نے پرانی وحیون کی مراد کو جیسا ہے کتاب اقدس مین صاف طور سے نہ پایا جاوے بخوبی بتا دیا تہا کہ نوح کا طوفان خاص تہا نہ عام-

قرآن مجید مین خدائے تعالے نے فرمایا (سورہ مومنون آیت ۲۳) ہم نے نوح کو بہیجا اسکی قوم کی طرف نوح نے کہا کہ اے قوم بندگی کرو اللہ کی نہین ہے تمہارے لئے کوئی معبود سوائے خدا کے"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عذاب ہی اسی قوم کے لئے آیا تہا جس کے لئے حضرت نوح بہیجے گئے تہے اور پہر خدائے تعالے نے سورہ انبیا آیت ۷۷ مین فرمایا "ہم نے مدد کی نوح کی اس قوم پر جنہون نے جہٹلایا ہماری نشانیون کو بیشک وہ قوم تہی بری پس ڈبو دیا ہم نے ان سبکو اکٹہا"

اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ وہی قوم ڈبوئی گئی جنہون نے حضرت نوح کا انکار کیا تہا اور پہر اللہ تعالی نے سورہ ہود آیت ۳۷ و سورہ مومنون آیت ۲۷ فرمایا ہے کہ "تو مت کہہ مجہسے ان لوگون کے لئے جنہون نے نافرمانی کی کیونکہ وہ ڈوبنے والے ہین" پس اس آیت سے بہی صرف ان ہی لوگون کا ڈوبنا معلوم ہوتا ہے جنہون نے حضرت نوح کی ہدایت کو نہین مانا اور پہر خدا نے سورہ نوح آیت ۱ مین فرمایا کہ "ہم نے بہیجا نوح کو اسکی قوم کی طرف کہ ڈرا اپنی قوم کو پہلے اس سے کہ آوے ان پر عذاب دکہہ دینا" اور جب کہ حضرت نوح کی نصیحت انہون نے نمانی تو حضرت نے دعا مانگی کہ ان پر طوفان کا عذاب آوے اس سے بہی اسیقدر معلوم ہوتا ہے کہ صرف قوم نوح پر عذاب آیا تہا نہ تمام دنیا پر-

جو شخص کہ قرآن مجید سے طوفان کا تمام دنیا مین آنا بیان کرتے ہین وہ صرف دو آیتون پر استدلال کرتے ہین اول وہ آیت ہے کہ جب حضرت نوح نے خدائے تعالے سے دعا کی (سورہ نوح آیت ۲۶) کہ "اے پروردگار مت چہوڑ زمین پر کافرون کا ایک گہر بہی بسا ہوا" حالانکہ اس آیت سے کسیطرح طوفان کا عام ہونا ثابت نہین ہوتا- کیونکہ اس آیت مین جو ارض کا لفظ ہے اسپر بہی الف لام ہے اور کافرون کا جو لفظ ہے اسپر بہی الف لام ہے پس اس سے صاف ثابت ہے کہ زمین سے وہ زمین مراد ہے جہان نوح کی قوم رہتی تہی اور کافرون سے وہ ہی مراد ہین جنہون نے حضرت نوح کا انکار کیا چنانچہ اسی امر کی تائید ان تمام آیتون سے پائی جاتی ہے جو اوپر مذکور ہوئین دوسری آیت وہ ہے جہان خدا نے سورہ صافات آیت ۷۷ مین فرمایا "اور کیا ہم نے نوح ہی کی ذریت کو بچی ہوئی" مین نہین سمجہتا کہ اس آیت سے کسطرح تمام دنیا مین

مسلمانون مین سے کچہ آدمیون نے اپنے پیارے نبی کے ارشاد کی فی الفور تعمیل کی اور وہ جہاز مین سوار ہوکر نیس (نجاشی) کے فیاضانہ کنارون کی طرف روانہ ہوئے۔ پورے پندرہ آدمی تہے تاریخ اسلام مین یہہ پہلی ہجرت مشہور ہے۔ جو آنحضرت کی نبوت کے پانچوین سال سنہ ۶۱۵ء مین وقوع مین آئی

طوفان ایسا استدلال کیا جاتا ہے کیونکہ اس آیت کا مطلب صرف اسقدر ہے کہ جن لوگون پر طوفان آیا تہا انمین سے بجز نوح کی قربت کے اور کوئی نہین بچا پہ اس سے تمام دنیا پر طوفان کا آنا کیونکر ثابت ہو سکتا ہے۔ واقعی ہمارے ہان کے علماء نے صرف ایسے دلائل کی پیروی کرکے طوفان کا عام ہونا قرآن مجید سے ثابت کیا ہے۔ ہمارے قرآن مجید سے طوفان کا عام ہونا نہین پایا جاتا۔

(طوفان کے بعض واقعات کا ذکر جو قرآن مجید مین مندرج ہین)

وہ واقعات طوفان کے جو قرآن مجید مین مندرج ہین اور ظاہراً ایسے معلوم ہوتے ہین کہ ان کا ذکر توریت مقدس مین نہین ہے وہ یہ ہین کہ واقعہ مین ایک حضرت نوح کے بیٹے کا اور ان کی بیوی کا بہی طوفان مین غرق ہونا چنانچہ اول ہم ان آیتون کو یہان لکہتے ہین جنمین یہ بیان ہے۔

سورہ ہود مین اللہ تعالے فرماتا ہے۔

(سورہ ہود آیت ۴۲ و ۴۳)

ونادی نوح ابنہ وکان فی معزل یبنی ارکب معنا ولا تکن مع الکافرین
قال ساوی الی جبل یعصمنی من الماء قال لا عاصم الیوم من امر اللہ الا من
رحم وحال بینہما الموج فکان من المغرقین ؛

(ترجمہ) اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو اور وہ ہو رہا تہا کنارے اے بیٹے سوار ہو ساتہ ہمارے اور مت ہو ساتہ کافرون کے کہا اس نے مین چڑہ جاؤنگا پہاڑ پر بچا دیگا مجکو پانی سے نوح نے کہا کوئی بچانے والا نہین ہے آج کے دن اللہ کے حکم سے مگر جسپر وہ رحم کرے اور الگئی ان دونو مین موج پہر رہ گیا ڈوبنے والون مین۔

اور اسی سورہ مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(سورہ ہود آیت ۴۵ لغایت ۴۷)

ونادی نوح ربہ فقال رب ان ابنی من اہلی وان وعدک الحق وانت
احکم الحاکمین قال ینوح انہ لیس من اہلک انہ عمل غیر صالح فلا تسئلن
ما لیس لک بہ علم انی اعظک ان تکون من الجاہلین قال رب انی اعوذ بک
ان اسئلک ما لیس لی بہ علم والا تغفرلی وترحمنی اکن من الخاسرین ؛

ترجمہ اور پکارا نوح نے اپنے رب کو یہہ کہا اے رب میرا بیٹا ہے میرے گہر والون مین سے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو حاکمون کا حاکم ہے فرمایا اے نوح وہ نہین تیرے گہر والون مین سے اسکے کام ہین ناکارہ تو مت پوچہہ مجہسے جو تجکو معلوم نہین مین بچاتا ہون تجکو جاہلون مین ہونے سے کہا اے رب میرے مین پناہ مانگتا ہون تجہسے یہہ کہ پوچہون مین تجہسے جو معلوم نہو مجکو اور اگر تو نہ بخشیگا مجکو اور نہ رحم کریگا تو ہونگا مین ٹوٹے والون مین کے ان آیتون سے بعض لوگ خیال کرتے ہین کہ سوائے ان تین بیٹون کے جن کا ذکر توریت مقدس مین ہے حضرت نوح کا اور ایک بیٹا تہا جو کافرون کے ساتہہ ڈوب گیا۔

مگر یہ خیال غلط ہے حضرت نوح کا کوئی بیٹا نہ تہا بلکہ حضرت نوح کی بیوی کا بیٹا پہلے خاوند سے تہا اور قاین کی نسل سے تہا اور غالباً یہ بیٹا نعمہ کا تہا جسکا نام کتاب پیدائش باب ۴ ورس ۲۲ مین آیا ہے۔ شاید بعض ناظرین سمجہین کہ مین حضرت نوح کے بیٹے کی نسبت کیا رائے قائم کرتا ہون مگر جب وہ اپنی محققانہ نظرون کو اٹہائینگے تو انہین معلوم ہوگا کہ ہمارے ہان کے مفسر بہی یہی لکہتے ہین یعنے میرے کلام کی تائید کرتے ہین مثلاً امام فخر الدین رازی

ان تارک وطن لوگون سے بعد ازان اور مصیبت زدہ مومنین جنپر کفار عرب ظلم توڑتے تھے جا جا کر مل گئے یہانتک کہ ان کی تعداد ۸۳ ہوگئی اور ۱۸ عورتین بھی ان کے ساتھ تھین ۔ (ابن ہشام صفحہ ۲۰۸ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۵۸ و ابو الفدا صفحہ ۲۰) ۔

یہہ مظلوم ستم زدہ مسلمان ظالمون کے ہاتھہ سے جان بچاکر بھاگے تھے اس امید سے کہ شاید ہمین امن ملے لیکن قریشیون کی لامحدود اور غیر تھکی ہوئی دشمنی نے یہہ بھی گوارا نہین کیا کہ یہہ یہان سے جاکر آرام لین انہین اپنے شکارون کے ہاتھہ سے جاتے رہنا کا بہت خیال ہوا اور یہہ خیال انکا تند طیش مین تبدیل ہوگیا انہون نے فوراً اپنی طرف سے شاہ نجاشی کو وکیل بھیجے کہ یہہ ہمارے گردن زدنی مجرم ہین انہین ہمین واپس دیدیا جائے تاکہ ہم انہین ان کے سنگین جرمون پر سزائے موت دین ۔

ان مظلومین پناہ گزینون پر انہون نے نئے نئے خدا واسطے کے الزام قائم کئے اور بڑا جرم ان پر یہہ عاید کیا کہ انہون نے اپنا آبائی دین چھوڑ دیا اور نیا دین اختیار کر لیا ۔ شاہ نجاشی نے مہاجرین کو بلا کر کہا کہ تمہارے ہموطن تم پر جو جو جرائم عاید کرتے ہین آیا یہہ صحیح ہین یا نہین ۔ جس مذہب کیلئے تم نے اپنا سابق دین چھوڑ دیا کونسا دین ہے اور جس کے آگے نہ تم نے میرا دین قبول کیا اور نہ ان لوگونکا سب کی طرف سے جعفر ابو طالب کے بیٹے اور علی کے بھائی نے جواب دیا ۔ اے شاہ نجاشی ہم جہالت اور وحشت کے عمیق گڑھے مین پڑے ہوئے تھے ہم بتون کی پرستش کرتے تھے اور نفس پرستی اور بے عفتی مین اپنی زندگی گذارتے تھے ۔

اپنی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین ۔

انه کان ابن امرأته وهو قول محمد ابن الباقر علیه السلام
قول الحسن البصری ویروی ان علیا رضی الله عنه قرأ و
ونادی نوح ابنه ابنها والضمیر لامرأته وقرأ محمد بن علی الباقر
وعروة ابن زبیر ابنه بفتح الهاء یرید ابنها الا انهما اکتفیا
بالفتحة عن الالف وقال قتادة سالت الحسن عن ابنه فقال والله
ما کان ابنا له فقال قلت له ان الله حکی عنه انه قال ان ابنی
من اهلی وانت تقول ما کان ابنا له فقال انه لم یقل انه منی ولکنه قال من اهلی وهذا یدل علی

ترجمہ وہ جسکو حضرت نوح نے بیٹا کہا حضرت نوح کا بیٹا نہ تھا بلکہ حضرت نوح کی بیوی کا بیٹا تھا اور قول ہے
جناب محمد بیٹے باقر علیہ السلام کا اور حسن بصری کا اور یہہ روایت ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی
اللہ تعالے عنہ اور حضرت محمد بن علی الباقر اور عروہ ابن زبیر اس آیت
مین جو مذکر کی ضمیر ہے اور جو حضرت نوح کی طرف پھرتی ہے مونث کی
ضمیر پڑہتے تھے تاکہ حضرت نوح کی بیوی کی طرف پھرے اور قتادہ نے
کہا کہ مین نے حسن بصری سے حضرت نوح کے بیٹے کا حال پوچھا انہون نے
کہا قسم بخدا کہ حضرت نوح کا کوئی بیٹا جو طوفان مین ڈوبا نہ تھا ۔

ہم مردہ جانوروں کو کھا جاتے تھے ہم قابل تنفر اور کریہہ باتیں کرتے تھے ہم نے انسانیت مہمان نوازی ہمسائگی - بھائی چارہ کے حقوق بھلا دئے تھے —

قتادہ نے کہا کہ خدا نے تو قول نوح کا یوں بیان کیا ہے کہ نوح نے اس بیٹے کو جو ڈوب گیا کہا کہ میرا بیٹا میرے
خاندان میں سے ہے اور ہم کہتے ہیں اسکا کوئی بیٹا جو ڈوبا نہ تھا حسن بصری
نے کہا کہ حضرت نوح نے یہ نہیں کہا کہ میرا سگا بیٹا بلکہ یہ کہا کہ میرے خاندان کا
بیٹا اور یہ انکا کہنا اسبات پر دلالت کرتا ہے جو میں کہتا ہوں —

ان روایتوں سے یہ ثابت ہوا کہ یہہ شخص حضرت نوح کا بیٹا نہ تھا اور اسی سبب سے توریت مقدس میں حضرت نوح کے بیٹوں کے ساتھہ اسکا ذکر نہیں ہے جس آیت سے حضرت نوح کی بیوی کا طوفان میں ڈوبنا خیال کیا جاتا ہے —

سورہ تحریم آیت (١٠)

ضرب الله مثلا للذين كفروا امرءة نوح وامرءة لوط كانتا تحت عبدين
من عبادنا صالحين فخانتاهما فلم يغنيا عنهما من الله شيئا وقيل ادخلا
النار مع الداخلين

اللہ نے بتائی ایک کہاوت منکروں کے واسطے عورت نوح کی اور عورت لوط کے گھر میں تھیں
دو نو دو نیک بندوں کے ہمارے بندوں میں سے پھر نافرمانی کی انہوں نے انکی پھر نہ دفع
کیا انہوں نے ان سے تھوڑا سا بھی عذاب اللہ کا اور حکم ہوا کہ جاؤ دوزخ میں ساتھ جانیوالوں کے

اس آیت سے لوگ خیال کرتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی بھی کافروں میں تھی اور وہ بھی غرق ہوئی اور توریت مقدس سے پایا جاتا ہے کہ حضرت نوح کی بی بی کشتی میں حضرت نوح کے ساتھ تھی اور انہوں نے ڈوبنے سے نجات پائی مگر سمجھنا چاہئے کہ باوجودیکہ اس آیت میں حضرت نوح کی بیوی کا ڈوبنا صاف صاف بیان نہیں ہوا لیکن اگر اسپر بھی ان کا ڈوبنا ہی سمجھیں تو اس کے ساتھ ہی ہمکو یہ بات بھی کہنی چاہئے کہ ہمارے ہاں کتابوں سے پایا جاتا ہے کہ حضرت نوح کی دو بیویاں تھیں ان میں سے ایک بیوی ڈوبی اور ایک حضرت نوح کے ساتھہ کشتی میں گئی چنانچہ تفسیر کبیر میں ابن عباس سے روایت لکھی ہے کہ کشتی میں نوح اور ان کی بیوی بھی تھی سوائے اس بی بی کے جو ڈوب گئی بعض علماء یہود کہتے ہیں کہ حضرت نوح کی ایک بی بی نعمہ نسل قاین سے تھی اور ایک بی بی اولاد حضرت ادریس سے پس کچھ عجب نہیں کہ نعمہ کافر ہو اور وہ ڈوب گئی ہو اور اسی سبب سے توریت میں اسکا ذکر نہ کیا ہو یا تحریف کی ہاتا چاہتی میں یہہ مضمون بھی آگیا ہو جیسے کہ اور مضامین غیر تشیر ہو گئے - جو قرآن کے مضامین یا پاک قصص کے آگے کبھی معتبر نہیں سمجھے جا سکتے - مگر جب یہہ بات ثابت ہے کہ حضرت نوح کی ایک بی بی بلاشبہ کشتی میں تھی تو اگر اس آیت سے ایک بی بی کا غرق ہونا ہی مراد لیا جاوے تو بھی کچھہ اختلاف نہیں رہتا -

بشپ کالنزو صاحب کے اعتراضوں کا جواب جو خاص طوفان کی
نسبت ہیں

قولہ،، اگر طوفان کو ایک خاص ملک میں مانا جاوے تو بھی مشکلات رفع نہیں ہوتیں کیونکہ یہ بات کہ رینگنے والے کیڑے اور گھونگے مغربی ایشیا کے کسی بڑے دائرہ کے مختلف حصوں سے کشتی میں رینگ آئے ہوں جیسا ہو طبر صاحب خیال کرتے ہیں ایسا ہی نا قابل قیاس ہے جیسا کہ دنیا کے مختلف حصوں میں سے آئے ہوتے ایکسم ہی چھوٹی ندی ان کے آگے بڑھنے دینے کے لئے سد کا روٹ ہوتی ،، —

مگر جب ہم کتاب اقدس پر غور کرتے ہیں تو اس اعتراض کی کچھ بھی بنیاد نہیں پاتے خدا نے فرمایا تھا کہ طوفان کے آنے سے (حصۂ چہارم صفحہ ٢٠٢) جو زمین پر ہے مر جائیگا پس جتنے جانور دریائی یا پانی کی پیدایش تھے ان کا کشتی میں آنا کچھ ضرور نہ تھا اور خدا نے تعالی نے ان جانوروں کے کشتی میں بیٹھانے کا اسلئے حکم دیا تھا (کتاب پیدایش باب ٦ - ١٧ - ٧ - ٢٣) کہ وہ بھی حضرت نوح کے ساتھہ زندہ رہیں جسکا مطلب یہہ تھا کہ ان کی نسل آیندہ کو منقطع تھو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان حیوانات کا جو از خود بغیر توالد و تناسل کے پیدا ہو جاتے ہیں ان کے لئے کشتی میں بیٹھانے کا حکم نہ تھا چنانچہ ہماری مذہبی کتابوں میں بھی صاف لکھا ہے - کہ حضرت نوح نے صرف ان ہی جانوروں کو جو بچہ دیتے ہیں یا انڈا دیتے ہیں کشتی میں بیٹھایا تھا پس ایسے جانوروں کا جنکا کشتی تک آنا بشپ کالنزو صاحب خیال کرتے ہیں کچھ ضرور نہ تھا -

سوائے ظلم وستم کے قانون کے اور کچھ نہ معلوم تھا - جب خدانے ہم ہی مین سے ایک آدمی
یا جسکی پاک زندگی صداقت - ایمانداری - صاف باطنی اور صفائی سے ہم واقف تھے - اسنے
ں توحید کی طرف ہمین بلایا - اور ہمین سکھایا کہ ہم اسکی ذات کے ساتھہ کسی کو شریک نہ کرین
ہمین بت پرستی کی سخت مخالفت کی ہے اور ہمین سچ بولنے کی تاکید کی ہے اور فرمایا ہے کہ جو
ہروسہ کرتے ہین ہم ان کے ساتھہ وفا شعار بنے رہین - اپنے کو رحیم بنائین اور اپنے ہمسایون
ں کا لحاظ رکھین اسنے منع کیا ہے کہ ہم عورتون کی برائی نکرین اور یتیمون کا مال نہ کہائین
حکم کیا ہے کہ ہم برائیون سے بہاگین اور خباثت وشرارت سے بچین - خدا کی عبادت کرین
ت دین اور روزہ رکہین - ہم اسپر ایمان لے آئے ہین ہمنے اسے نبی تسلیم کرلیا ہے اسی
سے ہمارے ہموطن ہماری مخالفت پر ٹوٹ پڑے ہین ہمین اُنہون نے ملزم گردانا ہے تاکہ ہم

،، نہ نوحؑ ان حصون کے جنگلی خونخوار حیوانون کی غذا وغیرہ کا سرانجام کرسکا ہوگا جنمین شیر چیتا اور عقاب اور
،، اس اعتراض سے پہلے بشپ کالنزو صاحب کو یہہ بات ثابت کردینی چاہیے تھی کہ بیشک یہ جانور جنکا وہ ذکر کرتے ہین نوحؑ کی کشتی
حضرت نوحؑ نے خود تمام جانورون کو کشتی مین جمع نہین کیا تھا بلکہ خود خدانے تمام چرند وپرند کو جنکا کشتی مین بیٹھنا ناخواہ واسطے
نسل کے خواہ واسطے اور کسی کام کے جسکی طوفان مین ضرورت تھی مصلحت سمجھا تھا حضرت نوحؑ کے پاس بطور ایک معجزہ کے
دیا تھا چنانچہ اس معجزہ کا اشارہ ہم کتاب اقدس سے پاتے ہین (کتاب پیدائش باب ۶ - ۲۰ - ۷ - ۹) پس جہاں جہاں
قدس مین سب جانورون اور ان کے جوڑون کے داخل کرنیکا حکم ہے ان سے وہ ہی جانور اور جوڑے مراد ہین جنکو خدانے نوحؑ
س حاضر کردیا تھا پس اگر بشپ صاحب پہلے یہہ بات ثابت کرین کہ ان جانورون مین شیر اور چیتے اور عقاب اور گدہی
شاید اس اعتراض کرنے کی جگہہ ہو -
ڈیکن ریٹ صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۵۰ مین اس شکل کو اسطرح حل کیا ہے کہ جو جانور نقل مکان نہین کرتے انمین سے بہت سے
دلون سے واقف ہونے پر ایک معترض کو اسکا ہی یقین ہوگا کہ اسقدر کے ایک خاص طوفان مین جسقدر کہ وہ ہوا ہو بہت سی قسمین انکی
ہم ہوجاتین لیکن کشتی مین حفاظت پانی سے ہوئین کیونکہ گردنواح کی ولایتون مین سے وہ ہم نہ پہنچتین اس جواب کو بشپ صاحب
لہ جبر رد کرتے ہین کہ اس وجہ سے اس ضلع محدود کے تمام پرندون کو کشتی مین کیون محفوظ کیا ہو کیونکہ ان مین سے بہت سے
ں کی اسحد کے باہر موجود تھے -
بشپ صاحب نے ابہی یہہ بات ثابت نہین کی کہ حضرت نوحؑ نے ان جانورون کو ہی کشتی مین محفوظ کیا تھا جو اس ملک کی جہان طوفان
ا اسحد کے باہر بستے تھے کیونکہ ہم یہہ کہتے ہین کہ خدانے ہر قسم کے ان ہی تمام جانورون کو حضرت نوحؑ کے پاس معجزہ سے حاضر کیا
ا جن کی نسل ابہی اس ملک سے جسمین طوفان آیا تھا اور ملکون مین نہین پہیلی تہی اور اس سبب سے ان کے معدوم ہوجانے کا
یشہ تھا یا گو ان کی نسل دوسرے ملک مین تہی مگر وہ ایسی چہوٹی یا ایسی قسم کی تہی جنکا دور دراز ملکون مین سے سفر کرکے اس
ہین آنا ان ہی وجوہات سے مشکل تھا جن وجوہات سے بشپ صاحب ان کا حضرت نوحؑ کی کشتی تک آنا مشکل تصور فرماتے ہین
ن کے بہانے سے کوئی اور غرض مثلاً قربانی کی یا خوراک کی یا زمین کی خشکی دریافت کرنے کی یا اور کوئی متعلق تہی
یہ ،، لیکن بلاشبہ زیادہ صاف لفظ بہ نسبت ان کے جو کتاب اقدس مین یہ بات ظاہر کرنے کے لئے مستعمل ہوئے ہین کہ
وفان عام ہوا مشکل مستعمل ہوسکتے ہین -
باب ۶ - ۱۷ - ۶ - ۱۲ - ۷ - ۴ - ۱۵ - ۱۹ - ۲۱ - لغایت ۲۳ - ۸ - ۲۱ - ۹ - ۱۱
ن ورسون مین کوئی لفظ اب مستعمل نہین ہوا جسکے معنے خواہ مخواہ کتاب اقدس کے لفظون کو مروڑ مروڑ اور اسکے

ہمین سوائے ظلم وستم کے قانون کے اور کچہہ نہ معلوم تہا۔ جب خدانے ہم ہی مین سے ایک آدمی پیدا کیا جسکی پاک زندگی صداقت۔ ایمانداری۔ صاف باطنی اور صفائی سے ہم واقف تھے۔ اسنے خدا کی توحید کی طرف ہمین بلایا۔ اور ہمین سکہایا کہ ہم اسکی ذات کے ساتہہ کسی کو شریک نہ کرین اسنے ہمین بت پرستی کی سخت ممانعت کی ہے اور ہمین سچ بولنے کی تاکید کی ہے اور فرمایا ہے کہ جو ہمپر بہروسہ کرتے ہین ہم ان کے ساتہہ وفاشعار بنے رہین۔ اپنے کو رحیم بنائین اور اپنے ہمسایون کے حقوق کا لحاظ رکہین اسنے منع کیا ہے کہ ہم عورتون کی برائی نکرین اور یتیمون کا مال نہ کہائین اسنے حکم کیا ہے کہ ہم برائیون سے بہاگین اور خباثت وشرارت سے بچین۔ خدا کی عبادت کرین خیرات دین اور روزہ رکہین۔ ہم اسپر ایمان لے آئے ہین ہمنے اسے نبی تسلیم کر لیا ہے اسی وجہ سے ہمارے ہموطن ہماری مخالفت پر ٹوٹ پڑے ہین ہمین انہون نے ملزم گردانا ہے تاکہ ہم

قولہ،، نہ نوح ان حصون کے جنگلی خونخوار حیوانون کی غذا وغیرہ کا سرانجام کر سکا ہوگا جیسے شیر چیتا اور عقاب اور گدہ تھے،، اس اعتراض سے پہلے بشپ کالنزو صاحب کو یہہ بات ثابت کرنی چاہیے تہی کہ بیشک یہ جانور جنکا وہ ذکر کرتے ہین نوح کی کشتی مین تھے حضرت نوح نے خود تمام جانورون کو کشتی مین جمع نہین کیا تہا بلکہ خود خدانے تمام چرند وپرند کو جنکا کشتی مین بیٹہانا خواہ واسطے بقائے نسل کے خواہ واسطے اور کسی کام کے جسکی طوفان مین ضرورت تہی مصلحت سمجہا تہا حضرت نوح کے پاس بطور ایک معجزہ کے جمع کر دیا تہا چنانچہ اس معجزہ کا اشارہ ہم کتاب اقدس سے پاتے ہین (کتاب پیدائش باب ۶ – ۲۰ – ۷ – ۹) پس جہان جہان کتاب قدس مین سب جانورون اور ان کے جوڑون کے داخل کرنیکا حکم ہے ان سے وہ ہی جانور اور جوڑے مراد ہین جنکو خدانے نوح کے پاس حاضر کر دیا تہا پس اگر بشپ صاحب پہلے یہہ بات ثابت کرین کہ ان جانورون مین شیر اور چیتے اور عقاب اور گدہ بہی تھے تو شاید اس اعتراض کرنے کی جگہہ ہو۔

آرچ ڈیکن پریٹ صاحبنے اپنی کتاب کے صفحہ ۵۵ مین اس مشکل کو اسطرحپر حل کیا ہے کہ جو جانور نقل مکان نہین کرتے انمین سے بہت سے حق کی عادتون سے واقف ہونے پر ایک معترض کو اسکا بہی یقین ہوگا کہ اسقدر کے ایک خاص طوفان مین جسقدر کہ وہ ہوا ہو بہت سی قسمین انکی معدوم ہو جاتین لیکن کشتی مین حفاظت پانی سے ہوئین کیونکہ گرد نواح کی ولایتون مین سے وہ ہم تک نہ پہونچتین اس جواب کو بشپ صاحب اسطرحپر رد کرتے ہین کہ اس وجہ سے اس ضلع محدود کے تمام پرندون کو کشتی مین کیون محفوظ کیا ہو کیونکہ ان مین سے بہت سے اس کی سرحد کے باہر موجود تھے۔

مگر بشپ صاحبنے ابہی یہہ بات ثابت نہین کی کہ حضرت نوح نے ان جانورونکو بہی کشتی مین محفوظ کیا تہا جو اس ملک کی جہان طوفان آیا تہا سرحد کے باہر رہتے تھے کیونکہ ہم یہہ کہتے ہین کہ خدانے ہر قسم کے ان ہی تمام جانورون کو حضرت نوح کے پاس معجزہ سے حاضر کیا ہوگا جن کی نسل ابہی اس ملک سے جسمین طوفان آیا تہا اور ملکون مین نہین پہیلی تہی اور اس سبب سے ان کے معدوم ہو جانے کا اندیشہ تہا یا گو ان کی نسل دوسرے ملک مین تہی مگر وہ ایسی چہوٹی یا ایسی قسم کی تہی جنکا دور دور دراز ملکون مین سے سفر کرکے اس ملک مین آنا ان ہی وجوہات سے مشکل تہا جن وجوہات سے بشپ صاحب ان کا حضرت نوح کی کشتی تک آنا مشکل تصور فرماتے ہین یا ان کے بٹہانے سے کوئی اور غرض مثلاً قربانی کی یا خوراک کی یا زمین کی خشکی دریافت کرنے کی یا اور کوئی متعلق تہی قولہ،، لیکن بلاشبہ زیادہ صاف لفظ بہ نسبت ان کے جو کتاب اقدس مین یہ بات ظاہر کرنے کے لئے مستعمل ہوئے ہین کہ طوفان عام ہوا مشکل مستعمل ہو سکتے ہین۔

(باب ۶ – ۱۷ – ۶ – ۱۲ – ۷ – ۴ – ۱۵ – ۱۹ – ۲۱ – لغایت ۲۳ – ۸ – ۲۱ – ۹ – ۱۱و۱۵)

ان ورسون مین کوئی لفظ ایسا مستعمل نہین ہوا جسکے معنے خواہ مخواہ کتاب اقدس کے لفظون کو مروڑین اور اسکے

اس روشن دین کو چہوڑکر پہر بت پرستی اختیار کرلین - اور ہم لکڑی پتہر اور اسیطرح کی مکروہات کی پرستش کرنے لگین - اُنہون نے ہمین تکلیفین دی ہین اور نقصان پہونچائے ہین - جب ہم نے اپنی جان کی حفاظت نہ دیکہی ہم اس امید سے تیرے ملک مین آئے ہین کہ تو ان کے ظلم سے ہمین بچائے اور اپنی حفاظت مین لے -

جعفر کی ان باتون نے جنمین اسلامی اصول کا لب لباب بہرا ہوا تہا اور جو تمام قرآن پر حاوی تہے نجاشی کے دل پر بہت اثر کیا - یہہ باتین جس صدق دلی سے کہی تہین اسیقدر صاف اور بے لوث تہین ان کا جتنا اثر ہوتا وہ کم تہا اسلام نے یہی رنظام دنیا مین کیا اور مختلف آفتون سے عالم کو نجات دی شاہ نجاشی نے قریش کے وکیلون سے کہا کہ یہہ باتین ایسی نہین ہین کہ جو سوائے امن کے غدر پیدا کرین ان لوگون کا دین سچا ہے یہہ محض بیگناہ ہین تم ان پر زیادتی اور ظلم کرتے ہو چلے جاؤ تمہاری باتین نہین سنی جائینگی یہہ میری حفاظت مین آئے ہین مین ان کو جب تک یہ یہان رہینگے حفاظت مین رکہونگا

علانیہ معنے جیسے کوئی متوسط عقل والا ان کو سمجہہ نہ لیوے بلکہ صاف ہمارا مطلب یہہ ہے کہ علانیہ کتاب اقدس کے دوسرے معنے اور اسیطرح جیسا کہ کتاب اقدس کا محاورہ اور استعمال کا طریقہ ہے اور جیسا کہ ایک متوسط عقل کا آدمی سمجہہ سکتا تہا بلکہ بہت سادگی اور بے تکلفی سے لئے جاسکتے ہین اور جو ہماری عقل کے قصور اور ہماری غفلت ہمسے چہوٹ گئے تہے ان کو ہم اختیار کرین ہم کو اسباب مین کہ ہمارے علم الہی کے کسی عالم نے ان مشکلات کے پیش آنے کے قبل ان معنون کی طرف رجوع کی تہی یعنی کرتا اور یہہ بات کہنی کہ بشپ سٹیک صاحب اور لیل صاحب نے اس رائے کی تائید مدت پیشتر اس کے کہ قدرت کے علم کی تحقیق نے اسکو چاہا کی تہی کچہہ ضرور نہین بلکہ ہم کو نہایت نیک دلی سے علماء علم حیاوجی کا احسان ماننا چاہئے کہ ان کی بدولت ہم اپنی اس غلطی سے متنبہ ہوئے مگر بیشک اس بات پر ہم فخر کرسکتے ہین کہ کلام الہی جس کے ہم وابستہ ہین کیا اپنی اصلیت مین صحیح اور سچا ہے کہ جون جون علم کی زیادہ ترقی ہوتی جاتی ہے ہم اس کو اصلی اور ٹہیک پاتے جاتے ہین گو کسی وقت مین ہماری کمزور عقل نے اسکے سمجہنے مین غلطی کی ہو اور گو ہماری یہہ موجودہ حالت بہی کسی غلطی مین ہو اور اسیسے زیادہ تر عجیب بات یہہ ہے کہ باوجودیکہ ہم کیسی غلطی مین پڑگئے تہے یا اب پڑے ہوئے ہون دونو حالت مین قرآن مجید یا اصلی کتاب اقدس ہماری روحانی تربیت کو یکسان فائدہ پہونچاتی ہے

اگر مستعمل کتاب اقدس ہی کے محاورہ پر ہم سادگی اور صداقت دلی سے غور کرین تو ہم یقین کرسکتے ہین کہ جو الفاظ کتاب اقدس مین دیے گئے ہین ان سے تمام دنیا اور ایسے عام معنی جیسے کہ ہمارے اس زمانہ کے نکتہ چین عالم لیتے ہین مراد نہین ہین غور کرو کہ حضرت آدم کے پیدا ہونے کے بعد جب انسان زمین پر بڑہنے لگا اور اس کی کثرت ہوگئی اور وہ ہر طرف دور دست ملکون مین منتشر ہوگئے اور راستون کے درست نہونے کے سبب اور ملکون کی سمتون سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اور سفر کے وسائل کے ناکافی ہونے سے اور بڑے بڑے گنجان پہاڑی دار جنگلون کی کثرت کی وجہ وہ لوگ آپس سے ایسے جدا ہوگئے ہونگے کہ ایک کو دوسرے گروہ کی کچہہ خبر نہ ملتی ہوگی اور جو گروہ کسی دور دست ملک مین آباد ہوگا اس ملک کی اطلاع پہلے گروہ کو مطلق نہوگی پس حضرت نوح اور انکی امت صرف ان ہی ملکون سے واقف ہونگی جو ان کے مسکن کے قریب تہے ہون اور جہان سے آمد و رفت آسانی سے ممکن تہی اور حضرت نوح اور ان کی امت اسیقدر ملکون مین جو ان کو معلوم تہے تمام دنیا کو محدود سمجہتے ہونگے کیا تم خیال کرسکتے ہو کہ اس زمانہ مین عدن قدیم کے رہنے والے ہندوستان کے ہمالیہ پہاڑ کی بلند چوٹی کو اور امریکہ کے ماینڈ پہاڑ کے بلند چوٹی کو جانتے تہے؟ پس کون تعجب کا مقام ہے کہ ان لوگون سے جو تمام دنیا کو صرف چند ملکون مین محدود سمجہتے تہے ایسے طرز کلام سے گفتگو کی جاوے جسطرح کہ کتاب اقدس مین کی گئی ہے - ہم صرف اس طرز گفتگو ہی سے یقین کرسکتے ہین کہ ایسا عمدہ طرز کلام جو کہ کتاب اقدس نے اختیار کیا ہے

یہہ خبر کی سنتے ہی ملی وکیل واپس پہرے اور سخت پریشانی کی حالت مین مکہ مین آئے –
(ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۶۱ اور ابن ہشام صفحات ۲۲۰ و ۲۱۹)

اب یہان مین اپنے کتاب کے ناظرین کی توجہ محمدؐ اور اس کے زبردست ارادہ کی طرف اور مستقل مزاجی کی جانب رجوع کرنا چاہتا ہون – ایسی حالت مین کہ چارون طرف سے مخالفانہ آوازین کانون مین گونجتی ہون ہر شخص کی آنکھون مین دشمنی اور سخت عداوت کا خون موجزن ہوتا ہو اور حسد کے شعلے بھڑکتے ہون اور ہر متنفس خون کا پیاسا ہو کوئی دوست تو دوست معمولی ہان مین ہان ملانے والا بھی نہو ہر شخص کی زیادتی اور ستانے کی حد ہوچکی ہو جسمانی ایذا رسانی کے لئے انجمنین ہوتی ہون قریش کے بڑے بڑے سرداراں قوم

عملون مین تغیر انقلاب عظیم کے اختیار کیا جاتا جس زمانہ مین کہ ہمکو امریکہ سے کچھ واقفیت نہ تھی اور تمام دنیا کو صرف دنیائے قدیم مین محدود دیکھتے تھے اگر کوئی شخص ہمکو اس واقعہ کی خبر جو صرف دنیائے قدیم مین ہونے والا تھا ان الفاظ سے دیتا کہ تمام ملک جو آسمان کے تلے مین اپر یہہ واقعہ گزریگا اور تمام جانداروں پر جو دنیا مین بستے ہین یہ مصیبت پڑے گی تو وہ شخص ہمارے علم کے لحاظ پر جیسے وہ مخاطب ہے کسی نادواجب طرز کلام سے گفتگو کرتا ہے جو – دیکھو کتاب قدس کا کیا عمدہ طرز کلام ہے کہ ہمارے علم کے مختلف ہونے پر بھی ہر شخص اور ہر زمانہ مین اپنے علم کے موافق اسکے فائدہ سے محروم نہین رہا –

جبکہ ہم دنیا کو صرف ہیکلی بہر کے عرض و طول مین محدود سمجھتے تھے جب بھی ہم اصلی کتاب قدس سے روحانی تعلیم پاتے تھے اور جبکہ ہمارے علم کو ترقی ہوئی اور ہم نے دنیا کو ایک بہت بڑا وسیع میدان آسمان کے نیچے پایا پہر بھی ہم نے کتاب اقدس کے بہت سے مضامین کو ویسی ہی تربیت دہ پایا – اور آئندہ اگر ہم اس سے بھی زیادہ وسیع دنیا سے واقف ہون گے تب بھی ویسی ہی روحانی تربیت پاوینگے پس ان وجوہات سے اگر ایک سیدہے اور سادہے طور سے کتاب قدس کے ان الفاظ سے جو تمام دنیا پر دلالت کرتے ہین صرف محدود ملک اور اسیکے انسان اور اسیکے حیوان مراد لئے جاوین تو ہم نے کتاب اقدس کے طرز کلام کے برخلاف کچھہ بھی نہ کیا ہوگا – مگر ہم جانتے ہین کہ ہمارے زمانہ کے نکتہ چین عالم کب ہمکو اب سیدہا اور صاف رستہ چلنے دینگے اسلئے ہم کو ضرور ہوا کہ ہم علمی گفتگو سے ان کا مقابلہ کرین اور کتاب قدس مین ان سے بھی زیادہ نکتہ چینی کرکے اس کا خوب امتحان کرین –

اب ہم ان ورسون پر متوجہ ہوتے ہین جنکو بشپ کالنزو صاحب نے طوفان کے عام ہونے کے ثبوت مین پیش کیا ہے اور بعضون کے تو صرف عبری الفاظ کے مطابق ترجمہ کرنے ہی پر اکتفا کرتے ہین کیونکہ اس ترجمہ ہی سے شبہ رفع ہو جاتا ہے اور بعض کی نسبت بقدر حاجت بحث بھی کی جاتی ہے –

اور مین اب لانے والا ہون طوفان پانی کا اوپر اس زمین کے واسطے مٹا دینے تمام بسر (جسم) (بشر) جسکے ساتھ ہے روح زندگی کی نیچے سے ان آسمانون کے سب جو زمین پر ہے مرجاویگا کتاب پیدائش باب ۶ – ۱۷ –

اس ورس مین جو لفظ ارض مین کا ہے اس سے اس خاص ملک کا اشارہ ہے جسپر طوفان آنے کو تھا اور اسی خاص ملک کے تمام جسم سے مٹانے کا اور اسی زمین پر جو تھے ان ہی کے مرجانے کا بیان ہوا ہے نہ تمام کرہ زمین کا اور سب جاندار سے سب جسم سے دو دو سب سے لا تو صرف کشتی کے تاکہ زندہ رہین ساتھہ تیرے نر و مادہ ہووین وہ باب ۶ – ۱۹ –

بلکہ یہ بات معلوم ہوئی کہ طوفان ایک خاص ملک مین جس کی طرف خدا نے اشارہ کیا تھا آنے والا تھا تو جن جاندارون کو کشتی مین رکھنے کا حکم دیا وہ اسی ملک کے جانور تھے اور نر و مادہ رکھنے سے صاف پایا جاتا ہے کہ ان کی نسل کا برقرار رکھنا منظور تھا پس کشتی مین وہی جانور لائے گئے ہون گے جن کی نسل اس ملک کے سوا دوسرے ملک مین نہ پہیلی تھی یا کسی اور سبب سے طوفان کے بعد کو ان کا اس ملک مین آنا اور ان کی نسل کا پہیلنا دشوار تھا –

کیونکہ دنون بعد سات کے مین مینہ برسانے والا ہون اوپر اس زمین کے چالیس دن اور چالیس رات اور مٹادونگا مین تمام اس موجود کو جو بنایا مین نے اوپر سے منہ اس زمین کے – باب ۷ – ۴ –

پھر جنگ کی سختی ہی مکی و کیل واپس پھرے اور سخت پریشانی کی حالت مین مکہ مین آئے۔

(ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۶۱ اور ابن ہشام صفحات ۲۲۰ و ۲۱۹)

اب یہان مین اپنے کتاب کے ناظرین کی توجہ محمدؐ اور اس کے زبردست ارادہ کی طرف اور مستقل مزاجی کی جانب رجوع کرنا چاہتا ہون۔ ایسی حالت مین کہ چارون طرف سے مخالفانہ آوازین کانون مین گونجتی ہون ہر شخص کی آنکھون مین دشمنی اور سخت عداوت کا خون موجزن ہوتا ہو اور حسد کے شعلے بھڑکتے ہون اور ہر متنفس خون کا پیاسا ہو کوئی دوست تو دوست معمولی ہان مین ہان ملانے والا بھی نہو ہر شخص کی زیادتی اور ستانے کی حد ہو چکی ہو جسمانی ایذا رسانی کے لئے انجمنین ہوتی ہون قریش کے بڑے بڑے سردار قسم

عکس مین تغیر انقلاب عظیم کے اختیار کیا جاتا جس زمانہ مین کہ ہمکو امریکہ سے کچھ واقفیت نہ تھی اور تمام دنیا کو صرف دنیائے قدیم مین محدود دیکھتے تھے اگر کوئی شخص ہمکو اس واقعہ کی خبر جو صرف دنیائے قدیم مین ہونے والا تھا ان الفاظ سے دیتا کہ تمام ملک جو آسمان کے تلے ہین ایز یہہ واقعہ گزریگا اور تمام جانداروں پر جو دنیا مین بستے ہین یہ مصیبت پڑے گی تو وہ شخص ہمارے علم کے لحاظ پر جنسے وہ مخاطب ہے کسی تا داجب طرز کلام سے گفتگو کرتا ہے مع۔ دیکھو کتاب قدس کا کیا عمدہ طرز کلام ہے کہ ہمارے علم کے مختلف ہونے پر بھی ہر شخص اور ہر زمانہ مین اپنے علم کے موافق اسکے فائدہ سے محروم نہین رہا۔

جبکہ ہم دنیا کو صرف ہیتلی پیر کے عرض و طول مین محدود سمجھتے تھے جب بھی ہم اصلی کتاب قدس سے روحانی تعلیم پاتے تھے اور جبکہ ہمارے علم کو ترقی ہوئی اور ہم نے دنیا کو ایک بہت بڑا وسیع میدان آسمان کے نیچے پایا پھر بھی ہم نے کتاب اقدس کے بہت سے مضامین کو ویسی ہی تربیت دہ پایا۔ اور آیندہ اگر ہم اس سے بھی زیادہ وسیع دنیا سے واقف ہون گے تب بھی ویسی ہی روحانی تربیت پاوینگے پس ان وجوہات سے اگر ایک سیدھے اور سادے طور سے کتاب قدس کے ان الفاظ سے جو تمام دنیا پر دلالت کرتے ہین صرف محدود ملک اور اسکے انسان اور اسکے حیوان مراد لئے جاوین تو ہم نے کتاب اقدس کے طرز کلام کے برخلاف کچھ بھی نہ کیا ہوگا۔ مگر ہم جانتے ہین کہ ہمارے زمانہ کے نکتہ چین عالم کب ہمکو اب سیدھا اور صاف رستہ چلنے دینگے اسلئے ہم کو ضرور ہوا کہ ہم علمی گفتگو سے ان کا مقابلہ کرین اور کتاب قدس مین ان سے بھی زیادہ نکتہ چینی کر کے اس کا خوب امتحان کرین۔

اب ہم ان درسون پر متوجہ ہوتے ہین جنکو بشپ کالنزو صاحب نے طوفان کے عام ہونے کے ثبوت مین پیش کیا ہے اور بعضون نے تو صرف عبری الفاظ کے مطابق ترجمہ کرنے ہی پر اکتفا کرتے ہین کیونکہ اس ترجمہ ہی سے شبہ رفع ہو جاتا ہے اور بعض کی نسبت بقدر حاجت بحث بھی کی جاتی ہے۔

اور مین اب لانے والا ہون طوفان پانی کا اوپر اس زمین کے واسطے مٹا دینے تمام بشر (جسم) (بشر) جسکے ساتھ ہے روح زندگی کا نیچے سے ان آسمانون کے سب جو زمین پر ہے مر جاویگا کتاب پیدائش باب ۶ - ۱۷ -

اس درس مین جو لفظ ارض مین کا ہے اس سے اس خاص ملک کا اشارہ ہے جسپر طوفان آنے کو تھا اور اسی خاص ملک کے تمام جسم سے مٹانے کا اور اسی زمین پر جو تھے ان ہی کے مر جانے کا بیان ہوا ہے نہ تمام کرۂ زمین کا اور سب جانداروں سے سب جسم سے دو سب سے لا تو صرف کشتی کے تاکہ زندہ رہین ساتھ تیرے نر و مادہ ہووین وہ باب ۶ - ۱۹ -

بلکہ یہ بات معلوم ہوئی کہ طوفان ایک خاص ملک مین جس کی طرف خدا نے اشارہ کیا تھا آنے والا تھا تو جن جانداروں کو کشتی مین رکھنے کا حکم دیا وہ اسی ملک کے جانور تھے اور نر و مادہ رکھنے سے صاف پایا جاتا ہے کہ ان کی نسل کا برقرار رکھنا منظور تھا پس کشتی مین وہی جانور لائے گئے ہون گے جن کی نسل اس ملک کے سوا دوسرے ملک مین نہ پھیلی تھی یا کسی اور سبب سے طوفان کے بعد کو ان کا اس ملک مین آنا اور ان کی نسل کا پھیلنا دشوار تھا۔

کیونکہ دنون بعد سات کے مین مینہ برسانے والا ہون اوپر اس زمین کے چالیس دن اور چالیس رات اور مٹا دونگا مین تمام اس موجود کو جو بنایا مین نے اوپر سے منہ اس زمین کے۔ باب ۷ - ۴ -

اسبات پر کہاتے ہون کہ ہم محمد کو جہان پاوینگے قتل کر ڈالینگے اور ہرگز نہین چھوڑنے کے۔ باہمی معاہدے ہوتے ہون اور شرطین لگائی جاتی ہون عبادت کی جگہہ پر کانٹے بچہائے جاتے ہون اور آپ پر نجاست پہینکی جاتی ہو ایسی حالت مین اپنے عظیم الشان ارادہ پر مستقل رہنا نہ اپنی تنہائی کی پروا کرنا اور نہ دشمنون کی مخالفت پر توجہ کرنا یہ کس کا کام ہے کیا معمولی انسان ایسا کر سکتا ہے کیا یہ ممکن ہے کہ اولوالعزم بہادر پہہ آفتین سہے اور پہر بہی دشمنون کی اصلاح ہی کا خیال رکہے اور ان کی بہلائی ہی چاہے ہمین اگر کسی سے کچھہ بہی ایذا پہونچتی ہے تو لاکہہ ہم عادل اور نرم قلب ہی کیون نہون پہر بہی یہہ محض ناممکن ہے کہ ہم اسکا برا نہ چاہین مگر ایسی نظیر دنیا مین کسی کی نہین پاتی کہ جو اپنے جانی دشمنون کا بہی اسی طرح خیرخواہ ہو جیسے اپنے دوستون کا۔ ایسی نازک حالت مین دلیرانہ اپنے معتقدون کو پناہ کی جگہہ پر جانے

اس تمام ورس مین ہر جگہہ خاص ملک اور خاص چیز کی طرف اشارہ ہے پس اس کا صرف صحیح ترجمہ ہی اسبات کے ثبوت کو کافی ہے کہ طوفان عام نہ تہا ـــ

اور آئی پاس نوح کے تابوت (یعنے کشتی) مین دو دو سب اجسام جو رکہتے تہے روح زندگی کی باب ۷ ـــ ۱۵ سے ہہ ہے کہ جس ملک مین طوفان آنیکو تہا اس ملک کے سب حیوان ان ہی شرطون اور ان ہی قیدون سے جو اوپر ذکر ہوئین بطور ایک معجزہ کے جیسا کہ کتاب اقدس ہمکو ہدایت کرتی ہے حضرت نوح کے پاس آئے مگر اس سے طوفان کا عام ہونا ثابت نہین ہوتا ـــ اور پانی کا زور ہوا بہت بہت اوپر اس زمین کے اور چہپا دیا پہاڑون اور بلندیون کو جو تہے نیچے آسمان کے باب ۷ ـــ ۱۹ اس مین بہی اشارہ اس خاص ملک کی طرف ہے جسمین طوفان آیا تہا صرف ایک لفظ (یخسو) کا جس کے معنے مین چہپا دیا اسپر بحث کرنی باقی ہے مگر اس کے یہہ معنے سمجہنے کہ زمین کے اوپر اسقدر پانی اونچا ہوا کہ اونچے پہاڑ بہی اس مین غرق ہو گئے ایک غلطی ہے بلکہ اس کے معنے صاف یہہ ہین کہ مینہ ایسا زور شور سے موسلا دہار برستا تہا کہ اس نے اونچے پہاڑون کو بہی جو آسمان کے تلے تہے چہپا لیا تہا یعنے بلند پہاڑ بہی کثرت مینہ سے نظر نہ آتے تہے ـ یہہ ایک عام محاورہ ہے کہ جب مینہ زیادہ برستا ہے اور دہوندہار ہو جاتا ہے تو ہم کہا کرتے ہین کہ تمام عالم دہوندہ ہو رہا ہے اور دنیا پر ایک آفت برپا ہے حالانکہ عام کہکر خاص ایک حصہ عالم سے مراد ہوتی ہے ـ یا ہم کسی واقعہ کی نسبت کہتے ہین کہ اسکو تمام عالم جانتا ہے حالانکہ خاص حصہ دنیا یا عالم مراد ہوتا ہے یہی محاورہ کتاب اقدس کا ہے ـ کہ عام کہکر خاص مراد لی گئی ہے اسپر اس پاس کا لفظ اعلے درجہ کی خصوصیت مقام ظاہر کرتا ہے ـــ

اکثر جگہہ کتاب اقدس مین اس لفظ کا چہپا دینے کے معنون مین ایسی ہی چیز پر استعمال ہوا ہے جو اوپر سے اترکر کسی شے کو نظر سے چہپا دے کتاب خروج باب ۲۴ ـــ ۱۵ مین لفظ یخس کا ہے اور ابر نے جو پہاڑ کو چہپا دیا تہا اسپر بولا گیا ہے اور اسی باب کے سولہوین ورس مین لفظ یخسو کا ہے اور وہان خدا کے جلال کا پہاڑ سینے پر اترنے اور اسکے ابر سے چہپ جانے پر بولا گیا ہے اور اسی کتاب کے باب ۱۰ ـــ ۵ مین خسہ کا لفظ ہے اور ٹڈیون نے اترکر جو زمین کو آنکہ سے چہپا دیا تہا اسپر بولا گیا ہے اور اسی باب کے ورس ۱۵ مین یخس کا لفظ ان ہی معنون مین اور کتاب اعداد باب ۲۲ ـــ ۱۱ لفظ حنہ اور یخس کا دمیون کی کثرت سے زمین کے چہپ جانے پر بولا گیا ہے پس اس مقام مین بہی جسمین ہم بحث رہے ہین اس لفظ سے یہہ مراد سمجہنی کہ زمین کے پانی نے پہاڑون کو غرق کر دیا تہا ضروری نہین ہے ـــ

اور مر گیا سب جسم جو چلتا اوپر اس زمین کے معہ اڑنے والے اور معہ چوپائے اور معہ جانور اور معہ سب رینگنے والیکے جو رینگتا اوپر اس زمین کے اور سب وہ آدمی باب ۷ ـــ ۲۱ ـــ

کر دینا اور آپ اپنی جگہہ پر اسی استقلال اسی ارادہ اسی عزم سے جمے رہنا اسی پاک نفس کا کام ہے کہ جو ابھی ہمین سے تھا مگر ہم مین اور اس مین نبوت نے بین امتیاز کر دیا تہا - جون جون آپ اپنا استقلال ظاہر کرتے تہے مخالفت مین اور بہی سرگرمی ہوتی تہی - جب وہ انتہا درجہ کی مخالفت پر سرگرم ہوئے تو انہون نے باہم مشورہ کرکے اور بہی ایکبار محمدؐ کو دولت وحشمت کا سبز باغ دکہا کر تلقین سے باز رکہنا چاہا بڑے بڑے قریشی سردار ملکر آئے اور انہون نے پہر وہی باتین کین محمدؐ نے وہی جواب دیا جو پہلے دیا تہا اور اس نے بڑی سرگرمی سے یہ کہا - نہ مجہے دولت کی خواہش ہے نہ جاہ وحشم نہ عالی مرتبہ نہ سلطنت کی خدا نے مجہے دنیا پر اسلئے مبعوث کیا ہے کہ مین تمہین اچہی اچہی باتین سکہاؤن مین اپنے لارڈ یا مالک کا کلام تمہین سناتا ہون مین تمہین نصیحت کرتا ہون کہ تم بُری باتین نکرو - اگر تم نے اس پیغام خدا کو قبول کر لیا کہ جو مین تمہارے پاس لایا ہون خدا تمپر دونو عالم مین مہربانی کریگا اگر تم نے اس سے انکار کیا تو مین صبر کرونگا اور اپنا اور تمہارا انصاف خدا پر چہوڑ دونگا

سب جو کہ سانس روح زندگی کی اسکی ناک مین تہی ہر ایک سے جو تہا خشکی مین مرگیا باب ۷ - ۲۲ - اور مٹا دیا تمام اس موجود کو جو تہا اوپر منہ اس زمین کے آدمی سے چوپایون تک رینگنے والے تک اور اڑنے والے آسمانون تک اور مٹ گئے اس زمین سے اور بچ گیا فقط نوح اور جو تہا اس کے ساتہ تابوت یعنے کشتی مین باب ۷ - ۲۳ -

ان تینون ورسون مین جو کچہہ بیان ہوا ہے خاص اس ملک کی طرف اشارہ ہوکر بیان ہوا ہے جس مین طوفان آیا تہا پس ان ورسون سے بہی طوفان کا عام ہونا ثابت نہین ہوتا -

اور سونگہی اللہ نے بو رضامندی کی اور کہا اللہ نے اپنے دل مین پہر نہ کہ لعنت کرونگا مین بعد اسکے اس زمین کو واسطے آدمی کے چونکہ خیال دل آدمی کا بد ہے لڑکپن اسکے سے اور نہ پہر مین بعد اسکے مارونگا سب زندہ کو جیسا کیا مین نے باب ۸ - ۲۱ -

اس ورس مین بہی خاص ملک کی طرف اشارہ ہے جسمین طوفان آیا تہا اسلئے یہہ ورس بہی عام طوفان ہونے کی دلیل نہین ہو سکتا

اور قایم کیا مین نے اپنے عہد کو ساتہ تمہارے کہ نہ منقطع کیا جائیگا سب جسم پہر پانی سے طوفان کے اور نہ ہوگا پہر طوفان واسطے مٹانے اس زمین کے باب ۹ - ۱۱ -

اس ورس مین لفظ ارض کے ساتہ ہائے ہوز نہین ہے اور ایسی حالت مین قرینہ مقام کے لحاظ سے کسی خاص ملک کا بہی مراد لینا ایسا ہی صحیح ہے جیسے کہ کل کرۂ زمین کا مراد لینا درست ہے اور جبکہ متعدد مقامون مین ایک خاص ملک مین طوفان ہونے کا اشارہ ہو چکا ہے تو اس ورس مین بہی لفظ ارض سے وہی خاص ملک مراد لئے جاوینگے اور اس ورس سے خاص اسقدر سمجہا جاویگا کہ جن ملکون مین حضرت نوح کے وقت مین طوفان آیا تہا پہر ان ملکون مین ایسا طوفان نہین آئیگا -

اس عہد کی اصلی حقیقت جسکا ذکر اس ورس مین ہے اسی باب کے سولہوین ورس کی تفسیر مین مین نے بیان کی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس ورس کو نہ طوفان کے عام ہونے سے کچہہ علاقہ ہے اور نہ طوفان کے خاص ہونے سے پس اس ورس کو ان دونو مین سے کسی کے ثبوت مین لانا درست نہین ہے -

کتاب اقدس کی شہادت اپنے دعوے مین دینے سے میری غرض صرف یہہ تہی کہ اکثر عیسائی دعوے کرتے ہین کہ طوفان عام ہوا اور قرآن شریف کے صریح بیان کو جسمین طوفان کے خاص ہونے کا ذکر ہے جہٹلانا چاہتے ہین پادری کالنسو صاحب کی تحریرات اس امر کی صاف شاہد ہین کہ انہین بہی طوفان کے عام ماننے مین تذبذب ہے لیکن وہ اپنے خیال مین سمجہے اسی کو سمجہتے ہین کہ طوفان نوح کو طوفان عام مانئے اسلئے وہ سب اعتراضون اور موجب نکتہ چینیون کو تسلیم کرکے یہہ کہتے ہین کہ ... مین ... اگر ان نہ سمجہا جائے پہر بہی اپنا دین بچا رکہنے کے لئے ہمین طوفان عام ہی ماننا چاہئے -

اس کہنے پر اُنہون نے اسکا مضحکہ کیا۔ اسپر طعنہ زنی کی اور عیّارانہ طریقہ سے اسکی تلقین اور نبوت پر اوٹ پٹانگ سوالات کئے تاکہ اپنے خیال مین وہ اسے تنگ کرین اور یہ مشہور کرین کہ ہم نے محمدؐ کو لاجواب کر دیا۔ اُنہون نے کہا کہ تم اپنی نبوت کے ثبوت مین معجزہ دکہاؤ۔ تم دریا اور کوئین اسی خشک زمین پر پیدا کر دو۔ آسمان کے ٹکڑے ٹکڑے اڑاکر زمین پر گرادو اور آسمان پر سیڑہی لگاکر چڑہ جاؤ۔ یہہ وہی پرانی باتیں تہین جو حضرت عیسےٰ کے ساتہہ کی گئی تہی ان سے بہی ایسے ہی بے بنیاد سوالات کئے گئے تہے اور ایسی ہی باتین دریافت کی گئی تہین۔

پروفیسر موبیری لکہتا ہے حضرت عیسےٰ کے نئے مرید یا حواری اسپر اور اس کے کام پر تذبذب ظاہر کرتے تہے کبہی تو حضرت عیسےٰ سے یہ چاہتے تہے کہ آسمان سے آگ برسادو۔ کبہی یہہ کہتے تہے کہ اگر آپ خدا کے بیٹے ہین تو یہودیون کے سلطان کیون نہین بن جاتے کبہی یہہ کہتے تہے کہ آپ اپنے بائین اور دائین ہاتہہ مین سلطنت اٹہالین۔ وہ یہہ بہی چاہتے تہے کہ تم باپ کو ہمین دکہادو اور ہم اپنی جسمانی آنکہون سے اسکی صورت دیکہلین۔ کوئی چیز اپنے لئے ایسی کیجے کہ جو ناممکن الوقوع ہو یا کوئی چیز ہمارے لئے کیجے جو ایک نئی اور دشوار ہو۔ آخری وقت تک عیسےٰ کو وہ ان ہی باتون سے تنگ کرتے رہے جب عیسےٰ پر نازک وقت آیا تو وہ سب اسے چہوڑ کر بہاگ گئے ۱؎

اسی قسم کی صحرائی غیر اطمینان بخش باتین جو حضرت عیسےٰ کے معتقدون کے دماغون مین بہسی ہوئی تہین یہی کیفیت قریشیون کی بہی تہی کہ اپنے باپ دادا سے یہی مہمل روایات سنتے آتے تہے کہ نبی کی یہہ یہہ صفتین ہوتی ہین اُنہون نے نبی اور نبوت کے اصلی مفہوم اور معنے کو بہلا دیا تہا۔ جو کچہہ وہ بُری باتین کرتے تہے یا جن معائب مین وہ گرفتار تہے یہی جانتے تہے کہ ہمارے خیالات صحیح ہین اور جو کچہہ ہم کر رہے ہین وہ سب بجا و درست ہے۔ آپنے کچہہ جواب نفرمایا کیونکہ نبوت معجزون کی محتاج نہین ہے

جیسا آئی ڈیالیسٹک کرشچیانٹی والے بہی اسی عقیدہ کے قایل ہین کہ نبوت کے لئے معجزے کوئی لازمی امر نہین ہین گو ان کی شہرت مشرق و مغرب اتبک چلی آتی ہے کہ حضرت عیسےٰ نے اپنی نبوت کے ثبوت مین ہمیشہ معجزے پیش کئے۔

اب ہمارے نبی آخرالزمان محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے معتقدون کے اعتقادات کا خیال کرنا چاہئے آپ کے معتقدون یا صحابہ نے کبہی آپ سے یہ خواہش نہین کی کہ آپ کسی قسم کا معجزہ دکہائین طلبہ۔ تاجر۔ سپاہی۔ عالم آپکی نبوت کی اخلاقی شہادتون پر تکیہ رکہتے تہے اُنہون نے ہمیشہ پیارے معصوم نبی پر اپنا دہن من تن قربان کیا اور اپنی تمام دنیوی دلچسپیون منافعون کو نبی پر صدقہ کر دیا جسکا ذکر متواتر یہ تحریرون مین تاریخ اسلام مین خوب شرح و بسط سے موجود ہے۔

۱؎ ابن ہشام صفحہ ۱۸۸۔ ایک مسیحی مورخ بت پرستون کی اس مکاری پر خوب بغلین بجاتا ہے۔ دیکہو اسپرٹ اسلام ص

اس کہنے پر انہون نے اسکا مضحکہ کیا - اسپر طعنہ زنی کی اور عیارانہ طریقہ سے اسکی تلفیق اور ثبوت پر اوٹ پٹانگ سوالات کئے تاکہ اپنے خیال مین وہ اسے زک دین اور یہ مشہور کرین کہ ہم نے محمدؐ کو لاجواب کر دیا انہون نے کہاکہ تم اپنی نبوت کے ثبوت مین معجزہ دکہاؤ - تم دریا اور کوئین اس خشک زمین پر پیدا کردو آسمان کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا کر زمین پر گرا دو اور آسمان پر سیڑہی لگاکر چڑہ جاؤ - یہہ وہی پرانی بکواس ہتی جو حضرت عیسے کے ساتہہ کی گئی ہتی ان سے بہی یہی بے بنیاد سوالات کئے گئے ہتے اور ایسی ہی باتین دریافت کی گئی ہتین -

پروفیسر موبہری لکہتا ہے حضرت عیسے کے لئے مرید یا حواری اسپر اور اس کے کام پر تذبذب ظاہر کرتے ہتے کبہی تو حضرت عیسے سے یہ چاہتے ہتے کہ آسمان سے آگ برسادو - کبہی یہہ کہتے ہتے کہ اگر آپ خدا کے بیٹے ہین تو یہودیون کے سلطان کیون نہین بن جاتے کبہی یہہ کہتے ہتے کہ آپ اپنے بائین اور دائین ہاتہہ مین سلطنت اٹہالین - وہ یہ بہی چاہتے ہتے کہ تم باپ کو ہمین دکہادو اور ہم اپنی جسمانی آنکہون سے اسکی صورت دیکہلین - کوئی چیز اپنے لئے ایسی کیجے کہ جو ناممکن الوقوع ہو یا کوئی چیز ہمارے لئے کیجے جو ایک نئی اور دشوار ہو - آخری وقت تک عیسے کو وہ ان ہی باتون سے تنگ کرتے رہے جب عیسے پر نازک وقت آیا تو وہ سب اسے چہوڑ کر بہاگ گئے ۱۱

اسی قسم کی صحرائی غیر اطمینان بخش باتین جو حضرت عیسے کے معتقدون کے دماغون مین ہنسی ہوئی ہتین یہی کیفیت قریشیون کی ہی ہتی کہ اپنے باپ دادا سے یہی مہمل روایات سنتے آتے ہتے کہ نبی کی یہہ یہہ صفتین ہوتی ہین انہون نے نبی اور نبوت کے اصلی مفہوم اور معنے کو بہلا دیا ہتا - جو کچہہ وہ بُری باتین کرتے ہتے یا جن معائب مین وہ گرفتار ہتے یہی جانتے ہتے کہ ہمارے خیالات صحیح ہین اور جو کچہہ ہم کر رہے ہین وہ سب سچا و درست ہے - آپنے کچہہ جواب نفرمایا کیونکہ نبوت معجزون کی محتاج نہین ہے

جیسا آئی ڈیالیسٹک کرسچیانٹی والے بہی اسی عقیدہ کے قایل ہین کہ نبوت کے لئے - معجزے کوئی لازمی امر نہین ہین گو ان کی شہرت مشرق و مغرب ابتک چلی آتی ہے کہ حضرت عیسے نے اپنی نبوت کے ثبوت مین ہمیشہ معجزے پیش کئے -

اب ہمارے نبی آخرالزمان محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے معتقدون کے اعتقادات کا خیال کرو چاہئے آپ کے معتقدون یا اصحابہ نے کبہی آپ سے یہ خواہش نہین کی کہ آپ کسی قسم کا معجزہ دکہائین طلبہ - تاجر - سپاہی - عالم آپکی نبوت کی اخلاقی شہادتون پر تکیہ رکہتے ہتے انہون نے ہمیشہ پیارے معصوم نبی پر اپنا دہن من تن قربان کیا اور اپنی تمام دنیوی دلچسپیون منافعون کو نبی پر صدقہ کردیا جسکا ذکر متواتر تحریرون مین تاریخ اسلام مین خوب شرح و بسط سے موجود ہے -

۱۱؎ ابن ہشام صفحہ ۱۸۸ - ایک مسیحی مورخ بت پرستون کی اس مکاری پر خوب بغلین بجاتا ہے - دیکہو اسپرٹ اسلام ع

اس زمانہ مین جب کہ معجزے معمولی ولایت کی ہی سندین سمجھی جاتی ہین اور تمام دنیا کا ایک ایک
نفس فوق العادت عقیدون پر ایمان لایا ہوا تہا۔ اور تمام کرہ باد جوزمین پر محیط تہا اسی قسم کی خرق عادت
آوازون سے گونج رہا تہا۔ نہ صرف عرب مین اس خیال کے لوگ بستے تہے بلکہ اس پاس کے ممالک مین
بہی جہان تہذیب و شایستگی کی بڑی دہوم مچی ہوئی تہی یہی کیفیت تہی ایسے زمانہ ایسی حالت اور ایسے
خیالات کے لوگون مین جو پاک نفس کفار عرب کے معجزات دکہانے کے سوالات کے جواب مین بے سوچے
سمجہے اور بیساختہ یہ جواب ارشاد کرے (قرآن شریف مین آیا ہے) ان عجیب باتون کے کرنے کے لئے
خدا نے مجہے نہین بہیجا ہے اس لئے مجہے صرف تم مین نصیحت کرنے کے لئے مبعوث کیا ہے،، خدا ہی سب
صفتون کا مستحق ہے،،۔ مین ایک آدمی سے زیادہ نہین ہون ہان تم پر نبی کر کے بہیجا گیا ہون،،۔ فرشتے
عام طور سے زمین پر پہرتے چلتے نہین نہ خدا کوئی فرشتہ تمہاری تلقین و تعلیم کے لئے بہیجیگا،،۔ مین نے
کبہی یہ نہین کہا کہ اللہ کے خزانے میری مٹی مین ہین نہ مین نے یہہ کہا کہ مین چہپی ہوئی چیزین جانتا ہون
نہ مین ایک فرشتہ ہون مین خود نہ اپنی مدد کر سکتا ہون اور نہ مجہے اپنے پر بہروسہ ہو سکتا ہے
لیکن اگر اللہ چاہے،،
کسی قسم کا عجیب و غریب حیلہ نہ کسی قسم کی زمانہ سازی کی نہ اس نے کبہی کوئی ایسی بات کہی جس سے یہ پایا جاتا ہو
کہ یہ اپنی کوئی اوپری عظمت قایم کرنا چاہتا ہے یا اس کا منشا اپنے کو کچہہ اور تسلیم کرانیکا ہے ـــ
جو کچہ کہا وہ سب خلقت کی نفع رسانی کے لئے تہا اس مین اپنا فائدہ کچہہ مضمر نہ تہا۔ آپ نے جب فرمایا یہی
فرمایا کہ مین خدا کا کلام سنانیوالا ہون مخلوق پر اسکی مرضی ظاہر کرنے کو آیا ہون ابتدا سے انتہا تک یعنے
شروع نبوت سے اپنی وفات تک کبہی اس نے اشارۃً بہی کوئی ایسی بات نہین کی کہ جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ
اپنی پرستش کرانا چاہتا ہے پروفیسر میموری لکہتا ہے کہ ابتدا سے انتہا تک غیر متغیر سلامتی عقل سنجیدگی
استقلال مختلف نازک حالتون مین یکسان رہنا ایک طرفہ تربات ہے۔ جس شخص کی اول سے آخر
تک ایک آواز ایک لہجہ ایک مفہوم رہا ہو اور جو خدا کی وہی عظمت منانی چاہتا ہو جس لئے کہ وہ پیدا
ہوا تہا بیشک امتیازیہ حالت کا فوٹو اتارتا ہے۔ اور سب سے زیادہ یہ اور ہی عجیب تربات ہے کہ انتہا
درجہ کی سربلندی حاصل ہونے پر بہی وہ ہی عاجزی وہ ہی انکساری وہ ہی حلیمی وہ ہی مسکینی وہ ہی
بے ریجی وہ ہی خلق بجا رہا ہو جو محض بے سروسامانی کی حالت مین تہا۔
(قرآن مین آیا ہے) اس کریم رحیم کے نام پر جو کچہہ اور آسمانون اور زمین مین ہے وہ سب اللہ کی مدح
کرتا ہے اس پاک ذات۔ اس قوی تر اور علیم کی صفت و ثنا کرتا ہے۔ یہ وہ ذات ہے کہ جس نے
ان پڑہ جاہل عربون ہی مین سے ایک نبی پیدا کیا کہ جو انہین اسکی نشانیان دکہا دے اور انہین پاک
کرے انہین کتاب قدس اور عقل کی تعلیم کرے ان کو جو پہلے اندہیرے مین تہے۔ یہہ خدا کی آزادانہ بخشش ہے

وہ اس شخص کو دیتا ہے جو اس سے چاہتا ہے خدا بڑا رحیم ہے "۔

ان متواتر آیتون سے یہہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ محمد ؐ نے کبھی یہہ نہین کہا کہ مین ایسا ہون اور مجھے یہہ قدرت ہے اور مین یہہ کر سکتا ہون بلکہ ہمیشہ اپنی عاجزی انکساری اور خدا کی عظمت اور اس کا سچا جلال ظاہر کیا ہی اپنی شوکت اور قدرت یا استقلال کی تعریف نہین بیان کی - تمام قرآن شریف اسیکا شاہد ہے کہ محمد ؐ کی اصلی غرض مخلوق کو اسکی خالق پر فریفتہ بنانا تہا -

ہر ایک خلاف عقل اور عجیب کام سے انکار کرنا اور ہمیشہ صرف اپنی تعلیم و تلقینات پر اپنی نبوت کا بین ثبوت پیش کرنا بتاؤ کون سے نبی نے ایسا کیا - آپنے کبھی یہہ نہین چاہا کہ معجزہ دکہا کر اپنی نبوت کا اثر لوگون پر ڈالون یا کوئی خوق العادت بات کر کے اپنی نبوت کا نقشہ مخلوق کے دلون پر جماؤن جب کہا یہی کہا کہ بری باتون کو چہوڑو اور نیک راہ اختیار کرو - اور جب کسی نے خدا کے وجود پر ثبوت طلب کئے تو آپنے فطرت کے گوناگون کرشمون کی طرف توجہ دلائی اور نیچر کے عجائب و غرائب مشاہدے کرائے اور ان بدیہی باتون کو خدا کی ہستی کے ثبوت مین پیش کیا آپنے ارشاد کیا - اپنے ارد گرد چار و نظرف دیکہو - اس تعجب خیز دنیا کو ملاحظہ کرو - چاند و سورج اور ستارون پر غور کرو اس نیلے آکاس مین یہہ کس تیزی اور خاموشی سے پہرتے ہین اور ایک مضبوط قانون کی رسی مین جکڑے ہوئے ہین - بنجر اور خشک زمین کے تازہ کرنے کے لئے مینہ برستا ہے - جہاز بحور کو طے کرتے ہین اور انسانی فائدہ کی چیزین لاتے ہین اس خرمہ کے درخت کو معہ اس کے سنہری پہلون کے دیکہو کیا تمہارے پتہر اور لکڑی کے خداؤن کا یہہ کام ہے -

نادانون کیا تم ایک نشانی چاہتے ہو جبکہ تمام مخلوق خدا کی نشانیون سے بہری ہوئی ہے - تمہارے جسم کی بناوٹ کیسی تعجب انگیز باریکی اور کس خوبصورتی سے باقاعدہ ہے - دن اور رات کا بغیر و تبدل - موت زندگی - سونا اور جاگنا خدا کی تہمات مین سے جمع کرنی کی تمہاری خواہش - ہوائین تیار اور مستعد بادلون کو اسطرح پر چلاتی ہین جیسے خالق کے رحم کے پیشرو - بوقلمونی مین ہم آہنگی اور حکم - انسانی مخلوق کی تفریق - اور اسیپر ہی ان کی کہیتی - میوے - پہول - جانور - خود انسان کیا خدا کی ہستی کی یہ چیزین کافی شہادت نہین دیتین -

اسلام کے پیغمبر کے واسطے خود فطرت ہی اپنے مین ایک وحی اور معجزہ رکہتی ہے -

عقیدہ وحدانیت کا بیغمبر فوقیت اور افضلیت سے پیغمبر فطرت ہے - اسکی متعلق با خلاق اپیل سے اور اسکا سرگرم پر جوش خدا کی وحدانیت کا دعوے جو تمام عقلی اور فطری اصول پر مبنی ہے اسکی نبوت کا

(۱) سر ولیم میور صاحب اپنی کتاب " لائف آف محمد " مین لکہتے مین (جلد ۲ صفحہ ۱۴۴) کیا آیا یہہ ممکن ہے کہ بت پرست قریش محمد کی اس عاقلانہ اور مدلل شہادت نبوت پر بغیر ایک عظیم الشان جہگڑے اور لڑے بہڑے کے ایمان لے آتے ایسی یہہ بات قابل غور و تصور ہے قریشون کی طرح سر ولیم میور کا صرف تلقین محمد پر بغیر معجزات دیکہے یقین نہین ہوتا - اگر چند شیاطینی باتین اور مکارون کے شعبدے کسی نے دکہا دئے ہوتے تو متعصبانہ دشمنی مین اندہے مسیحی مورخون اور قریش کو فوراً ہی یقین آجاتا - پہلا روشن امر مینار نور کو ہٹے کے ہو گئے کیونکر دیکہین گے یا دیکہتے -

سچا نقشہ کھینچتا ہے - دماغ کی سلیمی اور ایک شخص کی قوت تیقن جسکا تعلق دنیا کے انتظام - حکومت اور
باقاعدہ بنانے سے ہے اسکی اصلی فطرت کو محمدؐ نے خلقت پر افشا کر دیا - محمدؐ کا عظیم الشان معجزہ اسکی کتاب
ہے جو اسے خدا کی طرف سے دیگئی ہے جس مین اسکا بہت بڑا دعوی مرقوم ہے اسے منکرون تم اس سے زیادہ
اور کیا معجزہ چاہتے ہو اگر تمہین اس کتاب مین شک ہے جو مین پیش کرتا ہون تو اسکی ایک ہی آیت کی طرح
کوئی آیت بنالاؤ دیکھو ایک ورس تمہاری سنہری نظمون اور معلقون کو شرمانے کے لئے بہت کافی ہے
ان تمام بین بین اور بے لوث بدہیات پر بھی قریشیون نے اپنے کانون مین ہٹ دھرمی کی روئی رکھ لی اور
خود بخود محمدؐ کی باتین سننے کی طرف سے بہرے ہو گئے - وہ خدا کی نشانیان دیکھنے کے لئے اندھے ہو گئے
جو باتین کہ انہین محمدؐ نے صاف دلی سے سنائین وہ انتہا درجہ کی پراثر اور روشن ہین لیکن یہہ بہت صحیح مثل
ہے کہ پتھر مین کبھی جونک نہین لگتی ان کے سنگین دل نرم نہین ہوئے ان کے خیالات نہین بدلے وہ اپنے
وہی آبائی مکروہ عقائد پر تلے رہے ...... ایک خدا کی پرستش انہین اچھی نہ معلوم ہوئی وہ اپنے ہاتھ
کے گھڑے ہوئے خداؤن پر اپنی نجات منحصر سمجھتے رہے اور انہون نے اسی راہ مین اپنی متحقق شادمانی تصور
کی - جب محمدؐ نے اپنی قوم کی یہہ کیفیت دیکھی اور ان کو ایسا سخت منکر اور کافر تصور کیا تو آپ کو سچی اور
پرجوش قوم سے اور یہی خوف معلوم ہوا کہ جب یہہ بت پرستی پر جمے ہوئے ہین تو دیکھئے وہ مذکورہ بالا
تعلیم مین کیونکر اصلاح پر آتی ہین -
بلکہ ان قریشیون نے صاف الفاظ مین محمدؐ سے یہہ کہدیا " سن او محمدؐ ہم کبھی باز نہ آئینگے تیری تلقین دینی
سے رکنے سے جب تک کہ ہم یا تو نیست ونابود نہ ہو جائین -"
اسی عرصہ مین ایک نیا واقعہ پیش آیا جسکو اسلامی مورخون نے مختلف طور سے تعبیر کیا ہے اور وہ یہی
جنہون نے آنحضرت کے سوانح عمری لکھے مین اور طرح سے بیان کرتے ہین - اصل یہہ ہے کہ ایک دن
محمدؐ کعبہ مین قرآن شریف کے ۵۳ وین باب کی چند آیتین مثلاً پڑہ رہے تھے جب آپنے یہہ الفاظ
زبان مبارک سے فرمائے تم لوگ لات وعزی ومنات کی نسبت کیا خیال کرتے ہو وہ تیسرا علاوہ"
ایک بت پرست جو اس موقع پر حاضر تھا اور جسمین شیطانی خباثت بیٹھی ہوئی تھی اس نے اس خوفناک
خاموشی کی تردید کرنی چاہی اور وہ فوراً پکارا تھا وہ ممتاز وشیرہ لڑکیان ہین ان کی وساطت کی خدا سے
امید ہو سکتی ہے - اس شخص کا فریب چلگیا اور قریشیون مین یہہ فقرہ بھی محمدؐ کی وحی کا ایک جزو سمجھا
گیا قریش اس فریب دہی اور اپنی چالاکی پر پھولے نہین سمائے وہ باہم خوشی خوشی یہہ باتین کرنے لگے کہ
محمدؐ راہ پر آتے جاتے ہین - جب محمدؐ نے یہہ سنا کہ مجھپر یہہ افترا پردازی کی گئی ہے تو آپنے فوراً با آواز
بلند فرمایا - یہہ خالی خولی اور لاشے محض ہین انہین تم نے اور تمہارے بزرگون نے ایجاد کیا ہے "
تمام اسلامی مورخون کی کتابون اور احادیث صحیحہ مین یہ فقرہ موجود ہے -

نامسیحی مورخ جنہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح عمری قلم بند کئے ہین اس روایت کو یون بیان کرتے ہین کہ محمدؐ کو بیٹھے بیٹھے لمحہ کے لمحہ مین یہہ خیال آیا تہا کہ ایک ایسی لگی لپٹی بات کہدو جس سے قریشون کے ساتہہ مصالحت ہو جائے" یہہ سخت بیہودہ خیال ہے کہ ایسے اولوالعزم نبی کی نسبت ایسے ناجایز الفاظ استعمال کئے جائین۔ جس نے کبھی رعایتاً کوئی بات زبان سے نہین نکالی اور خواہ اسپر کیسا ہی نازک وقت آکر پڑا ہو اس نے خدا کی مرضی یا اپنے کانشنس کے خلاف کوئی بات نہین کہی۔

اس حالت مین تو مصالحت چاہی نہین جب وہ سلطنت دئے دیتے تہے اور دولت و جاہ و حشم کے دہیر لگاتے تہے یہہ علاوہ اس موقعہ کے ظلم و تشدد یہی جو اسپر یا اس کے معتقدین پر توڑے گئے اس نے کبھی اپنے کانشنس کے خلاف کوئی بات کہنے کا ارادہ بہی نہ ظاہر کیا۔

ان مسیحی مورخون نے جنکی طبیعت مین انصاف پسندی ہے انہون نے صاف طور پر تحریر کیا ہے کہ محمدؐ سے ہرگز یہہ امید نہین ہو سکتی کہ وہ سخت اور ناقابل برداشت سے ناقابل برداشت حالت مین بہی اپنے کانشنس کے خلاف کوئی بات کہتا بیشک یہہ اسپر اتہام اٹھایا گیا تہا"

ایدن بدن قریشون کی تندمزاجی اور غصہ اور ظلم بڑہتا گیا یہانتک کہ تن تنہا نبی کے مقابلہ مین بچہ بچہ شمشیر بدست ہو کر آمادہ پیکار رہا۔ اسکے مظلوم غریب معتقدین کی جسمانی سختیان اسکے دلپر گہرا اثر کرتی تہین اسکے ماندہ اور آزردہ جہگڑے عرب کی بت پرستی کے ساتہہ اسے پے درپے مغموم بنا رہے تہے اسکے دشمنون کی خوفناک مخالفت کا ایذادہ خیال لمحہ بلمحہ اسکے دماغ مین ہو ہو کر گزرتا اور اس کو تکلیف کا باعث ہوتا۔ جب ہر طرف سے نئے نئے حملے ہونے لگے اور ہر طرف خونی مخالفت کی آگ بہڑکی۔ تو محمدؐ نے ایکدن وحی کے ذریعہ مودبانہ طور پر لات وعزی اور منات کی نسبت بیان کیا۔ کہا کہ ان کی وساطت خدا کے ساتہہ ممکن ہو سکتی ہے پس جہکو اور اس خدا کی پرستش کرو تمام حاضرین یہہ سنکر خوشی مین بغلین بجانے لگے اور انہون نے محمدؐ کے خدا کے آگے سجدہ کیا تمام شہری اس دوسرے مذہب سے رضامند ہو گئے۔ لیکن یہہ صحرائی خواب مین کہی یہولے سے بہی جہوٹ نہین بولا۔ اس نے تمام مکہ کی قیمت پر بہی کبھی خلاف گوئی پسند نہین کی یہہ کہتے ہی وہ دوبارہ پہرا اور اس نے باواز بلند کہا شیطان نے مجہے ورغلاتا تہا۔ پہر اس نے کہلے طور پر آنا دانہ کہا تمہارے دیبیان اور دیوتا محض اور خالی خولی ہین تم نے اور تمہارے باپ داداؤن نے انہین بنایا یا ایجاد کیا ہے"

مغربی سوانح عمری لکہنے والے محمدؐ کی اس انحطاط پر بہت قہقہے اڑاتے ہین اور دریدہ زبانی سے انہون نے بہت کچہہ ہرزہ درائی کی ہے لیکن افسوس یہہ ہے کہ انہون نے اصلی نبوت اور نبی کی فطرت کو نہ سمجہا۔ اگر وہ ذرا بہی اسپر غور کرتے تو انہین صاف کہل جاتا کہ محمدؐ کی زندگی ایک خدا کی زندگی نہ تہی انتہا سے ابتدا تک سرتاسر وہ انسان ہی رہا جس نے انسانی زندگی کے اتار چڑہاؤ دیکہے ہین وہ خ

یقین کر سکتا ہے کہ دنیا مین انسانی طبیعت کی حالت یکسان نہین رہتی ۔ محمدؐ نے ہمیشہ بہت زور شور سے اسبات کو آشکارا کیا اور اپنی قوم کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا مین تمہاری ہی طرح سے آدمی ہون ۔ محمدؐ نے کبھی یہہ نہین کہا کہ مین فرشتہ ہون نہ کبھی یہہ کہا کہ مین خدا کا بیٹا ہون ۔ جیسے وہ انسان ہوا تو جو کیفیات انسانیہ کہ فطرت انسانی کو لازم ہین وہ سب اسی قوت سے محمدؐ کو بھی لازم ہوتی تہین ۔ صرف اگر فرق، تہا تو یہ کہ اسکی طبیعت مین جتنے جذبے پیدا ہوتے تہے اور جو کیفیات گذرتی تہین وہ سب قوم کی ریفارم کی گہری گہری تہ اپنے مین رکہتی تہین جو کچہہ اسنے کیا وہ سب قوم یا امت کی بہتری کے لئے کیا ایسی حالت مین کہ روح پے درپے کی ناکامیون اور گوناگون مخالفتون سے پژمردہ ہوچکی ہو اپنے معتقدین کی ایذائین اور مصائب پر جو قریشیون کی طرف سے ان پر توڑی جارہی تہین اکا دل پاش پاش ہوچکا ہو ۔ جس طرف وہ نظر اٹہاکر دیکھتا ہے ہر سو دشمن شمشیر بدست معلوم ہوتے ہون خدا کی وحدانیت ۔ سرگرمی سے پامال کی جاتی ہو پہر ایسی حالت مین دوسری جانب سے ریفارم کے اسیطرح پر جوش اور سرگرم خیالات کا ابہار ہو اس نازک اور پیچیدہ روحانی کشمکش مین لات و منات و عزیٰ کی نسبت صرف ریفارم کے خیال سے کوئی لفظ سرزد ہوجانا نبوت پر دہبہ نہین لگاتا جتنے نبی پہلے گذرے لئے اگر ہم معاندانہ مگر آزادانہ طریقہ سے ان کی لائف پر نظر ڈالینگے تو ہمین معلوم ہوگا کہ لوگون کی مخالفت نے انہین انکے ارادون مین کیسا لاچار کردیا اور وہ کیسے مایوس ہو ہو کر زار زار روئے ہین اور انکے کلام مین کیسے مختلف اقوال پائی جاتی ہے جس سے صحائف انبیا لبالب بہرے ہوئے ہین ۔

یہہ ایک انسانی کمزور جذبہ تہا جس سے محمدؐ کی زبان سے صرف ریفارم کے جوش مین نکل گیا مگر پہر فوراً اسنے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور پہر صاف الفاظ مین کہدیا کہ تمہاری یہ دیبیان لاشئے محض ہین ۔ تمہارے ہی ہاتہون کی بنائی ہوئی ہین ۔ بیشک لحہ کے لحہ اس سے اتنی غلطی ہوگئی جس کا اسنے شرم سے بارہا برملا مین اعتراف کیا ۔ یہہ غلطی اسکی انسانیت کا تقاضا تہا اور فوراً اپنی غلطی پر آگاہ ہو جانا اور اس کا ہمیشہ بار بار اعتراف کرنا یہہ تقاضائے نبوت تہا ۔

مین حیران ہون کہ متعصب مسیحی مورخ اسکو ذہیب اور انحطاط پر کیون عاید کرتے ہین اگر یہہ کہا جائے کہ یہہ مستقل مزاجی کے خلاف ہے یہہ بہی محض لغو اور خرافات بات ہے مستقل مزاجی کی اصلی شان یہہ ہے کہ اگر اتفاق سے جوش اور جذبہ مین کچہہ سرزد ہوجاوے فوراً پہر اسی پر ملا ہی مین یہہ اعتراف ہوکہ مجہسے یہہ غلطی ہوئی ہمین صرف اسجگہہ یہہ ثابت کرنا تہا کہ محمدؐ نے اپنے کانشس کے خلاف کبہی نہین کیا نہ کہا ۔ ان مخالفون نے اس سے زیادہ کہ آپنے اپنے سابق قول سے انحراف کیا اسی کی دسوم یہہ نہ تہا دی در یہہ کچہہ بات نہ تہی اسکے علاوہ مخالف تو خیر نہین کیا کیا کچہہ آپ کی نسبت مشہور کرتے تہے مگر ہو دن تجہہ ن

ف اسٹینلی لین پول کا انٹروڈکشن صفحہ ۱۷ ۔

حق کا نور چھپتا گیا کذب وافترا پردازی اور نئے نئے الزامات بہتانون کی ظلمت دور ہوتی گئی۔ اور آخر مستقل طور سے صداقت اور خدا کی وحدانیت کے نور نے عرب مین جلوہ کیا۔ اور یہی محمد کا اصلی منشا تھا۔

جب اس کی شہرت ہوئی کہ محمدؐ لات وعزی اور منات کو لاشے محض اور خالی خولی بناوٹی نامون کا بتاتا ہے تو نئے طریقہ سے دکھنے اور تکنے جوش مین ان کے غضب انگیز طیش کی آگ بھڑک اوٹھی ان کے خشم انگیز جوش ان کی طبائع مین موجزن ہونے لگے۔ ان کی آنکھون مین طیش اور غصہ کے شعلے بھڑکنے لگے چھاتی مین عداوت کا ایک دھوان اٹھا تلودن سے لگی اور دماغ مین اسکی سنسناہٹ پہونچی۔ مارے غصہ کے تھرا اٹھے۔ ان کے منہ مین کف بھر آئے۔ ان کی آنکھون مین عالم اندھیر ہوگیا انھون نے اور بھی اپنی دیبی دیوتاؤن کو درمیان دیکر یہہ قسم کہائی کہ جب تک ہم محمدؐ کو قتل نکرڈالینگے ہمین کہانا پینا حرام ہے لیکن توریت کی اس پیشین گوئی سے وہ بیخبر تھے جسمین صاف لفظون مین لکھا ہوا ہے "جہوٹا نبی قتل کیا جائے گا اور سولی دیا جائیگا" جتنا ان سے بن آیا انھون نے اسمین کچھہ کمی نہین کی اور ہمیشہ عقیدۂ وحدانیت اور فطرت کے پیغمبر کو زک دینے کے لئے جمے رہے۔

ان کے متواتر بیجا بیجا حملون اور وحشیانہ مخالفت سے محمدؐ کا دل بھر آیا اور وہ خدا کے رحم کا طلبگار ہوا لیکن یہ رحم کی طلبگاری اپنے لئے نہین تھی اسلئے خدا پہلے ہی سے اُسے عالم کی رحمت خطاب دیچکا تھا اپنی جنگلی قوم کے لئے تھی جس نے مخالفت مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا تھا۔ صرف خدا کے بھروسہ پر وہ اپنی راہ مین ایسی سرگرمی سے قدم بڑہاتا گیا اور مصمم ارادہ کرلیا کہ جب تک مین منزل مقصود تک نہ پہونچ جاؤن یہہ محض ناممکن ہے کہ مین اپنی راہ سے ہٹ جاؤن۔ جدہر آنکھہ اٹھتی تھی اپنے دشمنون ہی پر نظر پڑتی تھی۔ اگر کان مین کچھہ آواز بھی آتی تھی تو وہی طعن وتشنیع کی اپنا یہہ حال اور جو اپنے پر ایمان لائے ان پر اور زیادہ مظالم توڑے جارہے ہین کسی کے ہاتھہ مین گرم لوہا دیا جارہا ہے کوئی بھوکا پیاسا ہونیپر بھی پہپڑیان جمی ہوئی تپتے ہوئے ریگستان یا سنگلاخی چٹانون پر برہنہ پا دوڑایا جارہا ہے کبھی ننھے ننھے بچون پر سختیان توڑی جارہی ہین کہ کسیطرح یہ دین اسلام سے دست بردار ہون اور اپنا آبائی دین بت پرستی اختیار کرلین یہ حسرتناک اور دل کا بجھا دینے والا نظارہ پہلا ایک معصوم ذات کے لئے کیا کم تہا۔ اس خونی سین سے دو دو قسم کا صدمہ ہوتا تہا پہلا صدمہ تو ظاہر ہی یہ تہا کہ اپنے وحدت پرست دوست یون بت پرستون کے شکار ہو رہے ہین اور دوسرے یہہ خیال بھی تہا کہ جب ان کی یہہ نازک اور ناگفتہ بہ حالت اور لوگ دیکھینگے وہ کاہیکو ایمان لائینگے تیسرا خیال خفیف سا یہہ بھی پیدا ہوتا تہا کہ کہین یہہ آدمی اپنے ایمان سے نہ پھر جائین اس لئے کہ ابھی نئے دین کی نوعمری ہے اور دوسرون پر اثر نہین پڑتا یہہ تینون خونی خیال جن کے ساتھہ سکرات الموت کی جانکندنیان

ملی ہوئی ہتین لمحہ بلمحہ - کئی کئی بار محمد کے ماندہ اور افسردہ کسقدر مایوس دماغ پر اپنا غمناک دورگرتی ہتین اور جو کچہہ اپنا اثر پیچہے چھوڑ جاتی ہتین اسکا اندازہ ٹہیک ٹہیک کرنا تو ممکن نہین لیکن ہان اسقدر اندازہ ایک تجربہ کار دل کرسکتا ہے کہ ایسی حالت مین ہی اپنی جگہہ پر دلیری سے جمے رہنا ہرگز معمولی انسان کا کام نہین ہے ہان یہہ سختیان جہیل کر اور اپنے ارادہ مین کامیابی کی امید رکہنا اسیکا کام ہے جسکے حق مین یہہ مفصلہ ذیل مصرعہ جو کئی بار انتہا درجہ کی صداقت اور جوش کی حالت مین تحریر کرچکا ہون صادق ہوتا ہے -

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

زیادہ قابل توجہ یہہ بات ہی کہ قریشیون کے معاندانہ مقابلون پر بنی کی صداقت پہلو بہ پہلو عربون کے دلو نپر اپنا اثر آہستہ آہستہ کر رہی ہی - وحشی صحرائی عرب شہر شہر کے تاجر جو قومی میلون مین آتے وہ اس عجیب وغریب پاک نفس کے اقوال سنتے اسکے ساتہہ دشمنی کی کیفیت گوش گزار کرتے وحی اور اسکے وجد انگیز مضامین کو سنتے بت پرستی کی برائی کی آوازین انکے کانون مین پڑتین - خدا کی وحدت کی صدائین جو اٹہیں اسفدر مین گونج رہی ہتین انکے کانون مین پڑتین اور جب وہ اپنے اپنے شہرون مین واپس جاتے تو اس نئی زندگی کی خبر اور وحدت پرست دین کا ذکر کرتے تعصب اور ہٹ دہرمی دوسری چیز ہے اچہی بات تو خواہ مخواہ اچہی ہی معلوم ہوگی وحشی اپنے جذبات دلی اور ظرف پر اس سے دلچسپی لیتا ہے اور وہ ہی دلچسپی ایک مہذب شخص کو اچہی بات سے پیدا ہوتی ہے ہان دلچسپی حاصل کرنے کے اسباب دونو کے غیر ہین - اپنے خیالات مین مخالفین تو یہہ سمجہتے ہتے کہ ہم ہرگز محمد کو کامیاب نہین ہونے دینگے لیکن محمد کے الفاظ اور جدا کے سچے جلال منوانے کا جوش اپنا گہر خود بخود دلون مین کرتا جاتا تہا جو واقعی ایک قطری امر تہا اور جسکو یقیناً کوئی نہین روک سکتا -

بکیون نے اپنا کاروبار اور فکر معاش ہی چھوڑ دیا تہا انہین حالت خواب مین تو کچہہ خبر رہتی ہتی مگر اس میز بہی وہ خواب اپنی چالون اور تدبیرون ہی کا دیکہا کرتے ہتے جب سے اٹہتے اور جسوقت تک وہ بستر پر جاتے نئی نئی باتین ترک دینے کی سوچتے اور کیا کیا کچہہ سامان نکرتے انہین اور تدبیرون کے علاوہ ایک اور تدبیر سوجہی اور وہ یہہ ہتی کہ محمد کے چچا ابو طالب کے پاس چلو ابو طالب اسکی پرورش کی ہے وہ ضرور اسکا کہنا مانیگا اور یون ہمارا مطلب نکل آئیگا - ایک عظیم الشان مشورہ کے بعد عربون کا ڈپوٹیشن ابو طالب کے پاس آیا اور اسنے کہا کہ آپ اپنے بہتیجے کی بیج روکین اور اسے نئے دین کی اشاعت نکرنے دین - اول بار تو ابو طالب نے انہین للو چپو کرکے ٹال دیا اور کچہہ ملی جلی سی کہدی لیکن جب محمد دن بدن اور زیادہ تیزی اور زور سے دیگران کی دیبیون اور بت پرستی کی برائی کرنا گیا تو پہر گویا ان کے زخمون پر نمک چہڑکا گیا اور یہہ کسقدر دبی ہوئی آگ جسکو ابو طالب کی ملنسارانہ باتون نے دبا دیا تہا کہ

گئی وہ پہر سب مل ملاکر ابوطالب[۱] کے پاس آئے اور آپ کے انکا آنا نہایت آمادگی کے ساتہہ تہا وہ سب ایک تن ہوکر آئے اور یہہ کہا۔

ہم تیری عمر اور تیرے درجہ کی عزت کرتے ہین لیکن ہمارا عزت کرنا تیرے ساتہہ ایک محدود حد تک ہے یقیناً اب زیادہ ہم سے صبر نہو سکیگا اور ہم اپنی دیوون کی برائی تیرے بہتیجے محمدؐ کی زبانی نہین سنسکے ہمارے ضبط کی حد ہو چکی ہے اب ہم اپنے باپ داداؤن کی برائی پر خاموش نہو رہینگے اب تجہہ سے یہہ کہنا ہے کہ آیا تو اپنے بہتیجے کو ان باتون سے روک سکتا ہے اور منع کر سکتا ہے یا تیرا ارادہ اسکے ساتہہ شرکت کرنے کا ہے ہم جنگ کرنے کے لئے آمادہ ہین ہم ہرگز تلوار نیام مین نہین رکہنے کے جب تک کہ ایک گروہ ہم مین سے نیست و نابود نہو جائیگا[۲]۔ یہہ کہکر وہ سب چلے گئے۔

اب ابوطالب کو سخت پریشانی ہوئی نہ تو وہ اپنے بہتیجے کو چہوڑ سکتے تہے اور نہ اپنی قوم کے خلاف جہنڈا بلند کر سکتے تہے اب بڑی وقت پیش آئی تہی کشمکش نے گریبان پر ہاتہہ ڈالا ناچار انہون نے محمدؐ کو بلوایا اور قریشون کی ان سخت سخت باتون کی اطلاع دی اور التجائی لہجہ مین کہا کہ جو کچہہ تو کرتا ہے مصلحت یہی ہے کہ اس سے باز آ اور اپنی پرچ بند کر دے۔

محمدؐ نے یہہ سنکر اپنے دل مین سمجہا کہ میرا چچا قریشون کے خوف سے شاید اپنی سرپرستی کا ہاتہہ میرے سر سے اوٹہانا چاہتا ہے اسکی محمدؐ نے کچہہ بہی پروا نہ کی اور آپکا بلند ارادہ ذرا بہی پست نہوا۔ وہ اپنے عالی عزم پر اسیطرح جارہا بہت زور اور مضبوطی سے محمدؐ نے اپنے چچا سے کہا۔ "اے میرے چچا اگر وہ کرۂ آفتاب کو میرے داہنے ہاتہہ پر رکہدین اور کرۂ ماہتاب کو بائین ہاتہہ پر رکہدین اور پہر یہہ کہین کہ تو اپنی تقریر بند کر دے اور اپنے کام کو روکلے پہر بہی جس لئے مین مبعوث کیا گیا ہون اس سے باز نہین آنیکا جب تک کہ میری کوشش کا نتیجہ نہ نکل آوے اور خدا کا سچا جلال اسکی بادشاہت مین نہ جہکا اور اسکی وحدت کا ڈنکا نہ بجلے یا مین اپنے اسی کام مین نیست و نابود نہو جاؤن"۔ یہہ کہکر آپ واپس پہرے کیونکہ آپکو یقین ہو چکا تہا کہ میرے چچا نے اپنا سرپرستی کا ہاتہ میرے سر سے اوٹہا لیا ہے جب آپ واپس پہرنے لگے تو ابوطالب نے آواز دی اے میرے بہتیجے واپس آ اور وہ واپس آیا اور ابوطالب نے کہا کہو جو کچہہ تیرا جی چاہے اسلئے بخدا مین تجہے نہین چہوڑنے کا ہین کبہی نہین[۳]

قریشون نے تیسری کوشش اور یہی ابوطالب کو یہہ ذہن نشین کرنیکی کی کہ آپ کیا تو اپنے بہتیجے کو روکین یا ہم سے جنگ کرنے کو تیار ہون پہر انہون نے یہہ کہا کہ تم ایک تیجوان کو اور خاندان قریش مین سے منتخب[۴]

---

۱ طبری جلد ۲ صفحہ ۴۰۶۔
۲ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۴۴ - ابن ہشام صفحات ۱۶۸ و ۱۶۷۔
۳ ابن ہشام صفحہ ۱۶۸ - ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۴۴ ابوالفدا صفحہ ۱۷۔
۴ ابن ہشام صفحہ ۱۶۹ - ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۴۸۔

کہ پھر ہمنین اپنے بہتیجے کی ضرورت نہ پڑیگی مگر ان کی یہہ کوشش بہی سودمند نہین ہوئی ابوطالب
کا محمدؐ کے ساتہہ ہونے نے اور بہی ان کے خشمگین بہڑکتی ہوئی آگ پر تیل کا کام کیا۔
اس واجب التعظیم شیخ نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کے پاس ادب سے اپیل کی (یہہ محمدؐ کے رشتہ دار تہے)
اور کہا کہ مخالف قبیلے تم مین سے ایک ممتاز ممبر پر دست درازی کرکے اسے قتل کرنا چاہتے ہین خدا کے لئے
تم اسکے بچانے کے لئے مستعد ہو جاؤ۔ بنی ہاشم اور بنی مطلب نے یہہ اپیل قبول کرلی مگر ابولہب (شعلہ کا
باپ) اس سے مستثنیٰ رہا۔
اس عرصہ مین اس نئے دین نے اپنا قیمتی اثر ایک زبردست خونخوار جری دلیر اولوالعزم بہادر شجاع
سخی کے دل پر کیا اور وہ عمرؓ تہا جسکی عزم وہمت اور کوشش نے اسے اسلام کی جمہوری سلطنت مین بردست
ممتاز نامور کیا اسکی خدمات جو اس نے محمدؐ کے دین کی کین تاریخ اسلام مین تفصیل وار درج ہین جن کے
نقوش ہرگز قیامت تک نہین مٹنے کے وہ جوشیلا مسلمان جسکا نام بہادران یورپ کے کانون مین گونجیگا
ہمیشہ شجاعان دہر کی نگاہون مین ادب سے دیکہا جائیگا۔ اسکے اسلامی جذبات جنہون نے ساری دنیا کو
ہلا دیا تہا جنگ مین قیامت تک مومنین کے دلون کو قوی بنائینگے۔ اسکا نام اسلامی جنگوں مین ہمیشہ تلوار
کا کام دیگا اور بہادرون کی کمر مضبوط کریگا۔ عمرؓ عاد بن الکعب قبیلہ کا ایک ممتاز ممبر اور خطاب کا بیٹا
تہا۔ اسلام کی آوازین سن سن کر وہ محمد کا خوفناک دشمن ہو گیا تہا اسکی نظر تر دشمنی سب سے زیادہ آفت
ڈہانے والی تصور کی جاتی تہی۔ ایکدن عربون مین محمدؐ کی قتل کی تدبیرین ہو رہی تہین عمرؓ بہی وہان موجود تہے
عمرؓ نے ان سے کہا تم ناحق اتنی تدبیرین سوچتے ہو مین ابہی جاتا ہون اور اسکا کام تمام کردیتا ہون۔ یہہ سنکر
عرب بہت خوش ہوئے اور انہون نے کہا بس ہمین عمرؓ جیسا بہادر اس کام کے لئے کوئی نہین ملنے کا۔
عمرؓ گلے مین تلوار لٹکا کر اٹہہ کہڑے ہوئے اور کہا کہ مین بغیر فتحمندی حاصل کئے نہین آؤنگا۔
یہہ کہکر عمرؓ سیدہا محمد کے مکان کی طرف روانہ ہوا رستہ مین سعد ابن ابی وقاص سے ملاقات ہوئی
سعد ابن ابی وقاص نے پوچہا کہ کہان جاتا ہے عمرؓ نے جواب دیا کہ محمدؐ کو قتل کرنے جاتا ہون میرا ارادہ ہے
کہ قریش کی مصیبت کو آج ہی سہل کردون سعد ابن ابی وقاص نے کہا کیا تو نے عبد مناف کی اولاد کو
نہین دیکہا کیا تو نہین جانتا کہ محمد کا قتل کرنا سہل نہین ہے ایک غضب عرب مین برپا کردیگا۔ عمرؓ نے
جواب دیا کہ مجہے کسی کی پروا نہین جب تک میرا ہاتہہ مین تلوار ہے مین کسی سے خوف نہین کہاتا پہلے
مین تجہے ہی مار ڈالتا ہون پہر سعد ابن ابی وقاص نے کہا کہ تو مجہے اور محمد کو تو پیچہے قتل کیجیو پہلے اپنی
بہن فاطمہ کی بہنوئی سعید بن زید کی تو خبر لے کہ وہ مسلمان ہو چکے ہین۔ یہہ سنتے ہی عمرؓ کی چہاتی
مین آتش کا دہوان اٹہا اور وہ سیدہا اپنی بہن کے گہر گیا اتفاقاً ایک صحابی رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم بہن فاطمہ کو سورہ طہٰ کی تعلیم کر رہے تہے حضرت عمرؓ نے پہلے حسب قاعدہ دروازہ پر دستک

وہ صحابی ڈر کے مارے ایک گوشہ میں چھپ گئے صرف حضرت عمرؓ کے بہنوئی اور بہن بیٹھی پائیں عمرؓ نے دریافت کیا اپنے بہنوئی سے تم کیا کر رہے تھے جواب دیا میں قرآن شریف کی آیت پڑھ رہا تھا عمرؓ نے پوچھا کیا تو مسلمان ہو گیا ہے۔ سعید بن زید نے جواب دیا ہاں میں مسلمان ہو گیا ہوں بھلا یہ سنکر اس قدر غضب کہاں تھی بہنوئی کو پچھاڑ کر چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور قریب تھا کہ ذبح کر ڈالیں بی بی فاطمہ بنت خطاب ان کی بہن اپنے بھائی سے لپٹ گئیں کہا اے عمرؓ کیا غضب کرتا ہے اٹھ اور پہلے خدا کا کلام سن اگر تجھے یقین نہ آئے تو جو تجھ سے بن آئی چاہیگا کیجو یہ سنکر عمرؓ اٹھ بیٹھے اور کہا پڑھو تم کیا پڑھتی تھیں بی بی فاطمہ نے یہ آیت قرآن شریف کی پڑھی۔

طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی الا تذکرۃ لمن یخشی تا بہ لہ الاسماء الحسنیٰ

بی بی فاطمہ بس سورہ طٰہٰ اتنی پڑھنے پائی تھیں کہ یکایک اسلامی جوش حضرت عمرؓ کی طبیعت میں امڈا اور وہ اپنی اس ناجائز حرکت پر زار و قطار رونے لگے اور صاف دل سے ایمان لے آئے۔

پھر آپ سیدھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوئے اور جاکر محمدؐ کے ہاتھوں پر بوسہ دیا اور مشرف باسلام ہوئے مسلمانوں نے غل مچاکر کہا کہ خدا کی رحمت عمرؓ پر نازل ہوئی جب آپ مسلمان ہوگئے تو دین اسلام کے بہت بڑی پناہ بنے۔

اب اسلام کو گھر وندوں اور جھونپڑوں میں چھپنے کی ضرورت نہیں رہی نہ اسلامیوں کو یہ حاجت رہی کہ وہ کہیں جنگل یا گڑھے میں جاجاکر پوشیدہ عبادت کریں اور ادھر ادھر چھپے چھپے پڑے پھریں۔ علاوہ اور لوگوں کے جو آنحضرتؐ پر ایمان لائے تھے سب میں بڑے حمزہ۔ ابوبکرؓ۔ اور عمرؓ تھے گو حضرت علی بچپن اور ناسمجھی کی حالت میں مسلمان ہوئے تھے لیکن وہ ان سب سے پہلے ایمان لائے تھے۔

غرض جوں جوں اسلام کی آوازیں بلند ہوتی گئیں ٹھیکے ہوئے راہ پر آنے لگے کچھ اول اور دوم ایمان لانے والوں کی تفریق نہیں ہو سکتی۔ جسقدر سمجھکر اور لڑ جھگڑ کر کوئی چیز اختیار کی جائے گی وہ اس سے سخت تر اور مضبوط ہوگی کہ جو یوں ہی بے سوچے سمجھے اختیار ہوگی۔

اس مشہور چپیدگی نے مسلمانوں کی ڈھارس بندھوائی اور اب ان کی کمر مضبوط ہوئی اور اب انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ پبلک میں آزادی سے اپنے دین کی اشاعت کریں۔ گو قریشیوں کا بہت بڑا معاون عمرؓ مسلمان ہو گیا تھا لیکن پھر بھی وہ انقطاعی جنگ کرنیکو تیار تھے۔ اسلام کی مقناطیسی کشش کا اندازہ عمرؓ کے اسلام قبول کرنے نے ان کو پورا جچوا دیا تھا لیکن پھر بھی ان کی اندرونی حاسدانہ سرگرمیاں ایسی تھیں جو دین حق قبول کرنے سے انہیں باز رکھتی تھیں۔ اور انہیں راہ راست پر نہ آنے دیتی تھیں۔

حبش سے ناکام وکیلون کا واپس آنا اور پہر ان کی سفارت کی ناکامیابی کی شہرت نے انہین شدت غضب مین مجنون بنا دیا تہا۔

آخر کار انہون نے یہہ ٹہان لی کہ قبیلہ ہاشم اور مطلب کی بیخ و بنیاد ہی اکہیڑ کر پہینکدین اس مطلب کے لئے انہون نے نبوت کے ساتوین برس اور ۶۱۶ع کے اختتام پر باہم سازش کی کہ ہاشم اور مطلب کے اولاد کو صدمہ پہونچائین اور ان سبکا استیصال کر دین۔ انہون نے باہم ایک سنگین معاہدہ کر لیا کہ ہاشمیون کے ساتہہ شادی بیاہ کرنے بند کر دیئے جائین نہ صرف شادی بیاہ بلکہ خرید و فروخت تک بہی ان کے ساتہہ نہ کی جاوے۔ جب ہاشمیون اور مطلبیون نے خواہ وہ مسلمان تہے یا بت پرست تہے یہہ صورت دیکہی تو انہین خوف معلوم ہوا کیونکہ اس افتراق سے وہ یہہ تصور کر سکتے تہے کہ ہمپر کوئی خونخوار حملہ ہونے والا ہے وہ بیچارے پہلے ہی سے تتر بتر ہوگئے اور اپنے گہرون کو چہوڑ دیا۔

یہہ سب جمع ہوکر ابوطالب کے کوارٹر مین گئے ابوطالب کا کوارٹر مکہ کی شرقی سرحدون کے ایک تنگ پہاڑی کے بیچ مین واقع تہا جسکو چٹانون اور دیوارون نے شہر سے علیحدہ کر دیا تہا اور صرف ایک تنگ راستہ آنے جانے کا باقی رہگیا تہا۔ ابولہب ان لوگون کے ساتہہ نہ آیا اور دشمن پارٹی کی طرف رہا۔ اور اپنی سرگرمی سے ہاشمیون اور مطلبیون یا اپنی قوم اور خصوصاً بہتیجے کی استیصال کی تدبیرین کرتا رہا۔

تین برس کامل یہہ لوگ اس جگہہ پر رہے محمدؐ ان کے بیچ مین موجود رہتے تہے قریش بیاہر حصار کئے ہوئے پڑے رہے چونکہ اور کہانے پینے کی چیزین اپنے ساتہہ لیگئے تہے وہ یہہ جلدی نہین ہوکے بچون کے غل و شور کی دردناک آوازین کان پڑی نہ سنائی دیتی تہین زہرہ شق ہوا جاتا تہا اور وہ حصار کی دیوارون کے پرے تک اپنا اثر ڈالنے کی کوشش کر رہی تہین۔ وہ ان بہی فاقون سے مر کر رہجاتے اگر ان ہی کے ہموطن ان کی مدد کرتے اور کہانے کی چیزین انہین دیتے۔

قریشون کے چند سردار اپنی اس نامنصفی سے شرمائے۔ نبوت کے دسوین برس (۶۱۹ع) ہاشم عمرو کے بیٹے نے جسکو فطری طور پر ہاشمیون سے دلچسپی تہی باہم قریشون اور ہاشمیون مطلبیون میں میل ملاپ کرانا چاہا۔ ہاشم کے ساتہہ اسکوشش مین زبیر بہی شریک ہوا اور زبیر کے ساتہہ اور بہی کئی آدمی ہوگئے غرض باہم قول قرار ہوئے اور پہر دونو۔ تینون گروہ بآرام آسایش سے مکہ مین رہنے لگے۔ اور باہم وہ ہی حقوق ایک دوسرے کے قایم ہوگئے۔

اس عرصہ مین محمدؐ اپنے چچا کے کوارٹر مین بند رہے اور کوئی ترقی اسلام کو نہین ہوئی جب متبرک مہینے آئے تو اور تمام جہگڑے بند ہوگئے زائرین آنے شروع ہوئے محمدؐ اپنی جگہہ سے باہر آئے

اور پھر اسی سرگرمی سے پیچ کرنے لگے اور خدائے واحد کی پرستش کرنے کی تلقین کرنی
شروع کی سب سے زیادہ ابو لہب مخالفت پر تُلا ہوا تھا وہ اب بھی محمدؐ کے پیچھے پیچھے پھرتا تھا اور
یہہ کہتا تھا کہ یہہ شخص جھوٹا ہے تمہیں فریب دینا چاہتا ہے (معاذ اللہ)
اس سال کے بعد جو سال آیا وہ سال اسلام کی تاریخ مین سال غم کے نام سے مشہور ہے اسلیے
کہ ابو طالب اور بی بی خدیجہ کا اسی سال مین انتقال ہوا تھا۔ ایک کا دوسرے کے بعد تھوڑے
عرصہ کے توقف مین انتقال ہو گیا۔ ابو طالب کا کیا انتقال ہوا گویا محمدؐ نے اپنا سرپرست
جسنے نہایت محبت اور دلی شفقت سے بچپن ہی کے زمانہ سے حفاظت کی تھی کھو دیا اور جو اپنی
وفات تک محمدؐ اور اسکے دشمنون کے بیچ مین حایل رہا تھا۔ گویا وہ دم آہنی سپر تھا اور محمدؐ پر آنچ نہ آنے دی
بی بی خدیجہ کے انتقال نے آنحضرتؐ کو اور بھی سخت صدمہ دیا جس وقت کہ کوئی اسپر ایمان نہ لایا
تھا۔ اور ایسی حالت مین کہ وہ خود ہی اپنے پر ایک مشتبہ تھا وہ نیک صفات اور روشن دل بی بی
ایمان لے آئی تھی اور مختلف قسم کی ڈھارس دے دیکر اسکو اسکی جگہہ پر قایم رکھا تھا خدیجہ ہمیشہ
اس کے لیے امید اور ڈھارس کی فرشتہ بنی رہی۔ اور اپنی آخری عمر اسی دلی محبت اور اتحاد
مین صرف کر دی وہی جوش الفت تھا وہی ایمان و یقین نبوت اور وہی جوش اعتقادی وہی
حسن ظن تھا اور ان کل صفتون سے موصوف ہو کر عین ایمان کی حالت مین اس بی بی کی
روح نے جسم خاکی سے عالم بقا کی طرف مراجعت کی۔

{دوسرا باب}

ہجرت

(بلغ العلیٰ بکمالہٖ ۔ کشف الدجیٰ بجمالہٖ)
(حسنت جمیع خصالہٖ ۔ صلو علیہ و آلہٖ)

یہہ اشعار جن کا حسن انکے اصلی زبان مین کیا بھلا معلوم ہوتا ہے درحقیقت ان کا مفہوم اسپر
صادق آتا ہے کہ جسنے دنیا مین سب سے بڑا پیغام کیا اور بیشک خدا کی برکتون کا مینہ چھما چھم عالم
پر برسایا۔ اپنے دوستون کا جیسا ہی خواہ تھا اسیطرح اپنے دشمنون پر بھی جان نثار کرتا تھا۔
یہہ اسی کی شان تھی ان ہی صفتون نے اسے اسکی ہم وطنون ہی سے الامین کا خطاب دیا
اور عالم کی رحمت کہلوایا۔
جب بنی امیہ نے یہہ دیکھا کہ ابو طالب کا انتقال ہو گیا جسکا اثر کچھہ نہ کچھہ قریش قوم پر
اور اس سے وہ ایک محدود جگہہ تک رکے ہوئے تھے مگر اب اُنھون نے میدان خالی پایا اور

اسلام کی مکہ سے استیصال کے درپے ہوئے اور نئی طرح سے پھر ان کے حسد دشمنی اور غصہ کی آگ بھڑکی اور وہ اپنی اسی مخالفت پر آمادہ ہوئے۔ اور ہاشمیون کے ستانے کی نئی نئی تدبیرین ہونے لگین۔

اپنے قابل التعظیم سرپرست اور محافظ کی وفات اور اپنی وفا شعار بی بی کے انتقال اور قریشیون کے بت پرستی سے پھیرنے کی مایوسی نے محمدؐ کے دل پر سخت گہرا صدمہ بیٹھایا اپنے غمگین دل سے جو ہنوز نئی نئی امیدون اور آرزوؤن اور بھروسہ سے بھرا ہوا تھا اس نے ارادہ کیا کہ اور مقامات مین چلکر دین اسلام پھیلانے کی کوششین کی جائین خدا کا فرمان سننے سے مکہ نے تو انکار کر دیا تھا اور کمبخت طائف (جو ساٹھ میل کے فاصلہ پر جانب شرق واقع ہے) یہی یہی آواز سنتا رہا تھا یعنے وہ بھی مکیون کے ساتھ ہمزبانی کر رہا تھا۔

اپنے وفادار ملازم زید کے ساتھ طائف مین پہونچے۔ آپ نے وہان جا کر اپنی نبوت کا حال کہا۔ ان کو تنبیہ کی کہ تم اس فسق و فجور سے باز آؤ اور خدائے واحد کی پرستش کرو۔ یہان اور بھی طوفان طیش برپا ہو گیا۔ انہون نے کہا کہ یہہ کون ناتوان ضعیف شخص ہے کہ جو ہم سے ہمارا آبائی دین چھڑانا چاہتا ہے اور اس کی مرضی ہے کہ ہم ان خوبصورت پتھر اور تانبے کے ترشے ہوئے دیوتاؤن کی پرستش نکرین انہون نے اسے شہر سے نکال دیا کمینے اور غلام اسکے پیچھے لگے اور اسپر پتھر روڑے برسائے اس کا تمام جسم زخمون سے چور ہو گیا اور اس کے جسم سے شر شر خون بہنے لگا۔

وہان سے چلا آیا اور چند خرمہ کے درختون کے سایہ مین جہان تھکے ہوکے مسافر دم لیتے تھے خدا کی عبادت کرنے کے لئے ٹھیر گیا۔ اسی زخمون اور نازک حالت مین اس نے اپنے ہاتھ خدا کی طرف پھیلا کر یہ دعا[2] مانگی۔ اے میرے مالک مین تجھہ ہی سے اپنی شکایت کرتا ہون اپنی ضعیفت وناتوانی اور اپنی آرزون کی خودنمائی سے باہر ہوکر۔ مین لوگون کی نظرون مین نہایت بیقدر ہون اے کریم اے رحیم۔ کمزورون کی قوت دینے والے تو ہی میرا مالک ہے مجھے مت چھوڑیو ہاں مجھے اجنبیون اور میرے دشمنون کا شکار نہ کرائیو۔ اگر تو مجھ سے ناخوش نہو تو مین بچ جاؤن گا۔ مین نے تیرے جلال کی روشنی مین پناہ لی ہے جسکی سبب سے کل ظلمتین مٹ گئین اور امن قایم ہو گیا تو اپنا قہر مجھ پر نازل نہ کیجو جسطرح

روضۃ الاطہر صفحہ ۲ - جلد ۹ ۲۔

دعا مانگنا نہ تو زبان سے کچھ الفاظ استعمال کرنے پر خواہ وہ کسی زبان کے ہون صادق آتا ہے اور نہ ہاتھ پھیلا پھیلا کر اپنے دل مین یا چپ کے چپکے بڑبڑا کر طلب کرنے پر عائد ہو سکتا ہے۔ دعا اصل مین دل کی اس پر جذبہ کیفیت کو کہتے ہین کہ جو صدہا ہزار مایوسیون اور ناکامیون کے بعد طبیعت مین بصورت خواہش پیدا ہوتی ہے

تیری خواہش ہو میری مشکلیں آسان کر دے تیرے سوا نہ کوئی۔ قوت دے دیسکتا ہے
نہ مدد تو ہی سب سے زیادہ قوی اور مدد دینے والا۔
ابن ہشام صفحات ۲۸۰ و ۲۸۹ و ابن الاثیر جلد ۲ صفحات ۱۷ و ۷۰)۔
پہر ناچار محمد شکستہ قلب حنون سے جو مکہ واپس پہرے۔ یہان چند روز تک اس نے
اپنے دن گزارے اس عرصہ مین گاہے گاہے آپ وعظ فرمایا کرتے مگر اپنی تلقین رسولون
ہی تک محدود رکہی جس پردیسی سے آپ ملتے تہے امیدون کے بہرے ہوئے دل سے اس سے
باتین کرتے تہے اس خیال سے کہ شاید یہہ شخص میرا معتقد نکل آئے اور میرے تائید کرے
ایک دن آپ اپنے غمگین قلب اور پژمردہ مگر امیدون کے بہرے ہوے دل سے ان نصف
تاجرانِ زائرون مین اپنا فرض منصبی پورا فرما رہے تہے آپ کا گزر چہہ آدمیون کے گروہ پر ہوا
یہہ لوگ بیٹہے تہے اور باہم باتین کر رہے تہے محمدؐ نے ان کے پاس جاکر دریافت کیا کہ کیا تم میرے
پاس بیٹہکر میری بات سنو گے انہون نے کہا ہان سنینگے پہر وہ بیٹہہ گئے اور محمدؐ نے کہا مین خدا کی
طرف سے پیغام سناتا ہون خدا نے واحد کی پرستش کرو اور دیبی دیوتاؤن کے مکروہ
نامون پر فریفتہ نہو۔ محمدؐ کی صداقت اور پیار کلام نے ان پر کچہہ ایسا اثر کیا کہ وہ اپنے
فریفتہ ہوگئے (سنہ ۶۲۰ع) اور سچے دل سے ایمان لے آئے اور جب وہ اپنے
شہر واپس گئے تو انہون نے اپنے وطن مین خبرین پہیلائین کہ مکہ مین نبی پیدا ہوگیا
ہے جو نہایت مذہبی اور سچے صاف دل سے خدا کے احکام سناتا ہے خدا نے صدیون کی
بدعتون اور خطاؤن کو اپنے پیارے نبی کو مبعوث کرکے مٹانیکا پورا بندوبست کرلیا ہے۔
دوسرے سال پہر یہی چہہ یثربی اپنے اور چہہ ساتہیون کو لیکر آئے اور انکو بہی مشرف باسلام کرایا۔

اصول اسلام مین دعا کو ایک عبادت رکہی گئی ہے دعا مانگنا گویا ہے گویا خدا سے باتین کرنا ہے۔
ندا سے باتین ... ہوسکتی ہین کہ سینہ دل دنیوی کدورتون سے پاک ہو اور خیالات مین کسی قسم کی آلایش نہو تو اسوقت
ل کا خدا کی طرف ... رجوع کرنا اور بہت ادب سے عاجزی سے التجا کرنیکا نام ہی دعا ہے۔ خود خداوند تعالی نے سورہ فاتحہ
ن دعا مانگنی بتائی ہے جو شخص مسلمان ہے وہ دعا کی اجابت و عدم اجابت کا قایل ہے کیونکہ خدا نے تعالے نے
د قرآن شریف مین فرمایا ہے ادعونی استجب لکم یعنے مجہکو پکارو یا میری عبادت کرو یا مجہسے طلب کرو مین تمہین
مکا ... پہلے دل سے پکارو اور سچے دل سے مانگو اور یہہ یقین کرکے مانگو کہ جس سے مین مانگتا ہون بیشک اس مین
ینے کی قوت ہے اور جو کچہہ اسنے وعدہ کیا ہے وہ سچا وعدہ ہے میرا یقین اور ایمان اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ
ایسی حالت مین دعا مانگی جائے تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔
انی فطرت کا اقتضا ہے جو ہر لمحہ کئی کئی بار ظہور پذیر ہوتا ہے اب سب کا نتیجہ ایسی آرزون پر ختم ہوجاتا ہے کہ جنکے
سے جتنے الامکان نہایت کوشش کی ہے۔
طلب کرنیکی کیفیت قلب پر اسوقت طاری ہوتی ہے کہ اپنی ہمتین اور کوششین جواب دے چکی ہوتی اور یہہ
ہر کسی قسم کی امید ... سیاری کی ہمتین رہتی ہے ساختہ عادت اسکی زبان سے نکلا ...

...ہون نے آنحضرت کے دست مبارک پر بیعت کی اور یہ اقرار کیا کہ ہم کسی چیز کو خدا کی واحد
...ت کے ساتھ شریک نہین کرینگے - ہم چوری نہین کرنے کے - ہم کبھی بدکاری اور حرامکاری
...ین گے نہ ہم اپنے بچون کو قتل کرینگے ہم کسی پر افتراپردازی نکرینگے نہ کسی کی بدگوئی کرین گے
...چیز کہ حق ہے ہم اس مین پیغمبر خدا کی متابعت کرینگے اور ہم کامیابی اور غم مین ایمانداری
...ے نبی کا ساتھ دین گے -
...ہ معاہدہ کرکے وہ چلے گئے اور انہون نے یثرب مین پہرنے جوش سے نئے دین پہیلانے مین
...وشش کی اور اب دین محمدی تیزی اور شتابی سے یثرب مین پہیلنے لگا -
...ر ایک محقق منصف نظر اسپر غور کرے گی تو اسے یہ بات توبخوبی کہل جائے گی کہ محمدؐ کی یہ کامیابی
...یونکہ ہوئی اور کس چیز نے اسے اپنے ارادہ مین ایسا مستقل بنا دیا تو اس کا جواب اگر دیا جائیگا تو یہ
...نہ محمد کے استقلال اور اس بہروسے نے جو وہ خدا پر رکہتا تہا اُسے اسکے ارادہ مین کامیاب کر دیا
...یہ سچ ہے مگر یہ بات اور بہی اس سے زیادہ صاف ہے (کہ یقین کا لفظ صرف دہریون کے
...لئے استعمال کیا ہے) کہ جو کچھہ وہ کہتا تہا اپنے کانشنس مین سمجہتا تہا کہ مین سچ کہرہا ہون اور
واقعی اس کا کہنا سچ بہی تہا -
...وہ درحقیقت خدا کا نبی تہا اور اسی لئے پیدا ہوا تہا کہ عالم مین اصلاح کرے سچائی کا نور چمکا دے
...مین اپنے یقین سے کہتا ہون کہ اگر مین مسلمان نہوتا اور اور کوئی دین میرا ہوتا اور پہر مین محمدؐ کی
...یہ ہمت اور اپنے کام مین مصروف ہونے اور ریفارم کرنیکا جوش دیکہتا تو مین قطعی یہہ کہدیتا کہ بیشک
وہ بہت بڑا شخص تہا جو کچھہ اس نے کیا وہ معمولی انسان کیا اور کوئی بہی سوائے نبوت
...رکہنے والا انسان نہین کرسکتا جو کچھہ اس نے سہا جو ظلم اسپر توڑے گئے جو تکلیفین اسنے
سہین ان کے سہنے یا برداشت کرنے کی ایک فطرۃ انسانی متحمل نہین ہو سکتی - ان سب باتون کے

دلپر یہ گزرتا ہے کہ مجھے فلان شے میسر ہوجائے یا مین اپنی فلان آرزو مین کامیاب ہون -
مگر یہہ کیفیت طاری ہوتے ہی معاً آرزو پورا ہونے کے یقین مین ایک زور فطرت کے مقتضے سے خامی آجاتی ہے اور وہ خامی دعا کا قبول
نہونا سمجہا جاتا ہے - مگر اس خامی کے اسباب بہی بیان کرنے ضروری ہین اصل یہ ہے کہ جب وقت کسی کام کی انجام دہی یا کسی اپنی آرزو کے پورا
ہونے کے لئے ہم آمادہ ہوتے ہین اور کوشش کرتے ہین اگر ہم اپنی کوششون مین کامیاب ہونگے تو وہ کیفیت جو اوپر کی طلب کی
طبیعت پر طاری ہوتی ہے کبہی بہی نہ آئے گی اور اگر وہ کیفیت دل مین پیدا بہی ہوگی تو نہایت مضبوطی اور یقین کے ساتھ جسمین
کسی طرح کی خامی نہین ہوگی اور پہر اسکو اجابت دعا کہتے ہین اور جب اس سے اپنے فرض کی انجام دہی مین کچھہ کمی ہوگئی اور اسکی کوششون
مین کامیابی پیدا نہین ہوگی تو پہر جو کیفیت طلب پیدا ہوگی اسکے حصول مین ضرور خامی ہوگی اور وہی دعا کا نہ قبول ہونا سمجہا جاتا
ہے صاف لفظون سے جتنے سیدہی سادی عقل والے بہی سمجہہ جائین دعا کے معنی مین جو آنحضرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ الدعاء مخ العبادۃ یعنے دعا
خالص عبادت ہے اور پہر اس سے بہی واضح کرکے فرمایا الدعاء ہو العبادۃ یعنے دعا عبادت ہی [illegible] کی شرط کہ
وہ صاف دل سے دعا مانگے قبول کرتا ہے - ہمارے نبی اپنے فرائض کی انجام دہی کی حالت مین بہی [illegible] خدا ہی [illegible] مستعد [illegible] اور اپنی کوششون پر ذرا بہی خیال [illegible]
کر بیٹہے حصول مدعا کی امید صرف اسی [illegible] مقدمات پر رکہنے اور یہی آپ نے اپنی امت کو سکہایا کہ ہر حال مین خدا پر بہروسہ رکہو اور یہ سمجہو کہ جو کچھہ ہوتا ہے وہ وہی کرتا ہے
ہماری تحریکین برکت دینے والا مصیبت کے وقت ہمارے دکہ درد مین [illegible] والا ہماری دستگیری کرنے والا وہی ہے اسکے سوا کوئی نہین -

علاوہ جب ہم اسکی ایک ایک بات پر غور کرتے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تمام کوششون کی غرض اسکے
تمام تکلیف اٹھانے کا منشا اسکی تمام مصائب جھیلنے کا مقصد کیا تھا صرف اصلاح مخلوق تھی جسمین
اسکی کوئی غرض مضمر نہ تھی اگر تھی بھی — تو یہ تھی کہ جس فرض کے لئے خدا نے مجھے مبعوث
کیا ہے اسکو مین مرتے دم تک پورا کر جاؤن بس اور کچھہ غرض نہ تھی اسنے کبھی یہ نہین کہا کہ مجھے
دیوتا بنا کر پوجو کبھی اپنے گذشتہ نبیون پر اپنی فضیلت ظاہر نہین کی اور اگر کہا بھی تو یہ کہا کہ مسلمان
وہ بھی جو گذشتہ انبیا پر ایمان رکھتا ہے - جن پیغمبرون کی نبوت کو لوگون نے بھلا دیا تھا اسکو
پھر لوگون کی طبیعت مین قایم کیا اور ان کو سچا نبی عالم سے کہلوایا - جنہین مسیحی یا یہودی اسی
کس وجہ سے خود غرضی کا الزام معاذ اللہ عاید کرتے ہین اسکے معتقد کوئی کیلی لی - اسکے پچھلے والے
تو تھے نہین جو اسپر ایمان لا کر بھی بھروسہ نکرتے بلکہ بڑے بڑے سردار اور اپنے قبیلون کے شیوخ
تھے جو اسکی ہر ہر بات پر اپنا دھن من تن قربان کرنا اپنی سبب نجات دارین تصور کرتے اگر ذرا
بو خود غرضی کی ہوتی تو وہ علانیہ جیسے قریشیون کے دیوتا لات و منات و عزی کو برا کہتا تھا
پیغمبرون کو بھی کہہ سکتا تھا اور اس کے کہنے کا یقین بہت استواری سے تسلیم کرنے کو موجود
تھے پھر نہ یہودیون کو نہ مسیحیون کو بنائے بنتی -

مجھے پادری سینٹ ایرے کا قول یاد آتا ہے جنہون نے بہت انصاف سے یہہ لکھا ہے -
یہ احسان اس صحرا نشین عبد اللہ کے بیٹے کا عیسائیون پر سے کبھی نہین جا سکتا کہ اس نے
دین مسیحی کی حقیقت کہولکر اس کو مجوسیون یہودیون بت پرستون سے بچا لیا ورنہ کبھی کا
مسیحی مذہب جس کی بنیادین متزلزل ہو چکی تہین مذکور الصدر قومون کا شکار ہو گیا ہوتا ،،
کیا اس احسان کی یہی ممنونی ہے کہ پاک نفسون کی نسبت ناشائستہ کلمات زبان سے نکالے جائین
اور کیا کیا کچھہ لام کاف بکا جائے - اگر غیر اسلام خدا کو مانتے ہین اور بیشک اگر وہ کسی مذہب کے
دائرہ مین اپنے کو مقید جانتے ہین تو ضرور ایکدن خدا کے دربار مین انہین جوابدہی کے لئے
مستعد ہو جانا چاہیے ایسے پاک نفس سے عداوت رکھنا یا اوسکی جناب مین ناشائستہ الفاظ
استعمال کرنے کہ جو خلقت کا دوست تھا اور ہمیشہ ان کا بھی خواہ رہا اتنا ہی برا ہے جتنا
کہ اندازہ ہو سکتا ہے -

تم مسلمان بنکر محمد ؐ کے سوانح عمری کو نہ دیکھو نہ اس کے معتقد ہو کر اس کے زندگی کے واقعات
دیکھو بلکہ جیسے اور لوگون کے سوانح عمری دیکھتے ہو اسیطرح محمد ؐ کے سوانح عمری کا بھی مطالعہ کرو
تو تمہین کھل جائیگا کہ جو کچھہ اس پاک نفس نے مصیبت اٹھا کر اور اپنے اوپر آفتین سہکر نظام کی اور
ہمیشہ اپنے دشمنون پر مہربانی سے پیش آیا اب کسی شخص کو بھی نہ پاؤگے - آج تک وہ مسلمان اسکے

نام کی سمرن جیتے ہین اور دن بدن اس کا دین بغیر مشن اور بغیر وعظ کے خود بخود بڑھتا جاتا ہے کو یثرب مین آپ کے معتقدون کا گروہ بڑھتا جاتا تھا مگر آپ قریش کی بت پرستی پر نظر کرکے سخت متردد تھے قریشون کی اپنے آبائی مکروہ مذہب مین شدت اور محمدؐ کی وحدت کی طرف توجہ دلانے والی پیچ دونو متضاد تھین اور باہم سخت جھگڑ رہی تھین ادھر نبیؐ کا یہ خیال کہ جبتک مین زندہ ہون یہ محض ناممکن ہے کہ قریشون کو وحدت پرستی کی ترغیب نہ دلاؤن اور قریشون کا یہ خیال تھا کہ جبتک ہماری جان مین جان باقی ہے ہم کبھی اس مذہب بت پرستی کو نہین چھوڑنے کے ۔ یہان صرف ایک ہی شخص کی اولوالعزمی اور حوصلہ اور وہان ہزارون خونخوار قریشون کے اندھے جوش کے ارادے کیونکر ٹھیک بیٹھ سکتے تھے ۔

ایک نفس ایک طرف اور ہزارون قریش ایک طرف اور پھر لطف یہ کہ تنہا نفس کی ناامیدیون کے ساتھ امیدین اور آرزوئین پہلو بہ پہلو ہوکر اپنا اثر ڈالنے والی اور ہزارون مخالفین کے دلون مین تذبذب اور شبہ لبالب بھرا ہوا اسقدر کہ اک تنہا نفس کی ممتازیت کا لقب پہنچتا ہے ۔ محمدؐ اپنی متواتر ناکامیون مین جو اسکے ہموطنون کے سبب اسپر پڑتی تھین مایوس اور پژمردہ ہوتا تھا مگر پھر بھی بھروسہ اور آیندہ خوش نتیجہ کی امید مایوسیون کو دل پر غلبہ نہ پانے دیتی تھین ۔ وہ آنکھ اٹھا کر جو قوت خدا کی ودیعت کے تر و تازہ باغ کو کھلتا ہوا دیکھتا تھا اور خدا کی مخلوق کو ایسی راہ مین گامزن پاتا تھا کہ جسکا اختتام سخت سخت عذابون پر ہوتا ہے تو ایک سناٹا سا اسکی طبیعت مین دوڑ جاتا تھا اور بظاہر قریشون کی سختی اور اپنے مذہب مین جمے رہنے کی شدت بار بار مایوسی و حیرانی کا فوٹو کھینچتی تھی مگر پھر بھی وہ اولوالعزم بہادر جسکی مایوسی اور دن کی امید سے بدرجہا بڑھی ہوئی تھی شکستہ خاطر ہوکر بھی اسی بہادرانہ طریقہ سے اپنا فرض ادا کرتا تھا بلکہ جون جون ناکامی کی صورت دکھائی دیتی تھی اور بھی آپ اپنے کام مین مستعدی ظاہر کرتے تھے ۔ مین مذہبانہ یا معتقدانہ نہین بلکہ مودب آزادی کے ساتھ مورخانہ پہلوؤن سے بحث کررہا ہون اور مجھے اپنی اس روش کے اختیار کرنے مین بڑا ناز ہے کہ جو روش محض سادی سیدھی اور واقعات یا فیکٹس سے پر ہے نہ اسمین کچھ مبالغہ ہے اور نہ جھوٹی اور بناوٹی تعریف ہے بلکہ یقیناً جو کچھ مسیحی مورخون نے رائے زنی کی ہے ان کی تحریر کے ساتھ میری رائے ملتی ہے جس سے آیندہ مین مطابقت کرکے دکھاؤن گا ۔ عموماً ان ہی معتبر اور واجب الوقعت مورخون نکتہ چینون کے اقوال نقل کئے ہین جن کو یورپ مین مسلم استاد مانتے ہین مثلاً میور صاحب سے جنہون نے تعصب مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا محمدؐ کی پاک زندگی کے متقاضا طبعی واقعات نے اپنی تعریف جبراً کرائی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہین ۔

محمدؐ اپنے معتقدون کو یون گہرا ہوا دیکہکر بہی اپنی فتحمندی کی امید مین تازہ دم رہے اور اسکی اور
اوسکی ساتہیون کی ظاہرا حالت بے پناہ تہی لیکن اپنے چہوٹے سے گروہ سے جو شیر کے منہ مین تہا
اپنے عظیم الشان قوی تر خدا کی مدد کے بہروسہ پر جسکا وہ اپنے کو نبی کہتا تہا اپنے ارادہ مین عزم کر کے
اور مستقل رہا محمدؐ کا اسطرح سے مستقل رہنا ارتقاع پیغمبری کی جسکا سلسلہ اسرائیلیون کے خدا پر پونچتا
ہے ایک پوری شہادت دیتا ہے جب اسرائیلیون کے پیغمبر نے اپنے مالک سے شکایت کی تہی مین اب ہی
تنہا چہوڑ دیا گیا ان ہی باتون سے اور ان ہی واقعات سے یہہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارا نبی سب مین
افضل اور سب نبیون مین ممتاز تہا۔ اسی غم آلود سال مین ہمارے نبی کو معراج ہوئی جسنے سنہری خوابون
کی دنیا سے ذہین اور تیز طبع شعرا اور راویون کے دماغون کو بہر دیا اور خوب خوب طبع آزمائی کا موقع
دیا۔ مگر تمام رنگین اشعار اور بہڑکیلے اور زرق برق روایتین قرآن شریف کے سادہ الفاظ کے آگے پانی
بہرتی ہین اور وہ الفاظ یہہ ہین۔ تعریف اسیکے لئے ہے جو شب کو اپنے بندہ کو ایک پاک مسجد سے
دوسرے مسجد کو لیگیا جو بہت دور ہے جسکی ۔۔ون اور احاطونکو ہم نے برکت دی ہے ہم اسے چند اپنی
نشانیان دکہاینگے کیونکہ وہ سمیع اور علیم ہے پہر خدا تیعالے قرآن شریف مین فرماتا ہے "یاد کر جبنے تجہے کہا تہا یقیناً تیرا مالک
مخلوق کا محیط ہے" اس عجیب و غریب واقعہ کو راویون نے ایسی ایسی خوبصورت پوشاک پہنائی ہے
کہ جس سے ان کا زور طبیعت کہلتا ہے لیکن اگر نظر تعمق سے دیکہا جائے گا تو یہہ واقعہ نہایت دقیق
اور مغلق ہے اس کی تہ تک پونچنا سخت دشوار ہے"۔ معمولی مضامین ہی جب ہم نہین سمجہ سکتے ایسا
باریک مضمون کیونکر سمجہ مین آسکتا ہے یہہ قول خاص سٹینلی لین پول کا ہے۔

---

(۱) معراج کی نسبت جو کچہہ مسلمانون کا عقیدہ ہے وہ یہہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خیال مین ملاحظہ فرمایا کہ مین مکہ
شریف سے بیت المقدس تک چشم زدن مین پہونچگیا اور اپنے اسی خیال مین واقعی اس نے خدا کی بہت سی نشانیان دیکہین۔ میور صاحب
لکہتے ہین کہ محمدؐ کا یہہ صرف ایک خواب تہا وہ جسم سے ایک آن مین سفر نکر سکتا تہا (جلد ۲ صفحہ ۲۲۱) ابن ہشام کی بہی یہی رائے ہے۔ لیکن
مین ادب سے عیسائیون کی خدمت مین اتنا عرض کرنا چاہتا ہون کہ وہ جسمانی معراج کو عقل کے خلاف کس منہ سے کہتے ہین جب وہ
خود اس بات کا عقیدہ رکہتے ہین کہ حضرت عیسے زندہ باپکے پاس آسمان پر اوٹہا لئے گئے۔ اس سے ناممکن تو ثبوت ہوا یا ان حرف
یہہ طے ہونا باقی رہگیا کہ آیا محمدؐ پر یہہ حالت طاری ہوئی تہی یا نہین مجہے اس موقع پر ایک فاضل برہمن کا قول یاد آیا ہے کہ جو میرے خیال مین
بہت قیمتی ہے جب معراج کا ذکر ہو رہا تہا تو اس نے ایک ٹہنڈا سانس بہر کر کہا افسوس یہہ ہے کہ لوگ دل اور یقین کی پوری قوت سے واقف
نہین ہین اسلئے ان کے آگے اسکی کیفیت و معراج ما اندہے کے سامنے رنگ کے مساوی ہے پہر بہی مین یہہ کہسکتا ہون کہ جس کی قوت یقین
پوری قوی ہو تو وہ ہر آن مین ہزار بار تمام کرہون کی جو آسمان پر ہین سیر کرسکتا ہے میری اس بات پر عموماً وہ لوگ خندہ زنی کرینگے کہ جو
دل اور یقین کی قوت نہین جانتے نہ انہون نے کبہی اپنی روحانی قوت بڑہانے کی کوشش کی نہ انہین اس مضمون سے کچہہ دلچسپی ہوئی
انگریزی مین اسی یقین اور خیال کی قوۃ کو ولپاور کہتے ہین جس کی تعریف بلیوسکائی نے اپنی کتاب آسس انویلیڈ مین نہایت تشریح سے
لکہی ہے۔ اس مضمون پر بحث کرنا فضول ہے اسلئے کہ جو ولپاور اور اسکے جذبون اور طاقت کو جانتے ہین ان کے آگے بیان کرنا صرف حاصل
ہے اور جو لوگ نہین جانتے اور اس سے واقف نہین ہین ان کے آگے بیان کرنا اپنا وقت کہونا ہے اسلئے مین اس بحث کو قلم انداز کرتا ہون مختصر
اسیقدر لکہنا کافی ہے کہ معراج کی نسبت مسلمانون کے دو خیال ہین ایک گروہ روحانی معراج کے قائل ہین اور دوسرا گروہ جسمانی معراج
کا لیکن بڑے بڑے علما روحانی معراج کی طرف گئے ہین خواہ مسلمان علما کا کچہہ ہی مذہب کیون نہو لیکن مین تو اسکا قائل ہون کہ ہمارے
نبی یعنے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک لمحہ مین اس سے وہ چند زیادہ معراج کی کیفیت حاصل کر سکتے تہے۔

اسکا دل پاک تہا اسکے انسانی جذبون مین آسمانی جوش اور الوہیت کی آمیزش ہو رہی تہی۔ ہر دم اس کی تیز نظر بن افق سے پار

دوسرے سال ۶۲۲ء مین یثربی پھر یثرب سے مکہ مین آئے اور اپنے ساتھہ ۷۵ آدمی اور بھی لائے یہہ سب محمدؐ کے دین کے شایق تھے۔ اُنہون نے رسول مقبول سے عرض کیا کہ آپ یثرب تشریف لیچلین مگر اس کہنے کی خبر قریشون کو نہ تھی انہین اسبات کا خیال بھی نہ تھا کہ یثرب مین محمدؐ کا یہہ انفلوانس ہو رہا ہے۔ (ابن ہشام صفحہ ۲۹۶)۔

ایک سنسان شب مین جب تمام دشمن خواب خرگوش مین پڑے خراٹے لیرہے تھے دین کے پیش رو ایک پہاڑی مین جمع ہوئے محمدؐ بھی اپنے چچا عباس کے ساتھہ انمین تشریف لائے۔ ابھی تک عباس ایمان نہ لائے تھے لیکن اسلامی ترقی مین انہین جوشیلی دلچسپی تھی محمدؐ نے انہین صاف صاف کہا کہ جو مذہب تمنے قبول کیا ہے اسمین تمہین دشواریان بہت پڑینگی اور بیشمار آفتین بہت ٹوٹینگی یہانتک کہ تمہاری جانین بھی خطرون مین پڑ جائینگی۔ انہون نے دلیری سے جواب دیا دین قبول کرنے سے پہلے ہم نے ان تمام آفتون کو سمجھہ لیا تہا اور ہم جانتے تھے کہ نئے نئے آسیب اور تازہ تازہ بلائین ہمپر ٹوٹینگی۔ اے خدا کے سچے نبی تو اپنا دین اور اسکے اصول ہمین تلقین کرتا کہ ہم اسپر چلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عادت کے

ہوہوکر نکلتی تھین اور تمام جہان کے جگر تک پہونچ جاتی تھین وہ غیب دان نہ تھا نہ انسے کبھی غیب دانی کا دعوی کیا لیکن اسکی نگاہین زمانہ کے آیندہ مطالب کے جگر مین پہیکر بار بار اُس سے آیندہ واقعات کا علم لیتی تھین۔ مین نے اپنی عمر مین کئی شخصون کو دیکھا کہ جو اپنی ول پاور پر قادر ہونے کے سبب سے جو کچھ کہتے وہ ہی ہوتا اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ان کی رائے خطا کہا جاتی لیکن بہت کم جب عام آدمیونکی یہہ کیفیت ہے تو نبی کی ول پاور کی کیا کیفیت ہوگی اگر دہریے نبی کے نام پر کشکین تو ہم ریفارمر کا لفظ استعمال کر سکتے ہین ایسے زبردست ریفارمر کی ول پاور کی کیا حالت ہوگی۔ فطرت کے کرشمے اور اسکی بوقلمونی اور انکے قوی جذبے وہ ہی سمجھہ سکتے ہین جنہون نے بہت کچھ ضبط کیا ہے اور اپنی روحانی قوت کو بڑہایا ہے تن پرست اور دولت کے بندے نہ اس باریک مضمون کو سمجھ سکتے ہین نہ ان کے لئے یہ باریک مضمون ہے۔ ہر شخص کی دلچسپی اسکی مقتضی ہے کہ وہ اپنے لئے کوئی نئی چیز پسند کرے کوئی کہٹاس کا شایق ہوتا ہے تو کوئی مٹہاس کا ہر گل کا رنگ اور بو جدا جدا ہوتا ہے بعض نافہم ان باتون پر جو نہ ان کے مذاق کی ہین نہ ان کی سمجھہ مین آتی ہین مضحکہ اڑاتے ہین اور لغو جانتے ہین حالانکہ یہہ ان کی ہٹ دہرمی اور کم علمی ہے ول پاور کی جوشیلی مقناطیسی کشش اور اسکی قوت اس بلا کی ہے کہ انسان ایک اشارہ سے صدہا کرہون کو اڑا سکتا ہے اور حد نظر کے پرے تک پہونچ سکتا ہے۔ یہہ سچ ہے۔

"قدر این بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی"

اگر نبی نے تمام آسمانون کی سیر کی اور خداوند کی نشانیان دیکہین تو کچہہ بھی تعجب نکرنا چاہئے کیونکہ اس کا دل ہی وہ آئینہ ہوتا ہے جسمین تجلیات ربانی کا جلوہ دکہائی دیتا ہے۔ جب تجلیات ربانی کا جلوہ دکہائی دیتا ہے تو اسکی مخلوق کی صورت نظر آجانی کچہہ بھی بات نہین ہے۔ پیغمبر کا دل وہ آئینہ ہوتا ہے کہ جہان اسنے ذرا توجہ کی اور خدا کا سچا جلال دیکھلیا۔ جنکی واقعی یہ کیفیت ہوتی ہے

(دل کے آئینہ مین ہے تصویر یار جب ذرا گردن جھکائی دیکہہ لی)

نہین لحہ بلحہ صدہا معراجین ہوتی ہین اور وہ اپنی ول پاور کے صدقہ مین کیا کیا کچہہ نہین دیکہہ لیتے۔ اس کا دل ہی وہ براق ہوتا ہے جو اسے چشم زدن بلکہ اس سے بھی جلدی خیال و وہم کی پہونچ سے بھی دور پہونچا دیتا ہے وہ خود ہی وہ چیز ہوتا ہے جو اپنے کو تمام مخلوقات پر حاوی پاتا ہے۔ اگر میرے اس مطلب کو سمجھنا چاہو تو اپنی روحانی قوت کو بڑہا کر دیکھو اسوقت ول پاور کی لذت جو مین لکھہ رہا ہون اس سے کہین زیادہ تم لکھنے لگوگے اور جو کچہہ مین کہتا ہون اس سے زیادہ تم کہنے لگوگے۔ اہل ہنود مین جوگ کا علم ہی ول پاور کی ایک شاخ ہے جس سے لوگ ہوا مین اڑتے تھے نا سمجھہ جاہل انسان کے ہوا مین تیرنے پر قہقہے اڑائین لیکن وہ جہلین کہ انکی یہ ہستی محققون کے آگے منہ کے بل اوندہی گر پڑے گی اور وہ انہین سخت تحقیر کی نظرون سے دیکہینگے مین اسبات کا قایل ہون کہ بیشک انسان اگر اپنی ول پاور کو مضبوط کرے تو پرندون کی طرح ہوا مین اڑ سکتا ہے بلکہ چاند و سورج کے کرون کی سیر کر سکتا ہے۔

موافق پہلے قرآن شریف کی آیتین پہر کر سنائین پہر اس نے ان لوگون کو خدا کی خدمت کی طرف بلایا اور نیٔے طرز مرضی الٰہی پر برکت بہیجی اور پہر وہ ہی پہلی کی سی نصیحت کی کہ خدا کی ذات مین کسی کو شریک نکریا۔ ہمیشہ اسلام کے اصول کو مدنظر رکہنا۔ اور تم پیغمبر کے احکام کی اطاعت جہانتک کہ راست ہو کرنا۔ پہر انہون نے کہا اگر ہم خدا کی راہ مین جان دینگے تو پہر ہمارا آخر کیا ہوگا رسول مقبول نے فرمایا تمہین مرنے کے بعد راحت ملیگی۔ لیکن پہر انہون نے کہا ایسا نہو کہ تو عروج اور سرسبزی کے زمانہ مین ہمین چہوڑکر اپنی قوم کی طرف رجوع ہو جائے۔ محمدؐ مسکرائے اور کہا " نہین کبہی نہین۔ تمہارا خون میرا خون ہے میں تمہارا ہون تم میرے ہو " پہر ہر شخص نے علیحدہ علیحدہ بیعت کی اور مشرف با سلام ہوگئے۔ یہہ اسلام کی بیعت عقبہ ثانیہ کہلاتی ہے مشکل سے وہ بیعت کر چکے ہون گے کہ ایک تکی کی آواز سنسان شب مین تیرتی ہوئی آئی جو ذرا دور کے فاصلہ پر کہڑا ہوا خبرداری کر رہا تہا۔ اس کی آواز سنتے ہی سب کے اندام مین رعشہ پڑگیا اور وہ ڈر گئے لیکن محمدؐ کے مضبوط اور دلیرانہ لفظون نے ان کی ڈہارس بندہائی اور دلی اطمینان کیا۔

پہر محمدؐ نے انہین سے بارہ آدمی منتخب کئے اور انہین اپنا نقیب بنا یاد[1]

تکی سپاہی کو یہہ ساری باتین معلوم ہوگئین اس نے آناً فاناً مین تمام مکہ مین یہہ خبر پہیلادی قریشون مین اور بہی جوش پہیلا وہ سب ملکر سپید ہے یثربیون کے کاروانون مین آئے تاکہ جو لوگ مشرف باسلام ہوئے ہین انہین پہر ان کے اصلی دین کی طرف پہیرین وہان ایسا ایک شخص بہی نہ تہا کیونکہ جو لوگ مسلمان ہوئے تہے وہ پہلے آنند کے تار بجاتے ہوئے یثرب روانہ ہو چکے تہے اس عجیب کامیابی نے قریشون کو پورے طور سے اسبات پر آمادہ کر دیا کہ محمدؐ کو بے سوچے قطعی قتل کر ڈالنا چاہیئے۔

محمدؐ کا حال دن بدن خطرناک ہونے لگا۔ اب محمدؐ کو قتل عام کا خوف ہوا آپنے اپنے معتقدون سے ارشاد کیا اور انہین مشورہ دیا کہ تم یثرب چلے جاؤ تاکہ تمہاری جانین ہلاکت مین نہ پڑین۔

تقریباً سو خاندان چپکے ہی چپکے مکہ سے کہسک گئے اور یثرب مین پہونچے ان کا بڑے جوش وخروش سے استقبال ہوا اور سرگرمانہ محبت سے ان کو اپنے شہر مین اتارا۔ شہر کے اکثر حصے بالکل ویران ہوگئے ربیعہ کے بیٹے نے مکہ کو یون ویران دیکہکر آسمان کی طرف نظر اٹہاکر وہ ہی پرانا گیت گایا ہر ایک آباد جگہہ جو مدت تک یون مبارک رہی ہو ایکدن ناخوشی اور تلخی کی سمی ہواؤن کی شکار ہو جاتی ہے۔ پہر اس عم آلود آواز مین یہہ کہا " یہہ سارے کرتوت ہمارے بہائی کے بیٹے کے ہین جسنے

ف۱ ابن ہشام صفحہ ۲۹۶۔

ف۲ ابن ہشام صفحہ ۲۹۶۔ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۷۰۔

ف۳ ابو الفدا صفحہ ۲۹۔ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۷۰۔

ف۴ ابن ہشام صفحات ۳۰۷ و ۲۹۵۔ ۷۵ مرد وعورت نے اسلام قبول کیا یہ واقعہ ذی الحجہ مین شروع :

ہماری انجمنوں کو تباہ کر دیا۔ ہمارے معاملات اور کاروبار کو برباد کر دیا اور ہم مین پھوٹ ڈالدی۔ یہی حضرت عیسے کے ساتھہ ہوا تہا اور یہی محمدؐ کے ساتھہ ہوا فرق اگر تہا تو اسقدر کہ عیسے نے خود اپنے گروہ کی طرف مخاطب ہوکر کہا یہہ نہ خیال کرو کہ مین زمین پر صلح کروانے آیا صلح کروانے نہین بلکہ تلوار چلانے کو آیا ہون کیونکہ مین آیا ہون کہ مرد کو اس کے باپ اور بیٹے کو اس کی مان اور بہو کو اسکی ساس سے جدا کرون۔ حضرت عیسے نے اپنی زبان سے ارشاد کیا تہا لیکن محمد صلعم پر اسکے مخالفین اور دشمنون نے یہہ بہتان قایم کئے تہے اور مفت کے الزامات اسکی پاک ذات پر لگائے تہے۔ مین اپنا انصاف غیر اسلام پر چہوڑتا ہون کہ آیا۔ فضیلت کسکو ہوئی اور زیادہ امن پہیلانے کی کس کی آرزو تہی گو یہہ الفاظ حضرت عیسے کے کچھہ ہی معنے کیون نہ بتاتے ہون اور مسیحی جدت پسند اور فرقیہ مفسر تاویلین کرکرکے جاہے جو کچھہ بیان کرین لیکن ظاہرا الفاظ سے جو معنے پیدا ہوتے ہین وہ یہہ ہین کہ حضرت عیسے اس قوم مین جسپر ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تہے نفاق ہونا تسلیم کرتے ہین اور صاف الفاظ مین فرماتے ہین کہ مین باپ بیٹے مان بیٹی ساس داماد مین نااتفاقی پیدا کرنے آیا ہون مگر محمدؐ یہی کہتا رہا کہ مین تم مین اتفاق قایم کرنے آیا ہون اور چاہتا ہون کہ تم باہم دوست بن جاؤ۔

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اس زمانہ مین بغاوت اور سرکشی کا طوفان حد سے زیادہ بلند ہوگیا تہا جسکی قہرناک موجین سر تک بلند ہونے لگی تہین اور بظاہر یہہ دکہائی دیتا تہا کہ یہہ آفت خیز لہرین محمدؐ کے سر سے گزر جائینگی۔ آپکے تمام صحابہ یثرب چلے گئے تہے صرف حضرت علی اور واجب التعظیم ابوبکر محمدؐ کے ساتھہ تہے۔ اب بہی محمدؐ کی وہ سی دلیرانہ امنگین طبیعت مین اُٹھہ رہی تہین اور وہ ہی ریفارم کے جوش دل مین پیدا ہورہے تہے آپ اپنے کوشش مین اسیطرح مستعد تہے۔ خوف مخالفین تہا۔ قوم کی دشمنی کہٹکتی تہی پہر بہی اپنے سب سے قوی خدا کے بہروسہ پر اسکے ارادون مین ہرگز ہرگز خامی نہین آئی تہی۔ ہزارون خونخوار اور قاتل قریش غصہ سے منہ مین کف بہرے ہوئے آنکہون مین طیش کے شعلے روشن ہوتے ہوئے خون ٹپکتی ہوئی برہنہ تلوارین ہاتہہ مین اسکو گہیرے ہوئے تہے اور عنقریب اسپر وار ہونے کو تہا۔ اور تمام آفت خیز بادل بہت روز شور سے اکہٹے ہو رہے تہے۔ پیغمبر خدا کی جان خطرہ مین پڑنے کو تہی تمام قریش ٹاؤن ہال (دارالندوہ) مین جمع ہوئے اور اور قبیلون کے چند سردار بہی بلائے گئے وہان جو کچھہ بحث تہ

اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم محرم اور صفر تک وہین قیام پذیر رہے ربیع الاول آپ مدینہ تشریف لے گئے۔ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۷۶۔

ابن ہشام صفحہ ۳۲۶۔

متی کی انجیل باب ۱۰۔ آیت ۳۴ و ۳۵۔

وہ موت اور زندگی پر ہو رہی تھی - جلسہ طوفان خیز اور شور انگیز تھا ان کے دل مارے غضب کے کانپنے جاتے تھے کوئی رائے دیتا تھا کہ محمدؐ اور اس کے ساتھیوں کو دائم الحبس کردو کوئی کہتا تھا کہ فیصلہ ہی کردو لیکن ایک شخص نے بہت زور شور سے اس بات پر بحث کی اور مصر ہوا کہ ہمیں محمدؐ اور اس کے ساتھیوں کو قطعاً قتل کرنا چاہیے ان کو قیدخانہ میں رکھنا اور زندہ چھوڑنا خلاف مصلحت ہے - اتنے میں ابو جہل[1] کھڑا ہوا اور اس نے کہا ہر قبیلہ میں سے چند بہادر بہادر شخص منتخب کئے جائیں اور ان کو محمدؐ کے قتل کرنے کے لئے بھیجا جائے تاکہ وہ اپنی چھریاں کو محمدؐ کے کلیجہ میں بھونکدیں یہہ یقینی امر ہے کہ اس کے ساتھی اور رشتہ دار کبھی بھی انتقام نہیں لیسکینگے [illegible] ایک پردیسی عرب نے اٹھکر اسکی تائید کی - یہہ رزولیوشن پاس ہوگیا اور سب نے اس تجویز سے اتفاق کیا - پھر چند نوجوان دلچلے بہادر انہی میں سے منتخب کیئے تاکہ وہ آسانی سے جاکر محمدؐ کا کام تمام کردیں - جوں ہی رات زیادہ ہوئی قاتلوں نے اپنے کو محمدؐ کے مکان کے ادھر ادھر پوشیدہ کیا ساری رات تک یہہ تکتے رہے کہ علی الصباح محمدؐ باہر نکلیں تو وہ [illegible] اور چلائیں ایک سوراخ میں سے ساری رات تاک جھانک کرتے رہے اور اپنا اطمینان محمدؐ کو [illegible] -

یہاں یہہ ہو رہا تھا وہاں محمدؐ کے دل پر خود بخود یہہ خوف طاری ہوا کہ [illegible] لئے یہہ سامان ہو رہا ہے وہ اپنی قوم کی بدکرداری سے واقف تھا وہ ان کے تیور پہچانتا تھا [illegible] کا دل بیدار رہتا تھا خود بخود حضرت موسےؑ کی طرح جب اسپر اسکی دشمنوں نے حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا آگاہ ہوگیا - اس خیال نے آقا کی توجہ بستر پر جمی رہے محمدؐ نے اپنی سبز رنگ کی پوشاک علی پر ڈالدی اور کہا تم یہیں چھپے پڑے رہو اور پھر محمدؐ اس طرح سے بچ گئے کہ جیسے حضرت داؤد کھڑکی میں سے ہو کر بچ گئے تھے - محمدؐ یہاں سے ابوبکرؓ کے مکان پر تشریف لیگئے انہوں نے پہلے ہی سے دو اونٹ تیار کر رکھے تھے دونو سوار ہوکر یثرب کی طرف تشریف لیچلے لیکن چند روز کے لئے غار ثور میں آپ قیام پذیر رہے[3] جو ایک پہاڑی مکہ کی جنوب میں ہے قریشوں کے غصہ کی اب کوئی حد نہ رہی تھی یہہ خبریں کہ قاتل ناکامیاب واپس پھرے تمام شہر میں جنگل تک آگ کی طرح پھیل گئیں - گھوڑے سوار ادھر ادھر محمدؐ کی تلاش میں پھرنے لگے - یہہ ڈھنڈورا پیٹا کہ جو کوئی محمدؐ کا سر لادیگا اسے انعام ملیگا[4] متواتر خوفوں نے ابوبکر کے دل کو ڈرا دیا اسی خوف حالت میں ابوبکرؓ نے کہا ہم "صرف دو آدمی ہیں" محمدؐ نے جواب دیا نہیں ہم تین ہیں خدا بھی ہمارے ساتھ ہے اور بیشک وہ اس کے ساتھ تھا تین دن کے بعد قریشوں کی کوششیں سست پڑگئیں -

(۱) تاریخ مسیحی مصنفہ ل مین جلد ۱ صفحہ ۲۵۳ -

(۲) ابن ہشام صفحہ ۳۲۵ - ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۸۰

(۳) دیکھو ڈیونپورٹ کا نوٹ ابو الفدا کی مترجمہ تاریخ پر صفحہ ۱۱۶ - نوٹ ۵۷ -

(۴) ابن ہشام صفحہ ۳۲۸ و ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۸۱ یہہ دونو مورخ لکھتے ہیں کہ سو اونٹوں کا انعام دینا کیا گیا تھا -

اس عرصہ مین ابوبکر کی لڑکی رات کو چہپ چہپاکر ان دونو کو کہانے کو دے آیا کرتی تہی ۱؎
تیسرے دن کی شام کو پناہ گزینون نے ثور کی پہاڑی کو چہوڑ دیا بدقت دو اونٹ حاصل کرکے
غیر راہون سے یثرب کی طرف روانہ ہوئے۔ لیکن یہان بہی رستہ خوفون سے بہرا ہوا تہا۔ اس منڈ
ے کہ جو شخص محمدؐ کا سر لائیگا اسے بڑا بہاری انعام ملیگا بیسیون سوارون کو ادہر ادہر باہر تلاش
نے کے لئے آمادہ کیا وہ دور دور چارونطرف اپنی جستجو مین سرگرم تہے دونو چلے جارہے تہے
ایک وحشی خوفناک جنگ آور عرب نے جو آپ کی تلاش ہی مین تہا آواز دی ٹہرو کہان جاتے
یہہ دیکھتے ہی ابوبکر نے کہا ہائے ہم مارے گئے ۲؎ محمدؐ نے کہا "مت ڈرو خدا ہی ہمین بچائیگا وہ
ن ہی یہہ بت پرست عرب شمشیر بدست محمدؐ کی طرف جہپٹا اسکا گہوڑا بہڑکا اور گر پڑا۔ اس
خص نے پہر محمدؐ سے معافی مانگی اسلئے کہ وہ بالکل بیقابو تہا اور محمدؐ اسے قتل کرسکتے تہے لیکن
شی محمدؐ نے اسے معافی دی اور اسکی جان بخشی کی اور یہہ جان بخشی ابوبکر کی سفارش سے ہوئی ۳؎
دونو بغیر قیام کے یثرب کی طرف برابر قدم اٹہائے چلے گئے ا تین دن کے عرصہ مین یثرب کی
ود مین پہونچے۔ یہہ جون کا مہینہ سخت گرمی کا تہا ۶۲۲ء تہا کہ شتر سوار پہلتی ہوئی ریت
رتون پہرے آفتاب کے مشتعل جلا دینے والے سایہ مین کس بیم و رجا کی حالت مین جارہے
ان کے صاف دل فطری روشنی سے منور ہو رہے ہین۔ ان کے جگر اپنی ہی قوم کی بدکرداری
نا انصافی سے چہلنی ہو رہے ہین ایک انمین پیشوا ہے اور دوسرا اسکا مقتدی ہے مگر
اتحاد دونو مین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسمین دوست مین تو تمین اپنی تیز بان جدا کہاری
ور بگولے آگ چکرا رہے ہین مگر پہر بہی اس بہادر کے وہ ہی دم خم ہین وہ ہی ارادے ہین
ہ آرزو بہرا دل ہے اور وہی ریفارم کی آرزو دل پر غالب ہے۔ خدا خدا کرکے یہہ دونو شتر
بیم و رجا کی حالت مین ٹوٹتے ہوئے مگر بہروسہ سے لبالب دلون سے کوبا آکے پہونچے یہہ گاؤن
سے جنوب کی طرف دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور یہہ قصبہ اپنی بار آوری اور خوب
تی مین مشہور ہے۔ یہان محمدؐ ۴؎ اپنے ساتہی کے ساتہہ بدل قیام پذیر ہوئے۔ یہان
ت علی بہی آکر مل گئے یہہ باوفا اور جان نثار شخص چہپ چہپاکر مکہ سے بہاگا اور سیدہا
کی طرف روانہ ہوا دن کو کہین چہپا رہتا تہا اور شب کو رستہ طے کرتا تہا کیونکہ خوف
کہ اگر ذرا بہی کوئی دیکہہ لیگا تو قتل کر ڈالیگا مگر خدا نے بچا دیا اور وہ اپنے پیارے نبی سے

ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۸۱ —
ابن ہشام صفحات ۳۳۰ و ۳۳۱ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۲۴ —
ہشام صفحہ ۳۳۴ —
شکل بدہ — جمعرات ابن ہشام صفحہ ۳۳۵ — ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۸۳ —
الفدا اڈیسن مدرجر کا ترجمہ صفحہ ۱۱۶ نوٹ ۹۵ —

اس عرصہ مین ابو بکر کی لڑکی رات کو چہپ چہپا کر ان دونو کو کہانے کو دے آیا کرتی تہی ۱؎
تیسرے دن کی شام کو پناہ گزینون نے ثور کی پہاڑی کو چہوڑ دیا بدقت دو اونٹ حاصل کرکے
یر راہون سے یثرب کی طرف روانہ ہوئے - لیکن یہان بہی رستہ خوفون سے بہرا ہوا تہا - اس منا
ہ کہ جو شخص محمدؐ کا سر لائیگا اسے بڑا بہاری انعام ملیگا بیسیون سوارون کو ادہر ادہر باہر تلاش
نے کے لئے آمادہ کیا وہ دور دور چار و نطرف اپنی جستجو مین سرگرم تہے دونو چلے جا رہے تہے
ایک وحشی خوفناک جنگ آور عرب نے جو آپ کی تلاش ہی مین تہا آواز دی ٹہرو کہان جاتے
یہہ دیکہتے ہی ابو بکر نے کہا ہائے ہم مارے گئے "محمدؐ نے کہا" مت ڈرو خدا ہی ہمین بچائیگا دو
ن ہی یہہ بت پرست عرب شمشیر بدست محمدؐ کی طرف جہپٹا اسکا گہوڑا بہڑکا اور گر پڑا - اس
ص نے پہر محمدؐ سے معافی مانگی اسلئے کہ وہ بالکل بیقابو تہا اور محمدؐ اسے قتل کر سکتے تہے لیکن
شی محمدؐ نے اسے معافی دی اور اسکی جان بخشی کی اور یہہ جان بخشی ابو بکر کی سفارش سے ہوئی ۲؎
دونو بغیر قیام کے یثرب کی طرف برابر قدم اٹہائے چلے گئے اور تین دن کے عرصہ مین یثرب کی
ود مین پہونچے - یہہ جون کا مہینہ سخت گرمی کا تہا ۶۲۲ء ۳؎ تہا کہ شتر سوار پہلسنی ہوئی ریت
اوپر سے آفتاب کے مشتعل جلا دینے والے سایہ مین کس بیم و رجا کی حالت مین جا رہے
ان کے صاف دل فطری روشنی سے منور ہو رہے ہین - ان کے جگر اپنی ہی قوم کی بدکرداری
نا انصافی سے چہلنی ہو رہے ہین ایک انمین پیشوا ہے اور دوسرا اسکا مقتدی ہے مگر
اتحاد دونو مین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انمین دوست مین تو تین اپنی تیز بان جدا کہاری
ور بگولے آگ چلا رہے ہین مگر پہر بہی اس بہادر کے وہی دم خم ہین وہی ارادے ہین
آرزو بہرا دل ہے اور وہی ریفارم کی آرزو دل پر غالب ہے - خدا خدا کرکے یہہ دونو شتر
بیم و رجا کی حالت مین ٹوٹے ہوئے مگر بہروسہ سے لبالب دلون سے کوبا پہونچے یہہ گانون
سے جنوب کی طرف دو میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے - اور یہہ قصبہ اپنی بار آوری اور خوب
تی مین مشہور ہے - یہان محمدؐ ۴؎ اپنے ساتہی کے ساتہہ چند دل قیام پذیر ہوئے - یہان
ت علی بہی آکر مل گئے یہہ باوفا اور جان نثار شخص چہپ چہپا کر مکہ سے بہاگا اور سیدہا
کی طرف روانہ ہوا دن کو کہین چہپا رہتا تہا اور شب کو رستہ طے کرتا تہا کیونکہ خوف
ا کہ اگر ذرا بہی کوئی دیکہہ لیگا تو قتل کر ڈالیگا مگر خدا نے بچا دیا اور وہ اپنے پیارے نبی سے

الاثیر جلد ۲ صفحہ ۸۱ —
ہشام صفحات ۳۳۲ و ۳۳۱ و ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۴ —
ہشام صفحہ ۳۳۴ —
نگل بدہ - جمعرات ابن ہشام صفحہ ۳۳۵ - ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۸۳ —
الفدا اڈیس مرجر کا ترجمہ صفحہ ۱۱۶ نوٹ ۹۵ —

آکر ملگیا - اب مالک کلثوم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ اور یہی عرصہ تک
رہو یہان قیام فرمائین لیکن آپ کا فرض آپکی آنکہون کے آگے گردش کر رہا تہا اسلئے آپ
زیادہ وہان نہ ٹہر سکے اور سیدہے یثرب کی طرف روانہ ہوئے یہان بہت سے مسلمین آپ کے
منتظر تہے جنہون نے بہت جوش سے استقبال کیا آپ بروز جمعہ ۱۶ ربیع الاول کو یثرب مین داخل ہوئے
سٹر کاسن ڈیمی پرسیول انگریزی مہینہ کی دوسری جون ۶۲۲ع بتاتے ہین اسطرح سے یہہ
ہجرت مکمل ہوئی یوروپین اسکو دی فلائٹ آف محمدؐ کہتے ہین اسی تاریخ سے محمدی تقویم شروع
ہوتی ہے —

نوٹ اول متعلقہ باب دوم

سنہ ہجری حضرت خلیفہ ثانی نے سترہ برس کے بعد ایجاد کیا تہا - اسکی ابتدا ٹہیک
اس دن سے نہین رکہی گئی جبدن کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم مکہ شریف سے روانہ
ہوئے تہے جو چوتہی ربیع الاول کو واقع ہوا تہا لیکن ماہ قمری محرم کی مہینہ کی پہلی تاریخ سے
یہہ سنہ ہجری شروع ہوا - ٹہیک انگریزی مہینہ جولائی کی پندرہ تاریخ ہوتی ہے - گو حضرت
عمر اس کے موجد ہین لیکن تاریخ طبری مین لکہا ہے کہ حضرت کا مکہ معظمہ سے روانہ ہونا
فطری طور پر اس کا شاہد تہا کہ یہین سے قمری حساب پر سال نبوی شروع ہو —

نوٹ دوم متعلقہ باب دوم

مسلمانون کے یہہ بارہ مہینے ہین محرم (پاک مہینہ) صفر (سفر کا مہینہ) ربیع الاول (نسبت
کا پہلا مہینہ) ربیع الثانی (نسبت کا دوسرا مہینہ) جمادی الاول (پہلا بے بارش یا خشک مہینہ)
جمادی الثانی (دوسرا بے بارش یا خشک مہینہ) رجب (بزرگ) اسکو رجب المرجب بہی کہتے ہین) شعبان —
(درختون کی بارآوری یا کونپل پہوٹنے کا مہینہ) رمضان (گرمی کا مہینہ) شوال (ملاپ یا
اتصال کا مہینہ) ذیقعدہ (تفنن تفرح - آرام یا مہلت کا مہینہ) ذالحجہ (زیارت
کا مہینہ) پرانے عربون نے قمری مہینہ کو ۲۹ ۵۳ دن آٹہ گہنٹے ۴۸ سیکنڈ کا شمار کیا
تہا اور بارہ مہینون مین کوئی ۲۹ دن کا اور کوئی ۳۰ دن کا مقرر کیا تہا —

{تیسرا باب}

(پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ مین)

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدۂ + ہر چند کہ آخر بظہور آمدۂ +
اے ختم رسل قرب تو معلومم شد دیر آمدۂ ز راہ دور آمدۂ +

اب وہ زمانہ آگیا کہ محمدؐ کی حالات کی نئی زندگی شروع ہوئی۔ مکہ اپنے مالوفہ وطن کو چھوڑ دینا اور اس سخت پریشانی کی حالت مین یثرب چلا آنا بعض نافہم کوتاہ اندیش مصنفون کی راے مین ایک اولوالعزم کے نہایت خلاف شان ہے۔ مگر جس نے محمدؐ کے ان صحیح صحیح حالات کو دیکھا ہے جنہین سلسلہ تاریخ کی روشنی پہنچیگی وہ ٹہیک ٹہیک اندازہ کرسکتے ہین کہ یہہ ہجرت کن کن پالیسیون پر مبنی تہی اور اس مین کیا کیا حکمتین مضمر تہین۔ چونکہ اس موقع پر میرا فرض ہے کہ مین ذرا تفصیل طور پر اس مصلحت یا پولیسی کو بیان کرون اور دکہادون کہ یہہ فلاسفی یا حکمت عملی اولوالعزمی کے شان کے خلاف ہرگز نہین ہے کچھہ تحریر کرتا ہون امید ہے کہ میرے معزز ناظرین بغور پڑہکر اپنے ہی دل مین انصاف کرین گے۔ اور دیکہینگے کہ یہہ فلاسفی کس طرح طور پر ضروری تہی۔

یہہ ظاہر ہے کہ محمدؐ خدا نہ تہا انسان تہا اور جس کا بیان واضح طور پہ قرآن شریف مین آگیا تو سب انسانی ضرورات انسانی بہی اس کے ساتھہ ہونے چاہئین۔ خدا کوئی کام خلاف قانون قدرت نہین کرتا یہہ اسے اختیار تہا کہ وہ بغیر نبیون کے بہیجے یا ان پر غضب برپا کرے یا اپنے رحم اور قہر کی نشانیان دکہاے ایک آن مین سب کو راہ پر لاتا لیکن اسباب کا خیال رہے کہ جب تک ابر نہ آیگا مینہ نہ برسیگا۔ بادل جمع نہ ہون تو بجلی نہ کڑکے گی۔ پانی نہ پیا جائیگا پیاس نہین بجہنے کی وغیرہ وغیرہ یہ ساری باتین قانون قدرت کی ہین خدا مین یہہ سب قوتین اسکے خلاف کرنے کی ہین یعنے بے ابر پانی برسا سکتا ہے بے بادل بجلی کڑکا سکتا ہے بے پانی پیاس بجہا سکتا ہے مگر جو کچہہ اس نے اول روز سے قوانین قدرت منضبط کردئیے ہین ان سے کبہی اور کسی حالت مین تجاوز نہین کرسکتا۔ ہان اسمین یہہ قدرت تہی کہ محمدؐ کو تنہا لاکہون پر غالب کر دیتا مگر پہر انسانیت سے اس کا درجہ دوسرا تسلیم کرنا پڑتا اور پہر لاکہون اعتراضون کی بہرمار ہوتی اور پہر خبر نہین عیسائیون کی طرح اس کے معتقدون کو کیا کیا مصیبت پیش آتی۔

خدا نے اپنے کلام مین فرمایا ہے نہین ہے محمد مگر رسول یعنے محمد صرف میرا پیغام پہونچانے والا ہے۔ محمد تنہا تھا سوائے بہروسے کے اور کچھہ اسکے پاس نہ تہا یہی بہروسہ اسکا معاون تہا اور یہی مدد گار تہا۔ دین مین نہ اسکی عاجزانہ زمانہ مین زبردستی ہوئی نہ پرشوکت عہد مین ہی جبر ہوا۔

بہانا کہ جب اسپر اسکے دشمن حملہ کرین اور وہ تنہا ہو تو ضرور بحیثیت انسان ہونے کے اُسے اپنی زندگی بچانی چاہئے اور جو ایک عقلمند روشن دماغ تدبیرین کر سکتا ہے اپنی حفاظت کے لئے عمل مین لایق زیبا ہین کیا یہہ محمد کی عقلمندی ہی کہ وہ شمشیر برہنہ لیکر صدہا دشمنون مین نکل آتا اور اپنی جان بیوقت دیدیتا اسے ایسی بہت کچھہ کرنا تہا اور یہہ محض ناممکن تہا کہ بغیر تکمیل دین اس کا کوئی اور صحابی دین کو چلا سکتا اور ترقی کر سکتا۔ اگر نبی مین یہہ صفت قایم کی جائے کہ اسے کوئی اذیت نہین پہونچا سکتا یا تلوار اسکی گردن کو نہین کاٹ سکتی یا تیر اس کے کلیجہ کے پار نہین ہوسکتا یا نیزہ اسکے سینہ مین نہین بہک سکتا تو حضرت عیسے کیون سولی پرچڑہتے اور گذشتہ پیغمبرون پر کیون آفتین برپا ہوئین۔ شجاعت کے اصلی معنی یہی ہین کہ بیوقت اپنی جان ندے اسلئے کہ اسوقت اسکی جان جانا زیادہ فائدہ ند بخشتا اور اس کی زندگی بہت بہت کچھہ فوائد خود ہی حاصل کرے گی اور دوسرون کو بہی پہونچائے گی۔

اگر عیسائی یہہ لکہتے ہین کہ حضرت عیسے اپنی امت کے نجات دینے کے لئے سولی پر چڑہ گئے تو ہم یہ کہسکتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آیندہ کثیر التعداد امت کے لئے یہہ تکلیفین برداشت کین اور ایسی ایسی ناکامیون مین بہی دل نہ ہارا اور ایسے ایسے مصائب اٹہائے اور دشمنون کی سختیان برداشت کین مگر پہر بہی ہمت نہ ہاری یہی مستقل مزاجی انسان کو ان نامعلوم کامیابیون کا حصہ دیتی ہے کہ جو بڑی جد وجہد کے بعد بہی حاصل نہین ہوئین۔ ان سب باتون کو چہوڑکر اور اس الزامی جواب سے منہ موڑکر مین پہر بہی کہتا ہون کہ وہ نجات دہندہ صرف اصلاح عالم کے لئے مبعوث ہوا تہا تو جو کچھہ سختیان ایک مصلح اٹہا سکتا ہے وہ اسے برداشت کرنی پڑین جہانتک اسے معلوم ہوا اور ممکن ہوسکا اس نے اس جہان فانی سے کوچ نہ کیا۔ ہر سخت نرمعرکہ مین خدا اس کا محافظ تہا اور بیشک اسکی محافظت محمد کے لئے اطمینان بخش تہی وہ بہروسہ جو ایک وحدت پرست یا خدا کے جلال پہلانے والے کے دل مین پیدا ہوتا ہے ناکامیون کے متواتر شدید حملون کے وقت سینہ سپر ہو جاتا ہے اور انتہا درجہ کی سختیون اور ناکامیون مین بہی وہ دل نہین ہارتا لیکن یہہ بہروسہ اپنی پوری شان سے ہر ایک کے دل مین طرح طرح کا ہوتا ہے۔

نبی اور غیر نبی کے بہروسہ خدا پر بہت بڑا فرق ہے اور اس فرق کو بیان کرنے کے لئے فطرت سے

خدا نے اپنے کلام میں فرمایا ہے نہیں ہے محمد مگر رسول یعنے محمد صرف میرا پیغام پہونچانے والا ہے۔ محمد تنہا تھا سوائے بھروسہ کے اور کچھہ اسکے پاس نہ تھا یہی بھروسہ اسکا معاون تھا اور یہی مددگار تھا۔ دین میں نہ اسکی عاجزانہ زمانہ میں زبردستی ہوئی نہ پرشوکت عہد میں بھی جبر ہوا۔

اظہار تھا کہ جب اوپر اسکے دشمن حملہ کریں اور وہ تنہا ہو تو ضرور بحیثیت انسان ہونے کے اُسے اپنی زندگی بچانی چاہیے اور جو ایک عقلمند روشن دماغ تدبیریں کرسکتا ہے اپنی حفاظت کے لئے عمل میں لائے زیبا ہیں کیا یہہ محمد کی عقلمندی تھی کہ وہ شمشیر برہنہ لیکر صدہا دشمنوں میں نکل آتا اور اپنی جان بیوقت دیدیتا اسے ابھی بہت کچھہ کرنا تھا اور یہ محض ناممکن تھا کہ بغیر تکمیل دین اس کا کوئی اور صحابی دین کو چلا سکتا اور ترقی کرسکتا۔ اگر نبی میں یہہ صفت قایم کی جائے کہ اسے کوئی اذیت نہیں پہونچا سکتا یا تلوار اسکی گردن کو نہیں کاٹ سکتی یا تیر اس کے کلیجہ کے پار نہیں ہوسکتا یا نیزہ اسکے سینہ میں نہیں بھک سکتا تو حضرت عیسے کیوں سولی پر چڑہتے اور گذشتہ پیغمبروں پر کیوں آفتیں برپا ہوتیں۔ شجاعت کے اصلی معنی یہی ہیں کہ بیوقت اپنی جان نہ دے اسلئے کہ اسوقت اسکی جان جانا زیادہ فائدہ نہ دیگا اور اس کی زندگی بہت بہت کچھہ فوائد خود بھی حاصل کرے گی اور دوسروں کو بھی پہونچائے گی۔

اگر عیسائی یہہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسے اپنی امت کے نجات دینے کے لئے سولی پر چڑہ گئے تو ہم یہ کہسکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آیندہ کثیر التعداد امت کے لئے یہہ یہہ تکلیفیں برداشت کیں اور ایسی ایسی ناکامیوں میں بھی دل نہ ہارا اور ایسے ایسے مصائب اٹھائے اور دشمنوں کی سختیاں برداشت کیں مگر پھر بھی ہمت نہ ہاری یہی مستقل مزاجی انسان کو ان نامعلوم کامیابیوں کا حصہ دیتی ہے کہ جو بڑی جد وجہد کے بعد بھی حاصل نہیں ہوتیں۔ ان سب باتوں کو چھوڑکر اور اس الزامی جواب سے منہ موڑکر میں پھر بھی کہتا ہوں کہ وہ نجات دہندہ صرف اصلاح عالم کے لئے مبعوث ہوا تھا تو جو کچھہ سختیاں ایک مصلح اٹھا سکتا ہے وہ اسے برداشت کرنی پڑیں جہانتک اسے معلوم ہوا اور ممکن ہوسکا اس نے اس جہان فانی سے کوچ نہ کیا۔ ہر سخت تر معرکہ میں خدا اس کا محافظ تھا اور جبتک اسکی محافظت محمد کے لئے اطمینان بخش تھی وہ بھروسہ جو ایک وحدت پرست یا خدا کے جلال پھیلانے والے کے دل میں پیدا ہوتا ہے ناکامیوں کے متواتر شدید حملوں کے وقت سینہ سپر ہوجاتا ہے اور انتہا درجہ کی سختیوں اور ناکامیوں میں بھی وہ دل نہیں ہارتا لیکن یہہ بھروسہ اپنی پوری شان سے ہر ایک کے دل میں طرح طرح کا ہوتا ہے۔

نبی اور غیر نبی کے بھروسہ خدا پر بہت بڑا فرق ہے اور اس فرق کو بیان کرنے کے لئے فطرت نے

کسی زبان مین ایسے الفاظ نہین پیدا کیے ہین جس سے ہین فرق کا مفہوم ادا ہو سکے- اسلئے مین بمجبوری خاموشی اختیار کرتا ہون مین اپنے خیال مین جو کچھ مجھے ثابت کرنا تہا کر چکا یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہہ ہجرت یا فلائٹ ایک فطرتی امر تہا اور قانون قدرت کے برخلاف نہ تہا- اسکے علاوہ ہم پہلے بیان کر آئے ہین کہ یثربی پہلے ہی سے دعوت کر گئے تہے مگر حمیت وغیرت نبوت ہرگز اسکی مقتضی نہتی ہوئی کہ اپنے معتقدون کی جان ہلاکت مین چہوڑ کر آپ پہلے ہی سے تشریف لیجا دین جب ایک ایک نفس کو نکال دیا اور وہ پناہ مین آگئے اسوقت آپنے ہجرت فرمانے کا قصد کیا حضرت علی یعنے اپنے چچازاد بہائی کو اس لئے اپنی جگہہ چہوڑ گئے تہے کہ ان سے قریشون کو کچھہ پرخاش نہ تہی محمد کو یقین تہا کہ علی کا بال بیکا نہو گا اور اس کے علاوہ علی جنہون نے بچپن سے اپنے کو محمدؐ کے حوالہ کر دیا تہا بہت خوشی سے اس موقعے آنے کے امیدواری مین لگے رہے جو ان کے پیارے نبی کے لئے تجویز کی گئی تہی- حضرت علی کیا مقر ہے جو رسول اکرم پر ایمان لایا اسکی یہی کیفیت تہی وہ اپنے نبی پر جان دینی اپنی اصلی اور محقق شادمانی سمجہتا تہا مرد تو مرد عورتون کی یہی کیفیت تہی چنانچہ حضرت اکبر کی صاحبزادی ایسی قیامت خیز حالت مین بہی شب کو چہپ چہپا کر کہانا پہونچا آتی تہین یہ وفاداری اور بے جگری کیا کچہ کم ہے جس کے سر کے لئے سو اونٹون کے انعام کا ڈہنڈورا پٹا ہو اور اسیکے لئے روزمرہ کہانا لیجانا وہ ہی لوگ بخوبی اندازہ کر سکتے ہین کہ جنہین اس قسم کے موقعے پڑے ہین جتنے محمدؐ کے معتقد تہے وہ سب اپنا دہن من تن قربان کرنا اپنا فرض جانتے تہے بچہ سے لیکر نوجوان تک اور نوجوان سے لیکر بوڑہے تک سب کی فریفتگی کی یہی کیفیت تہی-

کوئی عورت ہو یا مرد ہو رسول کی محبت کا جوش یکسان سبکی طبیعت مین جوش مار رہا تہا برخلاف گیلیلی کی مچہلی والون کے جو حضرت عیسے پر ایمان لائے تہے ایک ہی سچے عقیدہ سے مسیحی ہوا تہا وہ ہر وقت یہہ کہتے تہے کہ ہم ایمان لے تو آئے ہین لیکن جب تک آپ ہمین ما فوق العادت باتین یا کر نہ دکہائینگے ہمارا ایمان آپ پر پختہ نہوگا- آنحضرت کے مریدون یا نومسلمون نے کبہی کسی حالت مین یہ نہین کہا کہ ہمین کوئی معجزہ دکہاؤ ہم آپ پر اعتقاد نہین رکہتے- ان سب باتون سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ بیشک عالم کا نجات دہندہ اور جتنے انبیا کہ اس سے پہلے گزر گئے تہے سب سے برتر اور افضل تہا جسوقت آپ یثرب پہونچے تو یثربی اتنے خوش ہوئے کہ گویا انہین تمام زمانہ کی نعمت مل گئی اور ان کے گہر لچہمی آگئی- اُن کے اسلامی جوش کا اُبہار ہوا اور ان کے ساکن اور بے حس وحرکت سمندر مین مدو جزر اٹہنے لگا- وہ رسول اکرم پر پروانہ کی طرح قربان ہونے کو دوڑے اور آپکو اپنا سردار بنایا-

ہم ابہی اس عجیب وغریب شخص کو یتیمی اور محض تنہائی کی حالت مین دیکہہ چکے ہین جس نے کبہی باپ کی محبت کا حصہ نہین لیا اور نہ اسے ماں کی سرپرستی اور شفقت نصیب ہوئی اسکی ابتدائی زندگی کیسے

رقت و دلسوزی سے پر تہی اور جو ایک پرخیال بچپن سے آگے قدم بڑہاتی گئی اس کا بچپن ایسا ہی صاف اور بے لوث تہا جیسا اوسکا لڑکپن اسکی جوانی ایسی ہی متعبد مرتاض اور پارسا تہی جیسے اسکا بچپن اس کے کان ہمیشہ غریب اور مفلسون دردمندون کی مصیبت خیز آوازون کے سنے کے لئے کہلے ہوئے تھے اس کا مصفا قلب خدا کی مخلوق کی سچی ہمدردی اور الفت سے لبالب بہرا ہوا تہا وہ اس عاجزی اور انکساری صفائی سے قدم اٹہاتا تہا کہ لوگ انگلیان اٹہا اٹہا کر کہتے تہے وہ الامین جارہا ہے سچا صادق امین - ایک ایماندار وفاشعار دوست فدائی خاوند عمدہ اور زندگی کی رازدارانہ باریکیونکا خیال کرنے والا انسانی کامون کی کفالت اور ذمہ داری کرنے والا انسانی زندگی اور ارادہ کو سمجہنے والا اسکا خاص منشا اسکی دلی آرزو صرف ایک قوم کی نہین بلکہ دنیا کی اصلاح سے تہی اسکی آوازون کی گونج گو کچہ زمانہ تک عرب کے سنگلاخ چٹانون سے ٹکرانی رہی لیکن بعد ازان تمام دنیا مین ان کی موسیقی خیز گونج گونجنے لگی -

اسکو بہت کچہ اذیت دی گئی لیکن کبہی بہی اس نے اُف نہ کی - اسپر ہرچند طرح طرح کے مظالم توڑے گئے لیکن اس نے کبہی خوف نہ کہایا - وہ ڈرایا گیا لیکن کبہی گہبراہٹ اسکے دل پر نہ غالب ہوئی - اسکے ارادہ اور کامیابی مین صدہا خدشے اٹہے مگر وہ ایسا ہی مستقل رہا کہ جیسے اول دن ہوا تہا - اسکو ہٹا دینے کی بہت سی کوششین کی گئین مگر وہ اپنی جگہہ سے نہ سرکا - اسکے اطوار اور وضع کی عالی منشی عظمت امارت نجابت - اس کا ازبس پرشوق یقین خدا کے رحم پر - اپنے فرض ادا کرنے کی انتہا درجہ کی سرگرمی نے اسکے اردگرد بہت سے جانبازون اور وفاشعارون کا گروہ جمع کر دیا - جب قریشون کی مخالفت کے طوفان خیز بلاؤن نے عروج پکڑا تو ایسی حالت مین بہی اپنی جگہہ پر بڑی دلیری اور مردانگی سے کہڑا رہا اور جب سب کو بچا دیا آپ ہی اپنے دوستون مین چلا آیا -

اپنی قوم کا وہ بوڑہا شخص جس نے ایسی حالت مین بہی جبل ثور مین اپنے سے کم عمر یا کیقدر ہمادی عمر کے ہادی کا ساتہہ دیا کس دلیری اور جانبازی سے پہلو بہ پہلو موجود رہا - اور حواریین حضرت عیسے کی طرح اپنے ہادی کو بلا مین چہوڑ کر لوگون کے پیچہے دور نہ کہڑا ہو گیا -

اب ہم اسی یتیم بے سروسامان بیکس بچہ کو سلطان اور لوگون کے دلون پر حکومت کرنے والا دیکہینگے ہر مخلوق کا سردار - مقنن قوانین شرعیہ - برتر مجسٹریٹ - اور باوجود ان تمام بزرگیون کے وہ ہی ...ز کہتے والا اور ویسا ہی منکسر معلوم ہوگا اوسوقت سے اسکی تاریخ کا من وبلد کی تاریخ مین جسکا وہ ...ز تہا غرق ہوتی ہے - اوسوقت سے وہ بچہ جو اپنے پہٹے ہوئے کپڑون مین اپنے ہاتہہ سے پیوند لگاتا ہے اور کئی دن اس نے بے آب و دانہ گزارے ہین وہ ہی سو طاقتور سلطانون کا ایک سلطان اور سو برتر شہنشاہون کا ایک شہنشاہ بنیگا - کہ جسکا ثانی دلون پر حکمرانی کرنے مین دنیا مین

بھی نکلے گا۔
ے اپنی اصلی حقیقت کو لوگون پر بھول دیا کہ مین کیا ہون اسکی طرز معاشرت کی نجابت اسکی
وط دوستی۔ اسکا تحمل اور جرات۔ اور اسکی آتش خیز آرزو جو ایک موجزن اور موج سمندر کی
ہردم اسکی طبیعت مین اٹھتی تھی اور جسمین مخلوق کی رفاہ عام طالب تھی ان سبکا لب لباب
ان سینہ مین کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ ان ہی صفات نے اُسے سبکا ماسٹر بنا دیا یہہ محض ناممکن
لہ ان صفتون پر بھی کوئی اس کی فرمانبرداری نکرتا اور اس سے صدق دل سے بالفت پیش
ا۔ اسوقت سے یہہ ایک سوال وقت ہے کہ جون ہی مدینہ کے لوگون نے محمدؐ سے واقفیت حاصل
اپر جان و دل سے قربان ہوگئے اور اس ہمدردی کی آگ جو دن بدن بھڑکتی گئی اور جس نے
ت تک کہ کل عرب کو گھیر لیا اور ایک خدا کے پیغمبرون کے پاؤن کے نیچے لا دیا۔ یہہ کبھی
ہی کسی تاج و کلغی والے شاہ کی اسکی رعیت نے ایسی اطاعت نہین کی جیسی کہ اس پیوند لگے
لے کمل پوش کی دل سے اطاعت و فرمانبرداری کی گئی۔ خدا نے اسے اولوالعزم اور جوشیلی
سیون کی بخشش دی تھی اور وہ اپنی سرگرمی سے دوسرونکو والا ہمم بناتا تھا۔
ینہ منورہ جسکے بہت سے نام ہین مکہ شریف کے شمال مین گیارہ دن کی راہ پر ایک آباد شہر
قع ہے آجکل عظیم الشان قوت کی بازگشت ہے اس زمانہ مین یثرب بالکل بے پناہ تھا آنحضرتؐ نے
ا نے ہی اسکے گرد کھائی کھدوائی تاکہ دشمنون کے چلے پہنچنے حملہ کی روک ہو سکے۔ اس شہر کو کہتے
ین کہ ایک ـــ سردار نے بنایا تھا اور اسکے گرد ـــ ہی آکر بس گئے تھے آخر اس شہر یثرب کو
ہودیون نے تباہ و برباد کردیا تھا۔ اور یہہ وہ یہودی تھے جو بیبی لونئین یونانی اور رومیون کے
ست تظلم سے بھاگ کر عرب مین چلے آئے تھے اور انہون نے حجاز کے شمال کی طرف کے عربی حصہ
ین اپنا ڈنڈا ڈیرہ ڈالا تھا۔ ان کی بستیون مین سے بہت بڑی مشہور بستی خیبر مین تھی اکثر
طرح اور بھی کئی قلعے یہودیون کے آس پاس قایم تھے۔ علاوہ یہودیون کے اور کئی قومین باہم
صدیون سے جھگڑا فساد کر رہی تہین جب تک انہون نے دین محمدیؐ قبول نکرلیا ان مین
امن کی صورت نظر نہ آئی۔
جب پیغمبر خدا یثرب مین داخل ہوئے تو یثربیون کی یہہ صورت تھی آپکے داخل ہوتے ہی شہر
مین نئے سنہ کا آغاز ہونے لگا۔ انصار ان ہی لوگون کو لقب ملا کہ جنہون نے دین محمدیؐ کی مدد
کی تھی اور وہ وفادار گروہ جسنے اپنی وطن مالوفہ کو صرف پیارے نبی کے لئے چھوڑ دیا تھا ان کو
مہاجرین کہتے ہین۔ رسول مقبول نے چاہا کہ انصار اور مہاجرین کو ایسا شیر و شکر کر دون کہ یہ باہم
سگے بھائیون کی طرح ہو جائین چنانچہ آپ اپنی اس کوشش مین کامیاب ہوئے اور سبکو سگا بھائی کر دیا

اس وقت سے یثرب کا نام مدینۃ النبی رکھا گیا اور یہ نام مشہور ہو گیا۔ اپنے پیارے نبی کی یادگار میں رکھا اور جسے اختصار کے طور پر مدینہ کہتے ہیں۔

پہلا کام ایک مسجد کی بنیاد تعمیر شروع ہوئی۔ آنحضرت اپنے ہاتھ سے کام کرتے۔ پھر آپ نے اس مسجد کی مرمت دیا اور اس کے آس پاس چھوٹے چھوٹے مکان تعمیر کرائے کہ مہاجرین بے وطن آ کر بنا لیں۔

دو بھائی اس زمین کے مالک تھے سہل و سہیل انکا نام تھا اور انہوں نے بہت خوشی سے اپنی زمین مسجد بنانے کے لئے وقف کر دی لیکن چونکہ وہ یتیم تھے۔ اس لئے رسول اکرم نے ان کی زمین کی قیمت دیدی یہ عمارت نہایت سادہ تھی جہاں آپ نماز پڑھتے اور وعظ کرتے تھے۔ دیواریں اینٹ اور گارے کی تھیں اور چھت کھجور کی چھال سے بنی ہوئی تھی۔ مسجد کا ایک حصہ خاص مسافروں ہی کے لئے تجویز کر دیا گیا تھا۔ اور خصوصاً ان لوگوں کے لئے تھا جو بے گھر تھے۔

اس عاجزانہ عمارت میں جو چیز تھی وہ بالکل ہی سادہ تھی۔ بے فرش زمین پر محمد کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اور ان کے پیچھے مخلص اور جانثار دوست کھڑے ہو کر خدا کی عبادت کرتے تھے اور آپ یہ وعظ فرماتے تھے۔

جو شخص خدا کی مخلوق سے محبت نہیں رکھتا اور اپنے بچوں پر مہربان نہیں ہوتا وہی کہیگا کہ خدا مجھ پر مہربان ہوگا جو مسلمان کہ ننگے کو کپڑا پہنائے گا خدا اسے بہشت کی پوشاک پہنائیگا۔ آپ نے خیرات دینے کے لئے ایسے ایسے جوشیلے فقرے کہے کہ جو ان صحرائیوں کے لئے انتہا درجہ کے پُر اثر اور دلوں میں بیٹھ جانے والے تھے اور وہ یہ ہیں کہ جب خدا نے زمین پیدا کی تو یہ کپکپانے اور تھرانے لگی اسلئے اسپر پہاڑ رکھے تاکہ وہ مضبوط ہو جائے۔ فرشتوں نے خدائے تعالیٰ سے دریافت کیا اے رب العزت تیری مخلوق میں کوئی ایسا بھی ہے کہ جو پہاڑوں سے زیادہ قوی ہے خدا نے جواب دیا کہ لوہا پہاڑوں سے زیادہ مضبوط ہے کیونکہ وہ اسے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ پھر انہوں نے التماس کیا کہ تیری مخلوق میں لوہے سے زیادہ مضبوط تر۔

خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہاں آگ اس سے بھی زیادہ قوی ہے کہ جو اسے گلا دیتی ہے۔ پھر عرض کی گئی اے رب ہمارے آگ سے بھی زیادہ تیری مخلوق میں کوئی چیز ہے۔ خدا کی طرف سے جواب ملا

اس سے زیادہ قوی ہے کہ جو خیرات دیتا ہے اگر وہ اپنے داہنے سے اسطرح خیرات کرے کہ اسکے بائین ہاتھ کو خبر نہو تو وہ تمام ان مذکور الصدر قوتون پر غالب آسکتا ہے۔ یہ دین اسلام ہی ہے کہ جسمین سب سے زیادہ خیرات اور سخاوت کی تاکید کی گئی اور یہ سخاوت جو ہمدردی اور باہمی اخوت یا بھائی چارہ کی زبردست بنا ہے جسپر آج مہذب یورپ فخر کرتا ہے کسی زمانہ مین یہی صفت اسلام کا خاص گُنا سمجھی جاتی تھی۔ شبلی

ث اسلام مین خیرات یا سخاوت ایک بہت بڑا رکن اعظم ہے یہی سخاوت سو ہمدردیون کی ایک ہمدردی ہے اور انسانی علی صفات کا ایک نمونہ ہے۔ اس موقع پر مین خود رسول مقبول کی احادیث صحیحہ اور اور صحابہ علماء کے اقوال نقل کرتا ہون جس سے ثابت ہوگا کہ نبی امی کے کیسے حکیمانہ اقوال ہین اور اسکی امت کے بعض مقدس نفوس نے کتنی تبعیۃ کی ہے یورپ مین جو اس تمدن سے خیرات اور سخاوت کا سمندر امنڈ رہا ہے اور اب وہی خیرات اور سخاوت کا لفظ چندہ کی صورت مین تبدیل ہوگیا ہے اس کے موجد مسلمان ہی تھے اور یہ سیراب و سرسبز کرنے والی گھٹا عرب ہے سے اٹھی تھی کہ ایک دنیا کو سیراب کررہی ہے حدیث شریف مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ سخاوت جنت کے درختون مین سے ایک پیڑ ہے کہ اسکی ٹہنیان زمین پر جھکی ہوئی ہین جو کوئی انمین سے ایک ٹہنی پکڑ لیتا ہے وہ اسکو جنت مین کھینچ لیجاتی ہے اس قول سے اگر ایک دہریہ مطلب لے تو جو مفہوم ایک سچے مسلمان نے سمجھا ہے بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ ان صحرائی مسلمین کے لئے جن کی خوشیان ان کے خیالات کے ساتھ محدود تھین ایسی ہی باتین انہین بھاری اور نیکی کی طرف راغب کرتی تھین۔ متکلم کی نہایت عمدگی یہ شان اور عقل سلیم کا تقاضا ہے کہ مخاطبین کی عقل کے موافق باتین کرے اور انہین ان ہی کے خیالات کے موافق اگر سکھائے تو جو ریفارم مین ان کے لئے مفید ہو ایسا ہی ایک فلسفی بھی اپنے موافق فائدہ اٹھا سکے۔ پھر جابر رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے مجھے القا کیا ہے کہ اسلام وہ دین ہے جسکو مین نے اپنے لئے پسند کیا ہے اور اسکی صلاحیت سخاوت اور حسن خلق پر منحصر ہے پس تمکو چاہئے کہ ان دونو چیزون سے جسقدر ہوسکے اسلام کی تعظیم کرو۔ پھر ایک روایت مین یون آیا ہے کہ جب تک اسلام کے ساتھ رہو ان دونو باتون سے اسکا اکرام کرو اور حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدائے تعالی نے اپنے سب دوستون کو سخاوت اور حسن خلق ہی پر پیدا کیا ہے اور حضرت جابر رض سے روایت ہے کہ کسی نے پوچھا کہ اعمال مین سے افضل کون عمل ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ صبر اور سخاوت اور حضرت عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہین آنحضرت نے فرمایا کہ دو عادتین خدائے تعالی کو اچھی معلوم ہوتی ہین اور دو بری جو عادتین کہ اسکو محبوب ہین وہ حسن خلق اور سخاوت ہین اور جو اسکو ناپسند ہین وہ خلق بد اور بخل ہین اور جب خدائے تعالی کسی بندہ کی بہتری چاہتا ہے تو اس سے لوگون کی حاجتین پوری کراتا ہے اور ہانی بن شریح اپنے باپ اور دادا سے روایت کرتے ہین کہ انہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک مین عرض کیا مجھکو کوئی ایسا عمل بتائے جس سے جنت مین جاؤن آپ نے فرمایا۔

ان من موجبات المغفرۃ بذل الطعام وافشاء السلام وحسن الکلام

حضرت ابوہریرہ رض سے یہہ حدیث مروی ہے کہ سخاوت یا خیرات جنت مین ایک درخت ہوتا ہے جو اسکی شاخ پکڑ لیتا ہے جنت مین جاتا ہے مگر بخل ایک درخت دوزخ مین ہے کہ جو اسکو پکڑتا ہے وہ اسے دوزخ مین گھسیٹ کر ڈالدیتا ہے۔ اور حضرت ابو سعید ہی یہ حدیث قدسی نقل فرماتے ہین۔ رسول اکرم نے فرمایا خدائے تعالی فرماتا ہے جو بندے میرے رحیم ہین ان سے عطا کی درخواست کرو ان کی پناہ مین اپنی زندگی بسر کرو کہ مین نے ان کو اپنی رحمت کا محافظ بنا لیا ہے مگر سنگین دلون سے کچھہ مت مانگو ان پر مین نے اپنا غضب نازل کیا ہے۔

حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین۔ رسول اکرم نے فرمایا۔ سخی کے گناہ سے درگزر کیا کرو اسلئے کہ جب وہ لغزش کرتا ہے خدا اسکا ہاتھ تھام لیتا ہے۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کھانا کھلانے والے کے پاس اتنا جلد ہی رزق آتا ہے کہ اتنی جلد اونٹ کے گلے پر چھری بھی کارگر نہین ہوتی۔ اور خداوند کریم کھانا کھلانے والے آدمیون کو فرشتون سے افضل سمجھتا ہے۔ حدیث کا یہ بیان ہے۔

ان اللہ جواد یحب الجود ویحب المکارم الاخلاق ویکرہ سفسافہا۔

حضرت انس نبی اکرم کا قول نقل کرتے ہین۔ کہ آنحضرت سے جس کسی نے اسلام پر جو کچھہ مانگا آپ نے اپنی بکریون مین سے بہت [illegible] اس شخص نے اپنی قوم مین جاکر کہا لوگو مسلمان ہوجاؤ محمد اسطرح دیتے ہین کہ جیسے کسیکو فاقہ کا خوف نہین ہوتا۔ اشعار

آپکی پرجوش اور پراثر خیرات کی فضیلت ثابت کرنیوالی یہہ نے حبشیون اور خوشخوارون کو مہربان بنادیا آپنی فرمایا ہر ایک نیک کام خیرات
ہے۔ تمہارا خندہ پیشانی سی اپنے بہائی کیطرف دیکہنا سخاوت ہے۔ ایک گروہ کو نیک کام کرنیکی نصیحت کرنا ہی سخاوت کرنیکے برابر ہے۔
بہٹکے ہوئے کو رستہ بتانا خیرات اور سخاوت ہے۔ اندہے کو رہ بتانا اور مدد کرنا سخاوت ہے۔ سڑک پرسے
پہتر کنکر یا ٹہوکر دینے والی چیزون کو سرکار دینا اور آگ ہٹا دینا یہہ بہی خیرات ہے۔ پیاسے کو پانی پلانا
بہی خیرات ہے۔ وہ شخص اس عالم مین دولتمند اور سرخرو ہوگا کہ جسنے اس دنیا مین نیکی کی ہے۔
وہ جب مرتا ہے تو لوگ دریافت کرتے ہین کہ یہہ کتنا مال چہوڑ مرا لیکن قبر مین فرشتے اس سے سوال کرتے
ہین کہ تو نیک اعمال کا توشہ کتنا اپنے ساتہہ لایا ہے۔

آپکے معتقدون یا صحابہ مین سے ایک شخص نے دریافت کیا یارسول اللہ میری مان ام سعد مرگئی ہے
کونسی خیرات سب خیراتون سے افضل تر ہے کہ جس کے دینے سے اسکی روح پر ثواب پہونچیگا فرمایا "
پانی"۔ تم خود خیال کرو کہ جب تم جہلستے ہوئے ریگستان مین سفر کرو اور تمہین پیاس لگے تو اسوقت

اے کہ چو تو در زمانہ نیست کس ؛ اللہ اللہ خلق را فریاد رس"
شہرۂ ما در ضعیف و دل شکستہ پری ؛ شہرہ تو در وجود مسکین پروری
داد و دہ ما را ازین غم کن جدا ؛ دست گیر اے دست تو دست خدا

حضرت ابن عمرؓ حدیث نبی اکرم نقل فرماتے ہین۔ اللہ تعالی اپنے بندون کو چہانٹ چہانٹ کر نعمت دیتا ہے تاکہ ان کے ہاتون سے
دوسرون کی مشکل کشائی ہو اور جو کوئی اورون کے دینے مین بخل کرتا ہے خدائے تعالی اپنی نعمت اس سے لیکر دوسرے
کو دیتا ہے۔ بلالی روایت کرتے ہین کہ رسول خدا کے پاس بنی عنبر کے گروہ کے قیدی گرفتار ہو کر آئے آپنے سب کے قتل کا حکم فرمایا
مگر ایک شخص کو مستثنے کیا۔

حضرت علی نے عرض کیا کہ خدا ایک ہے اسکا دین بہی ایک ہے اور ان لوگون نے جو گناہ کیا ہے وہ بہی ایک ہے پہر اس شخص کو حضور نے
کیون چہوڑ دیا آپنے جواب ارشاد کیا کہ خدا اس شخص کی سخاوت کا شکور ہے۔ ایک حدیث مین آیا ہے کہ ہر چیز کا ایک ثمرہ ہے اور احسان کا
ثمرہ نجات کا جلد ہونا ہے نافع بن عمرؓ سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

طعام الجواد دواء وطعام البخیل داء"

پہر حدیث مین آیا ہے جسکو خدا زیادہ نعمت دیتا ہے اسکو لوگون کی زیادہ برداشت کرنی پڑتی ہے پس جو شخص اس نعمت کا متحمل نہین
ہوسکتا خدائے تعالی اپنی نعمت اس سے لیلیتا ہے۔ حضرت عیسے فرماتے ہین۔
ایسی چیز کو بہت کیا کرو جسکو آگ نہ کہاوے لوگون نے پوچہا وہ کیا ہے آپنے فرمایا کہ احسان۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہین۔ نبی اکرم نے فرمایا جنت سخی لوگون کا گہر ہے۔ حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا
کہ سخی اللہ سے جنت سے اور لوگون سے قریب رہتا ہے اور دوزخ سے دور اور بخیل اسکے خلاف۔ اور جاہل سخی خدا کے نزدیک بخیل
عالم سے بہتر ہے اور سب مرضون مین زیادہ سخت بخل کا مرض ہے کہ جسکی کوئی دوا نہین۔ اور فرمایا۔

اصنع المعروف الی من ھو اھلہ والی من لیس باھلہ فان
اصبت اھلہ فقد اصبت اھلہ وان لم تصب اھلہ وانت من اھلہ

اور فرمایا۔ میری امت کے ابدال کچہہ روزہ نماز کے سبب اہل جنت نہون گے بلکہ نفس کی سخاوت اور سینہ کی سلامتی اور مسلمانون
کی خیر خواہی کے باعث جنت مین جا دینگے حضرت ابو سعید خدری رسول اکرم کی حدیث نقل کرتے ہین۔ خداوند کریم نے اپنے
بندون کے لئے احسان کے واسطے کتنی صورتین بنادی ہین ایک یہہ کہ خود سلوک کرنا انہین محبوب ہے دوم محسن پرستی۔ سوم احسان
کے طالبون کا منہ محسنون کی طرف پہیر دیا۔ چہارم انکے داد و دہش ایسی آسان کر دی ہے جیسے خدا اپنے خزانہ رحمت سے کسی
قحط زدہ خشک زمین پر مینہ برساتا ہے اور زمین کو آباد اور آدمیون کو زندہ کرتا ہے پہر ارشاد ہوا آدمی کا ہر ایک سلوک

[illegible] ہیں کوئین کو [illegible] شخص پیدا ہونگے۔ اسلئے تم ایک کوان کہو دوا کر اور پیاسون کو پانی پلواؤ
اس شخص نے اپنی ماں کے نام پر کوان کہدوایا۔ اور کہا کہ یہ میری ماں کے لئے ہے [illegible]
سعد پر نازل فرماوے۔

[illegible] اور جو کچھ اپنے نفس اور اپنے متعلقین پر خرچ کرے وہ بہی اس کے حق مین [illegible]
[illegible] حضرت [illegible] عزت بچا رہے وہ بہی صدقہ ہے اور انسان جس قدر خرچ کرے اللہ پر اسکا عوض [illegible]
[illegible] ہے۔

کان معروف [illegible] الی الخیر کفاعلہ واللہ یحب [illegible]
اور فرمایا کل معروف فعلتہ الی غنی او فقیر صدقہ

یہی روایت ہے کہ حضرت موسے پر وحی نازل ہوئی کہ سامری کو قتل نہ کیجو اسلئے کہ وہ سخی ہے۔
حضرت جابر [illegible] آنحضرت [illegible] قیس بن سعد بن عبادہ
[illegible] جب جہاد ہوا [illegible] حال عرض کیا آپنے فرمایا [illegible]
اس خاندان کی فطرت مین داخل ہے۔
حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ اگر آدمی کے پاس دنیا آتی ہو جب بہی اس مین سے خرچ کرے کیونکہ وہ خرچ [illegible]
[illegible] باقی ہے پہر بہی خرچ کرے کیونکہ وہ خرچ کرنے سے پہر کر واپس نہ آئیگی۔ اور پہر حضرت علی نے یہ اشعار پڑہے۔

لا تبخلن بدنیا وہی مقبلۃ۔ فلیس ینقصہا التبذیر والسرف
وان تولت فاحری ان تجود بہا۔ فالحمد منہا اذا ما ادبرت خلف

اس قطعہ کا وہی مطلب ہے جو اوپر بیان ہوا ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے پوچھا کہ مروت
[illegible] کرم کس کو کہتے ہین۔ آپنے جواب دیا کہ مروت اسکا نام ہے کہ آدمی اپنے دین کی اور نفس کی حفاظت کرے اور جو کام اسکے
سپرد ہوا ہے اچھی طرح کرے [illegible] اگر [illegible] مین داخل ہو تو وہی ہوشیار [illegible] کام کرے۔ رفعت
یہہ ہے کہ [illegible] کی معیبت کو ہٹائے اور [illegible] پر صبر کرے۔ اور کرم یہہ ہے کہ بے مانگے [illegible] سلوک کرے سخاوت
[illegible] اور مال دینے پر بہی دینے والے پر عنایت کرے [illegible] عوض دوسرا
آپنے بغیر [illegible] حاجت [illegible] عرض کیا آپنے [illegible] یہہ حکم دیدیا
جو جواب دیا [illegible] دیکھی کہ جب تک مین [illegible] فرمایا [illegible]
دریافت کیا کہ تونے سائل کو ذلیل کیون کیا [illegible] اپنے مال سے لونڈی غلام
مول لیتے ہین اور [illegible] انسان کو بندہ احسان نہین کرتے۔ اس فاضلانہ اور حکیمانہ قول سے صاف پایا جاتا ہے کہ مسلمان لونڈی
غلامون کی خرید و فروخت کو کیسا [illegible] اور ان کا پاکیزہ خیال کیسا زبردست اور بڑے بڑے اصول حکمت پر مبنی ہے۔
اس قول پر خصوصاً مین ان لوگون کی توجہ مائل کرنا چاہتا ہون کہ جو یورپ مین مصنفون کے اقوال پر بیٹہے ہین اور [illegible] انہون نے
تمام گذشتہ اور حال کے علما مین انہی کو ترجیح دی ہے ہم مسلمانون کو اگر فخر ہے تو ایسے ایسے عالمون پر نہ کہ ان لوگون پر جو بدنام کنندہ
نکونامے چند ہین۔ اور جنکی مہمل تصنیفات کی وجہ سے غیر اسلام اسلام پر قہقہہ اڑاتے ہین اور یہہ سمجہتے ہین کہ مسلمانون مین انہی
خیالات اور قابلیت کے علما گذرے ہونگے۔

ایک عرب سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ تمہارا سردار کون ہے کہا جو ہماری جہڑکی کی برداشت کرے اور سائل کو دیوے
اور جاہل سے اعراض کرے۔ حضرت زین العابدین علیہ السلام کا قول ہے۔ کہ جو آدمی مانگنے والون کو اپنا روپیہ دیتا ہو وہ سخی نہین ہے بلکہ
سخی وہ ہے کہ جو بغیر مانگے [illegible] دے اور شکریہ لینے کی محبت یا خواہش نہو۔ حسن بصری سے کسی نے پوچہا کہ سخاوت کیا ہے آپنے فرمایا
کہ خدا کی راہ مین مال کا دینا۔ پہر دریافت کیا کہ [illegible] احتیاط کسے کہتے ہین فرمایا خدا کی راہ مین مال کا دینا۔ پہر دریافت کیا کہ اسراف
کیا ہے فرمایا کہ ریاست کی محبت کے لئے مال خرچ کرنا۔ حضرت امام جعفر صادق رح فرماتے ہین کہ عقل سے زیادہ اعانت کرنے والا کوئی
مال نہین اور کوئی مصیبت جہالت سے زیادہ نہین اور مشورہ سے بڑہکر کوئی پشتی و تقویت نہین۔ خدائے تعالی فرماتا ہے کہ مین جواد
و کریم ہون کوئی بخیل مجہسے نہین بچ سکتا۔ بخل کفر مین سے ہے اور اہل کفر دوزخ مین رہینگے۔ اور جود و کرم ایمان مین سے ہین

وہ سیویلیزیشن جسپر آج مہذب حصہ یورپ کو بہت بڑا فخر ہے ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ اسکا بانی بھی محمد عربی ہے۔ سیویلیزیشن جسکو تمدن کہسکتے ہین اسلام کا بہت بڑا رکن ہے اور جتنے اسلام کے ارکان ہین وہ سب تمدن ہی پر مبنی ہین جنکی بہ تحقیق کا اگر ماحصل دیکھا جائے تو صرف یہی پائے گئے

اور ایمان اور جنت مین جاوینگے حضرت حذیفہ رضہ کہتے ہین بہت سے آدمی ایسے ہین کہ ظاہر مین بدکار اور معیشت سے تنگ ہین مگر سخاوت سے جنت مین داخل ہون گے۔

احنف بن قیس نے ایک شخص کے ہاتھ سے روپیہ لیکر پوچھا کسکا ہے اسنے کہا میرا ہے آپ نے کہا تیرا تو جب ہوگا جب تیرے ہاتھ سے چلا جاویگا۔ شعر مال جبتک ہاتھ سے جاتا نہین۔ آدمی کے کام مین آتا نہین + واصل بن عطا کا نام غزال اسوجہ سے رکھا گیا کہ یہ غزالون یعنے کاتنے والون مین بیٹھتا اور جب کوئی عورت ضعیف دیکھتا اسکو کچھہ دیا کرتے۔

اصمعی کہتا ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے اپنے بھائی حسین کو عتاب آمیز رقعہ لکھا جسکا یہ مطلب تھا کہ تم شعرا کو کیون دیا کرتے ہو۔ انہون نے جواب دیا مال بہتر وہ ہے جس سے عزت بچے۔

سفیان بن عیینہ سے کسی نے سخاوت کی بابت دریافت کیا انہون نے کہا کہ سخاوت یہہ ہے کہ بھائیون کے ساتھہ سلوک کرے اور محتاج ہونا کی ضرورت اپنے مال سے رفع کرے۔ میرے باپ کو پچاس ہزار درہم ترکہ مین پہونچے تھے اور سبکو تھیلیون مین بھر بھر کر بھائیون مین تقسیم کردیئے۔ اور کہا کہ مین خدا سے اپنے بھائیون کے لیئے جنت چاہا کرتا تھا۔ پھر مال سے ان کے ساتھہ کیون بخل کرون یہہ کبھی ہونا

حضرت حسن فرماتے ہین کہ موجود چیز کو دیدینا تو جہد و المقل نہایت درجہ کی سخاوت ہے۔ ایک کریم سے کسی نے دریافت کیا کہ لوگون مین سے تم اپنے نزدیک کسکو محبوب سمجھتے ہو اسنے کہا جسکے ساتھ مینے زیادہ دیا ہو اس شخص سے پھر پوچھا کہ اگر ایسا شخص کوئی نہو جسنے تم سے زیادہ سلوک کیا ہو اسنے کہا کہ پھر مجھکو وہ محبوب ہے جس سے مین نے زیادہ سلوک کیا ہو۔

عبدالعزیز بن مروان کہتے ہین کہ جو آدمی مجھکو اپنے ساتھہ سلوک کرنیکا موقع دیتا ہے تو جسقدر میرا احسان اسپر ہوگا اسیقدر مین اسکا اپنے اوپر جانتا ہون۔ خلیفہ مہدی نے شبیب بن شیبہ سے پوچھا کہ میرے گھر مین تمنے لوگون کا کیا حال دیکھا۔ کہا کہ امیرالمومنین مین نے یہہ دیکھا کہ جو شخص تمہارے ہان حاجت لیکر آیا وہ ناکام نہین گیا۔ ایک شخص نے عبداللہ بن جعفر کے سامنے دو شعر پڑھے جنکا مضمون یہ تھا کہ احسان احسان ہوتا ہے جب اپنے موقع پر ہو اسلئے ضرور ہے کہ آدمی اگر احسان کرے تو لینے والے کو مستحق دیکھلے خدا کی راہ مین دے اور اہل قرابت کو عطا کرے ورنہ احسان کرنا نہ چاہیئے۔

عبداللہ بن جعفر نے کہا کہ اسبات سے تو آدمی بخیل ہوجاتا ہے مین لوگون پر اپنے مال کی بوچھاڑ کرونگا اگر وہ اچھے لوگونکو پہونچا تو وہ مستحق ہی تھے اور جو برون کو پہونچیگا تو میری شان کے لائق ہوگا حضرت عائشہ کی خادمہ کا بیان ہے کہ ابن زبیر نے ایک لاکھہ اسی ہزار درہم دو گونون مین حضرت عائشہ کو بھیجے آپنے طباقون مین بھر بھر کر سبکو بانٹ دیا جب روزہ کھولنے کا وقت آیا تو میری مالکنی نے کہا مانگا مین نے روٹی اور زیتون کا تیل آگے لاکر رکھدیا اور مین نے عرض کیا آپنے اتنا پیسہ تقسیم کردیا یہہ نہوسکا کہ اپنے لئے ایک درم ہی بچا رکھتین کہ مین گوشت لاکر تو بہون لینی حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ تونے پہلے مجھسے کیون نہین کہا۔

ابان بن عثمان سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عبداللہ بن عباس کو کچھ ضرر پہونچانا چاہا۔ اسے اور کوئی تدبیر تو نہ آئی تمام قریشون کے سردارون سے یہہ جاکر کہہ آیا کہ عبداللہ بن عباس کے ہان کل صبح کی دعوت ہے۔

دوسرے دن وہ لوگ علی الصباح آکر جمع ہونے لگے گہر مین جگہہ ہی نرہی اب وہ حیران ہے کہ یہہ کیا بات ہے آخر تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ یہہ وجہ ہے فلان شخص مجھے ذلیل کرنے کے لئے یہ چال چلا ہے آپنے فوراً میوہ منگوا کر اپنے ناخواندہ لیکن خواندہ مہمانون کے آگے رکھا اور کئی دنبے ذبح کرا کر دیگین چڑہوا دین اتنی دیر کہانا تیار ہو تا رہا انہین ادہر ادہر کی باتون

کر اخوت باہمی اور بہائی چارہ قایم کرو اور تہذیب و تمدن کی بنیاد ڈالو۔ آپ نے صدیون کے جہگڑون کو چٹکیون مین مٹا دیا وہ جہگڑے جسمین لاکہون کا خون ہو چکا تہا اور ہزارون گہرانے ویران ہو گئے تہے پہر انہین آباد کیا اور گذشتہ خونون کی بہتر مکافات کی۔ یہہ شان محمدی ہی ہے جسنے بہت ہو م ہم سے

مین لگایا جب کہانا تیار ہو چکا تو انہین بڑی خاطر و مدارات سے کہلایا وہ کہانی کر چلے گئے پہر عبد اللہ نے اپنے کارپردازون سے بلاکر دریافت کیا کہ آج کے کہانے مین کتنا خرچ ہوا ہے انہون نے حساب بتایا پہر دریافت کیا کہ اگر روزمرہ اتنا خرچ ہو جایا کرے تو ہمین کوئی بڑا ضرر تو نہین ہو پہنچنے کا کارپردازون نے جواب دیا حضور نہین آپ نے ارشاد کیا اچہا تو ان مہمانون سے یہہ آج آئے تہے کہ ہمیشہ صبح کو یہین کہایا کرو۔

مصعب بن زبیر نے لکہا ہے کہ ایک سال امیر معاویہ حج کو تشریف لیگئے اور وہان سے پہر مدینہ منورہ کا قصد کیا جب ہان پہنچے تو امام حسین نے اپنے بہائی حسن سے کہا کہ ہم معاویہ سے نہ ملنا نہ انہین سلام کرنا امام حسن نے فرمایا نہین مین ملون گا کیون کہ معاویہ کا مجہپر بہت بڑا دین ہے ——— چنانچہ سوار ہو کر تشریف لیگئے اور اپنے ذمہ کا قرض یاد دلایا۔ اسی اثنا مین ہی ہزار دینار سے ایک اونٹنی لدی ہوئی سامنے آئی اسپر اسقدر بوجہ تہا کہ اسکی ٹانگین جہدری ہوئی جاتی ہین۔ معاویہ نے دریافت کیا کہ اس اونٹنی پر کیا ہے۔ لوگون نے جواب دیا کہ اسی ہزار دینار ہین امیر معاویہ نے فرمایا کہ یہہ دینار معہ اونٹنی کے امام حسن علیہ السلام کے گہر پہونچا دو۔ اللہ اکبر یہہ سخاوت ہے کہ اتنا ایسا ہی قرض لینا اور اسپر پہر یہ فیاضانہ بخشش ———

واقدی لکہتے ہین کہ میرے والد محمد واقدی نے خلیفہ مامون کو لکہا کہ مجہپر قرض بہت ہے اور اب مجہسے بے ادا کئے رہا نہین جاتا خلیفہ نے اس رقعہ کی پشت پر لکہا کہ تم ایسے آدمی ہو کر جسمین دو صفتین جمع ہین ایک تو سخاوت اسلئے تمہارے پاس کچہ نہ رہا دوسرے حیا کہ جسکے باعث تم نے کبہی اپنا حال ہم سے نہ کہا۔ ایک لاکہہ درم کا مین نے تمہارے لئے وزیر خزانہ کو حکم دیدیا ہے اگر خاطر خواہ وہ تمہاری حاجت روائی کے لائق ہون تو خوب ہاتہہ پہیلاؤ اور لوگون کو دو ورنہ قصور تمہارا ہی ہے خود کردہ را چہ علاج اور جسوقت تم خلیفہ رشید کی طرف سے قاضی تہے ایک حدیث تم نے مجہسے بیان کی تہی کہ محمد بن اسحاق زہری حضرت انس سے راوی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبیر بن عوام سے فرمایا۔ اے زبیر جان رکہہ کہ بندون کے رزق کی کنجیان عرش کے مقابل ہین جسقدر کوئی بندہ خرچ کرتا ہے اسیقدر اللہ تعالی اسے بہیجدیتا ہے جو زیادہ کرتا ہے اسکے لئے زیادہ اور جو کم کرتا ہے اسکے لئے کم اتنی اور تم مجہسے زیادہ جانتے ہو واقدی کہتے ہین کہ بخدا اسون کے ایک لاکہہ درم مجہے زیادہ محبوب نہ معلوم ہوئے جتنا اس حدیث کا مضمون یاد دلانا اچہا معلوم ہوا۔

جو حدیثین رسول اکرم کی مختلف کتب احادیث سے نقل کی گئین ان سے یہہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جیسے مسلمانون کے ہان خیرات و سخاوت کا رواج ہے اور اسکو اصل دین سمجہا گیا ہے ایسا کسی مذہب مین نہین ہے اور رسول اکرم کی ان احادیث نے مسلمانون پر جتنا اثر کیا وہ بہی کچہہ معتبر تاریخون سے لکہا اور آگے لکہتا ہون جو ہمدردی اور اخوت باہمی مسلمانون مین تہی نہ کسی قوم مین ہوئی نہ آیندہ ہو گی انہون نے اپنی نبی اکرم کے حکمون کے آگے نہ صرف اپنا مال آرام اور چین صدقہ کر دیا بلکہ اپنی جانین تک نثار کر دین اور پہر فخر ہی سمجہا مسلمان احسان کرتے تہے مگر پہر اسکے بہلا دینے کی کوشش کرتے تہے۔ مثلا ایک شخص نے حضرت امام حسن سے اپنی کسی حاجت کا سوال کیا آپ نے فرمایا اے شخص تیرا حق مجہپر بہت ہے اور مین یہہ بہی اندازہ نہین کر سکتا کہ تجہکو کیا دون اور جسقدر میرے خیال مین تجہے دینا چاہیے میرے پاس نہین ہے۔ جو کچہہ میرے پاس ہے وہ مین بخوشی حاضر کر سکتا ہون بشرطیکہ تو اسے قبول کرے اور مجہکو زیادہ دینے کے لئے کسی تکلیف اور حیلہ کی حاجت نہ پڑے اس شخص نے کہا کہ جو کچہ اے ابن رسول اللہ آپ عنایت فرمائینگے مین آپکا مشکور ہون گا اور اگر نہ دینگے اسمین بہی آپکو معذور سمجہون گا۔ پہر آپنے اپنے کارپردازون کو بلایا اور ان سے کہا کہ تین لاکہہ درم مین سے جو کچہ بچے ہین یہان لے آؤ انہون نے پچاس ہزار درم لا کر رکہدیے پہر آپنے فرمایا کہ پانسو دینار بہی تہے انہون نے کہا حضور موجود ہین کہا وہ بہی لے آؤ پانسو دینار اور پچاس ہزار درم اس شخص کے حوالہ کئے جب وہ لیکر چلا گیا تو ملازمین نے عرض کیا کہ ہمارے پاس اب نہ کوئی درم ہے نہ دینار بچے ہے آپ نے فرمایا کہ خدا اس کا ثواب بہت بڑا دیگا۔

جس زمانہ مین حضرت ابن عباس بصرہ کے عامل تہے وہان کے قاری آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کہا کہ ایک شخص ہمارے ہمسایہ مین رہتا ہے اور روہ دن کو روزہ رکہتا ہے رات کو جاگتا ہے مگر مفلس انتہا درجہ کا ہے آج اسکی بیٹی کا نکاح ہے مگر افسوس یہہ ہے کہ اسکے پاس ایک جہیز ابہی بیٹی کو جہیز مین دینے کو نہین ہے یہہ سنتے ہی ابن عباس اٹہہ کہڑے ہوئے اور ان قاریون کو اپنے گہر کے ایک کمرہ مین لیگئے کنجی سے ایک صندوق کا قفل کہولا اور ان سے کہا کہ چار تہیلیان اسمین سے اٹہا لو اور اسکے گہر لیچلو کہ ہم اس کی

شاہون اور گداؤن کو ایک کردیا اور یہہ کہا کہ کل مومن آپس مین بہائی ہین۔ محمد نے بنی ہونے پر بہی ہمیشہ یہی دعا مانگی کہ میرے اخلاق درست ہون اور مجہے مکارم اخلاق کا سب سے زیادہ حصہ ملے۔ اسلئے دین محمدی ہی کی بنیاد اخلاق پر رکہی گئی ہے اور دنیا مین کوئی قوم اخلاق مین مسلمانون سے زیادہ فخر نہین کرسکتی۔ آپ یہہ دعا مانگا کرتے تہے اللھم حسن خلقی وخلقی اور فرماتے "اللھم جنبنی منکرات الاخلاق" یعنے الہی میرا ظاہر وباطن اچہا کر اور مجکو برے اخلاق سے علیحدہ کر۔ یہہ نبی کی شان ہے کہ جو اعلے درجہ کی خلق پر

تہی کو وداع کردین اسلئے کہ مین یہہ نہین چاہتا کہ اس ولی اللہ کو روپیہ دیکر اسکی ریاضت وعبادت مین خلل ہون۔ چنانچہ یہی کہا گیا۔ اور اسکی بیٹی نہایت عمدگی سے وداع ہوگئی۔

جس زمانہ مین عبد الحمید بن سعد مصر کا گورنر تہا ایک خوفناک قحط سالی پڑی جہانتک اس بیچارہ سے ہوسکا اسنے غربا کی مدد مین اپنی گرہ کا خرچ کیا۔ اور کسی شخص کو تکلیف مین نہ رہنے دیا۔ یہانتک کہ گورنری سے معزول ہوگیا اسوقت اسپر پچاس لاکہہ درم کا قرض تجار کا تہا کیونکہ یہہ روپیہ اسنے غربا اور مساکین کو بانٹا تہا۔ سوداگرون کے پاس اپنی مستورات کا زیور گہنا بہیجا بہت دن گزر گئے تو سوداگرون نے لکہا کہ حضرت روپیہ بہیجکر گہنا منگا لیجے وہان سے عبد الحمید نے لکہا کہ اس گہنے کو فروخت کرکے تم اپنا روپیہ لیلو اور جو کچہ بچے وہ میری طرف سے ان مساکین کو دیدو کہ جنکو مین نہ دیسکا تہا۔

اور طالب بن کثیر سے جو شیعہ المذہب تہے ایک شخص نے سوال کیا کہ علی کے نام پر مجہے اپنا فلان باغ دیدو انہون نے کہا کہ مین نے وہ باغ اور دوسرا باغ جو اس سے کئی درجہ بڑا ہے علی کے نام پر تجہے دیا۔

ابو مرثد ایک سخی شخص تہا اس کی تعریف ایک شاعر نے کی اسنے کہا کہ مین تنگدست ہون تجہے کچہ دے نہین سکتا۔ ہان یہہ ہوسکتا ہے کہ قاضی کے ہان تو مجہپر ہزار درم کی نالش کر مین اقبال دعوے دیدونگا جب مین قید ہونگا خواہ مخواہ روپیہ دیکر میرے گہر والے مجہے چہڑالینگے شاعر نے ویسا ہی کیا اور ایک ہزار درم اس کے رشتہ دارون سے لیلئے۔

معن بن زائدہ جس زمانہ مین کہ عراق عرب اور عراق عجم کا عامل تہا اسکے عہد مین ایک شاعر آیا لیکن اپنی کوشش کے بعد بہی باریاب درگاہ سلطانی نہوا آخر شاعر نے امیر کے ایک خادم کو گانٹہہ لیا اور اس سے کہا کہ جوقت امیر باغ مین تشریف لیجادین مجہے مطلع کیجو۔ خادم امیر نے عین موقع پر شاعر کو اطلاع دی۔ شاعر نے ایک شعر لکڑی پر لکہکر اس نہر مین ڈالدیا جس کے کنارہ پر امیر سیر کرنے آتے تہے۔

جب امیر وہان سے گزرے تو اس لکڑی کو اوٹہا کر دیکہا۔ شاعر کو بلوایا اور دس ہزار درم اسکو عنایت کئے اور وہ لکڑی جسپر یہہ شعر لکہا ہوا تہا ؏ اے سخائے معن توئی اس سے کہہ میرا سوال + کوئی اس تک ہی نہین تیرے سوا میرا شفیع اپنے سرہانہ رکہلیا صبح کو پہر اس لکڑی کو اٹہا کر دیکہا پہر ایک لاکہہ درم دوسرے دن اسے بلاکر اور بہی دئے شاعر یہہ سمجہا کہ کہین مجہسے یہ زر کثیر واپس نکرلیا جائے وہ ایک لاکہہ دس ہزار درم لیکر چلتا ہوا تیسرے دن پہر امیر نے اسے بلوایا لیکن وہ وہان نہ تہا امیر نے فرمایا کاش اگر وہ شاعر نہ جاتا تو مین اسے یہانتک دیتا کہ میرے پاس ایک بہی درم نرہتا

ابو الحسن مدائنی لکہتے ہین کہ ایکبار حضرت امام حسن حسین اور عبد اللہ بن جعفر حج کرنے تشریف لیگئے۔ راہ مین یہہ تینون صاحبزادے قافلہ سے بچہڑ گئے۔ اب پیاس اور بہوک کا ان پر غلبہ ہوا یہہ مایوسانہ نظرون مین چارون طرف تکنے لگے بڑی دیر کی تلاش مین ایک جہونپڑہ دکہائی دیا وہان یہہ تینون صاحبزادے پہونچے اس جہونپڑہ مین ایک بڑہیا بیٹہی ہوئی تہی حضرت امام حسن نے دریافت کیا کہ اے ضعیفہ کیا تیرے پاس پانی ہے کہا دودہ رکہا ہوا ہے۔ تینون صاحبزادون نے دودہ پیا پہر کہا کہ تیرے پاس کچہہ کہانے کو ہے اسنے کہا کہ کہانے کو تو میرے پاس کچہہ نہین ہے صرف یہہ بکری کہڑی ہے اگر تم مین سے اسے کوئی ذبح کردے اور صاف کردے تو مین ابہی پکا دونگی حضرت امام حسن نے اسکی تعمیل حکم کی اس بڑہیا نے فوراً کہانا تیار کردیا تینون صاحبزادون نے پیٹ بہر کر کہانا کہایا چلتے وقت اس بڑہیا سے کہا کہ ہم قریشی ہین اسوقت ہم حج کرنے جاتے ہین اگر تو مدینہ منورہ آئیگی تو ہم اسکا معاوضہ تجہے دینگے یہہ کہکر آپ تشریف لیگئے۔ اتنے مین اسکا خاوند آیا اور اسنے اپنی بکری کو نہ پایا اسنے سارا حال بیان کردیا وہ غضبناک ہوکر کہنے لگا کہ تو عجب دیوانی ہے خبر نہین کہ کون دم دیکر بکری کہا گئے

قابلیت ہونے پر بھی الٰہی کے خواہشمند رہتے کہ مجھے خلق کی عادت دے - اپنی امت کے لئے گویا یہ
بہت بڑا سبق ہے کہ چاہے کسی قسم کا کمال حاصل ہو جائے لیکن پھر بھی انکساری سے اسے ناچیز ہی خیال
کرو - چنانچہ آپ کی یہ دعا قبول ہوئی اور خدائے تعالے نے آپکی صفت کلام مجید میں کی ہے - سعد بن
ہشام لکھتا ہے کہ میں حضرت بی بی عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آنحضرت کے خلق کا حال
پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ کیا تو قرآن کی تلاوت کیا کرتا ہے میں نے عرض کیا ہاں فرمایا کہ محمد کا خلق
قرآن مجید ہے - قرآن مجید میں خدائے تعالی نے خود محمد کو تعلیم کی ہے چنانچہ وہ فرماتا ہے -

بنا - کئی مہینے کے بعد وہ دونو بڈھا بوڑھی مدینہ منورہ میں آئے اور یہاں انہوں نے کی سینگیاں جنگل سے چن کر شہر میں
لاکر بیچا کرتے تھے - ایک دن حضرت امام حسن اپنے دروازہ کے آگے بیٹھے ہوئے تھے اور وہ بڑھیا خشک سینگیاں چنتی ہوئی آگے سے نکلی
نے اسے پہچان لیا اور اسنے اصلا نہ پہچانا پھر آپ نے اپنے آدمی کو بھیجکر اسے بلایا اور کہا کہ تو نے مجھے نہیں پہچانا وہ بولی کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ میں
میں کا ایک شخص ہوں جو تیرے ہاں فلان تاریخ مہمان ہوئے تھے اور تو نے اپنی بکری ہمیں کھلائی تھی پھر آپ نے ایک ہزار دینار اور ایک
ہزار بکریاں اس بڑھیا کو دیں اور اپنے آدمی کے ساتھ امام حسین کے پاس بھیج دیا انہوں نے بڑھیا کی خاطرداری کی اور پوچھا کہ امام حسن
نے تجھے کیا دیا ہے اس نے بتا دیا پھر آپ نے بھی ایک ہزار دینار اور ایک ہزار بکریاں دیں -
اور اسے اپنے آدمی کے ساتھ عبد اللہ بن جعفر کے پاس بھیج دیا انہوں نے دریافت کیا کہ دونو نے تجھے کیا دیا اس نے وہی بتایا پھر آپ نے دو ہزار دینار
اور دو ہزار بکریاں اسے دیں اور کہا کہ اے بڑھیا اگر تو پہلے میرے پاس آتی تو میں تجھے اسقدر دیتا کہ پھر امام حسن کو بھی مشکل پڑ جاتی - یہ بڑھیا
سامان لیکر وہ اپنے خاوند کے پاس آئی اور کہا کہ یہ اس ایک بکری کا عوض ہے جو میں نے تین صاحبزادوں کو پکا کر کھلائی تھی -
کیا مہذب دنیا کا کوئی سخی اور ایسا ہوا ہے کہ جو اتنے سے احسان کا اتنا معاوضہ دے اور سخاوت و خیرات کرنی اپنا فرض عین سمجھے مشرقی
کیا انہوں اور کیا وتو ان میں حاتم کی سخاوت بہت مشہور ہے یہاں تک کہ ہمارے سعدی نے بھی سخاوت کی تشہیر دیتے وقت حاتم کا ذکر کیا ہے حالانکہ
ان پاک نفوس کے سامنے جنکا ذکر کیا گیا - آئندہ ہو گا حاتم کچھ چیز نہ تھا - یہ ہماری جہالت اور ناعلمی کی وجہ ہے کہ ہم نے بزرگوں کے حالات بھلا دیئے
اور ایسے اندھے ہو گئے کہ ہمیں ان کے نیک خصال اور عالی ہمتی کا خوشنما میں دکھائی دیتا - وہ خود مصیبت میں ہوتے تھے لیکن دوسرے کو مصیبت
میں دیکھ نہ سکتے تھے ممکن نہیں کہ وہ خود پیٹ بھرین اور ان کا ہمسایہ بھوکا رہے -
ایکدن عبد اللہ بن عامر بن کریز مسجد سے اپنے گھر تشریف لا رہے تھے ثقیف کے قوم سے ایک لڑکا آپکے ساتھ ساتھ ہو لیا جب بہت دور تک
ساتھ چلا گیا تو عبد اللہ نے پھر دریافت کیا کہ تو میرے ساتھ کیوں آتا ہے -
اور تیرا کیا کام ہے - اس نے کہا کہ کام تو میرا کچھ بھی نہیں ہے صرف میں اسلئے حضور کے ساتھ ہوں کہ اگر خدانخواستہ آپ پر راہ میں کوئی
آفت آگر پڑے تو میں سینہ سپر ہوں اور آپکو بچاؤں - عبد اللہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے گھر سے آئے اور ہزار دینار اسے عطا
کیئے اور کہا -

خنک آنکہ کوچہ تو دارد نسیم

خلیفہ ہارون رشید جسکی شوکت اور عظمت کی دھاک تمام مسیحی دنیا میں بیٹھ رہی تھی اور جسنے قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا تھا جیسا
خود اپنا جلال بڑھانا چاہتا تھا اسیقدر اپنی رعیت کی نمائش کی بھی فکر اسے بہت رہتی تھی خصوصاً وہ علما پر جان دیتا تھا امام مالک
بن انس کو اسکے دربار میں اعلے درجہ کی شوکت حاصل تھی ایکدن کسی وجہ سے ہارون الرشید نے پانچ سو دینار امام مالک کو بھیجے - خبر لیث
بن سعد کو پہنچی انہوں نے ایک ہزار دینار امام مالک کی خدمت میں روانہ کیئے - خلیفہ کو یہ سنکر برا معلوم ہوا - لیث بن سعد کو بلا کر کہا
کہ میں نے صرف پانسو دینار دیئے اور تم نے اس کے تو کیا ایک ہزار دینار دیئے یہ خلاف تہذیب ہے - لیث بن سعد نے عرض کیا کہ حضور ایک
ہزار دینار روز کی میری آمد ہے بھلا آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ میں اتنے بڑے فاضل اجل کو کیا اپنے ایک دن کی بھی آمد نہ دیتا -
بغداد میں اس شخص کی سخاوت کی بڑی دھوم تھی جب تک کہ علی الصباح مساکین کو نہ کھلا لیتے ہرگز ایک نوالہ منہ میں نہ لیتے -
عبد الملک بن مروان نے اسما بنت خارجہ سے کہا کہ مجھکو تمہاری چند خصلتوں کی خبر پہنچی ہے ان کو مجھ سے بیان کرو انہوں نے جواب دیا کہ حضور
اگر یہ باتیں میری نسبت غیر سے سنتے تو مجھ سے سننے کی نسبت بہتر ہوتا -
فرمایا نہیں مجھے خدا کی قسم تو ہی بیان کر عرض کیا یا امیر المومنین میں نے کبھی اپنے ہمنشین کے سامنے پیر نہیں پھیلایا اور جب کبھی
کھانا پکا کر لوگوں کی دعوت کی ہے تو جسقدر میرا احسان ان پر ہوا اس سے زیادہ میں نے ان کا احسان اپنے اوپر سمجھا اور جب کبھی
کوئی شخص مجھ سے مانگنے آیا تو جو کچھ میں نے اس کو دیا کثیر نہیں جانا -

خذ العفو وامر بالمعروف واعرض عن الجاهلین

یعنے خو پکڑ معاف کرنا اور کہہ نیک کام کو اور کنارہ کر جاہلون سے۔ خدائے تعالی نے نبی کو تنبیہ کی ہے کہ تو عفو سیکھ۔ اور جاہلون سے کنارہ کر پھر قرآن مجید مین آیا ہے۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی

یعنے اللہ حکم کرتا ہے انصاف کو اور بھلائی کو اور ــــ اوروں کے دینے کو ــ

اور منع کرتا ہے بے حیائی کو اور نامعقول کام کو اور سرکشی کو جس شخص نے اس کے خلاف کیا اُسنے گویا خدا کے خلاف کیا اور جس نے خدا کے خلاف کیا وہ مسلمان ہی کب ہے۔ اور پھر قرآن مین آیا ہے۔

واصبر علی ما اصابک ان ذالک من عزم الامور

اور سہار جو کچھہ تجھہ پر پڑے بیشک یہہ ہین ہمت کے کام

خدا کے اسی حکم نے محمد کو ایسا اپنی جگہہ پر مستحکم کر دیا کہ جب تک خدا کی سچی وحدت کا عالم سے نہ ملا لب باز نہین آیا اور پھر اللہ تعالی نے فرمایا۔

ولمن صبر وغفر ان ذالک لمن عزم الامور

البتہ جسنے سہا اور معاف کیا بیشک یہہ کام ہمت کے ہین

مین نہین خیال کر سکتا کہ ایسی تعلیم کہ جو قانون قدرت کے موافق ہے کسی اور کتاب مین پائی جاتی ہے

سعد بن خالد بہت بڑا امیر تھا مشہور تھا جو کچھہ اسکے پاس ہوا وہ اسنے تقسیم کر دیا اور اگر ایسے موقع پر کسی نے کچھہ مانگا کہ اس کے پاس کچھہ نہوا تو اسے تمسک لکھہ دیتا تھا کہ جب میرے پاس ہوگا مین تجکے دیدونگا اسی قسم کا جب زیادہ قرض ہوگیا تو سلیمان بن عبد الملک پاس آیا۔ سلطان کو سعد بن خالد کی کیفیت خوب معلوم تھی صورت دیکہتے ہی کہا آپ معلوم ہوتا ہے کہ مقروض زیادہ ہو گئے ہین کہا ہا تیس ہزار دینار کا مین مقروض ہون سلیمان نے ساٹھہ ہزار دینار اسے دیدئے۔

لکھا ہے کہ قیس بن سعد بن عبادہ بیمار ہوا۔ اقارب ان کی عیادت کو نہ آئے انہون نے سبب دریافت کیا کہ کوئی میری عیادت کو نہ آیا۔ کسی نے کہا کہ وہ اسلئے آتے ہوئے شرماتے ہین کہ وہ آپ کے مقروض ہین آپنے ایسے مرض کی حالت مین ٹھنڈا سانس بھرا اور کہا خدا اُس مال کو ذلیل کرے کہ بہائیون سے نہین ملنے دیتا پھر آپنے اپنے ایک خادم سے فرمایا کہ تو کہہ کر پکار دے قیس نے اپنا قرض سب پر معاف کیا یہہ خبر پہونچتے ہی لوگ اس کثرت سے آئے کہ قدم رکھنے کو جگہہ نہ ملی۔

اس قسم کی ہزارون روایتین ہین کہ جن سے اسلام کی شان معلوم ہوتی ہے جو شخص کہ کنجوس اور دنیا پرست ہوگا اسے تو یہہ اچھی نہین معلوم ہون گی مگر جس نے حمیت قومی کا مزا چکھا ہے اور بعث انسانیت کو جانتا ہے وہ خوب سمجھیگا کہ محمد عربی کی تاثیر نے کیسے وحشیون اور گنوارون کو عالم کا مہذب یعنی خلیق عالم بنا دیا۔ جہان تک میرا تاریخی علم گواہی دیتا ہے مین آجتک کسی پیغمبر کی تاریخ مین یہہ اثر نہین دیکھا۔

نہ اس خیال سے کہ مین محمدی ہون بلکہ بحیثیت ایک محقق ہونے کے میرا فرض ہے کہ مین جو کچھہ لکھون تاریخ اور واقعات کے موافق ہو۔ لاکھون اسلامی کتابین جن سے یورپ نے بہت کچھہ سبق حاصل کیا ہے مسلمانون کی تہذیب اور شائستگی اور خلق سے بھری پڑی ہین۔ اور جو کچھہ ان مین بیان ہوا ہے انسانی زندگی کے سنوارنے کی تدبیرین بتائی گئی ہین وہ ویسی عجیب و غریب ہین جتنا کوئی اندازہ کر سکتا ہے۔

پہر قرآن مین آیا ہے فاعف عنہم واصفح ان اللہ یحب المحسنین یعنے - سو معاف کر اور در گزر کر اللہ تعالی محبت رکہتا ہے نیکی والون سے - اور پہر قرآن مجید مین آیا ہے ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم - یعنے اور چاہیے معاف کرین اور در گزر کرین کیا تم نہین چاہتے کہ اللہ تمہین معاف کرے،، قرآن مجید مین دوسری جگہہ آیا ہے - ادفع بالتی ہی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم یعنے جواب مین لو کہ اس سے بہتر پہر جو تو دیکہے تو جسمین تجہمین دشمنی تہی وہ دوست دارہی ناتے والا - اور جگہہ مین ہے - الکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین،، یعنے ،، تہامتے ہین غصہ کو اور معاف کرتے ہین لوگون کو اور اللہ تعالی چاہتا ہے نیکی والون کو،، پہر فرمایا - اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا - یعنے بچتے رہو بہت تہمتین کرنے سے مقرر بعضے تہمت گناہ ہے اور بہید نہ ٹٹولو کسیکا اور برا نہ کہو پیچہے ایک دوسرے کو -

اس والا شان نبی کی یہ تعلیم ہتی جو اس نے اپنی امت کو فراخی اور اولوالعزمی سے دی - آپ بہت زور شور سے فرمایا کرتے ہے کہ،، مین اسلیے بہیجا گیا ہون کہ مکارم اخلاق کو پورا کرون - یہی تمام عمر کوشش رہی اور یہی آپ نے اپنی امت کو سکہایا جب خدا کی طرف سے تعلیم پوری ہو چکی تو وہ نبی کی شان مین فرماتا ہے،، انک لعلی خلق عظیم،، اور تو پیدا ہوا ہے بڑے خلق پر،، پہر آنحضرت نے فرمایا - اللہ تعالے مکارم اخلاق کو پسند کرتا ہے اور انمین سے برے اخلاق سے،، نفرت رکہتا ہے،،

ایکدن طے کے قیدی آنحضرت کی خدمت مین حاضر کیئے گئے ایک لڑکی بہی ان مین ہتی اس نے باادب عرض کیا کہ اگر آپ مصلحت سمجہین تو مجہے رہا فرما دین کیونکہ مین اپنی قوم کے قبائل کی سردار کی بیٹی ہون لوگ مجہپر ہنسینگے میرا باپ اپنی قوم کی حمایت کرتا تہا اور قیدی کو رہائی دیتا تہا بہوکے کا پیٹ بہرتا تہا - اور سلام کا افشا کرتا تہا کبہی کسی حاجت کے طالب کو محروم نہین پہیرا مین حاتم طائی کی بیٹی ہون - محمد ؐ نے کہا اے لڑکی یہہ صفت سچے ایمانداروں کی ہے اور پہر فرمایا کہ اسکو چہوڑ دو - انس کہتے ہین کہ آنحضرت نے کوئی عمدہ نصیحت ایسی نہین چہوڑی جسکی طرف ہمکو نہ بلایا ہو اور نہ کوئی عیب اس قسم کا چہوڑا جس سے ہمکو ڈرایا نہو اور نہ منع کیا ہو آپ اکثر یہی فرمایا کرتے ہتے،، ان اللہ یامر بالعدل والاحسان الآیہ،، اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنیکا اور نیکی کرنے کا،، -

حضرت معاذ بن جبل فرماتے ہین کہ مجہے رسول اکرم یہہ نصیحت کیا کرتے ہتے،، اے معاذ مین تجہکو وصیت کرتا ہون خدائے تعالی سے ڈرنے کی اور سچ بولنے اور عہد پورا کرنے اور امانت ادا کرنے اور خیانت نہ کرنے اور ہمسایہ کا لحاظ رکہنے اور یتیم پر رحم کرنے اور نرم گفتگو کرنے اور سلام کے فاش کرنے کی اور حسن عمل اور کوتاہ کرنے امل کی اور ایمان پر جمے رہنے اور قرآن کی سمجہہ پیدا کرنے اور آخرت کی محبت اور حساب سے خائف رہنے اور بازو کو پست رکہنے کی اور مین تجہکو منع کرتا ہون

کہ کسی کو گالی مت دینا۔
اور سچے شخص کو جھوٹا مت ٹھیرانا اور کسی گنہگار کی اطاعت نکرنا اور امام عادل کی نافرمانی مت کرنا اور
زمین مین فساد مت کرنا اور تجھکو وصیت کرتا ہون خدائے تعالی سے ڈرنے کی۔ اور یہہ کہ ہر گناہ پر توبہ
نئی کرنا پوشیدہ گناہ کے لئے پوشیدہ توبہ اور ظاہر کے لئے ظاہر،،

محمد صلعم کی تعلیم ہمیشہ اسی قسم کی رہی اور جسنے سبھی صفات انسانی سے مخلوق خدا کو بہرہ ور کیا سب سے
زیادہ حلیم اور سب سے زیادہ شجاع اور سب سے زیادہ عادل تہا۔ اسکی پارسائی ہی اس کی شان کے مساوی ہتی۔
اسکی سخاوت کی دہوم تمام عالم مین مچ رہی ہتی۔ وہ اپنے پاس دنیار و درم شب کو نہ رکھتا تہا اور اگر کبہی
کچہہ بچ رہتا اور کوئی لینے والا نہ ملتا اور شب ہوجاتی پہر بہی وہ اپنے مکان مین نہ آتا جب تک کہ اس
دنیار یا درم کو کسی محتاج کو نہ دے دیتا۔ جو کچہہ اسے حاصل ہوتا۔ صرف اپنی سال بہر کی غذا رکہہ لیتا اور
وہ بہی سب سے زیادہ ارزان اور سہل الوصول خرما اور جو کی ہوتی ہتی اور جو کچہہ بچتا اللہ کی راہ پر محتاجین
کو دیدیتا اس سال بہر کی قوت مین سے بہی مساکین کو دیتا تہا آپ بہوکا رہتا مگر دوسرے کے پیٹ بہرنے
کی زیادہ فکر رہتی۔ کئی کئی دن کا اسپر فاقہ گزرجاتا اور وہ اف نکرتا۔ اپنے ہاتہہ سے ہمیشہ اپنی جوتی
گانٹہا کرتا تہا۔ اپنے ہاتہہ سے اپنے کپڑے مین پیوند لگاتا۔ اور آپ اپنے گہر کا سارا کام کرتا۔
اسکی حیا بہی سب سے زیادہ ہتی وہ کسی کے چہرہ کی طرف آنکہہ بہر کر بہی ندیکہتا۔ وہ بکشادہ دلی آزاد اور غلام
دونو کی دعوت منظور کرتا تہا۔ اور جو شخص خوشی سے ہدیہ لاتا اس سے زیادہ خوشی سے قبول کرتا چاہے
دودہ کا ایک گہونٹ ہو یا خرگوش کی ران ہو۔ اور پہر ہدیہ کی مکافات کرتا۔ لونڈیون باندیون اور
انتہا درجہ کی مساکین کی دعوت قبول کرتا تہا۔ اور جو شخص خوشی سے ہدیہ لاتا اس سے زیادہ خوشی سے قبول کرتا
اور کبہی کسی قسم کی شرم ان کے گہر جانے مین نکرتا۔ اسنے کبہی غصہ نہ کیا اور غصہ والون کو ہمیشہ ناپسند کیا
اسنے کبہی کسیکا احسان نہین لیا ایکدفعہ ایک سخت معرکہ مین مشرکون نے ایک درخواست دی کہ اگر حکم
ہو تو ہم آپکی طرف سے آپکے مخالفین سے جنگ کرین آپنے فرمایا کہ مین مشرکون کا احسان لینا نہین چاہتا
حالانکہ وہ آپ پر سخت وقت تہا مخالفین کثرت سے ہتے اور اپنی گروہ کی تعداد کچہہ بہی نہ ہتی۔
اسنے کبہی پر تکلف کہانے کی خواہش نہ کی جو کا دلیا یا صرف روٹی یا خرما یہہ اسکی روزمرہ کی خوراک ہتی
نہ چہنے ہوئے گوشت کی قید ہتی۔ نہ گیہون کی نہ جو کی روٹی نہ روٹی کے ساتہہ شہد کی غرض جو کچہہ ملتا بہت
خوشی اور سادگی سے کہا لیتا۔ اس کا گیہون کی روٹی سے تا زیست تین دن تک برابر پیٹ نہین بہرا
یعنے کوئی تین دن تمام عمر مین ایسے نصیب نہین ہوئے کہ اس پر جلال شہنشاہون کے ایک شہنشاہ
نے گیہون کی روٹی پیٹ بہر کر کہائی ہو۔ کیا اب بہی کوئی مخالف اسلام یہہ کہسکتا ہے کہ محمد صلعم عربی کی
باتین اور ترکیبین نمائش حاصل کرنیکی تہین۔ کیا اب بہی کسی کو شبہہ ہوسکتا ہے کہ مخلوق مین سے

برتر نہ تھا - وہ ابھی زیست ہی مین لاکھون قلوب پر حکومت کرنے لگا تھا مگر اس نے کبھی اپنی شوکت دنیوی حکمرانون کی طرح نہ چاہی - وہ جیسا مفلسی اور بیکسی یا تنہائی مین حلیم اور غریب مسکین تھا ویسا ہی حالت شوکت حاصل کرنے اور لاکھون دلون کو اپنا گرویدہ کرنے مین بھی اسکی یہی حالت تھی ہمیشہ ایسی جہونپڑہ مین زندگی بسر کی جسمین بے سروسامانی کی حالت مین رہتا تھا - انس اسکا خادم لکھتا ہے کہ حضرت نبی نے میری خدمت کی تنخواہ مین بھی کمی نہین کی - اس نے کبھی کسی گھریلو کام کے لیے مجھے نہ کہا یہ کیون کیا جو کچھہ مین نے کر دیا اعتراض نہ کیا نہ مجھے منع کیا اور جس چیز کی ضرورت ہوئی وہ آپ اٹھا کر لے لی - اپنی قوم مین سے کوئی شخص بیمار ہوتا آپ کئی کئی بار اسکی عیادت کے لئے جاتے نہ کسی قسم کا تکلف تھا نہ نمائش تھی - کبھی رستہ چلتے وقت کسی کو ستاتا اور دل مین نہین لیا نخوت اور دشمنون مین تھا اسکے افعال کردار مین تکبر کا نام و نشان بھی نہ تھا لیکن ہان اس حلیمی اور مسکینی پر بھی وہ رعب داب وقار تھا اور اس کا یہہ وقار فطرتی تھا جسمین فطرت کے پورے ہنر کی بانگی معلوم ہوتی تھی - نہایت بانمک خوش کلام کرتا خندہ پیشانی سے جیسا دوستون سے باتین کرتا ایسا ہی اپنی ہنس مکہ چہرے سے دشمنون کے ساتھ بھی ہنس دیتا - اس نے دنیاوی کسی بات پر تعجب نہ کیا ہان فطرت کے گوناگون کرشمون کو دیکھتا اور ان مین خوب فکر کرتا - کپڑے پہننے مین بھی اسے کچھہ تکلف نہ تھا - وہ لاکھون روپون کا تاج اپنے سر پر رکھسکتا تھا لیکن معمولی پھٹے ہوئے پیوند دار کپڑے کا عمامہ باندھے رہتا کبھی چھوٹا سا کمبل اور کبھی یمن کی چادر اور کبھی صوف کا جبہ جو مباح مال سے ملتا اپنے استعمال مین لاتا - اسنے کبھی اپنی سواری کے ساتھہ اپنے غلام کو نہین چلایا - اگر دو سواریان میسر نہ آتی تھین تو غلام کو پیچھے بیٹھا لیتا تھا وہ ہر سواری پر بشوق سوار ہوتا رہتا - کبھی اونٹ پر کبھی گھوڑے پر کبھی دراز گوش پر کبھی سبزہ خچر پر کبھی پیادہ پا کبھی برہنہ پا کبھی بلا عمامہ چلتا اور اسے ان حالتون مین رہکر نہ نخوت ہوتی تھی نہ شرم آتی خوشبوؤن سے ہمیشہ رغبت تھی فقیرون مساکین اور بینواؤن کے ساتھہ پہلو بہ پہلو بیٹھتا ان کو کھانا کھلاتا اور ان کے ساتھہ آپ بھی بیٹھکر کھانا کھاتا - کبھی اس پاک نفس نے کسی کو نہ جھٹلایا جو عذر جسنے پیش کیا وہ بخوشی قبول کر لیا - کبھی اسنے سچ کے سوا کچھہ نہین کہا - وہ کبھی کبھی مسکراتا تھا مگر زور سے کبھی نہ ہنسا - آپ اپنے ملازمین کو اپنے ساتھہ بیٹھا کر کھانا کھلاتے اور اپنے برابر کپڑا پہناتے - اسکا سونا جاگنا اٹھنا بیٹھنا وہ سب ہماری اصلاح کے لئے تھا - اور اس سے بہت بہت کچھہ نکات حاصل ہوتے تھے - اور مسلمین سبق لیتے تھے - اسنے کبھی کسی مسکین پر بادشاہ وقت کو ترجیح نہ دی ایک مجلس مین دونو سے ایک برتاؤ کرتا - یہہ اس امی نبی کی صفات ہین کہ جو دہورا یتیم معصوم بچہ تھا جس کی پرورش جہان کے وحشیون اور گنڈریون مین سخت بیکسی کی حالت مین ہوئی تھی - ایسے بچہ کا کہ جسنے نہ کبھی باپ کی سرپرستی دیکھی نہ مان کی ماتا بھری آغوش کی گرمی کھائی وہ ایسا زبردست

مصلح ہو کہ نہ کوئی پیدا ہوا نہ ہوگا اس سے کیا پایا جاتا ہے صرف یہی کہ فطرت اسکی خود معلم ہی اور پہلے ہی سے نورانی علم وفضل کے جلوے اس کے دماغ اور دل مین چمک چکے تھے۔ یہہ حالات تمام کتب احادیث سے منتخب کرکے لکھے ہین اور جو ایسے ہی معتبر ہین کہ جیسے کوئی منصف شخص اندازہ کر سکتا ہے۔

ارونگ لکھتا ہے کہ نہایت مشہور اور مہذب خیراتون مین زبان کی خیرات ہے کہ جس کی محمدؐ نے عقلمندی سے بنیاد ڈالی"۔

بصرہ کا ایک باشندہ مدینہ مین آیا اور محمدؐ کا دین قبول کرکے اسنے التماس کیا کہ آپ چہے چال چلن کی مجھے کچھہ ہدایت فرمایئے محمدؐ نے کہا کسی کی بُرائی نہ کیجیو"۔ اسوقت سے وہ لکھتا ہے کہ مین نے کبھی کسی کی برائی نہ کی نہ مُنہ پر نہ غیبت مین۔

اسلام کی تعلیم ہی اخلاق وتہذیب پر زیادہ مبنی ہے حدیث مین آیا ہے کہ گہر مین رہنے والون اور آنے جانے والون کو سلام کرو اور دوستون راہگیرون غیرون کے سلامون کا خندہ پیشانی سے جواب دو جو شخص سوار ہے اسکا فرض ہے کہ پیدل کو سلام کرے اور پاپیادہ کا فرض ہے کہ بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور ایک چھوٹا گروہ بڑے گروہ کو اور ایک نوجوان آدمی بڑے آدمی کو۔ جیسا کہ مفصلہ ذیل حدیث مین بیان ہوا ہے۔ یسلم الراکب علی الماشی والماشی علی القاعد والقلیل علی الکثیر والصغیر علی الکبیر

ہمارے نبی کی نرم گفتاری عظیم الشان شوکت حاصل ہونے پر بہی ویسی ہی تہی جیسی غریبی اور بیکسی مین لیکن یہودیون نے آکر محمدؐ سے کہا السام علیک (یعنے اے محمد تجہے موت آئے) آپنے جواب دیا علیکم۔ حضرت عائشہ فرماتی ہین مین نے عرض کیا بل علیکم السام واللعنۃ۔ اسپر آپنے فرمایا اے عائشہ خدا نرمی کو پسند کرتا ہے اب خیال کرنے کی جگہہ ہے کہ جس نے کبہی نہ صرف اپنے مخالفون کا بلکہ دین کے دشمنون کا بہی دل آزردہ نہین کیا اور ان پر مہربان ہی رہا کبہی ان سے تلخی بات نہ کی تو وہ مخلوق کا رحمت کیون نہ ہوگا اور اسکی فضیلت اور انبیا مین کیون نہ تسلیم کی جائے گی۔

اس مستغنی اور سب مخلوق مین برتر اور افضل ذات نے کبہی کسی سے حتے کہ اپنے معتقدون۔ ملازمون اور غلامون سے بہی تعظیم نہ چاہی۔ حضرت انس آپکے غلام کہتے ہین کہ ہمارے نزدیک کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محبوب نہ تہا مگر ہمارا دستور تہا جب آپکو دیکھتے تہے تو کہڑے نہوتے تہے اسلئے کہ یہہ امر آپنا پسند فرما چکے تہے۔ آپنے ایک مرتبہ فرمایا کہ جب تم مجھے دیکہا کرو کہڑے نہوا کرو جیسے عجمی کرتے ہین۔ معاویہ کی روایت کے بموجب ابوداؤد وترمذی یہہ حدیث نقل کرتے ہین۔

من سرہ ان یمثل لہ الرجال قیاماً فلیتبوء مقعدہ من النار

یعنے جس شخص کو یہہ اچھا معلوم ہو کہ لوگ اسکے لئے کہڑے رہین تو چاہیئے وہ اپنی جگہہ دوزخ مین بنائے

اس انکساری اور مسکینی کو دیکھکر بھی کیا کوئی نا منصف محمدؐ پر یہ الزام [illegible] کہ
دولت اور شوکت حاصل کرنے کے لئے یہہ ساری ترکیبین کیں۔ اگر [illegible]
سے محمدؐ کے سوانح عمری پر بغور نظر کریگا تو اُسے یہہ ضرور کہنا پڑیگا کہ محمدؐ [illegible]
اسکی لائف ایسے ایسے فیکٹس سے پر ہے کہ جنکو دیکھکر جتنا تعجب آتا ہے [illegible]
ہونا پڑتا ہے۔ اسکی جتنی ہدایتین تہین وہ صرف یکانگت اور بھائی [illegible]
تہا کہ کوئی شاہ و گدا امیر و فقیر دو دو نہین بلکہ باہم سگے بہائیون کی [illegible]

لا یقیم الرجل الرجل عن مجلسه ثم یجلس فیه ولکن توسعوا [illegible]

یعنے چاہئے کہ ایک شخص دوسرے کو اسکی نشست گاہ سے اوٹہا کر خود اس [illegible]
اور کشادگی کرو۔

ان تمام مختصر باتون کے بعد جو مین نے اپنی نیک نیتی سے تحریر کی ہین [illegible]
کرتا ہون کہ جو غیر اسلام مین۔ وہ بہت آزادی سے ایک [illegible] جسکی [illegible]
حالت ہو اسکی نسبت کیا رائے قایم ہو سکتی ہے اگر وہ مخالفین سے [illegible]
کے لئے جو جو اسنے مصیبتین اٹہائین وہ اپنے نفس پر [illegible]
غریبی مین بسر ہوئی کہ جیسے ایک مفلس فقیر کی ہوتی [illegible]
جائے وحدت پرستی گہر گہر رائج ہو جائے [illegible]
حقارت کی نظرون سے نہ دیکہے۔

سچی تہذیب اور سیویلزیشن کا پودہ ہرا بہرا کر لیا [illegible] لگے۔ بس [illegible] اور اسکے لئے اس نے
اپنی جان ہمیشہ خطرون مین پہنسائی [illegible] ارادہ [illegible] کامیابی کے ساتھہ
اپنے ارادہ پر وہوم دہام سے کامیاب ہوا [illegible] کی ظلمت مٹ گئی اور علم و شائستگی کا
نور چمکا۔

جو کچہہ اسنے بتایا اور ہمین سکہایا [illegible] کافی تہا [illegible] روحانی قابلیت ہم
بخوبی بڑہا سکتے ہین اور سچی وحدت پرستی آسکتی ہے بشرطیکہ ہم [illegible] احادیث کو دیکہین
اور ان پر عمل کرین۔

واشنگٹن جو ایک متعصب مصنف ہے [illegible] محمدؐ کے چال
چلن پر یہہ ریمارک کرتا ہے۔ اس [illegible] شخص کی تہذیب [illegible] اسنے اپنی
نرم گفتاری سے خونخوار دشمنون کو اپنا کر لیا تہا اور یہہ اسکی نرم گفتاری ہی کا اثر تہا کہ اسکے دوست
اسپر اپنی جان قربان کرتے تہے اور اسی باعث سے دن بدن اسکی عزت زیادہ ہوتی گئی ۔۔

یہہ ہی ہدایت محمدی کی اعلی درجہ کی شان ہے کہ اسکے دشمن بھی اسکی صفات کے قایل ہون گو وہ حقارت آمیز الفاظ مین انہین کیون نہ بیان کرین جس نے ہمیشہ سچ بولنے اور وعدہ ایفا کرنے کی تاکید کی اور امانت کی خیانت کرنے سے منع کیا اس سے زیادہ اور کون شخص سچی تہذیب سکہا سکتا ہے بخاری کی اوسط ... حدیث مین ... سے روایت کرتے ہین آنحضرت نے فرمایا جس شخص مین یہہ چار چیزین ہین وہ مسلمان نہین ہے بلکہ منافق ہے۔ اگرچہ وہ روزہ رکہے اور پانچون وقت نماز پڑہے اور سمجہے کہ مین مومن ہون۔ اول جب بات کہے جہوٹ بولے دوم جب وعدہ کرے پورا نکرے۔ اور جب امانت سپرد کی جاوے تو خیانت کرے۔۔ اور جب کسی سے جہگڑے تو بیہودہ بکے" ظاہری پرستش اور روزہ نماز پر دین محمدی منحصر نہین ہے بلکہ تمدن اور تہذیب پر مبنی ہے۔ یہہ چار چیزین جنپر پولٹیکل مارل سوشیل اصول منحصر ہین اسلام کے اعلے اور برتر اصول مقرر کئے گئے ہین۔ کیا ایسے دین پر کوئی مضحکہ اڑا سکتا ہے۔ کیا یہہ روشن اصول حقارت کرنے کے قابل ہین کیا یہہ نیکیان اور ان کا بانی ناشائستہ الفاظ سے یاد کرنے کے قابل ہے۔ کیا ان افضل باتون پر کوئی منہ آسکتا ہے ہرگز نہین۔ یہی اسلام ہے اور یہی اسکے اصول ہین خدا کرے ان کی عظمت کو تمام عالم قبول کرے اور صدق دل سے ان پر ایمان لائے۔ آمین ثم آمین۔

(چوتھا باب)

(قریش اور یہودیون کی تاریخ)

(۱۹ر اپریل سنہ ۶۲۲ء سے مئی ۶۲۳ء تک)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مدینہ منورہ پہونچنے نے مکیون اور مدینہ کے یہودیون مین ایک خوفناک موج پیدا کر دیا۔ آپکا مدینہ منورہ تشریف لے آنا بہت مبارک اور اسلام کے لئے بہتر ہوا۔ فطرت ہی کو یہہ منظور تہا کہ کسیطرح مکی اپنے طیش انگیز جوش کو پورے طور سے ایک حد تک کام مین لا سکین اور جہانتک ان سے ہو سکے سچے دین کا مقابلہ کرکے دیکہین کہ ان کی سرکشی اور بغاوت اور مخالفت کا کیا اثر پڑتا ہے اور سچا دین دن بدن ان کے خیال کے خلاف ترقی کرتا جاتا ہے۔ ابہی چند روز کے لئے فطرت کو یہہ منظور نہ تہا کہ اس فسادخیز زمین مین جب تک یہہ ہر قسم کی شر و فساد سے پاک نہو جائے معصوم ذات پیغمبر کی رہے مصلحتاً نبی کو مدینہ آنا پڑا اور یہہ مدینہ آنا نبی اور اسکے صحابہ کے لئے اکسیر کا حکم رکہتا تہا۔ بعض کوتاہ اندیش اور نافہم عقول بعض وقت اپنی تراشیدہ اور بہنگم طبیعت سے نبی کی ہجرت یا فلائٹ پر یہہ اعتراض کرتے ہین کہ نبی مقاومت کی تاب نہ لاکر مدینہ کا فور ہو گئے۔ اگر ایک دوربین اور فہیم نظر اس اعتراض کی فطرت کی وقعت دیکہیگی تو اسے بخوبی یہہ اظہار ہو جائے گا کہ جو کچہہ محمد نے اپنے کو ظاہر کیا اور جو کچہہ محمد نے دعوے کیا

وہ اظہار اور دعوے اس ہجرت کے مطابق پڑتا ہے در کسی قسم کی مخالفت نہین ہوتی محمدؐ نے کبھی نہین کہا کہ مین خدا کا بیٹا ہون یا مجھین خدائی صفات موجود مین۔ محمدؐ نے کبھی نہین کہا کہ مین تم مین سے نہین ہون یعنے انسان نہین ہون۔ محمدؐ نے کبھی اسکا دعوے نہین کیا کہ میرے برابر قوی کوئی نہین ہے۔ محمدؐ نے کبھی یہہ اظہار کرنا نہ چاہا کہ مین سو دوسو یا ہزار آدمیون پر تن تنہا غالب آسکتا ہون۔ یا مین خشک زمین سے چشمے نکال سکتا ہون یا پہاڑون کو ٹکرا سکتا ہون یا یہہ کر سکتا ہون اور وہ کر سکتا ہون اسنے اگر کہا تو یہ کہا کہ مین تمہارے طرحسے آدمی ہون اور تمہاری ہی قوم مین سے ہون صرف مین تمہین اللہ کا پیغام پہونچاتا ہون اگر تم نے قبول کرلیا تمہین نجات دارین ہو جائے گی اور جو تم نے نہ مانا مین صبر کرونگا اور پہر خدا میرا اور تمہارا فیصلہ کریگا۔ اس نے کبھی کوئی بات نہ کی جب تک کہ خدا کی تائید اپنے ارادہ کے ساتھہ نہ ملالی۔ اس کی جسمانی اور روحی قوتین صرف خدا کے بہروسہ پر چلتی تہین وہ اپنے خیال سے کوئی کام نکرتا تھا جب تک اسمین خدا کی مرضی نہ شریک ہوتی ہو غرض اس کا جو کوئی کام تھا اس سے غرض صرف یہی تہی کہ کسیطرح ریفارم ہو اگر اپنے گہر سے وہ نہ نکلتا اور اپنے کو دشمنو نکا بے نتیجہ شکار کر دیتا تو پہر جس ہدایت کے لئے وہ بہیجا گیا تھا وہ ادہوری رہجاتی اور اس کی جوابدہی اس کو۔۔ کرنی پڑتی مین معترض سے دریافت کرتا ہون کہ اگر ریل گاڑی اپنی پوری تیزی مین آرہی ہو اور ہم لین پر سامنے کہڑے ہون تو کیا ہماری بہادری اور دلیری اسکی مقتضی ہوگی کہ ہم سینہ تانے ہوئے اس آتے ہوئے انجن کے سامنے کہڑے رہین یا یہہ عقلمندی اور دانائی ہے کہ ہم ہٹ جائین اور اوسے جانے دین جب اسٹیم کی قوت کم ہو اور وہ انجن ٹہر جائے گا ہم اسپر قبضہ پا سکتے ہین اور پہر وہ ہمارا مطیع بن سکتا ہے۔ اسیطرح جب خونخوار لیسون نے نبی کو جو تنہا تھا برہنہ تلوارون سے گہیر لیا اور اسکے قتل پر آمادہ ہو گئے تو بمقتضائے فطرت انسانی اور دانائی یا ریفارمری کے اسکا فرض تھا کہ ان نابکار کوتاہ اندیش دشمنون سے اپنی پاک ذات بچاتا اور اسکو اس مقدس کام کی طرف رجوع کرتا جسکے لئے وہ بہیجا گیا تھا۔ یہہ حالت اور واقعات صورت دیکھکر متعصب معترضون کے اعتراضات منہہ کے بل گر پڑتے ہین اور پہر انہین سوائے حقیقت ماننے کے اور کچھہ نہین سجہائی دیتا۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ پہونچے تو دو گروہ موافقین یا پیروان کے ہو گئے ایک وہ گروہ تھا جسنے نبی سے پہلے یا نبی کی ہجرت کے کچھہ دن بعد اپنے مالوفہ وطن مکہ کو چھوڑ دیا تھا اور وہ مدینہ مین آگئے تہے ان کو مہاجرین کہتے ہین اور ایک وہ گروہ تھا کہ جو مدینہ ہی کے رہنے والے تہے اور انہون نے محمدؐ کی مدد کی تہی ان کو انصار کہتے ہین۔ ان کے علاوہ تیسرا گروہ اور بہی تہا وہ گروہ مخالفین کا تہا انمین یہودی تہے۔

دو

سابق الذکر گروہ نبی پر اپنی جانین قربان کرنے پر آمادہ تہے۔ ان کی محبت نبی کے ساتھہ ایسی تہی

لا انتہا تھی کہ جیسے نبی کو اپنی اصلاح کا خیال۔ ان کا اعتقاد نبی کی طرف سے حد تک پہنچ گیا تھا۔ مہاجرین نے صرف اپنے پیارے نبی کے لئے اپنا وطن اپنا دیس چھوڑ دیا اپنے گھر جنمین وہ پشت ہا پشت سے زندگی بسر کرتے تھے چھوڑ آئے تھے نہ صرف وطن اور پیارے گھرون ہی کو چھوڑا تھا بلکہ اپنے اس فریق اور کنبہ کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دیا تھا کہ جن سے صدہا سال سے تعلق چلا آتا تھا صرف اسلام کے لئے وہ ان کے دشمن ہو گئے اور انہین اپنے پیارے نبی کی حمایت مین تمام جہان کو چھوڑ دینا کچھہ بھی بات نہوا۔ جہان وہ اپنے پیارے نبی کو بیٹھا ہوا دیکھتے تھے ان کے لئے وہ ہی وطن وہ ہی کنبہ تھا اور نبی کے خلاف حصون مین وہ سبکو اپنا دشمن جانتے تھے اور انہین ان سے کچھہ تعلق نہ تھا۔ وہ بہادری سے طرح طرح کے آزار اور رنج جو ان پر وقتاً فوقتاً پڑتے تھے سہتے تھے اور اس مین انہین خوشی تھی وہ اس امتحان مین پورے اترنے کی کوشش مین تھے کہ جو ان کا مالک ان کا لیرہا تھا یہ لوگ جو اپنے وطنون سے آئے تھے ان کو کچھہ بھی سہارا اپنی زندگی بسر کرنیکا نہ تھا۔ اس استقبال اور پیشوائی کا جو مدینہ والون نے مکیون یا مہاجرین کی کی تھی اندازہ کرنا مشکل ہے۔ ان کے جوشیلے محبت اور یکجہتی کے جذبے عجیب و غریب ولولون سے اٹھتے تھے انہون نے اپنے سگے بھائیون کی طرح ان کی آؤ بھگت کی انہون نے ان بے سر و سامان مہاجرین کو اپنا دنیوی سامان تقسیم کر دیا تھا اور جہانتک ان سے ممکن ہوا اپنے آنے والون کی مہمان نوازی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا اس اتحاد اور دلی یگانگت نے جسکی امی نبی نے لوگون کے دلو نمین بنیاد ڈالی تھی انہین ایک دوسرے کا شیفتہ بنا دیا وہ باہم مل ملکر شیر و شکر ہو گئے اور ان کے باہمی بھائی چارہ سے اصول اسلام کی سچی شوکت ہویدا تھی۔

انصار اور مہاجرین ایک دوسرے پر اپنی جان فدا کرتے تھے اور بیگانگی کی صورت بالکل مٹ گئی تھی سب ملکر خدا کے کامون مین اپنی جانین ہلاکت مین ڈالنے کو موجود تھے وہ پروانون کی طرح اپنے نبی کے گرد جمع رہتے تھے اور جو کچھہ ان کا پیارا نبی ارشاد کرتا تھا اس کے احکام کی بجا آوری ان کے لئے سبب راحت اور دوامی شادمانی کے حصول کی راہ تھی۔

وہ جوش اور ان کے ابھرتے ہوئے جذبے جن سے ان گروہون نے اپنے کو نئے دین کا شیفتہ بنایا تھا ایک عجیب لطف پیدا کر رہے ہے۔ ان کے اولو العزم ارادے اور اٹھتی ہوئی امنگین کیا ہی کچھہ سمان دکھا رہی تھین وہ صدق دل سے اسلام پر اپنا دھن من تن قربان کرنا اپنا فرض جانتے تھے۔ وہ تعداد مین بہت کم تھے لیکن اپنی یگانگت اور دلی اتحاد سے اپنے کو قوی تر جانتے تھے ان کی آرزوئین صرف یہی تھین کہ وہ اشاعت دین اسلام مین کوشش کرین اور دین کے دشمنون سے سینہ سپر ہو کر لڑین ان کی جگری خواہشین اپنی نبی کی ہدایت پر چلنے کی تھین۔ ان کی امیدین آئندہ

[illegible] تھے کہ [illegible] کو شکایت ہوتی
معصوم نبی کو تکلیف پہونچانے کے لئے کیا کیا کچھ تدبیریں کرتے تھے [illegible]
نہیں [illegible] کی بنیادوں کو متزلزل دیکھا [illegible]
نظروں سے [illegible] سمجھ کر بیٹھے اس تلاطم کا نتیجہ کیا ہونا ہے [illegible]
بت پرستوں کا محرک اور ان کو معصوم نبی کی مخالفت میں آمادہ [illegible]
میں آپ حد تک سردار مانا جاتا تھا جسکو مدینہ کی بادشاہت کی [illegible]
رہتا تھا کہ کسی طرح مدینہ پر میرا قبضہ ہوجائے اور میں وہاں کا بادشاہ [illegible] - ایک تو یہہ [illegible]
اور اپنے [illegible] کی مخالفت کا اندرونی جوش اسکو لوگوں کے جمع کرنے پر آمادہ کر رہا تھا - آخر اس نے اپنے
[illegible] کے لئے ابوسفیان کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا - اور پھر ایک خوفناک مضبوط گروہ بت پرستوں
کا اپنے گرد نبی کے خلاف جمع کر لیا - یہہ شخص مدینہ ہی میں کثرت سے [illegible] کر رہا تھا مگر جب نبی اکرم یہاں
تشریف لائے تو اسکے تمام ارادوں پر خاک پڑ گئی اور اب اس نے اپنے خیال میں یہہ مصلحت سمجھا کہ ظاہر
مسلمان ہوجانا چاہئے کیونکہ بڑھتے ہوئے دین سے برسر آنا یہہ ناممکن ہے چنانچہ وہ اپنی پارٹی کے ساتھ
بظاہر اسلام کا دم بھرنے لگا اور دل میں اسیطرح سے خبیث رہا محمدؐ کی آنکھیں اسکی اس منافقانہ
حالت پر لڑ رہی تھیں اسنے جان کر بھی کبھی یہ نہ کہا کہ تو منافق ہے بلکہ اس کی ناشائستہ حرکات کو
دیکھتا اور خاموش ہو رہتا اور اس بڑے نتیجہ کا صبر سے رستہ دیکھتا تھا کہ جو اس کی اور اسکی پارٹی کی
ذات کے لئے ظاہر ہونے والا تھا - اسکی منافقانہ باتیں اور اپنے شیاطین میں جا کر اسلامی اصول
پر قہقہہ اڑانا اس کے لئے زہریلا اثر دکھلا رہا تھا - اسی تنبیہ محمدؐ کو آگاہ کرنے کے لئے خدا نے قرآن میں
فرمادیا ہے - اور وہ یہہ آیت ہے - جو وقت ان سے کہا جاتا ہے کہ تم ایمان لاؤ وہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان
لے آئے لیکن جب وہ اپنے شیاطین کے گروہ میں جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ہنسی اڑاتے ہیں خدا
بھی ان سے ہنسی کریگا - آخر نتیجہ یہ ہوا کہ عبداللہ ابی اُن زوروں کی بوٹ اپنے ساتھ لیکر جہنم واصل
ہوا اور اس کا گروہ تتر بتر ہوگیا - اور پھر وہ سب ایسے ملیا میٹ ہوگئے کہ ان کا صفحہ ہستی پر نام
ونشان تک نہ رہا -

لیکن یہودی جو رسول اکرم کے اصلی مخالف تھے بہت کچھ مسلمین کے دلوں میں اپنی معاندانہ کوششوں
سے خوف پیدا کر رہے تھے - انہوں نے قریش مسلمانوں کے ساتھ لین دین قطعاً موقوف کردیا اور
ہر جگہ نئے مذہب والوں پر باتیں چھانٹنے لگے تھیں تکلیفیں دیں اور اپنی قدرت کے موافق ان کے
تباہ برباد کیا پہلے پہل تو وہ محمدؐ کی پیرسچ مہربانی اور انسانیت سنتے رہے اور انہیں محمد کی باتیں

بہتر ہی اور اسلام کی ترقی پر لڑ رہی تھیں - اسلام کی تاریخ میں [illegible] کے لئے نامور [illegible]

[illegible] حالت انکی تو یہ کیفیت تھی - اور وہان یعنے مکہ میں [illegible]

معصوم نبی کو تکلیف پہنچانے کے لئے کیا کیا کچھ تدبیریں کرتے تھے [illegible] ہوئی

تھیں [illegible] کی بنیادون کو متزلزل دیکھا [illegible]

[illegible] کہ [illegible] اس تلاطم کا نتیجہ کیا ہوتا ہے [illegible]

ابتدائی [illegible] کا محرک اور ان تو معصوم نبی کی مخالفت میں آمادہ [illegible]

مین ایک حد تک سردار مانا جاتا تھا جسکو مدینہ کی بادشاہت کی [illegible]

رہتا تھا کہ کسیطرح مدینہ پر میرا قبضہ ہوجائے اور مین وہان کا بادشاہ [illegible] - ایک تو یہہ [illegible]

[illegible] کی مخالفت کا اندرونی جوش اسکو لوگون کے جمع کرنے پر آمادہ کر رہا تھا - آخر اس نے اپنے

[illegible] ابو سفیان کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا - اور پھر ایک خوشحال مضبوط گروہ بت پرستون

کا اپنے گرد [illegible] خلاف جمع کر لیا - یہہ شخص مدینہ ہی مین کثیر ہویت کرتا تھا مگر جب نبی اکرم یہان

تشریف لائے تو اسکے تمام ارادون پر خاک پڑ گئی اور اب اس نے اپنے خیال مین یہہ مصلحت سمجھا کہ ظاہر

مسلمان ہوجانا چاہئے کیونکہ بڑہتے ہوئے دین سے برسر آنا بہت ناممکن ہے چنانچہ وہ اپنی پارٹی کے ساتھ

بظاہر اسلام کا دم بھرنے لگا اور دل مین اسیطرح سے خبیث رہا محمدؐ کی آنکھیں اسکی اس منافقانہ

حالت پر لڑ رہی تھین انہون نے جان کر بھی کبھی یہ نہ کہا کہ تو منافق ہے بلکہ اس کی ناشائستہ حرکات کو

دیکھتا اور خاموش ہو رہتا اور اس برے نتیجہ کا صبر سے رستہ دیکھتا تہا کہ جو اس کی اور اسکی پارٹی کی

[illegible] کے لئے ظاہر ہونے والا تھا - اسکی منافقانہ باتیں اور اپنے شیاطین مین جاکر اسلامی اصول

[illegible] اس کے لئے زہریلا اثر دکھلا رہا تھا - ایسے [illegible] محمدؐ کو آگاہ کرنے کے لئے خدا نے قرآن مین

فرمایا ہے - اور وہ یہہ آیت ہے - جو وقت ان سے کہا جاتا ہے کہ تم ایمان لاؤ وہ کہتے ہین کہ ہم ایمان

لے آئے لیکن جب وہ اپنے شیاطین کے گروہ مین جاتے ہین تو کہتے ہین کہ ہم ہنسی اڑاتے ہین خدا

بہی ان سے ہنسی کریگا ،، آخر نتیجہ یہ ہوا کہ عبد اللہ اپنی آرزون کی پوٹ اپنے ساتھ لیکر جہنم داخل

ہوا اور اس کا گروہ تتر بتر ہوگیا - اور پھر وہ سب ایسے ملیامیٹ ہوگئے کہ ان کا صفحہ ہستی پر نام

ونشان تک نہ رہا -

لیکن یہودی جو رسول اکرم کے اصلی مخالف تھے بہت کچھ مسلمین کے دلون مین اپنی معاندانہ کوششوں

سے خوف پیدا کر چکے تھے - انہون نے قریش سے ملاقاتون کے ساتھ لین دین قطعاً موقوف کر دیا اور

ہر جگہ نئے مذہب والون پر باتین چھانٹنے لگے انہین تکلیفین دین اور اپنی قدرت کے ہاتھ لمبے

بجا بڑہا دئے کیا پہلے پہل تو وہ محمدؐ کی پرچم مہربانی اور انسانیت سے ستے رہے اور انہین محمدؐ کی باتین

چوتھا باب سوال

[illegible] اپنا وقت اور [illegible] کشتی [illegible]

[illegible] کی پرانی [illegible] ایک [illegible] حالی [illegible]
[illegible]
[illegible] شہید [illegible]
یہاں میور صاحب [illegible] اور وہ [illegible]
ایک [illegible] کا [illegible] اپنے مخالف فریق کی مہمان [illegible]
[illegible] میور صاحب کا یہہ قول جس قدر [illegible] پر مبنی ہے اسی قدر [illegible]
[illegible] ہے -

جسکو میور صاحب کمزور خواب دیکھنے والا کہتے ہین اسکی کمزوری کا اثر صرف یہہ تھا کہ جو لوگ
پر ایمان لے آئے تھے وہ اسپر جان و مال سے اپنی جانین قربان کرتے تھے اور اب اس کے مقابل
میور صاحب کے خدا کے بیٹے کو دیکھا جائے گا اور جسکی بڑی طاقت کی نسبت ہر گز ہر گز میور صاحب
کو کلام ہوگا تو اسکی سیرت کا ایسا کمزور اور نا توان اثر تھا کہ جو لوگ رذیل قوم مچھلے والون میں سے
اسپر ایمان لے آئے تھے وہ بھی ہمیشہ شک ہی مین رہے اور جب کسی قدر آزمایش کا موقع آیا
وہ صاف کافور ہو گئے - اگر اسکا نام قوت اور محمد کے اثر کا نام کمزوری ہے تو یہہ بات ہی اور
ہے رہا یکایک یہودیون کا ایمان نہ لانا یا ایمان لاکر پھر جانا یہہ ان کی صدیون کی شقاوت
تھی جو ان کے دلون پر بیٹھی ہوئی تھی اور جس نے اپنا اثر ان کے خون مین کر لیا تھا - ان کی آنا
فانا کی موافقت صرف اسلئے زیادہ تر تھی کہ شاید وہ یہہ سمجھے ہون کہ ہماری دلی آرزوئین اور
ادھر بیجا تمنائین نکل آوین اور ہم محمد کی سرداری کی آڑ مین ملک عرب فتح کر کے اپنے قبضہ
مین کر لین وہان یہہ بات نہ تھی - محمد انہین صرف خدائے واحد کی پرستش کے لئے بلاتا تھا اور انکو
برے اعمال اور بیرحم کامون سے باز رکھنا چاہتا تھا وہ یہہ اچھا نہ سمجھتے تھے کہ کوئی شخص ان کو
عیاشی میخواری اور قمار بازی سے روکے اسلئے وہ مسلمان ہوتے ہی پھر وہی کافر کے کافر ہو گئے
مدینہ مین پہونچکر محمد کا پہلا کام یہہ تھا کہ مدینہ اور اس کے گرد نواح کے تمام موافق و مخالف
گروہون کا باہم عہد و پیمان ہو جائے کہ ایک دوسرے کو تکلیف نہ دین اور امن مین خلل انداز
نہون اور ایسی مصالحت ہو جائے کہ وہ ایک دوسرے کی بدخواہی چھوڑ دین -
صرف اس خیال سے آپنے ان حقوق سلمین کا اظہار کیا کہ جنسے مصالحت ممکن تھی - اور جو حقوق

ہ غیر اسلام یا یہودیون کو دئے جانے کے لایق تھے وہی بتلائے گئے۔ پہلے پہل تو یہودیون نے
س ہیل جول قایم کرنے والی کارروائی کو ناپسند کیا لیکن جب انہون نے سمجھا اور سوچا اور سراسر اس
ن اپنا فائدہ دیکھا تو انہون نے بخوشی اس قسم کے عہد وپیمان کے ساتھہ رضامندی ظاہر کی۔ یہہ عہد
پیمان جو ابن ہشام کے صفحون مین بلفظہ درج ہے ہمیشہ کے لئے مفید ثابت ہوا مگر میور صاحب اسپر
ی مطمئن نہین ہین بلکہ وہ یہہ کہتے ہین کہ اس عہد وپیمان پر عملدرآمد بس اسی زمانہ تک تہا لیکن بعد
ان نہین ہوا اس کا جواب صرف یہی ہوسکتا ہے کہ وہ تاریخ اسلام ملاحظہ فرماتے تو اس غیر نتیجہ
عتراض کرنیکا موقع نہ ملتا کیا ایسا عظیم الشان کام ایک وحشی یا صحرائی خواب مین کرسکتا ہے یہہ تو
ب بہت بڑے اسٹیٹسمین (مدبر امور سلطنت) کا کام ہے کہ جس نے سخت مخالف جرگون کو ملا کر شیر و
کر دیا اور ان کو باہم ایسی عہد وپیمان کی رسی مین جکڑ دیا کہ پہر وہ اس سے اپنے کو نہ نکال سکے۔
یور صاحب جسکو صحرائی اور کمزور خواب بین سمجھتے ہین یہ اسیکا کام ہے کیا ایسی حالت مین اور بہی
ی گذشتہ پیغمبر کو یہہ نصیب ہوا کیا ایسے زبردست دشمنون مین کسی نے بہی یہہ اتحاد قایم کر دیا
تھا لیا تاریخ دیکھنے والے یہی کہینگے کہ نہین مگر جو تاریخ نہین جانتے اور اندہا دہند باتین ہانکتے جاتے
ہین ان کی ناانصافی کا گناہ عظیم ان کی جہالت کی گردن پر رہیگا۔ خدا نے محمدؐ کو اسیلئے بہیجا تہا کہ
وہ خدا کی طرح طرح کی مخلوق کو ایک کنبہ بنا دے اور سلطنت جمہوری کی بنیاد ڈالدے۔ پہلے قاتل
کو کوئی سزا نہ تہی لیکن محمدؐ نے قاتل کی سزا قتل قرار دی اور دیت یا خون بہا بہی مقرر کی کہ اگر مقتول
رشتہ دار راضی ہون تو وہ قاتل سے مقتول کی خون بہا لیکر خون بخشی کرسکتے ہین۔ باہم جو جو
مسلمانون مین جمہوری سلطنت کے اصول قایم کئے تہے وہ یہ اصول تہے۔ صلح اور جنگ کی حالت
یان کل مسلمانون پر عائد ہوگی انمین سے کسی ایک یا دو شخص کو یہ کبہی نہین اختیار ہوگا کہ وہ
دہی جنگ کا اعلان دے یا خود ہی صلح کرے۔

ودی جو ہماری سلطنت جمہوری مین پناہ گزین ہون گے ہر حالت مین ہمارا فرض ہوگا کہ ہم
ن کی حفاظت کرین اور ان کے آگے بیرونی حملون پر سینہ سپر ہو جائین ان کے حقوق ایسے ہی ہون
کہ جیسے مسلمانون کے وہ مسلمانون کے پہلو بہ پہلو عہدون پر ممتاز ہون گے اور ان سے کوئی
درشتی نہ کریگا۔

رب مین یہودیون کی جتنی قومین آباد ہین مثلاً عوف۔ نجار۔ جشم۔ عوس یہہ سب شامل
یک نظر سے دیکھی جائینگی اور انہین آزادی دی گئی ہے کہ وہ کہلم کہلا اپنے دین کے ارکان مسلمانون
طرح ادا کرین کوئی مانع نہ آئیگا۔ گنہگار خواہ یہودی ہو یا مسلمان سزا دیا جائیگا۔ اگر کوئی دشمن یثرب
حملہ کریگا تو یہودی مسلمانون کے ساتہہ ہو کر اس کو پسپا کرنے کے لئے میدان جنگ مین آئینگے۔

بھی شامل ہیں ان میں داخل ہوگا اس کے بھی حقوق ہونگے مگر مجرم پر کسی کی رعایت نہ کی جائیگی خواہ کوئی سردار ہو یا تمام شخص ہوں سب ایک دوسرے کی عزت کرینگے اور محبت سے پیش آئینگے۔

تمام گزشتہ جھگڑوں اور قضیوں کی انتہا سمجھی جائیگی اور اب آیندہ سے کوشش کی جائیگی کہ باہم مخالف اور متضاد گروہوں کا اتحاد قایم رہے اور دن بدن یہ اتفاق بڑھتا چلا جائے وہ پیارا معصوم نبی پیدا ہوا تھا اور اسنے خدا کی متفرق مخلوق کو ایک سلک کی صورت میں کر دیا۔ اسکی یہی تاکید رہتی تھی اور یہی اسکی بعثت کا مطلب تھا کہ باہم اتحاد قایم کرو اور اسی نے کہا کہ مسلمان سب آپس میں بھائی ہیں جس اتحاد پر کہ آج مہذب دنیا کو فخر ہے اس اتحاد کا دنیا میں اصلی بانی محمد عربی تھا۔

اس اتحاد قایم ہونے سے تھا کہ عربوں کی کمر کو توڑ دیا اور اب وہ اپنی مخالفت سے نتیجہ دیکھنے لگے محمد کی اخلاقی اور روحانی محبت نے تمام عرب کی قوموں کا انہیں سردار اور مجسٹریٹ تسلیم کرا دیا غیر اسلام بھی اس کے فیصلوں پر جو محض انصاف پر مبنی تھے سر جھکانے لگے اور انہوں نے اسے اپنا سردار تسلیم کر لیا۔

(۱) ابن ہشام صفحات ۳۴۱-۳۴۳ اس معاہدہ کا مختصر ترجمہ کر دیا گیا ہے تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ عظیم الشان اشیا میں کیسی زبردست کارروائی کی ہے

یہی نہیں جس اتحاد سے بھائی چارا قایم کیا وہ ایک مضبوط ہے کہ قیامت تک نہیں مٹیگا یہ دوسری بات ہے کہ ہم اپنی بداعمالی کے سبب اسکی قیمتی اتحاد کو بھلا دیا ہو یا ہم اسکی نصیحتوں کو نظر انداز کر دیا ہو پھر بھی اگر ہم اپنی غفلت سے باز آئیں اور دیکھیں کہ اتحاد نے ہمیں کیا کیا نفع دئے تھے اور نا اتفاقی نے ہمیں کس قدر ذلیل کر دیا تو ہمیں اپنے نبی کے اقوال کی قیمت معلوم ہوگی اور پھر ہم سمجھینگے کہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں وہ ہمارے لئے کیا حکم رکھتا ہے۔ ہمیں زندگی کے اعلے مدارج پر پہونچانے کے لئے نبی نے کوئی بات نہیں چھوڑی اگر ہم خود ہی اندھے ہو جائیں اور اپنے ناپاک خیالوں کے بدولت ان قیمتی احادیث کو نہ دیکھیں جو محبت بھائی چارے کی فضیلت ظاہر کر رہی ہیں تو ہماری انتہا درجہ کی بدنصیبی ہے اور ہمارے عمل نکرنے سے پھر بھی ان قیمتی احادیث کی وہی عظمت برقرار رہے گی کہ جو ہمارے عمل کرنے سے ہوتی۔ یہ بہت صحیح ہے۔ "گر نہ بیند بروز شپرہ چشم۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ"

یہ صحیح ہے کہ الفت خوش خلقی کا نتیجہ ہے اور جدائی بد خلقی کا ثمرہ ہے۔ خوش خلقی آپس کی دوستی باہمی موافقت کا موجب ہوتی ہے اور بد خلقی حسد نا اتفاقی اور جدائی پیدا کرتی ہے۔ قرآن مجید میں آیا ہے "انک لعلی خلق عظیم" یعنے اور تو پیدا ہوا ہے بڑے خلق پر۔ یہ قرآن شریف کی تعلیم ہے خدا خلق کی صفت کو جس سے محبت پیدا ہوتی ہے ایسا پسند کرتا ہے کہ جسکے اس نے اپنے نبی کی تعریف کی ہے پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"اکثر ما یدخل الناس الجنۃ تقوی اللہ وحسن الخلق"

یعنے جو چیز جنت میں داخل کرے گی وہ اللہ تعالٰی کا ڈر اور خوش خلقی ہے (ترمذی وحاکم بروایت ابو ہریرہ) اللہ اکبر رسول اکرم کی تعلیم کیسی زبردست اور پر اثر ہے کہ ایک ایک لفظ دل میں بیٹھا چلا جاتا ہے آپنے نجات دارین ہی گویا اتحاد پر منحصر رکھی ہے جو کبھی حاصل نہیں ہو سکتا یا اسے دوامی خوشی نہیں نصیب ہو سکتی۔

پھر حضرت اسامہ بن شریک فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اکرم فطرت نے زندگی کو مدارج اعلیٰ پر پہونچانے کے لئے جو چیزیں بخشی ہیں انسان کو بخشی ہیں ان میں سے بہتر کونسی چیز ہے آپ نے فرمایا کہ خوش خلقی۔ اور پھر حدیث میں آیا ہے۔

"بعثت لاتمم محاسن الاخلاق" یعنے میں اس لئے بھیجا گیا کہ محاسن اخلاق کو پورا کر دوں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارا نبی محمد عربی صرف محاسن اخلاق کے پورا کرنے کے لئے مبعوث ہوا تھا کہ محاسن الاخلاق پورا ہونے سے اتحاد قایم ہو جانے پھر فرمایا "اثقل ما یوضع فی المیزان خلق حسن" یعنے سب سے بھاری نیکی جو میزان میں رکھی جائیگی خوش خلقی ہوگی۔ اس سے زیادہ کسی فلاسفر کا قول ادا کیا ہو سکتا ہے کہ حسن خلق کو اعلی ترین نیکی قرار دیا ہے یہ خلق ہی ہے کہ جو اتحاد کی بنیاد دونوں میں جاتا ہے۔ (ابو داؤد و ترمذی بروایت ابی درداء) پھر رسول اکرم نے فرمایا جسکی صورت و سیرت اچھی ہوگی اسکو آگ اذیت نہ دے گی۔ آپنے حضرت ابو ہریرہ سے کہا

(ہجرت کا دوسرا سال ۷ رمی سنہ ۶۲۳ء سے ۲۶ راپریل سنہ ۶۲۴ء تک)

یہودیوں کی تین قومیں جو مدینہ میں رہتی تھیں اور جو سب سے زیادہ سرکش اور متعصب تھیں اس عہد و پیمان پر متفق نہ ہوئیں لیکن جب انہوں نے اپنی کوششیں محض بیکار دیکھیں اور الٹا اپنا نقصان ہوتا ہوا پایا تو بخوشی اس عہدنامہ پر دستخط کرنے کے لئے وہ تیار ہوگئیں اور انہوں نے کل شروط سے اتفاق ظاہر کیا۔ یہہ تو سب کچہہ تہا مگر رسول اکرم کی مہربانی شفقت خوش خلقی نے ذرا بھی یہودیوں کو مطمئن نہ کیا۔ ان کے حاسدانہ اور تلخ تر جذبے انہیں محمدؐ کی طرف سے مطمئن ہونے دیتے تھے۔ ان کے دلوں میں دشمنی اور عداوت باہمی کے نقوش ہو رہے تہے ان کے خیالات میں تذبذب اور شبہے لبالب بہرے ہوئے تہے ان کی شبہہ طبیعتیں خود انہیں بےچین رکہتی تہیں۔ رسول اکرم کی جتنی باتیں تہیں وہ سب سادہی سیدہی جنہیں سنو ہے

ارشاد فرمایا۔

"اے ابوہریرہ حسن خلق کو اپنے اوپر لازم کرلے انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حسن خلق کیا چیز ہے۔ فرمایا تو ملے جس سے جو تجہ سے جدا ہوا اور معاف کرے اسکو جو تجہپر ظلم کرے اور دیوے اوسکو جو تجہکو محروم رکہے۔"

اگر اس مختصر قول پر غور کیا جاویگا تو معلوم ہوگا کہ دنیا میں اگر تمام بڑے بڑے فضلا کی نصیحتیں جمع کی جاویں گی تو اس اندازہ کی ایک بہی نہ نکلیگی اسلام میں اس سے زیادہ نیکی اور کوئی تسلیم ہی نہیں کی گئی۔ رسول اکرم نے بسطرح کی حلیمی انکساری تہذیب کی تعلیم دی ہے اسکا قانون قدرت سے بہت تعلق ہے کیا کوئی دین ایسے روشن اصول پر جو دین اسلام کے ہیں فخر کر سکتا ہے محبت کے نقش دلوں پر کرنیکے لئے صدہا حدیثوں کی کتابیں بہری پڑی ہیں۔ قرآن شریف میں ہی منجملہ اور باتوں کے اسی پر زیادہ زور دیا گیا ہے چنانچہ خداوند تعالی فرماتا ہے۔ "لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبہم ولکن اللہ الف بینہم" و یعنی اگر تو خرچ کرتا جو سارے ملک میں ہے تمام نہ الفت دے سکتا ان کے دل میں لیکن اللہ تعالی نے الفت ڈالی انمیں۔ کلام مجید کی اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ یہہ خدا کا بہت بڑا کام تہا یعنی باہمی الفت پیدا کرنا اس سے صاف ظاہر ہوا کہ جو مخلوق اللہ سے الفت نہیں رکہتی وہ خدا کے نافرمان ہے۔ ان پر کبہی اسکی برکتیں نازل نہوں گی پہر خدا نے پہوٹ کی برائی اور اس سے زجر کے لئے ارشاد فرمایا۔ "واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا کذلک یبین اللہ لکم آیاتہ لعلکم تہتدون" اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سب ملکر اور پہوٹ نہ ڈالو اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب تہے تم آپسمیں دشمن پہر الفت دی تمہارے دلوں میں اب ہوئے اسکے فضل سے بہائی اور تم تہے کنارہ پر ایک آگ کے گڑہے کے پہر تم کو اس سے خلاص کیا اسی طرح کہولتا ہے اللہ تمپر نشانیاں اپنی شاید تم راہ پاؤ۔ الفت کی یہ بڑی شان ہے جو قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے جن لوگوں میں باہم محبت نہیں ہے وہ اس آگ کے گڑہے کے کنارہ پر ہیں کہ جس میں گرتے ہی وہ جہلس جائینگے اور پہر انہیں اس آگ سے نجات نہوگی۔ اس آیت میں نعمت سے مراد الفت ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (طبرانی در مکارم اخلاق بروایت جابر) "ان اقربکم منی مجلسا احاسنکم اخلاقا الموطئون اکنافا الذین یالفون ویولفون" و یعنی تم میں سے زیادہ قریب مجہسے نشست میں وہ لوگ ہیں کہ خلق میں اچہے ہیں اور جن کے پہلو دوسروں کے لئے نرم ہیں اور وہ اوروں سے الفت کرتے ہیں اور دوسرے ان سے الفت کرتے ہیں۔ جو شخص مسلمان ہوکر اپنے بہائی مسلمان سے الفت نہیں کرتا وہ ہرگز رسول اللہ کا پیارا نہیں ہے۔ جب وہ پیارا نہوا تو اسکا اسلام قبول کرنا اور اپنے کو مسلمان کہنا ہی ہیچ ہے۔ پہر فرمایا (طبرانی واحمد بروایت سہل بن سعد و حاکم بروایت ابی ہریرہ) "المومن الف مالوف ولا خیر فیمن لا یالف ولا یولف" و یعنی ایماندار الفت کرنے والا اور الفت کیا گیا ہوتا ہے اور اس شخص میں خیر نہیں جو الفت نکرے اور نہ اس سے کوئی الفت کرے۔

پہر باہمی اتحاد و یگانگت اور محبت کے بارہ میں رسول اکرم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی کے آگے بہتر وہی ہے جسنے نیک دوست پیدا کئے اور جس سے اللہ محبت کرتا ہے اسکو نیک دوست دیتا ہے کہ اگر وہ بہولے تو یاد دلاوے اور یاد کرے تو اس کی مدد کرے۔" اور فرمایا کہ جیسے دو بہائی ملتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے کہ جیسے دو ہاتہہ کہ ایک دوسرے کو دہوتا ہے اور دو ایماندار جب کبہی ملتے ہیں تو اللہ تعالی ایک کے دوسرے سے بہتری کا کچہہ نہ کچہہ فائدہ دلواہی دیتا ہے پہر فرمایا کہ جو شخص اپنے بہائی مسلمان سے اخوت فی اللہ کرے تو اللہ تعالی جنت میں اسکو ایسے

اسکے اور کچھہ نہ تہا کہ ظلم نکرو کسی کی حق تلفی نکرو۔ رحم کو اپنا اوڑہنا بچھونا بناؤ باہمی الفت ومحبت قایم
رکہو۔ یہہ نیک باتین انہین بُری لگین اسلیے کہ ان کی گہٹی مین تو تمام جہان کی بُرائیان بہری ہوئی تہین
بہلا وہ ان نیکیون کو کیونکر قبول کرتے اور ان سے ان روشن اصول پر کیونکر عملدرآمد ہو سکتا آخر نتیجہ یہہ
ہوا کہ انہون نے عہد شکنی کی اور وہ بہڑک اٹہے اور پیارے معصوم نبی کی مخالفت پر ٹوٹ پڑے اور اسے ہر طرح
اذیت دینی چاہی ان کے نامبارک جذبے ان کی طبیعتون مین نہ رک سکے اور یکایک ان کا ابہار ہوا جب ان سے
سوال کیا کہ تم نے بُت پرستی یا دین اسلام پسند کیا تو انہون نے کہلم کہلا کہا کہ ہم اپنی بت پرستی اور اس کی
برائیون کے آگے دین اسلام اور اسکے برترین اصول کو کچہ مال نہین سمجہتے دین اسلام سے نفرت ہے اور بت پرستی قبول ہے

سالی درجہ پر پہونچاوے کہ اسکو کسی عمل سے اس کا ملنا نصیب نہو۔ پہر ابو ادریس خولانی فرماتے ہین کہ مین نے حضرت معاذ کی خدمت
مین التماس کیا کہ مجہکو آپ سے محبت فی اللہ ہے فرمایا کہ تمکو مژدہ ہو کہ مین نے رسول اکرم کو فرماتے سنا ہے کہ بروز قیامت کے دن کچہ لوگون کے لئے عرش
کے گرد کرسیان بچہینگی ان کے چہرے چودہوین رات کے چاند کے مانند ہون گے۔ لوگ گہبراوینگے اور ڈرینگے اور وہ نہ گہبراوینگے اور نہ ڈرینگے
اور وہ اللہ کے ولی ہین نہ ان پر خوف ہے نہ وہ غم کرین لوگون نے عرض کیا کہ وہ کون ہین فرمایا کہ وہ محبت فی اللہ رکہنے والے ہین محبت
فی اللہ کے معنے بہت صاف ہین اگر ہم کسی سے محبت کرین تو صرف اللہ کی نام کی محبت رکہنی چاہیے کہ جو مرتے دم تک دلون سے [illegible] ہوگی
یعنے یہ ہمین زیبا نہین ہے کہ ہم اپنی کوئی غرض حاصل کرنے کے لئے چند روز کے واسطے کسی سے محبت کرنے لگین اور جب ہمارا مطلب نکل آوے
اسکو دہتا بتائین یہ محبت نہین ہے بلکہ دہوکا اور فریب ہی ہے بلکہ مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے بہائی سے صرف اس لئے محبت کرے کہ
خدائے تعالے نے بار بار ارشاد کیا ہے اور اسلام کا یہی منشا ہے یعنے اپنا فرض سمجہکر دوسرے سے محبت کرے نہ اپنی کوئی آرزو حاصل کرنے کے لئے
حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ عرش کے گرد نور کے ممبر ہون گے ان پر ایک قوم جلوہ فرما ہوگی جن کے لباس اور چہرے
نور کے ہونگے وہ لوگ نہ نبی ہون گے نہ شہید مگر نبی اور شہید ان پر رشک کرینگے،، عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہون گے
فرمایا وہ لوگ آپسمین محبت فی اللہ رکہنے والے ہین اور اس سے زیادہ تحریص اور رغبت دلانا کیا ہو سکتا ہے اس سے زیادہ اور کون [illegible]
فخر کر سکتا ہے کہ جسمین اتحاد قایم کرنے کے لئے یہ یہ تنبیہ یہ یہ شوق دلایا گیا ہے اور ہمدردی کرنے والون کو ایسا با وقعت بنایا ہے۔ ان خیال
سے ہم [illegible] کے خیالات اور دماغ کا ایک زبردست فاضل اندازہ کر سکتا ہے کہ بہت اتفاق اور باہمی میل و جول کو تمدن قایم کرنے کے لئے کیسا ضروری خیال
کیا تہا اور وہ اتحاد کی کیسی قیمت جانتا تہا۔ ایسے ہی اگر مسلمان مل کر بہائی بہائی ہون اور آپس مین محبت قایم کرین تو وہ اور ان کا نصیبہ۔ پہر فرمایا کہ
جو دو شخص اللہ محبت رکہتے ہین ان دونو مین اللہ کے نزدیک وہ زیادہ پیارا ہوتا ہے جو ایک دوسرے سے زیادہ محبت رکہتا ہے۔ اللہ تعالے
قرآن مجید مین فرماتا ہے۔
،،الحقنا بہم ذریتہم وما التناہم من عملہم من شی،، دوسرے یہہ حدیث مین آیا ہے۔
،،ان اللہ تعالے یقول یوم القیامۃ این المتحابون بجلالی الیوم اظلہم فی ظلی یوم لا ظل الا ظلی،،
یعنے اللہ تعالی قیامت کے دن فرمائیگا کہان ہین میرے جلال کے خاطر دوستی کرنے والے آج مین ان کو اپنے سایہ مین جگہہ دونگا کہ اس
دن میرے سایہ کے سوا اور سایہ نہین (مسلم بروایت ابو ہریرہ) پہر حدیث مین آیا ہے۔ سبعۃ یظلہم اللہ فی ظلہ یوم لا ظل الا
ظلہ امام عادل وشاب نشأ فی عبادۃ اللہ ورجل قلبہ متعلق بالمسجد اذا خرج منہ حتی یعود الیہ ورجلان تحابا فی
اللہ اجتمعا علی ذلک وتفرقا علیہ ورجل ذکر اللہ خالیا ففاضت عیناہ ورجل دعتہ امرأۃ ذات حسب وجمال فقال انی
اخاف اللہ تعالی ورجل تصدق بصدقۃ فاخفاہا حتی لا تعلم شمالہ ما تنفق یمینہ دو (ترجمہ)
سات شخصون کو اللہ تعالی اپنے سایہ مین جگہہ دے گا جس دن کہ کوئی سایہ بجز اس کے سایہ کے نہ ہوگا اول امام عادل
دوم جوان جو اللہ تعالے کی عبادت مین بڑا ہو سوم وہ شخص کہ اس کا دل مسجد سے باہر آنے سے مسجد ہی مین پڑا رہے جب تک کہ
پہر اس مین جاوے چہارم وہ دو آدمی جنہون نے فی اللہ محبت کی اسی پر جدا ہوئے اسی پر جمع ہوئے پنجم جس نے تنہائی مین اللہ تعالی کو یاد
کیا اور رو دیا ششم وہ شخص جسکو کہ عورت خاندانی اور جمال والی نے بلایا اور اس نے کہا کہ مین اللہ تعالی سے ڈرتا ہون ہفتم وہ شخص جو صدقہ دے اور
اسکو اتنا چہپائے کہ اسکا بایان ہاتہ نہ جانے کہ دہنا ہاتہ کیا دیتا ہے (بخاری ومسلم بروایت ابو ہریرہ) روایت ہے کہ حضرت عیسی پر
یہہ وحی ہوئی کہ اگر تمام جہان کی عبادت کے برابر تم میری عبادت کرو اور کسی سے فی اللہ محبت نہ رکہو تمہاری عبادت محض بیکار ہے
حضرت عیسی علیہ السلام فرماتے ہین کہ اہل معصیت سے دشمنی کرکے خدائے تعالی کی محبت پیدا کرو اور ان سے دور رہنے سے

انہون نے خرافات بکنا شروع کیا - اور وہ وہ باتین زبان سے نکالین کہ جو ہرگز ان کے شایان نہ تہین - بدتہذیب سے بدتہذیب آدمی بہی وہ باتین نکریگا - اور انہون نے قرآن شریف کی آیتون کے معنے بدل بدل کر کہنے شروع کئے کبہی ان روحانی مطالب پر اعتراض کرتے تہے اور کبہی اسکے روشن مفہوم پر مضحکہ اڑاتے تہے - مسلمانون کی عبادت اور ان کے مذہبی ادب آداب پر پہبتیان کہتے تہے - کبہی ان کی روزانہ نماز اور عبادت کے کچہہ معنے بتاتے تہے اور کبہی قرآن کی آیتین پڑہ پڑہکر ان کے مضامین پر قہقہہ اڑاتے تہے - شعرا اور شاعرہ عورتین جو کثرت سے یہودی قوم مین شہر مین آباد تہین مسلمانون کی بہت زور شور سے ہجو کرنے لگین - یہودیہ قوم کے سردارون نے اپنے گروہ کے شعرا کو یہہ کہدیا تہا کہ تم مین سے مسلمانون کی جو زیادہ ہجو کریگا اس کو اسیقدر

اللہ تعالے کا قرب حاصل کرو اور ان کو ناراض کرکے خدائے تعالے کی رضا کے طالب ہو لوگون نے عرض کیا کہ یا روح اللہ پہر ہم کس کے پاس بیہٹین فرمایا کہ ان لوگون کے پاس بیہٹو جن کے دیکہنے سے خدا یاد آوے - اور جن کی تقریر تمہارا علم بڑہاوے اور جنکا عمل تمکو شوق آخرت دلاوے -

اخبار گزشتہ مین مروی ہے کہ اللہ تعالے نے موسے علیہ السلام کو وحی بہیجی کہ اے پسر عمران ہوشیار ہو اور اپنے لئے یار غار طلب کر اور جو دوست کہ میری خوشی پر تیرا موافق نہو وہ تیرا دشمن ہے - اور حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی ہوئی اے داؤد کہ یہہ کیا بات ہے کہ تم الگ کونے مین تنہا رہتے ہو عرض کیا کہ الہی مین نے تیرے خاطر خلقت کو برا جانا ارشاد ہوا کہ اے داؤد ہوشیار ہو اور اپنے لئے دوست طلب کر اور جو دوست کہ میری مسرت پر تیرا موافق نہو اسکے ساتہ مت رہنا کہ وہ تیرا دشمن ہے تیرے دل کو سخت کردیگا اور تجکو مجہسے دور کریگا "

حضرت عیسے اور حضرت موسی اور حضرت داؤد نے بہی اتحاد اور محبت قایم کرنے کی ترغیب دلائی ہے لیکن جس طریقہ کی کہ امی نبی کی تعلیم ہے وہ قدرتی طور پر ایسی پر اثر اور قوی ہے کہ جس کے برابر اور کسی نبی کی تعلیم نہین ہوسکتی جن نصایح مین کہ سادی عقول کے لئے بہی اسی قدر نفع اور ترغیب ہے جتنی کہ ایک فلسفی ان سے فایدہ اوٹہا سکتا ہے - ان ہی قیمتی اقوال نے اتحاد کی بنیاد کو مضبوطی سے قایم کردیا اور مسلمان شاہ و گدا کو بہائی بنادیا -

حضرت علی فرماتے ہین - " دوستون کو ضرور پیدا کرو کہ وہ دنیا مین بہی کام آتے ہین اور آخرت مین بہی دیکہو دوزخ والے اس قدر پر کہینگے " فما لنا من شافعین ولا صدیق حمیم " (ترجمہ) پہر کوئی نہین ہماری سفارش کرنے والے اور نہ کوئی دوست محبت کرنے والا -

اور حضرت ابن عمر فرماتے ہین کہ " بخدا اگر مین اتنے روزے رکہون کہ افطار نکرون اور رات بہر عبادت کیا کرون کہ نہ سوؤن اور اپنا نفیس نفیس مال خدا کی راہ مین دون لیکن جس روز مین مرون میرے دل مین اللہ تعالے کی فرمانبرداری کی محبت اور اسکے عاصیون کا بغض نہو تو یہہ سب باتین میرے کچہ کام نہ آئینگے " اور ابن سماک نے اپنے موت کے وقت عرض کیا الہی تو جانتا ہے مین ہرچند تیری نافرمانی کرتا تہا مگر جو شخص تیرا مطیع ہوتا تہا اس سے محبت رکہتا تہا الہی میری اس عادت کو میرے لئے اپنے قرب کا باعث کر - اور حضرت حسن بصری وہ مضمون فرماتے ہین جو اسکی ضد ہے اے ابن آدم اس قول سے دہوکے مین نہ آنا المرء مع من احب یعنے آدمی اسکے ساتہ ہے جس سے وہ محبت رکہے کیونکہ تجکو ابرار کا درجہ بغیر انکے اعمال کے ہرگز نہ ملیگا یہود اور نصاری بہی تو اپنے انبیا سے محبت رکہتے ہین اور اس مین یہ اشارہ ہے کہ صرف محبت بدون موافقت بعض اعمال یا کل اعمال کے مفید نہین - اور حضرت فضیل نے اپنے کسی وعظ مین فرمایا - کیا تو فردوس بریں مین رہنا چاہتا ہے اور خدا کی ہمسائگی اسکے مکان مین انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین کے ساتہ ڈہونڈہتا ہے کس سبب سے پر تیاپائی کس خواہش کو تو نے روکا کون سے غصہ کو پیا کون سے قاطع رحم سے تو ملا کون سے اپنے بہائی کے قصور کو تو نے معاف کیا کون سے قریب سے تو فی اللہ دور ہوا کون سے بعید سے تو فی اللہ قریب ہوا

حسن بصری فرماتے ہین کہ فاسق سے بغض فی اللہ رکہنا موجب تقرب الی اللہ ہے - اور ایک شخص نے محمد بن واسع سے کہا کہ مین

رہ پیہ لمبیگا - اب چارون طرف سے ہجو کی بوچہاڑ ہو گئی یہودی ان کے بچے عورتین اپنا یہہ فرض سمجہتی تہین کہ جسقدر ہوسکے مسلمانون کی ہجو کی جائے اور ان پر طرح طرح کی طعنون کی بوچہاڑ ہو قریشیون نے بہی اتنا پیچہا نہ چہوڑا تہا جتنا کہ بے ایمان اور کوتاہ اندیش اسرائیلیون نے مسلمانون کو دق کرنا شروع کیا - جہان کوئی مسلمان رستہ مین جاتے دیکہا اور دس پانچ یہودی ساتہ ساتہ ہو گئے کوئی اس کا مضحکہ اڑاتا ہے کوئی گالیان دیتا ہے اور کوئی مسلمانون کی ہجو نظم پڑہتا ہے وہ بیگناہ صابر مسلمان نیچی نگاہین کئے جارہا ہے اور ان مردودون کی اس زیادتی کا کچہہ جواب نہین دیتا کبہی آنکہین اونچی کرتا ہے اور کبہی ادہر ادہر اپنے معاون کو تکتا ہے مگر وہ عہد شکن جب تک بیگناہ مسلمان داخل مکان نہین ہو لیتا یہودی اسکا پیچہا نہ چہوڑتے تہے - یہودیون نے اسی پر صبر نہ کیا بلکہ اور انہون نے یہہ غضب ڈہایا کہ مکیون سے پوشیدہ خط کتابت کرنے لگے اور کہا کہ تم ہماری مدد کرو تو ہم محمدیون کو یثرب سے نکال باہر کرین - قریش منہہ کہولے ہوئے بیٹہے تہے یہودیون کی یہہ درخواست انہین اپنے مطلب برآری کے لئے فال نیک معلوم ہوئی اب انہین یقین ہوا کہ پیغمبر صلعم کا مقابلہ سب کے ساتہ پیرہ دست ہونگے اور اس کو یثرب مین بہی نہ رہنے دینگے - وہ یہہ خط یہودیون کا دیکہتے ہی بغلین بجانے لگے اور انہون نے خوب خوب جشن اڑائے -

آپ سے بہت قریبا ہو کرتا ہون تو انہون نے کہا کہ جس شخص کی خاطر تو مجہے محبت رکہتا ہے وہ تجہسے محبت کرے پہر اپنا منہہ پہیر کر کہا الہی مین تجہسے پناہ مانگتا ہون اس بات سے کہ لوگ مجکو تیری خاطر سے محبوب جانین اور تو مجہسے بغض رکہے - کتنی بڑی نصیحت اور قیمتی قول ہے کہ کوئی تہا ظاہر داری نہ بنا رہے —

اور وہ لوگ اسکی ظاہری صورت دیکہکر فریب مین نہ آوین اسلئے کہ جس سے محبت کی جائے گی اسکی ہر بات بہلی لگے گی اور اسکی ہر بات پر عمل کرنے کو دل چاہیگا - اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جن سے محبت کرین ہم انہین دہوکے مین نہ ڈالین اور جہانتک ممکن ہو کوشش کرین کہ اپنے دوستون کو بری باتون سے بچا لیوین -

جو شخص بزرگون کی صورت بناتا ہے جس کا مطلب یہہ ہے کہ لوگ مجہے ولی کہین اور مجہسے فی اللہ محبت رکہین وہ شخص شیطون کا ایک خبیث ہے - کہ دراصل دل مین شیطان ہے اور ظاہرا ولی بنا ہوا ہے

کار شیطان میکند نامش ولی — گر ولی این ست لعنت بر ولی

جو بزرگ ہوتے ہین اور درحقیقت ولی اللہ ہوتے ہین وہ خدا کی خلقت پر جان دیتے ہین اور خود ان کی خدمت کرتے ہین نہ یہہ کہ اپنی پرستش کرائین اور تر نوالے مروڑین اور اپنے کو ولی مشہور کرین - بزرگ یہہ ہوتے ہین جن کی روایت درج ذیل ہے ایک شخص داؤد طائی کے پاس آیا - آپ نے فرمایا کہ تمہارا کیا مطلب ہے عرض کیا کہ آپ کی زیارت کے لئے آیا ہون آپ نے فرمایا کہ تم نے تو اچہا کام کیا کہ زیارت کی مگر مین اپنے حال کو سوچتا ہون کہ اگر مجہسے یہہ کہا جائیگا کہ تو کون ہے کہ لوگ تیری زیارت کرتے ہین کیا تو زاہد ہے یا عابد ہے یا نیک بخت ہے تو اسوقت کیا ہوگا مین تو انمین سے بخدا ایک بہی نہین پہر اپنے نفس کی توبیخ پر متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ جوانی مین تو فاسق تہا اب بڑہاپے مین ریاکار ہوگیا بخدا ریاکار فاسق سے بہت بڑا درجہ ہے - حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی تم مین سے کسی بہائی کو دوست پاوے تو اسکو مضبوط پکڑے اسلئے کہ ایسے آدمی کم ملا کرتے ہین - پہر حضرت مجاہد فرماتے ہین کہ جب فی اللہ محبت کرنے والے آپسمین ملکر ایک دوسرے کو دیکہکر خوش ہوتے ہین تو ان کے گناہ ایسے جہڑتے ہین کہ جیسے جاڑے مین درخت کے پتے سوکہ کر گرتے ہین - اور حضرت فضیل فرماتے ہین کہ آدمی کو اپنے بہائی کے چہرہ پر نظر مودت اور رحمت سے دیکہنا چاہیے حدیث مین یہ آچکا ہے کہ سب مومن آپس مین بہائی ہین تو ہر مسلمان کا فرض ہے کہ مسلمان کے چہرہ پر محبت و الفت کی نظر ڈالے اس سے زیادہ محبت و الفت قایم کرنے کی زبردست نصایح اور کیا ہو سکتے ہین اسپر بہی اگر مسلمان آپس مین نفاق رکہین تو ان کی شامت اعمال -

قریشیون نے جو محمدؐ کے خون کے پیاسے بیٹہے ہوئے تہے عبداللہ کی یاریؓ کا شکریہ ادا کیا اور بے ایمان اسرائیلیون کو مبارکباد دی۔ قریشیون کو یہہ بہی معلوم ہوا کہ جو یہودی محمدؐ پر ایمان لائے ہین وہ جب ہی تک مسلمان ہین کہ بت پرست قریش جون ہی یثرب کے قریب پہونچ جائینگے وہ محمدؐ سے علیحدہ ہوکر ان سے مل جائینگے۔ اس خیال نے اور بہی بت پرست قریشیون کی کمر کو مضبوط کیا اور اب وہ آمادہ ہوئے کہ کسیطرح جلد یثرب پر حملہ کرین۔ قریشیون نے سامان جنگ کرنا شروع کیا ادہر یثرب ہی مین اسرائیلی آمادہ جنگ بیٹہے ہوئے تہے۔

رفتہ رفتہ یہہ خبر محمدؐ کے کان تک پہونچی کہ یہودیون نے عہد شکنی کی اور وہ بت پرست قریشیون سے سازشین رکہتے ہین یہ وقت گویا مسلمانون کے سخت امتحان کا آیا۔ آنحضرت نے جب شہر یثرب کی حالت دیکہی تو اس کو بالکل بے پناہ پایا۔ چہوٹا سا گروہ دشمنون کا بہت آسانی سے حملہ آور ہو سکتا تہا محمد صرف اسلام ہی کا پریچر نہ تہا بلکہ لوگون کی جانون اور آزادی کا بہی محافظ تہا۔ اس کا فرض تہا کہ خونخوار عہد شکن بیرحم دشمنون سے اپنے متعلقین کی جانون کی حفاظت کرے۔ اب محمدؐ کو دشمن یہودیون کی ہر بات پر توجہ مائل ہونے لگی ان مخبرون کی جو پوشیدہ خبرین قریشیون کو پہونچاتے تہے پوشیدہ نگرانی کی گئی۔ یہودیون کی سب حرکات کی نگہبانی ہوئی جو مسلمانون کے خلاف کوشش کر رہے تہے۔ آخر ایکدن چہہ مخبر یہودی گرفتار کئے گئے جو یثرب کی خبرین مکہ والون کے پاس لیئے جاتے ان کو سخت سخت سزائین دی گئین اور قانون رائج الوقت کے موافق ان پر عقوبتین توڑی گئین جب محمدؐ کو خبر لگی کہ قریش مکہ سے یثرب پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ ہوئے ہین اور ایک آدہ دن مین روانہ ہونے کو ہین آپ کو سخت اندیشہ ہوا کیونکہ ابہی تک محمدؐ نے کسی ہتیار کا استعمال نہ کیا تہا۔ اس کا رحیم اور رقیق قلب یہہ گوارا نکرتا تہا کہ خونخواری سے ہتیار چلے اور خدا کی مخلوق درد سے غل مچاوے آپکی ہرگز یہہ خواہش نہ تہی کہ میرے رفیق سرخ خون مین نہائین۔ آپکے دلبر اپنے بچون کے گزرنے کے صدمہ سے پہلے ہی سے گہرے گہرے زخم کر رہے تہے اور پہر آپکو اپنے دشمنون کی یہہ یہہ زیادتی اور ان کے حملہ کا خیال آیا کہ جس سے محمدیون کو ایذا پہونچے گی اس خیال سے آپ پہوٹ پہوٹ کر رونے لگے اور اپنے رفقا کی آیندہ تکالیف برداشت کرنے نے آپکو ضبط نہ کرنے دیا۔ محمدؐ کا پہوٹ پہوٹ کر رونا صرف اپنے رفیقون کی تکلیف پر تہا جسکو دیکہکر بد کیش یہودی یہہ کہتے تہے کہ محمدؐ کا مزاج عورتون کیطرح ہے کہ آیندہ جنگ کے خوف پر رو دیتے ہین۔ حالانکہ محمدؐ اپنے دوستون کی مصیبت پر روتا تہا وہ کبہی نہ چاہتا تہا کہ ہتیار پکڑنے کا موقع آئے اسکی کبہی خواہش نہ تہی کہ دوست و دشمن خاک و خون مین لیتہڑے ہوئے دکہائی دین وہ کبہی نہ چاہتا تہا کہ بیگناہ جانین ضائع ہون یا معصوم گردنون پر خنجر پہرے اسنے ابتک تلوار بہی اپنے ہاتہ مین کسی دشمن کے مقابل مین نہ پکڑی تہی اسکا دل انسانی مضطر

دیکھکر نکلا جاتا تہا۔ ایسا کبھی نہین ہوا کہ وہ روتے ہوئے کو دیکھکر روندیا ہو۔ اسکی رقیق القلبی اس امر کی شاہد تہی کہ وہ خدا کی مخلوق کو ہمیشہ آرام مین دیکھنا چاہتا تہا اور امن قایم کرنے کیلئے تو وہ مبعوث ہی ہوا تہا۔ وہ کب چاہتا تہا کہ میرے گھوڑے کے سم خون مین لت پت ہون مگر مجبوری کے وقت اس کی نبوت کا جوش ابال پر ہوتا تہا اور وہ اپنی اصلی اور فطری شجاعت کو کام مین لاتا تہا بیشک وہ بہت بڑا شجاع تہا۔

آخر کار مکی اور ان کے مددگار آمادہ پیکار ہوئے اور مکہ سے روانہ ہوکر مضافات مدینہ مین آکر پہونچے۔ مسلمانون کے باغون کو جلا دیا اور ان کے مویشیونکو پکڑ لیا یہہ لوگ ایک ہزار جنگ آور تہے جو ہر قسم کے مصفا ہتیارون سے آراستہ تہے ان کی کمان ابوجہل کر رہا تہا یہہ لوگ پرشوق قدمون مین یثرب کی طرف مسلمانون کے تباہ و برباد کرنے کے لئے باگین اٹہائے ہوئے چلے جارہے تہے اور دوسرا ان کا یہہ بہی منشا تہا کہ ہم اس کاروان کی حفاظت کرین کہ جو سامان جنگ لئے آرہا ہے عین وقت پر مسلمانون کو ابوجہل کے لشکر کی خبر ہوئی جب وہ بدر پر منہ بمنہ مقابل ہوئے۔ کل مسلمان تقریبًا تین سو تہے نہ جن کے پاس سامان جنگ تہا اور نہ سواری کے لئے گہوڑے تہے جب محمدؐ نے دیکہا کہ مخالف کا خونخوار لشکر زور شور سے آگے بڑہ رہا ہے آپ نے اپنے دونو ہاتہہ خدا کی طرف اٹہائے اور یہہ دعا مانگی۔ اے خدا تو اپنا وعدہ مدد کا نہ بہولیو او لارڈ اگر یہہ چہوٹا سا گروہ نیست و نابود ہوگیا تو پہر تیری مصفا پرستش[1] کرنے والا کوئی بہی نہ رہیگا۔

عربون کی قانون جنگ کے موافق تین عرب نکل کر میدان جنگ مین آئے ان کے مقابلہ مین یہان سے بہی تین ہی روانہ ہوئے۔ مسلمانون مین تین صحابی حمزہ علی اور عبیدہ تہے ان تینون کی جنگ ہوئی اور آخر ان تینون جلیل القدر صحابہ نے فتح پائی پہر بت پرست قریشون نے قانون جنگ توڑ دیا اور وہ ملکر حملہ آور ہوئے پہلے پہل تو مسلمانون کی قسمت پلٹا کہا گئی اور مخالف بت پرست چیرہ دست ہوگئے لیکن اس اپیل سے جو محمدؐ نے اپنے دوستون یا ساتہیون سے کی دشمنون کو کامل شکست ہوئی یہہ دن بہی ایک طوفان خیز جاڑے کا دن تہا ایک تیز و تند ہوا کے جہکڑنے گہاٹی کو گہیر لیا تہا سائین سائین کی آوازون نے جو تند ہوا سے پہاڑی سے ٹکرا ٹکرا کر نکل رہی تہی یہ معلوم ہوتا تہا کہ مسلمانون کی مدد کے لئے آسمان سے فرشتے[2] اتر رہے ہین بیشک جو ہر وقت خدا پر اپنا بہروسہ رکہتا ہے

[1] ابن ہشام صفحہ ۴۴۴ - ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۹۵

[2] فرشتون کے نازل ہونے کی خوشخبری یا مسلمانون کو یہ معلوم ہونا کہ ہماری مدد کے لئے فرشتے اتر رہے ہین بیشک ایسی حالت کہ وہ دشمن کے مقابلہ مین بہت تہوڑے ہون تقویت کا باعث ہے۔ یہ ایک بہت بڑی حکمت ہے کہ دل شکستہ لوگون سے یہ کہا جائے کہ ان کو خود یقین ہوگیا کہ ہماری مدد کے لئے خدا نے اپنا لشکر بہیجا ہے ایسا زبردست قوت دینے والا لشکا ہے کہ جس سے بہتر اور نہین ہوسکتا اگر ہم اپنی مدد پر دوسرے شخص کو سمجہینگے اور ہمین کامل یقین ہوگا کہ بیشک وہ ہمارا مددگار ہے تو چاہے وہ موقع پر نہ موجود ہو پہر بہی ہمین تقویت ہوگی اور ہم نہایت دلیر ہوکر اپنی جان لڑا دینگے اور اپنے سے دگنے پر غالب آنے کی کوشش کرینگے۔ بیشک خدا مسلمانون کا مددگار ہے۔

اور اسکی مرضی کی جستجو مین رہتا ہے اسکو فطرت کا ہر کرشمہ خدا ہی کی طرف سے اسکی معاونت مین حادث ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے - اس سے زیادہ قناعت اور صبر کیا ہوگا کہ خود تو کوشش مین جان لڑادی مگر پھر بھی اللہ ہی پر بھروسہ رکھا اور یہ سمجھا کہ جو کچھ ہمین کامیابی حاصل ہوئی ہے خدا اور اسکے فرشتون کی مدد سے ہوئی ہے - ہوا کے تند و تیز جھوکے اور ان کی خوفناک آوازین بیشک وحدت پرستون اور سچے خدا پرستون کے لئے آگاہی تھی جو خدا کی طرف سے دی جارہی تھی کہ ہوشیار ہو تمہاری ان جانبازیون کا صلہ فتح دیجائے گی - چونکہ ہر وقت مسلمان خدا کی مدد کے طلبگار رہتے تھے اسلئے ان کی آنکھون کے آگے اس بھروسہ کے صدقہ میں جو انہین خدا پر تھا کہ وہ اپنے پاک بندون کی ضرور مدد کریگا انہین یہہ معلوم ہونے لگا تھا کہ ہوا کے بازوؤن پر فرشتے سوار ہوکر آگئے ہین اور ہماری مدد کر رہے ہین اور دشمنون کو پریشان کررہے ہین اس سے غرض صرف اسقدر ہے کہ مسلمان اس عظیم الشان لشکر پر فتح پاکر مغرور نہون بلکہ یہہ سمجہین کہ ہمین یہہ فتح صرف خدا کی مدد سے حاصل ہوئی ہے - اس سے زیادہ انکساری اور حلیمی کا سبق اور کون مذہب پڑھا سکتا ہے - مکی تتر بتر ہوگئے اور بڑے نقصان کے ساتھ واپس گئے ان کے بہت سے سردار قتل کئے گئے اور ابوجہل بھی مسلمانون کے تیغہ کا شکار ہوا[1] اور بہت سے قیدی بھی مسلمانون کے ہاتھ پڑے جنمین سے صرف دو ہی مارے گئے - حالانکہ قانون جنگ عرب مین یہ دستور تھا کہ ایسے قیدیون کو جو میدان جنگ مین گرفتار ہون طرح طرح کی اذیتین دیجاتی تہین مگر اسکے برخلاف محمد ﷺ نے سخت حکم دیدیا کہ خبردار کسی بدقسمت قیدی کو تکلیف نہ دیجائے اور ان سے مہربانی اور شفقت سے پیش آیا جائے - ان مسلمانون نے جن کی حفاظت مین قیدی کئے گئے تھے اپنے نبی کے احکام کی بخوشی پیروی کی اور قیدیون کو بہت آرام سے رکھا - انہون نے اپنی خوراک مین سے قیدیون کو بھی حصہ دیا یہان تک کہ روٹی بھی کھلائی کہ جو ان کی اعلےٰ درجہ کی خوراک تھی اور خرمے وغیرہ بھی انہین مہربانی سے کھلاتے تھے ان کی خاطرداری اس طور سے کی گئی کہ جیسے اپنے کوئی مہمانون کی کرتا ہے نہ انہین طعنے دیتے تھے نہ ہنسی کرتے تھے اور نہ برا بھلا کہکر پشیمان کرتے تھے بلکہ جسطرح ان کی خاطرداری کرتے تھے اسیقدر ان سے نہایت شیرین زبانی سے پیش آتے تھے اور ان کی بدقسمتی پر روتے تھے قیدیونکی نجات کے لئے دعا مانگا کرتے تھے[2]

---

[1] ابن ہشام صفحہ ۴۴۴ و ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۹۶ - سر ڈبلیو میور صاحب اپنے کتاب لائف آف محمد مین لکہتے ہین کہ جسوقت ابو جہل کا سر سامنے آیا تو اس نے کہا کہ مجھے یہ سر اس سے زیادہ پیارا ہے جتنا کہ اونٹ عرب مین ہوتا ہے یعنے اس سر کا دیکھنا پرستے اونٹ بہتا مین بہت اچھا جانتا ہون - خبر نہیں میور صاحب نے یہ فقرہ کہان سے نقل کردیا حالانکہ نہ ابن ہشام نے لکہا نہ ابن الاثیر نے نہ ابو الفدا نے نہ طبری نے بھی بیان نہین کیا -

[2] ابن ہشام صفحات ۴۶۰ و ۴۶۹ کاسن ڈی پرسیول جلد ۳ صفحہ ۷۹ - میور صاحب لکہتے ہین کہ محمد کی پیروی حکم مین مدینون نے ان کے ساتھ زیادہ نوازش کی انہین اپنے گھر رہنے کو دیئے اور زیادہ توجہ مبذول کی آخری دنون مین ان قیدیون مین سے ایک قیدی نے یہہ کہا برکت ہو مدینہ کے مسلمانون پر انہون نے ہمین اسوقت سوار کیا کہ جب وہ پیدل چلتے تھے انہون نے ہمین اسوقت روٹی دی جب ان کے پیٹ بھرنے کے لئے بھی کافی نہ تھی جس مین چھوارے بھی شریک تھے

۲ - صفحہ ۱۲۲ -)

لوٹ کی تقسیم پر مسلمانون مین کچھ جھگڑا ہونے لگا فوراً محمد نے اس جھگڑے کا فیصلہ کر دیا اور ان مین مال غنیمت برابر برابر تقسیم کر دیا مگر پھر اس خیال سے کہ مال غنیمت آیندہ شاید مسلمانون مین کوئی جھگڑا ڈالے اسلئے آیندہ جھگڑون کے چکانے کے لئے سورۃ انفال مین اس کا فیصلہ کر دیا کہ ہمیشہ اسی پر عمل درآمد ہوا کرے اس قانون سے لوٹ کی تقسیم سردار کی مرضی پر رکھدی گئی اور پانچوان حصہ لوٹ کا خزانہ مین داخل ہوا کیا تاکہ اس سے مساکین اور غربا محتاجین کی مدد کی جائے جنگ بدر ایک خوفناک مقابلہ کفار عرب سے تھا - اور واقعی اسی پر قسمت اسلام کا فیصلہ تھا اگر اس پہلی جنگ مین مسلمانون کو شکست ملجاتی تو ہرگز اشاعت اسلام نہوتی اور پھر کبھی مسلمان نہ ابھر سکتے - مسلمانون نے جس بہادری اور دلیری سے اپنے سے پانچ حصہ زیادہ تعداد والے دشمنون کا مقابلہ کیا وہ معرکہ بھی قابل دید تھا - اس جنگ مین محمد نے ثابت کر دیا کہ مین نرا پیغمبر ہی نہین ہون بلکہ مین کمانڈر بھی بہت بڑا ہون - حضرت علی روایت کرتے ہین کہ جنگ بدر مین ہمنے اپنے آپ کو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ پکڑتے تھے اور آپ ہم سے زیادہ قریب دشمنون کی صف کے تھے اور اس روز سب سے زیادہ دشمنون سے لڑ رہے تھے (ابن جہان در اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم) یہ بھی حضرت علی نے فرمایا ہے کہ جب ہنگامہ کارزار گرم ہوتا تھا اور دونو صفین ملجاتی تھین تو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ مین ہو جاتے تھے پس آپ سے زیادہ دشمن سے کوئی بھی قریب نہوتا تھا - (نسائی بروایت علی مرتضی و مسلم بروایت براء بن عازب) اور مروی ہے کہ جب آپ حملہ کا حکم دیتے تھے تو پہلے آپ ہی آگے بڑھکر حملہ کرتے تھے اور سب لوگون سے زیادہ لڑاکے تھے (ابن جہان بروایت سعید بن عیاض مرسلاً) بہادر وہی شخص ہوتا تھا جو جنگ مین آنحضرت کے قریب رہتا تھا کیونکہ آپ دشمن سے قریب تر رہتے تھے (مسلم بروایت براء بن عازب) اور عمران بن حصین فرماتے ہین کہ جب کبھی مقابلہ کا موقع آیا ہے پہلا وار آپ ہی کا ہوتا تھا (ابن جہان نے نقل کی ہے اور اسکی سند مین ایک راوی مجہول ہے) اور آپ قتال مین نہایت قوی تھے اور جب آپکو مشرکون نے گھیر لیا تو آپنے یہ فرمایا "ان النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب" یعنے مین نبی ہون جھوٹا نہین ہون مین تو بیٹا ہون عبد المطلب کا محمد کو پھر پہلا اتفاق ہوا تھا کہ وہ اپنے چھوٹے سے گروہ کو خونخوار دشمنون کے سامنے صف بصف کھڑا

ما سیل صاحب لکھتے ہین کہ یہ مشہور ہے کہ بدر کی لوٹ کے تقسیم کرنے پر مسلمانون مین ایسا جھگڑا ہوا جیسا حضرت داؤد کے سپاہیون مین عمالیقہ کی لوٹ پر ہوا تھا - وہ لوگ جو جنگ مین مشغول ہو چکے تھے یہ سمجھتے تھے کہ ہم ان لوگونکو مال نہ دینگے کہ جن کی نوبت جنگ کی نہیں آئی ان کا بھی آیندہ کے لئے فیصلہ ہوگیا اور پھر یہودیون کی طرح انمین بھی کبھی جھگڑا نہ کھڑا ہوتا تھا -

ملک اسلام کے چیف سردار ریاست کا اس مین بہت کم حصہ رکھا گیا تھا اور یہی مختلف شکلون مین خلفا کے زمانہ مین ظہور پذیر ہوتا گیا اور اس قاعدہ پر برابر عمل ہوتا رہا اور اسی کے سبب سے اور کئی قانون مرتب ہو گئے اور قوانین عدل و انصاف کی نئی نئی تحقیق نکل آئین -

اسوقت مسلمانون کی حالت بہت نازک ہتی اول تو ان کے پاس شائستہ ہتیار نہ ہتے دوسرے سواری کو گہوڑے بہی نہ ہتے ایسی شکستہ حالت مین کیونکر یقین ہو سکتا ہتا کہ محمدؐ فتح پائینگے اور مشرکون کا عظیم الشان گروہ شکست پاکر بے اوسان فرار ہو جائیگا مگر محمدؐ کو اس کے اس بہروسہ نے جو وادیا جو وہ خدا پر رکہتا ہتا اس نے اپنے اس چہوٹے سے گروہ کی کئی صفین کین سب سے آگے بشمشیر برہنہ خود آپ کہڑے ہوئے انکا دل گو طرح طرح کی پے در پے مایوسیون سے ٹوٹا ہوا ہتا یہودیون کی عہد شکنی اور بے طرح ستانے نے نہایت شکستہ خاطر کر دیا ہتا پہر بہی آپ صرف خدا کے بہروسہ اور اسکی مدد کے اقرار پر تازہ دم ہتے اور آپکو ذرا بہی مایوسی نہ ہتی۔ یہی کیفیت مسلمانون کی بہی ہتی کہ وہ بہی خدا پر صابر و شاکر ہتے محمدؐ جیسے سردار کی سرکردگی مین رہکر اپنے کثیر التعداد مخالفون کی ذرا بہی پروا نہ ہتی پہر بہی وہ دست بدعا ہتے اور ان کی دعائین قبول ہوئین بیشک خدا ہر مومن کی دعا قبول کرتا ہےٖ۔ مخالفون نے مسلمانون کے دہوکا دینے کے لئے ایک نئی ترکیب کی اور وہ ترکیب یہ ہتی کہ وہ لوگ صف بندی کرکے آگے نہ بڑہے بلکہ ایک کے پیچہے

ف۱ دعا اور اجابت دعا کی نسبت مین اپنے گزشتہ نوٹ مین مختصر طور پر لکہہ چکا ہون چونکہ اس موقع پر ایسے باریک مسئلہ کو واضح طور پر لکہنے کی ضرورت ہوئی ہے اسلئے مین اسے قلمبند کرتا ہون۔ قرآن شریف مین سکہایا گیا ہے کہ دعا مانگو اور پہر یہ بہی ارشاد ہوا ہے کہ ہم قبول کرینگے اسکی تعمیل خود آنحضرت نے بہی کی اور آپکے صحابہ نے بہی کی جہان انہین کسی قسم کی ضرورت پیش آتی تو اس مین سرگرمی پوری ظاہر کرتے اور اسکو حاصل کرنے کے لئے کوئی دقیقہ اٹہا نہ رکہتے لیکن پہر بہی خدا سے ضرور ملتجی ہوتے بیشک خدا ان کی التجا کو سنتا اور قبول کرتا۔ یہہ مسئلہ ابتک سمجہہ مین نہ آیا ہوگا اسلئے مین اور بہی تشریح کے ساتہ بیان کرتا ہون۔

مفصلہ ذیل قرآن شریف کی آیتون سے پایا جاتا ہے کہ خدا خود ہی دعا مانگنے کی پروانگی دیتا ہے۔

"واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی" (ترجمہ) اور جب تجہسے پوچہین میرے بندے مجکو تو مین پکارنے والے کے پکارنے ہی نزدیک پہونچتا ہون جسوقت مجکو پکارتا ہے پس چاہئے کہ حکم مانین میرا۔ پہر دوسری آیت مین یہہ آیا ہے۔

"ادعوا ربکم تضرعا وخفیة انه لا یحب المعتدین" (ترجمہ) پکارو اپنے رب کو گڑگڑاتے اور چپکے اسکو خوش نہین آتے حد سے بڑہنے والے۔ پہر تیسری آیت مین فرماتا ہے۔

"قل ادعوا الله او ادعوا الرحمن ایاما تدعوا فله الاسماء الحسنی" (ترجمہ) کہ اللہ کرکے پکار یا رحمن کرکے جو کہکر پکارو گے اسی کے ہین سب نام۔ چوتہی آیت مین فرماتا ہے۔ "وقال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین" (ترجمہ) اور کہتا ہے رب تمہارا مجکو پکارو کہ پہونچون تمہاری پکار کو بیشک جو لوگ بڑائی کرتے ہین میری بندگی سے اب داخل ہونگے دوزخ مین ذلیل ہوکر۔ ان چار آیتون سے صاف پایا جاتا ہے کہ خدا نے خود چاہا ہے کہ لوگ مجکو پکارین لیکن اس پکارنے سے غرض عبادت ہے اور بیشک یہی خدا کا بہت بڑا پکارنا ہے۔ یہان سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ دنیوی مکروہ سامانون کے لئے دعا کی جائے بلکہ ہر آیت سے کہلم کہلا یہ ثابت ہوتا ہے جیسا مشکوة مین آیا ہے کہ دعا ہی بڑی عبادت ہے۔ ہان یا اپنی مغفرت کے لئے دعا مانگنا اور یہہ بہی عبادت کا بہت بڑا جزو ہے۔

شائد نماز پڑہکر دعا مانگا کرتے ہین اگر وہ دعا صفائی قلب اور رو رو کر مانگی گئی ہے تو بیشک وہ جزو عبادت ہی خیال کرنا چاہئے۔ جیسے نبی دعا مانگا کرتے ہتے۔ احادیث نبوی مین دعا کی فضیلت بہت کچہ بیان ہوئی ہے نعمان بن بشیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا "الدعاء هو العبادة" دعا ہی عبادت ہے۔

پہر آپنے ادعونی استجب لکم کو آخر تک پڑہا اور ایک حدیث مین آیا "الدعاء مخ العبادة" دعا عبادة کا مغز ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہین کہ آپنے فرمایا "کوئی چیز اللہ کے نزدیک دعا سے بزرگتر نہین"۔ پہر فرمایا کہ اللہ تعالی سے اسکے فضل کی درخواست کرو کہ اسکو بہت اچہا معلوم ہوتا ہے کہ اس سے کوئی مانگے اور بہترین عبادت کشائش زندگی کا منتظر رہنا ہے۔ (ترمذی بروایت ابن مسعود اور اس کی اسناد مین حماد بن داود ضعیف ہے) فرمایا "کہ بندہ دعا سے ایک نہ ایک تین باتون مین سے جا نہین دیتا

ایک سوار آرہا تھا تاکہ ان کی تعداد زیادہ نہ لگے۔ یہی ہوا کہ محمدیون نے اپنے دشمنون کو اپنے سے قلیل سمجھا مگر جب وہ مقابل ہوا تو یکایک وہ سب جمع ہوگئے اور یہہ نظارہ بیشک مسلمانون کا دل دینے والا اور ہمتین پست کرنے والا تھا۔ پھر بھی وہ بہادر محمدؐ کے دل بڑہانے سے آمادۂ پیکار ہوئے اور انہون نے اسقدر جگر جنگ کی کہ مخالفون کے چھکے چھوٹ گئے اس جنگ میں دو باتین بیان ہوئی ہین اور وہ بھی قابل توجہ ہین پہلی بات تو یہہ ہے کہ مسلمانون کی مدد کے لئے فرشتے نازل ہوئے اور دوسرے مسلمانون پر نیند غالب ہوگئی تاکہ ان کا تذبذب اور پریشانی مٹ جائے۔ ان دونون مسلمان مفسرون نے بہت کچھہ طبع آزمائی کی ہے اور اپنا خوب زور طبیعت دکھایا ہے مسیحی مورخون نے بھی اسلوب پر کوئی دقیقہ قہقہہ اڑانے کا باقی نہین چھوڑا مگر مین خاص قرآن شریف کی آیت کی طرف توجہ مبذول کرتا ہون جسمین نیند کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

ہان پہلے فرشتون کے نازل ہونے کی بابت مختصر سا لکھتا ہون۔ ہر زبان مین تقریباً یہہ ایک محاورہ ہوتا ہے کہ اگر اتفاق سے کوئی کام ہمارے ہی ہاتھہ سے ہماری بساط سے باہر ہوجاتا ہے تو ہم فوراً بول اٹھتے ہین کہ خدا نے ہماری مدد کی یا ہم کسی ایسی زد سے اتفاقیہ بچگئے تو کہا کرتے ہین کہ خدا کا ہاتھہ بیچ آگیا ورنہ ہم کبھی کے فنا ہوجاتے یا جب بچے گر پڑتے ہین اور ان کے چوٹ نہین لگتی تو یہ کہنے مین آتا ہے کہ فرشتون نے ہاتھہ رکھہ لیا تھا۔ اسیطرح سے جب انتہا درجہ کی مایوسانہ اور شکستہ حالت مین نبی کے استقلال اور خدا پر بھروسہ رکھنے کے صدقہ نے فتح دلوا دی تو ان سے کہا گیا کہ فرشتے تمہاری مدد کے لئے آئے تھے اگر دراصل دیکھا جائے تو وہ فرشتے مومنین کے وہ جوشیلے بھروسے تھے جنمین وحدانیت کا نور جلوہ دیرہا تھا اور انکا اپنے پیارے نبی کے احکام کی پیروی کرنا ہی بہت بڑی فرشتون کی مدد تھی مسیحی مورخون کا قاعدہ

یا تو اسکا گناہ بخشا جاتا ہے یا کوئی بہتری سردست ملجاتی ہے یا کوئی چیز اسکے لئے ذخیرہ کردی جاتی ہے ۔ (ابو منصور در مسند فردوس) حضرت ابو ذر نے فرمایا کہ نیکی کرنے کے ساتھ دعا اسقدر کافی ہے جیسے کہانے کے ساتھ نمک کی مقدار ہے۔
ان حدیثون سے صاف یہہ معلوم ہوتا ہے کہ دعا عبادت کا ایک جزو نہین بلکہ مغز ہے جیسی عبادت سے مغفرت ہوتی ہے ویسا ہی دعا کا مقصود ہے ۔۔۔ عبادت ہی گویا طلب مغفرت کی ایک راہ ہے۔ یا یون کہون کہ عبادت خود دعا ہے۔ چونکہ عبادت سے مغفرت ہوتی ہے اسلئے دعا جو عبادت کا مغز ہے سبب مغفرت ہے ان قیمتی احادیث سے یہ نہین پایا جاتا کہ عوام الناس جسکو دعا کا مفہوم سمجھتے ہین وہ مفہوم ہو فرض کیا جائے کہ ایک شخص کے دل مین غیر مبارک خواہش نفسانی کا جوش پیدا ہوا اور اسنے اسی نامبارک حالت مین خدا سے اپنے مطلب برآری کی التجا کی کیا ایسی صورت مین خدا اس کی خواہش نفسانیہ کے پورا کرنے کا سامان کردیگا نہین کبھی نہین خدا ایسی باتون مین کبھی رہنمائی نکریگا۔ یا یہہ ہو کہ ایک کم عقل شخص ایک عظیم الشان پہاڑ کے آگے کہڑا ہوکر یہہ دعا کرے کہ یہہ پہاڑ میری مٹھی مین آجائے یا مین کل سمندر پی جاؤن کہین یہ ممکن ہوسکتا ہے خدا کبھی یہہ دعائین قبول نہین کرنے کا ان سب باتون سے یہہ کہلتا ہے کہ خدا نے عبادت کے لئے ارشاد کیا ہے اور اپنے کو پکڑ دیا ہے اس کو پکارنا گویا اس کا ذکر کرنا ہے اور ذکر کرنا عبادت ہے حکمائے اسلام دعا کے دس آداب لکھتے ہین۔ جنسے بات معلوم ہوتا ہے کہ عبادت ہی کو دعا کہتے ہین۔

ہے کہ جہاں انہوں نے کسی بعض حکم کو ان کی نظروں سے استعارات تشبیہہ کو بھی ظاہری معنی پر رکھا ہے اسلئے حقیقت میں لاکر اعتراضات بنانے شروع کر دیئے ہیں جب انہوں نے اپنی نظر انداز کر کے یہ سمجھ لیا اور یہ تعجب کے بعد یہ سمجھ لیا کہ ہم کیا اگر یہ ہے نہیں اور سمجھ لیا چاہتے ہیں اگر نزول ملائکہ پر بھی توجہ کرتے تو انہیں کوئی بات ایسی نظر نہ آتی کہ اس کا کوئی حق نہ ملتا اور اگر وہ شرع سے دیکھا جاتا تو جب حقیقی دنیا پر نزول ملائکہ کے قائل ہیں تو وہ کسی حالت میں انکار نہیں کر سکتے - تاہم مسلمانوں نے جو ایسے نزول اس قسم کے نزول ملائکہ کو مجاز آپنے کلام کی رنگینی کے لئے ادا کیا ہے اور یہی عرب کا دستور قاعدہ ہے جو یہ کہا جاتا ہے قرآن شریف کے ایک لفظ سے سمجھ لیا گیا ہے حالانکہ وہ اس سے معلوم نہیں ہوتا

(آداب اول)

یہ ہے کہ دعا کے لئے اوقات شریف کی خصوصیت ضرور ہونی چاہئے جیسے سال میں عرفہ کا روزہ اور مہینہ میں رمضان کا مہینہ اور ہفتہ میں جمعہ کا روز اور رات کی ساعتوں میں سحر کا وقت ہے جس کے لئے اللہ تعالی فرماتا ہے ""وبالاسحار ھم یستغفرون"" (ترجمہ) اور صبح کے وقتوں میں وہ معافی مانگتے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں - (بخاری ومسلم بروایت ابوہریرہ) کہ اللہ تعالے ہر شب میں جب تہائی پچھلی رات رہتی ہے آسمان دنیا پر نزول اجلال فرما کر ارشاد فرماتا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے دعا مانگے اور میں قبول کروں اور کوئی ہے مجھ سے مانگے تو میں اسکو دوں اور کوئی ہے کہ مجھ سے مغفرت کا خواہان ہو پس میں اسکو بخشدوں - اس حدیث سے پایا جاتا ہے کہ پچھلی رات کا وقت دعا یا عبادت کی جان ہے کیونکہ طرح طرح کی دنیوی کدورتوں سے پاک ہوتا ہے اور نہایت سفیر پاکیزہ یاد میں لوگوں کے غل وشور کی صدائیں بھی نہیں ملی ہوئی ہوتیں جو دماغ کو پریشان کریں اسلئے ایسے سہانے وقت میں جو کام انسان کریگا وہ اچھی طرح ہوگا اور اس میں برکت ہوگی خدا کا آسمان دنیا پر نزول اجلال فرمانا یہی ہے کہ ایسے وقت میں وہ بہت جلدی ذکر سے لیتا ہے انہیں اوقات میں توجہ ہے عبادت کی حالت میں بھی خدا کی طرف پوری توجہ مبذول ہوتی ہو لیکن اس سنسان سہانے وقت میں ذرا بھی خدا کی عبادت میں متوجہ ہونا اسکے مقدس ذات میں مستغرق کر دیتا ہے - روایت ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جو اپنی اولاد سے کہا تھا کہ ""سوف استغفر لکم ربی"" (یعنے میں تمہارے لئے اپنے رب سے عنقریب درخواست مغفرت کرونگا تو اس سے ان کی غرض یہ تھی کہ سحر کے وقت دعا کریں چنانچہ آپ پچھلے تڑکے اٹھے اور دعا مانگی اور ان کی اولاد ان کے پیچھے آمین کہتی جاتی تھی اللہ تعالے نے ان کو وحی بھیجی کہ میں نے ان کا قصور معاف کیا - اور ان کو پیغمبر کر دیا - یعقوب کی اولاد نے سچے دل سے خدا کی جناب میں کھڑے ہو کر دعا کر تا ہی اجابت دعا تھا - یعنے جب وہ عاجزانہ طور پر خدا کی درگاہ میں کھڑے ہوئے اور ان کے دلوں نے خدا کے جلال کو قبول کر لیا اور وہ خدا کی پرستش پر راضی ہو گئے تو ان کی اپنے مغفرت کی دعا مانگنی ہی اجابت دعا تھی -

(آداب دوم)

یہ ہے کہ عمدہ حالات کو غنیمت جانو حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ جب راہ خدا میں فوجیں دشمنوں سے بھڑتی ہیں اور مینہ کے برسنے کے وقت اور فرض نماز کے لئے تکبیر کہنے کے وقت آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں پس ان وقتوں میں دعا مانگنا غنیمت جانو - یہ بہت بڑی حکمت شریعت کی ہے چونکہ دعا عبادت ہے اسلئے مشورہ دیا جاتا ہے کہ عین جنگ کے وقت بھی عبادت کی جائے اور خدا کا ذکر کیا جائے جب جدال وقتال میں خدا کا ذکر رہیگا تو خلاف انصاف اور بیرحمی کے لئے کبھی جرات نہوگی اور ایسی حالت میں خدا کا یاد کرنا اور اس کا خوف کرنا لازم بلکہ فرض ہے - ایسے ایسے زبردست اصول پر دنیا میں سوائے اسلام کے اور کوئی مذہب فخر نہیں کر سکتا - حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ ""نمازیں بہتر ساعات میں مقرر ہوئی ہیں تو ان کے بعد دعا مانگنا اپنے اوپر لازم کر لو"" - اس قول سے بھی یہی پایا جاتا ہے کہ دعا عبادت کا بہت بڑا مغز ہے یا اس کا جزو اعظم ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہے -

جیسے کہ جب سخت شکستہ دل کے بعد مسلمانوں کے چھوٹے سے گروہ نے تم عقیر پر فتح پائی تو آپ
پہلی دہشت جو اس وبا لوسی کے بعد تقویت و طمانیت و جرات مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہوئی
اسکا ذکر خدا نے دوسری آیت میں ان لفظوں سے کیا ہے۔ "اذ یغشیکم النعاس امنۃ منہ" وغ
اس آیت اور ایک پہلی آیت میں جو نعاس کا لفظ ہے اسپر لوگوں نے روایتیں گھڑنی شروع کیں
اور کہا کہ درحقیقت اس لڑائی میں وہ گروہ جسنے فتح حاصل کی اونگھ گیا تھا ایک راوی نے

ہوتا کہ اذان اور تکبیر کے بیچ میں دعا رد نہیں ہوتی (ابوداؤد و نسائی و ترمذی بروایت انس) - اس حدیث سے بھی یہی مطلب سمجھا جاتا ہے کہ عبادت کو دوسرے لفظوں میں دعا بھی کہتے ہیں -

دوسری حدیث میں آیا ہے کہ بندہ خدا کی دعا رد نہیں ہوتی (ترمذی و ابن ماجہ بروایت ابوہریرہ) اس حدیث سے بھی صاف پایا جاتا ہے کہ دعا ہی عبادت ہے اور دعا کی اجابت عبادت کا مقبول ہونا ہے یعنے جو صاف دل سے دعا یا عبادت کریگا خدا اسکی مغفرت کریگا - اصل میں عبادت دنیوی سامانوں کے جمع کرنے کے لئے نہیں ہوتی نہ دنیا کی نعمتوں پر قبضہ پانے کی غرض سے کی جاتی ہے بلکہ عبادت سے جو کچھ نتیجہ حاصل ہوتا ہے وہ تزکیہ نفس ہے روحانی قوت پیدا کرنے کے لئے عبادت کی جاتی ہے - اسی لئے یہ بھی کہا گیا کہ دنیوی سامانوں کی خدا سے التجا کرنی دعا مانگنا نہیں ہے - دعا درحقیقت عبادت ہے اور عبادت خاص مغفرت اور روحانی ترقی کے لئے کی جاتی ہے - حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب حالتوں سے زیادہ بندہ اپنے رب سے قریب تر سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے پس سجدہ میں دعا کی کثرت کرو (مسلم) اس حدیث سے بھی وہی معنے پائے جاتے ہیں جو ہمارا مطلب ہے یعنے دعا اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے کی جاتی ہے نہ کہ دنیوی ترقی کے لئے - یہہ ظاہر ہے کہ سجدہ کے وقت جب نماز کی حالت میں دیا جاتا ہے سوائے ان مقررہ الفاظ کے جنسے خدا کی بزرگی اور جلال ٹپکتا ہے اور کوئی بات نہیں ہوتی اسمیں صرف یہی کہا جاتا ہے کہ تیری ذات بڑی ہے تو سب سے بزرگ تر ہے یہی بڑی عبادت ہے اور اسیکو بار بار رسول خدا نے کہنے کی تاکید فرمائی ہے نہ آپنے نہ آپکے صحابہ نے کبھی دنیوی شوکت یا کام کے اجرا کے لئے دعا نہیں کی اسلئے کہ دعا عبادت ہے اور عبادت دنیا کے لئے نہیں کی جاتی -

حضرت ابن عباس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا کہ مجکو قرآن کا پڑھنا حالت رکوع اور سجدہ میں منع کر دیا گیا ہے پس رکوع میں تعظیم اللہ تعالیٰ کی کیا کرو اور سجدہ میں دعا کے لئے خوب کوشش کرو کیونکہ یہ حالت اسبات کی شایان ہے کہ تمہاری دعا قبول ہو -

یہاں بھی دعا سے وہی مغفرت کی خواہش ہے کہ خدا اس عالم میں سرخرو کرے اور نجات دے -

(آداب سوم)

یہہ ہے کہ دعا قبلہ رخ ہوکر مانگے اور اپنے ہاتھ اتنے اونچے کرے کہ بغلوں کی سپیدی معلوم ہونے لگے -

دعا کا قبلہ رخ ہوکر کرنا ہی اسبات پر دال ہے کہ دعا عبادت ہے - اور ہاتوں کا حرکت دینا اور آگے کی طرف لمبا کرنا وہی مبارک حرکت ہے جو نماز کے وقت ہاتوں کو دیجاتی ہے - جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عرفہ کے موقف میں تشریف لائے اور قبلہ رخ ہوکر دعا کرتے رہے یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا - اور سلمان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ تمہارا رب حیا والا کریم ہے جب بندہ اسکی طرف اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے تو وہ حیا کرتا ہے اسسے کہ انکو خالی پھیرے (ابوداؤد و ترمذی و حاکم) اس حدیث سے یہہ پایا جاتا ہے کہ رسول مقبول کی حد سے زیادہ یہہ خواہش تھی کہ لوگ عبادت کریں اور اسکے ساتھ خدا سے کچھ مانگیں یہانتک کہ کہا جاتا ہے یہہ تخصیص صاف الفاظ میں نہیں پائی جاتی کہ سوائے دینی برکتوں کے اور کچھ یہ دنیوی سامان کی خواہش کی جائے گو دعاؤں کے موقع اسامر کے پورے پورے شاہد ہیں کہ دعا صرف مغفرت ہی کے لئے چاہئے جیسا کہ میں پہلے لکھ آیا ہوں - اور یہہ تاکید کہ ہر چیز کا تسمہ بھی خدا ہی سے طلب کرو صرف اس عادت چھڑانے کے لئے تھی جو بت پرستوں کو اپنے بتوں کے آگے التجا کرنے اور ان سے حاجت طلب کرنے کی پڑ گئی تھی - وہ اپنے ہاتھ کے گھڑے ہوئے لکڑی یا پتھر کے خداؤں سے حاجتیں طلب کرنے کے عادی تھے اسلئے خدا کی یہہ بہت بڑی حکمت تھی کہ انکو اُدھر سے رجوع کیا جائے اور رات دن یہ جتا جتا کر کہا جائے کہ جو کچھ تم دعا کروگے وہ قبول کی جائیگی لیکن یہہ خوب سمجھ لینا چاہئے جب تک صاف دل اگر

ابو طلحہ کا قول نقل کیا کہ ہم ایسے اونگہہ گئے تہے کہ ہمارے ہاتہہ سے تلوار چہوٹ پڑی ہتی - پہران اصل
روایتون پر علمائے طبع آزمائی کی ہے اور لکہا ہے کہ ایسی خوف کی حالت مین اونگہہ کا آجانا ایک معجزہ
تہا اور یہ معجزہ اسلئے ہوا تہا کہ مسلمانون کا ایمان اور خدا کی قدرت پر یقین اور زیادہ بڑہجائے او
اور نیند آجانے سے کسل وضعف رفع ہوجاوے - اور جن لوگون کو دشمن قتل کررہے تہے ان کا
قتل ہونا نہ دیکہین کیونکہ اگر وہ لوگ جو قتل ہونے سے بچگئے اونگہہ نجاتے اور اپنے عزیز و اقارب کو
قتل ہوتے دیکہتے تو ان پر خوف و بزدلی چہاجاتی اور جو لوگ باوجود اونگہہ جانے کے قتل ہونے سے
بچگئے انکو خدا کی حفاظت پر زیادہ یقین ہوگیا - اکثر مفسرون کے یہہ بے سرو پا خیالات مخالفین کو مضحکہ اڑانیکا

نفس خدا کی درگاہ مین جانا چاہتا ہے تو وہ کس سرگرمی سے دنیوی کدورتون سے اپنا دل پاک کرتا ہے اور اپنی طبیعت کی وہ حالت
بناتا ہے گویا اسے دنیا سے کوئی تعلق ہی نہین ہے کیونکہ اگر وہ ایسا نکرے تو ہرگز خدا کی درگاہ مین نہین پہونچ سکتا جب ایسی پاکی کی
پوشاک پہنکر وہان جائیگا تو پہر کب اس کا دل یہ گوارا کریگا کہ وہ دنیوی مکروہات کا طالب ہو وہ خدا سے وہی چیزین طلب کریگا
جنہین زوال کو رستہ نہوگا وہ وہی چیزین مانگیگا کہ جو اسکے روحانی قوت کو دگنا کرنے والی ہون گی نہ اسکے دل مین دنیوی
مکروہات کی طلب کی آرزو ہوگی نہ وہ اس آرزو کو ظاہر کرنا چاہیگا ان تمام احادیث نبویہ اور اماموں صحابہ کے قیمتی اقوال سے یہی
مفہوم ہوتا ہے کہ جو مین نے بیان کیا - حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے ہوکر گذرے
جو دعا مانگنے مین اپنی دو شہادت کی انگلیان ہلا رہا تہا - آنحضرت نے فرمایا خاموشی ہی پر اکتفا کر -
(ترمذی و ابن ماجہ و حاکم) اس سے یہہ غرض ہے کہ دعا مانگنا چونکہ خدا سے باتین کرنا ہے اسلئے اس مین ایسی حرکتین کرنی کہ جو خیالات
پریشانی مین ہرگز جایز نہین ہین (مسلم نے بروایت ابوہریرہ نماز کی دعا مین یہ حدیث روایت کی ہے) دعا مانگتے وقت اپنی نگاہون
کو آسمان کی طرف نہ اٹہاؤ ایسا نہو کہ تمہاری نگاہین اچک نہ لی جاوین - اس سے غرض یہہ ہے کہ نگاہین جب آسمان پر پڑینگی محض
ممکن ہے کہ قطرہ کے کرشمے دیکہکر طبیعت نہ ہٹجائے اور اس توجہ مین خلل نہ پڑے کہ جو خدا کی طرف مبذول ہورہی ہے - پہر ایک
حدیث مین آیا ہے - حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دعا مانگتے تو اپنی دونو ہتیلیان ملالیتے
اور ان کا اندر کا رخ اپنے منہ کی طرف کو رکہتے - اس کے معنے یہہ ہین کہ اپنی آنکہون کو دنیا کے عجیب و غریب منظرون سے ڈہانک لو اپنا
دل اور دماغ بالکل خدا ہی کی طرف رجوع کرو کیونکہ جب تک تم اپنے کو اس قابل نہ بناؤگے ہرگز دربار مین نہین جاسکتے - دنیوی
حکام کے ہان بہی جب تک کہ درباری عزت حاصل نہ ہوگی کبہی جانا نہین ملتا - یہی نظیر خدا کی درگاہ کی بہی قایم ہوسکتی ہے -

(آداب چہارم)

یہ ہے کہ آواز پست کی جائے - اسلئے کہ چیخنا اور واویلہ مچانا ایسی برتر ذات کے آگے جو دلون کا حال جانتی ہے محض بیکار
اور لغو ہے - دل جو تمام اعضا مین سلطان ہے اسیکا تعلق زیادہ تر خدا سے ہوسکتا ہے - اگر وہ خدا کی طرف رجوع ہے تو تمام اعضا
اسی طرف از خود رجوع ہوجاینگے - عبادت دل سے تعلق رکہتی ہے اور یہہ بہت صحیح ہے چنانچہ حدیث مین آیا ہے - حضرت ابو موسے
اشعری روایت کرتے ہین کہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب جب مدینہ منورہ کے قریب پہونچگئے تو آپ نے تکبیر کہی
اور لوگون نے بہی اللہ اکبر کہا اور آواز خوب بلند کی پہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو جس شخص کو تم پکارتے ہو وہ نہ بہرا
ہے نہ غایب ہے بلکہ وہ تمہارے اور تمہاری سواریون کی گردنون کے درمیان ہے - پہر حضرت عایشہ نے فرمایا - ولا تجہر بصلوتک
ولا تخافت بہا - (ترجمہ) اور تو نہ پکار - یعنی نماز مین نہ چپکے پڑہ " یہ نماز کا ادب ہے اور جب دعا مانگی جاتی ہے چونکہ اس کا
تعلق خصوصاً دل سے ہوتا ہے اسلئے دل ہی زبان بنکر التجا کرے تو وہ بہت درست ہے - خدا نے اپنے نبی زکریا علیہ السلام کی
اس بارہ مین تعریف کی ہے چنانچہ فرمایا - " اذ نادی ربہ ندآءً خفیاً " (ترجمہ) جب پکارا اپنے رب کو چپکے پکار اس سے
یہ صاف پایا جاتا ہے کہ دعا ایک ایسی عبادت ہے کہ جسکا تعلق خاص دل سے ہے کہ جسمین نہ آواز ہے نہ کوئی جہنک ہے کچہہ

اچھا موقع دیتے ہین - ہمین الزامی جوابات کے دینے سے کیا غرض ہے ہم اپنے قرآن کی آیتون کو نظر غور سے کیون نہ دیکھین کہ اسکی کسی آیت یا لفظ سے یہہ معنی نہین نکلتے - خدا کا مسلمانون سے اس خیال سے نیند کا لے آنا کہ یہہ اپنے عزیز و اقارب کو مقتول دیکھکر خوف نکھائین محمدیون کی بزدلی کا نقشہ کھینچتا ہے - خدا کی برکت بیشک مسلمانون پر ہمیشہ نازل رہی اور اسکی مدد کا ہاتہ بہی ان کی پشتون پر رہا لیکن اسنے کبہی قانون قدرت کے خلاف کچہہ نہین کیا - اگر اسے قانون قدرت ہی کے خلاف کرنا ہوتا تو اپنے پیارے نبی کو اتنی تکلیف نہ دیتا نہ اسے دشمنون کے خوف سے ہجرت کرنی پڑتی اور نہ دشمنون کے ہاتون طرح طرح کی مصیبتین جہیلنی پڑتین پس اس سے یہہ بات نکل آئی کہ جو قانون اسنے روز ازل ہی سے مقرر کر دیا ہے اس مین نہ ترمیم ہو سکتی ہے نہ وہ گہٹ بڑہ سکتا ہے - یہہ اسکی قدرت مین تہا اور ہم یہہ کہسکتے ہین کہ اسنے مسلمانون کے دلون کو

بہی نہین - اگر اس مین آواز ہے تو ایسی کہ جسکو وہ خود ہی مشکل سے سن سکتا ہے پہر خدائے تعالے فرماتا ہے ،، ادعو ربکم تضرعا و خفیتہ انہ لا یحب المعتدین ،، (ترجمہ) پکارو اپنے رب کو گڑگڑاتے اور چپکے اسکو خوش نہین آتے حد سے بڑہنے والے - اس آیت کو مین پہلے ہی کوٹ کر چکا ہون اس سے غرض خدا تعالی کی یہی ہے کہ بہائیو بہائیو زبان سے زیادہ چیخ چیخ کر و بلکہ دل کو میری طرف متوجہ کرو اور جو کچہ مجہسے کہو دل کے ٹہہرا ہو کر کہو - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ عنقریب کچہ لوگ ایسے ہون گے جو دعا مین حد سے زیادہ تجاوز کرینگے ،، اور بعض مفسرین نے ،، ادعوا ربکم تضرعا و خفیتہ انہ لا یحب المعتدین ،، کی تفسیر مین لکہا ہے کہ معتدین کے معنے قافیون مین تکلف کرنے کے ہین اور بہتر یہہ ہے کہ دعوات ماثورہ کے سوا اور کچہہ نہ مانگے اسلئے کہ ہو سکتا ہے کہ دعا مانگنے مین حد سے تجاوز کر جاوے اور ایسی چیز مانگنے لگے جو مقتضائے مصلحت نہو کہ ہر کوئی اچہی طرح ہی دعا مانگنا نہین جانتا اسیلئے حضرت معاذ بن جبل کہتے ہین کہ علما کی حاجت جنت مین بہی ہوگی جسوقت کہ جنت والون سے کہا جاویگا کہ تمنا کرو تو ان کو معلوم نہوگا کہ تمنا کسطرح کرین یہانتک کہ علما سے سیکہ کر تمنا کرینگے ،، اس قول سے صاف پایا جاتا ہے کہ دعا قلب کی اس عبادت کو کہتے ہین کہ جسکی کیفیت وہی دل جانتا ہے جسنے اپنی توجہ پورے طور سے خدا کی طرف مبذول کر لی ہے بیشک دل سے عبادت کرنا بغیر تعلیم کے نہین آتا اگر دعا کے معنے معمولی مانگنے کے ہوتے تو خواہ زبان سے خواہ دل مین کسی چیز کے آرزو کرنے مین سیکہنے کی کچہ ضرورت ہوتی اور جب دل کی خاص عبادت کا نام دعا رکہا ہے تو اسکے لئے یہ ضروری ہے کہ تعلیم حاصل کی جائے خواہ بذریعہ علما کے یا بذریعہ کتاب مقدس کے - اور یہہ دعا وہی دعا ہے کہ جسسے دینی برکتین حاصل ہوتی ہین مثلاً اس حدیث مین آیا ہے کہ دعا مین سجع سے دور رہو تم مین سے کسیکو یہی کہنا کافی ہے ،، اللھم انی اسئلک الجنۃ وما قرب الیھا من قول و عمل و اعوذ بک من النار وما قرب الیھا من قول و عمل ،، (ترجمہ) الہی مین تجہسے جنت مانگتا ہون اور جو قول و عمل اسکے قریب کر دین ان کی درخواست کرتا ہون اور دوزخ سے اور ان قول و عمل سے جو اسکے قریب کرین تیری پناہ پکڑتا ہون - جو کچہ مین ثابت کرنا چاہتا تہا اس حدیث سے صاف پایا جاتا ہے یعنے دعا جو دل کی عبادت اور دل سے خدا کے ذکر کرنے کو کہتے ہین صرف نجات آخر کی طلب کے لئے کیا کرتے ہین - دعا سے جو مطلب کہ آجکل مسلمانون مین سمجہہ لیا گیا ہے وہ ہرگز نہین ہے - بعض ضعیف العقل کاہل محنت تو کرتے نہین اور گڑگڑا کر خدا سے دعا مانگتے ہین کہ ہمین دولتمند بنا دے اور ہمین چہپر پہاڑ کر دے لیکن ان کی یہ آرزو کبہی پوری نہین ہوتی تو اس وقت وہ ایمان کے ضعیف یہ کہا کرتے ہین کہ خدا ہماری دعا قبول نہین کرتا دوسری لفظون مین اسکے یہہ بہی معنے ہین کہ خدا وعدہ خلافی کرتا ہے - حالانکہ یہ خیال ہی دل مین لانا کفر ہے - پہر حدیث مین آیا ہے کہ کچہ لوگ عنقریب ایسے آوینگے کہ دعا اور طہارت مین حد سے تجاوز کرینگے - اس حدیث سے بہی یہی مطلب ہے جو مین نے بیان کیا - بعض لوگون کا قاعدہ ہوتا ہے کہ دعا مین اپنی قابلیت اور لیاقت کا اظہار کرتے ہین اور ایسے ایسے فصیح و بلیغ جملے لاتے ہین جن سے مراد اپنی لیاقت کا اظہار ہوتا ہے حالانکہ خدا ان قافیہ بندیون سے خوش نہین ہوتا - خدا کا ذکر دل سے یا زبان سے نہایت دلی اور عاجزی سے چہوٹے چہوٹے الفاظ مین جو بے تکلفانہ زبان سے نکلتے ہین کرنا چاہیے اور نجات کا طلبگار ہونا چاہئیے —

ایسا جری بنا دیا کہ وہ اس بے سر و سامانی کی حالت مین بھی تمام مسلح دشمنون پر بھی غالب آئے اس سے زیادہ اسکے قدرت کا یقین اور کیا ہو سکتا کہ جس نے چند ٹوٹے پھوٹے آدمیون کو قوی اور خونخوار کثیر التعداد دشمنون پر غلبہ دیدیا وہ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تھے اگر ہم معمولی مسلمانون سے کوئی کام لیاقت کے باہر اتفاق سے ہو جاتا ہے تو ہم کس قدر اپنے خدا کی حمد کرتے ہین اور اسکی لا محدود قوتون پر کتنا زبردست بھروسہ ہوتا ہے - اکثر مفسرین اسلام کی عادت ہے کہ ضعیف اور موضوع بے اصل روایتون کو اپنی تفسیرون کا زیور سمجھتے ہین اور جو کہانیان بے اصل روایت انکے کان تک پہونچے قرآن مجید کے اصل مطالب پر غور کئے بغیر قرآن شریف کی آیتون کو توڑ مروڑ کر انہی اصل روایتون کے متعلق کرنا چاہتے ہین اسی اپنی علمی دستگاہ مطابق انہون نے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے "اسئلک الامن یوم الوعید والجنۃ یوم الخلود مع المقربین الشہود والرکع السجود الموفین بالعہود انک رحیم ودود وانک تفعل ما ترید" دو علمائے اسلام کا یہ مذہب ہے کہ جتنی دعائین احادیث صحیحہ مین ہین وہ ہی کافی ہین - اس سے صاف ظاہر ہے کہ دنیوی سامانون کے حاصل کرنے کے لیے دعائین نہین مانگنی چاہئین اسلئے احادیث مین جو دعائین ہین وہ ہی کافی ہین - اور ان احادیث کی دعاؤن مین طلب مغفرت کے سوا اور کسی چیز کی خواہش نہین کی گئی ہے —

(آداب پنجم)

یہ ہے کہ تضرع اور خشوع کرے اور خدا سے رغبت اور خوف رکھے - یہ زاری اور رونا پیٹنا دنیوی حاجات کے حاصل کرنے کے لئے نہین ہوتا بلکہ اپنے گذشتہ برے اعمال کے لئے ہوتا ہے رو دھو کر ہی معافی کے طلبگار ہوا کرتے ہین چنانچہ قرآن شریف مین خدا فرماتا ہے - "انہم کانوا یسارعون فی الخیرات ویدعوننا رغبا و رہبا" اور فرمایا "ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ" اور حدیث مین آیا ہے کہ جب اللہ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اسکو مبتلا کر دیتا ہے تاکہ اس کا تضرع سنے - یہ اسلئے کہ جو شخص خدا کی محبت مین مبتلا ہو گیا ہے اسے دنیا و مافیہا کی بے خبر رہنے لگی - یہ بہت صحیح ہے —

(آنچہ در دنیاست بر آزادگان ادبار است — خاطر جمع ست در زیر فلک سامان ما)

(آداب ششم)

یہ ہے کہ جو وقت اپنی مغفرت کی التجا کرے تو یہی یقین کرے کہ خدا میری طرف متوجہ ہے اور بیشک میری التجا کو سنیگا اسوقت یعنے ایسی یقین کی حالت مین دعا کرنا چاہیے اور وہ دعا صرف بخشش کے لئے ہوگی چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے جب تم مین سے کوئی دعا مانگے تو چاہیے کہ یہ نہ کہے کہ الٰہی تو مجھے بخشدے اگر چاہے اور تو مجھپر رحم کر اگر چاہے بلکہ قطعی کہے کہ مجھکو بخشدے اور رحم کر کیونکہ اسپر کوئی زبردستی کرنے والا نہین ہے - اس حدیث سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دعا اور یقین دونون سے ایک ہوتا ہے اور بہت جوش سے بارگاہ خدا مین قدم زن ہوتا ہے ایسی حالت مین بیشک ایسی حالت مین دعا اور اجابت دعا دونون کے ایک ہی معنے ہین - اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ اللہ سے اسطرح دعا مانگو کہ تمہین قبول ہونیکا یقین ہو اور جانو کہ اللہ تعالے غافل دل کی دعا قبول نہین کرتا - غافل دل کی یہی صفت ہے کہ وہ دنیوی باتون مین پھنس کر دین کی برکتین حاصل کرنے مین غافل ہو جائے اور خدا اسکے دربار مین دنیا کی قابل تنفر آلایشون کی پوٹ باندھکر لے جاوے بیشک ایسا شخص ناکام پھریگا نہ اس کی التجا سنی جاوے گی نہ قبول ہوگی —

(آداب ہفتم)

یہ ہے کہ جو وقت خدا کا دل سے ذکر کرے یا دوسرے الفاظ مین یہ کہو کہ دعا مانگے تو فوراً ہی اس کے نتیجہ کا خواہشمند

آیتون کو بھی توڑا مروڑا ہے۔

پہلی آیت مین اُنہون نے امنۃ نعاسا کو بدل و مبدل منہ قرار دیا ہے یعنے ''امنۃ'' کو مبدل منہ اور ''نعاسا'' کو بدل اور چونکہ بدل و مبدل منہ مین مقصود بدل ہوتا ہے اسلئے انہون نے قرار دیا کہ خدا نے فی الحقیقت نیند ہی کو مسلط کیا تھا مگر اسمقام پر بدل کل تو صحیح نہین ہو سکتا اسلئے کہ بدل کل و مبدل منہ مین اتحاد ذاتی ضرور ہے اور امن اور نعاس مین اتحاد ذاتی نہین اور بدل بعض بھی نہین ہو سکتا کیونکہ اس مین بدل مبدل منہ کا جزو ہونا چاہیئے اور نعاس امن کا جزو نہین ہے اور عام طور سے بدل اشتمال بھی نہین ہو سکتا کیونکہ اس مین بدل کا مبدل منہ سے ایک ایسا تعلق ہونا چاہیئے کہ اسکا تصور مبدل منہ کے مستلزم ہو شاید انہون نے امنۃ نعاسا کو بدل اشتمال کی وہ قسم قرار دیا ہو جسمین مبدل منہ بدل کا جزو ہوتا ہے اور انہون نے امن کو نعاس کا جزو قرار دیا ہوگا کہ وہ بغیر امن کے نہین ہو سکتی۔

اسلئے کہ جس چیز کو وہ چاہتا ہے اسکا ظہور مدت مدید کے بعد ہوگا۔ کیونکہ حدیث نبوی مین آیا ہے ''جب کوئی تم مین سے اپنے پروردگار سے سوال کرے اور معلوم ہو کہ قبول ہوگیا تو یہہ کہے۔ ''الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات'' (ترجمہ) اس خدا کا شکر ہے جسکی نعمت سے نیکیان پوری ہوتی ہین۔ اور جسکے لئے قبول مین کچھ دیر ہو جاوے تو کہے'' الحمد للہ علی کل حال'' (ترجمہ) ہر حال مین خدا کا شکر ہے۔

دعا کی اجابت کے یہہ معنے ہین کہ قلب پر یکایک اللہ کے ذکر مین ایسی کیفیت طاری ہو جائے کہ از خود یہہ یقین آجائے کہ خدا نے میری دعا قبول کر لی اور یہہ کیفیت اسوقت حاصل ہوتی ہے کہ جب دل کو تمام مکدر خیالات سے چھٹکارا ہو وہ خدا کے جلال اور قوت مین سرتاپا محو ہو ایسی حالت مین جو آرزو کہ اسکے دل سے سرزد ہوگی فوراً اس یقین سے مالامال ہوگی کہ بیشک دعا قبول ہوگئی یہ تو اجابت دعا تھی اب دعا کا نامقبول ہونا وہ اسکے خلاف حالت مین ہوگا یعنے نہ ابھی دل کو دنیوی کدورتون سے چھٹکارا ہوا ہے اور نہ خیالات ہی ٹھہرے ہوئے ہین ایسی غلیظ اور غیر مصفا حالت مین خدا کا ذکر کیا یا اس سے طلب نجات کی چونکہ دل خود ہی مذبذب ہے اسلئے اسکا یقین بھی مشتبہ ہوگا اور پھر اسیکو دعا کی غیر مقبولیت کہتے ہین۔

(آداب نہم)

یہہ ہے کہ دعا کو خدا کے ذکر سے شروع کرے۔ سلمہ بن الاکوع فرماتے ہین کہ مین نے کبھی رسول مقبول کو نہین سنا کہ آپنے دعا شروع کی ہو اور پہلے یہ کلمات نہ کہہ لئے ہون ''سبحان ربی الاعلی الوہاب'' (ترجمہ) پاک ہے میرا رب برتری دینے والا۔ جہانتک غور کی جائے گی یہی کہلے گا کہ دعا عبادت نہین بلکہ عبادت کا مغز ہے۔

(آداب دہم)

یہ ہے کہ دعا اصل مین باطن سے متعلق ہے اور قبول ہونے کے باب مین اصل وہی ہے یعنے توبہ کرنا اور حقدارون کے حقوق انکو پہونچا کر تمام ہمت سے خدا کی طرف متوجہ ہونا۔ اس سے یہہ بھی پایا جاتا ہے کہ جبتک انسان حقدارون کے حق سے پاک نہولے محض نا ممکن ہے کہ اسکو ذکر خدا کچھ فائدہ دیگا۔ اب مین وہ دعائین نقل کرتا ہون کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مانگا کرتے تھے جنکی پیروی ہر مومن بلکہ ہر بشر پر فرض ہے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ دعا جو فی الحقیقت مغز عبادت ہے ہرگز دنیوی کدورات کے سمیٹنے کے لئے نہین کی جاتی اور جو ایسا کرتے ہین وہ اپنا وقت برباد کرکے ثواب کے خیال مین گناہ سمیٹتے ہین۔

پہلی دعا یہہ آپ فجر کی سنتین پڑھکر مانگا کرتے تھے حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ میرے والد نے مجھے رسول خدا کی خدمت مین بھیجا آپ میری خالہ میمونہ کے گہر مین تشریف رکھتے تھے۔ آپ صبح کی سنتین پڑھ کر یہہ دعا مانگتے تھے ''

اللھم انی اسئلک رحمۃ من عندک تھدی بھا قلبی وتجمع بھا شملی وتلم بھا
شعثی وترد بھا الفتی وتصلح بھا دینی وتحفظ بھا غائبی وترفع بھا شاھدی
وتزکی بھا عملی وتبیض بھا وجھی وتلھمنی بھا رشدی وتعصمنی بھا من

سورہ انفال کی آیت سے یہہ مطلب حاصل ہونا نہایت مشکل بلکہ درحقیقت ناممکن ہے مگر ہمارے مفسرین نے اس سیدہی آیت کو ہی توڑ مروڑ ڈالا ہے - انہون نے نعاس کو یغشی فعل متعدی کا مفعول بہ اور امنۃ کو مفعول لہ قرار دیا ہے مگر امنۃ مفعول نہین ہو سکتا تہا اسلیئے کہ مفعول لہ ہونے کے لیئے ضرور ہے کہ فعل جو عامل ہے اسکا اور مفعول لہ دونوکا فاعل واحد ہو اسجگہہ یغشی فعل متعدی کا فاعل تو خدا تہا اور امنۃ جو باب لازمی سے ہے وہ ایک صفت ہے جو خود مخاطبین مین قایم تہی - اب ہمارے مفسرین نے خواہ مخواہ قرآن مجید کو ان بے اصل کہانیون سے مطابق کرنے کے لیئے جنکو قبل از غور معانی قرآن بطور سچ کے تسلیم کر لیا تہا اور امنۃ کو مفعول لہ ٹہرانے کے لیئے تمام سیاق قرآن مجید کو بدلدیا صاحب بیضاوی فرماتے ہین کہ "وہو مفعول لہ باعتبار المعنی فان قولہ یغشیکم النعاس متضمن معنے تنعسون" یعنے امنۃ لفظون کے اعتبار سے نہین بلکہ معنون کے اعتبار سے مفعول لہ ہے کیونکہ خدا کا یہہ کہنا کہ چہا دیا یعنے اسنے اتم پر اونگہہ کو اسکے معنے یہ ہین کہ تم اونگہہ گئے - اونگہہ جانا ہی ایک صفت ہے جو مخاطبین مین قایم تہی پس گویا دونو کے فاعل مخاطبین ہوگئے اور امنۃ کا مفعول لہ ہونا درست ہوگیا —

کل سوا اللہم اعطنی ایمانا صادقا یقینا لیس بعدہ کفر و رحمۃ انال بہا شرف کرامتک فی الدنیا والآخرۃ اللہم انی اسئلک الفوز عند القضاء ومنازل الشہداء وعیش السعداء والنصر علی الاعداء ومرافقۃ الانبیاء اللہم انی انزل بک حاجتی وانی ضعف رائی وقل حیلتی وقصر عملی وافتقرت الی رحمتک فاسئلک یا قاضی الامور ویا شافی الصدور کما تجیر بین البحور ان تجیرنی من عذاب السعیر ومن دعوۃ الثبور ومن فتنۃ القبور اللہم ما قصر عنہ رائی ضعف عنہ عملی و لم تبلغہ نیتی وامنیتی من خیر وعدتہ احدا من عبادک او خیر انت معطیہ احدا من خلقک فانی ارغب الیک فیہ واسئلک یا رب العالمین اللہم اجعلنا ہادین مہتدین غیر ضالین ولا مضلین حربا لاعدائک وسلما لاولیائک نحب بحبک من اطاعک من خلقک ونعادی بعداوتک من خالفک من خلقک اللہم ہذا الدعاء وعلیک الاجابۃ وہذا الجہد وعلیک التکلان وانا الیہ راجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یا ذا الحبل الشدید والامر الرشید اسئلک الامن یوم الوعید والجنۃ یوم الخلود ومع المقربین الشہود الرکع السجود والموفین بالعہود انک رحیم ودود وانت تفعل ما ترید سبحان الذی تعطف بالعز وقال بہ سبحان الذی لبس المجد وتکرم بہ سبحان الذی لا ینبغی التسبیح الا لہ سبحان ذی الفضل والنعم سبحان ذی القدرۃ والکرم سبحان الذی احصی کل شی بعلمہ اللہم اجعل لی

مگر ہر شخص انصاف سے دیکھ سکتا ہے کہ اسطرح آیت کے معنے قرار دینا بالکل نظم قرآنی کو بدلتا ہے - اول یغشی جو متعدی ہے اسکو باعتبار معنی مفرد ضد لازمی قرار دیتا ہے - دوسرے تمام سیاق قرآنی اس مقام پر اس طرح واقع ہوا ہے کہ خدا تعالی اپنے احسانون کو یاد دلاتا تھا اور اپنے کو ان کا فاعل بیان کرتا ہے اس آیت کے قبل بیان فرمایا ہے "وان یعدکم اللہ" پھر فرمایا "اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم" پھر اس آیت کے بعد فرمایا "اذ یوحی ربک" وغیرہ اگر "اذ یغشیکم النعاس" کو بمعنے یتغشون لیا جاوے اور فعل متعدی کو بمعنے لازمی قرار دیا جاوے تو تمام سیاق قرآنی الٹ جاتا ہے بلکہ سلسلہ عطف و معطوف کا درست نہین رہتا - ان تمام خرابیون کا سبب یہ ہے کہ ان بے اصل روایتون کو پہلے سے دل مین بٹھا لیا ہے کہ درحقیقت لڑائی مین لوگ سو رہے تھے اور پھر اسکی تطبیق کرنیکو اسقدر تکلف کیا ہے -

نورا فی قلبی و نورا فی قبری و نورا فی سمعی و نورا فی بصری و نورا فی شعری
و نورا فی بشری و نورا فی لحمی و نورا فی دمی و نورا فی عظامی و نورا من بین یدی
و نورا من خلفی و نورا عن یمینی و نورا عن شمالی و نورا من فوقی و نورا من تحتی اللھم
زدنی نورا و اعطنی نورا و اجعل لی نورا -

(ترجمہ)

آلہی مین تجھسے تیرے پاس کی رحمت کا سوال کرتا ہون جس سے تو میرے دل کو ہدایت کرے اور میرے امور متفرق کو جمع کرے اور میری پریشانی کو دور کرے اور میری الفت کو پھیر لاوے اور میرے دین کی اصلاح کرے اور میرے غائب شخص کی حفاظت کرے اور میرے حاضر کو بلند کرے اور میرے عمل کو ستھرا کرے اور میرے منہ کو سفید کرے اور اسکے سبب سے مجکو میری راہ پانی دل مین ڈالے اور تمام برائیون سے مجکو بچاوے - آلہی تو مجکو سچا ایمان عنایت کر اور ایسا یقین جسکے بعد کفر نہو اور وہ رحمت جسکے سبب سے تیری شرافت کرامت حاصل کرون دنیا و آخرت مین الہی مین تجھسے سوال کرتا ہون کامیاب رہنے کا قضا کے وقت اور شہیدون کے مراتب کا اور نیک بختون کی زندگی کا اور دشمنون پر غالب ہونیکا اور انبیا کے ساتھ رہنے کا آلہی مین تیرے پاس اپنی حاجت لاتا ہون اگرچہ میری تدبیر ضعیف ہے اور حیلہ کمتر اور عمل کوتاہ اور مین تیری رحمت کا محتاج ہون پس مین تجھسے سوال کرتا ہون اے امور کے حاکم اور اے شفا دینے والے سینون کے جس طرح علیحدگی رکھتا ہے تو سمندرون مین اسیطرح مجکو علیحدہ رکھ دوزخ کے عذاب سے اور ہلاک ہونے کی پکار سے اور قبرون کے فتنہ سے الہی جس بات سے میری تجویز قاصر ہو گئی اور عمل ضعیف ہوا ہو اور اس کو میری نیت اور آرزو نہ پہونچی ہو یعنے کوئی بہتر بات جس کا تونے اپنے بندون مین سے کسی کو وعدہ کیا ہو یا کوئی بہتری اپنی خلق مین سے تو کسی کو دینے والا ہو تو اس خیر مین مین بھی تیری طرف راغب ہون اور تجھسے اسکو سوال کرتا ہون یا رب العالمین الہی ہمکو کردے ہدایت کرنے والے اور ہدایت یافتہ اور نہ گمراہ ہونے والے نہ گمراہ کرنے والے لڑنے والے تیرے دشمنون سے اور صلح کرنے والے تیرے دوستون سے محبت کرین تیری محبت کے باعث اس شخص سے جو تیری مخلوق مین تیری اطاعت کرے اور عداوت کرین تیری عداوت کے باعث اس سے جو

قرآن مجید کی دونو آیتون کے معنے نہایت صاف ہین کوئی شخص لڑائی مین نہ سویا تہا نہ اونگہا تہا بلکہ امنۃ نعاسا سے کنایہ غایت امن اور کامل امن سے ہے انسان اسیوقت سوتا ہے جبکہ اسکو پورا امن ہو اسلئے نعاسا سے غایت امن یا کامل امن کا کنایہ کیا گیا ہے پس پہلی آیت مین ،، امنۃ ،، موصوف ہے اور نعاسا ،، اس کی صفت ہے۔ مصادر مین تانیث و تذکیر ضروری امر نہین ہے پس تقدیر کلام کی یون ہے کہ ،، امنۃ کا منۃ النعاس ،، یعنے نیند کا سا امن۔ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے شکست ہونے کے بعد لوگون کا دل بڑہایا اور ہمت دلائی تو خدا نے انکے دلون پر کامل اور غایت درجہ کا امن اور تسلی وطمانیت ڈالی کہ وہ شکست کے بعد پہر بڑہے اور دشمنون پر فتح پائی۔

تیری خلق مین سے تیرا اختلاف کرے الٰہی یہ دعا ہے اور قبول کرنا تیرا کام ہے اور یہہ کوشش ہے اور یہ بہروسہ تجہپر ہے اور ہم اللہ کے لئے ہین اور ہم کو اسیکی طرف پہرنا اور نہین طاقت گناہ سے باز رہنے کی اور قوت عبادت کرنے کی مگر اللہ تعالے بزرگ برتر کے سبب سے اے مالک مضبوط رسی کے (یعنے دین یا قرآن کے) اور امر درست کے مین تجہسے سوال کرتا ہون مامون رہنا وعید دوزخ کے روز مین اور جنت کا طالب ہین ہمیشگی کے دن مین مقرب شاہدون رکوع کرنے والون سجدہ کرنے والون عہد پورا کرنے والون کے ساتہہ بیشک تو مہروالا محبوب ہے تو کرتا ہے جو چاہتا ہے پاکی بیان کرتا ہون مین اس شخص کی جسنے چادر بنایا عزت کو اور حکم کیا اس سے پاک ہے وہ ذات جسنے بزرگی کو لباس بنایا اور اس سے بزرگ ہوا۔ پاک ہے وہ ذات کہ بجز اسکے اور کسی کے لئے پاکی بیان کرنی نہ چاہیے پاک ہے صاحب فضل اور نعمت کا پاک ہے صاحب قدرت اور کرم کا پاک ہے جس نے گہیرا سب چیزون کو اپنے علم سے الٰہی کر دے میرے لئے نور میرے دل مین اور نور میری قبر مین اور نور میرے کان مین اور آنکہ مین اور بال مین اور کہال مین اور گوشت مین اور خون مین اور ہڈیوں مین اور روشنی میرے سامنے اور میرے پیچہے اور میرے داہنے اور میرے بائین اور میرے اوپر اور میرے نیچے الٰہی زیادہ کر مجکو نور مین اور دے مجکو نور اور کر دے مجکو نور (یعنے بالکل مجکو اعضائے ظاہری و باطنی کے ساتہہ ایسا کر دے کہ حق کی جہلک اور امور خیر کی روشنی مجہہ مین ہو جائے۔

اس دعا سے جو دعائے ابن عباس مشہور ہے معلوم ہوگیا ہوگا کہ نہ خواہشات نفسانیہ کے پورا ہونے کی آرزو کی گئی ہے اور نہ دنیوی جاہ وحشم کے حاصل کرنے کی خواہش کی گئی ہے اگر غرض ہے تو صرف نجات آخرت کی یہی عین عبادت کا مقصود ہے اور یہی دعا کا منشا ہے چونکہ دعا عبادت کا مغز ہے اسلئے دعا کی غرض یہی ہے کہ مغفرت ہو جیسے کہ نفس عبادت کا یہ منشا نہین ہے کہ دنیا حاصل ہو اسیطرح دعا یا ذکر خدا کا بہی یہہ منشا نہونا چاہئے کہ سامان دنیا میسر ہو۔ اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ دعا عبادت ہے۔

دوسری دعا۔ یہہ دعا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو سکہائی تہی اور فرمایا تہا کہ تم یہ کلمات جو تمام دعاؤن کے جامع اور معنے کے پورے اور مہمات دارین اور جمیع حاجات کو شامل ہین اپنے اوپر لازم کر لو اور کہا کرو۔ (ابن ماجہ و حاکم بروایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔)

اللهم انی اسئلك من الخير كله عاجله وآجله ما علمت منه وما لم اعلم واعوذ بك من شر كله عاجله وآجله ما علمت منه وما لم اعلم اسئلك الجنة وما قرب اليها من قول وعمل واعوذ بك من النار وما قرب اليها من قول وعمل واسئلك من الخير ما سالك عبدك ورسولك محمد صلی الله عليه وآله وسلم واستعيذك مما استعاذك منه عبدك ورسولك محمد صلی الله عليه واله وسلم واسئلك ما قضيت لی من امر ان تجعل عاقبته رشدا برحمتك يا ارحم الراحمين۔ (ترجمہ)

تفسیر کبیر مین بھی لکھا ہے کہ بعض لوگون کا قول ہے کہ اس آیت مین نعاس ؔکے لفظ سے کنایہ غایت امن کا ہے لیکن اسپر یہہ اعتراض کیا ہے کہ بغیر کسی دلیل کے لفظ نعاس کے حقیقی معنے چھوڑ کر مجازی معنے لئے جاتے ہین۔

مگر یہہ اعتراض ان کا صحیح نہین ہے کیونکہ اس جگہہ لفظ نعاس کو مجازی معنون مین لینے کے لئے خود سورہ انفال کی آیت دلیل موجود ہے جیسکہ ہم بیان کرتے ہین۔

اور جبکہ ہم نعاس کو امن کامل سے کنایہ کہتے ہین تو اگر "امنۃ نعاسا" کو بدل و مبدل منہ ہے قرار دین تو بھی کچھ حرج نہین ہے کیونکہ امن کامل اور امن مین اتحاد ذاتی ہے اس صورت مین "امنۃ نعاسا" بدل کل ہوجاویگا جیسے کہ سورۂ انفال کی آیت مین ہے۔ جو معنی مفسرون نے سورۂ انفال کی آیت کے لئے ہین ان کی غلطی اور بے ترتیبی ہم نے اوپر بیان کردی ہے اور وہ بے ترتیبی اسیلئے کی

الہٰی مین تجھسے سوال کرتا ہون بالکل خیر کو حال کی اور آیندہ کی جو مین نے اس مین سے جانی ہو اور جو نجانی ہو اور تیری پناہ پکڑتا ہون تمام بُرائی سے حال کی اور آیندہ کی جو مین نے جانی ہو اور جو نہ جانی ہو اور تجھسے سوال کرتا ہون دوزخ سے اور جو اس کے نزدیک کرے قول و عمل سے اور تیری پناہ پکڑتا ہون دوزخ سے اور جو اسکے نزدیک کرے قول و عمل سے اور تجھسے وہ بہتری مانگتا ہون جسکو تیرے بندے اور تیرے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے تجھسے مانگی اور تجھسے یہ سوال کرتا ہون کہ حیات کا تو میرے لئے حکم کرے اسکے انجام کو میرے حق مین اچھا کرنا اپنے رحمت سے اے ارحم الراحمین۔

یہہ بزرگ دعا خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو سکھائی اور اس کی بہت تعریف کی اسمین بھی سوائے نجات آخرت کی طلب کے اور کچھ نہین ہے۔ اس سے بھی یہی ثابت ہوا کہ دعا عین عبادت ہے اور عبادت صرف آیندہ زندگی کے لئے کی جاتی ہے۔ کاہلون کے وہ خیالات کہ بے محنت و مشقت کچھ حاصل ہوجائیگا اور دعا مانگنے سے دولت آجائے گی سب خیر باد ہوگئے انہین خوب سمجھہ لینا چاہیے کہ خدانے دنیا مین ہر قسم کی نعمتین پیدا کردی ہین اور ان کے حاصل کرنے کے لئے ہاتہ پیر دیئے ہین جتنی کوشش کروگے اسیقدر حاصل کروگے اور یہہ لغو خیالات دل سے مٹادینے چاہیئے کہ کوشش تو ہو سکتی نہین مگر دعا سے صرف کام نکالنا چاہتے ہین این خیال است و محال است و جنون۔

تیسری دعا حضرت فاطمہ زہرا کی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا سے فرمایا کہ اے فاطمہ تجھکو کیا چیز مانع ہے میری وصیت سننے سے مین یہہ کہتا ہون کہ یون کہا کر۔

یا حی یا قیوم برحمتک استغیث لا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین واصلح لی شانی کلہ

(ترجمہ)

اے زندہ اے توانا تیری رحمت سے فریاد چاہتا ہون مجھکو ایک پلک مارنے کے وقت بھی میرے نفس کے سپرد مت کر اور میرا سب حال درست کردے۔

اس دعا مین تو صاف صاف نفسانی خواہشون سے بچنے کے لئے پناہ مانگی گئی ہے اور جو کچھ طلب کیا ہے وہ یہہ ہے کہ زندگی مین اور مرنے کے بعد تو اپنی رحمتین نازل کر۔ ان مین مقبولون کو بھی دیکھا کون اکم عقل ایسا ہوگا جو پھر بھی یہی سمجھتا رہیگا کہ اپنی کاہلی و سستی یا بداعمالی کے بُرے نتائج یا اثرون کو اپنے اوپر نہ آنے دے اور دعا مانگ کر کھودے اب خوب سمجھہ لو کہ دعا عبادت ہے اور عبادت کا جو مقصود ہے وہ تم خوب جانتے ہو۔ اور جس کو کسی کسی طرح مین بھی بتا چکا ہون۔

گئی تھی کہ جو غلط معنی سورہ آل عمران کی آیت کے قرار دیئے تھے اسی کے مطابق سورۂ انفال کی آیت کے معنے ہو جاوین لیکن جب ان تمام خیالات کو جو پہلے سے دل مین بٹھالئے ہین دور کر دیا جاوے تو سورہ انفال کی آیت کے معنی صاف ہو جاتے ہین اور سورہ آل عمران کی آیت کے معنی اس مطلب کے بالکل مطابق ہین جو ہم نے بیان کیا ہے۔ سورۂ انفال کی آیت کے یہ لفظ ہین "اذ یغشیکم النعاس امنة منه" یعنے جبکہ چہا دیا تمپر خدا نے اونگہ کو کہ وہ امن تہا خدا کی طرف سے اس آیت مین "نعاس" کا لفظ مبدل منہ ہے اور "امنة" موصوف ہے اور "منہ" جار مجرور نازلة کے متعلق ہو کر صفت ہے موصوف کی صفت و نو۔ ملکر بدل ہین مبدل منہ سے جیسے کہ آیت "بالناصیة ناصیة کاذبة" مین ہے بدل و مبدل منہ

جو دعا حضرت ابو بکر صدیق کی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو تعلیم فرمایا کہ جب دعا مانگین تو یہ مانگین (ابو الشیخ ابن حبان روایت عبد الملک بن ہارون بن عنترہ)

اللھم انی اسئلک بمحمد نبیک وابراھیم خلیلک وموسی نجیک وعیسی کلمتک وروحک وبکلام موسی وانجیل عیسی وزبور داود وفرقان محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلیھم اجمعین وبکل وحی اوحیتہ او قضاء قضیتہ او سائل اعطیتہ او غنی افقرتہ او فقیر اغنیتہ او ضال ھدیتہ واسئلک باسمک الذی انزلتہ علی موسی صلی اللہ علیہ وسلم واسئلک باسمک الذی ثبتت بہ ارزاق العباد واسئلک باسمک الذی وضعتہ علی الارض فاستقرت واسئلک باسمک الذی وضعتہ علی السموت فاستقلت اسئلک باسمک الذی وضعتہ علی الجبال فارست واسئلک باسمک الذی استقل بہ عرشک واسئلک باسمک الطھر الطاھر الاحد الصمد الوتر المنزل فی کتابک من لدنک من النور المبین واسئلک باسمک الذی وضعتہ علی النھار فاستنار وعلی اللیل فاظلم وبعظمتک وکبریائک وبنور وجھک الکریم ان ترزقنی القران والعلم بہ وتخلطہ بلحمی ودمی وسمعی وبصری وتستعمل بہ جسدی بحولک وقوتک فانہ لا حول ولا قوة الا بک یا ارحم الراحمین

(ترجمہ) الٰہی مین تجھسے سوال کرتا ہون تیرے نبی محمد کے ذریعہ سے اور ابراہیم تیرے خلیل کے اور موسیٰ تیری سرگوشی کرنے والے کے اور عیسیٰ تیرے کلمہ اور روح کے اور بطفیل موسیٰ کے کلام اور عیسیٰ کی انجیل اور داؤد کی زبور اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے قرآن کے اور بوسیلہ ہر ایک وحی کے جسکو تو نے اپنے انبیا پر بھیجا ہو یا حکم جو تو نے دیا ہو یا کسی سائل کو کچھ عطا کیا ہو یا کسی تونگر کو مفلس کیا ہو یا کسی فقیر کو غنی کیا ہو یا کسی گمراہ کو ہدایت کیا ہو اور تجھسے سوال کرتا ہون بذریعہ تیرے اس نام کے جسکو تو نے موسے علیہ السلام پر اتارا اور تجھسے درخواست کرتا ہون بذریعہ تیرے اس نام کے کہ جس سے بندون کے رزق ثابت رہتے ہین اور تجھسے سوال کرتا ہون تیرے اس نام سے جسکو تو نے زمین پر رکھا تو وہ ٹھہر گئی اور تجھسے مانگتا ہون بطفیل تیرے اس نام کے جسکو تو نے آسمانون پر رکھا تو وہ اونچے ہو گئے اور تجھسے سوال کرتا ہون بذریعہ تیرے اس نام کے جسکو تو نے پہاڑون پر رکھا تو وہ جم گئے اور تجھسے سوال کرتا ہون تیرے اس نام کی بدولت جس سے تیرا عرش ٹہرا ہوا ہے اور سوال کرتا ہون تجھسے تیرے نام نہایت پاک صاف تنہا بے پروا طاق کے جو تیری کتاب مین تیری پاس سے صریح مراد سے اترا ہے اور تجھسے سوال کرتا ہون تیرے اس نام کے ذریعہ سے جسکو تو نے دن پر رکھا تو وہ روشن ہو گیا اور رات پر رکھا تو تاریک ہو گئی اور تیری عظمت اور بڑائی کے طفیل سے اور تیری ذات کریم کے نور کے ذریعہ سے یہہ سوال ہے کہ مجھکو قرآن اور اسکا علم روزی کر اور اسکو میرے گوشت اور خون اور کان اور آنکہہ مین مخلوط کر دے اور اسکے مطابق میرے جسم سے کام لے اپنی طاقت اور قوت کے سبب سے کہ طاقت گناہ سے بچنے اور عبادت کرنے کی بجز تیرے اور کسی کو نہین ہے اے ارحم الراحمین +

اس دعا کا بھی اصلی منشا یہی ہے کہ دینی برکتین حاصل ہون اور قرآن اور اسکا سمجھنا نصیب ہو۔ اس سے بھی بجز اس مطلب کے نکلتا ہے دعا کا یہی اصلی منشا یہی۔ ثابت ہو گا کہ کسی نے اپنی قوتون کو معطل کر کے دعا کے ذریعہ سے وہ نتیجہ نہ چاہا کہ جو اپنی قوتین

مین مبدل منہ مقصود بالذات نہین ہوتا بلکہ بدل مقصود بالذات ہوتا ہے پس ظاہر ہے کہ نعاس مقصود بالذات نہین ہے بلکہ امن من اللہ مقصود بالذات ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ درحقیقت نعاس نازل نہین ہوا تھا بلکہ امن نازل ہوا تھا اور نعاس کا لفظ صرف امن کامل سے کنایہ ہے کامل سے امن من اللہ زیادہ تر افضل ہے اسلئے اسکا بدل "امنۃ منہ" لایا گیا ہے - یہہ معنی ایسے صاف ہین جنکو ہر شخص ادنے غور کے بعد تسلیم کر سکتا ہے اور دونو آیتون مین بلا کسی تکلف مطابقت ظاہر ہوتی ہے -

اور پہلی آیت مین نعاس کے لفظ کو کنایہ غایت امن سے قرار دینے کو خود دوسری آیت بطور دلیل کے موجود ہے - فافہم وتدبرہ = اس بحث سے میری غرض صرف یہی ہے کہ قرآن کا اصلی مطلب کھل جائے

کام لانے سے پیدا ہوتا ہے - اگر یہہ بات ہوتی تو بیشک کبھی دعا کو عبادت نہ کہا جاتا - یہہ صحیح ہے کہ خدا اپنے بندہ کی ہر ازر سنتا ہے اور اسکی اپنے قانون قدرت کے موافق مدد کرتا ہے اسکی مدد بہت بڑی یہی ہے کہ ہمین والدین سے پرورش کرا د ایسی حالت مین ہماری حفاظت کی کہ جب ہماری آنکھین نہین کہ ہم کسی آئی ہوئی بلا کو دیکھکر بچ سکتے نہ کان تھے کہ خوفناک آواز سنکر بھاگ سکتے نہ ہاتھ پیر تھے کہ اپنی جان مصیبت سے محفوظ رکھ سکتے نہ ہوش و حواس تھے کہ برا بھلا دیکھ سکتے ایسی بیکسی کی حالت مین اسنے ہماری کامل حفاظت کی اور ہمین ہزارون بلاؤن سے بچا کر بڑا کر دیا - اور پھر

روانت داد طبع و عقل وادراک - جمال رائے نطق و فکرت و ہوش -

دہ انگشت مرتب کرد بر کف - دو بازو بیت مرتب ساخت بر دوش -

ان نعمتون کی بخشش پر بھی سخت بے شرمی کی بات ہے کہ ہم اپنی تمام قوتین معطل کر کے اس سے ایسی رزق کی جاہین کہ جو حرام اور مفت کی روزی ہو ہمیر کبھی ایسے پوچ خیالات مین خدا کی برکت نازل ہو گی پانچوین دعا حضرت بریدہ اسلمی رض کی ہے - (حکم بریدہ اسلمی) - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بریدہ کیا مین تمکو ایسے کلمات نہ سکھا دون کہ اللہ تعالے انکو اسی شخص کو سکھایا کرتا ہے جسکی بہتری منظور ہوتی ہے پھر وہ ان کو کبھی نہین بھولتا بریدہ نے عرض کیا بہتر آپ سکھا دیوین - آپنے فرمایا کہو

اللھم انی ضعیف فقونی رضاک ضعفی وخذ الی الخیر بناصیتی واجعل الاسلام منتھی رضائی اللھم انی ضعیف فقونی وانی ذلیل فاعزنی وانی فقیر فاغننی -

(ترجمہ) الہی مین ناتوان ہون تو میری ناتوانی کو اپنی رضا مین قوت دے اور مجکو بہتری کی طرف چوٹی پکڑ کے کھینچ لے اور اسلام کو میری انتہائے رضامندی کر دے الہی مین ناتوان ہون تو مجکو قوت دے اور مین ذلیل ہون تو مجکو عزت دے اور مین فقیر ہون تو مجکو تونگر کر دے -

آخری فقرہ سے کہین کوئی یہہ نہ سمجھ جائے کہ تونگر سے دولتمند مراد ہے یا ایسا شخص مراد ہے جو دنیوی دولت سے مالا مال ہو بلکہ دولت دین سے غرض ہے کیونکہ ہمارے نبی کو کبھی دنیا کی دولت کی طرف رغبت نہین ہوئی اور آپنے ہمیشہ یہی دعا مانگی یا اللہ مجھے مسکین ہی زندہ رکھیو مسکین ہی ماریو اور میرا حشر بھی مسکینون کے ساتھ کیجو - جس مقدس معصوم نفس کی ہمیشہ آرزو رہتی ہو بھلا وہ کا ہیکو اپنے کسی صحابی سے دولت دنیا کی دعا منگوائیگا اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ دولت دین سے غرض ہے جو دعا یعنے مغز عبادت کا اصلی مدعا ہے -

چھٹی دعا حضرت قبیصہ رض - ایکدن حضرت قبیصہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجکو ایسے کلمات سکھائے کہ اللہ تعالی ان سے مجکو نفع دیوے اسلئے کہ میری عمر زیادہ ہو گئی اور بہت سے اعمال کہ مین ان کو کیا کرتا تھا اب مین ان سے تھک گیا آپنے فرمایا (ابن السنی عمل الیوم واللیلہ بروایت ابن عباس) کہ دنیا کے لئے جب تم صبح کی نماز پڑھ چکو تو تین مرتبہ کہو -

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

اور مخالفین اسلام کو مضحکہ اڑانے کا موقع نہ رہے - دوسرا رخ یہہ ہے کہ ہم یہ تسلیم کرلین کہ بیشک مسلمانون کی فرشتون نے مدد کی تہی اسلئے کہ مسلمانون کا مذہب یہہ ہے کہ فرشتے بہی ہین اور انسان مین پیغام پہونچانے والے فرشتے ہوتے ہین جیسے حضرت موسیٰ اور عیسےٰ کا عقیدہ تہا کہ فرشتے خدا کا پیغام پہونچانے کے لئے برگزیدہ بندون کے پاس آتے ہین - اگر مذہبی دایرہ مین مقید ہوکر دیکہا جائیگا تو کبہی فرشتونکے قایل مذہب والے کو ہرگز ہرگز اعتراض کرنیکا موقع نہین ملنے کا رہا ان لوگون کا سمجہانا کہ جو فرشتون کا عالم نہین مانتے اور نہ فرشتون کی قاصدی کے قایل ہین انکے لئے وہ ہی کافی ہے جو ہم اوپر لکہ آئے ہین

اور آخرت کے لئے یہہ دعا مانگا کرو -

اللهم اهدنی من عندك وافض علی من فضلك وانشر علی من رحمتك وانزل علی من برکاتك - (ترجمہ)

الٰہی تو مجکو اپنے پاس سے ہدایت کر اور میرے اوپر اپنے فضل مین سے کچہ جاری کر اور اپنی کچہ رحمت میرے اوپر پہیلا اور کچہہ اپنی برکات مین سے مجہپر اتار -

ساتوین دعا حضرت ابو درداؓ - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو درداؓ کو یہہ دعا بتائی تہی جس سے ہمیشہ ہر آفت سے محفوظ رہے -

اللهم انت ربی لا اله الا انت علیك توكلت وانت رب العرش العظيم لاحول ولا قوة الا بالله العظيم ما شاء الله كان وما لم يشا لم يكن اعلم ان الله علی كل شی قدير وان الله قد احاط بكل شی علما واحصی كل شی عددا اللهم انی اعوذ بك من شر نفسی ومن شر كل دابة انت اخذ بناصيتها ان ربی علی صراط مستقيم

(ترجمہ)

الٰہی تو میرا پروردگار ہے تیرے سوا کوئی معبود نہین مین نے تجہپر بہروسہ کیا اور تو مالک ہے بڑے عرش کا نہین ہے طاقت گناہ سے بچنے کی اور قوت عبادت کرنے کی مگر اللہ برتر عظمت والے کے ساتہ - جو اللہ نے چاہا وہ ہوا اور جو نہ چاہا وہ نہوا مین جانتا ہون بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور بیشک اللہ ہر چیز پر علم سے محیط ہے اور ہر چیز کو شمار سے گن رکہا ہے الٰہی مین تجہسے پناہ مانگتا ہون اپنے نفس کی برائی سے اور ہر چلنے والے کی برائی سے جسکی چوٹی تیرے قابو مین ہے بیشک میرا رب سیدہی راہ پر ہے -

اس دعا سے بہی وہ ہی مفہوم ہوتاہے جو عبادت کا نتیجہ نکالا گیا ہے یعنے آخرت مین روحانی سفر بہتر بنا کر واقع ہون اور ان آفتون سے محفوظ رکہے جائین جو نافرمان بندون کے لئے خاص کردی گئی ہین -

آٹہوین دعا حضرت ابراہیم خلیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے - آپ صبح کو اٹہکر یہہ دعا مانگا کرتے تہے -

اللهم هذا خلق جديد فافتحه علی بطاعتك واختم لی بمغفرتك ورضوانك وارزقنی فيه حسنة تقبلها منی وزكها وضعفها لی وما عملت فيه من سيئة فاغفرها لی انك غفور رحيم ودود كريم = (ترجمہ)

اسلئے یہہ ثابت ہوچکا ہے کہ اسلام کا کوئی اصول قانون قدرت کے مخالف نہین ہے جو خوب غور کرلی گئی اور دیکھلیا گیا ہی پایا گیا کہ اسلام قانون قدرت کے بالکل مطابق ہے۔ اس کے علاوہ ایک بات اور بہی یہان لکہنے کے قابل ہے اور اس کا تعلق تاریخ دانی پر ہے۔ ولیم میور صاحب اور اور مختلف مسیحی مصنفون کا یہ خیال ہے کہ محمدؐ ابوسفیان کے قافلہ کو لوٹنے کے لئے بدر پر مقیم ہوئے تہے اور وہ اس حملہ یا مقابلہ کو لفظ ''قزاقی'' سے تعبیر کرتے ہین اور اکثر عیسائی مورخ فخر سے میور صاحب کا یہ قول نقل کرتے ہین کہ محمدؐ نے قزاقی کی''۔ مگر افسوس ہے کہ انہون نے تاریخی واقعات کو کیون نظر انداز کردیا جن سے انکے شبہہ کی اصلاح ہوتی اور پہر نہین اس قسم کے زہر اگلتے

الہی یہ صبح نئی مخلوق ہے پس اسکو مجہپر نئی اطاعت سے کہول اور اسکو میرے لئے اپنی مغفرت اور رضا پر تمام کر اور اسمین مجکو ایسی نیکی نصیب کر جسکو تو مجہسے قبول کرلے اور اس نیکی کو میرے لئے پاکیزہ کر اور دونا کر اور جو برائی مین اس مین کرون اسکو تو مجہے معاف کردے کہ تو معاف کرنے والا مہر کرنے والا محبت رکہنے والا سخی ہے۔

ان دعاؤن کے نقل کرنے سے میری غرض صرف یہہ ہے کہ لوگ دعا کا اصلی منشا سمجہہ لین اور یہہ دیکہین کہ ہم دعا کے معنے کس پہلو پر سمجہے ہین اور در اصل انبیا اور اولیا کی اس سے کیا غرض تہی اور وہ دعا کا استعمال کس موقع پر کیا کرتے تہے۔ ہمارے نبی آخر الزمان نے دعا کے معنے بخوبی کہولکر سمجہا دئے ہین اور یہی مطلب اور انبیا بہی سمجہے تہے جو ان کی دعاؤن سے ہویدا ہے جتنی زیادہ غور کی جائیگی تو جو کچہہ مین کہہ رہا ہون وہی مطلب نکل آئیگا۔ یعنے دعا اس خواہش یا التجا یا آرزو کو نہین کہتے کہ جو نئے نئے دنیوی سامانون کو دیکہکر دل مین پیدا ہوتی ہے اور یہی جی چاہتا ہے کہ ہر شے ہمارے پاس آجائے بلکہ دعا اس کیفیت کا نام ہے کہ جو انتہا درجہ کی پاکی اور صداقت اور خدا کی قوت کے بہروسہ پر دل مین پیدا ہوتی ہے اور پہر سوائے جلال ربانی کی روشنی کے اسکے دل مین کچہہ نہین رہتا۔ میرے اس قول کو وہی خوب سمجہہ سکتا ہے کہ جس نے کبہی اس کیفیت کا مزا چکہا۔ — قدر این بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی —

نوبت دعا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی۔ آپ ہمیشہ یہ دعا پڑہا کرتے تہے۔

اللهم انی اصبحت لا استطیع دفع ما اکره ولا املك نفع ما ارجو واصبح الامر بید غیری ۔ ولا تجعل الدنیا اکبر همی ولا تسلط علی من لا یرحمنی یا حی یا قیوم—

(ترجمہ) الہی مین ایسا ہون کہ جو بات مجہے بری معلوم ہوتی ہے اسکو ٹال نہین سکتا اور جو توقع کرتا ہون اس سے منتفع ہونے پر قابو نہین رکہتا اور معاملہ دوسرے شخص کے اختیار مین ہے اور مین اپنے عمل مین پہنسا ہون پس کوئی محتاج مجہسے زیادہ حاجتمند نہین الہی مت ہنسا مجہپر میرے دشمن کو اور نہ برا کر میرے سبب سے میرے دوست کو اور مت کر میری مصیبت میرے دین مین اور مت کر دنیا کو زیادہ سے زیادہ مقصود میرا اور مجہپر مت قابو دے ایسے شخص کو جو مجہپر رحم کرے اے زندہ اے توانا۔

حضرت عیسیٰ نے تو صاف لفظون مین خدا سے عرض کیا ہے کہ دنیا سے بچائیو۔ نماز مین کہڑے ہونے ہی جو الحمد پڑہا کرتے ہین

ہرگز موقع نہ ملتا۔ دراصل جو واقعہ ہوا تہا اسکو ہم نے نقل کردیا یعنے ایک ہزار سوار مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لئے اور اس قافلہ کی حفاظت کرنے کے لئے جو شام سے آرہا تہا روانہ ہوچکے تہے انہون نے جنگ شروع ہونے سے پہلے ہی مسلمانون کے کہجورون کے درخت اکہیڑکر پہینکدئے تہے اور ان کے مویشی پکڑ لئے تہے چونکہ ان کو گہمنڈ اس بات پر تہا کہ مدینہ کے یہودی ہمارے ساتہہ مین وہ ضرور ہی

وہ کیا چیز ہے یہی مطلب اس سے ہے کہ خدا اس راہ سے بچائے جپر اسکا غضب نازل ہے اور جس رستہ پر اسنے رحمت کی ہے اس طرف لیجائے یہہ بہی دعا ہے یہان سے صاف ظاہر ہو گیا دعا کوئی دوسری چیز نفسانی خواہشون کے پورا کرنے کے لئے نہین ہے دعا عین عبادت ہے۔ جسکا نتیجہ وہی ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا

دسوین دعا حضرت خضر علیہ السلام کی ہے جو آپ کی اکثر نوک زبان رہا کرتی تہی۔

بسم اللہ ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ ما شاء اللہ کل نعمۃ من اللہ ما شاء اللہ الخیر کلہ بیدہ اللہ ما شاء اللہ لا یصرف السوء الا اللہ۔ (ترجمہ)

شروع ہے اللہ کے نام سے جو چاہا اللہ کا قوت نہین مگر اللہ کی دی ہوئی جو چاہا اللہ ہر ایک نعمت اللہ کے پاس سے ہے جو چاہا اللہ کا خیر بالکل خدائے تعالے کے ہاتہہ مین ہے جو چاہا اللہ کا نہین پہرتا ہے برائی کو سوائے خدا کے کوئی۔

گیارہوین دعا حضرت معروف کرخی کی ہے۔ محمد بن حسان کہتے ہین کہ مجہسے معروف کرخی نے فرمایا کہ مین تجکو دس کلمات سکہا دیتا ہون پانچ دنیا کے لئے اور پانچ آخرت کے لئے جو کوئی ان کو پڑہکر خدا سے دعا مانگیگا اللہ تعالے کو اپنے ساتہہ پائیگا مین نے عرض کیا کہ آپ ان کو مجہے لکہدیجے فرمایا لکہنے کا نہین بلکہ تیرے سامنے کئی بار پڑہدونگا جیسے بکر بن خنیس نے میرے سامنے کئی مرتبے پڑہے تہے پہر آپنے فرمایا۔

حسبی اللہ لدینی حسبی اللہ لدنیائی حسبی اللہ الکریم لما اہمنی حسبی اللہ الحلیم القوی لمن بغی علی حسبی اللہ الشدید لمن کادنی بسوء حسبی اللہ الرحیم عند الموۃ حسبی اللہ الرؤف عند المسألۃ فی القبر حسبی اللہ الکریم عند الحساب حسبی اللہ لطیف عند المیزان حسبی اللہ القدیر عند الصراط حسبی اللہ لا الہ الا ہو علیہ توکلت وہو رب العرش العظیم۔ (ترجمہ)

اللہ مجکو کافی ہے میرے دین کے واسطے اللہ مجکو بس ہے میرے دنیا کے لئے اللہ کریم مجکو کافی ہے اس چیز کے لئے جسنے مجکو تردد مین ڈالا کافی ہے مجکو اللہ تعالی بردبار قوت والا اس شخص کے لئے جو مجہپر سرکشی کرے اللہ تعالے شدت والا مجکو بس ہے اس شخص کے لئے جو مجکو بدی پہونچانے کی تدبیر کرے اللہ تعالے رحم والا مجکو موت کے وقت کافی ہے اللہ تعالے صاحب رافت مجکو کافی ہے قبر مین سوال کرنے کے وقت مجکو بس ہے حساب کے وقت اللہ لطیف مجکو کافی ہے۔ میزان کے پاس اللہ قدیر مجکو بس ہے پل صراط پر اللہ مجکو کافی ہے کسی کی بندگی نہین اسکے سوا اسپر مین نے بہروسہ کیا اور وہ صاحب ہے بڑے تخت کا۔

ہماری مدد کرینگے اسلئے انہیں اور بھی ہمت ہوئی تھی دوسرے انہیں اپنے ساز و سامان اور بہادری کا بڑا غرا تھا وہ جانتے تھے کہ محمدؐ اور اس کی قلیل التعداد ضعیف پارٹی ہم سے مقابلہ نکر سکیگی محمدؐ نرا پیغمبر ہی نہ تھا بلکہ اپنے آدمیوں کا محافظ بھی تھا۔ بجائے اس کے کہ وہ مدینہ میں گھسے چلے آتے محمدؐ نے دروازہ شہر ہی پر اپنے بے سر و سامان معتقدوں کو مقابلہ کے لئے

اس دعا سے بھی پایا جاتا ہے کہ سوائے طلب نجات اور دنیوی کدورتوں سے بچنے کے اور کچھ بھی نہیں ہے کسی شے کبھی بشر طیکہ اسلام کا سچا نور اس کے دل میں چمک چکا ہو خدا سے ۔ ان چیزوں کی التجا نہیں کی کہ جو الٹا اسے خدا سے دور کریں ۔ جب دعا عبادت ہوئی تو پھر یہہ سمجھنا کافی ہے کہ نماز پڑھنا روزے رکھنا اسلئے نہیں ہوتا کہ دولت دنیا حاصل ہو بلکہ خصوصاً اسلئے ہوتا ہے کہ الدار آخرت میں نجات دے ۔ اسیطرح دعا سے بھی یہہ غرض نہیں ہے کہ ہم اپنی حاجات دنیوی طلب کریں اور اپنی خواہش نفسانیہ کی پیروی کر کے جب خدا سے چاہا یہی چاہا کہ ہمیں دنیوی دولتیں حاصل ہوں پھر عقل و دانش بباید گریست۔

بارہوین دعا عبہ کی یہہ دعا نجات آخرت کے لئے اعلے درجہ کی سمجھی گئی ہے اس سے یہہ غرض نہیں ہے کہ طوطے کی طرح الفاظ دہورا لئے اور ان کا اثر دیر ہوا — جو الفاظ زبان سے نکلیں دل کی کیفیت بھی ویسی ہی ہو جب تو لطف ہے اس کا اثر بھی ہوتا ہے اور جو صرف زبانی جمع خرچ ہے اس سے کچھہ نتیجہ نہیں مثلاً کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہے مگر اس کی توجہ خدا کی طرف مطلق نہیں ہے ایسے نماز پہر کس کام کی اسکا اثر اپنی ذات پر کچھ نہیں ہوتا نہ اس سے روحانی قوت پہنچتی ہے — وہ یہہ دعا

اللھم یا ھادی المضلین ویا راحم المذنبین ومقیل عثرات العاثرین ارحم عبدک ذا الخطر العظیم والمسلمین کلھم اجمعین واجعلنا مع الاحیاء المرزوقین الذین انعمت علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین آمین یا رب العالمین۔

(ترجمہ)

اے اللہ اے راہ بتانے والے اے مہر کرنے والے گنہگاروں کے اور معاف کرنے والے لغزشوں خطا واروں کے رحم کر اپنے بندہ پر جسکو بڑا خطر ہے اور رحم کر سب مسلمانوں پر اور ہم کو ان زندوں کے ساتھ کر دے جنکو رزق ملتا ہے اور تو نے ان پر انعام کیا ہے یعنے انبیا اور صدیق اور شہیدوں اور نیکبختوں کے ساتھ اس دعا کو قبول کر اے رب العالمین۔

تیرہوین دعا حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب خدا نے چاہا کہ حضرت آدم کی توبہ قبول کرے تو انہوں نے سات بار کعبہ کا طواف کیا کعبہ اوسوقت بنا نہ تھا بلکہ ایک سرخ ٹیلہ تھا جسکے گرد انہوں نے چکر لگایا تھا اصل میں طواف کرنا یہ صحرائی عبادت ہے جو ہمیشہ سے عربوں میں چلی آتی ہے اسکا رواج مسلمانوں میں بھی قرار رکھا گیا ۔ غرض جب انہوں نے طواف کیا تو یہہ دعا پڑھی —

اللھم انک تعلم سری وعلانیتی فاقبل معذرتی وتعلم حاجتی فاعطنی سوالی وتعلم ما فی نفسی فاغفرلی ذنوبی اللھم انی اسئلک ایمانا یباشر قلبی ویقینا صادقا حتی اعلم انہ لن یصیبنی الا ما کتبتہ علی فارضنی بما قسمتہ لی یا ذا الجلال والاکرام (ترجمہ)

الہی تو جانتا ہے میرے باطن کو اور ظاہر کو پس قبول کر میرا عذر اور تو جانتا ہے میری حاجت پس عطا کر مجکو میری مانگ اور تو جانتا ہے جو بات میرے دل میں ہے تو بخشدے مجکو میرے گناہ اہی میں تجسے سوال کرتا ہوں ایسا ایمان کہ میرے دل کے ساتھ رہے اور ایسا یقین صادق کہ میں جانوں کہ ہرگز کوئی مصیبت نہ آوے گی مگر جو تو نے مجپر لکھدی ہے پھر تو راضی کر مجکو اس چیز سے

جاتا یا ۔ نہ محمدؐ کی یہہ مرضی تہی کہ مین ابو سفیان کے قافلہ پر حملہ کرون اور نہ لوٹ مار کرنے کا ارادہ
تہا بلکہ اصلی غرض یہہ تہی کہ بیگناہ مسلمانون کی حفاظت ہو اور مخالفین شہر مین گہس کر غضب
نہ ڈہائین اور ان پردیسیون کو جنکی قابل رحم حالت تہی نہ ستائین ۔ اگر اس حفاظت اور اپنے
شہر کے بچانے کا نام قزاقی ہے تو اس قزاقی سے نہ بچا اور نہ کہ گذشتہ ابیا ہٹ دہرمی اور تعصب تو دوسری
چیز ہے مگر مورخ کی شان یہہ ہرگز نہین کہ سچے واقعات کو جانکر نظر انداز کر دیا جائے اور آنکہین بند کر کے
اپنے مطلب کی سی راگنی گائے جائے عموماً جن عیسائیون نے آنحضرت کے سوانح عمری لکہے ہین اگر ان کی

جو تو نے میرے لئے مقدر کی ہے اے بزرگی اور اکرام والے ۔
حضرت آدم نے جب اپنے سچے دل سے یہہ دعا مانگی یا عبادت کی خدا نے ان کا گناہ معاف کر دیا گناہ کی معافی اور بخیر خاتمے
صرف یہی ہے کہ جو کچہہ اپنی زبان سے کہے اسکی کیفیت دل پر اسیقدر ہو اور پہر اسپر ہمیشہ کے لئے عمل کیا جائے ۔ یہ اطمینان
کہ جو کچہہ خدا چاہے گا ہوگا ایک ایسا زبردست آرام وہ اطمینان ہے اور ایسی اعلے حکمت ہے اور ایسا زبردست اصول ہے
کہ اگر اتفاق سے انسان کی عمر قریب ہون اور کوششون مین کچہ کامیابی نہو اور وہ اپنی عظیم الشان محنت کے بعد بہی نوسر
کیا جائے تو یہہ خیال کہ جو خدا چاہتا ہے کرتا ہے ایسا ڈہارس بندہانے والا ہے کہ ناکامی کا جو درحقیقت مہلک اور رنج
کے لئے غضب انگیز ہے بہت کچہ دافع ہو سکتا ہے ۔ اسیکو یعنے اسی یقین کو توکل اور صبر کہتے ہین ۔ اور جن لوگونکو یہہ یقین
نہین ہے وہ اپنی کوششون مین ناکامیاب ہوکر عموماً خودکشی کر لیتے ہین اور اگر خودکشی نہین کرتے تو مدت کے لئے اور دیوانے
تو ضرور ہی ہو جاتے ہین ۔
چہدہوین دعا حضرت علی کرم اللہ وجہ کی ہے حضرت علی نے یہہ دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکہی تہی ۔

انی انا اللہ رب العالمین انی انا اللہ لا الہ الا انا الحی القیوم انی انا اللہ لا الہ الا
انا العلی العظیم انی انا اللہ لا الہ الا انا لم الذولم اولد انی انا اللہ لا الہ الا انا
العفو الغفور انی انا اللہ لا الہ الا انا مبدی کل شئی والی یعود العزیز الحکیم الرحمن
الرحیم مالک یوم الدین خالق الخیر والشر خالق الجنۃ والنار الواحد الاحد الفرد
الصمد الذی لم یتخذ صاحبۃ ولا ولد الفرد الوتر عالم الغیب والشہادۃ
الملک القدوس السلام المومن المہیمن العزیز الجبار المتکبر الخالق الباری
المصور الکبیر المتعال المقتدر القہار الحلیم الکریم اہل الثناء والمجد عالم
السر واخفی القادر الرزاق فوق الخلق والخلیقۃ ۔
خدائے تعالے اپنی بڑائی خود فرماتا ہے اور اسکو حضرت علی پڑہا کرتے تہے ۔
(ترجمہ)
بیشک مین ہی ہون اللہ پروردگار سارے جہان کا بیشک مین ہی ہون اللہ کوئی معبود نہین
سوائے میرے کہ زندہ تواناہون بیشک مین معبود ہون کوئی معبود نہین سوائے میرے کہ بہت
عظمت والا ہون ۔ بیشک مین اللہ ہون کوئی معبود نہین سوائے میرے نہ مجہے کوئی پیدا ہوا
نہ مین کسی سے پیدا ہوا بیشک مین اللہ ہون کوئی معبود نہین سوائے میرے کہ معاف کرنے
والا اور بخشنے والا ہون بیشک مین اللہ ہون کوئی معبود نہین بجز میرے کہ ہر چیز

تحریرون کی جانچ پڑتال کی جائے تو معلوم ہو کہ کسقدر تعصب اور غلط واقعات سے پر ہین
وہ سب ایک راہ پر چلے ہین اور سچے نبی کی شان مین انہون نے کوئی بدتہذیبی کی اٹھا نہ رکھی
ان کی تہذیب صرف زبانی تہذیب ہے ان کے افعال پر اسکا کچھ نہین جو جو باتین انہون نے امی
نبی کی نسبت لکھی ہین وہ ایسی ہین کہ کوئی نامہذب اور بداطوار شخص بھی کسی شریف کی نسبت نکالنا
مین آیندہ ان الفاظ کو بھی تحریر کرونگا اور ناظرین کو خود منصف بناؤن گا کہ آیا یہہ مہذب اور
تعلیم یافتہ گروہ کے کلمات ہین یا ایک چھٹے ہوئے نابکار بداطوار شخص کے۔ مگر ان کی ان زبان
درازیون اور دریدہ دہنیون سے اس مقدس اور بابرکت ذات پر کچھہ دہبّہ نہین لگا کہ
جسکے نام لیوا بڑے بڑے سلطان اور بادشاہ علما بہادر سخی ہین اسکا دین صرف اپنی
صداقت سے دن دونی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے اور یون ہی کرتا جائے گا ان ایسی

نے سرے ایجاد کرنیوالا ہون اور میری ہی طرف ہر چیز رجوع کرے گی عزت والا
حکمت والا ہون بہت مہربان رحم والا ہون انصاف کے دن کا مالک ہون نیکی اور
بدی کا پیدا کرنے والا ہون جنت اور دوزخ کا پیدا کرنے والا ہون یکہ صفات مین اور
ذات مین یکہ نہ پیدا ایسا کہ نہ کوئی بی بی ہے نہ لڑکا اکیلا حاق جاننے والا پوشیدہ
اور ظاہر کا بادشاہ حقیقی نہایت پاک بے عیب امان دینے والا نگہبان زبردست
بگڑے کامون کا درست کرنے والا بزرگ پیدا کرنے والا عدم سے وجود مین لانے والا
صورت دینے والا بہت بڑا عالیشان قدرت والا غالب بدلا دینے والا کرم والا تعریف
اور مجد کا جاننے والا ازاد اس سے زیادہ چھپی بات کا قابو رکھنے والا رزق دینے
والا خلق اور اہل خلق سے برتر۔

ہمیشہ حضرت علی یہ دعا پڑہا کرتے تھے اور آپ ہمیشہ وقت رتے تھے اور خوف کہاتے تھے جو آپ کی
زبان پر تہا وہ دل مین تہا۔ جو کیفیت آپکے لہجہ مین تہی وہ ہی قلب کی کیفیت تہی۔ اگر صرف اتنی سی بات کا یقین
ہو جائے کہ خدا ظاہر و باطن سب چیزون کو جانتا ہے تو آدمی کبہی ایسی بات نکرے کہ جو خلاف قانون مذہب اور خلاف
قانون ملکی اور خلاف قانون انجمن اجہا ہو۔ ہم زبان سے تو سب کچھہ کہتے ہین مگر افسوس ہے کہ جو الفاظ ہماری زبان
سے نکلتے ہین ان کا اثر ہمارے دل پر مطلق نہین ہوتا۔ خدا کو علیم جانتے ہین لیکن اس جاننے کا یقین دل پر نہین ہے خدا
کو غفار سمجھتے ہین لیکن یہ کیفیت ہمارے قلب پر طاری نہین ہے۔ مگر جن مقدس انفاس کی دعائین نقل کی گئی
ہین یہ وہ بابرکت انفاس تہے کہ جو کچھہ یہ کہتے تہے اسکا اثر دل پر ہوتا تہا اور یہی صفت انکی سبب بزرگی تہی
چند رہوین دعا ابی المعتمر سلیمان بیہقی کی ہے۔

سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر ولا حول ولا قوة الا بالله
عدد ما خلق وعدد ما هو خالق وزنة ما خلق وزنة ما هو خالق وملاء
ما خلق وملاء ما هو خالق وملاء سمواته وملاء ارضيه ومثل ذلك واضعاف
ذلك وعدد خلقه وزنة عرشه ومنتهى رحمته ومداد كلماته ومبلغ
رضاه حتى يرضى واذا رضى وعدد ما ذكره به خلقه فى جميع ما مضى

ہان ایسی بدتہذیبی سے گفتگو کرنے والون کی عالی ظرفی کہل گئی اور کہلتی جاتی ہے۔ جیسے کہ آفتاب
کی چمکتی ہوئی کرنین ہاتہہ لگانے سے میلی نہین ہوتین اسیطرح اسلام یا بانئے اسلام پر نئے نئے بہتان
اوٹہانے اور ناروا غیر مہذب جملے ان کی نسبت استعمال کرنے کچہ اسکی شان نہین گہٹاتے۔
بلکہ خود ان کی وقعت منصفون کی نگاہ مین کچہ نہین رہتی۔ اگر وہ قریشی نبی کے حالات پر ایمان
اور انصاف سے نگاہ کرینگے تو انہین معلوم ہوگا کہ اس معصوم کمل پوش نے صدہا کو سلطان بنا دیا
لیکن آپ اسی کمل مین رہا۔ وہ قریشی نبی آپ کہجور کے جہونپڑہ ہی مین رہا اور ہزارون کو لاکہون روپون
کی لاگت کے محلات دلوادئے۔ وہ ہمیشہ مظلومون پر آنسو بہاتا تہا اور اپنی قوم کی بری حالت

وعدد ماھم ذاکروہ فیما بقی فی کل سنۃ وشھر وجمعۃ ویوم ولیلۃ و
ساعۃ من الساعات وشم نفس من الانفاس وابد من الآباد من الابد
الی الابد ابد الدنیا وابد الآخرۃ واکثر من ذلک لا ینقطع اولاہ ولا ینفد
اخراہ۔ (ترجمہ)

پاکی بیان کرتا ہون اللہ کی اور سب خوبیان اللہ کو ہین اور کوئی معبود نہین سوا اللہ کے
اور نہین ہے طاقت گناہ سے بچنے کی اور نہ قوت طاعت کی مگر اللہ کی دی ہوئی موافق
شمار ان چیزون کے جو اس نے پیدا کی اور جنکو وہ پیدا کرنے والا ہے اور بمقدار بہری اس کے
آسمانون کی اور بقدر پیرنے اسکے زمینون کے اور اسکے برابر اور اس سے بہت گنتی اور بقدر
گنتی اسکی خلق کے اور مقدار وزن اسکے عرش کے اور انتہا اسکی رحمت کے اور سیاہی اسکے
کلمون کی اور اسکی رضا کے انجام کے یہانتک کہ وہ خوش ہوا اور جسوقت کہ وہ راضی ہوا اور
بقدر شمار ان الفاظ کے جن سے اس کی مخلوق نے اسکو یاد کیا ہے سارے زمانہ ماضی مین
اور جس کہ وہ اس کے یاد کرنے کے زمانہ آیندہ مین ہر سال اور مہینے اور ہفتے اور دن مین
اور رات مین اور ہر ایک گہڑی مین اور سانس اور دم مین اور کسی زمانہ آیندہ مین ایک مدت
سے لیکر دوسری مدت تک دنیا کی مدت اور آخرت کی مدت سے اور اس سے زیادہ کہ نہ اسکی
ابتدا علیحدہ ہو اور نہ اس کی انتہا تمام ہو۔

سولہوین دعا حضرت ابراہیم ادہم کی ہے۔ ابراہیم بن بشاران کے خادم روایت کرتے ہین کہ ابراہیم بن ادہم ہر جمعہ کی صبح
وشام یہ دعا پڑہا کرتے تہے۔

مرحبا بیوم المزید الصبح الجدید والکاتب والشھید یومنا ھذا یوم عید
اکتب لنا ما نقول بسم اللہ الحمید المجید الرفیع الودود الفعال فی خلقہ ما یرید
اصبحت باللہ مومنا وبلقائہ مصدقا وبحجتہ معترفا ومن ذنبی مستغفرا لربوبیۃ
اللہ خاضعا ولسوی اللہ فی الالھۃ جاحدا والی اللہ فقیرا وعلی اللہ متوکلا والی
اللہ منیبا اشھد اللہ واشھد ملائکتہ وانبیائہ ورسلہ وحملۃ عرشہ ومن خلقہ
ومن ھو خالقہ بانہ اللہ الذی لا الہ الا ھو وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ
ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما وان الجنۃ حق وان النار حق والحوض حق والشفاعۃ

پر آتش ابھی النور روتا تھا جس نے دنیا کی برائیوں اور قابل رحم مظالم کی جڑھ بنیاد اکھیڑ کر بہتری اور تہذیب اور خلق کا وحشیوں کو حصہ دیا کیا ایسا شخص کیا ایسا پاک نفس کیا ایسی مقدس ذات کیا ایسا عظیم الشان ریفارمر اس قابل ہے کہ اسکی شان مین کوئی گستاخانہ الفاظ استعمال کرے اور اسکو ناشایستہ الفاظ سے یاد کرکے اپنے دل کے جلے پھپولے پھوڑے ۔ شعر ؎ خود کسی نا سزا اگر گوید ۔

حق و منکراً و نکیراً حق و وعدک حق و لقاءک حق و الساعة اٰتیة لاریب فیہا و ان اللہ یبعث من فی القبور علیٰ ذلک احییٰ و علیہ اموت و علیہ ابعث انشاء اللہ اللہم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی و انا عبدک و علیٰ عہدک و وعدک ما استطعت اعوذ بک اللہم من شر ما صنعت و من شر کل ذی شر اللہم انی قد ظلمت نفسی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت واھدنی لاحسن الاخلاق فانہ لا یہدی لاحسنہا الا انت واصرف عنی سیئہا فانہ لا یصرف سیئہا الا انت لبیک و سعدیک و الخیر کلہ بیدیک انا بک و الیک استغفرک و اتوب الیک اٰمنت اللہم بما ارسلت من رسول و اٰمنت اللہم بما انزلت من کتاب و صلی اللہ علیٰ محمدن النبی الامی و علیٰ اٰلہ و سلم تسلیما کثیرا خاتم کلامی و مفتاحہ و علیٰ انبیائہ و رسلہ اجمعین اٰمین یا رب العالمین اللہم اوردنا حوض محمد و اسقنا بکاسہ مشربا رویا سائغا ھنیئا لا نظما بعدہ ابدا و احشرنا فی زمرتہ غیر خزایا و لا ناکثین للعہد و لا مرتابین و لا مفتونین و لا مغضوب علینا و لا ضالین اللہم اعصمنی من فتن الدنیا و فقنی لما تحب و ترضیٰ و اصلح لی شانی کلہ و ثبتنی بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الاٰخرۃ و لا تضلنی و ان کنت ظالما سبحانک سبحانک یا علی یا عظیم یا باری یا رحیم یا عظیم یا جبار سبحان من سبحت لہ السمٰوٰت باکنافہا و سبحان من سبحت لہ الجبال باصدائہا و سبحان من سبحت لہ البحار بامواجہا و سبحان من سبحت لہ الحیتان بلغاتہا و سبحان من سبحت لہ النجوم فی السماء بابراجہا و سبحان من سبحت لہ الشجر باصولہا و ثمارہا و سبحان من سبحت لہ السمٰوٰت السبع و الارضون السبع و من فیہن و من علیہن سبحان من سبح لہ کل شیء من مخلوقاتہ تبارکت و تعالیت سبحانک سبحانک یا حی یا قیوم یا علیم یا حلیم سبحانک لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک تحیی و تمیت و انت حی لا یموت بیدک الخیر و انت علیٰ کل شیء قدیر ۔

(ترجمہ)

مرحبا ہے اس ثواب کے دن کی زیادتی کرا دینے کو ۔ صبح کو اور اعمال کے لکھنے والے اور ان کے گواہ کو کہ ہمارا یہ روز عید کا ذریعہ لکھ لے ہمارے لئے جو ہم کہتے ہین شروع ہے اللہ کے نام سے جو خوبیون والا شرافت والا بلند مرتبہ محبت والا اپنی مخلوق مین جو چاہے سو کرنے والا ہے مینے صبح کی اس طور پر کہ خدا پر ایمان رکھتا ہون اور اس کے دیدار کی تصدیق

ناسزا آنکہ ناسزا گوید

جسنے حضرت عیسےٰ کی سچی شان عالم پر ظاہر کی۔ ان کی اصلی حقیقت سے عالم کو آگاہ کیا اور اپنی امت کو تاکید فرمادی کہ جب تک گذشتہ نبیون پر کوئی ایمان نہ لائیگا اور انہین اللہ کا پیغام پہونچانے والا نہ یقین کریگا وہ کبھی مسلمان نہین ہو سکتا۔ ایسے منصف کی شان مین ہرزہ درائی کرنی اور پھر اپنے کو مہذب کہنا کتنے شرم کی بات ہے۔

کرتا ہون اور اسکی محبت کا معترف اور اپنے گناہون سے معافی مانگنے والا ہون اور اللہ کی ربوبیت کے سامنے فروتنی کرتا ہون اور خدائے تعالےٰ کے سوا معبود ہونے کا منکر ہون اور اللہ کا محتاج اور اسی پر بھروسہ کرنے والا اور اسیطرف رجوع کرنے والا ہون مین اللہ کو گواہ کرتا ہون اور اسکے فرشتون اور نبیون اور رسولون اور عرش کے اٹھانے والون کو اور جنکو اسنے پیدا کیا ہے اور جنکو وہ پیدا کرنے والا ہے گواہ کرتا ہون اس بات کا کہ وہی معبود ہے کوئی اسکے سوا بندگی کے لائق نہین وہ تنہا ہے کوئی اس کا شریک نہین اور اس بات کا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اسکے بندے اور رسول ہین اور اسکا کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور حوض سچ ہے اور شفاعت سچ ہے اور اور منکر نکیر حق ہین اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تیرا دیدار حق اور قیامت آنے والی ہے اسمین کچھ شبہ نہین اور اللہ قبرمین کے لوگون کو اٹھاویگا اسی گواہی پر مین زندہ ہون اور اسی پر مرونگا اور اسی پر اٹھونگا اگر اللہ نے چاہا الٰہی تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہین تو نے مجھے پیدا کیا اور مین تیرا بندہ ہون اور تیرے عہد پر قائم ہون اور تیرے وعدہ پر اپنے مقدور بھر مین تجھسے الٰہی پناہ مانگتا ہون برائی سے ان خطاؤن کی جو مین نے کین اور بدی والے کی ہر برائی سے مین نے بیشک اپنی جان پر ظلم کیا پس تو میرے گناہ بخشدے کہ تیرے سوا اور کوئی گناہون کو معاف نہین کرتا اور مجھکو اچھی عادتون کی راہ دکھا کہ تیرے سوا اچھی عادتون کی راہ اور کوئی نہین بتاتا۔ اور مجھکو بری عادتون سے بچا کہ تیرے سوا بری عادتون کو کوئی نہین ٹالتا مین خدمت مین حاضر ہون اور اطاعت کے لئے مستعد ہون اور خیر بالکل تیرے ہاتھون مین ہے مین تجھسے ہون اور تیری طرف رجوع کرنے والا اور تجھسے معافی چاہتا ہون اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہون الٰہی مین ایمان لایا رسولون پر جو تو نے بھیجے اور کتابون پر جو تو نے اتارین اور خدائے تعالےٰ رحمت کرے محمد صلے اللہ علیہ وسلم نبی امی پر اور ان کی اولاد پر اور بہت سلام بھیجے جو بیسکے کلام انجام اور آغاز مین اور اپنے سب انبیا اور رسولون پر الٰہی کر اے رب العالمین الٰہی ہمکو وارد کر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حوض پر اور ہمکو ان کے جام سے وہ شربت پلا جو سیراب کرنے والا اور رچنے اور پچنے والا ہو کہ اسکے بعد ہم کبھی پیاسے نہون اور ہمکو اسکی جماعت مین اٹھا ایسے صورت سے کہ ہم نہ رسوا ہون نہ عہد شکنی کرین نہ دین مین شک کرین نہ فتنہ مین مبتلا ہون نہ ہم پر غصہ ہو اور نہ گمراہ ہون الٰہی مجھکو دنیا کے فتنون سے بچا اور ان باتون کی توفیق دے جن سے تو خوش ہو اور راضی رہے اور میرا بالکل حال درست کر اور مجھکو مضبوط قول پر دنیا کی زندگی اور آخرت مین قائم رکھ اور مجھکو گمراہ نکر اگرچہ ظالم ہون پاک ہے تو پاک ہے تو اے عالی شان اے عظمت والے اے پیدا کرنے والے اے رحم والے اے عزت والے اے بگڑون کے درست کرنے والے مین پاکی بیان کرتا ہون اس شخص کی جسکی

اگر ہم مسلمان ان چند عیسائی مورخون کے بھی ممنون ہین کہ جنہون نے نہایت ایمانداری سے اپنے فرض منصبی کو ادا کیا ہے اور کہین بھی فیکٹس لکھنے مین انہون نے تعصب نہین برتا نہ غلط بیانی کی اور جو کچھ ان سچے فیکٹس پر اپنا ریمارک کیا ہے وہ قابل توجہ ہے اس ریمارک مین عیسائیت ہر جگہ جھلکتی ہے کہین مورخانہ پہلو نہین پایا جاتا مگر بات اسلام کی صداقت مین کچھ ایسی مقناطیسی کشش ہے کہ ان خود اپنے لئے مخالفین کی قلم سے سچے الفاظ کھینچ لیتی ہے یعنے عیسائی بھی گو ان کا دل نہ چاہے پھر بھی بے اختیاری مین انکی زبان قلم سے کچھ نہ کچھ سچی بات نکل ہی جاتی ہے۔ جن مختلف اقوال کا نقشہ آگے کھینچ کر دکھایا جائے گا۔

پاکی آسمان مع اپنی اطراف کے بیان کرتے ہین اور مین پاکی بیان کرتا ہون اسکی جسکی پاکی مچھلیان اپنی زبانون سے پہاڑ اور ان کی گونج بیان کرتی ہے اور مین پاکی بیان کرتا ہون اسکی جسکی پاکی دریا مع اپنی موجون کے بیان کرتے ہین اور مین پاکی بیان کرتا ہون اسکی جسکی پاکی مچھلیان اپنی زبانون سے بیان کرتی ہین مین پاکی بیان کرتا ہون اسکی جسکی پاکی آسمانون کے ستارے مع اپنے برجون کے بیان کرتے ہین اور مین پاکی بیان کرتا ہون اسکی جسکی پاکی ساتون آسمان اور ساتون زمینین اور جو ان کے بیچ مین ہین اور جو ان کے اوپر ہین بیان کرتے ہین پاک ہے وہ ذات جسکے لئے ہر چیز نے اسکی مخلوقات مین سے پاکی بیان کی ہے تو برکت والا اور تو بزرگ ہے تو پاک ہے تو پاک اے زندہ اے قائم رکھنے والے اے علم والے اے حلم والے تو پاک ہے کوئی معبود بغیر تیرے سوا تو یکتا ہے کوئی تیرا شریک نہین تو جلاتا ہے اور تو ہی مارتا ہے اور تو زندہ ہے کہ نہین مرتا ہے تیرے قابو مین ہے بہتری اور تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

چوتھے باب کے متعلق نوٹ

محمدؐ کی بیرحمی اور نا انسانیت ثابت کرنے کے لئے عیسائی مورخون نے بہت کچھ زور مارا ہے اور نئی نئی بے بنیاد کہانیان گھڑلی ہین جنمین سے ایک قصہ مفصلہ ذیل ہے جو جسقدر بے بنیاد اور جھوٹا ہے اسیقدر بے اصل اور خلاف قیاس ہے لکھا ہے کہ جب عقبہ بن ابی معیط کو قتل کیا جانے لگا تو وہ غل مچا کر یہ کہنے لگا میرے ننھے بچون کی کون حفاظت کریگا محمدؐ نے جواب دیا کہ دوزخ کی آگ۔ غضب خدا کا جس کی تمام نصیحتین صرف اسی پر مبنی ہون کہ یتیمون اور معصوم بچون کی [illegible] اور ہمیشہ مصیبت زدہ کی معاونت کرنی فرض ہے جنے اپنے دشمن کا بھی برا نہ چاہا ہو وہ ایسا [illegible] جواب کیونکر دے سکتا ہے۔ اگر مسیحی مورخون سے اس جھوٹی روایت کی سند مانگی جائے تو وہ ہرگز نہ بتا سکینگے۔ اس افترا پردازی پر مسیحی مورخ خوب خوب خوش ہوتے ہین اور اپنے خیال مین یہ سمجھتے ہین کہ ناممکن الوقوع امر کو ثابت کر چکے مگر وہ خوب سمجھ لین کہ جس بات کا انہون نے دعوے کیا ہے اسکا ثبوت ان پر ہے بے دلیل کے دعوے ہیچ ہے۔ کیا ہم ان باتون کو جو یہودی حضرت عیسےٰ کی نسبت قائم کرتے ہین تسلیم کرلین نہین ہرگز نہین اسلئے کہ ان کی جتنی باتین ہین وہ سب بے بنیاد ہین ایسی گھڑی ہوئی ہین کہ سنتے ہی انسان ان کو بناوٹی جان سکتا ہے

ایک جتنی کتابین عیسائیون کی اسلام اور اسکے پاک بانی کی نسبت تصنیف ہوئی ہین اگر ان کو ایک نظر سے دیکھا جائیگا

... وہ کتنی بے سروپا باتین نکلتے ہین حالات لکھنے بیٹھہ جاتے ہین لیکن عربی نہ جاننے کے سبب وہ اکثر باتین ... اکثر مسیحی مصنفون نے قران شریف کی تفسیرین لکھی ہین اور لطف یہہ ہے کہ اردو کے معنے دیکہکر ان ... بیانی شروع کردین پہر کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کہ وہ بغیر عربی جانے ایک آیت کا بہی صحیح مطلب سمجہہ سکین یا لکہہ سکین ... یہہ ہے کہ مسیحی بہائی ان کے اعتراضات پڑہتے ہوئے ہین اور ان ہی کو دیکہکر قران شریف پر اعتراض جماتے ہین — ... جائے ان کے اعتراضات کیسے بے سروپا ہونگے — سمجہنے اور سوچنے کی جگہہ ہے کہ جسکا یہہ قیمتی قول ہو اور جو ... پہر اسپر ایسا سخت بیرحمی کا الزام قایم کیا جائے کسقدر انصاف کا خون کیا گیا ہے — (بخاری و مسلم بروایت ... ابن حاتم) ،، اتقوا النار — ولو بشق تمرة فان لم تجدوا فبکلمة طیبة ،، (ترجمہ)

آگ سے بچو اگرچہ کہجور کا نصف ہی ہو اگر تمکو میسر نہو تو اچہا لفظ کہنے سے آتش سے بچو —

... یہہ جیسی قول اور سیکڑون سے ہزارون بلکہ لاکہون لاثانی اور رحم پیدا کرنے والے اقوال ہون اور اسکی ہر بات سے اصلاح پائی جائے پہر تعجب ہے کہ اس کی نسبت ایسا درشت اور نا ملائم الزام قایم کیا جائے —
... جہگڑون مین امن قایم کرے اور دشمنون کو شیر و شکر کرنے کے لئے آیا ہو وہ یہہ نازیبا کلمات کیون زبان سے نکالنے ... جس نے مصر ہو ہو کر بار بار یہہ فرمایا —

افضل الصدقة اصلاح ذات البین (طبرانی در کبیر و خرایطی در مکارم اخلاق بروایت عبد اللہ بن عمر — بہتر صدقہ آپسین صلح کرانی ہے — پہر فرمایا —

لیس بکذاب من اصلح بین اثنین فقال خیراً او نمی خیراً ،،
جہوٹا نہین وہ جو دو شخصون مین صلح کرے پس کہے بہتر بات یا اصلاح
کے لئے کوئی خبر اچہی ایک طرف سے دوسرے کو پہونچا دے (بخاری
و مسلم بروایت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط —

اب ... بات ہے کہ عیسائی مورخ عقبہ بن ابی معیط کی اولاد کی نسبت یہہ لکہتے ہین کہ جب عقبہ نے کہا کہ ... حفاظت کریگا تو محمدؐ نے جواب دیا کہ دوزخ کی آگ اور پہر اسکی بیٹی ام کلثوم کی یہہ عزت ہو اور اسلام مین اسکی یہہ وقعت کی جائے کہ اس کی روایتون پر جو وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کرے اعتبار ہو اور سند پیش کی جاوین — آخر الذکر حدیث اسی سے مروی ہے اس سے زیادہ اور خلاف واقعہ ثابت کیا ہوسکتی ہے کہ اسکی اولاد کی نبی یہہ قدر و منزلت کرے اور اتنیک ایسی عزت و وقعت کی نگاہین پڑین پہر اسی کی نسبت عیسائی یہہ مشہور کرین کہ محمدؐ نے یہہ کہا کہ انہین دوزخ کی آگ بچائیگی — خدا اس جہوٹ سے پناہ دے —

دوسری کہانی اور بہی محمدؐ کی نسبت بیان ہوتی ہے کہ جس سے رحم اور رقت پائی جاتی ہے لیکن عیسائی اس سے محمدؐ کی سخت دلی اور بیرحمی ثابت کرنا چاہتے ہین جب بت پرستون کی لاشین گڑہے مین ڈالی جارہی تہین تو محمدؐ کنارہ پہ بیٹہے ہوئے تہے اور جو کچہ انہون نے ان لاشون کو دیکہکر کہا وہ طبرانی نے نقل کیا ہے — وہ لکہتا ہے —
کہ رسول خدا اس گڑہے کے کنارہ پہ بیٹہے جو لاشون کے لئے کہودا گیا تہا — اور جو لاش گڑہے مین ڈالی جاتی تہی اس کا نام پکارا جاتا تہا محمدؐ نے اسوقت یہ الفاظ زبان سے نکالے — اے میرے ہمقومون تم ہی نے مجہپر نئے نئے الزام قایم کئے تہے تم ہی نے مجہے جہوٹا ٹہیرایا تہا اسوقت جب غیر قوم کے لوگ مجہپر ایمان لے آئے تہے — تم ہی نے مجہے میرے وطن سے نکالدیا اس حالت مین کہ غیرون نے مجہے اپنے ہان پناہ دی اور میرا خیر مقدم کیا — افسوس تمہاری آخری قسمت کیا ہوئی — حیف صد حیف جو کچہہ خدا نے کہا تہا وہ پورا کیا —
یہہ لفظ ہین نبی امی کے جن سے عیسائی مورخ کہتے ہین کہ بیرحمی ٹپکتی ہے حالانکہ ان سے سوائے رحم اور رقت کے کچہہ نہین پایا جاتا — ان کی بڑی قسمتون پر افسوس کرنا اور ٹہنڈے سانس بہرنا عین رحم اور رقیق القلبی کی نشانی ہے یا بیرحمی ... یا خدا ترسی کی — بیرحم اور ناخدا ترس ہین وہ لوگ جو معصوم نبی پر خواہ نخواہ کے جہوٹے الزام قایم کرتے ہین اور پہر یہہ نہین

جانتے کہ ہمارے جھوٹ کی ظلمت مٹ جائیگی اور سچ کا نور چمکیگا - مین اپنے مسیحی مصنفون کو کتاب دیکھین یہ نصیحت کرتا ہون کہ وہ ہرگز اس تعصب مین نہ پڑین جسمین کہ وہ رہنا اپنا فخر سمجھتے ہین یہ مسیحی مین لیکن ... مذہب مین ایسا ہی جھوٹ بولنا اور کسی پر افترا پردازی کرنا ایسا ہی برا ہے جیسا اور مذہبون مین ایک مین اپنے پر خود پسند نہین کرتا تو یہ بھی نہین چاہتا کہ میرے بھائی مسیحی خواہ وہ اسلام نہ قبول کرین اس لاعلاج مرض مین پھنسین کہ جس کا انجام روحانی مضرتین ہین اور طرح طرح کے روحانی عذاب ہین -
مین اپنے پیارے نبی کے اس بیش قیمت قول پر عمل کرتا ہون -

لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ - (ترجمہ)
تم مین سے کوئی مومن نہوگا اپنے بھائی کے لئے وہ چیز نہ چاہے جو اپنے لئے
چاہتا ہے -

پانچوان باب

(یہودیون اور عربون کی تاریخ دو ہجری)
(مطابق سنہ ۶۲۴ء)

یہہ مسئلہ بہت درست ہے کہ کامیابی ہمیشہ صداقت کی معیار ہوتی ہے - عیسائیت کے ابتدائے زمانہ مین فیری سے کہتا ہے " انہین تنہا چھوڑ دو اگر یہہ آدمی جھوٹے ہون گے خود ہی نیست و نابود ہو جائینگے اور ان پر نامعلوم مصیبتین ایسی پڑینگی کہ پہر یہہ سر نہ اٹھا سکینگے - ہاتم خود تباہ و برباد ہو جاوینگے " اگر قسطنطین صلیب کا مبارک نشان آسمان پر نہ دیکھتا - اگر وہ فتح کا نیک شگون لیکر آگے قدم نہ بڑھاتا نہ اسکی فتح ہوتی اور نہ تخت سلطنت نصیب ہوتا تو عیسائیت کی قسمت کیا ہوتی حضرت عیسے کو اپنی زندگی مین ذرا بھی کامیابی نہین ہوئی اگر کانسٹنٹائن یا قسطنطین کو اتفاقیہ خیال اگر اسکے ہاتھ سے قتل عام ہوتا تو محض ناممکن تھا کہ صفحہ ہستی پر کوئی مسیحی بھی دکھائی دیتا - گو ہم مسلمان اپنا ایمان سمجھکر یقین کر لینگے لیکن مسیحی مخالفین مذہب مسیحی کو کیا جواب دینگے کہ حضرت عیسے کی تبلیغ کا ذرا بھی اثر نہ پڑا اور وہ ناکام عالم سے اٹھا لئے گئے - بدر کی جنگ مین جو کامیابی اسلام کو ہوئی کیا اس کی مثال ملوین پل کی فتح کی ٹھیک ہو سکتی ہے اسلام نے اپنی صداقت اپنے بانی ہی کے زمانہ مین عالم پر ثابت کر دی اور کسی مذہب کو یہہ نصیب نہین ہوا -

بیشک بدر کی فتح اسلام کے لئے بہت میمون ہوئی - یہہ کچھ تعجب کی بات نہین ہے کہ مسلمانون نے اور زمانہ سلف کے مسیحون کی طرح اس فتح مین خدا کا ہاتھ دیکھا جس نے بت پرستون کو تہ و بالا کر دیا -
اگر اس جنگ بدر مین مسلمانون کو شکست ہوتی تو واقعی تمام دنیا مین خوفناکی اور قصائی پنے سے قتل عام ہوتا - اور پھر لاکھون جانین بیگناہ ضائع ہوتین -

بعد صدمہ کہ محمد کو اس مہم مین پڑا اور جسنے اسکا جگر چھلنی کر دیا وہ اسکی پیاری لڑکی رقیہ کی جگر خراش وفات تھی جو عثمان سے منسوب تھی اور جسکو شاہ نجاشی کی پناہ سے آئے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا

اس صدمہ نے جو درحقیقت روحانی غم تہا بہت کچہہ محمدؐ کے دل کو آزردہ کیا۔ لیکن اسکے فرض منصبی نے جس کے پورا کرنے کے لئے وہ مبعوث ہوا تہا اسے گہریلو غم مین زیادہ مائل نہ رہنے دیا۔ بت پرستون کی یہہ زیادتی اور ان کا مسلمانون پر اس بیرحمی اور تند مزاجی سے حملہ کرنا محمدؐ کی آنکھون مین کہٹک رہا تہا اور وہ اپنے شہید رفقا کا انتقام لینا چاہتا تہا اور یہہ انتقام اسکا خدائی انتقام تہا کیونکہ وہ اللہ کے نام منوانے کا سرگرمی سے شایق تہا اور اسیلئے بت پرستون کو برا معلوم ہوتا تہا۔ جب قریشی قیدی مدینہ سے مکہ پہونچے تو انمین ایک بہت بڑا جوش پہیلا دہ جلتی ہوئی آگ کی طرح بہڑک اٹہے اور انہون نے یہہ چاہا کہ ہم اپنی جانین محمدؐ اور اسکے پیروان سے انتقام لینے میں صرف کردین سب سے زیادہ ابوسفیان بہڑک رہا تہا اسکی آنکھون مین غضب انگیز شعلے اٹہہ رہے تہے اور وہ محمدؐ سے قریشیون کا انتقام لینے کے لئے دانت پیس رہا تہا۔ آخر اس سے نہ رہا گیا اور وہ دو سو آہن پوش سوار لیکر مدینہ کی طرف روانہ ہوا اسکی حملہ کی خبر مطلق مدینہ والون کو نہ تہی یہہ بیخبری کی حالت مین چند مسلمانون پر جو مدینہ کے باہر کہجورون کے درختون پر کام کر رہے تہے آپڑے اور ان کو قصائی پنے سے قتل کرڈالا اور جو کچہ کہجورون کے درخت تہے ان کو کاٹ ڈالا اور ڈہا دیا اور بالکل ویران کردیا مگر جب مسلمان اپنے بیگناہ بہائیون کے خون کا انتقام لینے کے لئے نکلے تو یہ بہاگ گئے اور اپنے گہوڑون کو ہلکا کرنے کے لئے جو خریطے اُنہون نے خرما وغیرہ کے بہرے تہے پہینک دئے۔

اس موقع کا محمدؐ پر ایک ایسا اتفاق پڑا کہ جو قابل توجہ غیر اسلام ہے اور جسکو واشنگٹن ارونگ نے خوب مشرح طور پر لکہا ہے کہ جسکو بیان کرنا یہان مناسب جانتا ہون۔ ایکدن محمدؐ اپنے کیمپ سے کچہ دور کے فاصلہ پر ایک درخت کے نیچے پڑے سوتے تہے کہ یکایک آپکی ایک بے ڈہنگے شور و غوغا سے آنکہ کہل گئی۔ آپ نے دیکہا کہ ایک جنگ آور برہنہ تلوار سوتے ہوئے کہڑا ہے۔ جونہی محمدؐ نے آنکہہ کہولی تو اس نے للکار کر کہا۔ "اے محمدؐ اب کون ہے جو تیری حفاظت کریگا اور تجہے میری خون آلود تلوار سے بچائیگا" محمدؐ نے جواب دیا۔ "خدا" وہ یہہ کہتے ہی اس وحشی بدو نے تلوار کا وار کرنا چاہا محمدؐ نے اچک کر تلوار چہین لی پہر محمدؐ نے تلوار لیکر اس سے سوال کیا۔ "اب تجہے یہان پناہ دینے والا کون ہے اور تیری کون جان بچائیگا۔ اس وحشی دشمن اسلام نے جواب دیا افسوس کوئی نہین۔" پہر محمدؐ نے جواب دیا تو مجہسے رحم سیکہ یہہ کہکر آپ نے تلوار واپس دیدی یہی عرب پہر برسون تک اسلام کا جان نثار خادم بنا رہا۔

یہہ جملہ خود واشنگٹن ارونگ نے نقل کیا ہے۔ یہان سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ محمدؐ کا رحم کس درجہ کا بڑہا ہوا تہا۔ جو لوگ محمدؐ کے رحم اور اسکی نرم دلی پر نکتہ چینی کرتے ہین وہ اس واقعہ کو کہ یورپ کے جوان کے بڑے زبردست مورخ اور سوانح نویس نے نقل کیا ہے میں دریافت کرتا ہون ان لوگون سے

ف ۔ اسی سال کے آخری مہینہ مین عثمان بیٹے مظعون کا انتقال ہوگیا اسی مہینے مین حضرت علی ابوطالب کے بیٹے کا محمدؐ کی بیٹی فاطمہ سے نکاح ہوا۔ عثمان بیٹے مظعون

جو رحم مین مشہور ہین اور جو اپنے کو انتہا درجہ کا رحیم کریم سمجھتے ہین کہ اگر ان پر ان کا دشمن کوئی تلوار سونت کر آئے اور اسکا ارادہ قتل کرنیکا ہے تو کیا وہ موقع پاکر چھوڑ دیگا ہرگز نہین بلکہ قانون ملکی مین تو یہان تک ہے کہ اپنی حفاظت جان کے لئے اگر ہم دوسرے حملہ آور شخص کو قتل کر ڈالین تو ہم پر کوئی جرم عاید نہین ہو سکتا مگر ایسی حالت مین محمد نے دلیری سے اسکی تلوار واپس دیدی اور اسے یہی نصیحت کی کہ جسطرح مین نے تجھپر رحم کیا ہے تو بھی ہمیشہ اور لوگون پر رحم کیا کر۔ اس اسپرٹ کے شخص کو ہم کیونکر معمولی شخص کہدین ضرور اسمین نبوت کی ممتازی کا نور چمک رہا تہا اور بیشک وہ عالم کا نجات دہندہ تہا۔ اور اس مین جتنی صفتین تہین وہ سب ممتاز تہین۔

بت پرستون کی اس دوسری شکست نے قریشیون کو پسپا نہ کیا بلکہ اور بہی ایک ساتہہ ہی انتقام لینے کے لئے بہڑکا دیا۔ قوم کی قوم بہڑک اٹہی اور انہون نے باہم قسمین کہا کہا کر یہہ عہد کیا کہ جب تک محمد کو نہ تیغ نہ کر لینگے یہہ محض ناممکن ہے کہ ہم اپنی تلوارین میانون مین دین ہمین کہانا پینا حرام ہے۔

تیسری ہجری مطابق ۲۶ اپریل سنہ ۶۲۴ع سے
پندرہ اپریل سنہ ۶۲۵ع تک

اب وہ سب خوفناکی سے انتقام لینے کی تیاریان کرنے لگے۔ یہہ لوگ محمد اور اسکے پیروان سے ہر طرح قوی تہے انکے پاس دولت اور شائستہ ہتیار تہے سواری کو اعلے درجہ کے گہوڑے اور کہانے پینے کا پورا سامان مہیا تہا برخلاف محمدیون کے کہ ان کے پاس اول تو سامان جنگ ہی نہ تہا اور جو کچھ تہا تو وہ ٹوٹا پہوٹا اور ناکارہ صرف محمدیون اور بت پرستون مین فرق یہہ تہا کہ محمدی اس بے سروسامانی کی حالت مین بہی خدا پر بہروسہ کرتے تہے اور ان کا بہروسہ کرنا ان کی ازدیاد قوت کا باعث تہا مگر بت پرست قریش اپنی اس عظیم الشان قوت ہونے پر بہی مذبذب تہے اور انہین کچھہ اطمینان نہ تہا۔ جتنی قومین کہ مکہ مین بستی تہین سب قریشیون سے مل گئین اور ادہر ادہر کے لوگ بہی آآکر شریک ہونے لگے یہانتک کہ تین ہزار چیدہ سپاہی محمد سے انتقام لینے کے لئے تیار ہوگئے۔ انمین سے سات سو ایسے آزمودہ کار آگو تہے جن کی تلوارون سے مشہور تہا کہ خون ٹپکتا رہتا ہے اور وہ خونخواری مین بہادران عرب سے بہی کئی درجہ بڑہے ہوئے ہین یہہ خوفناکی سے تیاری کرنا کس کے مقابلہ مین تہا ان لوگون پر حملہ کرنے کے لئے کہ جو جنگ کے قواعد ہی سے ناواقف نہ تہے بلکہ نہ ان کی تعداد زیادہ تہی اور نہ وہ سامان ہی شائستہ رکہتے تہے نہ ان کے پاس سوارون کو گہوڑے تہے اور نہ کوئی قلعہ ہی ایسا تہا کہ جسمین پناہ لیکر حملہ کا جواب دین۔ ہان یہہ بیشک تہا کہ وہ ایک ایسی سردار کے ماتحت تہے کہ جسکو محمد کہتے تہے اور جو خدا کے بہروسہ پر جنگ کرتا تہا۔ اور بے شک اس کا یہہ بہروسہ نتیجہ خیز تہا۔

ابو سفیان ان خونخوار سپاہیون کی کمان کر رہا تہا - یہ آندہی اور مینہ کی طرح مدینہ پر بڑہا - رستہ مین کوئی شخص مقابل نہوا یہانتک بڑہتے بڑہتے اسنے ایک ایسے مقام پر قبضہ کر لیا کہ جو لڑائی کی جان تہا یہہ مقام مدینہ کے شمال مشرق جانب واقع ہے جسکو مدینہ منورہ سے احد کی پہاڑی نے علیحدہ کر دیا ہے اس محفوظ مقام پر ابو سفیان نے خوب مورچہ بندی کر لی اور اب وہ مدینون کے پس پا کرنے کے لیے آمادہ ہوا - اور محمدیون کا رستہ دیکہنے لگا -

محمدؐ نے جب یہہ خبر سنی تو آپ کو ابو سفیان کی یہہ حرکت بری لگی اور اس کا یون بے محابا مدینہ مین چلا آنا اور محمدیون کے مال و متاع کو غارت کرنا سخت ناگوار گذرا - ناچار محمدؐ ایک ہزار آدمیون کو لیکر میدان مین آئے - مگر منافقون کی پوشیدہ سازشون نے ایک ہزار آدمیون سے تین سو توڑ لیے اور یہہ لوگ بہانے کر کر کے علیحدہ ہو گئے - اب صرف سات سو آدمی محمدؐ کے پاس رہگئے - یہہ تین سو وہ لوگ تہے کہ جو بظاہر خبرین لینے کے لئے مسلمان ہو گئے تہے لیکن درحقیقت دل مین کافر تہے - انہون نے معمولی بہانہ سے ایسی حالت مین علیحدہ گی ظاہر کی کہ او مسلمانون کے دل ٹوٹ جائین اور وہ سب محمدؐ سے پہلو تہی کر جائین مگر وہ یہہ نہین جانتے تہے کہ ان کے دل پر اسلام کے روشن نقوش پہلے ہی کندہ ہو چکے ہتے اور وہ محمدؐ پر جان دینی اپنا فرض عین جانتے تہے - باقی ماندہ سات سو مسلمین نے ذرا بہی اپنے مین سے منافقین کے علیحدہ ہونے کی پروانہ کی اور شیر کی طرح گرجتے ہوئے تین ہزار خونخوار سپاہیون کے مقابلہ مین بڑہے - یہہ لوگ گردنین خم کئے ہوئے میوہ کے درختون مین ہو کر آہستہ آہستہ جا رہے تہے یہانتک کہ احد کی پہاڑی پر انہون نے قبضہ کر لیا - شب تو انہون نے پہاڑی مین گذاری اور صبح کی جماعت کے ساتہہ نماز پڑہکر میدان جنگ مین آئے -

جو شخص کہ عرب کے قانون جنگ بخوبی جانتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ ہرگز سات سو بے سرو ساما ن آدمی کبہی تین ہزار جنگ آور سپاہیون سے مقابلہ نہین کر سکتے - ایک ایک دو دو شخص جنگ کرتے تہے اور پہر وہ سب ملکر ٹوٹ پڑتے تہے بہلا وہان کیا گذر ہو سکتی ہے اور پہر وہ ایک قوم اور ایک ملک کے اور ایک سے دل رکہنے والے یہہ بہی نہین کہ وہ کسی نامرد ملک کے ہین اور بہ بڑے لڑاکو تہے - ایسی حالت مین جب تک خدا کی مدد نہو محض ناممکن ہے کہ اتنے سے آدمیون کی فتح ہوتی - ان سات سو آدمیون پر محمدؐ کمان کر رہے تہے اور ان تین ہزار سپاہیون کی کمان ابو سفیان کے سپرد تہی - گویا حق باطل کی جنگ ہو رہی تہی - ایک طرف محمدؐ ہی اپنے خدا کے بہروسہ پر اپنے نبی پر جان دینے کو آمادہ تہے اور دوسری جانب بت پرست اپنے ہی ہاتہہ کے گہڑے ہوئے خداؤن کی حمایت پر صف آرائی کر رہے تہے - نماز پڑہتے ہی محمدؐ نے پہرتی سے اپنے کو پہاڑی کے نیچے کہڑا کیا -

اور ترتیب کے پیچھے بلندی پر چند تیر انداز کھڑے کر دئے۔ اور انہیں مضبوطی سے احکام دیدیے
کہ چاہے جو کچھ ہو مگر تم اپنی جگہوں کو نہ چھوڑنا۔ چاہے تمہیں اپنے مخالفوں سے کچھ ہی اذیتیں
کیوں نہ پہونچیں لیکن تم اپنی اپنی جگہہ سے نہ سرکنا۔

بت پرست قریش اپنی بڑہی ہوئی تعداد پر بھروسہ کرکے آگے بڑہے۔ ان کے بت اُن کے پیچھے
تھے جن کی حمایت میں وہ جنگ کرنے کے لئے آئے تھے۔ اور سرداروں کی بیویاں دف بجاتی
جاتی تھیں[2]۔ قریشوں نے پہلے حملہ میں تو منہ کی کھائی۔ حضرت حمزہ نے معہ اپنے
چند جان نثار ساتھیوں کے ان کے حملہ کا جواب دیا اور آپ پھر تلوار
لیکر قریشی حملہ آور گروہ میں گھس گئے اور انہیں پراگندہ کر دیا۔ اور تمام طرف مخالفوں میں ایک آفت
بپا کر دی۔ یہہ عظیم الشان فتح مسلمان حاصل ہی کر چکے تھے کہ تیر اندازوں نے محمدؐ کی نصایح کو بھلا دیا
کہ تم اپنی جگہہ کسی حالت میں نہ چھوڑنا وہ جب انہوں نے دشمنوں کو بھاگتا ہوا دیکھا صرف لوٹ کی محبت نے
ان کو ان کی جگہہ پر قایم نہ رکھا ان کا وہاں سے اٹھنا ہی غضب ہوا جب انہوں نے لوٹ کی محبت میں
اپنی جگہہ چھوڑ دیں تو خالد بن ولید جو قریشوں میں ایک خوفناک اور جنگ آور شخص تھا اپنی فوج کو سمیٹ
کر پھر بڑہا اور کڑکتی ہوئی بجلی کی طرح مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا[3]۔ دشمن کی پیدل سپاہ بھی واپس پھری
اور دو طرف سے مسلمانوں کو گھیر لیا۔ پھر دوبارہ خوفناکی سے جنگ شروع ہوئی۔ مسلمانوں کی فوج
کے چند جانباز سردار عین معرکہ جنگ میں مارے گئے۔

بہادر اور شجاع حمزہ چند شیر دل مسلمانوں کے ساتھ شہید ہوا حضرت علی اور حضرت ابوبکر اور
حضرت عمر سختی سے زخمی ہوئے۔ بت پرست قریش کسیقدر چیرہ دست ہو گئے تھے۔ مسلمانوں پر جلد
سے جلد ہی ایک آفت نازل ہو گئی تھی ان سب مخالفوں نے محمدؐ کی طرف رخ کیا جو چند صحابہ کے ساتھ جدا کھڑے ہوئے

[1] برٹن نے اپنے سفرنامہ میں اس مقام کی نسبت مفصلہ ذیل بیان لکھا ہے۔ یہہ جگہہ جو اسلام کی روایتوں میں ایسی مشہور و معروف ہے احد کی
گھاٹی سے جنوب کی طرف ایک ڈھلوان زمین کا ٹکڑہ ہے۔ کفار عرب کا لشکر ہلالی صورت میں بیان ہوا ہے ابو سفیان اس ہلال کی
کمان کر رہا تھا پیچھے اسکے دستی خدا تھے یہہ مقام المدینہ سے شمال کی طرف تین میل کے فاصلہ پر ہے جو کچھ معائنہ کرنے والے نے دیکھا وہ یہہ تھا کہ وہ ایک
سنگریزہ ٹکڑہ زمین کا ہے مختلف قسم کے سنگلاخ سے پر میں ڈھکی ہوئی ہے چند سرخ پتھر کھڑے ہوئے ہیں جن سے ان شہدا کی قبور کا پتہ کھلتا ہے
کہ جو اس مقام پر شہید ہو گئے ہیں۔ وہ مقام بھی موجود ہے کہ جہاں خلاف رائے اور نصیحت محمدؐ کے تیر اندازوں نے اپنی جگہہ چھوڑ دی تھی اور پھر ان پر
خالد بن ولید آ پڑا تھا۔ یہہ مقام سامنے کی طرف بلندی پر ہے ستاک دیوار میں ایک شکستہ مقام ہے گرمی کی تپش سے اسکی سطح پر کوئی سبزہ
زار نہیں ہے نہ کوئی سبز پودہ کسی قسم کا اگا ہوا ہے۔ اور نہ اسکے غیر مہمانانہ اطراف کے کناروں پر کوئی پرند یا چوپایا دکھائی دیتا ہے
اس کی چشم خیرہ اور زنا تراشیدہ ابر پر نیلے آسمان کی چادر بہت صفائی سے افق پر معلوم ہوگی۔ سفرنامہ برٹن مکہ جلد ۲ صفحات ۲۲۴ و
۲۲۶۔

[2] ابن ہشام اپنے صفحہ ۶۲ میں اور ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۱۸ میں ان عورتوں کے اس شعر کو نقل کرتے ہیں کہ جو وہ قریشوں کی ترغیب
دینے کے لیے گا رہی تھیں۔ شعر عربی۔

نحن بنات طارق نمشی علی النمارق — ان تقبلوا نعانق او تدبروا نفارق (ترجمہ نظم میں)۔

ہم دختر ستارہ چلتی ہیں مسندوں پر ہم تو نہال خوبی بیٹھیں نہالیوں پر + دشمن سے جو لڑیگا اسکے گلے لگینگے بھاگیگا جو اس سے ہمیں ملینگے
[illegible]
[illegible]

[3] ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۱۹۔ طبری جلد ۱ صفحہ ۴۰۰۔

اپنی جگہہ پر کہڑے ہوئے تھے - یہہ دیکھتے ہی اسکے صحابہ اسکے گرد پروانہ کی طرح سے گہیر ڈالکر پہرنے لگے
اسلئے کہ انہین گیلیلی کے مچہلی والون سے اپنے پیغمبر پر زیادہ بہروسہ اور اعتقاد تہا وہ اسپر اپنا دہن
من تن قربان کرنا اپنی نجات دارین تصور کرتے تھے وہ جانتے تھے کہ ہم جسپر ایمان لائے ہین وہ درحقیقت
خدا کی طرف سے ہماری ہدایت کے لئے مبعوث ہوا ہے انہین یقین تہا کہ یہی ہمارا اصلی نجات دہندہ
ہے وہ جانتے تھے کہ اسی کے احکام پر چلنا ہمین جنت نصیب کریگا وہ اسبات پر ایمان لانا اپنی نجات
سمجہتے تھے کہ محمد ؐ آخر الزمان نبی ہے اور اسی پر نبوت ختم ہوگئی ہے یہہ سب نبیون کا سرگروہ ہے اور سب
کی امتون کو راہ راست دکہانے والا ہے - وہ حواریین مسیح کی طرح سے ایسے خوف کے موقع پر دور کہڑے
نہو گئے اور نہ انہون نے اپنے معصوم نبی کو تنہا چہوڑ دیا - اس حالت مین بہی محمد نے اپنی ہدایت کو بہلایا
تہا وہ اپنے دونو مبارک ہاتہہ اٹہائے ہوئے خدا سے یہی دعا کر رہا تہا کہ یا اللہ تو انہین ہدایت کر اور
ان کو ایسا رستہ دکہا کہ یہہ پہر گمراہ نہون - برکت ہو اس ہاتہہ کو جو ایسی نازک حالت مین بہی اپنے
نبی کی پیشانی سے خون پونچہنے کی کوشش کر رہا تہا - وہ بہادر جنگ آور جنہیر عملی کمان کر رہے تھے
جان کہو کر مرکز مین لڑ رہے تھے ان کا بیجگری سے مقابلہ کرنا اور مخالفون کی کثیر التعداد جماعت کی پرواہ
نکرنا ان کی انتہا درجہ کی سعادتمندی اور سچے اعتقاد کا نقشہ کہینچ رہا تہا حضرت علی لڑتے لڑتے
اس گہاٹی کے کنارہ پر آئے اور یہان انہون نے دشمنون کے خوفناک حملون سے کسیقدر نجات پائی
مگر جسنے ان کی کمر کو توڑ دیا اور وہ کلیجہ پر ہاتہہ رکہکر دہورے ہو گئے وہ اپنے پیارے نبی کے ضائع ہونے
کا غم تہا انہین خیال یہہ تہا کہ ہمارا پیارا معصوم نبی شہید ہو گیا - یہہ خیال کرکے اور دیکہکر کہ ان کے رفیق
ہنوز ایک جانب مشرکین سے جنگ کرنے مین سرگرم ہین وہ اسی بیتابی کی حالت مین اپنے ہاتون مین سر تا
خون آلود تلوارین لیکر پہر مشرکین کے مجمع مین گہس گئے اور اب نئے سرے سے میدان کارزار گرم ہوا
یہہ جنگ آور گروہ لڑتے لڑتے اس موقع اور مقام پر پہونچ گیا جہان اس کا معصوم پاک نبی موجود تہا اور
اپنے چند صحابہ کے ساتہہ دشمنون کے حملہ کا جواب دیرہا تہا - یہہ دیکہتے ہی بہت خوشی ہوئی اور اپنے
پیغمبر کو زندہ دیکہکر وہ پہر تازہ دم ہو گئے - پہر سب ملکر احد کی بلندی سے رسول خدا کے ساتہہ نشیب
مین آئے اور یہان پہر انہون نے دم لیا حضرت علی نے اپنے نبی کی ڈہال مین چٹان کے ایک چہید سے پانی
ڈالا اس پانی سے آپکا خون آلود چہرہ اور زخم دہویا گیا اور پہر سب نے ملکر ظہر کی نماز پڑہی -

(۱) ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۱۴ اور ابو الفدا صفحہ ۹۴ یہہ دونو ۷ شوال جنگ احد کی تاریخ بیان کرتے ہین طبری جلد
۳ صفحہ ۱۲۱۶ تاریخ لکہنے مین - ابن ہشام پندہروین اور اور مورخون نے ۱۱ بیان کی ہے مگر سی ڈی پرسیول ہی
۱۱ بیان کرتا ہے - ٹہیک دن ہفتہ کا تہا اور ۱۱ - شوال مطابق ۲۶ جنوری -
سی ڈی پرسیول تاریخ عرب جلد ۳ صفحہ ۹۷ نوٹ -

مشرکین نے اپنی جان اس جنگ مین لڑا دی اور انہون نے مدینہ سے مسلمانون کو بے طرف کرنے اور احد کی گہاٹی پر قبضہ کرنے کے لئے جان کہپا دی تہی مگر پہر بہی انہین یہی معلوم ہوا کہ ہماری کوشش سب ناکارہ گئین۔ اور اب ہمین ہرگز کامیابی نہین ہو سکتی۔ آخر مجبور ہو کر قریش اپنے مقتولین مخالفین کے ساتہہ قابل رحم اور ناقابل برداشت خلاف انسانیت برتاو کرکے اطراف وحدود مدینہ سے مکہ واپس پہرے۔ ابو سفیان کی بیوی ہندہ بنت عتبہ نے معہ چند قریشی خواتین کے اپنے انتقام لینے مین ایسی بے دردی اور وحشی پن ثابت کیا کہ جس کے سننے سے رونگٹے کہڑے ہوتے ہین انہون نے حضرت حمزہ کا دل نکال لیا اور ناک کان کاٹ کر اپنا زیور بنایا اور اپنے گلے مین لٹکایا۔

قریش مشرکین کے اس وحشیانہ اور مقتولین کے قصائی پن کے برتاو سے مسلمانون مین ایک غضب انگیز طیش کی آگ بہڑکی خود نبی کو وہ جذبہ آیا کہ آپ نے حکم فرمایا کہ آئندہ سے یہی درجہ مشرکین کے مقتولین کا کیا جاوے لیکن اسکی فطرت کی ملائمت اور رحیمی نے اسکی دل کی اس ترش تلخی پر فتح حاصل کی۔ آپنے اسیوقت پر یہ آیت پڑہی جسمین یہہ مذکور تہا کہ صبر اچہی چیز ہے اور خدا صبر کرنے والون کے ساتہہ ہے۔ اسدن سے مسلمانون مین ایک ایسی تحریک پہیل گئی کہ پہر انہون نے اس سے زیادہ آفت اور مصیبت مین بہی ہمیشہ صبر کیا۔ یہہ صرف نبی امی کی برتاثیر سچ کا صدقہ تہا کہ جس نے انہین ان سختیون پر بہی صبر دیا جو سختیان کہ انتہا درجہ کی روحانی مضرتین پہونچانے والی تہین اور جن کے سننے سے رونگٹے کہڑے ہوتے ہین۔ نبی کی محبت اس کے صحابہ کے دل مین اس بلا کی تہی کہ آجتک کسی نبی کو نصیب نہین ہوا کہ اس نے اپنے صحابہ کے دلون پر محمدؐ کی طرح سے فتح حاصل کری ہو ایسی صورت مین کہ وہ محض بے سروسامانی کی حالت مین تہے دشمنون سے تعداد مین کہین کم تہے اور ان پر نازک وقت طاری تہا پہر بہی ہر ایک مومن نہایت وجد کی حالت مین یہہ پڑہتا جاتا تہا۔

"ونفسی لنفسک الفداء وجہی لوجہک الوقاء علیک سلام الوداع یا رسول اللہ موعدک الجنۃ"

(ترجمہ) جان میری تیری جان پر فدا ہے اور منہ میرا تیری منہ کی پناہ ہے اور تجہہ پر سلام الوداع ہے اور ہمارا آپ سے وعدہ ملاقات ہر جنت الماوی ہے۔

اس وجد انگیز قیمتی قول کی قیمت[1] اندازہ کون کرسکتا ہے۔ یہہ ہمارے ہی نبی کی شان تہی اور ہم مسلمان اسی پر فخر کرتے ہین۔ وہان تو نبی کی حضوری تہی لیکن صدیون کے بعد جب صحابہ بہی نہ رہے تہے مسلمانون کے جوش کی یہی کیفیت تہی کہ نبی کے نام پر جان دیتے تہے یہہ نبی کے نام کی تاثیر تہی کہ

[1] یہودیون نے زندہ اپنے قیدیون کو جلا دیا اور بڑے جوش سے قتل کردیا۔ یونانیون رومیہ الکبری اور ایرانیون نے بہی اپنے قیدیون کے ساتہہ یہی سلوک کیا پہر ۱۲ صدی مین جو کچہ مظالم تہے وہ بہی ایسے غضب انگیز اور خوفناک تہے کہ جنکا بیان ہم کتابون مین خوفناکی سے پڑہتے ہین۔ برخلاف اس کے مسلمانون نے ہرچند اپنے دشمنون سے سختیان سہین لیکن پہر بہی اپنے قیدیون سے رحیمانہ برتاو کیا۔

[illegible] کی کم ہمت بند ہجاتی تہی اور وہ صرف اس [illegible] کا نام [illegible]
[illegible] سے بہی نہین نکل سکتا۔ الحمد للہ کہ اب گذرے زمانہ [illegible]
کی [illegible] کیون نہو گئی ہو یہی نبی کا نام سنکر جوش آجاتا ہے اور [illegible]
کہو دیا [illegible] نہین خیال کرتے۔ جنگ احد کا قرآن شریف مین بہی [illegible]
خدا اپنے نبی [illegible] کر رہا تہا کہ یہہ کر اور یون جنگ کر۔ بیشک خدا کا [illegible]

[illegible] یہہ ہے جسمین صف بندی کا حکم ہے ،، واذ غدوت من اھلک [illegible]
(ترجمہ) [illegible] اپنے اہل سے کہ جگہہ دیتا تہا مومنین کو لڑنے صف آراستہ کرتا تہا،، پہر دوسری آیت [illegible]
اذ ہمت طائفتان منکم ان تفشلا ،، (ترجمہ) جب قصد کیا تم مین سے دو جماعت نے کہ بودے ہو جاوین [illegible]
[illegible] یہہ حارثہ تہین ان کا پہلے پہل منافقین کے علیحدہ ہو جانے سے دل [illegible]
[illegible] احد مین جانے سے جہجکتے تہے مگر پہر ان کو خدا نے ہمت دی اور [illegible]
[illegible] ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ ،، (ترجمہ) ہر آئینہ تمہین نصرت دی خدا نے [illegible]
[illegible] یہہ گویا انتہا درجہ کی ترغیب ہے اور خدا کی برکت ہے جو اسطرح سے اپنے بندون کو تشجیع
[illegible] دیا ،، فاتقوا اللہ لعلکم تشکرون ،، (ترجمہ) پس ڈرو تم خدا سے تاکہ تم شکر [illegible]
[illegible] کو فتح و ظفر دی۔
[illegible] (یعنے روز احد) الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلثۃ الٰف من الملٰئکۃ [illegible]
[illegible] الآیۃ ،، (ترجمہ) جب تو کہتا تہا مومنین سے کہ کیا کفایت [illegible]
تمہارا پروردگار [illegible] فرشتون سے جو نازل کیے گئے تہے ہان البتہ اگر صبر و استقامت رکہوگے اور [illegible]
پہر فرمایا [illegible] الف من الملٰئکۃ منزلین بلیٰ ان تصبروا وتتقوا ویاتوکم من فورھم ھذا یمددکم
ربکم بخمسۃ الٰف من الملٰئکۃ مسومین ، وما جعلہ اللہ الا بشرٰی لکم = (ترجمہ) ہر آئینہ [illegible]
[illegible] فرشتون سے جو نازل کیے گئے تہے ہان البتہ اگر صبر و استقامت رکہوگے اور [illegible]
[illegible] تو مدد کریگا تمہاری پروردگار تمہارا ساتہ پانچ ہزار فرشتون [illegible]
اور نہین مقرر کیا ہے اس امر کو خدا نے مگر مژدہ تمہارے لئے قولہ تعالےٰ ،، وما جعلہ اللہ الا بشرٰی [illegible]
کرو تم ان فرشتون کی امداد سے اور تاکہ تم مطمئن ہو جاؤ ان کی طرف۔ لیقطع طرفا من الذین کفروا او یکبتھم فینقلبوا
خائبین (ترجمہ) تاکہ ہلاک کرے خدا ان کافرون مین سے ایک جماعت کو یا ذلیل کرے ان کو پہر الٹے پہرین وہ
لوگ خراب [illegible] پہر فرمایا ،، لیس لک من الامر شیء او یتوب علیھم او یعذبھم فانھم ظالمون ،، --
(ترجمہ) [illegible] اس امر مین کچہ اختیار یا قبول توبہ کرینگے ہم ان سے یا عذاب کرینگے ہم ان پر کہ وہ لوگ ظالم
ہین۔ بعضے کہتے ہین کہ یہہ آیت ان لوگون کے لئے نازل ہوئی کہ جو [illegible] اور بعضون کا یہ قول [illegible]
آیت [illegible] مقدمہ مین نازل ہوئی تہی کیونکہ جسوقت انہون نے رسول خدا کو مجروح [illegible]
مین [illegible] عرب کی پیٹہ پر رکہکر بوٹیان اڑائینگے۔ بعضون کا یہہ قول ہے کہ یہہ آیت [illegible] نازل
ہوئی [illegible] کے پتہر لگا تو فرمایا کیونکر فلاح پائینگے یہہ لوگ جنہون نے اپنے نبی کہ [illegible] سلوک اور پتہر
[illegible] اور بہت سی آیتین ہین جنمین جنگ احد کا ذکر ہے لیکن ہین خاص مسئلہ کی طرف مسلمانون
اور [illegible] ہون جسکا مختصر بیان مین نے متن مین کیا ہے اور یہہ نہایت اختصار [illegible]
[illegible]

[illegible] جنگ احد مین فرشتون کا نازل ہونا اور مشرکین عرب کے خلاف مسلمانون کی مدد کرنا ہے۔ جو آیتین [illegible]
[illegible] پایا جاتا کہ فرشتون نے جنگ کی ہو اور تلوار ہاتہ مین پکڑکر مشرکین عرب کو قتل کیا ہو جب آیتونکی

اور جتنی باتین ہین وہ سب اس کا اور اس کے لشکر کی دل بڑہانے والی ہین ... بشارتین دیکر دل بڑہاتا تہا اور ایسی ایسی آیتین نازل ہوئی ہین ... سے مومنین لڑتے تہے جسوقت آپ مدینہ واپس تشریف لا رہے تہے جب آپ ... تو لوگون سے فرمایا کہ دو صفین کرلو یہان ہم خدا کی حمد و ثنا کرینگے پہر لوگون نے دو صفین کرلین اور پہر پیارے نبی نے یہہ دعا مانگی۔

اللهم لك الحمد كله اللهم لا قابض لما بسطت ولا باسط لما قبضت
ولا مانع لما اعطيت ولا معطي لما منعت ولا هادي لمن اضللت ولا
مضل لمن هديت ولا مقرب لما باعدت ولا مباعد لما قربت اللهم
اني اسئلك من بركاتك ورحمتك وفضلك وعافيتك اللهم اني
اسئلك النعيم المقيم الذي لا يحول ولا يزول اللهم اني اسئلك الامن
من يوم الخوف والغناء يوم الفاقة عائذا بك اللهم من شرما

بشارت پر غور کی جاتی ہے تو اس سے صاف کہلتا ہے کہ یہہ صرف قلیل التعداد مسلمانون کے دل بڑہانے کے لئے ... کیا گیا تہا مثلاً ... صفائی سے خدا نے فرمادیا و ما جعله الله الا بشرى یعنے تاکہ خوشخبری ہو ... فرشتون کی ... سے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ مژدہ دینے اور دل بڑہانے کے لیے یہہ بشارت دیگئی تہی۔ اور پہر دوسری وجہ یہہ ہے کہ تین ہزار سپاہی لیکر ابوسفیان حملہ آور ہوا تہا اسلئے فرشتون کی تعداد بہی تین ہزار ... دینے کے لئے تین ہی ہزار بیان کی گئی۔ ان باتون سے صاف پایا جاتا ہے کہ اطمینان اور ہمت دینے کے لئے یہ بیان ہوا تہا۔ کیونکہ اگر درحقیقت فرشتے نازل ہوتے تو یہہ بہی قرآن مین ضرور مذکور ہوتا کہ فلان فرشتہ نے فلان مشرک کو قتل کر ڈالا حالانکہ جتنے مشرک مارے گئے ان کے قتل کرنے والے اسوقت معلوم تہے۔ ان تمام باتون کو دیکہکر صاف کہلتا ہے کہ فرشتون کی بشارت صرف ہمت اور جنگ پر آمادہ کرنے اور قدم جمائے رکہنے کے لئے بیان ہوئی ہے۔

تمام مسلمانون کا قریب قریب یہی اعتقاد خلاف قرآن مجید ہے کہ فرشتون نے آکر جنگ کی اور تلوارون سے مشرکین پر فتح حاصل کی۔ انہین یقین ہے کہ فرشتون ہی کا ترپ جنگ کرنے کے لئے اترا تہا۔ اور مسلمانون کا یہہ ہی مذہب ہے۔ اگر کوئی اس سے انکار کرے کہ فرشتے تلوارین سوت سوت کر مشرکین عرب پر ٹوٹ پڑے تو وہ منکر خدا اور رسول ہے۔ ان کی اس سخت ... سے خوف معلوم ہوتا ہے حالانکہ انہون نے قرآن مجید پر غور کیا ... آیتون کے ... مارا۔ اسبات کا خیال کرنا کہ سب ہی مسلمانون کا یہہ مذہب ہے کہ فرشتے نازل ہوئے اور انہون نے مسلمانون کے پہلو بہ پہلو ہوکر جنگ کی محض ... ہے۔ بہت سے مسلمان ایسے ہوگئے ہین کہ جنہون نے قرآن شریف کی ... اور ... امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر مین ... منکر ہی ... انکار کی ... بیان کی گئی ... ایک فرشتہ بہی تمام دنیا کے غارت کرنے کو کافی تہا پہر فرشتون کی فوج بہیجنے سے کیا فائدہ تہا ایک فرشتہ تو تمام دنیا کو اپنی قوت سے تباہ و برباد کرسکتا تہا ... ہزار مخالفون کے مقابلہ مین تین ہزار اور پانچ ہزار فرشتون کے نازل ہونے کی کیا ضرورت تہی۔

دوسرے یہہ کہ جو کفار لڑے ان کو سب لوگ جانتے تہے اور جو صحابہ ان کے مقابل ہوئے انہین بہی لوگ جانتے تہے پہر یہہ نہین کہا جاسکتا کہ فرشتون نے کفار کو مارا تہا۔ تیسرے یہہ کہ اگر فرشتے لڑے تہے تو وہ لوگون کو دکہائی دیتے تہے یا نہین اور اگر دکہائی دیتے تہے تو آدمیون کی صورت مین دکہائی دیتے تہے یا اور کسی صورت مین اگر آدمیون کی

الطیبینا ومن شر ما منعت منا اللهم توفنا مسلمین اللهم حبب الینا الایمان وزینه فی قلوبنا وکره الینا الکفر والفسوق والعصیان واجعلنا من الراشدین اللهم عذب کفرة اهل الکتاب الذین یکذبون رسولک ویصدون عن سبیلک اللهم انزل علیهم رجسک وعذابک اله الحق امین — (ترجمه)

یعنے اے پروردگار تمام حمد وثنا تیرے لئے ہین اے پروردگار کوئی بند کرنے والا نہین ہے اس چیز کا جسکو تونے کھولا ہے اور کوئی کھولنے والا نہین اس چیز کا جسکو تونے بند کیا ہے اور نہین ہے کوئی روکنے والا اس چیز کا جسکو تونے دیا ہے اور کوئی دینے والا نہین ہے اس چیز کا جو تونے روک دیا ہے اور کوئی ہدایت کرنے والا نہین ہے اسکا جسپر تونے ضلالت کو مسلط کیا اور کوئی گمراہ کرنے والا

صورت مین دکہائی دیتے تھے تو وہ آنحضرت کے لشکر مین ضرور شریک ہوتے اسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا لشکر تین ہزار سے پانچ ہزار ہو گیا ہوگا حالانکہ اسکا لشکر کسی نے بیان نہین کیا اور قرآن شریف کے برخلاف ہے کیونکہ دشمنون کی آنکھون مین تھوڑا لشکر دکہائی دیتا تہا۔ اور اگر وہ فرشتے علاوہ انسانی صورت کے کسی اور صورت مین دکہائی دیتے ہین تو دشمنون پر اور ایک آفت خیز دہشت بپا ہوتی اور یہ ایسی ہوتی کہ وہ لوگ دم بہاگتے لوٹنا بہرنا کیسا اور ہندہ اور اور خواتین مشرکین کا حضرت امیر حمزہ کی ناک کان کاٹ کر گلے کا زیور بنانا چہ معنی دارد۔ اور اگر وہ لوگون کی نظرون سے غائب ہوکر جنگ کرتے اور قتل کرتے تھے تو ضرور مسلمانون کو کفار عرب کی آپسے آپ گردنین اڑتی دکہائی دیتین اور یہہ واقعہ اعظم معجزات مین سے ہوتا اور اسکی اتنی دہوم مچتی کہ ہزارون حدیثین اسکے بیان مین بہری دکہائی دیتین حالانکہ ضعیف سے ضعیف روایت مین بہی اسکا بیان نہین ہے۔ چوتہے یہہ کہ جو فرشتے آئے تہے ان کے اجسام کثیف تہے یا لطیف اگر کثیف تہے تو ان کو سب لوگ دیکھتے حالانکہ ان کو کسی نے نہین دیکہا اور اگر ان کے اجسام ہوا کی طرح لطیف تہے تو وہ گہوڑون پر سوار ہوکر ہرگز نہ آسکتے تہے۔

حضرت امام فخر الدین رازی نے ان شبہون مین سے کسیکا جواب نہین دیا اور نہ مسلم جواب ممکن تہا نہ ہے ہان معمولی ملانون کی طرح یہہ لکہا ہے کہ ایسے شبہے کرنا اس شخص کو لایق ہین کہ جو قرآن ونبوت کا منکر ہو۔ مگر جو شخص قرآن ونبوت کو مانتا ہو اسے ایسے شبہے کرنے لایق نہین پس ابوبکر اصم کو لایق نہ تہا کہ ان باتون کا انکار کرتا باوجود اسکے کہ نص قرآن سے ان کا ہونا پایا جاتا ہے اور ایسی حدیثون مین جو تواتر کے قریب ہین انکا بیان ہے۔"

اگر امام صاحب کے اس قول پر ایک سرسری نظر ڈالی جائی تو یہ کہلیگا کہ امام صاحب نے ذرا بہی غور نہین کیا اور بےچون کی سنی سنائی باتون نے انہین ابوبکر اصم کے قول پر منصفانہ جانچ نہ کرنے دیا۔ اگر وہ ذرا بہی خیال کرتے تو ہرگز انہین اس بات کے کہنے کا موقع نہ ملتا کہ اس امر پر ایمان نہ لانا کہ فرشتون نے جنگ احد مین مسلمانون کی مدد نہین کی نبوت اور قرآن سے انکار کرنا ہے۔ یہہ ایک ایسا رکیک اور بلکا مذہب ہے کہ جو ہرگز قابل اعتماد نہین ہوسکتا۔ مین حیران ہون کہ کیا فرشتون کا ایسے موقع پر نازل ہونا نبوت کا پورا پورا ثبوت ہے۔ یہہ ہی عجیب بات کہی تمام نبوت کا دارومدار ہی اسپر ہوگیا۔ دوسری بات امام صاحب نے بالکل ہی خلاف کہی ہے کہ ایسی حدیثون مین جو تواتر کے قریب ہین انکا بیان ہے یہہ یقینی غلط اور محض خیالی بات ہے۔ کیونکہ تواتر تو درکنار کسی صحیح اور قوی حدیث سے بہی یہہ نہین پایا جاتا کہ

نہین اس شخص کو جسکو تونے ہدایت کی اور قریب لانے والا نہین اس
چیز کا یا اس شخص کو جسکو تونے دور کیا اور کوئی دور کرنے والا نہین ہے جسکو تونے
نزدیکی بخشی ہے اے پروردگار میرے مین تجھسے تیری برکت مانگتا ہون اور تیری
عافیت اور رحمت یعنے تیرے عفو کو اور تیرے فضل کو اے خداوند مین تجھسے اپنی
نعمتین پایدار مانگتا ہون جسکو نہ تغیر ہو نہ زوال اے خداوند مین تجھسے سوال
کرتا ہون امن کا روز خوب اور غم والم کے روز سے کہ وہ قیامت ہے اور اے
پروردگار جو شے تونے ہمکو عطا کی ہے اس کی شر سے ساتھ تیرے پناہ مانگتا ہون
(یعنے وہ میرے حق مین ضرر نہ کرے) اور جو چیز تونے ہم سے روک رکھی ہے

فرشتون کے قریب نے جنگ کی اور تلوارون یا تیرون سے لڑے - تمام ضعیف اور موضوع حدیثین ہین کہ
جنمین ایسی باتین مذکور ہوئی ہین - علما محققین نے کبھی ایسی حدیثون پر اعتبار نہین کیا نہ اصول حدیث سے ان کی تقویت
ہوتی ہے - پہلی بات بہی امام صاحب کی صحیح نہین ہے قرآن مین کہان مذکور ہے کہ فرشتے سپاہیون کی صورت مین آئے اور
انہون نے کسی صورت مین حاضر و غایب جنگ کی وہ صرف ایک بشارت تہی مسلمانون کے دل قایم رکھنے اور جنگ مین ثابت
قدم رکھنے کی تاکہ کم تعدادی سے ان کے دل نہ شکستہ ہو جائین اور خوف وہراس ان پر نہ چہا جائے - جیسا کہ خود خدا نے اس جگہ
سورہ انفال مین فرما دیا ہے -

" وما جعله الله الا بشرى لكم ولتطمئن قلوبكم به "

مگر اس سورہ مین جنگ بدر کے واقعہ کا جس سے یہ آیت متعلق ہے بہت ہی تہوڑا بیان ہے اور سورہ انفال مین وہ واقعہ
بالاستیعاب بیان ہوا ہے اور اسمین ہزار و تین ہزار اور پانچ ہزار فرشتون کی تعداد آئی ہے اعداد کے کہنے کی وجہ مین
پہلے بیان کر آیا ہون - غرض ان تمام باتون سے یہہ پایا جاتا ہے کہ صرف یہ بشارت تہی جو مومنین کی ڈہارس بندہانے
کے لئے کی گئی تہی - مثلاً چند شخص کسی مصیبت مین پہنس جائین تو ہم یہہ کہا کرتے ہین کہ خدا تمہاری مدد کریگا اور تمہین اس
مصیبت سے نجات دیگا اور بیشک وہ سبکا نجات دینے والا ہے - یا اگر چند اولوالعزم تحصیل علوم کے لئے خوفناک سفر
اختیار کرتے ہین تو کہا کرتے ہین (جیسا کہ حدیث مین آیا ہے) صرف ان کا دل بڑہانے کے لئے کہ قدم قدم پر فرشتے
اپنے پر بچہاتے ہین یہہ بشارت ہے ان کی اولوالعزمی بڑہانے اور ان کا شوق دو چند کرنے کے لئے اس کا اس
کو یہہ سمجہ لینا کہ فرشتون نے واقعی پر بچہائے اور بچہاتے ہین دور از عقل ہے - اسیطرح سے یہہ واقعہ بہی
بیان ہوا ہے - میرے خیال مین جو شخص ذرا بہی توجہ کریگا اور قرآن کی آیتون پر غور کریگا اسے کہل جائیگا
کہ جو کچہہ مین نے لکہا ہے وہ بہت صحیح ہے درحقیقت خدا کا یہ منشا بشارت دیکر مومنین کو جنگ مین
قایم رکہنے کا تہا -

اسکے شر سے بہی پناہ مانگتا ہون - اے خداوند ہمکو مسلمان مار (یعنے ہم مرتے مرتے
مسلمان رہین اور اے خداوند ہمارے لئے ایمان کو پسند کر اور ایمان سے ہمارے
دلون کو زینت دے اور باز رکہہ ہم سے کفر و فسق و نافرمانی کو اور ہمکو رشد و
فلاح پانے والون مین کر اے خدا عذاب کر ان کافرون پر جو اہل کتاب مین سے ہین
وہ جو تیرے رسول کی تکذیب کرتے ہین - اور باز رکہتے ہین لوگون کو تیری راہ راست
سے اے خدا تو نازل کر ان پر اپنے غضب اور عذاب کو اے الہ الحق امین —

اس دعا سے یہہ پایا جاتا ہے کہ محمدؐ اپنے کو کیسا بے بس سمجہتا تہا جو کچہہ اس نے چاہا وہ ہمیشہ خدا نے چاہا اسنے کبہی نہین کہا کہ مین فلان بات خود کر سکتا ہون وہ ان دعوون سے پاک تہا - وہ ہماری طرح خدا سے اپنی خواہشون کا جو پیغام کے بارے مین پیدا ہوتی تہین آرزو کرتا تہا اور خدا اسکی دعا قبول کرتا تہا یہان ان مسیحی مورخون کے اعتراضات سہنے کے بل گر پڑتے ہین کہ جو یہہ کہتے ہین کہ محمدؐ اگر نبی ہوتے تو آناً فاناً مین سبکو غارت کر دیتے یا اپنا بنا لیتے "- یہہ قانون قدرت کے مطلق خلاف تہا جب آپ بفتحِ و نصرت مدینہ تشریف لائے تو آپنے صرف اس خیال سے کہ مبادا مشرکین الیس پہر کر پہر مدینہ پر چڑہائی نکرین چند صحابہ کو انکے تعقب مین روانہ کر دیا جونہی ابوسفیان نے یہہ خبر سنی کہ مسلمان ہمارے تعاقب کو روانہ ہوئے ہین تو وہ اور بہی بہاگین اٹہا کر تیزی مین دوڑا اور مکہ کی طرف روانہ ہوا رستہ مین دو مدنی مسلمان ملے انہون نے - ابوسفیان کا مقابلہ کیا نہ وہ جنگ مین تہے لیکن اسنے ان دونو کو قتل کر ڈالا پہر اسنے رسول مقبول سے یہہ کہلا کر بہیجا کہ مین عنقریب تمہین نیست و نابود کرنے کے لئے پہر واپس آتا ہون وہی جواب اس کا دیا گیا جو ہمیشہ دیا جاتا تہا اور جسمین خدا پر بہروسہ اور ایمان لبالب بہرا ہوا تہا اور وہ یہہ تہا -

خدا ہمارے لئے کافی ہے اور وہی ہمارا محافظ ہے[۲]

اس آفت خیز میدان کا اخلاقی اثر ان جرگون کے حملون پر بہت کچہہ پڑا کہ جو مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاریان کر رہے تہے - انہین سے بہت سون پر تو محمدؐ کے اولوالعزمانہ اور شجاعانہ کام کا بہت اثر پڑا اگرچہ مخالف قومون نے ان اسلامی واعظون کو جو انہین راہ راست بتانے گئے تہے اور بطور ان کے مہمانون کے تہے بیرحمی سے قتل کر ڈالا ستر مسلمان اسی واقعہ مین ایک تالاب کے قریب جو بیر معونہ کے نام سے مشہور ہے قتل کئے گئے - یہہ خوفناک قتل بنی عامر اور بنی سلیم دو قومون کی حدود مین واقع ہوا تہا - زیادہ تر اس قتل مین آخر الذکر جرگہ شریک تہا - انہین سے دو مسلمان بچکر مدینہ مین آگئے - رستہ مین انہین دو شخص عرب بنی عامر کے قبیلہ کے ملے اصل مین یہہ دونو

[۱] ابن ہشام صفحہ ۵۹۰ [۲] قرآن شریف سورہ تین آیت ۱۶۷ -

رسول خدا پر ایمان لانے کے لئے آرہے تہے لیکن ان مسلمانون نے اپنا دشمن سمجہکر انہین قتل کردیا یہہ خبر رسول مقبول کو ہوئی آپ کو سخت رنج ہوا یہہ بیشک غلطی ہوئی محمدؐ نے پہر بہی دیت کے لئے بندوبست کیا یعنے مقتولین کے رشتہ دارون کو خون بہا دینے کا بندوبست کیا رسول اللہ کے حکم کے مطابق مسلمانون سے دیت جمع ہونے لگی یہودی بہی دیت مین شریک ہونے کے پابند تہے۔ وہ قومین یہودیون کی جو مدینہ مین بستی تہین معاہدہ کے موافق اس دیت مین حصہ دار بن سکتی تہین۔ اسلئے رسول اللہ معہ اپنے چند صحابہ کے ایک قوم کے لوگون کے پاس تشریف لیگئے اور ان سے کہا کہ تم اس دیت مین اپنے موافق یا حصہ رسد شریک ہو۔ انہون نے خندہ پیشانی سے اقرار کرلیا مگر یہہ کہا کہ آپ کچہہ عرصہ تامل فرمائین ہم اپنا حصہ ادا کردینگے بیشک معاہدہ کی رو سے وہ ادا کرنے یا دینے یا دیت مین شریک ہونے کے پابند تہے[۱] محمدؐ یہ سنکر ایک دیوار سے پیٹہ لگاکر بیٹہہ گئے اتنے مین آپنے کچہہ فریب اور دغابازی کی حرکتین دیکہین جن سے یہ معلوم ہوتا تہا کہ وہ عہد شکن محمدؐ کے قتل کا سامان کررہے ہین۔

لیکن یہودیون کی خصومت کی کیفیت بیان کرنے کے لئے ہمین چند قدم پیچہے ہٹنا پڑیگا۔ ہمنے دیکہا ہے کہ جسوقت محمدؐ مدینہ مین داخل ہوئے ہین تو یہودی کس تلخی اور زہریلے پن سے ایذا دینے کے لئے پیچہے پڑ گئے تہے۔ انہون نے کوشش کی تہی کہ کسیطرح محمدؐ کے معتقدین مین بے اطمینانی پہیل جائے۔ انہون نے آپکی اور آپکے صحابہ کی مذمت و ہجو کی۔ انہون نے قرآن کی آیتون کو بدل بدل کر پڑہا اور نئے نئے معنے اپنی طرف سے گہڑ گہڑ کر لوگون پر اظہار کئے اور ان کو یقین دلانے کی کوشش کی۔ انہون نے صرف اپنی ان ہی نامعقول حرکتون پر اکتفا نہین کیا بلکہ بظاہر مسلمانون کو زک دینے کے لئے وہ ایمان لے آئے اور ان سے مل گئے اور پہر کفر پوشیدہ جاری رکہی مگر خدا ان کی اس فریب کو دیکہتا تہا اسلئے اس نے منافقون کی سورہ مین ان کی حقیقت کو کہولدیا ہے اب بہی ان کی یہی کیفیت تہی جہانتک ان سے ممکن ہوتا تہا اور ان کی قوت و تحمل رستہ دیتی تہی وہ محمدؐ کے خلاف تدبیرین کرنے مین چوکتے نہ تہے۔ اب انہون نے اپنی قوم کے شعرا سے شعر کہوا کر تہے جو ادہر ادہر کے باشندون کو بہکاتے رہتے تہے اور اپنی نظمون سے یہ کام لینا چاہتے تہے کہ مسلمانون کے خلاف بغاوت کا[۲]

(۱) ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۲۳ + طبری جلد ۲ صفحہ ۵۰ میور اور اسپرنجر نے اس مسئلہ کی بڑی چہان بین کی ہے سر ڈبلیو میور صاحب تسلیم کرتے ہین کہ وہ بہی پرسیول کے قول کی کسی پہلو سے تائید نہین کرتے جن کا یہہ خیال ہے کہ بنی نضیر یہودی دیت ادا کرنے کے پابند تہے میور صاحب اس سے انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہودی پابند نہ تہے۔ اگر میور صاحب اس فیصلہ کو طبری پر منحصر رکہتے ہین تو وہ یہہ لکہتا ہے کہ یہودی ضرور پابند تہے دیکہو ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۳۔

(۲) اسکی ایک مثال لکہی جاتی ہے کہ جسنے جنگ احد مین کیا غضب ڈہایا تہا اور پہر محمدؐ کا ان کے ساتہہ کیا برتاؤ تہا۔ قریشیون نے ایک شاعر ابو عزا نامی سے کہا کہ تو آس پاس کی بستیون مین چلا جا اور لوگون کو محمدؐ کے خلاف نظم کہہ کہہ کر غضبناک کر اور ایسا برانگیختہ کردے کہ جس سے وہ سب بہڑک اٹہین اور محمدؐ کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ ہون اسنے بہی کیا یعنے بہت سے اشعار موزون کرلئے اور پہر اسنے چارون طرف اپنے اشعار سے اسلام کے خلاف آگ بہڑکانی شروع کی

جهنڈا کهڑا ہو جانے اور سب مل کر مسلمانون پر ٹوٹ پڑین - یہودی شعرا چونکہ بڑے فصیح و بلیغ تھے اسلئے انہون نے مدنیون کو اپنے اشعار سے مسلمانون کے خلاف بھڑکانے مین بہت کچھ کامیابی حاصل کی تھی - ان کی اس ناروا کوشش کا اثر مسلمانون پر یہہ پڑا تھا کہ وہ یہودیون سے بالکل برخلاف ہو گئے تھے اور ان کا بار بار کا ستانا ان کے غصہ بھڑکانے کے لئے کافی تھا مشرکین کی بدر کی شکست نے جیسا صدمہ کہ مکیون کو دیا تھا ویسا ہی یہودیون کی جانون پر بھی ٹوٹا تھا بدر کی شکست ہوتے ہی یہودیون کے قوم مین سے ایک شخص کعب اشرف کے بیٹے نے سر راہ یہ پکار کہا کہ مکیون کے شکست ہونے پر ہم مدینہ مین نہین رہ سکتے یہہ کہکر وہ مکہ چلا گیا - چونکہ اس کی قوم کے کل آدمی رنج والم مین مبتلا تھے اسلئے اس نے ان کو ہمت دینے کا کوئی موقع نہین دیکھا - اس نے یہان سے جاکر اور نبی کا مخالف بنکر مکہ مین نئے نئے گل کھلائے انتقام لینے کے لئے مکیون کو عجیب و غریب طرح سے جوش دلائے اور ان کو پورا جوشیلا بنادیا کہین کوئی بات اور کہین کوئی بات کی غرض اپنی ایسی حالت قریشون کی بنادی کہ وہ آفت ناک طیش مین بھر گئے اور انہون نے جیسے کہ ہم بیان کر آئے مین محمدؐ اور اسکے پیروان سے انتقام لینے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا - اور اپنے اس ارادہ کی پختگی انہون نے جنگ احد مین کامل طور سے دکھادی - جہان تک اس شخص سے ہوسکا اپنی قوم مین جسکا یہ ممبر تھا محمدؐ کے خلاف وہ جوش پھیلایا کہ خدا پناہ دے بچہ بچہ کو محمدؐ کے خون کا پیاسا کر دیا اور وہ سب ایسے طیش مین بھرے کہ انہین سوا ایذا پہونچانے اور مسلمانون کو زک دینے کی تدبیر کرنے مین اور کسی دنیوی کام کا ہوش نہ رہا تھا - دوسرا یہودی اسی قوم کا رفیع سلام بیٹا ابو الحقائق کا بھی محمدؐ کا بہت بڑا دشمن تھا اسکی جنگی تدبیرین بھی وہ پہلے کی طرح وحشت ناک اور دہشت انگیز تھین - یہہ شخص اپنے قبیلہ کے ایک گروہ کے ساتھ خیبر مین رہتا تھا جو مدینہ سے شمال مغرب کی کی طرف چار پانچ دن کا رستہ ہے - اسنے اپنے پڑوسی جرگون کو محمدؐ کے خلاف بھڑکایا جنمین خصوصًا سلیم اور دوسری قوم تھی - مسلمانون کی یہ حالت ایسی نہ تھی کہ وہ ان پر حملہ آور ہو کر انہین پسپا کرتے بلکہ ان کے لئے ایک یہہ ہی بہت بڑی بات تھی کہ وہ اپنے مخالفین سے اپنے کو بچا لیتے - وہ اپنی حفاظت کرنا ہی بڑا کمال جانتے تھے - وہ کس کس سے مقابلہ کرتے اور کیا کیا کرتے آیا قریشون کی سرکشی فرو کرنے کے لئے آمادہ ہوتے یا اپنے بیگناہ مسلمین کا کفار سے انتقام لینے کے لئے مستعد بنتے یا یہودیون کی سازش بازی اور ان کی مخالفت کا جواب دیتے یا ان جرگون کی جو خیبر اور اس کے اطراف مین رہتے تھے مخالفت اور سرکشی کو روکتے یا ان تمام غنیمون کی شرارتون سے

اور محمدؐ کے قتل پر وہ لوگون کو آمادہ کرنے لگا جنگ بدر مین وہ گرفتار کر لیا گیا اور محمدؐ کے سامنے لایا گیا محمدؐ نے بغیر فدیہ لئے صرف اس اقرار پر اسے چھوڑ دیا کہ مدنیون کے خلاف سازشین نہ کیجو مگر وہ رہا ہوتے ہی پھر باز نہین آیا اور دوبارہ جنگ احد مین پکڑا ہوا آیا - ایک مسلمان نے اس جرم مین قتل کر ڈالا بیشک وہ بدبخت عہد شکن کذاب اسی قابل تھا - وہ نہین چاہتا تھا کہ محمدؐ کے رحم سے حصہ لے جو کچھ اسنے کیا اس کی سزا پائی اور وہ بیشک اسی قابل تھا -

لیپنے کو بچاوے - چارونطرف سے آن پر آفتین بپاہورہی تہین اور ان کے دشمنون نے چارون
طرف ایک خوفناک اور جان وتن کو جہلسا دینے والی آگ روشن کر رکہی تہی - ان کا کوئی مددگار نہ تہا
کوئی ڈہارس بندہوانے والا نہ تہا کوئی ان کی تشفی لینے والا نہ تہا - اگر ان کو قوی بناتا تہا تو صرف
وہ بہروسہ جو خدا پر تہا - وہ سب بیکدل ہو کر خدا کی عبادت کرتے تہے اور اسیکی مدد کے خواستگار
رہتے تہے - ان کے حسرتناک آنسو صرف خدا کا بہروسہ پونچہتا تہا - شب و روز کی زہریلی اور
تلخ تر مخالفتون نے کیا کیا کچہہ ان کی ہمتون کو پسپا کرنے کی کوششین کی تہین لیکن پہر بہی بہروسہ
اور سچا بہروسہ اور روشن بہروسہ جو خدا اور اس کے وعدہ پر تہا انہین ثابت قدم رکہتا تہا -
عیسائی مورخ ان قتلون کو جو مصلحت وقت سے کئے گئے تہے بہت برا جانتے ہین اور ان قتلون کا
الزام رکہتے ہین کہ محمدؐ کی شان کے بالکل خلاف تہا کہ کسیکو پوشیدہ قتل کیا جاتا - کیونکہ ایک مسلمان
پوشیدہ ان لوگون کے قتل کے لئے بہیجا گیا تہا کہ وہ ان لوگون کو قتل کر ڈالے کہ جو محمدؐ کے خلاف سازشین
کر رہے تہے - یہہ ٹہیک ہوا کہ ایک مسلمان پوشیدہ ان کے قتل کرنے کے لئے روانہ کیا گیا تہا مگر افسوس
یہہ ہے کہ اسپر اعتراض کرنا سچے انصاف کا خون کرنا ہے - مصلحت وقت اسیکی مقتضی تہی کہ ان
کو کسی تدبیر سے خواہ علانیہ ہو یا رازداری کی ہو دنیا سے مٹا دینا لازم تہا اسلئے کہ صرف ان کے
زندہ رہنے سے ہزارون جانون کا ہلاکت مین پڑنے کا خوف تہا - مین ان ہی معترضون سے پوچہتا
ہون کہ جو شخص امن مین خلل ڈالنے کی کوشش کرے جو شخص صدہا بیگناہ جانون کو ہلاکت مین ڈالنے
کا بندوبست کرے جو شخص نیک باتون اور خدائے واحد کی پرستش کا مانع ہو اسکی کیا سزا ہو سکتی ہے
اس قانون مین کہ جو مہذب ممالک کا کہلاتا ہے غالباً وہ یہی جواب دینگے کہ اسکی سزا قتل ہے چونکہ اس
موقع پر یہہ مناسب نہین معلوم ہوتا کہ مہذب دنیا کے ان مقدمات کا ذکر کرون کہ جو سنگین کہلاتے
ہین اور جنمین اس معمولی قتل کرنے سے زیادہ سزائین دی گئی ہین یعنے پہانسی دینے کے بعد ان کی
لاشون کو جلا دیا گیا ہے اعتراض کر دینا بہت آسان ہے لیکن واقعات کو دیکہنا اور انصافاً ان پر
نظر کرنا یہہ ایک بہت بڑی بات ہے - اگر میور صاحب ملاحظہ فرماتے تو انہین معلوم ہوتا کہ جو شخص
امن مین خلل ڈالنے کی کوشش کر رہا تہا اور جسنے ہزارہا بیگناہ جانون کو ہلاکت مین ڈالنے کا
بندوبست کر لیا تہا اسکو حکمت سے قتل کرا دینا پولیٹکل پولیسی سے انسب ہے - نہ وہان پولیس
کورٹ تہی نہ محکمہ عدالت تہے نہ کوئی فوجداری کی کورٹ تہی اور نہ کورٹ مارشل تہی کہ کسی شخص کے
جرایم کی سزا دیجاتی اور اسپر مقدمہ قایم کیا جاتا - جب ان مین سے کوئی عدالت نہ تہی تو پہر کیونکر
ان خوفناک جرایم کا جو ہزارون انفاس کو خون کے کپڑے پہنانے مین سرگرم تہے بندوبست کیا
جاتا یہہ عین انصاف تہا کہ ان کو جسطرح سے ہو سکتا قتل کی سزا دیجاتی - یہہ محض ناممکن تہا کہ

ان پر کہلم کہلا جاپڑتے اور ان کو نیست و نابود کر ڈالتے غرض اس کا نابود ہونا پولیٹیکل لحاظ سے بہتر اور لائق تہا خواہ ان کو کسی طرح نیست و نابود کیا جاتا - ان لوگوں یعنے یہودیوں نے عہد شکنی کی تہی اور جس معاہدہ پر ان کے دستخط ہو چکے تہے اس سے پہر گئے تہے - یہہ محض ناممکن تہا کہ انہیں پبلک میں گرفتار کرکے بلایا جاتا اور ان کے قبائل یا گروہ کے آگے دستوم دہام سے ان پر فرد قرارداد جرم لگائی جاتی - جب انہیں سے کوئی بات ممکن نہ تہی تو پہر کیونکہ ہوسکتا تہا کہ فتنہ و فساد کی روک ہوسکتی اور اس عظیم الشان قتل عام کو روکا جاتا جو اس کی وجہ سے اگر وہ زندہ چہوڑ دیا جاتا تو عنقریب ہوجاتا - مدینہ کے ملکی معاملات اس امر کے شاہد ہیں کہ جو کچہ کیا جائے بہت جلد کیا جائے اور ایسا پوشیدہ کیا جائے کہ کسی کو اسکی خبر نہو وے - ریپبلک کا قایم رہنا اور اس امن کا برقرار رکہنا کہ جس سے ہزاروں جانیں مردوں عورتوں اور ان کے معصوم بچوں کی آرام سے اپنی زندگی بسر کرتی ہیں خواہ کسی طریقہ سے ہوتا فرض تہا - جو شخص سلطنتی معاملات کے اتار چڑہاؤ جانتا ہے جس نے خود سلطنت کی ہے یا حکمرانوں کی مدد کی ہے یا اس نے قانون انتظام ملکی دیکہا ہے اور جو شخص ایک حکمران کی ذمہ داری کو جانتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ ایسی حالت میں کہ چار و نظرف لوگ امن میں خلل ڈالنے کو موجود ہوں بلکہ مسلمانوں پر شمشیر بدست ہوکر آمادہ قتال ہوں اور سب سے زیادہ یہہ بات ہو کہ جن لوگوں نے امن قایم کرنیکا وعدہ کیا تہا انہوں نے عہد شکنی کی ہو ایسی حالت میں مخل امن و آسایش کا کیا علاج ہوسکتا تہا - ہم لکہہ چکے ہیں کہ محمد ؐ نرا پیغمبر ہی نہ تہا بلکہ ایک بہت بڑا اسٹیٹسمین بہی تہا اور اپنی قوم یا اپنے شہر والوں کا محافظ بہی تہا یہہ تدبیریں ایک بہت بڑے دماغ کے خیالات کا نتیجہ ہیں نافہم معترض یہہ نہیں جانتے کہ جب ہمارے اعتراضوں کی کوئی جانچ کریگا اور ان کی فطرت کو دیکہے گا تو کیا خاک ہماری تحقیق اور انصاف کی وقعت اسکی نگاہوں میں ہوگی - جو کچہ ان کا جی چاہتا ہے

جا کیا عیسائی مورخ عقلمند اور دانشمند سولن کو بہول گئے کہ جس نے اپنے چہوٹے سے شہر کی حفاظت کے لئے کیا کیا تدبیریں یا تجویزیں کی تہیں اس نے یہہ لازمی امر سمجہہ لیا تہا کہ جن پہلوؤں سے ہو مفسدوں کو چپ چپا قتل کیا جائے اور جس نے ایسی بہت سی وارداتیں پوشیدہ کرائیں کیا انگلینڈ کا قانون بہول گئے کہ جس میں کہلم کہلا لکہا ہے کہ واجب القتل شخص کو چاہئے کوئی شخص تعاقب کرکے قتل کرڈالے کیا آسیجی دنیا کو یہہ یاد نہیں کہ یتہ میں عیسائیوں پر کیا آفت نازل ہوئی تہی اس لئے کہ ان سے امن میں خلل پڑنے کا خوف تہا -

ان تمام پہلوؤں پر جب نظر ڈالی جائے گی تو اس سے کہلے گا کہ یہہ قتل جو محمد ؐ نے ان مفسدوں کا کرایا عین انصاف تہا اور ٹہیک یہی چاہئے تہا - سولن کے قوانین کو کیوں نہیں دیکہتے عیسائیوں کی صلیبی سازشوں کو کیوں بہلا دیا کہ لاکہوں بیگناہ جانیں ضائع ہوگئی تہیں ایک معمولی بات پر عیسائی مورخوں نے اپنی کتابوں کے صفحے کے صفحے سیاہ کر دیئے میں حیران ہوں کہ حقیقت کوئی نامنصفانہ تحریر لکہتے ہیں دل - کیونکہ گواہی دیتا ہے کہ وہ ایسی بے سروپا اور لایعنے باتیں قلم سے نکالیں اور پہر اپنی ان بے بنیاد تحریروں پر فخر کرتے ہیں اور اپنے خیال میں وہ سب کچہ کر گزرتے ہیں حالانکہ کچہ بہی نہیں کرتے -

کر گزرتے ہیں مگر اس کا نتیجہ نہیں دیکھتے کہ کیا ہوگا۔ اگر درحقیقت وہ خدا کو مانتے ہیں اور سزا و جزا کے قائل ہیں تو یاد رکھیں کہ ان جھوٹے الزامات کی جوابدہی خداوند کے آگے کرنی پڑے گی اور جہاں ان کے نبی حضرت عیسیٰ بھی موجود ہوں گے اور جو یہ نہیں مانتے اور خدا اور اس کے قوانین قدرت کو نرا ڈھکوسلا ہی سمجھتے ہیں تو ان کے لئے یہی بہت ہے کہ جب لوگ ان کے الزامات کو دیکھتے ہیں جو محض دشمنی اور تعصب سے محمد کی معصوم ذات پر عاید کئے ہیں تو جس صفت و ثنا سے وہ نہیں یاد کرتے ہیں وہ خود ہی خوب سمجھتے ہیں اور دنیا خوب جانتی ہے۔

ان غدار اور دغابازوں کی قسمت نے انہیں ان کے اعمال کا نتیجہ دکھا یعنے وہ قتل کئے گئے تو مدینہ کی حدود میں بنی نضیر کے یہودیوں میں اور بھی پیغمبر کے خلاف فتنہ و فساد کی آگ مشتعل ہوئی۔ جبکہ دوسری یہودی قومیں زراعت کرتی تھیں تو بنو قینقاع کے پاس مشکل سے ایک کھیت تھا جس میں وہ خربوزہ بویا کرتے تھے یہ قوم اور قوموں میں دستکاری کا پیشہ کرتی تھی مگر یہ قوم سب سے فتنہ انگیز تھی اور اخلاق سے اسکی آوارگی حد سے زیادہ بڑھ گئی تھی۔ وہ اپنے بھائی اسکندریہ والوں کی طرح ہر بغاوت اور فتنہ و فساد میں بڑھکر حصہ لیتے تھے اور جہاں کوئی کہیں فتنہ و فساد کی سن پائی اور انہوں نے جاکر اسکو اور بھی بھڑکا دیا۔ یہ تو گاہے گاہے ہوتا تھا لیکن ہر جگہ نئے فتنے و فساد قایم کر دینے کوئی بات ہی نہ تھی۔ لڑنا جھگڑنا لوٹ مار تباہ کرنا قتل کرنا بستیوں میں آگ لگا دینا اس قوم کے بائیں ہاتھ کے داؤں تھے۔

(دوسری ہجری ماہ شوال مطابق فروری ۶۲۴ء)

ایک دن گاؤں سے ایک نوجوان لڑکی یہودیوں کے بازار میں دودھ بیچنے آئی بدذات اور نا خدا ترس یہودیوں نے اس لڑکی کو بے عزت کرنا چاہا اور بہت کچھ اس کی توہین کی ایک مسلمان رہگیر کو یہ نظارہ برا لگا۔ وہ کھڑا ہو گیا اور اسنے کہا کہ یہ باتیں تمہاری اچھی نہیں ہیں تم اپنی ان بیہودہ حرکات سے باز آؤ انہوں نے اور بھی زیادتی کی اسنے یہ بھی کہا کہ جو کام تم کرتے ہو خلاف معاہدہ ہے تم امن میں خلل ڈالنا چاہتے ہو یہودیوں نے نہ مانا اور وہ اس نوجوان خاتون کے عصمت کے تاج کے درپے ہو گئے لیکن مسلمان نے صاف لفظوں میں کہدیا خبردار جو اس بیگناہ شریف خاتون کی طرف آنکھ بھر کر دیکھا نتیجہ یہ ہوا اور اس تلخ گفتگو نے یہانتک طول کھینچا کہ شریر اور فسادی یہودیوں نے بیگناہ مسلمان کو قتل کر ڈالا جوں ہی اسکے قتل کی خبر مسلمانوں کو ہوئی وہ مارے غصہ کے کانپ اٹھے خشمگین شعلے ان کی آنکھوں سے مشتعل ہونے لگے مارے غیظ کے ان کے منہ میں کف بھر آئے اور وہ اپنے بھائی کا انتقام لینے کے لئے برہنہ تلواریں سونت کر یہودیوں پر ٹوٹ پڑے خوب خوب تلوار چلی دونو طرف کے آدمی قتل ہوئے۔ اتنے میں آنحضرت کو خبر ہوئی آپ دوڑے ہوئے عین موقع پر تشریف لائے اور مسلمانوں کے آفت انگیز طیش کو ٹھنڈا کیا اور دونو قوموں کا بیچ بچاؤ کیا۔ آپنے فوراً سمجھ لیا کہ یہ فساد اور یہودیوں کی زیادتی اور بیگناہ

مسلمان کا قتل کرنا ضرور اور قبایل یہود کا اشارہ ہے اور انہین باہم پوشیدہ سازشین ہو گئی ہین۔ آپکو یہہ خیال آرہا تہا کہ مدینہ مین جس وقت سے انتظام امن قایم کیا ہے اسمین فوراً خلل پڑجانے کا اندیشہ ہے۔ ابتو یہودیون نے کہلم کہلا اعلان دیدیا اور پبلکلی کہدیا کہ ہم وہ عہد و پیمان امن کا توڑتے ہین اب رسول مقبول کو یہہ ضروری تہا کہ کوئی تدبیر ایسی نکالی جائے جس سے بہت مضبوطی سے امن قایم ہو اور پہر اس امن مین کوئی مخل نہو سکے۔ اس خیال سے آنحضرت سیدہے بنی قینقاع قبیلہ کی طرف تشریف لیگئے اور ان سے کہا تمہین لازم ہے کہ تم ہمارے ساتہہ اس فتنہ و فساد کے مٹانے مین شریک ہو اور ہماری مدد کرو تاکہ ہم مدینہ مین امن برقرار رکہہ سکین جس مین ہمارا تمہارا دونو کا فائدہ ہے۔

انہون نے جو کچہہ جواب دیا وہ صرف توہین آمیز ہی نہتہا بلکہ فسادانگیز اور غضب برپا کرنے والا تہا۔ اور وہ جواب یہہ تہا۔ "اے محمدؐ تو اس فتح پر فخر نکر جو تونے قریشیون پر حاصل کی ہے سبجہے اب تک ایسے لوگون کے ساتہہ معاملہ پڑا ہے کہ جو قانون جنگ سے نابلد ہین جب ہمارے ساتہہ تیرا یہہ معاملہ پڑیگا تو ہم تجہے دکہائینگے کہ ہم کیا ہین دو ؎۱"

تمام مورخ متفق ہین کہ یہودیون نے ایسی گرم تقریر محمدؐ سے کی کہ جو صرف امن قایم کرنا چاہتا تہا۔ یہہ سنکر محمدؐ واپس چلے آئے اور انہون نے فوراً اپنی ایک گہڑی مین قلعہ بندی کرلی اور محمدیون پر حملہ آوری کرنے لگے۔ اب مین سچی مورخون سے سوال کرتا ہون کہ کیا کرنا چاہیے تہا کیا ان کا تباہ و برباد کرنا لازمی نہ تہا؟ نہین فرض تہا کہ ان کی توبیخ کی جاتی اور ان کو بالکل نیست و نابود کردیا جاتا انہین اپنے چمکتے ہوئے ہتیارون پر فخر تہا وہ اپنی کثیر التعدادی پر پہولے ہوئے تہے اپنے موٹے تازے ہونے اور جفاکشی کی عادت پر انہین بہت بڑا گہمنڈ تہا۔ انہین اپنی قانون جنگ پر زیادہ بہروسہ تہا برخلاف اسکے محمدیون کے پاس کچہہ نہ تہا اگر تہا تو صرف وہ بہروسہ تہا کہ جو خدا پر رکہتے تہے نتیجہ یہہ ہوا کہ مسلمان ہوشیار ہوئے اور پہلے ان کی طرف متوجہ ہوئے ان کو چار دانطرف سے گہیر لیا پندرہ دن کے بعد وہ قابو مین آئے پہلے یہہ ارادہ تہا کہ انہین ان کے جرائم کی پوری سزادیجاتی ان کو سخت بیرحمی سے قتل کیا جاتا لیکن محمدؐ کی رحیم فطرت نے یہہ گوارا نہین کیا کہ ایک بہی جان کی گرانی جائے ہان صرف یہہ کیا کہ انہین جلاوطن کردیا گیا۔

؎۱ ابن ہشام صفحہ ۵۴۵ و طبری جانبے بنی قینقاع کے اس گفتگو کا کسیقدر اختلاف سے تذکرہ کیا ہے لیکن اور تمام مورخ اسپر متفق ہین کہ انہون نے فساد انگیز اور سخت گفتگو کی تہی اور اپنے فساد قایم کرنا چاہتا تہا۔ مگر گبن صاحب خبر نہین کہان سے ایک ملایم اور نرم جواب عجیب یہودیون کے منہ مین رکہتے ہین یہہ بہی عجیب تماشے کی بات ہے کہ تمام جہان کے مورخ تو یہہ کہرہے ہین کہ انہون نے بہت سختی سے جواب دیا اور غیر اسلام مورخ بہی اسے تسلیم کرتے ہین مگر مین نہین جانتا کہ گبن صاحب کو یہہ خبر کہان سے ہوگئی شاید خواب مین یہودی ان سے کہگیا ہوگا کہ مین نے یہہ نہین کہا تہا جب اتنا بڑا مورخ جسکی دہوم یورپ مین مچرہی ہے وہ ایسی بیسر و پا باتین بناتا ہے کہ جن کے اعتبار مین شک ہی نہین محض غلط ہے پہر مین حیران ہون کہ اور چہوٹے چہوٹے عیسائی مورخ غیر اعتباری اور غلط نویسی کے علاوہ کونسی جگہہ اپنے لئے رکہتے ہین جو شخص کو اپنی وقعت قایم کرنیکا ذرا بہی خیال ہے وہ کبہی ایسی بیسر و پا باتین بہیں نہ بکنے کا۔

یہودی اس تاک مین رہنے لگے کہ کہین محمدؐ کو تنہا پاکر قتل کرڈالین اون کی یہہ نگاہ محمدؐ نے بہی تاڑلی اور
اب آپ نے اپنے صحابہ کے مشورہ سے اپنی حفاظت لازم جانی اس نظارہ نے یہودیون کی کمرون کو توڑدیا اور
وہ سخت مایوس ہوگئے اور انہین ناامیدی ہوگئی کہ اب ہم محمدؐ پر قبضہ نہ پا سکینگے۔ آخر بنی نضیر نے اس مقام
پر اپنا ڈنڈا ڈیرا ڈالا جہان سے ان کے دوسرے یہودیون کے قبیلہ کو جلاوطن کیا تہا۔ محمدؐ نے ان کے
پاس بہی وہ ہی پیغام بہیجا کہ جو ان کے پہلے یہودی قبیلہ کے پاس بہیجا تہا۔ اُنہون نے عبداللہ بن ابی
کے بہروسہ پر وہی دہمکی آمیز جواب دیا کہ جو ان کے پہلے قبیلہ نے دیا تہا۔ ہرچند انہین سمجہایا گیا لیکن انہون
نے نہ مانا آخر نتیجہ یہہ ہوا کہ ان سے بہی مقابلہ کی ٹہری پندرہ روز کے بعد وہ سب گرفتار کرلئے گئے اس دشمنی
اور جنگ پر بہی انہین کوئی جسمانی سزا نہ دی گئی بلکہ انہین حکم دیا کہ تم یہان سے اپنا مال و متاع لیکر چلے جاؤ
مگر ہتیار یہین چہوڑ جاؤ۔ ناانصاف ناخداترس یہودیون نے جاتے وقت اپنے رہنے کے گہر بہی ڈہادئے
اس خیال سے کہ کہین مسلمانون کے قبضہ مین آکر انہین آرام نہ ملے اس سے زیادہ دشمنی اور مخالفت کیا ہوگی
پہر بہی اگر ان دشمنون اور مخالف کارروائیون پر نہ خیال کرکے مسلمانون ہی پر عیسائی مورخ محض اپنے
تعصب کے بدولت خواہ مخواہ کے الزام قایم کرین تو وہ جانین اور ان کا خداوند۔

(ربیع الاول ۴ھ ہجری مطابق جون سے جولائی تک ۶۲۵ء)

ان یہودیون کی زمین جسکو وہ نہ لیجا سکتے تہے قانون جنگ کے مطابق مسلمانون کے قبضہ مین آگئی جس کی
تقسیم انصار کی مرضی پر مہاجرین مین ہوگئی جو ابتک اپنے بہائی مدنیون کی حفاظت مین تہے اور وہ ہی ان
کی پرورش کرتے تہے۔ باوجودیکہ مہاجرین اور انصار مین زبردست بہائی چارا قایم ہوگیا تہا اور وہ ایک
دوسرے پر جان دیتے تہے لیکن پہر بہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہہ چاہا کہ کہلم کہلا یا علانیہ ان کے
استحقاق کی بابت انہین مطلع کردیا جائے دراصل اگر دیکہا جائے تو متاخرین کی حالت سخت ناگفتہ بہ تہی
وہ اپنے نبی اور خدائے واحد کی محبت مین اپنا وطن چہوڑ چہوڑ کر چلے آئے تہے اگر مدنی انہین رہنے کو مکان
نہ دیتے کہانے پینے سے ان کا بندوبست نکرتے تو محض ناممکن تہا کہ وہ چندروز بہی زندہ رہ سکتے ابتک
انصار ہی ان کی پرورش کرتے تہے لیکن نبی نے ان سے دریافت کیا کہ اے انصار کیا تمہین اس امر مین
کوئی اعتراض ہے کہ مین تمہارے غریب اور فلاکت زدہ بہائیون کو جو میرے ساتہ اپنا وطن چہوڑ کر آئے ہین اس مال مین
حصہ دیتا ہون کہ جو یہودی چہوڑ گئے ہین۔ وہ یعنے انصار یکزبان ہوکر بولے "آپ نہ [illegible] بہائیون مین
ہی انکے اسباب کی تقسیم کردین بلکہ ہمارا حصہ بہی انہین دیدین ہم برضا و رغبت منظور کرتے ہین۔ اسپر نبی نے اسباب
سب کو مہاجرین مین تقسیم کردیا۔ اور انصار مین سے بہی دو شخصون کو جو بہت غریب تہے حصہ دیا تہا

ابن ہشام صفحات ٦٥٣ و ٦٥٢۔ ابن اثیر جلد ٢ صفحہ ١٣٢۔ ابوالفدا صفحہ ٨٩۔

ابن ہشام صفحہ ٦٥٤۔ ابن الاثیر جلد ٢ صفحہ ١٣٣۔ طبری جلد ٣ صفحہ ٥٠٤۔ اب سے یہہ اصول مقرر ہوگیا تہا کہ وہ
جو طرفین کی جنگ سے وصول ہو بلکہ اور طریقہ پر حاصل ہو تو وہ حق سلطنت یا حق سردار سلطنت سمجہا جائیگا اور صرف حکمران
یا خلیفہ کی مرضی پر اسکو خرچ کیا جائیگا اور کام مین لایا جائے گا۔

ہجرت کے چوتھے سال اور ماہ ربیع الاول کے مہینہ مین یہودی مدینہ منورہ سے خارج کردیے گئے تھے۔ اس سال کا باقیماندہ حصہ اور آئندہ سال کا ابتدائی حصہ ان مخالف قومون کی سرکوبی مین گذرا کہ جو مدینہ کی حدود مین مسلمانون کے خلاف سازشین کر رہی تھین اور انہون نے کئی مسلمانون کو وقتاً فوقتاً اکیلا دکیلا دیکھکر قتل بھی کر ڈالا تھا۔ یہہ خون عموماً یہودیون کی دغابازی اور فریب سے مدینہ کی حدود مین واقع ہوتے تھے۔

یہودیون نے مخالفت اور دشمنی کی کوئی بھی حد نہ رکھی تھی اور وہ ہر ہر موقع پر جہان ان کا داؤن چل جاتا تھا کسی مسلمان کو خواہ نوجوان ہو یا بوڑہا ہو یا عورت ہو یا معصوم بچہ ہو بغیر خون کے کپڑے پہنائے ہوئے نہ چھوڑتے تھے ان بدبخت یہودیون کو کبھی معصوم بچون پر بھی ترس نہ آتا تھا اور نہ اپنے محسنون کی قدر کرتے تھے۔ جو کچھہ انہون نے مسلمانون سے ظالمانہ طریق سے برتاؤ کیا وہ ایسا سخت اور ناقابل برداشت ہے کہ نبی کے رحم اور تحمل ہی نے سہا ورنہ آجکل ہم مہذب دنیا مین دیکھتے ہین کہ سرکشون کو کیسی سزا دیجاتی ہے۔

۱۸۵۷ء مین باغیون کے ساتھہ کیا برتاؤ کیا گیا بیشک یہی چاہیئے تھا ہزارون کو رسی مین باندہکر درختون سے لٹکا دیا یہہ سلوک درحقیقت دیکھا جائے تو عین انصاف ہے۔ یہہ ایک نیچرل بات ہے کہ اگر کسی عضو مین کوئی پھوڑا پھنسی ایسا ہو جائے کہ اس سے اور دوسرے صحیح عضو کو مضرت پہونچنے کا ڈر ہو تو یقینی وہ عضو فوراً کاٹ ڈالا جائیگا اور اس کا کاٹا جانا میرے خیال مین نہین بلکہ ہیئتِ انصاف مین بھی خلاف ہوگا تو پھر مین یہہ دریافت کرتا ہون کہ اگر نبی ان دو قبیلون کو قتل کرا ڈالتے تو کوئی اعتراض کی بات نہ تھی نہ کوئی ناانصافی تھی بلکہ عین مصلحت تھی پھر بھی محمدؐ کے رحم نے یہہ تقاضا نہین کیا کہ انمین سے ایک کو بھی قتل کیا جائے۔ کیا عیسائی مورخ ایسے رحم کی مثال اور بھی کہین دکھا سکتے ہین۔ ج

یہان مین بغیر ایک بات کے لکھے نہین رہسکتا اور وہ یہہ ہے کہ ایک مہذب بد تہذیب پادری مجھکی وہ تصنیف اور تحقیق علمی اسکے تعصب کی طرح تاریکتر ہے فخراً اپنی ۸۸ صفحہ کی کتاب محمدؐ کی تواریخ کا

ف ۱ مطابق ابن ہشام صفحہ ۶۵۳ اور ابو الفدا صفحہ ۹۴ طبری جلد ۳ صفحہ ۵ کے یہہ مہینہ صفر کا تھا۔

ف ۲ اس وبیداور فساد کا باعث یہہ تھا کہ عیسائی مورخ ابو الفدا کے لکھنے کے بموجب دمشق سے چار یا پانچ روز کے فاصلہ پر ایک مقام مین قیام پذیر تھے اس تجارت کو روک رکھا تھا کہ جو مدینہ سے شام کو جاتی تھی یہہ قافلون پر نڈر ہوکر حملے کرتے تھے اور تھا ان کا زور بڑھگیا تھا کہ مدینہ کی حدود پر ہی چھاپہ مارنے لگے تھے مگر یہہ قزاق مسلمانون کے مدینہ مین داخل ہوتے ہی کافور ہوگئے پہر بھی محمدؐ نے مدینہ کے پڑوسی سردارون سے چراگاہ کے بارے مین معاہدہ کیا اور پھر اس معاہدہ پر ایک مدت تک عمل درآمد ہوتا رہا۔ اس معاہدہ مین محمدؐ نے اس پاس کے سردارون کو مدینہ کے حدود کے چراگاہون کی اجازت دیدی تھی۔

میور جلد ۳ صفحہ ۲۶۰ سی ڈی پرسیول جلد ۳ صفحہ ۱۲۶—

اجمال وہ نامی اِلن نحر ایہہ لکھا ہے وہ کہ ہجرت کے چوتھے برس محمدؐ نے دو ڈکیتی کین "پہر یہی دریدہ دہن بے ادب لکھتا ہے یہان اس نے حضرت عیسے اور آنحضرت کا مقابلہ کیا ہے" عیسے اپنے بچانے کے لئے بہاگ نہین گیا بلکہ اپنے کو دشمنون کے سپرد کیا محمدؐ اپنی جان کی امان کے لئے مکہ چہوڑ مدینہ بہاگ گیا" چونکہ اس ہجرت کی فطرت کو ہم گذشتہ ہجرت ہی کے موقع پہ بیان کر چکے ہین اسلئے یہان بے محل لکہنا مناسب نہین جانتے۔صرف عیسائی تہذیب یافتہ گروہ کو دکہانا ہے کہ تہذیب اور شائستگی کا یہہ اثر ہے۔جس تہذیب اور شائستگی پر وہ بہت نازان ہین اسکی فطرت مین ایک بہت بڑے ریفارمر کی شان مین گالیان دینا فرض سمجہا گیا ہے۔یہہ بے ادب دریدہ دہن ناتراشیدہ مین نہین خیال کر سکتا کہ ڈکیتی کسے کہتا ہے۔

آیا ڈکیتی کے یہہ معنی ہین کہ اپنے دشمنون کو اگر وہ حملہ آور ہون تو دفع کرے تو اس ڈکیتی سے نہ حضرت عیسے بچینگے نہ ان کے حواریئن آیندہ دوسری جلد مین ان ناقابل اور وحشت خلاف قانون سازشون کا ذکر آئیگا کہ جو عیسائیون نے صلیبی لڑائیون مین کی ہین جس سے اس دریدہ دہن کو جسکا نام لینا بہی مجہے گوارا نہین ہے اور جس کے نام سے مین اپنی پاک کتاب کے صفحے ناپاک کرنے نہین چاہتا معلوم ہوگا کہ ڈکیتی غریب دغابازی اسے کہتے ہین یاد رہتی۔

اس فضول اور غیر نتیجہ امر کو نظر انداز کرکے اور اس کا انصاف خدا پہ چہوڑ کر مین اپنے مطلب پر آتا ہون اس آفت خیز وقت مین (یعنے ہجرت کے چوتہے سال کا ذکر کر رہا ہون) یہہ زمانہ بہی خصوصاً مسلمانون کے سخت امتحان کا تہا۔ان کے خلاف سازشون کے دروازے کہلے ہوئے تہے اور وہ وہ کچہہ کیا جاتا تہا جس کے پڑہنے اور قلمبند کرنے سے رونگٹے کہڑے ہوئے جاتے ہین۔ان کامیابیون پر جو نبی کو بتائید خدا کے پیر دوسرے ہورہی تہین دین کے دشمن جانی مخالفت مین سست پڑنے نہ تہے۔وہ اپنے رحم کا اندازہ کر جبکے بہی اس کی مخالفت مین کمی نہ کرتے تہے اور اپنی ڈیڑہ اینٹ کی الگ ناچ رہے تہے۔

(۵ ہجری ۳ مئی سنہ ۶۲۶ء سے ۲۲ اپریل سنہ ۶۲۷ء تک)

ادہر یہودیون کی یہہ کیفیت تہی اور ادہر مشرکین عرب نے دور دراز حصص مین اپنے قاصد بہیجنے شروع کر دئے تہے کہ وہ مسلمانون کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ ہون۔سب سے زیادہ ان کوششون مین یہودی حصہ لیرہے تہے۔خیبر مین ابہی تک بہت سے یہودی جمع تہے اور اپنے کو مسلمانون سے انتقام لینے کے قابل بنارہے تہے حالانکہ جو کچہہ مسلمانون نے ان کے ساتہہ کیا تہا وہ صرف رحیمانہ اور منصفانہ برتاؤ تہا لیکن وہ اپنی فسادی اور شرّی فطرت کے بدولت مسلمانون پر دانت پیس رہے تہے اور یہہ دانت پیسنا ان کا ان ہی کے حق مین زہر تہا۔ان کی مخالفین سب خبر یاد ہو گئین

اور آخر حق کا نور چمک ہی کر رہا۔ ان لوگون نے جو خیبر مین مقیم تہے مسلمانون کے برباد کرنے کی
نئی نئی تدبیرین نکالین[1]۔ آخر کار ان کی تدبیرین کارگر ہوئین اور ان کی کامیابی کا نیا گل یہہ کہلا کہ
لے در دا ابوسفیان دس ہزار شائستہ آزمودہ کار نوجوانون کو لیکر مدینہ کی طرف بڑہا۔ راہ مین
کوئی بہی اسکی روک نہ ہوا اور وہ آندہی اور مینہہ کی طرح مدینہ کے منہ پر آگیا اور اسنے احد کے
اچہی جانب اپنے لشکر کا قیام کیا۔

(شوال ۵ہجری مطابق ۲ فروری ۶۲۷ء)

دس ہزار آدمی اور وہ بہی چیدہ چیدہ نوجوان لڑاکو ایسے معمولی نہ تہے کہ کم تعداد مسلمان انہین ہرا سکین
جانے ہان جب تک کہ محمدؐ جیسے پرہیزگار پاک نفس کی ان پر کمان نہوتی مسلمان ان کے مقابلہ کے لئے
مجبور ہوئے اور اپنے بیر بنگاہ کو سمیٹ کر مدینہ سے باہر نکلے اسوقت کل تعداد مسلمانون کی تین ہزار
اپنی قلیل تعداد کو دیکہکر اور اس ناجائز اور غیر واجب مخالفت کو دیکہکر کہ جو مدینہ ہی مین ہو رہی
نبی نے غیر محافظ شہر کے گرد گہری کہائی کہود نے کا حکم دیا۔ اپنے بال بچون اور عورتون کو ایک
محفوظ جگہہ چہوڑ کر محمدؐ یون نے دشمن کے مقابل مین اپنی مورچہ بندی قایم کی۔ اسی عرصہ مین قریش
نے ایک اور نئی بات کی کہ یہودیون کی ان قومون پر انہون نے تاخت کی جنہون نے مسلمانون سے
یہہ عہد و پیمان کر لیا تہا کہ ہم کسی قسم کا جہگڑا فساد نہین کرنے کے بلکہ امن کے قایم رکہنے مین تمہارے شریک
حال رہین گے۔

یہہ یہودی اپنی چہوٹی چہوٹی گڑہیون مین پناہ گزین تہے۔ قریشیون نے ان پر سختی کی کہ تم اس عہد و
پیمان کو توڑ ڈالو اور ہمارے ساتہہ مل جاؤ۔ ان یہودیون نے بہی آخر کار مسلمانون سے عہد شکنی
کی اور قریشیون سے مل گئے۔ جون ہی یہہ خبر نبی کو پہونچی فوراً نبی نے سعد بن عبید اور سعد بن معاذ
کو ان کی ہدایت کے لئے روانہ کیا انہون نے جاکر کہا کہ تمہین ہرگز زیبا نہ تہا کہ تم معاہدہ کو توڑ ڈالو
ہمارے خلاف سازشین کر کے امن مین خلل ڈالنے کے علاوہ ہمارے دشمنون سے مل جاؤ اور ان
کی مدد کرو۔

انہون نے نہایت تلخ اور بد تہذیب جان و تن مین آگ لگا دینے والا جواب دیا اور وہ
جواب یہہ تہا۔

"محمدؐ کون ہے خدا کا نبی کسکو کہتے ہین تم مین ہم مین کوئی معاہدہ نہین ہے[2]"

مسلمانون کو ان یہودیون کی عہد شکنی سے بڑی چشم زخم پہونچی۔ اسلئے کہ یہہ شہر کے نازک اندرونی

ف۱ ابن ہشام صفحہ ۶۶۹ - ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۶ - طبری جلد ۳ صفحات ۱۴۶۱ (۶۰)۔
ف۲ ابن ہشام صفحہ ۶۷۸۔
ف۳ - ابن ہشام صفحہ ۶۷۵ - میور جلد ۳ صفحہ ۲۵۹۔

حالات سے خوب واقف تھے انھین مسلمانون کی کمزوری اور بے سروسامانی کی پوری پوری اطلاع تھی جسکی تفصیل و کیفیت انھون نے قریشیون سے کہدی دو دن تک وہین اور پہر جو شہر مین محفوظ تھے ان کو سخت خوف ہوا اور انھین اپنی جانین ہلاکت مین پڑتی ہوئی دکھائی دین مسلمانون نے اپنے کو شہر مین محفوظ کر لیا اور ان کا محاصرہ یہودیون اور قریشیون نے کیا ہر چند قریشیون نے زور مارا کہ مسلمانون کو ایسا تنگ کرین کہ وہ میدان مین نکلکر جنگ کرین لیکن مسلمانون کا باہر نکلنا قانون جنگ اور مصلحت وقت کے خلاف تھا کامل بیس[1] دن محاصرہ کو ہو گئے مگر قریش نہ مسلمانون پر غالب آسکے اور نہ انھین شہر مدینہ پر قبضہ کر سکے جنگل کی بے درد اور بیرحم قومین جو قریشیون اور یہودیون کے ساتھ لوٹ کے لالچ مین آگئی تھین آخر تنگ آگئین اور انھون نے اپنی لا انتہا کوششون کا کچھ نتیجہ نہ پایا بڑی بڑی تدبیرین کوششین کی گئین کہ کہائی سے عبور کر کے مسلمانون کے چھوٹے سے گروہ پر جا پڑین اور انھین تہ تیغ کر دیا جائے مگر ان کی تمام کوششین محمدؐ کی بے تکان اور غیر ماندہ خبرداری اور نگہبانی کے آگے پانی ہو رہی تھین۔ کوئی کوشش کوئی تدبیر ان کی کارگر ہوتی نہ تھی یون اپنی طرف سے وہ سب کچھ کر رہے تھے اور جو باہم مشورہ ہوتا تھا کر گزرتے تھے جب محصورین کو بیس[2] دن ہو گئے تو ان کے گھوڑے تڑپ تڑپ کر جان دینے لگے جو کچھ چارہ تھا ختم ہو چکا تھا۔ شہر کی نا اتفاقی اور یہودیون کی لوٹ کھسوٹ اور پہر مسلمانون کی بے حد کمزوری قابل اور فنا کر دینے والے خوفناک اثر مسلمانون کے دلون پر کر رہی تھی۔

آخر کب تک خدا کا غضب حرکت مین آیا اور انپر ایک شب ایک مہلک آفت نازل ہوئی یعنی تند و تیز طوفان آیا کہ تمام ڈیرے ان مشرکین عرب اور یہودیون کے الٹ پلٹ گئے اور ان کی روشنیان بجھ گئین ابو سفیان اور دیگر عظیم الشان پر خوفناک لشکر خوف سے کافور ہوا اور باقیمندہ نے یہودیون کی گڑہیون مین پناہ لی وا نبی نے اس بربادی سے پہلے ہی مسلمانون کو خوشخبری سنا دی تھی کہ آج شب ہی کو تمہارے دشمن سراسیمہ ہو کر بھاگ جائینگے۔ دن نکلتے ہی مسلمانون نے نبی کی پیشین گوئی کی صداقت دیکھی۔

و پہر مسلمان خوشیان مناتے ہوئے اپنے شہر مین واپس پہرے۔[2]

یہ فتح جو محض تائید غیبی سے مسلمانون کو حاصل ہو گئی بیشک انھین خوش اور مطمئن کرنے والی تھی لیکن ان یہودیون سے جو مدینہ کی سرحدون پر رہتے تھے اور جنھون نے ابھی مشرکون کی مدد کی تھی ان سے کامل اطمینان نہ تھا وہ اپنا وقت بالکل مسلمانون کو صدمہ پہونچانے مین گزار رہے تھے

[1] ابن ہشام صفحہ ۶۸۳ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۱—
[2] اس جنگ کو مسلمان غزوہ خندق کہتے ہین—

اور طرح طرح کی سازشین کرتی اور نئی نئی تدبیرین سوچنی یہان کا روزمرہ تہا۔ اسلئے مسلمانون کا فرض تہا کہ پہلے ان کی توبیخ کرین اور اس کہٹکتے ہوئے کانٹے کو پہلو سے نکال کر پہینکدین یہہ مسلمانون کو یقین تہا کہ اگر ہمارے پڑوس مین یہہ دشمن ایمان یہودی یون ہی قایم رہے اور ہمپر پہر مشرکون نے حملہ کیا اور ہمین فتح نہوئی بلکہ شکست مل گئی تو پہلے یہہ مدینہ مین مسلمانون کا قتل کرینگے۔ اور بیشک یہہ خیال مسلمانون کا بہت صحیح تہا عقل کا تقاضا تو یہہ ہے کہ موذی کو ایذا دینے سے پہلے ہی قتل کرڈالے اور جب وہ بارہا صدمہ اور قسم قسم کی مضرتین پہونچا چکے ہون تو ان کی توبیخ فرض تہی۔ اس عضو کے خون کا نکال دینا فرض ہے کہ جس سے آیندہ تمام جسم کے بگڑ جانے کا خوف ہو۔ با این ہمہ مسلمانون نے پہلے ان کے پاس ایک شقہ روانہ کیا اور ان سے معاہدہ کے فسخ کرنیکا تاوان چاہا انہون نے نہایت اہانت اور سرکشی سے انکار کیا۔ اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ یہودیون کا محاصرہ کرلیا گیا اور آخرکار وہ سب گرفتار کرلئے گئے۔ ان یہودیون کی سزا قوم اوس کے سردار سعد بن معاذ کے انصاف پر قرار پائی۔

(ذیقعدہ ۵ھ ہجری ۲۸ فروری سے ۲۴ مارچ ۶۲۷ء تک)

یہہ شخص ایک تندسپاہی تہا اور حملہ کے وقت زخمی ہی ہوچکا تہا اور اب سخت زخمی تہا کہ دوسرے دن اسی زخم مین اس کی جان نکل گئی وہ یہودیون کی غداری اور ناخداترسی سے دق آگیا تہا اس نے حکم دیدیا کہ وہ لوگ قتل کئے جائین کہ جو جنگ مین مسلمانون کے مقابلہ مین آئے تہے اور عورتین اور بچے مسلمانون کے غلام بنائے جائین۔ یہہ حکم اس تند و تیز افسر نے دیا۔ اور اس حکم کی فوراً تعمیل ہوئی لین پول لکہتا ہے کہ "یہہ ایک سخت درشت اور خونی حکم تہا جس افسر کی تفحص مین وہ آچکے تہے پہر انہین قتل کرنے کی کیا ضرورت تہی"۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ آنکہین بند کرکے کیون اعتراضات کئے جاتے ہین کیا وجہ ہے کہ بے سوچے سمجہے وہ باتین گہڑلی جاتی ہین کہ جو محض بے سروپا ہوتی ہین۔ یہہ اعتراض تو کردیا کہ جب وہ اپنے قبضہ مین آگئے تہے تو انہین قتل کیون کیا۔ کیسی کمزور اور ضعیف بات ہے یہہ یہودی جنہین قتل کیا گیا تہا وہ عہدشکن یہودی تہے کہ جو مسلمانون کے خلاف مشرکین سے مل گئے تہے اور جنہون نے مسلمانون کے تباہ و برباد کرنے کا کوئی دقیقہ باقی نہ چہوڑا تہا۔ کیا ان سے یہہ امید ہوسکتی تہی کہ وہ پہر خلاف معاہدہ نہ کرتے توبہ توبہ جب ان سے اس عہدشکنی کا تاوان مانگا گیا تو وہ نہایت درشتی سے پیش آئے اور جب مسلمانون نے حملہ کیا تو وہ جنگ کرنے کے لئے میدان مین آئے پہر مین نہین جانتا کہ لین پول صاحب ان کے قتل کے حکم کو کیون تلخ اور خونی کہتے ہین ایسے مفسدون کا قتل کرنا ضروری بلکہ لازمی تہا جس نے تاریخ دیکہی ہے وہ یہہ اعتراض ہرگز نہین کرنے کا۔ جو لوگ لیتکل

سازشون مین پکڑے جاتے ہین اور ان کی سازشون کا کوئی نتیجہ بہی نہین نکلتا وہ آجکل مہذب دنیا مین نہایت سختی اور درشتی سے قتل کردئے جاتے ہین مگر جو لوگ سازش کر چکے ہون اور اب بہی مخالفت پر آمادہ ہون اور عین میدان جنگ سے گرفتار ہو کر آئے ہون ان کا قتل کیا جانا کیون گناہ عظیم سمجہا گیا کیا وجہ ہے کہ اس قتل کو خلاف انصاف قرار دیا گیا - یہہ یہودی بنی قریظہ کے قوم کے تہے میور - اسپریچر - ڈیل - اُسبرن وغیرہ یوروپین عیسائیون نے آنحضرت کے سوانح عمری لکہے ہین ان چارون نے اس قتل یہود بنی قریظہ پر بڑا غل مچایا ہے اور بڑی شد و مد سے لکہتے ہین کہ یون ظلم ہوا اور یون ظلم ہوا مگر افسوس یہہ ہے کہ وہ پولیٹکل سمجہ گیان اس زمانہ کی نہین دیکہتے وہ مسلمانون کے جانی دشمن تہے یہہ واقعات سے ثابت ہو چکا ان بنی قریظہ کے یہودیون نے مسلمانون کے خلاف ہو کر مشرکین سے سازش کر لی تہی اور جنگ مین ان کے شریک ہو گئے تہے یہہ بہی ثابت ہو چکا ہے - اور یہ اور یہہ بہی ثابت ہو گیا کہ وہ میدان جنگ مین گرفتار کئے گئے پہر مین حیران ہون کہ کیا وجہ ہے جو ان کے قتل پر اتنا واویلہ مچایا گیا - اگر مسیحی یورپ کی تاریخ کے صفحے لٹے جائین اور اس کے آگے کی حضرت عیسیٰ کے حواریون کے کرتوت ملاحظہ کئے جائین تو معلوم ہو کہ آیا یہہ بیرحمی اور نا خدا ترسی تہی یا انکا بیگناہون کا قتل کرنا سخت غیر انصافی تہی - یہہ ایک فطری امر ہے کہ ہم غیر شخص کے معمولی کام پر بہی اعتراض کر بیٹہتے ہین اگر کسی نے اپنے خادم کے ساتہ ناجائز برتاؤ کیا اور اس کو سزا دی تو ہم یہہ کہان کرتے ہین کہ اسنے اچہا نہین کیا - لیکن جب وہ حالت ہم پر طاری ہوتی ہے تو پہر اس سے زیادہ بیرحمی مین ہم دو قدم آگے بڑہا کر رکہنا چاہتے ہین - بنی قریظہ کا قتل کرنا محض ایک معمولی بات تہی مگر اس کے مقابلہ مین حواریون تو بڑے بڑے غضب ڈہائین ہین زندہ لوگون کو جلا دیا اور پانی مین غرق کرا دیا -

ان قابل رحم مظالم کے آگے تو یہہ قتل کچہ بہی حقیقت نہین رکہتا - جو لوگ کہ اپنے کو رحیم کریم کہتے ہین وہ ذرا ذرا سی باتون پر کیا کیا غضب نہین برپا کر دیتے - کیا عیسائیون کو یہہ آیت یاد نہین ہے یہہ بہتر ہے کہ زبون اور غدار شخص ہزار بار بلکہ بے تعداد ان لوگون کی نسبت تباہ و برباد کر دئے جائین کہ جو ان بیگناہون کو ملا کر اپنی برائی مین شریک کرنا چاہتے ہین دو -

ان تمام باتون کو نظر انداز کر کے ہم پہر اس قتل کی اصلی فطرۃ کی طرف ناظرین کی توجہ مائل کرنا چاہتے ہین - یہہ قوم بنی قریظہ جب سے کہ نبی مدینہ مین آئے تہے مخالفت کر رہی تہی اور ان کی دو قسم کی مخالفت تہی ایک ظاہری اور ایک پوشیدہ - اس قوم کا ایک ایک بغض حد سے زیادہ اپنی مخالفت مین تلخ تر اور زہر ملا تہا - انہون نے اپنی دبائی مخالفت اور سرکشی سے مدینہ کی سرحدون مین ایک آفت برپا کر رکہی تہی - ہر صحرائی خانہ بدوش قبیلہ کو محمدؐ کے خلاف آمادہ کرتے تہے اور ایسی ایسی بے سرو پا الزامات لگاتے تہے کہ جو نہ اوٹہائے جائین نہ رکہے جائین - مسلمان صبر سے ان کی سرکشی اور مخالفت

[illegible]

کو دیکھتے تھے مگر اخیر پہر دست بردار ہو گئے خاموش ہو بیٹھے تھے۔ گو انہون نے معاہدہ کر لیا تہا لیکن ان کی
غرض معاہدہ سے صرف یہہ تہی کہ ہم بظاہر ملے رہین تاکہ مسلمان ہم سے غافل ہو جائین اور اندر ہی
اندر کاٹ کرین یہہ بہی بخوبی کرتے رہے آخر انہون نے قریشیون سے سازشین کرنی شروع کین
جو گروہ یہودیون کے ایمان لانا چاہتے تھے ان کو بہکا دیتے اور وہ وہ باتین اپنی طرف سے کردیتے
کہ جنکا کوئی ٹھکانا نہ ہوتا ان کی معاندانہ کوششون اور درشت و نا ملایم سازشون کی آوازین
متواتر محمدیون کے کانون مین گونج رہی تہین۔ لیکن مسلمان کچھ نہ کہتے تھے وہ اس بات کے منتظر
تھے کہ شاید اب بہی یہہ سیدہی راہ پر آجائین اور اپنی یہہ بے انصافی چھوڑ دین۔ خیر نہین نبی سے انہین
کیون دشمنی پڑ گئی تہی اگر یہہ دیکہا جائے کہ نبی نے ان کے ساتہہ کیا برائی کی تہی تو کوئی وجہ ناراضی کی نہین
معلوم ہوتی نبی نے کبہی یہہ نہین کہا کہ تم اپنے ارکان مذہب چھوڑ دو نبی نے کبہی یہہ نہین کہا کہ تم زبردستی
اسلام قبول کرو نبی نے کبہی ان کے پیغمبر کو سوائے نبی اللہ تسلیم کرنے کے اور کچھہ اسکے نہی غرض جو باتین
کہ عداوت پیدا ہونے کی ہوتی ہین انمین سے ایک بہی نہین تہی پہر سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے
کہ ان کی فطرت ہی مین ظلم۔ بدکرداری۔ حسد۔ بغض بہرا ہوا تہا۔ وہ بیرحم تھے لیکن ان کی بیرحمی
صحرائی اور وحشی خانہ بدوش قومون سے بہی زیادہ بڑہی ہوئی تہی۔ یہہ بات دریافت کرنا عبث
ضرور ہی ہے کہ ان مین کیا کیا معائب تھے بلکہ یہہ کہنا چاہیے کہ ان مین کونسا عیب نہین تہا۔ ان کے
مظالم انتہا درجہ سے زیادہ پہونچ گئی تہی وہ عہد کر لینا اور پہر نقض عہد کرنا کچہہ بات ہی نہین
خیال کرتے تھے۔ اگر محمدؐ نے دعوئے نبوت کیا تہا تو پہر انہین کیا۔ انہین کبہی محمدؐ یا اس کے معتقدون
نے نہین ستایا۔ انہین دشمنی کرنے کی کوئی وجہ نہ تہی۔ ان کو مجبور کیا جاتا کہ تم مسلمان ہو جاؤ
تو ایک وجہ بہی تہی وہان صرف آزادی تہی کہ یہہ دین ہے اور یہہ اس کے اصول ہین جسکا جی چاہے
ایمان لائے اور جسکا جی چاہے نہ لائے زبردستی نہین ہے۔ محمدؐ نے کبہی ان سے کوئی چال بازی نہین
کی انکو دہوکا نہین دیا انکا مال نہین چہین لیا انکر عہد شکنی نہین کی ان کے معبد نہین توڑ ڈالے پہر دشمنی کرنے
کی وجہ اگر تہی تو یہہ کہ ان کے اطوار خراب ہو گئے تھے ان کی طرز معاشرت بگڑ گئی تہی ان کے خیالات
مین خباثت ٹھس ٹھس بہر گئی تہی۔ ان کے وہ مبارک دلی جذبے جو حضرت موسےؑ نے انکے دلون
مین پیدا کئے تھے ناپاک لباس مین جلوہ دینے لگے تھے ان کی جتنی باتین ہوتی تہین وہ سب
قانون قدرت کے برخلاف ان کے جتنے کام تھے سب مین فریب اور دغا لبالب بہرا ہوا تہا۔
بس دشمنی کی اگر کوئی وجہ معلوم ہوتی ہے تو صرف یہہ کہ نبی نے روکا تہا کہ زنا نکرو جوا نہ کہیلو چوری
نکرو شراب نہ پیو کسی کو فریب ندو عہد شکنی نہ کرو غرض وہ باتین نکرو جن کو حضرت موسےؑ نے منع
فرمایا ہے۔ اس سے وہ بگڑتے تھے ان کی حالتین یہہ منظور نکرتی تہین کہ ہم مین سے خرابی کی نکلجائے

بس اگر قایم ہو سکتی ہے تو یہہ وجہ اور کوئی نہین - یہہ باتین جو مین آپ ... ہون کوئی ... نہین ہین بلکہ ان کا تعلق واقعات سے ہے سینکڑون یوروپین مصنفون ... فرسانی ... ہے لیکن یہہ کوئی ظاہر نکرسکا کہ نبی اسلام کی طرف سے یہہ اذیت یہودیون کو پہونچی تہی ... زہریلا معمولی درجہ کا پادری اپنی بدتہذیبا ور ناشائستہ فطرت کے بدولت آنکہیں بند کرکے یہہ سخت جملے نبی معصوم کی نسبت لکہتا ہے —

"وہ شخص کعب نامی جسکا اوپر ذکر ہوا ایک یہودی تہا اور محمدؐ کو دغاباز جانتا اور اپنے مرثیہ اور نظم خوانی سے اسکی مذمت اور ہجو کیا کرتا تہا اسلئے محمدؐ نے اسکے قتل کرنے کے لئے رات کے وقت پانچ شخصون کو روانہ کیا اور ایک مسجد مین رہا قاتل کعب ہی مسجد مین پہونچے اور وہین مژدہ دیا کہ ہم کعب کو قتل کر آئے ہین محمدؐ نے ان خونیون کی بڑی تعریف کی اور اسکے واسطے حکم دیا کہ جب کوئی یہودی تمہین ملے اسکو وہین قتل کرو" —

(محمدؐ کی تواریخ کا اجمال صفحہ ۳)

مین دریافت کرتا ہون کہ کیا یوروپین تہذیب کا یہی تقاضا ہے کیا انصاف یوروپ اسکی شہادت دیتا ہے کہ ایسی بے سروپا باتین ہانکی جائین - اس متعصب پادری نے یہہ قول اپنی کتاب مین اسلئے نقل کیا ہے کہ یہودی کی قول کی سند ہو اور محمدؐ دغاباز قرار پا جائے اگر ہم اس متعصب کے قول کو مان جائین اور یہودی کا کہنا اسکی طرح وحی سمجہین تو پہر حضرت عیسٰے کے لینے کے دینے پڑ جائینگے اور روح القدس بیٹا اڑا کر دوسری بحث چہڑ جائے گی اور پہر عیسائیون کو وہ الزام جو یہودی حضرت عیسٰے پر عاید کرتے ہین اٹہانے ہی نہ پڑینگا - اگر یہودیون کا قول مستند مانا جاتا ہے تو یہودی حضرت عیسٰے کو بہی علاوہ اس الزام کے جو ان پیغامبر کیا جاتا ہے دغاباز اور فریبی جانتے تہے اسلئے انہون نے پکڑ کر اسے صلیب پر چڑہا دیا -

یہہ مذہب یہودیون کا ہے معاذ اللہ ہمارا یہہ مذہب نہین ہے ہم حضرت عیسٰے کو خدا کا نبی تسلیم کرتے ہین اور ان کی معصوم ذات سمجہتے ہین - یہہ عیسائیون کو ہرگز شایان نہین ہے کہ وہ اپنی سند مین یہودیون کے قول پیش کرین اسکے یہہ معنے ہین کہ وہ ہم کو سکہاتے ہین کہ تم بہی ان اقوال کو اپنی سند مین پیش کرو کہ جو یہودی حضرت عیسٰے کی نسبت لکہتے ہین - انہین شکر کرنا چاہیے کہ محمدؐ نے دعوی نبوت کرتے ہی کل نبیون پر ایمان لانا اسلام کی نشانی قرار دیدی - اگر حضرت عیسٰے فرض کرو کہ پیغمبر نہ تسلیم کئے جاتے تو پہر عیسائیون کا نام ونشان مٹ جاتا اور ایک لیل ہی ان کی مسلم ہوتی یہودی مٹ گئے اور جو باقی ہین ان کو رہنے کو بہی جگہہ نہین ملتی لیکن مسلمان تباہ ...

ہونے پر بھی اپنے مذہبی پہلوؤں سے ابھی وہ ہی دم خم رکھتے ہین عیسائیون کو جان بچانی مشکل پڑ جاتی اور یہہ بھولی بھالی کہانی نصیب ہوتین کہ وہ مسلمانون کی طرف سے بیفکر ہوکر انشان ہی پر اعتراضات کرنے کی دھن مین رہتے ہین خیر ہمین اس بحث مین اپنی کتاب کے زیادہ صفحے نہین بھرنے صرف یہہ ثابت کرنا تھا کہ یہودیون کا قتل ناجایز نہ تہا - ان کے گناہون کی سزا دی گئی تہی - اور وہ اسی قابل تہے کہ اہنین سزا دی جاتی بلکہ جس آسانی سے اہنین قتل کیا گیا کہ تلوار ماری اور گردن اڑا دی اور جتنی اذیتون سے اہنین قتل کیا جاتا وہ عین انصاف اور اصل رحم تہا -

مین دریافت کرتا ہون کہ اگر عربون کی تلوار نہ چلتی اور وہ اپنی جانین نہ کہپاتے تو محض ناممکن تہا کہ تمام دنیا مین امن قایم ہوتا - یہہ عین عقل ہے کہ ان لوگون کو دنیا سے مٹادے جن سے فساد پہیلتا ہے اور وہ امن نہین ہونے دیتے - اگر بفرض محال ہم یہہ ہی تسلیم کرلین کہ مسلمان فوجی افسر کا یہہ حکم قتل سخت بیرحمی اور ناجایز طریقہ کا تہا اور عیسائی جتنی دلیلین پیش کرتے ہین وہ سب صحیح ہین اور مسلمان جو کچہہ اسکے خلاف پیش کرتے ہین وہ سب غلط ہین تو اب مسلمان جیسے بنی قریظہ کے لئے حکم قتل دینے پر ملزم ٹہیرتے ہین اور جسطرح مسلمان خوفناک نظرون سے دیکہے جاتے ہین اسیطرح کرامویل کے بلاتفریق قتل عام کے حکم کو جو اسنے ڈروگیڈا کے ائرش باشندون کے لئے دیا تہا - دیکہنا ہے - اور وہ حکم یہہ تہا - (ترجمہ)

ایک ہتیار بند سپاہی سنجیدگی سے خبردار ہو کہ وہ خدائے برحق کا سپاہی ہے -

ایک ایمان یا خبرت جو تمام سپاہیون اور آدمیون کے لئے ہمیشہ بہتر اور مناسب معلوم ہوتا ہے ہتیار بند سپاہی - موت کی طرح سے خوفناک - حکم قضا کی طرح سنگدل خدا کے دشمنون پر خدا کا انصاف کرتا ہے ،،

خیر ہمین اس الزامی جواب سے بحث نکرنی چاہیے بلکہ ہمین نہایت سادگی سے حکم قتل کی اصلی فطرت کو دیکہنا اور اسپر غور کرنی چاہئے کہ یہہ قتل کیون کر ہوا اور اصل مین معاملہ کیا تہا چند لنیش عقرب چہٹ بہیئے پادری محض اپنے تعصب مین خلاف واقعہ بیان کرتے ہین -

فیکٹس پر اعتراض کرنا یہہ اور بات ہے لیکن یہہ تو نہین چاہیے کہ اپنے اعتراض جمانے کے لئے اصلی واقعہ کو غت ربود کر دیا اور اسکو دوسری صورت مین پیش کیا - چنانچہ وہ ہی نامہذب علم اخلاق سے بے بہرہ پادری جس کے دو زہریلے قول ہم پہلے نقل کر آئے مین میور صاحب کی تاریخ کا حوالہ دیکر لکہتا ہے -

"قوم یہود کے آٹھ سو آدمی کہ جنہون نے اپنے کو محمد ؐ کے

رحم پر سپرد کیا تہا ان سب کو محمد نے یک لخت قتل کر ڈالا"۔
یہہ قول جس قدر نامہذب ہے اسیقدر بے اصل ہے محض غلط اور لغو ہے انہون نے اپنے فیصلہ کے
لئے نبی کو اپنا جج نہین بنایا تہا۔ بلکہ اصل یہہ ہے جو ہم بیان کرتے ہین۔
مین مسلمان ہو لیکن واقعہ کی فطرت پر نظر ڈالکر بحث کرتا ہون کہ جس کی۔
"دلیلین ایسی روشن ہون کہ مانو اور پہر مانو وہ۔
اگر یہودی یون ہی قتل کر دئے جاتے تو شاید مسلمانون پر الزام قایم ہوتا لیکن وہان تو بات ہی دوسری
تہی اور وہ یہہ تہی کہ جب یہودی بنی قریظہ کی قوم کے گرفتار ہوکر آئے ہین تو ان سے کہا گیا اور انہین
اختیار دیا گیا کہ تم اپنا جج خود ہی منتخب کرلو پہر وہ ہی تمہارا انصاف کریگا اور تمہین اسکے انصاف پر
سر تسلیم خم کرنا پڑیگا۔ انہون نے سعد بن معاذ کو اپنا منصف مقرر کیا اور کہا کہ جو کچہہ ہمارے لئے یہہ تجویز
کر دیگا ہمین منظور ہے ہم ہرگز چون وچرا نکرینگے نہ ہمین اس سے انکار ہوگا۔ پہر ان سے دوبارہ دریافت
کیا گیا انہون نے یہی کہا نہین ہم اس کے فیصلہ پر راضی ہین۔ جب وہ راضی تہے تو انہون نے آپ
اپنی قسمتون کو خریدا سعد ہم پہلے لکہہ آئے ہین کہ عجیب تند مسلمان سپاہی تہا اور وہ غزوہ قریظہ
مین ایسا سخت زخم اٹہا چکا تہا کہ دوسرے دن اسی زخم مین شہید ہوگیا۔ اس نے سبکو قتل کرنے کا حکم
دیدیا۔ ان یہودیون کو سعد پر بہروسہ تہا۔ وہ جانتے تہے کہ اگر ہم بچگئے تو بغیر خدشہ اور تاسف کے
مسلمانون کو قتل کرینگے مسلمانون کی صورت دیکہہ دیکہکر ان کی آنکہون مین خون اترتا تہا اور وہ چپ
کے ہی چپکے مسلمانون پر دانت پیستے تہے اور ان کے تیور ان کی صورتین اس امر کی شہادت دیرہی تہین
کہ اگر ہم اس زد سے بچگئے تو مسلمانون کی ہڈیان تک چبا جائینگے۔
عیسائی خود ہی اپنے گریبان مین مونہہ ڈالین اور سمجہین کہ وہ کس رستہ چل رہے ہین ان کا دعوے
کیا ہے اور ان کے افعال کیا کہہ رہے ہین۔ وہ یہہ نہین جانتے کہ یہہ تعصب ہمارا کہل جائیگا اور ہماری
غلط بیانی ایک عالم پر روشن ہو جائے گی۔ کیا شاہ ڈیوڈ کا قتل عام یاد نہین جو اس زمانہ مین
وقت کی روشنی سمجہا جاتا تہا۔ کیا عیسائیون کو اپنے بزرگون کی بیرحمیان یاد نہین جو انہون نے انہا دہوم

ذلسام ۳-۲- اس نے مفتوح ایمونی ٹیس کو سخت بیدردی اور بیرحمی سے قتل کیا۔ ان مین سے بہت سون کے
سنگدلی سے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیئے۔ کدالون سے ان کے بچون کو چورا چورا کیا گیا۔ ان کے اعضا تراشے گئے
آرون سے انہین چیرا گیا اور تبران کے سرون اور ہاتہہ پیرون پر لگائے گئے۔ بہتون کو بہتا بہہ مین بہونا گیا
۱۲—۱۳—
ان باتون کو کیون عیسائی بہلاتے ہین اپنی آنکہون سے تعصب کے پردے اٹہائین اور دیکہین کہ ان کا ارادہ کہان
جانے کا ہے اور کہان کے کہان نکلے چلے جاتے ہین اور کس راہ مین ہٹے ٹوٹیان مار رہے ہین ==

سنگدلی ہے۔ عیسائیو ان پہ تو ڈری ہین جو الزام مسلمانون پر قایم کرتے ہو پہلے اپنے گریبان مین منہ ڈالکر دیکہو کہ ان الزامات سے تم بہی ہرگز بری نہین ہو سکتے۔

جو لوگ قتل کئے گئے وہ دو سو یا ڈہائی سو سے ہرگز زیادہ نہ تہے خبر نہین متعصب ہٹ دہرم پادریون کو آٹہہ سو کی تعداد کیونکر معلوم ہو گئی شاید جو تہے آسمان سے کوئی آواز آئی ہوگی۔ ایک بات اور بہی قابل توجہ ہے جس سے عیسائی مورخون کی گہڑت کہلے گی کہ وہ کس درجہ دشمنی سے اسلامی واقعات کو قلم بند کرتے ہین۔ چنانچہ وہی زہریلا نامہذب پادری میور صاحب کی کتابون کے حوالہ سے لکہتا ہے۔

”بنی قریظہ مین کی جنکو ایک لخت محمدؐ نے قتل کروا ڈالا تہا ایک
عورت محمدؐ کو پسند آگئی اسکو اپنے گہر مین داخل کیا۔ اس عورت کا نام ریحانہ تہا“

یہہ محض گہڑت ہے۔ بعض عیسائی مورخ تو یہہ لکہتے ہین کہ تقسیم مین محمدؐ کے حصہ مین آئی تہی اور بعض یہہ لکہتے ہین کہ پہلے سے اسے جدا کر لیا گیا تہا۔ یہہ دونو باتین محض غلط ہین اسلئے بعد ازان کہین ریحانہ کا ذکر نہین آیا۔ اگر ہم یہہ بہی فرض کرین کہ محمدؐ کے حصہ مین ریحانہ آئی تہی تو یہہ کیا برائی ہو سکتی ہے قانون جنگ اس زمانہ کا یہی تہا کہ سرکشون نوجوانون کو قتل کر ڈالتے تہے اور بچون عورتون کو اپنا لونڈی غلام بنا لیتے تہے یہی انصاف سمجہا جاتا تہا۔ چنانچہ اب جو کچہ قانون جنگ ہے اس کے موافق عملدرآمد ہونا عین انصاف ہے اسیطرح اسوقت جو کچہ قانون جنگ تہا اسپر عملدرآمد عین انصاف تہا۔ اس لحاظ سے کوئی اعتراض نہین ہو سکتا۔

مگر جب ہم اس واقعہ پر نظر ڈالتے ہین تو بنی پر یہہ محض افترا پردازی ہے۔ جتنے عیسائی مورخون نے اس واقعہ کی نسبت تحریر کیا ہے وہ محض بے پتہ اور اوٹ پٹانگ ہے یہی نہین معلوم ہوتا کہ انہین یہہ بات معلوم کہان سے ہو گئی جسکا کہین پتہ نہین ملتا۔ ریحانہ کا نام اس تاریخ لکہنے والے نے کسی تاریخ مین نہین دیکہا جب ازواج کے پورے پورے حالات سے ہمین اطلاع ہے اور ان کی مفصل کیفیت ہمین معلوم ہے پہر کیا وجہ ہے کہ ریحانہ کا ذکر کہین نہین آیا۔ ایسے ایسے الزامون کی فطرت کو ہم خوب سمجہتے ہین چاہے جس رنگ مین وہ جلوہ کرین لیکن ہمین ان کی حقیقت معلوم ہے۔

بہر رنگ کہ خواہی جامہ می پوش ٭ من انداز قدت را می شناسم

چاہے کچہ وہ رنگ آمیزی کرین اور افترا پردازی کرین لیکن سچ کا نور چمکتا ہے اور جہوٹ کی ظلمت مٹ جاتی ہے۔ چاند پر خاک ڈالنے سے اسکی صفائی اور روشنی مین فرق نہین آتا بلکہ الٹی خود ہی خاک پہانکنی پڑتی ہے۔ اگر عیسائی خدا اور اس کے انصاف کو مانتے ہین اور عذاب و ثواب آخرت کے قایل ہین

تو وہ اپنے کو۔ اس جھوٹی افترا پردازی اور بے بنیاد الزامات
کے جوابدہی کے لیئے مستعد بنالیں۔

جسدن خدا کا سچا جلال ہی جلال ہوگا اور ہر ایک کے اعمال نامے کھلینگے اور چاروں طرف انصاف کی پکار ہوگی نہ یہہ تعصب کام دیگا اور نہ دشمنی۔ سب کے اعمال کی جانچ ہوگی اسوقت حقیقت کھلے گی اور پھر وہ جلال والا رب پکاریگا میری آمرزش کا مستحق کون ہے تو اے عیسائیوں تم اسوقت قدسی کے اس شعر کی مصداق ہوگے۔

قدسی ندانم چون شود سودائے اعمال جزا
او نقد آمرزش بکف من جنس عصیان در بغل

چھٹا باب

محمد کا رحم

دعا الی اللہ فالمستمسکون بہ مستمسکون بحبل غیر منفصم

(سنہ ۶ ہجری مطابق ۲۳- اپریل سنہ ۶۲۷ع سے بارہ اپریل سنہ ۶۲۸ع تک)

وہ خوفناک میل ملاپ جو حکومت جمہوری مدینہ کے برباد کرنے کے لئے یہودیوں اور مشرکوں میں ہوا محض بے نتیجہ تھا۔ اور بیشک پیغمبر اسلام کا یہہ بہت بڑا معجزہ تھا۔ جہانتک ان سے ممکن ہوا انہوں نے کوئی دقیقہ باقی چھوڑا تھا اور مخالفت کا کوئی افسوں اٹھا نہ رکھا تھا۔ مگر یہہ ایک مسلم امر ہے کہ سانچ کو ہرگز آنچ نہیں آتی۔ دنیا میں جتنے کام ہوتے ہیں اگر ان کی بنا صداقت پر رکھی گئی وہ ضرور ایک زمانہ میں جاکر سرسبز ہوتی ہیں خواہ ابتدائے زمانہ میں انہیں چاہے جیسی دقتوں کا سامنا کرنا پڑا ہو۔ اور جن کاموں کی بنا کذب پر ہوتی ہے وہ چاہے آغاز میں کیسی ہی نشوونما اختیار کریں لیکن انجام بخیر نہیں ہوتا اور انجام بخیر کا ہر شخص خواہش مند نظر آتا ہے۔

جتنی ہم نے اپنے گذشتہ صفحوں میں ان کی مخالفت کا ذکر کیا ہے وہ بہت ہی مختصر بیان ہے کیونکہ ہمنے ان جزوی مخالفتوں کو چھوڑ دیا جو روزمرہ نئی نئی صورتیں پیدا کرتی تھی اور جن کا ذکر اور مورخوں نے بھی بہت کم کیا ہے گو اسلامی تاریخوں کے سنہری صفحے ان جزئیات سے بھی پر ہیں۔ میں نے حتے الوسع ان ہی مخالفتوں کا ذکر کیا ہے کہ جنکو مخالفین اسلام نے بھی اپنی تاریخوں میں نقل کیا ہے اور وہ بھی گردن تسلیم خم کرتے ہیں گو کہیں کہیں اپنا مطلب نکالنے کے لئے اصلی واقعات کو اپنے انشاپردازی کے پیچیدہ پہلو میں پہنانے کی کوشش کی ہے مگر مبصر کی آنکھ سے ان کا یہہ بنایا

بنایا ہوا کام سب بگڑ جاتا ہے اور اس جھوٹی اور مصنوعی پوشش کی اصل کھل جاتی ہے کہ جو وہ اصلی واقعات کو پہناتے ہیں۔ شعر

زیر جامہ پنہان کردہ برص لیکن بچشم اہل بصیرت برہنہ می آئی

اس شعر کے یہہ معنے ہیں کہ مبروص اپنی برص چھپانے کے لئے جامہ پہنتا ہے تاکہ اس کا یہہ مکروہ اور ردوا مرض چھپ جائے لیکن اہل بصیرت کے آگے وہ منزلہ برہنہ ہونے کے ہے یعنے اہل بصیرت کو اسکے جامہ پر بھی دہوکا نہیں ہوتا اور وہ ان کپڑون کے برقعون سے بھی چھپے ہوئے مرض کو دیکھہ لیتے ہیں۔ اسیطرح عیسائی بھی اپنی پر زور انشا پردازی سے واقعات کو جھوٹ اور ظلم کی پوشاک پہنانا چاہتے ہیں لیکن پھر بھی اہل بصیرت کے آگے ان کا کذب معاً کھل جاتا ہے۔

میرے خیال میں اگر کوئی ان مخالفتون کو دیکھے گا کہ جو رسول عربی سے کی گئیں تو اسے معلوم ہوگا کہ ان شدید شدید مخالفتون پر کسی کا اپنی جگہہ قایم رہنا کتنا مشکل ہے۔ معمولی انسان کا تو کام نہیں ہے ضرور کوئی نہ کوئی امتیازیہ درجہ ہوگا اور وہی نبوت کا تسلیم کرنا چاہئیے۔ یہہ دعوے کہ کسی سے اتنی مخالفت نہیں کی گئی نہ کسی نے اتنی عظیم الشان اصلاح خدا کی بادشاہت میں کی مشرقی مبالغہ اور بے نتیجہ گپ نہیں ہے۔ بلکہ تمام دنیا کے مصلحون کے سوانح عمری کو بغور دیکھکر لکھا گیا ہے۔ پھر میں حیران ہون کہ مخالفین کو کیون چون وچرا کرنے کا موقع مل تا ہے۔ اور وہ تعصب کا پردہ آنکھون سے اٹھا کر نہیں دیکھتے مجھے ان لوگون کی حالت دیکھکر بہت ترس آتا ہے کہ وہ ظلمت کدہ میں پڑے رہیں اور روشن میدان میں نہ آئین۔ یہودیون نے مشرکون سے ملکر سچے دین اور حکومت جمہوری مدینہ کو برباد کرنا چاہا نہ صرف اپنی تلوارون سے بلکہ اپنی تدبیرون اپنی سازشون اور اپنی دولت سے۔ ہر یہودی کا یہہ قول تھا کہ میں اپنے کو تباہ کردونگا لیکن محمدؐ کو آگے نہ بڑہنے دونگا وہ حضرت عیسےٰ پر بہولے ہوئے تہے۔

کہ پکڑ کر صلیب پر چڑہا دیا اور کوئی ان کی پشتی لینے والا نہوا جن کی نسبت ہم بار بار مختلف موقعون پر لکھہ چکے ہیں۔ یہان خدا کا بھروسہ تو بہت بڑا تھا لیکن رفقا اور جان نثارون کی تعداد بھی بہت بڑہ گئی تھی اور وہ ایک ایک بہادر نفس دس دس کفار کے مقابلہ میں جی نہ ہارتا تھا۔

جب یہودی اور مشرکین قوت آزمائی کر چکے اور اپنی تمام قوتون کا صرف کر دیا تو اب وہ افسردہ خاطر ہوئے اور ان کی تمام امیدین ناکام ہوگئیں۔ اس ناکامی نے ان کی کمر ون کو توڑ دیا اب وہ سرگردان یہہ تکنے لگے کہ کیا کرنا چاہئیے۔

ان کی تو یہہ کیفیت ہوئی مگر غیر صحرائی قومین اسی خوفناک حملون سے مدینہ کی حدود پر دہاوا کر رہی تہین اور جو آسیب کہ صحرائی خوفناک قزاق شہر کے باشندون کو پہونچا سکتے ہیں ان میں

ذرا کمی نہ کی نبی کو ضرور ہوا کہ ان صحرائی قوموں کی بھی پوری تادیب کی جائے اور ان خونوں کا ان سے معاوضہ لیا جاوے جو وہ مدینہ کی حدود میں وقتاً فوقتاً کر جاتے تھے اور ان کے منہ میں خون لگ گیا تھا۔ مدینہ کی موجودہ صورت اس امر کی شاہد تھی کہ ان کے قابل رحم مظالم سے مدینون کو بچایا جائے اور ان کو ان بیرحمیون سے باز رکھا جائے۔

کئی مہمین ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کی گئین مگر وہ صحرائی بچے مسلمانون کے پہونچنے سے پہلے کہین کے کہین بھاگ جاتے تھے اور ہاتھ نہ آتے تھے۔

بنی لحیان جنہون نے نبی سے یہہ درخواست کی تھی کہ آپ چند آدمی ایسے بھیجدیجے کہ جو ہمین تلقین دین اسلام کرین اور اسلام کے کل اصول سمجھادین چنانچہ ان کی درخواست کے بموجب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند مسلمان روانہ کئے جون ہی یہہ بیگناہ وہان پہونچے بنی لحیان نے سخت بے ایمانی اور نامنصفی سے انمین سے چند کو توقتل کرڈالا اور چند بیگناہ بیخبر مسلمانون کو مکہ والون کے ہاتھ فروخت کرڈالا۔ بنی پر ضرور تہا کہ ان مسلمانون کا انتقام بھی بنی لحیان سے لیا جاوے لیکن مصلحت وقت بنی لحیان کو کچھ زمانہ تک بغیر سزا رہنے دیا لیکن وہ وقت . . . . اب آگیا تہا کہ ان کے شدید اور ناقابل معافی جرائم کی سزا دیجائے اور ان کو بتایا جائے کہ فریب سے بیگناہون کا قتل کرنا یہہ نتیجہ رکھتا ہے۔ اس سال کے ماہ جمادی الاول مین خود آنحضرت کی سرکردگی مین ایک ترپ بنی لحیان سے محمدیون کی انتقام لینے کے لئے روانہ ہوا۔ جون ہی بنی لحیان نے یہہ سنا کہ خدا کا نبی ہم سے مسلمانون کا انتقام لینے کے لئے آرہا ہے وہ سب بھاگ کر پہاڑون مین چلے گئے اور نبی اپنی امید کو پورا کئے بغیر واپس تشریف لائے تھوڑے دنون کے بعد غطفان کی ایک شاخ نے یکایک شہر مدینہ کے حوالی مین حملہ کیا اور کثرت سے اونٹ لیگئے اور اس شخص کو قتل کردیا کہ جو وہان کا مہتمم تہا۔ مسلمان خبر ہونے ہی ان کے تعقب پر دوڑے صرف چند جانور تو ان کے ہاتھ لگ گئے لیکن بدو لوٹ کا بہت بڑا حصہ لیکر پہاڑون مین بھاگ گئے۔

اسی عرصہ مین نبی نے سینٹ کیتھے راین کے پادریون کو جو کوہ سینا کے قریب رہتے تھے وہ حقوق بخشے کہ جو عیسائیون کی سلطنتون مین بھی انہین نہ بخشے گئے تھے۔ کچھ اسی گرجے کے پادریون اور عیسائیون کی خصوصیت نہ تھی بلکہ کل عیسائیون کو ان حقوق سے بہرہ ور ہونے کی اجازت تھی۔ اس آزادانہ بخشش پر زمانہ اسلام ہمیشہ فخر کریگا۔ اور یہہ مدام اسلام کے سچے انصاف اور آزادی برقرار رکھنے کی ایک نظیر سمجھی جائے گی۔

---

۱ ابن ہشام صفحہ ۷۱۸۔ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۴۔ طبری جلد ۳ صفحہ ۴۷۔

دنیا کی تاریخ مین یہہ اولوالعزم بخشش ہمیشہ یادگار رہیگی - مسلمان راویون نے ایمانداری سے اس عہدنامہ کو اپنی قیمتی تصانیف مین نقل کیا ہے جس سے انتہا سے زیادہ نظر کی وسعت اور آزادگی قایم کرنے کا اول درجہ کا خیال معلوم ہوتا ہے - یہہ فرمان ہمین آگاہ کرتا ہے کہ نبی نے ان لوگون کو جو دین اسلام کے بالکل مخالف تھے ان حقوق سے امتیاز بخشا کہ جنہون نے اسلامی سلطنت مین انہین محض آزاد بنا دیا اور وہ آزادی سے مسلمانون کی سلطنت مین زندگی بسر کرنے لگے - یہہ قرار دیا گیا کہ -

جو مسلمان ان باتون کی جو اس فرمان مین منضبط ہین مخالفت کرے یا ان پر عملدرآمد کرنے مین جی چرائے تو مسلمان خدا کے فرمان کا منکر سمجھا جائیگا اور خدا کا بہت بڑا قصور وار تقصیروار ٹھہریگا - اور گویا اس نے خدا کے دین کی حقارت کی -

نبی نے اپنے اور اپنے پیروان پر یہہ لازم کر لیا تھا اور ہر ایک متنفس کو اپنے مین سے یہہ تاکید کر دی تھی کہ ہمیشہ عیسائیون کی حفاظت کرین ان کے گرجاؤن کی دستگیری اور نگرانی کرین اور ان مکانون کی نگہداشت رکھین جہان پادری رہتے ہین - اور تمام نقصانات اور آفات سے ان کے سینہ سپر رہین - ان سے ہرگز ناموزون طریقہ سے ٹیکس نہ لیا جائے کوئی بشپ ہرگز اپنی بشپی کے عہدہ سے علیحدہ نکیا جائے کوئی عیسائی کبھی اس بات پر مجبور نکیا جائے کہ وہ اپنے دین کو ترک کردے - کوئی مانک اپنے عہدہ سے برطرف نکیا جائے کوئی عیسائی زائر اپنے معبد کی زیارت سے کبھی نہ روکا جائے نہ عیسائیون کے گرجے کبھی اس خیال سے کہ ان کی جگہہ مسجدین

قایم کی جائین منہدم کیئے جائین نہ ان کی تعمیری صورت کو بصورت مسجد بنایا جائے۔ جب مسلمان عیسائی خواتین سے شادی کرین تو ان کا فرض ہے کہ انہین اپنے دین کے ارکان ادا کرنے یا اپنی مذہبی عبادت کرنے کی محض آزادی دیدین جس طرح ان کا جی چاہے وہ عبادت کرین ہرگز ان کو نہ روکا جائے اور اس مین انہین نہ کوئی تکلیف دیجائے جس سے وہ اپنی مذہبی عبادت نکر سکین نہ انہین مجبور کیا جائے کہ ان کے ارکان دین مین خلل پڑ جائے۔ اگر عیسائی اپنے گرجون یا خانقاہون کی مرمت کے لئے یا اور مذہبی ضروریات پورا کرنے کے لئے روپیہ وغیرہ کے ضرورت مند ہون تو مسلمانون کو چاہئے کہ ان کی مدد کرین۔
یہہ مدد کرنا وہ اپنا مذہبی اصول نہ سمجہین بلکہ اسکو ضرور سمجہین کہ ہر ضرورت مین ان کی مدد کرین اور ان کی مصیبت مین شریک ہون۔ اور ان قواعد واحکام کی پیروی کل مسلمانون پر فرض ہے کہ وہ خدا اور اس کے نبی کی طرف سے سمجہ کر ان احکام پر عمل کرین۔ اگر مسلمان باہر عیسائیون سے جنگ کرنے مین مشغول ہون تو انہین لازم ہی کہ وہ ان عیسائیون سے کچہ حقارت سے پیش نہ آئین کہ جو ان مین زندگی بسر کرتے ہین۔ اگر کوئی مسلمان

بری طور سے ایسے وقت مین عیسائی سے پیش آیا تو گویا اس نے نبی کے احکام کی مخالفت کی "

جس شخص کی ذات مین کچھ بھی انصاف ہے جس نے کبھی بھی دنیاوی تہذیب کا حصہ لیا ہے وہ سمجھ جاتا ہے کہ اس طبیعت اور اس مزاج کا شخص کس درجہ کا سمجھنے کے قابل ہے - اور اسکی شرافت کی بابت کیا اندازہ ہو سکتا ہے - نبی کو اس زمانہ مین ان عیسائیون کو نیست و نابود کرنے کی جو معاہدہ سے انکاری ہوئے تھے پوری قوت تھی مگر ایسی حالت مین ان کے حقوق کی پوری پوری نگہداشت کی گئی اور ان کا اسقدر لحاظ و مدارات کی گئی جیسے کوئی اپنے دوستون کی کرتا ہے - پہر یہہ کیسا واقعہ ہے کہ اپنے دشمن کو ایک نفس کا نام بھی اور بہت تہذیب الفاظ سے یاد کیا جائے اور اس کی شان مین بہت بخلصہ کا اپنا فرض نہین سمجھا جائے - اگر حالت کمزوری مین یہہ خیال دیا جاتا تو دشمن ضرور یہہ سمجھتے کہ یہ معاملت کچھ نہ تھی لیکن لا محالہ تو یہہ کہنا ضرور ہوا کہ یقین نبی کی فطرت ہی مین رحم بہرا ہوا تھا - جو ہر حالت مین رحیم تھا اور جس نے اپنے دشمنون پر مدارات و مہربانی کی -

تو نیز اگر دوست فرازان ... تو انصاف کن خوے او دست

اس سے بہہ کر اور کیا ہوگا کہ جو لوگ گرفتار ہو کے آئے بلکہ ملک کے سردار اپنی قوم کی آزادی اور زندگی کے محافظ تہے - آپ نے ان کی عزت کے ساتھ یاد کرتے تہا - صفتین جو فطرت انسانی مین ممکن ہین ہوتی ہین - وہ اپنے ... دشمنون پر بہت رحم کرتا بلکہ ان کی زار حالت پر غم کے آنسو بہاتا جس نے اپنے مخالفون پر زیادہ رحم کیا اور ان کی بہلائی چاہی وہ ہمارا نبی آخر الزمان محمد مصطفے احمد مجتبیٰ ہے - ... صفتین انسانی دماغ انتہا درجہ کا شائستہ اور عالی منزلت ہو جاتا ہے ملی ہوئی تہین اور وہ صفتین رحم اور انصاف تہا -

لیکن رحم و انصاف کی دو صفتین گو اکثر دماغون مین ملتین ہین لیکن ان کی پوری فطرت کا جلوہ پیغمبر عربی ہی کے دماغ مین تہا -

جس زمانہ مین کہ مسلمان صحرائی عربون کو تادیب کر رہے تہے اور انہین دین اسلام کی چاشنی چکہانا چاہتے تہے اسی وقت ایک عرب گرفتار ہو کر آیا - یہہ پہر مدینہ لایا گیا نبی نے اس شفقت سے اس سے برتاؤ کیا کہ وہ شیفتہ بن گیا اور ایک باوفا جان نثار خادم نبی کا ہو گیا - جب یہہ اپنی قوم مین گیا تو اس نے اس رسد کے سلسلہ کو بند دیکہا کہ جو یمامہ سے مکہ معظمہ جاتا تہا لیکن باہمی جنگون سے بند کر دیا گیا تہا -

اب جبکہ عرب مد ... کو زیر کرنے سے تنگ آ گئے تو انہون نے نبی کی خدمت مین التجا کی کہ ہمارا

یہہ رستہ کہل جائے۔ اور اس شخص نے بہی سفارش کی کہ جو مدینہ پہلے ہی مسلمان ہوگیا تہا آنحضرت نے سب کا قصور معاف کردیا اور ان کو ان کی مرضی کے موافق اجازت دیدی۔ اور حکم دیدیا کہ جس چیز کی ملیون کو ضرورت ہو اور جہان وہ جانا چاہین آزادی سے جاوین اور تجارت کرین۔

دو مثالین محمدؐ کے رحم کی جو ہم ذیل مین درج کرتے ہین ایسی مثالین ہین کہ جنسے عدوے اسلام بہی بول اٹہے گا کہ نبی عربی کے برابر کوئی زیادہ رحیم ہوگا۔

پہلی مثال یہہ ہے کہ آپ کی صاحبزادی حدیبیہ کے عہد و پیمان کے بعد مکہ سے آرہی تہین۔ آپ اونٹ پر سوار تہین اور اپنے قافلہ سے کسی قدر آپ کا اونٹ آگے بڑہ آیا تہا۔ ایک قریش کا نام ہبار تہا رستہ مین ملا اسے نبی اور اس کے پیروان یا اس کی اولاد سے جانی دشمنی تہی اس نے بیگناہ مظلوم خاتون پر نیزہ چلایا اور اس کے جگر مین پہونک دیا۔ وہ عصمت پناہ بے گناہ خاتون نیچے آپڑی اور فوق سے دم نکل گیا جب مکہ کی فتح ہوئی تو اس قاتل خاتون کے نام کا ڈہنڈورا پٹوایا گیا کہ جو کوئی اسے گرفتار کرکے لائیگا اسے یہہ انعام ملے گا۔ کچہہ دن تو وہ روپوش رہا لیکن بعد ازان وہ خود رسول اللہ کے سامنے چلا آیا اور اس نے محمدؐ کے رحم پر اپنے کو چہوڑ دیا اس مجرم کا گناہ عظیم الشان تہا۔ اور یہہ اسکا کام اشد تہا مگر زبان یا معرفت ذاتی تہی ہر طرح سے وہ قابل قتل تہا لیکن رسول مقبول نے اسکا خون بخشدیا۔ اور اسکو آزادی دیدی گئی۔

وہ یہودن جس نے خیبر مین نبی کو زہر دینے کا قصد کیا تہا گرفتار ہوکر چہوڑ دیگئی اور عکرمہ ابوجہل کا بیٹا جو نبی کا انتہا درجہ کا دشمن تہا [illegible]

ایک قوم بیچی بدوؤن کی (بنو کلب) جو دومتہ الجندل مین بستی تہی لوٹ مار کرنے کے لئے مدینہ کی حدود مین معلوم ہوئی۔ ایک مہم ان کے پاس روانہ کی گئی کہ وہ اسلام قبول کرین اور اپنا یہہ ناانسانیت کا پیشہ قزاقی چہوڑ دین اور خدا کے رحیم بندون مین سے ہوجائین جب آپ اس کپتان سے جو اس چہوٹی سی مہم کا افسر تہا یہہ فرما رہے تہے اسی وقت یہہ کہکر آپنے یہہ الفاظ بہی استعمال کئے جو آپ ہمیشہ اپنے ہر سردار فوج سے فرمایا کرتے تہے کسی حالت مین ناانصافی اور فریب نکرنا۔ نہ کبہی بچہ کو قتل کرنا ف۔ یہہ محمدؐ کے رحم اور انصاف کی کافی شہادت ہے کہ

ف ابن ہشام صفحہ ۹۹۲ - عربی پیغمبر کی ان ہدایتون کو اور حضرت صدیق اکبر کی ان تاریخی الفاظ کو جو یزید ابو سفیان کے بیٹے کو قسطنطنیہ بہیجتے وقت کی تہین اسرائیلیون کے پیغمبر کی ہدایات سے مقابلہ کرو اسرائیلیون کے پیغمبر فرماتے ہین۔ اب جاؤ اور عمالیق کو ہلاک کرڈالو جو کچہہ ان کے پاس ہے سب کو تباہ و برباد کردینا ایک چیز بہی ان کی نہ چہوڑنا بلکہ دونو عورتون اور بچون کو قتل کرڈالنا شیر خوار اور معصوم ننہے بچہ کو بہی نہ چہوڑنا نہ بیل نہ بہیڑ نہ اونٹ نہ گدہا " اسامویل ۱۵۔ ۳ - " بالکل نوجوان اور بوڑہے کو قتل کرڈالو نہ امائین بچین نہ ان کے بچے بچین اور نہ عورتین ۹۔ ۶ " اہزقیل منصف مزاج اسرائیلیون کے پیغمبر اور نبی عربی کی ہدایات کو ملاحظہ کرسکتا ہے اور اس سے یہہ بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے کہ سچے رحم اور اصلی اسلام کا بانی کون ہے اور کس نے دنیا مین رحم کی بنیاد قایم کی۔

آپ ہر مہم کے افسر کو خوب تاکید فرماتے تھے کہ خبردار کوئی مظلوم شخص نہ ستایا جائے عورتون بوڑھون بچون کو ہرگز تکلیف نہ دی جائے۔ نبی کی یہہ قیمتی ہدایتین دیکھنے اور توجہ کرنے کے قابل ہین۔ کس نبی کو ایسی ہدایت کرنیکا فخر حاصل ہوا ہے اور کس نے اپنے دشمنون سے اس رحم اور انصاف سے برتاؤ کیا ہے۔

آپ کے یہہ ہدایتی روشن الفاظ کہ جنہون نے اشد کفار کے دلون کو پگلا دیا تہا یہہ ہین۔ اُن مصائب اور تکالیف اور مظالم کا انتقام لینے مین جو ہمارے دشمن ہم پر کرین یہہ باتین دیکھنی فرض ہین اور ان پر عملدرآمد کرنا ہر فوج کے افسر کو لازم ہے۔ حضور نے اُس فوج کے سردار کو آپنے یہہ تاکید کی تہی جو قسطنطنیہ والون کے مقابلہ کے لئے بہیجا گیا تہا۔

"بیگناہون کو نہ ستانا۔ نہ گوشہ گزین لوگون کو کچھ تکلیف دینا۔ عورتون کو ہمیشہ اپنے رحم مین سے حصہ دینا۔ اس بچہ کو جو مان کی چہاتی سے لگا ہوا ہو کبہی ...... آنکہ بہر کر بہی نہ دیکہنا۔ ان لوگون کو بہی ستانا کہ جو مریض ہون یا بستر پر پڑے ہوئے ہون۔ لوگون کے بنے ہوئے گہرون کو مت ڈہانا۔ نہ اُن کی روزی کے وسائل کو تباہ وبرباد کرنا۔ نہ ان کے میوے دار۔ درختون کو ہاتہہ لگانا نہ خرمے کے درختون کو آنکہہ بہر کر دیکہنا"

خدا نے جسکو ذرہ برابر عقل اور انصاف دیا ہے وہ ان احکام سے نبی کے رحم اور عدل کا بخوبی اندازہ کر سکتا ہے اپنے دشمنونکا بہی ایسا پاس تہا۔ نبی کی کبہی یہہ خواہش نہین ہوئی کہ اپنے دشمنون کو ایذا پہونچاؤن اس نے کبہی کسی پر حملہ نہین کیا اس نے کبہی مقابلہ مین پیش قدمی کرکے صف آرائی نہین کی۔ وہ اپنے مخالفون اور جانی دشمنون کی مصیبت ناک حالت دیکہکر آنسو بہاتا تہا یہہ اسی آخر الزمان نبی کی شان تہی کہ جس نے اپنی بیٹی کے قاتل کو جب قاتل اسکے قبضہ مین آچکا تہا چہوڑ دیا اور کہا جا رحم کا پیشہ سیکہہ۔ ہم مسلمان ہین ہمارا ایمان یہی ہے کہ ہم اور نبیون پر ایمان لائین اور انہین سچا نبی جانین۔ لیکن یہہ بہی ہمارا ایمان ہے کہ ہم اپنے نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر الزمان نبی سمجہین اور اوس کی نسبت یہہ ایمان رکہین۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

بیشک آپ سب نبیون مین ممتاز تہے اور افضل تہے میرا یہی مذہب ہے اور مین اسی پر فخر کرتا ہون یہہ مثالین جو مین نے نبی کے رحم کی دی ہین اور آگے دونگا ان نبیون کے احکام سے جو پہلے گزر گئے

ان مین بہت فرق ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کا یہہ اثر تہا کہ آپ کے بعد خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر نے اپنے نبی کی تقلید کی اور اپنے کپتان سے یہہ کہا۔

"اے یزید تم ان اسباب پر یقین لاؤ کہ ہرگز اپنے آدمیون کو تکلیف نہ دینا نہ ان پر ظلم کرنا۔ نہ انہین بے آرامی دینا۔ لیکن اپنے تمام کام مین انہین اپنا جلیس اور انیس بنانا ان سے ہر کام مین مشورہ لینا۔ اور وہی کام کرنا کہ جو انصاف اور درستی پر مبنی ہو لیکن جو لوگ بے ہدہ کام کرینگے وہ کبھی نجات نہ پائینگے۔ جب تم اپنے دشمنون سے ملو اپنے آپکو اونکے مردون کی طرح بناؤ اور ان سے اپنی پشتین نہ پہیرو۔ اور اگر تم کو فتح حاصل ہو۔ چھوٹے بچون کو نہ قتل کرنا نہ بوڈہے آدمیون کو نہ عورتون کو خرمے کے درختون کو برباد نہ کرنا۔ نہ کسی اناج کے کہیت کو جلانا۔ میوے دار درختون کو نہ کاٹنا۔ نہ مویشیون کو کچھ نقصان پہونچانا ہان وہان تک کہ وہ تمہاری خوراک کے لئے کافی ہون یعنے اپنی خوراک کے لئے صرف ذبح کرنا۔

جب کبھی تم کوئی عہد وپیمان اور معاہدہ کرو تو اسپر برقرار رہو اور ہرگز اس سے نہ پہرو اور جو تم نے اقرار کیا ہے اسی پر ثابت قدم رہو جب آگے جاؤگے تمہین ایسے مذہبی لوگ معلوم ہونگے کہ جنہون نے دنیا سے کنارہ کشی کرکے خانقاہون مین اپنی بود وباش اختیار کی ہے اور اپنے کو خدا کا بندہ کہتے ہین اور یہہ کہتے ہین کہ جس راہ پر ہم چل رہے ہین وہی خدا کا راستہ ہے ان کو ہرگز قتل نہ کرنا اور ان کو ان ہی کی جگہ چہوڑ دینا۔"

ان ہدایات کو عیسائیون کی خوفناک اور خونی ہدایات سے مقابلہ کرو تو تمہین معلوم ہوگا کہ کیتہلک پروٹسٹنٹ۔ اور یونانی لوگون نے سینٹ لیک ٹین ٹس کے زمانہ سے کو وے نین ٹرس کے زمانہ تک کیا کیا غضب ناک آفتین برپا کین۔

شہزادہ امن کے مقلدون نے نوجوانون بوڈہون بچون عورتون کو بغیر کسی تفریق کے جلا دیا قتل کرڈالا تباہ وبرباد کردیا اور وہ وہ مظالم توڑے کہ جو ناگفتہ بہ ہین۔ اس کے دینوی قایم مقامون نے جنمین پوپ۔ مجتہد۔ بشپ۔ پادری۔ پریسبائی ٹرون نے خود ہی بڑے بڑے سنگین جرم کئے اور اپنے معتقدین کو ہدایت کی کہ وہ خدا کی بادشاہت مین ناقابل معاف ظلم توڑین اور ہانتک بیگناہ لوگون کو برباد کرین۔ ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔

تمام تاریخی واقعات کو بدل جانا اور سچی باتون کو مٹانا یہہ انسانیت نہین ہے - عیسائی نبی عربی کے رحم مین کلام کرتے ہین وہ پہلے اپنے گریبانون مین رہ و الکر اپنے پیشواؤن کے قتل و غارت اور شدید شدید بیرحمیون کو دیکھین تو انہین معلوم ہوگا کہ جو بیرحمی کا الزام وہ نبی عربی پہ عاید کرنا چاہتے ہین ان ہی کی تاریخ کے مطابق ان کے پیشوا اس قسم کے مظالم مین ید طولے رکھتے تھے جو الزامات کہ نبی عربی پر قایم کئے جاتے ہین ان کی بنیاد محض غلط واقعات پر مبنی ہے - اگر نبی عربی کے سچے واقعات اور زندگی کے اتار چڑھاؤ پر نظر ڈالی جائے گی تو انہین کھلے گا کہ دنیا مین یہہ نبی ہی کی شان تھی کہ جس کے رحم مین انصاف برابر کا ملا ہوا تھا -

کانون سے ان گٹون کو نکال ڈالو کہ جو تمہین نیک اور سچی باتین سننے سے باز رکھنا چاہتے ہین ان پردون کو اپنی آنکھون پر سے اٹھا دو کہ جو تمہاری نظرون کو روشن منظر دیکھنے سے مانع آتے ہین اپنے دلون کو طرح طرح کی جہالتون اور حسدون سے صاف کرلو اور اسے ان نقوش کے قبول کرنے کے قابل بناؤ کہ جو انصاف اور عدل پر مبنی ہین پھر ہم تمہین دکھائین کہ جو کچھہ ہم نبی عربی کی نسبت لکھہ رہے ہین وہ بالکل صحیح ہین ان مین ذرا بھی فرق نہین ہے - یہہ خوب سمجھہ لو کہ اس تمہاری ناانصافی اور ہٹ دھرمی کا زمانہ ختم ہونے کو آیا اور ایک دن تمہین فنا حاصل ہوگی اتنی سی زندگی کے لئے اگر تعصب اور ناانصافی ہی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا تو دنیا مین آنے کا نتیجہ ہی کیا ہوا - زمانہ کیا بازی ہمارے ساتھہ کر رہا ہے اور ہماری کیسی غفلت ہے -

زمانہ بھر تو تابوت می دہد سامان ٭ تو خود ز گوشہ مسند فرو نمی آئی -

اس سال کے ماہ شعبان مین (نومبر - دسمبر ۶۲۶ع) ایک مہم بنی مصطلق پر بھیجی گئی تھی یہہ لوگ ابتک مسلمانون سے متفق تھے اور جو کچھہ عہد و پیمان کیا تھا اسپر ثابت قدم تھے - مگر یکایک وہ اپنے سردار حارث بن ابی ضرار کے اغوا مین آگئے اور انہون نے عہد شکنی کرکے حوالی مدینہ پر تاخت و تاراج شروع کی - اور پھر مسلمانون کو ستانا اور ان کا اسباب لوٹنا اپنا پیشہ سمجھہ لیا - یہہ مہم بالکل کامیاب ہوئی اور بہت سے قیدی گرفتار ہوکر آئے انہین حارث کی بیٹی جویریہ بھی تھی ف[1]

ہجرت کو پورے چھہ برس ہوگئے تھے کہ صرف اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے مسلمانون نے اپنے شہر مکہ اور اپنے پیارے گھرون کو چھوڑ دیا تھا - عجیب و غریب نبی عربی کے قیمتی اقوال سننے کے لئے لوگ عرب کے گوشہ گوشہ سے جمع ہونے لگے اور انہون نے نبی کی ایک ایک بات دریافت کی - اور آپ کے صحابہ سے آپ کے بابت طرح طرح کے سوالات کرنے شروع کئے - لیکن مہاجرین کا ادا...

---

[1] سیرت ابن ہشام صفحہ ۷۲۵ - ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۶ -

وطن میں دوبارہ جانے اور بسنے کے لئے پھڑک رہا تھا۔ وہ حسرتناک نگاہوں سے اپنے وطن کو دیکھتے اور انہیں دلی پاک جذبہ اسمیں جا کر بسنے کے لئے ہر وقت نئے رنگ اور نئے جوش میں اٹھتے تھے۔ وہ اس ہولناک اور قہر آلود وقت کو یاد کرتے تھے کہ جب ان ہی کے ہموطنوں اور پڑوسیوں نے انہیں ان کے گھر سے نکالا۔ انہیں شہر بدر کیا اور ان پر کیا کیا مصیبتیں توڑیں۔ انہیں مشرک کعبہ کی احاطہ سے باہر کر دیا۔ انہیں مکہ کی سرحدوں میں قدم رکھنے کی اجازت نہ دی۔ اس پاک اور خدا کی زیارت سے جو ہر سال ہوا کرتی تھی وہ چھ برس سے محروم تھے۔ تو پھر جوش نبی عربی کے دل میں پھر کیلی آرزوؤں اور اٹھتی ہوئی امنگوں سے اٹھ رہا تھا کہ پھر ہم اپنے وطن مالوفہ کی سرزمین پر پھر قدم رکھوں اور کیوں کو دین حق کی [illegible] دکھاؤں ان کو جھوٹے خداؤں کی پرستش سے روکوں اور سچا راستہ حقیقت کا بتاؤں۔ کعبہ کا تعلق کل عرب اقوام سے تھا مگر تھا ان خصوصاً قوم قریش کی حفاظت میں یہ متبرک مقام تھا اور قانون ملکی کے لحاظ سے [illegible] کی پابندی انہیں کرنی جائز تھی وہ دشمن کو بھی نہ روک سکتے تھے جو کعبہ میں [illegible] عبادت کے لئے آتے ہوں یعنی دشمنوں کو بھی اجازت تھی کہ وہ زیارت کعبہ کے لئے آئیں جائیں۔

حج کا زمانہ قریب پہونچ گیا نبی عربی نے اپنا ارادہ متبرک مقامات کی زیارت کے لئے جانے کا ظاہر کیا ایک ہزار آدمیوں نے فوراً جواب دیا اور عرض کیا کہ بیشک زیارت کے لئے چلنا چاہئے یہ سنتے ہی نبی عربی نے تیاری کرنی شروع کی اور بہت جلد سامان سفر تیار ہو گیا۔ سات سو آدمی[۳] انصار اور مہاجرین میں سے تیار ہوئے کہ کعبہ کی زیارت کو روانہ ہوں یہ کل نہتے تھے قریش ابھی اپنی اسی دشمنی پر تلے ہوئے تھے اور ان کی جہالت کے غضبناک شعلے ہنوز بھڑکے ہوئے تھے۔ یہ لوگ ابھی تک مکہ کے باہر ایک عظیم الشان لشکر [illegible] تاکہ مسلمانوں کو روکیں لیکن جب انہوں نے یہ سنا کہ مسلمانوں کا ارادہ زیارت کا [illegible] شہر میں چلے آئے تاکہ تمام زیارتوں کے رستے مسلمانوں کے لئے روکیں اور انہیں کسی مقام کی زیارت نہ کرنے دیں انہوں نے سختی سے قسم کھائی کہ نبی یا اس کے پیرواں کو ہم ہرگز یہاں داخل نہ ہونے دینگے اور ان کا قدم اس سرزمین پر نہ آنے دینگے۔ نبی نے جس مسلمان کو ان سے اجازت لینے کے لئے بھیجا تھا اسکے ساتھ انہوں نے سخت بدسلوکی کی اور اسے ناحق تنگ کیا۔

[illegible] کا ایک گروہ [illegible] مسلمانوں [illegible] اسکو قتل کر ڈالا

ف۱ طبری جلد ۳ صفحہ ۱۵۴۸ [illegible]

[illegible]

ف۲ ابن ہشام صفحہ ۷۴۰ ۔ طبری [illegible]

ف۳ [illegible] ہزار چار سو آدمی بیان کرتا ہے۔

انہون نے ہنی پر بہی تیر اور پتھر برسائے جب نبیؐ نے دیکہا کہ مشرکین راہ پر نہین آتے اور اپنے غصہ مین ویسی ہی شدید اور سخت ہین تو آپ نے فرمایا کہ مین ان ہی شروط پر معاہدہ کرونگا جو شرطین تم پیش کروگے اور آپکے ساتہی سب سنتے تہے - اور قانون ملکی کے موافق جنگ بہی نہو سکتی تہی کیونکہ حج کرنا تہا اسلئے آپ نے ان ہی کے مرضی پر فیصلہ کرنا چاہا - بڑی دقت اور مشکل کے بعد یہہ عہدنامہ ہوا - کہ تمام لڑائی جہگڑے دس برس تک بند رہین - اور جو شخص نبیؐ کے پاس قریش مین سے اپنے محافظ اور سردار کی بغیر اجازت آدے اسکو قریشون کے حوالہ کردیا جائیگا لیکن جو شخص مسلمانون مین سے مکیون کے پاس چلا جاوے واپس نہ کیا جائیگا - اگر کوئی قوم مسلمانون یا قریشون سے اتحاد اور میل جول کرنا چاہیگی تو وہ محض آزاد ہے اسے کوئی مانع نہ آوے - اور مسلمان بغیر آگے بڑہے حج کرکے واپس پہر جائین - اور وہ اس آئندہ سال مین مکہ آئین لیکن سوائے سفری ہتیاردن مثلاً نیام دہی ہوئی تلوارون کے - اور کچہ لیکر نہ آئین ف۲

وہ معاہدہ اور عہد وپیمان جو قریشی نبیؐ نے کیا تہا نہایت اولوالعزمی اور عالی منشی سے ثابت قدم رہے لیکن آپ کے محرک پیروان مین کسیقدر ناراضی پہیل گئی اس لئے کہ مشرکین نے ان بیگناہون پر جو مظالم توڑے ہتے ان کے دلون پر نقش ہو رہے تہے ان کا دل ناواجب جور و تعدی سے چور ہوگیا تہا اور اب تک وہ خونی زخم ہرے ہتے جو مشرکین نے اپنے بہالون اور تبر کے تیرون سے ان پر یا ان کے دوستون پر لگائے تہے قریشون نے عہدنامہ کے بموجب نبیؐ سے ان مسلمانون کو طلب کیا کہ جو اپنے پیارے نبیؐ کے پاس ہتے

ف۱ - جب انہین سے چند آدمی گرفتار ہوکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے گئے تو آپ نے ان کا قصور معاف کردیا اور انہین چہوڑ دیا - ابن ہشام صفحہ ۷۴۵ - رسول مقبول نے عثمان کو دوبارہ اجازت لینے کے لئے بہیجا تہا جنہیں انہون نے محبوس کردیا - مسلمانون کو یہہ گمان ہوا کہ شاید حضرت عثمان کو قتل کرڈالا ہے اس خیال سے وہ غضبناکی مین آگئے اور وہ سب نبیؐ کے گرد جمع ہوگئے اور سختی سے انہون نے قسم کہائی کہ ہم عثمان کا انتقام مکیون سے ضرور لینگے - ابن ہشام صفحہ ۷۴۶ - میور صاحب جلد ۴ صفحہ ۳۲ -

ف۲ - ابن ہشام صفحہ ۷۴۷ - ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۵۶ - یہہ اسی موقع کا ذکر ہے کہ قریشون کی طرف سے ایک قاصد نبیؐ عربی کے کیمپ مین آیا اس جمعیت اور سچے اتحاد نے جو مسلمان اپنے نبیؐ سے کرتے تہے اسپر بہت اثر کیا جب وہ واپس قریشون مین گیا تو اسنے کہا مین نے کسری - قیصر - اور نجاشی کو دربار مین جلوہ فرما دیکہا ہے لیکن مین نے انہین سے کسی بادشاہ کو ایسا نہین پایا کہ اس کے خدام پروانہ کی طرح اسپر سچے دل سے شیفتہ ہون یہہ مین نے محمدؐ ہی مین صفت دیکہی ہے کہ کس بروسہ اور کس اعلے درجہ کے اعتقاد سے اسکے معتقد اسے گہیرے ہوئے تہے ان کی صورتون اور بشرہ سے معلوم ہو رہا تہا کہ یہہ اپنے نبیؐ پر جان نثار کرنی اپنی انتہا درجہ کی شادمانی سمجہتے ہین - ایسی اطاعت اور خلوص نیت کی فرمانبرداری کی مثال مین نے کسی بادشاہ کے دربار مین نہین دیکہی - ابن ہشام صفحہ ۷۴۵ - ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۵۴ - طبری جلد ۳ صفحہ ۸۰ - ابو الفدا صفحہ ۱۰۴ -

کہ دنیا کو یہہ سر نہفتہ ہموار رکہنا پہر وہ بہی گیلیلی کی مچہلی جیسے یاد آتے ہین کہ جنہینے نبیؐ کو مصر میں بلا کت مین پہوڑ کر بہاگ گئے تہے ان کا نبی صلیب پر چڑہا دیا گیا اور وہ دور سے دیکہتے ہوئے کہڑے رہے اور انہین ذرا بہی جوش نہین آیا

...نے اوسے انہین فوراً دیدیا باوجودیکہ بہت سے مسلمان اس کی مخالفت مین سرگوشی کرنے لگے
...واجب آپ مدینہ واپس تشریف لیگئے تو آپنے صرف اس خیال سے کہ اپنے سچے دین کی چاشنی ان
...ون کو چکھاؤن کہ جو ابتک اس سے بے بہرہ ہین اور اس امن خیز دین کو دور دور پھیلاؤن
...لئے آپنے اپنی پڑوس کی سلطنتون کے حاکم انون کو قاصد بھیجے کہ وہ اسلام کے منادی کرنے
...ے کے ہاتھ سے جام ہدایت پیئن - دو انہین بڑے بڑے نامور سلطان تھے - ایک ہرقل
...انیون کا بادشاہ اور دوسرا خسرو پرویز ایران کا کسری - جون ہی خسرو پرویز نے یہہ رقعہ
...یکہا کہ جسمین اُسے سوائے کسری عظیم کے دوسرا القاب نہ لکہا تہا وہ یہہ ہمسری کی تحریر دیکھکر
...ت ناراض ہوا اور اسے زیادہ غصہ اور یہی یون آیا کہ اسے دین اسلام کی دعوت کی گئی تہی اپنی
...تہذیب فطرت اور ناتراشیدہ عقل کے بموجب نبی اکرم کے اس الٰہی شقہ کو پہاڑ ڈالا اور قاصد
...نہایت نا انسانیت سے دربار کے باہر نکال دیا جب یہہ خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچی
...آنحضرت نے یہہ فرمایا خدا کسری کی سلطنت کے بہی یون ٹکڑے کردیگا[۱] نبی کی یہہ پیشین گوئی
...ے صفحون پر ابتک لکہی ہوئی ہے ہرقل بڑی عزت اور خلق سے ایلچی سے پیش آیا اسپر عنایتیں
ہین اور رخصت کرتے وقت مہربانی آمیز ملائمت کا جواب دیا -

ہرقل نے شام سے روانہ ہونے کے قبل یہہ چاہا کہ مین ایسے شخص کی نسبت جسکی ہدایت کی آواز
بلند ہو رہی ہین اور جسنے مجھے رقعہ بہیجا تہا اور بہی زیادہ واقفیت حاصل کرون اسلئے اس نے
عربون کو جو غزا مین مقیم ہوئے تہے اپنے پاس بلایا - ان عرب تاجرون مین ابو سفیان بہی تہا
بہی نبی کا اسی درشتی اور تلخی سے دشمن تہا اور نبی پر ادہار کہائے بیٹھا ہوا تہا - ہرقل نے
عربی کے بابت جو جو اس سے سوال کئے اور اس نے جواب دئے وہ معتبر روایتون مین
درج ہین - قریب قریب وہی سوال وجواب ہین جو جعفر برادر علی اور شاہ نجاشی مین ہوئے

ابو سفیان سے ہرقل نے دریافت کیا کہ محمدؐ کے اصول مذہبی کیا ہین اسنے جواب دیا -
وہ ہمین ہمارے دیسی خداؤن کی پرستش سے روکتا ہے اور اس کے مقابل مین کہتا ہے
ایک خدا کی پرستش کرو - خیرات زکوۃ دینے کے لئے ارشاد کرتا ہے - اور صفائی - سچائی
لازمی بنانے کی تاکید کرتا ہے - زناکاری اور بدی سے بچنے کا حکم کرتا ہے - اور مکروہات
لوگون کو باز رکہنے کے لئے حکم دیتا ہے - پہر اسنے ابو سفیان سے سوال کیا اسکے معتقد
جاتے ہین یا ان کی تعداد گہٹتی جاتی ہے - اسنے جواب دیا کہ نہین اسکے معتقد علی التواتر بڑھتے
ہین اور جسنے اسکا دین قبول کر لیا پہر اسنے ترک نہ کیا ایسی صفت ان ہی لوگون مین دیکہی -

ف۱ اسلئے کہ عورتین ... [illegible] ... صفائی سے صریح طور پر انکار کر

(... [illegible] جلد ۲ صفحات ۱۲۳ و ۱۳۰ ...)

دوسرا قاصد لیسے ناند شہزادہ کے پاس بہیجا کہ جو ہرقل کا جاگیردار تہا اور بصرہ مین دشمن کے
پاس رہتا تہا بجائے اسکے کہ سفیر کی مدارات وخاطر کی جاتی اسی خاندان کے ایک عیسائی امیر نے اسے
قتل کرڈالا اس ناواجب اور خلاف قانون قتل نے تمام مسلمانون کو آتش سوزان کی طرح بہڑکا
دیا اور یہی باعث مسیحی دنیا سے آیندہ مسلمانون کے جنگ کرنے کا ہوا جس کا بیان ہم آیندہ فصل مین
کرینگے - ہماری اس تحریر سے جو محض سچے واقعات پر مبنی ہے ایک منصف اندازہ کر سکتا ہے کہ نبی نے
کبہی از خود اپنے دشمنون سے بہی جنگ نہ کی جب تک کہ وہ خود عہد شکنی کرکے اسکے مقابلہ مین نہ آئے - جو
رحم کی مثالین کہ ہمنے بیان کی ہین یہہ ان بے تعداد رحمون کا خلاصہ ہے کہ جنہون نے دشمنون کو بہی جان نثار
دوست بنادیا تہا - اب عیسائی مورخ مین نہین جانتا کن واقعات سے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بےرحمی
ثابت کرتے ہین - اپنی ہی پیاری بیٹی کا قاتل اور وہ اپنے ہی قبضہ مین ہو اور پہر اس کو صرف ذاتی مفاد
سمجھکر رہا کردیا جائے اور وہ ہی حقوق عطا کئے جائین کہ جو اپنی وفادار امت کو دئے گئے ہین جب
اس رحم کی فطرت پر نظر کی جائیگی تو اس سے کہلیگا کہ دنیا مین ایسی مثالین اول تو ملتی ہی نہین
اور جو کہین مل بہی گئین تو وہ ان ہی پاک انفاس کی ہونگی جو دائرہ اسلام مین تہے اور جن کے
قبلۂ قلب کو نور ایمان روشن کرچکا تہا اور جن کے دلون پر رسول عربی کے تعلیم کے پورے نقوش ہو چکے
تہے - جنہون اس مقدس ذات پر سنگباری کی ان پر قبضہ پاکر بہی اس نے رحم کہایا اور کہین کبہی کسی
اذیت کا باعث نہین ہوا - جن لوگون نے کہ اس کے خلاف سازشین کین جن شریر الانفاس نے
اسکو اسکے وطن سے نکالا جن بیرحمون نے اسکو زخمی کیا غرض کوئی دقیقہ اس کو ستانے اور اسکے
جان کی تدبیر کرنے مین اٹہا نہ رکہا ان پر سدا اس نے ایسی مہربانی کی ہے کہ جیسے شفیق باپ اپنے
نادان بچہ پر - اس کی غرض صرف اصلاح تہی وہ اصلاح جو روحانی مضرتین نہ پیدا ہونے دے
ہمیشہ انسان کو آلام و مکروہات دنیوی سے بچائے اس نے ہمین اپنی روحانی قوتون کے بڑہانے کا
سبق پڑہایا ہے اور ہمین وہ تہذیب سکہائی ہے کہ جو ہمیشہ ہر حالت مین ہمین سرخرو کریگی اور کرتی ہے
ابوسفیان جسکی دشمنی کی حد ہوچکی تہی اور جس نے دس دس ہزار آدمیون سے مدینہ پر حملہ کیا اور اپنی
طاقت مین اس نے کچہہ بہی باقی نہ چہوڑا جو صرف نہ کیا ہو دولت سے حشمت سے بہادری سے لوگونکی
خوشامد و عاجزی کرنے سے ان کے آگے للو چپو کرنے سے مطلب یہہ کہ حتی الوسع اپنی کل قوتون کا صرف
اسیطرح محمدؐ کو کامیاب نہ ہونے دین اور اگر بس چلے تو قتل کرڈالین ایسا دشمن ایسا بدخواہ
جب ہرقل نے اس سے سوال کئے ہین تو یون ہی کہتے ہین کہ وہ خدائے احد کی پرستش کی ہدایت
کرنے اور ہمدردی کے لئے ارشاد کرتا ہے -
کبہی دشمن نے یہہ الفاظ اپنے دشمن کی نسبت استعمال نہین کئے مگر محمدؐ کی ...

صفات دشمنون کا دل بہی جبراً اپنی طرف کہینچتی تہین اور انہین مجبوراً اوصاف صاف بیان کرنا پڑتا
تہا - وہان کچہ لاگ لپیٹ اور فریب و دغا نہ تہی صرف ایک بات یہہ تہی کہ آؤ خدا کی پرستش کرو مین
تمہین خدا کے احکام سنانے کے لئے آیا ہون ورنہ مین بہی تمہاری طرح ایک آدمی ہون اگر تم میری
ہدایت کو مان لوگے تو تمہارے لئے دین و دنیا دونون مین بہتر ہوگا اور جو تم نے نہ مانا مین صبر کرونگا
اور پہر خدا مجہمین اور تم مین فیصلہ کریگا -

صرف اس خدائے واحد کی پرستش کی ہدایت پر جن لوگون نے اس کے ساتہہ بدسلوکی کی اسکے
قتل کی تدبیرین کین اوس کے معتقدین کو چہپ کر یا علانیہ قتل کر ڈالا اسپر پتہر برسائے تیرون کی
بوچہاڑ کی - اس کی ہجو یہ نظم گلیون کے چہوکرون اور صحرائی بدوون کو یاد کرا دی اور اس پر طرح
طرح کے حملے کئے پہر بہی وہ پاک نفس اپنے رحم اور انصاف پر قایم رہا اور اس نے اس شدید شدید بغض
پر بہی ہمیشہ رحم کیا اور اپنے دشمنون سے یہ شفقت پیش آیا یہ شفقت صرف اس کی رحیم فطرت کا صدقہ
تہا - وہ ادہداکر اپنے بدنصیب دشمنون کی زار حالت پر آنسو بہاتا تہا اور مدام اسکی یہہ آرزو رہتی
کہ اس سے کسی کا دل آزردہ نہو - اسکی رحم کی تلوار نے لوگون کے دلون کو مسخر کر لیا جیسے اسکے صحابہ
اسپر جان دیتے تہے کسی نبی کو یہہ خوش منظر دیکہنا نصیب نہین ہوا کہ ان کے دوست یون صدق
دل سے ان پر جان نثار کرین -

جنگ احد مین جب وہ پاک نفس زخمی ہوا اور اسکے دوستون نے اسکو اس حالت مین دیکہا تو اس کو بد
دعا مانگتے سنا "یا اللہ تو ان مشرکین عرب کو ہدایت کا راستہ دکہا تاکہ یہہ مجہے پہچان جائین ا
پہر یہہ سرکشی نکرین ور اس سے زیادہ رحم اپنے دشمنون پر کس نے کیا کہ ایسی حالت مین بہی ان کی بہت
ہی کی طرف نظر رہی - اگر ہم تاریخی دنیا مین چراغ لیکر بہی ڈہونڈینگے جب بہی ہمین ایسی رحم
مثالین نہین ملینگی - سب سے بڑا عظیم الشان رحم جو ہمارے نبی کا ہے وہ بنی نوع انسان مین صح
پہیلائی ہے - اگر حضرت عیسیٰ نے کسی مردہ کو زندہ کر دیا تو ہمارے نبی نے لاکہون بلکہ کرورون رو
مردون کو زندہ کر دیا حضرت عیسیٰ نے جسمانی مردون کو زندہ کیا نبی عربی نے روحانی مردون
قالبون مین روح پہونکی حضرت عیسیٰ نے دشمنون سے تنگ آکر اور ان کی تکلیفین نہ برداشت کر
اپنے کو دشمنون کے حوالہ کر دیا اور عیسائیون کے مذہب کے موافق صلیب پر چڑہ گئے اور یون اپنا پ
چہڑایا اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہ کیا ہمیشہ صلاح مخلوق کے لئے اس نے گوناگون مص
سہا اور ہر طرح کی تکلیفین اٹہائین لیکن جب تک اس نے یہہ اعلان نہین دیدیا کہ تمہارا دین
ہوگیا تمہارے دین کی تکمیل ہوگئی باوجود مصائب ناواجب و مظالم شاقہ کے بہی دین
سے کنارہ نکیا - دنیا کی مصیبتون اور آفتون کو سہا بہادرانہ ان کے مقابلہ مین ثابت قدم رہا

ہے یا آلام و غموم کی [illegible] ہوکر اور بہت سے دشمنون کی عداوت کی برداشت نکرکے دنیا سے جان
کراز خود [illegible] کا نام بہادری ہے جس نے اپنے ہی [illegible] پر حملہ کر دیا یا دوسرون پر
کیا رحم کیا [illegible] ان سب کی [illegible] اس نے یہہ اعلان نہین دیا
کہ [illegible] نعمت کی تکمیل [illegible] المقدس [illegible] اور [illegible]
[illegible] اور [illegible]
عمر مین کچھ کیا ہی نہین [illegible]
معلوم ہوتا ہے کہ تکمیل [illegible]
تھے مین اسلئے [illegible] آپکی تکمیل
ہوئی جو [illegible]
مثال مین [illegible] کی [illegible] جیسا [illegible]
ی جیسا انصاف۔ حالانکہ واقعات تاریخی [illegible] کا کرشمہ مین کر [illegible]
ین [illegible] زیادہ بہادر سکا
بھی یوسف [illegible]
سپر قریشیون کے [illegible] غرض بجز [illegible]
مین تکمیل پر پہونچی ہوئی تہین۔

ب سے وہ بہت اسوۂ حسنہ تھا [illegible] اس کی وفات ہوئی کبھی کسی حالت مین [illegible]
ین کیا اگر کبھی دشمنون سے زیادہ ستایا جاتا تو وہ بہ تقاضائے بشریت کچھ غضبناک ہو بھی گیا
بات کی ان مین قوت اس کا غضب بار بار اور وہ یہہ پڑھنے لگا الکاظمین الغیظ والعافین عن
الناس اگر اس نے کسی کو قتل کرنے کا حکم دیا تو یہہ بھی اس کے رحم کا بہت بڑا ثبوت ہے کہ ایسے
یہ النفس آدمی کو دنیا سے مٹا دیا کہ جو اپنی شرارت سے انسانی زندگی کو تہ و بالا کر دیتا اور بہت
ہزارون بیگناہ جانین تلف ہوجاتین۔ اور یہہ قتل صرف اصلاح قوم اور اس ملک کے
تھا بلکہ اپنی نفسانی مضرت پہونچنے پر نہ تھا اگر ایسا ہوتا تو ضرور وہ صاحب قدرت ہوکے اپنی
نی معصوم بیٹی کے قاتل کو قتل کر ڈالتا حالانکہ اس نے ایسا نہین کیا اس سے معلوم ہوتا
بد ذات باغی لوگون کا قتل دوسرون کی خاطر سے کیا جاتا تھا۔ جو بھی اور اب بھی
مذہب کسی قانون ملکی کسی سوراج مین یہہ نہین ہے کہ قاتلون کو سزائے موت نہ دی
اور اسے رحم و انصاف سمجھائے۔ پھر ایسی موٹی باتون پر اعتراض کرکے اپنی طبیعت
اس نکالنی انصاف اور تہذیب کا تو تقاضا نہین ہے۔ مخالف و موافق دنیا مین

دونو گروہ بیٹہے ہین کوئی کسی بات کا قایل ہے اور کوئی کسی بات کو مانتا ہے کوئی اس سے انکار کرتا ہے لیکن ایسے گیے بہوگے بہی موجود ہین کہ جو صریح باتون کو جہٹلانا چاہتے ہین اور چاند پر خاک ڈالتے ہین حالانکہ اپنے دلون مین وہ خوب سمجہتے ہین کہ جو کچہہ ہم کر رہے ہین اور اپنی ناانصافی پر ثابت قدم رہنا چاہتے ہین اس سے علی التواتر ہمین ذلتون کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اپنے ہی ہمچشمون مین شب و روز خفت ہوتی ہے مگر اپنی ناتراشیدہ عقل کے بدولت اسی پیچہے رہتے ہین - ایسے لوگون سے ہمارا کلام نہین ہے مثلاً "وہ محمدؐ کی تواریخ کا اجمال" کی کتاب کا مصنف کہ جس کی اس تحریر پر اس کے کل ہم مذہبون نے اس کو برا کہا اور یہانتک کہ حضور لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر پنجاب نے بہی یہہ لکہدیا کہ یہہ رسالہ مسلمانون کے دل دکہانے کے لئے لکہا گیا ہے اگر اسپر بہی اس ناپاک رسالہ کا مصنف یہہ خرافات بک کر اور اپنے ہم مذہبون ہی سے یہہ ذلت اٹہاکر پہر بہی نعلین ہی بجائے اور اپنی ناشائستہ تحریر پر فخر کرے تو وہ جانے اور اس کی شرم و غیرت - ایسے آدمیون کا عدم وجود برابر ہے - ہر مذہب کا یہہ قاعدہ ہونا چاہئے کہ اپنی تہذیب و شائستگی کی بانگی دکہائے اور دوسرے مذہب والون پر اپنی سچی تہذیب کا اثر ڈالے نہ کہ گالیان بک کر اور دوسرے مذہب کے پیشواؤن کو ناملایم الفاظ کہکر اپنا دین منوانا اور اسطرح سے اپنے مذہب کی سچی تہذیب کو ظاہر کرنا زیبا ہے ہمین اسباب مین جو کچہہ نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے رحم کے بابت لکہنا تہا لکہہ چکے مجہے امید ہے کہ خواہ ہندو ہو یا عیسائی یہودی ہو یا مجوسی جو شخص محض انصاف مدنظر رکہکر صاف دل سے پڑہیگا اسے کہل جائیگا کہ محمدؐ کا دل منبع رحم اور انصاف دونو صفتون سے آراستہ تہا - اور یہہ صفتین اس مین درجہ تکمیل پر پہونچی ہوئی تہین - دنیا مین جس کی تعریف اس کے جانی دشمنون نے بہی کی وہ نبی عربی تہا -

ساتوان باب

دین کی اشاعت

(۷ ہجری مطابق ۱۲ اپریل ۶۲۸ع سے پہلی مئی ۶۲۹ع تک)

باوجودیکہ یہودیون کو متواتر شکستین ہو چکی تہین اور وہ اپنی ہر کوشش مین ناکام ہوتے چلے گئے تہے مگر پہر بہی ان کی مخالفت کی وہی کیفیت تہی اور وہ اسی خوفناکی سے مسلمانون کے تباہ کرنے کی کوشش کر رہے تہے۔ کوئی دم انہین آرام نہ تہا۔ سوائے مخالفانہ تدبیرون کے ان کا کچہ اوڑہنا بچہونا نہ تہا۔ کئی بار انہین شکست پر شکست ہو چکی تہی ان پر رحم کیا گیا تہا انہین ان کی بد کرداری کی سعد کی طرف سے جسکے انصاف پر بنی قریظہ نے اپنے کو چہوڑا تہا قتل کی سزا بہی دی جا چکی تہی لیکن پہر بہی ان کی سرکشی اور مسلمانون کے ستانے کی وہی حالت تہی۔ خواہ نخواہ مسلمانون کی طرف سے ان کے دلون مین غبار بہرا ہوا تہا۔ یہودیون کا بچہ بچہ مسلمانون پر دانت پیستا تہا اور اس کی یہہ کوشش تہی کہ کوئی تدبیر ایسی ہو جس سے مین مسلمانون کو اذیت پہونچا سکون انہون نے اپنی بہونڈی عقلون کے بموجب یہی اپنا دین و ایمان سمجہ لیا تہا کہ کسی طرح مسلمان اور ان کے سردار کو ہم سے نقصان پہونچے۔ یہہ دشمن مدینہ سے شمال مشرق جانب چار دن کی راہ پر محفوظ گہاٹیون مین مقیم تہے ان مین سے خاص گڑہی کا نام القموص تہا اور ان سب گڑہیون کو خیبر کہتے تہے جس کے معنے قلعہ بند مقام کے ہین۔

ان مختلف گڑہیون مین بنی نضیر اور بنی قریظہ کی چند شاخین آباد تہی جنہون نے یہان پناہ لی تہی وہ لوگ یعنے یہودی جو ہمیشہ سے یہان آباد تہے نبی اور آپ کے معتقدین سے انتہا درجہ کی کد رکہتے تہے اور اپنی قدرت کے موافق اپنی کوششون مین کامیاب ہونے کے لئے انہون نے کوئی کمی نہ کی تہی اور وہ اب تلخ تر دشمنی مین ڈوبے ہوئے تہے۔ خیبر کے یہودی بنی غطفان سے بدوی گروہ بادیہ گرد سے سازباز رکہتے تہے اور ان قومون سے بہی ان کی سازش تہی کہ یہہ خانہ بدوش ہتین اور مسلمانون کے خلاف کوشش کرتی ہین۔ یہہ صحرائی خانہ بدوش بادیہ گرد ہی جسکے خیبر والون کے ارادون مین کامیابی دینے کی جان تہے۔ اول تو یہہ بادیہ نورد خود ہی یعنے بطور خود مسلمانون کے دشمن تہے دوسرے اب بہی انہون نے مسلمانون کے ستانے مین اپنا رنگ بدلا اور خیبر والون کے بہکانے اور اشتعال دینے سے مسلمانون کی مدینہ سے توبیخ کرنے کے لئے پورے پورے آمادہ ہو گئے

(۱) کالسن ڈی پرسیول جلد ۳ صفحات ۱۹۴ ر ۱۹۳

ان کی سازشون اور مخالفتون کا خاتمہ کرنے کے لئے ایک ہزار چار سو آدمیون کی ایک مہم ماہ محرم مین خیبر پر روانہ کی گئی۔ یہودیون نے اپنے مددگارون کو بلایا اور ایک زبردست جمعیت اپنی کر لی۔ مگر جونہی مسلمان قریب پہونچے تو یہودیون کا ایک گروہ تو اپنے قلعہ یا گڑہی مین چلا گیا۔ اور اپنے تمام مویشی وغیرہ خیبر سے اپنی پناہ کی جگہہ مین لیگئے اب دوسرا یہودی گروہ مسلمانون سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ مسلمانون کی طرف سے پہلے یہہ شرطین پیش کی گئین کہ تم پہلے یہہ معاہدہ کرو کہ ہم کسی قوم سے تمہارے خلاف نہین سازش کرینگے دوسرے امن قایم کرنے مین تمہاری مدد کرینگے تیسرے ہم کبھی بغاوت کا جھنڈا تمہارے خلاف بلند نہین کرینگے۔ اسیطرح سے اور بہی دو ایک معمولی شرطین تہین جو انہون نے منظور نہ کین اور ان کا سختی سے جواب دیا جب انہون نے امن قایم رکہنا منظور نہین کیا تو جنگ چھڑ گئی اور ایک کے بعد دوسری گڑہی فتح ہونی شروع ہوئی اب صرف القاموس گڑہی رہگئی جو سب سے زیادہ مضبوط اور سخت تر تہی۔

آخر ایک شدید اور زور آور حملہ کے بعد یہہ بہی مسلمانون کے ہاتہہ مین آگئی جونہی القاموس کا فیصلہ ہو گیا پہر تو اور چہوٹی چہوٹی گڑہیون کا قبضہ مین آجانا کچہ بات ہی نہ تہا انہون نے نبی سے معافی چاہی فوراً ان کو معافی دیدی گئی۔ ان کی غیر منقولہ جایداد معہ ان کے مذہب کے ان ہی کے حوالہ کی گئی صرف اس شرط پر کہ تم ہمین اپنی حفاظت اور نگہبانی کرنے کا اپنی زمین کی پیداوار مین سے نصف دیدیا کرو کہ تمہاری ہر آفت اور بیرونی حملون سے ہم نگہبانی کرینگے اور تمہاری آزادی تمہارے مذہب کے ساتہہ ہمیشہ قایم رکہینگے۔ وہ سامان جو ان کا قلعون مین موجود تہا قانون جنگ کے موافق مسلمانون کے قبضہ مین آگیا۔ اور کل مسلمانون مین تقسیم کر دیا گیا۔ تین حصے سوار کو دئے گئے اور ایک حصہ پیدل کو ملا (۱)

(۱) ابن ہشام صفحات ۳۲۷ و ۳۲۹ ۳۳۷۔ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۵۹۔ یہہ قصہ محض لغو اور گہڑا ہوا ہے کہ کنعانہ سے چہپے ہوئے خزانون کے افشا کے لئے طرح طرح کے عذاب اور قسم قسم کی عقوبتین توڑی گئین اس روایت کا کہین پتہ بہی نہین ہے صرف گہڑت ہے۔

نبی کے قتل کرنے کے لئے چند تدبیرین یہودیون نے کین جب آپ خیبر مین تشریف فرما ہوئے تو ایک یہودن نے کہانے مین جو آپ نے اور آپکے صحابہ کے لئے پکایا تہا زہر ملا دیا۔ ایک مسلمان تو چند لقمے کہاتے ہی فوراً جان بحق تسلیم ہوا۔ ہان نبی کی زندگی بچ گئی لیکن زہر کا اثر کچہ نہ کچہ آپکے حلق مین باقی رہا۔ اور یہہ آپ کی وفات تک آپکو درد دکہہ دیتا رہا اور اسی صدمہ مین آپ کی وفات ہو گئی۔ اس گناہ عظیم پر بہی رحیم الطبع نبی نے اس یہودن کا قصور معاف کر دیا اور وہ اپنے لوگون مین بے سزا دئے چہوڑ دی گئی۔

طبری جلد ۳ صفحہ ۱۰۰۱۔ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۷۰۔

کوئی مثال عیسائی یا یہودی اپنے مذہب کی رحم کی ایسی لے آوین جنہنے ایسی سخت مجرمہ کو بہی کچہ سزا نہ دی اور صاف چہوڑ دیا۔ یہان عیسائی مورخ کچہ نہین کہتے بلکہ انہون نے خاموشی اختیار کر لی ہے مگر چونکہ یہہ ان کی فطرت مین

ہجرت کے ساتوین سال کی اختتام پر جبکہ آپ کے پیروان نے پہر حج بیت اللہ کرنا چاہا۔ کیونکہ یہی وہ دن ہوتے ہین جنمین تمام فتنہ و فساد کی باتین مٹ جاتی ہین اور چارون طرف امن قایم ہوجاتا ہے اس سفر کو مسلمانون کی تاریخ مین نہایت ادب سے بیان کیا گیا ہے۔ یہہ سفر ماہ مارچ ۶۲۹ء عیسوی مین ہوا تھا۔ نبی دو ہزار مسلمانون کو ساتھہ لیکر مکہ کے حج کے لیئے روانہ ہوئے اس زمانہ مین قریش بالکل سناٹے [illegible] اور وہ تین دن تک کوئی کسی سے کچھ نہ کہتا تھا اور وہ مسلمانون کے ارکان حج ادا کرنے کے لیئے شہر کے باہر نکل جاتے تھے اور قریب کے بلند مقامون پر چڑہ کر مسلمانون کی تاک جہانک اور خبرداری کرتے تھے میور صاحب لکھتے ہین۔

"یقیناً یہہ ایک عجیب منظر تہا کہ ایک دفعہ [illegible] سنسان [illegible] تمام مکہ پر چہا گئی تہی دنیا کی تاریخ مین یہہ ایک بےمثال نظارہ تہا۔ یہہ پرانا شہر تین دن کے لیئے اپنے باشندون سے خالی ہوگیا تہا۔ سارے باشندے شیب و فراز کے رہنے والے اپنے گہرون کو چہوڑ کر مکہ سے باہر چلے گئے تھے ہر مکان خالی تہا۔ جون ہی وہ چلے گئے وہ مہاجرین جو مدت سے اپنے وطن یا مقام پیدایش سے علیحدہ کردیئے گئے تھے اور انہین جلاوطن کردیا تہا ایک بڑی گروہ مین اپنے دوستون کے ساتھہ داخل ہوئے اپنے ان گہرون کو جو خالی تھے جنمین کہ ان کا بچپن گزرا تہا دوبارہ حسرت کی نظرون سے انہون نے دیکہا۔ اور اس چہوٹے سے عرصہ مین انہون نے اپنے ارکان حج پورے کیئے۔ قریش چارون طرف سے مکہ کے باہر بلندیون پر چڑہ گئے کچھ خیمون مین پناہ گزین ہوئے اور بہت سے پہاڑیون اور درون مین جا کر پڑے۔ لیکن

[illegible] داخل ہے [illegible] واقعات [illegible] کہ اگر [illegible] اسلیئے انہون نے یہان بہی اپنی فطرت کے تقاضے پر [illegible] الٹا اگر مسلمانون نے [illegible] بڑے بڑے شدید مظالم کو [illegible] بعض نے [illegible] بعضون نے اپنے چلے ہوئے [illegible] بیان کیا۔ تمام اسلامی تاریخون مین [illegible] پایا جاتا ہے۔ جہان یہ حکم ہو کر زہر دینے پر بہی یہودون کو کچھ [illegible] نہ قتل تو قتل بلکہ زجر و توبیخ [illegible] ایسی ناجایز بات پر کہ چہپا ہوا خزانہ بتاؤ قلعہ دار یا اسکے کسی اعلے افسر پر ظلم کرے۔

ایسے بےہودہ واقعات ہین کہ جو محض بےبنیاد ہین اور وہ عیسائیون کے گہڑے ہوئے ہین جو لوگ کہ اسلامی تاریخون سے محض نابلد ہین وہ شاید ان بےبنیاد باتون پر اعتبار کرتے ہونگے لیکن جنہون نے اسلامی کتب تواریخ دیکہی ہین وہ ان کو ایسی ہی بےبنیاد سمجھینگے کہ جیسے وہ ہین۔

کہین تو سامنے کے اٹھے ہوئے ابوقبیس پر جگہ تھا معلوم ہوتا تہا اور یہان سے قریش مسلمانون کی ایک ایک بات کو بغور دیکھتے تہے کہ جیسا نیچے بنی کے ساتہہ طواف کعبہ مین سرگرم تہے اور قریش اس دھوم دہام کو آنکھین پہاڑے ہوئے تکتے تہے کہ جو الضعفاء مردہ بےجان مسلمانون سے ہو رہی تہی ۔

چونکہ کئی برس ہجرت کئے گذر گئے تہے اسلئے قریش ان حج کرنے والون مین حسرت بہری نگاہون سے اپنے جگری دوست اور رشتہ دار ملاحظ کرتے تہے ،، قریش کے لئے یہہ ایک دردناک نظارہ تہا اور اسی نظارہ نے آخرکار اسلام مین جان ڈالدی ،،

معاہدہ کی شروط کے مطابق تین دن حج[1] کرکے مسلمانون نے مکہ کو چہوڑدیا ۔ یہہ امن خیز پابندی اور اسطرح سے اپنے عہد وپیمان پر ثابت قدم رہنے نے قریشون مین ایک تحریک سی پیدا کردی

ف ۱ میور صاحب ۔ حیات محمد جلد ۳ صفحہ ۴۰۳ ۔

ف ۲ ارکان اسلام مین سے حج بہی ایک عبادت قرار دی گئی ہے ۔ اور اسلامی دنیا مین نہایت توقیر کی نگہہ سے دیکہا گیا ہے اور اب تک دیکہا جاتا ہے ۔ اسلئے کہ عمر بہر کی عبادت کی خوبی اور اسلام کی تمامی اور دین کا کمال ہے جسپر اللہ تعالے نے یہہ آیت نازل فرمائی ہے ۔ (ترجمہ)

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

ترجمہ) اج مین پورا دیچکا تمکو دین تمہارا اور پورا کیا مین نے تمپر احسان اپنا اور پسند کیا مین نے تمہارے واسطے دین مسلمانی ۔

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسکے باب مین ارشاد فرماتے ہین ۔ ،، من مات ولم یحج فلیمت ان شاء یہودیا وان شاء نصرانیا ،، (ترجمہ) جو شخص مرے اور حج نہ کرے تو اگر چاہے یہودی مرے چاہے نصرانی مرے ،، (این حدیث بروایت ابو ہریرہ وترمذی بروایت علی رضم) اس سے زیادہ اور کیا فرض مذہبی ہوگا کہ جس کا کرنے والا مسلمان رہتا ہے اور نہ کرنے والا یہود ونصاری کے برابر ہو جاتا ہے ۔ اسلئے مناسب سمجہتا ہون کہ اسکی شرح اور اسکے ارکان اور سنین اور مستحبات اور فضائل اور اسرار کی تفصیل بیان کرون ۔ حج کی فضیلت قرآن مجید مین یون بیان ہوئی ہے واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق ۔ (ترجمہ) اور پکار دے لوگون مین حج کے واسطے کہ آوین تیری طرف پاؤن چلتے ۔ اور سوار دبلے دبلے اونٹون پر چلے آتے راہون دور سے ،،

حضرت قتادہ رض نے اسکی تفسیر مین فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد فرمایا کہ لوگون کو حج کی اطلاع کردو تو انہون نے پکار کہا کہ اے لوگو اللہ تعالی نے ایک گہر بنایا ہے اسکا حج کرو اللہ نے ان کی یہہ آواز اولاد آدم مین سے ان لوگون کے کان مین پہونچا دی جنکو قیامت تک اسکی مشیت وارادہ مین حج کرنا نصیب ہوگا اور فرمایا ۔ ،، لیشہدوا منافع لہم ،، (ترجمہ) کہ پہونچین اپنے نفعون کی جگہہ پر ،، بعض مفسرین منافع کی تفسیر مین یہہ لکہتے ہین کہ ایام حج کی تجارت اور ثواب آخرت ہے ۔ یہی وجہہ ہے کہ حج کی فضیلتین کثرت سے کتب احادیث مین بہری پڑی ہین کیونکہ تجارت ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے انسانی کمالات کی تکمیل ہوتی ہے اور دور و دراز کے ممالک کے باشندون سے میل جول رہتا ہے اور یہہ یہی حال کہلاتا ہے کہ کس کس دین اور عقاید اور خیالات کے لوگ دنیا مین آباد ہین ۔ مین اسلئے تجارت کی خوبی بیان کرنے مین زیادہ جگہہ نہین روکتا کہ آجکل اس کے خوش نتیجہ کا آفتاب نصف النہار پر چمک رہا ہے مہذب دنیا نے یہہ ثابت کردیا کہ تجارت ہی سبب وسعت دین اور دولت کا ہے ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین ۔ ،، حجۃ مبرورۃ خیر من الدنیا بما فیہا وحجۃ مبرورۃ لیس لہا جزاء الا

اور وہ مسلمانون کی یہہ صلح کل حالت اور اپنے قول و قرار پر برقرار رہنے سے بہت ہی جو گئے
ہوئے اور اسبات کا اثر ان پر کہ ... بہت بڑا ہوا - اور وہ کسقدر آپ ہی آپ دلون مین
سمجھہ گئے کہ مسلمان بڑے ایمان والے اور خدا پرست ہین - یہہ وہ ثابت قدمی تہی جس پر اسلام
کے دشمن بہی گردن جہکانے لگے تہے اور ان کے دل بہی ہل گئے تہے - انمین سے کئی وہ آدمی کہ جو
نبی کے سخت دشمنون مین سے تہے اور قریشون مین بڑے تند اور تیز تہے اور نبی کے مقابلہ مین انہون
نے جانین کہپا دی ہتین صرف محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی یہہ رحیم فطرت اور عہد و پیمان مین ثابت
قدمی دیکہکر ان سے رہا نہ گیا اور انہین مسلمان ہونا پڑا - مثلاً خالد بن ولید جو احد مین نبی کے
مقابلہ مین لشکر قریش کی کمان کر چکا تہا اور عمرو بن العاص یہہ دونو بطیب خاطر مسلمان ہو گئے
اور انہون نے مسلمان ہونے پر اسلام کی وہ خدمت کی کہ جیسے ایک اولوالعزم سچے مسلمان
کا فرض ہوتا ہے -

الا الجنۃ (ترجمہ) حج مقبول دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے اور حج مقبول کا بدلا سوائے جنت کے اور کچھ نہین " - ایک اور
حدیث مین جو بروایت اہل بیت علیہم السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مسند ہے آیا ہے " اعظم الناس فی الدنیا من وقف
بعرفۃ فظن ان اللہ تعالےٰ لم یغفرلہ " (ترجمہ)
لوگون مین بڑا گنہگار وہ ہے کہ عرفہ مین کہڑا ہوا اور گمان کرے کہ خدائے تعالےٰ نے اس کی مغفرت نہین کی " - بعض سلف
کا قول ہے کہ جب عرفہ کا دن جمعہ کے روز پڑتا ہے تو کہا کرتے ہین کہ یہہ دن دنیا کے سب دنون سے افضل ہے - اسمین آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے حج وداع کیا اور آپ عرفات کے میدان ہی مین تہے کہ یہہ آیت نازل ہوئی -
" الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا "
حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ یہہ آیت دو عیدون کے دن مین اتری یعنے عرفہ کے دن اور جمعہ کے روز ایک
حدیث مین ارشاد فرمایا - " اللھم اغفر للحاج ولمن استغفر لہ الحاج " (ترجمہ) الہی مغفرت کر حاجیون کی اور جس کے لئے
حاجی مغفرت چاہین " -
یہہ بہی بہت بڑی ترغیب ہے کہ مسلمان پرشوق قدمون مین آئین اپنے غیر ملک کے بہائیون سے ملین اور باہم اتحاد قایم کرین
اور اپنی بہتری اور ترقی کی تدبیرین کرین اشاعت دین کی صلاح کرین اور اپنے ہان تہذیب و شائستگی کے پہیلنے کے قواعد ایجاد
کرین نئی نئی انجمنین بنائین نئے نئے مدارس کہولین - دار العلوم بنائین - یہہ ظاہر ہے کہ جب پاک دل اور صاف طبیعت
کے لوگ ایک متبرک مقام مین جمع ہون گے تو علاوہ اس خاص عبادت کے جو وہان مقرر کی گئی ہے اور کیا فائدہ ہے بجز خیال
مین اس سے زیادہ فائدہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ محض یگانگت ممالک غیر مقامات سے سب مسلمان بہائی چارہ کی سرگرمانہ اخوت سے
جمع ہون اور پرجوش طریقہ الفت سے ملین اس یگانگت کو اگر دین اور ملک یون شیر و شکر ہو جائین کہ جیسے ایک ہی
وطن کے رہنے والے ایک ہی انجمن کے ممبر اور ایک ہی کنبہ کے رکن - اس سے زیادہ عبادت کہ لاکہون دل ایک ہون اور کیا
ہو سکتی ہے - اسلئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہان حج کے لئے جائے اور غیر ملک کے ہمدردون مین اتحاد قایم کرے -
علاوہ اور وجوہات کے یہہ وجہ بہی کہ مکہ معظمہ کی بڑی فضیلت کی ہے کہ یہہ اشاعت اسلام سے پہلے بہی مختلف گروہ
اور قبایل کی زیارت گاہ تہی - اور اسی وجہ سے رسول اکرم نے انتہا درجہ کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے یہہ فرمایا "
لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد المسجد الحرام ومسجدی ھذا والمسجد الاقصےٰ " (ترجمہ)
سواریان نہ کسی جاوین مگر تین مسجدون کی طرف ایک مسجد حرام اور ایک میری یہہ مسجد اور ایک مسجد اقصےٰ -
(بخاری و مسلم بروایت ابوہریرہ و ابو سعید) پہر دوسری حدیث مین آیا ہے " کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا " (ترجمہ) مین تمکو
قبرونکی زیارت کیلئے منع کیا تہا پس زیارت کرو انکی - اس سے بہی یہی غرض ہو کہ ان مسجدون کیطرف روانہ ہو یا سفر کرو کہ جنکا ارشاد دین مے دیدیا ہے -
ان تمام باتون سے یہہ پایا جاتا ہے کہ بہت بڑی مصلحت یہی ہی کہ لوگ ایک جگہہ جمع ہون اور اسلام کی ترقی کی تدبیرین

مسلمانونکا وہ ایلچی جو شہنشاہ یونان کے اشارہ سے مارا گیا تھا اور جسپر مسلمان سخت غضب
ناک ہوئے تھے ابتک ان کے طیش کی وہی کیفیت تھی۔ وہ خون آلود نگاہون سے عیسائیون
کی سلطنت کی طرف دیکھتے تھے جہان ان کا بیگناہ ایلچی قصائی پنے سے ذبح کردیا گیا تھا
ان کے غضب انگیز غصہ کی وہی کیفیت تھی اور وہ اپنے بھائی کا انتقام لینے کے لئے شمشیر
بدست تھے مگر وہ اپنے ہادی کا حکم دیکھتے تھے اور اس کا انتظار کر رہے تھے کہ ہمین اپنے بھائی
کے انتقام لینے کا اشارہ ہو جائے ایک مہم تین ہزار آدمیون کی گیسے زائد شہزادہ سے ایلچی کا
انتقام لینے کے لئے روانہ کی گئی۔

شہنشاہ قسطنطنیہ کے لفٹنٹ بجائے اسکے کہ اپنے قصور پر نادم ہوئے اُنہون نے اور
بھی سرکشی کی اور یہہ جنگ گویا شاہی جنگ ہو گئی چارونطرف سے ان کی فوجین اکٹھی
ہونی شروع ہو گئین اور یہہ سب فوجین بلقا کے قریب جو شام مین ہے مسلمانون پر ٹو
پڑین۔ یہان صرف تین ہزار آدمی تھے اور وہان ایک لاکھ سے بھی زیادہ تعداد پہنچی تھی
اب بازار جنگ و جدل گرم ہوا۔ سر اسر گردنین اڑنی شروع ہو گئین۔ مسلمانون نے اپنے پیارے
نبی کی ہدایت کے بموجب اپنی صفین کثیر التعداد دشمنون کے مقابلہ مین آراستہ کی تہین۔
انکی نگاہین دشمنون کی کثرت پر پڑ رہی تہین لیکن صرف اس ایمان سے جو وہ رسول عربی پر رکھتے
تھے اور اس بھروسے جو ان کو خدائے واحد پر تھا انہین کثیر التعداد دشمنون کی ذرا بھی

کرین۔ اب مین یہہ بتاتا ہون کہ مسلمان حج اور عمرہ کیونکر کرتے ہین۔
حج مین آٹھ چیزین ہین احرام و نیت۔ طواف قدوم۔ سعی بین الصفا والمروہ۔ خروج منیٰ وقوف مزدلفہ۔ منیٰ
اور جمار۔ طواف الزیارت۔ طواف الصدر۔ چنانچہ انمین سے ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ بیان ہوتا ہے۔

احرام اور نیت حج)۔

احرام باندھنے کے لئے مقامات معین ہین جو میقات کہلاتے ہین۔ مکہ کے رہنے والون کے لئے خاص حرم کعبہ
میقات ہے اور مدینہ کی طرف سے آنے والون کو ذوالحلیفہ اور عراق کی طرف سے آنے والون کے لئے ذات عرق
اور شام کی طرف سے آنے والون کے لئے جحفہ۔ اور نجد کی طرف سے آنے والون کے لئے قرآن اور یمن کی طرف سے
آنے والون کے لئے جسمین ہندوستان سے جانے والے بھی داخل ہین یلملم۔
میقات پر پہونچکر صرف حج کے یا عمرہ کے یا حج اور عمرہ دونون کی نیت سے احرام باندھا جاتا ہے۔
احرام کے معنے ایسے بزرگ اور مقدس کام کے شروع کرنے کے ہین جسکا ادب نہ توڑا جا سکے۔ احرام مین صرف ایک
چادر بطور تہبند کے باندھتے ہین اور ایک چادر اوڑھنے کے لئے ہوتی ہے مگر سر پر چادر نہین اوڑھی جاتی۔ سر
کھلا رہتا ہے چادر ایک پاٹ کی ہو خواہ دو پاٹ کی سی ہوئی کچھ مضائقہ نہین ہے قطع کیا ہوا کپڑا جو قینچی سے قطع
کر کے سیتے ہین پہننا منع ہے۔
میقات پر پہونچکر غسل کیا جاتا ہے یا وضو اور اسکے بعد نیت کرکے احرام باندھتے ہین اور یہ کہتے ہین ،، لبیک اللہم لبیک لا شریک
لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لک لا شریک لک لبیک ،، اور ہر نماز کے بعد جب اونچی جگہہ پر چڑھے یا نیچی جگہہ اترے
تو یہی جملہ کہنا چاہیئے۔
زمانہ احرام مین سر کو ڈھانکنا یا ایسا کپڑا جو قطع ہو کر سیا گیا ہو پہننا موزہ یا جراب پہننا یا بدن کو ڈھانکنا شکار کھیلنا یا دوسرے کو شکار بتانا

پروا نہ ہوئی - کیونکہ وہ جانتے تہے اگر ہم مرے تو ہم شہید ہون گے اور جو زندہ رہے تو غازی ہونے کے علاوہ اپنے ہادی کے آگے سرخرو ہون گے وہ بہادر تہے اسلام کی پشت پناہی سے - وہ لیے تہے خدا کے روشن بہروسہ پر -

گو عیسائی فوجین بلقا پر آندہی اور مینہ کی طرح اندہا دہند ٹوٹ پڑی تہین لیکن پہر بہی تین ہزار مسلمانون نے اپنے سردارون کی ماتحتی مین ذرا ہی جی نہ ہارا اور بہت حمایت اور ثابت قدمی سے ان کے خونخوار حملہ کا جواب دیا - پہلے حملہ مین عیسائیون کو فتح حاصل ہوئی اور مسلمانون کے تین جری سردار شہید ہوئے پہلا زید حارث کا بیٹا جعفر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا چچازاد بہائی اور عبد اللہ معہ چند نامی گرامی سردارون کے شہید ہوئے -

یہ جنگ کرنی ہی یادگار رہے گی - خوب زور شور سے نیزہ بازی اور تیر بازی ہو رہی تہی عیسائی اپنی صلیب و ارشان کے نیچے گہوڑون پر سینہ تانے ہوئے - سردارون کے احکام کے بموجب کام کر رہے تہے ان کے سامان جنگ مسلمانون سے بہتر اور چمکیلے تہے خود فولاد کی چمک جس نے ان کی اور بہی خوفناک صورت بنا دی تہی بہادرون کی آنکہون مین چکاچوند کر رہی تہی رن کے لیے شگون [illegible] کا نقشہ کہینچ رہا تہا -

سر منڈانا - [illegible] عورت کے پاس جانا منع ہے -

طواف قدوم

جب مکہ شریف مین پہونچے اور حرم کعبہ دکہائی دے تو کہے [illegible] اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ اللہ اکبر و اللہ اکبر و للہ الحمد جب حرم کے اندر جائے حجر اسود کے سامنے کہڑا ہو اگر ممکن ہو تو اسکو بوسہ دے ورنہ ہاتہ سے بوسہ لینے کا اشارہ ہی کر لے اور کعبہ کی گرد گہومنا شروع کرے اور جب حجر اسود کے سامنے آوے یا اس کا بوسہ لے یا اسی طرح سے اشارہ کرے - سات مرتبہ گہومے اور کوئی دعا جو اس کا جی چاہے پڑہتا رہے - اور اس گہومنے مین تیز مونڈہے ہلا کر چلے سات دفعہ گہومنے کے بعد جسکو طواف کہتے ہین مقام ابراہیم مین دو رکعت نماز کی پڑہے -

سعی بین الصفا والمروہ

سعی من طواف کے بعد صفا و مروہ مین جو نہایت چہوٹے چہوٹے پہاڑ ہین سات دفعہ پہرے صفا کی پہاڑی پر چڑہے اور کعبہ کی طرف منہ کر کے کہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد اللہم صلی علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید - اسکے بعد جو دعا چاہے مانگے اور صفا پر سے اتر کر مروہ کو جاوے اس رستہ مین دو نشان [illegible] ہوئے ہین ان نشانون کے بیچ مین دوڑ کر چلے - جب مروہ پر چڑہے تو کعبہ کی طرف منہ کر کے [illegible] یہ ایک دورہ ہوئی جسکو ایک شوط کہتے ہین - اسیطرح سات دفعہ کرے ساتوین دورہ مروہ پر ختم ہوگی -

اگر احرام باندہتے وقت صرف عمرہ کی نیت کی ہے تو عمرہ ختم ہو گیا اور احرام کہولدے اور پہر آٹہوین ذیحجہ کو حرم کے اندر جا کر حج کا احرام باندہے اور اگر حج اور عمرہ دونو کی اکہٹی نیت کی ہو تو بدستور احرام باندہے رکہے -

خروج منی

جو لوگ عمرہ ادا کر کے احرام سے خارج ہو گئے ہین ان کو چاہیے کہ حرم مین جا کر صبح کی نماز پڑہین اور حج کا احرام باندہین

بہادر زید پُر شوق مگر کسی قدر خائف نظرون سے اس ٹہاٹ کو دیکہہ رہا تہا اسکی تلوار میان سے اسطرح نکلی پڑتی تہی جیسے اس کا تیز گہوڑا اسکی رانون سے نکلا جاتا تہا۔ وہ شوق جنگ سے بیچین تہا اور اپنی باری آنے کا رستہ دیکہہ رہا تہا۔ اس کا جی چاہتا تہا کہ اپنے گہوڑے کے سُم دشمنون کے خون سے تر کردن اور عیسائیون کے مقابلہ مین اسلام کی بہادری دکہادون آخر خدا خدا کر کے زید کی باری آئی اور وہ جوان رعنا گہوڑے کو مہمیز لگا کر اپنی فوج کو لیکر بڑہا سب کے آگے زید کا گہوڑا قدم بقدم محراب اُرگردن سے جا رہا تہا کہ یکایک مخالفون کے ایک شدید ترین دستے نے جو تعداد مین کئی درجے زید کے دستہ سے زیادہ تہا حملہ کیا۔ اور جنگ ہونی شروع ہوئی بہادر زید نے اس بیجگری اور بہادری سے اپنے دستہ کو دشمن کے ترپ سے مقابل کیا کہ وہ پس پا ہو کر بہاگا۔ یہہ مورچہ بہادر زید کے قبضہ مین آگیا۔ اسکو اپنے قبضہ مین لاکر شیر دل اور بہی بڑہا اور قلب فوج مین جہان صلیب کا نشان اڑ رہا تہا بہالہ گاڑ دیا اور چاہا کہ علم دار کو قتل کر کے علم چہین لون لیکن یہہ صلیبی نشان بہادر کی جوانمردی اور اولوالعزمی سے تو قریب تہا لیکن آنکہون سے بہت دور تہا اسلئے بہادر زید کی پہونچ

اور منی کو روانہ ہون اور جن لوگون نے احرام نہین کہولا وہ صبح کی نماز کے بعد منی کو روانہ ہون رات کو منی مین رہین نوین تاریخ صبح کی نماز کے بعد علی الصباح عرفات کے میدان مین جا وین اور غروب آفتاب تک اسی مین رہین اور جو دعائین چاہین مانگتے رہین۔ وہان امام اونٹنی پر چڑہ کر خطبہ پڑہتا ہے اور لوگون کو نیکی اور خدا پرستی کی نصیحت کرتا ہے اور ہزارون اسکے گرد کہڑے ہو کر سنتے ہین اور جو نہین سن سکتے وہ اپنی ہی جگہہ دعا وغیرہ پڑہتے ہین —

(وقوف مزدلفہ)

مغرب کی نماز کے بعد اس میدان سے لوگ روانہ ہوتے ہین اور مزدلفہ کے میدان مین آکر رات بسر کرتے ہین —

منی اور رمی جمار

دسوین ذیحجہ کو مزدلفہ سے چلکر منی مین پہونچتے ہین منی کے میدان مین تین ستون بطور نشان کے بنے ہوئے ہین ہر ایک ستون پر سات سات کنکریان ایک ایک کر کے مارتے ہین اور ہر کنکری کے مارنے کے وقت یہہ پڑہتے ہین۔ ,, اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد ،،

جب تینون ستونون پر کنکریان مارلین تو ہر بلندی و پستی پر اور نماز کے بعد جو لبیک کہتا تہا وہ کہنا موقوف کر دے اور جمرۃ العقبۃ کے پاس ایک چہوٹی سی پہاڑی ہے وہان قربانی کرے اور سر منڈوائے یا بال کترواوے اور احرام کہولدے اور کپڑے پہن لے مگر عورت کے پاس جانے کی ابتک اجازت نہین ہے —

گیارہوین اور بارہوین کو بدستور منی مین رہے اور دونون دن ہی ان تینون ستونون کو سات سات کنکریان اسی طرح مارے جیسطرح کہ دسوین تاریخ کو ماری تہین —

طواف الزیارت

ان ہی تاریخون مین یعنے دسوین گیارہوین یا بارہوین تاریخ کو قربانی کے بعد منی سے حرم مین آوے اور خانہ کعبہ کا طواف اسی طرح کرے جسطرح اوپر بیان ہوا۔ اور پہر منی مین چلا جاوے۔ بعد اسکے اپنے کام مین لگے اور جو چاہے سو کرے —

اگر کسی نے طواف قدوم کے بعد سعی بین الصفا والمروہ نہ کی ہو تو اس کو اس طواف کے بعد کر لینی چاہئے —

طواف الصدر

جو لوگ اور ملکون سے حج کرنے آئے ہین اور حج کے بعد واپس جانا چاہتے ہین تو ان کو صرف طواف کر کے روانہ ہونا چاہئے —

اقسام حج

حج تین قسم ہے۔ افراد۔ قران۔ تمتع۔ اگر صرف حج کی نیت سے احرام باندہا ہے اسکا نام تو حج افراد ہے اور اگر حج اور عمرہ

ہاتہا تنگ ہوئی اور وہ آخر دمتک دشمنانِ جوش مین کچہہ دیر یون ہی کا یوان ہی مشکار ہکیا۔ اس عرصہ مین شیر دل زید کے ہاتہ سے کئی نوجوان عیسائی مارے گئے جب تلوار پر بہادرون کا ہاتہہ پڑا تو بڑے بڑے جوش نکالنے اور ارمان نکلنے کا وقت آگیا۔ اور اسنے قلب لشکر مین یہہ ثابت کردیا کہ اسلامی بڑے اڑاکو ہین آخر کئی عیسائیون کو خون کے کپڑے پہنا کر عین میدان جنگ مین شہید ہوا۔ جب حضرت جعفر برادر حضرت علی نے جو ایک چہوٹے سے دستہ کی کمان کر رہے تہے بہادر زید کو یون خون آلود تہراتی ہوئی لفظون سے میدان مین پڑا ہوا دیکہا اور صلیبی نشان کو اپنی طرف آتے بڑہتا ہوا اطرز لیا۔ تو شیر نے اپنے تیور بدلے اور اپنی تلوار ایک ہاتہ مین اور اپنا اسلامی جہنڈا دوسرے ہاتہہ مین لیکر جہپٹا۔ بڑی دیر کی خونریز جنگ کے بعد آپکا دایان ہاتہہ کٹ گیا آپنے فوراً جہنڈے کو دوسرے ہاتہہ مین لیلیا جب دوسرا ہاتہہ بہی اڑ گیا تو وہ جہنڈا دانتون مین پکڑ لیا اور پچاس زخم کہا کر شہید ہوئے اس بہادر کی اس دلیری نے تمام عیسائیون پر رعب بٹہا دیا اور وہ سمجہہ گئے کہ مسلمانون سے یہ کلیجے ہون لڑنا بہت مشکل ہے۔ حضرت جعفر کے بعد عبد اللہ بڑہے اور انہون نے پکار کر کہا پیش قدمی کرو بڑہے چلو کفار کی کثیر التعدادی کا خیال نہ لاؤ۔ بہادر کے اس جوشیلے نعرے نے نئی روح پہر مسلمانون مین پہونک دی اور وہ تازہ دم سپاہیون کی طرح اور بہی قدم بڑہا کر جہپٹے مگر ایک رومانی کے نیزہ نے حضرت عبد اللہ

دونوکی نیت سے احرام باندہا ہے اسکا نام قران ہے اور اگر صرف عمرہ کی نیت سے اور عمرہ کرنے کے بعد پہر حج کی نیت سے احرام باندہا ہے تو یہ تمتع ہے۔
حج افراد اور تمتع کی تو بالکل وہی صورت ہے جو بیان ہوئی اور حج قران مین اسقدر فرق ہے کہ طواف قدوم اور سعی بین الصفا والمروہ دو دو دفعہ کرنی لازم ہے۔

ارکان حج جو قرآن مجید مین موجود ہین۔

میقات کا ذکر قرآن مجید مین نہین ہے غالباً جو لوگ باہر سے اہل زیارت یا حج کو آتے تہا جب قریب پہونچتے تہے تو حج کی نیت سے ایسی باتون کے کہنے سے جنکو تقدس اور ادب کے برخلاف سمجہتے تہے احتیاب کرتے تہے رفتہ رفتہ وہ مقامات بطور میقات قرار پاگئے اور زمانہ کے گزرنے پر ان ہی مقامات سے مسافرون کا احرام مین داخل ہونا ایک امر لازمی اور ضروری قرار پاگیا۔ اگر کوئی شخص بلا ارادہ حج اور بغیر باندہے احرام کے میقات پر کر مین چلاجاوے اور مکہ مین پہونچنے کے بعد حج کا ارادہ کرے اور احرام باندہے تو اسکے حج مین بہی کوئی نقص نہین ہونے کا۔
احرام کے وقت تہہ بند باندہنے اور بغیر قطع کیا ہوا کپڑا پہننے کا بہی قرآن مجید مین ذکر نہین ہے۔
مگر اس مین کچہ شک نہین کہ اس کا رواج زمانہ سابق سے برابر چلا آتا تہا اور اسلام مین بہی قایم رہا یہہ پوشاک جو حج کے دنون مین پہننے جاتی ہے ابراہیمی زمانہ کی پوشاک ہے۔
حضرت ابراہیم کے زمانہ مین دنیا نے تمدنی امور مین ترقی نہ کی ہتی۔ وہان قطع کئے ہوئے کپڑے کا رواج شروع نہ ہوا تہا نہ کوئی قمیص بنانا جانتا تہا اور نہ شیروانی نہ کوئی اچکن نہ کوٹ وغیرہ صرف ستر ڈہانکنے کے لئے تہہ بند باندہ لیتے تہے اس زمانہ مین دنیوی تہذیب مین یہین تک ترقی ہوئی ہتی۔ اس سے زیادہ اگر کسی کو میسر ہوا ایک چادر اوڑہ لی بس اس سے زیادہ اور کچہہ نہ تہا پگڑی یا کسی قسم کی ٹوپی یا سر سے چادر اوڑہنے کی ذرا بہی رسم نہ تہی نہ کوئی قطع کیا ہوا کپڑا پہنا جاتا تہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عبادت کی یادگار مین یہہ حج قرار پایا تہا اور آپنے یون ارشاد فرمایا تہا۔ ماسانی وجہت

کو شہید کردیا اور ان کی فتحمندانہ آرزو کا جیساکہ چاہیے ظہور نہین ہوا - خالد کی تیز تیز نظرین
ان شہدا کی جان نثاری اور دلیرانہ بہادری پر لڑ رہی ہین ایک تو یہہ بہادر خود ہی پر جوش تہا
دوسرے اپنے سردارون کے شہید ہونے نے اور بہی اسے غضبناک کردیا - بجائے اسکے کہ وہ
ان ناشدنی شہادتون پر کچہہ ہراسان اور شکستہ خاطر ہوجاتا نہین بلکہ اور بہی اس کا غضب بہڑکا
اور وہ تند و تیز جہنجلائے ہوئے شیر کی طرح صلیبی نشان کی طرف باگین اٹہاکر چلا -

مسیحی بہی دلیر تہے تین سردارون کے متواتر شہید ہونے نے انہین اور بہی چیرہ دست بنا دیا تہا
وہ جانتے تہے کہ اس جنگ کا نتیجہ ہمارے حق مین اچہا ہوگا مگر ابہی خالد کی خون آلود تلوار کی بانگی
دیکہنی انہین باقی تہی جون ہی انہون نے خالد کو بڑہتے ہوئے دیکہا پر خوف پرندون کی طرح وہ ایک
جگہہ سمٹ گئے اور ان کے سردار نے پہر انہین یہہ کہکر آگے بڑہایا میدان ہمارے ہاتہہ لگ چکا ہے
صرف یہہ ایک کانٹا باقی ہے اسکو بہی نکال کر پہینکدو - ان لفظون کی تیزی کیطرح عیسائی جنگ
آور اور تجربہ کار سپاہی دوڑے مگر انہون نے یہہ نہین سنا تہا - شعر -

ہر بیشہ گمان مبر کہ خالی ست ؛ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد ؛

وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا و ما ان من المشرکین ،، آنحضرت نے بہی ہی مناسب جانا اور آپکو یون
ہی خدا کا حکم ہوا کہ حضرت ابراہیم ہی کی یادگار قایم رہے اور اسی طریقہ سے حج کیا جاوے -

احرام مین داخل ہونے اور حج کی نیت یعنے حج کے قصد کرنے کا اشارہ قرآن مجید کے ان لفظون سے کہ ،، فمن فرض فیہن الحج ،،
پایا جاتا ہے -

احرام کے دنون مین جنگل کے جانورون کے شکار کی ممانعت بہی قرآن مجید سے پائی جاتی ہے جہان خدا نے فرمایا ہے ،، یا ایہا الذین
امنوا لا تقتلوا الصید و انتم حرم - احل لکم صید البحر و طعامہ متاعا لکم و للسیارۃ و حرم علیکم صید البر ما
دمتم حرما ،،

احرام کے دنون مین لڑائی اور فساد اور عورت کے پاس جانے کی ممانعت بہی قرآن مجید کی اس آیت سے پائی جاتی ہے ،،
فمن فرض فیہن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج ،،

احرام اور ارکان کے ختم ہونے تک سر منڈانے کی ممانعت کا اشارہ اس آیت سے نکلتا ہے ،، ولا تحلقوا رؤسکم حتے
یبلغ الہدی محلہ ،،

طواف کا اور اس مین ذکر اللہ کرنیکا اشارہ بہی قرآن سے پایا جاتا ہے جیساکہ ان آیتون مین ہے ،، ولیطوفوا بالبیت
العتیق ،،

،، فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام ،، مگر سات دفعہ پہرنے کا ذکر قرآن مین نہین ہے -

سعی بین الصفا والمروہ جسطرح زمانہ سابق مین یعنے اشاعت اسلام سے پہلے لوگ کرتے تہے اسیطرح اب بہی کہتے ہین
اسکا بہی اشارہ قرآن مجید مین موجود ہے - جہان فرمایا ہے -

،، ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بہما ،، عرفات مین جانیکا
بہی قرآن کی اس آیت سے اشارہ پایا جاتا ہے - ،، فاذا افضتم من عرفات فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام ،،

مزدلفہ مین رہنے اور منی مین ایام تشریق تک ٹہیرنے کا بہی اشارہ ان آیتون سے پایا جاتا ہے -
،، ثم افیضوا من حیث افاض الناس ،، - ،، اذکروا اللہ فی ایام معدودات فمن تعجل فی یومین فلا اثم
علیہ و من تاخر فلا اثم علیہ ،،

جون ہی خالد کی تلوار چمکی اسکی چمک نے عیسائیون کی آنکھون مین چکا چوند کر دی - فوج جسکی خالد کمان کر رہا تھا عیسائیون کے مقابلہ مین بہت کم تھی مگر ان کا افسر خالد جیسا بہادر تھا جسکی تلوار پر اسلام ہمیشہ فخر کریگا - نو تلوارین خالد کے نیزہ پر ٹوٹین اور ایسا گھمسان آکر پڑا کہ کثیر التعداد عیسائیون کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ بے اوسان ہو کر بھاگے -

یہہ عظیم الشان فتح مسلمانون کے ہاتھ آئی لیکن مسلمان اس جنگ مین ضائع بہت ہو گئے تھے اسلئے انہین مدینہ منورہ واپس پھرنا پڑا - (کاسن ڈی پرسیول جلد ۳ صفحہ ۲۱۱ - ابن الاثیر جلد ۲ صفحات ۱۸۰-۱۷۸) نبی اکرم نے خالد کو اس بہادری پر سیف اللہ کا خطاب عنایت فرمایا -

اسی عرصہ مین قریشون نے نکس عہد کیا اور وہ اپنے مددگارون بنو باقر کے ساتھ حدیبیہ مین شریک ہوئے اور باہم دونو گروہون نے گٹھ جوڑ کر لی اور مسلمانون کے خلاف سازش کی اور یہان سے یہہ دونو عظیم الشان گروہ نے ملکر بنو خزاعہ پر جو مسلمانون کی حمایت مین تھے حملہ کیا - اور ایک تعداد خزاعہ کی کاٹ ڈالی اور امن کے شیرازہ کو درہم برہم کر دیا - بنی خزاعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

قربانی جو حج مین کی جاتی ہے اسکا ذکر بھی قرآن مجید مین ہے وہ قربانی تین طرح کی ہوتی ہے - ایک وہ جو بیانور کو ساتھ لیکر جاتے ہین اس ارادہ سے کہ مکہ شریف مین جا کر ذبح کرینگے - اسکا ذکر تو اس آیت مین ہے - " والبدن جعلناہ لکم من شعایر اللہ لکم فیہا خیر فاذکراسم اللہ علیہا صواف فاذا وجبت جنوبہا فکلوا منہا واطعموا القانع والمعتر" دوسری قسم قربانی کی وہ ہے جو حج تمتع مین کی جاتی ہے اور اس کا ذکر اس آیت مین ہے -

" فاذا امنتم فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر من الھدی فمن لم یجد فصیام ثلاثۃ ایام فی الحج وسبعۃ اذا رجعتم " -

تیسری قربانی عام طور پر حج کے بعد ہے اور اس کا ذکر اس آیت مین ہے " ویذکروا اسم اللہ من ایام معلومات علی ما رزقہم من بہیمۃ الانعام فکلوا منہا واطعموا البائس الفقیر " و حجر اسود اور رمی جمار کا ذکر قرآن مین نہین ہے حجر اسود جو کعبے کے ایک کونہ مین لگا گیا تھا اس سے مقصد غالباً یہی تھا کہ طواف کی تعداد معلوم رہے اسی کونے سے طواف شروع ہوتا ہے اور اسی مقام پر ختم ہوتا ہے اور حجر اسود کو چھو لیا جاتا ہے یا بوسہ دیا جاتا ہے یا اس کی طرف اشارہ کر لیا جاتا ہے یا جس سے معلوم ہو کہ ایک طواف ختم ہوا - رمی جمار کی کوئی ٹھیک وجہ معلوم نہین ہوتی تمام ارکان حج اسلام مین وہ ہی شامل رہے ہین جو زمانہ سابق مین تھے - اسلئے کہا جا سکتا ہے کہ وہ ہی رسم رمی جمار کی جو زمانہ جاہلیت مین تھی اسلام مین بھی مثل دیگر ارکان حج کے عمل درآمد رہی - یہان ایک بات لکھنے کے قابل ہے اور وہ یہہ ہے کہ سر سید نے اپنی تفسیر مین سخت نے بہی اور نا روا طریقہ سے اس حج کی نسبت دریدہ دہنی کی ہے جو ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا چنانچہ وہ فرماتے ہین جو لوگ یہہ سمجھتے ہین کہ اس پتھر کے بنے ہوئے جو کھونٹے گھر مین ایک ایسی متعدی برکت ہے کہ جہان سات دفعہ اسکے گرد پھرے بہشت مین چلے گئے یہہ ان کی خام خیالی ہے - اس جو کھونٹے گھر کے گرد پھرنے سے کیا ہوتا ہے اسکے گرد تو اونٹ اور گدھے بھی پھرتے ہین وہ تو کبھی حاجی ہوئے پھر دیا ؤن کے جانور کو اسکے گرد پھر لینے سے ہم کیونکہ حاجی جانین و تفسیر القرآن جلد اول تفسیر سورۃ الفاتحہ - تفسیر سورۃ البقر ۱۳۰۱ نبوی - مطبوعہ ۱۲۹۷ ہجری مطابق ۱۸۸۰ء صفحہ ۲۵۲ و ۲۵۱ -

ہی سخت گوئی اور نا مہذب تحریر سے اس مقدس مقام کی عظمت نہین مٹ سکتی جس کی نسبت خدا نے مبارک کا لفظ ارشاد فرمایا ہے - اور جسکو بیس کروڑ مسلمان مقدس اور مبارک جانتے ہین ایسی ہی سخت سخت باتون سے مسلمانون کو سخت صدمہ

کی خدمت مین حاضر ہوئے اور شکایت کی کہ مشرکین عرب نے خلاف معاہدہ ہم پر حملہ کیا ہمارے آدمیون کو کاٹ ڈالا اور ہمین لوٹ کر لیگئے۔ ہم آپ کی حفاظت مین ہین آپ ہمارا انصاف کیجیے۔ خاص مکہ مین بدنظمی اور مظالم کی حد ہو چکی تہی۔ خود مکیون نے علانیہ عہد شکنی کی تہی اور کئی مکی سردارون نے بنی خزاعہ کے لوگون کو قتل کر ڈالا تہا۔ جب نبی نے یہہ ملاحظہ کیا تو آپ دس ہزار جوان لیکر مکہ کی طرف بڑہے۔ عکرمہ اور سفیان سے خفیف سے مقابلے ہوئے جن مین چند مسلمان شہید ہوئے اور پہر آپ بے مقابلہ اور مخالفت مکہ مین داخل ہوئے۔

اسطرح سے آخر کار نبی اکرم فاتح ہو کر مکہ مین داخل ہوئے یہہ وہی پاک نفس تہا کہ جو یہان سے دشمنون کے مارے ہجرت کر گیا تہا۔ اور جو ایک زمانہ مین بہت ستایا گیا تہا۔ اور اسپر بڑے بڑے شدید مظالم توڑے گئے تہے۔ اب اس نے ثابت کر دیا کہ میری نبوت رحم و انصاف کرنے کی غرض سے ہے۔

یعنے مین انصاف اور رحم کرنے اور امن پہیلانے کی غرض سے مبعوث ہوا ہون۔ وہ شہر جسنے کس بیرحمی اور قصائی پنے سے اس کے ساتہہ برتاؤ کیا تہا۔ جس شہر کا ایک ایک بچہ نبی کے خون کا پیاسا تہا۔ جس شہر کے ہر فرد بشر نے نبی کی تکلیف دہی مین کوئی بات اٹہا نہ رکہی تہی۔ اسکے معتقدون یا ساتہیون کو بیگناہ گہرون سے نکالدیا اور شہر بدر کر دیا تہا۔ اور ان بیچارون نے غیرون مین جاکر پناہ لی تہی اس کا جانی بیرحم دشمن جسنے اسکے قتل و برباد کرنے کی کوئی کوشش اٹہا نہ رکہی تہی اور جس نے شہدا کے کلیجے میدان جنگ مین چاک کرائے تہے اور جس نے مسلمان مردون عورتون اور بچون پر بیرحمی سے چہریان لٹا لٹا کر پہیری تہین اب وہ بالکلیہ محمد کے رحم و انصاف پر منحصر تہا۔

کل شہر جسنے یہہ یہہ مظالم توڑے تہے اسکے اور اسکے صحابہ کے قدمون کے نیچے تہا وہ آسانی سے سب کو قتل کر سکتا تہا مگر نہین وہ ان تکلیفون اور شدید شدید مصائب کو بہول گیا جو

نفرت ہو گئی ہے گو چند جنٹلمین بے لکہے پڑہے کسی ہوئی پتلونون سے ان کی تابندگی دین مین دریافت کرتا ہون کہ اگر اسی صورت مین حج قایم رکہا جائے تو ہرج کیا ہے کیا کسی پتلون کے بٹن ڈہیلے ہو جاتے مین یا کلنٹے سے اٹہایا ہوا گرد مردی مرغی کے گوشت کا ٹکڑہ گر پڑتا ہے یا دنیوی تمدن کی ترقی مین کعبہ کی عظمت اپنے دل مین قایم رکہنے سے کچہ فرق آجاتا ہے یا تہذیب کی چلتی گاڑی مین روڑا اٹک جاتا ہے۔

کچہہ بہی نہین پہر مین حیران ہون کہ ایسے پاک مقام اور ارکان حج کی نسبت جو خود نبی اکرم نے ادا کئے یہہ خلاف تہذیب جملے استعمال کرنے کونسی تہذیب اور شائستگی ہے۔ سخت افسوس کی بابت ہے کہ ایسا تجربہ کار گرگ باران دیدہ شخص اور وہ مسلمان ہو کر یہہ خلاف اخلاق اور دل دکہانے والے جملے لکہے کیا مولانا محمود الحسن صاحب کی صحبت اور تعلیم کا کچہ بہی اثر نہین رہا کیا اتفاق بدری کا یہہ ہی نتیجہ ہے۔ اگر اسی مطلب کو ادا کرنا تہا تو کیا آپکو کہین شائستہ الفاظ نہ ملتے تہے۔ سخت شرم اور غیرت کی بات ہے ذرا تو مسلمانی کی بہی غیرت کی ہوتی۔

اسکے سمو ظفر نے اسے پہونچی نہین ہر قاتل کا گناہ اور ہر ظالم کا جرم بخشدیا گیا اور تمام مکہ شریف مین ڈھنڈورا پٹوا دیا گیا کہ بچہ بچہ کا گناہ بخشدیا۔ صرف چار آدمیونکو سزائے موت دیگئی تھی جو اس سزا کے مستحق تھے اور انصاف چاہتا تھا کہ انھین ضرور ہی قتل کیا جاوے۔ لشکر نے بھی اپنے پیارے نبی کے حکم کی پیروی کی یعنے نہایت امن سے گردنین نیچی کیئے ہوئے مکہ مین داخل ہوئے۔ کسی گھر کو نہ لوٹا۔ کسی عورت کی بیعزتی نہ کی گئی۔ تمام دنیا کی تاریخون مین ایسے رحم اور اس شان و شوکت کی فتح کی نظیر نہین ملنے کی —

کس نے شہر فتح کرکے قتل عام نہین کیا؟ اور شہر بھی وہ شہر کہ جو ایسی ایسی تکلیفین دے چکا تھا۔ یہان قوم مشرک کے بتون کو جن سے یہ متبرک مقام بہشت ہو رہا تھا ڈہا دیا گیا۔ جب ان کے بت گرائے جا رہے تھے غمگین سے بت پرست چارون طرف کھڑے ہوئے تھے اور حسرت بھری نگاہون سے اپنے دستی خداؤن کو گرتا ہوا دیکھ رہے تھے جنکو انہون نے مشکل کشا سمجھ لیا تھا اور انکی پرستش کرتے تھے

جب یہہ شرک و بدعت مٹی تو سچائی کا نور چمکا اور ایمان کا ستارہ طلوع ہوا اور پھر یہ آواز بلند ہوئی۔ صداقت آگئی۔ اور کذب مٹ گیا۔ فی الواقع کذب زوال پذیر ہے —

جب خانہ کعبہ ان بتون سے پاک ہوگیا تو رسول خدا نے اس اسلامی مجمع کے سامنے وعظ فرمایا پہلے آپنے قرآن مجید کے لفظون مین انسان کے فطری اتحاد اور مخلوق مین باہمی تعلقات کو بیان کیا۔ اور پھر آپنے یہہ ارشاد کیا۔ "اے قریش کی اولاد تم کیا سمجھتے ہو کہ مین تمہارے ساتھ کس طرح برتاؤ کرونگا۔ انھون نے جواب دیا اے ہمارے بھائی اور بھتیجے ہمین امید ہے کہ تو رحم اور شفقت کا ہم سے برتاؤ کریگا[۱] طبری لکھتا ہے کہ ان لفظون سے نبی اکرم کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور آپ نے فرمایا "مین آج کے دن تمہین کچھ نہ کہونگا خدا تمہاری بخشش کریگا وہ بہت بڑا غفور رحیم ہے —

اب ایک ایسے نظارہ کی طرف ناظرین کی توجہ مائل کرنا چاہتا ہون کہ جو انہون نے کسی تاریخ مین نہ دیکھا ہوگا۔ یعنے گروہ کے گروہ لوگون کے آنے اور اسلام قبول کرنے لگے۔ آپنے ایکدن کوہ صفا پر چڑھکر یہہ فرمایا۔ "تم کسی چیز کی سوائے خدائے واحد کے پرستش نکرنا۔ تم دزدی نکرنا[۲] حرام کاری سے بچنا اور بچون کا قتل نکرنا۔ نہ تم کبھی جھوٹ بولنا اور نہ عورتون کی برائی کرنا"

(۱) ابن ہشام صفحہ ۸۲۱ — طبری جلد ۳ صفحہ ۱۶۴۲ —

(۲) ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ — کاسن ڈی پرسیول جلد ۳ صفحہ ۲۳۴ —

اس سے زیادہ نیکی کی طرف راغب کرنے والا نبی اور کون ہوسکتا ہے۔ کہ جس نے برائی کی جڑ اکھیڑ کر پھینکدی اور ایسی اصلاح خدا کی مخلوق مین کی کہ ہوا کا رخ ادھر سے ادھر پھر گیا۔

چارون طرف حق حق کی صدائین بلند ہوئین اور ہر دشت و صحرا مین یہہ آوازین گونجنے لگین خدا وحدہ لا شریک ہے اور اس کا نبی محمد عربی ہے۔ اسلام دنیا مین امن قایم کرے گا اور آخرت مین سبب نجات کا ہوگا —

آپ کا ہمیشہ یہی وعظ تہا اور آپ مدام ان ہی باتون پر زور دیتے تہے اور فی الواقع یہی باتین انہیں تہذیب وتمدن کے رستہ پر لانے والی تہین - جو انکساری اور عاجزی اس حالت مین تہی جب آپ نے مکہ سے ہجرت کی تہی وہ ہی اور اسیقدر حلیمی جب آپ کو پوری شوکت حاصل ہوگئی موجود تہی - یہہ حلیمی اور انکساری کی صفت ایک اعلٰے درجہ پر تہی اور یہی گویا ایک ممتاز صفت نبوت کی دکہلاتی تہی -

یہان نبوت کی تکمیل ہوگئی یعنے جس کام کے لیئے رسول اکرم مبعوث ہوئے تہے اس کام کو پورا کردیا آپ کے خاص خاص صحابہ صحرائی قومون مین تبلیغ اسلام کرنے کے لئے روانہ ہوئے اور چارون طرف انہون نے اپنی پرزور سچی نصیحت آمیز گفتگو سے دشمنون کو آدمی بنانا شروع کیا - ان کو اسلام کی خوبیون پر آگاہی دی اور انہیں ان فضائل سے حصہ دیا جس سے وہ بیچارے صدہا برس سے بے بہرہ تہے -

جو ترپ خونخوار تند جنگ اور تیز مزاج خالد بن ولید کی کمان مین جارہا تہا اس نے چند بدون کو دشمن کے سوار سمجہکر قتل کرڈالا خالد بن ولید کو غلطی ہوئی تہی لیکن اور مسلمانون نے اس مین دخل دیا اور کہاکہ یہہ لوگ ہمارے دشمن نہیں ہین فوراً قتل روک دیا گیا جب رسول اکرم کو یہہ خبر پہونچی تو آپ نے ہاتہہ اٹہاکر خدا سے یہہ التجا کی " اے میرے مالک جو کچہ خالد بن ولید نے کیاہے اس سے مین محض بیگناہ ہون " پہر آپنے فوراً حضرت علی کو روانہ کیاکہ اس تشدد کا عوض جو کچہ ممکن ہو جاکر کرو -

اور ان کے آنسو پوچہو ان کی ڈہارس بندہاؤ - حضرت علی نے نہایت وفاداری اور انصاف شعاری سے اپنے اس فرض کو پورا کیا - آپنے مقتولین کی کامل تحقیقات کی اور نام بنام انہین لکہا پہر مقتولین کے کنبون کو دیت یعنے خون بہا عنایت کی جس سے آنسو پونچھ گئے جب انہیں دیت دی جاچکی تو آپنے باقیماندہ روپیہ اسی قوم مین تقسیم کردیا کچہ مقتولین کے رشتہ دارون کو دیا اور کچہ اور غربا کو مرحمت فرمایا - قوم مین سے ہر ایک کا دل خوش ہوا اور وہ اس انصاف سے تمام ان باتون کو بہول گئے جو ان کا دل دکہارہی تہین - سبنے مرحبا وصد مرحبا کے نعرے بلند کئے اور حضرت علی یہہ انصاف کرکے اور ان کے زخمون پر کارگر مرہم رکہکر واپس رسول اکرم کے پاس حاضر ہوئے نبی نے بہت کچہ تعریف کی اور حضرت علی کا شکریہ ادا کیا [1]

بدوؤن کی خوفناک قومین ہنوز پس پا ہوئی تہین وہ مکہ فتح ہونے پر بہی شکستہ خاطر ہوگئے تہے

---

(۱) ابن ہشام صفحات ۸۳۴،۸۳۵ - ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۹۵ - طبری جلد ۳ صفحہ ۱۴۱ -

وہ ہی ان کا جوش وخروش باقی تہا وہ ہی عزم اور وہ ہی مسلمانون کی بیخ کنی کرنے کی تدبیرین ہتین۔

اُنہون نے اب تک سازشون مین کوئی بات نہ چہوڑی ہتی آخر دو قومون نے اکہٹے ہوکر حنین کی گہاٹی کے قریب اجتماع کیا۔ یہہ دو بدوؤن کی قومین ایک ہوازن اور ایک بنی ثقیف ہتی۔ اُنہون نے طائف کے قریب مضبوطی سے مورچہ بندی کرلی ہتی ان کا قصد تہا کہ مسلمانون کو تیار ہوتے ہوتے مکہ ہی پر جا مارین اور انہین مستعد ہونے کا ہوش نہ آنے دین۔ آخر ایک خونریز جنگ ایک تنگ وتاریک گہاٹی پر جو مکہ[1] سے شمال مشرق کی طرف دس میل کے فاصلہ پر واقع ہوئی۔ مشرکین کو سخت ہزیمت کے ساتہہ شکست[2] ہوئی۔ اور وہ بے اوسان ہوکر بہاگے۔ یہ جنگ بہی یادگار رہے گی ان کی تمام فوجین پریشان ہوگئین مگر ایک قبیلہ بنی ثقیف نے طائف مین جاکر پناہ لی۔

جنہون نے آٹہہ یا نو برس ہوئے نبی اکرم کو اس مقام مین پناہ نہ لینے دی ہتی اور سخت مظالم توڑے ہتے قوم ہوازن آخر کار معہ اپنے تمام دنیوی ساما نون اور مویشیون کے مسلمانون کے قبضہ مین آئی ان پر بالکلیہ مسلمانون نے قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد طائف کا محاصرہ کرلیا لیکن چند دن کے بعد طائف کا محاصرہ اٹہا دیا گیا کیونکہ نبی اکرم کو یہہ بخوبی معلوم تہا کہ خود بخود ان پر ایسا دباؤ پڑیگا کہ ایک قطرہ خون گرے بغیر یہہ لوگ مطیع ہوجائینگے۔ پہر آپ یہان تشریف لائے جہان ہوازن محفوظ موجود ہتے۔ نبی اکرم نے ایک سفارت آئی ہوئی دیکہی کہ جو بدوؤن نے بہیجی ہتی کہ ہمارے قبائل کی خطا معاف کی جائے اور انہین رہا کردیا جائے۔ نبی اپنی قوم کی جانباز کوششون کو ملاحظہ کرچکے ہتے اور آپ عربون کے اس باحس خیال سے بہی واقف ہتے جو انہین اپنے حقوق کی طرف سے ہوتا ہے اسلئے آپنے ان بدوؤن سے کہا کہ مین اپنی قوم کو ہرگز مجبور نہین کرسکتا کہ وہ اپنی فتح سے بہرہ ور ہون اور اس کے خوش ذائقہ پہلوؤن سے محروم کردئے جائین۔ اگر تم اپنے قبائل کو لینا چاہتے ہو تو تاوان جنگ دیدو اور اپنے ہمقومون کو لیجاؤ۔ یہہ سنکر بدوؤن کے گماشتے رخصت ہوگئے۔ اور دوسرے دن جب نبی اکرم اپنے صحابہ کے ساتہہ ظہر[3] کی نماز پڑہ رہے ہتے وہ بدوی گماشتے پہر آئے اور اُنہون نے اپنی درخواست کو دہرایا۔ اور یہہ الفاظ کہے۔

ہم پیغمبر سے التجا کرتے ہین کہ وہ ہماری شفاعت مسلمانون سے کرائے اور ہم مسلمانون سے استدعا کرتے ہین

[1] کاسن دی پرسیول۔ جلد ۳ صفحہ ۲۴۸۔ قاموس نے لکہا ہے کہ حنین وہ شرک ہے کہ جو مکہ سے طائف کو جاتی ہے اور ڈیویل نے اپنے قرآنی ترجمہ مین ایک نوٹ دیا ہے جسمین وہ بیان کرتا ہے کہ اس کی دوری صرف تین میل ہے۔ حالانکہ یہہ اسکی بہی غلطی ہے۔

[2] اس جنگ کا قرآن مین بہی ذکر آیا ہے۔ ابن ہشام صفحہ ۸۴۶۔ ابن الاثیر جلد ۲ صفحات ۲۰۱ و ۲۰۰۔

[3] طبری نے صبح کی نماز لکہی ہے جلد ۳ صفحہ ۱۵۵۔

کہ وہ ہماری شفاعت اپنے نبی سے کرین کہ ہمارے مال بچے واپس کر دئے جائین - نبی اکرم نے بدؤون کے ڈپیوٹیشن کو جواب دیا - "کہ قیدیون مین جو کچھہ میرا حصہ ہے اور عبد المطلب کے بیٹون کا ہے وہ مین نے تمہین یک لخت دیدیا - یہہ سنتے ہی آپکے معتقدون پر آپکی اس رحیمانہ فطرت کا بہت بڑا اثر ہوا - فوراً ہی سب نے آپ کی تقلید کی چھہ ہزار آدمی ایک ہی لمحہ مین آزاد کر دئے گئے[1] اس حیاتہ فیاضی نے بنی ثقیف[2] کے دلون پر ایک زبر دست اثر کیا اور ان پر نبی اکرم کے رحم نے وہ تاثیر دکہائی کہ وہ یک لخت سب مسلمان ہو گئے - یہہ نظارہ کسیقدر انصار کو کہٹکا اور وہ اس تقسیم سے جو کہ نومسلمون کو ہوئی ناراض ہوئے - کیونکہ جتنا نومسلمون کو حصہ ملا اسقدر انصار کو نہ پہونچا - ان کی ناراضی کی بہنک رسول مقبول کے کان تک پہونچی آپنے سبکو مجتمع ہونے کا حکم فرمایا جب وہ سب جمع ہو گئے تو آپ نے یہہ ارشاد کیا - "

"اے انصار مین نے اس گفتگو کا علم حاصل کیا ہے جو تم باہم کر رہے ہو جب مین تم مین آیا ہون تم ظلمت مین پڑے ٹوٹیان مار رہے تہے اور پہر خدا نے تمہین سیدہا رستہ بتایا - تم خسارہ پا رہے تہے اور تکلیف اٹہا رہے تہے اس نے تمہین خوشی بخشی - تم مین باہم پہوٹ پڑی ہوئی تہی - اس نے تمہارے دلون کو بہائی چارے اور یک جہتی سے بہر دیا - کیا یہ بات نہین ہوئی تہی" اور

یہہ سنکر انہون نے جواب دیا -

" بیشک جسطرح تو کہتا ہے یہی بات ہے - لطف و توفیق اور فضل خدا اور اس کے پیغمبر کو شایان ہے -

پہر نبی نے فرمایا - " جو کچہ تمہین جواب دینا ہو جواب دو اسلئے جسکی نسبت تم نے کہا ہے اسکی مین بہی صداقت کرتا ہون "

پہر وہ بولے - " تو ہم مین اس حالت مین آیا کہ تجہکو تیری قوم نے فریبی کہکر نکالدیا تہا اور ہم تجہپر ایمان لے آئے - تو ہم مین فراریون کی طرح بے مدد آیا اور ہم نے تیری مدد کی - جب تو محض مفلس اور اپنی برادری سے جدا ہوا تہا ہم نے تجہے پناہ کی جگہہ دی تہی - تو بے اطمینان اور پریشان خاطر تہا ہم نے تیری دہارس بندہائی تہی "

پہر نبی نے جواب دیا - " اے انصار تم اس دنیا کی چیزون اور سامانون سے اپنا دل کیون رنجیدہ کرتے ہو

---

[1] ابن ہشام صفحہ ۸۷۷ - ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۰۷ طبری جلد ۳ صفحہ ۱۵۵ -

[2] میور صاحب ... لائف آف محمد حیات محمد جلد ۳ صفحہ ۱۴۰ مین لکہتے ہین کہ نبی کی زندگی کے ...

[3] ... پہ ... اول تقسیم ... کہان ہوئی تہی اسلئے نبی اپنا حصہ بخشنے ...

کیا تم اس سے مطمئن خاطر نہین ہو کہ اور لوگ اپنے مویشیون اور سامانون کو
لیکر گہر واپس پہرینگے اور مین تمہارے ساتہہ تمہارے گہرون کی طرف چلونگا
اس خدا کی قسم جسکی مٹہی مین میری جان ہے مین تمہین کبہی نہین چہوڑونگا
اگر تمام مخلوق ایک ہی رستہ پر ہووے اور دوسرا رستہ انصار اختیار کرین
تو یقیناً اور فی الواقع مین انصار ہی کے ساتہہ رہونگا - خدا تمپر مہربان ہو اور تمہین
برکت دے اور تمہارے بچون اور بچون کے بچون پر رحمت کرے "

راوی لکہتا ہے کہ ان الفاظ سے انصار رونے لگے یہان تک کہ ان کے آنسوان کی نورانی ڈاڑہیون پر ٹپکنے لگے اور انہون نے ایک ہی آواز مین غل مچا کر کہا -

" اے پیغمبر خدا ہم اپنے حصون پر بخوبی مطمئن ہو گئے "

یہہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی خدمات کے صلون پر نگاہ رکہتی ہے خواہ اسکی روحانی خدمتین کی ہون یا جسمانی خدمات ان سے برآئی ہون - واقعی انصار جنہون نے نبی کو ایسی حالت مین پناہ دی تہی کہ وہ دشمنون کے مارے ہجرت کر کے اپنے وطن سے وہان پناہ گزین ہوا تہا اور پہر اس حالت سے یہہ شوکت حاصل ہوئی ایسی صورت مین انصار کی نگاہ مین اپنے زیادہ استحقاق کی طرف اٹہہ رہی تہین وہ سمجہتے تہے کہ ہمارا استحقاق زیادہ ہے اور یہہ خیال ان کا خلاف قیاس بہی نہ تہا لیکن وہان بات ہی دوسری تہی نبی اور خدا کا منشا سبکو سگے بہائیون کی طرح بنا دینے کا تہا اور وہ منشا آخرکار پورا ہو گیا - انصار یہہ سمجہے تہے اور وہ بہی صرف اس لحاظ سے کہ انہین رسول اکرم سے حد سے زیادہ الفت تہی کہ نبی اپنے وطن ہی مین رہینگے اور مدینہ کو واپس تشریف نہ لے چلینگے کیونکہ ہمیشہ ہر شخص کو اپنا وطن پیارا ہوتا ہے اور وہ بہی ایسی حالت مین کہ اسے پوری شوکت حاصل ہو جائے مگر نہین نبی کی فیاضانہ فطرت ہرگز اس کی مقتضی نہ تہی کہ وہ انہین چہوڑ کر مکہ مین ہو بیٹہتے جب انہون نے نبی کے ان پیارے الفاظ کو سنا " اگر سارا جہان ادہر سے ادہر ہو جائیگا جب بہی مین تمہارا ساتہہ نہین چہوڑنے کا " ان کو رقت آگئی اور وہ نبی کی اس محبت پر پہوٹ پہوٹ کر رونے لگے اور انہون نے یکزبان ہو کر کہا کہ ہم نے سب کچہہ پہر پایا -

نبی کو انصار سے سب سے زیادہ محبت تہی - باوجودیکہ آپکو اپنا وطن سب سے پیارا تہا وہ وطن کہ جہان آپنے پرورش پائی تہی وہ وطن جہان آپ سے خدیجۃ الکبریٰ سے نکاح ہوا تہا - وہ وطن کہ جہان آپ پر حضرت جبرئیل وحی لیکر خدا کی طرف سے نازل ہوئے تہے ایک مبصر اندازہ کر سکتا ہے کہ ایسے وطن کی الفت آپ سے

یہہ صرف ایک وعدہ تہا کہ ... آن کو واپس کر دونگا - میور صاحب کی یہہ روایت بے اصل اور محض لغو ہے - انہون نے اپنے دماغ سے تراش ... سونا چاہا ہے اور اصلی واقعات کو چہپانا چاہتے ہین مگر آفتاب کی روشنی کو کیسا ہی غلیظ ابر کا ٹکڑا چہپا نہین سکتا - ... یہہ سستی ہوئی بے بنیاد باتین سچے واقعات کو ملیامیٹ نہین کر سکتین -

پاک نفس کی طبیعت مین اور کیا ہو سکتی ہے جو جبراً یہان سے نکالا گیا ہو - اور اس کے دشمنون نے نبوت کے بعد اسے چین نہ لینے دیا ہو -

انصار کو اس سے بہتر نعمت اور کیا مل سکتی تہی کہ ان کے پیارے نبی نے صرف ان کی خاطر اپنا اپنا وطن چھوڑ دیا انہین دینوی زوال پذیر سامانون سے نفرت دلائی - واقعی دنیا کی چیزین نفرت ہی کرنے کے قابل ہین لیکن وہان تک کہ ان کے نفرت کرنے کا اثر ہم پر یا ہماری اولاد پر برا نہ پڑے - جو لوگ دنیا ہی مین محو ہو گئے ہین اور اس کی زوال پذیر چیزون مین ایسے پہنس گئے ہین کہ انہین اپنے فرض کے پورا کرنے کی خبر نہ رہی اور شب و روز وہ اپنی تن پروری کی فکر مین گزارتے ہین جب سے پیدا ہوئے اور جب ان کی آنکھین بند ہوئین انہون نے کبھی کسی سے ہمدردی نہین کی کسی مصیبت زدہ کی دو پرسش نہ بند ہوائی نہ کسی یتیم کے آنسو پونچھے ایسے لوگون کا مرنا جینا محض بے نتیجہ ہے -

فتح مکہ کے چند ہی روز بعد آپ مدینہ منورہ تشریف لیگئے[۱] - آپکا یہہ تشریف لیجانا گویا انصار مین جان کا پڑنا تہا - یہہ ایک زبردست مصلحت تہی اور اس مصلحت کی تعلیم خدا کی طرف سے ہوئی تہی - جہانتک مصلحت نبوی پر غور کیا جاتا ہے یہہ خوب روشن ہے کہ جو موقع ہو اس کے موافق عملدرآمد کیا جائے - اسلیئے دنیا مین سب دینون مین افضل یہہ دین ہے - جس کی خوبیون نے ایک عالم کو گہیر لیا ہے - اور جس کے فضائل کو غیر اسلام نے بہی تسلیم کر لیا ہے -

فتح مکہ کیا تہی گویا خدا کی نعمتون اور دین حق کی تکمیل تہی - اب کوئی بات باقی نہ رہی تہی - دور و دراز اسلام کے برحق ہونے کا غلغلا آٹہہ رہا تہا اور ایک متوجہ سا ہو گیا تہا جس قبیلہ نے اسلام قبول نہ کیا تہا وہ منہ کہولے ہوئے حالت تشنگی مین پریشان خاطر ادہر ادہر پہر رہا تہا اور جن قبائل عرب نے دین اسلام قبول کر لیا تہا ان کی یہہ کیفیت تہی کہ وہ اشاعت اسلام کے لئے چارون طرف گردش لگا رہے تہے اور لوگون کو مسلمان کر رہے تہے - یہہ فیاضی اسلام ہی مین ہے کہ ہر شخص کو یہہ خیال رہتا ہے کہ ہم اس نعمت سے جسکا ہمین حصہ ملا ہے دوسرون کو بہی اس کی چاشنی چکہا دین ادنے سے ادنے غلامون کی بہی یہی کیفیت رہی کہ مسلمان ہو کر اگر کوئی آرزو ان کی طبیعت مین باقی رہتی تہی تو وہ یہہ تہی کہ ہم اسلام کی برکتون کا ان لوگون کو بہی حصہ دین کہ جو ابتک بہی اس سے ناواقف ہین اور ابہی تک انہون نے اس کی لذت کو نہین چکہا ہے -

یہہ اسلام ہی ہے جس نے ہر دل مین یہہ جوش پیدا کر دیا کہ فیاضانہ طور پر اس بخشش کا حصہ جو خدا کی طرف سے ہمین ملا ہے دوسرون کو دین یہی ہمدردی ہے اور یہی بہائی چارہ قایم کرنے کی پہلی بنیاد ہے -

---

۱ ابن ہشام صفحہ ۸۸۶ - ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۲۰۸ - ابوالفدا صفحہ ۸۲ -

آٹھواں باب

(سفارتون کا سال)

(۹ھ ہجری مطابق ۲۰ اپریل ۶۳۰ع سے ۱۹ اپریل ۶۳۱ع تک)

[illegible] سال خصوصاً سفارتون کا سال مشہور ہے اسلئے کہ اسی مبارک سال میں جا بجا
[illegible] قبائل کی سفارتیں آنی شروع ہو گئیں تاکہ اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا
[illegible] قبول کے سفارتون کے مدینہ میں داخل ہوئے اور سب نے [illegible]
[illegible] گئے۔

[illegible] جو اس جگہہ پہاڑ تہا وہ جس میں سے انسانی سکرات الموت کی بہیانک صدائین بلند
ہوتی تہین اور جس میں سے وحشت اور خونخواری کی گڑگڑاہٹ کی آوازین نکلتی تہین اور انسانی
خون کے گرم گرم قطرے برس رہے تھے ہمیشہ کے لئے یہہ اندہیری خوفناک گہٹا اٹہا دی گئی۔
مطلع صاف ہو گیا تہا اور فطرت کا مزاج ساکن اور معتدل تہا۔ امن اور آزادگی کی ہوائین
چلنے لگی تہین اور نفسا نفسی کا نام و نشان مٹ گیا تہا۔ خودغرضی کی بلائے بے درمان جو صدیون
سے چہا رہی تہی ملیا میٹ ہو گئی تہی اور بجائے اسکے بہائی چارہ اور سچی محبت قایم ہو گئی تہی
[illegible] نے بت پرستی کی قسمت کا فیصلہ عرب میں کر دیا تہا۔ وہ دیبیان جو [illegible]
جاتی تہین یعنے لات منات وغیرہ سب ڈہا دی گئی تہی۔ ان کے ڈہنے سے عرب کی وحشی
بت پرست قومون پر بہت بڑا اثر ہوا۔ وہ ان دیبیون کو بہت بڑا قوی اور زور آور جانتے
تہے جب وہ ڈہا دی گئین اور ان کے ٹکڑے اڑ گئے تو اب ان کی وہ تسلیم شدہ قوت ہی متزلزل
ہونے لگی اور وحشیون کے اعتقادات میں یہہ سمجہکر فرق آنے لگا کہ واقعی یہہ نرا ڈہکوسلا ہی
تہا ہم نے ایک فضول کام پر اپنا وقت ضائع کیا۔ یہہ خیال ان کے قدیم عقائد سے انہیں ہٹانے
لگا اور رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہونچی کہ وہ سچے مسلمان ہو گئے۔ تمام اطراف سے سفارتین
آئین تاکہ نبی کی سچے دل سے اطاعت قبول کرین اور اس کے ہاتہ پر بیعت کرین۔ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے خاص صحابہ اور شہر مدینہ کے ممتاز رئیس نبی کے اشارہ سے سفیرون کو
اپنے ہان اوتارتے تہے اور اس وقت میں جو مہمان نوازی کا تکلف ہو سکتا تہا اپنے ملک
کے اجنبی مہمانون کے لئے مہیا کرنے میں کچہ باقی نہ چہوڑتے تہے۔ چلتے وقت اپنے مہمانون کو
زاد راہ خرچ ان کے درجہ اور عہدہ کے موافق دیتے تہے اور بہت سے نذرانے پیش کرتے۔

اس سے زیادہ مہمان نوازی کی مثال اور کیا ہو سکتی ہے۔ ایک تازہ ضابطہ قرار پایا جس سے پردیسیوں کے حقوق کو اور وسعت دیگئی اور یہہ مقرر ہوا کہ جب کوئی غیر قوم کا آدمی [illegible] ان کے لئے مقرر ہو کہ جو انہیں دین کے روشن اصول [illegible] اور شرک کی [illegible] کی طرف سے انہیں پہیرے۔

نبی اکرمؐ کی ہدایت کے بموجب مسلمان واعظ عجیب جوش اور غضب کے لہجوں سے [illegible] موت کو [illegible] سکہارہے تہے اور انہین [illegible] سے آگاہ کرتے تہے کہ نجات دہندہ پیدا ہو گیا ہے۔ آؤ اسپر ایمان لاؤ چارون طرف سے یہہ آوازین بلند ہوتی تہین

اٹھو سونے والو سحر ہو گئی ہے

قسطنطینہ والے ہنوز ان عربی فتوحات کے خواب خرگوش مین پڑے ہوئے خیال کرتے تہے جو انہون نے زمانہ سابق مین عرب پر حاصل کی تہین۔ انہین [illegible] کی کمان مین کچہ گمی ہی یاد تہی وہ عرب کو ابتک زمانہ قدیم کی طرح منہ کا نوالہ ہی سمجہتے تہے انہین اپنی حشمت اور جلال کے بہروسے پر یہہ یقین تہا کہ جب چاہینگے عرب پر قبضہ کر لین گے۔

ہرقل ایرانیون پر فتحیاب ہو کر اپنی سلطنت کو واپس ہوا لیکن اسکے ملکی خیال نے اسے اس عجیب سانحہ کی طرف سے اندھا نہین ہونے دیا کہ جو ابہی واقع ہو چکا تہا اور جسمین مٹہی بہر مسلمانون نے کثیر التعداد فوج کو تلوارین مار کر پسپا کر دیا تہا۔ اپنے ملک شام کے قیام مین اس نے اپنے ماتحت رئیسون اور جاگیردارون کے نام فوجون کے جمع کرنے کے فرمان بہیجدئے تہے تاکہ اسلام کی سلطنت جمہوریہ پر حملہ کرکے اسکی ترقی کو روکا جاوے اور اسکی بیخ و بنیاد عرب مین سے اکہیڑ کر پہینک دی جائے۔

یہہ وسط سال (رجب ۹ھ اکتوبر ۶۳۰ع) تہا۔ گرمی کی انتہا درجہ کی شدت۔ سفر کی سختی۔ اور روحی قوت کی عجیب و غریب روایتون نے جو مسلمانون کے کانون تک پہونچ رہی تہین۔ اسلئے انکے حملہ کو روکنے کے ارادہ جنگ مین خامی پیدا کر دی تہی۔

آفتاب اپنے عظیم الشان مدور کرہ کی آتش فشانی کر رہا تہا۔ تپتی ہوئی ریتون اور بہلستے ہوئے ریگستانون مین غضبناک سے گرم گرم لوئین چلنے لگی تہین۔ صحرا و دشت تنور ہو رہے تہے ایسی خوفناک اور جان و تن کی بہلسا دینے والی گرمی مین نہ کہین سبزہ زار نہ کہین شیرین اور ٹہنڈے پانی کے چشمے اور پہر دشمن کے مقابلہ مین روانہ ہونا واقعی ایک سخت بات تہی۔

اور سب سے بڑا خطرہ یہہ تہا کہ قسطنطینہ کی شوکت و قوت کی افواہین تمام مسلمانون کے کانون مین پے درپے پہونچ چکی تہین کہ ایسی دولتمند سلطنت ہے اور اتنی لاکہہ فوج ہے اور وہ لوگ ایسے سامان رکہتے ہین۔ ایسی نازک صورتون مین مسلمانون کی کچہ زیادہ ہمت نہ بندہی پہر بہی نفع ہی

ہ سپاہ جمع ہوئی جسکی کمان خود نبی اکرم نے اپنے ہاتھ مین لی اور آپ اس چھوٹی سی جمعیت کو
بر روانہ ہوئے۔ ایک طول وطویل اور تکلیف دہ سفر کے بعد آپ تبوک مین پہونچے یہہ مقام دمشق
مدینہ کے بیچون بیچ واقع ہے۔ یہان نبی اکرم نے قیام فرمایا۔ یہان آپکو ایک تعجب خیز یہہ معلوم
ئی کہ یہہ حملہ روم کی خبر محض ایک یونانی کے خواب کا نتیجہ تہا اور شہنشاہ قسطنطینیہ کبہی کا نہی
سلطنت کو روانہ ہو چکا جب نبی نے ملاحظہ فرمایا کہ یہان کوئی سامان فوجی ایسا نہین ہے کہ
مدینہ کی جمہوری سلطنت کو صدمہ پہونچا سکے اسلئے آپ نے واپس پہرنے کا حکم فرمایا۔ بیس دن مسلمان
وک مین قیام پذیر رہے۔ یہان ہر قسم کا چارہ مویشیون اور ان کے جانورون کے لئے دستیاب ہوتا
ا اور کثرت سے پانی ملتا تہا۔ اسطرح سے بارام بیس دن تبوک مین قیام کرکے مسلمان مدینہ منورہ چلے
ئے۔ یہہ مہینہ رمضان کا تہا جب مسلمان وہان سے واپس پہرے تہے۔ آفتاب کا جوبن زورون پہ
ا اور اسکی عنفوان جوانی کی داد پہلتے ہوئے سنگلاخ اور جلتی ہوئی زمین دیرہی تہین۔
دن ہی آپ مدینہ منورہ پہونچے آپ کو معلوم ہوا کہ ایک سفارت سنگدل اور ناخدا ترس مشرکین
طائف کے پاس سے آئی ہوئی ہے یہہ وہی ہین کہ جنہون نے نبی پر سنگ باری کی تہی اور زخمی
کے اپنے ہان نہ آنے دیا تہا۔ عروہ بن مسعود الثقفی سردار طائف جو غزوہ حدیبیہ کے بعد مدینہ منورہ
ن چلا آیا تہا اور کچہ دن مدینہ مین رہکر صدق دلی سے مسلمان ہو گیا تہا ایک پر جوش اور دل
بلا مسلمان تہا۔ نبی اکرم نے اسے خوب سمجہا دیا تہا کہ جب تک طائف والے راہ راست پر نہ آجائین
ہرگز ادہر کا رخ نہ کیجو لیکن وہ اسلامی فیاضانہ ولولے جو اس کی رگون مین خون کی طرح دوڑ رہے
ے اسکے مقتضی ہوئے کہ وہ مدینہ مین ہی رہتا۔ اس کے دل مین دعوت اسلام کا جوش اٹہا اور اپنا
وطائف کی جانب اس لحاظ سے روانہ ہوا کہ اپنی قوم کی بت پرستی چہڑاؤن اور انہین اسلام کی
برکتون سے مالامال کرون۔ شام کے وقت عروہ طائف مین پہونچا۔ اس نے اپنے بہائی بندون اور
ہم وطنون کو بلایا اور اپنی رام کہانی سنائی۔ شام کو تو کسی نے زیادہ توجہ نہ کی لیکن علی الصباح جب
دوبارہ عروہ نے دین حق کی طرف انہین بلایا اور عزیٰ کی پرستش سے باز رکہنا چاہا بس وہ بہت
سنگ سخت غضبناکی مین بہر گئے اور انہون نے اپنے اسی وحشی طیش مین عروہ کو پتہر مار کر شہید کر دیا
سکی دم توڑتی ہوئی صدا نے مشرکین کے کلیجون کو ہلا دیا اور وہ صدا یہہ تہی۔
"مین نے خدا کے نام پر صرف مخلوق کی بہتری کے لیے اپنا خون گروایا ہے"
یا اپنی جان دی ہے) خدا کا شکر کرتا ہون کہ اسنے شہادت کی عزت !

۱۔ کاسین دی پرسیول جلد ۳ صفحات ۲۸۲ و ۲۸۵ ۔ ۲۔ ابن ہشام صفحہ ۹۰۰ ۔ ۳۔ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۲۱۵ ۔ الیوالفدا صفحہ ۸۵ ۔
۴۔ کاسین دی پرسیول کے مطابق دسمبر ۶۳۰ء تہا جب نبی اکرم تبوک مین قیام پذیر ہوئے تو اس پاس کے یہودی اور عیسائی
حاکمین اپنی جنہون نے فدویت نامے پیش کئے اور ایمان لائے۔ یہان کسی کو تلوار نے انہین ڈرا دیا۔ صرف خدا پرستی کی سچی آوازون نے انکے
دلون پر اثر کیا۔ یہیون سے دور معاہدے متعلقین بطیب خاطر مسلمان ہو گئے۔ ۵۔ دن بدن خود بخود ہوتے تہے روز مرہ مسلمانون کی تعداد
بڑہتی جاتی تہی اور یہہ صرف دین کی سچائی کا اثر تہا کہ جس شخص نے سنا وہی شیدا ہو گیا۔ اور اپنا دین من تن قربان کر دیا ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۲۱۵ ۔

سے مجھے بخشی ہے اے میرے دوستون میری آخری التجا یہہ ہے کہ تم مجھے ان مسلمانون کے
پہلو بہ پہلو دفن کرنا کہ جو غزوہ حنین مین شہید ہوئے ہین دو —[ف۱]

عروہ کے مرتے وقت کے جانگداز اور پرشوق الفاظ نے اس کے ہموطنون کے دلون پر ان گوشت سے زیادہ اثر کیا کہ جو اس نے اپنی زندگی مین کی تہین - شہید کا خون قاتلون کے دلون مین لوٹنا کر گیا - اسکی جانگداز آخری صدا نے خود بخود انہین روشن کردیا کہ اسلام سچا ہے —

اس کا دم واپسین غضب کا کام دیگیا - وہ پرشوق الفاظ کہ مجھے ان شہدا کے پہلو مین دفن کرنا کہ جو حنین مین شہید ہوگئے ہین غضب کے پر تاثیر اور مقناطیسی کشش رکھنے والے تھے اس کا خونی نظارہ اپنے ہموطنون کی بہلائی کی آرزو مین آسمان کی طرف اٹھانا قاتلون کے دلون مین کھبا جاتا تہا - اسکا خون آلود چہرہ اور پہر شہادت کا افتخار حاصل کرنے کی شادمانی کی مسکراہٹ نے پتہر مارنے والون کو ایک افسون کردیا تہا - کسی شہید کی اس درد اثر صدا نے صدہا دلون کو مسخر کرلیا اور پہر انہین اپنی طرف مائل کیا یہہ صدا اس جان نثار خادم نبی اکرم کی تہی کہ جو اس کی رحیم فطرت اور صادق الوعدی پر ایمان لے آیا تہا - یہہ پاک نفس تو شہید ہوگیا لیکن اس کے گرم گرم خون کے قطرون کی بہار تمام قوم کو شرک کے تاریکتر دایرہ سے نکال کر ایمان کے پرنور دایرہ مین لے آئی - انہون نے بڑی سرگرمی سے عروہ کو شہدا کے پاس دفن کیا اور پہر سب اہل طائف نے ملکر ایک سفارت نبی کی خدمت مین روانہ کی کہ آپ ہماری خطا بخشدین اور ہمین اجازت دین کہ ہم بطیب خاطر دائرہ اسلام مین آجائین مگر انہون نے التجا کی کہ ہمارے دیوتاؤن کو کسیقدر مہلت دی جائے یعنی ہمین بر انہیں توڑنا پڑے پہلے انہون نے دو برس کی مہلت مانگی پھر ایک برس کی اور پہر چھ مہینے کی لیکن یہہ سب ہی بالکل غیر مفید تہین ایک ہی مہینہ مین ان کے خیالات نے کچہہ کا کچہہ پلٹا کہایا - اسلئے کہ اسلام اور بت ہرگز ایک جگہہ مجتمع نہین رہ سکتے - مگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم اب بہی وہی مستقل مزاج تہے پہر انہون نے التجا کی کہ ہمین روزانہ عبادت سے رخصت دی جائے یعنی ہم روزانہ عبادت سے سبکدوش کئے جائین مگر نبی اکرم نے جواب دیا کہ بغیر عبادت کے اسلام کوئی چیز نہین ہے - آخرکار انہون نے جو کچہہ ان سے کہا گیا تسلیم کرلیا اسپات کی انہین معافی دیگئی تہی کہ وہ اپنے ہی ہاتہون سے اپنے بتون کو نہ توڑین —

دراصل یہہ لوگ مصلحت وقت سے مسلمان ہوگئے تہے ان بتون کے توڑنے کے لئے مغیرہ کا پہلا مقرر کرکے بہیجا گیا طائف مین جسوقت بتون کے توڑنیکی تعمیل ہورہی تہی عورتون کی زار زار رونے کی

ف۱ ابن ہشام صفحات ۹۱۵ و ۹۱۴ - ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۲۱۲ — ف۲ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۲۱۳
ف۳ ابن ہشام صفحات ۹۱۸ و ۹۱۷ - طبری جلد ۳ صفحات ۱۶۳ - ۱۶۱ چونکہ ہجرت کے نوین سال سفارتون کا بہت زور ہوا تہا اسلئے اس سال ہی کو سفارتون کا سال کہتے ہین جو سردار کہ خود ہی ایمان لے آئے تہے - انہین میں سے اکثر مکہ کے ہین زیادہ مشہور ہین اور یہہ لوگ جو یمامہ مین بود و باش رکہتے تہے اول ایمان لے آئے تہے —

ھداؤن [illegible] پر اترا آیا تھا۔ وہ اپنے معبودون کے یون ضائع ہونے سے اویلہ
ی تہین اور [illegible]
کے باشندے [illegible] ہون نے سرکشی اختیار کی۔ تھوڑی سی سپاہ حضرت علی
ہمان مین [illegible] اسلام کی طرف متوجہ کرین اور ان کے بتون کو
یڑ ڈالین۔

ن قوم کا سردار [illegible] تھا۔ وہ حاتم کہ جسکی سخاوت کی دھوم شرقی دنیا
ن بہت [illegible] ت کی مثالون مین حاتم ہی پر تکیہ کیا ہے۔
ون ہی [illegible] حاتم کا بیٹا [illegible] بھاگ گیا لیکن اسکی بہن یا
اتم کی بیٹی [illegible] ن کے مسلمانون کے قبضہ مین آئی۔
ینہ مین ان قیدیون کی بہت سی عزت کی گئی نبی اکرم نے فوراً حاتم کی بیٹی اور اسکی ہمقومون کو
ہائی دیدی اور بہت کچھ ان پر بخشش کی۔ پھر یہ باعصمت خاتون شام چلی گئی اور نبی کی رحمانہ اور
ریف برتاؤ کا تذکرہ اپنے بھائی سے کیا۔ جون ہی اس نے اپنی بہن سے بانی نبی اکرم کی صفات سنین
ہ پھر آیا اور سیدہا مدینہ منورہ آیا اور رسول اکرم کی خدمت مین حاضر ہو کر پیرون پر گر پڑا اور اسلام
بول کیا۔ پھر پھر طے مین چلا گیا اور اپنے لوطے سے دین اسلام کی فضیلت اور بت پرستی کی برائی
بیان کرنی شروع کی۔ یہان تک کہ وہ سب اسلام لے آئے اور پھر دین اسلام کے سچے معتقدون
ور معاونین مین سے ہوئے [1]

ایسرا ایک مشہور واقعہ جو [illegible] واقعہ سے بھی زیادہ مشہور اور عجیب تر ہے درج کیا جاتا ہے اس
یا جا سکتا کہ نبی [illegible] دیا کہ نفس کیسے کیسے مخالفون کے گناہ بخشدیا کرتا تھا۔
[illegible] تھا ہمیشہ مخالف [illegible] مسلمانون کے خلاف اپنی
[illegible] یا کرتا رہا اور اس نے اکثر جدید عرب مین مخالفت کی آگ زیادہ خوفناکی سے
[illegible] اس کی مخالفانہ کارروائی کی خبرین نبی [illegible] اور آپکے صحابہ کو بہو بختی

---

[1] ابن ہشام صفحات ۹۴۹ و ۹۴۸ - ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۲۱۸ - [illegible] جلد ۲ صفحات ۱۲۸-۱۲۱
[illegible] کے ربیع الثانی مہینہ (جولائی - اگست سنہ ۶۳۰ء) کو واقع ہوا تھا - اسی مطابقت سے یہہ
[illegible] کہا جا سکتا تھا لیکن مین نے عربی مورخون کی تقلید کی ہے۔ اس بیان کا اشارہ ہم پہلے ہی کر
[illegible] کے ساتھ لکھنے مین سبب حاتم کی لڑکی رسول خدا کی [illegible] ت مین حاضر کی گئی تو اس
[illegible] الفاظ کہے " اے نبی اسد میرا باپ مر گیا - میرا بھائی اور میرے [illegible] دار مسلمانون کے قریب
[illegible] بھاگ گئے [illegible] مین اپنے کو فدیہ دیکر نہین چھڑا سکتی صرف [illegible] فیاضی کے بھروسے پر مین
[illegible] کرتی ہون میرا باپ ایک مشہور و معروف آدمی تھا [illegible] اپنی قوم کا
[illegible] فدیہ دے کر قیدیون کو رہائی دلاتا تھا [illegible] ہمیشہ خواتین کی عزت کو

انہین اور یہہ صبر کرکے خاموش ہو رہتے تہے کعب کا سگا بہائی مسلمان ہو چکا تہا۔ ... اُس نے اپنے بہائی کعب کو کہا کہ تو کیون ایسے دین ——— اور دینداروں کی ... جاتا ہے جو خدا کی پرستش کرنے کا حکم دیتا ہے اور بتون کی پوجا پاٹ کو ... ہے۔ اسکی صداقت کی ایک بڑی دلیل یہہ ہے کہ روشنی کی طرح پہیلتا جاتا ہے اور گروہ کے گروہ مسلمان ہوتے ہیں ... نبی کرم سے ملے تو تجہے معلوم ہو کہ دنیا مین ابتک ایسا شخص پیدا ہی نہین ہوا ... بخششون کا ایک نمونہ ہے جو اپنے دوستون کی طرح اپنے دشمنون پر بہی مہربان ہے اور ان پر بہی شفقت کرتا ہے۔ وہ صرف واحد خدا کی بندگی کی طرف بلاتا ہے اور سب ... اپنے معتقدون کے دلون کو تسخیر کر لیا ہے اور وہ سب اسپر فریفتہ ہین۔

ایسی خدائیت اور فریفتگی کا نقشہ تو نے کبہی کہین کسی سردار کے دربار مین نہ دیکہا ہوگا۔ آخر تجہے تو بہت سے سردارون کے دربار مین جانے کا اتفاق ہوا ہوگا لیکن اگر تو ایکبار نبی کو اپنے صحابہ مین بیٹہا ہوا دیکہے وہ بہی ایک کمل کی پوشش مین تو تجہے ایسے پرشوکت جلال کا نقشہ دکہائی دے کہ تو اسی چٹائیون پر بیٹہے ہوئے گروہ کے جلال کے آگے ان رئیسون اور شاہون کا دربار کے جلال بہول جائے جنمین تجہے جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ اس تقریر نے کعب بن زہیر کے دل پر بہت زیادہ اثر کیا بت پرستی کی تاریکی اسکے دل سے دہوئی گئی اور ایمان کے نور نے اس کے قلب کو گہیر لیا اسکا دل بہر آیا۔ اور وہ ایمان قبول کرنے کے لئے بیتاب ہو گیا اور اب اس نے ... آنے کا قصد کیا۔ پہلے اسے خوف تہا کہ کہین میری بدکرداری کی سزا تو نہین ملنے کی لیکن اپنے بہائی کے نبی کے رحم پر بہروسہ دینے نے اسے متوجہ کیا کہ وہ بہت جلد نبی اکرم کی خدمت مین حاضر ہو ...

مختوطار کہا ہے۔ غریب کی پرورش کی ہے۔ مصیبت زدہ کی غمخوارس بندہ ہوا ہے کبہی اس نے ... دے ... مطالبہ نہین کیا۔ مین سفینہ حاتم کی لڑکی ہون،، یہہ سنتے ہی نبی اکرم نے جواب دیا۔

کیا تیرا باپ ایک مسلمان کی سی نیکیان رکہتا تہا اگر مجہے اجازت دیجائے کہ مین ایسے شخص کے لئے کہ جسکی عمر بت پرستی مین گذری اور جو ایسا نیک تہا کہ مین اسکے لئے خدا کا رحم مانگون تو مین خدا سے دعا کرونگا کہ تو اسی کی روح پر اپنی رحمت نازل کر،، پہر آپ نے مسلمانون کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ،، حاتم کی بیٹی کو آزادی دیدی گئی۔ اس کا باپ ایک فیاض اور انسان آدمی تہا خدا رحیم کو اسکے رحم کا صلہ دیتا ہے اور اس سے الفت رکہتا ہے،، اور سفینہ کے ساتہہ اسکے تمام آدمی رہائی دیدئے گئے۔ سعدی نے بوستان مین اس موقع کا اپنی زود اثر اور قیمتی نظم مین ذکر کیا ہے جسکا بیان دل مین بیٹہا چلا جاتا ہے۔ اسکے زیادہ صادق اور عدل اور رحیم الطبع نفس اور کیا ہو سکتا ہے کہ جو اپنے دشمنون سے بہی اسی عزت اور نرمی سے پیش آتا تہا اور ان کی باتون کا یقین کرتا تہا کہ جیسے اپنے دوستون پر۔ ایک مردہ پرست کی فیاضانہ صفتین سنکر خدا کی رحمت اس کی روح پر بہیجنے کو تیار ہو گیا اور کس توجہ سے اسکی نیک خصائل کو سنا۔ کیا اس سے بہی زیادہ رحم کی مثال کوئی لا سکتا ہے کیا اور امتین اپنے اپنے پیشواؤن کی کوئی ایسی مثال رکہتی ہین۔ جانی دشمنون پر یہہ عنایت اور یہہ شفقت اور یون خندہ پیشانی سے پیش آنا یہہ اسی پاک مقدس پر تر نفس کا کام تہا کہ جسکو یہہ کہنا سزاوار ہے۔

،، بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ،،

وہ دوڑا ہوا منزلین طے کرتا مدینہ منورہ مین داخل ہوا - اور سیدہا اس مسجد مین گیا کہ جہان نبی اکرم تشریف رکہتے تہے اس نے ایک عجیب و غریب منظر دیکہا کہ ایک شخص کو بہت سے لوگ گہیرے ہوئے بیٹہے ہین اور نہایت ادب اور عزت سے مستغرق ہو کر اسکی گفتگو سن رہے ہین - بغیر کسی سے دریافت کئے پہہ پہچان گیا کہ نبی اکرم یہی ہین اسلئے خدا کا جلال جسکے پر نور چہرہ پر درخشانی کر رہا تہا وہ نبی کا مبارک چہرہ تہا - اس گروہ کو چیر کر نبی اکرم کے سامنے کہڑا ہوا اور یہہ زبان پر لایا کہ اے نبی اللہ اگر اسوقت آپکی خدمت مین کعب بن زہیر آئے تو کیا آپ اس کی خطا معاف کر دینگے - فرمایا ہان اگر وہ یہان آئے تو مین اسکا گناہ بخشدونگا - کعب نے کہا اے نبی اللہ وہ کعب ابن زہیر مین ہی ہون یہہ سنتے ہی صحابہ نے نبی سے اجازت چاہی کہ اگر حکم ہو تو اسکی گردن اڑا دین مگر پہر نبی اکرم نے یہہ فرمایا مین اسکی خطائین سب معاف کر چکا پہر کعب نے عرض کیا کہ اگر آپ حکم دین تو مین اپنا تصنیف کیا ہوا قصیدہ پڑہون حکم ہوا کہ پڑہ جب اس نے یہہ شعر پڑہا -

ان الرسول لنور یستضاء بہ
وصارم من سیوف اللہ مسلول

(ترجمہ)

پیغمبر وہ مشعل ہے جسنے دنیا کو روشن کر دیا ہے
وہ ایک تلوار ہے کہ جو بدینی کا ستیاناس کرتی ہے

جون ہی وہ قصیدہ سناتے سناتے اس شعر پر آیا اور خوش لہجہ مین پڑہکر سنایا آپ نے اپنا خرقہ اپنے اتار کر دیدیا جو بعد ازان اسکے کنبہ نے معاویہ کے ہاتہ چالیس ہزار درہم کو فروخت کیا - اسکے بعد خلفائے عباسیہ کے قبضہ مین پہونچا اور اب عثمانی گورنمنٹ کو برکت دیرہا ہے [1]

---

[1] اس لبادہ کو خرقہ شریف کہتے ہین جو قومی سانحون مین پہریرہ اسلامی پر باندہا جاتا ہے -
یہہ خرقہ شریف قسطنطنیہ مین خاص سلطان وقت کی حفاظت مین بڑی عزت اور ادب سے رکہا گیا ہے آٹہوین دن سلطان وقت اپنے ہاتہ سے کہولتا ہے اور اس مین عطریات وغیرہ ملکر پہر اسیطرح رکہدیتا ہے یہہ کبہی اور کسی وقت باہر نہین نکالا جاتا ہان اسوقت کہ جب یہ سمجہ لیا جائے کہ تخت روم پر آبنی ہے اور عنقریب یہ تخت غیر اسلام کے قبضہ مین آجائیگا - اس خرقہ کا نکلنا ایک غضب کا سامنا ہوتا ہے ایک پر جوش روح مسلمانون کے تنون مین پہک جاتی ہے اور وہ جبتک اپنے دشمنون کا فیصلہ نہ کرین یا خود نیست و نابود نہ ہو جائین باز نہین آتے - اسی خرقہ شریف سے عثمانیہ گورنمنٹ کو بہت بڑا فخر ہے اور یہی گویا ان شکستہ دلون کی سبب طمانیت ہے -
اس قصیدہ کو قصیدہ بردہ بہی کہتے ہین لیکن ان قصائد بردہ سے اس مین بہت بڑا فخر ہے جو ابو عبد اللہ محمد بن سعید نے ملک ظاہر کی عروج سلطنت مین تصنیف کیا تہا جسکا پہلا شعر یہہ ہے -

امن تذکر جیران بذی سلم + مزجت دمعا جری من مقلۃ بدم

او شریف الدین بوصیری نے کہا تہا - ایک مشہور روایت کے بموجب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جب شرف الدین بوصری قصیدہ لکہ چکا تو اسنے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکہا کہ آپنے خوش ہو کر اپنا لبادہ عنایت فرمایا - شرف الدین بوصیری نے اسی لبادہ کو اوڑہ لیا اس شخص کو برص کا مرض تہا - لبادہ اوڑہتے ہی وہ مرض جاتا رہا صبح کو جو آنکہ کہلی تو اپنے کو صحیح و سالم پایا - ان قصائد پر اگر ایک نظر ڈالی جائے گی تو معلوم ہوگا کہ بعد قصیدے جتنا [illegible]

اب تک کوئی روک ٹوک ان بت پرستون کو کعبہ مین آنے کی نہ تھی کہ جو ہر سال جمع ہو کر اپنے ارکان مذہب بت پرستی کو انجام دیتے تھے - مگر مصلحت وقت اسی کی مقتضی ہوئی کہ رسوم بت پرستی کعبے سے مطلق اٹھا دی جائین اور اس کا اختتام ہی کر دیا جائے تاکہ مسلمانون کو موقع ملے کہ وہ بطمانیت اپنے خدا کی پرستش کریں اور انمین کوئی مشرک بت پرست شریک نہو - نبی اکرم نے اس کام کے دینے کے لئے علی کو منتخب کیا کہ آپ مکہ پہ اعلان خاص یوم النحر مین شہر مکہ سنا دین اور وہ اعلان یہ ہے —

"اس سال کے بعد کوئی بت پرست یا مشرک زیارت کعبہ نکرنے پائیگا کوئی شخص برہنہ طواف کعبہ نکرنے پائیگا جس نے نبی کے ساتھ عہد و پیمان کر لیا ہے وہ اس کا آخر تک پابند رہیگا - باقی ماندہ لوگون کے لئے چار مہینے کی مہلت دی جاتی ہے کہ وہ اپنی اپنی حدود مین چلے جائین اسکے بعد نبی کسیکا عذر نہ سنیگا سوائے ان کے جن سے عہد و پیمان ہو چکا ہے" [1]

مسلمان مصنفون نے اس اعلان پر بہت بڑی بحث کی ہے وہ لکھتے مین کہ یہ ایک بہت بڑی دور اندیشی تھی ایسی قیمتی دور اندیشی کو سوچنا اور اسپر عمل کرنا ہی اسی دماغ کا خاصہ ہے کہ جسکو فطرت سے نبوت مل چکی ہے اس اعلان نے بہت بڑا اثر کیا اور تمام مشرکین مین ایک سنسناہٹ سی پہیل گئی اگر یہی رسم جاری رہتی کہ مسلمانون کے شانہ بشانہ ہزارون بت پرست مشرک آتے اور زیارت کعبہ سے مشرف ہوتے تو پہر فتح کعبہ سے نتیجہ ہی کیا نکلتا اور یہ کیونکر کہا جا سکتا کہ خدا کے پاک گہر سے بت پرستی کی ناپاکی دہو دیگئی - اور نہ بت پرستون کو معلوم ہوتا کہ ہمین کچہ سزا ملی ہے اور ہم اپنی ناکرداری کے نتیجہ کو پہونچے مین - دوسرے یہہ کیونکر ہو سکتا تہا کہ اسلام نتہر جاتا اور وہ [illegible] بانی کا بانی ملتبہ معلوم ہوتا - نبی کا یہی کام تہا اور یہی کو آپنے پورا کیا کہ اسلام کو شرک سے علیحدہ کر لین اسلئے یہہ ضرور تہا کہ یہہ اعلان دیا جاتا - تاریخ ہمیشہ اس اعلان پر فخر کریگی کہ جو نبی اکرم کے وقت میں ہوئی تہی مشرکین عرب [illegible] قوم [illegible] کہ جو اپنے بتون کے آگے انسانی قربانی کیا

[illegible] مبالغہ کے معائب سے بہت ہی پاک ہین [illegible] ان ہیئت ہوتی ہین کہ جو [illegible] کو خدا بنا دین [illegible] تصدید مین خصوصا [illegible] خیال کیا جاتا ہے اس [illegible] واقعات کا بہت لحاظ [illegible] اس لحاظ مین مشرقی [illegible] مبالغہ سے [illegible] پہر بہی ایرانی [illegible] کی بیہودہ گوئی سے یہ [illegible] بہتر [illegible] بات [illegible] کوئی قصیدہ [illegible] جس مین [illegible] ان کی سچی سچی صفات اور عادات بیان ہوئی [illegible] قصیدہ کو دیکھو جوش اور لا یعنی باتون کے تودے [illegible] اور کہین اصلی واقعات سے [illegible] ہے - اگر ہم اسی مطلب کو دوسرے لفظون مین کہنا [illegible] کہہ سکتے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی شان کو بگاڑ کر دکہا گیا ہے - خدا ان [illegible] کرے —

[1] ابن ہشام صفحات ۹۲۲ و ۹۲۱ — ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۲۲۲ - ابو الفدا صفحہ ۸۷ —

نبی نے سختی سے اس دقیانی بنے کی رسم روکنے کے لیئے پیند ستی کی اور شدید ممانعت کردی
کہ آیندہ کوئی شخص انسانی قربانی نکرے ورنہ سزاے موت پائے گا۔ اسرائیلی ہنوز اپنی بدعتی دلون
مین مبتلا تھے اور بکر وہ مکروہ بتون کی پرستش کرتے تھے ان کو بھی انصاف اور رحم کی تعلیم دی
گئی غرضیکہ جسوقت حضرت علی نے لوگون کو جمع کرکے باواز بلند یہہ اعلان سنایا وہ سنجاموشی سنتے
رہے ان پر اس اعلان کے الفاظ نے بہت بڑا اثر کیا جب وہ اپنے اپنے شہرون مین واپس چلے
گئے تو ایک سال بھی گذرنے نہ پایا تھا کہ سب مسلمان ہوگئے اور وہ مسلمانون کی صورت مین داخل
ملک ہوگئے اس اعلان نے بہت بڑا کام کیا اور ہزارون کو اسلام پر مائل کر دیا جب تک کعبہ مسلمانون
کے قبضہ مین ہے اور یقیناً ہمیشہ رہیگا اسی اعلان پر عملدرآمد ہوتا رہے گا۔

[illegible] اس حکم نبی کی بڑی خبرداری سے تعمیل کی جاتی ہے کسی مشرک یا غیر اسلام کو وہان جانے کا حکم نہین ہے
اگر کوئی چھپ کر جائے اور عربون کو معلوم ہو جائے تو وہ قتل کر دیا جاتا ہے۔ اسپر بھی اکثر محققین عیسائی جاتے ہین اور
[illegible] ہین۔ برٹن صاحب کا سفر نامہ موجود ہی ہے جنہون نے مکہ اور مدینہ کا خوب سفر کیا ہے اور بہت تیز
[illegible] کیفیت لکھی ہے وہ لکھتے ہین کہ مین مصر کے قافلہ کے ساتھ روانہ ہوا تھا۔ مصری پوشاک پہنے ہوئے تھا
[illegible] مکہ مین آیا تو چند عربون کے بچے کھیل رہے تھے مجھے دیکھتے ہی وہ فرنگی کا غل مچانے لگے اگر مین فوراً
[illegible] جگہہ بچاکر حوض مین نہ آجاتا تو میری جان کے لینے کے دینے پڑ جاتے۔
اور [illegible] نے نہ پہچانا لیکن ان بچون نے بہت جلد شناخت کر لیا اسیطرح سے بہت سے سیاح جاتے ہین
لیکن [illegible] غیر اسلام جاتا ہے اسے جان ہی پر کھیل کر جانا پڑتا ہے۔ کچھ سال کا عرصہ ہوا کہ حرم مین ایک شخص
[illegible] کی [illegible] پڑھا کرتا تھا اور مسلمان اسکی بہت عزت کرتے تھے وہ گویا امام تھا تیس برس یا اس سے کچھ
[illegible] کے پیشہ کو نبھاتا رہا جب اس کا وقت آخر آیا تو اسنے سب کو جمع کرکے کہا کہ مین اتنی مدت
سے [illegible] تھا اور اب مین [illegible] مرتا ہون۔ یہہ کہکر اس کا انتقال ہوگیا۔ مسلمانون کو بہت بڑا تعجب ہوا کہ اتنی مدت
[illegible] پیش امام رہا لیکن کہین مطلق نہین معلوم ہوا۔
[illegible] سے صدہا جانباز جاتے ہین اور وہان کے حالات دریافت کرکے لاتے ہین لیکن تعمیل اعلان کی بابت سختی کرنی
[illegible] یہہ ہے کہ اگر کوئی غیر اسلام بھی وہان جاتا ہے تو مسلمانون کی صورت بنانی پڑتی ہے اور تمام وہ ارکان
ادا [illegible] کہ جو مسلمان کیا کرتے ہین صرف ایک یقین مین فرق رہتا ہے ورنہ افعال کردار یہہ مسلمانون ہی کے سے کرنے
پڑتے ہین غرضیکہ یہہ ہی کہ کوئی شخص جب تک کہ دل سے مسلمان نہو یا اپنے کو ظاہری مسلمان نہ بنائے اور اپنے کو
مسلمان [illegible] اپنا نام مسلمان کا سا نہ رکہے وہ کبھی مکہ یا مدینہ مین نہین جا سکتا۔ اس اعلان اور قواعد کے بموجب
جن [illegible] مکہ مدینہ نہین کیا جاتا ہے اگر کوئی غیر اسلام پہچانا جائیگا اور عربون کے ہاتھ سے قتل کر دیا جائے تو خود
سلطنت جسکی یہہ رعیت ہے سلطان سے باز پرس نکرے گی۔

نواں باب
تکمیل نبوت

اذا جاء نصر اللہ والفتح - ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا

(سنہ ۱۰ ہجری مطابق ۹ اپریل ۶۳۱ء سے ۲۸ مارچ ۶۳۲ء تک)

ہجرت کے اس سال باقی ماندہ قوموں کے سفیر حاضر خدمت ہوئے اور انہوں نے اپنے سردار اور اپنی قوموں کے خدویت نامے پیش کئے اور ان کے مشرف باسلام ہونے کی خوشخبری سنائی یہہ تمام سفارتیں یمن اور حجاز کے رئیسوں کی طرف سے آئی تہیں - جن واعظوں کو آپ نے تلقین دین اسلام کرنے کے لئے مختلف حصص میں روانہ کیا تھا انہیں رخصت کرتے وقت یہہ ہدایتیں کر دی تہیں ۔

"لوگوں سے بہت شرافت اور نرم مزاجی سے پیش آنا ہرگز تند خوئی کو کام نفرمانا - ان پر آفرین بھیجنا - ان پر نفرین نکرنا - اور تم ملوگے ان لوگوں سے جو اہل کتاب ہیں وہ تم سے سوال کرینگے اور دریافت کرینگے کہ بہشت کی کنجی کیا ہے - ان کو یہہ جواب دینا کہ بہشت کی کنجی یہہ ہے کہ خدا کو برحق جانے اور نیک کام کرے ۔"

اب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا ماحصل نکل آیا تھا - اور جو برکتیں کہ اس سے حاصل ہونی تہیں سب ہو چکی تہیں یعنے وحشیوں میں دین اسلام کی تہذیب نے اپنا گہر کر لیا تھا - جو مہلک اور زہریلے عقائد جن سے قوم پستی چلی جاتی تہی دور ہو گئے تہے لوگ برائی کو برائی اور نیکی کو نیکی سمجھنے لگے تہے - چاروں طرف خدا پرستی کے ڈنکے بجنے لگے تہے اور خدا کی مرضی مخلوق کو بخوبی معلوم ہو گئی تہی ۔

وہ گذشتہ نبیوں کی امتیں جو جادہ اعتدال سے ہٹ گئی تہیں اور جنہوں نے اپنے نبیوں کی ہدایتوں کو بھلا دیا تھا اس بات سے آگاہ ہو گئیں کہ خدا کی مرضی یہہ ہے اور اب تک ہم اس کی مرضی کے برخلاف کر رہے تہے - نئے سر سے ان کے عقائد کو مضبوط کیا گیا اور گذشتہ نبیوں کی نبوت کا قایل کیا گیا انہیں نااتفاقی بہت ترقی کر گئی تہی اور وہ انسان کو انسان نہیں سمجھتے تہے

ط ابن ہشام صفحہ ۹۰۷ ۔

اُس خوفناک پہوٹ کو دور کیا گیا اور انہین اتحاد والفت کی بنیاد قایم کی گئی - ان کے دلون مین اخوت باہمی کا نور چمکایا گیا اور ہمدردی کی چاشنی چکہائی گئی - انہین اسبات کا یقین دلادیا کہ تم سب آپس مین بہائی ہو اور تم مین ذرا بہی غیریت نہین ہے - اس عداوت کو کہودیا جو صدیون سے مخلوق کے قلوب پر محیط ہو رہی تہی اس دشمنی کا بیج مار دیا کہ جس نے سگے بہائیون اور ہم وطنون کو جدا کر دیا تہا -

ہوئے سب جب آپس مین مل کے بہائی - تو بیگانگی کی وہ صورت مٹائی
گواہ آجتک یہی ہے جبکی خدائی - کہ بنیاد الفت کی ایسی جمائی -
کہ بیگانگونکو یگانہ بنایا - محبت مین اک کو یکتا بنایا -

روحانی زندگی کو سب نے بہلا دیا تہا سزا اور جزا کی کسی کو خبر نہ تہی موت کو زندگی کا آخر نتیجہ جانتے تہے (۱)

(۱) روحانی زندگی کو اکثر ناظرین نہ سمجھینگے اسلئے مین مناسب سمجھتا ہون کہ اسکی کسیقدر تشریح کردون یہہ مسئلہ کہ روح پر عذاب وثواب ہوگا آجکل معرض بحث مین ہے - لوگون کا خیال ہے کہ علوم جدیدہ نے یہہ ثابت کر دیا ہے کہ روح کوئی چیز نہین ہے لیکن وہ اس سے محض بیخبر ہین کہ مسلمانون کے تہتر ۷۳ فرقون مین سے ایک فرقہ کا یہہ بہی مذہب ہے کہ عذاب وثواب کوئی چیز نہین ہے خدا ان سب باتون سے بے نیاز ہے یہہ سب باتین مصلحت وقت کو دیکہکر کی گئی ہین مین ذیل مین کل فرقون کا ذکر کرتا ہون ان کے اصولی عقائد سے یہہ کہل جائے گا کہ جو عقائد سرسید اور یورپ کے فلسفی (اگر خدا اسکے قایل) ظاہر کرتے ہین وہ سب مسلمانون ہی سے اخذ کئے گئے ہین - دراصل کل چہہ گروہ ہین رافضیہ - خارجیہ - جبریہ - قدریہ - جہمیہ - مرجیہ - اور ہر گروہ کے بارہ بارہ فریق ہین - گروہ رافضیہ کے بارہ فریق ہین - علویہ - یہہ لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو نبی کہتے ہین ان کا عقیدہ یہہ ہے کہ اصل مین خدا نے حضرت علی کو وحی بہیجی تہی لیکن غلطی سے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیدی گئی - امریہ - یہہ فریق حضرت علی کو نبوت محمدؐ کا شریک کہتے ہین شیعہ - کے فریق کا یہہ مذہب ہے کہ چار صحابہ مین سے جو حضرت علی کو زیادہ دوست نہ رکہہ یا افضل نہ جانے کافر ہے - اسحاقیہ کہتے ہین کہ نبوت ختم نہین ہوئی ہے یہی مذہب سرسید کا بہی تہا جیسا ان کی تفسیر سے ظاہر ہوتا ہے - زیدیہ - کا یہہ مذہب ہے کہ دنیا مین سوائے حضرت علی کی اولاد کے دوسرے کو امامت نہین مل سکتی یا کوئی سوائے اولاد علی کے امامت کا قایل نہین ہے عباسیہ یہہ گروہ سوائے عباس بن عبد المطلب کے کسیکی اولاد کو امام نہین جانتے - امامیہ - یہہ گروہ دنیا کو امام سے خالی نہین جانتا اور نماز بہی نہین پڑہتا اسلئے کہ امام آوین تو نماز پڑہا دین - ناؤسیہ - کہتے ہین اور ان کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر کوئی اپنے کو دوسرے سے زیادہ فاضل سمجہے کافر ہے - متناسخیہ - اس گروہ کا مذہب اہل ہنود کے عقیدہ کی طرح ہے یعنے یہہ لوگ اسبات کو تسلیم کرتے ہین کہ روح ایک جسم سے نکل کر دوسرے جسم مین جاتی ہے - لاعنیہ - طلحہ و زبیر وعائشہ کو ناشائستہ کلمات سے یاد کرتے ہین - راجعیہ اس امر کے قائل ہین کہ حضرت علی دوبارہ دنیا مین تشریف لائینگے اور اب وہ ابر مین رہتے ہین - مرتضیہ - اسبات پر ایمان رکہتے کہ بادشاہ سے لڑنے کیلئے جنگ پیش آنا روا ہے -

(خارجیہ فرقون کا بیان)

ازرقیہ - کا مذہب ہے کہ خواب مین کوئی نیک بات نہین دیکہہ سکتا اسلئے کہ وحی منقطع ہوچکی ہے -

ریاضیہ - کہتے ہین کہ ایمان قول صالح وعمل صالح و نیت وسنت ہے -

ثعلبیہ - کا خیال ہے کہ ہمارے تمام کام اپنی قدرت سے نکلتے ہین خدا کی خواہش کی اس مین درکار نہین ہے -

خازمیہ - کہتے ہین کہ ابہی یہی نہین پہچانا گیا کہ ایمان کے فرایض کیا ہین -

خلفیہ - کہتے ہین کہ جنگ مین دگنے کافرون مین سے بہاگ جانا کفر ہے -

نہ یہودیوں نے نہ عیسائیوں نے عربوں کے دماغ پر اپنا مذہبی اثر ڈالا تھا۔ بلکہ یہہ دونوں مذہب بھی بت پرستوں میں اگر گھل مل گئے تھے اور اپنے ہاں بت پرستی کی رسم کو رواج دیدیا تھا۔ لوگ با فوق العادت باتوں پر حمیوں اور برائیوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ انہیں یہہ خبر نہ تھی کہ ہم کون ہیں اور کیوں بھیجے گئے ہیں اور ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ معاشرت اور بحریات اور شیطانی خبیث رسم بچہ کشی کی عالمگیر ہو رہی تھی۔ بڑا لڑکا اپنے باپ کے مرنے کے بعد اپنی بیوہ ماں کا معہ تمام اسباب پدری

کوثریہ — کہتے ہیں کہ بدن بغیر زیادہ مالش کے ہرگز پاک نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہہ عقیدہ رکہتے ہیں کہ زکوۃ کا دینا فرض نہیں

معتزلہ — کہتے ہیں۔ کہ خدا کی طرف سے بری بات کا ظہور نہیں ہوتا خدا جو کچھ کرتا ہے نیک کرتا ہے فاسق امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے۔ بندہ ایمان حاصل کرسکتا ہے بشرطیکہ وہ چاہے خدا خواہ نخواہ کسی کے پلے نہیں باندھتا کہ تم ایمان قبول ہی کرو۔ قرآن مخلوق ہے۔

اور یہہ جو مردوں کی فاتحہ دلوایا کرتے ہیں اور انکی مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں یہہ محض لغو اور بے بنیاد ہے ان باتوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ معراج بیت المقدس سے آگے نہیں ہوئے۔ کتاب وحساب اور میزان سب لغو ہیں ان کی کچھ بھی ہستی نہیں ہے۔ فرشتے مومنوں سے افضل ہیں۔ قیامت میں خدا کا دیدار ہونا بنا وٹی مسئلہ ہے۔ اور کرامت اولیا انکو سلا ہے۔ یار لوگوں کی گھڑی گھڑائی باتیں ہیں اہل جنت کے لئے بھی مرنا اور سونا ہے۔ مقتول کبھی اپنی موت سے نہیں مرتا۔ یعنے اگر کوئی کسیکو تلوار سے مارڈالے تو یہہ نہ کہنا چاہئے کہ موت آگئی تھی نہیں بلکہ اگر تلوار نہ لگتی تو یہہ اور بھی جیتا قاتل دراصل اسکی موت کا باعث ہوا ہے۔ اور قیامت کی علامتوں میں سے دجال وغیرہ کا آنا کوئی چیز نہیں ہے۔

میمونیہ — کہتے ہیں کہ غیب پر ایمان رکھنا باطل ہے۔

محکمیہ — کہتے ہیں کہ خدا کا خلق پر کوئی حکم نہیں ہے آریاؤں کا بھی یہی مذہب ہے۔ وہ بھی خدا کو معطل جانتے ہیں۔

سراجیہ — کہتے ہیں کہ اگلوں کا احوال نہ حجت ہے نہ اس سے انکار کرنا واجب ہے۔

اخنسیہ — کہتے ہیں کہ بندہ کو جزائے عمل کچھ نہیں ملتی۔

(جبریہ فرقوں کا بیان)

مضطریہ کہتے ہیں کہ خیر وشر خدا ہی کی طرف سے ہے بندہ کو اسمیں ذرا بھی اختیار نہیں ہے۔

افعالیہ — کہتے ہیں بندہ کام کرسکتا ہے کیونکہ کام ہی اسکے لئے خاص ہوا ہے مگر اسے اس میں اختیار نہیں ہے۔

سعیہ — کہتے ہیں کہ خدا کی بغیر طاقت دیئے بندہ میں طاقت وقدرت دونوں ہیں۔

تارکیہ — کہتے ہیں کہ ایمان کے بعد دوسری چیز فرض نہیں ہے۔

بختیہ — کہتے ہیں جو کچھ ہے اپنے نصیب کا کہاتے ہیں اسلئے دوسرے کو کوئی چیز دینی لازم نہیں ہے۔

متمنیہ — کہتے ہیں کہ خیر وہی خیر ہے کہ جس سے نفس مطمئن ہوجائے۔

کسبانیہ — کہتے ہیں۔ کہ عذاب و ثواب زیادہ عمل سے تعلق نہیں رکھتا۔

حبیبیہ — کہتے ہیں۔ کہ اپنا دوست اپنے دوست پر ہرگز عذاب نہیں کرتا۔

خوفیہ — کہتے ہیں کہ دوست دوست کو نہیں ڈراتا۔

فکریہ — کہتے ہیں کہ زرق میں فکر کرنا عبادت سے بہتر ہے۔

حسبیہ — کہتے ہیں کہ عالم قسمت کا دروازہ نہیں ہے۔

حجتیہ — کہتے ہیں کہ جب سب کام خدا ہی کی مرضی پر ہوتے ہیں تو بندہ پر کوئی حجت نہیں ہے کہ وہ گرفتار ہو۔

قبضہ پا لیتا تھا۔ یعنے ماں اس کی بیوی قانون ملکی سے بن جاتی تھی۔ اس زشت اور ناروا کام کی نفرت کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ اس سے زیادہ برائی اور کیا ہو سکتی ہے کہ جو عموماً ہر شخص کی نگاہ میں اپنی زشت فطرت کی اہیت کی طرح پہنچتی ہے۔ اس ناقابل ذکر رسم میں ہزاروں خاندان گرفتار تھے اور وہ لوگ اسے بے عیب سمجھکر بہت سرگرمی سے کرتے تھے۔ وہ برائی کہ بیرحم ناخدا ترس باپ اپنے بچے کو زندہ آگ میں جلا دیں قریشوں میں بھی سخت زبون اور گناہ عظیم سمجھا جاتا تھا مگر برخلاف اسکے ہندو راجپوت ایسے جرم شدید کے مرتکب ہونے کو اپنا فخر عظیم جانتے تھے اور اسپر انہیں بڑا غرور تھا کہ ہم اپنی نوزائیدہ لڑکیوں کو جلا ڈالتے ہیں۔

(قدریہ فرقون کا بیان)

احدیہ — کہتے ہیں کہ ہم کو فرضوں پر اقرار ہے اور سنت پر انکار یہہ مذہب بھی نیچریوں کا ہے کہ وہ نبی کے افعال کی تقلید کرنا بابت امور دنیوی ضرور نہیں جانتے بلکہ منع کرتے ہیں۔

ثنویہ — کہتے ہیں کہ نیکی یزدان سے ہے اور بدی اہرمن سے۔

کیسانیہ — کہتے ہیں کہ ہمارے افعال مخلوق ہیں۔

شیطانیہ — کہتے ہیں کہ شیطان کا وجود نہیں ہے یہی عقیدہ نیچریوں کا بھی ہے۔

شریکیہ — کہتے ہیں کہ ایمان غیر مخلوق ہے کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔

وہمیہ — کہتے ہیں کہ ہمارے افعال مکافات نہیں ہے۔

رویدیہ — کہتے ہیں کہ دنیا فانی نہیں ہے۔ آجکل کے یورپ کے فلسفیوں کا بھی یہی مذہب ہے۔

ناکثیہ — کہتے ہیں کہ گنہگار کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔

متبریہ — کہتے ہیں کہ گنہگار کی توبہ قبول ہو جاتی ہے۔

قاسطیہ — کہتے ہیں کہ کسب علم و مال و حکمت دنیا فرض ہے۔

نظامیہ — کہتے ہیں کہ حق تعالے کو شے کہنی روا ہے۔

متولفیہ — کہتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ شر مقدر ہے یا نہیں۔

(جہمیہ فرقون کا بیان)

معطلیہ — کہتے ہیں کہ خدا کے نام اور اس کی صفاتیں مخلوق ہیں۔ اس مضمون کو ایک بڑے یورپ کے دہریہ نے اپنے ایک رسالہ میں بیان کیا ہے اور وہ تحریر ہے سماوات کو کہتا ہے گویا اسکی تصنیف ہے اور کسی کو نہیں جو کہ لوگ جسکو خالق کہتے ہیں خود ہی اسکے خالق ہیں کیونکہ ان کے دماغ کا تراشا ہوا ہے۔ یہہ خیالات صاحب بہادر کے نہیں ہیں بلکہ اگر وہ معطلیہ کی کتابیں دیکھیں تو انہیں معلوم ہو کہ اسی مضمون پر انہیں بہت تبحر ہے کیا زبردست بحث کی ہے۔

متراقبیہ — کہتے ہیں کہ علم و قدرت و مشیت مخلوق ہیں اور خلق غیر مخلوق ہے۔

متراجعیہ — کہتے ہیں کہ حق تعالے مکان میں ہے۔

واردیہ — کہتے ہیں کہ جو شخص دوزخ میں جاویگا پھر واپس نہ آویگا اور مومن کبھی دوزخ میں نہ جائیگا۔

حرقیہ — کہتے ہیں کہ اہل دوزخ اسطرح سے جلینگے کہ کوئی اثر ان کا دوزخ میں نہ رہیگا۔

مخلوقیہ — کہتے ہیں کہ قرآن و توریت و انجیل و زبور مخلوق ہیں یہی مذہب نیچریوں کا ہے۔

عبریہ — کہتے ہیں کہ محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم عاقل و حکیم تھے رسول نہ تھے۔ یہہ مذہب بھی نیچریوں سے بہت کچھ

تمام ملک عرب مین ناشائستگی اور بیرحمی کی آگ مشتعل ہو رہی تہی جتنی برائیان کہ انسان کر سکتا ہے سبکی حد ہو چکی تہی - چند سال پہلے عرب کی یہہ حالت تہی کیسا تغیر عظیم آناً فاناً مین ہو گیا خدا کے فرشتے عرب کے اس کونہ سے اس کونہ تک اتحاد و تہذیب کی نئی روح پہونکتے ہوئے نکل گئے اور ایک افسون سے سبکو آدمی بنا دیا - گویا وہ سوتے سوتے جاگ اٹھے اور جو کچھ اُنہون نے اپنی گزشتہ زندگی مین کیا انہین خواب دکہائی دیا - اُن کے معائب کو اسطرح سے دہو دیا اور ایسا پاک کر دیا کہ گویا وہ کبہی اس مین آلودہ ہی نہوئے تہے - اور دوبارہ جنم دیا گیا تاکہ آیندہ سے وہ وجد انگیز سرور وحدت مین راہ حقیقت پر گامزن ہون - اور پہر انہین کچھ کہٹکا نرہے - وہ پرخوف لق و دق صحرا جو بداخلاقی کے درندون اور ناخدا ترسی کے سانپون اژدہون سے بہرا ہوا تہا جہان خودغرضی کی لوٹین جاق و تن کو پہلسائے دیتی تہین - جہان سوائے بیرحمی اور سنگدلی کے سنگلاخ ٹیلون کے اور کچھہ

ملتا ہے - کیونکہ وہ کہتے ہین کہ نبوت کسی شخص کا کوئی خاص حصہ نہین ہے - بلکہ نبوت کے معنے ہی یہہ بیان کرتے ہین کہ کمال ہنر و کمال علم پر ہر شخص نبی ہو سکتا ہے -

فانیہ — کہتے ہین کہ جنت و دوزخ دونو فنا ہون گی -

تادقیہ — کہتے ہین کہ معراج روح کے ساتہہ ہوئی تہی تن کے ساتہہ نہین ہوئی - عالم قدیم ہے قیامت ڈہکوسلا ہے -

لفظیہ — کہتے ہین کہ قرآن قاری کی تصنیف سے ہے نہ کہ کلام الٰہی ہان قرآن کے معنے کلام الٰہی کے ہین یہہ مذہب بہی نیچریون کا ہے - کہ وہ محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کو مصنف قرآن کہتے ہین - خدا کی طرف سے نہین جانتے -

قبریہ — کہتے ہین کہ عذاب قبر نہین ہوتا -

واقفیہ کہتے ہین کہ ہمین قرآن کی مخلوقیت مین کلام ہے -

مرجیہ فرقون کا بیان

ان لوگون کا یہہ مذہب ہے کہ پیغمبر عالم کے انتظام کے لئے آئے تہے اسلیئے اُنہون نے خوف و رجا مین عالم کو رکہا در اصل حق تعالےٰ بندون پر عذاب کرنے سے بے نیاز ہے - یہی مذہب یورپ کے ان حکما کا ہے کہ جو خدا کے قایل ہین اور جو خدا کے قائل نہین ہین وہ بہی یہی کہتے ہین - نیچریون کا بہی قریب قریب یہی عقیدہ ہے -

تارکیہ — کہتے ہین کہ ایمان کے سوائے کوئی چیز فرض نہین ہے -

شائیہ — کہتے ہین کہ جسنے لا الہ الا اللہ کہلیا اب جو کچھ وہ کرے اسپر عذاب نہین ہے -

راجیہ — کہتے ہین بندہ طاعت سے مقبول اور معصیت سے گنہگار نہین ہوتا -

شاکیہ — کہتے ہین - کہ ہمین اپنے ہی ایمان مین شک ہے ہان روح خود ایمان ہے -

نہبیہ — کہتے ہین کہ ایمان علم ہے اور جو شخص تمام اوامر و نواہی نہین جانتا وہ کافر ہے -

عملیہ — کہتے ہین کہ ایمان عمل ہے -

منقوصیہ — کہتے ہین کہ ایمان کبہی زیادہ ہو جاتا ہے اور کبہی کم -

مستثنیہ — کہتے ہین کہ ہم خدا کے حکم سے مومن ہین ہم پر ہمارے ہی برے اعمال کا کچھ اثر نہین پڑتا اور عذاب و ثواب

نہ دکہائی دیتا تہا یہہ صحرا جسقدر پرخوف اور دہلا دینے والا تہا اسیقدر غیر وسیع تہا۔ اسکی وحشت ناک فذاتی اور قمار بازی کی غیر معتدل ہواؤن مین سے بربادی اور ویرانی کے اخلاقی کی صدائین آٹہہ رہی تہین اور چارون طرف عداوت وپہوٹ نے ایک دہند چہار کہا تہا۔ جس ناگفتہ بہ وحشت کدے ذرہ ذرہ سے انسانی سکرات موۃ کی بہیانک صدائین آرہی تہین یعنے اس خوف زدہ صحرا کو ایک ایسا تروتازہ باغ بنادیا کہ جس سے روحانی تازگی خاطرخواہ قیامت تک حاصل ہوتی رہیگی۔ اس باغ کی روشین انسانیت اور اخلاق کی ننگیین اور تہذیب وشائستگی کی ہوائین چلنے لگین ہمدردی اور اخوت قومی کی شیرین اور مصفا نہرین آہستہ آہستہ بہنے لگین یہہ کتنے دن مین ہوگیا صرف تیئیس برس کی محنت سے یہہ صورت پلٹی ہوئی دکہائی دی کیا پہر بہی کسی کو اس مقدس

کچہہ چیز نہین خدا ان تمام باتون سے بے نیاز ہے۔

اشریہ ۔ کہتے ہین قیاس باطل ہے۔ اسمین دلیل کی صلاحیت نہین ہے۔

بزعیہ ۔ کہتے ہین کہ امیر کی اطاعت واجب ہے اگر وہ معصیت کی طرف حکم کرے۔

تشبیہ ۔ کہتے ہین کہ خدا نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔

خشویہ ۔ کہتے ہین کہ واجب وسنت ومستحب سب ایک ہین ابو القاسم رازی لکہتا ہے کہ ان لوگون کے سات فرقے اور بہی ہین۔ کرامیہ۔ دہریہ۔ عالیہ۔ باطنیہ۔ اباحیہ۔ براہمیہ۔ شعریہ اور انہین سے بعض کے نام سوفسطائیہ۔ فلاسفہ۔ تمیمیہ۔ مجوسیہ بہی ہین۔

اب مین مخبرون سے یہہ دریافت کرتا ہون کہ ان کے علاوہ کچہہ اور بہی بیان کرتے ہین نہین ہرگز نہین یہان مجہے اس بحث سے کچہہ غرض نہین ہے صرف روحانی تعلیم پر کچہہ لکہنا ہے۔ اصل یہہ ہے کہ حافظ شیرازی نے ان تمام فرقون کا اس شعر مین فیصلہ کردیا۔

جنگ ہفتاد ودو ملت ہمہ را عذر بنہ۔ چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند۔

یہہ تمام فرقے جن کی حقیقت ناظرین دیکہہ چکے ہین اب اگر دوائی لیکر بہی ڈہونڈا جائیگا تو نہ ملینگے اسلئے کہ جہوٹ کی سلطنت زوال پذیر ہے اور سچ کی حکومت لازوال ہے۔ تمام دنیا مین ایک ہی مذہب سنت وجماعت کا رائج ہے گو اور بہی ایک آدہ مذہب کی شاخ کہین کہین لہلہاتی ہوئی دکہائی دیتی ہے لیکن اسپر بہی خزان کے آثار ہویدا ہین اور وہ بہی ایک زمانہ مین سوکہا ہوا ٹہنٹ رہجائیگا۔ مین روحانی زندگی کو اسلامی عقاید کے مطابق بیان کرتا ہون اور مذہبون سے مجہے کچہہ سروکار نہین ہے۔ یہ چار چیزین ہین۔ نفس۔ روح۔ قلب۔ اور عقل۔

ان چارون الفاظ کا استعمال فصول مہلکات اور منجیات مین ہوتا ہے۔ عموماً وہ لوگ بہت کم ہین جو ان لفظون کا اختلاف اور ان کا مصداق جانتے ہون۔ اکثر غلطی اسیوجہ سے ہوجاتی ہے کہ لوگ ان کے معنے نہین جانتے۔ گو یہ بحث ایک فلسفیانہ ہوگی اور کہیں منطقی پہلوؤن سے نکتہ چینی کی جائیگی یا اس کے مطلب کو ادا کیا جائیگا اسلئے علما کا خاص گروہ سمجہہ کر اس سے فائدہ اٹہا سکیگا اور علم عقول کو اسکے سمجہنے مین تکلف کرنا پڑیگا پہر بہی مجہے یہہ بتانا فرض ہے کہ روحانی زندگی کسے کہتے ہین اور اس سے اسلام مین کیا مفہوم لیا جاتا ہے آجکل یورپ مین بہی اسپر بڑی بڑی بحثین ہورہی ہین اسیوجہ سے مجہے بہی ضرور ہوا کہ اپنے علم اور عقل کے موافق کچہہ لکہون۔

اچہا اول قلب کو دیکہنا چاہیے کہ جس سے ہر شے کا عموماً تعلق رہتا ہے۔ قلب کے دو معنے ہین اول تو گوشت کا وہ گاؤدم ٹکڑا جو سینہ کے بائین جانب ہے اور اسکے بیچ مین خلو ہے اور وہان سیاہ خون رہتا ہے جو روح کا منبع اور معدن قرار دیا

نفس کی تعلیم میں کچھ کلام ہے کیا پھر بھی کوئی سمجھدار اور دیدہ ور بھی اس کی عالیشان کے خلاف کر سکتا ہے کیا پھر بھی اس کی نبوت پر اعتراض ہو سکتا ہے - آنکھیں کھولو تعصب کے پردے آگے سے اٹھاؤ عقل کو کام میں لاؤ اور دیکھو کہ جو کچھ سمجھے ہوئے ہو اس سے کتنا فرق ہے اور عظیم تفاوت عیاں ہے - اگر ذرا بھی عقل و دانش کا حصہ ملا ہے تو اس سوانح عمری کو دیکھکر فوراً زبان سے یہہ نکل جائیگا کہ بیشک محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی تھے اور آخر الزمان نبی تھے اور مخلوق کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے اور انہوں نے اس اپنے فرض کو اپنی زندگی میں پورا کیا - بت پرستی کی بنیاد معہ اسکی

گیا ہے لیکن مجھے اسکی تشکیل ذہن نشین کرنے کے بیان کرنے کی غرض نہیں اسلئے کہ یہہ اطبا کا کام ہے کہ وہ اس کی صورت اور خون کے دور کا نقشہ بیٹھے ہوئے کھینچا کریں دینی غرض اس سے کوئی متعلق نہیں ہے اس قسم کا دل تو مردہ میں بھی ہوتا ہے - دوسرے معنے دل کے یہہ ہیں کہ وہ ایک لطیفہ روحانی ربانی ہے جسکو قلب جسمانی سے تعلق ہے اور یہی لطیفہ حقیقت انسانی کہلاتا ہے - اور مدرک - اور عالم - اور مخاطب اور معاتب بھی ہے اور اسی سے بازپرس ہے - اسکا قلب جسمانی سے کچھ ایسا تعلق ہے کہ سمجھ میں صاف صاف نہیں آتا ہاں مثال دیکر یہہ بیان کر سکتے ہیں کہ قلب جسمانی سے اسکا تعلق ہے کہ جیسے اعراض کا اجسام سے یا صفت کا موصوف سے یا کاریگر کا اپنے آلہ سے یا مکین کا مکان سے - اب دوسرے نمبر پر روح ہے - روح کے بھی دو معنے ہیں ایک یہہ کہ روح ایک جسم لطیف ہے جسکا منبع قلب جسمانی کا خلو ہے اور وہاں سے شریانوں کی مدد سے تمام جسمانی اعضا میں پھیلتی ہے - اسکا جسم میں پھیل کر حواس خمسہ میں جان ڈالنا اور اعضا کو حرکت دینا ایسا ہے کہ جیسے چراغ سے گھر میں روشنی پہونچتی ہے - پس روح بمنزلہ چراغ کے ہے اور حیات بمنزلہ روشنی کے ہے اور روح کا باطن میں حرکت کرنا اور بدن میں پھرنا ایسا ہے جیسا چراغ اطراف گھر میں پھرایا جاوے - یہہ معنے روح کے اطبا کی اصطلاح میں ہیں یعنے روح ایک بخار لطیف ہے جو حرارت قلب سے تشفیم پاتا ہے یعنے پختہ ہوتا ہے یا پرورش پاتا ہے -

مگر اطبا دین کی اصطلاح میں روح ایک لطیفہ مدرکہ ہے - قرآن شریف میں اس کی بابت صرف یہہ آیا ہے - ”قل الروح من امر ربی“ دیعنے تو کہ روح ہے میرے رب کے حکم سے - اس کے معنے یہہ نہ سمجھنے چاہیں کہ ہم خاموش ہو رہیں اور اس میں عقل نہ لڑائیں گو یہہ صحیح ہے کہ اس کے صحیح معنے سمجھ لینا تو کچھ مشکل نہیں ہے ہاں اپنی سمجھی ہوئی بات کو دوسرے کو سمجھا دینا یہہ مشکل بلکہ محال تر ہے جیسے گنداس مٹھاس کی لذت کو نہ سے ہونی موئی مثالوں کے ہم نہیں سمجھا سکتے اسیلئے روح کی حقیقت کو بیان نہیں کر سکتے - میرے خیال میں روح اس شریف قوت مدرکہ کو کہتے ہیں کہ جو اچھی بری چیز کا تمیز کر سکے اور اس میں آخر کار وہ قوت آجائے کہ جو کچھ سوچے اچھا سوچے جو کچھ سمجھے نیک سمجھے اور جتنی باتیں خیال میں آویں وہ سب خوش آیندہ ہوں - زوال پذیر سامانوں سے طبیعت متنفر ہو جائے اور ہمیشہ دائمی خوشی اور حقیقی شادمانی کی طرف دل کا رجحان ہو - ایسے خیالات کی زندگی کو روحانی زندگی کہتے ہیں

پھر نمبر نفس کا ہے - یہہ کئی معنوں میں مشترک بولا جاتا ہے جنمیں سے دو معنے ہمارے مقصود کے موافق ہیں - اول نفس وہ شے جو قوت غضب اور خواہشات کا جامع ہے مگر اہل تصوف کا بیان ہے کہ نفس وہی ہے جسمیں صفات مذمومہ انسانی جمع ہیں اور اسی بنا پر اہل تصوف کہتے ہیں کہ نفس پر مجاہدہ کرنا جایز ہے اور نفس کو پس پا کرنا چاہیے یعنے اپنی روحانی قوت اتنی بڑھانی چاہیے کہ پھر کبھی ہو سے سے بھی افعال قبیحہ نہوں یہہ مذہب صوفیوں کا بہت مضبوط ہے جیسا کہ حدیث نبوی میں آیا ہے ”اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک“ دیعنے سب سے زیادہ تیرا دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے پہلو میں ہے - دوسرے یہہ معنے ہیں کہ انسان اگر اپنی خواہش نفسانیہ دیکھیگا تو اسے روحانی زندگی میسر ہو جاتی ہے بڑی باتوں سے بچنا ہی روحانی زندگی حاصل کرنا ہے - دوسرے معنے نفس کے یہہ ہیں کہ نفس لطیفہ ربانی ہے اسلئے عین انسان اسکو کہتے ہیں یہ نفسانی خواہشوں کو روکتے اضطرابیہ وحشت جاتی رہتی ہے اسیکو نفس مطمینہ کہتے ہیں جسکو نفس مطمینہ حاصل ہو گیا گویا اس نے روحانی زندگی کا لباس پہنلیا - نفسانی خواہشات سے یہہ غرض نہیں ہے کہ دنیوی ترقی اور نئی نئی ایجادات کا خیال نہ آوے اور سب سے ایک بیت زہید الگ جا بیٹھے بلکہ نفسانی خواہشات سے یہہ مطلب ہے کہ کسی کو تکلیف دیجائے یا اپنے فائدہ کے لئے دوسرے کا نقصان کیا جاوے یا وہ افعال قبیحہ کئے جائیں کہ جو قانون مذہب قانون انجمن اجیسا قانون ملکی میں مذموم قرار دیئے گئے ہیں - وغیرہ وغیرہ -

مکروہ پرستش کے اکہیڑ کر پہینک دی گئی۔ وہ بت پرستی کہ جس نے صورت و حدت کو مٹا مٹو کر خاک
میں ملا دیا تہا اور جس سے انسانی زندگی کے اصلی نتائج کا خون ہوتا تہا ایسی دہو کی گئی کہ اسی
کعبہ میں جہان تین سو ساٹھہ بت پچ رہے تہے اللہ اکبر کی صدائین بلند ہونے لگین۔ اسلام نے صرف اس
واحد مطلق کی پرستش سکہائی اور تمام مکروہ خیالات اور فرضی معبودون کی پرستش سے روک دیا
کہ جسپر زمانہ حال کی تہذیب فخر کرتی ہے۔ نہ یہان سوائے خدا کے عبادت ہے اور نہ ایک دوسرے
پر خواہ نخواہ ترجیح دیگئی ہے بلکہ محض آزادی ہے اچہا وہ ہی شخص ہے کہ جو کام اچہے کرے جنے
شاہون اور فقیرون کو ایک بنا دیا ہوا امیر و غریب مین کچہ تفاوت نہ رکہا ہو۔ ان وحشیون کو جن سے
وحشت بہی پناہ مانگتی تہی عالم باعمل بنا دیا اور نئی روح سب کے جسمون مین پہونک دی۔ بعض ناواقف
کوتاہ اندیش یہہ کہا کرتے ہین کہ نبی نے بہشت کی بشارتین اور دوزخ کے ڈراوے دیکر سادہ
عقل عربون کو اپنا بنا لیا انہین گذشتہ تواریخ عرب کو دیکہنا چاہئے کہ اس سرزمین مین انہی
سادہ عقول کے آگے یہودیون نے بہت زور مارا اور بہت کچہ جانین کہپائین لیکن عربون کے خیالات
وہ نہین پہیر سکے نہ انہین حضرت موسی کی تہذیب سے کچہ حصہ دیا اور انکو پیغمبری تسلیم کرا سکے

اور جب ان مذکورہ بالا مذموم باتون سے نفرت ہو جاتی ہے اور دنیا و دین کی ترقی پر طبیعت رجوع ہو جاتی ہے
اور اصلاح بنی نوع کا خیال دل مین موجزن ہوتا ہے تو اسی کو روحانی زندگی یا دوسرے الفاظ مین نفس مطمئنہ کہتے ہین جسکی
نسبت قرآن شریف مین آیا ہے ”یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ“ (یعنے اے چین
پکڑے ہوئے جی پہر چل اپنے رب کی طرف تو اس سے راضی وہ تجہ سے راضی) اس کے یہہ معنے ہین کہ خدا کے احکام کی پابندی کی
جائے یعنے جس لئے ہم پیدا کئے گئے ہین اور جو فرائض ہمدردی نبی نے ہمین سکہلائے ہین ان کی انجام دہی مین پورے اترنے ہی
کا نام روحانی زندگی ہے —

جو کچہ کرتا ہے ہمارا نفس ہی کرتا ہے یہی ہمین بہکاتا ہے اور یہی بری باتون کی طرف ہماری توجہ مائل کرتا ہے یعنے جتنی
بری باتین کرتے ہین سب ہم ہی کرتے ہین کوئی ہم سے نہین کراتا۔ جیسا خدا نے اپنے کلام مین فرمایا ہے ”لا اقسم بالنفس اللوامۃ“ (یعنے قسم کہاتا ہون
جی کی جو الاہنا دیتا ہے) اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا نفس ہی ہمین برائیون مین دہکیل دیتا ہے اگر ہم چاہین تو اس سے بچ سکتے ہین۔ نبی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے پہلے دنیا کے معلوم کے باشندے نفسانی خواہشات کی تعمیل کرنے مین چور ہو رہے تہے اور انہین اچہے برے کا کچہ
خیال نہ تہا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفسانی بہنور سے نکال کر انہین روحانی زندگی عطا کی جس سے وہ اپنے افعال کو پرکہ سکتے ہین کہ برے ہیں کہ نیک
ہین جو تہا امر عقل کا ہے۔ عقل کے بہی بہت سے معنے ہین —— لیکن صرف دو معنے بیان کئے جاتے ہین اول یہہ کہ عقل سے کبہی
تو امور کی حقیقتون کے علم کا مقصود ہوتا ہے اس صورت مین عقل صفت علمیہ ہو گی جسکا محل قلب ہے دوسری یہہ کہ کبہی عقل کہتے ہین اور اس سے
مراد مدرک علوم ہوتے ہے تو اس صورت مین عقل ہی وہ ہی لطیفہ مذکورہ بالا ہو گی اسکی تفضیل یہہ ہے کہ اس کا ہمین علم ہے جو عالم ہے وہ بنفسہ موجود
اور قایم بذات خود ہے اور علم کی صفت اس مین حلول کی ہوتی ہے اور یہہ ظاہر ہے کہ صفت اپنے موصوف سے غیر ہوتی ہے پس عقل سے
کبہی تو یہہ صفت علم مراد ہوتی ہے اور کبہی محل ادراک یعنے اس صفت کا موصوف مراد ہوتا ہے۔ اس حدیث نبوی مین یہی عقل کے یہی معنے
بیان کئے ہین ”اول ما خلق اللہ العقل“ (یعنے سب سے پہلے خدا نے عقل کو پیدا کیا) کیونکہ صفت علم تو قایم بالذات نہین ایک عرض ہے اس کا
اول مخلوق ہونا کیسے سمجہا جاوے تو ضرور ہے کہ اس کا محل اس سے پہلے یا اس کے ساتہہ مخلوق ہو نا ورنہ خطاب کسطرح ممکن ہوگا جو اس حدیث میں
مذکور ہے کہ خدائے تعالی نے اس کو فرمایا کہ سامنے آ تو سامنے آئی پہر فرمایا کہ پشت پہیر تو پشت پہیری اس سے معلوم ہوا کہ عقل سے اس حدیث
مین محل صفت علمی مراد ہے۔ اب یہہ سمجہنا چاہئے کہ ان چارون الفاظ قلب و نفس و روح و عقل کے مدلول جدا جدا موجود ہین یعنے قلب جسمانی اور روح
اور نفس شہوانی اور علوم اور پانچوین معنے یعنے لطیفہ مدرکہ انسانی جو ان چارون لفظون مین مشترک ہے اس صورت مین لفظ چار ہوئے اور
معنے پانچ اور ہر لفظ کے دو دو معنے ہوئے۔ قرآن شریف مین جہان لفظ قلب آیا ہے اس سے مراد وہ چیز ہے جو انسان مین سمجہتی ہے

ان کی بت پرستی چھڑائی - جو کارستانیان یہودیون نے کین وہ ان کی عزیزی اور انتہا درجہ
کی کوششون کی انتہا تھی مگر کچھ بھی ہو کسی نے بھی بت پرستی یا عادات مذمومہ یا رسوم قبیحہ کو چھوڑا
الٹی یہودیون پر ایک یہہ آفت نازل ہوئی کہ تمام جہان کے معائب کے وہ مرکز بن گئے اگر عربون کی ایسی
ہی سادی عقول تھین تو یہودیون ہی نے اپنے نبی کی نبوت کو ان سے تسلیم کرا لیا ہوتا - تو اس سے یہہ نتیجہ
نکلتا ہے کہ انہین ایسے ہادی کی ضرورت تھی کہ جو افضل النبین کے نام سے پکارا جائے اور جس کی غرض
دین و دنیا مین انہین نجات دینا ہو وہ ہادی محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے جس کی پرتاثیر نصیحت نے
جبراً ان کو اپنی طرف کھینچ لیا اور تہذیب کی ایسی چاشنی کا چٹخارا دیا کہ تمام عمر ہونٹ ہی چاٹتے رہین اور
ہر ہر دم کے ساتھہ خدا پرستی کے ٹھنڈے شربت کے گھونٹ پیتے رہین - یہودی تو ایک طرف عیسائیون نے
بھی اس جزیرہ نمائے عرب کی بہت خاک چھانی اور ہمیشہ تثلیث ہی کا تانا بانا تنتے رہے مگر انہین بھی
کچھ فائدہ نہین ہوا ہم حیران ہون کہ عیسائی یا یہودی کس منہ سے یہہ کہتے ہین کہ محمد نے انہین بہشت
کی بشارتین اور دوزخ کے ڈراوے دے دے کر اپنا معتقد بنا لیا - ان کے پاس بھی تو یہہ دونو چیزین
تھین ان کے نبی اور رشی کی ان پر بھی فرشتے نازل ہو چکے تھے خدا کی بادشاہت کا تذکرہ بھی انہین
نوک زبان تھا کفارہ کا سہل اور فریب دہ لٹکا بھی انہین یاد تھا کہ حضرت عیسے صلیب پر چڑھکر سب کے گناہون
کا کفارہ ہو گئے گو عقلمند اس کفارہ کے کچھ ہی معنے کیون نہ سمجھتے ہون لیکن عوام الناس تو یہی سمجھینگے کہ اسکی

اور اشیا کی حقیقت کو معلوم کرتی ہے اور اسکو کنایۃً اس قلب پر بولتے مین جو انسان کے سینہ مین ہے —
وہ روحانی زندگی جو نبی اکرم نے ہمین عطا کی ہے ان نیک اعمال پر چلنے کو کہتے ہین کہ جنکو خدا نے اپنے لشکرون سے تعبیر کیا ہے
یعنے نیک افعال کو خدا اپنا لشکر کہتا ہے یہہ لذیذ تشبیہ بہت ہی دلچسپ ہے جو خدا کے لشکرون سے مدد لیتا ہے نفسانی خواہشات کے
برے افعال جنکو بمنزلہ لشکر سمجھنا چاہیے ہرگز انسان کے دلپر غلبہ نہین پا سکتے - نبی اکرم نے ہمین گویا خدا کے لشکرون کی کمان سپرد
کردی ہے پہلے انسان شیطانی یا نفسانی لشکرون کی کمان کرتا تھا اور نبی نے خدائی یا ربانی یا دینی لشکرون کی کمان سپرد کردی
کمان کرنے والا اچھا ہو اور لشکر شائستہ اور بے تعداد ہے جدھر رخ کرو گے فتح ہی ہوگی کیونکہ خدا کے لشکر بے شمار ہین جیسے کہ وہ خود اپنے
کلام مین فرماتا ہے - ،، وما یعلم جنود ربک الا ھو ،، یعنے اور کوئی نہین جانتا تیرے رب کے لشکر کو ہی آپ وہ جن لوگون کو اس
نے اپنے لشکرون کی کمان سپرد کی ہے اور وہ اپنے فرائض کو پورے طور سے انجام دیتے ہین ان کی نسبت فرماتا ہے - ،، لا یعصون اللہ ما
امرہم و یفعلون ما یومرون ،، یعنے بے حکمی نہین کرتے کی جو بات ان کو فرمائی اور وہی کرتے ہین جو حکم ہو ،، - پہر خدا نے فرمایا کہ ،، ماخلقت
الجن والانس الا لیعبدون ،، یعنے اور مین نے جو بنائے جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو ،، اس بندگی کے صرف یہہ معنی ہین کہ ہم ایک دوسرے
کے ساتھہ ہمدردی سے پیش آئین اور ——— تمدن و تہذیب جیسا ہمارے نبی نے بتایا ہے پہیلائین اور اپنے بھائیون کو فائدہ پہونچائین
یہی اسکی بندگی ہے اور یہی احکام کی بجاآوری ہے کیونکہ وہ بندون کی عبادت سے محض بے نیاز ہے جو کچھ ہم کرتے مین اپنے فائدہ اور
نقصان کے لئے کرتے ہین اور جیسا کہین اجر ملیگا جیسا کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے - ،، الدنیا مزرعۃ الاخرۃ ،، یعنے دنیا آخرت
کی کھیتی ہے - جو کچھ ہم یہان کرینگے اس کا نتیجہ ہماری آئندہ نسلون کے لئے ہوگا اگر محمد شاہ سلطنت نہ تباہ کر دیتے تو ہمین
یہہ آفت کیون بھگتنی پڑتی - غفلت اس کم بخت نے کی اور خمیازہ ہم بھگت رہے ہین - اس مطلب کو دوسرے الفاظ مین
یون ادا کر سکتے ہین کہ جسنے روحانی زندگی کی پوشاک کو اتار ڈالا اور خرافات خواہشات نفسانیہ کے غلیظ کپڑون کو پہنلیا —
ان کی نسبت خدا فرماتا ہے ،، افرایت من اتخذ الٰہہ ھواہ واضلہ اللہ علی علم ،، یعنے بہلا دیکھو تو جس نے ٹھہرایا اپنا
حاکم اپنی خواہش کو اور راہ سے کہو یا اللہ نے اسکو جانتا بوجھتا ،، یہہ ایک الہامی محاورہ ہے خدا کے کہنے کا یہہ مطلب

یہہ معنی ہین کہ چاہے جتنے گناہ کرو سب معاف ہین کیونکہ کفارہ سے مطلب یہی ہے کہ قیامت تک
جتنے گناہ سب عیسائی کرینگے ان گناہون کا کفارہ حضرت عیسےٰ ہو گئے۔ یہہ خیال اور یہہ انکا بہشت و
دوزخ کی بشارت و خوف سے بدرجہا بہلا اور زود اثر معلوم ہوتا ہے کیونکہ سابق الذکر مسئلہ مین
تو یہہ ہے کہ اگر نیک کام کروگے تو اس کا اجر تمہین نیک ملیگا۔ موخر الذکر مسئلہ مین یہہ آسانی
ہے کہ چاہے جو کچھ کرو سب روا ہے حضرت عیسےٰ سب کے گناہون کے کفارہ ہو چکے ہین تعجب یہہ ہے
کہ ایسے سبز باغ دکہانے والے مسئلہ کا بہی ان عربون پر جو سیدہے سادہے مشہور ہین اثر نہ ہوا
اور مشکل مسئلہ کو انہون نے تسلیم کرلیا اور سراپا ایمان لے آئے کیسی مضحکہ خیز بات ہے۔ اور کیسی
ناتجربہ کاری ہے۔ ان سب باتون سے ایک دوربین عقل یہہ نتیجہ نکال سکتی ہے کہ انہین ایک ایسے
پاک نفس کی ہدایت کی ضرورت تہی کہ جو بہت بڑا مستقل مزاج۔ خلیق۔ اور مصلح ہو اور یہہ تمام صفتین
نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین تہین جو بیشک خدا کا پاک نبی تہا اور خدا کے احکام لوگون مین مشہور کرتا تہا

کہ وہ بڑے افعال کرکے خود ہی کہو یا جاتا ہے اور اس آیت مین اسنے صاف کہولدیا ہے۔
واتبع ہواہ فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلہث او تترکہ یلہث (یعنے اور چلا اپنے چاؤ پر (یعنے اپنی خواہش پر) تو اسکا
حال جیسے کتا اسپر تو لادے تو ہانپے اور چہوڑ دے تو ہانپے) مگر جن لوگون نے روحانی زندگی نبی اکرم کی ہدایت کے موافق حاصل
کرلی ہے اور انہون نے ہمدردی اپنا پیشہ کرلیا ہے ذاتی اغراض کو ہمدردی مین جگہہ نہین دیتے ہین جو کچہہ وہ کرتے ہین یہہ سمجہکر
ہین کہ ہم اسی لئے پیدا کئے گئے ہین اور اس فرض کی انجام دہی مین کوشش کرنا ہی خدا کی مرضی پر چلنا ہے تو ان کو خدائے واحد
بہشت کی بشارت دیتا ہے۔ "واما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الہوی فان الجنۃ ہی الماوی" (یعنے اور جو کوئی ڈرا
اپنے رب کے پاس کہڑے ہونے سے اور روکا جی کو چاؤ سے تو بہشت ہی ہے ٹہکانا) اور آگے آنے والی آیت مین تو صاف
ہی ہمدردی کی ترغیب مین بیان فرمادیا "فضل اللہ المجاہدین باموالہم وانفسہم علی القاعدین درجۃ" (
یعنے اللہ نے بڑائی دی لڑنے والون کو اپنے مال اور جان سے ان پر جو بیٹہے ہین) وہ اس سے زیادہ صاف حکم اور کیا ہوگا جن لوگون
نے ہمدردی مین اپنی جان نہ لڑا دی اور ایثار رحینہ نہ صرف کیا وہ ان سے کمتر ہین کہ جنہون نے اپنے بہائیون کی بہبودی کے لئے
اپنا دہن من تن قربان کردیا اور اصلاح کی کوشش مین انہون نے دنیا و مافیہا کی خبر نہ کہی۔ اگر ہم نے گوشہ نشینی اختیار کرکے عبادت
کی اور وظیفہ پڑہا کئے اور ساتہہ ہی اسکے یہہ بہی تسلیم کیا کہ یہہ کام اچہا ہے لیکن پہر کیا جنہون نے روحانی زندگی کی بو
سونگہی ہے وہ اس عبادت کو خود غرضی اور نفس پرستی کہتے ہین کیونکہ اس مین سوائے اپنے دوسرے کا فائدہ نہین ہوتا۔ انسان
نے پیدا ہو کر اگر دوسرون کو نفع نہ پہونچایا اور بہائیون کی بہتری کے لئے اپنا دہن من تن قربان نکردیا اس کا دنیا مین پیدا ہونا نہ ہونا
یکسان ہے گویا اسنے روحانی زندگی ہی حاصل نہین کی۔ اور حدیث شریف مین بہی اسکا ذکر آیا ہے "رجعنا من الجہاد الاصغر
الی الجہاد الاکبر" (یعنے چہوٹے جہاد سے اب ہم بڑے جہاد کی طرف جہکے" اسکے معنے یہہ ہین کہ ہم نے بہت کچہہ اپنے نفس کی درستی
کے لئے عبادت کی جو چہوٹا جہاد تہا اور اب ہم خلقت کی نفع رسانی کی طرف متوجہ ہونگے جو درحقیقت جہاد اکبر ہے
یہی روحانی زندگی ہے اور یہی [illegible] حاصل کرنیکا شوق دلانے کیلئے ہی آپنے یہہ ارشاد کیا ہے۔
[illegible] الی شبرا تقربت الیہ ذراعا [illegible] (یعنے جو میری طرف آیا بالشت بہر نزدیک ہوتا ہے مین اسکی طرف [illegible] ہاتہہ نزدیک ہوتا ہون
[illegible] ہمدردی مین اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔ ایسے شخص ہی کو [illegible]
انسان [illegible] جیسے یوسف علیہ السلام [illegible] مصر کی عورتون کا قول قرآن مین نقل ہے
ان ہذا الا ملک کریم (یعنے نہین ہے یہہ شخص آدمی یہہ تو کوئی فرشتہ ہے بزرگ)
جس شخص نے روحانی زندگی [illegible] روحانی زندگی نصیب نہین ہوئی وہ ہمدردی کا ایک [illegible]
[illegible] خدا اور رسول کا ایک [illegible] ہے۔ اور مومن کی شان یہہ ہے کہ اپنے بہائیون سے نرم [illegible] ہو اور [illegible]

یہہ عقدہ کشائی آپکے ہاتہہ سے ہوئی تہی - یہہ اصلاح جسکی نسبت ہم نے بہت سے واقعات نقل کئے ہین اور اب لکہہ رہے ہین یا آیندہ لکہے جاینگے محمد عربی کی نبوت کی شہادت اس سے زیادہ اور کیا چیز ہو سکتی ہے - ہر چند خداوند کے کہنے والون نے زور یا کہ عربون کی بت پرستی کو روکین اور انہین سچی تہذیب سکہائین لیکن وہ خبر نہو سکے جب تک کہ ان کے کانون مین یہہ آواز نہین آئی - اٹہو سونیوالون سحر ہو گئی ہے جس نبی نے دنیوی سامان اور دنیوی تہذیب ہی کا سبق نہین پڑہایا بلکہ انہین آگاہ کیا کہ تمہارے نیک و بد اعمال کا اثر قبرون کے پرے تک بہی رہتا ہے - انہین سچی - نیک - منصف اور خدا کے کنبہ سے محبت کرنے والا بنا دیا اور اسی لئے وہ مبعوث ہوا تہا - ان کو بتلایا کہ خدا آج اور کل کا خدا نہین

زندگی یا ہمدردی کا نام ہے جس کی بابت مین نے اس قدر لکہا ہے ایسے روحانی زندگی بسر کرنے والون کی نسبت خدا نے فرمایا ہے ،، اشداء علی الکفار رحماء بینہم ویعنے زور آور ہین کافرون پر نرم دل ہین آپسمین ،، اصلی غرض کفار سے وہ ہی ناشائستہ افعال ہین کہ جو ہمدردی یا نرم دلی یا روحانی زندگی کی ترقی کے ہارج ہون - روحانی زندگی کا راستہ کوئی دینے والا نہین ہے صرف اسی کا دل ہے اگر وہ اس سے ہدایت پکڑنا چاہے ہمارے لئے قرآن و حدیث کافی ہین ان ہی سے ہم روحانی زندگی حاصل کر سکتے ہین نبی نے ہمین بتا دیا کہ ہمدردی کیا چیز ہے اور اس سے ہم موجودہ اور آیندہ نسلون کو کیا کیا فائدہ پہونچا سکتے ہین ہر انسان مین یہ جوہر مضمر ہے کہ وہ روحانی زندگی حاصل کر سکتا ہے بشرطیکہ اسکی اس طرف توجہ ہو -
چنانچہ ہمارے اس مطلب کو حدیث قدسی مین صاف بیان کر دیا ہے جیسا کہ درج ذیل ہے ،، اذا اراد اللہ بعبد خیرا جعل لہ واعظا من قلبہ ویعنے جب اللہ تعالی کسی بندہ کے ساتہہ بہتری کرنا چاہتا ہے تو اسکے لئے ایک نصیحت کرنیوالا اسی کے دل ہی سے کہڑا کر دیتا ہے - روحانی زندگی کا یہ مفہوم ہے کہ ہم سے دنیا مین ایسے نیک کام ہو جائین کہ آیندہ نسلین اس سے مستفید ہوتی رہین اور جس نے نفس پرستی مین جان دی اسکی زندگی اور موت دونو خراب ہین - اور اس ہمدردی سے زبانی ہمدردی غرض نہین کہ ہاتہہ قوم نامے قوم کا سبق جپا کرین بلکہ اپنے روپیہ اور وقت سے اسمین جان کہپائی جائے پہر کچہ نتیجہ نکلتا ہے - اور جو لوگ دولت سے محبت کرتے ہین اور اپنے بہائیون کی اس سے مدد نہین کرتے تو ان کے دل زنگ آلودہ ہو جاتے ہین اور پہر انہین کچہ حاصل نہین ہوتا جنکی نسبت خدا فرماتا ہے ،، کلا بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون ویعنے کوئی نہین پر زنگ پکڑ گیا ان کے دلون پر وہ جو کچہ کماتے تہے و - اگر ہم مسجد مین بیٹہہ جائین اور دنیا سے قطع تعلق کر دین اور اپنے متعلقین کی پرورش نکرین محتاجون کی حاجتون کو نہ بر لائین یتیمون کے سرون پر ہاتہہ نہ پہیرین قوم کا ہم سے کچہ فائدہ نہو تو ہمارا مرنا جینا محض بے قیمت اور بے نتیجہ ہے بڑی عبادت اگر ہو سکتی ہے تو صرف یہہ ہے کہ اپنی خود غرضیون کی روک روکین اور نفس پرستی مین نہ پڑین بلکہ اپنی قوم اپنے ملک کی بہتری کے لئے ٹوٹ پڑین اور اسی خیال مین اسی کوشش مین جان دیدین یہی بہت بڑی شہادت ہے اور ایسا شخص جاودانی عمر پاویگا - ایسے شہیدکے خون کے قطرے جس سر زمین پر پڑے ہین اسکے ایک ایک ذرہ نے ہمیشہ مستعدی کے ساتہہ دو ہزار برس کی خدمت مین اس پاک شہید کی جانفشانی اور عرق ریزیون کی خوش آیندہ محبتون کا نقشہ کہینچا ہے گویا ہر ذرہ کے پاس ایک فرد اس شہید کے قیمتی کامون کی ہے جنپر قوم ہمیشہ فخر کریگی اور اس کا فخر کرنا ہر صورت سے بجا و درست ہے -

میدانم کہ این تشنہ لب جان دادہ حیرانم
کہ از صد جا گریبان چاک شد موج سرابش را

مگر جن لوگون نے امیدین توڑ دین اور یہہ خیال کرنے لگے کہ مرنیکے بعد ہماری ان عرق ریزیون کا نتیجہ ہمین کیا ملیگا اور ہم کیون خود دوسرون کے لئے اپنی جانین ہلاکت مین ڈالین ان کی انسانیت مین ہی جہجکے تو بہت بڑا اشتباہ ہے کیا یہ کچہ کم ہے کہ ہماری ذرا سی توجہ سے ہزارون آدمی فائدہ پا رہے ہین بس ہمین آخرت مین سب کچہ مل گیا یہی نجات ہے اور یہی بہشت ہے مگر جن کی آس آیندہ قومی فوائد اور اپنی نجات سے ٹوٹ چکی ہے تو ان کے لئے ،، یہہ ارشاد ہوا ہے ،، قد یئسوا من الآخرۃ کما یئس الکفار من اصحاب القبور ویعنے وہ آس توڑ چکے ہین آخرت سے جیسے آس توڑی منکرون نے قبر والون سے ،، - روحانی زندگی صرف اسیکو کہتے ہین کہ اپنا دل صاف رکہے اور کسی قسم کی آلائش ہو حسد و بغض و کینہ خود غرضی نفس پرستی کی ذرہ برابر بہی کدورت نہو اسوقت وہ شخص مومن ہو سکتا ہے اور روحانی زندگی اسیکو حاصل ہوتی ہے - اپنے بہائی کی ہمدردی اور حمیت قومی کی طرف سے دل صاف ہو اور اہل حاجت کی حاجت پوری کی

ہے جو لکڑی یا پتھر کا بنا ہوا ہو بلکہ وہ قوی ہے۔ پیارا ہے۔ رحیم کریم خالق ارض و سما ہے۔ نبی اکرم کا دل وہ فوارہ تھا کہ جس میں سے وحدانیت کا نور لمحہ بلمحہ ابلتا رہتا تھا جس نے تقریباً ۲۳ برس تک عالم کو اتنا منور کر دیا کہ جن مقاموں تک روشنی پھیل گئی تھی وہ اپنی روشنی کا عکس اور چیزوں پر ڈال سکیں چنانچہ انہوں نے دنیا کے اس کونہ سے اس کونہ تک خدا پرستی کی روشنی پھیلا دی۔ ان تمام آرزؤں کو مٹا دیا کہ جو دوسروں کی مضرت پر پوری ہوتی تھیں ہر دل میں صرف ایک خواہش پیدا کر دی اور وہ خواہش محض خدا پرستی اور سچی اطاعت کی تھی۔ جو آرزو کہ ان کے دلوں میں موجزن ہونے لگی اور جس خواہش کا خون ان کی رگوں میں دوڑا دیا وہ خواہش صرف یہہ تھی کی خدا کی سچائی اور پاکی کی سمرن جپیں اور ان قوانین کے پابند ہوں کہ جو ہمیں زندگی میں معزز بنائیں آخرت میں سرخرو کریں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وہ نئے نئے قوانین جو اب تک نامعلوم تھے ظاہر ہوئے اور ان پر عملدرآمد کیا گیا ان کو قانون شریعت کی ایسی بندش میں جکڑ دیا کہ پھر وہ قیامت تک اس سے نہ نکل سکیں اور سارے گلہ کو ایک ہی راہ پر چلایا وہ راہ جو روشن تھی اور جسکا اختتام خدا کی بہت قربت تھی۔ نبی نے اپنے صحابہ اور معتقدین کے دلوں میں جتا دیا کہ میں تمہیں صرف خدا کے احکام بتانے اور تمام دینی باتوں کے سمجھانے کے لئے آیا ہوں تم پر حکومت کرنا میری غرض نہیں ہے بلکہ تمہارے دلوں کو ایسے حاکم کا محکوم کرنا چاہتا ہوں کہ جو قدیم ہے اور سب کا خالق ہے۔

میں کسی قسم کی — درست ہو وہی شخص مومن ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ ”قلب المومن اجرد فیہ سراج یزھر وقلب الکافر اسود منکوس“ دیعنے مومن کا دل صاف ہوتا ہے اس میں چراغ روشن رہتا ہے اور کافر کا دل سیاہ اور اوندھا ہوتا ہے (طبرانی در صغیر بروایت ابوسعید) نبی نے جو کچھ بخشش میں عنایت کی اور جس چیز کی زیادہ ہدایت کی وہ صرف روحانی زندگی تھی۔ ایک شخص روحانی زندگی رکھنے والا ہزار عابدوں سے جو جسمانی زندگی میں مست ہیں افضل ہے پاک کر دو اپنے کو اے مسلمانوں اپنی خودغرضانہ عبادتوں اور زبانی ہمدردیوں کے جمع خرچ سے دیکھو روحانی زندگی سے تم کتنے بڑھے ہوئے ہو اور تمہاری کیا کیفیت ہے۔

روحانی زندگی جیسے اسلام میں سمجھی گئی ہے اور اس کی اصلیت کو بھولا گیا ہے اور کسی مذہب کو یہہ درجہ نصیب نہیں ہوا ہندو بھی روحانی زندگی اس حالت کو سمجھتے ہیں جس میں کوئی عضو خشک کر دیا جائے یا ایک ٹانگ سے کھڑا ہو جائے یا کہیں کسی درخت میں لٹک کر جان دیدی جائے۔

عیسائیوں میں بھی تربیت روحانی زندگی کے یہی معنی سمجھے گئے ہیں کہ دنیا کو چھوڑ چھاڑ کر صحرا نوردی کرتے پھرو چنانچہ حضرت عیسیٰ نے تو اپنی امت کو یہی سکھایا ہے کہ صرف اپنے خداوند سے ایک وقت کی روزی مانگو۔ یہہ سب باتیں اس امن اور تمدنی حیات کو مٹانے والی ہیں جسکو دوسری زبان میں روحانی زندگی کہتے ہیں۔ کس صحابی نے گھر میں گھس کر وظیفہ پڑھ لیا ہے اور کسنے یہہ کہا ہے جو لوگ روحانی زندگی کو نہیں جانتے وہ ہمیشہ مغالطہ میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی تمام قوتیں معطل ہو جاتی ہیں۔ خدا کی عبادت خدا کی تعمیل احکام بھی بہت بڑی یہ ہے کہ دین اسلام کی اشاعت میں کوشش کریں۔

اس اتحاد کی عمارت کو نظر رکھیں کہ جسکی بنیاد نبی عربی نے قائم کی ہے اور وہ اتحاد یا بھائی چارہ کی عمارت ہے اپنے بھائیوں کی ہر طرح مدد کریں جن سے فطری طور پر ہمارا تعلق ہو گیا ہے ان کی خدمت قرآن شریف کے احکام کے موافق کریں جس شخص نے اپنی کم ہمتی اور سستی سے ان خدائی باتوں پر عمل نکیا وہ ہمیشہ سخت پشیمان کئے جاوینگے جیسا کہ خدا نے اپنے پاک کلام میں فرما دیا ہے۔ ”والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا“ دیعنے جنہوں نے محنت کی ہمارے واسطے ہم سجھاوینگے انہیں اپنی راہیں۔“

[illegible] جو تقدیعی اسلام کے دشمن جانی ہین اور جو اسلام کی [illegible] انہون نے اسلام کے خلاف زہر اگلنے مین کچھ باقی نہین چھوڑا [illegible] کہ جادو وہ جو سر پر چڑھکر بولے [illegible] سمجھ وہ [illegible]

[illegible] پرستی کے خلاف تلوار
اٹھائی [illegible] پرستی کو دبلر خلقت کو جگانا چاہا ایسی کامیابی
نہین ہوئی جیسے کہ [illegible] انہون نے انہین صدیون سے جگاکر روحانی زندگی
[illegible] کے لیے انہون نے اپنے کو قربان کردیا اور

[illegible] اسکی بیان کو نبی اکرم نے ان لفظون مین فرمایا ہے من عمل [illegible] اسکو اسی چیزون کا علم دیتا ہے جو اسکو معلوم نہون [illegible] امانت خدا کی ہے جسکا سوائے انسان کے اور کوئی [illegible] لیے گئے ہین وہ اس امانت [illegible] ہے ‘‘انا عرضنا الامانة علی السموات [illegible] امانت آسمان کو اور زمین کو اور پہاڑون [illegible] یہ امانت روحانی زندگی اور تمدنی حیات [illegible] ہمدردی انسان ہی کے ذات کے [illegible] اگر ہمت کرے تو اس کا متحمل ہوسکتا ہے — ہر شخص اسکی قابلیت رکھتا ہے بشرطیکہ اسے ہمدردی [illegible] اسبات کی شہادت دیتی ہے کہ بچہ مین پیدا ہوتے ہی اس بات کی موزونیت [illegible] بآسانی اٹھا سکے بلکہ [illegible] ہوا ہے مین وہ قوت پیدا کرتا جائے کہ جو [illegible] ہے ‘‘کل مولود یولد علی الفطرة وانما ابواه [illegible] فطرت پر پیدا ہوا ہے اور اسکے ماں باپ اسکو یہودی اور نصرانی اور مجوسی [illegible] قابلیت [illegible] کہ وہ فطرت انسانی کی اصلیت کو سمجھے اور دیکھے کہ انسانی فطرت کا جوہر [illegible] ہے [illegible] روحانی زندگی [illegible] تائید کی ہے ’’قیل یارسول اللہ من خیر الناس فقال کل مومن مخموم القلب فقیل ما مخموم القلب فقال هو التقی النقی الذی لا غش فیه ولا بغی ولا غل ولا حسد [illegible] سب مین بہتر شخص کون ہے آپنے فرمایا جو مخموم القلب [illegible] متقی کہ اسکے سینہ میل کچیلے پن کا اور سرکشی اور [illegible] متقی [illegible] ڈرنے والا — [illegible] وقت ڈھارس بندھواتا [illegible] ہمدردی سے اپنے مسلمان [illegible] ارشاد ہوا ہے ’’فمن شرح اللہ [illegible] وہ اجالے مین ہے اپنے رب کی [illegible] نہین ہے [illegible] ہی مین [illegible] ہے اور بیشک وہ گمراہ ہے —
[illegible] بتادیے —

ہر شخص خوشی خوشی ایمان کی حفاظت مین اُنہون نے اپنے مال سے بہی دریغ نہین کی [۱]
اب نبی کی نبوت کی تکمیل ہو چکی تہی اور یہی وجہ ہے کہ آپکی زندگی ہی مین تکمیل دین ہو چکی تہی آپ
تمام گذشتہ نبیون ۔ حکیمون ۔ پیشواؤن فلسفیون سے افضل ہین ۔ حضرت عیسٰی ۔ حضرت موسٰی ۔ زرتشت
سکیامنی ۔ سقراط ۔ افلاطون ۔ ان کل نبیون اور داناؤن نے جتنے الوسع نا ملائم اور ناشائستہ زندگی کو شائستہ اخلاقی حیات
دینی چاہی اور بہت کچھ کوشش کی مگر اُسکی تکمیل نہ کر سکے اور یون ہی واپس چلے گئے ۔
ان کے خیالات ان کے ارادے ان کے عزم بہت کچھ تہے مگر افسوس ہے کہ ان کو ایسی حالت مین دنیا سے
مفارقت کرنی پڑی کہ اخلاقی یا روحانی زندگی کے ارمان ان کے دل ہی مین رہگئے ۔ مگر یہہ فضیلت نبی
عربی ہی کو ہونی تہی کہ جس نے اپ دین کی تکمیل کی اور اپنی آنکہون کے آگے دین کو پہیلا ہوا دیکہہ لیا اسنے
کبہی دین پہیلانے کے لئے خونریز شاہون اور جلاد سلطانون کی مدد نہ چاہی جیسے کہ اور نبیون نے یہہ
وصیت اپنے معتقدون مین کی تہی کہ کسی خونخوار سلطان کو گناہ تہا کہ وہ دین کے پہیلانے کا باعث
ہو مثلاً ۔ اگر اسرائیلیون مین جو یشوع ہوتا اور ہزارون بندگان خدا کا خون نکرتا تو محض ناممکن تہا
کہ دین کو وسعت ہوتی ۔ یا بودہون مین اسوکا نے اشاعت مذہب کی اور لاکہون کو تہ تیغ کر دیا اور
زرتشتیون مین دارا نے اپنا یہہ خونریز فرض انجام دیا اور عیسائیون مین قسطنطین نے لاکہون خانے
ویران کئے اور سیون شہر تباہ کر دے اگر قسطنطین نہ عیسائی ہوجاتا اور تلوار ہاتہہ مین لیکر مسیحی دین کو
نہ پہیلاتا تو مثل یہودیون کے عیسائی بہی مٹ جاتے بلکہ وہ تو کہین کہین کہائی بہی دیتے ہین ان کا
نام و نشان بہی نظر نہ آتا ۔ یہہ صرف نبی عربی ہی کے لئے امتیاز بخشا گیا تہا کہ وہ تکمیل دین اپنے ہی سامنے
کر جائین بلکہ اپنے گذشتہ نبیون کی دین کی تکمیل بہی کر دین ۔ کوئی شاہی معتقد یا کوئی نوجوان والا سلطان
اسکے پاس اسکے دین پہیلانے مین مدد دینے کو نہ آیا ۔ نہ اسنے کسی کی خواہش کی ۔ کیا اب بہی مسلمان نہ کہینگے
کہ یہہ کام بالکلیہ خدا کا کام تہا کیا اب بہی مسلمانون کے منہہ پر کوئی ہاتہہ رکہیگا کہ یہ نکہو کہ یہ سب تائید غیبی ہی
وہ مظلوم نبی کہ جو سختی اور درشتی سے اپنے ہی وطن اپنی پیدائش کی جگہہ سے دشمنون کے مارے چلا
گیا ہو اور جہان وہ خدا کی باتین سنانے جاتا ہو لوگ اسے پتہر مارتے ہون اور اسکو طرح طرح کے مصائب
دیتے ہون اور وہی مظلوم نبی یا عاجز تلقین کرنے والا صرف نو ہی برس مین ہوا کا رخ ادہر سے ادہر
پہیر دے اور لاکہون بندگان خدا کا دل خدا ہی کی پاک پرستش کی طرف مائل کر دے کیا یہہ بہت
بڑا معجزہ نہین ہے کیا یہہ تائید غیبی نہین ہے کیا یہہ خدا کی مہربانی نہین ہے ؟ کیا اسکو نوازش ربانی
نہین کہتے ہے ؟ کیا تمام نبیون کے معجزون سے یہہ معجزہ بالاتر نہین ہے ؟ کون نبی ایسا ہوا ہے کہ
جس نے ایسا معجزہ دکہایا ہے لاؤ اگر کسی نبی نے ایسا معجزہ دکہایا ہو تو لاؤ ۔
آپ نے جس شہر یارانہ طرز اور ایمان دارانہ حالت مین زندگی بسر کی ہے وہ ان نبیون کی زندگیون سے

[۱] سیرہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۵ ۔

زیادہ قیمتی ہے کہ جو بغیر تکمیل دین کئے چلتے بنے جن لوگون نے اپنی قوتین معطل کردی تہین اور
جو گویا مر گئے تہے انہین ایک نئی روح پہونکدی - وہ وحشی قومین جو اپنے سایہ سے بہڑکتی تہین اور
صحراؤن مین ادہراودہر بہاگی بہاگی پہرتی تہین انہین باہم بہائی بنادیا اور انہین وہ رستہ بتادیا
کہ جہان سے وہ انسانی اعلے مدارج کی تکمیل کرسکے - وحدانیت کی وہ روشنی جو صدیون سے ٹمٹماکر
جہلکتی تہی اور جسکے نورانی پرتو کا نام ونشان تک باقی نرہا تہا پہر دوبارہ تاریک دلون مین بہڑکائی گئی
اور لوگون کے ظلمت مآب قلوب کو منور اور نورانی بنادیا - یہہ نبی عربی کا کام تہا جسکو آپنے دلیرانہ
اولوالعزمانہ اور جوشیلے طریقہ سے انجام دیا - اپنے کام کی انجام دہی مین آپ کی پرجوش فطرت
اور بلند حوصلہ نے اور پختہ ارادون نے بے سروسامانی اور معاون نہونے پر بہی آپکو ہمیشہ اپنے
ارادون مین آگے بڑہنے دیا - اور آخر منزل مقصود تک پہونچادیا اور یہہ منزل مقصود تکمیل نبوت
تہی - وہ مذہب جو گیلیلی کے کنارون پر وعظ مین بیان کیا جاتا تہا وہ مذہب جسمانی خدا کی پرستش
کرنے کا مذہب تہا - خدا کی حقیقت مٹانے کی کوشش کی گئی تہی یا انجان پنے مین یہہ کیا جاتا تہا
کہ اسکی اصلی ماہیت کو بہلادیا جائے اسلیئے اسکی جسمانی وضع قرار دی گئی اور اسیلئے دیوی کی پرستش
پرستش نے لوگون کے دلون مین پہر گہر کیا - ادہر گیلیلی کے مذہبی وعظ کی آوازین اور ادہر دیوی
کے پرستش کرنے والون کے عقائدی صداؤن کی گونجین باہم ایسی گڈمڈ ہوئین کہ پہر کوئی ابتک
دودہ کا دودہ اور پانی کا پانی الگ کرکے نہ دکہاسکا آخر محمد عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوا
اور پہر آپ ہی اسکے کام کی انجام دہی کے لئے مخصوص کیئے گئے - وہ حرا کا خلوت نشین وہ احد
کا سفر ایسی قوم مین پیدا ہوا تہا کہ جس کی گہٹی مین شرک وبت پرستی پڑی ہوئی تہی -
ان ہی کو خدا کی وحدانیت منوادی اور خدا پرستی کے گہرے گہرے نقوش ان کے دلون پر کندہ کر
اسکی جمہوری حکومت کی بجلی نے اس ظلم وستم کا فیصلہ کردیا کہ جو بادشاہون اور حکمرانون کے ہاتہ
سے ہوا کرتے تہے ان کے دماغ آزادی کی خوشبوؤن سے معطر کردئے کہ جو انہین صدیون سے
نصیب نہ تہی - انہون نے خواب مین بہی کہی اس شریف آزادی کو نہ دیکہا تہا -
وہ آزادی کہ جس نے حکمرانون اور علمائے دین کے ظالم پنجون سے مظلومین کو نجات بخشی -
ادہر حکمرانون کے قابل رحم مظالم اور ادہر علما کے شدید ظلم ایک آفت برپا کررہے تہے مگر ان خدا
کی جان پر آخر کار حرا کے خلوت نشین کی جمہوری سلطنت کی بجلی ٹوٹ پڑی اور جس نے صدیوں
کے ظلم وستم کی بیخ وبنیاد اکہیڑ کر جلدی دی اور اسے خاک وسیاہ کردیا -
ان ظلم خیز انجمنون اور ستم آرا صحبتون کو جو خدا کی مخلوق کو کچل رہی تہین اور ان کے قہر آلود
پر آشوب ہاتہ تمام دنیا پر پہیلے ہوئے تہے ایک ایک کو نیست ونابود کردیا اور ان کا نشان صفحہ ہستی

مٹا دیا۔ وہ آفت خیز اور قیامت انگیز زمانہ کہ جس مین انسانی ... مین بھیجا جا رہی تہین۔ اور جسمانی مصیبتین خنکی شدید اور خون انود تکلیفون نے ایک ... آرام اور راحت مین تبدیل کر دی گئین۔ اسکی اصلاح ... اور خدا کو علیحدہ علیحدہ کر دیا تہا۔ اس ... پرستی کو غت ربود کر رکہا تہا۔ اسنے ان رشتون ... اس غفلت کے پردون کو اٹھا دیا کہ جو خدا کا سچا جلال ... کہ جو خدا کی راہ مین حائل تہے اور چلنے والا ٹہوکرین کہا کہا کر گرتا تہا۔ ان ... برطرف کر دیا کہ جو رہگیرون کو رستہ چلنے سے مانع آتے تہے۔ ... نے جو دنیا کے نجات دینے کے لئے مبعوث ہوا تہا جیسی علم و فضل ... نصیب نہین ہوئی۔ قلم ہی سے انسانی کامون کی تکمیل ہوتی ہے۔ قلم ہی ... ہوتا ہے یعنے قلم ہی انسان کو منصف بناتی ہے۔ قلم ہی گویا دوسری ... کی نظرون مین ہے۔ آپ کی وحدت پرستی کی ... حکومت کی جمہوریت کا روشن خیال آپکی سادگی اور انسانی اخلاق ... نبیون سے درجۂ فضیلت قایم کرتا ہے۔ وہ بیشک افضل النبیین تہا اور ... اور نبیون مین فضیلت دی تہی۔

جب عرب کے گروہ کے گروہ اور قبائل کے قبائل آپکے دین قبول کرنے کے لئے آنے لگے تو آپکو ... ہوگیا کہ مین اپنے دین کی تکمیل کر چکا۔ اپنی وفات سے پہلے آپ کی یہہ خواہش ہوئی کہ ایکدفعہ اور ... حج بیت اللہ کیا جائے۔

چنانچہ آپ ۲۵ ذیقعدہ (۲۳ فروری ۶۳۲ع) کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور ایک گروہ کثیر ... سلمانون کا آپکے ہمرکاب ہوا۔ اور جب آپ مکہ تشریف پہنچے تو ارکان حج کے ... اچوٹے سے مسلمانون کے کثیر التعداد مجمع کو مخاطب فرما کر یہہ ارشاد کیا۔ ...

ایہا الناس اسمعوا قولی" یعنے اے مسلمانون میری بات سنو مین نہین جانتا کہ ... ... قف مین شاید مین تم سے پہر ملون"

... اری زندگیان اور مال غیر ممکن ... حاضر ہوگے جو تمہارے کامون کا تم سے ... اے لوگون تمہارے ... اوران کے حقوق تم پر ہین۔ اپنی بیویون سے مہربانی ...

ابن ہشام صفحہ ۹۶۶۔ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ... مین یہہ لکہا ہے کہ نوے ہزار سے ایک لاکہہ چالیس ہزار ...
اس حج کو حجۃ البلاغ اور حجۃ الاسلام کہتے ہین۔

[illegible]

قومون مین روانہ کر دئے گئے تہے تاکہ ان لوگون کو اصول اسلام کی تعلیم دین اور انصاف و عدل کے قوانین وہان رائج کرین۔ آپ نے یمن مین جب معاذ بن جبل سردار کو بہیجا ہے تو یہہ سمجہا دیا تہا کہ اگر تم ان معاملات کا فیصلہ کرو کہ جو قرآن مین ہانہین ہین تو تم اپنی رائے سے کام کرنا حضرت علی جب یمن بہیجے گئے ہین تو انہین یہہ ہدایت کردی تہی اے علی اگر دو گروہ تیرے پاس فیصلہ او انصاف کے خواستگار آدین تو جب تک دونو کی نہ سن لے فیصلہ نہ کیجو“

ایک مہم اسامہ بن زید کی سرکردگی مین جو بعد ازان میدان شام مین شہید ہوا قسطنطینہ کی سلطنت کے خلاف روانہ کرنے کی تیاری کی گئی یہہ مہم اسلئے تیار کی جاتی تہی تاکہ اس ایلچی کا انتقام لیا جائے جو عیسائیون نے خلاف قوانین مروجہ قتل کر دیا تہا مگر وہ زہر جو یہود نے نبی اکرم کو خیبر مین دیا تہا برابر رفتہ رفتہ اثر کرتا جاتا تہا اور آخر یہانتک نوبت پہونچی کہ اس کے اثر کے آثار ظاہر ہونے لگے اور اب یہہ یقین ہوگیا کہ آپ زیادہ زندہ نہ رہینگے۔ یہہ زبون خبر کہ نبی اکرم کا آخری وقت ہے خوفناک آگ کی طرح تمام عرب مین بہت جلد پہیل گئی اور اس مہم مین تو سب سے پہلے پہونچی کہ جو اسامہ بن زید کی کمان مین روانہ کی جاتی تہی خیال یہہ تہا کہ نبی کی وفات سے کہین اسلامی صوبون مین بدنظمی نہ پہیل جائے۔ یہہ خوف پورا تہا دور کے صوبون مین بدنظمی پہیل گئی۔ تین کذاب نبوت کا دعوے کر بیٹہے اور اپنے کو نبی مقرر کیا۔ اور چاہا کہ اپنے فریبون مین دوسرون کو پہانسین اور اپنی قومون مین یہہ یقین دلا دین کہ ہم نبی ہین۔ ان تینون مین جو بہت خوفناک تہا وہ الاسود یعنے ایک حبشی تہا۔ یہہ یمن کا سردار تہا بڑا چلتا ہوا۔ اکثر بیہوشت کرنے والا اور بڑا دولتمند۔ اسکے نادان شہریون مین اس کا افسون کسیقدر چل گیا اور افسون چلنے کی بڑی وجہ اسکی دولت بہی تہی اور ان وحشیون نے یہہ سمجہ لیا کہ جو شخص ہمین دولت سے لا مال کر رہا ہے ضرور نبی ہوگا۔ وہ ناتراشیدہ عقول سمجہین کہ نبی کی شان یہی ہے کہ اناپ شناپ چہنا چہن روپیہ دئے جائے۔

ان کا ہرج ہی کیا تہا صرف اتنے سے کہدینے مین کہ ہم نے تمہین نبی سمجہ لیا۔ دولت لٹانے اور اپنے ہمقومون کو اپنا بنانے مین اسکو بہت کچہ فائدہ ہوا اس نے آس پاس کے قصبون کو فتح کر لیا اور ان پر شب خون مار کر ان کو اپنا مطیع بنایا۔ اس نے شہر کو جو نبی اکرم کی طرف سے سینا کا گورنر مقرر ہوا تہا قتل کر ڈالا اس کا باپ ابہی وفات پا چکا تہا۔ شہر کے باپ نے اسلام قبول کرلے ہی اپنے کو کسریٰ کی سلطنت سے آزاد بنا لیا تہا اور یمن کے قریب قریب بستی ہوئی قومون کو مسلمان بنانا شروع کر دیا تہا۔ فریبی دغاباز الاسود نے بیرحمی سے شہر کو قتل کرکے زبردستی اسکی بیوی مرزبانہ سے شادی کرلی۔ لیکن اس فریبی کو آخر کار مرزبانہ کے اشارہ سے نبی نے قتل کر ڈالا اس حالت مین کہ یہہ چہپا ہوا تہا۔ دوسرا نبوت کا دعوے کرنے والا طلیحہ بن خویلد الفقعسی تہا جس نے بہت کچہ

دند مجاز کہا تہا تیسرا مسیلمہ کذاب تہا ان دونو۔ کی گت جب تک کہ حضرت صدیق اکبر خلافت پر نہین بیٹہے نہ بنائی گئی۔ مسیلمہ کذاب نے اس گستاخانہ اور غیر مودبانہ طرز تحریر مین نبی اکرم کو خط لکہا تہا جسکا مضمون درج ذیل ہے۔

از جانب مسیلمہ پیغمبر خدا بطرف محمد نبی اللہ۔ سلام۔ مین تمہارا شریک ہون۔ قوت کی دونوںمین تقسیم ہو جانی چاہئے۔ نصف دنیا میری ہے اور نصف تمہارے قریش بہاہیون کے لئے موجود ہے لیکن قریش حریص قوم ہے وہ باطمینان اس نصف پر قناعت کرتے نہین معلوم ہوتے"

اس کا جواب نبی اکرم نے یہہ دیا جس سے آپکی خالص فطرت کہلتی ہے۔ اور وہ جواب یہہ تہا۔

جواب از جانب محمد پیغمبر خدا بطرف مسیلمہ کذاب۔ السلام علی من اتبع الہدی۔ یعنے سلام ان ہی پر ہے کہ جو ہدایت کی راہ پر ہین۔ زمین خدا کی ہے۔ وہ اسی پر بخشتا ہے جسکو وہ چاہتا ہے خوف کہانے والے ہی اس سے پہولتے پہلتے ہین یعنے وہ ہی لوگ پہولتے پہلتے ہین جنہین اس کا خوف ہے۔

آپ کے آخری دن نہایت چپ چپاتی اور خاموشی سے گزرنے مین مشہور ہین۔ اس چند روزہ آرام نے گو آپ سخت کمزور اور ضعیف تہے پہر بہی آپکو تین دن تک متواتر مجمع مین نماز پڑہنے مین کوئی حرج نہین کیا۔ ایک شب آدہی رات کو آپ اپنے ان دوستون اور جان نثارون کے پاس قبرستان مین تشریف لیگئے کہ جو ہمیشہ کے لئے آرام کر چکے تہے اور آپ بہت روئے زاری کی اور ان کے لیئے مغفرت کی دعائین مانگین۔ آپنے پہر بی بی عائشہ کا مکان اپنے لئے پسند فرمایا یہہ حجرہ مسجد ہی کے پہلو مین تہا کیونکہ آپکا زمانہ مرض یہین گذرا تہا جہان آپ مین مرض کی حالت مین کچہ قوت آئی اور آپ جماعت کے ساتہہ نماز پڑہنے کو باہر تشریف لے آتے۔

آخر وقت جب آپ مسجد مین تشریف لائے تو حضرت علی اور فضیل حضرت عباس کے صاحبزادہ دونو چچازاد بہائی سہارا دیئے ہوئے تہے۔ ایک خوشنما اور خوش منظر مسکراہٹ آپکے لبون پر معلوم ہوتی جسنے حاضرین پر بہت بڑا اثر کیا۔ اور حضرت ابن مسعود فرماتے ہین کہ ہم سب اپنے سب ایمان دارون کی ماں یعنے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گہر مین وفات شریف کے وقت حاضر ہوئے آپنے ہماری طرف دیکہا اور اپنی آنکہون مین آنسو بہر لائے اور فرمایا کہ خوب ہوا تم آئے خدا تمکو زندہ رکہے اور پناہ دے اور مدد فرمائے مین تمکو خدائے تعالے سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہون اور تمہارے باب مین خدائے تعالے سے وصیت کرتا ہون مین اس کی طرف سے ظاہر ڈرانے والا ہون وصیت یہہ ہے کہ اللہ تعالے پر اس کے شہرون اور بندون پر چڑہائی نکر دا دسوہ کا وقت آلگا ہے اور رجوع جام وصال کی طرف ہے تو تم میری طرف سے اپنے آپکو

[illegible]

اور سعید بن عبداللہ اپنے باپ [illegible]

[illegible] علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت دن بدن زیادہ [illegible] تو [illegible]

پس حضرت عباس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت [illegible]

عرض کیا کہ لوگ جمع ہیں [illegible]

[illegible] حاضر ہوئے [illegible]

[illegible]

سب سے نیچے کے درجہ پر بیٹھہ گئے اور لوگ آپ کی طرف متوجہ ہوئے آپ نے خدا کی حمد وثنا کے بعد فرمایا۔

"لوگون مین نے سنا ہے کہ تم میری موت سے ڈرتے ہو گویا موت سے نفرت کرتے ہو اور تم میری موت کا جو انکار کرتے ہو تو کیا مین نے تمکو اپنی موت کی خبر نہین دی یا تمہاری اپنی خبر مرگ نہین پہونچی جو انبیا جیسے پہلے تم مین بھیجے گئے انمین سے کوئی بچا اور تم مین ہمیشہ کون رہا ہے سنلو کہ مین اپنے رب سے ملنے والا ہون اور تم بہی اس سے ملوگے اور مین تم کو وصیت کرتا ہون کہ جو لوگ پہلے ہجرت کرکے آئے ان کے ساتھہ بہتری کیجو اور ہجرت کرنیوالون کو آپس مین سلوک کے ساتھہ رہنے کی وصیت کرتا ہون اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔ "والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا وعملوا الصلحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر"

{یعنے قسم ہے اترتے دن کی مقرر انسان پر ٹوٹا ہے مگر جو یقین لائے اور کئے بہلے کام اور آپسمین تقید کا سچے دین کا اور آپسمین تقید کا صبر کا۔}

اور سب معاملات خدائے تعالی کے حکم سے ہوتے ہین تو ایسا نہو کہ کسی امر کی تاخیر کے باعث تم اس مین جائز ہونے کی درخواست کرو کیونکہ اللہ تعالے کسی کی جلدی کے باعث جلدی نہین کیا کرتا۔ اور جو شخص اللہ تعالے پر غالب ہونا چاہے گا اللہ تعالے اسکو مغلوب کریگا اور جو خدائے تعالے سے داؤن کرے گا۔

اللہ تعالے اسکو دہوکا دیگا وہ خود فرماتا ہے۔ "فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم" (یعنے)

{پہر تم سے یہہ بہی توقع ہے اگر تمکو حکومت ہو کہ خرابی ڈالو ملک مین اور توڑو اپنے ناتے۔}

اور مین تمکو انصار کے باب مین خیر کی نصیحت کرتا ہون اسلئے کہ انہون نے تم سے پہلے مدینہ مین اقامت اور ایمان کا خلوص حاصل کیا تم ان کے ساتھہ احسان کرنا دیکہو انہون نے اپنے پہل آدہے تمکو دئے تم کو گہرون مین وسعت کردی باوجود اپنی حاجت کے اپنی جانون پہ تمہین ترجیح دی یاد رکہو کہ اگر تم مین سے کوئی دو آدمیون پر بہی حکومت پاوے

تو چاہیے کہ ان کے محسن کی طرف سے جو کچھ وہ دے قبول کرے اور اگر کوئی ان مین سے کچھ بُرائی کرے تو اس سے درگزر کرے اور آگاہ رہو کہ ان پر اپنے آپ کو ترجیح مت دینا اور معلوم کر لو کہ مین تمہارا گواہ ہون اور تم مجھسے ملنے والے ہو اور خبردار رہو کہ ایک دن سب کو یہی راہ فنا اختیار کرنی پڑے گی۔"

پھر حضرت عباس نے عرض کیا اے نبی اللہ کچھ قریش کے لیئے بھی ارشاد کیجے۔ آپنے فرمایا۔

"اس امر یعنے خلافت کی وصیت مین قریش کو کرتا ہون اور لوگ قریش کے تابع مین نیک ان کے نیک کا تابع ہے اور بد بد کا پس اے قریش والو لوگون کو خبر کی وصیت کرتے رہنا اے لوگون گناہ نعمتون کو بدل ڈالتے ہین اور اخلاق کو متغیر کر دیتے ہین پس جب لوگ نیکی کرینگے تو ان کے امام بھی ان کے ساتھہ نیکی کرینگے اور جب بدکار ہون گے تو حاکم بھی ان پر رحم نکرینگے اللہ تعالے فرماتا ہے" وکذالک نولی بعض الظالمین بعضا بما کانوا یکسبون" (یعنے اور اسیطرح ہم ساتھہ ملا دینگے گنہگارون کو ایک دوسرے کا بدلا ان کی کمائی کا)۔

حضرت بن مسعود روایت کرتے ہین کہ حضرت ابو بکر نے عرض کیا کہ آپکو غسل کون دیگا آپنے فرمایا۔

"میرے اہل بیت کے مرد جو قریب تر ہون سب سے پھر وہ جو ذرا ان سے دور ہون۔"

پھر حضرت ابو بکر نے عرض کیا کہ آپکو کفن کیا دیوین۔ آپنے ارشاد کیا۔

"کہ میرے ہی کپڑے اور حلہ یمانی اور مصر کا سفید۔"

ان تمام وصیتون سے جو مین نے نقل کی ہین یہی ہدایتین ہین کہ اتحاد قایم رکھنا اور ایک دوسرے کے ساتھہ نیکی کرنا اس سے زیادہ نیکی اور ہمدردی کی طرف ہدایت کیا ہوگی دم لبون پر ہے اور وصیت یہہ ہے کہ ہمیشہ نیکی کرنا اور باہم دوستی رکھنا۔ آخر پیر کو دوپہر کے وقت (۱۲ ربیع الاول سلہ ہجری جون ۶۳۲ء)۔

جسوقت آپ لبون ہی لبون مین خدا کی عبادت کر رہے تھے پاک روح نے آپ کے تن مبارک سے مفارقت کی۔ ف۱

یہہ پاک زندگی جس نے اول سے آخر تک اپنے مالک کی مرضی مین اپنے کو رکہا اسطرح سے ختم ہو گئی

ف۱ ابن ہشام صفحہ ۱۰۰۹۔ ابن الاطہر جلد ۲ صفحات ۲۴۲ و ۲۴۵۔ ابو الفدا صفحہ ۹۱۔

کیا کوئی اور نبی بھی ایسا ہوا ہے کہ جو نبی اکرم کے برابر گوناگون مصائب سہنے اور تکلیفین اٹھانے
مین برابری کر سکے؟ وہ ناقابل برداشت امتحانات کہ جو اچھے بہادرون اور مستقل مزاجون کے پتے
پانی کر دیتے ہین محمدؐ نے نہایت صبر او تحمل سے انہین برداشت کیا مگر ان فرایض کی انجام دہی
مین جس لئے کہ وہ مبعوث ہوا تھا اس نے کبھی کوتاہی نہین کی اور ذرا بھی نہ ہارا۔ کیا کوئی ایسا ہی
کہ جو دنیا کی بھڑکتی ہوئی آگ مین کھڑا ہوا اور پھر اسکو آنچ نہ آوے؟ وہ مظلوم اور عاجز منادی کرنے
والے سے سلطان و حکمران عرب بنگیا اور کسری اور قیصر کا ہم پلہ ہو گیا اور جو دنیا کی قومون کا ثالث
پنج بنگیا۔ لیکن پھر بھی مزاج کی وہ ہی انکساری رہی وہ ہی دل کی صفائی اور وہ ہی روح کی نجابت وہ
ہی مزاج کی استقلال وہ ہی احساس کی شستگی اور لطافت او نزاکت رہی وہ ہی اپنے فرض کے
پورا کرنے مین تندہی رہی جس نے اسے امین کا خطاب دلوایا اور کبھی آخر دم تک کہ اسکی جان اس کے
جسم سے الگ رہی تھی اور جانکندیون کا دور بہت خونخواری سے ہو رہا تھا اس کے لبون اسکی زبان
مبارک سے اگر کچھ سنا تو یہہ کہ ہمیشہ اچھی باتین کرنا گنہگار کی خطا کو معاف کرنا اور ایک دوسرے کے
ساتھہ بہ ہمدردی پیش آنا جس زمانہ مین کہ اس نے مکہ والون کے آگے خدا کی وحدت بیان کرنی شروع
کی تھی اور انہون نے کوئی بات دق کرنے مین اٹھا نہ رکھی تھی وہ کونسی وحشیانہ تکلیف تھی جو اسے بدنگی
یا دینے کی تدبیر نہ کی گئی وہ کونسی بری باتین تھین جو اسکی نسبت استعمال نہ کی گئین۔ وہ کونسا آفت
ناک برتاو تھا جو اس سے نہ برتا گیا یا پیسنے کی تدبیر نہ کی گئی۔ مگر یہ اسی فطرت کو شایان تھا کہ جب آپنے
اس شہر کو فتح لیا ہے ایک شخص کی بھی بدنگرانی او یہی کہا کہ رحم سیکھو۔ اور خدا کو واحد جانو۔ ایک فطرت
کیسی صداقت کیسی الہام کیسی شفقت آمیز لیکن وہ بہادر جری مستقل جو نہ صرف اکرام و توقیر کی تلقین
کرتی ہے بلکہ محبت پر بھی زور دیتی ہے۔ خصوصی طور پر مورخان عرب عبداللہ کے صاحبزادہ کی
توصیف و مدح خود ہی نہین کرتے بلکہ اسکی سلطان ہونے پر بھی عاجزی حلیمی انہین زبردستی اپنی
تعریف پر مائل کرتی ہے وہ تو وہ مخالفون کو ٹٹولا جائے کہ انہون نے صفات محمدی کی مقناطیسی
کششون سے اپنے دلون کو کہانتک بچایا ہے تو معلوم ہوگا کہ ان سنگ دلون مین بہت سے
ایسے بھی ہین کہ جن کی قلم سے بے اختیاری مین عبداللہ کے صاحبزادہ کی تعریف نکل گئی ہے۔
آپ کا امیرون سے بخلق اور بہ تواضع پیش آنا۔ آپ کی غربا کے ساتھہ ملنساری اور مروت
عاجزون کا ڈھارس بندھوانا۔ یتیمون کے سرون پر شفقت سے ہاتھہ پھیرنا ستم زدہ کی حالت
پر آنسو بہانا اور غربا پر ہمیشہ ترس کھانا اور مسافر نوازی کرنے نے تمام جہان سے ایک حبشی
نظرون سے دکھایا اور ایک زمانہ نے آپ کی عزت کی۔ بیشک وہ پاک ذات اسی قابل تھی۔
ایکی شجاعت سے ایکی دلی فیاضی اور صفائے قلب بڑھا ہی تو وہ ایسی تھا یعنی بدرجۂ کیے

گو وہ نہ پڑھ سکتا تھا لیکن فطرت کی مجلد کتاب میں اسکی نظریں پہنچی ہوئی تھیں اور اس نے کئی کئی بار اول سے آخر تک اس کا مطالعہ کر لیا تھا۔ گو وہ ظاہری لفظی نقش و نگار نہ پڑھ سکتا تھا لیکن ایک وسیع ضمیر اور غواص نظر سے عالم کی روح کی ماہیت کی جانچ اور اسکی حقیقت سرتاپا پہچان لیتا تھا فطرت نے اسکے دماغ میں وہ قوت بخشی تھی کہ وہ عالم و جاہل کو یکساں جانتا تھا۔ یعنے فطرت کا ایک عظیم انسان علم اسے تھا کہ اسکے آگے فاضل سے فاضل کی بھی کچھ حقیقت نہ تھی علاوہ بریں اسکے چہرہ پر تمکنت و دبدبہ جلال شاہی عیاں تھا۔ اسکی شباہت اسکے انتہا درجہ کے عقلمندی کا نقشہ کھینچ رہی تھی قدرتی طور پر اس کی صورت وہ محبت خیز تھی کہ جس نے دیکھا وہ ہی فریفتہ ہو گیا۔ آپکی دماغی وسعت آپکے احساس کی لطافت اور پر جلال شان آپکی صداقت و نجابت اور آپ کی مروت و انسانیت سے ہزاروں روایتیں بھری پڑی ہیں اپنی امت کو جس نے ایسا بلا کا شیدا بنایا وہ نبی عربی ہی تھا۔ اس کی غربا پر کرمفرمائی اور ان سے انتہا درجہ کی شفقت نے کبھی ایسا نہیں کیا کہ کم درجہ کے آدمی گستاخی کریں وہاں یہہ بات ہی نہ تھی جوں جوں وہ ملتا تھا اس کا رعب قدرتی بڑھتا جاتا تھا اس خلق و عنایت اس کرمفرمائی اس شیریں کلامی اس ملنساری پر بھی اس کے جلال خیز اور پر دبدبہ چہرہ کے آگے کیا مجال تھی جو کوئی آنکھ ملا کر دو بدو باتیں کر سکتا حضرت انس آپکے خادم فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم کی خدمت میں دس برس کامل رہا لیکن کبھی یہہ نہیں ہوا کہ نبی نے مجھے اف تک کی ہو اگر میں حساب کروں تو مجھے معلوم ہوگا کہ میں نے اتنی خدمت نبی اکرم کی نہیں کی جتنی آپنے میری کی۔ آپ اپنی سادہ رہنے کی جگہہ میں اپنے ہاتھ سے جھاڑو دیا کرتے تھے اور اپنے کپڑوں میں آپ پیوند کر لیتے تھے۔ کبھی کسی بات پر یہہ نہیں کہا کہ اس یوں نہ کرتا تو اچھا تھا۔ آپکو اپنے کنبہ کی بہت محبت تھی آپکا ایک صاحبزادہ آپکی چھاتی پر اناکی دہوانداری کو ٹھڑی میں وفات پا گیا یہہ انا ایک لہار کی بیوی تھی۔ اسوقت جو کچھ آپکو صدمہ ہوا ایک شفیق باپ کا دل بخوبی اندازہ کر سکتا ہے۔ آپکو اولاد ہونے کی بہت آرزو تھی اسلئے آپکو ننھے ننھے بچوں سے ایک دلی محبت تھی شاہراہوں میں چلتے چلتے آپ ننھے ننھے معصوم بچوں کو ٹھہرا لیتے اور ان کو چمکارتے اور ان کے سروں پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے۔ آپنے اپنی زندگی میں کسی کو بھی جھڑکی نہیں دی اسپر بھی جب آپ کی وفات ہونے لگی تو آپنے مجمع کے سامنے یہہ فرمایا۔

اگر میں نے کسی کو کچھ تکلیف دی ہے یا کسی کا کچھ دل دکھایا ہے تو میں اس کے عوض دینے کو موجود ہوں اگر مجھپر کسی کا کچھ آتا ہے تو جو کچھ میرا ہے وہ سب تم لوگوں کا ہے۔

یہہ سنکر ایک شخص اس مجمع مین سے اٹھا اور کہا اے نبی اللہ فلان دن جو آپ نے ایک غریب کو مجہسے تین درہم دلوائے تہے وہ میرے آپ پر آتے ہین فوراً ان مفصلہ ذیل الفاظ کے ساتہ اس کے درہم ادا کر دئے گئے۔

"اس دنیا کی خجالت اس عالم کی شرمندگی اور خفت سے بہتر ہے"

اس خلق اور خدا سے خوف کرنے کی مثال اور بہی کوئی بہی ہو سکتا ہے؟ اگر آپکو زیادہ غصہ آتا تہا تو آپ یہہ الفاظ کسی کی نسبت ارشاد فرماتے تہے "اور اس کا کیا ہونا ہے خدا کرے اسکی پیشانی تاریکی کی کیچڑ سے لت پت ہو" جب آپ سے کسی نے عرض کیا کہ فلان کافر پر لعنت بہیجے تو آپنے فرمایا مین خدا کی مخلوق پر رحمت بہیجنے آیا ہون نہ کہ لعنت کرنے"

آپ ہر مریض کی عیادت کے لئے اُس کے مکان پر تشریف لیجاتے تہے۔ جو جنازہ رستہ مین ملتا تہا آپ اسکے ہمراہ ہو جاتے تہے۔ اگر کسی غلام نے بہی آپ کی دعوت کی تو آپنے کبہی انکار نہین کیا۔ آپ نے بکریون کا دودہ اپنے ہاتہ سے دہویا ہے۔ اسنے کبہی دوسرے کے ہاتہ مین سے اپنا ہاتہ الگ نہین کیا جب تک کہ اسنے نہ علیحدہ کر لیا۔ اس نے کبہی کسی کی طرف سے باتین کرتے پیٹہ نہین پہیری جب تک کہ وہ خود نہ چلا گیا ہو۔ اس کا ہاتہ انتہا درجہ کا فیاض اس کا دل اول درجہ کا بہادر۔ اسکی زبان غایت درجہ کی سچائی کی بہری ہوئی آپ نے ان لوگون کی وفاداری سے حفاظت کی کہ جو آپ کی حفاظت مین آگئے۔ آپ پسندیدہ اور شیرین کلامی مین بہی افضل تہے جن لوگون نے آپ کی زیارت کا شرف حاصل کیا وہ ہی از خود آپ کا اکرام کرنے لگے جو لوگ آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے آپکے شیدا و فریفتہ ہوگئے جس شخص نے آپکی خدمت مین جانے کا شرف حاصل کیا ہے وہ ہی کہتا ہے کہ مین نے ایسا شخص نہ دیکہا نہ سنا۔ آپ اکثر خاموش رہا کرتے تہے لیکن جب آپ تکلم فرماتے تہے تو مقصود بالذکر پر زور دیکر آہستہ آہستہ ایک ایک لفظ بیان فرماتے تہے کہ سننے والا کبہی نہ بہولتا تہا اور۔

فاسٹر کول نے جو کچہ نبی اکرم کی نسبت تحریر کیا ہے وہ عیسائیون کی توجہ کے قابل ہے کہ ایسا فاضل مصنف کیا رائے قایم کرتا ہے۔ یہ یہان بغیر نقل کئے نہین رہ سکتا۔ ترجمہ انگریزی

یہہ اسکی مقدس ذات پر ۔ رحم اور ناز کی صورت اور علاوہ وہ بہی بہادر شجاعت مین وہ بنوا در اعتزاز تہا کہ ان لوگون سے ہی جو اندہے تہے سے آپ کی طرف دیکہتے ہین پہر ہی آپ کے سچے جلال سے جکا جوند ان کی نگاہون مین ہو جاتی ہے۔ یہہ وہ شخص ہے جو تن تنہا اپنی قوم کی خشونت انگیز دشمنی اور مخالفت مین برسون تک دلیرانہ سینہ سپر ہوئے کہڑا رہا۔ یہہ وہی شخص ہے کہ جسنے مصافحہ کرنے پر کبہی اپنا ہاتہ بغیر دوسرے کے الگ کئے نہین ہٹایا۔ وہ معصوم بچون کا پیارا کبہی ایسا نہین ہوا کہ ایک جہنڈ چہوٹے چہوٹے بچون کا اس کے سامنے سے گذر گیا ہو اور اسنے اپنی تعجب خیز مسکراتی ہوئی نظرون کو ان پر نہ اٹہایا ہو اور خندہ پیشانی سے مہربانی آمیز لفظ نہ کہا ہو۔ اسکی فیاضی اور کشادہ دل دوستی۔ اسکی عجیب کریمی اور توفیق بخش فیاضی۔ اسکی بے باک جرأت اور اسکی

... نفس ... اور انکساری نے اسکو ایک عالم کا محبوب بنا دیا۔ اس زمانہ مین کہ جب
غلہ بہت ستا بکتا تھا اور کئی کئی وقت کے بعد کہانے کو ملتا تھا پہر بہی آپ اپنی روٹی
میں سے دوسرے بہوکے کو دیتے تھے۔ کیسا ہی بد مزاج شخص آپکے پاس جاتا آپ اس کا
... اٹہاتے اور تبسم انکا بہت ایسی تسکین دیتے کہ پہر وہ پریشان خاطر ہوتا۔ آپ ایسا مروت
مین مصیبت زدون کی بیتی سنے کے لئے پہرا کرتے آپ کم درجہ کے آدمیون کے گہرون مین تسلی
دیتے اور شکستہ دلون کی ڈھارس بندہوانے کے لئے تشریف لیجاتے۔ آدنے اور بہت ہی
کم درجہ کے غلام آزادی سے آپکا ہاتہہ پکڑ کر اپنے مالکون کے پاس لیجاتے اور عرض کرتے کہ آپ
اس بڑے برتاؤ پر جو ہمارے مالک ہمارے ساتہہ کرتا ہے اس سے خوش ہیں اور یہہ بند و بست
کر دیں کہ آیندہ وہ ہم پر یہہ ستم نکرے۔ آپ خوشی خوشی تشریف لیجاتے اور انکو دراغا رہنوی ...

... القلوب۔ مصنفہ شیعہ۔ ... الاحباب۔ مصنفہ سنی۔

امید تمام اس نکتہ چینی کو جو اسکی تعریف میں کی جاتی ہے از خود ملائم کر دیتی اور بیتاب بنا دیتی ہے۔ یار کمتر
الفاظ میں یہہ کہو کہ نکتہ چینی کی بنیاد ... اکہیڑ کر پہینک دیتی ہے اسکا اپنی اولوالعزم اور شریف ادراک مین
انکو نسبت اتقائے ربانی ہے کا یقین اس زمانہ مین جبکہ اتقائے ربانی پر منحصر آ پایا جاتا تہا وہ ہمیشہ یہا خیال تہا
کہ جس نے بربادی اور ویرانی سے قوم کو بچالیا۔
آپ دم تہی کہ اتقائے ربانی نے آپکا ایسے زمانہ مین اپنا بازگشت بنایا تہا کہ جس زمانہ مین آپ نے ایک دنیا کو آگ
مین گرنے سے بچالیا اور اس وقت اس کی ضرورت بہی بہت تہی آپکا اتقائے ربانی کا سرگرم جوش نہایت پاک
اور صاف اور خوش آیند وہ تہا۔
آپ ان چند شاذ و نادر انفاس میں ایک ایسے خوش نصیب آدمی تھے کہ جو اپنی ہی زندگی مین ایسی عظیم الشان
سچائی کا نور چمکا جاتے ہیں جو ایک خلق کو ... ... دیتی ہے۔

آپ ایک ہی خدا کے نبی تھے اور آپ وفات کے سخت وقت تک بہی یہہ نہ بہولے کہ مین کون ہون اور کس لئے
مبعوث ہوا ہون۔ آپکے اپنے عظیم الشان عہد کے ابہرتے ہوئے یقین پر لوگون کو ثابت قدم دین سے اپنا شیدا مین
جلیمی کے جس کی جڑ مین آپکے ضعف کے علم مین پانی ہی ہوئی ہے۔
مسٹر بول کے یہہ الفاظ کہ جوات کی طبیعت کی منصفی کا نقشہ کہینچتے ہیں غور و توجہ کے قابل ہیں۔
مسٹر بول نے آزادی سے موفقانہ پہلو پر بحث کی ہے جو پہلو انہون نے اختیار کیا ہے وہ صرف مصلحۃ ہونے پر مبنی
ہے۔ جو ہم مسٹر بول پر یہہ الزام نہیں قایم کر سکتے کہ انہون نے صاف الفاظ مین نبی کیون نہین لکہا بلکہ
ہمین ممنون ہونا چاہیے کہ جو کچہہ انہون نے لکہا اس سے زیادہ ایک غیر اسلام نہین لکہہ سکتا اسلئے
ہم ان کے مشکور ہین۔ اسمین شک نہین کہ اگر کوئی انصاف سے آپ کے سوانح عمری دیکہے گا تو جو کچہہ
... سے مسٹر بول نے لکہا ہے اسکی تو یقین کرنے مین اسے کچہہ بہی عذر نہو گا۔

آپ نے کہانے پر کبھی ہاتھہ نہ ڈالا جب تک کہ اللہ کا نام نہ لیلیا اور آپ نے کہانے سے کبھی ہاتھہ نہین اٹھایا جب تک کہ خدا کا شکر نہ کیا۔ آپ کا وقت با قاعدہ منقسم تہا۔ دن میں جب نماز کا وقت نہوتا تہا آپ نے والون سے ملاقات فرماتے اور کامون کا انتظام کرتے شب کو آپ بہت ہی کم سوکر تمام وقت خدا کی عبادت مین صرف فرماتے غریبون سے آپکو انس خاص تہا جو لوگ نگہرے ہوتے تہے وہ آپ کی مسجد مین آپ ہی کے حجرہ کے قریب آرام لیتے تہے تسلیم کو یہہ آپکا دستور تہا کہ آپ چند صحابہ کو اپنے عاجز اور مسکین سادہ کہانے مین شریک کرتے اور لوگ آپ کے خاص صحابہ کے مہمان ہوتے تہے۔ آپکے برتاؤ اپنے تلخ تر دشمنون کے ساتھ بہی وہی رحیمانہ اور متحملانہ تہے وہ آفتین جو آپ پر پڑین وہ مصیبت خیز حالتین جو سخت سنگین دل دشمنون کی طرف سے آپ پر بیتین جس بہادری سے کہ ان کو سہا اسی اولوالعزمی سے ان کے ساتہہ انکو مغلوب کرنے کے بعد فیاضانہ طور پر سلوک کیا۔ آپ ہمیشہ سیدہی سادی وضع رکہتے تہے آپکی طرز معاشرت آپکی پوشاک آپکا سامان خانہ داری اس امر کا شاہد ہے کہ آپ بہت بڑی سادگی مین زندگی بسر کرنے والے تہے حضرت ابوہریرہ روایت کرتے مین کہ اکثر بے کہانے بہی رہا کرتے اور کبھی صرف کہجورون اور پانی ہی پر قناعت کر لیتے اور یہہ اکثر ہوتا تہا۔ اکثر مہینے کے مہینے گزر جاتے تہے کہ آپکے چہوٹے سے حجرہ مین چراغ تک جلانے کو میسر نہ آتا تہا اسلامی مورخ کہتے ہین کہ خدا نے آپ کو اس دنیا کے خزانون کی کنجی دی کہ آپ لے لین لیکن آپ نے کنجی نہیں لی اور اس عالم کے آگے زوال پذیر نعمتون کی کچہ حقیقت نہ سمجہی۔

اشعار

اللہم صل علی روح النبی المطہر ۔ شفیع الوری فی یوم بعث و محشر
بشیر نذیر سید القوم جملۃ ۔ رسول کریم خیر ذات وجوہر
وما مثلہ فی الناس من صلب آدم ۔ بخلق عظیم ثم ذات معطر
اذا نار نور کنت فی خلق آدم ۔ خیر الملائکۃ جملۃ مکبر
اذا لاح بالانوار وجہ محمد ۔ فلم یبق نور ما النجم منور
سقی معشر الابرار من حوض کوثر ۔ شرابا طہورا خالیا عن مکدر
علیک صلواۃ اللہ یا سید الوری ۔ علیک سلام اللہ یا خیر منظر

(دسوان باب)

(اسلام)

هلم الی لا تقصد سوائی — انا المنان فاطلبنی تجدنی
اتذکر لیلة نار بیت سهرا — فلم اسمعت فاطلبنی تجدنی
اذا المضطر قال الا ترانی — نظرت الیه فاطلبنی تجدنی
اذا عبدی عصانی لم تجدنی — سریع الاخذ فاطلبنی تجدنی

پہلے اسلئے کہ اسلام کی قدر و منزلت بیان کی جائے اور اس کی بابت کچھ لکھا جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ لفظ اسلام کی ماہیت اور اس فرق کو یا اتصال کو جو ایمان اور اسلام مین ہے بیان کیا جائے اور دکھایا جائے کہ ایمان کسی کہتے ہین اور اسلام کے کیا معنے ہین — اس بات مین لوگون کا اختلاف ہے کہ آیا اسلام ایمان ہی ہے یا دوسری چیز ہے اور اگر دوسری چیز ہے تو اس سے جدا پایا جاتا ہے یا اسی کے ساتھ متعلق اور لازم رہتا ہے پس بعض تو یہہ کہتے ہین کہ دونو ایک ہی ہین اور بعض کا قول ہے کہ دو چیزین ہین — یہہ آپس مین نہین ملتین بالکل جدا جدا ہین بعض یہہ کہتے ہین کہ دو ہین مگر ایک دوسرے سے وابستہ رہتے ہین — ابو طالب مکی نے اس باب مین ایک بڑی طول طویل بحث لکھی ہے اور بہت کچھ اپنی قابلیت کا خرچ کیا ہے لیکن اس کی تحریر سے کوئی صاف بات نہین کھلی کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی علیحدہ ہوکر سامنے آجائے اسلئے مین مناسب نہین جانتا کہ ایسی لونگی غیر نتیجہ تحریر کو نقل کردن اسلئے جو کچھ میری سمجھہ مین آتا ہے تحریر کرتا ہون — اس باب مین مجھے تین بحثین کرنی ہین — اول اسباب مین کہ لغت مین دونو لفظون کے کیا معنے ہین — دوم محاورۂ شرع مین ان دونو لفظون سے کیا مراد ہے — سوم ان دونو کا حکم دنیا و آخرت مین کیا ہے — غرض کہ اول بحث لغوی ہے دوسری تفسیری اور تیسری فقہی شرعی اول بحث — لغوی معنی کے بیان مین — اسمین حق یہہ ہے کہ ایمان تصدیق کو کہتے ہین چنانچہ قرآن مین آیا ہے — "وما انت بمؤمن لنا یعنے تو باور نہ کریگا ہمارا کہنا" مومن سے مراد مصدق یعنے تصدیق کرنے والے سے ہے اور اسلام کے معنے فرمانبرداری کو ماننے اور سرکشی اور انکار اور عناد کو چھوڑنے کے ہین اور تصدیق کا ایک محل خاص ہے یعنے وہ دل سے ہوتی ہے اور زبان اسکی ترجمان یعنے بیان کرنے والی ہے — اور ماننا عام ہے جو دل اور زبان اور اعضا سے ہوتا ہے — کیونکہ جو تصدیق دل سے ہے وہ تسلیم

اور ترک انکار ہے اسیطرح زبان سے اقرار کرنا اور طاعت اور انقیاد اعضا سے کرنا ہے حاصل یہہ ہے کہ لغت کے اعتبار سے اسلام تمام ہے اور ایمان خاص اور اسلام کے اجزا مین سے اشرف کا نام ایمان ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک تصدیق تسلیم ہے اور یہہ نہین کہ تسلیم تصدیق ہو شریعت مین ان دونو کا استعمال تینون طور پر آیا ہے یعنے ان دونو کے ایک معنی ہون یا جدا جدا ہون یا ایک کے معنون مین دوسرے کے معنے داخل ہون دونو کے ہم معنے ہونے کی مثال یہہ ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف مین آیا ہے۔ "فاخرجنا من کان فیہا من المومنین فما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین" یعنے پھر بچا نکالا ہم نے جو تھا وہان ایمان والا پھر نہ پایا ہم نے اس جگہہ سوائے ایک گھر کے مسلمانون کا۔ اور یہہ امر باتفاق ثابت ہے کہ ایک ہی گھر تھا اسیکے لئے مومنین اور مسلمین ارشاد فرمایا اور فرمایا "یا قوم ان کنتم امنتم باللہ فعلیہ توکلوا ان کنتم مسلمین" یعنے اے قوم اگر تم ایمان لائے ہوا اللہ پر تو اسی پر بھروسہ کرو ہو مسلمان"

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بنی الاسلام علی خمس[1] یعنے اسلام بنایا گیا ہے پانچ باتون پر ایکدن نبی اکرم سے ایمان کی نسبت ایک صحابی نے سوال کیا تو آپ نے اسکے جواب مین بھی یا پانچون رکن ارشاد فرمائے اس سے معلوم ہوا کہ اسلام و ایمان دونو ایک ہی چیز ہین اور دونو کے جدا جدا ہونے کی مثال یہہ آیت ہے۔ "قالت الاعراب امنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا" یعنے کہتے ہین گنوار ہم ایمان لائے تو تم ایمان نہین لائے پر کہو مسلمان ہوئے" یعنے یہہ کہو ہم نے ظاہر مین انقیاد قبول کیا۔ اور اس جگہہ ایمان سے مراد فقط دل کی تصدیق ہے اور اسلام سے غرض زبانی خواہ اعضا کی ظاہری فرمانبرداری ہے۔

سعد بن ابی وقاص کی حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص کو کچھ عطا کیا اور دوسرے کو وہ نہ دیا تو حضرت سعد نے عرض کیا کہ یا رسول اکرم آپنے اس شخص کو چھوڑ دیا حالانکہ وہ مومن ہے۔ آپنے فرمایا کہ مومن ہے یا مسلم[2] پھر دوبارہ سعد نے وہی عرض کیا پھر آپنے دوبارہ وہی جواب فرمایا۔

اس سے تو یہہ کھلا کہ ایمان اور اسلام دو دو چیزین ہین اور انمین فرق ہے اور ایک کے معنے دوسرے مین داخل ہونے کی مثال یہہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ اعمال مین سے کونسا افضل ہے آپنے فرمایا کہ اسلام پھر سائل نے عرض کیا کہ اسلام کونسا افضل ہے آپنے فرمایا کہ ایمان[3] اس روایت سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دونو

[1] بخاری ومسلم بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہ۔

[2] بخاری ومسلم۔

[3] مسند احمد [illegible]

مختلف بھی ہین اور ایک دوسرے مین داخل بھی ہین اور یہہ لغت کی رو سے استعمالون مین سب سے اچھا ہے اسلئے کہ ایمان اعمال مین سے ایک عمل ہے جو سب اعمال سے افضل ہے اور اسلام تسلیم کا نام ہے خواہ دل سے ہو یا زبان سے یا اعضا سے اور ان سب مین بہتر وہ تسلیم ہے جو دل سے ہو اور یہہ دل کی تسلیم وہی تصدیق ہے جسکو ایمان کہتے ہین اور ان دونو کا استعمال جدا گانہ طور پر خواہ تداخل یا ترادف کے طور پر مجاز فی اللغۃ کے طریق سے خارج نہین مثلاً جدا گانہ طور پر اسطرح ہو کہ ایمان کو فقط دل کی تصدیق کا نام کہین تو یہہ لغت کے موافق ہوگا اور اسلام کو تسلیم ظاہری ٹہراوین یہہ بھی لغت کے موافق ہے اسلئے کہ تسلیم اگر تسلیم کی بعض جگہون سے ہی ہوگی تو اسکو بھی تسلیم ہی کہینگے یہہ تو شرط نہین کہ جہان جہان معنے کا پایا جانا ممکن ہو لفظ سے وہ سب حاصل ہی ہون جیسے اگر کوئی شخص دوسرے کو اپنے بدن کے کسی عضو سے چہو دے تو چہونے والا کہلا دیگا گو سب بدن چہونے مین شامل نہین اسیطرح لفظ اسلام کو صرف ظاہر کی تسلیم پر بولنا جسوقت کہ باطن کی تسلیم نہو لغت کے مطابق ہے اور اسی بنا پر قرآن شریف مین آیا ہے۔

"قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا" اور سعد کی حدیث مین جیسا ہم نے اوپر نقل کیا صاف پایا جاتا ہے کہ نبی اکرم نے مومن کو مسلم پر ترجیح دی۔ اور میری غرض دونو کے معنون کے جدا ہونے سے یہی ہے کہ ایک دوسرے سے ٹکر ہوا اور تداخل کے طور بہی لغت کے موافق ہوگا یعنے اسلام کو یہہ ٹہرالین کہ دل اور قول اور عمل سب سے تصدیق کا نام ہے اور ایمان بعض تصدیق کا نام ہے جو اسلام مین داخل ہے یعنے صرف دل کی تصدیق اور اسی کے مطابق نبی اکرم نے ارشاد کیا کہ جب سائل نے عرض کیا کہ کونسا اسلام افضل ہے تو آپنے فرمایا کہ ایمان یعنے آپنے ایمان کو خاص کر کے اسلام مین داخل کر دیا اور ان کے ایک معنون مین استعمال کی مثال یہہ ہے کہ اسلام کے معنے تسلیم کے لئے جاوین جو دل اور ظاہر دونو سے ہو کیونکہ تسلیم بہرحال ہوگی اور ایمان کے معنے بہی یہی کردئے جائین اس صورت مین صرف اتنا تصرف ہوگا کہ ایمان مین جو خصوصیت دل کی تسلیم کی تہی اس کو عام کر دیا جاویگا اور ظاہر کی تسلیم کو بہی اس مین داخل کیا جاویگا اور یہہ تصرف درست ہے اسلئے کہ ظاہر کی تسلیم قول اور عمل سے باطن کی تصدیق کا ثمرہ اور نتیجہ ہوتی ہے اور کبہی ایسا ہوتا ہے کہ درخت بولتے ہین اور تسامح کے طور پر اس سے درخت مع پہل مراد ہوتا ہے تو اتنے تصرف سے ایمان ہم معنے اسلام کا اور اسکے مطابق ہو جاویگا نہ اس سے زیادہ ہوگا نہ کم اور اسی بنا پر قرآن مجید مین آیا ہے۔

"فما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین"

تیسری بحث حکم شرعی کی بحث مین۔ اسلام اور ایمان کے دو حکم ہین ایک دنیوی اور ایک اخروی

حکم آخروی یہہ ہے کہ روحانی مضرتون کو مرنے کے بعد بچانا اور اس مین ہمیشہ رہنے کا مانع ہونا کیونکہ روحانی مضرت سے بچنے کو نبی اکرم نے یہہ فرمایا ہے ۱ "یخرج من النار من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من الایمان (یعنے نکلیگا آگ سے وہ شخص جس کے دل مین ذرہ بہر ایمان ہوگا"
ہان اسبات پر لوگون کا اختلاف ہے کہ آیا یہہ حکم کس چیز پر مترتب ہوتا ہے یعنے وہ کونسا ایمان ہے جس سے روحانی مضرتون سے انسان بچے۔ بعض کا قول تو یہہ ہے کہ صرف یقین کرنے سے انسان روحانی تکلیفون سے بچ سکتا ہے اور بعض علما یہہ بہی کہتے ہین کہ جب تک دل سے نہ یقین کرے اور زبان سے نہ اقرار کرے روحانی دنیا مین اسے کبہی راحت نہین مل سکتی اور بعض تیسری بات اور بہی بڑہاتے ہین یعنے اعضا سے عمل کرنا۔ لیکن میرا خیال اسبات مین یہہ ہے کہ صرف یقین دل سے کرنا کافی ہے۔
وجہ یہہ ہے کہ اگر کسی چیز کا دل مین یقین ہوگا اس کا ظہور از خود ظاہر ہونے لگیگا اور اگر نہ بہی ہو پہر بہی دل ہی سے یقین کرنا بہ نسبت زبان اور اعضا کے افضل ہے۔ یہہ ایک لازمی امر ہے کہ اگر دل مین کسی چیز کا یقین ہے زبان اور اعضا بہی گواہی دینگے کیونکہ دل کے ہی تابع یہہ سب اعضا ہین جب شاہ کسی چیز کا یقین کرلیتا ہے اس کے ماتحت خود بخود یقین کرینگے۔
ظاہری صورت بنانی ٹخنون سے اونچا پاجامہ ماتہے مین گٹہا پڑا ہوا لمبی ڈاڑہی کتروان لبین ہاتون مین بالشت والون کی تسبیح غرض تمام صورت مسلمان ولیون کی سی بنی ہوئی ہے مگر جو صورت بنائی ہے اس کا دل یقین نہین کرتا دل مین شرک و بدعت کا خزانہ ٹہس ماٹس بہرا ہوا ہے مین دریافت کرتا ہون کہ اس ظاہری رحمانی صورت سے کیا نتیجہ ہے۔ ہان یہہ سب سے افضل ہے کہ جسمین یہہ تینون صفتین ہون گی یا جو شخص ان تینون باتون کا جامع ہوگا۔ اسمین کسیکو مخالفت نہین ہے یہہ تو ایک درجہ ہوا اور دوسرا درجہ یہہ ہے کہ دو یا تین پائی جاوین اور کچہہ تیسری بہی ہو یعنے دل سے یقین کرنا اور زبان سے کہنا اور کسیقدر عمل بہی کیا جاوے مگر اس شخص نے ایک یا زیادہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب بہی کیا ہو تو اس صورت مین معتزلی یہہ کہتے ہین کہ وہ شخص ایمان سے خارج ہوگا مگر کفر مین داخل نہوگا۔ بلکہ اسکو فاسق کے نام سے پکارینگے۔ ابو طالب مکی کا یہہ قول ہے کہ عمل کرنا جزو ایمان ہے اور ایمان بغیر عمل کے پورا نہین ہوتا۔ اور پہر لطف یہہ ہے کہ ابو طالب نے اپنے اس قول پر اجماع کا دعوی ایسی دلیلون سے کیا ہے جس سے ان کے مطلب کا زیادہ تعلق نہین ہے گو انہون نے بہت زور دیکر ثابت کرنا چاہا ہے مگر وہ ناکام رہے۔ مثلاً انہون نے اپنی دعوے کی دلیل مین یہہ آیت قرآن مجید کی پیش کی ہے "الذین امنوا وعملوا الصالحات "

۱ بخاری و مسلم بروایت ابو سعید خدری رضہ

یعنے جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے اچھے" اس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ عمل ایمان کے سوا اور چیز ہے ایمان میں داخل نہیں ہے ورنہ عمل حکم معاد میں ہوگا۔ تعجب یہہ ہے کہ اس قول پر اجماع کا دعوے کرتے ہیں اور لطف یہہ ہے کہ خود ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کو نقل کرتے ہیں" یعنے کسی شخص کو کافر نہ کہا جاوے مگر اس صورت میں کہ جس چیز کا اقرار کر چکا ہے اسکا منکر ہووے۔ ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔

میری راے میں ہیئت اسلام اور اصلی ایمان نہ ظاہری عبادت ہے اور نہ ظاہری صورت ہے بلکہ اصلی اسلام و ایمان یہہ ہے کہ اپنی قوم اپنے ملک اور اپنے دین کی حفاظت کی جاوے اور اسکو ترقی دینے میں کوئی دقیقہ اپنی قدرت کے موافق باقی نہ چھوڑا جاوے۔ بس یہی رستہ روحانی نکلنے کو سے بچکر تحقیق اور دوامی شادمانی حاصل کرنیکا ہے۔ صرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کا نام اسلام نہیں ہے بڑا اسلام یہی ہے کہ ہمدردی کی جاوے اور اپنے بازو کے زور سے روزی پیدا کرکے اپنے متعلقین اور قوم کے بچوں کی پرورش کی جاوے۔ مفت کے ٹکڑے بغیر محنت اور مشقت کے مسجد میں بیٹھکر مروڑنے کا نام ہرگز اسلام نہیں ہے نہیں ہے نہیں ہے۔ نبی اکرم نے روزی کی بابت فرما دیا ہے۔ "طلب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ" (یعنے طلب کرنا حلال کا فرض ہے بعد فرض کے) خدا اور اس کی لازوال قوتوں پر ایمان لانے کا نام اسلام ہے اور یقین لانا یہی ہے کہ اسکی ہدایت کے موافق تمدن و تہذیب قایم کی جاوے اور اپنے اسلامی بھائیوں کو ہمدردی کا سبق پڑھایا جاوے۔ اگر یہہ ہمدردانہ فطرت نہیں ہے تو کبھی اسلام کی بو بھی اس میں نہیں ہے اسلام کی بنیاد ہی دنیا میں صرف صدیوں کے مناقشوں اور جھگڑوں کو مٹا کر اخوت و بھائی چارہ قایم کرنے کے لیئے نبی اکرم نے رکھی ہی اور آپ کی آخری وصیت بھی یہی تہی کہ ایک دوسرے سے محبت کرنا میں تو اپنے خیال میں خدا پر یقین کرنا یہی سمجھتا ہوں کہ اپنی قوم کے فایدہ کے لئے اپنی جان کیلئے جن لوگوں نے قوم پر اپنی لعل سی جانیں صدقہ کی ہیں ان پر اسلام اتبک فخر کرتا ہے اور ہمیشہ فخر کریگا اور بیشک وہ ہی لوگ ہیں جو خدا کے دربار میں بلندی پر بیٹھینگے۔ بس یہی اپنے رب پر یقین لانا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ "فمن یومن بربہ فلا یخاف بخسا ولا رہقا" (یعنے پھر جو کوئی یقین لاوے اپنے رب پر سو نڈریگا نقصان سے اور زبردستی سے) و نبی پر یا [1] ایمان لانے کے کیا معنے ہیں۔ صرف یہی نہیں ہیں کہ ہم یہہ سمجھہ لیں کہ جتنے نبی گزر گئے وہ خدا کی طرف سے دنیا پر مبعوث ہوئے تھے اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ ہی پر ختم نبوت ہو گئی۔ بس اور کچھہ نہ یقین کریں صرف اتنے سے یقین کرنے کو اسلام

[1] طبرانی بروایت ابی سعید بسند ضعیف۔

یا ایمان نہین کہتے اسلام یا ایمان یا نبی اور خدا پر یقین کر لینے کے یہی معنے ہین کہ ہم ان مذکور
نصیحتون وصیتون پر سرگرمی سے کاربند ہون کہ جو انہون نے اپنی آخری حیات مین نصیحتین کی
ہین ان پر چلین اور اپنے دوسرے بہائیون کو چلنے کی ہدایت کرین - اور دنیا مین نصیحتین پہیلا دین اور خدا
کی بادشاہت مین اسکے سچے دین کو پہیلانا اور تمدن قایم کرنا لوگون کو تہذیب سکہانا اور وحشیون
کو آدمی بنانا پس یہی اسلام ہے یہی ایمان ہے اور یہی نبیون اور خدا پر ایمان لانا ہے - اسی لئے
قرآن مجید مین آیا ہے ،، والذین امنوا باللہ ورسلہ اولئک ہم الصدیقون ،، یعنے اور جو
لوگ یقین لائے اللہ پر اور اسکے سب رسولون پر وہی ہین سچے ایمان والے
اسکے آنے والی آیت مین ہمارا مطلب صاف کہل گیا یعنے صرف یہہ سمجھ لینا کہ ایمان اور اسلام
صرف نبیون کو نبی سمجھنے کا نام ہے محض غلط اور بے معنے بات ہے - بلکہ نبیون کی ہدایتون
پر عمل کرنا اور ان کی بشارتون اور ڈراوون کے موافق قدم بقدم چلنے کا نام اسلام ہے
جیسے قرآن مجید مین صاف طور پر آگیا ہے - کہ ان کی باتون پر ہدایت پر ایمان لانے والے ہی نجات
پاتے ہین ،، کلما القی فیہا فوج سألہم خزنتہا الم یاتکم نذیر قالوا بلی قد جاءنا نذیر فکذبنا
وقلنا ما نزل اللہ من شیء ،، یعنے جس بار پڑا دوزخ مین ایک گروہ پوچہا اس سے اسکے کارکنون نے کیا
نہ پہونچا تمکو کوئی ڈر سنانے والا وہ بولے کیون نہین ہمارے پاس پہونچا تہا ڈر سنانے
والا پہر ہم نے جہٹلایا اور کہا کوئی نہین اتاری اللہ نے کوئی چیز ،، اس آیت مین لفظ کلما القی فیہا
کا عام ہے تو یہہ چاہیے کہ جو دوزخ مین ڈالا جاوے وہ تکذیب کرنے والا ہو تکذیب کرنے کے
یہی معنے ہین کہ ان کے قولون اور ہدایتون پر عمل نکیا جاوے اور جو کچھ وہ کہین نہ سنا جائے
ہمارے نبی اکرم نے صرف ہمدردی اور دوستی قایم کرنے کی تعلیم کی ہے جو شخص اس قیمتی ہدایت
سے دل تنگ ہوا اور اپنی نفس پرستی اور خودغرضی مین تمام عمر بسر کی خواہ اسنے نمازین
پڑہتے پڑہتے ماتہے پر گٹا کر لیا ہو مگر وہ ہرگز نبی کا پیارا نہین ہو سکتا - ہمارے مطلب کی
اور بہی زیادہ تصریح اس آیت مین موجود ہے ،، لا یصلٰہا الا الاشقی الذی کذب وتولی ،،
یعنے اسمین وہی بیٹہے گا جو بڑا بدبخت ہے جسنے جہٹلایا اور منہہ موڑا وو منہہ موڑنے سے غرض صرف
یہہ ہے کہ ہدایتون پر عمل نہ کیا اسکے لئے بدبخت کا لفظ آگیا ہے - جسنے اس بہائی چارہ کو
قایم نہ رکہا جسکی بنیاد نبی نے ڈالی ہتی اور آپ کی آخری وصیت یہی تہی وہ بقول باری کم بخت
ہے اور ہرگز فلاح نہ پائیگا - اس آیت مین حصر واثبات ونفی تینون موجود ہین جیسے یہہ معلوم ہوتا ہے
کہ بجز ان لوگون کے جنہون نے اپنے بہائیون سے ہمدردی نہین کی اور نبی اکرم کی ہدایت پر عمل
نکیا اور سب دوزخ مین جاوینگے —

ذیل کی آیت مین اس سے زیادہ تصریح ہمارے مطلب کی آگئی ہے قرآن مجید مین آیا ہے ۔ ،، من جاء بالحسنتہ فلہ خیر منہا وھم من فزع یومئذ امنون ،، یعنے جو کوئی لایا بھلائی تو اس کو ملتا ہے اس سے بہتر اور ان کو گھبراہٹ سے اسدن چین ہے ،، ۔ اس سے زیادہ تصریح اور کیا ہو سکتی ہے کہ بھلائی کرنے والا ہمیشہ چین سے رہیگا اسکے یہہ معنی ہین کہ جسنے کبھی کسی کے ساتھہ بھلائی نہین کی اور بظاہر اپنی صورت ولیون اور عابدون کی بناکر لوگون کے کلیجے سوسے سے اوران کا کمایا ہوا مال ہڑپ کیا وہ کبھی چین سے نہین رہنے کے ۔ اور بہی زیادہ کھلم کھلا خدانے ہمدردی اور کسی سے احسان کرنے والون کی نسبت اس آیت مین فرمادیا ہے ۔ ،، واللہ یحب المحسنین ،، یعنے اللہ کو احسان کرنے والے پیارے ہین ۔ اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ اسلام نبی کی ہدایتون پر چلنے یعنے مسلمانون سے ہمدردی کرنیکا نام ہے ۔ جسمین نفس پرستی اور تن پروری کی بو ہے اسکے اسلام اور ایمان مین خامی ہے اور وہ خدا کا پیارا بندہ نہین ہے ۔ جسنے قوم کی مصیبت پر آنسو نہ بہائے اور اس کا معاون نہ بنا وہ کیا خاک مسلمان بن سکتا ہے ۔ خدا ہمیشہ نیک کام کرنیوالون کو نیک اجر دیتا ہے اس کی وہ عرقریزی اور محنت کبھی بیکار نہین جاتی جو اسنے قوم کی مدد مین کی ہے ۔ چنانچہ قرآن مجید مین صاف آگیا ہے ۔ ،، انا لا نضیع اجر من احسن عملا ،، یعنے ہم نہین کھوتے نیک اس کا جسنے بھلا کیا کام ،، خدا کا واحد سمجھنا اسکی قوتون کو غیر محدود جاننا اور مسلمانون پر جان و تن قربان کرنے کے لئے مستعد رہنے کا نام اسلام ہے ۔ اصل مین یہہ ساری باتین یعنے خداپرستی اور شرک و بدعت سے بچنے کے لئے تاکیدین کرنی یہہ صرف یکجہتی قایم کرنی اور صدیون کی مخالفت کو مٹانے کی اچھی تدبیر تہی یعنے جب سب ملکر ایک ہی خدا کی پرستش کرینگے اسکو ایک ہی قوی ایک ہی رحیم اور ایک ہی کریم مانینگے تو پھر انمین مخالفت کی وجہ کونسی قایم ہو سکتی ہے مخالفت تو یون ہو سکتی ہے کہ صدہا خدا ہوتا پھر اوتار شہید معبود قرار دئے جائین تو یہہ لازمی امر ہے کہ ایک دیوتا کے پرستش کرنے والے گروہ سے دوسرے معبود کے ماننے والے گروہ سے ہرگز اتحاد قایم نہین ہو گا ۔ اسسے یہ ثابت ہوگیا کہ خدائے واحد کی پرستش کرنی سکہانے کا ماحصل یہی ہے کہ یکجہتی قایم ہو اور لوگون مین بہائی چارے کی بنیاد پڑے ۔

تو پھر جسنے بہائی چارہ نہ قایم رکھا اور اتحاد قومی قایم رکھنے کے لئے اپنی جانین نہ کہپا دین اور پھر بہی وہ اپنے کو مسلمان کہتا ہے ایسے مسلمان پر تین حرف ہین ہم نے تو صرف تین ہی کہکر چھوڑ دیا کہ اسپر تین حرف ہین لیکن قرآن مین ان کے لئے یہہ آگیا ہے ۔ ،، ومن یعص اللہ ورسولہ فان لہ نار جھنم خالدین فیہا ،، یعنے جو کوئی حکم نہ مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا سو اس کو آگ ہے دوزخ کی رہا کرین اسمین ،، ۔ اول تو ان لوگون کو یعنے نفس و تن پرستون کو دنیا ہی مین کچھہ نتیجہ نہین ملیگا

اور آیندہ زندگی مین تو ان پر جو ظلم وستم توڑے جاوینگے اس کا اندازہ اس آیت سے
ہوسکتا ہے ،، الا ان الظلمین فی عذاب مقیم ۰ یعنے سنتا ہے گنہگار پڑے رہینگے سدا کی مار مین اگر اسپر
ہی خوف ہو تو اور سنو قرآن مجید مین آیا ہے وان منکم الا واردہا ۰ دد ۔ تمام قرآن قریب قریب
اسی ہدایت سے بہرا ہوا ہے ۔ کہ نیکی کرو قوم کے ساتھ ہمدردی کرو قوم کے بچون کو تباہ وبرباد
نہونے دو ۔ قوم کی ترقی مین جان لڑا دو اسلام کی اشاعت مین کوشش کرو اور کہا دو کہ اسلام ہی افضل ہے
اگر یہہ نہین ہے اور بظاہر عبادت و زہد ہے کچہہ ہے تو وہ اسلام بیکار ہے جسکا اشارہ اس
آیت مین موجود ہے ،، وانی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحاثم اہتدی دو یعنے اور بڑی
بخشش ہے اسپر جو توبہ کرے اور یقین لاوے اور کرے بہلا کام پہر راہ پر رہے ،، فرض کرو کہ
مسلمانون مین ایک شخص بہت بڑا عابد ہے اور درحقیقت وہ نماز و روزہ کا بہت بڑا پابند ہے
مگر قوم اسلام کو اس سے کچہہ فائدہ نہین ہوتا نہ اسنے اسلام کی اشاعت اپنی قلم کے زور سے کی
اور نہ اپنی لائقہ تدابیر سے ترقی قوم مین کچہہ مدد کی اور نہ اپنا وقت قوم کی فلاح پر قربان کیا ہم
مین نہین جانتا کہ وہ قیامت مین کیونکر نبی اکرم کے آگے سرخروئی حاصل کریگا اور اپنی نفس پرستی
کے سرمایہ کے سوا اور وہ کونسا تحفہ پیش کریگا کہ مین یہہ لایا ہون ۔ ہم قرآن ہی سے اپنے مطلب
کی ایک اور دلیل دیتے ہین اور وہ یہہ ہے کہ جس نے خدا اور نبی پر بہروسہ کرکے اپنے اموال اور جان
سے مدد نہ کی وہ کبہی پکا ۔ اور سچا مسلمان نہین ہے چنانچہ قرآن مجید مین آیا ہے ،، انما المومنون
الذین امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم
الصادقون ۰ دد یعنے ایمان والے وہ ہین جو یقین لائے اللہ اور اسکے رسول پر پہر شبہ نہ لائے اور چلے
اللہ کی راہ مین اپنے مال اور جان سے ،، دد
مال اور جان سے چلنا یہہ نہین ہے کہ غیر نتیجہ باتوں مین خدا کی باتین سمجہہ کر جان ومال صرف کرنا
اور اس سے اپنی ہی تن پرستی مراد رکہنا بلکہ اس آیت کا منشا یہی ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا ہے
یہی عین اسلام ہے اور اسیکو ایمان کہتے ہین ۔ اسکے سوا ایمان کا اطلاق کسی پر نہین ہوسکتا
اور بہی زیادہ صریح یہہ آیت ہے ،، ولا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل الایہ دد یعنے
برابر نہین تم مین جسنے خرچ کیا فتح سے پہلے اور لڑا اور یہی مین کہہ رہا ہون کہ جس شخص نے اسلام اور
قوم کی ترقی مین جان لڑادی ہو اسکے برابر کبہی گوشہ نشین عابد جو اپنے ہی فائدہ اور اپنی ہی
لذت اور اپنی ہی نجات آخرت کے لئے بڑبڑاتا ہے اور سجدے کرتا ہے نہین ہوسکتا ۔ دونو
مین جو کچہہ فرق تہا وہ آیت سے صاف ظاہر ہوگیا ۔ ایسا شخص تن پرور خود غرض کہلائے گا
اور وہ قومی شہید لقب پائیگا ۔ جو کچہہ لفظی مفہوم اسلام سے نکلتا تہا وہ مین نے کوشش کی

حدیث قرآن سے بیان کر دیا ہے مجھے امید ہے کہ مسلمان اسے بغور دیکھینگے اور توجہ کرکے سمجھینگے کہ اسلام کسے کہتے ہین اور جسپر اسلام کا اطلاق ہو اہمین کیا کیا صفتین ہونی چاہین - اور اسپر کیا کیا فرایض ہین -

یہہ بیان کرکے اب ہم اپنے اصلی مطلب کی طرف رجوع کرتے ہین - اسلام کا تو یہہ مفہوم تہا جو ہمنے بتایا اور یہی کار نمایان اسلام نے کئے - خدا کی وحدت کا لوگون کو یقین دلوایا - اسکے رحم پر ایمان لانا اور اسپر بہروسہ کرنا سکہایا اور باہم وحشت خیز قومون مین بہائی چارہ قایم کیا اب ہمین ایک نظر ان مذہبون پر بہی ڈالنی چاہیے کہ جو اسلام کی اشاعت کے زمانہ مین تہے اور جن کی اصلاح کے لئے اسلام کا آنا لازمی اور ضروری تہا - یہہ اس زمانہ کا ذکر کیا جاتا ہے کہ جب پیغمبر اسلام نے تلقین دین اسلام شروع کی مشرک اور بت پرست عربونکا الوہیت کی نسبت خیال ان کے قبایل اور قومیت کے مطابق مختلف طور پر جدا جدا تہا - بعض نے تو فطرت کے کرشمون ہی کو دیوتا مان لیا تہا بعضون مین یہہ تہا کہ لکڑی پتہر کی صورتین بناکر پرستش کرتے تہے - بعضون کا عقیدہ آیندہ زندگی پر تہا اور بعضون کا مذہب یہہ تہا کہ سب ڈہکوسلا ہی ہے - اور بعض عرب درختون کے جہنڈون کو پوجتے تہے اور بعض پُر فونی شخص کی طرح غیب کی آواز دینے والے درختون پر ایمان رکہتے تہے اور بعض پیروان اور پیرو تہا انکو اپنا معبود سمجہتے تہے - لیکن صحرائی قومین جنکو انسانیت سے کچہ علاقہ نہ تہا کوئی خاص مذہب تو اپنا نہ رکہتی تہین لیکن ہان اسقدر انہین یقین تہا کہ یہہ تیز جہکڑ جو ادہر سے ادہر نکل جاتے ہین اور صحرائی گرد کو اڑا کر جگہہ جگہہ ٹیلے کہڑے کر دیتے ہین کہین سے صاف کر دیتے ہین اور آتش کہ جو اس کونہ سے اس کونہ تک دکہائی دیتا ہے ضرور اسکا بنانے والا کوئی ہے بس اور انہین کچہ نہ معلوم تہا کہ وہ کون ہے اور اسکی کیا صفت ہے اور اس نے ہمین دنیا مین کس لئے بہیجا ہے —

یہہ تو عربون کی کیفیت ہوئی اب سنئے یہودیون کی حالت - یہودی جو کسی زمانہ مین عقیدہ وحدت پرستی کے محافظ کہلاتے تہے اور روایتون مین یہہ لوگ خداپرستی کے نگہبان ہین اس زمانہ مین ان کے خیالات مین بہی ایک بڑی کا یا پلٹ ہو گئی تہی اور وہ بجائے محافظ بننے کے اُسکے قزاق بنگئے اور خود ہی اس ودیعت مین جو انہین خدا کی طرف سے عطا ہوئی تہی خیانت کی اسلئے پہر تاریخ مین وہ خدا پرستی کے محافظ ہونے کے نامون سے نہ پکارے گئے اور ان پر دوسرا گہرا گہرا دہبہ شرک اور بدعت کا لگ گیا —

[illegible] مختلف حالتون کے دباؤ سے داخل ہوچکے [illegible]

حوادث ان پر گذرے یہی لوگ صرف عرب مین نہ آئے تھے بلکہ اور قومین بھی "فقاً فوقتاً"
عرب مین داخل ہوگئین اور فطری طور پر ان کے خیالات مختلف ہوئے پر ایک عظیم الشان تموج
مذہبون کے سمندر مین واقع ہوا اور پھر وہ سب کچھ ایسے گڈ مڈ ہوئے کہ امتیاز کرنا مشکل ہوگیا۔
جیسے دریاؤن کے پانی کا اندازہ جب وہ سب ملکر سمندر مین گر چکے ہون سمندر مین نہین
ہوسکتا اسیطرح ان قومون کی مذہبی گڈ مڈ کا اندازہ بھی ناممکن ہے۔ کئی قومون کے مذہبی
خیالات ملنے سے نئی نئی شاخین تازہ تازہ مذہبون کی نکلین اور ہر شاخ مین نیا خدا علیحدہ
تسلیم ہوا۔ وہ لوگ جنہین اسیریون یا بیبی لونین نے جلاوطن کیا تہا ان کے اور ہی خیالات
تھے وہ آدمی کو ہونکر کہا لینا عین ایمان جانتے تھے اور وہ لوگ جو ویسپیشن اور ٹراجن
یا ہنڈرٹن سے شکست کہاکر بہاگے ہوئے تھے ان کے اور ہی قہرآلود خیال تھے۔ اور ان کا
اور ہی مذہب اور اور ہی ارکان تھے۔ اسرائیلون کی اور بھی ناگفتہ بہ حالت تھی وہ بھلا
اپنے بت پرست بھائی عربون سے کیونکر بچسکتے تھے شب و روز کا معاملہ اور کاروبار ایسا ہوتا
ہے کہ ایک قوم کا اثر دوسری قوم پر پڑتا ہے آخر نتیجہ یہہ ہوا کہ اسرائیلیون نے یہہ سہل لٹکا
کہ اپنے گہرون ہی مین معبود گہڑ گہڑ کر رکھے جائین اور ان کے آگے دہوک اور سجدے کئے
جائین مشرکین عرب سے سیکہہ لیا اور پہروہ جید بت پرست بن گئے مگر ابہی تک حضرت ابراہیم
کی تلقین کا اثر ان مین باقی تہا اور وہ انہین اپنا نبی سمجھتے تھے اسلئے انہون نے اور بتون کو
ان پر ترجیح نہین دی بلکہ حضرت ابراہیم کی ایک مورتی بناکر خاص کعبہ مین رکہی اور اسکی
پرستش کرنی شروع کی۔ آخر آنے والون مین شامی اور فلیٹس تھے وہ بھی یہان بت پرست
بن گئے تھے بت تو پوجے ہی جاتے تھے ایک لطف یہہ اور ہوا تہا کہ یہودیون کے پیر شہید
بھی بجائے دیوتاؤن کے مانے جاتے تھے اور ان کی بھی پرستش ہوتی تھی وہ اپنے آگے لوگون سے
سجدے کراتے تھے اور اپنے کو معبود کہلوانا فخر سمجھتے تھے۔ انہین یقین تہا کہ ہم ہی لوگون کے
محافظ ہین اور ہم ہی قانون کی جان اور اس کے سرپرست ہن اور ہم ہی رواجون کے بہت برے
سبب ہین۔

وہ اپنے کو کل قوم سمجھتے تھے اور ان ہی نظرون سے اپنی جانب نظر ان تھے اور انہین یہہ
بھی بڑہتے بڑہتے یقین ہوگیا تہا کہ ہم خدا کے بنی ہین اور اسی لئے پیدا کئے گئے ہین کہ قوم ہمین
معبود بناکر پوجے۔

حاصل کلام یہہ ہے کہ جیسے وہ اپنے کو محبوب خدا جانتے تھے اسیطرح لوگ بھی انہین خدا کا
بہت پیارا تصور کرتے تھے

یہودیون کے ان علما پر رفتہ رفتہ یہانتک خبط سوار ہوا کہ وہ اپنے کو خدا کے دوسرے نمبر پر تصور کرنے لگے۔ اور وہ ہدایت جو حضرت موسےٰ انہین کر گئے تھے انہون نے سب بھلا دی کہین کے کہین اپنی گمراہی مین بڑہے چلے گئے جوسیفس کہتا ہے کہ آخرکار وہ اپنے کو بمنزلہ خدا تصور کرنے لگے تھے۔ اپنی عظمت اور عزت لوگون مین بہانی انہین ایسی بہلی لگی اور اس سے ان کے نامبارک جذبون اور نفس پرستی کی خواہشون کو ایسی مدد ملی کہ وہ تو بے پر آسمان پر اڑنے لگے۔ انہین اسکی کچھ خبر نہی کہ جو ہمارا درحقیقت نبی تہا اسکی کیا کیفیت تہی اور اسنے اپنی کتاب مین ہمین کیا ہدایت کی تہی۔

یہودیون کے ایک عظیم الشان گروہ کی تو یہہ کیفیت تہی اور جو لوگ اس سے کسی قدر پہلو بچائے ہوئے تھے وہ اور ہی قسم کی بت پرستی مین پڑ گئے اور اب انہون نے آدمی کی صورت بنا کر اپنے گہرون مین رکہلی اور اسیکو ہر جبر گرا اپنی گو ہتہ کا نجات دہندہ یقین کرنے لگا۔ بت پرست عربون مین بت پرستی کا اور بہی زور ہوا اور اب بت پرستی کی جڑین ان کے دلون مین جم گئین۔

جب حضرت عیسےٰ نے جو دنیا مین ظہور کیا اور خدائے واحد کی پرستش کے اصول کی منادی کرنے لگے اور یہہ بتایا کہ اس کی زبردست قوت کے ہاتہہ تمام مخلوق پر چہار ہے ہین اور وہی سب کا رزاق اور محافظ ہے تو صرف اور قومون مین سے ایک قوم نے جو جوہو واہ کی پرستش کرتی تہی اسیقدر اسکی تعلیم کو تسلیم کیا۔ اسی قوم مین ایسے لوگ بہی کہڑے ہو گئے کہ جو خداپرستی کے اصول کی تردید کرنے لگے اور بت پرستی کی رونق کو انہون نے مٹنے ندیا بلکہ خدائے واحد کی پرستش کے عقیدہ کو انہون نے مات کرنا چاہا۔ اور اس مین فلسفیت بہی شریک ہو گئی۔ ایک جانب چیلڈ و میجئین کے فلسفہ نے یہودیون کی روایتون پر اپنی انگلی درازکی دوسری طرف یونان اور رومتہ الکبریٰ مین صرف مادہ ماننے والون کا مذہب ترقی پکڑتا گیا اور اسکندریہ کے اسکولون مین بہی اسی عقیدہ کی تعلیم ہونے لگی۔ کہ یہہ جتنی مذہبی روایتین ہین محض لغو اور خرافات ہین ہان صرف ایک مادہ ہے کہ وہ نئی نئی صورتین پیدا کرتا ہے اور اسی سے یہہ تغیر و تبدل پیدا ہو رہا ہے۔

ہندون کی عجیب و غریب کیفیت تہی ان کا ڈہنگ سارے جہان سے نرالا تہا وحدنیت کی خوشگوار صورت مٹ کر دیوتا پرستی اور دیو پرستی فٹ سے بہت بت پرستی کی باری آگئی تہی میگو زرتشتی باہم اسبات پر جہگڑ رہے تہے کہ ہم ہی اپنے خدا کی نمود کرین اور سب فرقے ہمارے ہم

ف۔ ہندون کے مذہب کی کیفیت بہت دلچسپ ہے گو اس مذہب نے ہزارون تبدیلیان اور تغیرات کئے ہون لیکن تاریخ نہ ہونے کی وجہ سے اس مذہب کی روایات پر زیادہ اعتبار نہین کیا جا سکتا۔ ہندون کے چار وید ایک بہت بڑی چیز ہے گو اس مین سوائے حمد ون کے گیتون اور کسیقدر مذہبی ہدایتون کے اور کچہ نہین ہے لیکن یہہ ہیچ اصول ہندون کے مذہب کے تسلیم کئے جا کر

خدا کو مانین—
ہر گروہ اپنا خدا پیش کرتا تہا اور دوسرا اپنا دیوتا آگے کرتا تہا مگر ان کا فیصلہ کرنے والا کوئی نہین تہا
اور نہ اُنہین کوئی سمجہانے والا تہا کہ سچا خدا کون ہے اور اُسکی ذات وصفات کیا ہے—یونانی—
رومی—مصری اپنی اپنی دیبیون کو مانتے تہے اور ان کی پرستش کرتے تہے اور ان کا درجہ بت پرستی
مین اور بہی سب سے نیچا تہا یہہ کم بخت سب سے زیادہ کفر والحاد مین بڑہے ہوئے تہے جس زمانہ مین
حضرت عیسےٰ نے منادی کرنا شروع کیا ہے مہذب دنیا کی یہہ کیفیت تہی—معہ اپنے تمام خوابون
اور تمناؤن کے حضرت عیسےٰ کا دماغ اُن الزامات سے جو آپ کے انتہا درجہ کے دلسوز حواری آپ
پر قایم کرتے تہے بالکل بہرا تہا—وہ صفتین اور وہ غیر ممکن الوقوع باتین جو اول درجہ کے معتقد
حضرت عیسےٰ پر تہوپتے تہے آپ ان سے مستثنےٰ تہے اور ذرا ہی کسی ناجایز بات سے آپکو سروکار نہ تہا
آپ نے کبہی — نہین فرمایا کہ مین خدا مین شریک ہون یا اسکی ذات سے مجہے کچہ تعلق ہے اور مین
الوہیت کا ایک وجود ہون—

وہ ان ہی ویدون سے نکالے گئے ہین—ان ہی ویدون سے بہت سی مذہبی کتابین مرتب ہو گئی ہین اور ان کے ہر ایک صفحہ پر ویدون کے حوالے پائے جاتے ہین—

وید در اصل چار ہین لیکن بہت سے عالم فاضل ہندو چوتہے وید کو نہین مانتے پس حقیقت مین تین وید سمجہنے چاہین ہر ایک وید دو حصون یا شاید تین حصون مین منقسم ہے اول حصہ مین بہجن اور مناجات [ف۱] اور دوسرے حصہ مین [ف۲] مذہبی فرایض کی ہدایتین اور علم الہیات کی تقریرین ہین [ف۳] بعض تقریرون کے علیحدہ علیحدہ رسالے ہوتے ہین اور یہہ رسالے کبہی تو دوسرے حصہ مین اور کبہی علیحدہ ہونے سے تیسرا حصہ قایم ہوتا ہے [ف۴]

ہر وید کی ساتہہ ایک جنتری بہی اس غرض سے ہوتی ہے کہ جن فرضون کی اس مین ہدایت اور تاکید کی گئی ہے ان کی بجا اوری کے واسطے وقت مناسب مقرر ہو سکے—

وید بہی کسی ایک شخص کی تصنیف نہین ہے بلکہ ہر ایک وید کئی شخصون کی تصنیف ہے جنکی تصنیفات مین ان کے نام اگر سب مین نہین تو بہجنون اور مناجات مین ضرور ہین اور ہندو کہتے ہین کہ ان ہی لوگون پر علیحدہ علیحدہ یہہ سب مسئلے او مناجات خدا کی طرف سے ظاہر ہوئے تہے غالباً وید مختلف زمانون مین لکہے گئے ہین لیکن جو صورت ان کی فی زمانہ موجود ہے اس صورت مین وہ چودہوین صدی مین قبل حضرت مسیح سے جمع کیے گئے ہین—

وید پرانی سنسکرت مین لکہے ہوئے ہین جو اس سنسکرت سے جسکا آجکل رواج ہے اسقدر مختلف ہے کہ بجز بڑے بڑے قابل اور عالم برہمنون کے اسے کوئی نہین سمجہہ سکتا ہے ان کے صرف تہوڑے سے حصہ کا ترجمہ یورپ کی زبانون مین ہوا ہے اور اگرچہ ہمارے پاس وید کا خلاصہ انگریزی زبان مین موجود ہے جسکو ایسے شخص نے لکہا ہے کہ اسکی رائے اور صداقت پر بالکل بہروسہ ہو سکتا ہے—

اور اس خلاصہ سے ہم ویدون کے مسئلون کے عام منشا کو بخوبی تمام دریافت کر سکتے ہین مگر تو بہی ہم اسکی تفصیلون پر باطمینان تمام گفتگو نہین کر سکتے ہین یعنے یہہ نہین کہہ سکتے کہ فلان فقرون یا مسئلون کا ذکر جن سے آجکل کے ہندوون کا

ف۱ اس حصہ کا نام سنترا ہے— ف۲ اس حصہ کا نام برہمنا ہے—
ف۳ کالبروک صاحب کی تحریرات جو کتاب تحقیقات حالات اشیا جلد ۸ صفحہ ولسن پران کے دیباچہ ۷ و ۳ مین مندرج ہے— ف۴ اس حصہ کو اپانی شاد کہتے ہین—
ف۵ یعنے کالبروک صاحب کی کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۳۶۹—

وہ ان تمام باتون سے پاک تہا وہ خدا کا سچا نبی تہا اور لوگون کو خدا پرستی کی تعلیم دینے کے لئے مبعوث ہوا تہا۔ اس روشن زمانہ کے عیسائی اب تک وہی عقیدہ حضرت عیسیٰ کی نسبت رکہتے ہین کہ جو پہلے تاریک زمانہ مین عیسائیون کا تہا یعنے وہ حضرت عیسیٰ پر یہہ ہونے مین کہ ان مین الوہیت تہی اور وہ خدا کی ذات مین شریک تہے۔ اس موٹے اور صریح مسئلہ پر عیسائیون نے ایسے ایسے حاشیے چڑہائے اور وہ منطقی پیرائے مین ثابت کیا ہے کہ روشن اور صاف مطلع پر اور بہی غلیظ ابر چہا گیا اور یہہ صریح مسئلہ اس باعث ربود ہو گیا کہ وہ نہ خود سمجہتے ہین نہ اور کسی شخص کو سمجہا سکتے ہین۔

بلکہ یہہ کہتے ہین کہ حضرت عیسیٰ کی الوہیت کا مسئلہ بہت باریک ہے اور اس کا حل ہونا محال ہے قرن بقرن حضرت عیسیٰ کے وحدت پرستی کے مطلع پر نئی نئی روایتوں کا غبار چہاتے گئے اور ہوتے ہوتے یہانتک نوبت پہونچی کہ سچا دین روشن دین وحدت پرستی کی طرف بلانیوالا دین اور صورت میں بدلگیا اور اسپر صدہا روایتون اور کہانیون کا برقع پڑگیا اصلیت جاتی رہی اور لہذا نئے اسرار پیدا ہوئے

مذہب مرکب ہے وید کے کسی حصہ مین ہے یا نہین۔

ویدون کا مقدم مسئلہ یہہ ہے کہ خدا واحد ہے چنانچہ اکثر مقامات میں مندرج ہے کہ حقیقت مین صرف ایک نفس واحد ہے جو سب سے اعلیٰ اور برتر روح تمام عالمون کا مالک ہے اور اسی نے سب عالم پیدا کئے ہین دنیا اس قادر مطلق نے اپنی مخلوقات مین سے بعض کو انسان سے برتر پیدا کیا ہے ان کی پرستش کرنے چاہیے اگر انسان سنے سا اتہی بذریعہ نجات کے حاصل ہو سکتی ہے منجملہ ان برتر مخلوقات کے جنکا اکثر وید مین ذکر پایا جاتا ہے ہوا پانی آگ اور خاک کے دیوتا اور ستارے اور سیارے ہین لیکن اور دیوتا اور اوصاف کا ذکر بہی پایا جاتا ہے جنکو مجسم سمجہا گیا ہے خدائے واحد کے تین بڑے جلوہ مین یعنے برہما بشن شیو اور اور جسم اوصاف اور قوی اور ہندوون نے مقرر کئے ہوئے دیوتاؤن مین سے اکثر کا البتہ وید مین اشارہ پایا جاتا ہے لیکن ایسے حضون کی پرستش جو بہادری اور شجاعت کے باعث سے دیوتا گردانے جاوین مذہب کا کوئی جزو نہین قایم کی گئی ہے دا

برہما بشن اور شیو کا بہت کم ذکر پایا جاتا ہے اور ان کو کچہہ فوقیت نہین دی گئی ہے اور نہ وہ پرستش کے قابل سمجہے گئے ہین دو اور کالبروک صاحب کو وید مین کوئی ایسا مقام نہین مل سکا جس سے ان کا اوتار ہونا ثابت ہو بتون کا رواج اور پرستش کی چیزون کا ظاہری نشان اور علامت کا بنانا ثابت نہین ہوتا ہے دس۔ مذہبی کتابون مین جا بجا [illegible] پایا جاتا ہے ان کے آخر مین یہہ بیان کیا گیا ہے کہ سب فرضون مین سے بہت بڑا فرض ہے کہ ایمانی [illegible] خدا واحد اور قادر کی معرفت حاصل کرین دم۔ لیکن اگرچہ ہنودنے خدا کی وحدت پر اپنی رائے کو [illegible] قائم رکہا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات صفات پر اسکی رائے جیسے شروع مین عمدہ اور خالص تہی ویسی ہر جگہہ نہین پائی جاتی ہے۔ ایسی زبردست وحدت پرستی ہین رفتہ رفتہ ایسی غیر شیر موتی گئی کہ آخر اسکی جگہہ شرک نے پہر پورا اپنا گہر کر لیا۔ اور باعث اسلام زمانہ مین تو دیسے پیچہے بت پرست بنگئے تہے۔ ہر عنصر کے لئے لفظ دیوتا کا استعمال ہونا جہلا کے عقائد کے لئے خوفناک ہوا گو عاقل تو اصلی ماہیت کو سمجہہ سکتا ہے لیکن عوام کے آگے واقعی ان کے عقائد متنزلزل کرنے کافی دلیل ہے۔ اسلام اسی لئے اور مذہبون سے زیادہ فخر کرتا ہے کہ اس مین انسانکی فضیلت کی سچی حقیقت کہولی گئی ہے یعنے انسان ہی کو اشرف المخلوقات بنایا ہے جیسی مثال مذہبی کتب مین ہر جگہہ پائی جاتی ہے مگر ہمارے مشرقی فلاسفر حضرت سعدی نے اس اشرفیت کے مضمون کو خوبی ادا کیا ہے چنانچہ علامہ فرماتے ہین۔

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمان بردار شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

دا پروفیسر ولسن صاحب نے جو لکچر بمقام آکسفورڈ مین دیا تہا اور اسکو مشتہر کیا تہا اسکے صفحہ ۱۱ مین مندرج ہے کہ ایک عالم برہمن نے

دا کالبروک صاحب کا بیان وید کا کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۴۹۴ دیکہو دم پروفیسر ولسن صاحب کے اس لکچر کا جو بمقام آکسفورڈ دیا تہا صفحہ ۱۲ دس پروفیسر ولسن صاحب کے اس لکچر کا جو مقام آکسفورڈ دیا گیا صفحہ ۲ اٹیشن پران کے دیباچے کے صفحہ پر دیکہو وہ باب ۱۲ اسلوک ۸۵

کیا حضرت عیسے کی اصلیت کو مٹا دیا اور نئی نئی افترا پردازیان ان پر ہونے لگین اس روشن زمانہ مین
جبکہ ہر واقعہ کی تحقیق کی تکمیل ہو رہی ہے اور گذشتہ کہانیون روایتون کی اصلیت کہل رہی ہے
ایسی حالت مین امید کی جاتی ہے کہ محقق مسیحی اپنی اس بونگی روایت کو واپس لینگے اور کبھی ایسی باتین
حضرت عیسے کی نسبت نہ بیان کرینگے کہ جو محض عقل و دانش کے خلاف ہون —
انجیل مین جہانتک دیکہا جاتا ہے تثلیث کا لفظ کہین نہین آیا ہے پہر تعجب ہے کہ عیسائیون نے یہہ

مثلاً اسد ربا یعنے سورج چوند یعنے چاند پرستی اور اور ستارے یا مختلف صفتون کو علامت ان دیوتاؤن کے سمجہنے مین مثلاً
دہرما یعنے دیوتا انصاف کا اور دہرمن و ستر یعنے دیوتا دوا کا یا ان شجاع اور دلاور لوگون مین سے جنکا وید مین تو ذکر نہین مگر آجکل
ہندون کے دیوتاؤن مین بڑا رتبہ اور درجہ حاصل ہے مثلاً رام اور کرشنا وغیرہ کسی کو مطلق دیوتا بیان نہین کیا گیا بلکہ ان
دیوتاؤن کا بہی جنکے یہہ اوتار ہین کہین ذکر نہین پایا جاتا ہے برہما کا کئی مرتبہ نام آیا ہے لیکن بشن اور شیو کا کہین نہین آیا خدا کی یہہ
تین صورتین ان دیوتاؤن مین جنکا ذکر وید مین ہے بہت رتبہ نہین رکہتی ہین اور ان تینون کے باہم ایک جسم مین شامل ہونے
کے بعد پر منو کے قانون مین با عالبا وید مین اشارہ تک نہین کیا گیا جن تین صورتون یعنے جسمون مین سے بعض جسمون
مین تمام اور دیوتاؤن کو داخل اور شامل سمجہا جاتا ہے وہ آگ اور ہوا اور سورج ہین [۲] اس تمام بیان سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ
وحدانیت کا مسئلہ جسپر قدیمی ہندون کو بہت بڑا ناز تہا مخلوقات کے حالات بیان کرنے وقت وہ کچہ ایسے ان فطرتی قوتون
پر فریفتہ ہوئے کہ انہون نے ہر قوت کو ان سے اشرف قرار دیا بس یہہ تشخیص غضب ہو گئی ان عنصرون کا نام
جون ہی دیوتا پڑا بس وحدانیت مذہب کی صورت عوام کی نگہہ مین تو مٹ مٹا کر خاک مین مل گئی۔ گو یہہ بات ایک محقق
کو تسلیم ہی کرنی پڑے گی کہ وید جیسے متبرک اور قدیمی کتاب مین کہین بت پرستی یا دیوتا پرستی کا ذکر بہی نہین آیا ہے —
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانہ مین یہہ کتاب تصنیف ہوئی ہے خدا پرستی کا رواج اسیقدر ہند مین پایا جاتا ہو وید کے
تصنیف ہونے سے پہلے قطعی بت پرستی کی رسم ہوگی کیونکہ اگر وحدت پرستی ہوتی تو عالی دماغ مصنف کیون وید کی
تصنیف مین دماغ سوزی کرتے۔ ہندون کی اور کہانی قصون یا تصوف کی کتابون مثلاً جوگ بششٹ مین رامچندر کے زمانہ کا
ہی خدا پرستی کی بو پائی جاتی ہے لیکن ان اقوال سے یہہ ہی پایا جاتا ہے کہ خدا پرستی کے پہلو بہ پہلو بت پرستی۔ کا بہی چلن
تہا جیسے رامچندر اور بششٹ کی گفتگو سے جسکا ترجمہ دارا شکوہ نے کیا تہا بت پرستی کی رسم ہویدا ہے۔ کیونکہ رامچندر
نے اپنی کئی قسمون مین اصنام کو ظاہر کیا ہے
جسکا بیان یہان بے محل ہوگا اسلئے ہم اسیقدر لکہنے پر اکتفا کرتے ہین کہ جس زمانہ مین اشاعت اسلام ہوئی ہے ہندون کی
حالت بہت خراب ہو گئی تہی سوائے بت پرستی اور ظالمانہ رسمون کے ان کے ہان اور کسی بات کا رواج نہ تہا —
اسی لئے ضرور تہا کہ اسلام کا ظہور ہوا اور یہہ بہی ضرور تہا کہ اسلام بہت دہوم دہام سے وحدت پرستی کا اعلان دے
خدا کے اوصاف کا بیان جیسے کہ وید سے ظاہر ہوتے ہین مفصلہ ذیل طور سے کیا ہے جسکو سر ولیم جانس صاحب نے اپنی کتاب مین نقل
کیا ہے وہ بیان یہہ ہے کہ خدا ایک ہے وہ کامل ہمیشہ ہے اور کامل خوشی ہے اور اسکی ذات لاثانی ہے اور اسکو فنا نہین ہے اور وہ
واحد مطلق ہے اسکی ذات کو نہ تو زبان بیان کر سکتی ہے اور نہ عقل سمجہہ سکتی ہے اور سب مین موجود ہے اور سب پر غالب ہے
اور اپنے ہی علم اور دانائی سے بشاش ہے یعنے بے پرواہ ہے اور ہر جگہہ اور ہر وقت مین حاضر و ناظر ہے اور اسکے پیر
نہین ہین لیکن پہر بہی بہت تیزی سے چلتا ہے اور اسکے ہاتہہ نہین ہین مگر تمام دنیا کو پکڑے ہوئے ہے اور بے آنکہون کے
سب چیز کو دیکہتا ہے اور بلا کسی سبب کے تمام سببون کا سبب اول ہے اور سب پر حاکم ہے اور سب پر قوی ہے اور پیدا کرنے
اور سجانے والا اور تمام چیزون کی صورت پلٹنے والا ہے —
کتاب ولیم جانس صاحب جلد ۶ صفحہ ۴۱۸ —

[۱] باب ۹ صفحہ ۳۰۳ لغایت ۳۱۱ — اور اور مقامات —
[۲] کالبروک صاحب کی کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۳۹۵ لغایت ۳۹۷ —

عقیدہ کہان سے پایا ہے - جون جون زمانہ منقضی ہوتا جاتا ہے مسیحی دین کی اور بہی زیادہ بڑی
گت بنتی جاتی ہے - سلطنت نے ان کے عقائد کے دیوان دار یا دلون کو پہر بہی کسی قدر چہپا رکہا
ہے ورنہ اگر اسی تثلیث کے عقیدہ کی ادہیڑبن کی جائے تو کہین پتہ بہی نہ لگے - ہم مسلمان حضرت
عیسے کو سچا نبی تسلیم کرتے ہین اور یہہ بہی ہمارا یقین ہے کہ حضرت عیسے نے وحدت پرستی کی تلقین
کی اور جب تک وہ زندہ رہے یہی عقیدہ اپنے مخلوقات مین پہیلانے کی کوشش کی مگر تان تکمیل
دین خداپرستی نکر سکے اسلئے کہ تکمیل دوسرے نبی کے ہاتون ہونی تہی اور وہ نبی محمد عربی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم تہا جسنے وحدت پرستی کی تکمیل کردی - آؤ ایک نظر الہامی کتب پر ڈالین کہ آیا یہہ
مسئلہ تثلیث ان ہی مروجہ عہد عتیق اور جدید کی کتابون مین بہی کہین ہے یا نہین - باپ بیٹا روح
القدس یہہ تینون الگ الگ ہین یا ایک چیز ہین یا ان پر کوئی چوتہی صورت قایم ہوسکتی ہے - جہانتک
خیال کیا اور عہد عتیق اور جدید کی کتابون کے ورق الٹے کہین عیسائیون کے موجودہ عقیدہ کا
پتہ نہین لگتا - گو ان کتابون کے مصنفون نے بہت کچہ رنگا میزی کی ہے اور حضرت عیسے کے سچے
جلال کو دہوکا دہ روشنی سے چہپانا چاہا ہے لیکن پہر بہی ایک مبصر اپنی نگاہ مین اسکی تہ مین پہونچکا
کر معائنہ کرسکتا ہے - آدمی کو خدا بنا لینا اور پہر اسکو اپنے گناہون کے کفارہ کے لئے صلیب پر چڑہا
دینا یہہ دین مسیحی کا لب لباب ہے اور اسی کی شب و روز تلقین ہوتی ہے - جس پہلو سے کہ عیسائی
حضرت عیسے کو خدا کا بیٹا کہتے ہین ہم اس سے بالکل منکر ہین جسکی نسبت کتاب "دیفیکٹس اف ماڈرن
کرسچانٹی" مین لکہا ہے کہ یہہ عیسائیون کی بہت زیادتی ہے کہ وہ حضرت عیسے کو خدا کا بیٹا اس معنے
مین کہتے ہین جو عوام الناس کے محاورہ مین سمجہا جاتا ہے اور ایک خصوصیت ان کے بیٹے ہونے کی
سمجہی جاتی ہے حالانکہ یہہ محض لغو ہے اگر بیٹے کے معنے بندہ کے ہین تو حضرت عیسے نبی کی بیٹے ہونے
مین خصوصیت ہی کیا ہے سب اسکے بیٹے ہوسکتے ہین اور جو وہ صورت درپیش ہے کہ جو باپ اور
بیٹے مین ہوتی ہے تو درحقیقت یہہ عقیدہ تقدس باری تعالی پر دہبہ لگاتا ہے -

ف۱ عیسائی علما اسکے معتقد ہین کہ خدا کی ذات واحد تین اقنوم کے ساتہہ مشتمل ہے -
جیسے کہ اگلے نوٹ مین ہندون کا مذہب بیان ہوچکا ہے یہی صورت عیسائیون کی مذہب کی بہی قائم ہوگی - وجود - حیات - علم
یعنے باپ - بیٹا - روح القدس - عہد نامہ جدید مین تین مقام ہین کہ جہان باپ بیٹا - روح القدس مذکور ہے لیکن کہین تثلیث
کا ذکر نہین آیا نہ لفظ تثلیث آیا ہے (یعنے متی ۲۸ باب ۱۹ و ۲۰) قرنتیون کا ۲ ۱۳ باب ۱۴ مین دعا کے طور پر اور
اول یوحنا پانچ باب ۷ مین صاف صاف موجود ہے - مگر اس بیان کے الحاقی ہونے مین گمان غالب ہی نہین بلکہ یقینی امر ہے
اسمین علمائے عیسائی بہی جو اپنی قوم مین درجہ امتیاز رکہتے ہین ہمارے بیان کی تائید کرتے مین جیسے پادری فنڈر صاحب نے اختتام
دینی مباحثہ مطبوعہ اکبرآباد ۱۸۵۵ء صفحہ ۵ لغایت ۸۰ صراحت لکہا ہے اور ایک تاریخ مین جو لائبریری اف دی
یوزفل نالج جو کمیٹی کے حکم سے ۱۸۳۳ء مین چہپی تہی مرقوم ہے کہ اسحاق نیوٹن نے ایک رسالہ پچاس صفحون کا تصنیف
کیا اور اسمین نامہ یوحنا اور پولس سے مسئلہ تثلیث سے تحقیق کی بحث کی ہے - ان کی بحث کا لب لباب یہہ ہے کہ انہین عبارات
کا اعتراف کرنا پڑا کہ کاتبون نے انمین تبدیلی کی ہے اس سے ثابت ہوگیا کہ باپ بیٹا اور روح القدس والی آیتین یعنے جز

میتہیو آرنلڈ نے قطعاً یہہ لکہدیا ہے کہ عہد جدید کی کتابین بہت سی مناسبتون مین محض بے اصل ہین اگر عیسائی یہہ ہی دعوے کرتے ہین کہ حضرت عیسٰے نے اپنی الوہیت کا خود دعوے کیا ہے تو کیا انہین اطلاع ہے مشرقی درویش کی سروایت نہین معلوم کہ اس نے صاف الفاظ مین کہا تہا کہ مین خدا ہون مسلمانون نے یہودیون کی سین ہیڈرم کی طرح اسپر فتوی کفر لگایا اور پہر اسکو سزائے موت دی لیکن بابیون کا ہنوز یہی عقیدہ ہے کہ منصور مارا نہین گیا بلکہ وہ آسمان پر چلا گیا ہے اور ہنوز زندہ ہے اور اس کا آسمان پر جانا ایک معجزہ ہوا ہے منصور کوئی معمولی شخص نہ تہا بلکہ ایک بہت بڑا لایق اور ممتاز شخصون مین تہا۔ اس کا خلق بہت بڑہا ہوا تہا اور وہ ہمیشہ غریبون محتاجون پر جان دیتا تہا اور بے نواؤن کا سرپرست مشہور تہا۔

آیتون مین اسکا بیان ہے وہ الحاقی ہین۔ ہان یہہ جو (متی ۲۸ باب ۱۹) لکہا ہے کہ مسیح نے آسمان پر جاتے وقت اپنے شاگردون سے کہا کہ سب قومون کو باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسما دیکر شاگرد کرو الخ۔ اس کا ذکر اور کسی انجیل مین نہین ہے۔ تو پہر کیونکر تسلیم کیا جائے کہ یہ بات حق ہے۔ صریح کثرت معلوم ہوتی ہے ضرور یہہ فقرے کسی چالاک جعلساز نے چسپان کئے ہین۔ اور اگر بفرض محال یہہ ہی تسلیم کرلین کہ یہہ الحاقی آیت صحیح ہے تو غالباً اسکے معنے یہہ ہون گے کہ سب قومون کو باپ کے نام سے جو خدا ہے اور بیٹے کے نام سے جو اسکا رسول ہے اور روح القدس سے پیدا ہوا ہے بپتسما دیکر شاگرد کرو اور یہہ بات کچہ تعجب کی بات نہین ہے کیونکہ خدا کے نام کے ساتہہ اسکے رسول کا بہی نام آنا ضرور ہے۔ اور یہہ لکہا ہے کہ کانٹون کا تاج بنا کر اسکے (یعنے مسیح کے) سر پر رکہا اور ایک سرکنڈا اس کے ہاتہ مین دیا اور اسکے آگے گہٹنے ٹیک کر اسپر ٹہٹہ مار کر کہا اے یہودیون کے بادشاہ سلام (متی ۲۷ باب ۲۹) اور یوحنا ۱۹ باب ۲ و ۳ مین ہے کہ سپاہیون نے بہی اسپر (یعنے مسیح پر) ہنسی کی" اور ہیرود نے اپنی فوج سمیت اسے ناچیز ٹہیرایا اور اسے چہچاتی پوشاک پہنا کر اسکا مسخرہ کیا۔ (لوقا ۲۳ باب ۱۱-) اور یون ہی سردار کاہنون نے بہی فقیہون اور بزرگون کے ساتہ ٹہٹہ مار کر کہا اس نے اورون کو بچایا آپکو نہین بچا سکتا" (متی ۲۷ باب ۴۱ و ۴۲) اور لوگ کہڑے دیکہہ رہے تہے اور سرداران کے ساتہہ ٹہٹہ مار کر کہتے تہے کہ اورون کو بچایا اگر یہہ مسیح خدا کا برگزیدہ ہے تو آپکو بچاوے" (لوقا ۲۳ باب ۳۵) اور جن کی حوالات مین یسوع تہا اسکو کوڑے مارکے ٹہٹہے مین اڑانے لگے (لوقا ۲۲ باب ۶۳) اور فریسی جو دولت کو پیار کرتے تہے ان سب باتون کو سنکر ٹہٹہے مین اڑانے لگے" (لوقا ۱۶ باب ۱۴) باوجود اسکے اس مصلوب کو خدا سمجہنا نہایت کفر ہے تم دہوکا نکہاؤ خدا ٹہٹہون مین نہین اڑایا جاتا" (گلتیون ۶ باب ۷) کیا خوب ہو کہ وہ تمہین اچہی طرح آزمائے کیا تم اسے مسخرہ بناؤگے جس طرح کوئی آدمی دوسرے کو مسخرہ بناتا ہے" (ایوب ۱۳ باب ۹) اس کی عظمت تمہین نہین ڈراوے گی اور اس کا رعب تم پر نہین پڑیگا تمہاری سنی سنائی باتین تو راکہہ کے مانند مین تمہاری ثبوت کے پشتے مٹی کے پشتے مین چپ ہو رہو" (ایوب ۱۳ باب ۱۱-۱۳)

اب یہہ دیکہنا چاہے کہ عیسائیون کے عقیدہ کے موافق ان کے خدا مین تین عنصر ہین یا اقنوم مین مگر مسلمانون کا خدا واحد ہے بہین تفاوت رہ از کجا است تا بکجا الخ۔ مسٹر کنیپاٹ صاحب جو دلسپات کے مقرر مین کہ اس آیت کو مین نے کسی قدیم انجیل کے نسخہ مین نہین پایا حضرت عیسٰے نے چاہا تہا کہ بت پرستی ہٹ کر وحدت پرستی قایم ہو اور اسکی انہون نے تلقین کی تہی مگر پولوس اور یوحنا حواریون نے جو افلاطون کے مرید تہے مذہب عیسائی کی وحدانیت اور سادگی کو بالکل خراب کر دیا اور اسمین افلاطون کے غیر مفہوم مسئلہ کو جو تثلیث کا مسئلہ تہا داخل کر دیا۔ سبنیاد مسئلہ یہہ ہے کہ افلاطون نے اللہ تعالیٰ کی دو صفتون کو دو جسم فرض کیا ہے اسی سے یوحنا اور پولوس نے صاف اور بے لوث مذہب مسیحی کو تثلیث کی غلاظت سے مکدر کر دیا حضرت عیسٰے نے آپ ہی صاف صاف فرما دیا ہے کہ نہ ہر ایک جو مجہے خداوند خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت مین داخل ہوگا مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے اس دن (یعنے قیامت مین) بہتیرے مجہے کہینگے کہ اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہین کی اور تیرے نام سے دیوونکو نہین نکالا اور تیرے نام سے بہت سی کرامات ظاہر نہین کین اسوقت مین ان سے صاف کہون گا کہ مین تم سے کبہی واقف نہ تہا اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو (متی ۷ باب ۲۱ سے ۲۳) اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ مسیح کو خداوند خداوند کہنے والے یعنے مسیح کی الوہیت کا عقیدہ رکہنے والے کبہی بہشت مین داخل نہ ہونگے بلکہ آسمانی باپ یعنے خدائے کریم کی مرضی یا شریعت پر عمل کرنے والے نجات پاوینگے اور شریعت یعنے توریت مین خدا

کیا ہم بابیون کے عقائد کو تسلیم کرلین اور یہہ سمجھلین کہ جو کچہہ اسنے دعوے کیا تہا وہ ہی حق تہا نہین بلکہ ہمین سچائی اور ایمان داری سے قوانین فطرت کی ماہیت کو دیکہنا چاہئے اور یہہ سمجہنا ضرور ہے کہ اصلی بات قانون قدرت سے کونسی مطابق ہوتی ہے اور ہم کہانتک اپنے دعوے کے ثبوت مین دلیلین رکہتے ہین اس عقیدہ نے یہانتک زور کیا کہ عیسائی مذہب مین بت پرستی کا زور ہوا اور حضرت عیسے کی مجسم تصویرین پجنے لگین اس کفر والحاد کو مٹانے اس شرک کو نیست و نابود کرنے کے لئے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہہ اعلان دیا کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے اسکے سوا اور کوئی خدا نہین ہے وہ بڑا رحیم کریم ہے۔ اسلام سے زیادہ خداپرستی کی طرف بلانے والا مذہب دنیا مین کوئی ہی نہین جسمین خدائے واحد کی یہہ صفت وثنا کی گئی ہے۔ خدائے تعالی اپنی ذات مین اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہین یکتا ہے کوئی اس جیسا نہین صمد ہے کوئی اسکا مقابل نہین نرالا ہے کوئی اس کے جوڑ کا نہین قدیم ہے اور ازلی ہے جسکا اول اور ابتدا نہین ہمیشہ کو قایم ابدی ہے جسکا آخر اور انتہا نہین۔ قیوم ہے اسکو انقطاع نہین وہ دائم ہے اسکو کبہی فنا نہین بزرگی کی صفتون سے موصوف ہے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا زمانون اور مدتون کے گذرنے اور طے ہو جانے سے اسکو نہین کہسکتے کہ ہوچکا بلکہ وہی سب سے اول اور وہی سب سے پیچہے اور وہی ظاہر اور وہی باطن ہے۔ وہ نہ جسم صورت دار ہی نہ جوہر محدود اور ذی مقدار منقسم ہوسکتے ہین اجسام کا مشابہ نہین نہ خود جوہر ہے نہ اس مین کوئی جوہر حلول کئے ہوئے ہے نہ وہ کوئی عرض ہے نہ اس مین کوئی عرض حلول کئے ہوئے ہے۔ نہ وہ کسی موجود کے مشابہ ہے نہ اسکے کوئی موجود مانند نہ اس کے جوڑ کا کوئی نہ وہ کسی کے جوڑ کا نہ وہ کسی مقدار مین محدود ہے اور نہ اطراف وجہات اسکو محیط ہون اور نہ آسمان وزمین اسکو گہیر سکین۔ اس کے مراتب بلند ہین۔ وہ ہر موجود سے قریب ہے اور بندہ کی رگ گردن سے بہی قریب تر ہے اور سب چیزون کے پاس موجود کیونکہ اس کی نزدیکی اجسام کے نزدیک ہونے کے مشابہ نہین جسطرح کہ اس کی ذات اجسام کی ذات سے مشابہ نہین۔ وہ کسی چیز مین حلول نہین کرتا نہ اس مین کوئی چیز حلول کرے اسبات سے برتر ہے کہ اس کا محیط کوئی مکان ہو وہ اسبات سے پاک ہے کہ کوئی وقت اسے گہیر سکے بلکہ وہ مکان و زمانہ کے بننے سے پیشتر موجود تہا اور وہ اب ہی ویسا ہی ہے جیسے پہلے تہا۔ اپنی مخلوق سے اسکی صفات جدا ہین نہ اس کی ذات مین اسکے سوا دوسرے اور نہ کسی دوسرے مین اسکی ذات۔ وہ بدلنے اور انتقال سے مقدس ہے نہ حوادث اس مین حلول کرین نہ عوارض اسپر نزول بلکہ وہ اپنی بزرگی اور صفات مین فنا سے ہمیشہ منزہ ہے اور اپنی صفات کمال مین وہ کسی زیادتی کی

کہا ہے۔ وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے (مرقس ۱۲ باب ۲۹ - استثنا باب ۴ و ۵) اور پہر یہ کہ میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہو (خروج ۲۰ باب ۳)
اور حضرت داؤد فرماتے ہین کہ تو ہی اکیلا خدا ہے (داؤد کی نماز ۸۶ زبور ۱۰) اور یسعیاہ ۱۵ آیت مین ہے کہ خدا نے وحید حکیم اور ہمارا بچانیوالا ہے اور سعدیونکے

اسکو حاجت نہین جس سے اسکا کمال پورا ہو۔ وہ زندہ اور قادر ہے اور جبار و قاہر ہے نہ وہ تھکتا ہے نہ کبھی قصور کرتا ہے نہ اسکو غفلت عارض ہوتی ہے نہ خواب نہ اسے فنا ہے نہ موت وہی ہے آسمان اسکے ہاتھہ مین لپٹے ہین اور مخلوقات سب اس کی مٹھی مین دبی ہین پیدا کرنے اور اختراع مین وہ ہی نرالا ہے اور ایجاد و ابداع مین وہی یکتا خلق کو اور ان کے اعمال کو پیدا کیا اور ان کے رزق اور موت کا اندازہ مقرر فرمایا۔ کوئی قدرت کی چیز اسکے قبضہ سے جدا نہین اور نہ اس کی معلومات کی انتہا۔ وہ سب معلومات کو جانتا ہے زمین کی تہون سے لیکر آسمانون کے اوپر تک جو کچھ ہوتا ہے سب پر محیط ہے اسکے علم سے ایک ذرہ بہر بہی آسمان اور زمین مین چھپا نہین بلکہ کالی رات مین سخت پتھر پر چیونٹی کے رینگنے کو اور ہوا کے بیچ مین ذرہ کے چلنے کو جانتا ہے چھپی اور کہلی بات کو معلوم کر لیتا ہے اور دلون کے وسوسون اور خطرون کے حرکات اور باطن کے پوشیدہ اسرار پر مطلع ہے۔ اس کا علم قدیم ازلی ہے جس سے وہ ازل الآزال مین موصوف رہا ہے ایسا علم نہین کہ اس کی ذات مین حلول اور انتقال سے نیا پیدا ہوا ہو۔ اسنے کائنات کو ارادہ سے بنایا اور نو پیدا چیزون کا انتظام وہی کرتا ہے۔ ملک اور ملکوت مین جو کچھ تھوڑا یا بہت چھوٹا یا بڑا خیر یا شر نفع یا ضرر ایمان یا کفر معرفت یا جہالت کامیابی یا محرومی۔ زیادتی یا کمی طاعت یا معصیت ہوتی ہے وہ سب اسکے حکم یا تقدیر اور حکمت اور خواہش سے ہوتی ہے کہ جس چیز کو چاہا وہ ہوتی اور جسکو نہ چاہا وہ ہوئی کوئی پلک کا جھپکنا یا خطرہ کا ناگہان آنا اس کے علم سے باہر نہین بلکہ وہی مبدی ہے اور وہی معید ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے کوئی اسکے حکم کا رد کرنیوالا نہین اور نہ کوئی اسکی قضا کا پیچھے ہٹانے والا اور نہ بجز اس کی توفیق و رحمت کے بندہ کو اس کی نافرمانی سے کوئی مفر کی صورت اور نہ سوا اسکی خواہش اور ارادہ کے اسکو اسکی طاعت کی طاقت۔ اسکا ارادہ تمام اور صفتون کے ساتہہ اسکی ذات سے قایم ہے اور وہ ہمیشہ سے ان اوصاف کے ساتہہ متصف ہے۔ چیزون کے ہونے کو جن وقتون مین کہ مقرر فرمایا ارادہ ازل مین کیا تو جیسا ارادہ کیا اسیطرح اپنے اپنے وقت مین بلا تقدم و تاخر موجود ہوئین بلکہ اس کے علم کے موافق اور ارادہ کے مطابق بغیر کسی طرح کے تغیر و تبدل کے واقع ہوئین امور کا انتظام اسطرح فرمایا کہ اسمین نہ تکرار ان کی ترتیب کی نوبت ہوئی نہ کچھ دیر کا انتظار اور اسی وجہ سے کوئی شان اور حال اسکو دوسری شان سے غافل نہین کرتا۔

۴ عزت اور جلال ہمیشہ ہمیشہ کو ہو وے آمین۔

توریت اور انجیل کی تعلیم خالص خداپرستی پر مبنی تھی۔ گو نفس پرست شریرون کے صدقہ مین عہد عتیق اور عہد جدید کی کتابون مین بہت کچھ دستبرد کی گئی لیکن پھر بھی حق کا جلوہ چمک ہی جاتا ہے اور چشم مبصر خدا کے اصلی نشا کو پہچان جاتی ہے۔ جتنی آیتین کہ ہمنے درج کی ہین ان سے عقیدہ تثلیث کی بیخ و بنیاد اکہڑ کر پہک گئی۔

وہ سمیع اور بصیر ہے۔ کوئی سننے کی چیز کیسی ہی خفیف ہو اور دیکھنے کی چیز کیسی ہی باریک ہو اس کے سننے اور دیکھنے سے بچ نہین رہتی۔ نہ دوری اسکی سننے کو مانع ہو نہ تاریکی اسکے دیکھنے کی مزاحم۔ دیکھتا ہے مگر حدقہ چشم اور پلک سے منزہ ہے سنتا ہے مگر کانون اور ان کے سوراخ سے مبرا ہے۔ جیسے علم مین دل سے اور پکڑنے مین عضو سے اور پیدا کرنے مین آلہ سے پاک ہے اس لیئے کہ جیسے اس کی ذات پاک مخلوق کی ذات کی طرح نہین اسیطرح اس کی صفتین بھی مخلوق کی صفات کی مشابہ نہین وہ کلام کرتا ہے اور اپنے کلام ازلی قدیم سے جو اسکی ذات کے ساتھ قایم ہے امر و نہی اور وعدہ وعید فرماتا ہے اسکا کلام خلق کے کلام کے مشابہ نہین کہ ہوا کے اندر سے یا اجرام کے صدمہ سے آواز آتی ہو یا زبان کی حرکت اور ہونٹون کی مطابقت سے حرف پیدا ہون بلکہ ان سب سے جداگانہ ہے۔ وہ زندہ۔ عالم۔ قادر۔ مرید۔ سمیع۔ بصیر۔ متکلم صرف اپنی ذات سے نہین بلکہ حیات اور قدرت اور سمع اور بصیر اور کلام سے ہے۔ وہ سب سے اچھا اور اکمل اور اتم او عدل ہے۔ وہ اپنے افعال مین حکیم اور اپنے احکام مین عادل ہے اس کے عدل کو بندون کے عدل پر قیاس نہین کر سکتے اسلیئے کہ بندے سے ظلم متصور ہو سکتا ہے کیونکہ وہ غیر کی ملک مین تصرف کر لیتا ہے اور خدا سے ظلم متصور نہین اسلیئے کہ سب چیزون پر وہ محیط ہے اور سب چیزین اسی کی ہین۔ وغیرہ وغیرہ۔

اسلام نے ہمین خدائے برتر کی یہ صفت بتائی اور الہی مقدس ذات کی ہمین پرستش سکھائی۔ اب مین قرآن مجید کی چندان آیتون کو لکھتا ہے کہ جنمین خدا پرستی کی تعلیم کی گئی ہے اور خدا پر بھروسہ اور توکل کرنا بتایا گیا ہے۔ توکل اور توحید یہہ دو صفتین قدرت نے اسلام ہی کو عطا کی ہین۔ اسلام نے سکھایا ہے کہ اپنی بے انتہا عرق ریزیون اور نمایشی محنتون اور قیمتی عبادتون پر مغرور ہو نہ ان کے ضائع ہونے یعنے اپنے مطلب کے نہ نکلنے پر افسردہ خاطر ہو مصیبت مین کسی پیر شہید و بھی دیوتاؤن کی طرف رجوع نکرو بلکہ ہر وقت خدا ہی پر متوکل رہو چنانچہ وہ فرماتا ہے۔ ،، وعلی اللہ متوکلوان کنتم مومنین ،، یعنے اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر یقین رکھتے ہو۔ اس سے زیادہ خدا پرستی کی اور کیا تعلیم ہوگی پھر ارشاد کیا ہے۔ ،، وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون ،، یعنے اور اللہ پر بھروسہ چاہئیے بھروسہ والیکو۔ سوائے خدا کے کسی کو معبود ماننا اور اسپر بھروسہ کرنا کفر ہے جب کسیکو معبود مانینگے تو اسپر ضرور بھروسہ بھی کرینگے اسلئے قرآن سکھاتا ہے کہ نہ کسی کو معبود سمجھو نہ کسی پر بھروسہ کرو جو اللہ پر یقین رکھتے ہین وہ اسی پر بھروسہ کرتے ہین۔ پھر قرآن مجید مین فرمایا ہے ،، ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ،، یعنے اور جو کوئی بھروسہ رکھے اللہ پر تو وہ اس کو بس ہے ،، اس سے زیادہ تاکید نہین ہو سکتی کہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا کافی ہے۔ دوسرے پر

بہروسہ رکہنے کی کوئی ضرورت نہین لے آو اس سے زیادہ خداپرستی کی طرف ملانیوالا دین
اور بہر ارشاد کیا ،، ان اللہ یحب المتوکلین ،، اللہ محبت رکہتا ہے توکل والون سے وہ خدا کے
نزدیک وہی پیارے ہین جو اسپر بہروسہ کرتے ہین - اور ایک آیت مین ارشاد ہے ،، الیس اللہ
بکاف عبدہ ،، کیا اللہ بس نہین اپنے بندون کو ،، - یون خداپرستی کی طرف پکارنے والا او
اس شدومد سے پکارنے والا اور دین یقین کے ساتہ بہروسہ دینے والا ہی کوئی دین ہے ؟
نہین ہرگز نہین ۔ پہر قرآن مجید مین استفہام اقراری کے طور پر آیا ہے ،، ھل اتی علی الانسان حین
من الدھر لم یکن شیئا مذکورا ،، کبہی ہوا ہے انسان پر ایک وقت زمانہ مین جو نہ تہا کچہ چیز تکرار
مین آتی ،، پہر فرمایا ،، ومن یتوکل علی اللہ فان اللہ عزیز حکیم ،، اور یعنے جو کوئی بہروسہ کرے اللہ پر تو
اللہ زبردست ہے حکمت والا ،، یعنے ایسی عزت والا ہے کہ جو کوئی اس کی پناہ مین آجائے اسکو
ذلیل نہین کرتا اور جو اس کی جناب مین ملتجی ہو اسکو تلف نہین فرماتا اور ایسا حکیم ہے کہ جو اسکی تدبیر پر
بہروسہ کرتا ہے وہ اسکی تدبیر سے کوتاہی نہین فرماتا ،، پہر فرمایا ،، ان الذین تدعون من دون اللہ
عباد امثالکم ،، یعنے جنکو تم پکارتے ہو اللہ کے سوائے بندے ہین تمہارے مانند ،، کسی کی عبادت
کرنی - یا اپنی حاجتین دوسرے کے آگے پیش کرنا یا دوسرے کی خدمت مین اپنی مشکل کشائی کے لئے
التجا کرنی محض کفر ہے یہہ اسلام ہی کی شان ہے کہ جنہے توحید کے مسئلہ کو چہانتے چہانتے ایسا
صاف کردیا چنانچہ وہ ارشاد کرتا ہے ،، ان الذین تعبدون من دون اللہ لا یملکون لکم رزقا فابتغوا
عند اللہ الرزق واعبدوہ ،، یعنے بیشک جنکو پوجتے ہو اللہ کے سوائے مالک نہین تمہاری روزی
کے سو تم ڈہونڈو اللہ کے ہان روزی اور اس کی بندگی کرو ،، سو اس سے روزی طلب کرنا یعنے
حصول روزی مین محنت کرکے اپنی محنت مین برکت چاہنی اور خواہش کرنا یا دوسرے
کی اپنی حاجات پورا ہونے کے لئے عبادت کرنی کفر اشد ہے پہر اللہ تعالی فرماتا ہے ،، وللہ
خزائن السموات والارض ولکن المنافقین لا یفقھون ،، یعنے اور اللہ کے ہین خزانے آسمان
کے اور زمین کے لیکن منافق نہین بوجہتے ،، یعنے ہر شے پر اللہ محیط ہے پہر اس کے سوا کسی کی
عبادت کرنی اور کسی کی پرستش کرنی یہہ کب روا ہوسکتی ہے - خدا نے ایسی حالت مین
نبی کو مبعوث کیا جب تمام زمانہ مین تاریکی پہیلی ہوئی تہی اور یہہ تاریکی یہی تہی کہ لوگ اس کے
سوا اورون کو بہی معبود بنا کر پوجتے تہے مگر نبی عربی نے اللہ کے حکم سے شرک و بدعت کو مٹا
دیا اور خداپرستی کا نور چمکایا اس کا اشارہ قرآن مجید مین بہی آیا ہے - چنانچہ وہ فرماتا ہے
،، ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منہم یتلوا علیہم ایتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتب والحکمتہ
وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین ،، یعنے وہ اللہ ایسا ہے کہ جسنے کہڑا کیا نادانون مین یعنے

ان پڑھون مین) ایک رسول انھین سے کہ پڑھتا ہے ان پر آیتین اسکی اور پاک کرتا ہے انکو
اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور عقل کی باتین اور بیشک تھے وہ پہلے سے گمراہی صریح مین "
اسنے صاف طور پر بیان کر دیا ہے کہ شرک یعنے جو کوئی خدا کے ساتھہ کسی چیز کو شریک کرتا ہے
مسلمان نہین ہے مثلاً وہ فرماتا ہے " وما یؤمن اکثرهم بالله الا وهم مشرکون " یعنے اور نہین
مسلمان ہین اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہین " سورہ یونس مین بڑے شد و مد سے اللہ فرماتا ہے
ویعبدون من دون الله ما لا یضرهم ولا ینفعهم ویقولون هؤلاء شفعاؤنا عند الله اتنبئون
الله بما لا یعلم فی السموات ولا فی الارض سبحنه وتعالی عما یشرکون " یعنے اور پوجتے ہین سوائے
اللہ کے ایسی چیز کو کہ نہ کچھہ فائدہ دیوے ان کو نہ کچھ نقصان اور کہتے ہین یہہ لوگ ہمارے سفارشی
ہین اللہ کے پاس کہہ کیا بتاتے ہو تم اللہ کو جو نہین جانتا وہ آسمانون مین نہ زمین مین سو وہ برتر ہے
ان سے جنکو یہہ شریک بتاتے ہین " کس شد و مد سے شرک و بدعت یا بت پرستی کو منع کیا ہے
اور کس زور شور سے خدا پرستی کی طرف بلایا ہے یہہ فرمایا ہے " والذین اتخذوا من دونه
اولیاء ما نعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفی ان الله یحکم بینهم فیما هم فیه یختلفون ط ان الله لا
یهدی من هو کاذب کفار " یعنے اور جو لوگ کہ ٹھہراتے ہین سوائے اللہ کے اور حمایتی کہتے ہیں
پوجتے ہین ہم ان کو سو اسی لئے کہ نزدیک کر دین ہمکو اللہ کی طرف مرتبہ مین بیشک اللہ حکم کریگا انمین
اس چیز مین کہ اس مین اختلاف ڈالتے ہین بیشک اللہ راہ نہین دیتا جھوٹے ناشکر کو " سوائے خدا
کے کسی چیز کی پرستش کرنی تو کجا خدا کے آگے سفارشی لیجانا ہی کفر ہے - وہ خود سب پر محیط ہے اور
اپنی مرضی سے ہر کام کرتا ہے بھلا اس کی درگاہ مین کون سفارشی بن سکتا ہے - اور یہی شد و مد
سے فرمایا ہے -

" قل بیده ملکوت کل شیء وهو یجیر ولا یجار علیه ان کنتم تعلمون سیقولون لله ط قل فانی
تسحرون " یعنے کہہ کون ہے وہ شخص کہ اسی کے ہاتھہ مین ہے تصرف ہر چیز کا اور وہ حمایت کرتا
ہے اور اس کے مقابل کوئی حمایت نہین کر سکتا جو تم جانتے ہو سو وہی کہدینگے کہ اللہ ہی کہہ پھر
کہان سے خبطی ہو جاتی ہو " - اس سے یہہ معلوم ہوا کہ تصرف کرنے کی قدرت کسی مین سوائے
خدا کے نہین ہے اور کوئی کسی کی حمایت نہین کر سکتا وہی ایک ذات سب کی حمایت کرتی ہے
اور وہی سب پر غالب ہے - اس سے زیادہ اور کون مذہب خدا پرستی کی زیادہ تعلیم کر سکتا ہے

[illegible] داؤد حکیم خدا کی عزت اور جلال ہمیشہ ہمیشہ کو ہووے آمین —
توریت اور انجیل کی تعلیم خالص خدا پرستی پر مبنی تھی گو [illegible] سے اس مین عہد عتیق اور عہد جدید کی کتابون
مین بہت کچھ دستبرد کی گئی لیکن پھر بھی حق کا جلوہ چمک ہی جاتا ہے اور چشم بصیرت اس کے اصلی منشا کو پہچان جاتی ہے جتنی
آیتین کہ ہم نے درج کی ہین ان سے عقیدہ تثلیث کی بیخ و بنیاد اکھڑ کر پھینک گئی —

پہر سورہ برات مین فرمایا ہے۔ ،، اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم وما امروا الا لیعبدوا الٰھا واحدا لا الٰہ الا ھو سبحنہ عما یشرکون ،، یعنے ٹہیرایا انہون نے مولویون کو اور درویشون کو مالک اپنا اللہ کے سوا اور مسیح بیٹے مریم کے کو اور حالانکہ ان کو تو حکم یہی ہوا ہے کہ بندگی کرین ایک مالک کی۔ نہین کوئی مالک سوائے اس کے سو وہ نرالا ہے ان کے شریک بتانے سے ،، - یہہ خدا پرستی کی انتہا ہے کہ علاوہ شریک کرنے کے یہہ بہی نہ کرو کہ مولویون اور درویشون کو خدا سے کم درجہ کا ٹہیراؤ جتنی بزرگی اور عظمت ہے سب اسیکو ہے اس کے سوا کوئی نہین نہ مولوی نہ فقیر نہ پیر نہ شہید نہ وہان کسی کی سفارش کام آوے نہ کسی کا وسیلہ پہر بتلایا گیا ہے کہ سب بندے ایکدن اس کے سامنے آوینگے اور اسنے سبکو گن رکہا ہے تو پہر بڑی افسوس کی بات ہے کہ اسوقت یہہ کیفیت ہو۔ شعر

قدسی ندانم ہون شود سود ائے اعمال خاسرا ++ ولقد اتمر رش بکف من جنس عصیان بغل

چنانچہ وہ سورہ مریم مین فرماتا ہے ،، ان کل من فی السموات والارض الا اتی الرحمن عبدا لقد احصٰھم وعدھم عدا وکلھم اتیہ یوم القیمۃ فردا ،، یعنے جتنے لوگ ہین آسمان وزمین مین سو وہ آنیوالے ہین رحمان کے سامنے بندے ہوکر اور بیشک قابو مین کر رکہا ہے ان کو اور گن رکہا ہے ان کو ایک ایک اور ہر کوئی ان مین سے آنے والا ہے اس کے سامنے قیامت کے دن اکیلا اکیلا ،، یعنے کوئی آدمی خواہ کیسا ہی اپنے کو سمجہے اور اپنے یا اپنے دوستون کے خیال مین کچہہ ہی رتبہ رکہے لیکن خدا کے جلال اور عظمت کے آگے وہ غلام سے زیادہ رتبہ کا نہین ہے جب یہہ کیفیت ہے تو پہر ایسے لوگون کی عظمت کو اس وحدہ لاشریک کے ساتہہ شریک کرنا کیون کر زیبا ہے۔ جس مذہب کو خدا پرستی کا دعوے ہو اس سے زیادہ خدا پرستی کی تاکید جو اسلام مین ہے لے آوے۔ پہر انتہا درجہ کی تاکید اور جلال سے فرمایا ہے۔ ،، قال اللہ تعالی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد ضل ضلالا بعیدا ،، یعنے فرمایا اللہ تعالی نے بیشک اللہ نہین بخشتا ہے کہ شریک ٹہیراوے اس کا اور بخشتا ہے سوا اسکے جسکو چاہے اور جسنے شریک ٹہیرایا اللہ کا سو بیشک راہ بہولا دور بہٹک کر دیہان انتہا درجہ کی تنبیہ ہے کہ جو شخص کسیکو اللہ کا شریک کریگا وہ کبہی نہین بخشا جائیگا اور جسکو چاہے گا یعنے جس گنہگار کو چاہے گا بخشدیگا لیکن مشرک کو کبہی نہین بخشنے کا۔ اس سے زیادہ خدا پرستی کی تعلیم اور کیا ہوگی۔ جس مذہب مین خدا پرستی سے زیادہ کوئی نیک کام اور شرک سے زیادہ کوئی عظیم الشان گناہ نہو وہ مذہب پکار کر اعلان دیسکتا ہے کہ دنیا مین خدا پرست مذہب مجہ جیسا کوئی نہین ہے۔ پہر ارشاد ہوا ،، واذ قال لقمٰن لابنہ وھو یعظہ یبنی لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم ،، (سورہ

لقمان مین) یعنے جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو اور وہ نصیحت کرتا تہا اسکو اے میرے بیٹے مت شریک بنا اللہ کا بیشک شریک بنانا اس کا بڑی بے انصافی ہے، وجہ یہ کہ وحدہ لاشریک کے ساتہہ کچہ شریک کیا اس سے سخت بے انصافی کی — اور اس سے زیادہ خدا پرستی کی تعلیم کیا چاہتے ہو — پہر فرمایا (سورہ ابنیا مین) وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الہ الا انا فاعبدون ،، یعنے اور نہین بہیجا ہم نے تجہسے پہلے کوئی رسول مگر کہ اسکو یہی حکم بہیجا کہ بیشک بات یون ہے کہ کوئی ماننے کے لایق نہین سوائے میرے سو بندگی کرو میری ،، — یہانتک تو ہم نے قرآن شریف کی مین آیتین خدا پرستی کی طرف زور دے کر بلانے والی تحریر کین اور اب احادیث نبوی کو پیش کرتے ہین جس سے یہہ کہل جائیگا کہ خدا پرستی کی طرف بلانے کا زبردست دعوے کرنے والا یہہ مذہب اسلام ہی ہے اور کوئی اس کے آگے خدا پرستی کا دم نہین مار سکتا۔

(۱) مشکوۃ کے باب الریا مین آیا ہے — ،، واخرج مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالی انا اغنی الشرکاء عن الشرک من عمل عملا اشرک فیہ معی غیری ترکتہ وشرکہ وانا منہ بری ،، یعنے نبی اکرم نے فرمایا کہ اللہ تعالی کہتا ہے کہ مین بڑا بے پروا ہون ساجہیون مین ساجہی سے جو کوئی کرے کچہ کام کہ ساجہی کردے اسمین میرے ساتہہ اور کسیکو سو مین چہوڑ دیتا ہون اس کو اور اس کے ساجہی کو اور مین اس سے بیزار ہون ،، — نبی اکرم نے کن پر زور الفاظ مین یہہ ثابت کر دیا اور لوگون کو جتا دیا کہ خدا اس سے بیزار ہوتا ہے کہ جو اس کا شریک کسیکو کرے کیونکہ وہ پاک ذات ان سب باتون سے مبرا ہے پہر

(۲) مشکوۃ کے باب الایمان بالقدر مین لکہا ہے — ،، اخرج احمد عن ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ فی تفسیر قول اللہ تعالی عز وجل واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم ذریتہم قال جمعہم فجعلہم ازواجا ثم صورہم فاستنطقہم فتکلموا ثم اخذ علیہم العہد والمیثاق واشہدہم علی انفسہم الست بربکم قالوا بلی قال فانی اشہد علیکم السموات السبع والارضین السبع واشہد علیکم اباکم آدم ان تقولوا یوم القیمۃ انا کنا عن ہذا غافلین لم نعلم بہذا اعلموا انہ لا الہ غیری ولا رب غیری ولا تشرکوا بی شیئا انی سارسل الیکم رسلی یذکرونکم عہدی ومیثاقی وانزل علیکم کتبی قالوا اشہدنا بانک ربنا والہنا لا رب لنا غیرک ولا الہ لنا غیرک ،، یعنے امام احمد کہتے ہین کہ ابی بن کعب نے اس آیت کی تفسیر مین کہ ،، واذ اخذ ربک من بنی آدم ،، الخ فرمایا کہ اللہ نے اولاد آدم کی جمع کی پہر ان کی شکلین لگائین پہر ان کی صورت بنائی پہر ان کو بولنے کی طاقت دی سو بولنے لگے پہر ان سے قول و عہد لیا اور ان کی جان پر

ان سے اقرار کرایا کہ کیا میں نہیں ہوں رب تمہارا بولے کیوں نہیں فرمایا سو میں گواہ کرتا ہوں تم پر ساتوں آسمانوں کو اور ساتوں زمینوں کو اور تمہارے باپ آدم کو اسواسطے کہ نہیں کہنے لگو قیامت کے دن کہ ہم نہ جانتے تھے یہہ سو جان رکھو کہ بیشک بات یہہ ہے کہ نہیں کوئی حاکم سوا میرے اور نہیں کوئی مالک سوائے میرے اور مت شریک ٹہیراؤ میرا کوئی بیشک میں اب بھیجونگا تمہارے طرف اپنے رسول کہ تم کو میرا قول و قرار یاد دلاوینگے اور تم پر اپنی کتابیں اتاروں گا۔ تو بولے ہم نے اقرار کیا کہ بیشک تو ہمارا مالک ہے اور ہمارا حاکم ہے تیرے سوا ہمارا کوئی مالک کوئی حاکم نہیں ،، اس سے زیادہ بہی خداپرستی کی تعلیم اور کسی مذہب میں ہو سکتی ہے جہاں نبیوں کا مبعوث ہونا ہی صرف اس غرض پر مبنی رکہا گیا ہے کہ خداپرستی کی طرف لوگوں کو توجہ دلائیں۔ اسلام ہی ایک ایسا دین ہے کہ جس میں سب سے افضل نیک کام خداپرستی ہے۔ اور سب سے بدتر کفر و الحاد سے بہی دو چار قدم آگے بڑہی ہوئی شرک ہے۔

(۳) مشکوۃ کے باب الکبائر میں لکہا ہے۔ ،، واخرج احمد عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تشرک باللہ شیئاً و ان قتلت و حرقت ،، یعنے معاذ بن جبل کہتے ہیں کہ رسول اکرم نے مجھے ارشاد کیا کہ کسیکو اللہ کا شریک نہ ٹہیراؤ گو کہ مارا جاوے تو اور جلایا جاوے تو ،، اس سے زیادہ تشدد اور نہیں ہو سکتا نبی اکرم نے یہانتک ارشاد فرمادیا کہ اگر تجھے مار ڈالیں اور جلا دیں اور یہہ کہیں کہ تو فلان کو خدا کا شریک بتا تو تو یہہ دونوں باتیں قبول کرلے مگر اللہ کا شریک کسیکو نہ بتائیو۔ ہے کوئی ایسی خداپرستی کی طرف بلانے اور شرک سے بچانے کی مثال جس مذہب کو خداپرستی کا دعوے ہو وہ ایسی مثال لے آئے۔

(۴) مشکوۃ کے باب الکبائر میں لکہا ہے۔ ،، اخرج الشیخان عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رجل یا رسول اللہ ای الذنب اکبر عند اللہ قال ان تدعو للہ ندا و ھو خلقک ،، یعنے بخاری و مسلم کا بیان ہے کہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم کی خدمت میں عرض کیا کہ خدا کے نزدیک کونسا گناہ بہت بڑا ہے فرمایا یہہ گناہ بہت بڑا ہے کہ تو کسیکو اللہ کی طرح سمجھکر پکارے اور حالانکہ اللہ ہی نے تجھکو پیدا کیا ،، اس سے زیادہ صاف الفاظ اور کیا ہوں گے کہ عظیم الشان گناہ یہی ہے کہ دوسریکو اس کا شریک ٹہیراویں۔ اس سے بہی زیادہ خداپرستی کی تعلیم اور کہیں ہو سکتی ہے۔

(۵) پہر مشکوۃ کے باب الاستغفار میں لکہا ہے۔ ،، اخرج الترمذی عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال اللہ تعالی یا ابن آدم انک لو لقیتنی بقراب الارض خطایا ثم لقیتنی لا تشرک بی شیئاً لاتیتک بقرابہا مغفرۃ ،، یعنے ترمذی لکہتے ہیں کہ انس نے بیان کیا

کہ نبی اکرم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا کہتا ہے اے آدم کے بیٹے بیشک تو جو مجھسے ملے دنیا بہر گناہ لیکر پہر ملے مجھسے تو کہ نہ شریک سمجھتا ہو میرا کسیکو تو بیشک لے آؤن مین تیرے پاس بخشش اپنی دنیا بہر۔ ان تمام آیتون اور حدیثون سے یہہ ظاہر ہوگیا کہ دنیا و دین مین اگر کوئی نیک کام ہے تو وہ خدا پرستی ہے۔ اور اسی کی اسلام بہت تاکید کرتا ہے۔ جس زمانہ مین کہ چارون طرف بت پرستی کا زور شور تہا اور ہر گہر مین ایک ایک خدا علیحدہ بیٹہا تہا وہان اسلام نے اس شد و مد سے یہہ اعلان دیا کہ جو کچہہ ہے خدا ہے اسیکو اپنا حاجت روا بناؤ اور اسپر بہروسہ کرو اور اسیکو اپنا معبود سمجھو اگر قرآن شریف کو الحمد سے لیکر والناس تک دیکہہ جاؤ تو معلوم ہوگا کہ جو کچہہ اتنی دور مین بیان ہوا ہے وہ یہی ہے کہ خدا پر بہروسہ کرو اس کا احسان مانو اسی کو اپنا حاجت روا جانو اور اسی سے التجا کرو اور اسیکی عبادت کرو یہی اسلام ہے اور یہی ایمان ہے۔ جتنی خدا کی بڑائی زور دے دیکر اسلام مین ظاہر کی گئی ہے اور کوئی مذہب اسکے مقابلہ مین اس بات پر فخر نہین کرسکتا۔

(قرآن مجید مین اس بات کا ذکر کہ خدا عالم ہے)

(سورۂ انعام مین) وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو ط ،، یعنی اُسی کے پاس غیب کی کنجیان ہین نہین جانتا ان کو مگر وہی (یعنے باری تعالے۔

(سورۂ نمل مین) قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ ط وما یشعرون ایان یبعثون ،، یعنے کہو کہ جتنے لوگ آسمانون اور زمین مین ہین غیب کو نہین جانتے مگر اللہ اور نہین خبر رکہتے کہ کب اُٹہائے جائینگے۔

(سورۂ لقمان مین) ان اللہ عندہٗ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا ط وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر ،، یعنے بیشک اللہ ہی کے پاس ہے خبر قیامت کی اور وہ ہی برساتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچہہ کہ مادہ کے پیٹ مین ہے اور نہین جانتا ہے کوئی کہ کیا کریگا کل اور نہین جانتا ہے کہ کس زمین مین مریگا بیشک اللہ بڑا جاننے والا ہے خبردار۔،،

(سورۂ احقاف مین) ،، ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیمۃ وھم عن دعاءھم غفلون ،، یعنے اور کون زیادہ گمراہ ہوگا اس شخص سے کہ پکارتا ہے اللہ کے سوا ان لوگون کو کہ نہ قبول کرینگی اسکی بات قیامت کے دن تک اور وہ ان کے پکارنے سے غافل ہین ،،

(سورۂ اعراف مین) قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب

لاستکثرت من خیر وما مسنی السوء ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یومنون ۔ یعنے کہہ کہ نہیں اختیار رکھتا میں اپنی جان کی کچہہ نفع ونقصان کا مگر جو کچہہ کہ چاہے اللہ اور جانتا میں غیب تو بیشک بہت سی لے لیتا میں بہلائی اور نہ چہوتی مجکو کچہہ برائی میں تو فقط ڈرانیوالا ہوں اور خوشخبری سنانیوالا ہوں ان لوگوں کو یقین رکہتے ہیں ۔"

(خدا کے تصرف کا بیان)

(سورۂ جن میں) قل انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا ۰ قل انی لن یجیرنی من اللہ احد ولن اجد من دونہ ملتحدا ۔ یعنے کہہ کہ بیشک میں نہیں اختیار رکہتا تمہارے کچہہ نقصان کا نہ نفع کا کہہ کہ بیشک مجکو ہرگز نہ بچاویگا اللہ سے کوئی اور ہرگز نہ پاؤنگا اس کے سوا کہیں بچاؤ ۔"

(سورۂ نحل میں) ویعبدون من دون اللہ ما لا یملک لھم رزقا من السموات والارض شیئا ولا یستطیعون یعنے اور پوجتے ہیں اللہ کے سوا ایسوں کو کہ نہیں اختیار رکہتے ان کی روزی کا آسمانوں سے اور نہ زمین سے کچہہ اور نہیں طاقت رکہتے ۔"

(سورۂ یونس میں) ولا تدع من دون اللہ ما لا ینفعک ولا یضرک فان فعلت فانک اذا من الظلمین یعنے اور مت پکار اللہ کے سوا ایسوں کو کہ نہ فائدہ دیویں تجہکو نہ نقصان سو اگر کیا تو نے یہہ بیشک تو بے انصاف ہے ۔

(سورۂ سبا میں) قل ادعوا الذین زعمتم من دون اللہ لا یملکون مثقال ذرۃ فی السموات ولا فی الارض وما لھم فیھما من شرک وما لہ منھم من ظہیر ۰ ولا تنفع الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ حتی اذا فزع عن قلوبھم قالوا ماذا قال ربکم قالوا الحق وھو العلی الکبیر ۔ یعنے کہہ بہلا پکارو تو ان لوگوں کو کہ خیال کرتے ہو سوائے اللہ کے سو وہ تو نہیں اختیار رکہتے ایک ذرہ بہر آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہیں ان کا ان دونوں میں کچہہ ساجہا اور نہیں اللہ کا ان میں سے کوئی بازو اور نہیں کام آتی سفارش اس کی روبرو مگر جس کی پروانگی دے یہانتک کہ جب گہبراہٹ دور ہوتی ہے ان کے دلوں سے تو کہتے ہیں کیا فرمایا تمہارے رب نے کہتے ہیں کہ حق اور وہی ہے بلند بڑا ۔"

(خدا ہی کی عبادت کرنی چاہیے قرآن مجید سے)

(سورۂ ہود میں) ولقد ارسلنا نوحا الی قومہ انی لکم نذیر مبین ۰ ان لا تعبدوا الا اللہ انی اخاف علیکم عذاب یوم الیم ۔ یعنے بیشک بہیجا ہم نے نوح کو اسکی قوم کی طرف یہہ بات کہنے کو کہ بیشک میں تمکو ڈرانیوالا ہوں یہہ کہ عبادت نکرو مگر اللہ کی بیشک میں ڈرتا ہوں تمپر دکہہ کے دن کی مار سے ۔"

(سورۂ فصلت مین) لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقهن ان کنتم ایاه تعبدون
و یعنے مت سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے پیدا کیا ان کو جو تم اسی کے بندے
بنا چاہتے ہو،،

(سورۂ جن مین) وان المسجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احداً وانہ قام عبد اللہ یدعوہ کادوا
یکونون علیہ لبداً قل انما ادعوا ربی ولا اشرک بہ احداً ،، یعنے اور بیشک سجدے اللہ ہی کو ہین
سو نہ پکارو ساتھہ اللہ کے کسیکو اور جب اللہ کا بندہ اس کے پکارنے کو کھڑا ہوتا ہے تو قریب ہے
کہ لوگ اسپر ٹھٹھہ اڑائین کہہ کہ مین تو پکارتا ہون اپنے رب ہی کو اور نہین شریک سمجھتا اسکا کسیکو

(سورۂ حج مین) ،، واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق لیشہدوا
منافع لهم ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات علی ما رزقهم من بهیمۃ الانعام فکلوا منها
واطعموا البائس الفقیر ثم لیقضوا تفثهم ولیوفوا نذورهم ولیطوفوا بالبیت العتیق ،،
یعنے خبر کر دے لوگون مین حج کی کہ چلے آوینگے تیرے پاس پیادے اور دُبلے دُبلے اونٹون پر
کہ چلے آتے ہین دور دور کے رستہ سے کہ آپونچین اپنے فائدون کی جگہون مین اور یاد
کرین اللہ کا نام کئی معین دنون مین اس چیز پر کہ دیا ہے اسنے ان کو مواشی چوپایون مین سے
سو کھاؤ اس مین سے اور کھلاؤ بدحال محتاج کو پھر چاہیئے کہ تمام کرین میل کچیل اپنا اور پوری
کرین منتین اپنی اور طواف کرین اس قدیم گھر کا۔

(سورۂ انعام مین) ،، او فسقاً اُهل لغیر اللہ بہ ،، یعنے یا گناہ کی چیز کہ مشہور کی گئی ہو اللہ کے سوا اور
کی کو رے۔

(سورۂ یوسف مین) یصاحبی السجن ءارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القهار ما تعبدون
من دونہ الا اسماء سمیتموها انتم واباؤکم ما انزل اللہ بها من سلطن ان الحکم الا للہ امر الا
تعبدوا الا ایاه ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون ،، یعنے حضرت یوسف نے قیدخانہ
مین اور قیدیون سے کہا اے رفیقو قیدخانہ کے کیا کئی مالک جدے جدے بہتر ہین یا اللہ اکیلا
زبردست نہین مانتے ہو تم سوائے اس کے مگر کئی نامون کو کہ ٹھیرائے ہین تم نے اور تمہارے باپ
دادون نے نہین اتارے اللہ نے ان کے کچھ سند نہین حکم کسیکا سوائے اللہ کے اس نے تو یہی
حکم کیا ہے کہ کسیکو اس کے سوائے مت مانو یہی ہے دین مضبوط مگر اکثر لوگ نہین جانتے۔

(سورۂ اعراف مین) ،، هو الذی خلقکم من نفس واحدۃ وجعل منها زوجها لیسکن الیها فلما تغشها
حملت حملاً خفیفاً فمرت بہ فلما اثقلت دعوا اللہ ربهما لئن اتیتنا صالحاً لنکونن من الشکرین فلما اتهما
صالحاً جعلا لہ شرکاء فیما اتهما فتعلی اللہ عما یشرکون ،، یعنے اللہ وہ ہے کہ جسنے پیدا کیا تم کو ایک جان سے

اور بنایا اسی سے جوڑا اس کا کہ چین پاوے اس سے پہر جب اُسنے ڈہانک لیا اسکو پیٹ رہگیا اسکو ہلکا سا پہر گذر گئی اسیطرح پہر جب بوجہل ہوئی تو دونو پکارنے لگے اپنے مالک اللہ کو کہ بخشدے تو ہمکو اچہا بچہ تو بیشک ہووین ہم حق ماننے والے پہر جب اس نے دیا ان کو اچہا بچہ بہرانے لگے اسکے شریک اسی چیز مین کہ اس نے دیا ان کو سو بہت دور ہے اللہ ان کے شریک بتانے سے (سورۂ مائدہ مین) ماجعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام ولا لکن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب واکثرہم لا یعقلون ۰۰

یعنے نہین ٹہیرایا اللہ نے کوئی بحیرہ اور نہ کوئی سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حامی اور لیکن کافر لوگ اللہ پر جہوٹ کا افترا کرتے ہین اور اکثر وہ ناسمجہ ہین۔

ان آیتون اور حدیثون سے جو خدا کی وحدانیت اور اسکی پرستش کے بارہ مین نقل کی گئین اسسے صاف اندازہ ہو سکتا ہے کہ اسلام درحقیقت خداپرستی کا نام ہے دنیا کی اس ناگفتہ بہ جہالت مین کہ تمام جہان نے قریب قریب خدا اور اس کے احسانون کو بہلا دیا تہا اسلام نے صرف دس ہی برس کے عرصہ مین کیسا کایا پلیٹ کر دیا۔ جو دل کہ کفر والحاد سے بہرے ہوتے تہے اور بت پرستی کی ظلمت نے ان پر قبضے کر لئے تہے ان ہی دون مین خداپرستی کا نور بہر اگیا جن زبان سے کہ سوائے کلمہ کفر کے اور کبہی کچہہ نہ نکلتا تہا اس سے بہت زور شور سے یہہ کلمہ پڑہوا دیا۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یہی عین اسلام تہا اور یہی اسکا مفہوم تہا جو ہم نے اوپر بیان کیا۔ کیا اس پیدائشی صحرائی نبی کی آواز نے کہ آؤ خدا کی پرستش کرو کچہہ کم اثر کیا جس نے تمام عالم کو اپنے اوپر مائل کر لیا اور سبکو ایک راہ سے لگا دیا انہین خدا کی محبت والفت دی اور اس کی پرستش کرنی سکہائی۔

جسنے صرف دس ہی برس کے عرصہ مین ایک موج مخلوق کے دلون مین پیدا کر دیا اور اسنے آگاہ کیا کہ خبردار ہو خداپرستی کا زمانہ آگیا۔ انہین جہوڑ جہوڑ کر خواب خرگوش سے جگا دیا اور لاکہون دلون کو ادہر سے ادہر پہیر دیا کیا حضرت عیسے نے ایسی اصلاح خلق کی کی تہا انہی انکہون کے آگے خدا کی زرعت کو پامال ہونے سے بچایا۔ چونکہ پہلے ہی سے یہہ قانون فطرت مین طے ہو چکا تہا کہ تکمیل دین کے لئے دوسرا نبی بہیجا جائیگا جسکا نام محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا اسلئے وہ ناکام واپس بلالئے گئے۔

آپ نے ہمیشہ بہت زور شور سے یہہ فرمایا کہ خدا کے رستہ مین صرف یہہ بہت بڑی باتین ہین کہ یتیم پر مہربانی کرے غریبون کو مصیبت سے رہائی دلوائے اور قیدیون کا فدیہ دیکر انہین

چھوڑ دے غرض تعلیم یہی تھی کہ رحم دل بنو اور خدا کی مخلوق سے بخلق پیش آؤ ان پر اپنا دھن من تن قربان کر دو اور یہہ سمجھو کہ ہم پیدا ہی اسی لئے ہوئے ہین کہ لوگون کی مدد کرین بیشک یہی بہت بڑی عبادت ہے اور یہی رحمت ہے۔

اسلام کے رحم نے اپنے کو صرف آدمیون ہی مین پابند نہین کیا ہے بلکہ اسکے ہاتھہ صحرائی جانورون اور وحوش بہایم پر بھی پھیلے ہوئے ہین۔

ایک دن ایک شخص نبی اکرم کی خدمت مین حاضر ہوا اسکے پاس چھوٹے چھوٹے پرندون کا بھرا ہوا تھیلا تہا اسنے عرض کیا کہ مین جنگل مین جارہا تہا مین نے یہہ چھوٹے پرند اپنی ماؤن کے ساتھہ چہچہاتے ہوئے دیکھے مین نے انہین پکڑ لیا اب یہہ میری چادر مین ہین ان کے ماں باپ میرے سر پر گردش کہا رہے ہین۔ نبی اکرم نے ارشاد کیا "تو انہین چھوڑ دے" جب اسنے چھوڑ دیا تو وہ پرند اپنے ماں باپون سے مل گئے پھر نبی اکرم نے ارشاد کیا "کیا تجھے پرندون کی اس محبت سے جو ماؤن نے اپنے بچون سے کی ہے کچھہ تعجب آتا ہے۔ مین اسکی قسم کہاتا ہون کہ جسنے مجھے بھیجا ہے یقیناً خدا اپنی مخلوق سے ان ماؤن کی نسبت زیادہ محبت کرتا ہے" "تو ان کو جہان سے لایا ہے وہین لیجاکر رکھدے تاکہ ان بچون کی مائین ان سے اگر مل جائین خدا سے خوف کرو اور جانورون پر ترس کہاؤ" "اسوقت ان پر سوار ہو جب وہ اس قابل ہون اور جب وہ تھک جائین انہین چھوڑ دو اور آرام لینے دو۔ یقیناً بے زبان جانورون پر رحم کہانے کا صلہ خدا ہمین بہت بڑا دیگا انہین پیاس مین پانی پلاؤ۔"

قرآن مین جو فوقیت کہ انسانی زندگی کی ہے وہی حیوان کی بہی رکھی ہے۔ قرآن مین آیا ہے ہر چوپایا زمین پر اور ہر پرند ہوا پر تمہاری طرح سے خدا کی مخلوق ہے اور ایک دن وہ سب اپنے مالک کے پاس واپس جائینگے۔ صدیون سے عیسائیت کو کبھی یہہ نصیب ہی نہ ہوا تہا کہ وہ جانورون پر رحم کرنے کی تاکید کرتی اور ان کے حقوق انسان کو بتاتی لیکن نبی عربی نے بہت زور شور سے اس بات کا اعلان دیا کہ بیزبان جانورون پر رحم کہاؤ بیشک خدا اس کا بہت بڑا اجر دیگا یہہ رحم کے بھرے ہوئے فرایض مسلمانون مین عام ہوگئے اور ہر متنفس ان پر کاربند ہونے کو مجبور ہوا اسلام کا جو کچھہ مفہوم تہا وہ اسباب مین بیان ہوگیا۔ اسلام کے معنے یہہ ہین کہ خدا کو ایک جاننا محمد کو اس کا سچا نبی تصور کرنا اور مسلمانون سے ہمدردی کرنا۔ بس یہی اسلام ہے اور یہی اسکا مفہوم ہے۔ وہ مسلمان نہین ہے کہ جس کے دل مین رحم نہین ہے۔ اور جس نے اپنے بہائیون کی اپنے مال سے اپنے وقت سے مدد نہین کی وہ ہرگز مسلمان نہین ہے اسلئے کہ صرف خدا کو واحد اور محمد کو نبی سمجھکر ہاتھہ پر ہاتھہ رکھکر مسجد یا کسی خانقاہ مین بیٹھہ رہنے کا نام اسلام نہین ہے

بلکہ اصلی مسلمان وہ ہے کہ جو نبی اور خدا کے احکام پر عمل کرے اور بیشک سب محمدی ایسا ہی کرتے ہین۔ نبی اکرم نے ہمین رحم کی تعلیم دی ہے اور فرمایا ہے کہ ہم نہ صرف آدمیون پر بلکہ جانورون پر بھی رحم کرین۔

خدا بہت بڑا رحیم ہے اور اس نے رحم کی بہت بڑی تعلیم دی ہے بیشک اس کا رحم تمام ماؤن کے رحم سے جو وہ اپنے بچون پر کرتی ہین بہت بڑا ہے نبی اکرم نے یہی تلقین فرمایا کہ تمہارا خدا بہت بڑا رحیم ہے اسلئے وہ رحمدل شخص سے خوش ہوتا ہے۔ وہ کبھی ایسے شخص کو پسند نہین کرتا کہ جسکے دل مین رحم اور ترس نہو۔

اکثر لوگ اس رحم کی تاکید پر بھی مذہب اسلام پر یہہ طعنہ زنی کرتے ہین اور یہہ مین میکھہ نکالتے ہین کہ اس مین تحمل اور بردباری اور عاجزی اور مذہب کے سبب سے جو تکلیفین کافرون کی طرف سے پہنچین ان کی صبر سے برداشت نہین ہے اور یہہ باتین مذہب کی سچائی اور نیکی اور اخلاق اور خدا کی راہ مین تکالیف برداشت کرنے کے برخلاف ہین۔

مگر یہہ ایک بڑی غلطی اور ناسمجھی ہے اس مین کچھہ شک نہین کہ قرآن مجید مین جو احکام لڑائی کے نہایت نیکی اور انصاف پر مبنی ہیے ان کو مسلمانون نے جو بادشاہون کے نامون سے مشہور ہوئے دنیداری کے بہانہ سے اپنی خواہش نفسانیہ پورا کرنے اور ملک گیری کے لئے نہایت بد اخلاقی اور ناانصافی سے برتا اور وحشی درندون سے بھی بدتر کام کئے اور علمائے اسلام نے ان کی تائید کے لئے ایسے مسئلے بیان کئے جو اسلام کی روحانی نیکی کے برخلاف تھے مگر ان کے ایسا کرنے سے جو برائی یا عیب قرار دیا جاوے وہ انہین پر محدود ہے جنہون نے ایسا کیا نہ اسلام پر۔ ہر ایک منصف مزاج کا اور ہر ایک معترض اور نکتہ چین کا یہہ فرض ہے کہ ان ظالمون کی کردار کو انہین پر محدود رکھے نہ یہہ کہ ان کی کردار سے مذہب اسلام سے نکتہ چینی کرے۔

اسلام مین اگرچہ جابجا عفو و صبر و تحمل کی خوبیان بیان کی گئی ہین اور لوگون کو اسپر رغبت دلائی گئی ہے مگر اسی کے ساتھہ بدلا لینے کی بھی بغیر زیادتی کے اجازت دی ہے کیا یہہ قانون دنیا کے پیدا کرنے والے کے قانون قدرت کے مناسب نہین ہے اور کیا اس قانون سے زیادہ عمدہ اور سچا کوئی قانون ہوسکتا ہے انسان جب اخلاق کی باتون پر گفتگو کرتا ہے تو بہت سی ایسی باتین اور ایسے اصول بیان کرتا ہے جو کان کو اور دل کو نہایت بھلے معلوم ہوتے ہین اور سننے و پڑھنے والے خیال کرتے ہین کہ یہی اصول اخلاق کے اور یہی اصول اعلےٰ درجہ کی نیکی کے ہین مگر درحقیقت وہ ہوا کی آواز سے زیادہ کچھہ رتبہ نہین رکھتے اور چونکہ وہ اصول فطرت انسانی کے بلکہ قانون قدرت کے برخلاف ہوتے ہین کبھی ان پر عملدرآمد نہین ہوسکتا۔ ایسا قانون بنانے

سے جسپر کبھی عملدرآمد ہو سکے کوئی نتیجہ اور فائدہ مترتب نہین ہوتا بلکہ دل مین اس قانون کی حقارت بیٹھتی ہے کہ وہ قانون قدرت کے برخلاف ہے —

کوئی کتاب دنیا مین انجیل سے زیادہ انسان کو نرم مزاج اور بردبار و متحمل کرنے والی اور اخلاق کو ایسی چمک سے دکھانے والی جس سے آنکھون مین چکاچوند آجاوے نہین ہے،، گو اسکے مقولہ ایسے نہین ہین کہ سب سے پہلے اسی مین بیان کئے گئے ہون بلکہ بہت سے ایسے ہین جو اس سے پہلے لوگون نے بھی جن کے پیرو اب بت پرست و کافر گنے جاتے ہین بیان کئے ہین مگر کچھ دیکھنا چاہئے کہ ان لوگون مین کیا اثر ہوا تھا —

انجیل مین لکھا ہے کہ اگر کوئی تیرے ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا گال بھی اسکے سامنے کر دے بلاشبہ یہہ سننا اخلاق کے خیال سے تو بڑا عمدہ معلوم ہوتا ہے مگر کسی زمانہ کے لوگون نے اسپر عمل کیا ہے ؟ اگر دنیا اسپر عمل کرے تو دنیا کا کیا حال ہو ؟ اسیطرح آباد رہے اور اسیطرح لوگون کی جان و مال امن مین رہے ؟ نہایت دلچسپ جواب دیا جاتا ہے کہ جب سب ایسے ہی ہوجاوین تو دنیا سے شر اٹھہ جاوے مگر پوچھا جاتا ہے کہ کبھی ایسا ہوا ہے ؟ یا کبھی ایسا ہوگا ؟ یہہ سب ناشدنی باتین ہین جو خیال مین شدنی قرار دیکر انسان خیالی اور جھوٹی خوشی حاصل کرتا ہے - انجیل مین لکھا ہے ،، تو اپنے کل کے کھانے کی فکر مت کر، خدا کل کی روزی پہونچانے کی فکر کرنے والا ہے ،، دلکو یہہ مقولہ نہایت ہی پیارا اور اس پیارے خدا پر اعتماد دلانے والا معلوم ہوتا ہے مگر کبھی کسی نے اسپر عمل کیا ہے ؟ آیندہ کبھی اسپر عمل ہوگا ؟ اگر ہم اس ناشدنی امر کو ایک لمحہ کے لئے شدنی تصور کرکے تمام دنیا کے لوگون کو اسی مقولہ پر عمل کرتا ہوا سمجھہ لین تو دنیا کا کیا حال ہوگا ؟ پس اس قسم کی تمام باتین انسان کو دھوکا دینے والی ہین اور قانون قدرت کے برخلاف ہونے سے خود اپنی سچائی کو مشتبہ کرتی ہین —

عیسائی مذہب جسکی جڑ ایسی نیکی اور نرمی اور اخلاق مین لگائی گئی تھی وہ پھولا پھلا اور سرسبز و شاداب ہوا اسکو چھوڑدو کہ وہ کس سبب سے بڑھا اور سرسبز ہوا مگر دیکھو کہ اس نے کیا پھل پیدا کیا ایک بھی نصیحت اسکی کام نہ آئی اور خود مذہب نے جو خونریزی اور بیرحمی اور ناانصافی اور درندون سے بھی زیادہ بدترخصلت دکھائی وہ شاید دنیا مین بے مثل ہوگی اور جس نیکی مین اس کی جڑ لگائی گئی تھی اسنے کچھہ پھل نہین دیا - کیونکہ قانون قدرت کے برخلاف لگائی گئی تھی — جو خوبی کیا روحانی کیا اخلاقی اور کیا تمدنی اب ہم بعض عیسائی ملکون مین دیکھتے ہین کیا یہہ پھل اسی درخت کا ہے جسکی جڑ ایسی نیکی مین لگائی گئی تھی - جو خلاف قانون قدرت تھی ؟ حاشا وکلا " بلکہ یہ سب پھل ہے کہ اس درخت کو وہان سے اکھیڑ کر دوسری زمین پر لگایا ہے جو قانون قدرت یعنی اسلام کی زمین ہے اور جسقدر کہ پہلی زمین کی مٹی اسمین لگی ہوئی ہے اسیقدر اسمین نقصان ہے

اس سے بہی زیادہ رحیم مذہب کا حال سنو جسنے ایک چہوٹے سے چہوٹے جانور کی جان کو بہی مارنا سخت گناہ قرار دیا ہے۔ خون کا بہانا آدمی کا ہو یا درندے یا ایک پسّو کا خدا کی صنعت کو ضائع کرنا سمجہا ہے مگر تاریخ اور زمانہ موجود ہے اس اصول نے جو قانون قدرت کے مخالف تہا کیا نتیجہ دیا۔ قتل و خونریزی ویسی ہی رہی۔ اور ویسی ہی ہے جیسے کہ قانون قدرت سے ہونی چاہئے وہ ہی جو ایک پسّو کا مارنا گناہ عظیم سمجہتے ہیں ہزارون آدمیون کو اپنے ہاتہہ سے قتل کرتے ہین اور قتل کرتے ہین۔ پس کوئی قانون گو وہ ظاہر مین کیسا ہی چمکیلا اور خوش آیند ہو جبکہ قانون قدرت کے برخلاف ہے محض نکما اور بے اثر ہے۔ اسلام مین جو خوبی ہے وہ یہی ہے کہ اسکے تمام قانون قانون قدرت کے مطابق اور عملدرآمد کے لایق ہین رحم کی جگہہ جہانتک کہ قانون قدرت اجازت دیتا ہے رحم ہے معافی کی جگہہ اسی اصول پر معافی ہے بدلے کی جگہہ اسیکے مطابق بدلا ہے لڑائی کی جگہہ سچائی کے اصولون پر لڑائی ہے ملاپ کی جگہہ اسیکی بنا پر ملاپ ہے۔ اور یہی بڑی دلیل اسکی سچائی کی اور قانون قدرت کے بنانے والے کی طرف سے ہونے کی ہے۔

اسلام فساد اور دغا اور غدر و بغاوت کی اجازت نہین دیتا جسنے ان کو امن دیا ہو مسلمان ہو یا کافر اسکی اطاعت یا احسانمندی کی ہدایت کرتا ہے کافرون کے ساتہہ جو عہد و اقرار ہوئے ہون ان کو نہایت ایمانداری سے پورا کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ خود کسی پر ملک گیری اور فتوحات حاصل کرنے کو فوج کشی اور خونریزی کی اجازت نہین دیتا کسی قوم یا ملک کو اس غرض سے کہ اس مین بالجبر اسلام پہیلایا جائے حملہ کرکے مغلوب و مجبور کرنا پسند نہین کرتا یہانتک کہ کسی ایک شخص کو بہی اسلام قبول کرنے پر مجبور نہین کرتا۔ چونکہ یہہ بیان جہاد سے تعلق رکہتا ہے اسلئے اسکی بابت کسی آیندہ باب مین مفصل ذکر آئیگا۔ صرف یہان یہہ دکہانا تہا کہ جو کچہہ اسلام نے رحمدلی کی تلقین کی ہے وہ قانون قدرت کے خلاف نہین ہے۔ وہ وہ رحم سکہاتا ہے کہ جسکو عقل رحم کہتے ہین وہ دہوکا دینے والی باتین سناکر فریب مین نہین لانا چاہتا جو کچہہ پیش کرتا ہے وہ ایسا ہی صاف اور ممکن الوقوع ہے کہ ہر شخص بآسانی اسپر کاربند ہو سکے۔ وہ چمکیلی چمچم کرتی ہوئی نصیحتین کہ جنسے ناصح کی انتہا درجہ کی رحیمی اور خداترسی پائی جاتی ہے مگر اصل مین محض دہوکا اور ڈہکوسلا ہے نا پسند نہین کرتا اسلام نے جن باتون کی طرف بلایا ہے وہ سب قانون قدرت کے مطابق ہین۔ اس نے بدلا لینے کی اجازت دی ہے لیکن یہہ بہی فرما دیا کہ خدا معاف کرنے والون کو اچہا سمجہتا ہے۔ دونو باتین موجود ہین اگر کسی نے اپنے مخالف سے انتقام لیا برا نہین کیا اور جو کسی نے معاف کر دیا اس نے اچہا کیا۔ انسانی فطرت کا آتار چڑہاؤ دیکہکر یہہ قانون قدرت کے مطابق قوانین ایجاد کئے گئے ہین۔ جیسا جسکا جی چاہے اپنے ظرف کے موافق پسند کرے

عملدرآمد کرے۔ ایسی باتین انسان کو نہین بتائی گئی ہین کہ جو صرف کتابون ہی مین رہین اور ان
پر کبہی عمل کرنیکا موقع نہ آوے۔ انجیل کی اس آیت پر کہ اگر تجہے بیگار مین کوئی ایک میل لیجاوے
تو تو دو میل چلا جا۔ اب کس نے عمل کیا یا عمل کر سکیگا خواہش ہوئی۔ پہر انجیل کی نصیحتی آیت اسی کے ورقون
مین محو ہو رہتی یا نہین۔

اس آیت کے خلاف وہ وہ بیگار۔ ان مین عیسائیون نے جبراً لنگڑون لولون کو پکڑا اور ان پر وہ وہ
ستم توڑے کہ الحفیظ والامان۔ جس کے بیان سے رونگٹے کہڑے ہوتے ہین۔

اصل یہہ ہے کہ ایسی باتین سکہانی کہ جنپر عملدرآمد نہو سکے اور جو فطرت انسانی اور قانون قدرت
کے محض برخلاف ہون دہوکا دہی اور فریب ہے یا نہین۔ کوئی پیر مرشد یا راہب اپنے معتقدین
سے یہہ نصیحت کرے کہ پیرون سے چلنا سخت بیرحمی ہے بلکہ سر کے بل ٹانگین اونچی کرکے چلنا ثواب
اور رحم ہے خدا اسی سے خوش ہوتا ہے کہ جو سر کے بل چلتا ہے۔ کیا یہہ ناشدنی نصیحت کچہہ اثر کرتی
ہے یا نصیحت سننے والے اسپر عملدرآمد کرنیکا ارادہ بہی کرینگے۔ کبہی نہین پہر ایسی بیہودہ باتون پر
فخر کرنا اور ان کو مثال مین لاکر دوسرے مذہب کے قانون قدرت کے مطابق قوانین پر معترض
ہونا کیسی سخت غلطی اور ناسمجہی ہے۔ انصاف وہ ہی ہے کہ جس سے اور جانین ناواجب
ہلاکت مین نہ پڑین ملکون مین انتظام قایم ہو اور خدا کی مخلوق مین امن پہیلے۔ نہ کہ اس قانون سے
اور بہی ظلم ہو اور خدا کی بادشاہت مین بے امنی کی خونریز حالت محیط ہو۔

ہماری ان باتون پر اگر ایک منصف مزاج غور کریگا تو اسے یہہ بات معلوم ہوگی کہ جسقدر اسلام
اور اسکے قوانین مین قواعد منضبط ہوئے ہین قانون فطرت کے مطابق ہین اور انمین کسی قسم
کا اختلاف نہین ہے وہی باتین انسان کو سمجہائی گئی ہین کہ جو وہ بازادی کر سکتا ہے اور جن
کے کرنے کا متحمل نہین ہو سکتا اس کے لئے صاف کہدیا ہے کہ اپنے نفسون کو تکلیف مین مت
ڈالو مگر جہانتک کہ اسکی وسعت ہو۔ اسلام مین نفس کشی نہین ہے۔ تکلیف نہین دی گئی ہے
جبر نہین کیا گیا ہے

صرف وہ ہی باتین بتائی گئی ہین کہ جنپر جیسی ایک قوی فطرت عملدرآمد کر سکتی ہے۔ اسیقدر
ایک کمزور فطرت عملدرآمد کر سکتی ہے۔ اگر یہہ باتین قانون قدرت کے مطابق نہین ہین تو کیا انجیل
کی دہوکا دہ اور فریب مین ڈالنے والی باتین اسکی مطابقت کا دم بہر سکتی ہین۔

گیارہوان باب

(اسلام کی تعلیمات)

اب مین قرآن و حدیث سے یہہ دکہلانا چاہتا ہون کہ اسلام نے بنی نوع کو کیا کیا سکہایا اور انسان کو اپنی مستعار زندگی کیونکہ بسر کرنی چاہیئے۔ اس باب مین تمام دینی اور دنیوی طرز معاشرت اخلاق اور عادات کا ذکر ہوگا تاکہ معلوم ہو کہ اسلام نے واقعی کوئی بات نہین چہوڑی اور آدمی کو ہنا سہنا چلنا پہرنا اولاد کی تعلیم والدین سے پیش آنا وغیرہ وغیرہ ساری باتین جو زمانہ مین انسان پر آکر پڑتی ہین سب کی کیفیت سمجہائی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ دنیا مین انسان ہوش سنبہال کر کیا کرے اور جب تک مرے کیا کیا کرے۔ گو یہہ ایک بہت وسیع مضمون ہے لیکن مین حتی الوسع قرآن حدیث سے اختصار کے طور پر یہان تحریر کرتا ہون اور دکہاتا ہون کہ اسلام نے کیا کیا سکہایا اور اسلام کیا کیا بتاتا ہے۔ پہلی چیز جو انسان کو سیکہنی چاہیئے وہ علم ہے جس کی فضیلت مین یہہ آیتین قرآن مجید مین بیان ہوئی ہین۔ "شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو والملئکۃ و اولوا العلم قائما بالقسط" (یعنے اللہ نے گواہی دی کہ کسی کی بندگی نہین سوا اسکے اور فرشتون اور علم والون نے وہی حاکم انصاف کا۔" اللہ نے اپنی ذات پاک سے ابتدا کی اور عالمون پر ختم کیا۔ اسلام مین عالم کی اتنی بڑی فضیلت ہے کہ اللہ نے اپنے تیسرے درجہ پر اسکو کہا ہے۔ پہر خدا نے فرمایا ہے "یرفع اللہ الذین امنو والذین اوتو العلم درجات" (یعنے اللہ اونچے کرے ان کے درجے جو ایمان اور علم رکہتے ہین" اس سے زیادہ عالم کی فضیلت اور کیا ہوگی۔ کہ جس کے لئے قرآن شریف مین یہہ بشارت دہ آیت آئی ہے۔ اور پہر فرمایا۔ "قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون" یعنے تو کہہ کہین برابر ہین جو جانتے ہین اور جو نہین جانتے (یعنے جاہل اور فاضل کا درجہ کبہی برابر نہین ہو سکتا۔ اور پہر فرمایا۔ "انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء" (یعنے اللہ سے ڈرتے وہی ہین اس کے بندون مین جنکو علم ہے (یعنے عالم ہمیشہ باایمان اور رحیم کریم خدا سے خوف کرنے والا ہوگا مگر جاہل کبہی ان صفتون سے موصوف نہین ہو سکتا۔ پہر فرمایا۔ "قل کفی باللہ شہیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب" (یعنے تو کہہ اللہ بس ہے گواہ میرے اور تمہارے بیچ اور جسکو خبر ہے کتاب کی۔" اللہ کی یہہ صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ عالم ہے اور کتاب سے باخبر ہے پہر اوس زیادہ فضیلت اس سے کیا ہوگی جو خدا کی صفت قرار دی گئی ہے۔ پہر فرمایا۔ "قال الذی عندہ علم من الکتاب انا اتیک" (یعنے بولا وہ شخص جس کے پاس تہا ایک علم کتاب کا مین لا دیتا ہون

تجلو وہ نا،، اسمین اسبات کی تنبیہ ہے کہ وہ سختی کے لائق ہیں [illegible] علم نہ رکھتے ہوں۔ پھر فرمایا،، وقال
الذین اوتوا العلم ویلکم ثواب اللہ خیر لمن امن وعمل صالحا،، یعنے اور بولے جنکو ملی تھی سمجھ اے
خرابی تمہاری اللہ کا دیا ثواب بہتر ہے ان کو جو یقین لائے اور کیا بھلا کام،،۔
اس مین یہہ بیان فرمایا ہے کہ قدرت آخرت کی بزرگی علم سے معلوم ہوتی ہے،، اور فرمایا،،
وتلک الامثال نضربہا للناس وما یعقلہا الا العالمون،، یعنے اور یہہ مثلین بیان کرتے ہین
ہم آدمیون کے لئے اور ان کو بوجہتے وہ ہی ہین جنکو علم ہے،، اس آیت سے صاف ظاہر ہے
کہ عالم ہی دین کی باتین اور اسکی مثالین یا اس کی نشانیان سمجھ سکتا ہے جاہل اس سے بے بہرہ ہے
اور فرمایا،، ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم،، یعنے
اور اگر اس کو پہونچاتے رسول تک اور اپنے اختیار والون تک تو تحقیق کرتے اس کے جو انمین تحقیق
کرنے والے ہین،،۔ اس آیت مین اپنے حکم کو معاملات مین علما کے اجتہاد پر راجع فرمایا اور ان کے
رتبہ کو علم الٰہی کے معلوم کرنے مین انبیا کے رتبہ کے ساتھہ ملایا۔ پھر فرمایا،، یا بنی آدم قد انزلنا علیکم
لباسا یواری سوآتکم وریشا ولباس التقوی ذلک خیر،، یعنے اے اولاد آدم کی ہم نے اتاری
تم پر پوشاک کہ ڈھانکے تمہارے عیب اور رونق اور کپڑے پرہیزگاری کے سو بہتر ہین،، اس آیت مین
لباس سے مراد علم ہی کیونکہ علم ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جو ہزارون عیبون کو ڈھانک لیتا ہے اور ریش سے مراد
یقین ہے اور لباس تقوی سے مراد حیا ہے اور یہہ ساری باتین علم سے حاصل ہوتی ہین [illegible]
اور برہنہ ہے وہ شخص جو عالم نہین ہے۔ نہ اس مین حیا ہے نہ شرم [illegible] ایک چوپائے کی برابر
ہے۔ پھر فرمایا،، ولقد جئناہم بکتاب فصلناہ علی علم،، یعنے اور ہم نے ان کو پہونچا دی ہے کتاب
جو کھول کر بیان کی ہے خبرداری سے،، اور فرمایا،، فلنقصن علیہم بعلم،، یعنے پھر ہم ان کو احوال سنا دینگے
ان کو اپنے علم سے اور پھر فرمایا،، بل ہو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم،، یعنے بلکہ یہہ قرآن
آیتین ہین صاف سینہ مین ان کے جنکو علم ہے،، یعنے قرآن وہ ہی [illegible] سمجھ سکتا ہے جو عالم
ہے جاہل اس کا مطلب نہین سمجھ سکتا۔ اس سے زیادہ علم کی [illegible]
اور فرمایا،، خلق الانسان علمہ البیان،، بنایا آدمی پھر سکہائی [illegible] اور ان
بتانے کی جگہہ مین مذکور ہوئی ہے۔ یہہ بہت [illegible] احسان ہے [illegible]
[illegible]
یہانتک کہ قرآن مجید کی آیتون سے علم اور عالم کی فضیلت [illegible]
[illegible] ہوتا ہے جس مین فضیلت علم و صاحب علم بیان ہوا ہے۔ حدیث نبوی
مین آیا ہے،، من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین ویلہمہ رشدہ،، یعنے جس کے ساتھہ اللہ

بہتری چاہتا ہے اسکو دین میں سمجھ دیتا ہے اور راہ اس کو الہام کر دیتا ہے" پھر فرمایا "
العلماء ورثة الانبياء" (یعنے عالم انبیا کے وارث ہیں- یہہ ظاہر ہے کہ درجہ نبوت سے بڑھکر
کوئی درجہ نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس رتبہ کی وراثت سے بڑھکر کوئی اور شرف بھی
نہیں- اور فرمایا "خصلتان لا يجتمعان في منافق حسن سمت وفقه في الدين" (یعنے دو خصلتیں
ہیں کہ منافق میں نہیں جمع ہوتیں اول خوبی ہدایت اور دین میں سمجھ" اور فرمایا "الناس معادن
كمعادن الذهب والفضة خيارهم في الجاهلية خيارهم في الاسلام اذا فقهوا" (یعنے آدمی
کانوں میں مثل سونے چاندی کی کانوں کے ہیں پس جو کفر میں بہتر تھے وہ اسلام میں بھی بہتر ہیں
بشرطیکہ علم دین میں سمجھ پیدا کریں" اور فرمایا "فضل العالم على العابد كفضلي على ادنى رجل من
اصحابي" (یعنے عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت میرے ساتھیوں میں سے سب سے
کمتر شخص پر" اس حدیث سے [illegible] منکشف ہوتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث
میں کیا ثبوت [illegible] عالم کا درجہ بڑہایا ہے اور اس کی کیسی فضیلت بیان فرمائی ہے
اور فرمایا "فضل العالم على العابد كفضل القمر ليلة البدر على سائر الكواكب" (یعنے عالم کی فضیلت
عابد پر ایسی ہے [illegible] رات کے چاند کی فضیلت سب ستاروں پر" میں پہلے بھی یہہ تحریر
کرچکا ہوں کہ [illegible] خانقاہ میں وظیفہ بڑبڑانا اور عبادتیں کرنی اس قوم میں خدائی کے آگے کچھہ
مال نہیں رکہتیں [illegible] جان اور مال سے قوم کی خدمت کر رہا ہے اور نبی اکرم کی ہدایت کے
مطابق یتیموں [illegible] محتاجوں کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے یا مختلف علوم وفنون
تحصیل کرکے قوم [illegible] کو فائدہ پہونچا رہا ہے غرض علم سے دولت سے وقت سے قوت
سے جسطرح سے ہو [illegible] کے ساتھ ہمدردی کرنا لازم ہے اسیلئے عابد پر عالم کو اتنی بڑی
فضیلت دی ہے [illegible] عابد اگر [illegible] یہہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ خدا کی عبادت کرتا ہے لیکن
صرف اپنے ہی [illegible] خواہش [illegible] لئے اسکا مسلمان پیدا ہونا نہونا یکسان ہوگیا جب تک
کہ دوسرے کو ہم سے کچھ فائدہ نہ پہنچے ہم کبھی اپنے کو مسلمان نہیں کہہ سکتے یہی وجہ ہے کہ عالم
درجہ عابد سے بہت زیادہ ہے۔

اور فرمایا "یشفع یوم القیامة ثلاثة الانبیاء ثم العلماء ثم الشہداء" (یعنے قیامت
میں تین آدمیوں کی شفاعت قبول ہوگی انبیا کی پھر علما کی پھر شہدا کی" اس حدیث سے علم کا اور بھی

(1) یہہ حدیث بخاری ومسلم نے روایت کی ہے اور اس میں وملہم رشدہ نہیں ہے اس جملہ کو طبرانی نے جامع کبیر میں
نقل کیا ہے (2) ابو داؤد وترمذی نے ابو [illegible] سے روایت کیا ہے - (3) ترمذی نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے -
(4) ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح لکہا ہے - (5) ابو داؤد وترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے -
(6) ابن ماجہ نے حضرت عثمان سے روایت کیا ہے -

بڑا رتبہ ثابت ہوتا ہے یعنے نبوت کے بعد علم کا درجہ ہے۔؎

طلب علم کی فضیلت مین قرآن و حدیث سے

قرآن مجید مین آیا ہے۔ ,, فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین ,, یعنے سو کیون نہ نکلے ہر فرقہ مین سے ایک انکے حصہ تا سمجھ پیدا کرین دین مین ,, اور فرمایا ,, فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ,, یعنے سو پوچھو یاد رکھنے والون سے اگر تمکو معلوم نہین ,, یہہ گویا رغبت دلائی گئی ہے کہ تم بہی علم پیدا کرو تاکہ تمہین دریافت کرنے اور خفت اٹہانے کا موقع نہ ملے بلکہ اور لوگ تمسے دریافت کرنے کو ئی علم کی بات آئین۔ یہہ گویا بہت بڑی رغبت دلائی گئی ہے اسپر بہی اگر کوئی نہ سمجھے اور یہی اسلام پر بہتان اٹہائے کہ اس مین علم کی طرف توجہ مائل نہین کی گئی ہے تو اس کی خطا ہے۔ وہ نکتہ چینی کرنیوالا انتہا درجہ کی نافہمی مین اپنے کو مبتلا کریگا۔

پہر حدیث مین آیا ہے ,, من سلک طریقا یطلب فیہ علما سلک اللہ بہ طریقا الی الجنۃ ,, یعنے جو شخص چلے ایک رستہ کہ طلب کرے اس مین علم اللہ چلاوے اسکو جنت کی راہ ,,[1]

تعلیم کی فضیلت مین

اللہ تعالے فرماتا ہے ,, ولینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون ,, یعنے اور تاکہ خبر پہنچاوین اپنی قوم کو جب پہر آوین ان کی طرف شاید وہ بچتے رہین ,, اس آیت مین انذار سے مراد تعلیم اور ارشاد ہے اور دوسری جگہہ فرمایا۔ ,, واذا اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ ,, یعنے اور جب اللہ نے قرار لیا کتاب والون سے کہ اس کو بیان کروگے لوگون پاس اور نہ چہپاؤگے ,, اسمین تعلیم کا واجب ہونا مذکور ہے اور فرمایا ,, وان فریقا منہم لیکتمون الحق وہم یعلمون ,, یعنے اور ایک فرقہ انمین چہپاتا ہے حق کو جانکر ,, اس آیت مین علم کے چہپانے کی حرمت بیان فرمائی جیسے گواہی کے چہپانے کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔

,, ومن یکتمہا فانہ اٰثم قلبہ ,, یعنے اور جو کوئی وہ چہپاوے تو گنہگار ہے اس کا دل۔ اور فرمایا ,, ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا ,, یعنے اور اس سے بہتر کس کی بات جس نے بلایا اللہ کی طرف اور کیا نیک کام ,, اور فرمایا ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ ,, یعنے بلا اپنے رب کی راہ پر پکی باتین سمجہاکر اور نصیحت کرکے بہلی طرح ,, اور فرمایا ,, ویعلمہم الکتب والحکمۃ ,, یعنے اور سکہاتا ہے ان کو کتاب اور عقلمندی ,, یہہ توآیتین تعلیم کی فضیلت کے بارے مین ہین اب حدیثین سنئے۔

جب نبی اکرم نے معاذ بن جبل کو یمن کی طرف روانہ فرمایا تو یہہ تعلیم کردی تہی۔ ,, لان یہدی اللہ[2]

[1] اسکو مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔

[2] اسکو احمد نے معاذ سے روایت کیا ہے اور بخاری و مسلم مین سہل بن سعد سے روایت ہے کہ یہ قول آپنے حضرت علی کو فرمایا تہا۔

بلت رجلا واحدا خیر الک من الدنیا و ما فیہا ؀ یعنے اگر تیرے سبب سے خدائے تعالےٰ ایک
آدمی کو ہدایت کر دے تو یہہ تیرے حق مین دنیا اور اس کے درمیان کی چیزون سے بہتر ہے
اور فرمایا[1] ”ان اللہ عزوجل لا ینزع العلم انتزاعا من الناس بعد ان یوتیہم ایاہ ولکن
یذھب بذھاب العلماء فکلما ذھب عالم ذھب بما معہ من العلم حتی اذا لم یبق الا
رؤساء جہلا ان سئلوا افتوا بغیر علم فیضلون و یضلون ؀ یعنے اللہ تعالےٰ لوگون سے علم
دیکر چھین نہین لیتا مگر علما کے لیجانے سے علم کو بھی لیجاتا ہے پس جب کوئی عالم چلا جاتا ہے
اس کے ساتھہ اسکا علم بھی جاتا رہتا ہے یہانتک کہ جب بجز جاہل سردارون کے اور کوئی
نہین رہتا اور ان سے اگر کوئی پوچھتا ہے تو بیجا فتوے دیدیتے ہین تو خود بھی بھٹکتے ہین
اور دوسرے کو بھی بہکاتے ہین“ پھر فرمایا[2] ”من علم علما فکتمہ الجمہ اللہ یوم القیامۃ بلجام
من نار ؀ یعنے جو شخص کوئی علم سیکھے اور اسے چھپاوے اللہ تعالےٰ قیامت مین اسے آگ
کی لگام دے گا ؀ اور فرمایا[3] ”الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیہا الا ذکر اللہ سبحانہ وما
والاہ او معلما او متعلما ؀ یعنے دنیا ملعون ہے اور جو چیز اس مین ہے وہ بھی ملعون ہے مگر
ذکر خدا اور جو اس کے قریب ہو یا معلم یا طالب علم ہو“ اور فرمایا[4] ”ان اللہ سبحانہ وملئکتہ
واھل سموتہ وارضہ حتی النملۃ فی جحرھا وحتی الحوت فی البحر لیصلون علی معلم الناس الخیر
یعنے البتہ اللہ سبحانہ اور اس کے فرشتے اور اس کے آسمان اور زمین والے یہانتک کہ چیونٹی اپنے
سوراخ مین اور مچھلی سمندر مین سب رحمت بھیجتی ہین اس پر جو لوگون کو خیر سکھا دے
زیادہ فضیلت اور کیا ہوسکتی ہے اسی نبی کی یہہ ترغیب اور تعلیم کی طرف تحریص دلانے
قابل توجہ ہے ۔ اور فرمایا[5] ”مثل ما بعثنی اللہ عزوجل بہ من الھدی والعلم کمثل الغیث
الکثیر اصاب ارضا فکانت منہا بقعۃ قبلت الماء فانبتت الکلاء والعشب الکثیر
منہا بقعۃ امسکت الماء فنفع اللہ عزوجل بہا الناس فشربوا منہا وسقوا وزرعوا واصاب
منہا طائفۃ قیعان لا تمسک ماء ولا تنبت کلاء ؀ یعنے مثال اس چیز کی جو اللہ تعالےٰ
مجکو دیکر بھیجا ہے یعنے ہدایت اور علم کی ایسی مثال ہے کہ بہت سا مینہ کسی سرزمین
مین ایک ٹکڑا ایسا ہو کہ پانی جذب کرے اور گہاس لکڑی بہت اگا دے اور ایک ٹکڑا ایسا
کہ پانی روک رکہے اور لوگون کو خدائے تعالیٰ اس پانی سے نفع دے کہ آپ پیوین اور جانورونکو پلاوین اور زراعت
مین دین اور ایک ٹکڑا ایسا ہو کہ نہ پانی روکے نہ گہاس وغیرہ اس مین پیدا ہو ۔

[1] صحیحین مین ابن عمر سے روایت ہے ۔ [2] ابو داؤد اور ترمذی نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے [3] ترمذی و ابن
ماجہ بروایت ابوہریرہ ۔ [4] ترمذی بروایت ابو امامہ ۔
[5] بخاری و مسلم بروایت ابو موسےٰ ۔

اور فرمایا "اذا مات ابن آدم انقطع عملہ الا من ثلث علم ینتفع بہ و صدقۃ جاریۃ و ولد صالح یدعولہ بالخیر" (یعنے جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے مگر تین چیزون سے اول علم سے جس سے اورون کو فائدہ ہو دوسرے صدقہ جاری سے تیسرے نیک بخت لڑکے سے جو اس کے لئے دعائے خیر کرے اس حدیث مین صدقہ اور اولاد پر علم ہی کو شرف بخشتا ہے علم ہی سے انسان کا نام زندہ رہتا ہے —

{ ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعلم
ثبت ست برجریدہ عالم دوام ما }

اور فرمایا "[۲] الدال علی الخیر کفاعلہ" "خیر کا بتانیوالا مثل خیر کے کرنے والے کے ہے" اور فرمایا "[۳] لاحسد الا فی اثنین رجل آتاہ عزوجل حکمۃ فھو یقضی بھا و یعلمھا الناس و رجل اتاہ اللہ مالا فسلط علی ھلکتہ فی الخیر" (یعنے غبط دو ہی شخصون پر ہونا چاہئے ایک تو وہ کہ اللہ تعالے نے اسے حکمت دی ہو اور وہ اس کے بموجب کام کرتا ہو اور اسکو لوگون کو سکھاتا ہو اور ایک وہ کہ اللہ تعالی نے اسکو مال دیا ہو اور اسکو خیرات مین دینے پر اسکو مسلط کردیا ہو" یہہ حدیثین اور نیز اس باب مین نہایت اختصار کے طور پر بیان کی گئی ہین آیندہ ایک مستقل باب مین۔ علم اور حصول علم کے فضائل احادیث صحیحہ سے بیان کئے جاینگے —

اب مین عبادت کی بابت کچھ ذکر کرنا چاہتا ہون —

(عبادت کا حکم اسلام مین)

عبادت کے لئے بلانا یہہ بہی اسلام مین ایک بہت بڑی عبادت رکہی گئی ہے اور یہہ بلانا خواہ کسی طور سے ہو مگر اسلام مین خاص ہوگیا ہے کہ نماز پڑہنے سے پہلے ایک شخص بلند آواز بلندی پر کہڑا ہوکر نمازیون کو آواز دیکر بلاوے کہ آؤ نماز کا وقت ہوگیا۔ اس اذان دینے والے کی بہی اسلام مین بہت بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے چنانچہ نبی اکرم ارشاد کرتے ہین "

[۴] لا یسمع صوت المؤذن جن و لا انس و لا شئ الا شھد لہ یوم القیمۃ" (یعنے مؤذن کی آواز جو جن اور انسان اور کوئی چیز سنیگی وہ قیامت کو اسکے لئے گواہی دے گی" و پہر فرمایا۔ "[۵] اذا سمعتم النداء فقولوا مثل ما یقول المؤذن" (یعنے جب تم اذان سنو تو کہو جیسے مؤذن کہتا ہے کتنی بڑی مؤذن کی بزرگی ہے کہ اسکا ہمکلام شاہ و گدا دونون کو ہونا پڑتا ہے — اور فرمایا — تان جب وہ یہہ جملے کہے "

ف۱ مسلم بروایت ابوہریرہ — ف۲ ترمذی و مسلم و ابوداؤد بروایت انس ؓ ف۳ بخاری و مسلم بروایت ابن مسعود — ف۴ بخاری بروایت ابوسعید — ف۵ بخاری و مسلم بروایت ابوسعید —

حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح ،، یعنے اور آؤ نماز کو اور آؤ بہتری پر ،، تو اسوقت یہہ کہے ،، لاحول ولا قوۃ الا باللہ ،، اور جب وہ کہے ،، قد قامت الصلوۃ یعنے نماز قایم ہوئی تو یہہ کہے ،، اقامہا اللہ و ادامہا مادامت السموات والارض ،، یعنے خدا اس کو قایم اور دایم رکھے جب تک کہ آسمان و زمین ہین ،، ۔ اور فجر کی اذان مین جب ،، الصلوۃ خیر من النوم ،، یعنے نماز بہتر ہے سونے سے ،، تو کہے ،، صدقت و بررت ،، و تو نے سچ کہا اور خوب کہا اور جب اذان کہچکے تو یہہ دعا پڑہے ،، اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ ات محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ وابعثہ مقام المحمودۃ الذی وعدتہ انک لا تخلف المیعاد ،، یعنے اے خدا مالک اس دعائے کامل اور نماز حاضر کے دے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت اور بلند درجہ اور اٹہا ان کو اس مقام محمود پر جسکا تو نے وعدہ کیا ہے تو وعدہ کو یقیناً خلاف نہین کرتا ،، ۔ ذرا سی توجہ کے بعد معلوم ہو جائیگا کہ اسلام مین اٹہنا بیٹہنا کہانا پینا نماز کے لئے بلانا یہہ سب اللہ ہی کی عبادت پر مبنی ہے یا ان سب باتون مین اللہ کی تعریف اور عبادت بہری ہوئی ہے ۔ صرف ایک اذان مین کسقدر خدا کی حمد اور اس سے التجا کرنا اور اسکی بندگی اور اپنی عاجزی کا اقرار مضمر ہے اس سے زیادہ فخر خدا پرستی اور عبادت مین اور کونسی قوم کر سکتی ہے ۔ یہہ تو اذان کی فضیلت ہوئی اور اب نماز کی فضیلت سنو ۔

قرآن مجید مین آیا ہے ،، ان الصلوۃ کانت علی المومنین کتابا مرقوتا ،، یعنے نماز ہے مسلمانون پر حکم وقت باندہا ہوا ،، اور نبی اکرم ارشاد کرتے ہین ،، خمس صلوات کتبھن اللہ علی العباد فمن جاء بھن ولم یضیع منھن شیئا استخفافا بحقھن کان لہ عند اللہ عھد ان یدخلہ الجنۃ ولم یاتیھن فلیس لہ عند اللہ عھد ان شاء عذبہ وان شاء ادخلہ الجنۃ ،، یعنے پانچ نمازین ہین جنکو اللہ تعالی نے بندون پر فرض کیا ہے پس جو کوئی ان کو بجالاوے اور ان کے حق کو ہلکا جان کر ان مین سے کچہہ ضائع نکرے تو اس کے لئے اللہ کے نزدیک عہد ہوگا کہ اس کو جنت مین داخل کرے اور جو کوئی ان کو ادا نکرے تو اسکے واسطے اللہ کے پاس عہد نہین چاہے اس کو عذاب دے چاہے جنت مین داخل کرے ،،

اور فرمایا ،، ان الصلوۃ کفارۃ لما بینہن ما اجتنبت الکبائر ،، یعنے نمازین کفارہ ہین ان گناہون کا جو ان کے درمیان ہون جب تک کہ کبیرون سے احتراز کیا جاوے ،، ۔

جماعت کی فضیلت مین جو ایک زبردست تمدنی پولیسی اور اصول ہے نبی اکرم نے تاکید فرمائی ہے یعنے سب مسلمان ساتہہ ملکر عبادت کرین ۔ اس اصول کو وہ لوگ خوب سمجہہ سکتے ہین

ا ابو داؤد و نسائی بروایت عبادہ بن صامت ۔

۲ بروایت ابوہریرہ ۔

کہ جنہوں نے علم سیاست مدن پڑھا ہے اور وہ جانتے ہین کہ قوم مین اتحاد قایم کرنے اور ہزارون دلون کو ایک کرنے کی اس سے بہتر کوئی صورت نہین نکل سکتی"، صلوٰۃ الجمع تفضل صلوٰۃ الفذ بسبع وعشرین درجۃ [1] (یعنے جماعت کی نماز تنہا کی نماز سے ستائیس درجہ زیادہ ہے) اور فرمایا،، من صلے [2] اربعین یوما الصلوات فی جماعۃ لا تفوتہ فیہا تکبیرۃ الاحرام کتب اللہ لہ براءتین براءۃ من النفاق وبراءۃ من النار (یعنے جو شخص چالیس روز نمازین جماعت مین پڑھے اسطرح کہ تکبیر اولی فوت نہو اللہ تعالی اسکے لئیے دو علیحدگی لکھ دیتا ہے ایک نفاق سے علیحدہ رہنا دوسرا آگ سے علیحدہ رہنا) اور فرمایا۔ ما تقرب العبد الی اللہ بشئ افضل من سجود خفی (یعنے بندہ کسی چیز سے اللہ تعالی کا تقرب نہین کرتا جو خفیہ سجدہ کی نسبت کر افضل ہو) ما من مسلم یسجد للہ سجدۃ الا رفعہ اللہ بہا درجۃ وحط عنہ بہا سیئۃ (یعنے جو مسلمان اللہ تعالی کے لئے سجدہ کرتا ہے اللہ تعالی اس سجدہ سے اس کا ایک درجہ اونچا کرتا ہے اور ایک بدی اسکی دور کرتا ہے) یہی مراد اس ارشاد خداوندی مین ہے،، واسجد واقترب (یعنے اور سجدہ کر اور نزدیک ہو) اور اللہ تعالی فرماتا ہے،، سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود (یعنے نشان ان کا ان کے منہ پر ہے سجدہ کے اثر سے) ساتھ ہی اسکے یہہ بھی سمجھ لینا چاہئیے کہ جبتک نماز مین فروتنی اور خشوع نہو وہ نماز کامل نہین ہوتی۔ چنانچہ قرآن مجید مین آیا ہے" واقم الصلوٰۃ لذکری (یعنے اور نماز قایم رکھہ میری یاد کو) اور فرمایا،، ولا تکن من الغافلین (یعنے اور مت ہو غافلون مین سے) اور فرمایا،، لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ حتی تعلموا ما تقولون (یعنے نزدیک نہو نماز کے جب تم کو نشہ ہو جب تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو) نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد کرتے ہین،، من صلی [3] رکعتین لم یحدث نفسہ فیہما بشئ من الدنیا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ (یعنے جو شخص دو رکعتین نماز پڑہے کہ انمین اپنے جی مین کوئی بات دنیا کی نہ کرے تو اسکے اگلے گناہ بخشے جاوینگے)،، اور فرمایا،، انما [4] الصلوٰۃ تمسکن وتواضع وتضرع وتبادس وتنادم وترفع یدیک فتقول اللہم اللہم فمن لم یفعل فہی خداج (یعنے نماز صرف مسکنت اور تواضع اور تضرع ظاہر کرنا اور شدت خوف اور پشیمانی بتانی ہے اور اپنے دونون ہاتھ اٹھاکر یہہ کہنا کہ الہی یارب اور جو اس طرح نکرے تو وہ نماز ناقص ہے۔ اور فرمایا،، اذا صلیت [5] فصل صلوٰۃ مودع (یعنے جب تو نماز پڑھے تو رخصت ہونے والے کی سی نماز پڑھ)

---

[1] بخاری و مسلم بروایت ابن عمر رض ۔ [2] ترمذی بروایت انس رض [3] ابن مبارک بروایت حمزہ بن حبیب مرسلا ابن ماجہ بروایت عبادہ بن صامت ۔ [4] ابن ابی شیبہ نے مرسلا سہلہ بن اسہم سے روایت کیا ہے اور صحیحین بروایت عثمان رضی اللہ عنہ ہے مگر اول مین کچھ زیادہ ہے اور لفظ من الدنیا نہین ہے ۔
ترمذی نے بروایت فضل بن عباس اسی کے قریب الفاظ روایت کئے ہین ۔
[5] ابن ماجہ بروایت ابو ایوب رضی اللہ عنہ و حاکم بروایت سعد بن ابی وقاص ۔

یعنے اپنے نفس اور خواہش اور عمر کو رخصت کرکے اپنے مولی کی طرف چلے جیسا کہ قرآن مین فرمایا
ہے ،، یا ایہا الانسان انک کادح الی ربک کدحا فملاقیہ ،، اے آدمی تجکو پہونچنا ہے اپنے رب
تک پہونچتے مین بچ بچ کر پہر اس سے ملنا ،، اور فرمایا ،، واتقوا الله واعلموا انکم ملاقوہ ،، یعنے
ڈرتے رہو اللہ سے اور خیال رکہو کہ تم کو اس سے ملنا ہے ،، جب تک یہہ زبردست [illegible]
تاثیر بخش خیالات نماز مین نہون گے کبہی نماز کامل نہین ہو سکتی - انہی تواضع اور خشوع
سے بہرے ہوئے خیالات پر اسلام فخر کرتا ہے اسلام اسقدر فروتنی اور انکساری سکہاتا ہے
جتنی کہ فطرت انسانی سے ممکن ہو سکتی ہے - خدا کے آگے اتنی فروتنی اور انکساری کی تعلیم کی
مثال اور کسی مذہب مین نہین نکلنے کی - نبی اکرم ارشاد کرتے ہین ،، لا ینظر الله الی صلوۃ
لا یحضر الرجل فیہا قلبہ معہ بدنہ ،، (۱) یعنے اللہ تعالی ایسی نماز کی طرف نظر نہین کرتا
جسمین آدمی اپنا دل معہ بدن حاضر نہ کرے ،، دوسرا اصول نماز مین بہت بڑا یہہ ہے کہ
مسجد مین اپنے بہائیون کے ساتہہ کہڑا ہو کر پڑہے - یہہ اتحاد قایم کرنے کا ایک بہت
بڑا اصول ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے - ،، انما یعمر مساجد الله من امن بالله والیوم الاخر
،، یعنے وہی آباد کرے مسجدین اللہ کی جو ایمان لایا اللہ پر اور پچہلے دن پر - اور نبی اکرم ارشاد کرتے ہین
(۲) ،، من بنی لله مسجدا ولو کمفحص قطاۃ بنی الله لہ قصرا فی الجنۃ ،، یعنے جو شخص مسجد بنوا دے اللہ کے
واسطے اگرچہ قطاۃ کے گہونسلے کے برابر ہو اللہ تعالی اس کے لئے ایک محل جنت مین بنا دیگا
اور فرمایا ،، (۳) من الف المسجد الفہ الله تعالی ،، یعنے جو شخص مسجد سے الفت رکہے اللہ تعالی اس سے
الفت رکہتا ہے ،، اور فرمایا ،، (۴) اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع رکعتین قبل ان یجلس ،، یعنے
جب تم مین سے کوئی مسجد مین داخل ہو تو چاہئے کہ بیٹہنے سے پیشتر دو رکعتین پڑہے ،، - غرضیکہ
یہہ ہے کہ خدا پرستی اور اسکے آداب کی تعلیم جیسے اسلام مین ہے ایسی اور کسی مذہب مین نہین
پائی جاتی - نماز کا لب لباب اسلام مین صرف یہہ ہے کہ اللہ کو صدق دل سے ایک جانے اور
یہہ اقرار دل اور زبان دونو سے کرے بس یہی بہت بڑی عبادت ہے اور بہت سچی نماز ہے
ایک تو خدا کو واحد جاننا اور دوسرے اپنی انکساری اور عاجزی ظاہر کرنی دل سے اور زبان سے
اور اعضا سے چنانچہ نماز مین کہڑے ہوتے ہی اللہ اکبر کہنے کے بعد یہہ پڑہا کرتے مین ،، (۵) الله اکبر
کبیرا والحمد لله کثیرا وسبحان الله بکرۃ واصیلا (۶) انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض

---

(۱) یہہ حدیث ان لفظون سے نہین ملی مگر ابو المنصور دیلمی نے مسند فردوس مین بروایت ابی بن کعب ،، لا یقبل الله من عبد عمل حتی یشہد قلبہ مع بدنہ ،، روایت کیا ہے یعنے بندہ سے کوئی عمل خدائے تعالی قبول نہین کرتا جب تک اس کا دل معہ بدن حاضر نہو - (۲) ابن ماجہ بروایت جابر اور صحیحین مین بروایت عثمان یہ حدیث ہے مگر ولو کمفحص قطاۃ اس مین نہین ہے
(۳) طبرانی بروایت ابو سعید بروایت ضعیف - (۴) بخاری و مسلم بروایت ابو قتادہ - (۵) مسلم بروایت ابن عمر رض
(۶) مسلم بروایت علی ابن ابی طالب -

حنیفا وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ و
بذلک امرت وانا من المسلمین یعنے الحمد بہت بڑی تعریفیں ہیں اور تعریف اللہ کو ہے بہت اور
اسکی پاکی ہے صبح اور شام میں میں نے اپنا منہ اسکی طرف کیا جس نے بنائے آسمان و زمین
ایک طرف کا ہو کر اور میں نہیں شرک کرنے والا میری نماز اور قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ
کی طرف ہے جو صاحب سارے جہان کا ہے کوئی نہیں شریک اسکا اور یہی مجھکو حکم ہوا اور میں ہوں
حکم برداروں میں سے۔ اس سے زیادہ بڑی مثال نہیں انکساری اور خدا کی بندگی کی اور کسی
مذہب میں مل سکتی ہے اسلام انہی ان ہی بیش باتوں پر قائم ہے اور اسی سے چاردانگ
اس کلمہ کا ڈنکا بج رہا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

(اسلام نے خیرات یا زکوۃ دینا کہانتک سکہایا)

اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ اپنے محتاج بھائیوں کو خیرات دے اور مال کا چالیسواں حصہ
اور دوسری چیزوں میں ... ادا کرنا ان پر فرض ہے ایک بہت بڑی پالیسی ہے
اور اسمیں ہمدردی کی تعلیم ہوتی ہے غرض جتنی باتیں کہ تمدن و تہذیب اخلاق و شایستگی
کی ہیں وہ اسلام نے اعلے درجہ پر سکہائی ہیں اس سے زیادہ نہ کسی مذہب نے تعلیم کی اور نہ کوئی
کر سکتا تہا انسان کو اس قدر تاکید خیرات دینے میں فرمائی ہے کہ اس کو عبادت خدا کے بعد
دوسرے درجہ میں جگہہ دی گئی ہے یا یہہ کہنا چاہئیے پہلی عبادت یہہ ہے کہ خدا کا دل سے اور
توجہ سے تواضع سے اور خشوع سے ذکر کرے اور دوسری عبادت یہہ ہے کہ اپنے بھائیوں کی
پرورش کرے اور جہانتک ممکن ہو ایسے محتاجوں کو دے جنکو بہت احتیاج ہے چنانچہ خدا فرماتا
ہے "اقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ" یعنے اور برپا کرو نماز اور دیا کرو زکوۃ اور نبی اکرم ارشاد
کرتے ہیں "بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمد عبدہ ورسولہ واقام
الصلوۃ وایتا الزکوۃ" یعنے اسلام پانچ باتوں پر مبنی ہے گواہی دینا اس کی کہ کوئی معبود نہیں
سوائے اللہ کے اور یہہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے بندے اور رسول ہیں اور قایم کرنا نماز
کا اور دینا زکوۃ کا دو۔ اس سے زیادہ دین اسلام کی بزرگی اور کیا ہوگی کہ جو پانچ باتوں پر
مبنی ہو۔ اور یہی مذکورہ بالا حدیث میں نبی اکرم نے ارشاد کیا ہے۔ خدا کو ایک جاننا نبی کو
اسکا بندہ اور رسول جاننا نماز پڑہنا۔ زکوۃ دینا۔ زکوۃ کے بارہ میں خدا نے اور بھی زیادہ
تاکید فرمائی ہے۔ واقعی خیرات دینا ہی بڑی عبادت ہے "والذین یکنزون الذہب والفضۃ
ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ فبشرہم بعذاب الیم" یعنے جو لوگ گاڑھ رکہتے ہیں سونا اور چاندی

... بخاری و مسلم

اور خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں ان کو خوشخبری سنادو کہ دکھ والی مار کی۔ خیرات کرنے
کی بہت اہتمام اور بہت تاکید ہے اسلام میں ایک ایسا مذہب ہے کہ جس میں خیرات دینا عین عبادت
سمجھا گیا ہے۔ جس نے زکوۃ دینا شروع ہو تو اپنا مال رکھ لیا ہے میں چنانچہ محمد عربی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے ارشاد کیا ہے۔ ''لا زکوۃ فی مال حتی یحول علیہ الحول'' یعنے نہیں ہے زکوۃ کسی
مال میں یہاں تک کہ گذر جاوے اس پر ایک برس۔ اپنی جان اور مال سے مدد کرنے کا نام
اسلام ہے حقیقت میں صرف اپنے ہی نفس کی بہتری کے لئے کوئی کوشش کرنی اور وں کو
کو فائدہ نہ پہنچانا تو بے انصافی ہے۔ اسلئے قرآن مجید میں آیا ہے ''ان اللہ اشتری من
المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ'' یعنے اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور مال اس
قیمت پر کہ ان کو جنت ہے'' جب تک تم اپنا دین من تن قربان نہیں کرنے کے اور اپنی قوم پر جان
نہ دینے ممکن نہیں ہے کہ تم میں نبی اکرم کی شفاعت قیامت میں نصیب ہو'' اور اللہ تعالی فرماتا
''واتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتمی الایہ'' یعنے اور دیوے مال اسکی محبت پر رشتہ داروں کو
اور یتیموں کو اسے مسلمانوں کیا ہمدردی کی اور بن تاکید چاہتے ہو۔ جس کوئی اور مذہب جو نیکیوں
اور ایسی روشن تعلیمات میں اسلام کا ہم مقابل ہوسکے۔ خدا تعالی فرماتا ہے'' ومن یوق شح
نفسہ فاولئک ہم المفلحون'' یعنے اور بچایا گیا اپنے جی کے لالچ سے تو وہی لوگ ہیں مراد پانے والے
خیرات دینے کا ارشاد صرف اس ہی شخص کو نہیں ہے کہ جو دولت مند ہو بلکہ اس شخص کے لیے بھی
ہے کہ جو محنتی اور مزدور ہو۔ بھائی چارا کبھی قایم نہیں ہوسکتا جب تک یہہ نہو کہ اپنی کمائی ہوئی
روزی کا کوئی حصہ اپنے سے زیادہ محتاج کو نہ دے اور اس کی دل سے خبرگیری نہ کرے چنانچہ نبی اکرم
نے فرمایا ہے ''[2] افضل الصدقۃ جہد المقل الی فقیر سر'' یعنے بہتر صدقہ یہہ ہے کہ مفلس اور کم
مایہ محنت کرکے کسی فقیر کو خفیہ دیدیوے'' بدنصیب ہے وہ شخص کہ جو نبی اکرم کی اس ہدایت پر
چلنا یا چلنے کی کوشش نہیں کرتا وہ مسلمان نہیں ہے کہ جو اس نصیحت سے روگردانی کرے مسلمان
ہی کی یہ شان ہے کہ اگر اسکو ایک روٹی ہاتھ لگے تو اس میں سے آدھی روٹی اپنے بھوکے بھائی کو دیکر
اسکو سہارا دے اور یہہ اور یہی اسکی ہمت اور اولوالعزمی ہے کہ نصف روٹی اپنے بھوکے بھائی
کو دے اسی کو اسلام کہتے ہیں اور یہی عین ایمان ہے۔ یہہ نہو کہ نمود کے لئے کھلم کھلا خیرات دے کہ
شریف آدمی دینے میں چھپے بلکہ نہایت پوشیدہ دے کہ کسی کو خبر نہو چنانچہ نبی اکرم نے فرمایا ہے ''
[3] صدقۃ السر تطفی غضب الرب'' یعنے پوشیدہ دینا صدقہ کا اللہ تعالی کے غصہ کو فرو کرتا ہے'' وجس آیت
کی یہہ حدیث تائید کرتی ہے وہ آیت یہہ ہے '' وان تخفوہا وتوتوہا الفقراء فہو خیر لکم'' —

[1] ابو داؤد بروایت علی رضی اللہ عنہ [2] ابو داؤد و حاکم بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ —
[3] طبرانی بروایت ابوامامہ —

یعنی اور اگر چھپاؤ خیرات اور فقیروں کو پہونچاؤ تو تم کو بہتر ہے وو سکن سادے الفاظ میں خدا نے ارشاد کیا ہے۔ مسلمان کی یہی شان ہے کہ وہ اسی پر کاربند ہوں۔ لیکن یہہ خیال رہے کہ چھپا کے دینے سے مطلب یہہ ہے کہ ہمیں اس دینے سے کسی قسم کی نمود یا شہرت مراد نہو اور اگر ہم پاک طبیعت اور صاف دل سے خدا کی راہ میں دیں تو چھپے اور ظاہر کی پھر کوئی قید نہیں ہے ایسے پاک دلوں کے لئے قرآن مجید میں صاف آگیا ہے۔ ،،ان تبدوا الصدقات فنعما ھی،، یعنی اگر کھلی دو خیرات تو اچھی بات ہے،، اس سے اپنے دوسرے بھائی کو بھی ترغیب ہوتی ہے بشرطیکہ اپنی نیت صاف ہو اور محض یہہ خیال ہو کہ جس لئے میں پیدا کیا گیا ہوں اسکی بجا آوری کرتا ہوں اسیر ہمارے ملک الشعرا خاقانی نے یہہ کہا ہے گو اس شعر میں شاعرانہ جھلک پائی جاتی ہے اور مشرقی ادب و رنگینی کی چاشنی بھی موجود ہے پھر بھی شعر کے مفہوم سے ایک مبصر اندازہ کریگا کہ لالچ دنیوی یا دینی سے خیرات کرنا کتنا برا ہے

شعر

سخا بہر جزا کردن ریا خوار یست در ہمت
کہ یک بدہی و آنگہہ دہ جزا خواہی زبہر دانست،،

پھر اللہ نے پاک نیتوں اور سچے ہمدردوں کی شان میں یہہ فرمایا اور انہیں اجازت دی کہ وہ دونو طور سے خیرات کریں ،، وانفقوا مما رزقناھم سرًا وعلانیۃً ،، یعنی اور خرچ کیا ہمارے دئے میں سے چھپے اور کھلے،، ہائے کیا اچھا کہا ہے اور کیسے پر اثر الفاظ فرمائے ہیں کہ جن کی قیمت بڑے بڑے حکما کے دفاتر بھی نہیں ہو سکتے کیسے فصیح و بلیغ معنی خیز اور صدہا اثرات اور مطالب کے بھرے ہوئے الفاظ ہیں۔ اور وہ یہہ ہیں ،،لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذیٰ،، یعنی مت ضائع کرو اپنی خیرات احسان رکھکر اور ستا کر،،۔ اور پھر اسکی اور بھی تائید کی ہے ،،لا یقبل اللہ صدقۃ منان،، یعنی خدا احسان رکھنے والے کی خیرات قبول نہیں کرتا،، اس سے زیادہ تہذیب ہمدردی بھائی چارا قایم کرنے کی اور کونسی تعلیم ہو سکتی ہے۔ اسلام کی یہہ بھی تعلیم ہے کہ چاہئے جسقدر دے لیکن یہی سمجھے کہ ابھی میں نے کچھہ بھی نہیں دیا ہے جو کچھہ ہمدردی برتے یہی سمجھتا رہے کہ ابھی مجھسے کچھہ نہیں ہوا۔ اس سبب سے اگر ذرا بھی خیال اس کا آگیا کہ میں بہت کچھہ کر چکا تو بس یہی خیال تمام نیکیوں کو جو وہ کر چکا ہے ضائع کر دیگا۔ اس کی بھی تنبیہ کلام مجید میں موجود ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا ہے ،، ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئاً ،، یعنے اور حنین کے دن جب اترائے تم اپنی بہتات پر پھر وہ کچھہ کام نہ آئی تمہارے،،

خیرات دینے میں یہہ بھی تاکید ہے کہ ہمیشہ نیک کمائی پیدا کرو اور اس میں سے خیرات کرو۔ خدا اور اس کے نبی نے سخت تاکید کی ہے کہ برے طور سے ہرگز روزی پیدا نکرو اور نیک رہو۔

۱؎ طبرانی بروایت ابو امامہ

پیدا کرکے خدا کی راہ مین اپنے بہائیون سے یہ ہمدردی پیش آؤ قرآن مجید مین ارشاد ہے
"یا ایھا الذین امنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم و مما اخرجنا لکم من الارض ولا تیمموا الخبیث
منہ تنفقون ولستم باخذیہ الا ان تغمضوا فیہ" یعنے اے ایمان والو خرچ کرو ستہری چیزین اپنی کمائی
مین سے اور جو ہم نے نکالدیا تمکو زمین مین سے اور نیت نہ رکہو گندی چیز پر کہ خرچ کرو او تم آپ
وہ نہ لوگے مگر جو آنکہین بند کرلو۔ دوا اور جو لوگ کہ بری راہون سے دوسرونکا دل دکہاکر روپیہ
پیدا کرین یا کسی کو فریب دیکر کچہہ کمائین ان کا مال محض ناپاک قرار دیا گیا ہے اور وہ خیرات
کرنے کے ثواب سے بالکل محروم کر دیئے گئے ہین اور انہین تاکید کردی گئی ہے کہ اگر ایسے مال مین سے
خدا کی راہ مین خیرات کرینگے تو ان کے لئے پہر آگ ہے۔ یہہ آیت اسی کی تاکید کے لئے ہے
"ویجعلون للہ ما یکرھون وتصف السنتھم الکذب ان لھم الحسنی لا جرم ان لھم النار" یعنے اور
کرتے ہین اللہ کا جو اپنا جی نہ چاہے اور بناتی ہین ان کی زبانین جہوٹ کہ ان کو خوبی ہے آپ ہی
ثابت ہوا کہ ان کو آگ ہے۔ دو پاک کہلا اور پاک کہا اور پاک مین سے دے یہہ ہدایت نبی کی ہے
جسکا ارشاد یہہ ہے "لا تاکل الا طعام تقی ولا یاکل طعامک الا تقی" یعنے مت کہا بجز پرہیزگار کے
کہانے کے اور نہ کہاوے تیرا کہانا کوئی سوا پرہیزگار کے۔ آجکل مہذب یورپ کی یہہ بہت بڑی
تہذیب گنی جاتی ہے کہ جہان انہین کسی نے کوئی چیز دی انہون نے شکریہ ادا کردیا اسیکو وہ بہت
شائستہ اخلاق اور تہذیب اور شائستگی جانتے ہین لیکن اسلام نے ان سب باتون کو محض ناکارہ
اور منافی اخلاق ثابت کردیا ہے ہر حالت مین خدا کا شکر کرنا واجب ہے اگر ہمین کوئی چیز دے تو ہمارا
یہی ایمان ہے کہ ہم خدا کا شکریہ ادا کرین اور اسکو دعا دین کہ خدا تجہے نیک کام کرنے کی اور بہی
توفیق دے اسلام نے ان باتون کو اڑا دیا کہ جنسے عجب و غرور تکبر پایا جائے اکثر لوگ صرف شکریہ
لینے کے لئے بہت سے کام کرتے ہین چونکہ یہہ بہی گہمنڈ پیدا ہونے کی ایک سیڑہی ہے اسلئے اسلام
نے روک دیا۔ اسکی مثال یہہ ہے کہ جب حضرت عائشہ رض کی بہتان سے برات اتری تو حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ کہڑی ہو اور سر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کو بوسہ دے حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ بخدا مین یہہ نکرونگی اور نہ بجز خدا کے اور کسی کا شکر
کرونگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو جانے دو اور کچہہ مت کہو اور ایک روایت
مین ہے کہ حضرت عائشہ نے حضرت صدیق اکبر کو یہہ جواب دیا "الحمد للہ لا بحمدک ولا بحمد
صاحبک" یعنے خدائے تعالی کا شکر ہے اسمین تمہارے اور تمہارے ساتہی یعنے محمد کی کچہہ منت
نہین۔ حضرت عائشہ رض کا یہہ کلمہ سنکر نبی نے انکار نہ کیا۔ غرض یہہ ہے کہ بہرحال خدا ہی

ف۱ ابو داؤد و ترمذی مگر ان مین اول جملہ کی جگہہ لا تصحب الا مومنا ہے۔ ف۲ ابو داؤد بروایت عائشہ اور اس مین یہہ ہے
کہ میرے مان باپ دونون نے کہا کہ کہڑی ہو۔ ف۳ طبرانی بروایت ابن عباس۔

اسلام مین اس قابل سمجھا گیا ہے کہ اسکا شکریہ ادا کیا کرین اور جو لوگ اسمبات کو اچھا نہین سمجھتے وہ راہ پر نہین ہین ان کے لئے قرآن مجید مین یہہ آیا ہے - ،، واذا ذکر الله وحده اشمازت قلوب الذین لایومنون بالاخرة واذا ذکر الذین من دونه اذا هم یستبشرون ، یعنے اور جب نام لیجے الله کا اکیلا رک جاوین دل ان کے جو آخرت پر یقین نہین رکہتے اور جب نام لیجے اسکے سوا اوروں کا بہت ہی وہ خوشیان کرنے لگین ،، اغنیا کو سخت تاکید فرمائی ہے کہ وہ خیرات کرنے مین سوال کے محتاج نہ ہین کیونکہ اکثر لوگ ایسے ہین کہ ان کو سخت شرم سوال کرنے مین آتی ہے اغنیا کو یہہ چاہئے کہ ان کے چہرے ہی دیکھکر پہچان لین کہ یہہ محتاج ہین اور ان سے سلوک کرین خدا قرآن مجید مین یہہ ارشاد کرتا ہے - ،، یحسبهم الجاهل اغنیاء من التعفف تعرفهم بسیماهم لایسئلون الناس الحافا ، یعنے سمجھے ان کو بیخبر لوگ محفوظ ان کے نہ مانگنے سے تو پہچانتا ہے ان کو ان کے چہرہ سے نہین مانگتے لوگون سے لپٹ کر ،، - خیرات کرنیوالون کا فرض ہے کہ ضعیف اور لوگون کے باطن کا حال دریافت کرنا چاہئے - کیون ایسے لوگون کا دینا کہ جو سوال نہین کرتے ان لوگون کے دینے سے جو علانیہ مانگتے ہین کہی درجہ بہتر ہے اور جو شخص صاحب عیال ہو یا کسی مرض مین گرفتار ہو ایسے شخص کو ڈہونڈ ڈہونڈکر دینا چاہئے - اسکی تائید قرآن مجید مین ہوئی ہے ،، هو الذین احصروا فی سبیل الله لا یستطیعون ضربا فی الارض ، یعنے جو اٹک رہے ہین الله کی راہ مین چل پہر نہین سکتے ملک مین ،، اسلام کی تین فرایض اور اسکی روشن تعلیم مین نیک راہ سے حلال کی روضی پیدا کرنا ایمان کے بعد فرض قرار دیا گیا ہے جسکی موئد یہہ حدیث نبوی ہے ،، طلب الحلال فریضة بعد الفریضة ، یعنے حلال کا طلب کرنا فرض ہے ایمان کے بعد ،، اس ہدایت کا صرف یہی منشا ہے کہ بہائی چارا قایم ہو امن مین ترقی ہو اور تہذیب وشائستگی سچائی ملک مین پڑہے - جو لوگ الله کی دی ہوئی نعمت کو چہپاتے ہین ان کو الله نے بخیل کہا ہے جو اس آیت مین مذکور ہے - ،، الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل ویکتمون ما اتاهم الله من فضله ، یعنے وہ جو بخل کرتے ہین اور سکہاتے ہین لوگون کو بخل اور چہپاتے ہین جو ان کو دیا اسنے اپنے فضل سے ،،

اسلام مین روزہ رکہنا

خدانے پہلی عبادت تو اپنے کو ایک جاننا قرار دی اور دوسرا فرض خیرات کرنا لیکن روزہ ایمان کا چہارم قرار پایا ہے - جس سے مقصود صرف یہہ ہے - کہ ہم اپنی نفسانیہ قوتون کے روکنے پر قادر ہو جائین اور ہمپر کبہی خواہشات نفسانیہ غلبہ نہ پا جائین - ایک حدیث مین آیا ہے -

---

۱ بیہقی بروایت ابن مسعود بسند ضعیف -

الصوم نصف الصبر " یعنے روزہ صبر کا نصف ہے - اور پھر فرمایا کہ " الصبر نصف الایمان " یعنے صبر ایمان کا آدہا ہے " اس سے معلوم ہوا کہ روزہ ایمان کے نصف کا نصف ہے اور روزہ رکھنے کے لئے نبی اکرم نے کیسی اچھی ترغیب دی ہے اور کیا خوب فرمایا ہے " والذی نفسی بیدہ لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک یقول اللہ عزوجل انما یذر شھوتہ وطعامہ وشرابہ لاجلی فالصوم لی وانا اجزی بہ " یعنے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ مین میری جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ اچھی ہے اللہ تعالی فرماتا ہے کہ روزہ دار اپنی خواہش اور کہانا اور پینا صرف میرے لئے چھوڑتا ہے تو روزہ میرے لئے ہے اور مین اسکا بدلہ دونگا " عموما لوگ یہہ کہا کرتے ہین کہ اگر اللہ کا حکم ہوگا تو روزہ رکہا جائیگا یا خیرات دی جائیگی یا نماز پڑہی جائیگی اور جب انمین سے کوئی بات وہ عمداً نہین کرتے تو یہہ کہا کرتے ہین کہ خدا کی مرضی ہی ایسی ہے یہی ان کے بہانے رفع کرنے اور اٹھانے کے لئے خدا نے صاف فرمایا ہے " ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم " یعنے اگر تم مدد کروگے اللہ کی تو وہ تمہاری مدد کریگا اور جما دیگا تمہارے پاؤن - غرضکہ شروع کرنا کوشش کا بندہ کے جانب سے ہے اور ہدایت کا توفیق دینا خدا کی طرف سے - اور فرمایا " والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا " یعنے اور جنہون نے محنت کی ہمارے واسطے ہم سمجھا دینگے ان کو اپنی راہین " گویا بندہ کو اسکے ہر کام مین قدرت عطا کی ہے وہ ہر کام اپنی مرضی سے کر سکتا ہے جیسا چاہے کوئی اسکو مانع نہین ہے - اسکی تائید مین یہہ بہی ارشاد ہوا " ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم " یعنے اللہ نہین بدلتا جو ہے کسی قوم کو جب تک وہ نہ بدلین جو اپنے بیچ ہے " روزہ سے غرض صرف اسی کی ہے کہ اپنی خواہشات نفسانیہ کو روکے اور ان ناپاک جذبون کو جو عموماً انسان کی فطرت مین اٹہا کرتے ہین ان کا اثر اپنی طبیعت اور افعال پر نہونے دے فاقہ کشی اور پانی نہ پینے کا نام روزہ نہین ہے جیسا عموماً بعض غیر اسلام جانتے ہین -

جتنی باتین کہ تہذیب اور شائستگی کی منافی ہون ان کے کرنے سے روزہ نہین رہتا جو اس حدیث مین مذکور ہے " خمس یفطرن الصائم الکذب والغیبۃ والنمیمۃ والیمین الکاذبۃ والنظرۃ بشھوۃ " یعنے پانچ چیزین روزہ دار کا روزہ توڑ دیتی ہین جہوٹ اور چغلی اور غیبت اور جہوٹی قسم اور شہوت سے دیکہنا " یہہ شائستگی اور اخلاق سکہانے کی حد سے زیادہ تعلیم ہے یعنے جہوٹ اور غیبت اور کسی کی طرف بدنظر سے دیکہنے کو ایسا برا سمجہا گیا ہے کہ روزہ اس سے جاتا رہتا ہے

ف۱ ترمذی و ابن ماجہ بروایت ابوہریرہ - ف۲ خطیب بروایت ابو سعید - ف۳ بخاری و مسلم بروایت ابوہریرہ -

ف۴ ازدی در ضعفا از طریق جابان عن انس رض -

اس سے معلوم ہوا کہ اصل میں روزہ کی بابت اخلاق شائستگی حاصل کرنا کبھی جھوٹ نہ بولنا کسی کی چغلی نہ کھانا اور کسی کی غیبت نہ کرنی۔ یہی باتیں اسلام تعلیم کرتا ہے اور یہی باتیں عین اخلاق اور عمدہ شائستگی ہیں۔ اور جو لوگ شائستگی نہیں سیکھتے جھوٹ بولنا نہیں چھوڑتے اور صرف اپنا دارو مدار فقط بہوکے پیاسے رہنے پر رکھکر نجات دارین کے طلبگار ہوتے ہیں توان کے سمجھنے کے لئے یہہ حدیث بہوت کافی ہے،، کم من صائم لیس لہ من صومہ الا الجوع والعطش ویعنے بہت روزے دار ایسے ہیں کہ ان کو ان کے روزہ سے بجز بہوک اور پیاس کے اور کچھہ نہیں،،

اسلام مین خلق کی تعلیم

خلق کے بابت احکام ہم اپنے گذشتہ نوٹون میں نبی اکرم کے خلق کے لحاظ سے بہت کچھہ بیان کر چکے ہیں لیکن کسیقدر اسکی بابت اور بہی بیان کرتے ہیں۔ پہلے یہہ سمجھنا چاہیئے کہ اسلام مین خلق کی کسقدر تاکید آئی ہے اور کس دہوم دہام سے سکہایا گیاہے کہ ہرگز وہ بات نکرو کہ جو کسیکو بری معلوم ہو بلکہ ہر دل عزیز ہو میٹہاس سے بولو اور ہنس مکہ چہرہ سے جواب دو کسی کی بات پر اسکے چڑانے کو مت ہنسو کسی کی نقلین نکرو اگر ایسا ہوگا تو اسے خدا کی طرف سے بُرا اجر دیا جائیگا۔ نبی اکرم نے کس لفظ اور صورت میں یہہ فرما دیا،،

اکمل المومنین ایمانا احسنہم اخلاقا ف یعنے ایمانداروں میں سے کامل تر ایمان میں وہ ہے جو اخلاق میں اچہا ہے،، یہہ حدیث پہلے بہی میں نقل کر چکا ہوں۔ اور حدیث میں آیا ہے،،

اذا رایتم المومنین صموتا وتورا فادنو منہ فانہ یلقن الحکمۃ ف یعنے جب تم مومن کو خاموشی اور صاحب وقار دیکہو تو اس سے قریب ہو کہ وہ حکمت سکہلایا جاتا ہے،، اور فرمایا،،

من سرت حسنۃ وساءتہ سیۃ فہو مومن ف یعنے جس شخص کو اپنی نیکی اچہی معلوم ہو اور برائی بری وہ شخص مومن ہے،، اور فرمایا،، لا یحل المومن ان ینظر الی اخیہ بنظرۃ توذیہ ف یعنے کسی مومن کو جایز نہیں ہے کہ اپنے بہائی کو ایسی نگاہ سے دیکہے جس سے اس کو ایذا ہو،، ہمارے نبی کا یہہ خلق تہا کہ آپ اس حالت میں بہی کہ جب آپ کی قوم نے آپ پر انتہا درجہ کے ظلم توڑے تہے اور ایسی حالت میں کہ آپ اس حالت میں بہی کہ جب آپ کے نورانی رخسارے خون میں لت پت ہو رہے تہے اس حالت میں بہی آپ نے اپنے ایسے خوفناک جانی دشمنوں کے لئے یہہ دعا مانگی،، اللہم ف اغفر لقومی فانہم لا یعلمون ،، الہی میری قوم کو بخشدے کہ وہ نہیں جانتے ،،۔

ف ابن ابی الدنیا در مکارم الاخلاق۔ بروایت ابن مسعود۔ ف ابن ماجہ نے یہہ مضمون اور لفظوں میں بروایت ابی خلاد بیان کیا ہے۔ ف طبرانی و حاکم بروایت ابو موسے و ابو امامہ۔ ف اس حدیث کو ابن مبارک نے روایت کیا ہے۔ ف دلائل النبوت بیہقی ابن حبان اور بیہقی نے سہل بن سعد سے اور صحیحین میں بروایت ابن مسعود یہہ لکہا ہے کہ یہہ حال آپنے کسی نبی کا حکایت کیا ہے۔

اس سے زیادہ اور خلق کیا کوئی سکہائیگا اسلام ایسے خلق کی تعلیم کرتا ہے- اور یہہ سکہاتا ہے کہ اگر اپنا دشمن اپنا ایذادہ بہی ہو اس سے بہی بخلق پیش آؤ اور اس کیلئے بہی آنحضرت ہی کی دعا مانگو-

اسلام مین خاموشی کی تعلیم

خاموشی حکمت ایسی چیز ہے کہ اسکی بابت حکما نے بہت کچہہ لکہا ہے اور سب اسی پر متفق ہین کہ سکوت سے بہتر کوئی چیز عمدہ نہین ہے- زیادہ بک بک کرنا اور الٹی سیدہی باتین بنانا وقار کہو دیتا ہے اور آدمی چہچہورا کہلایا جاتا ہے- آؤ ایک نظر نبی اکرم کی قیمتی احادیث پر ڈالین اور دیکہین کہ خاموشی کی عمدگی افضل النبین نے کیا بیان فرمائی ہے وہو ہذا- ف١ ،،من صمت نجا،، یعنی جو چپ رہا نجات پائی- کتنا زبردست حکیمانہ قول ہے اور صرف ان دو الفاظ مین کیسے بڑے بڑے مطالب مضمر ہین کہ اگر ان کی تشریح کی جائے گی تو ایک دفتر عظیم درکار ہوگا لیکن مبصر خود نبی اکرم کے ان لفظون سے اندازہ کرے گا کہ جتنے مختصر ہین اسی قدر مطالب خیز ہین-

اور فرمایا ف٢ ،،الصمت حکم وقلیل فاعلہ،، یعنے سکوت حکمت ہے اور اس کے کرنے والے کم ہین در خاموشی بیشک عین حکمت ہے بشرطیکہ کوئی اسپر عمل کرے عبداللہ بن سفیان کہتے ہین کہ میرے باپ نے نبی اکرم کی خدمت مین عرض کیا کہ اسلام مین کوئی ایسی بات ارشاد فرما دیجئے کہ پہر آپ کے بعد کسی سے دریافت کرنے کی نوبت نہ آوے آپنے فرمایا ف٣ ،،قل امنت باللہ ثم استقم،، یعنے تو کہہ مین ایمان لایا اللہ پر پہر راست ہو- پہر میرے والد نے عرض کیا کہ مین کس چیز سے بچون آپنے اپنے دست مبارک سے زبان کی طرف اشارہ فرمایا کہ اس سے بچو عقبہ بن عامر کہتے ہین کہ مین نے نبی اکرم کی خدمت مین عرض کیا کہ نجات کی کیا صورت ہے آپنے فرمایا ف٤ ،،امسک علیک لسانک ولیسعک بیتک وابک علی خطیئتک،،

یعنے اپنی زبان کو روک اور چاہئے کہ گنجائش کرے تجہکو تیرا گہر یعنے گہر سے باہر مت نکل اور اپنی خطا پر گریہ کرو معاذ بن جبل نے نبی اکرم کی خدمت مین عرض کیا کہ ہماری باتون پر اور بولنے چالنے پر ہم سے مواخذہ ہوگا آپ نے ارشاد کیا- ف٥ ،،ثکلتک امک یا ابن جبل وھل یکب الناس فی النار علی مناخرھم الا حصائد السنتھم،، یعنے روئے تجکو تیری مان اے ابن جبل اور نہین اوندہا ڈالے جاتے لوگ آگ مین ناک کے بل دوزخ مین مگر انکی زبانون کی خرمنون کو- اور آپنے ارشاد کیا ف٦ ،،لا یستقیم ایمان العبد حتی یستقیم قلبہ ولا یستقیم قلبہ حتی یستقیم لسانہ ولا یدخل الجنۃ رجل لا یامن جارہ بوائقہ،، یعنے ٹہیک نہین ہے ایمان

ف١ طبرانی بروایت عبداللہ بن عمر- ف٢ فردوس مین ابو منصور نے روایت ابن عمر سے بسند ضعیف بیان کیا ہے-
ف٣ ترمذی ونسائی وابن ماجہ- ف٤ اس حدیث کو صحیح بخاری نے نقل کیا ہے ف٥ ترمذی ابن ماجہ و حاکم-
ف٦ بیہقی نے شعب مین بروایت انس رضی اللہ عنہ بسند ضعیف بیان کیا ہے-

بندہ کا جب تک ٹھیک ہو اسکا دل اور نہیں درست ہوتا ہے دل جب تک نہ درست ہو زبان۔ اور نہیں داخل ہوتا ہے جنت میں وہ شخص کہ مامون نہو اس کا ہمسایہ اس کے شرون سے" اور فرمایا۔ "من سرہ ان یسلم فلیلزم الصمت" (یعنے سلامت رہنا جسکو اچھا لگے وہ سکوت لازم کر لے) روایت مین آیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ صفا پر چڑھے ہوئے ایک دن فرماتے تھے "یا لسان قل خیرا تغنم واسکت عن شر تسلم من قبل ان تندم" (یعنے اے زبان اچھی بات کو غنیمت پاوے گی اور بری بات سے سکوت کر سلامت رہے گی پہلے اس سے کہ تو شرمندہ ہو۔ لوگون نے کہا کہ کیا یہہ آپ اپنی طرف سے فرماتے ہین ابن مسعودؓ نے کہا نہین بلکہ نبی اکرم کو مین نے یہہ فرماتے سنا ہے "ان اکثر خطایا ابن آدم فی لسانہ" (بیشک خطائین آدمی کی اس کی زبان مین ہین) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہہ روایت مروی ہے "من کف لسانہ ستر اللہ عورتہ ومن ملک غضبہ وقاہ اللہ عذابہ ومن اعتذر الی اللہ قبل اللہ عذرہ" (یعنے جو شخص اپنی زبان کو روکتا ہے اللہ اس کی برہنگی یعنے عیب چھپاتا ہے اور جو شخص اپنے غصہ کو روکتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو اپنے عذاب سے بچاتا ہے اور جو خدا کے سامنے عذر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی عذر قبول کرتا ہے" نبی اکرم نے معاذ بن جبلؓ کو یہہ ارشاد کیا۔ "اعبد اللہ کانک تراہ وعد نفسک فی الموتی" (یعنے خدا کی عبادت ایسی طرح کر کہ گویا تو اس کو دیکھتا ہے اور اپنے نفس کو مردہ مین شمار کر) نفس کو مردہ شمار کرنا یہی ہے کہ اپنی زبان بند کرے۔ اور فرمایا "الا اخبرکم بایسر العبادۃ واھونھا علی البدن الصمت وحسن الخلق" (یعنے کیا نہ بتلا دون مین ہو بہت آسان اور بہت عبادت بدن پر وہ سکوت اور خوش خلقی ہے" اور فرمایا "من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلیقل خیرا او لیسکت" (یعنے جو شخص ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت کے دن پر چاہیے کہ نیک بات کہے یا چپ رہے" اور فرمایا "رحم اللہ عبدا تکلم فغنم او سکت فسلم" یعنے رحم کرے اللہ اس بندہ پر جو بولے تو غنیمت پاوے اور چپ رہے تو سلامت رہے" اور فرمایا "اخزن لسانک الا من خیر فانک بذلک تغلب الشیطان" (روک اپنی زبان کو مگر بہتر بات سے کہ تو اس کے باعث غالب آویگا شیطان پر) اور فرمایا "ان اللہ عند لسان کل قائل فلیتق اللہ امرء علی ما یقول" (یعنے اللہ تعالیٰ ہر کہنے والے کی زبان کے پاس ہے پس جو شخص کچھہ کہے اس کو چاہیئے کہ خدا سے ڈرے" اور فرمایا "اذا رایتم المومن صموتا وقورا فادنوا منہ فانہ یلقن الحکمۃ" (یعنے جب تم دیکھو مومن کو چپکا اور صاحب وقار پس اسکے قریب ہو کہ اسکو حکمت تلقین کی جاتی ہے) وہ جو کچھہ کہتا ہے حکمت ہوتی ہے" اور فرمایا "من کثر کلامہ کثر سقطہ ومن کثر سقطہ

(۱) ... بن جبیر سے یہہ حدیث مروی ہے (۲) بیہقی در شعب بروایت اسلم مولی عمر فاروق و در دمی بروایت قیس بن ابی حازم عن الصدیق۔ (۳) صفوان بن سلیم سے یہہ حدیث مروی ہے۔ (۴) بخاری و مسلم۔ (۵) ابن ابی الدنیا و بیہقی در شعب الایمان۔ (۶) ابن حبان بالفاظ دیگر بروایت ابو ذر رضی اللہ عنہ۔ (۷) سعید بن جبیر سے روایت ہے (۸) یہہ حدیث اور اسکی سندین مین پہلے بیان کر چکا ہون (۹) ابو نعیم بروایت ابن عمر بسند ضعیف و بیہقی در شعب موقوفا علی عمر الفاروق۔

کثرت ذنوبہ ومن کثرت ذنوبہ کانت النار اولی بہ" یعنے جسکی گفتگو زیادہ ہوگی اور جسکی بیہودہ بات زیادہ ہوگی اسکے گناہ زیادہ ہون گے اس کے لئے دوزخ زیادہ لایق ہے - ان قیمتی حدیثون سے یہہ بات بخوبی ثابت ہوگئی ہے کہ نبی اکرم نے خاموشی کی جو عین حکمت ہے کسقدر تاکید فرمائی اور اس کی خوبیان کس کس قدر بیان کین اگر ان کی شرح کی جائے تو درجنون جلدین آسمان تیار ہوجائین مگر ہم صرف یہی حدیثین لکھکر دوربین عالی دماغ مبصرون کے انصاف پر چھوڑتے ہین اور دوسرا مضمون بیان کرتے ہین -

(اسلام مین بیفایدہ کلام کرنیکی ممانعت)

اسلام مین سخت تاکید کی گئی ہے کہ جسوقت آدمی زبان سے کوئی بات نکالے تو اس کا فرض ہے پہلے اسبات کو جسے وہ کہنے کو ہے خوب سمجھ لے اور دلمین غور کرلے کہ جتنی آفتین مثل غیبت اور چغلی اور خصومت وغیرہ کے مین آیا میرے الفاظ ان سے پاک ہین یا نہین - کبھی ایسی باتین زبان سے نہ نکالنی چاہئین کہ جو محض بیفایدہ ہون اور ان کا نتیجہ نہ اپنے لئے ہو اور نہ کسی دوسرے شخص کے لئے ایسی حالت مین اپنے وقت کا ضایع کرنا ہے - اگر وہ بولنے کے وقت ذرا بھی فکر کرتا تو اسے شاید کیا یقینا فتوحات غیبی مین سے کوئی چیز مرحمت ہوجاتی - ایماندار کا سکوت فکر ہے نطق ذکر ہے اور دیکھنا عبرت ہے - یہہ شان اس پاک نفس کی ہے کہ جو کبھی بیہودہ کلمات زبان سے نہین نکالتا چنانچہ نبی اکرم نے ارشاد کیا ہے "(۱) آدمی کا راس المال اوقات ہین جب ان کو بیضرورت باتون مین صرف کریگا اور ان سے ثواب آخرت کا ذخیرہ نہ حاصل کریگا تو راس المال مین ٹوٹا پڑیگا در یہہ حدیث کتنی بڑی زبردست حکمت پر مبنی ہے واقعی کیا خوب ارشاد فرمایا ہے بیشک انسان کا راس المال اوقات ہین جس نے اپنا وقت ایسی باتون مین صرف کیا کہ جو محض بیضرورت ہین اس نے اپنا وقت کھویا اور اس کی جوابدہی خدا کی درگاہ مین اسے کرنی پڑے گی - پھر نبی اکرم نے فرمایا "(۲) من حسن اسلام المرء ترک مالا یعنیہ" یعنے انسان کی اسلام کی خوبی مین سے ہے چھوڑنا ایسی چیز کا جو اسکو مفید نہو - کلام بے حاجت کرنا اسلام مین سخت گناہ تصور کیا گیا ہے - حضرت انس ایک حدیث روایت کرتے ہین کہ احد کی لڑائی مین ہم مین سے ایک گروہ شہید ہوا(۳) - ہم نے دیکھا کہ بھوک کے سبب اس کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا ایک شخص جو شہید ہوچکا تھا اور اسکا نورانی چہرہ خاک و خون مین بھرا ہوا تھا اس کی ماں متا بھری ماں اپنے پیارے شہید بیٹے کے منہ سے مٹی پونچھ رہی تھی اور آنکھون مین آنسو ڈبڈبائی ہوئی یہہ کہہ رہی تھی کہ بیٹا جنت مبارک ہو - نبی اکرم نے ارشاد کیا کہ یہہ کیونکر

(۱) مجھے اس حدیث کی سند نہین ملی مگر محمد بن زکریا نے بروایت ابن عائشہ عن ابیہ نے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم نے اسی مضمون کا خطبہ پڑھا - بہر حال ہمارا مطلب نکل آیا (۲) ترمذی و ابن ماجہ بروایت ابوہریرہ - (۳) ترمذی مختصر اور ابن ابی الدنیا بسند ضعیف -

معلوم ہوا شاید تیرا بیٹا اپنا وقت بیفائدہ کلام مین ضائع نکرتا ہوگا،، نبی اکرم نے بیفائدہ کلام کرنے کو ایسا سخت برا سمجھا - دوسری اور حدیث مین مروی ہے،، نبی اکرم نے دریافت کیا کہ مین نے کعب کو کچھ دن سے نہین دیکھا عرض کیا گیا کہ وہ مریض ہین آپ کعب کی عیادت کے لئے تشریف لیگئے اور کعب سے ارشاد کیا کہ خوشخبری ہو تجھکو اے کعب - کعب کی مان نے کہا اے کعب تجھے ابے روک ٹوک جنت نصیب ہوگئی - نبی اکرم نے استفسار کیا کہ یہہ کون ہے جو اللہ پر حکم کرتی ہے کعب نے عرض کیا میری مان - یہہ نبی اکرم نے کعب کی مان سے فرمایا کہ کیا تمہارے بیٹے نے کبھی بیفائدہ کلام نہین کیا کہ تمہین اپنے بیٹے کی جنت مین جانے کی خبر ہوگئی (۲) ایک دن نبی اکرم نے ارشاد کیا کہ جو شخص پہلے اس دروازہ مین داخل ہوگا وہ جنتی ہوگا - حضرت عبداللہ بن سلام داخل ہوئے - اور لوگ ان کے پاس گئے اور کہا کہ کونسا عمل تم نے ایسا کیا کہ تمہین زندگی مین جنت کی بشارت دی گئی انہون نے جواب دیا کہ مین ایک ناچیز اور ضعیف شخص ہون اور مجھسے کیا ہو سکتا ہے - ہان مین حتی الوسع کبھی بیفائدہ کلام نہین کرتا،، حضرت ابوذر فرماتے ہین کہ نبی اکرم نے مجھے ارشاد کیا،، مین تجھے ایسا عمل بتادون کہ تو آسانی سے کرسکے اور اس کا ثواب بہت ہو - ابوذر نے عرض کیا کہ ارشاد کیجیے آپ نے فرمایا،، ھو الصمت وحسن الخلق وترک ما لا یعنیک (۳) یعنے وہ سکوت اور خوش خلقی اور غیر مفید چیز کا چھوڑنا ہے اور مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ پانچ چیزین مجھے رپون کے واقف سے بھی اچھی معلوم ہوتی ہین اول کلام بیفائدہ کا ترک کرنا دوم کلام مفید بے موقع نہ کہنا - سوم حلیم اور نادان سے بحث نہ کرنی - کیونکہ حلیم سے بحث کرنی اسکو غصہ دلانا ہے اور بیوقوف سے ایذا اٹھانی ہے چہارم اپنے غائب بھائی کا اسطرح یا ان لفظون مین ذکر کرنا کہ اس کے منہہ پر ان ہی لفظون مین ذکر سکین - پنجم عمل کرنا اس یقین کے ساتھ کہ احسان کرنے سے جزا پاؤنگا اور جرم کرنے سے سزا

اسلام مین زیادہ گوئی کی ممانعت

جن الفاظ یا جن فقرون سے کہ ہمارا مطلب ادا ہوتا ہو اس سے زیادہ گفتگو کرنی یہہ بھی پہلی سی برائی کا حکم رکھتی ہے چاہیے اسمین کسی کا ضرر ہو یا نہو - عطا بن ابی رباح فرماتے ہین کہ اگلے سلف کلام زائد کو برا جانتے تھے اور کبھی انہون نے زائد کلام نہین کیا - بعض صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہین کہ بعض آدمی مجھسے ایسی بات کہتے ہین کہ اس کا جواب جیسے پیاسے کو ٹھنڈا پانی اچھا معلوم ہوتا ہے اسسے زیادہ مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے مگر مین زائد ہونے کے ڈر سے جواب نہین دیتا یہہ بھی خوب سمجھ لینا چاہیے کہ بیہودہ خواہشات کے برلانے اور ان کے پورا ہونے کے لئے کبھی اللہ سے دعا

(۱) ابن ابی الدنیا بروایت کعب بن عجرہ - (۲) ابن ابی الدنیا ہکذا مرسلاً اسکی سند مین ایک راوی مختلف فیہ ہے
(۳) ابن ابی الدنیا بسند منقطع

نہ مانگنی چاہیے اور یہہ کہنا جایز نہین ہے کہ یا اللہ تو ایسا کر دے یہہ کہنا سخت گناہ ہے
چنانچہ مطرف رح فرماتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کے جلال کو ہمیشہ لحاظ رکھا کرو بے جگہہ اس کا ذکر مت
کیا کرو مثلاً کتے یا گدہے کو دیکھکر کہو کہ یا الٰہی اسے ہٹا دے یا اسی طرح کے کلام مین اس کا ذکر
کرو۔ اب معلوم کرنا چاہیئے کہ کلام زائد کا کچہ حصر نہین بلکہ جو کلام ضروری ہے اس کا حصر کلام
مجید مین موجود ہے،، لاخیر فی کثیر من نجوٰہم الا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین الناس ،،
یعنے کچہہ بہلی نہین اکثر ان کی مشورت مگر جو کوئی کہے خیرات کو یا نیک بات کو یا اصلاح کرنیکو لوگون
مین ،، اس آیت مین صاف مذکور ہے کہ خیرات یا نیک بات یا اصلاح قوم ہی کا مشورہ سب مین افضل
ہے اور یہی کرنا چاہیے نیک بات سے مطلب خدا کی عبادت ہے یہی چیزین ضروری ہین جس نے
اصلاح قوم کی تدبیرین نہ کین اپنے محتاج بہائیون سے بہمدردی پیش نہ آیا اور ساتہہ ہی خدا
کی عبادت نہ کی اس نے گویا اسلام کے دائرہ مین قدم ہی نہین رکہا۔

حدیث نبوی مین آیا ہے،،[1] خوشخبری ہو اس شخص کو کہ جو زبان کو زائد بات سے روکے اور زائد مال
کو خرچ کرے ،، اس سے یہہ مطلب ہے کہ جو ایسا نکریگا اسکو ڈر دیا جائے۔ اور وہ ہرگز نبی اکرم کا
پیارا نہین ہے۔ مال کے خرچ کرنے سے غرض یہہ ہے کہ قوم کی ہمدردی اور بہائیون کی مدد مین صرف
کرے نہ کہ بیہودہ لذتون اور نامبارک جذبون کی پیروی مین صرف کرے عموماً یہہ خیال کیا جاتا ہے
مشرقی حکمران اپنی تعریف سے بہت خوش ہوتے ہین اور شعرا کو ہزارون روپیہ دیدیتے ہین
مگر یہہ ساری باتین نبی اکرم نے محض بےمعنی اور لغو ثابت کردی ہین آپ نے منع فرمایا ہے کہ
اپنی تعریف کسی کی زبان سے نہ سنو اور جو کوئی تمہاری تعریف کرے اسکو روک دو یہہ آگے
آنیوالی حدیث ہماری اسبات کی تائید کرتی ہے مطرف بن عبد اللہ کہتے ہین کہ میرا باپ بنی
عامر گروہ کے ساتہہ نبی اکرم کی خدمت مین حاضر ہوا۔ لوگون نے نبی اکرم کی صورت دیکہتے ہی
یہہ کہنا شروع کیا کہ آپ ہمارے والد اور سید اور افضل اور محسن اور منعم ہین اور آپ ایسے ہین
اور ایسے ہین یہہ سنکر نبی اکرم نے ارشاد کیا،،[2] قولوا بقولکم لیسلہ ہو نبکم الشیطان ،، یعنے اپنی
بات کہو اور نہ سرگشتہ کرے تمکو شیطان ،، اس سے دو باتین پیدا ہوتی ہین کہ انسان کو چاہیئے
نہ زائد بات کہے نہ زائد بات اپنی نسبت سننے کا روادار ہو۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہین کہ
مین تمکو کلام زائد سے ڈراتا ہون آدمی کو اسیقدر کلام کافی ہے کہ اسکا مطلب ادا ہو جائے
حضرت مجاہد فرماتے ہین کہ انسان کی ساری باتین لکہی جاتی ہین یہان تک کہ اگر اپنے روتے ہوئے
بچہ کو خاموش کرنیکے لئے کسی چیز کا بہلاوا دیکر اسکو چپ کرنا چاہے یہہ ہی جہوٹ ہوا اسکا مواخذہ

---

[1] بغوی دبزاز بروایت انس رضی اللہ عنہ — [2] ابن ابی الدنیا نے اس طرح سے اور ابو داؤد اور نسائی
نے یوم ولیلہ مین دوسرے الفاظ مین —

بھگتنا پڑیگا - جس تہذیب پر آج مہذب یورپ فخر کرتا ہے اس تہذیب کا ایک بڑا حصہ ہمارے مذہب مین موجود ہے بلکہ عین اسلام ہے -

اسلام مین امور باطلہ کے بیان کرنیکی ممانعت

یہہ بھی ہر چند کلام فضول مین داخل ہے مگر اس مین اور پہلی دو برائیون مین یہہ فرق ہے کہ وہ دو تو مباح تھین اور ان مین حرمت نہ تھی مگر امر باطل مین سراسر حرمت ہی حرمت ہوتی ہے - مثلاً گناہون کی باتین چٹخارے لے لیکر بیان کرنی یا حسینان جہان کے چسکے لے لیکر تذکرے کرنے اور اپنا دل خوش کرنا یا شراب کی مجلس اور بدکارون کی محفل کا ذکر کرنا - یا بادشاہون و دولتمندون کی عیاشانہ کیفیت کو دہرانا یہ سب امور باطلہ مین داخل ہین اور قطعاً ناجایز اور حرام ہین یہہ عادت زائد باتین کرنے سے پڑ جاتی ہے پھر رفتہ رفتہ ایسے ذکرون کا عادی ہو جاتا ہے کہ گویا اسے ان باتون مین دلچسپی ہوتی ہے - اور وہ اپنے ہمنشینون کے خوش کرنیکے لئے ادھر ادھر کی بیہودہ باتین کرتا ہے صرف اس کی غرض یہہ ہوتی ہے کہ لوگ مجھے ہر دل عزیز کہین حالانکہ وہ اپنی گردن پر عذاب کا بوجھ لادتا ہے جو لمحہ بلمحہ وزنی ہوتا جائے گا اور یہہ اسے دوزخ کا پیوند کردیگا - حدیث نبوی مین آیا ہے - ”[1] ان الرجل لیتکلم بالکلمۃ یضحک بھا جلساءہ یھوی بھا ابعد من الثریا“ یعنے آدمی ایک بولتا ہے جس سے کہ اپنے ہمنشینون کو خوش کرتا ہے اور اسکے باعث ثریا سے دور تر گر پڑتا ہے ”حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہین “ کہ آدمی کبھی بے پروائی سے ایسی بات کہہ بیٹھتا ہے کہ اس کے سبب دوزخ مین پڑتا ہے اور [illegible] بات کہتا ہے کہ اسے جنت نصیب ہوتی ہے “

ہمارے نبی اکرم ارشاد کرتے ہین ”[2] اعظم الناس خطایا یوم القیامۃ اکثرھم خوضا فی الباطل “ یعنے قیامت کے دن وہی خطائے عظیم مین ہوگا کہ جو اکثر امر باطل مین [illegible] ہوتا ہو “ اور اسیطرح قرآن مجید مین بھی اشارہ آیا ہے ” وکنا نخوض مع الخائضین “ یعنے اور [illegible] بات مین پیٹھ جانے ساتھ پیٹھ جانے والون کے “ اور اس آیت مین بھی [illegible] ہوا ہے - ” لا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلھم “ یعنے [illegible] ان کے ساتھ جب تک وہ بیٹھین اور بات مین اسکے سوا نہین تو تم بھی ان کے برابر ہوئے “

اسلام مین دوسرےکی بات کی کاٹنے کی ممانعت

ہمارے نبی اکرم نے بات کاٹنے کو سخت منع فرمایا ہے - چنانچہ ارشاد ہوا ہے - [illegible]

---

[1] ابن ابی الدنیا بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ - [2] ابن ابی الدنیا بروایت [illegible]

[3] ترمذی بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ -

بھگتنا پڑیگا- جس تہذیب پر آج مہذب یورپ فخر کرتا ہے اس تہذیب کا ایک بڑا حصہ ہمارے مذہب میں موجود ہے بلکہ عین اسلام ہے-

اسلام مین امور باطلہ کے بیان کرنیکی ممانعت

یہہ بھی ہرچند کلام فضول مین داخل ہے مگر اس مین اور پہلی دو برائیوں مین یہہ فرق ہے کہ وہ دو تو مباح تھین اور ان مین حرمت نہ تھی مگر امر باطل مین سراسر حرمت بھی بھری ہوئی ہے- مثلاً گناہون کی باتین چٹخارے لے لیکر بیان کرنی یا حسینان جہان کے چسکے لے لیکر تذکرے کرنے اور اپنا دل خوش کرنا یا شراب کی مجلس اور بدکارون کی محفل کا ذکر کرنا- یا بادشاہون دولتمندون کی عیاشانہ کیفیت کو دھورانا یہ سب امور باطلہ مین داخل ہین اور قطعاً ناجایز اور حرام ہین یہہ عادت زائد باتیں کرنے سے پڑجاتی ہے پھر رفتہ رفتہ ایسے ذکرون کا عادی ہوجاتا ہے کہ گویا اسے ان باتون مین دلچسپی ہوتی ہے- اور وہ اپنے ہمنشینون کے خوش کرنیکے لئے ادھر ادھر کی بیہودہ باتین کرتا ہے صرف اس کی غرض یہہ ہوتی ہے کہ لوگ مجھے ہر دل عزیز کہین حالانکہ وہ اپنی گردن پر عذاب کا بوجھ لادتا ہے جو لمحہ بلمحہ وزنی ہوتا جائیگا اور پھر اسے دباکر خاک کا پیوند کردیگا- حدیث نبوی مین آیا ہے- ''ان الرجل لیتکلم بالکلمۃ یضحک بھا جلساءہ یھوی بھا ابعد من الثریا'' او یعنے آدمی ایک بولتا ہے جس سے کہ اپنے ہمنشینون کو خوش کرتا ہے اور اسکے باعث ثریا سے دور تر گرپڑتا ہے ''حضرت ابوہریرہ فرماتے ہین '' کہ آدمی کبھی بے پروائی سے ایسی بات کہہ بیٹھتا ہے کہ اس کے سبب دوزخ مین پڑتا ہے اور کبھی ایسی بات کہتا ہے کہ اسے جنت نصیب ہوتی ہے ''

ہمارے نبی اکرم ارشاد کرتے ہین ''اعظم الناس خطایا یوم القیامۃ اکثرھم خوضا فی الباطل'' یعنے قیامت کے دن وہی خطائے عظیم مین ہوگا کہ جو اکثر امر باطل مین خوض کرتا ہوگا اور اسیطرح قرآن مجید مین بھی اشارہ آیا ہے '' وکنا نخوض مع الخائضین '' یعنے اور ہمنے بات مین پیٹھ جانے ساتھہ بیٹھہ جانے والون کے اور اس آیت مین بھی مذکور ہوا ہے- '' لاتقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلھم '' یعنے نہ بیٹھو ان کے ساتھہ جب تک وہ بیٹھین اور بات مین اسکے سوا نہین تو تم بھی ان جیسے ہوگے-

اسلام مین دوسرےکی بات کی کاٹنے کی ممانعت

ہمارے نبی اکرم نے بات کاٹنے کو سخت منع فرمایا ہے- چنانچہ ارشاد ہوا ہے ''انھارا خاک ...''

---

(۱) ابن ابی الدنیا بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ - (۲) ابن ابی الدنیا بروایت مرسلا -

(۳) ترمذی بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ -

ولا تعده موعدا فتخلفه ” یعنے اپنے بہائی کی بات مت کاٹ اور نہ اس سے ٹہٹہ کر اور نہ ایسا وعدہ اس سے کر جسکا تو خلاف کرے یا تجہسے اسکا ایفا ہو سکے “ اور فرمایا - ” ذر المراء فانہ لا تفہم حکمتہ ولا تؤمن فتنتہ یعنے بات کاٹنی چہوڑ دو کیونکہ نہ اس کی حکمت سمجہی جاتی ہے اور نہ اس کے فتنہ سے مامون رہا جا سکتا ہے “ اسلام کو ایسی ہی قیمتی تعلیمات پر فخر ہے -

اور نبی اکرم نے ارشاد کیا ” من ترک المراء وهو محق بنی له بیت فی اعلی الجنة ومن ترک المراء وهو مبطل بنی له بیت فی ربض الجنة “ یعنے جو شخص بات کاٹنی چہوڑ دے اور وہ حق پر ہو اس کے لئے جنت اعلیٰ مین مکان بنایا جاتا ہے یعنے بات نہ کاٹنی ایسی نیکی ہے کہ مبطل ہونے پر بہی آفت سے بچاوے گی حضرت ام سلمہ نبی اکرم سے روایت کرتے ہین - ” ان اول ما عهد الی ربی ونهانی عنه بعد عبادة الاوثان وبعد شرب الخمر ملاحاة الرجال “ یعنے اول جو عہد مجہسے میرے ربنے لیا اور مجہکو اس سے منع کیا بتون کی عبادت اور شراب پینے اور لوگون سے جہگڑا باندہنے سے “ اور فرمایا ” ما ضل قوم بعد ان هداهم الله تعالیٰ الا اوتوا الجدال “ یعنے نہین گمراہ ہوئی کوئی قوم بعد اسکے کہ خدا نے ان کو ہدایت کیا مگر کہ دی گئی خصومت ان کو “ اور فرمایا ” لا یستکمل عبد حقیقة الایمان حتی یدع المراء وان کان محقا “ یعنے نہین پورا کرتا ہے کوئی بندہ ایمان کی حقیقت یہانتک کہ بات کاٹنی چہوڑ دے اگرچہ حق ہی پر ہو “ - کتنی زبردست تاکید ہے اور کیسی اعلےٰ درجہ کی تہذیب سکہائی گئی ہے - کہ اگر کوئی شخص غلط بات بہی کہتا ہو اس کی بات نہ کاٹو - بات کاٹنے سے محض جہگڑا اٹہہ کہڑا ہوتا ہے اور کوئی نتیجہ نہین ہوتا ایسے جہگڑے کرنیکا کفارہ دو رکعتین مقرر کی گئی ہین چنانچہ نبی اکرم ارشاد کرتے ہین - ” تکفیر کل لحاء رکعتان “ یعنے ہر بحث کرنے والیکا کفارہ دو رکعتین ہین - اسباب مین حضرت عمر خلیفہ ثانی کا کیا اچہا قول ہے آپ فرماتے ہین ” علم تین باتون کے لئے نہ سیکہنا چاہئے اور تین باتون کی جہت سے اسکی تحصیل سے پہلو تہی نہ کرنی چاہئے - بحث و فخر و ریا ان تین باتون کے لئے تو نہ سیکہنا چاہئے اور حیا و زہد کے باعث اور جہالت پر راضی ہونے کے سبب سے اس سے دست بردار ہونا چاہئے - کبہی بحث کرنی یا جہک جہک کرنی یا کسی کی بات کاٹنی ہرگز پسند نکرے نبی اکرم نے فرمایا ہے ” رحم الله من کف لسانه عن اهل القبلة الا باحسن ما یقدر علیه “ یعنے رحم کرے اللہ اس شخص پر کہ روکی زبان اپنی اہل قبلہ سے بجز سب سے اچہی قول کے جو اس سے ہوسکے “

اسلام خصومت کو منع کرتا ہے

خصومت اور مراء جدال یعنے بات کاٹنی مین یہہ فرق ہے کہ مراء اسے کہتے ہین کہ دوسرے کے کلام مین

ـــ۱ ابن الدنیا در صمت و بیہقی و طبرانی لسند ضعیف ـــ۲ ترمذی بروایت ابو امامہ و ابن ابی الدنیا ـــ۳ ابن ابی الدنیا بروایت ابو ہریرہ و احمد بالفاظ دیگر ـــ۴ طبرانی بروایت ابو امامہ ـــ۵ ابن ابی الدنیا بروایت ہشام ابن عروہ ـــ

عیب ظاہر کرے اور سوائے اسکی تحقیر اور اپنی تفضیل کے اور کوئی مطلب نہو اور جدال امور مذہبی کی بحث سے متعلق ہوتا ہے اور خصومت یہہ ہے کہ جھگڑے سے غرض مال یا کسی حق کا لینا مقصود ہو اور یہہ کبھی بے اعتراض ہوتی ہے اور کبھی اعتراض سے اور پہلی دو نو چیزین بے اعتراض کے نہین ہوتین اب یہہ دکھانا ہے کہ اسلام خصومت کو کہانتک برا بتاتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ نبی اکرم نے یہہ ارشاد کیا۔ (۱) ،، ان ابغض الرجال الی اللہ الالد الخصام ،، یعنے خدا کے نزدیک آدمیون مین سے سب سے برا الیچڑ اور جھگڑالو ہے ،، اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہہ حدیث روایت ہے ،، من (۲) جادل فی خصومة بغیر علم لم یزل فی سخط اللہ حتی ینزع ،، یعنے جو شخص کسی خصومت مین بے جانے لڑے ہمیشہ اللہ کے غضب مین رہتا ہے یہانتک کہ اس سے برآمد ہووے۔ یہہ ظاہر ہے کہ جو شخص خصومت اور مرار اور جدال کرتا ہے اسکا منشا دوسرے کو کیا جاہل ٹہیرانا ہوتا ہے یا جہوٹا پہر طیب کلام کہان ہے جس کے حق مین نبی اکرم نے ارشاد کیا ہے ،، مسکنکم من الجنة طیب الکلام و اطعام الطعام ،، یعنے تمکو جنت مین جگہہ دیگا طیب کلام اور کہلانا کہانا نیکا۔ اور قرآن مجید مین ارشاد ہے ،، و قولوا للناس حسنا ،، یعنے اور کہو لوگون کو نیک بات ،، اور حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ اگر خدا کی مخلوق مین سے کوئی تمکو سلام کرے تو اسکا جواب خندہ پیشانی سے دو اور تم بہی سلام کرو گو وہ مجوسی ہی کیون نہو اسلیے کہ قرآن مجید مین خدا فرماتا ہے ،، و اذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منہا ،، یعنے اور جب تم کو دعا دیوے کوئی تو تم بہی دعا دو اس سے بہتر یا وہی۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہین مجکو تو اگر فرعون بہی اچہا کلمہ کہے تو مین اسکو بہی ویسا ہی جواب دون۔

حدیث نبوی مین آیا ہے ،، (۴) الکلام طیبة صدقة ،، یعنے کلمہ پاک صدقہ ہے۔ یا عمدہ بات کہنی بہی داخل خیرات ہے۔ اور فرمایا ،، (۵) اتقوا النار ولو بشق تمرة فان لم تجدوا فبکلمة طیبة ،، یعنے آگ سے بچو اگرچہ خرمے کے ٹکڑے ہی سے ہو وغیرہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ نیکی ایک چیز آسان ہے ،، وہ کشادگی پیشانی اور نرمی زبان ہے ،، یعنے ہر شخص سے بکشادہ پیشانی اور نرم زبانی سے پیش آوے یہی بہت بڑی نیکی ہے۔ اور آسان ہے۔

اسلام مین بنا بنا کر کلام کرنے سے منع کیا ہے

یہہ بہی محض لغویات ہے کہ کلام کو خوب بنا بنا کر کہے اور سجع اور قافیہ اور فصاحت کے لئے تکلف کرے اور تمہید اور مقدمات گھڑے جیسا کہ اکثر واعظان تقریر کیا کرتے ہین اسطرح کا تکلف

(۱) بخاری نے نقل کی ہے (۲) ابن ابی الدنیا (۳) بخاری و مسلم بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

(۵) بخاری و مسلم بروایت عدی بن حاتم۔

[illegible]

[illegible] پیغمبر کا تکلف سے بری [illegible]

[illegible] کہ [illegible] اللہ [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] فرمایا [illegible] ارشاد [illegible]

نعم اکلوں الوان الطعام ویلبسون [illegible]

[illegible] کلام میں تکلف کرتے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible] کا کام ہے [illegible]

[illegible] عبارت میں [illegible] معلوم ہوتا تھا [illegible]

حضرت [illegible] کی [illegible] فرمایا [illegible]

[illegible] ہم الیے کا کس طرح [illegible]

[illegible] آیا [illegible] ساختہ ان [illegible]

[illegible] یہ قافیہ بند تقریر [illegible] ہے جو آپ [illegible] ارشاد کیا گیا [illegible]

[illegible] ہر شخص [illegible] یہ غرض ہے کہ بہت سادگی سے اپنا مطلب ادا کرے [illegible]

[illegible] تکلف عبارت سے کتنی نفرت اور [illegible]

[illegible] بیہقی [illegible] مسلم بروایت [illegible]

[illegible] احمد [illegible] مسلم بروایت مغیرہ بن شعبہ و ابوہریرہ

اسلام مین فحش بکنا اور جھگڑا کرنا سخت مذموم ہے

نبی اکرم نے اس کمینہ پن اور ناپاک خصلتون کی برائی مین یہہ ارشاد کیا ہے "ایاکم والفحش فان الله تعالی لا یحب الفحش ولا التفحش" یعنے بچاؤ تم اپنے کو فحش سے کہ خدا دوست نہین رکھتا فحش اور تفحش کو یعنے حد سے زیادہ گزرنے اور بیہودہ بکنے کو۔ بدر کی جنگ مین بھی آپ نے تاکید فرمادی تھی کہ کسیکو گالی نہ دینا اسلئے کہ اسکا اثر تمہاری ذات پر پڑتا ہے۔ اور آپ نے صاف ارشاد کیا کسیکو برا کہنا کمینہ پن ہے۔ اور ایک حدیث مین آیا ہے "لیس المومن بالطعان ولا اللعان ولا الفاحش ولا البذی" یعنے نہین ہوتا ہے مومن طعنہ کرنیوالا نہ لعنت کرنیوالا نہ فحش کرنیوالا زبان دراز۔ اور فرمایا "الجنة حرام علی کل فاحش ان ید خلها" یعنے ہر بیہودہ گو پر جنت کا داخل ہونا حرام ہے۔ اور فرمایا "ان الله لا یحب الفاحش المتفحش الصیاح فی الاسواق" یعنی الله تعالی نہین دوست رکھتا فاحش بیہودہ گو بازارون مین چیخنے والے کو۔ اور فرمایا "ان الفحش والتفحش لیسا من الاسلام فی شئ وان احسن الناس اسلاما احاسنهم اخلاقا" یعنے فحش اور بیہودہ گوئی اسلام مین سے کسی چیز مین شمار نہین اور اسلام مین اچھا زیادہ لوگون مین سے وہ ہے جو ان مین خلق مین اچھا ہو۔ اور فرمایا "سباب المومن فسوق وقتاله کفر" یعنے مومن کا گالی دینا فسق ہے اور اس سے قتال کفر ہے۔ اس سے زیادہ بہتر تہذیب سکھانے والی اور تعلیم کون ہے۔ ان مگر اسلام مین ہے اور ایسی ہی روشن باتون پر اسلام کو فخر ہے۔

اسلام مین کسی پر لعنت کرنا سخت گناہ ہے

لعنت کرنا اسلام مین خواہ کسی پر ہو سخت برا سمجھا گیا ہے۔ نبی کی سخت تاکید ہے کہ کوئی مسلمان چاہئے کہ اپنے مخالف پر بھی لعنت نہ کرے۔ حدیث نبوی ہے یہہ الفاظ مین "لا تلاعنوا بلعنة الله ولا بغضبه ولا بجهنم" یعنے آپس مین ایک دوسرے کو لعنت نہ کرو خدا کی لعنت سے نہ اسکے غضب سے نہ جہنم سے۔ حضرت حذیفہ فرماتے مین کہ جس قوم نے ایک دوسرے کو لعنت کی ان پر خدا کی بات ٹھیک ہوئی۔ اور حضرت عمران بن حصین فرماتے ہین کہ ایک بار آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم سفر مین تھے ایک انصاری عورت ایک اونٹنی پر سوار تھی اس نے جو کچھ بدی کی عورت نے کہا کہ تجھپر خدا کی لعنت ہے۔ نبی اکرم نے فرمایا کہ اس اونٹنی کا بوجھ وغیرہ اتار کے چھوڑ دو اسلئے کہ یہہ ملعون ہو چکی راوی کہتا ہے۔ وہ اونٹنی لوگون مین پھرتی تھی اور کوئی اس سے مزاحم نہ ہوتا تھا حضرت عائشہ صدیقہ فرماتے ہین کہ صدیق اکبر ایکدن

ابن ابی الدنیا و حاکم بروایت عبد الله بن عمر۔ ابن ابی الدنیا بروایت ابن عباس۔ ترمذی بروایت ابن مسعود۔ ابن ابی الدنیا بروایت جابر بسند ضعیف۔ طبرانی بسند جید بروایت ابوامامہ نقل کیا ہے۔ ابن الاثیر۔ احمد و ابن ابی الدنیا و بخاری و مسلم بروایت ابن مسعود۔ ابوداؤد و ترمذی بروایت سمرہ بن جندب

ہے کہیں نبی اکرم نے سن لیا آپ نے فرمایا اے ابوبکر کیا صدیق بھی لعنت
جتے ورب کعبہ نہیں قسم ہے خدائے کعبہ کی۔ یہہ جملہ آپ نے تین بار ارشاد
بدن غلام کو آزاد کردیا اور نبی کی خدمت میں ملتمس ہوئے کہ پھر ایسی خطا
رشاد کیا ہے ،، ان اللعانین لا یکونون شفعاء ولا شہداء یوم القیامۃ
لے قیامت میں نہ شفیع ہوں گے۔ عموماً لوگ مردوں کو برا کہا کرتے ہیں
رشاد فرمایا ہے ،، لا تسبوا الاموات فانہم قد افضوا الی ما قدموا
وہ پہونچ گئے اپنے کئے کو۔ یہہ بھی سخت بری بات ہے کہ کسیکو غصہ
ے بھیجے۔ نبی اکرم ارشاد کرتے ہیں۔
کفر الا باء بہ احدھما ان کان کافرا فہو کما قال وان لم یکن کافرا کفر
، دیتا ہے کوئی شخص دوسرے پر کفر کی مگر کہ رجوع کرتا ہے کفر ایک پر
ہے تو جیسا کہا ویسا ہی ہے اور اگر کافر نہیں تو کہنے والا کافر
ہ پر لعنت بھیجنی سخت مضر ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے ،،
الاحیاء یعنے مت گالی دو مردوں کو پس ایذا دو گے تم زندوں
ظوا فی اصحابی واخوانی واصحابہم ولا تسبوھم یعنی
لوگوں حفاظت کرو میرے اصحاب اور بھائیوں اور
و کو جب آدمی مرے تو اس کا ذکر خیر کیا کرو ،، اور بھی زیادہ
ے میں اور وہ یہہ ہیں ،، من لعن مومنا فہو امثل ان یقتلہ
ہ ایسا ہے جیسا اسکو جان سے مار ڈالے یعنے کسی مومن پر لعنت
اسلام میں کسیکو کوسنا بھی لعنت ہی کا حکم رکھتا ہے یہانتک کہ
ن کو اچھا اور تندرست نہ کرے اور اسکو موت آئے وغیرہ بھی برا
ہے ،، ان المظلوم لیدعو علی الظالم حتی یکافیہ ثم یبقی للظالم عندہ
م دعا بد کرتا ہے ظالم پر یہانتک کہ اپنا بدلہ لیتا ہے پھر کچھہ زیادتی
تا ہے روز۔ غرض کسی پر لعنت بھیجنا کسیکو برا کہنا کوسنا سب برا ہے
ور شور سے منع کرتا ہے اور اس سے زیادہ تہذیب اخلاق سکھایا

یت عائشہ صدیقہ۔ ف ۱ ابو منصور دیلمی نے مسند فردوس میں بروایت ابو سعید
جہ۔ ف اس حدیث کو ابو منصور دیلمی نے بروایت عباس انصاری نقل کیا ہے
ریرہ مروی ہے لا تسبوا اصحابی اور نسائی میں بروایت عائشہ منقول ہے
ت ثابت بن ضحاک میں منقول ہے لعن المومن کقتلہ ف یہہ حدیث

اپنے غلام پر لعنت کر رہے تھے کہین نبی اکرم نے سن لیا آپ نے فرمایا اے ابوبکر کیا صدیق بھی لعنت
کرتے ہین ،، کلا ورب الکعبۃ (یعنے نہین قسم ہے خدائے کعبہ کی - یہہ جملہ آپ نے تین بار ار
حضرت صدیق اکبر نے اسیدن غلام کو آزاد کردیا اور نبی کی خدمت مین ملتمس ہوئے کہ پھر ایسی
نہین کرونگا - نبی اکرم نے ارشاد کیا ہے ،، ان اللعانین لا یکونن شفعاء ولا شہداء یوم الق
یعنے بیشک لعنت کرنے والے قیامت مین نہ شفیع ہونگے - عموماً لوگ مردون کو برا کہا کرتے
اسکے لئے بھی نبی اکرم نے ارشاد فرمایا ہے ،، لا تسبوا الاموات فانہم قد افضوا الی ما قدموا
یعنے مت گالی دو مردون کو کہ وہ پہونچ گئے اپنے کئے کو ،، یہہ بھی سخت بری بات ہے کہ کسیکو غص
کافر کہدے اور اسپر لعنت بھیجے - نبی اکرم ارشاد کرتے ہین -

،، ما شہد رجل علی رجل بالکفر الا باء بہ احدہما ان کان کافرا فہو کما قال وان لم یکن کافرا
بتکفیرہ (یعنے نہین شہادت دیتا ہے کوئی شخص دوسرے پر کفر کی مگر کہ رجوع کرتا ہے کفر ایک
دونون سے اگر وہ واقع مین کافر ہے تو جیسا کہا ویسا ہی ہے اور اگر کافر نہین تو کہنے والا کافر
اسکو کافر کہا ،، زندہ پر یا مردہ پر لعنت بھیجنی سخت مضر ہے - جیسا کہ حدیث قدسی مین آیا ہے ،،
لا تسبوا الاموات فتوذوا بہ الاحیاء (یعنے مت گالی دو مردون کو پس ایذا دو اس سے زندو
اور فرمایا ،، ایہا الناس احفظوا فی اصحابی واخوانی واصحابہی ولا تسبوہم ایہا
فاذکروا منہ خیراً (یعنے اے لوگون حفاظت کرو میرے اصحاب و بھائیون اور
اور مت گالی دو ان کو اے لوگو جب آدمی مرے تو اس کا ذکر خیر کیا کرو ،، اور بھی زیاد
ہوئے الفاظ نبی اکرم نے فرمائے ہین اور وہ یہہ ہین ،، من لعن مومن فہو امثل ان یقتلہ (یعنے
کسی مومن پر لعنت کرے تو وہ ایسا ہے جیسا اسکو جان سے مار ڈالے (یعنے کسی مومن پر لعنت
قتل مومن کا حکم رکھتا ہے ،، اسلام مین کیسکو کوسنا بھی لعنت ہی کا حکم رکھتا ہے یہانتک کہ
کے حق مین یون کہنا کہ خدا اس کو اچھا اور تندرست نہ کرے اور اسکو موت آئے وغیرہ بھی بر
چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے ،، ان المظلوم لیدعوا علی الظالم حتی یکافیہ ثم یبقی للظالم ع
فضلۃ یوم القیمۃ (یعنے مظلوم دعا بد کرتا ہے ظالم پر یہانتک کہ اپنا بدلہ لیتا ہے پھر کچھ زیادتی
رہتی ہے ظالم کے لئے قیامت کے روز - غرض کسی پر لعنت بھیجنا کیسکو برا کہنا کوسنا سب برا
اور اسلام ان سب باتون کو زور شور سے منع کرتا ہے اور اس سے زیادہ تہذیب و اخلاق سکھ

ف مسلم بروایت ابو داؤد - ف بخاری بروایت عائشہ صدیقہ - ف ابو منصور دیلمی نے مسند فردوس مین بروایت ابو سعید
کیا ہے ف ترمذی بروایت مغیرہ بن شعبہ - ف اس حدیث کو ابو منصور دیلمی نے بروایت عیاض انصاری نقل کیا ہے
جملہ صحیحین مین بروایت ابو سعید و ابو ہریرہ مروی ہے لا تسبوا اصحابی اور نسائی مین بروایت عائشہ منقول ہے لا تذکر
اموتاکم الا بخیر - ف بخاری و مسلم بروایت ثابت بن ضحاک بن منقول ہے لعن المومن کقتلہ - ف یہ حدیث مرفو
نہین ہے -

ا مذہب کوئی ہے تو جواب یہی ملیگا کہ نہین۔ یہہ جواب کسی مسلمان کی طرف سے نہ سمجھنا چاہئے
لمہ اسلام کے ارکان اور اس کے اصول خود بولتے ہین کہ اس زمانہ مین جب وحشت سے دنیا بھری
وئی تہی ہم نے ظہور پاکر کس درجہ کی اصلاح کی اور اب بہی ہم ویسے ہی روشن ہین جیسے پہلے تھے

اسلام شعر گوئی مین بیہودہ وقت صرف کرنیکو شد ومد سے منع کرتا ہے۔

بڑے بڑے ادیبون اور فلسفیون اور مدبرون نے شعرا کو سخت برا کہا ہے اور شعر گوئی کو جس
ہ کچھ نتیجہ نہ نکلے لغو سمجھا ہے ان کی تحریرون کو تو چھوڑ دو ایک نظر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم
مقدس اور روشن اقوال پر دوڑاؤ اور دیکھو کہ اسلامی شریعت مین فضول شعر گوئی مین اپنا
قت صرف کرنیکو کتنا منع کیا ہے۔ نبی اکرم فرماتے ہین "لان یمتلی جوف احدکم قیحا خیر لہ
ن یمتلی شعرا" یعنے اگر بہر جاوے پیٹ تم مین سے کیکا پیپ سے یہانتک کہ بگاڑ دے
و تو اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ بہرے شعر سے وہ۔ اصل مین ان اشعار سے مراد ہے کہ جمین
ی کی مدح اور ہجو اور عورتون کے حسن کا ذکر ہو اور اگر ایسی نظم ہے کہ مبالغہ سے پاک ہے تو اس
مضایقہ نہین تاہم اپنا زیادہ وقت شعر گوئی مین نہ صرف کرنا چاہئے۔ ایسے شعر کی
ہے اور اس سے نصیحت نکلتی ہے نبی نے یہہ ارشاد کیا ہے "ان الشعر الحکمۃ" یعنے
یا سے حکمت بہی ہوتی ہے وہ اور ایسے شعر کی آپ نے یہہ تعریف فرمائی ہے۔ ایکدن ہمارے
م اپنی جوتی ٹانک رہے تھے حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ مین نے جواب کی طرف
و یہہ نظر آیا کہ پیشانی مبارک عرق آلودہ ہے اور قطرات عرق روشنی مین کہکشان کی طرح
ہے مین بیٹھی ہوئی سوت کات رہی تہی اس حسن خداداد کو دیکھکر حیران رہ گئی تو یہہ
ماد کیا کہ ایسی متحیر کیون ہو رہی ہو اور ایسی محو کاہین ہو مین نے عرض کیا کہ آپکے آپ جو ئے
یانی سے جو نور کی لہر اٹھ رہی ہے اس سے درجہ حیرت مین ہون اگر آپ کو ابوبکر ہزلی دیکھتا
انتا کہ اسوقت اسکے شعر کے مصداق آپ ہی ہین آپ نے فرمایا کہ اس کے شعر کیا ہین۔
نے عرض کیا کہ یہہ دو بیتین ہین۔ وہو ہذا (ایک شعر اور بہی تہا)

واذا نظرت الی اسرۃ وجہہ ٭ برقت کبرق العارض المتہلل

ممدوح جبکہ دیکھے تو اسکی پیشانی کی جبین کی طرف تو چمکتی ہین ابر دیزان مین بجلی کی طرح
اسکا خلاصہ ان فارسی اشعار مین مذکور ہے۔

خمیر مایۂ صبح ست از صفا بنت ٭ تا بقالب خورشید و ماہ ریختہ اند

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] الفاظ نبی کریم [illegible]

کسی مومن پر لعنت کرے تو ایسا ہے جیسا اس کو قتل کیا [illegible]

قتل مومن کا حکم رکھتا ہے [illegible]

[illegible] یوں کہنا کہ خدا [illegible]

[illegible] حدیث شریف میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مسلم بروایت ابوداؤد [illegible] بخاری بروایت [illegible]

[illegible] ترمذی میں بروایت [illegible]

صحیحین میں بروایت ابو سعید و ابو ہریرہ [illegible]

[illegible] بخاری و مسلم بروایت ثابت بن ضحاک [illegible] منقول ہے [illegible]

[illegible] ہے

[illegible] مذہب کوئی ہے تو جواب یہی آئیگا کہ [illegible]
اسلام کے ارکان اور اس کے اصول [illegible]
[illegible] ہی ہم نے [illegible] اگر کسی دین کی [illegible]

اسلام شعرگوئی میں بیہودہ وقت ضائع کرنا [illegible]

منع کرتا ہے۔

بڑے بڑے ادیبوں اور فلسفیوں [illegible] نے شعر کی مذمت کی ہے [illegible]
کچھ نتیجہ نکلے لغو سمجھا ہے ان کی تحریروں کو تو چھوڑو ایک نظر ہی اگر [illegible]
مقدس اور روشن اقوال پر ڈالو اور دیکھو کہ اسلامی شریعت میں فضول شعرگوئی میں اپنا
وقت صرف کرنیکو کتنا منع کیا ہے۔ نبی اکرم فرماتے ہیں کہ لان یمتلی جوف [illegible]
[illegible] اگر ہر چار سے پیٹ تم میں سے کسی کا [illegible] یہانتک کہ [illegible]
[illegible] تو اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ برے شعر سے [illegible] اصل میں ان اشعار سے [illegible]
[illegible] کی مدح اور ہجو اور عورتوں کے حسن کا ذکر ہو اور اگر ایسی نظم ہے کہ مبالغہ سے پاک ہے تو اس [redacted]
[illegible] مبالغہ نہیں تاہم اپنا زیادہ وقت شعرگوئی میں صرف کرنا بیجا ہے۔ ایسے شعر [illegible]
[illegible] ہے اور اس سے نصیحت نکلتی ہے نبی نے یہ ارشاد کیا ہے کہ ان الشعر لحکمۃ [illegible]
[illegible] حکمت ہی ہوتی ہے اور ایسے شعر کی آپنے بہت تعریف فرمائی ہے۔ ایکدن [illegible]
[illegible] اپنی جوتی ٹانک رہے تھے حضرت عائشہ صدیقہ [illegible] آپ کی طرف
تو یہ نظر آیا کہ پیشانی مبارک عرق آلود ہے اور [illegible] شان [illegible]
بیٹھے ہی میں بیٹھی ہوئی سوت کات رہی تھی اس [illegible] دیکھکر حیران [illegible] تو
[illegible] کیا کہ ایسی متحیر کیوں ہو رہی ہو اور ایسی محو [illegible] عرض کیا کہ آپ کے [illegible] ہوئے
پیشانی [illegible] کی لہر [illegible] رہی ہے اس سے درجہ حیرت میں ہوں اگر آپ کو ابو بکر ہذلی دیکھتا
تو جانتا کہ اس وقت اسکے شعر کے مصداق آپ ہی ہیں آپ نے فرمایا کہ اس کے شعر کیا ہیں۔
[illegible] نے عرض کیا کہ یہ دو نہیں ہیں۔ وھو ہذا (ایک شعر اور بھی تھا)

واذا نظرت الی اسرۃ وجہہ برقت کبرق العارض المتہلل

ممدوح جبکہ دیکھے تو اسکی پیشانی کی چین کی طرف تو چمکتی ہیں ابر درخشان میں بجلی کی طرح
اسکا خلاصہ ان فارسی اشعار میں مذکور ہے ۔

ضمیر [illegible] صبح ست [illegible] بقالب خورشید ماہ [illegible] اللہ

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہیں [illegible] ہیں اسلام [illegible]

[illegible] اسلام [illegible]

[illegible] ہے [illegible]

[illegible] کا کام [illegible]

[illegible] ایک حدیث شریف میں آیا ہے

[illegible] لا تمازحہ [illegible] نہیں کہا مگر سچ وہ یہ نبی اکرم کی

شان تھی کہ آپ اگر کوئی مذاق کی بات فرماتے [illegible] تمام عیوب سے پاک ہوتی تھی مگر اور لوگوں

کو چاہیے کہ وہ اپنی عادت ہنسی مذاق میں زیادہ نہ ڈالیں [illegible] خوف ہے کہ لوگوں کے واہ

واہ اور خوش ہونے سے کہیں نکل نہ جائیں [illegible] اور وہ باتیں نہ کہنے لگیں

جو تہذیب و اخلاق کے بالکل خلاف ہیں۔ غرض کسی طرح بھی زیادہ ہنسی اور زیادہ چہل

کرنی جائز نہیں ہے۔ حضرت عمر کا یہ قول [illegible] کے قابل ہے کیا ہی خوب فرمایا ہے

کہ جو بہت ہنستا ہے اس کی ہیبت کم ہوتی ہے۔ جو چہل کرتا ہے نظروں میں سبک ہو جاتا

جو ایک چیز کو زیادہ کرتا ہے وہ اس کی حقیقت [illegible] جاتا ہے۔ جو زیادہ غلطی کرتا ہے اسمیں

حیا کم ہوتی ہے اور جو حیا کم کرتا ہے اس کا ورع بھی کم ہوتا ہے اور جو پرہیز کم کرتا ہے اس کا

دل مر جاتا ہے اور ایک وجہ یہ ہے کہ ہنسی کے باعث آخرت سے غفلت پائی جاتی ہے

اگر اس قول کی صداقت پر نظر کی جائے تو معلوم ہو کہ کتنا جامع قول ہے۔ اور نبی اکرم کیا خوب ارشاد

[illegible]

[illegible] حضرت امام حسینؓ شہید کر دیا [illegible]

[illegible] حضرت عبد اللہ [illegible]

[illegible]

[illegible] شخص کہانی اور مر گیا یہ دیکھ کر [illegible]

نے عرض کیا [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم اس کا کسی ہی انتقال ہو گیا آپ نے فرمایا [illegible]

[illegible] حضرت عمر نے فرمایا ہے کہ جو ہنسی کرتا ہے [illegible]

ہو جاتا ہے [illegible] ان نے مجھ کو نصیحت کی ہے کہ سچ ان سے ہنسی [illegible]

[illegible] آنکھوں میں [illegible] سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے نصیحت کی

شریف آدمی سے [illegible] حضرات کی نظر سے گر جائے گا نہ کمینے سے ہنسی کر [illegible]

رہنے لگیگا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رح فرماتے ہیں کہ خدا سے ڈرو اور ہنسی [illegible]

[illegible] قرآن کا ذکر کیا کرو اور اگر ان سے علوم ہو تو صالحان [illegible]

[illegible] حضرت عمر نے ارشاد کیا ہے [illegible] آپ ایک دن چند

[illegible] ان سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم جانتے ہو کہ ہنسی کا نام مزاح کیوں

کیا گیا لوگوں نے عرض کیا کہ ہمیں نہیں معلوم آپ نے فرمایا اسوجہ سے کہ مزاح مشتق زح سے ہے جسکے

معنے دور کرنے کے ہیں تو اس سے یہ غرض ہوئی کہ مزاح حق سے دور کرتا ہے۔ اب میں قدسی حدیثوں

میں سے چند حدیثیں اسکے ثبوت میں پیش کرتا ہوں کہ نبی اکرم کس طرح کی ہنسی کیا کرتے

تھے اور آپ نے کس قسم کی ہنسی یا مزاح کی اجازت دی ہے۔ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی

اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا نبی اکرم بھی کبھی مزاح کیا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ ہاں کرتے تھے انہوں نے

عرض کیا کہ کیونکر آپ نے ارشاد کیا کہ نبی اکرم کی ہنسی یہ تھی کہ ایک دن آپ نے اپنی ازواج مطہرات

میں سے کسی کو ایک کپڑا دیا اور ارشاد فرمایا کہ اسکو پہنو اور خدا کا شکر کرو اور اس میں سے دامن

کے دامن بناؤ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کبھی کبھی اپنی ازواج مطہرات سے ہنسی

فرماتے تھے حضرت حسن سے روایت ہے کہ ایک بڑھیا نبی اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ نے

[illegible] بروایت انس [illegible] عائشہ رضی اللہ عنہا ۔ ۱۳۵ ابن مبارک در زہد بروایت قاسم مولی معاویہ مرسلا

اس سے فرمایا کہ جنت مین بڑہیا کوئی نہین جائے گی وہ رونے لگی آپ نے فرمایا کہ تو اسوقت بڑہیا نہ رہے گی چنانچہ خدائے تعالے فرماتا ہے ،، انا انشاناهن انشاء فجعلناهن ابکارا ،، ہم نے وہ عورتین اٹھائین ایک اٹھان پر اور پہر کیا ان کو کواریان دو دوسری حدیث جو ہم ذیل مین درج کرتے ہین اس مین علاوہ ہنسی کے یہہ بہی معلوم ہوگا کہ آپکا خلق کس درجہ بڑہا ہوا تہا کہ ہر شخص نبی اکرم کو بلا لیتا تہا اور اپنا انصاف چکاتا تہا - وہ حدیث یہہ ہے - ،، زید بن اسلم روایت کرتے ہین کہ ایک عورت ام ایمن نام نبی اکرم کی خدمت مین آئی اور عرض کیا کہ اپکو میرا شوہر بلاتا ہے آپ نے فرمایا کہ تیرا شوہر وہی ہے تا کہ جسکی آنکہہ مین سفیدی ہے اسنے عرض کیا کہ اس کی آنکہین تو اچہی ہین انمین سفیدی نہین ہے آپ نے فرمایا کہ بیشک ہے اس نے قسم کہا کر عرض کیا کہ اسکی آنکہون مین سفیدی نہین ہے آپ نے فرمایا کوئی ایسا شخص نہین کہ جسکی آنکہہ مین سفیدی نہین یعنے حدقہ چشم ہر انسان کا سیاہی اور سفیدی دونو رکہتا ہے - ایک اور عورت آپ کی خدمت مین حاضر ہوئی اور اسنے عرض کیا کہ آپ ایک اونٹ سواری کو دین آپنے ارشاد کیا کہ مین تجہے ایک اونٹ کا بچہ سواری کو دونگا - اس نے عرض کیا کہ اونٹ کا بچہ مجہے کیونکر دور دراز لے نکال سکیگا - آپنے ارشاد کیا کہ ہر اونٹ اونٹ کا بچہ ہی ہوتا ہے - ،، نبی اکرم کی ہنسی کی یہہ ... اگر اس قسم کی شریف ہنسی تمام معائب سے پاک ہو مضایقہ نہین اور نہین اور ہنسی جس کی آمیزش ہو اسلام مین سخت منع ہے -

اسلام مسخراپن اور دوسرے کو بنانیکو تشدد سے منع کرتا ہے

قرآن مجید مین صاف الفاظ مین خدائے برحق ارشاد کرتا ہے ،، یا ایہا الذین امنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منہم ولا نساء من نساء عسی ان یکن خیرا منہن ،، - مسخراپن اسے کہتے ہین کہ دوسرے کے عیب و نقصان اسطرح بیان کئے جائین جس سے ہنسی آوے اور یہہ کئی طور سے ہو سکتا ہے یا اس کے فعل کے نقل کرنے سے یا قول کی نقل سے یا اشارہ دا یما سے پس اگر پیٹہہ پیچہے ہو تو عیب ہے اور جو منہہ پر ہو تو اسکا نام مسخر اور استہزا ہے گو یہہ غیبت نہین لیکن غیبت مین اور اس مین کچہہ فرق نہین ہے حضرت[1] عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ مین نے ایک آدمی کی نقل اتاری تو نبی اکرم نے مجہے فرمایا ،، واللہ ما احب انی حکیت انسانا وان لی کذا وکذا ،، یعنے قسم ہے اللہ کی نہین دوست رکہتا ہون مین اسبات کو یہہ کہ مین کسی آدمی کی نقل اتارون اور مجکو بہت کچہہ ملے - اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر مین کہ ،، یا ویلتنا ما لہذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاہا ،، یعنے اے خرابی

ف ۱ زبیر بن بکار و ابن ابی الدنیا بروایت عبد اللہ بن ابہم جہری -

ف ۲ ترمذی -

کیا ہے یہہ لکہا نہ چہوٹی چہوڑی بات نہ بڑی بات جو اس مین نہین گہیری ،، ۔ پہر ارشاد کیا ہے کہ صغیرہ سے مراد تبسم ہے مومنون کے تمسخر پر اور کبیرہ سے مراد کہلکہلا نا ہے تمسخر پر اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ لوگون پر ہنسنا گناہ مین داخل ہے ۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نے فرمایا ،، من عیر اخاہ بذنب قد تاب منہ لم یمت حتی یعملہ (یعنے جو شخص اپنے بہائی کو اس گناہ کا عیب لگاوے جس سے اس نے توبہ کرلی وہ نہین مریگا یہانتک کہ خود وہی عیب کرے) غرض یہہ ہے کہ کسی پر حقارت سے استہزا کرنا نہ چاہئے کیا خبر جسپر ہم ہنستے ہین وہ ہمسے بہتر ہو اور پہر ہم سخت گناہ مین مبتلا ہو جائین ۔

اسلام مین راز کا ظاہر کرنا سخت منع ہے

بہید کا ظاہر کردینا سخت بد تہذیبی اور مضر بات ہے ۔ اسلئے کہ اس مین بہی ایذا ہوتی ہے اور حق معرفت دوستی برباد جاتا ہے ۔ نبی اکرم فرماتے ہین ،، اذا حدث الرجل الحدیث ثم التفت فہی امانۃ (یعنے جب آدمی کوئی بات کہے اور چلا جاوے تو وہ امانت ہے ،، اور یون ہی ارشاد ہے ۔ ،، الحدیث بینکم امانۃ (یعنے بات تمہاری درمیان مین امانت ہے) حسن رضی فرماتے ہین کسی بہائی کا راز کہول دینا ہی خیانت ہے ۔ روایت ہے کہ امیر معاویہ رضی ولید بن عتبہ سے کوئی راز کہا انہون نے اپنے باپ سے کہا کہ مجہسے آج حضرت امیر نے ایک راز کہا ہے اور یقین ہے جب مجہسے کہدیا ہے تو تم سے کیون چہپا رہیگا انہون نے کہا کہ اس بات کا ذکر مجہسے مت کرو اسواسطے کہ جب تک آدمی راز کو چہپائے رکہتا ہے اسکے قابو مین ہے اور جب کہدیا تو دوسرے کے اختیار مین چلا گیا مین نے عرض کیا کیا یہہ معاملہ باپ بیٹے مین بہی ہوتا ہے انہون نے کہا ہرچند باپ بیٹے مین نہین ہوتا مگر مین یہہ چاہتا ہون کہ تیری زبان راز کے بیان کرنے پر نہ کہلے اور تجکو افشار راز کی عادت نہو پہر مین نے حضرت معاویہ کی خدمت مین حاضر ہوکر سارا ماجرا بیان کیا انہون نے فرمایا کہ تیرے باپ نے تجہے خطا کی غلامی سے آزاد کردیا حاصل یہہ ہے کہ راز کا فاش کرنا ایک خیانت ہے ۔ اگر اس مین کیہ کا ضرر ہوتا ہو تو حرام ہے اور جو ضرر نہوتا ہو پہر بہی کمینہ پن ہے ۔

اسلام مین جہوٹا وعدہ کرنا سخت گناہ ہے

فطری طور پر زبان وعدہ کرنے پر پیش قدمی کیا کرتی ہے مگر نفس پر پورا کرنا ناگوار ہوتا ہے اور پہر وعدہ جہوٹ ہو جاتا ہے اور یہ امر صریح نفاق کی علامت ہے حالانکہ قرآن مجید مین صاف فرمایا ہے ،، یا ایہا الذین امنوا اوفوا بالعقود (یعنے اے ایمان والو پورا کرو تم قرار) نبی اکرم

---

۱ ابو داود و ترمذی بروایت جابر رضی اللہ عنہ ۔ ۲ ابو نعیم در حلیہ بروایت ابن مسعود ۔
۳ ابو منصور دیلمی در مسند فردوس بروایت علی مرتضی ۔

ارشاد فرمایا ہے کہ عہد کو نباہنا جزو ایمان شمار ہوتا ہے اور فرمایا "آلواے مثل الدین" یعنی وعدہ مثل
قرض ہے — آنحضرت صلعم جب کسی سے وعدہ فرماتے تو اس کا ایفا یا ادا کرنا بھی فرض ہوا۔
خدا نے اپنے نبی اسمٰعیل علیہ السلام کی تعریف میں یہ فرمایا ہے "انہ کان صادق الوعد" وہ وعدے
کا سچا تھا۔ وعدہ کا سچا ہونا ایسی صفت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کی جب وفات ہونے لگی تو فرمایا کہ اس
لڑکی سے قریش کے شخص نے مجھ سے میری لڑکی کی درخواست کی تھی اور میں نے کچھ نیم وعدہ کر لیا تھا
سو میں نہیں چاہتا کہ خدا کے سامنے تہائی نفاق لیکر جاؤں گا تم گواہ رہو کہ میں نے اس شخص کو اپنی
لڑکی بیاہ دی۔ اسلئے یہ ضرور چاہیے کہ جب کسی سے وعدہ کرے تو انشاء اللہ کا لفظ ضرور کہہ دے کہ
تاکہ پورا وعدہ نہ ہونے پر کچھ نقصان نہ ہو حدیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم جب کسی سے وعدہ فرماتے
تھے تو انشاءاللہ کا لفظ ضرور کہہ دیا کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم نے
ارشاد فرمایا کہ جس شخص میں تین باتیں ہوں وہ پکا منافق ہے گو نماز و روزہ ادا کرے اور زبان
سے کہے اور سمجھے کہ میں مسلمان ہوں وہ تین باتیں یہ ہیں۔ بات کہے تو جھوٹی۔ وعدہ کرے تو پورا
نہ کرے کبھی کچھ امانت اس کے سپرد کی جاوے تو اس میں خیانت کرے غرض اس سے بڑھ کر
بدتر کون شخص دنیا میں ہوگا کہ جس میں یہ تینوں باتیں زبردست اصول کی جائیں جو شخص
جھوٹ بولتا ہے۔ وعدہ کا ایفا نہیں کرتا۔ اور امانت میں خیانت کرتا ہے وہ کبھی مسلمان نہیں
ہوسکتا ہے اسکی تمام عمر سجدہ کرنے اور وظیفہ پڑھنے میں کیوں نہ صرف ہوئی ہو۔ حضرت
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ہم سے ایکبار یہ ارشاد کرتے تھے کہ جس میں
چار چیزیں ہوں وہ منافق کامل ہے اور جس میں انمیں سے ایک چیز ہو اسمیں اسیقدر نفاق
ہی ہوگا جب تک کہ اس کو ترک نہ کرے۔ اول یہ کہ بات کہے تو جھوٹی کہے۔ دوسرے وعدہ
کے خلاف کرے۔ سوم عہد کرکے فریب و دغا کرے۔ چہارم خصومت کے وقت گالیاں دے
اور منافق کا حال ہے کہ وعدہ کرتے وقت نیت وفا کی نہ ہو عمداً وفا نہ کرے مگر جو شخص
وعدہ کے وقت پورا کرنیکا ارادہ رکھتا ہے اور کسی عذر کے باعث پورا نہیں کرسکتا وہ منافق
نہ ہوگا اگرچہ صورت نفاق ہی کی سی اسکی ہے اسلئے جیسا کہ نفاق اصلی سے بچنا ضروری ہے
اسیطرح اس صورت نفاق سے بھی احتراز واجب ہے اور بضرورت شدید کبھی اپنے نفس کو
معذور سمجھنا چاہیئے ایک دفعہ نبی اکرم نے ابوالہیثم بن التیہان سے ایک غلام دینے کا وعدہ
کیا تھا۔ جب غنیمت میں تین غلام آئے تو دو آپ نے دیدئے اور ایک رہ گیا حضرت فاطمہ رض

ف۱ ابوداؤد و ترمذی بروایت جابر رضی اللہ عنہ۔ ف۲ ابونعیم در حلیہ بروایت ابن مسعود۔ ف۳ ابو
منصور دیلمی در مسند فردوس بروایت علی مرتضی ف۴ بخاری و مسلم۔ ف۵ ترمذی نے بروایت ابوہریرہ ابوالہیثم
کا قصہ بیان کیا لیکن اس میں حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نام مبارک نہیں ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

... کا اندازہ کرنا ... [illegible] ... دروغ گو کہا جاتا

... [illegible] ... کہا کر ... [illegible]

... کی قسم ... [illegible] ... قسم ... [illegible]

... [illegible] ... ایک گناہ ... [illegible]

[illegible]

[illegible] جھوٹ [illegible]

[illegible] الکذب ینقص الرزق یعنی جھوٹ [illegible]

[illegible] لوگوں نے عرض کیا کہ یا حضرت اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible] کیا سبب ہے آپ نے فرمایا کہ یہ وجہ ہے کہ [illegible]

[illegible]

[illegible] خدا [illegible]

[illegible]

[illegible] دونوں میں [illegible]

[illegible]

[illegible] ان کو [illegible]

[illegible]

[illegible] للذی یحدث فیکذب لیضحک بہ القوم [illegible]

[illegible] کہ اس سے لوگ ہنسیں ہلاکی ہے [illegible]

[illegible] نبی اکرم سے دریافت کیا کہ مومن زنا کرتا ہے [illegible]

[illegible] کیا کہ مومن جھوٹ بولتا ہے آپ نے ارشاد کیا کہ [illegible]

الکذب الذین لا یؤمنون بآیات اللہ یعنی جھوٹ وہ لوگ ہیں [illegible]

[illegible] سعید خدری فرماتے ہیں کہ آپ کو [illegible] نبی اکرم [illegible]

[illegible] من النفاق [illegible] من الزنا ولسانی من الکذب یعنی الٰہی پاک کر [illegible]

[illegible] میری زبان جھوٹ سے اور ایک حدیث میں وارد ہے [illegible]

[illegible] ولا یزکیہم ولہم عذاب الیم شیخ زان و ملک کذاب و عائل [illegible]

[illegible] ان سے خدا اور نہ ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھیگا

[illegible] عذاب دردناک ہوگا اول بوڑھا زناکار دوسرا بادشاہ جھوٹا [illegible]

[illegible] رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں ایک دن یہ فرمایا کہ نبی اکرم اسی جگہ [illegible]

[illegible] احسنوا الی اصحابی ثم الذین یلونہم ثم یفشو الکذب

[illegible] ابن حبان در طبقات بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ [illegible] احمد و حاکم و بیہقی بروایت [illegible]

[illegible] ابو داؤد و ترمذی و نسائی بروایت بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ [illegible]

[illegible] حدیث طویل [illegible] حدیث احیاء میں ابو سعید سے ہے [illegible]

[illegible] مسلم بروایت ابو ہریرہ [illegible] ترمذی و نسائی بروایت ابن عمر عن عمر

لیمین ولہ یستخلف ویشہد ولم یستشہد،، یعنے پہلے ہو میرے اصحاب کے ساتھہ پہر ان کے ساتھہ ہوان سکے متصل ہین یعنے تابعین پہر جہوٹ پہیلے گا یہانتک کہ قسم کہا ویگا آدمی اور نہین قسم لیا جاویگا اور گواہی دیگا اور کوئی گواہی اس کی نہ چاہیے گا،، اور ایک حدیث مین ہے،، من حدث عنی بحدیث وھو یری انہ کذب فھو احد الکاذبین،، یعنے جو شخص کوئی حدیث بیان کرے اور جانتا ہو کہ جہوٹ ہے تو وہ بہی ایک جہوٹون مین سے ہے۔ اور فرمایا،، من حلف علی یمین یاثم لیقتطع بہا مال امرئ مسلم بغیر حق لقی اللہ عزوجل وھو علیہ غضبان،، یعنے جو شخص قسم کہاکر گناہ پر تاکہ اس سے ناحق کسی مسلمان کا مال لے لیوے تو وہ اللہ تعالے سے ایسے حال مین ملیگا کہ اللہ اس سے ناراض ہوگا،، روایت ہے کہ آپنے ایک شخص کی شہادت صرف ایکدفعہ کے جہوٹ مین رد فرمادی،، اور فرمایا،، کل خصلۃ یطبع او یطوی علیہا المؤمن الا الخیانۃ والکذب،، یعنے ہر خصلت ایمانداری طبیعت مین ہوسکتی ہے سوائے خیانت اور دروغ کے،، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ نبی اکرم کو جہوٹ سے زیادہ کوئی عادت بری نہ معلوم ہوتی تہی اور انکا دستور یہہ تہا کہ جب کسی شخص کا دروغ معلوم ہوجاتا تہا تو دل سے کدورت نہ جاتی تہی جب تک کہ یہہ نہ معلوم ہو کہ اس نے نئے سرے سے خدا کے سامنے جہوٹ سے توبہ کی سچ بولنے کی تعریف مین یہہ حدیث وارد ہوئی ہے۔

،، اربع اذا کن فیک فلا یضرک ما فاتک من الدنیا صدق حدیث وحفظ امانۃ وحسن خلق وعفۃ طعمۃ،، یعنے چار چیزین ہین کہ جب تجہہ مین ہون تو دنیا کی گو کوئی سی چیز تیرے پاس نہو تجہکو کچہہ ضرر نہین۔ راست گفتاری حفظ امانت اور خوش خلقی اور غذائے حلال،، اور حضرت معاذ فرماتے ہین کہ آپنے مجہکو ارشاد فرمایا،، اوصیک بتقوی اللہ وصدق الحدیث واداء الامانۃ والوفاء بالعہد وبذل الطعام وحفض الجناح،، یعنے وصیت کرتا ہون مین تجہکو خدا سے تقوی کی اور راست گفتاری کا اور ادائے امانت اور عہد کے پورا کرنے کی اور کہانا دینے اور تواضع کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ خدا کے نزدیک بڑی خطا زبان کا ذب ہے اور سب سے ندامت قیامت کے روز کی پشیمانی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب تک تم سے ملاقات نہین ہوتی تو تم مین سے زیادہ اچہا وہ معلوم ہوتا ہے جسکا نام اچہا ہو اور جب ملاقات ہوجاتی ہے تو وہ اچہا معلوم ہوتا ہے کہ جسکی عادت اچہی ہو اور معاملہ کرنے کے بعد وہ اچہا معلوم ہوتا ہے جو بات کا سچا امانت کا پکا ہو یہہ حدیثین اور آثار جو مین نے جہوٹ اور سچ

ا مسلم در مقدمہ بروایت سمرہ بن جندب ۔ ۲ بخاری و مسلم بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ۔ ۳ ابن ابی الدنیا بروایت سوے مین ابی شیبہ مرسلاً ۔ ۴ ابن ابی شیبہ در مصنف بروایت ابو امامہ ۔ ۵ احمد بروایت حضرت عائشہ صدیقہ و بروایت ابن حبان در طبقات ۔ ۶ حاکم و خرائطی در مکارم اخلاق بروایت عبد اللہ بن عمر ۔ ۷ ابو نعیم در حلیہ

بارہ مین نقل کیئے ان سے یہہ بخوبی کہل گیا کہ اسلام سچ بولنے اور قسم نہ کہانے کی کیسی تاکید کرتا ہے۔

اسلام غیبت کرنے کو سخت برا بتاتا ہے

قرآن مجید مین اس کی بابت یہہ آیت مذکور ہوئی ہے۔" ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ " یعنے اور نہ بد کہے کوئی تم مین سے ایک دوسرے کو کیا خوش لگتا ہے کسیکو تم مین سے یہہ کہ کہاوے گوشت اپنے بہائی کا اور وہ مردہ ہو سو گہن آوے تمکو اس سے " اس آیت سے یہہ صاف کہل گیا کہ اسلام غیبت کرنیکو ایسا برا بتاتا ہے کہ وہ بمنزلہ اپنے مردہ بہائی کے گوشت کہانے کے ہے۔ کوئی مدعی لے آئے اس سے زیادہ تہذیب سکہانے والا دین۔ اور نبی اکرم ارشاد کرتے ہین ؐ " کل المسلم علی المسلم حرام دمہ ومالہ وعرضہ " یعنے مسلمان سب مسلمان پر حرام ہے اسکا خون اسکا مال اور عزت سب حرام ہین [1] حضرت ابو ہریرہ اس حدیث کو روایت کرتے ہین " لا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا یغتب بعضا وکونوا عباد اللہ اخوانا " [2] یعنے آپسمین نہ حسد کرو نہ بغض کرو نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو اور ہوجاؤ اللہ کے بندے بہائی " اور حضرت جابر اور ابو سعید روایت کرتے ہین کہ نبی اکرم نے ارشاد کیا " ایاکم والغیبۃ فان الغیبۃ اشد من الزنا " یعنے بچو تم غیبت سے کہ غیبت سخت تر ہے زنا سے " اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ایکدن نبی اکرم نے خطبہ اس زور سے پڑہا کہ گہر کی خواتین نے بہی سنا اس مین آپنے یہہ ارشاد کیا " یا معشر من امن بلسانہ ولم یومن بقلبہ لا تغتابوا المسلمین ولا تتبعوا عوراتہم فانہ من تتبع عوراتہم تتبع اللہ عورتہ ومن تتبع اللہ عورتہ یفضحہ فی جوف بیتہ "

یعنے اے گروہ ان لوگون کے کہ زبان سے ایمان لائے ہو اور دلون سے ایمان نہین لائے مسلمانون کی غیبت مت کرو اور نہ ان کی غیبت کے درپے ہو جو کوئی اپنے بہائی کی غیبت کے درپے ہوتا ہے اللہ تعالے اسکی غیبت کے درپے ہوتا ہے اور جس شخص کی غیبت کے درپے خدا تعالے ہوتا ہے اسکو اسکے گہر کے اندر رسوا کرتا ہے۔ نبی اکرم نے صحابہ سے ارشاد کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کسی کہتے ہین صحابہ نے عرض کیا کہ خدا اور اسکا نبی بہتر جانتا ہے آپنے ارشاد کیا " ذکرک اخاک بما یکرہ " یعنے تیرا ذکر کرنا اپنے بہائی کو ایسی بات سے کہ اسکو بری معلوم ہو "

کیا اچہی نبی اکرم نے غیبت کی تعریف فرمائی۔ یہانتک نبی اکرم کا ارشاد ہے کہ اگر کسی مومن کی کوئی غیبت کسی کے سامنے اگر کرے اور وہ اسکو روک دینے پر قادر ہو تو اسکا فرض ہے کہ اسکو روک دے

[1] مسلم بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بخاری و مسلم بروایت ابی ہریرہ و انس مختصرا [2] ابن ابی الدنیا در صمت و ابن حبان در ضعفا ابن مردویہ در تفسیر و ابن ابی الدنیا نے بسند صحیح نقل کیا ہے [illegible] بی سند مین منقد جن مسلم مخالف فیہ ہے اور ابو داؤد نے بروایت ابو ہریرہ بسند جید نقل کی ہے۔

[illegible] مومن کی ذلت ہوتی ہو جس وقت اگر وہ ایسا نہ کریگا تو اسکے لئے برا ہوگا اسکی [illegible]
[illegible] کی ہے "من اذل عنده مؤمن فلم ینصره وهو یقدر علی نصره اذله الله
[illegible] یعنی جس شخص کے آگے کوئی ایماندار ذلیل کیا جاوے اور وہ
[illegible] کو خدا قیامت کے روز ذلیل کریگا" اور حضرت [illegible]
فرماتے ہیں [illegible] نبی اکرم نے یہ ارشاد فرمایا "من رد عن عرض اخیه بالغیب کان حقا علی الله ان یرد
عن عرضه یوم القیامة" یعنی جو شخص حامی ہوا اپنے بھائی کی عزت کا اسکی پیٹھ پیچھے تو [illegible]
حق خدا پر کہ اسکی آبرو کی حمایت فرماوے قیامت کے دن" اور فرمایا "من ذب عن عرض
اخیه بالغیبة کان حقا علی الله ان یعتقه من النار" یعنی جو شخص حامی ہوا اپنے بھائی کی عزت کا
اسکی پیٹھ پیچھے تو واجب ہے اللہ تعالیٰ پر کہ آزاد کرے آتش دوزخ سے [illegible] یہ خوب سمجھ لینا چاہیئے
[illegible] غیبت [illegible] ان نیکیوں کو جو [illegible] کا ایک بہت بڑا حصہ ہو کر حاصل کی [illegible]
[illegible] کر دیتی ہے اسلئے ہر شخص کو اس خطرناک بلا سے بچنا چاہیئے اسی لئے نبی اکرم نے
فرمایا [illegible] "الغیبة اسرع فی حسنات العبد" یعنی آگ خشکی میں اتنی [illegible]
[illegible] جتنی جلدی غیبت بندہ کے حسنات کو خشک کرتی ہے" پھر فرمایا "طوبی لمن شغله عیبه عن
عیوب الناس" [illegible] لوگوں کے عیب سے مانع ہوا" اور فرمایا "من [illegible]
[illegible] اپنے رب سے بند ہوتی ہے زبان اس کی
[illegible]

[illegible] ہے اسی طرح اگر کوئی اس [illegible]
[illegible] سے تو [illegible] ہو جانا چاہیئے " ولکن عذاب الله
[illegible] زبان سے کسی کو پیٹھ پیچھے برا کہنے [illegible]
[illegible] حکم دیا ہے کہ دل سے [illegible] کی غیبت نہ کرو یا دل میں کسی کو برا [illegible]
بدگمانی [illegible] فرمایا ہے "یا ایها الذین امنوا اجتنبوا کثیرا
من الظن ان بعض الظن اثم" [illegible] بہت سے گمان کرنے سے [illegible]
[illegible] کی نسبت بدگمانی کرنی دل کی غیبت [illegible]
[illegible] کہ اگر کسی کی نسبت کوئی غلط خبر بیان کرے تو جب تک تحقیق
نہ ہو جائے ہرگز بدگمانی نہ کرنی چاہیئے [illegible] نسبت ہے اس [illegible]

[illegible] احمد و طبرانی [illegible] روایت سہل بن حنیف اور [illegible] ابی الدنیا [illegible]
[illegible] طبرانی بروایت [illegible]
[illegible] سہل بن سعد

ارشاد فرمایا ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کسی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حاصل [illegible]

[illegible]

[illegible] نافرمانی [illegible]

[illegible]

[illegible]

توبہ علیہ یعنی [illegible]

[illegible] اسلام [illegible]

خدا سے توبہ کرنے پر آمادہ کر دیا [illegible]

اسکی توجہ قبول کی جاتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ [illegible]

[illegible]

[illegible] تنزیل الکتاب

من اللہ العزیز العلیم غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول

طبرانی بروایت [illegible] ابو ہریرہ [illegible]

ابو ہریرہ [illegible] ابوداؤد [illegible]

یعنی اللہ کی طرف سے کتاب نازل ہوئی ہے جو زبردست ہے خبردار گناہ بخشنے والا اور توبہ
قبول کرتا سخت مار دینا ۔ جون ہی ابو جندال نے حضرت عمرؓ کا تحریر کیا ہوا خط کا یہہ نامہ دیکھا
فوراً توبہ کی اور آیندہ سے پھر کبھی اپنی توجہ شرع شریف کے خلاف مبذول نہین کی جس شخص
نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ابو جندال کی بابت یہہ کہا تہا اس نے غیبت نہین کی تہی اور
نہ آپ نے اسے غیبت تصور کیا تہا بلکہ اسکا مقصود یہہ تہا کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو نصیحت کرنا
فرمائینگے تو اس حرکت کو برا جانکر اور اس باب مین جیسی آپ کی نصیحت کارگر ہوگی دوسرے
کی نہوگی اور ایسا ہی ہوا غرض کہ مقصود صحیح شرط ہے ورنہ غیبت کے حرام ہونے مین کچہہ
کلام نہین ہے — اس سے یہہ بات ثابت ہوگئی ایسی حالت مین کہ اگر یہہ سمجہا جائے کہ اگر ہم
کسی کے عیب کا ذکر کرینگے تو وہ فوراً چہوڑ دے گا تو ضرور اسکا ذکر کرے مگر نیت اصلاح کی
پہلے ہونی چاہئے چنانچہ اسکی اجازت حدیث نبوی مین موجود ہے " اترعون عن ذکر الفاجر
بما فیہ اذکروہ حتی یعرفہ الناس اذکروہ بما فیہ حتے یحذرہ الناس " یعنی کیا بدکار کی خصلت
کا ذکر کرنا تم برا جانتے ہو اسکی ہتک کرو تاکہ لوگ اسکو پہچان جاوین اور جو خصلت اس مین ہے
اسکو ذکر کرو تاکہ لوگ اس سے بچتے رہین — اگر یہہ بات مقصود نہین ہے اور صرف غیبت کرنی
غرض ہے تو اسلام اس عیب کو حرام کہتا ہے — اور اس کا کفارہ بہت بڑا یہہ ہے کہ خدا سے
توبہ استغفار کرے اور اپنے گناہ کی معافی مانگے جیسا کہ نبی اکرمؐ نے ارشاد کیا ہے "
کفارۃ من اغتبتہ ان تستغفر لہ " یعنی جسکی تو غیبت کرے اس کا تدارک یہہ ہے کہ اس کے
لیئے خدا سے مغفرت چاہے " اسلام نے غیبت کو بہت تشدد سے منع کیا ہے اور اس کے
لیئے یہہ حکم کرتا ہے " من کانت لاخیہ عندہ مظلمۃ فی عرض او مال فلیتحللہا منہ من
قبل ان یاتی یوم لیس ہناک دینار ولا درہم انما یوخذ من حسناتہ فان لم تکن لہ حسنات
اخذ من سیاٰت صاحبہ فزیدت علی سیاٰتہ " یعنی جسکے ذمہ اس کے بہائی ——
کا کوئی حق ہو آبرو مین خواہ مال مین تو چاہیئے کہ اس سے معاف کرالے پہلے اس سے کہ
وہ دن آوے جہان نہ دینار ہوگا نہ درہم بلکہ نیکیان دلائی جاوینگی اور اگر اسکے پاس
نیکیان نہونگی تو مظلوم کی برائیان لیکر اسکی برائیون مین اضافہ کر دی جاوینگی یہان
تو مجرم سے معافی مانگنے کی طرف ارشاد کیا گیا ہے اور وہان خود خداوند تعالیٰ قرآن
مجید مین یہہ ارشاد کرتا ہے " خذ العفو وامر بالمعروف واعرض عن الجاہلین " یعنی
معاف کرنے کی خو کرو اور کہہ نیک کام کو اور کنارہ کر جاہلون سے " —

ف ابن ابی الدنیا او صمت مین روایت حضرت حکیم عن ابیہ عن جدہ — ابن ابی الدنیا در صمت روایت
بن ابی اسامہ در مسند روایت انس — بخاری و مسلم روایت ابو ہریرہ —

اسلام چغلی کہانیکو منع کرتا ہے

اللہ تعالی فرماتا ہے ،، ھماز مشاء بنمیم ،، یعنے طعنے دینا چغلی لئے پہرتا - اور فرمایا ،، عتل بعد ذالک زنیم
یعنے اجڈ اس سب کے پیچہے بدنام ، عبد اللہ بن المبارک فرماتے ہین کہ زنیم ،، کے معنے ہین وہ ولد الزنا
جو بات نہ چہپاوے اور اس آیت سے اُنہون نے یہہ بہی استنباط کیا ہے کہ جو شخص بات نہ چہپاوے
اور چغلی کہاوے وہ ولد الزنا ہے - اور اللہ جلشانہ فرماتا ہے ،، ویل لکل ھمزۃ لمزۃ ،، اور اس آیت مین
ہمزہ سے بعضون نے چغلخور مراد لیا ہے ،، اور فرمایا ،، حمالۃ الحطب ،، سر پر لئے پہرے ایندہن ،،
کہتے ہین کہ ابولہب کی بیوی چغلخور تہی تو معنے یہہ ہوئے کہ حمالۃ الحدیث اور فرمایا ،، فخانتاھما فلم
یغنیا عنہما من اللہ شیئا ،، یعنے پہر ان سے چوری کی پہر وہ کام نہ آئی ان کو اللہ کے ہاتہہ سے کچہہ
آیت حضرت لوط اور حضرت نوح علیہ السلام کی بیبیون کی شان مین ہے حضرت لوط علیہ السلام
کی بیوی جب ان کے ہان کوئی مہمان آتا قوم مین جاکر خبر کر دیتی وہ لوگ خبر پاکر اس مہمان کو
ایذا دینے اور ستانے کے باعث ہوتے اور حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی لوگون سے کہتی
کہ آپ مجنون ہین - نبی اکرم فرماتے ہین - ،، لا یدخل الجنۃ نمام ،، جنت مین چغلخور داخل نہ ہوگا ،،
دوسری روایت مین نمام کی جگہہ ،، قتات ،، ہے اسکے معنے بہی نمام ہی کے ہین حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ نبی اکرم نے یہہ ارشاد کیا ،، احبکم الی اللہ احاسنکم اخلاقا الموطئون
اکنافا الذین یالفون ویولفون وان ابغضکم الی اللہ المشاؤن بالنمیمۃ المفرقون بین الاخوان
الملتمسون للبراء العثرات ،، یعنے تم مین سے اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب وہ ہون گے جو
مین اچہے ہون گے جن کے پہلو نرم ہین ایسے کہ خود اورون سے الفت کرتے ہین اور لوگ ان
الفت کرتے ہین اور تم مین سے خدا کے نزدیک برے وہ ہین جو چغلی کہاتے پہرتے ہین دوستون
مین جدائی ڈالتے ہین اور صاف آدمیون کے عیب ڈہونڈتے رہتے ہین ،، اور ابو درداء سے
یہہ حدیث مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ،، من اشار علی امسلم بکلمۃ لیشینہ بھا بغیر حق شانہ اللہ
بھا فی النار فی القیامۃ ،، یعنے جو شخص کسی مسلمان پر ایک لفظ سے اشارہ کرے تاکہ اسکو ناحق
عیب لگاوے اللہ تعالی اسی لفظ سے اسکو قیامت کے دن دوزخ مین عیب لگاویگا ،، اور
حدیث بہی ان ہی سے مروی ہے ،، من شھد علی مسلم بشہادۃ لیس لھا باھل فلیتبوء مقعدہ من النار
یعنے جو شخص گواہی دے کسی مسلمان پر ایسی بات کی کہ وہ اسکے نہین کی جو چاہئے کہ ناحق
اپنا ٹہکانا دوزخ مین ،، چغلی کہانے والیکو اسلام مین فاسق کہا ہے اسلئے یہہ بہی ارشاد ہے کہ
کی بات کا اعتبار نکرو ہمارے ہان فاسق کی بات کو یقین کرنا ناروا سمجہا گیا ہے ہرگز جائز نہین

ف دونو روایتین بخاری و مسلم مین بروایت حذیفہ آئی ہین - طبرانی در اوسط و در صغیر و ابن ابی الدنیا
صمت طبرانی در مکارم اخلاق اور اسکی سند مین عبد اللہ بن سعود مین ابن احمد و ابی الدنیا -

بخلاف اس کے چغل خور فاسق ہے اسلئے اسکی بات کا جیسا یقین کسی طرح نہیں کیا جا سکتا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آگیا ہے "یا ایہا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا ان تصیبوا قوما بجہالۃ" یعنے اے ایمان والو اگر تمہارے پاس ایک فاسق آوے تو تحقیق کر لو ایسا نہ ہو کہ کسی قوم پر نادانی سے۔ یہہ آیت ہم پہلے بھی نقل کر چکے ہیں۔ ہر شخص کا فرض ہے کہ اگر کوئی اس سے کسی کی چغلی کہائے تو فوراً اسکو منع کرے جیسا خدا نے فرمایا "وامر بالمعروف وانہ عن المنکر" یعنے اور سکہلا بہلی بات اور منع کر بری بات سے۔ کوئی چغلی کہائے کبہی اسپر بدگمانی نکرے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ نے ارشاد کیا ہے "اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم" یعنے بچتے رہو بہت تہمتیں کرنے سے مقرر بعض تہمت گناہ ہے" بلکہ یہہ سمجہنا چاہئے کہ جو شخص کسی کی چغلی کہاتا ہے یا کسی کی عیب جوئی کرتا ہے وہ قطعی ہماری بہی عیب جوئی کریگا اور دوسروں سے ہمارے عیب کہیگا۔ جیسا سعدی رحمہ نے کہا ہے شعر۔

ہر کہ عیب دگران پیش تو آورد و شمرد
بیگمان عیب تو پیش دگران خواہد برد

چغلخور کی چغلی کہانے سے صرف یہہ غرض ہوتی ہے کہ دو دوستوں میں ناچاقی پیدا ہو اور باہم نفاق پیدا ہو جائے ان کے لئے خدا یہہ ارشاد کرتا ہے "ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض" یعنے اور توڑتے ہیں جو چیز اللہ نے فرمائی جوڑنی اور فساد کرتے ہیں ملک میں۔ خدا تو اتحاد قایم کرنا چاہتا ہے اور چغلخور اوس اتحاد کو برہم کرنا چاہتا ہے تو گویا چغلخور خدا سے مقابلہ پر آمادہ ہوتا ہے۔ اب سمجہنا چاہئے کہ ایسے شخص کا کیا درجہ ہوگا کہ جو خدا سے مقابلہ پر آمادہ ہوتا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ "انما السبیل علی الذین یظلمون الناس ویبغون فی الارض بغیر الحق" یعنے راہ الزام کی ان پر جو ظلم کرتے ہیں لوگوں پر اور دہوم اٹہاتے ہیں ملک میں ناحق۔ چغلخور بہی ایسے ہی لوگوں میں سے ہیں اور حدیث شریف میں آیا ہے "ان من شرار الناس من اتقاہ الناس لشرہ" یعنے فرمایا "لا یدخل الجنۃ قاطع" یعنے نہیں داخل ہوگا جنت میں قاطع یعنی جو شخص کہ دو دلوں کو چغلی کہا کر کاٹتا ہے وہ کبہی جنت میں نہ جائیگا۔ چغلخوری کی نسبت یہانتک سختی برتی گئی ہے کہ [illegible] الفاظ حدیث نبوی میں اسکے لئے استعمال ہوئے ہیں۔ "انما شرار الناس [illegible]" یعنے چغلخور حلال زادہ نہیں ہوتا اور جو شخص چغلی کہائیگا اسکی نسبت شرع شریف کی [illegible] حدیث عذاب ہوگی۔

فٹ بخاری وسلم عن عائشہ رضی اللہ عنہا۔ فٹ حاکم بروایت ابو موسے اس کی سند میں سہل بن عطیہ منکر ہے [illegible] طبرانی نے یہہ مضمون اور الفاظ سے نقل کیا ہے۔

اسلام دورخی بات کہنے کو منع کرتا ہے

دورخی بات کہنی بھی سخت نازیبا ہے یعنے جو شخص دو دشمنوں سے ملتا ہے تو جس کے سامنے جاتا ہے اسیکے موافق گفتگو کرتا ہے - اور یہی صورت ... دو رخی ... نفاق ... [illegible] ... بچائے اسلئے کہ ایک دوسرے ... [illegible] ... دونوں ... [illegible] اور ایک دوسری کی بات ... [illegible] ... نفاق ... [illegible] ... نبی کریم فرماتے ہیں ،، من کان لہ وجہان فی الدنیا کان لہ یوم القیامۃ لسانان من نار ،، یعنے جو شخص دورخا ہوگا دنیا میں قیامت کے دن اسکے لیئے دو زبانیں آگ کی ہوں گی - حضرت ابو ہریرہ ... [illegible] ... مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ،، تجد من شر عباد اللہ یوم القیامۃ ذا الوجہین الذی یاتی ہؤلاء بحدیث وھؤلاء بحدیث ،، یعنے قیامت کے روز اللہ کے بندوں میں سے بہت برا دو رویہ آدمی کو پاؤ گے جو ان سے کچھ کہتا تھا اور ان سے کچھ - دین اسلام میں دو رویہ بات کہنے ... [illegible] ... جہنمی کہا اور جو جہنمی ہوگا وہ مسلمان نہیں ہوسکتا اسلئے دو رویہ بات کہنے والا ... اگر کافر نہیں ہوگا تو فاسقوں میں تو قطعی اس کا درجہ اول قائم ہونا چاہئے -

نبی اکرم نے ایسے لوگوں کے لیئے صاف ارشاد فرمایا ہے ،، ابغض الخلق الی اللہ یوم القیامۃ الکذابون والمتکبرون والذین یکنزون البغضاء لاخوانھم فی صدورھم فاذا لقوھم تخلقوا لھم واذا دعوا الی اللہ ورسولہ کانوا ابطاء واذا دعوا الی الشیطان وامرہ کانوا سراعا ،، یعنے خدا کی مخلوق میں سے سب سے برے اس کے نزدیک قیامت ... [illegible] ... اور جو لوگ کہ اپنے ... [illegible] ... بھائیوں کی طرف سے کینہ رکھتے ہیں اور جب ... [illegible] ... تو باخلاق ... [illegible] ... کرتے ہیں اور جب اللہ و رسول کی طرف بلائے جاویں تو سست اور دیر کرنے والے ہوں اور اگر شیطان اور اسکے کام کی طرف بلائے جاویں تو جلدی کرنے والے ہوں ،،

اسلام تعریف کرنیکو بھی منع فرماتا ہے

بعض موقعوں پر ہجو تو ہجو تعریف کو بھی اسلام منع کرتا ہے - کسی کی نسبت یقینی حکم نہیں لگایا جائیگا کہ وہ نیک ہی ہے یا وہ سخی ہی ہے - اسلام میں یہانتک بھی برا ہے اور شاعروں یا خوشامدیوں کی تعریف تو کوسوں دور ہے اسکا ذکر بھی بیجا ہے - جیسا نبی اکرم نے ارشاد کیا ہے ،، ویحک قطعت عنق صاحبک ... [illegible] ... ان کان احدکم لا بد مادحا اخاہ فلیقل احسب فلانا ... [illegible] ...

... [illegible] ... سے اسلاف نے اس حدیث کو نقل کیا ہے - ... بخاری و مسلم ... روایت ... [illegible] ...

... [illegible] ... ابن ابی الدنیا کذا -

انابی علی اللہ احد احسبہ اللہ ان کان یری نہ کذالک وہ یعنے بلا کی ہو تجھکو تونے اپنے ساتھی
گردن کاٹ ڈالی اگر وہ سنیگا تو فلاح نہ پاویگا پھر فرمایا کہ اگر کوئی تم مین سے ضرور کسی کی تعریف
چاہے تو چاہیے کہ یون کہے کہ فلان شخص کو مین ایسا گمان کرتا ہون تو خدا کے نزدیک کسی پر
یعنے حکم پاکی کا نہین کرتا اسکا جاننے والا خدا ہے اگر یہہ جانے کہ وہ ایسا ہے یعنے اچھا ہی
قت کہے کہ وہ لایق تعریف ہے۔" اس سے زیادہ تاکید اور کیا ہوگی جس تہذیب پر کہ یورپ
بہت نازان ہے وہ اسلام ہی سے لی گئی ہے کسی کی نسبت کوئی یقینی امر نہ کہنا یہہ اسلام ہی
سکھایا ہے پھر نبی نے ارشاد کیا ہے" اذا مدحت اخاک فی وجہ فکانما مرت علی حلقہ موسی
نہا دو یعنے جب تونے اپنے بھائی کی تعریف اس کے منہ پر کی تو اس کی گردن پر استرا پھیر دیا
س سے زیادہ تاکید کیا ہوگی کہ اپنے بھائی کی تعریف اس کے آگے کرنی اسکا گلا استرے سے کاٹ
ا ہے۔ ایک شخص اپنے ممدوح کی تعریف کر رہا تھا نبی اکرم صلعم نے یہہ سنکر فرمایا" عقرب الرجل
اللہ" یعنے کوچ کاٹ دیا تونے اس شخص کا خدا تیرا کوچ کاٹے" زیاد بن ابی مسلم کا قول ہے
ن کبھی اپنی تعریف سنی گوارا نکریگا ہان جو شخص مومن نہوگا وہ اپنی تعریف سے خوش ہوگا اور
ر آئیگا۔" اصل یہہ ہے کہ تعریف عوام کے حق مین تو زہر قاتل ہی کا حکم رکھتی ہے مثلاً رئیس
ن خواص اس کی زد سے بچے رہتے ہین۔ حدیث مین آیا ہے" لو مشی رجل الی رجل بسکین
کان خیراً لہ من ان یثنی علیہ فی وجہہ" یعنے اگر کوئی شخص دوسرے کی طرف تیز چھری لیکر
تو اس سے بہتر ہے کہ اس کے منہ پر اسکی تعریف کرے"
رضی اللہ عنہ فرماتے مین، کہ مدح کرنا بمنزلہ ذبح کے ہے اور یہہ اسلئے فرمایا کہ ذبح کے بعد
ہو سکتا ایسی ہی تعریف سے بھی سستی چھا جاتی ہے اور عمل سے باز رکھتی ہے"

اسلام غصہ کو منع فرماتا ہے

ایک بہت بری چیز ہے جس کے غالب ہونے سے آدمی آدمی نہین رہتا صدہا واردات
ی کے بدولت دنیا مین واقع ہو جاتی ہین اور غصہ اترنے کے بعد ان وارداتون کا کرنے
پشیمان ہوتا ہے۔ غصہ اس مین کا ایک شعلہ ہے جسکی صفت یہہ آیت ہے" نار اللہ
التی تطلع علی الافئدۃ" یعنے آگ ہے اسکی سلگائی جو وہ جھلس دیتی ہے دل جسطرح
ین چھپی رہتی ہے اسیطرح غصہ کی آگ دل کی تہون مین مضمر رہتی ہے جسطرح سے
سے ہی آگ ظاہر ہو جاتی ہے اسیطرح یہہ آگ بھی کبر کی ادنے چوٹ سے دل مین لگنے ہی

یہہ رائے ہے کہ یہہ قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے ۔ ابن مبارک در زہد بروایت جی ابن جابر مرسلاً

اہر ہو جاتی ہے - یہہ خوب سمجھلیا جائے کہ غصہ متکبر ہی کو بہت آتا ہے اس غصہ سے مراد نہین
ہ کہ جو مرض دماغ کے سبب دل پر محیط ہو جاتا ہے اور ہر وقت ناک ہی پر رکھا رہتا ہے بلکہ عموماً متکبرون
ر مغرورون کے غصہ سے مراد ہے کہ جو انہین حق کی طرف سے پھیر دیتا ہے غصہ خواہ کسیطرح ظہور
ے نہایت ناپاک اور مکروہ ہے جس کی برائی مین خداوند تعالے قرآن مجید مین ارشاد کرتا ہے ،، ـــ
جعل الذین کفروا فی قلوبهم الحمیة حمیة الجاهلیة فانزل الله سکینته علی رسوله وعلی المومنین ود
ے جب رکھی منکرون نے اپنے دلون مین حمیت حمیت نادانی کی اتارا اللہ نے اپنی طرف کا چین اپنے
ول پر اور مسلمانون پر ود اس آیت مین کفار کی مذمت اسلئے ہے کہ انہون نے امر باطل پر غیرت کے مارے
فاق کرلیا تہا اور غیرت بہی غصہ ہی سے ہوا کرتی ہے اور مومنین کی تعریف سکینت اور وقار
رنے پر فرمائی - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ
لہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ مجکو کوئی تہوڑا سا عمل بتا دیجے آپنے فرمایا ،، لا تغضب
ے غصہ نہو اگر پہر دوبارہ اس نے پوچہا پہر بہی تبایا - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
ین نے نبی اکرم سے التماس کیا کہ میرے لئے کوئی تہوڑی سی بات ارشاد فرما دیجے آپنے ارشاد کیا
غصہ نہو اگر وہ یہہ بہی ان ہی سے روایت ہے کہ مجکو خدا کے غضب سے کیا چیز بچا دیگی آپنے فرمایا
خود غصہ نہ کیا کر - حضرت ابن مسعود فرماتے ہین کہ ایکدن نبی اکرم نے حاضرین سے دریافت کیا کہ
لوگ زبردست پہلوان کسی سمجتے ہو لوگون نے عرض کیا کہ جو سب سے قوی ہو آپنے فرمایا کہ نہین
ہ شخص بہت بڑا پہلوان ہے کہ جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو قابو مین رکہے - اور حضرت ابوہریرہ
ضی اللہ عنہ سے بہی اسی مضمون کی حدیث مروی ہے - ،، لیس الشدید بالصرعة وانما الشدید
ذی یملک نفسه عند الغضب ،، یعنے سخت نہین ہے پچہاڑنے والا بلکہ سخت وہ ہے جو غصہ کے
قت اپنے نفس کو قابو مین رکہے - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ نبی اکرم نے یہہ ارشاد کیا
ف غضبه ستر الله عورته ،، یعنے جو شخص اپنے غصہ کو روکے خدا تعالے اس کے عیب چہپاتا ہے
حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر مین ،، وسیدا وحصورا ونبیا من الصالحین ،،
نے اور سردار ہوگا اور عورت کے پاس نجاویگا اور نبی ہوگا نیکون مین وہ فرماتے ہین کہ سید سے
ہ شخص مراد ہے کہ جسپر غصہ غالب نہو - یہہ سید کی بہت بڑی شان بیان ہوئی ہے کہ جو غصہ کو
پنے اوپر غالب ہونے دے مگر جو لوگ کہ غصہ کرتے ہین وہ کبہی سید نہین ہو سکتے - اسلام
ی تعلیم کرتا ہے کہ جہانتک ہو سکے غصہ کو روکے اور کبہی غضب مین نہ بہرے - جیسا صحابہ

ـ اس حدیث نبوی کو بخاری نے نقل کیا ہے - ف اس حدیث کے راوی ابن عبد البر و احمد ہین ـ یہہ حدیث
ی مسلم نے نقل کی ہے ـ یہہ حدیث نبوی صمد بن ابن ابی الدنیا نے نقل کی ہے - ف یہہ حدیث بخاری و مسلم
روایت سلمان بن مرد نقل کی ہے ـ

گیا ہے حضرت مالک بن اوس فرماتے ہیں کہ ایکبار حضرت عمرؓ کسی شخص پر غصہ ہوئے اور اسکے پیٹنے کا حکم فرمایا اسوقت میں نے یہہ آیت پڑھی "خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاھلین" یعنے خو کر معاف .... اور کر نیک کام کو اور کنارہ کر جاہلوں سے یہہ آیت سنتے ہی حضرت عمرؓ کانپ اٹھے اور اس شخص کو معاف کر دیا - یہ صحابہ کی شان تھی کہ جو خدا اور نبی کے احکام پر ایسا سر خم کرتے تھے - جب کبھی حضرت عائشہؓ کسی پر خفا ہوتیں تو نبی اکرم یہہ ارشاد کرتے تھے کہ اے عائشہ تو یہہ پڑھ "اللھم رب النبی محمد اغفرلی ذنبی واذھب غیظ قلبی واجرنی من مضلات الفتن" یعنے اے اللہ محمد نبی کے پالنے والے میری خطا بخشدے اور میرے دل کا غصہ دور کر اور مجھکو گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ دے - اور نبی اکرم نے غصہ کے فرو کرنے کی یہہ ترکیب ارشاد فرمائی ہے "ان الغضب جمرۃ توقد فی القلب لم تروا الی انتفاخ اوداجہ وحمرۃ عینیہ فاذا وجد احدکم من ذالک شیئا فان کان قائما فلیجلس ان کان جالسا فلینم" یعنے غصہ ایک چنگاری ہے جو دل میں بھڑکتی ہے کیا نہیں دیکھتے ہو کہ غصہ والے کی گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں پس اگر تم میں سے کسیکو یہہ حال عارض ہو تو اگر کھڑا ہو تو چاہیئے بیٹھ جاوے اور اگر بیٹھا ہو تو لیٹ جاوے اور اس سے زیادہ حکمت غصہ دور کرنے کی اور نہیں ہو سکتی -

اور اگر اس سے بھی غصہ نجاوے تو ٹھنڈے پانی سے وضو کرے یا نہا ڈالے کیونکہ غصہ کی آگ اس سے بجھ جاتی ہے چنانچہ نبی اکرم نے ارشاد کیا ہے "اذا غضب احدکم فلیتوضا بالماء فانما الغضب من النار" یعنے جب کوئی تم میں سے غصہ ہو تو چاہئے کہ پانی سے وضو کرے کہ غصہ کی آگ سے ہے غصہ کی بجھانے کی ترکیب اور بھی یہہ فرمائی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے "اذا غضبت فاسکت" یعنے جسوقت تجھے غصہ آوے سکوت اختیار کر اور حدیث میں آیا ہے کہ غصہ کے وقت سجدہ کرے جیسا کہ حضرت ابو سعید خدری سے یہہ حدیث مروی ہے "ان الغضب جمرۃ فی قلب ابن آدم الا ترون الی حمرۃ عینیہ وانتفاخ اوداجہ فمن وجد من ذالک شیئا فلیلصق خدہ بالارض" یعنے آگاہ ہو کہ غصہ آدمی کے دل میں ایک چنگاری ہے کیا نہیں دیکھتے اس کی آنکھوں کی سرخی اور گردن کی رگون کے پھولنے کو جو شخص اس میں سے معلوم کرے تو چاہیئے کہ اپنا رخسارہ زمین سے ملا دے اور اس حدیث نبوی میں سجدہ کی طرف اشارہ ہے یعنے بدن کا جو سب سے اعلی اور اشرف عضو ہے اسکو سب سے ذلیل چیز یعنے خاک پر رکھنا چاہیئے تاکہ نفس اپنی ذلت و خاکساری کو سمجھکر عزت و تکبر سے جو باعث غضب ہیں باز آوے ہمارے نبی اکرم کی کیا ہی درست اور قوی یہ اشارہ تعلیم ہے کہ جسکی نظیر اسوقت مہذب د[illegible]

[illegible] ابو سعید [illegible] ابو داؤد [illegible]
[illegible] ابن ابی الدنیا و طبرانی [illegible] نقل کی ہے

جن کا پہلو یہی نہیں پایا جاتا ۔ ہمارا یہ کہنا اس کی وجہ یہی نہیں ہے کہ ہم مذہب عالم کی کتابیں [illegible] اخلاق و تہذیب پر نہیں دیکھتے ہیں ۔ نبی اکرم نے ارشاد کیا ہے " من کف غضبہ کف الله عنہ عذابہ ومن اعتذر الی ربہ قبل الله عذرہ ومن خزن لسانہ ستر الله عورتہ" یعنی جس نے اپنے غصہ کو روکا اللہ اپنا عذاب اس سے روک لے گا جو شخص خدا کے سامنے اپنا عذر کرتا ہے خدا اس کے عذر کو قبول کرتا ہے اور جو شخص اپنی زبان کو روکتا ہے اللہ اس کے عیب کو چھپاتا ہے ۔ اس سے بہتر تعلیم اخلاق و تمدن قائم رکھنے کی آج تک کسی مذہب نے دی ہے ۔ وہ تعلیم جو صرف دل خوش کرنے اور واہ واہ سننے کے لئے نہیں ہے بلکہ اس کی ایک ایک بات قانون قدرت سے ملتی ہے ۔ یہاں تک عمل کرنے کا ارشاد کرتا ہے جہاں تک کہ انسان کی قدرت میں ہو [illegible] نبی اکرم کا یہ ہے " اشدکم من غلب نفسہ عند الغضب واحلمکم من عفا عند القدرۃ" [illegible] تم میں سخت وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنا نفس پر غالب آوے اور تم میں زیادہ بردبار وہ ہے جو قدرت کے وقت معاف کرے ۔ اور فرمایا " من کظم غیظا وہو قادر علی ان ینفذہ ملأ الله قلبہ یوم القیامۃ رضا" یعنی جو شخص اپنے غصہ کو ایسی حالت میں دبائے کہ وہ اس سے کام لے سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو رضا سے بھر دیگا ۔

اور حضرت ابن عمر سے [illegible] کہ آپ نے فرمایا " ما تجرع عبد جرعۃ اعظم اجرا من جرعۃ غیظ کظمہا ابتغاء وجہ الله تعالیٰ" [illegible] کوئی گھونٹ [illegible] نہیں پیا جس میں [illegible] ہو جو رضائے الٰہی کے لئے پیا جاوے [illegible] غصہ کے گھونٹ [illegible] ثواب ہے اور یہی ایک بہت بڑی بات ہے [illegible] انسان کی زندگی [illegible] اعلیٰ مرتبہ [illegible] پہنچتی ہے ۔ اور یہی [illegible] فضیلت [illegible] ہیں ۔ اور فرمایا حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں " ان لجہنم بابا لا یدخلہ الا من شفی غیظہ بمعصیۃ الله تعالیٰ" یعنی دوزخ میں ایک دروازہ ہے کہ اس دروازہ سے وہی شخص داخل ہوگا کہ جس نے اپنے غصہ کو خدا کی نافرمانی میں کام فرمایا ہو ۔

اسلام حلم کی بہت بڑی فضیلت بیان کرتا ہے

حدیث نبوی میں آیا ہے " انما العلم بالتعلم والحلم بالتحلم ومن یتحر الخیر یعطہ ومن یتق الشر یوقہ"

---

(۱) طبرانی نے اوسط میں اور [illegible] میں بروایت حضرت انس ۔ (۲) ابن ابی الدنیا بروایت علی مرتضیٰ
(۳) اس حدیث نبوی کو ابن ماجہ نے نقل کیا ہے (۴) اس حدیث نبوی کی سند ہم بتا چکے ہیں ۔ (۵) طبرانی و دارقطنی
(۶) علل بروایت ابو درداء ۔

[illegible]

[illegible] کہ وہ خیر الانبیاء [illegible]

[illegible]

[illegible] آیت کی تفسیر میں [illegible]

[illegible]

ایذا دیجاوے تو چاہئے کہ معاف کردین - ذکر ہے کہ ایکبار حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا گذر ایک نغواموں کی طرف ہوا آپنے چشم پوشی کی اور وہان سے نکلے چلے گئے اسپر نبی اکرم نے ارشاد کیا "کہ صبح ہو تو ابن مسعود تہا اور شام کو کریم ہو گیا - پہر نبی اکرم صلعم نے ارشاد کیا "لیلینی منکم ذووالاحلام والنہی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ولا تختلفوا فتختلف قلوبکم وایاکم وھیشات الاسواق" (یعنے چاہئے کہ تم مین سے میرے پاس بلوغ وعقل والے رہین پہر جو ان کے قریب ہین پہر ان کے قریب اور اختلاف مت کرو ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جاوینگے اور اپنے آپ کو بازارون کے جہگڑون سے بچاؤ "

پہر نبی نے ارشاد کیا ہے "ان اللہ یحب الحلیم الحیی الغنی المتعفف التقی ویبغض الفاحش البذی السائل الملحف" (یعنے اللہ بردبار حیادار تونگر پارسا ومتقی کو دوست رکہتا ہے اور بیہودہ گو زبان دراز لپچے سائل کو دشمن جانتا ہے) نبی اکرم نے ارشاد فرمایا کہ تین باتین ایسی ہین کہ اگر کسی مین ان تینون مین سے ایک بہی نہو تو اسکے عمل کا کچہ اعتبار نکرو "تقوی الحجزہ عن معاصی اللہ عزوجل وحلم یکف بہ السفیہ وخلق یعیش بہ فی الناس" (یعنے تقوی کہ اسکو خدا تعالے کی نافرمانی سے روکے اور حلم جس سے کہ بیوقوف کو روکے اور خلق جس سے کہ لوگون مین بسر کرے - "

اور حضرت انس بن مالک اس آیت کی تفسیر مین "فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم وما یلقہا الا الذین صبروا وما یلقہا الا ذوحظ عظیم" (یعنے پہر جو دیکہے تو جسمین تجہمین دشمنی تہی جیسے دوستدار ہمنا تے والے اور یہ بات ملتی ہے ان کو جو سہار رکہتے مین اور یہ بات ملتی ہے اسکو جسکی بڑی قسمت ہے) فرماتے ہین اس سے وہ شخص مراد ہے کہ جب اسکو کوئی بہائی گالی دے تو وہ یون کہے کہ اگر تو جہوٹا ہے تو خدا تجکو بخشے اور اگر سچا ہے تو مجکو بخشے

اسلام مین انتقام لینے کا کیا طریقہ ہے

اسلام مین یہہ ناجائز محض ہے کہ ظلم کے بدلے ظلم کیا جاوے یا بدی کا مقابلہ بدی سے کیا جاوے -

بدی را بدی سہل باشد جزا - اگر مردی احسن الی من اسا

(یعنے نیکی کر اسکے ساتہہ جو برائی کرے) اسلام قانون قدرت کے مطابق قصاص لینے کو

ف۱ ابن سنی - ف۲ ابن ابی الدنیا بروایت سفیان بن عیینہ معضلا - ف۳ حکیم ترمذی در نوادر بروایت جابر بن عبداللہ عن ابیہ عن جدہ ف۴ ابن مبارک در برو صلہ - ف۵ مسلم بروایت ابو مسعود ابوداود و ترمذی - ف۶ طبرانی بروایت فاطمہ اور اس مین لفظ الغنی نہین ہے - ف۷ طبرانی بروایت ام سلمہ ف۸ بیہقی در شعب بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ -

جایز رکہتا ہے نہ کہ انتقام لینے اور ادلا بدلا کرنیکو چنانچہ نبی اکرم ارشاد کرتے ہین ملہ ان امرء غیرک بما فیک فلا تعیرہ بما فیہ (یعنے اگر کوئی تجکو تیرے عیب سے شرمندہ کرے تو تو اس کو اسکے عیب سے ننگ نہ لگا) اس سے یہہ ہدایت ہوتی ہے کہ کسی شخص نے اپنی حماقت سے کوئی عیب کیا ہماری یہہ ہرگز شان نہونی چاہئے کہ ہم بہی اسکو خفیف کرنے یا ذلیل کرنے کے لئے وہ ہی عیب کرین - اسکی تائید مین یہہ حدیث نبوی آگئی ہے —

،، المستان شیطانا یتہاتران (یعنے دو آپسمین گالی گلوچ کرنیوالے شیطان ہین کہ باہم جہوٹ بکتے ہین) اس سے زیادہ تہذیب سکہانیوالا دین اور کیا ہوگا - نیک باتون پر عمل کرنیکے احکام اور مذہبی کتابون مین بہی ہین لیکن یہہ بات اسلام کی فضیلت پر دال ہے کہ جو احکام اسمین دے گئے ہین وہ سب قانون قدرت پر مبنی ہین بناوٹی اور بظاہر چمکیلے نہین ہین جیساکہ انجیل وغیرہ مین حواریون نے ادہر ادہر سے گہڑ گہڑ کر داخل کردے ہین جو محض بے سروپا اور بے نتیجہ ہین —

اسلام مین نرمی کرنا افضل سمجہا گیا ہے

نرمی کرنے کے یہہ معنی ہین کہ قدرت ہونے پر بہی مخالف سے کچہہ نہ کہا جائے - اور جب قدرت ہی نہین ہے اور پہر نرمی کی تو یہ بات کچہہ قابل مدح نہین بن سکتی - اگر غصہ کے وقت مجبوری انتقام نہین لے سکتا اور غصہ کو پیتا ہے تو یہہ غصہ اندر ہی اندر ہمیشہ پہر گر کر حقد بنجاتا ہے - حقد کے معنے کسی کو ثقیل اور گران جاننے کے ہین اور کسی سے بغض و نفرت کرنی سخت منع کی گئی ہے چنانچہ ہمارے نبی اکرم فرماتے ہین ،، المومن لیس بحقود ،، اور حقد غضب کا نتیجہ ہے اور اس سے آٹہہ باتین پیدا ہوتی ہین اول حسد یعنے کینہ کے باعث سے یہہ تمنا ہو کہ دوسرے کے پاس سے نعمت جاتی رہے اگر کسیکو کچہہ نعمت ملے تو خود غم ہی مین اپنا فیصلہ کردے اور اگر اسپر مصیبت آوے تو خوش ہو حسد منافقین کا فعل ہے مومن کبہی حسد نہین کرتا - دوسرے حسد کا باطن مین اعیز ہوجانا - تیسرے دوسرے شخص سے جا ملید ،، دواس حالت مین قطع تعلق کرنا کہ جب وہ ملنا چاہتا ہو - چوتہے اسکو حقیر و ذلیل سمجہنا - پانچوین ناجائز کلمات اسکی نسبت زبان پر لانے چہٹے باتون ہی باتون مین اس سے ٹہٹول اور تمسخر کرنا ساتوین اسکو مار وغیرہ سے جسمانی ایذا پہونچانی - آٹہوین اگر اسکا حق اپنے ذمہ ہو اسکے ادا سے باز رہنا - مثلاً قرض کا نہ دینا یا صلہ رحم کا بجا نہ لانا یا کوئی چیز کسیکی دبائی ہوئی اینٹھ لینا - ان آٹہون چیزون کو اسلام

ملہ احمد و ابو داؤد جابر بن سلیم

سخت حرام بتاتا ہے اور ان کے نہ کرنے پر بہت دھوم دھام سے تاکید کرتا ہے اسلام میں کسی اپنے بھائی کی مخالفت ذاتی کے باعث بدذکری کینہ سمجھا گیا ہے اور کینہ پرور شخص کو خدا اپنا دشمن جانتا ہے۔ اس امر کو نظر غور سے دیکھنا چاہئے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ مسطح کو کبھی کچھ نہ دونگا حالانکہ یہہ حضرت ابوبکر کا رشتہ دار تھا صرف اس نے حضرت عائشہ پر تہمت لگانے میں شرکت کی تھی اور اسی لئے حضرت ابوبکر نے یہی قسم کھائی تھی کہ میں اس سے کبھی ہمدردی نہیں کرونگا۔ مگر جب یہہ آیت نازل ہوئی کہ ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یوتوا اولی القربی والمساکین والمہاجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم (یعنے اور قسم نہ کھاویں بڑائی والے تم میں اور کشائش والے اس سے کہ نہ دیویں کہ وہ رشتہ داروں کو اور محتاجوں اور وطن چھوڑنے والوں کو اللہ کی راہ میں تنگ دینا چاہئے کہ معاف کریں اور درگذر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کرے)

تو آپ نے فرمایا کہ ہاں ہم اللہ کی مغفرت کو دوست رکھتے ہیں اور پھر جو کچھہ دیا کرتے تھے وہ بدستور دینے لگے اس سے زیادہ نرمی کی تعلیم اور کیا ہو سکتی ہے کہ دشمنوں سے بھی ہمدردی برتنے کی ایسی سخت تاکید کی گئی ہے اور ارشاد کیا گیا ہے کہ محتاجوں ناتوانوں رشتہ داروں وطن چھوڑنے والوں کو خواہ وہ دشمن ہی ہوں ان کا قصور معاف کرکے ان سے نرمی کرے اور ان کے ساتھہ ایسا ہی سلوک کرے جیسا دوستوں کے ساتھہ کرتے ہیں۔

اسلام عفو اور احسان کی فضیلت بیان کرتا ہے

عفو کے معنے یہہ ہیں کہ اپنا حق جو دوسرے کے ذمہ ہو اس کو چھوڑ دیوے مثلاً قصاص یا قرض وغیرہ جو کسی کے ذمہ ہو اسکو اس سے بری کردے اسکی تعریف و ثنا بہت آئی ہے قرآن مجید میں اللہ تعالی فرماتا ہے۔

"خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین" (معاف کیا کر اور نیک کام کیا کر اور جاہلوں سے کنارہ کر) اور فرمایا "ان تعفوا اقرب للتقوی" (یعنے اور تم اگر درگذر کرو تو قریب ہے پرہیزگاری سے) نبی اکرم ارشاد کرتے ہیں "التواضع لا یزید العبد الا رفعۃ فتواضعوا یرفعکم اللہ والعفو لا یزید العبد الا عزا فاعفوا یعزکم اللہ والصدقۃ لا یزید المال الا کثرۃ فتصدقوا یرحمکم اللہ" (یعنے تواضع بندہ کو بزرگی بخشتی ہے پس تواضع کرو خدا تمکو بزرگ کریگا اور

---

۱ اصبہانی در ترغیب و ترہیب و ابو منصور در فردوس بروایت انس۔

معاف ہی کرتا ہے جو بندہ کی عزت بڑھاتا ہے پس معاف کرو خدا تمہیں عزت دیگا۔ یہ صدقہ
ہی ہے جو مال میں برکت زیادہ ہوتا ہے اور بالیں کثرت سے ہی صدقہ کرو اور اللہ تم پر رحم کریگا۔ اس حدیث میں جو تین باتیں ہیں یہ تینوں چیزیں
عین ایمان و اسلام ہیں اور یہی لئے نبی اکرم نے ان پر بیٹھے بیٹھے پر اثر الفاظ میں تاکید فرمائی ہے۔ حضرت عقبہؓ فرماتے
ہیں کہ ایکدن میں نبی اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا کہ اے عقبہ دنیا و
آخرت کے لوگوں کے اخلاق میں سے جو افضل ہیں وہ میں تمکو بتاتا ہوں۔ ”تصل من قطعک
و تعطی من حرمک و تعفو عمن ظلمک“ یعنی مل تو اس سے جو تجھ سے نہ ملے اور تو اسکو دے جو تجھکو نہ دے
اور اسکو معاف کر جو تجھ پر ظلم کرے۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی اکرم نے ارشاد کیا۔ ”
اذا بعث اللہ الخلائق یوم القیامۃ نادی مناد من تحت العرش ثلاثۃ اصوات یا معشر الموحدین
ان اللہ قد عفا عنکم فلیعف بعضکم عن بعض“ یعنی جب قیامت کے دن خدائے تعالی خلق
کو اٹھا دیگا تو ایک پکارنیوالا عرش کے نیچے سے تین آوازیں دیگا کہ اے گروہ موحدین اللہ تم کو
معاف کریگا تم بھی ایک دوسرے کو معاف کرو۔

اسلام حسد کو سخت برا بتاتا ہے

نبی اکرم فرماتے ہیں ”الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب“ یعنی حسد نیکیوں کو ایسا برباد
کرتا ہے کہ جیسے آگ لکڑیوں کو کہا جاتی ہے۔ پھر نبی اکرم نے ارشاد کیا ”لا تحاسدوا و لا تقاطعوا
و لا تدابروا و کونوا عباد اللہ اخوانا“ یعنی آپس میں ایک دوسرے سے حسد نہ کرو نہ ایک دوسرے
سے ملنا چھوڑو نہ بغض کرو نہ رشتہ توڑو اور ہو جاؤ اللہ کے بندے بھائی۔ دوسری جگہ
صاف صاف ارشاد فرما دیا ہے کہ اگر تم آپس میں دوستی نہ رکھو گے تو کبھی مسلمان نہیں رہ سکتے
حسد گویا اسلام کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینکدیتا ہے۔ اور حسد کا حدیثیں اس باب میں آئی ہیں جو
دل کے ہم یہاں نہیں درج کر سکتے ہاں بطور اختصار کے پھر بھی دو چار حدیثیں ضرور بتاتے
ہیں گے۔ نبی اکرم ارشاد کرتے ہیں ”کاد الفقر ان یکون کفرا و کاد الحسد ان یغلب القدر“
قریب ہے کہ فقر ہی کفر ہو جاوے اور حسد تقدیر پر غالب ہو جاوے۔ پھر فرمایا ”کہ عنقریب
میری امت میں اور امتوں کا مرض پھیلے گا لوگوں نے عرض کیا کہ اور امتوں کا مرض کیا ہے
فرمایا ”الاشر والبطر والتکاثر والتنافس فی الدنیا والتباعد والتحاسد حتی یکون البغی ثم
الہرج“ یعنی تکبر۔ اترانا اور نہایت جلانی اور دنیا میں حرص حرصی ہونا اور ایک

خرائطی در مکارم اخلاق بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔ ابن جوزی در وفا۔
ابو داؤد بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ و ابن ماجہ بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ۔ یہ بیہقی کی
بیہقی در شعب بروایت یزید الرقاشی عن انس۔ طبرانی در اوسط بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔

دوسرے سے دوری چاہے اور آپسمین حسد کرنا یہانتک کہ سرکشی ہو جاوے پہر فتنہ ہوگا [illegible]
نبی کا یہہ ارشاد فرمانا انتہا درجہ کا غافلون کو تازیانہ ہے یہہ صحیح ہے کہ اگر ہم مین حسد نے ترقی [illegible]
کی ہے تو یہہ محض ناممکن ہے کہ ہم ذرا بہی ترقی کرین نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے [illegible]
الفاظ مین سمجہا دیا مسلمانون اگر باہم غرور عجب تکبر کروگے ہرگز اسلام قایم نہین رکہہ سکتے
اس سے زیادہ اور کوئی نصیحت کیا کر سکتا ہے - پہر نبی اکرم نے ارشاد کیا ہے " المومن نصیح
والمنافق یحسد " اس سے زیادہ بڑا گناہ اور کون ہو سکتا ہے کہ مسلمان کی [illegible]
ترقی دیکہکر ہم اپنا خون جلائین اور دہکتے انگارون پر لوٹین ایسے حاسد اور اس کے [illegible]
کی نسبت خدائے تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہے " ان تمسسکم حسنۃ تسؤہم و ان تصبکم
سیئۃ یفرحوا بہا کفارا حسدا من عند انفسہم " یعنے اگر تمہاری بہبودی ہو تو کچہ [illegible]
ہو) تو ان کو بری لگے اور اگر تم کسی آفت مین پہنس جاؤ تو وہ خوش ہون [illegible]
کرنا [illegible] زوال دولت ایمان چاہتے ہین حسد کے سبب سے -

پہر [illegible] اگر بیان مین مندرجہ بالا کو خیال کرنے کی جگہہ ہے کہ اسلام وہ ریفارم کرنیوالا مذہب ہے [illegible]
[illegible] تمدن اور تہذیب یا دینی اور دنیوی ترقی کا دشمن ہے کس بالکل [illegible]
ثابت کر دیا کہ مومن کی شان یہہ نہین ہے کہ وہ حسد کرے - اور جو حسد کریگا وہ مومن نہین ہے
اس سے زیادہ اصلاح اور تہذیب پہیلانیوالا مذہب اور کہان ہے - جو کچہ [illegible]
ہون نقل کیا ہے اس سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ اسلام پر بعض متعصب عیسائی [illegible]
[illegible] ہین اور سراسر محض ناکارہ اور لغو الزامات لگاکر اسکو بدنام کرنا چاہتے ہین
اس [illegible] کہ وہ خود کہہ اٹہینگے کہ اسلام پر اتنک جو باتین عاید کی جاتی [illegible]
[illegible] پہنچی تہین - اب مین اسباب کو ختم کرتا ہون اور خدا سے دعا [illegible] ہون کہ
[illegible] ہون انہین اس رستہ مین مستحکم کر اور جو بہٹکے ہوئے ہون انہین [illegible]
راست دکہا آمین ثم آمین -

{ بارہوان باب }

جہاد اسلام

"لا اکراہ فی الدین"

(دین مین زبردستی نہین ہے)

جس تیزی اور شتابی سے دین اسلام پھیلا وہ نظارہ تاریخ عالم مین ایسا حیرت انگیز ہے کہ جس کی مثال دنیا کی تاریخ مین اور کہین نہین پائی جاتی - کیونکہ مسیحی مذہب صدیون تک ادھر ادھر کسی کونہ مین چھپا پڑا رہا اور اگر اسنے ایک مدت مدید کے بعد ترقی بھی کی تو صرف ایک ضعیف بت پرست سلطان کے ذریعہ سے وہ ذریعہ ایسا شرمناک ہے کہ اسکو عمداً حوالہ قلم نہین کیا جاتا - مگر اس کے مقابل مین اسلام نے صرف تیس برس کے عرصہ مین لاکھون کروڑون آدمیون کے دلون مین گھر کر لیا اور اس کی خدا پرستی کی زمین پر خوف صحراؤن کی سنسانی کی صداؤن اور سمندرون کی ہولناک موجون کی زور شور کے ساتھ اس کونہ سے اسکونہ تک گزر گئین - کوہ حرا کی سہاونی آواز ایک صدی کے اندر اندر عربی ریگستانی بگولون کے چکرون سے زبردستی نکل کر تیز تر اعظمون کو روندتی ہوئی اس پار سے اس پار چلی گئی - کسری اور قیصر کی بے تعداد اور آراستہ شائستہ افواج نے ہرچند چاہا کہ اپنی دودھاری تلوارون سے اس بڑھتی ہوئی لین وڈری کو کاٹ دین مگر انہین اس ریلے کے آگے پسپا ہونا پڑا اور وہ معہ اپنی ان سلطنتون کے جنپر انہین صدیون سے ناز تھا تباہ وبرباد کر دیے گئے اور بجائے بدنظمی وظلم وستم کے اخلاق اور انصاف پھیل گیا - اس شتابانہ ترقی کو دیکھکر بعض دشمن اسلام اسپر یہہ الزام قایم کرتے ہین کہ اسلام تلوار سے اتنی جلدی پھیلایا گیا ورنہ محض ناممکن تھا کہ اتنی جلدی اسلام کی اشاعت ہوتی یہہ الزام جسقدر بودا اور کمزور ہے اسیقدر بے بنیاد ہے جس کا ثبوت یہہ ہے جسے کچھ بھی اسلام کی تاریخ سے دلچسپی ہے (رکہتا) وہ خوب جانتا ہے کہ مسلمانون نے آجتک ایک شخص کو بھی تلوار سے مسلمان نہین کیا - جہاد کا لفظ عموماً ناخواندہ اور عوام اس کے معنی یہ لیتے ہین کہ اسلام مین کسی دوسری قوم سے کہ جو مسلمان نہین ہے ناحق خدا و جنگ کرنا جدال وقتال کرنا فرض اسلام ہے حالانکہ یہہ محض لغو اور نرا بیہودہ خیال ہے اسلام نے کسی دوسری قوم سے خدا واسطے لڑنے اور جدال وقتال کو منع کیا ہے وہ کبھی اجا

نہین دیتا کہ خدا کی بادشاہت مین ایک قطرہ بھی بہی نوع کا گرے قرآن مین یہہ آیت موجود
ہے لا تفسدوا فی الارض یعنے زمین مین فساد نکرو - جو مسلمان ہوکر بہی اسے نمانے اسلام اسے
اپنے دائرہ مین لانا نہین پسند کرتا - اور اس پر نظر ڈالکر بہی بعض مخالف اسلام یہی کہے جاتے ہین
کہ مسلمانون نے جہادون کی آڑ مین لاکہون کو مسلمان کرلیا تو خدا ان کی حالت درست کرے
اور وہ بیشک قابل رحم ہین -

جہاد کی دو قسمین قرار دی جاسکتی ہین ایک ملکی اور ایک مذہبی - ملکی وہ جہاد ہے جس سے ملک گیری
مقصود ہو مخالفین کے مذہب سے اسکو کوئی تعلق نہو وہ مسلمانون سے بہی ویساہی کیا جاتا ہے
جیسا کہ مخالفین اسلام سے -

مذہبی جہاد وہ ہے جسمین مذہب اسلام کا تحفظ مدنظر ہو اور وہ ان لوگون سے کیا جاتا ہے جو مسلمانون
کے مذہب مین دست اندازی کرین - اور مسلمانون کو تکلیف دین - ملکی جہاد کے اصول اغراض اہل اسلام کے
نزدیک بہی وہی فقرہ مسلم ہین جو ہر ایک صاحب قوم یا مالک سلطنت مین تسلیم کئے جاتے ہین یعنی اپنی ملک اپنی قوم کا بول بالا کرنا اور سیاست کی
شوکت اور عظمت کا سکہ جمانا اور اسکی رعب داب کو زمانہ کے دلون مین بیٹھانا اور دوسرون کو اپنا
ماتحت کرنا اور اس ذریعہ سے عامہ خلائق مین حفظ امن قایم کرنا اس جہاد (یا لڑائی) مین
کسی مذہب کا ذرا لحاظ نہین ہوتا جو لوگ ذی شوکت اہل اسلام کی اطاعت سے خارج ہون مسلمان
ہون خواہ اقوام غیر ان سے وہ لڑتے ہین اور اپنی قومی جمیعت اور سلطنت قایم کرتے ہین اسی نظر سے
اس جہاد کو ملکی لڑائی کہا جاتا ہے - ملکی جنگین جو باغیان سلطنت کی اغوا سے وقتاً فوقتاً سلطنت
مین ہوتی رہتی ہین ان کی مدافعت کے لئے ہمیشہ اسلام نے تلوار ہاتہہ مین لی ہے - ان ملکی جنگون
سے اسلام کو کچہہ تعلق نہین ہے کیونکہ اسلام نے اسلئے اسمین ہدایتین زیادہ نہین کی ہین کہ مصلحت
وقت پر عموماً یہہ باتین موقوف ہوتی ہین - دین اور چیز ہے اور حکمرانی کرنا یہہ دوسری چیز
اسلام اس بارہ مین کچہہ دست اندازی کرنا نہین چاہتا - یہہ باتین سلطانون کی آرا پر منحصر
ہین یون اسلام مین ہر شاہ اور سلطان کے فرائض قایم کئے گئے ہین مگر ان فرائض اور ملکی
معاملات کی پیچیدگیون کو مصلحت وقت کے مطابق سلجہانے کے کامون مین زمین آسمان کا
فرق ہے - مثلاً دین اسلام مین کوٹ پتلون پہنے اور یورپین قانون جنگ کے مطابق قواعد
سیکہنے اور دشمن سے سینہ سپر ہونیکا کوئی ذکر نہین ہے اسلئے کہ ان باتون کو مذہب اسلام سے
کچہہ تعلق نہین ہے اسلام اگر ہدایت کرتا ہے تو صرف یہہ کہ کسی پر ظلم نہ کرو انصاف کرتے وقت
مسلمان و غیر مسلمان کی تمیز نکرو خلقت کے امن و آسایش کی خواہ وہ جن تدبیرون سے ممکن
ہو سکے کوشش کرو باغیون کی بغاوت اور رخنہ اندازون کے رخنہ سے ملک کو محفوظ رکہو

اسے یہہ بتانا کہ محفوظ رہنے کی یہہ یہہ تدبیرین ہین یون تو مین ڈہلی ہوئی استعمال کرو اور یہہ چہیڑے پہیڑے قلعے بناؤ اسلام ان باتون سے کوسون ہے اب یہہ سلطان کے دماغ اور تدبیر پر منحصر ہے ملکی لڑائی اگر اچہی بنا پر اٹہائی جائے یعنے اپنی رعیت کے تحفظ کو مد نظر رکہکر تو یہہ سلطان کی نیک اعمالی ہے خواہ وہ کسی قوم اور کسی گروہ کا ہو اور جو ملکی جنگ کسی ذاتی عناد یا حظ نفس کے لئے بہڑکائی جائے تو اس جنگ کا نیک و بد جواب دینے والا خود حاکم یا حکمران ہوگا جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے کہ اسلام مین ملکی تدابیر کا بہی رستہ بتایا گیا ہے محض لغو اور بے بنیاد بات ہے۔

مذہبی جہاد کے اصول و اغراض حفظ وحمایت اسلام اور مخالفین اسلام کی اس ضررسانی کی مدافعت کرتی ہی کہ جس سے اسلام کو خاص دہچکا لگنے کا ڈر ہے یہہ ان مخالفین اسلام سے کیا جاتا ہے جو مذہب اسلام کے مزاحم ہون مسلمانون کو مذہبی لحاظ سے ستاوین ان کی مذہبی آزادی مین دست اندازی کرین ارکان دین اسلام روکنے کے لئے مسلمانون کو مجبور کرین تو ایسی حالت مین ان کے مقابلہ پر محض تحفظ دین کے لئے تلوار اوٹہانا جایز خیال کیا گیا ہے مگر ایسی حالت مین بہی مسلمانون کو منع کیا گیا ہے کہ مخالف کو اس کے پہلے مذہب کی تبدیلی کے لئے نہ قتل کرو نہ اسکا گہر لوٹو اور نہ اسے جبراً مسلمان بناؤ۔

اس موقع پر مین نہین چاہتا کہ ملکی جہاد یا جنگ کے متعلق کچہ بحث کرون میری اس کتاب کو ایسی باتون سے زیادہ تعلق نہین ہے صرف مذہبی جہاد پر کچہ لکہنا چاہتا ہون اور اس وقت مجہے مقصود یہی ہے۔

مذہبی جہاد اصول مقاصد اور اصلی مطالب خداوندی سے نہین ہے جو مخلوق کے پیدا کرنے اور انبیاء کے بہیجنے سے منظور الٰہی ہین بلکہ اصل مقصود پیدائش مخلوق اور بعثت رسول خدا کی عبادت و ذکر ہے۔ جہاد صرف اس عبادت و ذکر کو قایم رکہنے کا ذریعہ ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ،، ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون ،، یعنے مین نے جنون اور آدمیون کو کسی کام کے لئے بجز اپنی عبادت کے پیدا نہین کیا۔ اور پہر فرمایا ،، وما امروا الا لیعبدوا الله مخلصین له الدین حنفاء ویقیموا الصلوٰة ویوتوا الزکوٰة ،، یعنے ان کو بجز اس کے کچہ حکم نہین ہوا کہ وہ خدا کی خالص عبادت کرین اور نماز قایم کرین اور زکوٰة دین۔ اور فرمایا ،، الذی خلق الموت والحیوٰة لیبلوکم ایکم احسن عملا ،، یعنے خدا اس لئے پیدا کرتا اور مارتا ہے کہ تم مین سے نیکوکار معلوم ہون وان آیتون سے انسان کی پیدائش کی غرض صاف کہل گئی۔ ان سے صاف معلوم ہوگیا کہ انسان کسی ملک فتح کرنے

اب یہہ بتانا کہ محفوظ رہنے کی یہہ یہہ تدبیریں ہیں یوں تو میں ڈہلی ہوئی استعمال کرو اور ایسے بڑے بڑے قلعے بناؤ اسلام ان باتوں سے کوسوں ہے اب یہہ سلطان کے دماغ اور تدبیر پہ منحصر ہے۔ ملکی لڑائی اگر اچھی بنا پر اٹھائی جائے یعنے اپنی رعیت کے تحفظ کو مد نظر رکھکر تو وہ سلطان کی نیک اعمالی ہے خواہ وہ کسی قوم اور کسی گروہ کا ہو اور جو ملکی جنگ کسی ذاتی عناد یا حظ نفس کے لئے بہڑکائی جائے تو اس جنگ کا نیک و بد جواب دینے والا خود حاکم یا حکمران ہوگا جیساکہ خیال کیا جاتا ہے کہ اسلام میں ملکی تدابیر کا بہی رستہ بتایا گیا ہے محض لغو اور بے بنیاد بات ہے۔

مذہبی جہاد کے اصول و اغراض حفظ و حمایت اسلام اور مخالفین اسلام کی اس ضرر رسانی کی مدافعت کرتی ہیں کہ جس سے اسلام کو خاص دہچکا لگنے کا ڈر ہے یہہ ان مخالفین اسلام سے پایا جاتا ہے جو مذہب اسلام کے مزاحم ہوں مسلمانوں کو مذہبی لحاظ سے ستاویں ان کی مذہبی آزادی میں دست اندازی کریں ارکان دین اسلام روکنے کے لئے مسلمانوں کو مجبور کریں تو ایسی حالت میں ان کے مقابلہ پر محض تحفظ دین کے لئے ,, تلوار اوٹہانا جایز خیال کیا گیا ہے ایسی حالت میں بہی مسلمانوں کو منع کیا گیا ہے کہ مخالف کو اس کے پہلے مذہب کی آزادی کے لئے نہ قتل کرو نہ اسکا گہر لوٹو اور نہ اسے جبراً مسلمان بناؤ۔

اس موقع پر میں نہیں چاہتا کہ ملکی جہاد یا جنگ کے متعلق کچھ بحث کروں میری اس کتاب کو ایسی باتوں سے زیادہ تعلق نہیں ہے صرف مذہبی جہاد پر کچھ لکھنا چاہتا ہوں اور اسی کا لکہنا مقصود بہی ہے۔

مذہبی جہاد اصول مقاصد اور اصلی مطالب خداوندی سے نہیں ہے جو مخلوق کے پیدا کرنے اور انبیاء کے بہیجنے سے منظور الہی ہیں بلکہ اصل مقصود پیدایش مخلوق اور بعثت رسولوں سے خدا کی عبادت و ذکر ہے۔ جہاد صرف اس عبادت و ذکر کو قایم رکہنے کا ذریعہ ہے جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے ,, ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون ,, دیکھے ہمنے جنوں اور آدمیوں کو کسی کام کے لئے بجز اپنی عبادت کے پیدا نہیں کیا۔ اور پہر فرمایا ,, وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین حنفاء ویقیموا الصلوۃ ویوتوا الزکوۃ ,,

انے ان کو بجز اس کے کچہہ حکم نہیں ہوا کہ وہ خدا کی خالص عبادت کریں اور نماز قایم کریں اور زکوۃ دیں ,, اور فرمایا ,, الذی خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا ,, دیکھنے خدا تو اس لئے پیدا کرتا اور مارتا ہے کہ تم میں سے نیکوکار معلوم ہوں ,, ان آیتوں سے انسانی پیدایش کی غرض صاف کہل گئی۔ ان سے صاف معلوم ہوگیا کہ انسان کسی ملک فتح کرنے

اپنی شوکت قایم کرنے کے واسطے کسیکو قتل کرنے کے لئے نہین پیدا کیا گیا ہے اس کی پیدایش کا منشا صرف یہی ہے کہ وہ خدا کی خالص عبادت کرے اور خداپرستی کی اشاعت مین کوشش کرے اسکی تفسیر مین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ،، وفی السنة ان افضل الاعمال واحبها الی اللہ العبادة والذکر فعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال سالت النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ای الاعمال احب الی اللہ قال الصلوة لوقتها قلت ثم ای قال بر الوالدین قلت ثم ای قال الجهاد فی سبیل اللہ رواہ الشیخان (مشکوة) یعنے سب کامون سے افضل خدا کی عبادت و ذکر ہے ابن مسعود نے آپ سے دریافت کیا کہ خدا کو سب عملون سے زیادہ پیارا کونسا عمل ہے آپ نے فرمایا نماز اپنے وقت پر کہا پھر کون عمل آپ نے فرمایا کہ مان باپ سے نیکی کرنا کہا اسکے بعد کونسا عمل ہے فرمایا کہ خدا کی راہ مین جہاد کرنا اور حدیث مین آیا ہے ،، وعن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم الا انبئکم بخیر الاعمال وازکاها عند ملیککم وارفعها فی درجاتکم وخیر لکم من انفاق الذهب والفضة وخیر لکم من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقهم ویضربوا اعناقکم قالوا بلی قال ذکر اللہ رواہ مالک واحمد وترمذی - (مشکوة) یعنے ابو درداء نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین تمکو سب عملون سے بہتر اور خدا کے نزدیک پاکیزہ تر اور درجات مین سب سے برتر اور چاندی سونا خرچ کرنے اور دشمن سے لڑکر اسکی گردن کاٹنے اور اپنی کٹوانے سے بہتر نہ بتاؤن لوگون نے عرض کیا کیون نہین بتاتے آپ نے فرمایا وہ خدا کا ذکر ہے ،، پھر حدیث مین آیا ہے - ،، وعن ابو سعید الخدری ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سئل ای الاعمال افضل وارفع درجة عند اللہ یوم القیمة قال الذاکرون اللہ کثیرا والذاکرات قیل یا رسول اللہ ومن الغازی فی سبیل اللہ قال لو ضرب بسیفه فی الکفار والمشرکین حتی تنکسر ویختضب دما فان ذکر اللہ افضل منه درجة رواہ احمد وترمذی (مشکوة) یعنے ابو سعید خدری نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے سب عملون سے افضل اور درجہ مین بالاتر عمل کا سوال کیا تو آپ نے ذکر کرنیوالون کا حال بیان فرمایا سائل نے پوچھا کہ وہ خدا کی راہ مین لڑنیوالون سے بھی بہتر ہے آپ نے فرمایا ہان اگرچہ لڑنیوالا مشرکین پر تلوار توڑ دے اور خون مین رنگا جائے تو بھی ذکر کرنیوالا اس سے افضل ہے - اور حدیث مین آیا ہے

ف اس حدیث مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد کو جو باشروط مفروضہ جایز ہے تیسرا درجہ دیا ہے نماز پڑھنے اور ان باپ کے ساتھ احسان کرنے سے کم درجہ دیا ہے -

ف - انہی شروط سے جو جہاد کے لئے مقرر ہین بلا وجود شروط الٰہی جہاد شرعی نہین کہلاتا بعد اسکے اجرا کی امید ہے اس کے علاوہ عوام الناس کا جہاد کے نسبت اگر اور کچھ خیال ہو تو وہ محض لغو اور جاہلانہ کہرت ہے اسلام سے اسکو کچھ بھی تعلق نہین ہے - نہ پہلے کبھی ہوا نہ اب ہے نہ آیندہ ہوگا -

وعن معاذ قال قال رسول الله صلعم یا معاذ هل تدری ما حق الله قلت الله ورسوله اعلم
قال حق الله علی العباد ان یعبدوه ولا یشرکوا به شیئا وحق العباد علی الله ان یعذب من لا یشرک
به شیئا رواه الشیخان (مشکوٰۃ) یعنی معاذ بن جبل سے آنحضرت صلعم نے پوچھا کہ کیا تو جانتا ہے خدا کا
حق بندون پر کیا ہے اور بندون کا حق خدا پر کیا ہے انہون نے عرض کیا خدا اور رسول خوب جانتے ہین
آپنے فرمایا خدا کا حق بندون پر یہ ہے کہ وہ اسکی عبادت کرین اور کسی کو اسکا شریک نہ بناوین اور بندون
کا حق خدا پر یہ ہے کہ پھر وہ ان کو عذاب نکرے " اور حدیث مین آیا ہے " وعن ابی هریرۃ
قال قال رسول الله صلعم من امن بالله ورسوله واقام الصلوٰۃ وصام رمضان کان حقا علی الله
ان تدخله الجنة جاهد فی سبیل الله او جلس فی ارضه التی ولد فیها قالوا افلا نبشر به الناس قال
ان فی الجنة مائة درجة اعدها الله للمجاهدین الخ رواه البخاری (مشکوٰۃ) یعنی ابوہریرہ رضی
اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی خدا اور رسول پر ایمان لایا اور نماز روزہ
کو اسنے ادا کیا اسکا خدا پر حق ہو چکا کہ اسکے بہشت مین داخل کرے خواہ وہ خدا کی راہ مین لڑا ہو
خواہ اسی جگہہ بیٹھ رہا ہو جہان وہ پیدا ہوا لوگون نے عرض کیا کہ یہ خوشخبری ہم لوگون مین نہ سناوین
آپنے فرمایا بہشت مین سو درجے ہین جو مجاہدین کے لئے تیار ہین یعنی جہاد کرنیکے قرون درجونکو
اس فقرہ آخر حدیث ابوہریرہ مین جو مجاہدین کے لئے بشارت وارد ہے ایسا ہی جو اور روایات مین
جہاد پر اجر و ثواب اور ترک جہاد پر ناخوشی اور وعید عذاب وارد ہے لیکن پھر بھی ہمارے منشاء
سے مخالف نہین اسلیئے ہم کہہ چکے ہین کہ اگر کوئی ارکان اسلام ادا کرنے مین مانع آئے اور فرائض مذہبی
انجام دہی کے لئے روکے بیشک اس شخص یا گروہ یا قوم یا ملک سے صرف اپنے تحفظ دین کیلئے
جان کھپانا اور لڑنا یا جہاد کرنا جائز ہے - اس مسئلہ سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ اسلام و ایمان کا
کمال اور مسلمانون کی نجات جہاد پر موقوف و منحصر نہین مسلمانون کو اگر دین سے روک نہو تو صرف
عبادت سے انکی نجات اور کمال ایمان متصور ہے لہذا اقوام غیر کا مسلمانون کی نسبت یہ گمان کہ جو
نہین بچا اور مذہب کا سچا ہوگا وہ اپنے مخالفین مذہب سے جہاد کرنیکا ضرور ارادہ رکھتا ہوگا محض
غلط اور نرا بہتان ہے جو مذہب اسلام سے ناواقفی پر مبنی ہے -

دوسرا مسئلہ

مذہب جہاد نہ اس غرض سے مشروع ہے کہ کافرونکو دنیا مین کفر کی سزا دین نہ اس غرض سے ہے کہ

ف۔ کافر کا لفظ ایک ایسا گروہ اور حقیر سمجھا جاتا ہے کہ جسکی کوئی انتہا نہین ایک قوم دوسری قوم کو حقارت کی نظر سے کافر
کہتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید وہ کافر کے معنی اور اس کے استعمال اور ماہیت سے واقف نہین جن اس لیئے
انہین اپنے نسبت کافر کا لفظ عاید ہوتا ہوا برا معلوم ہوتا ہے دراصل کافر کے معنی منکر کے ہین اور یہ ان معنون مین البتہ صحیح ہے
ہر ایک فرقہ بلحاظ اس مذہب کے جس سے وہ منکر ہو کافر کہا جا سکتا ہے جتنے کہ مسلمان خود اپنے آپ کو دوسرے مذہب کا

ان کو جبر مسلمان کرین اس جہاد سے غرض جو خدا و رسول کے کلام سے سمجھ مین آتی ہے کہ مسلمانون کو مخالفین مذہب کی مزاحمت بچانے سے بچاوین اور خدا کی عبادت کا جو مخلوق کی پیدایش اور نبیون کی بعثت سے مقصود خداوندی ہے راستہ صاف کرین اور اس راستہ سے روکنے والون کو راستہ سے ہٹاوین ۔ جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح عمری اور آپ کی تلقینات دیکھی ہین وہ کہسکتا ہے کہ آپنے کبھی کسی مذہب والے دشمن کے مقابل ہین نہ خود تلوار اُٹھائی نہ مسلمانون کو جنگ کرنے کی ہدایت کی جب تک کہ کسی قوم نے انتہا درجہ نہ ستایا ہو اور امن و آمان مین خلل ڈالنے کی کوشش کی ہو اور ارکان اسلام مین خلل اندازی کرنے کی تدبیرین نہ کی ہون گذشتہ بابون مین ہم نے جو کچھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح عمری اور آپکی جنگین بیان کی ہین ان سے صاف کہلتا ہے کہ نبی نے کس صورت اور کس حالت مین جنگ کرنے کے لئے ارشاد کیا ہے جسکا مختصر بیان ہم اور بھی کرینگے

چنانچہ کلام مجید مین خداتعالے فرماتا ہے ،، وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ،، یعنی خدا کی راہ مین ان لوگون سے لڑو جو تم سے لڑتے ہین اور اس سے آگے نہ بڑہو خدا حد سے بڑہنے والون کو دوست نہین رکہتا ۔

اس آیت سے ان معترضون کا اعتراض منہ کے بل گرتا ہے جو یہ کہتے ہین کہ مسلمانون کے مذہب مین خواہ مخواہ کفار یا غیر اسلام سے جنگ کرنا جائز یا فرض ہے ۔ خدا نے صاف فرما دیا کہ مین حد سے زیادہ بڑہنے والون کو پسند نہین کرتا اسکے یہی معنی ہین کہ جب تک کوئی تم سے خود جنگ کرنے پر آمادہ نہو ہرگز قبضہ شمشیر پر ہاتھ نہ ڈالو ۔ دوسری آیت قرآن مجید مین قوم شموئیل سے نقل فرمایا ہے کہ انہون نے اپنے نبی سے کہا ،، قَالُوا وَمَا لَنَا أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَأَبْنَائِنَا ،، یعنی ہم خدا کی راہ مین کیون نہ لڑینگے جب ہم اپنے گہرون اور اولاد سے نکالے گئے ہین یہ ایسی حالت مین لڑنا فرض ہے کہ جب ہمین کوئی وطن سے بے وطن کرے اور ہمین گہرون سے نکالے اور ہمین ہماری اولاد سے جدا کرے اس سے جنگ کرنا اور اپنے اور اپنے تحفظ دین کے لئے خون بہا دینا فرض ہے دوسری جگہ قرآن شریف مین مسلمانون کو مخاطب ہوکر خود فرمایا ،، وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا ،، یعنی تمکو کیا ہوا ہے تم خدا کی راہ مین اور عاجز مردون اور عورتون اور بچون کے لئے جو کہتے ہین خدایا ہمکو اس ظالمون کی بستی سے نکال نہین لڑتے ،، اس آیت سے بھی صاف ہوتا ہے کہ جب تک یہ حالت واقع نہو کبھی جنگ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے اور مسلمانون ہی پر کیا منحصر ہے ہر قوم جب اسطرح ستائی جائیگی اور اپنے گہر سے بے گہر کیجائیگی ضرور شمشیر بکف ہوگی اور ایسی

کافر یعنی منکر ہیمبر مین حضرت ابراہیم اور انکے اصحاب نے اپنے مخالفون کو کہا ہے کہ ہم تمہارے کافر یعنی منکر ہین خدا نے فرمایا ،، فمن یکفر بالطاغوت [illegible] بقمان یعنی جو شیطان سے کافر ہوا اور اپنے مضبوط رسی (اسلام) کو پکڑا لہذا اس لفظ کا فر کو لوگ اس حقارت اور نفرت کی نظر سے جو اب تک دیکھتے چلے آئے ہین ۔ ہر شخص ایک نہ ایک چیز کا کافر یعنی منکر ہوسکتا ہے

حالت میں ہونی چاہئے ایسی صورت میں اپنے تحفظ کے لئے ظالم کو پس پا کرنا ہر فرد بشر پر لازم ہے اسیلئے خدا نے ان ہی قیود کے ساتھ جنگ کرنے کی مومنوں کو رخصت دی ہے۔ ہمارا یہہ دعویٰ ہے اور ہم اپنے دعوی میں پختہ اور صحیح ہیں کہ قانون اسلام یا ارکان اسلام قانون قدرت پر مبنی یا مبنی ہیں۔ کوئی بات ایسی اسلام میں نہیں ہے کہ جو قانون قدرت کے مطابق نہو جہاد جو غیر اسلام کے لئے ایک خوفناک لفظ ہے اور جسکے سننے سے بعض وقت رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں صرف اس جنگ کو کہتے ہیں جو اپنی حفاظت کے لئے کی جاتی ہے۔ یا ایسی حالت میں کہ کوئی دشمن ہمیں ہمارے گھر اور وطن سے نکالے یا ہمیں اپنے ارکان مذہب کے ادا کرنے میں مانع آئے۔ ایک آیت میں جہاد کی اصلی ماہیت کو کھول دیا۔ " ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء فلا تتخذوا منهم اولیاء حتی یهاجروا فی سبیل الله فان تولوا فخذوهم واقتلوهم حیث وجدتموهم ولا تتخذوا منهم ولیا ولا نصیرا الا الذین یصلون الی قوم بینکم وبینهم میثاق او جاءوکم حصرت صدورهم ان یقاتلوکم او یقاتلوا قومهم ولو شاء الله لسلطهم علیکم فلقاتلوکم فان اعتزلوکم فلم یقاتلوکم والقوا الیکم السلم فما جعل الله لکم علیهم سبیلا یعنے مکہ اور اس کے اطراف کے کافر چاہتے ہیں تم بھی ویسے ہی کافر ہو جاؤ پس ایک جیسے ہو جاؤ تم ان کو دوست نہ بناؤ جب تک وہ خدا کی راہ میں وطن نہ چھوڑیں یہہ لوگ (تمہارے دشمن) تمہاری دوستی سے منہ پھیریں تو ان کو پکڑو اور جہاں پاؤ مارو بجز ان کے جو تمہارے عہد و پیمان والوں سے جا ملیں یا وہ تم سے اور تمہارے دشمنوں دونوں سے لڑنیکو پسند نکریں۔ خدا چاہتا تو ان کو تم پر مسلط کرتا اور وہ تم سے لڑتے اب جو وہ تم سے کنارہ گزیں ہیں اور تم سے نہیں لڑتے اور صلح کا پیام دیتے ہیں تو خدا نے ان پر تمکو لڑنیکا رستہ نہیں دیا۔" اس آیت شریف کے ہر ہر لفظ سے جہاد کی ماہیت کھلتی ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ مخالف سے جنگ کرنے کی اجازت کس حالت میں دی گئی ہے کبھی قرآن شریف میں ایسا حکم نہیں ہے کہ جو قانون قدرت کا مخالف ہو۔ جتنے ارکان اسلام ہیں سبکو عقل سلیم تسلیم کرتی ہے اور جنہیں سائنس کے روشن اصول نے بھی تسلیم کر لیا ہے جہانتک غور میں نظر ان جہاد کی احکام پر ڈالی جاتی ہے کوئی بات ایسی پیدا نہیں ہوتی کہ جس سے فساد کی بو آتی ہو اور یہہ خوف معلوم ہوتا ہو کہ جہاد کا نام ایک تہلکہ ہو۔ برخلاف اس سخت حکم کے کہ جو انجیلوں میں حضرت عیسیٰ کا موجود ہے حضرت عیسیٰ خود فرماتے ہیں۔ "یہہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلانے کو آیا ہوں۔ کیونکہ میں آیا ہوں کہ مرد کو اس کے باپ اور بیٹی کو اس کی ما اور بہو کو اسکی ساس سے جدا کروں " (متی کی انجیل باب ۱۰ - آیت ۳۴ - ۳۵) اس جنگی روح اور ان معتدل قرآنی احکام میں کتنا فرق ہے قرآن ہرگز نہیں بتاتا اور اجازت دیتا ہے کہ امن میں خلل اندازی کی جائے

قرآن شریف کی روشن آیت موجود ہے جسمین صاف آیا ہے کہ "الله مفسدون سے محبت نہین رکہتا" پہر دوسری آیت مین آیا ہے "زمین مین فساد نکرو" اور وہ احکام جو ہم آگے بیان کرینگے یا پیچہے بیان کرآئے ان مفصل سراپا محض انصاف پر مبنی ہوئے ہوئے احکام کو حضرت عیسے کے اس غیر [illegible] قول سے مقابلہ کرلیا جائے ایسی حالت مین بہی تعجب ہے کہ اسلام ہی کو بیہودہ اور غیر نتیجہ الزامات سے خدا واسطے خواہ نخواہ ملزم گردانا جائے اور نئے نئے اعتراض گہڑ گہڑ کر دل کے جلے پہپولے پہوڑے جاتے ہین —

قرآن مجید مین جن لوگون سے جنگ کرنیکا حکم ہوا ہے وہ ظالم ہین جیسا کہ اس آیت شریف مین موجود ہے "الا تفعلوه تكن فتنة فى الارض وفساد كبير" یعنے تم ظالمون سے نہ لڑوگے تو زمین مین بڑا فتنہ وفساد پہیلیگا — اور اس سے بہی زیادہ صریح آیت مین جنگ کے لئے یہہ حکم ہے "ان الله يدافع عن الذين آمنوا ان الله لا يحب كل خوان كفور اذن للذين يقاتلون بانهم ظلموا وان الله على نصرهم لقدير الذين اخرجوا من ديارهم بغير حق الا ان يقولوا ربنا الله ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبيع وصلوات ومساجد يذكر فيها اسم الله كثيرا" یعنے خدا مسلمانون کو ایذا سے روکتا ہے — ناشکر خائنون کو پسند نہین کرتا جن سے ظالم لوگ لڑتے ہین ان کو مظلوم ہونے کے سبب لڑنیکی اجازت ہے خدا ان کی مدد پر قادر ہے وہ لوگ جو اپنے گہرون سے ناحق نکالے گئے ہین اسی بات کے سبب کہ انہون نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اگر خدا لوگون کو ایک دوسرے سے نہ بچا رکہتا تو گرجے (عیسائیون کے) یہودیون کے عبادت خانہ اور مسلمانون کی مسجدین جنمین خدا کا نام لیا جاتا ہے سب ہی ڈہائی جاتین — اس آیت شریف سے بہی صاف پایا جاتا ہے کہ خدا نے ایسی حالت مین جنگ کرنے کے لئے کہا ہے کہ جب مسلمانون سے کوئی خود شمشیر بدست ہو تو انہین مظلومون کی حالت مین جنگ کرنے کی رخصت دیگئی ہے — اور آیت مین یہہ مضمون ہے "والذين اذا اصابهم البغى هم ينتصرون وجزاء سيئة سيئة مثلها فمن عفا واصلح فاجره على الله ان الله لا يحب الظالمين" یعنے جب ان پر کوئی سرکشی کرتا ہے تو وہ ان سے بدلہ لیتے ہین اور برائی کا بدلہ اسکے برابر ہے جو معاف کرے اور سنوارے اس کا اجر خدا پر ہے خدا ظالمون سے خوش نہین ہے —

ف اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ مذہبی جہاد سے نہ صرف مسلمان اور ان کی مسجدون کی حفاظت مقصود خداوندی ہے بلکہ عیسائیون اور یہودیون اور ان کی عبادتخانون کی حفاظت بہی مقصود خداوندی تہا اور اسی غرض و مقصود سے یہودیون نے بہی مذہبی جہاد کیا تہا اور جو مذہبی لڑائی اورشلیم (بیت المقدس) مین ہوئی تہی اسمین عیسائی بہی جہادی تہے لیکن ان کا جہاد زیادتی اور ظالم شدید تہا — وہ بیگناہ مسلمانون پر اپنے شہر فروخت کرکے حملہ آور ہوئے تہے اور انہون نے اپنے پیغمبر حضرت مسیح کے اس قول کو بالکل بہلا دیا تہا جہان یہہ حکم دیا گیا ہے "پر مین تمہین کہتا ہون کہ ظالم کا مقابلہ نکرنا بلکہ جو تیرے دہنے گال پر تمانچہ مارے دوسرا بہی اسکی طرف پہیر دے اور اگر کوئی چاہے کہ تجہپر نالش کرکے تیری قبا لے

اور ایک آیت مین صاف اور روشن طور پر آگیا ہے اور وہ یہ ہے "لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولئک ھم الظالمون" (یعنی خدا تمکو ان لوگون سے سلوک و احسان کرنے سے مانع نہین جو تم سے دین کے سبب نہین لڑتے اور تمکو تمہارے گھرون سے نہین نکالا خدا انصاف والون سے خوش ہے تمکو ان ہی لوگون کے ساتھ سلوک اور دوستی سے منع کرتا ہے جو تم سے دین کے سبب لڑتے ہین اور تمہارے دشمنون کو تمہید دے چکے جو ان کو دوست سمجھینگے وہ ظالم ہین)

ان کل آیتون سے جو جہاد کی نسبت قرآن مجید مین آئی ہین یہ ثابت ہوگیا کہ یہ جہاد اسی غرض سے مشروع ہے کہ مسلمان آزادی سے خدا کی عبادت کرین اور ان کے مخالف ان کو عبادت وغیرہ شعائر اسلام سے نہ روکین اور وہ ان ہی لوگون سے مخصوص ہے جو مسلمانون سے لڑین اور انکے مذہب مین دست اندازی کرین جہاد کو ایک ہوا بنا رکھا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ لوگون مین کسی بات کے سننے کی تو بہت دلچسپی ہے لیکن اسکو تحقیق کرنے کی تکلیف گوارا کرنے کی برداشت نہین ہے - یہ اسلام ہی ہے کہ جو مخلوق پر جان و دل فدا کرنے کو ارشاد کرتا ہے یہ اسلام ہی ہے کہ یہود و مسیحی لوگون کے معبدون کو جو بنے ہمیشہ قایم رکھنے کی ہدایت کی ہے - اس نے صاف بتا دیا کہ جب تک تم کو کوئی نہ ستاوے اس سے ہرگز جنگ نہ کرنا پھر جنگ کا ہی کیا رہا دنیا مین کسی ایک ایسی قوم کی کوئی نظیر دے سکتا ہے کہ اپنے مخالف کو اپنے مقابلہ مین شمشیر بدست دیکھکر اٹھی اور گردن جھکا دے اور یون نہ کرے - یہ تو محض فطرت انسانی کے بھی خلاف ہے - اسی لئے مسلمانون کو ناز ہے کہ جو احکام انہین عطا ہوئے ہین وہ سب قانون قدرت کے مطابق ہین - جون جون سائنس کو ترقی ہوگی اسلام کی سچائی کھلتی جائے گی اور معلوم ہوتا جائے گا کہ اس دین نے فطرت انسانی کا کہانتک پاس و لحاظ رکھا ہے - اب ہم احادیث نبویہ نقل کرتے ہین جن سے اور بھی جہاد کے احکام صاف طور سے کھل جائینگے - اور معلوم ہوگا کہ جنگ کے وقت کن لوگون سے قتال کیا جائے -

ایک حکم یہ ہے کہ عورتون پر ہرگز دست اندازی نکرنی چاہیئے کیونکہ وہ جنگ مین شریک و معاون نہین ہوتین نہ وہ کسی کے مذہب سے تعرض کر سکتی ہین - پھر بوڑھے لوگ ہین جنکو لڑنے لڑانے

کرنے کی بھی اسے لینے دے - اور جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار لیجاوے اسکے ساتھ دو کوس چلا جا (متی کی انجیل باب ۵ آیت ۳۹ و ۴۰ و ۴۱) [illegible] جنگ مین عیسائیون نے اپنے خداوند مسیح کے احکام کی کہانتک تعمیل کی اور مسلمانون نے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو کہانتک [illegible] اصل مین اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے [illegible] جتنے احکام [illegible] انجیل اور توریت [illegible] غیر ممکن الوقوع اور انسانی فطرت اور قانون قدرت کے خلاف [illegible] - کون عیسائی ایسا ہے [illegible] اسلام ہی کے اپنے روشن اصول [illegible] قدرت کے مطابق ہین [illegible] فخر کرنا چاہیئے

سے بحث ہو۔ سوم چرچوں یا گرجاؤں یا مسیحی خانقاہوں کے گوشہ نشین لوگ جنکو اپنے ذکر و شغل سے مطلب ہو نہ کسی مذہب سے۔ چہارم قلی لوگ جنکو اپنی مزدوری سے کام ہوتا ہے نہ کسی کے کفر یا اسلام سے۔ پنجم وہ لوگ کہ جو لڑائی کے لایق نہیں ہوتے باوجودیکہ وہ کفر کے عقائد رکھتے ہیں چنانچہ حضرت رباح (یا رباح) سے روایت ہے ۱ فعن الرباح بن الربیع قال کنا مع رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم فی غزوۃ فرای الناس مجتمعین علی شیٔ فبعث رجلا فقال انظر ما اجتمع ہؤلاء فجاء فقال علی امرأۃ قتیل فقال ما کانت ہذہ لتقاتل قال وعلی المقدمۃ خالد بن الولید فبعث رجلا فقال قل لخالد لا یقتلن امرأۃ ولا عسیفا۔ یعنی حضرت رباح سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لڑائی میں ایک عورت کو مقتول پایا تو یہ ارشاد فرمایا کہ یہ تو لڑائی نہ کرتی ہوگی (یعنی اسکو کیوں مارا) اس لڑائی میں کمان افسر خالد بن ولید تھے ان کو حکم دیا کہ کسی عورت کو مارین نہ کسی عسیف کو۔ اور ایسا ہی حضرت ابن عمر سے مروی ہے ۲ وعن ابن عمر قال وجدت امرأۃ مقتولۃ فی بعض مغازی النبی صلی الله علیہ وسلم فنہی عن قتل النساء والصبیان۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہ بہت بڈھے کو (یعنی جو لڑائی کے کام کا نرہا ہو) مارنا نہ لڑکے کو نہ عورت کو اور حدیث یوں آیا ہے ۳ وعن انس رضی الله عنہ ان رسول الله صلعم قال انطلقوا بسم الله وبالله وعلی ملۃ رسول الله ولا تقتلوا شیخا فانیا ولا طفلا صغیرا ولا امرأۃ۔ یعنی نہ شیخ فانی کو قتل کیا جائے نہ طفل کو نہ عورت کو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تہا کہ جب آپکو کبھی جنگ کرنے کا اتفاق ہوتا تہا تو وقت صبح کے منتظر رہتے پھر جب وہان سے اذان صبح کے سنتے تو ان پر حملہ کرنے سے رک جاتے یہ حضرت انس نے آنحضرت صلعم سے روایت کیا ہے اور حضرت عصام مزنی نے نقل کیا ہے۔ وقد امتنع رسول الله صلعم ومنع امتہ عن قتل احد من اہل قریۃ یری فیہا مسجد او یسمع منہا صوت اذان فعن انس ان النبی صلعم کان اذا غزی بنا قوما لم یکن یغیر بنا حتی یصبح وینظر فان سمع اذانا کف عنہم الحدیث رواہ البخاری یعنی ان کو نبی اکرم نے ایک جنگ میں بہیجا تو ان کو بہی یہی ارشاد کر دیا کہ جہاں تم کوئی مسجد دیکہو یا اذان کی آواز سنو وہاں کسی کو نہ مارو (یعنی وہاں کافر ہی رہتے ہوں تو ان کو نہ مارو کیونکہ وہ مسلمانوں کو مسجد بنانے اور اذان کہنے سے مانع نہیں تو بہ لحاظ مذہب قتل کے مستحق نہیں۔

---

۱ رواہ ابوداؤد وابن ماجہ ۲ رواہ البخاری ومسلم۔
۳ رواہ ابوداود۔

جو انہین کلام مجید کی ہم نے اپنے دعوی کی تائید مین نقل کی ہین ان کی تشریح بخوبی ان حدیثون سے ہوگئی اور یہہ ثابت ہوگیا کہ جہاد مسلمان اس حالت مین کر سکتے ہین کہ جب انہین کوئی انکی عبادت مین مانع آئے اور انہین مسجد بنانے سے روکے یا ان پر ظلم کرے یا انہین گھر سے نکالے یا وطن سے جلاوطن کرے اور اگر یہہ بات نہین ہے تو انہین جہاد کرنا جائز نہین ہے - جہاد کفار کو دنیا مین انکے کفر کی سزا دینے کے لئے جیسے کہ عام سمجھتے ہین وہ نہین ہے - اور اگر یہہ ہوتا تو حکم قتل و جہاد لڑنے والے کفار سے مخصوص نہوتا سبہی کافرون (بڈہون - عورتون - طفلون - بے تمیز بچون - خانہ نشینون مسجدون اور اذانون سے تعرض نہ کرنیوالون) کو تہ تیغ کرنے کا حکم ہوتا - علی الخصوص راہبون اور گرجے والون کو جو مذہب عیسائی کے رہنما ہین اب ہمین یہہ ثابت کرنا ہے کہ جہاد کافرون کو زبردستی مسلمان بنانے اور زبردستی دین اسلام پہیلانے کے لئے نہین ہے - جو کچھہ ہم آگے بیان کرینگے ہمارے خیال مین ہمارے دعوی کے ثبوت مین یہہ دلیلین کافی ہین جیسا کہ خداوند تعالی فرماتا ہے "

افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین (یعنے کیا تو لوگون کو زبردستی مسلمان بنانا چاہتا ہے "

اور فرمایا " لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی (یعنے دین مین زبردستی نہین ہے ہدایت گمراہی سے ممتاز ہوچکی ہے " حضرت الشیخ ان آیات کے بیان شان نزول مین فرمایا ہے " —

[illegible] ابن جبیر عن ابن عباس رض قال کانت المرأة تکون مقلاة فتجعل علی نفسها ان عاش لها ولد ان تہوده فلما اجلیت بنو النضیر کان فیہم من ابناء الانصار فقالوا لا ندع ابناءنا فانزل اللہ عزوجل لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی (یعنے انصار مین کوئی عورت لا ولد ہوتی تو وہ یہہ منت مانتی کہ اگر میرا بچہ زندہ رہا تو مین اسکو یہودی بناؤنگی - جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بنی نضیر کو (جو نبی اکرم کو ستاتے تہے اور سخت عہد شکنی متواتر کی تہی) اطراف مدینہ سے جلا وطن کرنا چاہا تو ان بچون کی نسبت یہودیون اور ان کے وارثون (انصار) کا جہگڑا ہوا انصار نے یہہ دعوی کیا کہ یہہ ہماری اولاد ہین ہم ان کو جانے نہ دینگے - جب یہہ آیات نازل ہوئین کہ دین مین زبردستی نہین ہے ہدایت گمراہی سے ممتاز ہوچکی ہے " اور تفسیر معالم مین کہا ہے " زاد فی المعالم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قد خیر اصحابکم فان اختاروهم فاجلوهم معهم وقال مجاهد کان الناس مسترضعین فی الیہود من الاوس فلما امر النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باجلاء بنی النضیر قال الذین کانوا مسترضعین فیہم لنذهبن معہم ولندینن بدینہم فمنعہم اهلوهم فنزلت لا اکراہ فی الدین الخ (یعنے تفسیر معالم مین کہا ہے کہ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے [illegible] کو اختیار ملگیا ہے یہہ تمکو پسند کرین تو تم مین سے ہین یہودیون کو پسند کرین تو ان کے ساتہہ یہہ بہی جلاوطن ہون وغیرہ - اس تفصیل سے صاف ظاہر ہے کہ اگر دین مین زبردستی ہونی جائز

ہوتی تو یہہ موقع بہت اچھا تھا کہ ازادی سے ان بچون کو روک کر مسلمان بنا لیا جاتا بچون کی مرضی
پر دین کا انحصار کرنا بتلاتا ہے کہ کبھی مسلمانون نے زبردستی لوگون کو مسلمان نہین بنایا - مین یہہ
کہتا ہون کہ دل کی مرضی پر زبردستی کسی کی چل نہین سکتی وجہ یہہ ہے کہ کسی کی زبردستی سے ایک شخص
اپنے ظاہری افعال کو بیشک بدل سکتا ہے لیکن دلی خیالات کو کیونکر پلٹ سکتا ہے پھر مین حیران
ہون کہ کس پہلو اور کس اصول پر یہہ بیہودہ دلیل کی جاتی ہے کہ زبردستی مسلمان بنایا گیا - بھلا یہہ
کیونکر ممکن ہے کہ جس دین کے اصول مین کسیکو زبردستی کرنا جائز ہی قرار نہین دیا گیا ہے اسکے خلاف
عملدرآمد اسکے ماننے والے کیون کرینگے - مسلمانون کے مذہب کی نسبت بعض بزرگوارون کا یہہ خیال
ہے کہ دین اسلام مین تلوار سے مذہب پھیلانا جائز ہے سخت ناگوار ناواقفیت ثابت کرتا ہے - نبی نے
یا آپکے بعد آپکے خلفانے کبھی مخالف کے مقابلہ مین تلوار نہین اٹھائی جب تک کہ مخالف کی طرف
سے کوئی عہد شکنی یا سخت حرکت صادر نہین ہوئی - چنانچہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ
سے ہجرت فرماکر مدینہ مین تشریف لائے تو مدینہ کی عجیب کیفیت تھی - یہودی اپنی قوتین قریش کے
ایما سے مجتمع کر رہے تھے تاکہ مسلمانون کے چھوٹے سے گروہ کو نیست ونابود کردین ان کے علاوہ تمام
صحرائی جبر کے سخت مخالفت پر تلے ہوئے تھے کہ ناک مین دم کردیا تھا جس لمحہ کہ نبی اکرم نے مدینہ مین
قدم رکھا ہے نئے مذہب کو یہودیون نے اپنی ایذارسانیون اور مظالم سے بھر دیا تھا - ان کا اٹھنا
بیٹھنا کھانا پینا غرض تمام کام اسی پر مبنی تھے کہ کسیطرح اس نئے مذہب (یعنے اسلام) کی بیخ وبنیاد
اکھیڑ کر پھینکدی جائے - مہاجرین جنھون نے دلیری سے موت پر فتح پانے کے لئے مستعدی ظاہر کی تھی
اور صرف اپنے پیارے نبی پر ایمان لاکر اپنے وطن اور پسندیدہ گھرون کو چھوڑ دیا تھا وہ بیچارے اول تو
تعداد مین بہت کم تھے دوسرے بیسر وسامان اور بیگھر ورہتے - انصار کی شمار بھی نہایت محدود تھی -
انمین بھی کئی فریق ہوگئے تھے جنمین کسیقدر حسد نے اپنا گھر کرلیا تھا - ایک مشہور اور ممتاز گروہ زبردست
سردار کی سرکردگی مین اسباب کی اندر ہی اندر کوشش کررہا تھا کہ کسیطرح مدینہ کی مستقل حکمرانی
ملجائے - یہودیون نے نبی اکرم کی مخالفت مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا وہ فریب کرتے دغابازی
کرتے اور نبی کو زہر دینے کی تدبیرون مین لگے رہتے غرض جسطرح ان سے بن آتا اور جہان تک ان کی
عقل رستہ دیتی وہ اپنی طرف سے کوتاہی نہ کرتے - لیکن نبی اکرم کا اولوالعزم اور خدا کے بھروسے
سے بھرا ہوا دل ایسی حالت مین بھی کہ جب قریش آپکے قتل کے درپے ہوئے کبھی مایوس نہوا تو پھر وہ
ان یہودیون کی مخالفت کی کیا پروا کرتا وہ ہروقت اپنے چھوٹے سے گروہ کی حفاظت مین مصروف
تھا اور ان مکرو کم تعداد مسلمانون کو غدار یہودیون سے بچانے کی تدبیرین کررہا تھا - آپنے فوراً
یہہ تدبیر کی کہ ایک اخلاقی اور تمدنی معاہدہ شہر مین ہووے تاکہ ہر ایک امن اور حفاظت شہر کا

محض اپنے پیروان اور دین خدا کے تحفظ کے لئے شمشیر بدست ہوئے اور جماعت اسلام نے کہ جسکا شمار انگلیون پر تھا بے تعداد کفار کے مقابلہ مین مستعدی ظاہر کی - آپ نے مسلمانون کو مخاطب کرکے کہا کہ جب تک تمہارے دشمن تم پر حملہ نکرین تم ہرگز ان کا مقابلہ نکرنا ہان اسوقت کہ جب وہ عہد شکنی کرین یا قسمین کہا کر توڑ ڈالین تم اپنے ہتھیارون سے اپنے کو محفوظ کرو لیکن پہلے تم ان پر حملہ نکرو اسلئے کہ اللہ فساد کرنیوالون سے نفرت رکھتا ہے دوسرا مسلمانون کو صرف اپنی حفاظت کی تاکید ہوئی ہے اور جب ان کو حفاظت کی ضرورت نہین ہے ، دوسری قوم خواہ وہ کوئی مذہب رکھتی ہے ان کی اور ان کے دین کی حفاظت کرتی ہے تو ایسی حالت مین شمشیر بدست ہونا شرعا تو کسیطرح جائز نہین ہے - یہہ کیونکر ممکن ہوسکتا تہا کہ جب نبی ﷺ کو مع آپکے چہوٹے سے گروہ کے کفار عرب نے چارون طرف سے گھیر لیا آپ خاموش نہ بیٹھے ہوئے رکتے ناچار ہتیارون کا استعمال کیا اور کفار عرب کو پسپا کیا -

یہودیون کی تلخ تر خصومت - ان کی متواتر عدم ایفائی اپنے انتہا درجہ کے مستقل اور سنگین معاہدون سے اور ان کا مسلمانون کو پے درپے فریب دینا فطری طور پر ان کو گوشمالی دینے کے لئے مسلمانون کو مجبور کررہا تہا - اور یہہ ضروری اسلئے تہا کہ ضعیف لوگون کو ظالمون کی تعدی سے بچایا جائے اور ان کی جان ومال کی حفاظت بطرز احسن کی جائے -

ہمین اس کہنے کا کوئی استحقاق نہین ہے کہ فلان فلان نبی جو محض ہدایت کے لئے بہیجے گئے تہے جب ان کی لوگون نے مخالفت کی اور اس قسم کی تنگ حالتین ہوئین تو انہون نے تنگ اکر ان مشکلون پر اپنے کو نثار کردیا اور وہ ان پیچیدہ اور سخت تر دقتون پر فتح نہ پاسکے بہت سے نبی لوگون کی مخالفت سے ادہر ادہر جا چہپے اور یہہ مشہور کرگئے کہ ہم زندہ ہین فلان وقت پہر ظاہر ہون گے مگر ہمارے نبی نے کبہی یہہ نہین کیا نہ تو ان خونی مخالفتون سے تنگ اکر اپنی زندگی قبل از وقت قربان کردی اور نہ خوف کے مارے ادہر ادہر چہپنے کی تقلید کی بلکہ جبتک اس نے جس کام کے لئے وہ مبعوث ہوا تہا کامیابی حاصل نہ کرلی کبہی اپنے ارادہ اور خیال سے نہ ہٹا چاہے دشمنون نے زمین آسمان کے طبق اسکے زک دینے کے لئے ایک کردئے ہون -

ہمین مسلمانون کی اپنی حفاظت کرنے کو یہودیون عیسائیون کے خوفناک جہگڑون اور لڑائیون سے مقابلہ کرنا چاہئے اور نیز شریف پارسیون کے اس قتال کو جو انہون نے اپنے دین کے باعث کیا سامنے رکہکر دیکہنا چاہئے یہودیون مین تو یہہ مذہبی پاکی اور دینی فرائض مین داخل ہے کہ جہان تک ہو خونریزی اور فساد کیا جائے اور ہر حالت مین غیر مذہب ایکلے بیخ کنی جائز ہے اور جب ہم عیسائیون کی طرف خیال کرتے ہین تو انہون نے اپنے خداوند مسیح کی انکسارانہ

متلقین کو اپنی قوت اور شوکت کے گھمنڈ مین بالائے طاق رکھدیا اور وہ خونریزی کے کرشمے دکھائے کہ ہر مسیحی قسطنطین بنگیا اسی وجہ سے عیسائیت گویا ایک خوفناک صورت مین تبدیل ہوگئی اور بجائے انکساری او نفسانیت کے اسمین سیچ خونکے آنسو ٹپکنے لگے اور بجائے خونریزی اور فساد آنکی بانی ہوگئی بہتر طرح مورخون نے محمدؐ اور عیسےؑ کے معاملہ کرنے مین خوب خوب طبع آزمائی کی ہے اور اپنے زعم مین انہون نے بہت بہت کچھ اپنے انصاف کے جوہر دکھائے ہین مگر افسوس یہہ ہے کہ بعض تو اپنی ناسمجھی اور کم قابلیتی سے راہی مین پہچے تو ٹیان مار کر رہگئے اور بعض نے اپنے کو منزل مقصود تک تو پہونچایا لیکن ہو ہو ہر پھیر یہان جم گئین وہان ایسا جم گیا کہ پھر انہین دنیا ومافیہا کا ہوش نرہا۔ مین انکے مختلف اقوال نقل کرکے اپنے ناظرین کا زیادہ وقت نہ لونگا مختصر طور پر یہہ لکھکر اکتفا کرتا ہون۔ جو حالتین کہ نبی اکرمؐ کی مبارک زندگی مین واقع ہوئی اور جو واقعات حضرت عیسےؑ علیہ السلام پر گذرے انمین زمین آسمان کا فرق ہے۔

حضرت عیسےؑ کی تہوڑے عرصہ کی نبوت نے کچھہ بھی اثر نہ کیا اور آپکا اتنی مدت کا وعظ یون ہی بیکار گیا یعنے صرف چند آدمی ایمان لائے اور یہہ لوگ نہایت کمینے اور جاہل ناتربیت یافتہ تھے اسپر بھی وہ بدمذہب ہی تھے گو برائے نام مسیح پر ایمان رکھتے تھے اور ایسے ہی حضرت عیسےؑ بھی ان سے بدگمان تھے اور انہین یقین نہ تھا کہ یہہ مجھپر راسخ الاعتقادی سے ایمان لائے ہین۔ چنانچہ حضرت عیسےؑ نے ارشاد کیا ہے۔ ،، جب وے جماعت کے پاس پہونچے ایک شخص اس پاس آیا اور اسکے آگے گھٹنے ٹیک کر کہا اے خداوند میرے بیٹے پر رحم کر کیونکہ وہ مرگی ہے اور بہت دکھہ اٹھاتا ہے کہ اکثر آگ مین گرتا اور اکثر پانی مین اور مین اسکو تیرے شاگردون کے پاس لایا تھا پر وے اُسے چنگا نکر سکے یسوع نے جواب مین کہا اے بے اعتقاد اور ٹیڑہی قوم مین کب تک تمہارے ساتھہ رہونگا کب تک تمہاری برداشت کرونگا اسے یہان میرے پاس لا تب یسوع نے دیو کو دہمکایا وہ اس سے نکل گیا اور وہ چھوکرا اسی گھڑی چنگا ہوگیا۔ تب شاگردون نے الگ یسوع پاس آکے کہا ہم کیون اسکو نہ نکال سکے یسوع نے انہین کہا اپنی بے ایمانی کے سبب کیونکہ مین تم سے سچ کہتا ہون کہ اگر تمھین رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوتا تو اگر تم اس پہاڑ سے کہتے کہ یہان سے وہان چلا جا تو وہ جاتا اور کوئی بات تمہاری ناممکن نہوتی وہ اس آیت سے صاف کہلتا ہے کہ جو چند آدمی حضرت عیسےؑ پر ایمان لائے تھے ان کی ہی یہہ کیفیت تھی کہ حضرت عیسےؑ نے انہین خود بے ایمان کہا اس سے یہہ ظاہر ہوگیا کہ حضرت عیسےؑ کی پند نے مطلق اثر نہ کیا اور انہین اپنی کوشش مین ذرہ برابر بھی کامیابی نہین ہوئی۔ آپ آخرکار اپنے دشمنون پر قربان ہوگئے اور یہہ قربان ہونا صرف آپ کی سخت مایوسی اور یہودیون کی بیرحمی نامنصفی اور ناخداترسی پر مبنی تھا۔ آپکا ناکامیون سے دل ٹوٹ گیا تھا اور انتہا درجہ کی ناامیدیون نے آپکو تنگ کردیا تھا۔ چنانچہ جبوقت آپکو صلیب پر چڑہایا ہے تو کس حسرت وافسوس اور کس درد مندانہ فریادی لہجہ مین رو رو کر یہہ فرمایا، نوین گھنٹے کے قریب یسوع نے بڑے شور سے چلاکر کہا ایلی ایلی لما

سبقتانی یعنے اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے کیون مجھے چھوڑ دیا ور ان الفاظ سے کہ جنمین درد رقت - فریاد - مایوسی - شکستہ دلی - طلب رحم ملا ہوا ہے کس بدقت آمیز آواز مین حضرت عیلیے نے زور شور سے پکار کر کہا لیکن افسوس یہہ ہے کہ کوئی بھی ان کی داد کو پہونچنے والا نہ تھا - اتفاق سے قسطنطین ایک عورت کے عشق اور ایک ملک کے سر کرنے کی لہر مین عیسائی ہو گیا اور بہت جلد مذہب عیلیے صد ہا گروہون مین پہیل گیا - لیکن ان کے مذہبی اخلاقی قوانین پر افلاطون کے فلسفی مسائل نے اپنا پورا پورا اثر ڈالا اور آخر کار رفتہ رفتہ وہ کل سچے اصول غتربود ہو گئے ان کی اخلاقی محلکی خوشنما عمارت کی اینٹ سے اینٹ بج گئی -

اب نبی عربی کی طرف خیال کیا جائے کہ جون ہی آپ نے دعوی نبوت کیا اور اصلاح بنی نوع کرنی شروع کی تو ہزارون مخالف اٹھہ کھڑے ہوئے اور جہانتک ان کی قوتون ان کے فاسد خیالون کی حدت نے سہارا دیا انہون نے اپنی مخالفت کو حد تک پہونچا دیا - آپ کے پیرو اول اول تو تعداد مین کم تھے آپ کے مخالفون نے بہت بہت کچھہ آپ کو سبز باغ دکھائے اور چاہا کہ آپ بت پرستی کے خلاف وعظ نہ فرمائین اور جسقدر دولت اور جس حد تک حکومت کی خواہش ہو لین لیکن وہان اس بات کا کچھ ذکر ہی نہ تھا اصلاح بنی نوع کی غرض تھی آپکا ارادہ جو شروع نبوت سے ہوا آخر تک اسی سرگرمی اور جوشیلے طریقہ سے رہا - اور آپ نے حضرت عیلیے کی طرح خلیق اور شریف وعظ فرمایا اور لوگون کو محبت خیرات اور خلق کی تعلیم دی - لیکن محمد عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی قوم مین مبعوث ہوئے تھے کہ جنکا اوڑہنا بچھونا وحشت اور جہالت تھی اور وہ وحشت کہ جسمین سے برابر خون کے قطرے ٹپکتے تھے - وہ لوگ ذرا ذرا سی بات مین بہڑک اٹھتے تھے اور برسون جدال و قتال جاری رکہنا یہہ انکے بائین ہاتہہ کا داؤن تھا - خونریزی ان کی دل لگی مین داخل تھی اور ان کی خوفناک تلوارون سے انسانی لہو کی گرم گرم بوندین ٹپکتی رہتی تہین انہین ایک دہ بار دو چار آدمیون کو قتل کر ڈالنا کچہ بات ہی نہ تھا - وہ قوم کہ جہان نہ رومیون اور یونانیون کے اس عقیدہ کی کہ روح جسم سے علیحدہ نہین ہے بلکہ اسکی ایک کیفیت ہے انہین کچہ صورت باقی تھی اور نہ ان کی اخلاقی اثر نے پہنچتے ہوئے اور سنگلاخ چٹانون سے گزر کر انہین اپنا محافظ بنایا تھا - آپ کو جب مدینون نے اپنے ہان بلایا اسوقت آپکے معتقدون کی تعداد زیادہ بڑہ گئی تھی اور آپکے پرشان اور مقدس کام مین نمایان کامیابی ہوتی چلی تھی - جب آپنے مدینون کی دعوت قبول کرلی اور آپ وہان تشریف لیگئے لوگون نے آپکو جس سرگرمی سے اپنا مجسٹریٹ بنایا اسی اولوالعزمی جوش سے اپنا روحانی معلم یا واعظ بھی تسلیم کیا آپکی قسمت انصار کے ساتھہ شیر و شکر ہو گئی - اس وقت سے اور بھی سخت مخالفت غیر اسلام کی طرف سے مسلمانون کی ہونی شروع ہو گئی تھی ہر سو دشمن کی آگ کے

شعلے بھڑکنے لگے تھے ہر مسلمان کو بھر الدوافت کا سامنا کرنے کے لئے نبی اکرم نے مستعد بنا دیا تھا ایک تنہا شہر مدینہ صد ہا گروہون کے خوفناک حملون کے جواب دینے کو آمادہ تھا۔

نہ صرف قریش ہی دہ دہ کر حملے کرتے تھے بلکہ آس پاس کی صحرائی قومین بھی قریشیون کے پہلو بہ پہلو مسلمانون کے مقابلہ مین جان دینا اپنا فرض منصبی خیال کرتی تہین ایسی ہولناک اور خونی حالتون مین ان اولو العزم اور جوشیلے اور پر عزم ہمت کی تدابیر کی ضرورت تھی کہ جو مسلمان گروہ کو اس خوفناک دہشت انگیز بلا سے بچا سکے اور ان کو اس شعلہ باری ہوئی آگ سے آنچ نہ آنے دے جب ہر قسم کی تدبیرین کی گئین اور سمجھایا گیا کہ بغیر قطرۂ خون گرائے یہہ سرکش باز آجائین لیکن ان کی سرکشی کی وہی کیفیت رہی اور وہ مسلمانون کے چھوٹے سے گروہ کے نیست و نابود کرنے کے لئے بالکل آمادہ ہوگئے تو ناچار حضرت عیسے کی طرح سے نبی اکرم نے بھی مسلمانون کو ہتیار سنبہالنے کی اجازت دی اور پھر انہون نے اپنے نبی کی سرگرمی سے اطاعت کی۔

رفتہ رفتہ شریف مہربانی اور عالی ہمتی سے تمام پریشان قومین مجتمع کی گئین اور انہین ایک سچے خدا کی پرستش پر مائل کر دیا اور ان وحشیون مین سے ہر شخص یکا موحد بنگیا۔ اور پھر دنیا پر مین جاگیا محمد عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی قوم مین مبعوث ہوئے تھے کہ جو دنیا بھر کی قومون سے تند تیز اور آتش مزاج تھی اور جن کے دلون مین سورج کی طرح سے جلتے ہوئے اور شعلہ مارتے ہوئے جوش تھے ان پر نبی اکرم نے اپنے مبارک وعظون کا ایسا زبردست اثر ڈالا کہ ان کی خونخوار فطرت بالکل پلٹ گئی اور وہ انتہا درجہ کے شریف خلیق۔ رحیم۔ ملنسار اور وفادار خادم خدا ورسول کے نکلے کہ جن کی نظیر عالم کی تاریخ کے صفحون مین نہین پائی جاتی۔ آپنے کل قومون کو شیر و شکر کر دیا وہ قومین جو صدیون سے باہم جنگ کر رہی تہین اور جن جنگون مین سوا اس کے کوئی نتیجہ نہ ہوتا تھا کہ لایق اور [illegible] آدمی مارے جائین اور بیگناہ شریف غلام بنائے جائین اور غریب کاشتکارون کی کھیتیان تباہ و برباد کی جائین اور دولتمند شریفون کا گھر لوٹا جائے۔

دو مفسر کا وہ سلسلہ قانون کہ جو جیسا کثیر المعنے تہا اسیقدر منتخب اور قلیل اللفظ تھا اور جو تیرہ صدی سے لاکھون آدمیون مین اشاعت پا رہا تھا لیکن پھر بھی انہون نے مختلف قومون مین اتفاق کی بنیاد نہ قایم کی اور وہ ہمیشہ ایک دوسرے سے جدا رہے شامیون کا مسیح والون اور [illegible] مین یہہ قانون رایج تھا اور یہ ساری قومین اس قانون سے بھی جسکی بنیاد [illegible] مسائل پر بنا بتایا جاتی ہی یہہ مذکورہ بالا قومین شیر و شکر نہ ہوسکین [illegible] پاس کی قومون کے [illegible] کے لئے ہتیار سنبہالے اور سخت خونریزی کی برسون تک زمین کے ذرون مین

خدا نے تمہین کہا ہے اب جس کے پاس ہو اٹھا لیوے اور اسیطرح جھولی بھی اور جس پاس نہین اپنے کپڑے بیچ کے تلوار خریدے لوقا کی انجیل باب ۲۲۔ آیت ۳۶۔

سفر جی جبلّی انسانی لہو کی چلکتی رہی اور فتح کرنے کے بعد کلیۃً ان قوموں پر اپنے حکمی قوانین کو
رواج دیتے رہے رومی معاہدے کرتے تھے لیکن موقع دیکھکر عہد شکنی کر ڈالتے تھے دوسری قوموں
کو جنکو وہ مفتوح کرتے تھے ہرگز آزادی نہ دی جاتی تھی۔ اور وہ غلاموں کی طرح سے اپنی زندگی بسر
کرتے تھے۔ مسیحی قوانین نے بھی گو رومیوں نے مسیحی مذہب اختیار کرلیا تھا لیکن اس نے بھی مختلف
قوموں کو ایک نہ بنا دیا اور انمین کسی قسم کا اتحاد نہ پیدا ہونے دیا۔ جنگ اسیطرح جاری رہی
اور غلامی کی بھی خوب گرم بازاری رہی اور اسیطرح معاہدے کیئے جاتے تھے اور توڑ ڈالے جاتے
تھے۔ کسی قسم کا تغیر اور تبدل رومیوں مین اس مسیحی مذہب نے اپنا نہ کیا۔ حضرت عیسے کے وہ قیمتی
مگر خلاف قانون قدرت نصایح نے جنمین حد سے زیادہ انکساری کی تعلیم کی گئی تھی مسیحی ہونے پر
بھی کچھ نمایان فرق ان کے غرور اور نفرت خیز نخوت مین نہ پیدا کیا۔ یعنے مسیحی ہونے پر بھی وہ ویسے
ہی مغرور ویسے ہی متکبر ویسے ہی خونخوار جنگجو اور ویسے ہی عہد شکن رہے۔ ان کے مظالم کے
ہاتھ بہت دور تک پھیلے ہوئے تھے انہون نے لاکھوں خون اپنے ہاتھ سے کیئے تھے اور خون ریزی
ہی گویا شاہوں کے لئے ان کے خوشنما تاج کا زیور سمجھی جاتی تھی کارتھیج والون کو رومیون نے ۲۳
برس کامل ایکبار اور ۲۴ برس کامل دوسری بار جنگ قایم رکھکر تاخت و تاراج کر ڈالا اور
سرسبز آباد شہر کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔

حال کے مورخون نے سخت تعجب کی بات ہے کہ اس نمایان فرق کی طرف سے جو اسلام اور عیسائیت
مین ہے غفلت کی ہے اور یہہ غفلت دو اصول پر مبنی ہے اول ناواقفیت پر اور دوم تعصب
یا ہٹ دھرمی پر پہلا اصول تو سمجھہ مین نہین آتا وجہ یہہ ہے کہ اس زمانہ مین جسقدر گذشتہ
حالات کی چھان بین ہوئی ہے اور ہر واقعہ جہانتک انسانی تحقیق کی پہونچ ہوسکی ہے ایسا
روشن اور صاف نظر آتا ہے کہ جیسے آفتاب دکھائی دیتا ہے مگر اس کے دیکھنے کے لئے ان
ظاہری آنکھون کی چندان ضرورت نہین ہے جتنی انصاف کی آنکھون کی حاجت ہے۔
دوسرا اصول درست اور مستحکم ہے اور وہ تعصب کی بدنما صورت ہے۔ سوال صرف یہہ ہے
کہ آیا عیسائیت نے جہان مین کیا اصلاح کی تو غالباً علم تواریخ کے ماہر بشرطیکہ وہ منصف ہون
نفی مین جواب دینگے۔ ہان اگر عیسائیت نے کیا تو یہہ کیا کہ لاکھون کو حضرت عیسے کے خلاف
تعلیم کے بیخبری کے ساتھہ کٹوا دیا ادنے سی ایک مثال یروشلم کی جہادی جنگون کی ہے
جنمین پچیس لاکھہ عیسائی مارا گیا تھا۔ پس یہہ ایک نتیجہ ہے جو ہمین عیسائیت سے دکھائی دیتا
ہے اور باقی تو کچھ معلوم نہین ہوتا۔

مذہب اور قانون ملکی مین کچھ فرق نہ رہا تھا۔ ایک بچہ جدھر سے کہ اپنی راے کی تائید دیکھتا تھا

خواہ قانونی پہلو سے یا مذہبی پہلو سے اسپر آزادی سے عملدرآمد کرتا تہا اور اس کے عملدرآمد کرنے مین صدہا بیگناہ مارے جاتے تہے - یون تو ہر شخص اپنے کو مسیحی کہتا تہا لیکن یہہ صرف برائے نام تہا حضرت عیسے کی ایک نصیحت پر بہی عمل نہ تہا - وہ گروہ کہ جنہین صدیون سے خونریزی جبلی اور ہی اسیطرح سے وہ اس وقت ناشدنی کام مین سرگرم رہے - وہ حقوق کہ جو شاہ کی طرف سے رعیت کے لئے خاص ہوتے ہین انمین زوال آنے لگا تہا اور اس زوال کو عیسائیت نے اور بہی سہارا دیا آخر یہانتک نوبت پہونچی کہ اس دولتمند ملک کو چہوڑ چہوڑ کر ریگستان اور سنگلاخ جنگلون مین اکثر بسنے لگے ہان یہہ سچ ہے کہ شعبن چرچ کے مغرب مین قائم ہونے اور رومتہ الکبری کے بشپون کے اختیارات کی افزایش اور وسیع ہونے نے مسیحین کرسچین دنیا مین ایک حد تک قومیت پیدا کر دی لیکن یہ اتحاد یا قومی یکجہتی چرچ اف روم کے پیروان ہی تک محدود تہی اور کبہی کبہی اس یکجہتی یا قومی سوجہن کا لہر یونانی عیسائیت پر بہی پہونچ پہونچ جاتا تہا - لیکن وسیع دنیا کے اور حصے اس قومی ذمہ داری سے محض معرا تہے - مذہب کیا تہا مگر زور آدمیون کے دبانے اور زیر و زبر کرنے کے لئے گویا ایک حجت قرار دیدی گئی تہی - اور ضعیف قومون کے نیست و نابود کرنے کے لئے ایک بہانہ تہا - گرجون سے خونریزی کے احکام جاری کئے جاتے تہے اور تمام جہان کی بداعمالی نے گویا اپنا مخزن گرجون ہی کو بنایا تہا - جارلس میگنی کا قتل اور اسکے لئے چرچ کا حکم جاری ہونا امریکہ کی قومون کی خونریزی اس حد تک پہونچ گئی تہی کہ جسکی کوئی انتہا سوائے خونی کنارے کے ہو سکتی تہی -

امریکہ کی قومون کے لئے چرچ کا یہہ حکم جاری کرنا کہ سب کو قتل کر ڈالو بڑا ہی سنگین اور خونخوار تہا -

چرچ نے ذرا بہی حضرت عیسے اور ان کے حواریین کے اقوال کی طرف توجہ نہین کی بلکہ ان کی آتش خیز طبیعت کی بہڑکتی ہوئی آگ پر حضرت مسیح کا آب نصیحت تیل ہوکر لگا -

پروٹیسٹنٹ مذہب کے پیدا ہونے اور عروج پکڑنے نے بہی کچھ فرق نہ پیدا کیا - ہیلم لکہتا ہے "عقوبت یا صبر و تعدی اصلاح پسند چرچون کا ایک مردہ گناہ ہے کہ وہ ہر ایک ایماندار جوشیلے آدمی کے جوش کو ظلم کے پانی سے بجہا دیتا ہے - اس کے علاوہ ایک نئی بات یہہ تہی کہ جتنی چہوٹے چرچون کی بنیاد پڑی گئی وہ سب سخت رومتہ الکبری کے چرچ کے مخالف بنتے گئے - مگر ان کا اختلاف بہت لطف کا تہا - وہ لوگ اپنے حقوق زیادہ جتانے کے لئے ایک دوسرے

۱ جب کالون نے سروی ٹس کو اپنی فاضل آرائے تثلیث کے مقدمہ مین زندہ جلوا دیا تو میلکی - کہتا ہے کہ اس کی چارون طرف خوب خوب تعریفین ہوئین اور اسپر آفرین کے نعرے بلند ہوئے تمام پروٹسٹنٹ نے اسے مبارکبادی دی -

جنگ کرتے تھے مگر الکتاب مین وہ سب متفق تھے اور وہ بات یہہ تھی کہ حضرت عیسے کے احکام کی ایک سچ بھی تعمیل نکرتا تھا کبھی بہولے سے کسی متنفس نے یعنی حضرت عیسے کے کسی قول پر عملدرآمد کرنا تو کجا عمل کرنے کا خطرہ بھی نہ گزرتا تھا - اناجیل مینبک یا دیون کے ہاتھوں مین رہتی تہین مگر ان کے مطالب کو دل مین جاننا اور ان پر چلنا صرف زبانی جمع خرچ سے ہی گھٹا ہوا تھا -

اسکے مقابل مین اسلام کی روح نے اپنا بالکل جدا اور علیحدہ اثر ڈالا اور جو رخ کہ اسنے اختیار کیا وہ بالکل نیا تھا - اور ان سے کسی قسم کا بھی میل نہ پایا جاتا تھا - نبی اکرم نے اتحاد اور یکجہتی یا قومی اتفاق کی ایسی حالت مین دعوت کی کہ تمام جہان مین تفرقہ پڑا ہوا تھا اور ہر متنفس کو نااتفاقی ہی کچھ اچھی معلوم ہونے لگی تھی - ہیے لم فاضل مصنف لکہتا ہے - "اسلام نے اپنا مذہب پیش کیا اور کہا اگر قبول اقتدار ہے عز و شرف لیکن کبھی کسیکو مجبور نہین کیا کہ یہہ مذہب جبراً اور نوعاً کرہاً قبول کرو اور اس مذہب کے قبولیت سے مفتوح اور فاتح کے حقوق بالکل ایک ہوجاتے تھے اجتک دیناجہان آباد ہوئی ہے کبھی یہہ نہین ہوا کہ فاتح اور مفتوح کے حقوق مساوی ہو جائین لیکن نبی عربی نے بالکل مساوی کر دئیے اور تفرقہ تام مطلق دور ہو گیا"

اسلام کے مذہبی اور ملکی قوانین کے بموجب ہر مذہب کو آزادی دیدی گئی کہ وہ اپنے ارکان مذہب آزادی سے ادا کرین قرآن کی یہہ آیت کہ "لا اکراہ فی الدین الخ" اس امر کی بخوبی شہادت دیتی ہے کہ ہر مذہب آزاد ہے اور ہر شخص آزاد ہے چاہے دین اسلام کو قبول کرے یا نکرے - اب سمجھنے اور انصاف کرنے کی جگہہ ہے کہ اسلام نے کس درجہ کی آزادی دی اور کیونکر اپنے کو نیکنام کیا - یہہ اسی شخص اور پاک نفس کا کام تھا کہ جسکو ایک متعصب عیسائی زہر پیئے مورخ نے "کمر ور خواب مین" لکہا ہے - کاش اگر وہ حضرت عیسے کی فطرت اور نبی اکرم کی مضبوط اور باہمت طبیعت پر انصاف نظر ڈالتا تو اسے ضعف اور قوت کا فرق کہلجاتا - ان باتون سے غالباً یہہ تو ثبوت ہو ہی گیا ہوگا کہ اسلام نے اتحاد اور قومی یکجہتی تلوار اور زبردستی سے نہین پہیلائی اور نہ اشاعت اسلام جبر سے ہوئی کیونکہ جو لوگ اسلامی تواریخ سے واقف ہین وہ خوب جانتے ہون گے کہ مسلمانون کی سلطنت مین خاص صحابہ ہی کے بابرکت زمانہ مین عیسائیون یہودیون کو کسقدر آزادی تہی اور وہ کس طرح سے اپنے مذہبی ارکان ادا کرتے تھے پھر مین نہین جانتا کہ کن پہلوؤن سے کن تواریخی واقعات کو دیکھکر یہہ حکم لگایا جاتا ہے کہ اسلام تلوار سے پہیلا - اب ہم عیسوی مذہب اور اس کی اشاعت پر نظر ڈالتے اور دیکھتے ہین کہ یہہ مذہب کیونکر دنیا مین پہیلا جب تک کہ حضرت عیسے کے مذہبی واعظ مین ضعف اور کمزوری رہی وہ ادہر ادہر چہپتے پہرتے پہرے اور اگر کہین وعظ بھی کہا تو اسکا اثر کچھ نہ ہوا لیکن جب ان مین قوت آگئی اور لوگون کو لالچ دے دے کر انہون نے ایک جمعیت

الٰہی کری تو پہر انہون نے اپنے مذہب کا بڑا اصول جبر و تعدی اور قتل و غارت کو قرار دیا - اور یہودیون کی طرح سے وہ بہی انسانی گرم لہو مین اپنی تلوارین رنگنے لگے - قسطنطین کے وقت مین پادریون کو فوجداری کے اختیارات عطا کر دئے گئے تہے اور انہین اختیار دیدیا تہا کہ چاہے جیسا سیاہ سفید کرین انہین اسکا مجاز ہے پہر جو یہودیون - لامذہبون اور بت پرستون کے گلون پر پادریون نے چہریان پہیرنی شروع کین ایک دم جم گیا نئے نئے مظالم کی ایجاد ہوتی تہی اور انکی مشق بیگناہ یہودیون اور بت پرستون پر کی جاتی تہی - وہ کہلم کہلا انہین معمولی اور خفیف جرائم مین سزائے موت دیدیتے مگر کوئی پرسان حال نہ تہا - ہر قسم کی غیر رحیمانہ برتاؤ سے ان کا دم ناک مین کیا جاتا تہا - بآسانی ان کا گہر لوٹ لینا اور بال بچون کو زندہ جلوا دینا پادریون کے آگے کچہ بات ہی نہ تہی - ان کے گروہ کے گروہ صرف اس جرم مین کہ یہہ عیسائی نہین ہین جلا دئے جاتے تہے اسپر بہی تیز اور تند آگ مین نہین بلکہ دہیمی آگ مین تاکہ تڑپ تڑپ کر ان کی جان نکلے اور وہ سمجہین کہ عیسائیت نہ قبول کرنا یہہ نتیجہ پیدا کرتا ہے -

چرچون نے ہزارون خاندان بت پرستون اور یہودیون کے تباہ کر دئے جب انہون نے دیکہا کہ ہم روز مرہ چرچون کے ہیبت چڑہے جاتے ہین تو ناچار انہون نے اپنے کو مسیحی مشہور کر دیا - اس کے مقابل مین جب نبی عربی نے بڑی دقت کے بعد مکہ مین داخل ہوئے اور بتون کو توڑ ڈالا تو یون بتون کا توڑنا غصہ اور طیش سے نہ تہا بلکہ رحم کی غرض سے تہا چنانچہ نبی اکرم نے یہہ فرمایا تہا جب آپ کعبہ مین سے بتون کو نکلوا رہے تہے تاریکی جاتی رہی اور سچائی کا نور چمک گیا - وہ لوگ کہ جو مدت سے ستا رہے تہے اور جن کے سبب سے نبی عربی کو اپنا وطن مالوفہ چہوڑنا پڑا تہا اور جنہون نے اپنی ساری قوتین مخالفت مین آزمائی تہین ان کو بہی ایسی حالت مین کہ نبی کو پوری قوت حاصل ہو چکی تہی کچہ نہ کہا نہ ان کا اسباب لوٹا اور نہ ان مین سے کسی ایک جان کا ہی ضرر کیا - اگر نبی چاہتے تو سبکو قتل کر ڈالتے یا ان کو زبردستی مسلمان ہو جانے کے لئے کہا جاتا - مگر ایک حرف سوائے معافی کے نہ کہا گیا -

نبی عربی نے کبہی صرف مظلوم ضعیف خوار خستہ شکستہ حال اقوام کو اپنی طرف خدائے واحد کی پرستش کرنے کے لئے نہین بلایا بلکہ تمام دنیا کی بڑی بڑی قومون اور شاہانہ سلطنتون کی دعوت اسلام کی اور اس خدائے واحد کی پرستش کے لئے بلایا کہ جو سب سے زیادہ قوی اور تمام جہانون کا پیدا کرنے والا ہے اور جسکے حیطۂ قدرت مین سب کچہ ہے - آپ نے تمام مفتوحہ قومون کو محض آزادی بخشدی صرف ایک برائے نام خراج ان سے مقرر کر لیا اور یہہ برائے نام خراج اپنی اس حفاظت کے بدلہ مین لیا جاتا تہا جو مسلمان اپنے مال اور اپنی جانون سے کرتے تہے - جہان انہون نے خراج یا جزیہ مقرر کر لیا پہر وہ آزادی اپنے مذہب کے تمام ارکان کو بخوبی ادا کرتے تہے اور اسلامی قوانین کے بموجب

کوئی آنکھ بھر کر بھی نہ دیکھ سکتا تھا - جو کچھ ہمین لکھنا تھا ہم نبی عربی اور حضرت عیسےٰ کی نسبت
لکھ چکے اب ہم انصاف پسند طبائع کے لئے اس مضمون کو چھوڑتے ہین - جو فرمان کہ نبی عربی کا پادریون
اور ان کے گرجون کی نسبت جاری ہوا تھا وہ صرف یہہ تھا کہ ہر پادری اپنے ان ہی حقوق کے ساتھ
جو اس کو پہلے سے حاصل ہین اپنے گرجہ مین بخوشی و آزادی اپنی زندگی بسر کر سکتا ہے - ان کو کوئی
آنکھ بھر کر نہ دیکھے بلکہ ان کے جانورون تک کی حفاظت کرے اور حتی الوسع ان کے آرام دہی کی کوشش
کرے - میور صاحب اپنی کتاب لائف آف محمد جلد ۲ صفحہ ۲۰۹ مین تحریر کرتے ہین - کہ محمد کا مذہب جبر و ستم
سے بہت دور تھا اس نے بار بار صاف صاف کہدیا تھا جس بات سے تم واقف نہین ہو اس مین کیون
جھگڑتے ہو نیک کام کرنے کی کوشش کرو جب تم خدا کے پاس واپس جاؤ گے جو اعمال تم نے نیک و بد
کئے ہین وہ خود ان کی بابت تم سے دریافت کریگا - اب ہم پھر نبی عربی کی مغازی کی طرف ذرا سی
توجہ مبذول کرتے ہین - یہہ ہمین بخوبی معلوم ہو چکا ہے کہ نبی اور اس کے متعدد معتقدون پر بت
پرستون نے تمام وحشی اقوام کے معمول پر جب مظالم شدید توڑے تو وہ ناچار اپنی حفاظت کے
لئے مجبور ہوئے - غزوہ موتہ اور غزوہ تبوک کا ہماری پیش نظر ہے جسمین سلطنت غیر سے جنگ کرنے
کے لئے مسلمانون نے ہتیار سنبھالے تھے اور جنگ کی وجہ یہہ تھی کہ یونانیون نے اسلامی ایلچی کو بیگناہ
قتل کر ڈالا تھا - اب مین سوال کرتا ہون کہ آجکل اگر کسی سلطنت مین ایلچی قتل کر ڈالا جائے اور وہ
سلطنت پھر کچھ جواب ہی نہ دے تو اس کے مقابلہ مین دوسری سلطنت اپنے سفیر یا ایلچی کا
انتقام لینے کے لئے شمشیر بدست ہوگی یا نہین قطعی ہوگی تو پھر مسلمانون پر شمشیر بدست ہونیکا الزام ناحق
قایم کیا جاتا ہے ان کے بیگناہ ایلچی کو یونانیون نے قتل کر ڈالا جب مسلمانون نے یونانیون کے مقابلہ
مین ہتیار اٹھائے تو مشرقی عیسائیون نے یونانیون کی مدد کی اب مسلمانون کو ضرور ہوا کہ وہ مشرقی
عیسائیون کی بھی کان گوشی کرین اگر مشرقی عیسائیون کو ان کی مددگاری کی مسلمان سزا نہ دیتے
تو اتنی شہرت مسلمانون کی اسبارہ مین نہوتی کہ انہون نے اپنے دین کی اشاعت تلوار کے ذریعہ
کی غزوہ موتہ انقطاعی جنگ تھی اور میدان تبوک نے تو ہرقل کی مجتمع فوجون کو پراگندہ ہی کر دیا
تھا اور اسی لحاظ سے بھی حدود مین زلزلہ محسوس ہونے لگا تھا - مگر پھر بھی نبی اکرم کے زمانہ مین بہت
ایلچی کے قتل کی چوری فراموش کی گئی - آپ کے صحابہ نے اس بیغیرتی کو اپنے دل سے نسیاً منسیاً نہ
دیا اور آخر کار انہون نے اپنی ایک بڑی بہادر لشکر سے بھرپور انتقام لیلیا - یونان کو
وحشت نے مجبور کیا - مسلمانون کو بھی دنیا سے جنگ کرنے کے لئے آمادہ کیا - قسطنطنیہ کے تخت
کی طرف سے مختلف صوبون مین جو گورنر مقرر تھے وہ مسلمانون کو بیطور ستاتے تھے اسلئے کہ ہر
گھڑی وہ اپنے بھائیون کا انتقام لینے کے لئے آمادہ ہوتے تھے اور آخر عیسائیون کے متواتر

ان کی سلطنت کو مسلمانون نے ہڑپ کر لیا - مین ان حکمران سلاطین کا ذکر نہ کرونگا کہ جنہون
نے محض اپنی سلطنت کے وسعت دینے کے لئے دوسری مسیحی سلطنتون پر لشکر کشی کی کیونکہ
اس قسم کے حکمران عیسائیون کے ہان بھی بہت ہو چکے ہین اور اب موجود ہین - بلکہ مین اس موقع
پر اپنے کو نبی اکرم اور آپ کے صحابہ یا خلفا تک محدود کرنا چاہتا ہون نبی اکرم کی جو وصیت تھی اسکا
یہہ اثر تھا کہ ہر صحابی دوسرون سے یہہ کہا کرتا تھا - (فتح کرنے کے بعد) یا تم ہم سے دشمنی کرنی چھوڑ دو
ہم تمہارے ساتھہ رواداری کرینگے یا تم خراج ادا کرو ہم تمہارے کل حقوق کی نگہداشت بطرز
احسن کرینگے یا تم ہمارا مذہب قبول کر لو اور پھر تم ان حقوق سے مشرف ہوگئے کہ جو ہمین حاصل ہین وہ
جنگی آیتین کہ کلام مجید کی ہم اوپر نقل کر آئے ہین ان سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم نے قوانین جنگ
کی بنیاد کن دانا اور عاقلانہ منصفانہ اصول پر رکھی تھی - مین دلیری سے اس امر کا حکم لینے کی جرات
کرتا ہون کہ جو کچھ آزادی مسلمانون کی سلطنت مین عیسائیون کو تھی اور اسپر بھی یہہ اپنی محسن گور
نمنٹ سے بغاوت کے نئے نئے سامان بہم پہونچاتے تھے اور جن کی حفاظت مین انہین آزادی
امن حاصل تھا ان ہی کی تخریب کی تدبیرین کرتے تھے اس کے حالات ایسے خوفناک اور شرم
ناک ہین کہ شریف عیسائی کبھی ان کا سننا بھی برداشت نکریگا مین مختصر طور پر چند عیسائی شہدا
کا حال انگریزی تاریخ ہی سے نقل کرتا ہون جس سے بخوبی کھل جائیگا کہ مسلمان اپنی مسیحی رعایا
کی کتنی خاطر و مدارات کرتے تھے اور وہ ان کو کیسی کیسی تکلیفین دیتے اور سلطنت کو پلٹ دینے
کی ناقابل شرم تدبیرین کرتے تھے جب عبدالرحمن ثانی خلیفہ اندلس کا دربار نئے نئے کہانون اور
سیر کی باتون کے مختلف اوضاع کی تراش مین مصروف تھا سلطان کی رعایا مین سے خاص
قرطبہ ہی مین بہت سے لوگ ایسے تھے جو زیادہ عمیق خیالات مین ڈوبے ہوئے تھے کسی بیرونی
دشمن سے سلطنت اسلامیہ کے امن مین خلل پڑنے کا خطرہ نہ تھا عبدالرحمن ثانی نے جو کسی طرح جبر
ذاتی دلیری اور فوجی نمود کے اشتیاق سے معرا نہ تھا کئی مرتبہ کامیابی کے ساتھہ شمال کے نصرانیون کو
ان کی بدکرداری اور عہد شکنی کی سزا دینے کے لئے فوجکشی کی جو لوئی ڈیمونٹ کی رو سے برابر سرحد
پر چھیڑ چھاڑ مچا رہے تھے یہہ چھوٹی چھوٹی مہمین ایسی سنگین نہ تھین کہ اسلامی حکومت کی استواری
مین خلل ڈالتین ایسے انتشار ہمیشہ اندرون سلطنت ہی سے پیدا ہوا کرتے تھے اس مرتبہ قرطبہ کے
ایک چھوٹے نصرانی گروہ کے خود داعی سے تشدد لاحق ہوا ہیت سے عیسائیون کو اپنے مذہب کی
بابت تردد دینے کی کوئی خواہش نہ تھی ان سے اچھا برتاؤ ہوتا تھا وہ جسطرح چاہے رہتے فرمانروایان
ملک ان سے کچھہ روک ٹوک نہ کرتے اور دولتمند ہو جانے کے واسطے پوری آزادی رکھتے تھے - اس سے
زیادہ اور کیا خواہش ہو سکتی تھی بجز اس کے کہ اپنی یہہ ذاتی سلطنت حاصل کرین ؟ اور چونکہ یہہ

اسوقت ناممکن تہا وہ سکونت پر قانع رہنے اور اپنے رحیم اور رعایا پرور حاکمون کی بابرکت حکومت سے فائدہ اٹہاتے یہہ کیفیت اندلس مین عام طور پر تہی مگر جا بجا حریص اور جنون زدہ اولوالعزم لوگ بہی تہے جو کفار (مسلمانون سے غرض ہے) کی حکومت کی نرمی اور ملائمت سے بہی خشمناک تہے انہون نے اپنے کلیسا کی قوت اور خوشحالی کو یاد کیا اور یاد رہی اپنی نفرت کو مسلمانون کی جانب روک نہ سکے جنہون نے ان کی حکومت ان سے چہین لی تہی اور بجائے مذہب کے اپنا دین جاری کر دیا تہا مسلمانون کی نرمی ہی نے ایسے پرجوش لوگون کو برہم کر دیا انہون نے اسکو پسند کیا کہ پرانے بزرگان دین کی طرح ایذا اٹہائین اور ان کو شربت شہادت پینے کا شوق چرایا۔ اور وہ مسلمانون پر اسلئے ناراض ہوئے کہ مسلمان ان کو راہ خدا کے لئے ایذا نہین پہونچاتے تاکہ ان کو نجات حاصل ہو اسیوجہ سے مسلمانون کو علانیہ خوش گزران اور عیاش منش نفاست سے بالخصوص نفرت پیدا ہوئی اور ان لوگون نے ان کی خوش باشی نغمہ وسرود علم وفضل پر تنفر کرنا شروع کیا ان کی رائے کے موافق دینداری حیات مستعار کا یہہ مقصود تہا کہ کوڑون کی چوٹ اور گرسنگی کے ساتہہ بسر ہو اور استغفار اور اقرار عصیان کیا جائے مصیبت وتکلیف کے ذریعہ سے تصفیہ وتزکیہ ہو جسم کی تباہی اور روح کی صفائی کی جائے غرض کہ یہہ صورت جو پیدا ہوئی وہ رعایا مین سناسیون کی سی عیسائیت تہی اور بجائے بے پروائی کے جو اسپین کی عیسائیت کی خاص کیفیت تہی اب دفعتہً ایک جوش درجہ شہادت حاصل کرنے کے لئے پیدا ہوا۔

افسوس ہے کہ اچہے لوگون نے اپنی اور اورون کی جانین محض خیالی باتون کے لئے تلف کین اندلس کی خودکشیان اس سے زیادہ سمجہداری یا سچی دینداری کی نہ تہین جیسی تعل کے کا ہنون کی جو اپنے کو چاقون سے ہلاک کرتے تہے یا ہندوستان کے سناسیون سے جو اپنی ہتیلیون مین کیلین ٹہونکتے ہین یہہ امر کہ اسپین کے "شہدا" ایک اچہے کام کے لئے مجنون تہے ان کو کچہہ کم دیوانہ ثابت نہین کرتا عیسائیت اپنے معتقدون کو یہہ نہین سکہاتی کہ اپنی جانون کو دیدہ ودانستہ ہلاکت مین ڈالو محض اس اشتیاق کے لئے کہ تم ستائے اور قتل کئے جاؤ یہہ بات نہ تہی کہ گویا عیسائیون پر ظلم ہوتا تہا یا ان کے ادائے رسوم مذہبی مین دست اندازی ہوتی تہی اور یہہ بات نہ تہی کہ مسلمان عیسائیت سے ناواقف تہے اور ان کو اس کی تلقین کی ضرورت تہی وہ انجیل کو بہت سے عیسائیون کی بہ نسبت زیادہ اچہی طرح جانتے تہے اور حضرت عیسےٰ کا نام بغیر علیہ السلام کے لگائے ہوئے کبہی نہ لیتے تہے اسلام مسیح کی نبوت کا پورا اقرار کرتا ہے اور ان کی جانب ادب کا برتاؤ بدرجہ طور پر سکہاتا ہے مسلمان عیسائیت سے ناواقف نہ تہے بلکہ وہ اپنے مذہب کو ترجیح دیتے تہے اور چونکہ انہون نے عیسائیون کو ان کے مذہب قائم رہنے دیا

عیسائیون کو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ ایذا رسیدہ و بیندا دین کی بہادرانہ روش خواہ مخواہ اختیار کرین سچ تو یہہ ہے کہ شہید ہو جانے کی کوئی معقول وجہ نہ تھی - کیونکہ عیسائیون کی پوری آزادی ان کے معاملات مذہبی مین تھی وہ بلا روک ٹوک دعوت و تلقین اپنے دین کی کرسکتے تھے ان کو کوئی واجبی بنیاد تکلیف دئے جانے کی نہ مل سکتی تھی بجز اس کے کہ وہ انجیل سے خود گریز کرین - اور حضرت مسیح کی اس نصیحت کو منسوخ کر دین "کہ اپنے دشمنون سے محبت کرو ان لوگون سے نیکی کرو جو تم سے نفرت کرتے ہین اور ان کے لیئے دعا کرو جو تم پر لعن طعن کرتے اور ستاتے ہین" عیسائیون پر کوئی بھی لعن طعن نہ کرتا تھا نہ کوئی ان کو ستاتا تھا - بیشتر عیسائیون کو کوئی تکلیف نہ دیتا اور گو گلی کوچون کے چھوٹے چھوٹے بچے اور عوام لوگ کبھی کبھی پادریون کو چڑاتے لیکن اعلی درجہ کے مسلمان کبھی ان کے شریک نہوتے - تاہم عیسائیون نے اپنے ان نرم دل دشمنون سے محبت کرنے کی ایسی کم کوشش کی کہ انہون نے اپنے رستہ سے تجاوز کیا اور محض اس ارادہ سے کہ تکلیف پاکر شہید ہو جاوین مسلمانون کو گالیان دینا اور ان کے مذہب کی توہین کرنا شروع کیا مسلمانون کے ملک مین مشہور و معروف قانون ہے کہ جو شخص ان کے نبی یا ان کے مذہب کی توہین کرے اسکو مار ڈالنا چاہیئے یہ ایک سخت اور وحشی قانون ہے مگر دنیا مین اس سے بھی بدتر اصول کی تعمیل سمتھ فیلڈ آف آکسفورڈ کی پھانسیون پر اس زمانہ کی مدت بعد دیکھی مین جسکا ہم ذکر کر رہے ہین عمداً بیسبب جھگڑا پیدا کرنا اور دوسرے کے دین کی ضرر رسانی یا توہین کرنا عیسائیون کا کام نہین ہے کسی قانون کی دیدہ دانستہ خلاف ورزی کرنا جسکی پاداشس مین سزائے موت مقرر ہے شہادت نہین بلکہ خودکشی ہے اور ہمکو جس قسم کا ترس ان شہدائے قرطبہ پر آتا ہے وہ ویسا ہی ہے جیسا کسی مجنون پر ہونا چاہیئے یہہ لوگ جو مارے گئے در اصل شہدائے جنون تھے اور ان کی قسمت ایسی ہی قابل افسوس ہے کہ گویا وہ در اصل شہید دین و ایمان تھے -

ان خودکشیون کا بڑا سبب یولوجیس ایک پادری تھا جو قرطبہ کے ایک پرانے خاندان کا شخص تھا اور یہہ خاندان ہمیشہ سے اپنے غلوئے نصرانیت کے لئے مشہور تھا یولوجیس نے بہت سال عبادت روزہ داری رہبانیت اور نفس کشی مین صرف کئے تھے اور اپنے کو از خود رفتگی کی ایسی حالت تک پہونچا دیا تھا کہ جس سے انسان بے راہ مگر دلیرانہ زہد و تقوی کے افعال کرتا ہے اسکو دنیا سے کچھ تعلق باقی نرہا تھا نہ اپنی ذات کے واسطے کچھ خیال تھا نہ کوئی ذاتی ہوس تھی اسکا اصل مقصود یہہ تھا کہ مسلمانون کے مذہب پر طعن و تشنیع کرے اور اپنے ہم مذہبون مین بلند خیال زہد و تقوی کا جوش پیدا کرے اسنے اسکو الورو نام ایک دولتمند نوجوان قرطبہ اور چند جوشیلے کاہنون منکون عورتون اور دنیادارون کی مدد تھی منجملہ ان اشخاص کے جو نوجوان تقدس مآب پادری کے ہم خیال تھے ایک خوب صورت

لڑکی فلورا نام تہی - وہ دوغلی نسل سے تہی یعنے اس کا باپ مسلمان اور مان عیسائی تہی اور اس
کی مان نے خفیہ طور پر اسکی تربیت بعقاید عیسوی کی تہی بہت سال تک فلورا ظاہر اسباب مسلمان
رہی مگر آخر کار اسی قسم کی خودکشی کے جوش سے جس نے یولوجیس کو برافروختہ کر رکہا تہا اور جو اسی
اس قسم کے فقرات انجیل سے پیدا ہوا تہا جیسا کہ یہہ ہے یعنے "جو شخص میرا انکار لوگون کے سامنے
کریگا اس کا انکار مین اپنے باپ کے سامنے کرونگا جو آسمان پر ہے" وہ اپنے بہائی کے گہر سے بہاگ
گئی (کیونکہ اس کا باپ فوت ہوچکا تہا) اور عیسائیون مین جا کر پناہ لی اُس کے بہائی نے جو مسلمان
تہا اسکی بیفائدہ تلاش کی بہت سے پادری اس الزام پر قید کر دیے گئے کہ وہ اس کے بہگا لیجانے مین
شریک تہے اور فلورا یہہ خیال کر کے کہ اس کے قصور کی وجہ سے دوسرون کو سزا ہونا مناسب نہین اپنے
مکان کو واپس آئی اور دین عیسوی کی صداقت کا اقرار کیا -

اسکے بہائی نے ہر طرح کی تدبیر کی کہ وہ اپنے دین پر واپس آئے اور بالآخر اس کے انکار پر غضبناک
ہوکر اسکو قاضی کے سامنے مرتد ہونے کا الزام لگا کر پیش کیا - مسلمان کی اولاد گو مان نصرانی ہو مطابق
شریعت محمدی کے مسلمان پیدا ہوتی ہے اور ارتداد کے واسطے سزائے موت مقرر ہے - اسوقت ملک
ٹرکی مین یہہ قانون جاری ہے گو پچہلے چالیس برس سے یہہ قرار دیا گیا ہے کہ وہ اثر پذیر نہ کیا جاوے
پس ہمکو امید کرنا چاہیئے کہ ایک ہزار برس پہلے اس سے بہی کم رعایت مرتدون کے واسطے ہوتی
ہوگی تاہم قاضی نے جس کے سامنے فلورا پیش کی گئی اسپر رحم کیا اس نے اسکو سزائے موت نہ دی
جیسا کہ قانوناً اسپر لازم تہا نہ اس کو قید کیا بلکہ اسکو سخت زد و کوب کرایا اور اس کے بہائی سے
کہا کہ اسکو گہر لیجا کر دین اسلام کی تلقین کرے مگر وہ پہر بہاگ گئی اور اس نے چند عیسائی دوستون
کے ہان پناہ لی اور یہان اول مرتبہ اس سے یولوجیس سے ملاقات ہوئی جسکو اس خوبصورت
اور بدنصیب جوان زاہدہ کی جانب پاک و صاف محبت پیدا ہوئی جیسے فرشتون کو ایک دوسرے
کی جانب ہوسکتی ہے اسکے خیال علوی تقدس زہد و تقوی اور دلیری نے اسکو یولوجیس کی
آنکہون مین ولی کے طور پر دکہلایا اور اس نے چہہ برس بعد اپنی اور اسکی پہلی ملاقات کا تذکرہ ان
الفاظ سے کیا - "مقدس بہن تم نے اپنی گردن پر کوڑون کے داغ مجکو دکہلائے جن کے اوپر کی
لہرانے والی خوبصورت زلفین تراش لی گئی تہین یہہ اس وجہ سے تہا کہ تم مجکو مرشد اور روحانی
باپ سمجہتی تہین اور مجکو اپنی طرح پاک اور صاف خیال کرتی تہین بہت نرمی سے اپنا ہاتہ تمہارے
زخمون پر رکہا اور اگر مجہسے ہوسکتا تو مین ان کو اپنے لبون سے چاٹ کر چنگا کرتا جب مین تم سے
جدا ہوا میری یہہ حالت تہی جیسے کوئی شخص خواب مین چل رہا ہو اور مین پیہم آہ و نالہ کرتا تہا -

شعر - ز دیدہ رفتی و مردم ہمان نفس فریاد کہ بے تو مردم و آنگہ چنین باسانی ہے

فلورا اور ایک بہن جو اسکے جوش مذہبی مین شریک تہی ایک محفوظ مقام پر پوشیدہ کی گئی۔ اور یولوجیس نے پہر کچہہ عرصہ تک اسے نہ دیکہا۔

اسی اثنا مین قرطبہ کے عیسائیون کا جوش بار آور ہو رہا تہا ایک بیوقوف پادری پر فکٹس نے دین اسلام کی توہین کی اور نبی اکرم کی شان مین ہزارہا مسلمانون کے سامنے گستاخانہ کلمات کہے آخر وہ عید الفطر کے روز پہانسی دیا گیا جب تمام دنیا ماہ صیام کے اختتام پر خوشی اور خرمی کر رہی تہی مسلمان مرد اور عورتون نے اسی تہوار کے روز اور بہی زیادہ خوشی منائی اور توہین کنندہ پادری کے پہانسی پانے کے مضمون نے ایک اور جوش ان لوگون مین پیدا کیا۔ جو سڑکون پر جمع تہے اور دریا مین کشتیان چلاتے تہے اور شہر کے باہر میدانون مین کہیل رہے تہے۔ بدنصیب پادری نے دلیری سے جان دی اور تا دم واپسین مسلمانون کے نرغہ مین ان کے مذہب کی توہین کرتے گیا بشپ قرطبہ نے معہ ایک گروہ کاہنون اور مریدون کے اسکی لاش کو اٹہایا اور اسکو سینٹ اسس کلس ایک شہید متبرک کے ساتہہ اس گرجہ مین دفن کیا جہان کا وہ پیشوا تہا اسکو ولی قرار دیا اسی روز شام کو دو مسلمان ڈوب گئے اور یہہ پرفکٹس کے قاتلون پر غضب آسمانی سمجہا گیا۔ نصر حبشی غلام جو مہتمم پہانسی کا تہا اسی سال فوت ہوگیا اور عیسائیون نے خرمندی سے کہا کہ پرفکٹس اسکی پیشین گوئی کر گیا تہا۔ اور یہہ دوسرا غضب سماوی تہا اس کے بعد ایک پادری آئزک (اسحاق) نامی قاضی کے پاس گیا اور دین اسلام قبول کرنے کی خواہش ظاہر کی مگر جب قاضی عقائد اسلام بتا چکا تو یہہ شخص صاف کالے ناگ کیطرح پلٹا کہا گیا اور مذہب اسلام کی نہایت مکروہ الفاظ مین توہین کرنے لگا۔

کچہہ تعجب کی بات نہین ہے کہ قاضی نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور کہا کہ "کیا تو نہین جانتا کہ ہماری شرع مین حکم ہے کہ اس شخص کو جو تیری طرح گفتگو کرے سزائے موت دینا چاہئے" پادری نے جواب دیا مین جانتا ہون مجکو سزائے موت دے مین اسکا طالب ہون کیونکہ مین جانتا ہون کہ خدا نے کہا ہے "بابرگزیدہ مین وہ لوگ جو نیکی کے واسطے ایذا پائین اور سلطنت آسمان کی ان ہی کے لئے ہے"۔ قاضی کو اسکی حالت پر افسوس آیا اور اسنے سلطان سے درخواست کی کہ اسکی خطا پر چشم پوشی کی جائے مگر کچہہ فائدہ نہوا اسلئے کہ سلطان کے معاف کرنے پر بہی وہ اپنی ہرزہ درائی سے باز نہین آیا آخر اسکا سر کاٹا گیا اور وہ ولی قرار دیا گیا۔ اور یہہ بطور قطعی ثابت کیا گیا کہ اس نے بہت سی کرامتین دکہائی تہین نہ صرف اپنے بچپن سے بلکہ پیدا ہونے کے قبل ہی۔

اسی اثنا مین پادری یولوجیس کے ایک شاگرد نے جو سلطان کے گارد مین تہا پیغمبر عرب کی جانب کلمات توہین استعمال کئے اور اسکی پاداش مین اسکا سر قلم کیا گیا دوسرے اتوار کو چہہ پادری جو فاقہ کے باعث دوڑے ہوئے آئے اور چلانے لگے کہ ہم بہی وہی کہتے ہین جو ہمارے مقدس بہائیون اسحاق

اور سانکو نے کہا ہے ”اور اسکے بعد کلمات کفر بکنے لگے اور یہہ کہنے لگے کہ ہم سے پیغمبر عرب کا بدلا لو اور اپنی تمام وحشیانہ سختی ہمارے اوپر کرو“ ان کی بہی اپنے بہائیون کی سی خوش قسمت ہوئی یعنے ان کے بہی سر کاٹے گئے اور ان کے بعد مین اور پادری جنہین اپنی جان کہونیکا مرض متعدی پیدا ہوا تہا دیوانہ وار جلاد کی طرف دوڑے کہ ان کا سر تن سے جدا کرے اسیطرح پر ۸۵۱ء کے موسم گرما مین دو مہینے سے کم عرصہ مین گیارہ شخص قتل ہوئے۔

بیشتر گروہ نصاری کے اپنے بہائیون کے اس ناسمجہی کے جوش پر بددل تہے یہہ فراموش نہ کرنا چاہیے کہ اہالیان اسپین اب تک مذہبی جوش کے لیے مشہور نہ تہے ان کا مذہب ان پر بہت تہوڑا اثر رکہتا تہا اور ان کی اسقدر تعداد کثیر نے اسلام قبول کیا تہا کہ دونو مذہب اور دونو قوم زیادہ تر دوستانہ رشتہ مراسم سے منسلک تہے نصرانیون نے اپنی پرانی لاطینی زبان اور علم ادب سے نفرت کرنا شروع کر دیا تہا انہون نے عربی پڑہنا شروع کی اور بہت جلد اسکو ویسے ہی عمدہ طور پر لکہنے لگے جیسے خود عرب لکہتے تہے خود یولوجیس پادری اس انقلاب پر افسوس کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ نصرانی عربی نظم اور افسانون مین لطف پاتے ہین بجائے اسکے کہ انجیل مقدس اور پادریون کی تصانیف سے حظ حاصل کرین نوعمر لوگ وہ صرف عربی جانتے ہین وہ مسلمانون کی کتابون کو بہت شوق سے پڑہتے ہین ان سے بڑے بڑے کتب خانے بہرتے ہین اور ان کو دلپسند اور حیرت انگیز سمجہتے ہین اور مشکل سے ہزار مین ایک شخص صاف لاطینی مین خط لکہ سکتا ہے مگر وہ عربی کے عمدہ اشعار نظم کر لیتے ہین اصل یہہ ہے کہ عیسائیون نے عربی نظم اور ناول کو گرجا کے پادریون کی تصانیف کی نسبت زیادہ دلچسپ پایا انہین عربیت روز بروز بڑہتی جاتی تہی وہ زیادہ مہذب زیادہ نفیس مزاج اور تفریق مذہب سے بے پروا ہوتے جاتے تہے وہ مسلمانون کے بہت مشکور تہے کہ مسلمان انسے بہت عمدہ برتاؤ کرتے تہے اور مخالفت فوری جو ان کے بہائی بندون نے ظاہر کی اس سے انکو حیرت ہوئی اور سکتہ سا ہو گیا انہون نے بہائی بندون پر انکے تنزل کی بیہودگی ثابت کرکے گفتگو طرفانکو بہانا چاہا انہون نے بحث کی اور یاد دلایا کہ دیکہو مسلمان عیسائیون کے ساتہ کیسا مناسب برتاؤ کرتے ہین اور انجیل مقدس کی عاقبت جو تلقین اور حواری کے الفاظ کی طرف مائل کرتے ہین ”بدگو کبہی سلطنت آسمانی مین داخل ہوگا“ اور انسے کہا کہ دیکہو مسلمان ان موتون کو بیچینی سے نہین دیکہتے کیونکہ وہ کہتے ہین کہ اگر تمہارا مذہب سچا ہوتا تو خدا اپنے شہدا کا بدلہ لیتا معمولی قسم کے عمدہ عیسائیون نے جو نیکی اور بدی کے روحانی عظمت کے زور کو نہ جانتے تہے اور اپنے ہمسایون کی جانب اپنا فرض ادا کرتے تہے اور اپنے سادہ طریقہ سے عبادت کرتے تہے ان جوشیلے لوگون کو بہت کچہہ روکا مگر فائدہ نہوا انہون نے سمجہا کہ یہہ متواتر بدگوئیان اور اسکے بعد عاجلانہ سزادہی کا انجام یہہ ہوگا کہ مسلمان

عیسائیون کو فی الواقع ستانے لگین گے برخلاف اس کے پادری یولوجیس جس نے ان کے اعتراضات کا جواب انجیل اور افعال حوارئین سے دینا اپنے ذمہ لیا ایسے ہی نتیجہ کا خواہشمند تھا در پرجوش لوگ بھی آتش ایذا سے زیادہ اور کچھہ نہ چاہتے تھے حکام مذہبی جنپر اثر متوسط مزاج وگون کا تھا اور نیز اسلامی گورنمنٹ جوش بغاوت کو بلا سزا دئے ہوئے عرصہ تک قایم رہنا گوارا نکر سکتی تھی پادریون نے بصدر نشینی اشبیلیہ کے سردار پادری کے جلسہ منعقد کیا اور گو وہ پہلی شہادتون کو ناجائز قرار نہ دیسکے اسواسطے کہ گرجا نے جان دینے والون کو داخل فہرست شہدا کر لیا تہا تاہم انہون نے یہہ فتوی دیا کہ اس قسم کا اب کوئی فعل نہ کیا جائے اور بتعمیل اس فتوی کے پرجوش حامیان مذہب کے سرغناؤن کو قید کر دیا یہان پادری یولوجیس اور فلورا سے پہر ملاقات ہوئی – فلورا ایک روز گرجا مین بہت عجز و الحاح سے عبادت کر رہی تہی کہ اس نے اپنے قریب ایک اور عابدہ کو دیکہا جو بہن پادری اسحق کی تہی جو پہلے ،، شہدا ،، مین سے تہا میری (اسحق کی بہن) نے سلطنت آسمانی مین اپنے بہائی سے ملنا چاہا اور فلورا نے بہی اسکے ہمراہ جانیکا ارادہ کیا دونون قاضی کے سامنے گئین اور مذہب اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف کلمات بے ادب استعمال کر کے قاضی کے غصہ کو برانگیختہ کرنے کی بہت کوشش کی دونون جوان اور خوبصورت لڑکیان جو صدق دل سے اس اصول مذہب عیسوی ما رہین پر عملہ جوئی اور انسان کی طرف نیکی پابند تہین مخبر شیطان وہ (قاضی) کے روبرو ناپاک کلمات توہین ادا کر رہی تہین — اور اس کے دین کو کارستیطان وہ بتا رہی تہین مگر رحمدل قاضی آسانی سے غیظ و غضب مین آجانے والا نہ تہا وہ عیسائیون کے اس بیہودہ جنون سے بالکل تہک گیا تہا اور کئی مرتبہ جب لوگون نے اپنے کو پنجہ موت مین ڈالا بسنی ہی بہرا بنگیا تہا کہ گویا اس نے سنا ہی نہین اسکو ان دونو لڑکیون پر رحم آیا اور سمجہنے چاہا کہ وہ بیوقوف ہین مگر اس نے ان کو رغبت دلائی کہ جو کچہہ انہون نے زبان سے کہا ہے اس سے باز آئین اور خاموش ہو جائین کہ گویا قاضی نے کچہہ نہین سنا مگر وہ اپنے قول پر قایم رہین اور قاضی نے ان کو مجبورا قید کر دیا —

یہان اس لمبی قید مین دونو عورتین بددل ہوگئین اور اپنے کو ہلاک کرانے کے شوق سے دست بردار ہونے کی طرف مائل تہین کہ یولوجیس پادری انکو قوی دل اور برباد کرنے کے لئے آیا اس کا کام دنیا مین سب سے زیادہ مشکل تہا – یعنے یہ کہ اس عورت کو پہانسی پر چڑہنے کے لئے جرات دلاتا تہا جسکو وہ دل و جان سے چاہتا تہا تاہم باوجود ہر قسم کی فطرتی اور انسانی کیفیت کے اس آہن صفت شخص نے جوش کا شعلہ شہادت کی انتہا تک بہڑکانے کے لئے اپنے کو آمادہ کیا – بدنصیب پادری یولوجیس کے لئے یہ ایک روزانہ غم کی بات تہی مگر وہ انہی کوششون مین جنکو وہ سچے کام

سمجھتا تہا کبھی دیکہا ہوا اس نے ایک پورا رسالہ فلورا کی شہادت کی خوبیون اور ثوابون کا یقین دلانے کے لئے لکہا جو دین کے واسطے ہو وہ رات دن لکھنے پڑھنے مین مصروف رہتا تہا تاکہ اپنے دل سے تاسف اور محبت کے خیالات کو دور کرے جنسے اس کے ارادہ مین تزلزل پیدا ہوگیا مگر اسکا ارادہ نہایت ہی سخت تہا۔ فلورا اور میری باوجود قاضی کی کوششون کے کہ وہ اپنے کو بچا مین اپنے ارادہ پر مستقل اور بے ہراس رہین اور آخری ملاقات کے بعد جب حکم سزائے موت دیا گیا پادری یولوجیس نے فلورا کو دیکہا جسکی بابت اس نے من بعد بطور تفاخر روحانی فخمندی کے لکہا ہے کہ " وہ مجھکو فرشتہ معلوم ہوتی تہی ایک ملکوتی نور اسکو گہیرے ہوئے تہا اسکا چہرہ مسرت سے تابان تہا اور یہہ معلوم ہوتا تہا کہ وہ آسمانی مکان کی خوشیون سے لطف اٹھا رہی ہے جب مین نے اس کے دہن شیرین سے باتین سنین مین نے وہ تاج جو اس کے واسطے مقسوم تہا اسکو دکہا کر اسکے ارادہ پر قایم رہنے کی کوشش کی مین نے اسکی پرستش کی مین اس فرشتہ کے سامنے سربسجود ہوا اور اس سے التجا کی کہ اپنی دعا مین مجھے بہی یاد رکہے اور اس کی باتون سے تقویت پاکر مین اپنی تنہا کوٹہری کو کم غمگین و الیس آیا " فلورا اور اسکی رفیقہ میری آخرکار ۲۴ر نومبر ۸۵۱ء کو قتل کی گئی اور پادری یولوجیس نے ایک مسرت نامہ منظوم گرجا کی اس بڑی فتح کی یادگار مین لکہا اس کے بعد پادری یولوجیس اور اور پادری محبس سے رہا کر دئے گئے اور دوسرے سال عبد الرحمن ثانی فوت ہوگیا۔ اور اسکا بیٹا محمد اس کا جانشین ہوا جو ایک سخت سرد دل خود ستا شخص تہا اور نوکرون کی تنخواہون سے روپیہ کاٹتا اور بوجہ اس کمینہ پن اور نالایقی کے ہر شخص اس سے نفرت کرتا تہا فقط فقہا اسکو پسند کرتے تہے کیونکہ ظاہرا معلوم ہوتا تہا کہ وہ ان گستاخیون کا انتقام لے گا جن مین برانگیختہ عیسائیون نے دین اسلام پر بوچہاڑ کی تہی۔

ہرچند سلطان حال نے آنکہین دکہائین اور کچہ تیوری بہی چڑہائی کہ یہ پرجوش عیسائی اپنے خیالات سے دست بردار ہون لیکن وہ کیا سنتے تہے ان کے جوش کی دن بدن وہی کیفیت تہی اور وہ سرابر نصرانیون کو کہلم کہلا اس کی ترغیب دینے لگے تہے کہ تم اپنے محافظون پر پل پڑو اور ان کی عصمتون کو پامال کرو۔

یہہ جوش کی آگ دور دور تک پہیل گئی تہی اور مفتوح نصرانی چوکنے ہونے لگے تہے۔ یہانتک کہ شہر ٹولیڈو نے یولوجیس کو اپنا بشپ مقرر کیا اور جب سلطان نے منظوری دینے سے انکار کیا تو وہ عہدہ خالی رکہا گیا جب تک کہ اسی کا تقرر ہو دو فرانسیسی مقدس پادری شہدا کا تبرک لینے کے لئے قرطبہ مین آئے اور ایک ونفی بورا ہڈیون کا لیکر سینٹ جرمن دس پریس کو چلے گئے جو پیرس کے دینداروں کو دکہایا گیا۔ مگر ان حامیان دین مسیحی کو بڑا صدمہ پہونچنے والا تہا ان

دراس کی قانونی سزا تازیانہ تھی مگر پادری کی جسمانی حالت ایسی نہ تھی کہ وہ سزائے تازیانہ
برداشت کرسکتا گو وہ اپنے خدا کے سامنے نہایت مسکین اور عاجز تھا اور دین کے واسطے ہرقسم
ی سزا اپنے جسم پر عاید کرتا تھا تاہم وہ مسلمان کے ہاتھ سے کوڑے نہ کھا سکتا تھا اس نے کہا،
قاضی تلوار کو تیز کرلو اور میری روح کو میرے خالق سے ملنے کے لئے بھیجو مگر ہرگز نہ خیال کرنا میرے
اپنے جسم پر کوڑے لگانے دونگا۔ وہ یہہ کہکر اس نے بہت سے کلمات توہین دین اسلام
دراس کے بانی کی نسبت کہے۔
قاضی نے پادری مذکور پر تعمیل حکم سزا کرنے کی جواب دہی اپنے ذمہ لینا پسند نہ کیا اور یوبو جیس
وحکام اعلے کے روبرو پیش کیا گیا۔ حکام اعلے میں سے ایک نے اس سے بحث کی اور پوچھا کہ ایک
سنجیدہ اور تربیت یافتہ شخص کو اپنا سر کیوں بالارادہ خطرہ میں ڈالنا چاہیے میں خیال کرسکتا
ہوں کہ بیوقوف اور مجنون ایسا کرسکتے ہیں مگر تم اور قسم کے شخص ہو۔ سنو میری بات مانو ضرورت
کا خیال کرو جو کچھ تم نے قاضی کے سامنے کہا ہے اس سے درگزر و صرف اتنا ہی کہدو کہ میں دست
بردار ہوا تم آزاد کردیئے جاؤگے مگر کچھ فائدہ نہوا۔ پادری یوبو جیس گو شہیدوں کا تعلیم دہندہ
تھا اور خود شہید ہونے کے لئے سبقت کرنا پسند نکرتا تھا اپنی بحث سے ورنہ گزرا اسکو تلخ
انجام تک پہونچنا تھا جب اس نے اپنے قول سے کسی طرح دست کشی نہ کی آخر کو قتل کیا گیا اور
اا۔ مارچ ۸۵۹ء کو دلیری اور تقویت کے ساتھہ فوت ہوا۔
جو کچھ ہم نے نقل کیا ہے یہ ایک متعصب عیسائی کی تاریخ اسپین کا بلفظ ترجمہ ہے اس کے دیکھنے
سے اتنا ضرور معلوم ہوجائیگا کہ مسلمانوں نے عیسائیوں کو کس بلا کی آزادی دے رکھی تھی صرف
وہ اپنے نبی اکرم کی نسبت کلمات توہین آمیز سننے کے روادار نہ تھے اور اس قانون پر عملدرآمد
کرنا کوئی ذرا شکس نہ تھا کہ اٹھایا نہ جاتا مسلمانوں کے رحم اور انصاف کے مقابلہ میں پادریوں
کا جنون زدہ جوش مذہبی دیکھا جائے۔ جہانتک مسلمانوں کے قوانین ملکی قوانین مذہبی کو دیکھو
گے ان کے برابر رحم دل گورنمنٹ کہیں نہیں پاؤگے۔ اس جملہ معترضہ کا یہہ نتیجہ صاف نکل
آیا کہ مسلمانوں نے تلوار سے کسیکو مسلمان نہیں کیا۔ اب ہم پھر اپنے مطلب کی طرف رجوع
ہوتے ہیں اور کسیقدر ان جنگوں کی کیفیت بیان کرتے ہیں کہ جو نبی اکرم اور صحابہ کے بابرکت
وقت میں واقع ہوئیں ہیں۔
دو جنگوں کا جو نبی اکرم کے وقت میں نصاری سے ہوئیں سبب بیان ہوچکا اب یہہ دکھانا
ہے کہ مسلمانوں نے ایران کے مقابلہ میں کیوں ہتیار سنبھالے اور انہیں کیا ضرورت داعی
ہوئی کہ وہ فارس پر فوج کشی کرنے پر مجبور ہوئے۔ شاہ ایران کی طرف سے ایک گورنر نے

جسکا خاندان نصف عربی تہا مسلمانون کے خلاف قسطنطینیہ والون کی مدد کی ہتی اور برابر سرحد عراق سے پار اتر کر وقت بیوقت مسلمانون پر چہاپہ مارتا رہتا تہا۔ ہر چند اس سے کچہہ دن تک درگزر کی گئی اور تحریری ذرائع سے چاہا گیا کہ وہ ایسا نکرے لیکن اس نے نہ مانا اور شاہ ایران کے اشارہ سے وہ اپنی بدکرداری مین گرم رہا۔

یہہ زمانہ نبی اکرم کے سب سے اولوالعزم شجاع خلیفہ یعنے حضرت عمر کا تہا۔ آپ نے ایک دستہ مسلمانون کی فوجکا گورنر ایران کی بدکرداری کی سزادہی کے لئے روانہ کیا وہ گورنر بہاگ کر مدائن دارالخلافتہ ایران چلا گیا جب مسلمانون کو یہہ فتح حاصل ہوگئی تو گویا وہ کسری کی دہلیز تک جا پہونچے۔ فارس کی غضب خوفناک کیفیت ہتی۔ لاکہون خون سلطنت مین ہوجاتے تہے مگر نہ قاتل ڈہونڈا جاتا تہا نہ ملتا تہا۔ غریب ستائے جارہے تہے۔ اور یزدجرد کی حکومت مین بے انصافی ظلم و تعدی کا عروج پورے زور پر تہا۔ جب حضرت خالدبن ولید کسری کی سلطنت کے جنگل مین گہس گئے تو یزدجرد نے ایک جرار فوج مسلمانون کے مقابلہ مین روانہ کی حضرت عمر کی خلافت کا زمانہ تہا اور آپ مدینہ مین تشریف رکہتے تہے۔ پہلے حضرت عمر نے یزدجرد کی خدمت مین بار بار یہہ تحریر کر کے بہیجا کہ ہم طالب جنگ نہین ہین تم اس خونریزی کو جو تمہاری سلطنت مین ہورہی ہے بند کرو اور جسقدر تم نے مسلمانون کو ستایا ہے اسکا تاوان دو ہمین تم سے کچہ غرض نہین ہے۔ ہم تم سے ایک ہلکا سا خراج اور بہی چاہتے ہین جو تم بخوبی ادا کر سکو گے اور پہر ہم تمہاری حفاظت کی پوری ذمہ داری کرتے ہین۔ اس کا جواب یزدجرد نے سخت حقارت انگیز اور برافروختہ کرنیوالا دیا اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ نبی اکرم کی پیشین گوئی پوری ہوئی اور سلطنت کسری کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔ وہ وزرا جنہون نے یزدجرد کو اپنی حکمرانی کا آلہ نبا رکہا تہا اور جنہون نے جور و ستم کی آگ تمام سلطنت مین لگا رکہی ہتی قتل کرڈالے گئے یزدجرد کی آخرکار اپنے جدامجد دارا کی سی قسمت ہوئی۔ پہر چند روز کی بعد وہ قوم کی قوم اپنے نجات دہندون یعنے مسلمانون کے مذہب مین آگئی۔

آتش پرستون کا یکایک اسلام کے آنا اور باہم اسلام اور آتش پرستی کی مخالفت سے لوگ یہہ الزام قایم کرتے ہین کہ اسلام ان لوگون مین جبر و تعدی سے پہیلا۔ اور ہر مغربی مورخ پر کچہ تعصب کا ایسا پردہ پڑا کہ وہ مطلق یہہ بہول گیا کہ مسلمان ایران پر کیونکر قابض ہوئے اور انہون نے یہان دخل کرتے ہی آزادی کے قوانین کیسے جاری کردئے۔ وہ لوگ اپنے آتش پرست پیشواؤن کے مظالم مین برسون سے کچلے جارہے تہے۔ یہہ پیشوا الذائذ نفسانیہ کے

قلہ یزدجرد ہی جب اسنے اپنے ہم قومون مین دارائی طرح سے پناہ لی اپنے ہی وزرا کے ہاتہ سے نہایت بیرحمی کی صورت مین قتل کیا گیا۔ جس کے قتل کا خالدبن ولید کو افسوس ہوا تہا۔

لئے اپنے معتقدون پر نئے نئے ناقابل برداشت احکام جاری کرتے تھے۔ اور ان کو نہایت ذلیل حالت مین رکھکر حکومت کرنا چاہتے تھے۔ ان کے تمام حقوق مارے گئے تھے آزادی کا کہین نام ونشان تک نرہا تھا۔

جب انہون نے مسلمانون کے آزادانہ مذہب پر نظر ڈالی اور ان کے اخلاقی فلسفہ کو دیکھا تو وہ فوراً فریفتہ ہوگئے اور انہین اسلام کے مقابلہ مین اپنا مذہب آتش پرستی اور اس کی ناگوار قیود سخت ذلیل حقیر لغو جچنے لگین۔ بس یہی وجہ تھی کہ جس سے اسلام کی پُھرتی سے اور عاجلانہ صورت مین اشاعت ہوگئی کہین بھی کسی تاریخ مین کسی سوانح مین یہہ نہین لکھا کہ مسلمانون نے فلان شخص کو صرف مذہب اسلام نہ قبول کرنے پر یہہ جسمانی سزا دی یا سزائے موت تجویز کی۔ تعصب کا پردہ اُٹھاؤ اور اسلام کے روشن قوانین پر ایک نظر ڈالو کہ جسمین سراسر آزادی تمدن اخلاق بھرا پڑا ہے۔ نظر کرو کہ انہون نے اپنی سلطنت کے زمانہ مین نصاریٰ اور یہود کے ساتھہ کیسا رحیمانہ برتاؤ کیا اور انہین مسلمانون کے دوش بدوش کیسے زبردست ملکی عہدے عطا فرمائے اور باوجود صریح سنگین جرائم کے بھی ان کی خطاؤن سے کیسی چشم پوشی کی۔

کسریٰ نوشیروان نے کچھہ عرصہ تک یہ کوشش کی تھی کہ انجمن کی ترقید گی جاتی رہے لیکن ممکن نہوا آخر اسلام نے جون ہی اپنا روشن پرتو ڈالا وہ ظلمت سے نکل روشنی مین آگئے اور یہہ کل قوم ایران کا مذہب اسلام ہوگیا۔ بس یہہ وجہ معقول اور اصلی ہے جس سے کہ اسلام کی اتنی جلدی اشاعت ہوئی ورنہ اس کے علاوہ جو کچھہ اور کہا جاتا ہے وہ جسقدر غلط ہے اسیقدر تعصب سے بھرا ہوا ہے۔ تاریخی واقعات مٹ نہین گئے اور دیکھنے والے بھی جاہل نہین ہین پھر کیون غلط بیانات اور بیہودہ تاویلات پر اپنا انحصار کیا جاتا ہے اور کیا وجہ ہے کہ جھوٹے جھوٹے الزامات مسلمانون پر لگا کر اپنا منہ دین و دنیا مین کالا کیا جاتا ہے۔ جیسے کہ آفتاب کی کرنین ہاتھہ لگانے سے میلی نہین ہوتین اسیطرح سے جھوٹے جھوٹے الزامات قایم کرنے سے اسلام کچھہ نہین بگڑتا۔ کوئی مذہب بھی ایسا ہوا ہے کہ جس نے غیر رحیمانہ طرق سے خونریزی نہین کی یہہ اسلام ہی کی شان ہے کہ جہان پکار پکار کر کہا جاتا ہے کہ دین مین زبردستی نہین ہے۔

اسلام نے صرف اپنی حفاظت کے لئے تلوار نکالی ہے اور جب حفاظت کا بندوبست ہوگیا تو تلوار کو رکھدیا اسلام نے کسی اخلاقی دین کے قوانین مین کبھی مداخلت نہین کی نہ انمین کچھہ اپنی طرف سے گھٹایا بڑھایا جس نے تاریخ دیکھی ہے کوئی فرد بشر اس مین واقعی سے انکار نہین کر سکتا حضرت عیسیٰ کے حرج نے جسقدر بیگناہ مخلوق کی خونریزی کی آجتک دنیا مین کسی مذہب کی طرف سے اتنی خونریزی نہین ہوئی۔

انگلستان جب پروٹسٹنٹ ہو گیا تو اس نے پریسبی ٹیرینس کو جنھون نے مدت تک سلطنت کی تھی بیگناہ قید کر لیا۔ ان پر جلتے ہوئے لوہے کا داغ لگایا۔ ان کے عضو کاٹ ڈالے۔ تازیانون سے ان کی کھالین اڑائی گئین۔ کل کے ہشپہ مین جکڑ کر سزائین دی گئین اور ان کے خون بہائے گئے۔ اسکاٹلینڈ مین پہاڑون پر مجرمون کی طرح سے انہین قابل رحم سزائین دی گئین۔ ان کے کانون کے پردے پھوڑے گئے۔

ان کے ہاتھون پر داغ لگائے گئے۔ ان کی انگلیان مع انگوٹھون کے کاٹ ڈالی گئین ان کے پیرون کی ہڈیون کا مونٹھے پھاڑ کر چورا کر ڈالا۔ سربازار عورتون کو برہنہ کر کے کوڑے مارے گئے۔

کیتھلک گروہ کی اور بھی ناگفتہ بہ حالت ہوئی خوفناک ہتھیارون سے انکا قیمہ قیمہ کیا گیا اور زنجیر رسی مین باندھکر درختون پر لٹکا دیا گیا۔ اینبیپٹسٹ اور ایرینس کو زندہ جلا دیا گیا عیسائیون نے یہہ سلوک تو اپنے بھائی عیسائیون کے ساتھہ کیا صرف چند اصول کے اختلاف پر انہون نے یہہ مظالم روا رکھے۔

اب یہہ دیکھنا چاہئے کہ انہون نے غیر مسیحون کے ساتھہ کیا سلوک کیا۔ انگلستان مین یہودیون کی سب سے بڑی نوبت ہوئی انہین جبراً بیگناہ پکڑ پکڑ کر پھانسی دیدی گئی اور ان کو بری طرح قتل کیا گیا اسپین مین مسلمانون کو زندہ جلا دیا گیا۔ یہودیون اور عیسائیون۔ عیسائیون اور کافرون مین شادیان قطعاً موقوف کر دی گئی تھین اور اگر ظاہر ہو جاتا اور کوئی شادی چھپ چھپاتے ہو جاتی تو دولہ دلہن بیرحمی سے ذبح کر دیئے جاتے یا زندہ جلا دیئے جاتے۔ ابھی ابھی زمانہ کا ذکر ہے کہ امریکہ کے ایک عیسائی نے ایک مسیحی حبشی کو صرف اس جرم پہ کہ اس نے ایک گورن سے شادی کر لی تھی زندہ جلا دیا۔ اس قسم کے روحانی اثر ہین جو عیسائیت سے پیدا ہوئے۔

یہہ تو زمانہ گذشتہ کا رونا ہے کہ عیسائیون نے مسلمانون پر یہہ یہہ زیادتیان کین اور ان پر ایسے ایسے مظالم توڑے اب حال کی سنئے کہ باوجود سائنس کے رائج ہونے کے اور ہر قسم کی تہذیب اور شائستگی کی نشو و نما پکڑنے کے حضرت عیسٰے کی تعلیم کا اثر ہنوز وہی قابل تنفر اور ناشائستہ چلا جاتا ہے۔ اسلام کو اخبارون مین کتابون مین۔ رسالون مین۔ میگزینوں مین لیکچرون مین فحش اور ناملائم گالیان دی جاتی ہین اور ایسے ایسے کلمات توہین آمیز اسلام اور اس کے بانی کی نسبت استعمال کئے جاتے ہین کہ جن کے سننے سے جگر کے ٹکڑے ہو جاتے ہین اور کلیجہ خون خون ہو جاتا ہے۔ مسیحیت مین ابھی تک تکلیف دہی اور ایذا رسانی کی روح نہین مٹی یہ ابھی تک مستعد ہے کہ آناً فاناً مین اس کونہ سے اس کونہ تک شعلے بھڑکا دے۔ وہ کتابین یا وہ اخبارات جنمین اسلام اور اسکے بانی کی نسبت سخت مشتعل کر دینے والے اور جگر [illegible]

کلمات استعمال ہوئے ہین اور جن سے دنیا کے ہیش کرور باشندون کا دل دکہتا ہے عیسائی مذہب کی نہایت پسندیدہ تہذیب اور زیادہ اخلاقی اور آفت ناک وحشت کا نقشہ کہنچ جاتا ہے جب اس روشن زمانہ مین بہی یہہ عیب نہ گیا اور مغربی خطا عیسائیت کے دامن سے اس بدنما دہبہ و نہ مٹا سکے تو اور کون زمانہ آئیگا کہ اس مذہب مین رحم اور تہذیب آئے گی - اور یہ مذہب دنیا کے رحیم مذہبون مین سے شمار کئے جانے کے لائق ہوگا -

آؤ ایک نظر اسلامی دنیا کی خوشنما تصویر پر ڈالین جس زمانہ مین کہ راسخ الاعتقاد عیسائیت مذہبی اور قصائی پنے سے برابر یہودیون اور ہیں تہوریش کو ایذا پہونچارہی تہی اسلام انہین اپنے سایہ عاطفت مین پناہ دے رہا تہا - اور انکی حفاظت اپنے اوپر لازم کرلی تہی کہ جو بانیٔ اسلام کو نبی نہ تسلیم کرتے تہے - جس زمانہ مین کہ کرسچین یورپ کافرون بت پرستون یہودیون کو زندہ جلارہا تہا مسلمان حکمران اپنی غیر اسلام رعیت سے نہایت انصاف اور عدل سے برتاؤ کر رہے تہے اور ان کو اپنے بچون کی طرح چہاتی سے لگا کر رکہتے - سلطنت کا ہر دفتر غیر اسلام کے لئے کہلا ہوا تہا - نبی اکرم نے خود فرمادیا تہا کہ یہودی - عیسائی - زردشتی سے برحم پیش آؤ - تمام عیسائی تاریخین اس سے بہری پڑی ہین کہ مسلمانون نے اپنی مسیحی رعیت پر ہمیشہ رحم کہایا - اور ان کو اپنی سلطنت مین آزادی سے اعلےٰ عہدے دئے -

جو خونریزیان کہ مذہب کی آڑمین ہوئین سخت تہرا تو دمین سیکسن اور فری سینس اور دوسری جرمنی قومون کا چار لیمیگنی کے ہاتون قتل کیا جانا اور ان کے بال بچون کو تپتی ہوئی ریت پر اور بیگناہ بچون عورتون کا زندہ جلادیا جانا ہنوز خونی نشانات زمانہ کی پیشانی پر رکہتا ہے چہوٹے چہوٹے بچونکو جبراً اپنی ماؤن کی ماتا بہری چہاتی سے علیحدہ علیحدہ کرکرکے آگ مین ڈالدیا گیا تہا اور روتی ہوئی چیخنی ہوئی عورتون کی مشکین باندہ کر بہٹیون کی نذر کردیا گیا تہا - ان زندہ جلنے والون کی تعداد دس پانچ سو پچاس یا صرف ہزار دو ہزار ہی نہ تہی بلکہ لاکہون پر نوبت پہونچ گئی تہی صد ہا میل زندہ آدمیون کے جلے چمڑے کی چراند آتی تہی اور تمام مسیحی دنیا اس بدبو سے لبالب بہری ہوئی تہی - ایسی جنونی خیز کا خونخوار اور ہولناک تحمل صفحہ ہستی پر یادگار رہیگا - یہہ نظیرین مٹ نہین گئی ہین ہنوز تاریخ کے صفحے ان واقعات سے سیاہ ہو رہے ہین کیا ان تحریرون کو دیکہکر پہر بہی کوئی یہہ رائے قائم کرسکتا ہے کہ عیسائیت کی روح مین رحم اور انصاف ہے -

اب مسیحی مجاہدین یروشلم اور مسلمان فاتحون کا مقابلہ کیا جاتا ہے - جب سنہ ۶۳۶ء مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یروشلم کو فتح کیا تو آپ شہر کی شاہراہون مین گہوڑے پر سوار تشریف لائے

ہلو بہ پہلو چلتے ہوئے دکھائی دیتے آپ نہایت اخلاق سے اس سے باتین کرتے جاتے تھے او
ذشتہ حالات کا استفسار فرما رہے تھے - چلتے چلتے آپ بڑے گرجا مین پہونچے چونکہ نماز کا وقت
گیا تھا اسلیئے آپنے قسطنطین کے گرجا مین نماز پڑھی لیکن آپ اندر نہ گئے بلکہ گرجا کی سیڑھیون پر
ہی جب آپ نماز پڑھ چکے تو آپ نے لاٹ پادری سے کہا ،، اگر مین گرجا مین اندر جا کر نماز پڑھتا تو
سلمان صرف میرے فعل کی تتبع کرنے کے لئے اس معاہدہ سے خلاف ورزی کرتے کہ عیسائیون کی
عبادت گاہون مین دخل نہ دینگے ،، اب عیسائیون پر خیال کیا جائے کہ جب اُنہون نے یروشلم کو لیلیا
و مقبوضین سے یہہ برتاؤ کیا ان کے چھوٹے چھوٹے بچون کی ٹانگین پکڑ کر ان کے سر دیوارون سے ٹکرا دیئے
دران کے بھیجون کی کرچی کرچی ہوگئی - نوجوان بچے قلعہ کے کنگرون پر سے گرا دیئے گئے
مرد اور عورتین زندہ جلا دی گئین ان کی تعداد کچھ اوپر ستر ہزار شمار کی گئی ہے یہودیون کی بھی مسلما
کے ساتھہ یہی حالت ہوئی یروشلم کے پرنالون سے مسلمانون کے خون شر شر بہہ رہے تھے - جن لوگو
نے ماؤن کو ذبح کیا ان ہی تلوارون نے بچون کے کرور حلقومون کی شہ رگون کو کاٹ ڈالا -
نہ رحم تھا نہ حضرت عیسیٰ کی نصیحتین تھین اگر تھا تو صرف ظلم اور قصائی پنا تھا -
عیسائی مذہب جسکی جڑ ایسی نیکی نرمی اور اخلاق مین لگائی گئی تھی وہ پھلا و پھلا اور سر سبز و شاداب
اسکو چھوڑ دو کہ وہ کس سبب سے پھولا اور سر سبز ہوا مگر دیکھو کہ اس نے کیا پھل پیدا کیا ایک بھی نصیحت
کام نہ آئی اور خود مذہب نے جو خونریزی اور بیرحمی اور ناانصافی اور درندون سے بھی زیادہ خصلت
دکھلائی وہ شاید دنیا مین بے مثل ہوگی - اور جس نیکی مین اسکی جڑ لگائی گئی تھی اس نے کچھ پھل
دیا کیونکہ قانون قدرت کے برخلاف لگائی گئی تھی جو کسیقدر خوبی کیا روحانی اور کیا اخلاقی اور
تمدنی اب ہم بعض عیسائی ملکون مین دیکھتے ہین کیا یہہ پھل اسی درخت کا ہے جسکی جڑ ایسی نیکی
لگائی گئی تھی جو خلاف قانون قدرت تھی ،، حاشا و کلا ،، بلکہ یہہ اس کا پھل ہے کہ اس درخت کو
وہان سے اوکھاڑ کر دوسری سرزمین پر لگایا ہے جو قانون قدرت کی زمین ہے اور جسقدر پہلی
زمین کی مٹی اس مین لگی ہوئی ہے اسیقدر اسمین نقصان ہے - گو مسیحی یورپ ہر قسم کی تہذیب
اور اخلاق کا دعوی کرتا ہے لیکن ہنوز وحشت اور جہالت کی بو اسمین سے آتی ہے اور بعض
بد اخلاقی کا سخت نمونہ بنجاتا ہے جسکا اشارہ ہم پہلے کر چکے ہین - یہہ تو اس مذہب کی کیفیت
کہ جسمین یہہ حکم تھا کہ ،، اگر کوئی تیرے ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا گال بھی اس کے سامنے
کر دے ،، بلاشبہ یہہ مسئلہ اخلاق کے خیال سے تو بڑا عمدہ معلوم ہوتا ہے مگر کسی زمانہ مین کسی نے
اسپر عمل کیا ہو اگر دنیا اسپر عمل کرے تو دنیا کا کیا حال ہو جو اسیطرح آباد ہے اور اسیطرح ہو گو

ط تاریخ انٹلکچوئیل ڈیولپمنٹ آف یورپ مصنفہ ڈریپر جلد ۲ صفحہ ۲۲ -

جہان وہاں امن ہین رہتے وہ نہایت دلچسپ جواب دیا جاتا ہے کہ جب سب ایسے ہی ہوجاوین تو دنیا سے شر اٹھہ جاوے - مگر پوچھا جاتا ہے کہ کبھی ایسا ہوا ہے وہ یا کبھی ایسا ہوگا وہ یہہ سب ناشدنی باتین ہین جو خیال مین شدنی قرار دیکر انسان خیالی اور جھوٹی خوشی حاصل کرتا ہے اسیطرح انجیل کے جتنے احکام ہین چمکیلے سراب کی طرح جسپر اول بد اگر پانی کا دہوکا ہوتا ہے پیش کئے گئے ہین انجیل کا ہر مسئلہ قانون قدرت کے خلاف ہے اور ایک وحشی افریقی کی گہڑت یا تصنیف سے زیادہ وقعت نہین رکہتا اسلام کے قوانین کی بنیاد کہ جنہین بیرحمی پر محمول کیا جاتا ہے محض قانون قدرت پر رکہی گئی ہے اور فطرتی طور پر ہر فرد بشر خواہ ہندو ہو یا عیسائی یہودی ہو یا مجوسی عمل کرنے پر مجبور کیا گیا ہے —

اسلام مین کہین ایسی چمکیلی باتین نہین دکہائی گئی ہین کہ جو ناشدنی ہون اور آیندہ ان سے کچھہ نتیجہ سوائے خرابی اخلاق کے پیدا ہی نہو - کیونکہ اسلام کی بنیاد تہری چکنی چپڑی باتون پر نہین رکہی گئی ہے بلکہ عمل پر اس کے تمام اصول مبنی ہین - اگر ظاہری باتون کی نمایش چاہتے ہو تو ذرا عیسائیت سے بہی زیادہ رحیم مذہب کا حال سنو جس نے ایک چھوٹے سے چھوٹے جانور کی جان مارنا سخت گناہ قرار دیا ہے خون کا بہانا آدمی کا ہو یا درندے یا ایک پشہ کا خدا کی صنعت کا ضائع کرنا سمجھا ہے مگر تاریخ اور زمانہ موجود ہے اس اصول نے جو قانون قدرت کے مخالف تہا کیا نتیجہ دیا — قتل وخونریزی ویسی ہی رہی اور ویسی ہی ہے جیسی کہ قانون قدرت سے ہونی چاہئے —

اسی پر زور عبارت مین ہم پہلے ہی کہین اپنے سوانح عمری نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین لکہہ آئے ہین اسلئے زیادہ زور اور طول دینا ضرورت نہین خیال کیا جاتا - بہر حال یہ ثابت ہوگیا کہ اسلام نے جب تلوار پکڑی جب اسکو اپنی حفاظت کی ضرورت ہوئی —

مجہے یقین ہے کہ صرف اس مختصر تحریر سے یہہ ضرور ثابت ہوجائیگا کہ اسلام مین جہاد کیا چیز ہے اور وہ کس حالت مین کام مین لایا جاتا ہے اور نیز یہہ ہویدا ہوگا کہ اسلام کی اشاعت تلوار سے نہین ہوئی —

اسلام اگر پہیلا تو صرف اپنی صداقت پاکی صفائی - اور نیک طینتی سے نہ کہ جبر و زبردستی سے اور مین یہہ پیشین گوئی کرتا ہون کہ زیادہ سے زیادہ دو صدی کے عرصہ مین تمام دنیا مین صرف ایک ہی مذہب حکمرانی کریگا اور وہ مذہب اسلام ہوگا — وجہ یہہ ہے کہ جون جون زمانہ گزرتا جاتا ہے اس کے روشن اصول کہلتے جاتے ہین اور بغیر کسی واعظ یا خطیب کے خود بخود لاکہون آدمی مسلمان ہوتے چلے جاتے ہین ابہی کچہہ دن کا عرصہ ہوا حلب اور دمشق کے درمیان ایک شیطان کی صورت پوجنے والی قوم معہ اپنے سلطان کے مسلمان ہوگئی جس کی تعداد دس لاکہہ سے کم نہین ہے یہہ ساری باتین اور زمانہ کے مختلف واقعات میری اس پیشین گوئی مین جان ڈالتے ہین یہہ مین

جانتا ہون کہ دو صدی تک نہ مین رہونگا نہ وہ لوگ زندہ بچینگے جن کے آگے مین پیشین گوئی کر رہا ہون لیکن ہزاروں وہ خوش قسمت مسلمان ہون گے کہ جو دنیا کے اس کونہ سے اس کونہ تک ہلال اسلامی اُڑتا ہوا دیکہین گے اور انہین پہر میری روح پر اس پیشین گوئی کی صداقت پر رحمت بہیجنے کا موقع حاصل ہوگا ۔

جو لوگ یہہ الزام قایم کرتے جاتے ہین کہ نہین بغیر تلوار کے اسلام نہین پہیلا وہ حال کے واقعات کی طرف سے کیون اپنی آنکہین بند کئے لیتے ہین اب نہ تلوار ہے نہ اس کا استعمال ہے نہ جبر ہے نہ زبردستی ہے نہ تنخواہون کی بشارتین ہین نہ حسینان جہان کی بخشش کا سبز باغ دکہایا جارہا ہے نہ روپیہ کی دل لبہانیوالی چہنا چہن آوازین پہر کیا وجہ ہے کہ اسلام بڑہتا چلا جاتا ہے اور اس کو کہین رکاوٹ نہین ۔

کرورہا روپیہ اور صدہا جانین افریقہ کی ریگستانون مین کہپی جاتی ہین مگر نتیجہ
معلوم سنہ ۱۸۸۵ع کی ایک پادری کی رپورٹ سے جبکا مشن افریقہ کے
کسی شہر مین قایم ہے یہہ معلوم ہوا کہ سات برس کی محنت و مشقت
مین بڑی دقتون سے ایک مسلمان بیوہ کو عیسائی کیا گو وہ
عیسائی تو ہوگئی ہے لیکن ہمین کچہ امید نہین ہے کہ وہ
اس مذہب پر قایم رہے ۔
اتنی بڑی کوشش اسقدر صرف کے بعد یہہ نتیجہ نکلا
اور وہ نتیجہ بہی خوش آیندہ نہین معلوم ہوتا
اسلام خود بخود بغیر کوشش و غلط
روپیہ کے لاکہون لوگون مین
گہر کرتا جاتا ہے
اسلئے

دریافت کرتا ہون کیا تلوار کام مین لائی جاتی ہے یا کسی طرح کا جبر کیا جاتا ہے ۔ جس مین ذرہ بہی انصاف اور عقل ہے وہ خوب سمجہ سکتا ہے کہ اسلام کبہی تلوار سے نہین پہیلا ۔ بلکہ اس کے مقابلہ
مین عیسائیت تلوار اور سخت بیرحمی سے پہیلائی گئی ۔

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

(تیرھوان باب)

اسلام مین عورتون کے مراتب

الجنة تحت اقدام الامھات

ماؤن کے قدمون کے نیچے جنت ہے۔

خاص خاص اخلاقی اظہار و انکشاف کے تماشہ گاہون مین کثرت ازدواج ایک لا علاج حالت تسلیم کی گئی ہے گذشتہ قومی باہم جنگون مین دس دس آدمیون مین سے ایک ایک شخص کے بلینے کا طریقہ اور لاکھون آدمیون کا متواتر جنگون مین قتل کیا جانا اور عورتون کی بہتات کی دن دونی رات چوگنی ترقی نے فطرتی طور پر گذشتہ قومون مین کثرت ازدواج کی رسم کی بنیاد قایم کردی۔

اسی وجہ سے ہر شخص اس امر کا مجاز کردیا گیا کہ وہ کئی کئی شادیان کرے اور اسپر کوئی ملکی یا تمدنی مذہبی الزام نہ قایم ہو۔ یہہ ایک بدیہی امر ہے کہ جس قوم یا ملک مین مردون سے چار حصے زیادہ عورتین ہون وہان جب تک ایک ایک مرد کئی کئی شادیان نہ کریگا تو سوائے زناکاری کے اور کیا متصور ہو سکتا ہے۔ آجکل نہایت حقارت کی نظر سے نا قابل برداشت صورت مین اس سب سے قبیح رسم پر نظر کیجاتی ہے۔ اور اس مرض کو لا علاج مرض اور سب سے بدتر مکروہ مرض سمجھا جاتا ہے سنہ زمانہ سلف کی مشرقی قومون مین کثرت ازدواج قانونی بات ہی تسلیم کی جاتی تھی بلکہ اسے ایسا متبرک خیال کیا جاتا تھا کہ روحانی حکم مین اسے ملا دیا گیا تھا۔ اور یہانتک غلو ہوگیا تھا کہ لوگ کثرت ازدواج کو دینی بات تصور کرتے تھے وجہ یہہ ہے کہ دنیا مین نہ کوئی بری بات ہے نہ بھلی ایک چیز کو ایک قوم اچھا سمجھتی ہے اور دوسری قوم اسی چیز کو برا سمجھتی ہے مثلاً ہندوستان مین گھی گویا امرت سمجھا گیا ہے چین مین یہہ سخت قابل نفرت چیز ہے ممکن ہے کسی چینی کے آگے کہانے کی میز پر گھی رکھا جائے اور اس کا جی متلا جائے اسیطرح جو چیز کہ چینیون کو مرغوب ہے ہندوستانی اس کا نام سنکر قے کردے گا۔

بری بات کی تعریف یہہ ہے کہ جسکو قانون ملکی۔ قانون انجمن۔ قانون مذہبی۔ قانون رسمی برا بتاوے اسکے علاوہ جب ہم قانون قدرت پر خیال کرتے ہین تو ہمین یہہ بات بخوبی منکشف ہو جاتی ہے کہ دنیا مین ہمیشہ عورتون کی تعداد گھٹتی اور بڑھتی رہی ہے۔ جنگون مین مرد ہی مارے جاتے ہین۔

اور عموماً کم عمر زیادہ مردون ہی کی ہوتی ہے کیونکہ کہانے کمانے کا فکر انسان کے لئے سم قاتل ہے

اب یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ایک ایک دو دو نکاح نہ کئے جائین تو عورتین کیونکر [illegible]
مین اسکا جواب ہم اسی باب مین آئندہ دینگے یا معترضون کے لئے چہوڑ دینگے۔ اب یہہ دیکہنا ہے
کہ کثرت ازدواج کی رسم دنیا مین کس کس قوم مین جاری تہی یا ہے۔

ہندوون مین یہہ اجازت دیگئی تہی کہ جسطرح مرد کئی بیویان کرنے کا استحقاق رکہتے ہین اسیطرح
عورتین بہی کئی کئی خاوند ایک ہی بار کرنے کی مجاز ہین۔ بہت سی ایسی رانیان ہوئی ہین کہ جنہون
نے ایک ہی ساتہہ چار بہائیون سے شادی کرلی ہے اور ان چارون کی بیوی بنکر رہنا پسند کیا
ہے۔ مدیون۔ بیبی لونیون۔ اسیریون۔ اور ایرانیون مین کئی کئی شادیان کرنی [illegible]
وہ اپنی شوکت اور عظمت یا نمود و نمایش اسی مین جانتے تہے کہ کئی کئی بیویان کرین۔ بلکہ [illegible]
اس زمانہ مین بہی اس کا مجاز ہے کہ چاہے جتنی شادیان کرے اور کتنی ہی بیویان رکہے۔

حضرت موسے سے پہلے اسرائیلیون مین بہی کثرت ازدواج کی رسم موجود تہی۔ اور یہہ اجازت
تہی کہ ایک شخص جتنی چاہے بی بیان کرسکتا ہے کوئی تعداد مقرر نہین تہی۔ پچہلے دنون مین (۱)
کی تالمد نے یہہ وبال دیکہکر بیویون کی تعداد مقرر کردی کہ اس حد تک ہر شخص شادی کرنیکا مجاز ہے
ایرانیون مین زیادہ بیویان کرنا مذہبی پہلو سے مبارک اور نیک کام خیال کیا جاتا تہا۔ اور یہہ
بشارت دی گئی تہی کہ جو جتنی زیادہ بیویان کریگا اسیقدر خدا اسے ثواب عطا کریگا۔
سیرو جتنی سکٹن قومین جنہین اسرائیلیون نے فتح کرکے تباہ و برباد کردیا تہا زیادہ شادیان کرنی
اولوالعزمی اور بہادرانہ نمود تصور کرتی تہین۔ تہریشین۔ لی ڈیمنس اور پلیسیگین
قومون مین جو حصص یورپ اور مغربی ایشیا مین آباد تہین کثرت ازدواج کی خوفناک رسم انتہا
درجہ کی انہین رائج تہی۔

یونانی جو مین جو اول نمبر کی مہذب شائستہ عالم سمجہی جاتی ہین اور جس کے ہان گویا تمام
جہان کی فضیلتون نے جنم لیا تہا عورتون کی وہ بڑی کیفیت کر رکہی تہی کہ معاذ اللہ۔ اپنی
بیویون کو مویشی کے مانند رکہتے تہے اور انہین ایسا حقیر کر رکہا تہا کہ ان سے برابر ذلیل کوئی
اور چیز دنیا مین پیدا ہی نہین ہوئی۔ وہ اپنے پلے ہوئے کتے کی بیوی سے زیادہ توقیر کرتے
اور انہین ایسی نفرت تہی کہ صورت دیکہی اور وہ ناپاک ہوئے۔ صرف بیچاری یہہ سمجہی جاتی تہی کہ
دنیا مین اس فرقہ نسوان کا ظہور اولاد کے پیدا کرنے اور گہرداری کا معمولی کام انجام دینے
کے لئے کیا گیا ہے۔ ان کی توقیر کرنا ان کی عزت کرنا یا ان پر رحم کہانا اسکی کچہہ ضرورت تسلیم نہین
کی جاتی تہی ہر یونانی کو اجازت تہی کہ وہ چاہے جتنی شادیان کرے۔ دیماس تہنیز جو یونانی بڑا
ہے جو اسکے آدمیون نے اسکے لئے مسا کردی ہین بڑے [illegible] اور [illegible] اسکو دو قانون

(۱) دی تلمڈ مصنفہ جینا نیل اور یہودی صفحات ۲۰۶ و ۳۰۷۔ دی انسائیکلوپیڈیا [illegible] جلد [illegible] صفحہ ۴۲

ملکی کے مطابق خیال کرتا تہا- اسپارٹنیون نے گو خاص خاص حالتون مین مرد کو سوائے ایک بیوی کے دوسری شادی کرنے کی اجازت نہ دیتے تھے پہر بھی عورت کو اجازت تہی کہ چاہے وہ جتنی شادیان کرے اور جتنے مرد بنا لے۔ خاص خاص حالتون مین روم الکبریٰ کے شاہی قانون مین ایک شادی سے زیادہ شادیان کرنی جائز نہ رکھی گئی تہین - لیکن اسکی سزا بھی خاص خاص صورتون مین جائز شمار کی جاتی تہی اور یہہ محض ناممکن تہا کہ کثرت ازواج کی عالمگیر آگ اس قانون شاہی سے سرد ہو جاتی چنانچہ جب روم الکبریٰ مین سلطنت جمہوری قایم ہوئی اور رعیت کے حقوق اسکو بخشے گئے۔ تو سب کو اس امر کی آزادی دی گئی تہی کہ جاہے وہ جتنی شادیان کرین اور جگر فگار عاشق اپنے چاہے جتنے دبر پیدا کر لے۔ ۲

یہان تو یہہ کیفیت تہی اور ادہر گیلیلی کے کنارہ پر عیسوی مذہب کی منادی ہو رہی تہی اور روم الکبریٰ پر اس کا درخشان پرتو پڑنا شروع ہوتا چلا تہا حضرت عیسیٰ کے جتنے اقوال کہ ان کے حواریون کی طرف سے انجیلون مین نقل ہوئے ہین ان مین سوائے چند آسمانی بشارتون کے اور کچھہ بھی نہین ہے نہ ان قوانین سے جنمین آسمان بادشاہت کا سبز باغ دکہایا گیا ہے کوئی ملکی قانون اخلاقی - تمدنی نتیجہ پیدا ہوتا ہے اور نہ کسی قسم کی اصلاح ہی اس سے نکلتی ہے - چند قول مین اب ان کو کوئی کہان تک ڈہونڈے بجائے ضرورت زیادہ باتون کی اور وہان چند انہین سے بہی زیادہ متضاد کس کو مانے اور کسکی تردید کرے مگر چونکہ مجہے یہان صرف کثرت ازواج پر بحث کرنی ہے اسلئے مین دوسری طرف نہین جانا چاہتا حضرت عیسیٰ نے کوئی صاف حکم ایسا نہین دیا کہ جس سے یہہ معلوم ہو کہ ایک سے زیادہ شادی کرنا جائز نہین ہے - بلکہ انجیل مین بعض اشارے ایسے ہین کہ جن سے کئی شادیان جائز قرار دی جا سکتی ہین - ذیل کی آیت سے جسمین حضرت مسیح نے مثالاً بیان کیا ہے یہہ کہلتا ہے کہ وہ کئی کئی شادیان جائز قرار دیتے تہے ورنہ ایسی مثال دینے کی ضرورت ہی کیا تہی - ۱۱ اسوقت آسمان کی بادشاہت دس کنواریون کے مانند ہوگی جو اپنی مشعلین لیکر دولہا کے استقبال کیواسطے نکلین - انمین پانچ ہوشیار اور پانچ نادان تہین جو نادان تہین انہون نے اپنی مشعلین لین مگر تیل ساتھہ نہ لیا پر ہوشیارون نے اپنی مشعلون کے ساتھہ برتنون مین تیل لیا جب دولہا نے دیر کی سب اونگہنے لگین اور سو گئین - آدہی رات کو دہوم مچی کہ دیکہو دولہا آتا ہے اس کے استقبال کے واسطے نکلو تب ان سب کنواریون نے اوٹھکر اپنی مشعلین درست کین اور نادانون نے ہوشیارون سے کہا اپنے تیل مین سے ہمین بہی دو کہ ہماری مشعلین بجہی جاتی ہین پر ہوشیارون نے جواب مین کہا ایسا نہو کہ ہمارے اور تمہارے واسطے کفایت نکرے بہتر ہے کہ بیچنے والون کے پاس جاؤ

۱ تاریخ یونان مصنفہ گروٹ جلد ۴ صفحہ ۱۴۷ ۲ تاریخ زوال روم الکبریٰ مصنفہ گبن جلد ۲ صفحہ ۲۰۶
۳ متی کی انجیل باب ۲۵ آیت ایک سے بارہ تک

اور اپنے واسطے مول لو جب وہ خریدنے گئین دولہا آ پونچا اور وہ جو تیار تھین اس کے ساتھہ بیاہ
کے گھر مین گئین اور دروازہ بند ہوا۔ پیچھے وہ دوسری کنواریان بھی آئین اور کہنے لگین اے خداوند
اے خداوند ہمارے لئے دروازہ کھول۔ تب اسنے جواب مین کہا مین تم سے سچ کہتا ہون کہ تمہین
نہین پہچانتا۔ واس آیت سے دو باتین کھلتی ہین گو یہہ محض ایک مثال کے طور پر بیان کی گئی
مگر اس سے اول تو یہہ رسم کھلتی ہے کہ پہلے مرد یکے بعد دیگرے عورت سے شادی نکرتا تھا بلکہ ایک
ہی ساتھہ کئی کئی دوشیزہ لڑکیون سے شادی کرلیتا تھا۔ دوسری بات یہہ بھی معلوم ہوتی ہے
حضرت مسیح نے اس رسم کو برا نہ سمجھا کیونکہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ جس چیز کو برا جانتی ہے
اسے نیک کام کی مثال مین نہین لاتی۔ اگر حضرت عیسے کوئی اور مثال لانا چاہتے تو ان ہی شادیون
کو لا سکتے تھے جو گلیلی کے کنارون پر شب و روز چھوٹون کو کرتے دیکھتے تھے جتنی مثالین آپ نے
دی ہین وہ سب ان ہی حدود کی ہین جو انہون نے خود دیکھی تھین اور جہان جہان وہ گئے تھے۔
اور باقی خیر صلاح ہے۔

اسلئے قومون مین کثرت ازدواج برابر ترقی کرتی گئی اور اسکی دھوم دھام سے نشو و نما ہوتی رہی۔ تات [?]
جسٹی نین کے قانون نے اس ہولناک عالمگیر رسم کو زیادہ رد کا قطعاً یہہ قانون جاری ہوگیا تھا کہ
کوئی ایک شادی سے زیادہ شادی نکرنے پائے۔ لیکن اس ممانعت نے اور بھی طبائع کو ابھارا اور
وہ کئی کئی شادیان کرنے لگے۔ یہہ انسانی فطرت کی خاصیت ہے کہ جس چیز کے لئے اسے روکا جاتا ہے
وہ اور اسی طرف رجوع ہوتی ہے آخر اس ملکی قوانین کے بندھن شکست ہوگئے اور تمام ملک مین پھر کئی
کئی شادیان ہونے لگین۔ ایک ظلم یہہ ہونے لگا کہ پہلی بیوی تو اچھی طرح با آرام رکھی جاتی تھی اور اس
کے بعد جتنی شادیان ہوتی تھین وہ عورتین سخت عذاب مین لونڈیون سے بھی بدتر سمجھی جاتی تھین ان
پر طرح طرح کے مظالم توڑے جاتے تھے۔ ان کے حقوق مطلق نہ تھے اور انہین پاؤن کی جوتی سے زیادہ
وقعت کی نظر سے نہ دیکھا جاتا تھا۔ نہ ان کی حفاظت کی جاتی تھی اور نہ ان کے خورد و نوش کا اچھا بندوبست
ہوتا تھا وہ ایک سخت ذلیل اور انتہا درجہ کی خراب حالت مین مبتلا ہوتی تھین۔ ذرا ذراسی خطا پر وہ
کوڑے بازی ہوتی تھی کہ توبہ۔ روئی کی طرح ان کی کھال دھنکی جاتی تھی۔ اگر وہ کسی سخت مرض مین
پھنس جاتی تھین تو سہل مرض بغیر غور و تحفظ کے مہلک بنجاتا تھا اور پھر سوائے مصافحہ ملک الموت
کے اور کچھ انجام نہوتا تھا۔ ان بیویون کے بچون پر ہمیشہ انگشت نمائی ہوتی تھی کہ بعد [?] آزار جا رہا ہے
وہ بیچارے کسی انجمن مین شریک نہو سکتے تھے اور نہ کسی جلسہ شرفا مین ان کے بیٹھنے کا کوئی روادار
ہوتا تھا۔ خواہ وہ کیسے ہی عریب لائق اور شائستہ کیون نہون الغرض انسانی سوسائٹی سے اس طرح
الگ کر دیا گیا تھا کہ جیسے کوئی دودھ مین سے مکھی نکال کر پھینک دیتا ہے۔ انہین ان کے باپ کی

جائداد منقولہ یا غیر منقولہ مین سے کچھ بھی نہ دیا جاتا تھا اور ان بیچارون کی عمر بھر بیری نوبت
پہنچتی تھی —
ین کے بڑے بڑے رہنما ایسا ہی کرتے رہتے گو ان کے لئے شادی کرنے کی اجازت بھی ہوتی تھی
پھر بھی وہ خلاف قانون ملکی اور مذہبی صرف لذائذ نفسانیہ کے لئے درجنون شادیان کرتے رہتے اور
پنی لوری عمر نفس پرستی مین گذار دیتے تھے سینٹ آگسٹائن نے کثرت ازدواج کو گناہ نہین
رار دیا ہے اور وہ لکھتا ہے کہ زیادہ شادیان کرنا کوئی گناہ نہین ہے نہ کوئی جرم ہے - ایک جرمنی
مصلح ہے لوتھر نامی کئی کئی شادیان کرنی جائز قرار دیتا ہے اور لکھتا ہے کہ دو تین شادیان اولاد
اسطے یا اور خاص ایسی ہی ضرورتون مین کرنی ہرگز نا جائز نہین ہین
چونکہ حضرت عیسے کا کوئی بین حکم کثرت ازدواج کی ممانعت مین صادر نہین ہوا اور یورپ مین یہہ بات
قانوناً سخت بری سمجھی گئی ہے کہ کوئی مرد سوائے ایک شادی کے کئی کئی شادیان نہ کرے اسلئے یہہ خیال
کیا جاتا ہے کہ جرمنیک یا پہلے تہذیب و تمدن کی آرائش کا یہہ طفیل ہے اور یہہ ان کی ہی اصلاح کا صدقہ
ہے کہ یورپ مین نام و نشان کثرت ازدواج کا نہین رہا - لیکن یہہ محض لغو اور بے سروپا ہے تاریخ اسبات
کی شہادت دیتی ہے کہ یہہ خیال کیسا کم قدر اور بے بنیاد ہے - اگر جرمنون کی طرف خیال کیا جائے
تو ان مین بہی کثرت ازدواج کا قانون یورپ کے اور حصون سے زیادہ رائج تہا اور اسکی نظیر مختلف
جرمنی تواریخ مین موجود ہے - ٹیکی ٹس ایک بہت بڑا جرمنی مورخ ہماری اس تحقیق کی تائید کرتا ہے
سلطنت الکبری والون کا خواہ اسوقت کچھ ہی طریقہ کیون نہو اور جرمن مین کچھ ہی رسم کیون نہ رائج
ہو پہر بہی ان کے گذشتہ قوانین ملکی مٹ نہین گئے ہین جنمین کئی کئی شادیان کرنی کوئی گناہ کوئی
جرم نہین خیال کیا گیا ہے - بلکہ اسکو امیرانی نمود سمجھا گیا ہے - دنیا کی جتنی قومون کی طرف خیال
کیا جاتا ہے کسی زمانہ مین یہہ رسم عالمگیر تہی اور کوئی ملک کوئی قوم کوئی گروہ اس مرض سے محفوظ نہ تہا -
دیکھو شہنشاہان ہونوریس - اور ارکے ڈیس کہ جنکی کئی کئی بیویان تہین آفاق اور قسطنطین
اور اسکے بیٹے کی حرم سرا پر ایک نظر ڈالین - اور دیکھین کہ ان دونون عالیشان مسیحی باپ بیٹون نے
ایک ایک ہی بیوی پر قناعت کی ہے یا ان کی کئی کئی بیویان تہین - جب خوب تحقیق کی نظر تاریخ
کے مختلف صفحون پر ڈالی جائے گی تو معلوم ہوگا کہ خاص قسطنطین کی کئی بیویان تہین کہ جنکی کوئی
خاص تعداد نہین قرار دی جا سکتی - یہی وہ قسطنطین ہے کہ جسنے تلوار کے زور سے یورپ مین
دین مسیحی کی اشاعت کی تہی - اسکی بہی بے تعداد بیویان تہین - لیکن اسکا بیٹا اپنے باپ سے بہی بڑہا
ہوا تہا - اسکی بیویون کی تعداد ہی نہین تہی - شہنشاہ ویلن ٹی نین ثانی نے یہہ فرمان ہی جاری
کر دیا تہا کہ ہماری رعیت مین ہر شخص کو اختیار ہے کہ چاہے وہ جتنی بیویان بیاہے تاریخ سے کہین بات

ثابت نہیں ہوتی کہ حیرچین کے پادریوں اور لاٹ پادریوں نے اس فرمان پر کچھ اعتراض کیا ہو ف۱ - اسکو بھی جانے دو جیتنے شہنشاہ یکے بعد دیگرے عیسائیوں میں تخت نشین ہوئے سب ہی کی کئی کئی بیویاں تھیں - اور برابر عیسائیت کو اجازت ہی کہ وہ بھی کئی کئی بیویاں کر کے لذت نفسانی حاصل کریں -

اب ہم ایک بڑی بحث کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور ان الزامات کی حقیقت کو دیکھتے ہیں جو کثرت ازدواج کے بارہ میں نبی اکرم پر عائد کئے جاتے ہیں - غلطی سے تمام عیسائی مورخ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ محمدؐ عربی نے کثرت ازدواج کو نہیں روکا بلکہ اجازت دیدی ہے کہ چاہے جتنی شادیاں کرو اور چار تو گویا قانوناً جائز کر دی ہیں - یہ الزام جہلا کی طرف سے عاید کیا گیا ہے اس لئے یہ کچھ قیمت اور قدر نہیں رکھتا - جو عیسائی کہ اعلےٰ درجہ کے محقق اور عالم ہیں وہ اس الزام کو بے بنیاد تصور کرتے ہیں - اور حقیقت بات بھی یوں ہی ہے -

جب نبی اکرم کا ظہور ہوا اور آپ نے اپنے فرض منصبی کی انجام دہی شروع کی تو آپنے کثرت ازدواج کی رسم نہ صرف اپنی ہی قوم میں ملاحظہ کی بلکہ آس پاس کے ممالک میں بھی اس رسم کی بڑی طرح سے اشاعت ملاحظہ کی اور مذہب ہر گروہ میں اس کو ساری پایا مسیحی سلطنتوں کے مقنین قوانین برائی کے دور کرنے کی کوشش میں پیچ پیچ کر بیٹھ گئے تھے مگر ان کا کچھ نتیجہ نہ نکلا تھا - کثرت ازدواج کی رسم پر نہ کوئی حملہ ہوا تھا نہ اس کا مخالف کوئی قانون ایجاد ہوا تھا بلکہ دن بدن اسکی اور تائید ہی ہوتی چلی آتی تھی - بدنصیب بیویاں باستثنائے پہلی کے ناقابل برداشت ظلموں میں پھنسی ہوئی تھیں اور ان سے گھریلو جانوروں سے بھی زیادہ سختی سے کام لیا جاتا تھا - تمام آرزوئیں اور امیدیں جو ایک نوجوان طبیعت کا خصوصاً خاصہ ہوتا ہے شادی ہوتے ہی بیرحم خاوندوں کے آگے ملیا میٹ ہو جاتی تھیں اور ہر ایک آفت زدہ کم بخت عورت اپنی پہلی سوکن سے مخاطب ہو کر یہ کہتی ہوئی دکھائی دیتی تھی -

ایک ہم ہیں کہ ہوئے ایسے پشیمان کہ بس
ایک تم ہو کہ جنہیں چاہ کے ارمان ہونگے

نبی اکرم کے ظہور کے زمانہ میں ایران کی اخلاقی حالت سخت ناگفتہ بہ گندی اور شدید ہو گئی تھی یہاں شادی یا نکاح کے متعلق کوئی قانون نہ تھا - ہر شخص ڈھیلی ڈوری چھوڑ دیا گیا کہ وہ چاہے جتنی شادیاں کرے اور ان کو خواہ کسی طرح سے رکھے نہ خود سلطنت نہ قانون مذہب اس کے نیک و بد برتاو میں دخل دے سکتا تھا ف۲

ف۱ یونیورسل آرٹ میرج اینڈ ڈیون پورٹ اپالوجی فار محمدؐ
ف۲ ڈی ولنگر فیتائل اینڈ جیو جلد ۱ صفحہ ۲۰۷

ہوا کہ لئے عربوں اور یہودیوں میں علاوہ متعدد نکاح کرنے کے ایک یہہ بھی رسم رائج تھی کہ وہ متعہ بھی کر لیا کرتے تھے یہہ رسم سب سے زیادہ مخرب اخلاق اور قانون قدرت کے خلاف ہے۔ اس جزیرہ نما میں ایسی ایسی مخرب ملت رسمیں اپنی پوری قوت اور طاقت سے رواج پا رہی تہیں اور دن بدن ان کا اثر طبائع میں مضبوطی سے جڑ پکڑتا جاتا تہا۔

ہوا اصلاح کہ نبی عربی نے اس رسم میں کی اس سے عورتوں کی حالت میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا ہو گیا۔ یہودیوں اور عربوں میں عورت کچہ مال ہی خیال کی جاتی تہی اور اسکا درجہ حد سے زیادہ ذلیل تہا۔ ایک عبرانی ناکتخدا لڑکی اپنے باپ کے گہر میں بہی مثل غلاموں کے سمجہی جاتی تہی۔ مفلسی میں باپ اپنی لڑکی کو فروخت کر سکتا تہا۔ باپ کے مرجانے پر اولاد نرینہ اپنی مرضی کے موافق اپنی بہن کو چاہے جو کچہ دیدیا کرتے یا نہ دیتے یہہ بہی انہیں مجاز تہا۔ کوئی قانون مذہبی یا ملکی ایسا نہ تہا کہ جو اولاد نرینہ کو مجبور کرتا کہ وہ اپنی بہن کو باپ کی جائداد میں سے کچہ دیتے۔ لڑکی اس صورت میں اپنے باپ کے مال کی وارث ہو سکتی کہ اسکی کوئی اولاد نرینہ نہو۔ بت پرست عربوں پر ان کی پڑوسی مسیحی سلطنتوں کا یہہ اثر پڑا تہا کہ وہ عورتوں کی خوشیوں سے زیادہ خبرگیری نہ کرتے تہے نہ ان کی حفاظت کے زیادہ ذمہ دار ہوتے تہے۔ لڑکی اپنے خاوند یا باپ کی جائداد کی جزو ضروری سمجہی جاتی تہی اور بیوہ اپنے بیٹے کی وراثت میں مثل اس کے باپ کی اور چیزوں کے لائی جاتی تہی یعنے وہ بہی ایک چیز تہی جسپر باپ کے بعد بیٹا فوراً قبضہ کر لیتا تہا۔ اور اسے اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کرنا روا معلوم ہوتا تہا۔

کل عرب شرک اسلام کے دائرہ میں آنے سے پہلے اپنی زندہ لڑکیوں کو آگ میں جلا دیا کرتے تہے اور دہا بہی اف نکرتے تہے۔ یہہ خوفناک رسم قریش میں بہت شدت سے رائج تہی جب نبی اکرم نے وعظ فرمایا اور سختی سے روکا کہ ہرگز اس رسم کو نکرو اور لڑکیوں کا زندہ جلانا چہوڑ تو انمیں ایک تموج پیدا ہو گیا تہا۔ آپنے چند سزائیں قرار دیں اور انہیں متنبہ کیا کہ اگر آئندہ کسی نے اپنی لڑکی کو نقصان کیا اسے یہہ سزا دیجائیگی اور آئندہ زندگی میں اس جرم عظیم کے عوض جو اسے درد دینے والی ہزیمت اٹہانی پڑیگی وہ جدا ہے۔ عرب میں یہہ ہی غضب نہ تہا کہ وہ لڑکیوں کو زندہ جلا دیتے تہے بلکہ اپنے معصوم بچوں کو اپنے دیوتاؤں کے قدموں پر قربانی چڑہانے کے لئے لیجا کر ذبح کر ڈالتے تہے خصوصاً ایران کی سلطنت میں عورتوں کی بڑی گت بنائی جاتی تہی ان پر ترس کہانا یا رحم کرنا کہیں نام کو بہی نہیں تہا۔ ان سے برے برتاؤ کی سوچ کچہ رسم ہی کی ایسی ہو گئی تہی کہ جسکا ٹہکانا نہ تہا۔

یہہ ساری برائیاں تو تہیں نیا غضب یہہ تہا کہ بڑے بڑے پادری عورتوں کے خلاف دہرمی

وعظ کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہر عورت میں کئی کئی شیطان پوشیدہ ہیں یہہ اس زمانہ کا ذکر ہے کہ جب پرانی وحشت اب نہذیب کے کرشمے ہو رہے تھے شرک اور کفر کی بیخ و بنیاد اکھڑنی شروع ہو گئی تھی اور چاروں طرف سے یہہ غل و شور بلند ہو رہا تھا کہ دنیا کا نجات دہندہ پیدا ہو گیا ہے۔ مظالم کی بنیاد جڑ سے اکھڑ کر پہینک جائے گی اور ہر شخص آزاد کر دیا جائے گا۔

علاوہ اور اصلاحوں کے جو نبی عربی نے کین ایک یہہ اصلاح بہی قابل یادگار ہے کہ عورتوں کی عزت کرو آپ کی اس نصیحت نے اور متعدد نصائح کے ساتھ آپکے پیروان پر وہ اثر کیا کہ سب آپ کی صاحبزادی فاطمہ کو خاتون جنت کہتے ہین اس سے زیادہ عظمت ایک خاتون کی ہو نہین سکتی کہ کروڑوں آدمی اسی تعظیم سے یاد کرین۔ آپکو دنیا کی عصمت پناہ اور نیک باطن خواتین مین ممتاز خیال کیا جاتا ہے اور آپکو مسلمان گویا جنتی خواتین کی سردار سمجھتے ہین۔

نبی عربی نے قوانین شادی یا نکاح کے تجویز فرمائے اور اسپر بہی امت سے عمل کرنے کی درخواست کی گو خاص خاص صورتون اور ضرورتون مین متعہ جائز قرار دیدیا گیا تہا لیکن جب وہ ضرورتین رفع ہو گئین تب سے تجربہ مین یہہ رسم بالکل منادی گئی۔ گو شیعی گروہ مین متعہ کی رسم ابتک جاری ہے مگر بہت ہی کم ہے شریف مرد یا عورتین انہین بہی متعہ جائز نہین قرار دیتے۔ اور جو دیتے بہی ہین تو ان کا شمار انگلیون پر ہے۔ نبی عربی نے عورت کو حقوق عطا کئے ہین اور وہ بخوبی آزادی حاصل کر سکتی ہے آپ نے عورت کو مرد سے کسی طرح درجہ کمی مین نہین رکہا اور بہت سی قانونی صورتون مین وہ مرد کے برابر قرار دیگئی ہے۔ بڑی حجت یہہ ہے کہ قرآن شریف مین یہہ حکم آیا ہے ،،تم دو تین چار تک نکاح کر سکتے ہو'' لیکن آگے یہہ صاف لکہا ہے ،، لیکن اگر تم انہین انصاف نہین کر سکتے یا انہین برابر نہین رکہ سکتے تو ایک ہی نکاح کرو،، اس لفظ انصاف یا برابری سے جو قرآن کی تعلیم مین ایک بہت بڑا اعلی اصول ہے بہت کچہ بحث ہو سکتی ہے۔ مگر ہم نہایت مختصر الفاظ مین اسپر بحث کر کے دکہائینگے اور ثابت کرینگے کہ قرآن کا اسمین کیا منشاء ہے جو آیت کہ نکاح کے بارہ مین قرآن شریف مین آئی ہے وہ یہہ ہے۔ ،،وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلث وربٰع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم ذلک ادنیٰ الا تعولوا واتوا النساء صدقتہن نحلۃ فان طبن لکم عن شیءٍ منہ نفسا فکلوہ ہنیئا مریئا۔ یعنے اور اگر تمکو ڈر ہو کہ یتیم لڑکیون کے حق مین انصاف نکروگے تو نکاح کرو اور عورتون سے جو تمہین اچہی لگین دو دو اور تین تین اور چار چار پہر اگر تمکو ڈر ہو کہ (انہین) برابر نہ رکہو گے تو پہر (تمہارے لئے) ایک ہی ہے یا وہ جن کے مالک تمہارے ہاتہ ہوئے جسمین یہہ امید ہے کہ تم ظلم نہ کرو اور دیدو عورتون کو ان کا مہر خوشی بخوشی پہر اگر اپنی خوشی سے

وہ تمکو اس مین سے کچھ چھوڑ دین تو اس کو کہاؤ رچتا پچتا (وان خفتم الا تقسطوا فی
الیتامی) یتامی یتیم کی جمع الجمع ہے - اور یتیم اس کو کہتے ہین جسکا باپ مرگیا ہو یعنے بے سرپرست
تنہا رہگیا ہو - یہہ لفظ لڑکون پر اور لڑکیون پر اور جن عورتون کا نکاح ہونے سے پہلے باپ
مرگیا ہو اطلاق ہوتا ہے گو کہ وہ جوان ہوگئی ہون - اسپر تفسیر کبیر مین مفصل بحث لکھی ہے
مگر اسکا حاصل مطلب اسی قدر ہے جو ہم نے بیان کیا اس مقام پر "یتامی" سے صرف لڑکیان
اور بن بیاہی عورتین جن کے باپ مرگئے ہین مراد ہے -

اس آیت مین اور اس سے پہلے آیت مین یتیم لڑکیون یا عورتون کے حق مین ناانصافی کرنیکا
امتناع ہے اس مقام پر بنظر مزید احتیاط یہہ فرمایا ہے کہ اگر تمکو اسبات کا خوف ہو کہ یتیم
لڑکیون سے نکاح کرنے مین ان کے مال اور ان کے حقوق مین انصاف نہ کروگے تو اور عورتون سے
نکاح کرو اس سے غایت درجہ کی احتیاط یتیمون کے مال اور حقوق کی حفاظت کی پائی جاتی ہے
کیونکہ ہم ابھی لکھ آئے ہین کہ تمام آباد دنیا سے قریب قریب یتیمون - عورتون اور بیواؤن کے
حقوق زوال مین آگئے تھے بیوی کا خاوند پر مطلق کوئی حق نہ تھا بیٹی کا باپ پر کوئی حق نہ تھا
جس کی خوفناک نظیر ہنوز عورتون کے حقوق کی ہندوؤن مین موجود ہے جو کسی زمانہ وحشت مین
کل قومون مین موجود تھی - اسیلئے نبی عربی کو ان کے حقوق کی تحفظ کی مزید ضرورت ہوئی اور اسوجہ
سے آپ نے مکرر الفاظ مین تاکید فرمائی -

تفسیر کبیر مین عروہ سے ایک روایت لکھی ہے کہ انہون نے حضرت عائشہ سے کہا -

"روی عن عروۃ انہ قال قلت لعائشۃ ما معنی قول
اللہ وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فقالت یا ابن
اختی ھی الیتیمۃ تکون فی حجر ولیھا فیرغب فی مالھا و
جمالھا الا انہ یرید ان ینکحہا بادنی من صداقھا ثم اذا
تزوج بھا عاملھا معاملۃ رویۃ لعلمہ بانہ لیس لھا
من یذب عنھا ویدفع شر ذلک الزوج عنھا فقال تعالی
وان خفتم ان تظلموا الیتامی عند نکاحھن فانکحوا من
غیرھن ما طاب لکم من النساء (تفسیر کبیر) -

یعنے عروہ نے حضرت عائشہ سے عرض کیا کہ یہ جو خدا نے فرمایا ہے کہ ان خفتم الا
تقسطوا فی الیتامی اس کے کیا معنی ہین حضرت عائشہ نے فرمایا کہ یتیم لڑکی اپنے ولی
کی حفاظت مین ہوتی ہے اور وہ اس کے مال وجمال کی لالچ کرتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ

بہوڑنے سے مہر پر اس سے نکاح کرلے اور پہر جب نکاح کرلیتا ہے تو بدسلوکی سے پیش آتا ہے اور
اس کا کوئی ایسا سرپرست نہیں ہوتا کہ اُس کی حمایت کرے اور اس کے خصم کی بدسلوکی سے
اسکو بچا دے اسپر خدا نے فرمایا کہ اگر تمکو ڈر ہو کہ نکاح کرلینے سے یتیم لڑکیوں پر ظلم کروگے تو
اور عورتوں سے نکاح کرو ــ جو تفسیر آیت کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمائی اور سیاق
کلام بہی اسی پر دلالت کرتا ہے اس کے لحاظ سے تقدیم کلام یوں ہے کہ ان خفتم الا تقسطوا
فی الیتامی فلا تنکحوا ھن وانکحوا من غیر ما طاب لکم من النساء یعنے اگر تمکو ڈر ہو کہ یتیم
لڑکیوں کے ساتہہ انصاف نکروگے تو ان سے نکاح مت کرو اور ان کے سوا اور عورتوں سے جو پسند
ہوں نکاح کرو ــ تنکحوھن ــ گویا جزائے محذوف ہے اور فانکحوا ما طاب لکم اسپر معطوف ہے
جزا کو محذوف کرکے معطوف علی الجزا کو اسکی جگہہ فرمایا ہے اسمیں ایک نہایت دقیق نکتہ ہے
اور وہ یہہ ہے کہ اگر فلا تنکحوھن وہ محذوف نہ کیا جاتا تو یہہ شبہ پیدا ہوتا کہ یتامی سے انکے اولیاء
کا نکاح قطعاً ممنوع ہے حالانکہ امتناع صرف تصرف مال اور ان کے حقوق میں نا انصافی کرنیسے متعلق تہا
نکاح درحقیقت دو شخصوں میں ایک معاہدہ ہے مثل دیگر معاہدوں کے ــ مگر یہہ ایک ایسا معاہدہ
ہے جو فطرت انسانی کا مقتضی ہے ــ اور اس سے بالتخصیص ایسے احکام بمقتضائے فطرت
انسانی متعلق ہیں جو دوسرے کسی معاہدہ سے متعلق نہیں ہیں ــ اور وہ احکام ایک نوع کے
مذہبی احکام ہوگئے ہیں اس لئے نکاح عام معاہدوں سے خاص ہوکر ایک مذہبی معاہدہ میں
داخل ہوگیا ہے اور بلحاظ اسکی خصوصیات کے ٹہیک ٹہیک ایسا ہی ہونا لازم تہا ــ
عورت بہ نسبت مرد کے اس معاہدہ کے نتائج کے لئے محل ہے ــ اسی لئے وہ مجاز نہیں ہوسکتی
کہ ایک سے معاہدہ کرنے کے بعد اور اس معاہدہ کے فسخ ہونے کے قبل دوسرے سے معاہدہ کرے
ــ اسی وجہ سے اسلام نے بمقتضائے فطرت انسانی عورت کو ایک وقت میں تعدد ازدواج کی اجازت
نہیں دی ــ مگر مرد کی حالت اس کے برخلاف ہے ــ اور علاوہ اسکے مرد کے ساتہہ اور اقسام سے
ایسے تمدنی امور متعلق ہیں جو عموماً عورات سے متعلق نہیں ہیں اسلئے وہ عدم جواز مرد سے بعینہ متعلق
نہیں ہوسکتا تہا پس مرد کو کسی ایسی شرط کے ساتہہ جو بجز خاص حالت کے اسکو بہی تعدد ازدواج سے
روکے مجاز کرنا بمقتضائے فطرت نہایت موزوں تہا ــ یہہ ایک سیدہی بات ہے کہ ایک چیز کے
ایک وقت میں ایک حالت میں کئی یا دو مالک نہیں ہوسکتے اور ایک شخص کئی چیزوں کا مالک ہوسکتا
اسیطرح بمقتضائے فطرت انسانی ایک عورت ایک وقت میں کئی خاوند کرنے کی مجاز نہیں ہوسکتی
اور ایک خاوند کئی شادیاں کرنے کا مجاز ہے ــ شریعت محمدی نے اس شخص کو روکا ہے کہ جس کے
پاس جمعیت نہیں ہے لیکن کئی کئی چیزیں خریدنا چاہتا ہے اور اسکو سخت تاکید کی ہے کہ جب وہ

دو بیویوں میں انصاف نہیں قایم کر سکتا ہرگز نکاح نکرے - ان تمام دقایق کی رعایت مذہب اسلام نے اس عمدگی سے کی ہے جس سے یقین ہوتا ہے کہ بلاشبہ وہ بانی فطرت کی طرف سے ہے - فطرت اصلی جبکہ اس میں کوئی اور عوارض داخل نہوں تو اس کا مقتضی یہ ہے کہ مرد کے لئے ایک ہی عورت ہونی چاہیے مگر مرد کو جیسے اور تمدن سے بہ نسبت عورت کے زیادہ تر تعلق ہے ایسے امور پیش آتے ہیں جن سے بعض اوقات اس کو اس اصلی قانون سے عدول کرنا پڑتا ہے - اور وقت میں یہ عدول نہیں ہوتا بلکہ دوسرا قاعدہ قانون فطرت کا اختیار کرنا ہوتا ہے اگر یہ قاعدہ قرار پاتا کہ جب تک ایک عورت سے قطع تعلق نہو جاوے تو دوسری عورت ممنوع رہے تو اس میں ان عورتوں پر اکثر حالت میں نہایت بیرحمی کا برتاو جائز رکھا جاتا - اور اگر اس قطع تعلق کو اسکی موت پر یا کسی خاص فعل کے سرزد ہونے پر منحصر رکھا جاتا تو مرد کو بعض صورتوں میں منہیات پر رغبت دلاتی ہوتی اور بعض صورتوں میں اسکی ضرورت تمدن کو روکنا ہوتا پس مرد کو حالات خاص میں تعدد ازدواج کا مجاز رکھنا فطرت انسانی کے مطابق عمدہ فوائد پر مبنی تھا -

اگر ایک عورت ایسے امراض میں مبتلا ہو جاوے کہ اس کی حالت قابل رحم ہو مگر معاشرت کے قابل نرہے یا کوئی عورت عقیمہ ہو جسکے سبب مرد کی خواہش اولاد پوری نہو سکتی ہو - اور جو ایک ایسا امر ہے کہ انبیا بھی اسکی تمنا سے خالی نہ تھے) تو کیا یہ مناسب ہوگا کہ ایک بے رحمانہ طریقہ اس سے قطع تعلق کا اختیار کئے بغیر دوسری عورت جائز نہو یا اس کی موت کے انتظار میں مرد کو ان امور کے حاصل کرنے میں جو بلحاظ تمدن اس کے لئے ضروری ہیں روکا جاوے یہ ایسے امور ہیں کہ بمقتضائے فطرت انسانی رک نہیں سکتے اور جب روکے جاتے ہیں تو اس سے زیادہ خرابیوں میں مبتلا کرتے ہیں -

ہاں تعدد ازدواج کے جایز رکھنے کے ساتھ اس بات کی روک ضرور تھی کہ بدون حالت ضرورت کے کہ وہ بھی بمقتضائے فطرت انسانی ہو اس جواز کو خواہش نفسانی کے پورا کرنیکا ذریعہ نہ بنایا جاوے پس اسلام نے نہایت خوبی اور بے انتہا عمدگی سے اس روک کو قایم کیا ہے جہاں فرمایا ہے ،، فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ (یعنے اگر تمکو ڈر ہے کہ عدل نکر سکو گے تو پھر ایک ہی جورو چاہیے فقط ،، ان خفتم پر زیادہ تر غور کے لایق ہے کیونکہ کوئی انسان ایسا نہیں ہے کہ جسکو کسی وقت اور حالت میں بھی خوف عدم عدل نہو - پس قرآن کی روسے تعدد ازدواج کی اجازت اسی حالت میں پائی جاتی ہے جبکہ محل عدل بمقتضائے فطرت انسانی باقی رہے - کیونکہ ہیچ طور سے اسیوقت عدم خوف عدل متحقق ہو سکتا ہے ایسی حالت میں بھی اسلام نے تعدد ازدواج کو بلکہ نفس نکاح کو بھی لازم نہیں کیا کیونکہ اس مقام پر ،، فانکحوا ،، صیغہ امر کا (جیسا کہ اکثر مفسر تسلیم کرتے ہیں) -

وجوب کے لئے نہیں ہے بلکہ جواز کے لئے ہے۔

اس آیت مین جس لفظ پر بحث ہو سکتی ہے وہ لفظ "عدل" ہے۔ گو بعض علماء اسلام نے عدل کو صرف رہنے سہنے۔ باری باندھنے اور نان و نفقہ دینے مین مخصوص کیا ہے اور میل قلبی یعنے محبت و موانست زن اور اس امر مین جو خاص زوجیت سے متعلق ہے اکثر علماء نے متعلق کیا ہے اسلئے عدل سے مراد ورد الی کپڑا ہی ہرگز نہین ہو سکتی کیونکہ عدل کے جو کچھ معنی ہین وہ میل قلبی یعنے محبت و موانست اپنے مین مضمر رکھتے ہین عدل کی وہ حد یا صفت یہہ ہے۔

عدل نہ تو روحانی قابلیتون کا اندرونی پیمانہ ہے۔ نہ یہہ ایک ایسا قاعدہ ہے کہ کسی منجتہ کار کا ایجاد کیا ہوا ہو لیکن یہہ جانبین کا ایک معاہدہ یا اقرار نامہ ہے کہ جو بہ دستی یا تحمل سے بجا آتا ہے اور وقتاً فوقتاً اسکے نتائج سوسائٹی کے لئے خصوصیت سے دلچسپی رکھتے ہین۔ لیکن ہمیشہ اقرار نامہ مین زیادہ تر عام اتحاد و یگانگت مطلوب ہے وہ عدل کی یہہ صفت یا حد ہوئی اسلئے یہہ بالکل ناجائز بات ہے کہ عدل کو صرف نان و نفقہ مین محدود کر دین اور میل قلبی یعنے محبت و موانست کی جانب اس کے قدم نہ بڑھنے دین۔ جو علماء صرف عدل کو نان و نفقہ مین مقید کرنا چاہتے ہین ان کی سخت غلطی سمجھنی چاہئے۔ اگر صرف عدل سے غرض نان و نفقہ کا بیویون کے درمیان مساوی درجہ مین قایم رکھنا ہوتا تو اتنی تاکید فرمانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور جسکو ایک حریص علی الازدواج کر سکتا ہے کوئی ایسا امر مشکل اور مہتم بالشان نہ تھا جسکی نسبت لفظ "فان خفتم" استعمال ہوتا یہہ لفظ خود اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس سے کوئی ایسا امر عظیم الشان مراد ہے جسکی بجا آوری بجز ان نفوس قدسیہ کے جو فی الحقیقت نفسانی خواہشون کے مطیع نہین ہین یا اس حالت مین جبکہ بمقتضائے فطرت انسانی محل عدل باقی نہین ہے اور کسیطرح یہہ ہو نہین سکتی خود خدائے تعالٰی نے موانست و محبت کو تعلقات زن و شوہر مین امر مقدم قرار دیا ہے جہان فرمایا ہے "ومن اٰیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ ان فی ذلک لاٰیات لقوم یتفکرون (سورہ روم) یعنے اللہ کی نشانیون مین سے ہے کہ تمہارے لئے تم ہی مین سے جوڑا پیدا کیا تاکہ تم دلی میلان اس سے کرو اور تم دونو مین محبت و پیار پیدا کیا۔ و بس جو امر کہ تعلقات زن و شوئی سے مخصوص ہے وہ کیونکر لفظ عدل سے جو ایسے موقع پر بولا گیا ہے خارج رہسکتا ہے۔

اس سے بھی زیادہ ثبوت اس امر کا یہہ ہے کہ جن کے پاس پہلے سے یعنے اس حکم کے آنے سے قبل سے متعدد جورُوان نہین ان کی نسبت حکم بیان کرتے وقت خود خدا نے عدل کو میل قلبی

فـــ یقال سکن لیہ للسکون القلبی ویقال سکن عندہ للسکون الجسمانی (تفسیر کبیر)۔

متعلق کیا ہے جہان فرمایا ہے ،، ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا
تمیلوا کل المیل (سورہ نساء) یعنے ہرگز تم عدل نکر سکوگے عورتوں مین اور گو کہ تمکو حرص ہو
بہت جھک پڑو (یعنے ایک پر) بالکل جھک پڑنا ومااس مقام پر فرمایا ہے کہ تم عدل نہیں
کرسکوگے اگر عدل سے صرف مساوات نان ونفقہ وباری معین کرنے سے مراد ہوتی تو یہ بات
ایسی نہ تھی جسکی نسبت کہا جاتا کہ تم ہرگز نہ کرسکوگے گو کہ اس کے کرنے کی حرص ہی کرو اس کے
بعد میل قلبی کا ذکر فرمایا ہے جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ عدل میل قلبی کو شامل تھا غرضکہ
قرآن مجید سے جو کچھ حکم پایا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ ایک بیوی ہونی چاہئے تعداد ازواج کی جانب
اسیوقت ہے کہ جب بمقتضائے فطرت انسانی وضروریات تمدنی کے عقل واخلاق وتمدن اسکی
اجازت دے اور خوف عدم عدل باقی نرہے۔ ان آیتون سے یہہ صاف ہویدا ہوگیا کہ قرآن
ہرگز اجازت نہین دیتا کہ ایک سے زیادہ نکاح کیا جائے کیونکہ قرآن مجید کے یہہ الفاظ کہ تم ہرگز
عدل نکر سکوگے گو کہ اس کے کرنے کی حرص ہی کرو وہ صاف اسکی شہادت دے رہے ہین
تو کیا یہہ ممکن ہوسکتا ہے کہ ذات باری کے علم کے خلاف کچھ ظہور پذیر ہوسکے یعنے خدا کے علم مین
تو یہہ ہے کہ تم ہرگز عدل نکر سکوگے وہ اور ہم یہی کہین کہ نہین عدل کرسکین گے۔ یعنے ہم کئی کئی
بیویان کرلین اس کے معنے یہہ ہین کہ ہم نے خدا کے علم کو اد کچھا اور ناکارہ جانا اور اپنی طبیعت
پہ بھروسہ کر کے کئی کئی شادیان کرلین۔ ایسے شخص کا ٹھکانا سوائے دوزخ کے اور کہین نہین ہوسکتا
قرآن پکار پکار کر کہ رہا ہے کہ سوائے چند خاص خاص حالتون کے ہرگز ہرگز دو دو تین تین شادیان
جائز نہین ہین اور وہ حالتین بھی بمقتضائے فطرت انسانی کی اگر واقع ہون نہ کہ لذائذ نفسانی
کے لئے وہ مجبوراً کیا جاوے عموماً غیر اسلام مسلمانون کے افعال دیکھکر حکم لگاتے ہین کہ ان کے
مذہب کا بھی یہی حکم ہوگا حالانکہ احکام اسلام اور افعال مسلمین مین بہت بڑا فرق ہے اگر ایک
عیسائی تلوار لیکر بیگناہ بنی نوع کا خون کر رہا ہے تو کیا اس کے اس فعل سے حضرت عیسے کی وہ نصیحت
انجیل مین سے جاسکتی ہے کہ اگر تمہارے کلہ پر کوئی ایک طمانچہ مارے تو تم دوسرا بھی آگے کردو ـــــ
نہین مٹ سکتی یہی حال ہے مسلمانون کے افعال خواہ جو کچھ ہون لیکن قرآن مجید مین صاف صاف
لکھا ہے کہ تم ہرگز عدل نکر سکوگے اگرچہ تمہین اسکے کرنے کی حرص ہی ہو ـــــ
تیسری صدی ہجری کے آغاز اور المامون کے عہد ہمایون مہد مین اول ہی اول حکمائے معتزلیہ
نے بہت دھوم دھام سے اس امر کو ظاہر کیا کہ قرآن کا قانون ہر متنفس کو پابند کرتا ہے کہ وہ
ایک ہی نکاح کرے اگرچہ متعصب اور دیوانہ متوکل نے ان کی اس اشاعت کو اپنے ظلم وستم
سے روکنا چاہا پھر بھی اس قانون قرآنی کی آواز بن چارون طرف گونجنے لگین اور اعلے درجہ کی

نکاح کی جنہوں نے ہیں۔ دوسری بات جو قانون قدرت تمدن اور اخلاق کے مطابق ہے یہہ
ہے کہ اگر ایسا ہو کہ لڑکی اپنے گھر سے باہر نہ نکلتی ہو مثلاً جہان پردہ کی رسم ہے تو وہان
کے لیے حکم ہے کہ چھپکر اسے دیکھ لے اور یہہ دیکھنا اسوقت ہوگا کہ جب عورت اسے
منظور کر چکی ہو اور اس طرح کے دیکھنے میں شریعت کی مخالفت نہیں ہے جیسا کہ ذیل کی حدیث سے
ثابت ہوتی ہے۔ عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اذا خطب احدکم المرأۃ فان استطاع ان ینظر الی ما یدعوہ الی نکاحہا فلیفعل
فخطبت جاریۃ فکنت اتخبأ لہا حتی رأیت منہا ما دعانی الی نکاحہا وتزوجہا
یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی کسی عورت سے نکاح کرنا
چاہے تو وہ جس وصف کے خیال سے نکاح کا طالب ہو اس وصف کا معاینہ اس میں کر لے
راوی حدیث (جابر صحابی) فرماتے ہیں کہ میں نے ایک نوجوان عورت سے نکاح کا پیام کیا تو میں
اسکو چھپ کر دیکھتا رہا یہانتک کہ میں نے اس وصف کو دیکھ لیا جسکا میں طالب تھا چھپ
کر دیکھنا صرف اس عمری معاہدہ کی خوش آیندہ نتیجہ کے لئے ہے کہ جو زوجین کو حاصل کرنے
کی آرزو ہوتی ہے۔ مطلب صرف یہہ ہے کہ جسطرح جیسے ہو سکے دولہ دلہن کو اور دلہن دولہ کو
دیکھ لے لیکن دیکھنا صرف صورت پر نظر کرنے کو نہیں کہتے بلکہ دیکھنے سے مراد اس صفت کا
عورت میں نظر کرنا ہے کہ جس نے مرد کو اس سے نکاح کرنے کی طرف رجوع کیا ہے اور یہہ بغیر باہم قیل
و قال کے مشکل ہے۔ اور بعض وقت بمقتضائے فطرت اگر کوئی ایسا موقع نہو کہ قیل و قال کی نوبت
آئے اور عورت بھی مقابلہ میں نہ آئے مگر مرد اسی سے نکاح کرنا چاہے تو ایسی حالت میں عورت
کی لاعلمی میں بھی اسکو مرد کا دیکھ لینا ضرور چاہیے اور اس معاینہ کے لیے یہہ شرط نہیں ہے کہ عورت
کی اجازت ہو یا اس کو اس معاینہ کا علم ہو (جیسا کہ امام مالک فرماتے ہیں) ایک حدیث میں صاف
آچکا ہے کہ نکاح کے ارادہ سے کوئی دیکھنا چاہے تو اسکو دیکھنے میں کچھ گناہ نہیں اگرچہ عورت کو
اسکا علم نہو جس سے صاف ثابت ہوتا ہے (چنانچہ قاضی شوکانی نے نیل الاوطار میں فرمایا ہے)
کہ اس معاینہ کے لئے عورت کی طرف سے اجازت شرط نہیں ہے۔
اوصاف جن کا عورت میں دیکھنا اور نکاح میں ان کو پیش نظر رکھنا جائز یا ضروری ہے بہت ہیں
ان سب کا اصل اصول غالباً چار اوصاف ہیں۔ (۱) مال جس سے طالبان دنیا اپنی آسودگی
چاہتے ہیں اور اپنی اولاد کے مالدار ہو جانے کی امید رکھتے ہیں۔
(۲) قومی امتیاز حسب و نسب جسمیں اکثر طالبان جاہ راغب ہوتے ہیں اور شریف عورت کے نکاح کو

ف۔ ابوداؤد۔

اپنی شرافت کا ذریعہ بتاتے ہین ۔

(۳) خوب صورتی جسکا انسان بالطبع طالب و راغب ہوتا ہے آپ خواہ کیسا ہی ہو عورت خوبصورت چاہتا ہے ۔

(۴) دین جس مین جملہ مکارم اخلاق اور حسنہ عادات عفت اطاعت وغیرہ داخل ہون اس صفت کا طالب وہ ہی شخص ہوتا ہے جو خود صاحب دین اور خلیق و شریف و عفیف و شفیق ہوتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث مین ان چارون اوصاف کا مطلوب خلائق ہونا بیان فرمایا اور آخر مین یہہ حکم دیا ہے کہ دین والی عورت سے نکاح [illegible] آپ کا [illegible] یہہ ہے کہ پہلے تین اوصاف بھی مطلوب ہون تو ان کے ساتھ دین [illegible] ہے ۔ اور [illegible] یہہ ہے ۔

[1] عن ابی ہریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال تنکح المرأۃ لاربع لمالها ولحسبها ولجمالها ولدینها فاظفر بذات الدین ۔ یہہ تو عورت کے اوصاف بیان ہوئے دوسری جگہ مرد کے اوصاف بھی بیان ہوئے ہین کہ اس کے چال چلن اور شرافت نجابت دین کو سمجھ بوجھ کر دیکھ لے اگر ایسا نکریگا تو پشیمانی اٹھانی پڑے گی بعض شریف زادے اپنی بیٹیان محض دولت کے لالچ سے شراب خوار پاجی کو بیاہ دیتے ہین ایسی شادی کو شریعت محمدی نے ناجائز ٹھہرایا کیونکہ عموماً ان شادیون کے نتائج خوش آیندہ نہین ہوتے ۔

اسی قسم کے سینکڑون فساد روزمرہ ظہور پذیر ہوتے ہین اگر مرد غریب کم بضاعت شریف کسی دولتمند حسینہ نک چڑھی کمینی عورت کے پالے پڑگیا تو اسکی موت ہی آگئی گو وہ بہ حیثیت ایک خاوند ہونے کے گھر مین رہتا ہے لیکن اسکی جورو کی نگاہون مین اسکا درجہ غلامون سے زیادہ نہین سمجھا جاتا ۔ اسی طرح اس کے مقابلہ مین اگر کسی مے خوار ناتراشیدہ دولتمند نے ایک غریب شریف زادی سے شادی کرلی تو باہم نامناسبت ہونے کی وجہ سے کبھی میل جول نہین ہونے کا اور بیوی لونڈیون سے بدتر حالت مین اپنی زندگی گذارے گی اسلئے شریعت محمدی نے مساوات کو اول درجہ قرار دیا ہے اور یہی قانون قدرت کے مطابق ہے ۔ سب سے زیادہ افسوس کی بات یہہ ہے کہ ہندوستان مین مسلم قوم کی بڑی تعداد جسپر شرافت کا لفظ عاید ہوسکتا ہے اس شریعت محمدی کے قانون سے جو محض قانون قدرت کے مطابق ہے تجاوز کئے ہوئے ہے اور یہی بہت بڑی وجہ ہے کہ ان مین خانگی جھگڑے ٹنٹے اکثر رہا کرتے ہین جنکا بیان انگریزی عدالتون کی مثلون مین اکثر دیکھا جاتا ہے مسلمانون مین ایک اور غضب انگیز حالت یہہ ہے جو اصلی قانون شریعت سے تجاوز کی

ف ۱ بخاری نے اس حدیث کو روایت کیا ہے ۔

یعنے وہ بچپن ہی مین اپنے بچون کی شادی کر دیتے ہین جسمین وہ جبین قانون شریعت کے حکم کی تعمیل مین نہایت کمزور ثابت ہوتے ہین بلکہ اس حکم شرعی کی تعمیل کے مطلق قابل نہین ہوتے —

ان کے ولی (والد والدہ وغیرہ) اس تعمیل مین ان کے قایم مقام ہونے کا دعوی تو کرتے ہین مگر وہ پوری تعمیل نہین کرتے اور نہ کر سکتے ہین — وہ صرف نسب یا خاندان طرفین کو دیکھہ لیتے ہین — طرفین کی ذاتی لیاقت دین و اخلاق کو ان کی نااہلی اور صغر سنی کے سبب دیکھہ نہین سکتے صورت قامت وغیرہ اوصاف جسمانی کو بھی زوجین کی آنکھ یا دل مین بیٹھکر دیکھہ نہین سکتے — یہی وجہ ہے کہ جس صورت قامت یا خصلت عادت کو وہ پسند کرتے ہین اسکو ان کے بچے پسند نہین کرتے اور جب وہ جوان ہوتے ہین ان مین تفرقے پڑ جاتے ہین —

اب شریعت محمدی مین یہہ بڑی باریک بحث ہے کہ اسلام مین ولی کا رشد وخیال صلاح و فلاح بچہ سے زیادہ ہوتا ہے مگر ولی بچہ کے اس دلی منشا پر جو حالت شباب مین ظاہر ہونے والا ہے مطلع نہین ہو سکتا — اور اسیوجہ سے بہت دفعہ ولی کے انتخاب و اجتہاد مین اور بچے کے مطلوب و مراد مین اختلاف واقع ہو جاتا ہے لہذا ولایت ولی کا عمدہ طریق عمل جس مین بالآخر ضرر نہ نکلے یہی ہے کہ وہ بچہ کو سن بلوغ تک پہونچنے سے پہلے اس کی شادی نکرے جب وہ بالغ ہو کر اس حکم اسلام کی تعمیل کے لایق ہو جائے تب اس کی اتفاق رائے کے ساتہہ اپنے رشد و ولایت سے کام لے اسلام نے زوجین کو اسی حالت مین نکاح کا حکم دیا ہے جب وہ شباب کو پہونچین اور اس حکم اسلام کی بلحاظ احکام اربعہ سابقہ تعمیل کر سکین اور ان کے ولیون کو بھی اسیوقت ان کے نکاح کر دینے کا حکم دیا ہے جب وہ بالغ ہو جائین چہوٹے لڑکون کی شادی کا اسلام مین کہین حکم نہین ہے نہ ازمنہ و بلاد قدیم اسلام مین اس رسم کا رواج پایا گیا ہے — ان دو مفصلہ ذیل احادیث سے بخوبی ثابت ہوتا ہے —

اول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج ؎

دوسری حدیث یہہ ہے جسمین صاف حکم ہے کہ ولیون کو ہرگز مجاز نہین ہے کہ وہ اپنے بچون کی صغر سنی مین شادی کر دین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ولد لہ ولد فلیحسن اسمہ وادبہ فاذا بلغ فلیزوجہ —

ہم بار بار یہہ لکھہ آئے ہین کہ اصول اسلام سراسر قانون قدرت کے مطابق ہین — کوئی بات ایسی نہین ہے کہ جو خلاف عقل و دانش ہو — اسی نکاح کے مسئلہ مین ولی کی ولایت دو حالتون مین ساقط و بے اعتبار ہو جاتی ہے —

؎ بخاری و مسلم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے — ۲۶۷ مشکوۃ —

(اول) وہ اپنی زیر ولایت عاقل و بالغ لڑکی کا (کنواری ہو خواہ بیوہ) نکاح اسکی اجازت و رضا کے سوا کر دے۔

(دوم) یہہ کہ وہ زیر ولایت لڑکی کے (بالغہ ہو خواہ نابالغ) نکاح مین رشد و خیر خواہی کا خلاف کرے اس خلاف کی دو صورتین ہین ایک یہہ کہ وہ کہلی بدنیتی و خود غرضی عمل مین لاوے مثلاً یتیم لڑکی کو جو اسکی ولایت مین ہو صرف طمع مال کی غرض سے نہ ادائے حقوق زوجیت کی نیت سے اپنے نکاح مین پہنسا رکہے یا کسی ایسے شخص سے رشوت مال لیکر اسکا نکاح کر دے جو اس کے نکاح کے لایق نہو مثلاً بہت بڈہا ہو جو جوان عورت کی معاشرت کے قابل نہو یا جو امراض مہلکہ مثلاً جذام وغیرہ مین مبتلا ہو جسکے سبب بندہا ہوا نکاح ٹوٹ سکتا ہے یا وہ بدکار و فاسق ہو، جو عورت کو نکاح مین لاکر ناجائز پیشہ مین لگاوے وعلی ہذا القیاس۔

دوسری صورت یہہ ہے کہ وہ عمداً یا خطاءً اپنی زیر ولایت لڑکی کو لایق شخص کے ساتہہ نکاح کرنے سے روکے عام اس سے کہ دوسرے شخص سے اس کی مرضی کے مخالف اس کا نکاح کرنا چاہے یا نہ چاہے۔

پہلی حالت مین جوان لڑکی کو جب وہ نکاح کا حال سنکر ناخوش ہو فسخ نکاح کا اختیار ہے۔

دوسری حالت کی پہلی صورت مین نابالغ لڑکی کو جب وہ بلوغ کو پہونچے اور اس نکاح سے ناخوش ہو فسخ نکاح کا اختیار حاصل ہے اس حالت کی دوسری صورت مین بالغہ لڑکی کو اگر وہ اپنا نکاح کسی لایق شخص سے کرنا چاہے اپنا اختیار حاصل ہے اور ہر ایک حالت و صورت مین ولی کی ولایت بے اعتبار و ساقط ہے۔

اس حکم پر دلیل وہ آیات قرآن ہین جنمین ارشاد ہے ،،عورتون سے تم انصاف نہین کر سکتے تو ان کو چہوڑ دو اور ان کے بدلہ دوسری عورتون سے نکاح کر لو،، اور دوسری جگہہ ارشاد ہوا ہے ،،تم زبردستی وارث نہو اور ان کو روک نہ رکہو،، اس سے زیادہ آزادی عورتون کو کسی مذہب مین نہین دی گئی ہے جو کچہہ شروع باب سے ہمارا دعوی ہے کہ اسلام نے جو حقوق کہ مردون کو دئے ہین اسیقدر عورتون کو عطا کئے ہین اور ان کو اس خوفناک حالت سے نجات دی جنمین وہ صدیون سے پیسی جا رہی تہین۔ دوسرا مسئلہ طلاق کا ہے جسپر متعصب اپنی نافہمی سے خواہ مخواہ اسلام پر حملے کرتے ہین اور اسکو بدنما لباس مین لاکر دنیا کو دکہانا چاہتے ہین۔

اب دیکہنا چاہئے کہ کون کون سی قومین مسلمانون پر یہہ الزام لگاتی ہین یہودی تو یہہ الزام لگا نہین سکتے کیونکہ حضرت موسے نے تو یہہ حکم دیا ہے کہ جب کوئی طلاق دینا چاہے تو طلاق نامہ لکہدے۔ بعض بت پرست قومین جنکے ہان طلاق نہین ہے اور کسیقدر عیسائی جن کے ہان بجز زنا کے اور کسی حالت مین طلاق جائز نہین ہے اس مسئلہ پر الزام دے سکتے ہین الزام کی بنا

یہہ ہے کہ یہہ مسئلہ رحم و محبت و ہمدردی کے برخلاف ہے۔ جان ملٹن نے اس سے اختلاف کیا ہے اور نہایت عمدہ دلیلون سے ثابت کیا ہے کہ جب شوہر و زوجہ مین ایسی ناموافقت ہوجاوے جو تمدن و حسن معاشرت کے منافی ہو تو انجیل کے احکام کی رو سے طلاق ناجائز نہین ہے۔
بہرحال اسوقت تین شریعتین طلاق کے معاملہ مین ہمارے سامنے موجود ہین اول یہودیون کی جسمین بغیر کسی سبب قوی کے مرد کو طلاق دینا جائز قرار دیا گیا ہے اور ایسا کرنے مین کوئی گناہ یا الزام مرد پر عاید نہین کیا گیا بلاشبہ یہہ شریعت ایک ناپسندیدہ شریعت ہے اور رحم و محبت اور حسن معاشرت و تمدن کے برخلاف ہے ایسی شریعت سے نکاح کی وقعت گہٹ جاتی ہے اور مرد کی محبت کا عورت کے ساتہہ اور وفاداری کا مرد کے ساتہہ اعتبار نہین رہتا۔ دوم بت پرستون اور حال کے زمانہ کے عیسائیون کی جسمین طلاق جایز نہین بجز زنا کے اور کسی حالت مین جائز نہین۔ اس شریعت مین اس مقدس رسم کا بلاشبہ نہایت ادب کیا گیا ہے مگر جسطرح کہ یہودی شریعت مین افراط ہے اسیطرح اس شریعت مین تفریط ہے اور دونون فطرت انسانی کے برخلاف ہین اگر کسی سبب و حالت سے ایسی خرابیان مرد و عورت مین پیدا ہوجاوین جو کسی طرح اصلاح کے قابل نہون تو ان کا بہی کچہ علاج ہونا چاہیے اور وہ علاج طلاق ہے پس کچہ شک نہین کہ ایسی حالت مین بہی طلاق کا جائز نہونا حسن معاشرت اور انسانی فطرت کے برخلاف ہے۔ تیسری شریعت محمدیہ ہے جسکا ذکر اس آیت مین ہے۔ ،، وان عزموا الطلاق فان اللہ سمیع علیم و المطلقات یتربصن بانفسہن ثلثۃ قروء ولا یحل لہن ان یکتمن ما خلق اللہ فی ارحامہن ان کن یؤمن باللہ والیوم الآخر و بعولتہن احق بردہن فی ذلک ان ارادوا اصلاحاً و لہن مثل الذی علیہن بالمعروف وللرجال علیہن درجۃ واللہ عزیز حکیم۔ الطلاق مرتن فامساک بمعروف او تسریح باحسان ولا یحل لکم ان تاخذوا مما اتیتموہن شیئاً الا ان یخافا الا یقیما حدود اللہ فان خفتم الا یقیما حدود اللہ فلا تعتدوہا و من یتعد حدود اللہ فاولئک ہم الظلمون یعنے اور اگر انہون نے طلاق دینے کا ارادہ کیا ہے تو بیشک اللہ سننے والا ہے اور جاننے والا اور جن عورتون کو کہ طلاق دی گئی ہو ٹہیری رہین اپنے آپ تین معیاد تک اور روا ہے ان کو کہ چہپاوین جو کچہ کہ پیدا کیا ہے اللہ نے ان کے رحمون مین اگر ہین ایمان لانے والی اللہ اور آخر دن پر اور ان کے خاوند زیادہ حق دار ہین ان کو پہیر لینے کو اس مین (یعنے نکاح مین اگر وہ اصلاح چاہین اور عورتون کے لئے بہی (مردون پر) اسی کی مانند (حق) ہے جیساکہ (مردونکا) ان پر ہے ساتہہ نکوئی کے اور مردون کے لئے ان پر (اس معاملہ مین) فضیلت ہے اور اللہ زبردست ہے حکمت والا طلاق (رجعی) دو دفعہ دینی ہے پہر یا تو نیکی سے روک لینا ہے یا احسان کے ساتہہ چہوڑ دینا ہے اور نہین حلال ہے تمکو کہ لو اس چیز مین سے جو کچہ تم نے انکو

دیا ہے کچہہ بہی - مگر جب کسی اسباب سے دونو ڈرین کہ دونو نہین قایم رکہہ سکتے حدین اللہ
کی پہر اگر تم ڈرو کہ دونو نہین قایم رکہینگے اللہ کی حدودون کو تو ان دونو پر کچہہ گناہ نہین ہے
اس چیز مین کہ عورت اسکو اپنے بدلے دے - یہہ ہین اللہ کی حدین پہر ان سے تجاوز مت کرو
اور جس نے تجاوز کیا اللہ کی حدودون سے پہر یہی لوگ ہین جو ظالم ہین ؏؏

اور بہی کئی آیتون مین طلاق ہی کا بیان ہے - قرآن کے علاوہ اکثر احادیث مین بہی اس کا ذکر ہے اس شریعت حقہ نے اس خوبی اور اس اعتدال سے اس مسئلہ کو قرار دیا ہے جس سے زیادہ عمدہ نہین ہوسکتا - اور یہ نے طلاق کو ایسی حالت مین جائز قرار دیا ہے جبکہ زن وشوہر مین عرض ناموافقت وعدم محبت کا ایسے درجہ پر پہونچ جاوے جو علاج کے قابل نہو یا یون کہو کہ بجز طلاق کے دوسرا کوئی علاج اس کا نہو مگر زن وشوہر کا معاملہ ایک ایسا نازک اور ایک عجیب قسم کے ربط واختلاط کا ہے کہ اسمین جو خرابی پیدا ہو سوائے ان ہی دونو کے اور کوئی تیسرا شخص اسبات کا اندازہ نہین کرسکتا کہ آیا وہ اس حدتک پہونچ گئی ہے جسکا علاج بجز طلاق کے اور کوئی ہے یا نہین اسلئے اس شریعت حقہ کے بانی نے اس حد کی تعئین ان ہی کی رائے اور ان ہی کی طبیعت پر منحصر کی ہے - اور ایسکے اخلاق کو اس کا قاضی بنایا ہے جسکی تسلی اور سکون کے لئے ابتدا مین عورت بطور انیس دلنواز اور مونس وغمگسار کے پیدا ہوئی تہی اور اس بات کا کہ وہ علاج بے محل وبے موقع بداخلاقی اور بدخواہش نفسانی سے کیا جاوے جہانتک کہ انسانی فطرت کے مناسب حال تہا انسداد کیا ہے مردون کو فہمایش کی ہے کہ ہمیشہ عورتون کے ساتہہ محبت رکہین اور ان کے ساتہہ مہربانی سے پیش آئین ان کی سختی وبدمزاجی کو تحمل سے برداشت کرین - عورتون کو فہمایش کی کہ اپنے مردون کی تابعداری کرین ان کے ساتہہ محبت رکہین ان کی وفادار ہون پہر طلاق کی نسبت فرمایا کہ گو طلاق جائز کی گئی ہے مگر کوئی چیز زمین کے پردہ پر طلاق سے زیادہ خدا کو غصہ دلانیوالی پیدا نہین ہوئی - عورت کی نسبت فرمایا کہ جو عورت بغیر لاعلاج ضرورت کے اور بغیر سخت حالت تنگی کے اپنے شوہر سے طلاق کی خواہان ہو اسپر جنت کی خوشبو حرام ہے - ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم طلاق سے ایسے ناراض ہوتے تہے کہ بعض دفعہ صحابہ کو شبہہ ہوا کہ طلاق دینے والے نے ایسا جرم کیا ہے کہ قتل کرنے کے قابل ہے پہر ان ہدایتون اور تہدیدون ہی پر طلاق کے روکنے مین بس نہین کیا بلکہ نکاح اور ملاپ کے قایم رکہنے کی اور بہی تدبیرین فرمائین -

جیسے یہ بہی تفریق واقع ہونے کو تین دفعہ طلاق دینا معتبر رکہا ہے اور یہہ اجازت دی کہ پہلی طلاق کے بعد اگر آپسمین صلح ہوجاوے اور رنجش مٹ جاوے اور دونو کی محبت تازہ ہوجاوے

تو پہر بدستور میان بیوی رہین دوسری طلاق کے بعد ہی اسیطرح وہ آپسمین بدستور جورو
خصم ہوسکتے ہین لیکن پہر اگر تیسری دفعہ طلاق دیجاوے تو ثابت ہوگیا کہ یہہ بیل منڈہے
چڑہنے والی نہین بہتر ہے کہ پوری تفریق ہوجاوے ایسی حالت مین کہ عورت کو مرد سے کنارہ کش ہونا پڑتا ہے طلاق
رجعت کو منع فرمایا اس امید پر کہ شاید زمانہ مفارقت مین محبت و الفت کی ایسی تحریک ہو کہ خیال طلاق کا دل سے جاتا رہے —

پس تمام احکام نہایت خوبی و عمدگی و اعتدال سے فطرت انسانی کے مطابق ہین خدا نے ان احکام
کی نسبت فرمایا کہ یہہ اللہ کی بنائی ہوئی حدین ہین ان کو توڑنا نہین چاہئے ہر شخص سمجھ سکتا ہے
کہ یہہ حدین کچھ دیوارین یا خندقین نہین ہین بلکہ یہہ حدین فطرت انسانی کی حدین ہین جنکو توڑنا
انسانیت کی حد سے خارج ہونا ہے۔ پس جو لوگ مسئلہ طلاق پر معترض ہین جب وہ اس کو
بخوبی سمجھینگے اور فطرت انسانی پر غور کرینگے تو بالیقین جانینگے کہ بلاشبہ یہہ حکم اسیکا ہے
جسنے فطرت انسانی کو بنایا ہے اس بحث سے یہہ تو ثابت ہوگیا ہوگا کہ دنیا مین قانون قدرت
کے مطابق احکام اسلام ہین کیونکہ انسانی فطرت کے اتار چڑہاؤ کا لحاظ رکہکے تمام احکام قرآنی
خدا کی طرف سے منضبط کئے گئے ہین۔ اب ہم ایک اہم اور باریک مسئلہ کی طرف اپنی طبیعت رجوع
کرتے ہین اور وہ مضمون نبی اکرم کے متعدد نکاح ہین جو بمقتضائے فطرت نبوت آپنے کئے تہے
عموماً لوگون کو ظاہری صورت دیکہکر پیغمبر اسلام کی نسبت اپنی نافہمی یا ہٹ دہرمی سے ہرزہ
درائی کرنیکا موقع ملتا ہے —

وہ اصل مطلب کو نہ سوچتے ہین نہ اسپر غور کرتے ہین آنکہین بند کرکے دیکہتے ہین اور فوراً اپنی
تہذیب اور شائستگی یا قومیت کی بانگی دکہانے لگتے ہین۔ آپ کے مسیحی حملہ آور یہہ بیان کرتے ہین
کہ قانوناً نبی عربی کو کوئی استحقاق متعدد شادیان کرنیکا نہ تہا۔ اور ان متعدد شادیون نے گویا
درجہ نبوت مین ایک کمزوری پیدا کردی ہے قانون تمدن و فطرت و قانون اخلاق ہرگز نبی عربی
کو اس امر کا مجاز نہین ہونے دیتا کہ وہ متعدد نکاح کرتے جس عظیم الشان عہدہ نبوت کو انہون نے
حاصل کرنا چاہا تہا اور اسمین وہ کامیاب بہی ہوئے اس حالت سے عہدہ نبوت مین سخت ضعف
پیدا ہوگیا ہے' یہہ اعتراض مہذب عیسائی مورخون کا ہے —

صرف اس کے جواب مین یہہ التماس ہے کہ اگر دنیا مین صورت انصاف ابہی موجود ہے اگر کچہ بہی
تحقیق کی بو دماغون مین سمائی ہوئی ہے تو تاریخ کہین نہین مٹی واقعات بدل نہین گئے جیونکی
تون ہر بات موجود ہے گویا ابہی ہمارے آنکہون کے آگے ہو رہی ہے۔ پہر وجہ کیا ہے کہ انسانی
فطرت کی مجبوری کے اتار چڑہاؤ پر وہ نظر نہین کرتے اور خبطکی یا بازاری آدمیون کی طرح بکواس
کرنے ہو بیٹہتے ہین۔ کیا تاریخ اس امر کی شہادت نہین دیتی کہ آپ نے ایسی حالت مین کہ جب

آپ نوجوان تھے مدت تک ایک عمر رسیدہ خاتون کا بوجھ اپنے کندھون پر سنبھالے رکھا اور فرائض ہنین کی جب آپ کی پوری ۲۵ برس کی عمر تھی اور عنفوان جوانی کا شباب خیز زمانہ نشو و نما پر تھا تو آپ نے بی بی خدیجۃ الکبری سے شادی کی جو آپ سے بدرجہا عمر مین بڑی تھین ۲۵ برس کامل آپنے اپنی عصمت پناہ بیوی کے ساتھ نہایت وفاداری اور پایداری سے بسر کی اور آپ کے اس انضباط کا چمکارا تابان اور درخشان رہا مشرکون کی طرف سے جیسی جیسی زیادتیان آپ پر ہوئین اور جو جو مصائب آپ کی معصوم فطرت پر گذرین اور جیسی جیسی ایذائین اپنے ہی ہموطنون سے آپ کو پہونچین ایسی نازک حالت مین بھی آپ کی بیوی وہی دگھارس دینے والی بنی رہین اور ان کی ہمدردی اور اپنے معزز خاوند پر جان قربان کرنے کی وہی کیفیت رہی - اور جب تک آپ زندہ رہین گویا یہہ آپ کی روحانی ساتھی رہین جب بی بی خدیجہ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر ۵۱ برس کی تھی - اس سے تو آپکے دشمن بھی نہین انکار کرسکتے بلکہ وہ یقین کرتے ہین کہ اس عرصہ مین کوئی قصور نبی عربی کے اخلاق مین نہین واقع ہوا یعنے بی بی خدیجہ کی زندگی مین آپ نے دوسری شادی نہین کی اور اپنی پوری جوانی اور شباب خیز حسن کو اپنی عمر سے زیادہ بیوی کے ساتھ نہایت وفاداری سے گذار دیا باوجودیکہ ملک کی روش اور رسم قومی آپ کو زیادہ شادیان کرنے کی اجازت دیتی تھی جب بی بی خدیجہ کی وفات ہوگئی اور کئی مہینے کے بعد جب آپ طائف سے واپس تشریف لائے تو آپ نے بی بی سودہ بنت زمعہ بیوہ سے جو مشرکین عرب کے خوف سے حبش چلی گئی تھین نکاح کیا - بیوہ سودہ سخت مصیبت کی حالت مین تھین اور جب سے آپنے اسلام قبول کرلیا تھا سختی اور مصیبت مین رہی تھین آخر نبی کو قانون ملکی مروجہ کے مطابق صرف اپنی معتقدہ اور نیز مریدہ کے حفاظت کی غرض سے نکاح کرنا پڑا - سچی فیاضی اور حقیقی انسانیت اور قومی ہمدردی نے نبی عربی کو مجبور کیا کہ وہ اس بیوہ سے نکاح کرین - اور سب سے بڑی ہمدردی یہہ تھی کہ اس کے خاوند نے نئے مذہب اسلام کے لئے جان دیدی تھی اس کے خاوند نے صرف اپنے مذہب کے تحفظ کے لئے اپنا وطن مالوفہ چھوڑ دیا تھا اور گھر سے بے گھر ہوگیا تھا اس کی بیوی بھی اپنے خاوند کے ساتھ حبش مین پناہ گزین ہوئی تھی اور اب وہ درماندہ اور بے نوا ہوکر مکہ مین واپس آئی تھی نہ اس کا کوئی مددگار تھا نہ کوئی سہارا دینے والا محض بے پناہ تھی جب نبی عربی نے اسکو بے پناہ بے گھر پایا تو صرف اسکی پرورش کرنے کے لئے اور اسکی زندگی بچانے کے لئے نکاح کرلیا آپنے نکاح بھی ایسی حالت مین کیا کہ خود اپنی حالت زیادہ بہتر نہ تھی لیکن ہمدردی اور سچی محبت دینی کا جوش اس مصیبت زدہ حالت مین بھی مجبور کرتا تھا کہ ایسی بے پناہ مظلومہ خاتون کو

مدد دی جائے یہی وجہ تھی کہ نبی عربی نے اس ارادت [illegible] کی گئی -

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی اکرم کے دلدادہ اور جان نثار صحابی تھے اور آپ نے ابتدائے نبوت ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا اور آپ اپنی وفاداری - جان نثاری - صداقت عقیدہ کی الفت و محبت میں نبی عربی کی آنکھوں میں امتیازی درجہ رکھتے تھے -

حضرت عبداللہ بن عثمان ابو قحافہ کی جو بعد ازاں تاریخ میں ابو بکر کے نام سے مشہور ہوئے ایک صغیر سن صاحبزادی عائشہؓ نامی تھیں - صدیق اکبر چاہتے تھے کہ کوئی رشتہ مؤانست ایسا [illegible] پیدا ہو کہ اس نبی کے ساتھ جس نے مجھے ظلمت کفر سے نکال کر نور ایمان بخشا ہے گاڑھا اور رنگین سلسلہ قایم ہو جائے - اور باہمی اتحاد کی دیوار اس تدبیر کے ریختہ سے چنی جائے کہ جو تمام عمر جنبش نہ کھا سکے - سوا اس کے کوئی تدبیر نہ سوجھی کہ اپنی صاحبزادی بی بی عائشہ کا نبی عربی سے نکاح کر دیں بی بی عائشہ کی عمر اسوقت پوری سات برس کی تھی جب نبی عربی سے نکاح ہوا ہے رسوم ملکی و قومی میں اتنی ہی عمر میں نکاح جائز تھا - حضرت ابو بکرؓ نے پرجوش اور سرگرم خواہش سے اپنی صاحبزادی نبی اکرم کے نکاح میں دیدی - یہ نکاح پولیٹیکل بنا پر مبنی تھا - قانون قدرت کے مطابق یہہ ضرور تھا کہ ایسا اتحادی سلسلہ سرداران قوم سے قایم ہو کہ علاوہ دینی مضبوطی اور ترقی کی عظمت قایم ہو اور اپنا گروہ اسلامی نہایت استواری سے بڑھتا چلا جاوے - ورنہ یہہ سمجھہ میں نہیں آسکتا کہ پچاس باون برس کی عمر میں چھہ سات برس کی لڑکی سے کسی اور وجہ کے لئے نکاح کیا جاتا غرض اتحاد طرفین کو زیادہ استوار بنا پر قایم کرنا تھا - جو نبی اکرم کی اس بے پناہ حالت کو دیکھے گا بشرطیکہ کسیقدر منصف بھی ہو تو لامحالہ اسکی زبان سے یہی نکلیگا کہ علاوہ پولیٹیکل لحاظ اور بھی کئی پہلو ایسے تھے کہ جن کے باعث یہہ نکاح مناسب بلکہ واجب تھا - اور پھر ایک بات بڑی یہہ بھی تھی کہ خود ابو بکر نے درخواست کی تھی ایسی حالت میں نبی اکرم کا انکار کر دینا ہر عقیل و فہیم سمجھہ سکتا ہے کہ کیسا اثر رکھتا تھا - جب آپ مدینہ منورہ پہونچے ہیں تو وہاں کی حالت اخلاق کے لحاظ سے ایسی ہی تباہ تھی کہ جس سے زیادہ شاید اور کسی دنیا میں نہو گی - غرور - نخوت - درندوں کی سی خونخواری وحشت - جہالت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی - لیکن چند ہی روز کی نصیحت اور تلقین نے انہیں انتہا درجہ کا خلیق اور نرم دل بنا دیا - انکساری بھی ان میں حد سے زیادہ آگئی [illegible] صاحب [illegible] کا یوں پلٹ جانا محمد کی نبوت کا کافی نشان ہو سکتا ہے - حضرت عمر ابن الخطاب کی صاحبزادی جو بعد ازاں خلیفہ ثانی ہوئے اور جنہوں نے اسلام کی اشاعت میں اپنے تو تمام خلفا سے ممتاز کر کے دکھا دیا ایک بی بی حفصہ نامی تھیں اس نیک بخت عصمت پناہ خاتون کا پہلا

خاوند جنگ بدر میں شہید ہوا تھا۔ یہہ عصمت پناہ خاتون اپنے پرجوش باپ کی سرپرستی میں ابھی تک بلا خاوند رہتی تھی۔ پرجوش بہادر نے اپنی بیٹی کو زیادہ مدت تک بے خاوند نہ رکھنا چاہا کیونکہ دین اسلام کے اصول میں یہہ بات زیادہ تاکید سے بیان کی جاتی تھی کہ بیوہ کا نکاح کرنا ضروری اور لازمی امر ہے۔ اس بنا پر حضرت عمرؓ نے صدیق اکبرؓ سے پہلے درخواست کی کہ آپ میری بیٹی حفصہ سے نکاح کر لیں مگر حضرت صدیق اکبرؓ نے انکار کیا پھر آپ نے حضرت عثمانؓ سے درخواست کی کہ آپ میری بیٹی سے نکاح کر لیں۔ انہوں نے بھی انکار ہی کیا۔ گو عرب میں ہر بات کی نہایت آزادی تھی پھر بھی حضرت عمرؓ کو کسی قدر خفت حاصل ہوئی۔ پرجوش بہادر اور اولوالعزم جری کو غصہ آیا اور طیش کی علامات آپکے چہرہ پر برسنے لگیں آپ نے نبی اکرم سے شکایت کی کوئی بین وجہ ان کے انکار کی نہیں معلوم ہوتی۔ نبی اکرم نے عمرؓ کی شکایت کو سنا اس خفت اور ذلت کا علاج یا بہر حال ہوئے ضمیر کے ضبط کا انسداد سوائے اس کے اور کچھ نہو سکتا تھا کہ آپ خود بی بی حفصہ سے نکاح کر لیں۔ علاوہ اس کے کہ نبی اپنے ایسے اولوالعزم صحابی کا دل دکھانا نہیں چاہتے تھے پولیٹکل پہلو سے یہہ ضرور تھا کہ بی بی حفصہ کے ساتھ نکاح کر لیا جاوے۔ اس نکاح کے ہونے کے بعد جو نتائج کہ خیال کئے تھے اس سے زیادہ ظہور پذیر ہوئے

پھر آپ نے تین بیواؤں سے اور بھی نکاح کیا ایک ہند ام سلمہؓ[1] دوسری ام حبیبہؓ[2] تیسری زینب ام المساکین[3] تینوں مشرکین کے ظلم و ستم کی بدولت تینوں بی بیوں نے صرف اسلام کے تحفظ کے لئے اپنے خاوند کر دئے یا یوں کہو کہ ان کے خاوند اسلام پر فدا ہو گئے تھے اور کوئی شخص ان کی پرورش کرنیوالا اور نان و نفقہ کے علاوہ ان کی خبر گیری کرنیوالا نہ تھا۔ چونکہ اسلام کے نام پر وہ ماندہ ہوئی تھیں اسلئے نصرت نبوی کبھی انہیں ناکام افسوسناک حالت رانڈاپے میں نہ رکھ سکتی تھی اسوجہ سے نبی اکرم نے ان تینوں عصمت پناہ بی بیوں سے نکاح کیا اور یہہ نکاح بھی بمقتضائے فطرت نبوت تھے۔

نکاح کیا تھے بلکہ عین ان بے پناہ خواتین کی پرورش تھی جنکو اس سے زیادہ صلہ اسلام میں انعام نہ سکتا تھا کہ نبی اکرم کی وہ مطہرہ ازواج میں سے ہوں۔ دوسرا الزام جو ان ہی شادیوں میں نبی اکرم پر رکھا جاتا ہے اور وہ زینب سے نکاح کرنا ہے زید کی جو بی بی تھی جو آپکا وفادار دوست اور آزاد کیا ہوا بردا تھا عرب کے بڑے خاندانوں میں سے ایک خاندان میں شادی کر دی مگر جب اسکی شادی ہو گئی اور اسے معلوم ہوا کہ زید آزاد کیا ہوا بردہ ہے اپنے عالی خاندانی کا غرور اور شاید اپنے حسن کی

ف۱ بی بی ام سلمہ نے رمضان میں باسٹھویں برس انتقال فرمایا تھا اور سب ازواج مطہرات سے پیچھے آپ نے ہی وفات پائی ہے [illegible] میمونہ کو بھی لکھتے ہیں۔ ف۲ بی بی ام حبیبہ بنت ابی سفیان جب نبی اکرم نے ان سے نکاح کیا ہے تو یہہ حبشہ میں تھیں اور نجاشی حبش بادشاہ نے [illegible] ف۳ زینب [illegible] حضرت عمرؓ کی طرف [illegible] انتقال فرمایا [illegible]

نخوت نے بھی اس کے دل میں جوش پیدا کر دیا اور رفتہ رفتہ طرفین کی ناچاقی نے سخت بدمزگی پیدا کر دی۔ شادی کے چند روز بعد سے یہہ کھٹ پٹ شروع ہوگئی تھی اور یہہ یہانتک پہنچی کہ زید اور زینب کو زندگی گذارنی مشکل پڑ گئی۔ جہان زید گھر مین آیا اور اسے یہہ معلوم ہوا کہ کوئی آفت میری جان پہ آپڑی وہ اسکی صورت سے نفرت کرتا تھا اور وہ اسکی شکل دیکھکر منہ بناتی تھی۔

دونو طرف سے نبی اکرم کے پاس شکایتین آنے لگین۔ آخر ایکدن زید نے نبی اکرم کی خدمت مین عرض کیا کہ میری جان عذاب مین آگئی ہے کوئی دن ایسا نہین جاتا کہ چخ چخ ہوتی ہو زندگی وبال معلوم ہوتی ہے اسلئے مین اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہون۔ یہہ بات زید کی نبی اکرم کو کسقدر ناگوار گذری کیونکہ ہم پہلے لکھہ آئے ہین کہ بعض اوقات طلاق کے نام سے آپ تنتے خفا ہوجاتے تھے گویا آپ طلاق دینے والیکو سزائے موت دینگے۔ آپنے اپنی اسی ناراضگی مین زید سے دریافت کیا کہ تونے اسمین کیا قصور دیکھا کہ جو تو اسے طلاق دینا چاہتا ہے۔ زید نے عرض کیا یا نبی اللہ مین نے اس مین کوئی قصور نہین دیکھا لیکن مجھسے اسکے ساتھہ زیادہ مدت رہا نہین جاتا۔ نبی نے قطعا فرمایا جا اور اپنی بیوی کی حفاظت کر اور خدا سے ڈر کیونکہ خدا نے فرمایا ہے "کہ اپنی بیویون کی حفاظت کرو اور اپنے مالک سے ڈرو" لیکن زید کا دل اپنی بیوی کی نخوت اور رات دن کی چخ چخ سے پک گیا تھا اس نے اس نصیحت کی طرف التفات نہین کیا اور وہ اپنے ہی ارادہ پر قایم رہا اور آخر یہانتک کشیدگی ہوئی کہ اس نے زینب کو طلاق دیدی۔ نبی اکرم کو زید کے رشتہ طلاق دینے سے سخت غم ہوا اور غم ہونے کی بڑی وجہ یہہ تھی کہ آپ ہی نے ان دو متضاد طبایع کی شادی کرائی تھی۔ اور آپ ہی گویا باعث نکاح ہوئے تھے۔

جب زینب طلاق حاصل کر چکی تو وہ نبی عربی سے مصر ہوئی کہ آپ مجھسے نکاح کریجیے اسلئے کہ مین ایک عالی خاندان خاتون ہو تقدیر سے میرے نصیب آزاد کئے ہوئے بردہ سے پھوٹے گئے تھے شاید ایسی حالت مین میرے خاندان کا کوئی نوجوان مجھے قبول نہین کرینگا اگر آپنے مجھسے نکاح کرکے میری دستگیری نہ کی تو مین تباہ ہو جاؤنگی۔ آخر نبی نے مجبوراً اس سے نکاح کر لیا۔ یہہ نکاح بھی مقتضائے فطرت نبوت تھا۔

اعتراض یہہ کیا جاتا ہے کہ نبی عربی نے زید کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا تو اس لحاظ سے زینب نبی کی بہو ہوئی۔ یہہ نبی کی شان سے بعید ہے کہ وہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرے۔ اگر ہم قانون قدرت کے پہلو سے اس نکاح پر نظر ڈالینگے تب ہمین معلوم ہوگا کہ یہہ نکاح عین قانون قدرت کے مطابق تھا زید کی مختصر کیفیت لکھی جاچکی ہے یہہ ایک غلام تھا کہ خدیجہ نے محمد کو دیا تھا اور آپنے خود اسے آزاد کر دیا تھا۔ جب زید نے یہہ فیاضانہ صحبت محمد کی دیکھی تو وہ آزاد ہونے پر اپنے وطن

واپس نہ گیا اور محمدؐ کی خدمت مین رہنا اس نے بہتر سمجہا - چالیسوین سال عمر کے جب محمدؐ نے اپنی
نبوت کا اعلان دیا ہے تو پہلے زید آپکا وفادار دوست ایمان لایا تہا - اس نے جب تک وہ نبی
کی خدمت مین رہا اس وفاداری اور جان نثاری سے آپ کے احکام پر عمل کیا کہ آپ اسے
بجائے فرزندون کے سمجہتے تہے یہہ اسلام ہی کی شان ہے کہ جسمین غلام ایسی محبت کی جاتی ہے
ایکبار اسکی مرضی سے نبی نے زینب سے اسکا نکاح کرادیا اور پہران دونوں کی باہم نہین بنی نتیجہ
یہہ ہوا کہ اس نے طلاق دیدی - اب یہہ سوال کرتا ہون کہ طلاق کے بعد بہی بیوی کی خاوند مین
کچہ تعلق رہسکتا ہے شاید یہی جواب دیا جائیگا کہ تل برابر بہی تعلق نہین رہا جب زینب کا اپنے
خاوند سے کچہ تعلق نہین رہا تو نبی سے اسکا کچہ بہی تعلق کیون رہنے لگا ایسی حالت مین خواہ
نبی اور خواہ غیر نبی ہر شخص اسکی مرضی پر اس سے نکاح کرنیکا مجاز ہوسکتا تہا - ناحق اتنی سی بات
بات کے لئے اتنا دند مچا رکہا ہے خلاف قانون قدرت مین نہین جانتا کہ کیا بات ہوئی - تعدد
ذات نبوت پر اس سے کیا دہبہ لگتا ہے - قانون مروجہ ملک کے مطابق ہر شخص کئی کئی شادیان کرسکتا
تہا اور یہہ جب تک قرآن مین منع نہ کیا گیا عرب مین یہی رسم رہی - تعصب دوسری چیز ہے کہ جو
مخالف کے ہنر بہی عیب کرکے دکہا دیتا ہے اور نہین اگر منصفانہ نظرین اس نکاح زینب پر (نبی کے
ساتہہ) ڈالی جائینگی تو معلوم ہوگا کہ کوئی ایسی بات نہین ہوئی ہے کہ جسپر مخالف اپنے جلے پہپولے
پہوڑتے ہین اور خواہ مخواہ زہر اگلے دیتے ہین وہ پہلے حضرت عیسٰے کے حواریون اور بڑے سینٹون
کے خبر لین پیچہے یہہ بیہودہ اعتراض کرین -

ایک بیوی آپکی جویریہ ناحی تہین [illegible] حارث کی بیٹی تہی جو بنی مصطلق کا سردار تہا یہہ
خاتون ایک قبیلہ مین جو [illegible] مسلمانون نے خلاف کیا گیا تہا ایک مسلمان کے ہاتہہ پڑ گئی تہی وہ اسے
گرفتار کرکے لے آیا تہا - خاتون نے اس مسلمان سے کہا کہ اگر تو زر مشروط پر مجہے رہا کرے تو مین
اسقدر روپیہ تجہے دے سکتی ہون اس نے منظور کرلیا اور دونون مین قول و قرار ہوگیا -
جویریہ نے نبی اکرم کی خدمت مین التماس کیا کہ اتنے روپیہ پر مین اپنی آزادی اس سے خرید سکتی
ہون اور میرا اس سے عہد و پیمان ہوگیا ہے لیکن میرے پاس ایک حبہ بہی نہین ہے اگر نبی
اللہ اپنے پاس سے اسے عطا فرماوین تو مین رہا ہوسکتی ہون نبی نے فوراً اسے اپنے پاس سے
زر مشروط دیدیا - نبی اکرم کی اس فیاضانہ بخشش پر جویریہ آپ پر دل سے فریفتہ ہوگئی اور
اسی ممنونی اور شکوری کی حالت مین آپ سے نکاح کی درخواست کی اسکی یہہ حالت دیکہکر نبی
نے درخواست منظور کرلی اور باہم نکاح ہوگیا جون ہی مسلمانون نے اس شادی کی کیفیت سنی

ف جویریہ بنی مصطلق کی جنگ مین پکڑی گئین اور ثابت بن قیس کے حصہ مین آئین چہپنویں برس ہجرت
کے انتقال فرمایا -

انہون نے باہم یہہ کہا کہ اب بنو مصطلق کا تعلق نبی اکرم سے ہوگیا ہے اسلئے ہمین بہی ان سے ا
ایسا ہی برتاؤ کرنا چاہئے۔ ہر مسلمان نے بنی مصطلق کے گرفتشدہ لوگون مین جتنے قیدی تہے سب چہوڑ
دئے اور ہر ایک سے سگے بہائی کی طرح برتاؤ کیا۔ جویریہ کے نکاح کی نبی اکرم کے ساتھ یہہ برکت
تہی کہ صدہا بردے آزاد ہوگئے اور جو دشمن مخالفت کرتے تہے ان مین باہم کیسا زبردست میل جول قائم ہوگیا
کیا یہہ شادی بہت بڑے خوش آیندہ نتائج اور بہبودی خلائق اور اتحاد کی نہ تہی؟ کچھ بہی
انصاف رکہتے ہو تو نبی کے ہر نکاح پر عیب بین نظرین نہ ڈالو دیکہو کتنے خوش آیندہ نتائج کی
پیشین گوئی کرتے تہے اور پہر ان کی پیشین گوئی پوری ہوئی یا نہی؟ تاریخ موجود ہے دیکہنے والے ہر پہیر
گئے وہ آئین اور ان وسیع خوش نتائج کو دیکہین جو نبی کے نکاحون سے ظہور پذیر ہوئے تہے۔

صفیہ یہودن جو حضرت ہارون پیغمبر علیہ السلام کی اولاد مین سے تہی غزوہ خیبر مین مسلمانون کے
ہاتہون گرفتار ہوکر آئی تہی نبی نے اپنے پاس سے فدیہ دیکر اسے چہڑا دیا تہا جب اسنے نبی کو اپنے
خیال مین ایسا شفیق رحیم کریم نرم دل رقیق القلب پایا تو اسنے بہی نکاح کی درخواست کی اور نبی
نے خاص مصلحت سے اسکی درخواست کو واپس نہ پہیرا اور آخر نکاح ہوگیا۔

میمونہ جس سے آپنے مکہ مین نکاح کیا تہا اور جو آپ ہی کی ہمقوم تہی پچاس برس سے اوپر عمر کی
خاتون تہین۔ علاوہ اس کے کہ اس خاتون کے نکاح سے اور نتائج ہم بیان کر چکے ہین ایک یہہ بہی نتیجہ ظاہر
ہوا کہ ابن عباس اور خالد ابن ولید مسلمان ہوگئے یہہ وہ خالد ابن ولید تہے جو جنگ [illegible]
[illegible] تہے اور جو بعد ازان فاتح اقوام یونان ہوئے مین نبی
کے نکاحون کی یہہ فطرت تہی جو بیان ہوئی [illegible] اولاد کے پیدا ہونے کی خواہش
[illegible] تہے اسلئے کہ وہ مقدس اور پاک ذات کوئی خدا نہ تہی وہ [illegible] انسان تہے جسمین فطرتاً
اولاد ہونے کی خواہش ہوا کرتی ہے۔ اور کون ایسا انسان ہے کہ جسکی یہہ آرزو نہین ہوتی
کہ وہ اپنے بعد اپنی یادگار اپنی اولاد چہوڑ جاوے۔ اس کے علاوہ نبی اکرم بمقتضائے فطرت
انسانی اس لفظ تحقارت انگیز لقب سے بہی بچنا چاہتے تہے جو اولاد نہونے کی وجہ سے مخالف
نبی اکرم کو دیتے تہے اور ناشائستہ الفاظ سے یاد کرتے تہے۔ اسکے علاوہ نکاحون کی بڑی وجہ [illegible]

[illegible] تمام صفحہ ۴۲۹ – ف دشمنانہ دشمنی اور عداوت کے بدولت [illegible] عربی کو انکے صاحبزادون کی وفات
[illegible] نام ابتر سے یاد کرتے تہے اس کے لفظی معنی اس جانور کے ہین کہ جسکی دم کاٹ لی جاتی ہے [illegible]
[illegible] کی طرح اولاد نرینہ کا پیدا ہونا [illegible] ان کی مہربانی بہی جاتی تہی۔ اور جو شخص اپنے مرنے کے بعد کوئی اولاد نرینہ
[illegible] زیادہ بدنصیب [illegible] خیال کیا جاتا تہا اسوجہ سے مشرکین عرب نبی عربی کی شان مین اس [illegible] لقب کو اپنی بدکرداری
[illegible] سے استعمال کرتے تہے۔ علاوہ ازین [illegible] ان کے چلنے کی یہہ بہی تہی کہ نبی عربی نے اس ہولناک اور قبیح رسم کو رد کر دیا
جسنے ایک تہلکہ تمام دنیا مین قریب قریب مچا رکہا تہا یعنی لڑکیون کا زندہ جلا دینا اور زندہ دفن کر دینا۔

مخالف اور ایک دوسرے کی جگری دشمن قوموں کا شیر و شکر کرنا تھا۔ اگر ان نکاحوں سے ہزاروں
بے گناہوں کا قتل بچ گیا اور خدا کی بادشاہت میں ایک بڑا امن پھیل گیا اور قومیں جو درندوں
کی طرح باہم لڑتی جھگڑتی تھیں سگے بھائیوں کی طرح ملگئیں تو پھر کون سے اعتراض کی بات ہے
ہر شخص کی مصلحت کو دیکھنا چاہیئے نبی کا جو کام تھا وہ کسی بہت بڑی غرض پر مبنی تھا اور ہر کام
اور خصوصاً ہر نکاح سے جو نتیجہ پیدا ہوا اور لاکھوں دل مل گئے اس سے تاریخ کے صفحے بھرے ہوئے
ہیں۔ اور صدہا اصلاحیں جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ تک کے سینکڑوں برس پہلے سے نکاحوں
سے ظہور پذیر ہوئیں۔

آجکل مغرب میں خصوصاً تعدد ازدواج کو حقارت کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے اور اسکو سخت بداخلاقی
اور بیہودگی [illegible] ٹھہرایا جاتا ہے۔ کوئی چیز یا کوئی رسم دنیا میں ایسی نہیں ہے جو ابتداء عالم سے اسوقت
تک ایک حالت پر چلی آتی ہو۔ جو بات گذشتہ صدی میں اچھی سمجھی جاتی تھی اور لاکھوں بلکہ کروڑوں
آدمیوں میں اچھی تھی خیالات کی تبدیلیوں اور زمانہ کی ضرورتوں نے اسکو برا ٹھہرا دیا۔ اور اب وہ
حقارت کی نظر سے دیکھی جاتی ہے لیکن موجودہ نسل کا اس بات کو برا سمجھنا اسکی گذشتہ نیک
دیانت کو بدنما نہیں ثابت کرتا۔ یہ مانا کہ حال کی مغربی سوسائٹی اور قانون ملکی نے تعدد ازدواج کو
سخت برا ثابت کر دیا لیکن اس فطرت انسانی کو وہ نہیں مٹا سکے جو تعدد ازدواج کی طرف خود بخود
مائل ہوتی ہے۔ وہ بڑے بڑے مصنف جو نبی پر تعدد ازدواج کے لحاظ سے اعتراض کرتے ہیں اور
مسلمانوں پر نئے نئے بہتان قائم کرتے ہیں خود اپنی خبر لیں کہ ولایت میں کوئی حضرت نواب صاحب
یا پادری صاحب ایسے نہیں ہیں کہ جن کی دس دس بیویاں ہوں جنکو پوشیدہ تنخواہیں ملتی ہیں
ہاں فرق اسقدر ہے کہ وہ میل ایسا نہیں ہوتا کہ جبر قانون ملکی یا مذہبی کے لحاظ سے اسپر نکاح کے
لفظ کا اطلاق ہو سکے ان کی اولاد کیا تو برباد کر دی جاتی ہے یا گورنمنٹ کو آگاہی ہونے پر پرورش
کرنی پڑتی ہے۔ فرانس میں فیصدی ۷۵ حرامی شمار کیے گئے ہیں۔ کیا اسی دماغ اور اسی اخلاق
اور اسی شائستگی کے لوگ تعدد ازدواج کے طریقہ مشرقی پر منہ آنے کے مجاز ہو سکتے ہیں اگر وہ اپنے
گریبانوں میں منہ ڈالیں تو انہیں معلوم ہو کہ ایک ایک لیڈی کتنے خصم رکھتی ہے (گو وہ مذہبی یا
قانونی خصم نہیں ہوتے بلکہ طبعی خصم ہوتے ہیں) اور ایک مرد کتنی بیویاں رکھتا ہے (جو بیوی مسٹریس
کہلاتی ہے) اگر زمانہ قدیم میں تعدد ازدواج کی رسم جاری تھی تو یقینی محض زنا کے روکنے کے لیے
جاری تھی۔ اسپر اعتراض کرنا قانون قدرت پر اعتراض کرنا ہے۔

گذشتہ اقوام چونکہ رات دن جنگ و جدل میں رہتی تھیں اور یہی وجہ تھی کہ مردوں کی کمی اور
عورتوں کی بہتایت ملک میں ہوتی تھی اگر ایسی حالت میں قانوناً یہ جائز نہ قرار دیا جاتا کہ ایک ایک

مرد کتنی کتنی شادیان کرے تو سوائے سخت زنا کی رسم جاری ہونے کے اور کچھ مقصود نہ تہا اس زمانہ مین چونکہ ہر طرف امن ہے اور کہین جنگ نہین ہوتی مردون کی بہی کثرت ہے اور بے کھٹکے اپنی زندگی عورتون کی طرح امن مین بسر کرتے ہین اسلئے تعدد ازدواج کی چندان ضرورت نہین ہے۔ مسلمانون مین یہہ رسم بہت سے گئی اور دن بدن مٹتی جاتی ہے کیونکہ ضرورت خود انہین مجبور کرتی ہے کہ وہ ایک ہی نکاح کرین اور جو لوگ کئی کئی نکاح کر لیتے ہین ان کی مٹی آخر کار خراب ہی ہوتی ہے وجہ یہہ ہے کہ وہ خلاف خدا و رسول کرتے ہین۔

موجودہ زمانہ کی تواریخ عیسائیت مین مشہور و معروف بات ایک شادی کرنی ہے اور اسی پر اہل مغرب کو بڑا ناز ہے۔ تعدد نکاح ایک زبون رسم خیال کی گئی ہے اور بچون کا زیادہ پیدا ہونا وبال خیال کیا گیا ہے۔ اور یہانتک سختی ہوئی ہے کہ خانقاہ کے لوگ کیا تو شادی کرنے کے مجاز ہی نہین خیال کئے گئے ہین اور جو بڑی دقت سے وہ اجازت حاصل کرتے ہین تو ایک شادی سے زیادہ کی اجازت نہین ملتی یہہ درمانده اور فاسد طریقہ عیسائیون کے خداوند کی تعلیم کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے کہ جس نے موجودہ عیسائیت پر اپنا بہت بڑا اثر ڈالا ہے کہ سینکڑون پادری حالت تجرید مین زندگی بسر کرنا اپنا عین ایمان تصور کرتے ہین۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ کی یہہ نصیحت کہ خدا کی بادشاہت مین وہ شریک ہوگا جس نے میرے نام پر مصیبتین اٹھائین اور سینان جھیلین ان کے دلون مین گھر کر گئی اور اس کے علاوہ وہ اپنے نبی کی بہی تقلید کرتے ہین کہ حضرت عیسےٰ نے شادی نہین کی اگر کوئی شادی کریگا تو گویا اپنی زندگی بہ نسبت اس کے جس نے ایک ہی نکاح نہین کیا ہے گناہ مین گذاریگا اور اسے نجات بہی جلدی حاصل نہوگی۔ نبی عربی پر حضرت عیسےٰ کو اسیوجہ سے فضیلت دی جاتی ہے کہ انہون نے کئی کئی نکاح لئے اور حضرت یسوع نے ایک ہی نکاح نہین کیا۔ اگر تمام عمر حالت تجرید مین بسر کرنیکا نام اعلےٰ درجہ کی بزرگی اور خدا رسی ہے تو رسول شاہیون مین ہر شخص اس صفت مین حضرت عیسےٰ کا ہم پلہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جتنے فقیر کہ فرقہ رسول شاہی مین ہوتے ہین وہ کبہی شادی نہین کرتے نہ کبہی زنا کرتے ہین اور اپنی تمام عمر حالت تجرید ہی مین گذار دیتے ہین۔

کیا اسی نفس کشی اور قانون قدرت کے برخلاف کرنیکا نام اعلےٰ درجہ کی بزرگی اور خداوندی ہے؟ ہرگز نہین انسان کی فضیلت اگر ہو سکتی ہے تو اسمین ہے کہ باوجود تعلق دنیا انسان محض بے تعلق رہے۔ مرد وہ ہے کہ تلوار ہاتہ مین ہونے اور قوت ہونے کے بعد مجرم کی خطا سے درگذر کرے یا وہ شخص بہادر ہے کہ عین ناتوانی مین جبکہ اسمین بالکل قدرت نہین ہے لفظ معافی زبان پر لاوے۔

عجیب کم دماغ مغربی مصنف ہین کہ صرف اس ناچیز بات پر بعضین بیچارے ہین یعنی اور حضرت مسیح
بیٹے کو نبی عربی پر فضیلت دیتے دیتے ہین شادی نکرنا اور صحرا بصحرا پھرنا مشکل نہین ہے بلکہ
شادی کرکے اپنے فرائض کی انجام دہی مین اسیطرح سرگرم رہنا زیادہ مشکل ہے۔ شادی نکرکے
پر تو حضرت عیسے سے کچھ ہونسکا اور وہ بیچارے کچھ بھی کامیابی نہ حاصل کرسکے انہین اپنی جان
بچانی مشکل تھی وہ دشمنون سے ڈرتے ہوئے ادہر ادہر چھپتے پھرتے تھے اور بار بار اپنے شاگردون
سے کہتے تھے کہ یہہ کسی سے نہ کہنا کہ مین یسوع مسیح ہون جیساکہ انجیل مین آیا ہے ۱؎ تب اس نے
اپنے شاگردون کو حکم کیا کہ کسی سے نہ کہنا کہ مین یسوع مسیح ہون وہ اگر اسی کے معنی دلیری اور
خداوندی اور فرائض نبوت کی انجام دہی ہے تو ہم ایسے دماغ رکھنے والون سے کلام کرنا نہین چاہتے
دوسری جگہہ دشمنون کے خوف سے یسوع مسیح کا بھاگنا انجیل مین تحریر ہوا ہے تب فریسیون نے
باہر جاکے اسکی ضد پر صلاح کی کہ اسے کیونکر مار ڈالین یسوع یہہ جان کے وہان سے چلا اور بہت
سی جماعتین اس کے پیچھے ہولین اور اس نے ان سبکو چنگا کیا اور انہین تاکید کی کہ مجھے ظاہر
نہ کرنا ۲؎ حالت تجرد مین جس شخص کے خوف کی یہہ کیفیت ہو تو تعلق پر وہ کیونکر زندہ رہ سکتا
۔ ایسی ڈرپوک ذات کو (بقول [illegible]) نبی عربی پر صرف حالت تجرد کے لحاظ سے فضیلت دینی
کیسی سخت ناانصافی ظاہر کرتی ہے۔ آؤ ذرا انسانی فطرت کی کتاب کا بھی کچھ ورق مطالعہ کرین
دیکھین کہ اسمین کیا لکھا ہوا ہے۔ یہہ ایک بدیہی مسئلہ ہے کہ دنیا مین انسان کو پیدا کرنیکی غرض
نشو ونمائے عالم ہے۔ انسانی اعضا عقل وفہم ادراک وخواہشات سے یہہ نہین پایا جاتا کہ دنیا
مین انسان کو کسی جنگل مین آوارہ وپریشان پھرنے یا کسی گوشہ مین تنہا بیٹھ رہنے کو پیدا کیا ہے
پھر اس امر کی شہادت دیتے ہین کہ طلب مطلب مین انسان جستجو کرے ہاتھ اس لیئے عطا ہوئے ہین
کہ ان سے کام کرے آنکھین اسلیئے دی گئی ہین کہ اچھی بری چیز کی شناخت کی جائے دماغ اسلیئے
عطا ہوا ہے کہ اپنی اور اپنی ہمجنسون کی آسایش کے لیئے نئی نئی تدبیرین کی جائین اور نئے نئے
سامان بمقتضائے فطرت انسانی راحت وآسایش کے بہم پہونچائے جائین۔ جب حضرت آدم
پیدا ہوئے ہین تو ان کی پہلی توجہ اپنی خوراک کی جستجو پر منبذول ہوئی اور جس طرح اپنے بیٹے
سے انہون نے زمین کے جوتنے بونے کی تدبیر کی اس امر کی کافی شہادت ہے کہ انسان دنیا
مین پیدا اسلیئے نہین کیا گیا ہے کہ دنیا سے کنارہ کرے۔ جتنے مذہب کہ اسوقت موجود ہین
سب مین ایک گروہ فقرا کا ہوا ہے جس نے اپنی خواہشات نفسانی سے گزر کر دنیا کی قدرت
وعزت وراحت پر لات ماردی ہے مگر جب غور سے دیکھا جاتا ہے تو باوجود اتنے بڑے قطع تعلق

۱؎ متی کی انجیل ۱۶ باب ۲۰ آیت - ۲؎ متی کی انجیل ۱۲ باب آیت ۱۴ - ۱۶ —

کے بے تعلق نہیں ہیں اور معمولی دنیاداروں کی طرح بلکہ ان سے بھی زیادہ دنیوی دھندوں میں پھنسے رہتے ہیں بعض وقت ان سے وہ وہ باتیں ظہور میں آتی ہیں جو انتہا درجہ حیرت انگیز ہوتی ہیں۔

خلاصہ فقرا کا گروہ زیادہ ہندوستان میں ہوا ہے اور یہ لوگ ان لوگوں کی جنھوں نے نجات اخروی کے لئے لذائذ دنیوی کو لات ماری ہے نہایت تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور یہ لوگ یعنی فقرا اپنے کو تارک دنیا بیان کرتے تھے اور اب بھی بیان کرتے ہیں۔ ان کی تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے دنیا سے قطع تعلق کرنا چاہا ہے وہ کیسی کیسی ناقابل برداشت ذلتوں میں پھنس گئے ہیں اور انھوں نے کس بری طرح سے اپنی زندگی گذاری ہے وجہ یہ ہے کہ انھوں نے قانون قدرت کی مخالفت کی اور اسی مخالفت نے ان کا دولت کے ساتھ ستیاناس کر دیا۔

منو کے مجموعہ کے قاعدہ کے بموجب ایک برہمن ترک دنیا کی مصیبتوں سے گذر کر اپنی زندگی چوتھے درجہ میں رہبانیت پانچویں سے آزاد ہو جاتا ہے اور اپنی باقی عمر دھیان گیان میں بصرف کرنیکا مجاز ہوتا۔ [illegible] غالباً ایسی مخلوقات کے ادا [illegible] مذہبی مسائل پر بحث اور گفتگو کرنے کی غرض سے جمع ہوتے ہونگے جو بلا پابندی کسی خاص طریقہ کے ان سے [illegible] ہوں چنانچہ قدیم عیسائیوں میں جو بہادر درویشوں کے بڑے بڑے ایسے فرقے بن گئے جو خانقاہوں میں رہتے تھے ان کی بنیاد اسی طرح پڑی تھی۔ یعنی تارک الدنیا ہو کر انھوں نے اپنی ناموری اور شوکت حاصل کرنے کی کوشش نہ کی ہو یہ کبھی نہیں ہوا اور وہ گوشہ نشینی ہی میں پڑے گل کترتے رہتے ہوں۔

ان مذہبی مباحثہ کرنیوالوں کے گروہ کے رفتہ رفتہ چیلے ہونے لگے ہونگے اور وہ برہمن تو ہوں گے مگر ایسی قدموں کے لوگ ہونگے جنکو علوم دینی کی تحصیل کرنے کی اجازت ہوگی اور ہر شخص جسکا پیرو ہوتا ہوگا اس کے طریق کا پابند رہتا ہوگا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ان جلسوں کی یہ نوبت سکندر اعظم کے زمانہ تک پہنچ چکی [illegible] چنانچہ یونانی قدیم مورخوں کی تحریروں سے ثابت ہوتا ہے کہ ان میں سلسلہ فقیری کے جیسے کہ اب موجود ہیں بہت کچھ [illegible] گئے تھے۔ [illegible] اگر یونانی مورخین کی تحریر کو ہم کافی نہ سمجھیں تو اس بات کے دریافت کرنیکا کوئی اور طریقہ نہیں کہ کس [illegible] میں وہ مجمع ایسے مذہبی فرقے جنھوں نے کہ اپنے اپنے طریق جدا لگانے پر قایم ہوئے کسی فرقہ کی بنیاد کی نہایت قدیم تاریخ جو ہندوؤں کی کتابوں میں ملسکتی ہے سنہ عیسوی کی آٹھویں صدی سے ہے جو فرقہ اب موجود ہے ان میں سے تھوڑے ہی سے فرقے ایسے ہیں جو چودھویں صدی سے پہلے کے ہیں۔ بعضے فرقوں میں اب بھی صرف برہمن ہی ہیں اور ان فرقوں میں سے بعضوں کو اب بھی اول اصل پر برہمنوں کا نمونہ سمجھا جا سکتا ہے جسکا بیان ہم اوپر کر چکے ہیں مگر بہت سے فرقوں کی مقدم عادت یہ ہے کہ جب کوئی ان میں داخل ہوتا ہے تو کسی طرح کا فرق اور امتیاز ذات کا باقی نہیں رہتا چنانچہ برہمن اپنے مقدس جنیو یعنی جنیو کو توڑ ڈالتے ہیں اور چھتری اور ویش اور شودر بھی اقتدار کے کسی فرقہ میں داخل ہونے کے بعد ذات سے انکار کر دیتے ہیں اور اس فقیری کے نئے فرقہ کے سب کے سب برادر و یکساں رکھے ہو جاتے ہیں۔ پروفیسر ولسن صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس قسم کی بیباک اجتماع کا ایجاد چودھویں صدی کے آخر میں ہوا ہے۔

اس قسم کے گروہ جو یورپ میں ہیں اور وہ جن قاعدوں اور درستی سے اوقات بسر کرتے ہیں ہندوستان کے یہ گروہ ویسے نہیں [illegible] اور یہاں علاحدہ علاحدہ ایک دوسرے اور عام انسانوں سے امتیاز ہونے کی نہیں ہیں بلکہ ان کا کوئی عام نام بھی نہیں ہوتا اگرچہ سارے فرقے گسائیوں کے نام سے پکارے جاتے ہیں لیکن یہ ایک خاص فرقہ سے منسوب ہونا چاہئے۔

۹ ان مجمعوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں ایسے لوگ شامل تھے جو کفارے ادا کیا کرتے تھے جن کا ادا کرنا ہمیشہ کی زندگی کے تیسرے درجہ میں برہمنوں پر لازم تھا برہمن تیسرے درجہ میں تنہائی اور خاموشی کے پابند ہوتے تھے۔ مگر انکا گیان اپنی بہبودی اور عظمت میں لگا رہتا تھا۔ وہ آیندہ اپنی امیدوں کے بر آنے کی بھی تدبیریں سوچتے تھے اور اپنی اکثر تدبیروں میں کامیاب بھی ہو جاتے تھے
منو کے مجموعہ کے باب ۶ اشلوک ۹ میں جو یہ حکم مندرج ہے کہ ان بیدیوں کی کریا کرم نہ ہوگی جو بید کے خلاف [illegible] چلینگے اس سے یہ مراد لی جا سکتی ہے کہ منو کے زمانہ میں بھی ایسے فرقے موجود تھے۔

اگر شادی نہ کرنا ہی کچھ اچھی بات ہوتی تو حضرت یسوع کو خود کوئی خدا وند خداوند کہنے والا نہ ملتا قانون قدرت کے خلاف نصیحت کرنا کیا یہی نبوت کی کافی دلیل ہوسکتی ہے ۔ دنیا کا ظہور ہی صرف باہمی میل جول اور شادی بیاہ سے ہے اگر یہی یہ رسم دنیا سے اٹھا دیجاوے تو چند ہی سال کے عرصہ میں ہر آباد جگہہ الو بولنے لگتا ہے ۔ جہانتک کہ یہ قانون ملکی قانون مذہبی قانون انجمن کی پابندی سے کیا جاوے اس سے بہتر دنیا و دین میں کوئی نیک کام نہیں ہے ۔

اسکو بھی جانے دو اور پھر ہمیں ایک نظر نبی عربی کی شادیوں پر کرنے دو اور دیکھنے دو کہ اور نبیوں نے بھی کئی کئی شادیاں کی تھیں یا صرف نبی عربی ہی تعدد ازدواج میں پہلے نبی ہوے ہیں جب ہم حضرت موسے کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی بھی کئی بیویاں تھیں کیا حضرت موسے کی کئی کئی بیویاں کرنا نا انصافیت اور بد اخلاقی ہوسکتی ہے ؟ حضرت داؤد علیہ السلام پر کیون نہیں اعتراض کرتے کہ جنکی ایک سے زیادہ کئی متعدد بیویاں تھین ؟ ۔ اسکا جواب صاف ہے کہ ہر ایک زمانہ کا دستور تہا اور وہ بھی اسی زمانہ مین اشد درجہ کا نیک اور اچھا سمجھا جاتا تھا ۔ ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ جو چیز ایک صدی مین اچھی سمجھی جاتی تھی دوسری صدی مین خیالات کے تغیر و تبدل کی وجہ سے کبھی اچھی نہ سمجھی جاوے گی اس سے یہ نکل آیا کہ ایک زمانہ کا دستور دوسرے گذشتہ زمانہ کے دستور کو برا نہیں ٹھیرا سکتا کیونکہ وہ زمانہ آنیوالا ہے کہ یہ دستور بھی برا کر دیا جاویگا ۔ اگر ہمین کچھ بھی مذہبی سعادتمندی اور تہذیب حاصل ہے اور شائستگی مین ہمارا قدم ہے

البتہ وہ اپنے لباس کے فرق سے پہچانے جاتے ہین کیونکہ وہ کپڑون مین سے کوئی کپڑا مثل پگڑی اور انگرکھے کے پہلے رنگتے کے رنگ کا یعنی گیروا باستثنا چند کے جو بالکل برہنہ ہوتے ہین رکھتے ہین سب کے سب چیتھڑون کے پابند ہوتے ہین اور سب خیرات لیتے ہین اگر سب مانگتے نہین ۔

جسقدر حالات ان سب فرقون کے بیان کئے گئے شاید اس سے زیادہ اور بھی ہون لیکن اکثر انہین سے ایسے ہی ہون گے جن کے اور بھی کچھ حالات ہونگے ہر فرقہ اپنے گرو یعنی روحانی تعلیم کرنیوالے کی قوت حاصل کرتا ہے اور اسکے مسائل کا پابند رہتا ہے انہی فرقون کے بانیون میں بڑے بڑے فرقون کے بانی ہوتے ہین اور چیلون کی کثرت کی وجہ سے مسائل تمام گرشائیون کے اپنے اصلی حقیقت پر قایم نہین رہے تعداد ان فرقون کی بہت مختلف ہے چنانچہ بعضے فرقہ مین بہت تھوڑے ایسے آدمی ہوتے ہین اور ملک کے کسی گوشہ مین پڑے رہتے ہین اور بعض فرقے کے اسقدر آدمی ہوتے ہین کہ کل ہندوستان مین پہیلے رہتے ہین ۔

اکثر فرقون کے پاس دہرم شالے سکونت کے واسطے موجود ہین اور بعض صوبون مین دہرم شالون کے خرچ کے واسطے جاگیرین بھی مقرر ہوتی ہین اور دیندار لوگون کی امداد سے اور اس روپیہ سے جو بھیک مانگ کر جمع ہوتا ہے اور اکثر صوبون مین تجارت سے جو کبھی کبھی علانیہ اور اکثر پوشیدہ کی جاتی ہے ان کو اور زیادہ آمدنی کا ذریعہ ہوتا ہے سب دہرم شالے ایک مہنت کے تحت مین ہوتے ہین اس مہنت کو اس کے گروہ کے لوگ یا اور مہنت مقرر کرتے ہین اکثر یہ مہنت موروثی ہوتا ہے اور اسکو پہلا مہنت اپنا جانشین مقرر کرجاتا ہے جب تک ایک دو برس تک امتحان نہین لیا جاتا کسیکو کسی فرقہ مین داخل نہین کیا جاتا جو شخص چیلا ہونا چاہتا ہے اسکو کوئی خاص گرو اپنا چیلا کرلیتا ہے جنکے اکثر بہت سے ایسے ہی اور بھی چیلے ہوتے ہین اور سب چیلے گرو سمیت مہنت کے مطیع ہوتے ہین بنگال کے ایک فرقہ مین مرد و عورت کو ایک دہرم شالے مین ایکجگہہ رہنے کی اجازت ہے مگر بہت سے قول قسم پاک دامنی کے لئے جاتے ہین ۔ بہت سے گسائین جو

تو ہمیں ہرگز زیبا نہیں ہے کہ نبیوں کے زمانہ کے دستور و رسوم پہ نفرین کرکے اپنے کو زیادہ مہذب
اور وحشی ثابت کریں۔ جو قانون کہ اس زمانہ میں رائج تہا منسوخ ہونے سے یہہ ثابت نہیں ہوتا
کہ اسمیں برائی تہی یا کسی قسم کی کمی تہی۔ کیا یہہ ہمیں زیبا ہے کہ ہم حضرت عیسیٰ کو خود پسند ہونا
[illegible] خیالی خواب بین کہیں یا حضرت موسیٰ اور حضرت داؤد کو خالص نفس پرست کہیں کیونکہ
حضرت عیسیٰ ہمیشہ اپنی ہرزہ گردی میں سرگرمی اور خیالی بادشاہت کی دہن لگاتے رہے اور جنگل
و جنگل آسمانی بادشاہت آسمانی بادشاہت کا سبق جپتے پڑے پہرے یا حضرت موسیٰ اور حضرت داؤد
کے کام اخلاق یا معاشرت میں نکتہ چین نظروں سے دیکہے جاتے ہیں۔
اگر ہم ایسا کرینگے تو سخت غلطی کرینگے کہ ایک پر کچہ الزام قایم کرینگے اور ایک پر اپنی موجودہ زندگی کے
خیالات سے مختلف نتیجہ بہتان گہڑینگے۔ وہ زمانہ اور تہا وہ خیالات اور تہے وہ لوگ اور تہے وہ معاشرت
اور تہی سخت بے عقلی کی بات ہے کہ موجودہ خیالات اور معاشرت کا پاس رکہکر ان پاک نفوس کی نسبت
[illegible] کی جائے۔ نبی کی نبوت کی یہی کافی شہادت ہے کہ اس نے لاکہوں دلوں کو ادہر سے
ادہر پہیر دیا اور وہ ہولناک اور دہشت انگیز رسموں کو مٹا دیا کہ جن سے خدا کی مخلوق کا بہت سا
بیگناہ خون [illegible] بہلا جاتا تہا۔ کیا حضرت عیسیٰ یا کسی اور نبی نے خدا کی بادشاہت میں نبی عربی سے زیادہ
[illegible] کسی نے چند ہی برس میں صدیوں کی وحشت اور جہالت کے نقوش لوگوں کے دلوں سے
[illegible] میرے خیال میں تو کوئی بہی اس پلہ کا نہیں ہوا کہ جس نے آناً فاناً میں ہوا کا رخ
[illegible]

اور [illegible] کی مورخ کرتے ہیں اور وہ انتہا درجہ کا رکیک اور کمزور ہے۔ اور سراسر معترضوں
کی [illegible] دلالت کرتا ہے۔ وہ اعتراض یہہ ہے کہ جو حقوق نبی نے خود حاصل کئے تہے ان حقوق
[illegible] محروم رکہا یعنے آپ اتنی بیبیاں کی اور اپنی امت کو اجازت نہیں دی کہ وہ
[illegible] کریں اور اگر زیادہ کریں تو اسمیں عدل کی قید ایسی لگائی ہے کہ با ایمان مسلمان
اسمیں تعداد ازدواج [illegible] نہیں دوڑا سکتا۔ یہہ اعتراض بودا اور بے بنیاد ہے اسلئے کہ نبی کی ذاتی
قابلیت [illegible] روحانی قوت سب سے ممتاز تہی۔ وہ صابر بہی اپنے صحابہ سے زیادہ تہا۔ اولوالعزمی بہی اسمیں
[illegible] غرض حقیقی روحانی جوہر اور ان کی قابلیتیں ہوتی ہیں وہ غیر نبی سے ہر حالت میں بدرجہا
[illegible] وہ انسانی فطرت کے آتار چڑہاؤ اور اسکی ماہیت اور کیفیت جانتا تہا اسے یہہ بہی
معلوم تہا کہ انسانی خواہشیں گو غیر محدود ہوتی ہیں لیکن ہر ایک کی طبیعت کے موافق اسکا پیمانہ ضرور ہے

اور [illegible] سے متعلق ہوتے ہیں وہ اپنی بہت سی زندگی آوارہ گردی اور بہیک مانگنے میں بسر کرتے ہیں اور بعضے لنگوٹ
باندھکر [illegible] ہی میں بسر کرتے ہیں اور کہیں ٹہکانا نہیں ہوتا بعضے اس حالت میں بہی ہنت کے تابع ہوتے ہیں
[illegible] اپنے قاعدہ [illegible] جو خود اپنے ذمہ لگا لیتے ہیں بالکل آزاد اور خود مختار ہوتے ہیں لیکن انمیں سے بعضے بہت

جو باتیں کہ قانون فطرت کی طرف سے اسے خاص کردی گئی تھیں یہہ کیونکہ ممکن ہوسکتا تھا سب میں وہ ہی باتیں آجاتیں اور ہر ایک مومن کی ذات ذات نبوت کی ہم پلہ ہونے لگتی - ہم عربی کو جیسی ضرورتیں نکاح کرنے کے لیئے پڑیں وہ خواہشات نفسانی کے حاصل کرنے کے (نعوذ باللہ) نہ تھیں بلکہ جو کچھہ ان نکاحوں کا منشا تھا وہ ابھی بیان ہوچکا ہے - ایسی حالت میں یہہ کیونکہ ممکن ہو سکتا تھا کہ اپنی امت کو بھی خواہ نخواہ نو نو دس دس نکاح کرنے کی اجازت دیدی جاتی - باپ اپنے بیٹے کو جو کچھہ عطا فرمائیگا وہ اسکی فطرت اور ظرف کے مطابق یا اپنی حالت کی مطابقت سے کیا ایسی حالت میں باپ ملزم ٹھیر سکتا ہے ؟ کیا یہہ انصاف ہے کہ باپ اپنی قبا اپنے چھوٹے سے بچہ کو مساوات قایم کرنے کے لیئے پہنا دے - پس یہی باپ بیٹے کی مثال نبی عربی اور آپ کی امت کی سمجھہ لی جائے - آپکے جتنے نکاح ہوئے وہ سب اس وحی کے نازل ہونے سے پہلے ہوئے جو نکاحوں کی حد ظاہر کرتی تھی - جب وحی نازل ہوچکی تھی تو پھر ہر مومن اس کے پابند ہونے پر مجبور تھا یہاں سے ایک بات یہہ بھی ظاہر ہوگئی کہ جس دین کو ہم نے خوشی خوشی قبول کیا ہمیں یہہ فطرتی طور پر فرض ہوگا کہ ہم اس کے کسی حکم سے دلتنگ نہ ہوں جو لوگ اسلام کے کسی حکم سے دل تنگ نہیں ہوئے وہ مسلمان ہیں اور جو دلتنگ ہوئے ہیں وہ مسلمان نہیں ہیں یہاں بحث ہے صرف مسلمانوں سے جب کوئی مسلمان اس سے دلتنگ نہیں ہے تو بے انصافی اور حق تلفی ہی کیا ہوئی -

جتنی آزادیاں کہ عورتوں اور مردوں کو اسلام میں دیگئی ہیں اور جتنے حقوق اس مذہب میں بخشے گئے ہیں اور کسی مذہب میں نہ ایسی آزادی ہے نہ یہہ حقوق عطا کیئے گئے ہیں - خود مسلمان تو نہیں کہتے کہ ہمارے حقوق غصب کردیئے گئے مگر لطف یہہ ہے کہ ان کے بھائی عیسائی ان کے حقوق غصب ہونے پر خون کے آنسو بہاتے ہیں - یہہ بھی وہ ہی بات ہوئی * چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا

جفاکش ہوتے ہیں خصوصاً وہ جو بیابان جنگلوں میں چلے جاتے اور بالکل انسانوں سے جدا ہوکر بیٹھ رہتے ہیں اگر کوئی محسن ان کی خبر نہ لے تو قحط کا خطرہ اپنے اوپر گوارا کرتے ہیں اور اس سے بھی زیادہ بڑا اندیشہ جنگلی درندے اور شکاری جانوروں کا اپنے اوپر گوارا کرتے ہیں *

بہت کم فرقے سخت قول قسم کے پابند ہوتے ہیں اور عبادت خانوں اور عام رتہ جگوں یا اور رسومات میں بھی شریک نہیں ہوتے بہت سے حالت تجرد میں اوقات بسر کرنے کے پابند ہوتے ہیں اور بہت سے فرقے اپنے چیلوں کو شادی کرنے اور دنیاداروں کی طرح رہنے سہنے کی اجازت دیتے ہیں اور ہر ایک فرقہ جو کہ بنیاجی کے پاسے پن پر شمار ہوتا ہے وہ اپنا فرض سمجھتا ہے کہ عمدہ عمدہ کھانے کھاوے اور اچھے اچھے لباس پہنے اور ہر ایک قسم کی ایسی کیفیت اور حظ اٹھاوے

---

* وارڈ صاحب اپنی کتاب کی تیسری جلد صفحہ ۴۲ میں جو ہندوؤں کے حالات میں لکھی ہے لکھتے ہیں کہ جزیرہ ساگر کے ایک مقام میں یہہ خبر ملی ہے کہ ایسے چہہ عابدوں کو تین مہینے کی مدت میں شیر پکڑ لے گئے اور پھر ان بیچاروں کا پتہ نہ لگا غرض یہہ نتیجہ دنیا کے ترک کرنے سے حاصل ہوتا ہے کہ آدمی حرام موت مارا جاتا ہے اور پھر تعجب ہے کہ بعض دماغ عیسائی اپنی زندگی اس قسم کی ترک دنیا والی نصیحتوں پر نثار کرتے ہیں - جسکا نتیجہ انتہا درجہ کی خواری اور ذلت ہے -

م کے بے بنیاد اعتراض کر کے وہ اسلام کو بدنما صورت میں عالم کے سامنے لانا چاہتے ہیں لیکن یہ
ن ناممکن ہے کہ چمکتے ہوئے آفتاب کی سنہری کرنیں میلا ہاتھ لگانے سے میلی ہوں - اسی طرح ہر
ری سے اسلام پر کوئی الزام قایم نہیں ہوسکتا -

سری بہت بڑی یہ بات ہے کہ مسلمانوں کے ہان پردہ کی رسم ایسی سخت ہے کہ جس سے حقوق کا خون
ہونے کے علاوہ یہ بڑا ظلم ہے کہ ان کو بیگناہ بچپن سے قید کیا جاتا ہے اور وہ اپنی گھر کی چار دیواری
ن اپنی تمام عمر گذار دیتی ہیں - یہ اعتراض یا الزام بھی محض بے بنیاد ہے - پردہ کے معاملہ میں تین
ن پہلوؤں پر غور کرنا ہوگا پہلے تو یہ کہ آیا پردہ کی مروجہ رسم اسلام میں جائز ہے یا نہیں دوسرے
ن پردہ کی جو ہندوستان میں کیا جاتا ہے ضرورت ہے یا نہیں تیسرے اس قید سے کچھ عورتوں
تکلیف پہنچتی ہے یا نہیں -

پہلی بات بہت سہل ہے اسلام میں جہانتک دیکھا جاتا ہے ایسے شدید پردہ کا کہیں نام و نشان نہیں
نہیں ہے صرف ایک نقاب چہرہ پر ڈال لی جاتی تھی اور یہی پردہ تھا - اس سے کبھی انکار بھی نہیں
ہوسکتا کہ مسلمانوں میں بہت سی رسمیں اشاعت اسلام سے پہلے زمانہ کی انہیں آگئیں اور کچھ بھی
ربط ضبط نے ایسا اثر کیا کہ انہیں غیر ملک والوں کی اکثر رسمیں بھا گئیں اور پھر ان کی مسلمانوں کی
قوموں میں اتنی ترقی ہوئی کہ وہ ان ہی کی رسمیں معلوم ہونے لگیں اور وہ رسم پردہ داری تھی جو
عالمگیر مرض کی طرح ان پر چھا گئی اور اپنا ایسا اثر کیا کہ گویا اس کے موجد ہی مسلمان ہیں گئے حالانکہ
یہ بات ہرگز نہیں ہے وہ قومیں جنہیں اسلام کے ظہور سے پہلے تمام جہان کی تہذیب شائستگی اور دولت شوکت

جو گناہ سے خالی ہو اس خصلت سے اس کا معتقدوں پر رعب داب کچھ کم نہیں ہوجاتا بلکہ اور زیادہ ہوتا ہے
اس فرقہ کے لوگوں کو اس طریق پر اوقات بسر کرنے کے واسطے سارے سامان افراط سے میسر آتے ہیں مگر بعضے
فرقے مذکورہ بالا فرقوں سے بہت مختلف ہوتے ہیں جو اپنا ایک ہاتھ یا دونوں ہاتھوں کو جب تک خشک ہوکر
قایم اور بے حس و حرکت ہوجاوے اور ناخن نہ بڑھ جاویں اوپر کو اٹھائے رکھتے ہیں (کیا اس سے بھی زیادہ
حضرت عیسےٰ نے دنیا سے کنارہ کشی کرنے کی تعلیم دی ہے اگر ایسی تعلیم ہی سبب فضیلت ہے تو یہ فقیر حضرت
عیسےٰ سے عیسائیوں کے قول کے موافق کہیں بڑھے ہوئے شمار کیے جاسکتے ہیں) اور ایک وہ فقیر ہوتے ہیں
جو کانٹوں پر سوتے ہیں اور دوسرے وہ ہوتے ہیں جو ہمیشہ چپ چاپ رہتے ہیں اور ایسے بھی ہوتے ہیں جو خواہ مخواہ
اپنے اوپر طرح طرح کی تکلیفیں گوارا کرتے ہیں اور تھوڑے ایسے بھی ہوتے ہیں جو ہر طرح کی غلاظت اور پلیدی اختیار
کرتے ہیں اور اپنی صورت کی وحشت یا حقارت سے یا اعضا میں چھریاں مارنے سے لوگوں کو خیرات دینے پر مجبور کرتے ہیں
بعضے بالکل برہنہ اور بعضے بہت کچھ برہنہ پھرتے ہیں ان کو ناگے کہتے ہیں یہ گروہ کے گروہ ہزاروں ہوتے ہیں
اور اپنے سردار رکھتے ہیں ان کی صفت خاص یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے مذہب کی ترقی کے واسطے ہتھیار نہیں اٹھاتے
بلکہ اجرت پر ملک کے سرداروں کی خدمت کرتے ہیں اور عموماً ستمگار اور عیاش مگر بڑے بہادر ہوتے ہیں ان کا
بازوؤں پر بھبوت ملا ہوتا ہے اور لمبی لمبی داڑھیوں اور لمبے لمبے گندھے ہوئے بالوں سے جن کو کبھی کنگھی
سے بڑھا اور موڑ کر سر پر پگڑی کی طرح لپیٹ لیتے ہیں ان جنگجو فقیروں کی عجب صورت بن جاتی ہے
جب ان کو کوئی مزدوری پر نہیں رکھتا تو ان کے بڑے بڑے غول ملک لوٹ کھسوٹ کر سامان معیشت

پائی جاتی تھی انمین بھی پردہ کی رسم خوب زور شور سے رائج تھی - مثلاً یونان ہی پر خیال کیا جاے کہ وہان مختلف علوم و فنون کے ترقی کے زمانہ مین سخت پردہ کی قید تھی - بڑے بڑے محل جو لاکھون روپیہ صرف کرکے شاہون نے بنائے تھے بیگمون سے لبالب بھرے ہوئے تھے کیا ممکن تھا کہ میل میل بھر کے گھیرے مین کوئی مرد آسکے یا مرد کے نام کا کوئی بچہ اس احاطہ مین قدم رکھ سکے - کچھہ شاہون ہی پر یہ پردہ موقوف نہین تھا بلکہ یونان مین سے ہر متنفس سخت پردہ کو اپنا سبب فخر خیال کرتا تھا - کیا مجال تھی کہ ایتھینس کی گلیون مین بھی کبھی کسی وقت کوئی عورت نظر آجائے - یونان مین اسے گویا اعلے درجہ کی تہذیب اور شائستگی سمجھتے تھے اسکے بعد ایک نظر ایران کی تروتازہ اور انتہا کی بڑھی ہوئی سلطنت پر ڈالنی چاہیئے وہان کی بھی یہی کیفیت تھی شاہون کے محلون مین خواجہ سرا مقرر تھے کیا ممکن ہے کہ وہان پرندہ پر مار سکے عوام الناس ایسے پابند تھے کہ سو برس کی بوڑھی بڑھیا بھی کہین دیکھنے مین نہ آتی تھی - تیسری پرشوکت سلطنت قسطنطنیہ کی تھی وہان بھی پردہ کی یہی کیفیت تھی - اور عورتون کے ساتھہ ایسی ہی سختی برتی جاتی تھی ان ہی پڑوسی سلطنتون کا اثر مکہ پر بھی آکر پڑا تھا اور کل مشرکین مکہ ایسی ہی ایسی بیہودہ رسمین برتتے تھے کہ جنھون نے نبی اکرم کو پہلے پہل بہت ہی افسردہ کر دیا تھا - قوم کی ناتراشیدہ سوسائٹی نے آپ کے مصفا اور روشن دماغ پر بہت برا اثر کیا تھا مگر آپکی ہی وہبی اصلاح نے سبکو راہ راست دکھا دی تاہم بہت کچھہ

مہیا کرتے پھرتے ہین پہلے وقتون مین انگریزون کے ملک پر ان قزاقون نے کئی بار یورش کی اور خوب لوٹا لیکن یہ مسلح فقیر بجائے اس کے کہ تھوڑے تھوڑے جمع ہو کر یا کسی ملک کی لڑائی مین کام آنے کے واسطے جمع ہووین کبھی کبھی بہت کثرت سے جمع ہو جاتے ہین اور جبکہ ان مین کے دو مخالف فرقون کا کہین مقابلہ ہو جاتا ہے تو اکثر بڑی خونریزی ہوتی ہے چنانچہ سنہ ۱۷۶۰ع مین ہردوار کے بڑے میلے مین ایک بڑا تنازعہ بلکہ بڑی جنگ شیو اور بشن کے معتقدون مین واقع ہوئی جسمین اس مقام پر اٹھارہ ہزار آدمیون کا کھیت ہوا +
بلاشبہہ یہ تعداد بہت مبالغہ سے بیان کی گئی ہے لیکن بہرحال اس بیان سے اس کثرت کا خیال دلمین بندھ جاتا ہے جس کثرت سے طرفین کے ناگے لڑے ہونگے

ایک جماعت گشائیون کی جو شیو کے معتقد ہین جوگی کہلاتے ہین اور دھیان گیان اور حبس نفس اور کھنڈن سے جوگی خدا کے ساتھہ وصل ہو جانیکا ارادہ رکھتے ہین اور انمین جو نہایت ذلیل ہوتے ہین وہ خرق عادات دکھانیکے حیلے کرتے ہین اور بعضے انگیٹھے غلند پیتے ہین بندر نچاتے اور ڈگڈگی بجاتے اور تماشے دکھاتے اور شعبدہ بازی اور ڈھٹ بندیون سے لوگون کے دل بہلاتے ہین اور ایک قسم گشائیون کی ان سے بھی زیادہ مشہور ہے وہ اپنے کو نہایت مرتاض اور عابد بتلاتے ہین اور کچھہ کسیکی لالچ کر نہین بلکہ صرف اپنی بزرگی کی شہرت دینے کیواسطے دھوکا دہی اور فریب کام مین لاتے ہین یہ لوگ

+ کپتان ریپر صاحب کا قول دیکھو جو درباب تحقیق ایشیا کے لکھی ہے جلد ۲ صفحہ ۴۵۵

ان رسمیات کی جو ان کی ہمتی مین پڑی ہوئی ہین اور جنکے مذہب سے کچھ علاقہ نہ تہا برقرار رکہنا پڑا
مین ایک رسم پردہ کی بہی تہی - گو یہہ تسلیم ہوگیا ہے کہ عورتین مکان کی چاردیواری مین مقید نہ کبہی
جاتی تہین نہ ان نقاب ڈالنے اور اپنے تمام جسم کو برقع مین پوشیدہ کرنے کی سخت تاکید تہی اور نہ تاکید
کہ آزادی کے لئے بُری ہے اور نہ اس سے شائستگی مین کچھ فرق آتا ہے - قرآن مین پردہ کی نسبت
جو کچھ حکم ہے وہ یہہ ہے - ،، قل للمومنین یغضوا من ابصارہم ویحفظوا فروجہم ذلک ازکی لہم
ان اللہ خبیرا بما یصنعون ۰ وقل للمومنت یغضضن من ابصارہن ویحفظن فروجہن ولا یبدین
زینتہن الا ما ظہر منہا ولیضربن بخمرہن علی جیوبہن ولا یبدین زینتہن الا لبعولتہن او اباءہن
او اباء بعولتہن او ابناءہن او ابناء بعولتہن او اخوانہن او بنی اخوانہن او بنی اخوتہن او
نساءہن او ما ملکت ایمانہن او التابعین غیر اولی الاربۃ من الرجال او الطفل الذین لم یظہروا
علی عورات النساء ولا یضربن بارجلہن لیعلم ما یخفین من زینتہن وتوبوا الی اللہ جمیعا ایۃ
المومنون لعلکم تفلحون ،،

... ایسے ہوتے ہین کہ کسی حکمت سے جسکا حال ابہی تک معلوم نہین ہوا کئی کئی منٹ تک زمین سے چار فیٹ بلند معلق رہتے ہین اور
... مین بجز ایکے اور کوئی سہارا نہین ہوتا کہ وہ ایک تیر سول کی نوک پر ایک ہتیلی کا ہلکا سا سہارا لگائے رہتے ہین اور اسی
... ہتہ کی انگلی سے الاپتے رہتے ہین — +

+ گسائیون مین بعضے آدمی عالم بہی ہوتے ہین اور ہوتے ہین جنمین سے اکثر نہایت شائستہ اور نیک مذہب کے پابند ہوتے
ہین اور بہت سے بڑے رتبہ والے سوداگر ہوتے ہین اور بہت سے بے باک بیکاری اور بہت سے نالائق اور آوارہ اور
ہر قسم کے عیب دار ہوتے ہین ان لوگون کو اس لالچ سے اس پنتھ کے اختیار کرنے پر رغبت ہوتی ہے کہ اس کاہلی اور سستی سے زندگی
بسر کرنے کا موقع حاصل ہو جو فقیری مین ہوتا ہے بشن کے ماننے والے فقیر نہایت عمدہ ادب اور لحاظ کرنے کے قابل اور شب
کا ماننے والے بڑے عیب دار اور بد ہوتے ہین ہندوون کی یہہ ورزش اس معاملہ مین بہت اچہی ہے کہ جو فقیر جسقدر بیہودہ
اور لغو مجنونانہ حرکتین کرتے ہین اسی قدر ان کی قدر و منزلت ان کے دل سے جاتی رہتی ہے —
بشن کے ماننے والے فقیر اپنے گرو کی ایسی بڑی تعظیم کرتے ہین کہ قیاس مین نہین آسکتی چنانچہ بنگالہ مین انہین سے بعضے اپنے گرو کو
نہایت اعلے درجہ والا بلکہ خدائے تعالی سے بڑہکر تعظیم اور ادب کا مستحق سمجہتے ہین +
ہندو فقیرون کے بہت سے فرقون مین قاعدون کی پابندی سے سستی ہونے اور جوگیون اور بیراگیون مین بالکل کسی قاعدہ کے
نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ ہندون مین کوئی ایسا عہدی سرگروہ نہین ہے جسکی سب اطاعت کرتے ہون اور یہی سبب ہے کہ بہت سے
شریر اور خانہ جنگون سے ننگون کے گروہ بنجاتے ہین +
اسی وجہ سے یہ فرقے فقیرون کے آزاد رہتے ہین اور یورپ کی طرح مذہبی حکومت کی سخت مین نہین آئے ان فرقون اور ہمسر
اتفاق ہونے کی وجہ خودکامی اور فعل مختاری ٹہیرائی جاسکتی ہے ان دونون مین ہمسری اور رقابت ہوتی اسکے بہت بڑے
اثر ظاہر ہوتے لیکن جو رعب داب برہمنون کو علم اور قانون پر ان کی قوم کا تبقد ہونے سے حاصل ہے اسکا اثر ان فقیرون

+ حالات ایشیا کی تحقیقات کی کتاب کی جلد ۱۷ صفحہ ۱۸۶ مین پر ہیرویسن صاحب نے اس قسم کے ایک فقیر کا نہایت
صحیح حال لکہا ہے جسکو ایک معتبر شخص نے بچشم خود دیدہ ایشیاٹک سوسائٹی کے ماہ مارچ ۱۸۲۹ع کے جرنل مین مشتہر کرایا تہا
+ کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۱۶ صفحہ ۱۱۹ کو دیکہو یہ بیان برادیوسن صاحب کے جواب مضمون مین ہے جو کتاب مذکور
کی جلد ۱۶ - ۱۷ حصہ مین مندرج ہے اور کچہ وارڈ کی کتاب اور کچہ ...ی صاحب کی کتاب کے تتمہ مین جو ہندون
کی پرانون کی تبدیلیون کے بیان مین ہے لیا گیا ہے —
+ اسی قسم کی سستی یعنے قاعدہ کی پابندی مین کاہلی مختلف زمانون مین عیسائی فرقون مین بہی تہی جس کے سبب سے

یعنے اے محمد ایمان والیون سے کہہ کہ کسیقدر اپنی آنکھین نیچی رکہین اور اپنے ستروں کی خبرگیری کرین۔ اسمین زیادہ ستہرائی ہے۔ جو کچھ وہ کرتی ہین اللہ کو ان کی تمام باتون کی خبر ہے۔ اور کہہ اے محمد مسلمان عورتون کو کہ اپنی آنکھین بند کرین اور اپنے کو خوب لپیٹے رکہین اور اپنا بناو نہ ظاہر کرین مگر جو ظاہر ہے اس مین سے اور چاہیے کہ اوڑہنیان اپنی گریبانون پر ڈالین اور اپنے خاوندون یا اپنے باپون یا بیٹون یا اپنے خاوندون کے بیٹون یا بہائیون یا بہتیجون یا بہانجون یا اپنے خاوند کی بیویون کے یا جن کے مالک ہوئے داہنے ہاتہ ان کے یا جو غیر حاجت والے ساتہ رہتے ہین مثلاً بچے یا لڑکے جو عورتون کی بہید کی بات نہین جانتے اور اپنے پیر زمین پر مار کر نہ چلین ایسا نہو کہ پاؤن کے زیور کی چہناک سے آواز آوے اور توبہ کرو اللہ کے آگے اے مسلمانون تاکہ تم فلاح پاؤ۔

یہہ آیت قرآن شریف مین پردہ کے بارہ مین ہے اسمین کہین اس سخت پردہ کا حکم نہین ہے جو آجکل ہندوستان مین کیا جاتا ہے اور جسپر عیسائی مصنفون کو زہر اگلنے کا موقع ملتا ہے۔ جو باتین کہ بمقتضائے فطرت عورت کے لئے حیا و شرم کی ہونی چاہئین ان سب کی تاکید کر دی ہے انہین منع کیا ہے کہ وہ بناو سنگار غیر مردون کے دکہانے کے لئے نہ کرین اور نہ سر بازار اس طرح چلین کہ ان کے زیور کی آواز سے جو وہ پاؤن مین پہنے ہوئے ہین لوگون کی نگاہین اٹہین

یہی قتل اور شہیدون کے ہوا۔ اور جبکہ ان فقیرون نے منو کے مجموعہ کو اور اپنے ملکی رسومات کو تسلیم کیا تو وہ برہمنون کے رتبہ سے انکار نہین کر سکے جسپر برہمنون نے اپنے آپ کو اپنی سچی بردون کے حوالہ سے پہونچایا۔

پوپ اور بیشپ بہی کونسلون کے اس معاملہ مین دست اندازی کرنے کی ضرورت ہوئی۔

گرجون کے انتظام کے شروع زمانہ مین سارا بیشیر فرقہ فقیرون کا کسی عبادت خانہ سے تعلق نہین رکہتا تہا نہ کسی کی اطاعت مین تہا بلکہ ملک مین ہر قسم کی بد معاشی کرتا ہوا خیرات سے بسر اوقات کرتا پہرتا تہا اور یہہ آزادی اسکو دومین صدی کے اخیر تک حاصل رہی کیونکہ اسوقت تمام فقیری کا دم بہرنیوالون کو خاص خاص عبادتخانون کا رکن ہونے پر مجبور کیا گیا بلکہ عبادت خانون سے علاقہ رکہنے والے بہی جب تک کہ ان کی روک ٹوک حکومت سے نہ کی گئی ایسی ہی آوارگی مین زندگی بسر کرتے تہے عیسائیون مین بہی جب تک سنہ ۱۲۱۵ء مین پوپ معصوم ثالث نے بندش نہین کی تہی ہندوون کی طرح اس معاملہ کا کوئی سردہر نہونے کے سبب بہت سے فرقے فقیرون کے ہوگئے تہے اور یہہ صرف حضرت عیسے کی تعلیم کا صدقہ تہا۔ اگر کنارہ کشی ہی مذہب کی فضیلت ہے تو عیسائیون ہی کی سوسائیٹی کو مبارک ہووے۔

جیسوئٹس فرقہ ایک بہت سی تجارت کرتا تہا اس فرقہ کا فقیری کا دعوی تہا اسمین یہہ تجارت ایک بڑی قومی تجارت ٹہیرائی گئی اور گذری ہوئی صدی کے آخر تک انمین سے بعضے فرقے ایسے تہے کہ وہ ان لوگون کو بہی اپنے گروہ مین شامل کر لیتے تہے جو عہد و اقرار تو کر لیتے اور لباس فقیری کا پہن لیتے تہے مگر دنیا دارون مین رہتے اور پیشہ بہی کرتے تہے۔ یہانتک کہ وہ لوگ بہی شامل ہو جاتے تہے جو جورو بچے رکہتے تہے۔ جکو مسیحی اچہی تعلیم کہتے مین اس نے لاکہون بیگناہ نفوس کو صحرا مین پہرا پہرا کر مار ڈالا اور مخلوق اللہ کے ایک بہت بڑے حصہ کا ستیاناس کر دیا۔ اسی ترک دنیا کے خیال نے ہندوستان کو ہندوون کے ہاتہ سے کہو دیا اور اسی مجنونانہ تصور نے قومون کی قومون کو ملیامیٹ کر دیا اس سے زیادہ بدتر تعلیم اور کیا ہوگی کہ جس عالم مین بہیجا گیا ہے اس سے کنارہ کشی کر کے ہو بیٹہے۔

(ببین عقل و دانش بباید گریست)

یہہ کہیں نہیں کہا کہ چار دیواری مین قید رہنے کا نام عصمت پناہی ہے ہزارون بے شرم عورتین
تیز شانون ہی مین بیٹھکر ایسی گل کترتی ہین کہ بازاری کسبیان بھی ان سے فحش مین سبق پڑہلین اسلام
مین ان ہی باتون کی تاکید کی گئی ہے کہ جو حیا و شرم و تہذیب سے تعلق رکہتی ہین اپنے بناوٹ سنگار دوسرے
غیر مردون کو دکہانے سے صرف یہی مطلب ہے کہ ناپاک جذبون اور نامبارک جوشون ... اپنا بناو سنگار
کرکے بازار مین نہ نکلین اور بیہودہ نظر بازی نہ کرین۔ اگر اس حکم پر کوئی برا سمجھے تو دنیا کی تہذیب کی
اور مثال ایسی جس مین اس سے زیادہ شائستگی اور تہذیب پائی جائے۔
اسلام نے قانون قدرت کے مطابق عورتون کو ایسی باتون کی تعلیم کی ہے اور ایسی باتون سے روکا ہے کہ
جو ہر زمانہ اور ہر موقع پر بیہودہ نہ سمجھی جائے گی بلکہ مہذب انجمنون مین قرآن کے اس حکم پر وقعت کی نظر پڑ
ہمیشہ پڑتی ہین۔ پہلا حکم آنکھون کے نیچے کرنے اور اپنے سترون کی نگہبانی کرنے کا ہوا ہے۔
اب بھی ہر ملک اور ہر مقام پر تہذیب اور شائستگی اخلاق انسانیت اور سنجیدگی کے خلاف ہے کہ دیوانون
کی طرح سے پریشان ادہر ادہر تکتا پہرے نیچی نگاہین کرکے چلنا اصلی شائستگی اور سنجیدگی تصور کی
جاتی ہے۔ ظاہر اسکے نیچی نگاہ کرنے کے یہہ ہین لیکن اس حکم کا اصلی مقصد نگاہ کو زمین پر گردش
دینے کا نہین ہے بلکہ اس فطرتی شرم و حیا سے غرض ہے کہ جو اعلے درجہ کے شرفا مین ہونا چاہئے
اسلام مین دوسری جگہہ آیا ہے کہ حیا ہی ایمان ہے یا حیا سے ایمان ہوتا ہے۔ جو ہی باتون سے
نگاہین پہیر یا نیچی کرنا یہی مطلب رکہتا ہے کہ اپنے جذبون اور غیر معمولی جوشون کو جو بعض اوقات نفسانی
طبیعت مین عجیب ولولون اور غریب امنگون مین اٹہتے رہتے ہین کسی غیر مقدس کام کی طرف جانے سے
روکے اور ہمیشہ اپنے دل کو سچائی اور ایمان کے نور سے بہرا پورا رکہے۔ سترون کی خبرگیری کرنے سے
غرض صرف یہہ ہے کہ قوت شہوانیہ کو ایسی جگہہ صرف نہ کرے کہ جو قانون شریعت یا قانون انجمن
یا قانون ملکی اور سب سے زیادہ قانون قدرت کے مخالف ہو اور جس مقام پر نہ صرف اخلاق و شائستگی
کا خون ہوتا ہے بلکہ عین انسانیت کو مٹا مٹو کر خاک مین ملا دیتا ہے۔
وہ جوہر بسیط کہ جس سے انسان انسان کہلایا جا سکتا ہے اور اسی جوہر بسیط سے اسکو روحانی مدارج
پر پہونچنے کا وقتا فوقتا موقع ملتا رہتا ہے اور طالبان حقیقت کی یہی جوہر بسیط رہنمائی کرتا ہے ستر
پر نگاہ نہ رکہنے یا اسکی خبرداری نکرنے یا قوت شہوانیہ کو بیمحل صرف کرنے سے ناروا طریقہ سے زائل
ہو جاتا ہے۔ اسلئے خداوند تعالی نے مسلمانون کو روکا ہے کہ وہ ان ناروا باتون کے درپے ہوکر اور
خلاف قانون قدرت کرکے اپنے ناموس اکبر کے دامن پر دہبہ نہ لگائین اور عین انسانیت کی آبجو
سے اپنے کو گرا نہ دین انسانی اعلے مدارج کبھی طے نہین ہو سکتے اور انسان انسان نہین بن سکتا جب تک
کلام خدا کی ان باتون پر عمل نہو۔

اس حکم کے بعد خبردار کرنے کے لئے یہہ ارشاد ہوا ہے کہ "اللہ کو جو کچھہ تم کرتے ہو سب کی خبر ہے" حقیقت مین غافلون کے لئے یہہ ایک تازیانہ ہے کہ وہ اندھیرے اجالے اس خیال سے کہ یہان ہمین کوئی نہین دیکھتا گناہ کبیرہ اور صغیرہ کی طرف اپنا میلان خاطر ظاہر کرین انہین تنبیہاً آگاہ کر دیا ہے کہ خدا تمہاری ہر بات کا نگران ہے صرف اس خیال کو اگر انسان اپنے دل مین جمالے اور اسپر یقین کرلے کہ خدا میری ہر بات کو دیکھتا ہے ممکن نہین کہ خلاف انسانیت اس سے ایک فعل بھی سرزد ہو۔ بظاہر یہہ ایک معمولی بات معلوم ہوتی ہے لیکن جب عمیق نظرین اسکی کنہہ تک پہونچینگی تو راز سربستہ افشا ہو جائیگا اور یہہ خیال بڑے بڑے حکیمانہ اصول کی کنجی تصور کیا جائیگا۔ قرآن کی ہر آیت مین یہی ایک بہت بڑا معجزہ ہے کہ جسقدر اسپر غور کرو نئی نئی باریکیان اور نئی نئی باتین نکلتی چلی آئینگی اور بیش بہا حکیمانہ اصول کی ہر آیت ایک مخزن معلوم ہوگی۔

اس کے بعد یہہ حکم ہے کہ "اپنے کو خوب لپیٹے رکھین" واس لپیٹنے سے یہہ غرض نہین ہے کہ ایک چادر مین ستون کی طرح سر سے پاؤن تک لپٹی رہین بلکہ خدا کی اصلی غرض لپٹنے سے یہہ ہے کہ ایسا لباس پہنا کرین کہ جس سے کوئی عضو دکھائی نہ دے یہہ انتہا درجہ کی شائستگی ہے اور بہت بڑی تہذیب ہے موجودہ زمانہ مین مرکز تہذیب یعنے یورپ مین خواتین کی اندرونی حالت خواہ کیسی ہی ہو لیکن ان کا لباس ایسا نفیس ہے کہ کوئی عضو یا اس کا کوئی حصہ کہین سے نہین دکھائی دیتا کیا یہہ بہت بڑی شائستگی اور تہذیب نہین ہے تو جس بیہودہ معاشرت پر کہ مہذب یورپ فخر کرتا ہے وہ تیرہ سو برس سے قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے اور بتا رہا ہے کہ یہہ ہی سیدھے رستے ہین۔ پھر بناؤ سنگار کی طرف اشارہ ہے اس سے غرض یہہ ہے کہ اپنے کو اس خیال سے بنا سنوارے نہین کہ دوسرے ہمین دیکھین کیونکہ جب دوسرے کو دکھانا غرض ہوگی تو شہوانیہ خیالات کا ابھار پہلے ہی سے دماغ مین جاگزین ہو جائیگا بلکہ محض سادگی سے لباس سے آراستگی کرین پھر رشتہ دارون کی طرف اشارہ ہے جس سے خاص ایک ملک کی معاشرت اور مصلحت وقت پائی جاتی ہے اور اس سے غرض بھی صرف یہی ہے کہ اپنے ایسے قریب کے رشتہ دارون سے ہمیشہ نہایت شرم اور حیا سے رہنا چاہئے اسکے بعد زمین پر پیر مار کر نہ چلنے کا حکم ہے اور یہہ بھی عین انسانیت ہے موجودہ زمانہ مین بھی یہ باتین سخت زبون اور رذائل ناشائستگی خیال کی گئی ہین۔

غرض اس آیت مین کوئی بات ایسی نہین ہے کہ جس سے عورت پر کسی طرح کی زیادتی اور جبر پایا جاتا ہو جو کچھہ پردہ اور غیر پردہ کی حقیقت ہے وہ صاف اسمین کھولدی گئی ہے۔ کئی کئی بار اس روشن آیت کے ایک ایک لفظ پر پیر نہ مار کر چلنے کا جو حکم ہے وہ صاف پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ مکانون کی چار دیواری یا محلون کی فصیلون مین قید رکھنے کا کہین بھی حکم نہین ہے جسپر ناواقف عیسائی اعتراض کرتے ہین مجھے تعجب ہے کہ معترض مسلمانون کی ظاہری رسوم دیکھکر ان کے مذہب پر اعتراض

کرینگے تو کیسے حالق وجیست کہاتی دیتے ہیں حالانکہ وہ اصل مذہب کو نہیں دیکھتے کہ ہمیں پردہ کی نسبت کیا لکھا ہے کیا مسلمانونکے افعال اور انکی موجودہ معاشرت اسلام پر کوئی حرف رکھہ سکتی ہے ؟ اگر یہہ بات مان لی جائیگی......

تو مذہب مسیح کے پیرو بیٹے کے بیٹے پڑ جائینگے اور ایسے جان بچانی مشکل ہو جائے اگر یہہ بات مان لی جائیگی یہ ایک تعجب انگیز اور مضحکہ خیز بات ہے کہ اگر ایک مسلمان شراب پیتا ہے یا جوا کھیلتا ہے یا زنا کرتا ہے تو دیکھنے والا یہ حکم لگانے بیٹھ جائے کہ مذہب اسلام میں شاید ان چیزون کی اجازت دیدی گئی ہوگی - سخت شرم کی بات ہے کیا ہم عیسائیون کی خونریز جنگون اور نا خدا ترس کا-روائیون یا ان کے بہت سے برے افعال سے یہہ سمجھہ لین کہ بائبل میں یہہ تمام باتیں جائز قرار دی گئی ہونگی جو یہہ ہماری بہت بڑی غلطی اور سخت ہٹ دھرمی ہوگی - قرآن شریف میں کہیں حکم نہیں ہے کہ ہم اپنی مستورات کو پردہ میں مقید رکھیں اور پردہ بھی وہ پردہ کہ جو قید سے بھی بظاہر سخت تر معلوم ہوتا ہے قرآن شریف بمقتضائے فطرت انسانی عورتونکو اس معاشرت کا پابند کرتا ہے کہ جو ان کے لئے ضروری اور لابد ہے مثلاً اپنے تمام جسم کو پوشیدہ کرنا اور نیچی نگاہیں کرنا زمین پر پیر دے دے مار کر نہ چلنا کونسی بات ایسی ہے کہ جو قانون تہذیب و شائستگی کے خلاف ہے جو انصاف شرط ہے اور عقل ضروری ہے تاکہ ہمیں دودہکا دودہ اور پانی کا پانی علیحدہ ہوا معلوم ہو جائے آنکھیں بند کرکے پٹے تو ٹیان مارنے کا زمانہ نہیں رہا اب ہر ادنی بات کی بغور جانچ کی جاتی ہے اور پھر اس کے تسلیم کرنے نکرنے کا ذکر ہوتا ہے - آنکھیں نیچی کرنیکا حکم صاف طور سے بتا رہا ہے کہ منہ کھلا ہوا ہے اگر تمام منہ ڈہکا ہوا ہونے کا حکم ہوتا تو اس حکم کی کیا ضرورت تھی کہ آنکھیں نیچی کرکے چلیں یہہ تمام روشن باتیں ہمیں اس سے آگاہ کرتی ہیں کہ جو جو تہذیب کو ترقی ہوتی جائیگی اور تمدن بڑہتا جائیگا قرآن کے بین احکام ہر حالت اور ہر زمانہ کے لئے ناطق سمجھے جائینگے -

دوسری بات یہ ہے کہ اس پردہ کی جو ہندوستان میں کیا جاتا ہے ضرورت ہے یا نہیں تو یہہ ایک بہت بڑا سوال ہے اور زیادہ پیچیدہ اسمین یہہ بات ہے کہ ہندوستان کے صدہا اقسام کے مسلمانون پر سرسری نظر کئے بغیر کوئی اس کا جواب شافی نہیں دے سکتا چونکہ ہندوستان کے اکثر شہرون کو محض مسلمانون کی طرز معاشرت کی جانچ پڑتال کرنے کے لئے دیکھا ہے اسلئے میں کسیقدر صحیح رائے اسکی نسبت ظاہر کرسکتا ہون - ہندوستان میں تقریباً چھہ سات کروڑ مسلمان آباد ہیں گو وہ مسلمان ہونے کے لحاظ سے ایک نیشن (قوم) کہلائے جانے کے مستحق ہو سکتے ہیں لیکن ان کے معاشرانہ طرز نشینلٹی یا قومیت سے انہیں بہت دور پھینکنے کی کوشش کر رہے ہیں - افسوس ہے دیکھا جاتا ہے کہ انہیں ہندوؤن کے خیالات روز بروز سرایت کرتے جاتے ہیں اور وہ اصول اسلامی سے بہت دور گرتے جاتے ہیں گو برائے نام مسلمان ہیں لیکن سچا کہ اصول اسلام سے محض نا بلد ہونے کی وجہ سے

کہین کے کہین بہے ہوئے چلے گئے اور کوئی سہارا دیکر انہین کنارہ اسلام پر لانے والا نہین ہوا پہلے ہم رجواڑون کے مسلمانون کی حالت کی طرف اپنی توجہ مبذول کرنا چاہتے ہین جنکی تعداد دو ڈیڑھ کروڑ سے کسیطرح بہی کم نہین ہے ان کی حالت ناگفتہ بہ ہے وہ نماز پڑہتے ہین روزہ رکہتے ہین لیکن قرآن کے احکام سے محض نابلد ہین ان کا نماز پڑہنا اور روزے رکہنا محض محلہ کی مسجد کے ملانون کی تقلید پر ہوتا ہے نماز مین جو آیتین قرآن شریف کی وہ پڑہتے ہین ان کے معنے سمجہنے مین ایسے ہی عاری ہین کہ جیسے یوروپین عربی زبان سمجہنے مین وہ یہہ نہین جانتے کہ جسکی امت مین ہم ہین وہ کون تہا اس نے اپنی زندگی کیونکر گذری اور ہمارے لئے وہ کون کونسے راستے صاف کرگیا ہے انہین سے اکثر چوکا لگاکر کہانا کہاتے ہین دیوالی دسہرہ تہوارون کو اپنے تہوار سمجہتے ہین سیتلا کو پوجتے ہین اور سیتلا نکلنے پر جو رسمین ہندؤن کے ہان ادا کی جاتی ہین وہ ان کے ہان برابر کی جاتی ہین۔ کچے اور پکے کہانے کی بہی ان کے ہان تفریق ہے اور بعض بعض ہندوانی تہوارون کے موقعون پر وہ قشقہ لگانے مین بہی عذر نہین کرتے ابتک ان کے پاس کوئی مولوی نہین پہونچا اور جو گئے بہی تو انہون نے اپنے ٹکے سیدہے کرنے کے لئے ان کی موجودہ معاشرت پر کوئی ایسی نکتہ چینی نہین کی کہ جس سے ان کے عقائد مین ایک تخلل عظیم پیدا ہو جاتا اور وہ اس حالت کے بدلنے کی کوشش کرتے۔ انمین اکثر حافظ قرآن بہی ہین اور فارسی کی مروجہ کتابون کا بہی انہین علم ہے لیکن اتنی سی تعلیم ان کی حالت کے سمندر مین کوئی زبردست تموج پیدا نہین کرسکتی ان کے ہان پرانے طریقہ پر مکتبون مین تعلیم ہوتی ہے جہان گلستان بوستان تک پہونچ جانا معراج سمجہی جاتی ہے۔ اس لکہنے سے میری یہہ غرض نہین ہے کہ ہر متنفس وہان کا ایسا ہی ہے نہین تعلیم یافتہ اور لکہے پڑہے بہی ہین مگر ان کے لکہے پڑہے ہونے کا اثر ایک بڑی تعداد مین کچہ نہین پڑسکتا۔ ان کی مثال آٹے مین نمک کی بہی ٹہیک نہین ہوسکتی۔ انمین سے اکثر مدار اور شیخ سدو کو اپنا روحانی پیشوا مانتے ہین اور عموماً ان ہی کی نیاز نذر دلواتے رہتے ہین ان کے علما بہی اسی تہیلی کے چٹے ہین اور ان کے بہی قریب قریب یہی عقائد ہین۔ نہ بغداد کی علمی روشنی کی چمک وہان تک پہونچی اور نہ اندلس کے سائنس کے مہر جہان تاب نے انہین منور کیا۔ اس سے غرض میری یہہ ہے کہ ان دو ملکون کی لاثانی ترقی نے خواب خرگوشی سے یورپ کو جگا دیا اور ابتک اکثر معاملات مین مدد کرتا رہتا ہے مگر ان بیچارون کے کان تک ابہی تک یہہ آواز بہی نہین پہونچین کہ آیا ہمارے بزرگ بہی ایسے تہے اور انہون نے مختلف علوم مین اتنی ترقی کی تہی۔ اب یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان کی یہہ حالت کیون ہے اور کیا وجہ ہے کہ اسلام کے روشن اصول نے اپنا نورانی پرتو نہین ڈالا اسکا جواب صرف یہہ دیا جاسکتا ہے کہ انہین اسلام قبول کئے

اسلام سے واقف نہین کئے گئے - اس کے بعد ایک بڑا گروہ میواتی مسلمانون کا ہے جس
حالت مذکور الصدر گروہ سے کسیطرح بھی اچھی نہین - اب وہ مسلمان جو انگریزی علمداری میں
مین انہین بھی تعلیم کا بہت کم چرچہ ہے مثال کے لئے بنگال اور مدراس موجود ہے جہان تقر
سو برس سے انگریزی اثر ہے اور جہان تعلیم کا دریا بہہ رہا ہے وہان بھی مسلمانون کی حالت قوم
اور علم کے لحاظ سے نہایت ذلیل ہے وہ اپنے ہمسایون سے بہت پیچھے ہین اور ابتک انہون نے تعلی
سلسلہ کا کوئی پارٹ نہین لیا اکثر الناس ایسے ہین کہ شائستہ انجمنون اور مہذب جلسون مین آنے کے قا
نہین ہین اور کچھ ایسے بیہودہ خیالات نے انہین گھیر رکھا ہے کہ وہ ابھر نہین سکتے مگر بہت بڑے شک
کا مقام ہے کہ ان ہی سنگریزون مین جوہر بھی چمکنے لگے ہین اور وہ اپنی تابانی سے بہت کچھ منو
کر رہے ہین اور اپنی لیاقت کے وہ نمونے دکھاتے ہین کہ قوم ہمیشہ فخر کرے گی اب ہم ایک سرسری
نظر ہندوستان کے مسلمانون پر ڈالتے ہین اور اصلی حالت پر غور کرتے ہین - جتنے بڑے شہر
ہندوستان کے ہین وہان کی تعلیمی حالت مسلمانون کی بہت ہی خراب ہے مثلاً بمبئی ہی مین خیال
کر لیا جائے کہ بڑے بڑے کالجون مین مشکل سے ایک آدہ لڑکا کلاس مین تعلیم پاتا ہوا معلوم
ہوگا ہم نے بمبئی کے میڈیکل کالج مین جا کر دریافت کیا کہ یہان کوئی مسلمان بھی پڑھتا ہے تو کالج
کے پرنسپل نے افسوس سے یہہ جواب دیا کہ اسوقت ایک بھی لڑکا نہین ہے سال گزشتہ مین
دو لڑکے تھے لیکن کم محنتی ہونے کی وجہ سے گھر بیٹھ بیٹھ رہے - بمبئی مین شاید تین لاکھ مسلمان آباد
ہین یہہ حسرت سے لکھا جاتا ہے کہ مشکل سے چار سو یا پانسو بچے مسلمانون کے مدارس انگریزی مین تعلیم پا
رہے ہون گے اور کل بمبئی مین گریجویٹ تو اتنے نکلینگے کہ جنکا شمار انگلیون ہی پر ہوگا
جب مردون کی یہہ حالت ہے تو ان کی عورتون کی کیسی حالت ہوگی ان کے خیالات کیسے غیر مصفا
اور لایعنی ہون گے اور ان کی طرز معاشرت کیسی ناپاک ہوگی جب ان کی یہہ حالت ہے تو یہہ ان کے
لئے ضروری ہے کہ وہ مکان کی چار دیواری ہی مین مقید رہین یہی غنیمت ہے کہ مکانات مین
بند رہنے سے ان کے عیب ڈھکے ہوئے ہین اور جب وہ باہر نکلین گی تو ان کی بد تہذیبی اور
وحشت اور بھی قوم کو بدنام کرے گی اس لئے یہہ بہت بڑی مصلحت ہے کہ جب تک ہندوستان
مین تعلیم نہ پھیل جائے پردہ ہی رہے ورنہ اگر آج مسلمان پردہ کو توڑ دین اور اپنی مستورات
کو باہر پھرنے کی اجازت دین تو ان کی مستورات کا نقشہ بھی ہنود کی عورتون کی طرح ہوگا گھونگٹ
تو فٹ بھر کا لٹک رہا ہے اور پیٹ بالکل کھلا ہے اور پاؤن سے ننگی ہین - آزادی سے دریاؤن
پر نہاتی ہین اور کوئی کچھ نہین کہتا ایسی گندی معاشرت سے یہہ بہت ضروری امر ہے کہ پردہ
رہے ہان جب تعلیم پھیلیگی اور خیالات سنورینگے شائستہ انجمنون مین وہ آنے جانے اور شرکت

کرنیکے قابل ہوجائینگی پھر بیشک پردہ رکھنے کی چندان ضرورت ہوگی اہل یورپ کا ادعا
کرنا پردہ کے لئے محض فضول ہے جب وہ میری اس تحریر کو پڑھینگے تو انہیں صاف معلوم ہو
جائیگا کہ ہندوستان کے مسلمانون کے لئے پردہ کی خواہ وہ انہیں کسی طرح سے آگیا کتنی ضرورت
ہے۔ ان مصلحت آمیز باتون کے لئے اسلام نہیں روکتا بلکہ اس کی طرز تحریر اجازت دیتی ہے
کہ ہمیشہ جو کام کرو مصلحت سے کرو خلاف ... جو کام کروگے اسمین خسارہ پڑیگا۔

اب تیسری بات اور قابل بحث رہگئی کہ آیا اس تقید سے عورتون کو کچھ تکلیف پہونچتی ہے
یا نہیں تو اسبات کا جواب دینا بہت سہل ہے دنیا مین انسان اپنی طبیعت کے موافق خوشی
اور غم کو محسوس کرسکتا ہے مختلف طبائع ہونے کی وجہ سے مختلف چیزون سے انسان اپنی راحت
اور تکلیف کا اندازہ کرسکتا ہے۔ مثلاً ایک قوم جنگل مین رہنا اور وہان کی بود و باش رکھنے
کی عادی ہے اگر اسکو کسی آباد شہر مین بسایا جائیگا تو وہ سخت مصیبت مین اپنے کو پھنسا ہوا
خیال کریگی اور کبھی شہر مین رہکر وہ صحیح المزاج نہیں رہ سکتی کیونکہ اسکی پشت ہا پشت صحرا نوردی
مین بسر ہوگئی وہ گرم دنون اور یخ بستہ راتون مین رہنے کی عادی ہوگئی ہے اسے جنگل کی
ہوائین اچھی معلوم ہوتی ہین وہ کبھی پسند نکریگی کہ شہر کی چار دیواری مین رہکر اپنے کو مقید کرے
گو ہمین ان کی صحرا نوردی دیکھکر ضرور یہہ خیال آتا ہے کہ نہ ان کے رہنے کو پختہ مکانات ہین
نہ مہذب معاشرت کا سامان ہے گرمیون مین لوؤن سے بچنے کے لئے نہ خس کی ٹٹیان اور برف
کا پانی ہے یہہ کیونکر زندہ رہتے ہون گے مگر برخلاف اس کے وہ تندرست تازہ اور ہم سے کہین سرخ
و سفید اور قوی ہین ایسا اس پر غور کیا جائے کہ وہ ہماری نسبت کیا خیال کرتے ہونگے وہ ضرور
یہہ کہتے ہین کہ یہہ لوگ بڑی ہی تکلیف مین ہون گے کہ شہر کی چار دیواری مین اپنی زندگی بسر
کرتے ہین اس قید مین ان کا دل کیونکر لگتا ہوگا یا اگر شہریون کو حکم دیدیا جائے کہ تم جنگل مین
جاکر آباد ہو جاؤ تو انہیں کتنی بھاری مصیبت معلوم ہوگی اور وہ اس کو کتنا برا قہر خدا خیال کرینگے
اسکی وجہ کیا ہے جو صرف یہی ہے کہ پشت ہا پشت سے جب ایک حالت مین رہتے رہتے عادت
ہوگئی ہے انہیں اسی مین آرام اور آسایش معلوم ہوتی ہے گو دیکھنے والے کو ان کی حالت کیسی
ہی تکلیف دہ معلوم ہوتی ہو اسکو بھی جانے دو اور بھی ایک بدیہی مثال لو اپنا وطن کیون زیادہ
پیارا معلوم ہوتا ہے اور انسان کیون مصیبت کی حالت مین بھی اسے چھوڑنا گوارا نہیں کرتا۔ اپنا
وطن خواہ دوسرے شہر کے مقابلہ مین کیسا ہی غیر آباد اور خراب کیون نہو لیکن پھر بھی یہی دل چاہیگا
کہ اپنی تمام عمر یہین گزار دو یہانتک اگر ہم کہین سفر مین بیمار ہوتے ہین تو ہماری یہی خواہش
ہوتی ہے کہ اگر ہمارا دم نکلے تو وطن ہی مین جاکر نکلے اور وہین ہم مدفون ہون بلکہ جو لوگ دولتمند ہے

ہین وہ مرتے وقت وصیت کر جاتے ہین کہ ہمارا جنازہ وطن ہی کی خاک مین دفن ہو یہ ایک نیچرل تعلق ہے جو بمقتضائے فطرت انسانی شہر سے ہو جاتا ہے یہی مثال پردہ کی مستورات کی بھی ہے کہ انہین گھر کی چار دیواری مین رہکر مطلق تکلیف نہین معلوم ہوتی بلکہ جب ذکر ہوتا ہے تو انہین تعجب ہوتا ہے کہ باہر کی پھرنے والیون کا کیونکر قدم اٹھتا ہے اور یہ مردون سے آنکھین چار کرکے کیونکر گفتگو کر لیتی ہین - وہ پردہ ہی مین پیدا ہوتی ہین وہین پرورش پاتی ہین اور وہین بڑی ہوتی ہین اور وہین مر جاتی ہین جیسا خیال کیا جاتا ہے وہ اس تقید سے بالکل آزاد ہین وہ بآزادی ریلون کے سفر کرتی ہین اپنے متعلقین مثلاً خاوند باپ بھائی کے ساتھ بآزادی ایک شہر سے دوسرے شہر کو جاتی ہین اسٹیشنون پر اترتی ہین اور بازار کے راستے طے کرتی ہوئی اپنے گھر جاتی ہین انہین ممانعت نہین ہے کہ وہ پالکی گاڑی کی چلمنون مین سے بازار کو نہ دیکھین اور خدا کی قدرت کی سیر نکرین - وہ بہت شوق سے بحری سفر کرتی ہین اور ذرا بھی انہین معلوم نہین ہوتا وہ بآزادی مکہ شریف مین ارکان حج ادا کرتی ہین اور مردون کے پہلو بہ پہلو اپنے فرائض مذہبی کی انجام دہی آزادی سے کرتی ہین ہان صرف اسکی انہین پابندی ہے کہ غیر مرد سے سینہ بسینہ سامنے کھڑے ہو کر بلا ضرورت باتین کرین اور خاک اڑاتی ہوئی گلی در گلی پڑی پھرین نہ وہ خود اسے پسند کرتی ہین کہ کھلی بگھیون مین بناؤ سنگہار کرکے ہوا کھاتی پھرین ابھی ان کی تہذیب اس حد تک نہین پہونچی ہے وہ زمانہ آنے والا ہے کہ یہی صورت پیدا ہو جائے گی جب یہ کیفیت ہے اور مستوراتین بخوبی آزاد ہین پھر مین حیران ہون کہ ستم رسیدہ کیون کہا جاتا ہے اور یہ کیونکر خیال کر لیا گیا کہ وہ سخت مصیبت اور آفت مین مبتلا ہونگی کوئی ان کے دل سے پوچھے کہ تمہاری پردہ مین کیا حالت ہے اس کے بعد ان کی تکلیف اور راحت کا اندازہ ٹھیک ہو سکتا ہے -

اپنی اسلامی ہندی مستورات کی حالت دیکھکر مین یہ کہسکتا ہون کہ اگر انکے خاوند یہ حکم کرین تم باہر پھرو اور غیر مرد سے پردہ نکرو تو صدہا مستورات تو زہر کھا کر مر جائینگی اور ہزارون طلاقین لے لیکر اپنے میکے ہو بیٹھینگی اور لاکھون صاف انکار کر دینگی کہ ہم اپنی پردہ دری کبھی نہ کرینگے اور دست بدست اپنے خاوندون سے جنگ کرنے پر مستعد ہو جائینگی - یہ تمام بین بین تجربے ہمین اس بات سے آگاہ کر رہے ہین کہ ہندوستان مین پردہ ضرور ہونا چاہیئے اور موجودہ طریقہ پردہ داری سے مستورات کو ہرگز تکلیف نہین پہونچتی - اسلام نے عورتون کو آزادی اسقدر دیدی ہے کہ ان کا خاوند ان پر ظلم کبھی نہین کرسکتا وہ فوراً طلاق دینے پر مجبور کیا جا سکتا ہے اور مہر ادا کرنے پر زبردستی اسے متوجہ ہونا پڑتا ہے جتنے حقوق خاوند کے بیوی پر ہین اسیقدر حقوق بیوی کے خاوند پر ہین گو مغربی تمدنی تو ابھی تک مشرقی

مستورات کو اپنے خاوندوں پر حاصل نہیں ہوتی لیکن اکثر ...... دیکھا جاتا ہے کہ تعلیم یافتہ عورتیں کبھی اپنے تند مزاج خاوندوں کا ظلم نہیں سہہ سکتیں اور ان کی بیجا باتوں کا ان کو کافی صلہ دینے کو تیار ہو جاتی ہیں کیا مقدور ہے کہ خلاف انصاف اور تہذیب شریف خاندانوں میں کوئی خاوند بیوی کی نسبت کوئی ناشائستہ کلمہ زبان سے نکال سکے ہاں جو نیچ قوم میں ہیں وہ اپنی بیویوں کو مارتے بھی ہیں اور غلیظ کلمات بھی ان کی نسبت استعمال کرتے ہیں مگر نہ انہیں کچھ غیرت آتی ہے نہ ان کی بیویوں کو ناگوار گزرتا ہے بلکہ نیچ قوم میں تو بیوی میاں کی جوتی پیزار بہت پیار سمجھا جاتا ہے۔
میری اس تجربے سے یہ صاف ظاہر ہو گیا ہو گا کہ جیسے نو وارد خواتین یورپ جب ہندو مسلمانوں کی مستورات کو پردہ میں دیکھتی ہیں تو یہ خیال کیا کرتی ہیں کہ یہ بڑی سخت مصیبت میں گرفتار ہوں گی ان کا یہ تصور کرنا محض بے سر و پا اور لغو ہے ان کی تکلیف اوروں کے آرام سے بہتر ہے۔

حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خدا کی مرضی کے بموجب عورتوں کو اس آفت ناک سختی سے نجات دی کہ جو ان پر صدیوں سے چلی آتی تھی۔ ان کے حقوق کو جو معرض زوال میں آگئے تھے پھر بحال کیا اور انسانی معزز سوسائٹی کا ایک اعلی درجہ کا ممبر بنا دیا اسلام میں بعض نامور عورتیں ایسی ہوئی ہیں کہ جن پر ہمیشہ تاریخ کی روشنی چمکیگی اور ان کے لاثانی نمایاں کارنامے تاریخ کے صفحوں پر زمانہ کی پیشانی کی طرح کندہ رہینگے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر خیال کیا جائے جو بی بی خدیجۃ الکبریٰ کی افسوس ناک وفات کے بعد نبی اکرم سے بیاہی گئی تھیں اور جو حضرت صدیق اکبر کی چہیتی صاحبزادی تھیں انہوں نے مشہور جنگ جمل میں حضرت علی کے مقابلہ میں اپنے لشکر کی خود کمان کی اور نہایت خونریزی سے کئی میدان لڑیں اور تیروں کی بوچھاڑ و نیزوں کی نوکوں کے آگے سپاہ بیجگری سے بڑھتی ہی چلی گئیں۔

بی بی فاطمہ زہرا حضرت نبی اکرم کی پیاری صاحبزادی نے خلافت کے جھگڑے میں بڑی بڑی بحثیں کیں اور خوب خوب جواب و سوال کئے جس سے ان کی لاثانی پولیٹیکل قابلیت کا اندازہ ہو سکتا تھا پھر نبی اکرم کی نواسی زینب پر جو حضرت امام حسین کی بہن تھیں توجہ کی جائے کہ کربلا کے دلگداز معرکہ کے بعد جب آپ دمشق پہونچی ہیں اور یزید سے گفتگو ہوئی ہے تو آپکی غیر معتاد برجستگی نے سنگدل عبید اللہ اور ناخدا ترس غافل یزید کو دہلا دیا اور ایسے عذر ہی کرتے بن پڑی بی بی زینب کی وہ پر جوش اور نڈر تقریر جو یزید کے سامنے ہوئی تھی سنہری حرفوں سے اب تک زمانہ کی پیشانی پر لکھی ہوئی ہے اب ایک نظر سلطانی یا شہنشاہی حرم سراؤں کی طرف کرنی چاہئے بیگمات کا محل میں رہنے کا طریقہ یہ زمانہ اسلام سے پہلے کا ایشیا اور یورپ کے بعض حصص میں جاری تھا اور یہ ایک بہت بڑی کسر شان سمجھی جاتی تھی کہ عام عورتوں کی طرح سلطانی بیگمات بھی سڑکوں پر پھریں اس لئے

ضرور ہوا کہ انہین محلات مین وسیع جگہہ دیجائے یہہ خیال محض غلط ہے کہ ان کو اسلئے محلات مین رکہا جاتا ہے کہ ان کی ذات پر بہروسہ نہین بلکہ ترک سلطنت قدیم سے یہی سمجھی گئی ہے کہ وہ محلات مین اپنی زندگی بسر کرین اسلام کو اس طرز معاشرت حرم سرائی سے کچھ تعلق نہین ہے یہہ باتین رسوم ملکی کے تابع ہوتی ہین انہین مذہب سے کوئی تعلق نہین ہوتا جب ایشیا کے اکثر ملکون مین مسلمانون کی عملداری ہوئی ہے چونکہ وہ خود ایشیا کے رہنے والے تھے اسلئے انہین وہی رسمین پسند آئی تہین جو بمقتضائے آب و ہوا اس ملک مین پہلے سے جاری تہین اور یہی ان کی شوکت اور عظمت کی سہارا دینے والی تہین - زمانہ کے لحاظ سے ان پر کوئی اعتراض نہین ہو سکتا - ہمیشہ معترض کو اس کا خیال رکہنا چاہئے کہ جب وہ کسی قوم کی معاشرت پر اعتراض کرے پہلے اپنے گریبان مین منہ ڈال لے اپنی موجودہ اور گزشتہ معاشرانہ نتائج کی طرف سے آنکہین بند کرکے اٹکل پچو اعتراض جما دینے سے معترض کی کم لیاقتی کہل جاتی ہے -

اگر ہم عیسائیت کے ابتدائی زمانہ پر نظر ڈالینگے تو ہمین یہہ معلوم ہوگا کہ عیسائی خواہ جاہل ہو یا تعلیم یافتہ اپنی مستورات کو اس ظلم و تعدی سے مقید رکہتا تہا کہ جس کا ذکر سننے سے رونگٹے کہڑے ہوتے ہین ان پر شدید اور ناقابل رحم مظالم توڑے جاتے تھے اور ان کی وہ گت بنائی جاتی تہی کہ ماتم بہی ماتم کرتا تہا - ٹرٹیلین نے اپنی کتاب مین عورتون کی نسبت یہہ قلم فرسائی کی ہے "وہ شیطان کی گذرگاہین یا دروازے ہین - وہ ممنوع درخت کا پہل کہانے والی ہین - وہ روحانی حقوق کی ویران کرنے والی ہین - وہ خدائی انسانی صورت کی تباہ و برباد کرنے والی ہین" پہر دوسرے زیادہ درشت تر اور سخت تر ریمارک عورتون کی نسبت یہہ ہوا ہے -

"عورتون مین اس نے پاکدامنی اور عصمت کو ڈہونڈا لیکن نہین پایا"

لیکی لکہتا ہے کہ کرائی سوسٹم جو اعلے درجہ کی قابلیت کا شخص تہا اور جسکو زبردست علمی لیاقت سے لوگ اپنا مقتدی تسلیم کرتے تہے عورتون کی نسبت یہہ ریمارک کرتا ہے -

"عورتون مین ضروری شیطنت بہری ہوئی ہوتی ہے ان مین
شہوانیہ جذبون کا ابہار ہونے کا مادہ بہت بڑہا ہوا ہے ان کی
سبز قدمی ایک لازمی امر ہے خانگی فتنہ و فساد کی آگ صرف ان
ہی کی ذات سے بہڑکتی ہے انہین مردہ افسون گری کوٹ کوٹ
کر بہری ہوئی ہے ان کی طبائع کا رجحان ہمیشہ ارذل اور خراب
تر باتون کی طرف ہوتا ہے"

اس خوفناک اور زہریلے ریمارک نے عورتون کو ناگفتہ بہ حالت مین پہنسا دیا تہا اور ہر شخص تہ نگیر

نظرون سے انکی طرف دیکھنے لگا تھا مقدس لوگ ان سے بات کرنا یا ان کو اپنی صحبت مین رکھنا
بہت بڑا گناہ تصور کرتے تھے راسخ الاعتقاد چرچ نے قطعی یہ حکم دیدیا تھا کہ عورتین مذہب کے اعلےٰ
اعلےٰ ارکان نہ ادا کرنے پائین ہان ذرا باتین کرنے کی انہین اجازت تھی وہ کسی شائستہ انجمن مین
بلائی نہ جاتی تھی ان کو سرتاپا نحوست خیال کر لیا تھا اور یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ جو آفتین کہ دنیا پر نازل ہوتی
ہین یہ عورتون کی سبز قدمی کی وجہ سے عورتون کی قابل زاری حالت جو عیسائیت کے ابتدائی
زمانہ مین تھی اگر وہ مشرح بیان کیجائے تو سنگدلون کے بھی پتّے پانی ہو کر بہ جائین یہ ممکن نہ تھا کہ کسی
مقدس پادری کے آگے عورت نکل جائے اور وہ اسکو اس جرم مین دُرّے نہ مارے ۔ وہ ہر قسم
کی انجمن سے قطعاً خارج کر دی گئی تھین اور انہین تبرکاً سے ممانعت کر دی گئی تھی کہ وہ کبھی عبادت
خانون کی طرف ہو کر نہ نکلین انہین حکم دیدیا تھا کہ وہ پبلک مین نہ آئین ۔ اور نہ کسی دعوت مین جاکر
شریک ہون اور نہ کسی تقریب مین جائین جب ان کو مجسم نحوست سمجھ لیا تھا پھر ان کی حاضری کسی جگہہ
بھی کیونکر گوارا ہوتی ان کے لئے پردہ مین رہنے کا فیصلہ کر دیا گیا تھا اور ممانعت کر دی تھی کہ وہ کبھی
کوئی بات نکرین نہ اپنا اظہار دل کسی سے کرین گونگون کی طرح ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھی رہین اور اپنے
خاوندون کی خواہ وہ کوئی حکم کرین پابندی کرین اور اپنے گھر مین سوائے سوت کاتنے اور کھانے پکانے
کے دوسرا کام نکرین اور اگر اتفاق سے باہر جانے کی ضرورت داعی ہو تو وہ سر سے پاؤن تک لپٹ کر
جائین جیسے کہ تھیلی بنی ہوئی ہوتی ہے جس سے انہین چلنا بھی دشوار ہو جاتا تھا اور وہ قدم قدم پر
ٹھوکرین کھاتی تھین ۔ یہ حالت تھی زمانہ عیسائیت مین عورتون کی کہ جس سے زمانہ وحشت ناک
شاید ہی دوسری قوم مین ہو جب تک تاریخ کا وجود دنیا مین باقی ہے مسیحی مذہب ہمیشہ اپنی ناتراشیدہ
اصلاح اور برتاؤ پر جو اس نے بت پرستی مین کی اور عورتون کے ساتھ کیا فخر کریگا ۔ درحقیقت
یہی اس کا بہت بڑا فخر ہے اور یہی ظلم اسکا بہت بڑا ناز ہے ۔

گذشتہ زمانہ مین اور یورپ کے اندھیرے اور تاریک تر عہد مین جہان جہالت کی عمیق گھٹا نے
تمام یورپ کو محاط بنا لیا تھا اور انسانی سکرات الموت کی جانگداز آوازون نے جو اس وحشت خیز
گھٹا سے بلند ہو رہی تھین زمانہ کو سرتاسر اندھیرا کر دیا تھا اور جو عہد ظلم و غارتگری ۔ کذب و
دروغ حلفی ۔ جور و ستم ۔ ہوا و ہوس ۔ نفس پرستی ۔ فسق و فجور ۔ تعدی ۔ خلاف ورزی
مین بڑا نامور ہوا ہے اس زمانہ مین عورتون کی حالت کچھ بیان نہین ہو سکتی صرف اتنا ہی
کہنا کافی ہے کہ جتنی ذلیل حالت انسان کے لئے ممکن ہو سکتی ہے وہ عورتون کی کیجا رہی
تھی ایک تہلکہ مچا ہوا تھا اور واویلا و بکا کی صدائین چارون طرف بلند ہو رہی تھین ۔
یورپ نے مسیحی مذہب اختیار کرتے ہی جور و تعدی مین اور بھی تیز دستی دکھائی اور اس نے

یہ ثابت کرکے دکھا دیا کہ حضرت عیسے کے رحیمانہ اور منکسرانہ اقوال کا اثر اُلٹا پڑا کرتا ہے مسیحی مذہب نے عورتوں کی قسمت کے سمندر میں قہر آلود عیاشی کا مدوجزر پیدا کر دیا اور اب ان کی طرف کسیقدر محبت آمیز نظریں پڑنے لگیں اور زناکاری کو اس درجہ ترقی ہوئی کہ جس کی کوئی بھی انتہا نہیں روزمرہ نوجوان عورتوں سے بھاگنے کے مقدمے ہوتے تھے اور وہ وہ قابل شرم باتیں کیجاتی تھیں کہ جس کے بیان کرنے کی اجازت تہذیب نہیں دیتی اسلیئے ہم ان شرمگین واقعات کو حوالہ قلم نہیں کرتے - خانقاہیں ہمیشہ نیکیوں کی بازگشت نہ تھیں اور نہ کنوارے رہنے کی فہمایش اور پراثر لذیذ نصیحت عفت وعصمت کی محافظ تھی - جس زمانہ میں کہ عیسائیت کا بہت کچھہ عروج تھا اور اس کا زمانہ شباب کی عنفوان کی پوری بہار پر تھا بڑے بڑے بشپوں کے کارنامے یا اعمالنامے سے تاریخ کے صفحے کے صفحے سیاہ ہو رہے ہیں جس سے مسیحی مقدس چرچوں کی فضیلت بخوبی کھلتی ہے - پروٹسٹنٹ مذہب کی اشاعت پر بھی اخلاقی انجمنوں میں کچھہ اثر نہوا اور نہ زناکاری میں کسی قسم کی کمی اگر واقع ہوئی بیچاری مظلوم عورتوں کی بھی وہی کیفیت رہی ذرا بھی اصلاح ان کی قابل رحم حالت میں نہ واقع ہوئی حضرت عیسے نے تاکید کی تھی کہ عورتوں بالنسانیت پیش آنا لیکن آپ کے پیروان نے اُلٹا عملدرآمد کیا اور وہ وہ غیر قابل برداشت سختیاں توڑیں کہ جو ابتک خون کے قطروں سے یورپ کے مقدس چرچ کی تاریخ میں لکھی ہوئی ہیں اگر ہم یورپ کے وسطی زمانہ پر ایک غور بین نظر ڈالینگے تو ہمیں اسکی وہی حالت جو ابتدا میں تھی معلوم ہوگی آٹھہ صدی سے لیکر چودہ صدی تک ہر قسم کے مظالم کی زیادتی ہوتی گئی مگر اصلاح کی کوئی صورت نظر نہ آئی - چودہویں صدی کا زمانہ تاریخ میں سب سے زیادہ مشہور ومعروف ہے کیونکہ اسپین میں مسلمانوں کا وہی زمانہ علمی حق میں بہت عروج پر تھا اگر اس صدی کے اسلامی اور مسیحی زمانہ سے مقابلہ کیا جائے گا تو کسی امر میں ذرا بھی نسبت نہیں معلوم ہوتی - یورپ میں اس صدی میں نظم اور فسانے انجمنوں کے زیور ہوگئے تھے اور گھر گھر اس کا رواج ہوتا چلا تھا لیکن اس زمانہ میں بھی عورتیں جور وتعدی ہی کی مطیع بنی ہوئی تھیں اور ابتدائی ترقی نظم وفسانوں میں بھی ان کی قابل رحم حالت میں کچھہ فرق نہیں ہوا -

مسیحی شہسواری اور شجاعت کے سنہری زمانہ میں دغا وظلم وستم اہل یورپ کی عمدہ معاشرت تھی اور اس زبون حالت کو یہاں تک زمانہ گذر گیا تھا کہ آخر مغربی بے تہذیبی کا مشرقی تہذیب اور شائستگی سے اتصال ہوگیا - یورپ کے خوشنما باغوں میں کوئی پھول ایسا نہ کھلا تھا کہ جو دنیا کو اپنی عطر بیز خوشبوؤں سے بساتا نہ کوئی شہسوار ایسا پیدا ہوا تھا کہ جو اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں سے ظلم کی زمین روند ڈالتا اگر میدان شجاعت کے شہسوار اور باغ نبوت کے

اثر و تازہ پھول پیدا ہی ہوئے تو صرف ویران صحراؤن مین ان کا ابہار ہوا اور ان ہی وحشت
خیز جنگلون مین حضرت موسیٰ اور عیسیٰ اور خاتم النبیین حضرت محمد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
ہدایت کی آوازین بلند ہوئین جنہون نے یورپ کو نئی صورت عنایت کی اور اس کی شائستگی کو نیا
لباس پہنا دیا اسی جنگل سے حضرت عمر جیسا شخص پیدا ہوا کہ جس نے اپنی نو دس سالہ خلافت
مین مشرقی اور مغربی دنیا مین زلزلہ ڈال دیا اور اسلام کو اس کونہ سے اس کونہ تک پہیلا دیا۔ یورپ
کبھی ایسے لاثانی مقدس انفاس پر فخر نہین کرسکتا اسکا فخر ان ہی متعدد صحراؤن کو ملنا تہا کہ جہان
یہہ مقدس انفاس پیدا ہوئے تہے۔ آخر الزمان نبی نے ان تمام نا تمام باتون کو پورا کیا اور تہذیب و
تمدن کو کامل طور پر مضبوط کیا جس نے یورپ کو یہہ دل و دماغ عطا کیا کہ آج وہ تمام عالم مین اپنے کو
سر برآوردہ جانتے ہین اور بیشک موجودہ زمانہ مین وہ اس فخر کرنے کے مستحق ہی ہین۔

عربون مین اشاعت اسلام سے پہلے عورتون کی حالت ان کی معاشرت کی طرح زبون تر اور خراب تہی
اور یہہ ناقابل برداشت اور قابل نفرین معاشرت انہون نے شامیون اور ایرانیون اور رومیون سے حاصل
کی تہی چونکہ یہہ پڑوسی سلطنتین تہین اسلئے ان کا اثر عرب پر خاطر خواہ پڑ رہا تہا اور وہ اپنے پڑوسی
ملکون کی تہذیب کے پہلو بہ پہلو چل رہا تہا مگر بعض خانہ بدوش قومون مین عورتون کی حالت نہایت
آزادی کی تہی اور اپنی قوم کی دولت پر ان کا بہت بڑا اثر تہا پیرن کہتا ہے "کہ وہ یونانیون کی طرح مصیبت
اور آفت کی شکار بنی ہوئی نہ تہین" وہ اپنے مردون کے ساتہہ میدان کارزار مین سینہ بسینہ جنگ کرتی
تہین اور بعض عورتین ایسی نامور ہی میدان جنگ مین پیدا کرتی تہین کہ ان کے بہائی بند خاوند جس وقت
شمشیر برہنہ لیکر خونخواری سے دشمن کے مقابلہ مین بڑہتے تہے تو اپنی بہن اور بیٹی کی مدح سرائی کرتے تہے
کہ ہماری عورتین ایسی جنگ آور ہین کہ مردون کو کچہ مال نہین سمجہتین تو تم ہم سے ہرگز مقابلہ نہین کرسکتے
ان مین دلیری اور فیاضی اعلےٰ درجہ کی نیکیان سمجہی جاتی تہین اور عصمت پناہی مستورات کا خاص طور
خیال کی جاتی تہی۔ اگر کوئی شخص ناجائز طور سے کسی عورت کی طرف آنکہہ بہر کر بہی دیکہہ لیتا تہا یا اسکو
ناشائستہ الفاظ سے یاد کرتا تہا تو قوم کی قوم بہڑک اٹہتی تہی اور جزیرہ نما کے اس سرے سے اوس
سرے تک خوفناک جنگ کے شعلے بہڑک اٹہتے تہے۔ وہ جنگین جنکو عرب مقدس کہتے تہے اور جو بہی
چالیس برس مین جاکر نبی اکرم کی وجہ سے اختتام پہ پہنچی تہین کوئی ملکی اسباب یا دولت کی طمع
یا حکومت کی خواہش سے نہ ہوئی تہین بلکہ ایک نوجوان لڑکی کی توہین ہونے سے یہہ عظیم الشان
خونریزی ہوئی کہ بعد تمام جزیرہ نما مین ایک مہر حکومت کرنے لگا تہا۔

جب نبی اکرم کا ظہور ہوا تو آپ نے ایک اعلےٰ درجہ کا شریفانہ برتاؤ مستورات کے ساتہہ کرنا سکہایا اور
تمام مردون کو حکم کیا کہ وہ اپنی بیویون کا بخوبی لحاظ رکہین کسی خاوند کی مجال نہین تہی کہ وہ بلا وجہ

اپنی بیوی کو آنکھ بھر کر بھی دیکھ سکتا اسکی دو نون آنکھین قانون شریعت اسلامی انگلیان ڈالکر نکال لیتی یعنے اسکی زیادتی کی اسے پوری سزا دی جاتی —

تعلیمی اور لاثانی ہدایتون سے قوم کی سادہ معاشرت کے دریا مین ایک تموج پیدا ہوگیا اور عورت و مرد کو قانون انصاف کی ایسی مضبوط رسی مین جکڑ دیا کہ جسکی نظیر کسی گزشتہ ہادی کے قوانین شریعت مین نہین پائی جاتی —

اسلام مسیحی مذہب کی طرح مختلف خیالات اور مختلف زمانون کی وجہ سے گو ہر عہد مین کسی قدر مختلف رہا لیکن جب اسکی ہر زمانہ کی مجموعی حالت پر غور کی جاتی ہے تو صداقت و شجاعت اور خلق و سخاوت اسلام کی ہمیشہ زیور بنی رہی ہے اور کبھی اسلام اس سے علیحدہ نہین ہوا —

وہ انجمن جو زمانہ نبوت سے پہلے مکّہ مین قایم ہوئی تھی اور جسکے پر جوش ممبر نبی اکرم تھے وہ انجمن کیا تھی صرف مظلومین کی حمایت کرنے کے لیئے قایم ہوئی تھی اور جسکی بنا حضرت محمد عربی کی تحریک کا نتیجہ تھا اسی وقت سے آپنے وہ اصلاح کی اور ستم رسیدون کی ایسی حمایت کی کہ تقریباً تمام دنیا کو تشدد و ظلم سے نجات دیدی گیا اور جب کبھی کسی ملک سے یہ آواز اوٹھی کہ مخلوق کو مصیبت و آفت سے نجات دینے والا آگیا آؤ اور اس کی پناہ لو جو ایسا ہی پاک نفس تھا کہ جس کے انصاف کے ہاتھ سادے چمڑون کے خیمون سے سلطانی محلون مین پہونچ گئے اور جس نے صحرائی عمامے سے شاہانہ تاج کو اپنی حفاظت مین پناہ دی جسکی قوت کے اثر نے دنیا بھر کو اپنی مٹھی مین دبا لیا اور جسکی قابل قدر اصلاح نے سات سمندر پار کے رہنے والون کو ظلم و ستم سے نجات دی —

یہ جلال شان و شوکت رکھنے والے خلیفہ اپنے جواہر نگار محلون کی دیوارون مین اگر کسی ستم رسیدہ کی آواز داد رسی سنتے تو فوراً اپنا عیش و آرام ترک کرکے اسکی نجات دینے کے لیئے آمادہ ہو جاتے اور جب تک اسکی خلاصی نہو لیتی ان پر کہانا پینا اور محلون مین رہنا حرام تھا۔ خلیفہ عبدالملک کے زمانہ کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ ایک عربی خاتون کو رومۃ الکبری کے سپاہی غلامی مین گرفتار کیے لیئے جاتے تھے اس خاتون نے یہ غل مچا کر کیا —

یا عبدالملک ... عبدالملک کو کیون نہین آتا

جون ہی عبدالملک کو یہ خبر پہونچی ... بی خاتون نے جب وہ ظالم رومیون کی قید مین جا رہی تھی میری مدد کی درخواست کی ہے سرگرمی سے قسم کہائی کہ مجھپر کہانا پینا حرام ہے جب تک کہ مظلومہ کو جابرون کے پھندہ سے نجات نہ دون —

یہ قسم کہاتے ہی وہ محل کے باہر نکل آیا اور اس نے اپنے وزیر جنگ کو حکم دیا کہ فوجین تیار ہوکر ملک کی طرف بڑھین جسوقت حملہ کرنیکا موقع آیا ہے تو عبدالملک خود فوج کی کمان کر رہا تھا کئی فتحمندانہ جنگین

آخر رومیون نے پس پا ہو کر اور زچ ہو کر عرب خاتون کو رہائی دیدی جون ہی عبد الملک نے یہ سنا وہ اپنی فوجیں اٹھا کر واپس چلا آیا۔ ایک مغل شہنشاہ(ف) جب اپنے خونخوار دشمنوں کے خوف سے جان بچا کر بھاگ رہا تھا اسی اثنا میں اس کے پاس ایک رانی کا بازو بند پہنچا جو بطور علامت بھائی چارے کے اس نے بھیجی مدد کی خواہش کی تھی۔ شہنشاہ موصوف یہ دیکھتے ہی اپنی ضروریات کو بھول گیا اور اپنی مختصر جمعیت کو ساتھ لیکر رانی کی مدد کے لئے روانہ ہوا جن لوگوں نے اسے گھیر رکھا تھا ان کو شکست دی اور شہزادی کو آفت سے چھڑا کر اپنی منزل مقصود کی طرف راہی ہوا۔

یہ مسلمہ امر ہے کہ مروت اور شجاعت اور مہمان نوازی عربوں ہی پر ختم ہو گئی ہے۔ بلکہ انہوں نے مظلومین کو اپنے ہان پناہ دی ہے اور پناہ گیر سے کبھی انتقام لینے کی خواہش نہیں کی۔ ایک بار ایک شخص نے اپنے دشمن کو قتل کر ڈالا اور جب اسے اپنی جان کا خوف ہوا تو اس نے مقتول کے بھائی کے پاس آ کر پناہ لی اور یہ صاف کہدیا کہ میں تیرے بھائی کا قاتل ہوں لیکن تیری پناہ میں آیا ہوں اور میں نے اپنے کو تجھے سونپ دیا ہے تو چاہے میرے ساتھ کچھ ہی برتاؤ کر۔ تجھے اختیار ہے۔ اس نے جواب دیا کہ گو تو میرے پیارے بھائی کا قاتل ہے لیکن چونکہ تو نے میرے ہان آ کر پناہ لی ہے تو میری جوانمردی کے خلاف ہے کہ میں تجھ سے انتقام لینے کے لئے تلوار اٹھاؤں بیت المقدس کی جنگیں ہمیشہ یادگار زمانہ رہیں گی ان ہی جنگوں کے طفیل سے وحشی اور ناتربیت یافتہ یورپ کا مشرقی اسلامی تہذیب سے اتصال ہو گیا تھا اور ترقی یورپ کی ابتدا گویا ان ہی جنگوں سے پڑی۔ بیت المقدس کی جنگوں سے یورپ کی مسلمانوں کی شان و شوکت آزادی اور شائستگی دیکھ کر آنکھیں کھل گئیں لیکن سب سے زیادہ اندلسی مسلمانوں کی شجاعت اور تہذیب کے اثر نے اپنے یورپین پڑوسیوں کو بہت کچھ فائدہ پہونچایا اور انہیں انسان بنا دیا۔ جنوبی فرانس اور جرمنی کے شعرا جو جنگوں میں محبت اور عزت کے گیت گا گا کر جنگ آوروں کو میدان کارزار میں بڑھاتے تھے وہ دراصل کس کے شاگرد تھے وہ ان ہی مسلمانوں کے شاگرد تھے کہ جو قرطبہ میں اسلامی شوکت کے محافظ تھے اور بغداد میں ناموس اسلام کے نگہبان تھے۔ ٹیبری آرک۔ بوکیشو۔ ڈینٹو۔ چاسر یہ کس چشمہ سے سیراب تھے؟ صرف اسی چشمہ سے جو ہم [illegible] میں بھرا تھا۔

اسلام کی صدی سے سارسنس کے مشرق میں زوال تک ان لوگوں کی وہی عزت کیجاتی ہے کہ جو ان کے

ف شہنشاہ ہمایوں جب کابل بھاگا چلا جاتا تھا اور افغان [illegible] کے ساتھ دست و گریبان ہو کر [illegible] اور وہ [illegible] اپنی حفاظت [illegible] چونکہ [illegible] میں جو دہلی کی رانی نے اپنا بازو بند بھیجا [illegible] اپنی حفاظت اور جان کی [illegible] اسکی مدد کے لئے [illegible] — میں نے صرف یہ معمولی مثالیں بیان [illegible] اسلام کی [illegible] شجاعت کا صاف [illegible] کے مضمون اور تحقیق [illegible] اطمینان کرنے کے لئے کافی ہیں۔ [illegible] ان کے علاوہ [illegible]

شایان ہوسکتی ہے اور بمقتضائے فطرت انسانی ان کے لئے لازم شمار کیجا سکتی ہے اور یہی توقع دہ عزت موجودہ زمانہ مین بھی اسلامی دنیا مین عورتون کی کیجاتی ہے۔ گزشتہ عفت مآب عالمہ خواتین اسلام نے جو کچھہ کارنمایان کئے وہ صفحۂ عالم سے کبھی نہین مٹینگے اور ان کے لاثانی کارنامون بیان ہنوز تاریخون مین بہرے ہوئے ہین۔

ملکہ زبیدہ خاتون کے بلند کارنامون کی طرف ایک توجہ کرین جو خلیفہ ہارون الرشید کی چاہیتی بیوی تہی پولیٹکل امور مین اسکی عمیق نظرین اور زبردست تحریرون نے سلطنتون مین اسکی تعریف کا ڈنکا بجادیا تہا نہر زبیدہ جو اس کے نمایان کامون مین سے ایک ہے اور جو ہنوز اسکی یادگاری کی تاریخ اپنے ساتھہ رکھتی ہے۔

حمیدہ فاروق مدنی کی بیوی کی شہرت علمی اسلامی دنیا مین نصف النہار آفتاب کی طرح اپنی شعاعون سے تاریخ کے صفحے منور کر رہی ہے وہ کئی برس تک اپنے لڑکے کو پولیٹکل اور سوشیل تعلیم دیتی رہی اور جس کی لاثانی تعلیم نے اس کے نوجوان لڑکے کو بڑے بڑے علما اور فضلا مین ممتاز بنادیا۔ عصمت مآب خاتون کی علمی قابلیتین اور پولیٹکل آراے مسلم تہین اور ایک عالم مین اس کے ضمیری لاثانی جوہرون کی دہوم مچ رہی تہی۔

بی بی سکینہ حضرت امام حسین[1] شہید کربلا کی صاحب زادی اور حضرت علیؓ کی پوتی اپنے زمانہ کی تابندہ۔ نہایت فاضل اعلے درجہ کی قابل۔ اور غایت درجہ نیک مشہور تہین فطرت نے اس کے ضمیری جوہرون کو اپنے ہاتہہ سے سنوارا تہا اور اپنے ہنر کی پوری بانگی دکہائی تہی اس کی قوت گویائی اور طلاقت تحریر بلا کی تہی اور جتنی ضمیری فضیلتین کہ ایک عصمت مآب اور صاحب عفت خاتون کو نیچر سے عطا ہوسکتی ہین سب مین یہ بی بی درجہ اکمل رکھتی تہی۔ پیرن فرانسیسی مورخ نے یہی الفاظ جو ہم نے اوپر نقل کئے اپنی کتاب مین اسکی نسبت تحریر کئے ہین۔

نبی اکرمؐ کے خاندان کی کل بی بیان اپنے لاثانی علم وہنر اور اپنی بے مثال قابلیتون اور عظیم الشان نیکیون مین بہت مشہور و معروف ہین ان کے معاشرانہ طریق شائستہ اور مہذب تھے اور ان کے حمیدہ خصائل اپنا نظیر اس زمانہ مین نہ رکہتے تہے ان کے مزاج کی شیرینی اور طبیعت کی نجابت اعلے درجہ پر پہونچی ہوئی تہی۔

بوران خلیفہ مامون کی پیاری بیوی جیسے حسن مین بے نظیر تہی اسیطرح بہت بڑی تعلیم یافتہ اور شائستہ چال چلن رکھتی تہی اس کے خیالات کی جودت اور ضمیری وسعت نے اپنے زمانہ کی خواتین مین سے

[1] حضرت امام حسینؓ کی یزدجرد کی بیٹی سے شادی ہوئی تہی۔

شاہانہ ثابت کر دیا تھا مامون کی علم دوست طبیعت کی وہ بہت بڑی ایجنس تھی اور علمی
ذوق میں اس کی رہنمائی کیا کرتی تھی مسٹر ڈی جانسن لکھتا ہے کہ یہ باعصمت خاتون یونانی
اور لاطینی بھی خوب جانتی تھی اور اس نے کئی یونانی فلسفہ کی کتابوں کا ترجمہ عربی زبان میں
نہایت بامحاورہ کیا ہے۔ علم ہیئات میں اسے کمال حاصل تھا اور وہ اپنی بنوائی ہوئی رصدگاہ
پر چڑھ کر اجرام فلکیہ کی سیر کیا کرتی تھی۔ غرض مامون جیسا علم و ہنر کا شائق تھا اسیطرح یہ
پیاری خاتون بھی شریف علوم پہ فریفتہ تھی۔

ام الفضل مامون کی بہن جو حضرت علی کے گھرانے کے آٹھویں امام کو بیاہی گئی تھی عجیب و غریب
استعداد کی خاتون تھی اس کے زہد و اتقا اور عمر نے اس کے علم کے ساتھ ترقی کی تھی ریاضی اور
ہیئات کے لذیذ علوم میں اسے کامل درک حاصل تھی فصاحت و بلاغت اور صنائع بدائع میں اسکی
بے مثال قابلیتیں مسلم زمانہ ہیں تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ اس نے کئی کتابیں علم ریاضی اور ہیئات میں
تصنیف کیں اور اس کی صحبت میں بھی ایسی ہی عالمہ خواتین رہتی تھیں جو ایک نہ ایک علم
میں کامل ہوتی تھیں۔

ام حبیب خلیفہ مامون کی لڑکی حیرت انگیز علمی جوہر اپنی ذات میں رکھتی تھی اس لئے آنکھ کھولتے ہی
فاضل باپ اور عالمہ ماں کی محبت بھری آغوش میں تربیت پائی تھی۔ شاعری میں اسے کمال حاصل تھا
لیٹریچر میں اپنی نظیر آپ ہی تھی خصوصاً پولیٹیکل معاملات میں زیادہ دلچسپی لیتی تھی اور اکثر ملکی کاروبار
پیچیدگی کی صورت میں اسیکی وجہ سے سلجھا کرتے تھے کامل علم و ہنر کامل تہذیب اور کامل شائستگی ایک ایرانی
مورخ نے اسے لکھا ہے۔

پانچویں صدی ہجری میں فخر النسا کے علم و فضل کے ڈنکے نے تمام بغداد کو سر پر اٹھا لیا تھا وہ بغداد
کی جامع مسجد میں اکثر ہزاروں بڑے بڑے علما کے سامنے لیٹریچر۔ علم معانی۔ اور نظم پر نہایت ہی فصیح
لیکچر دیا کرتی تھی۔ اس کی آواز میں للکار اور درد تھا اسکی ٹون میں لچک اور ملائمت تھی لیکچر جب
اور ہجوم و ہام کے ہوتے تھے اسقدر پر اثر اور معانی خیز ہوتے تھے۔ گو ہر لیکچر میں ہزاروں آدمیوں
کا مجمع ہوتا تھا لیکن خاموشی اس بلا کی ہوتی تھی گویا سب کو سانپ سونگھ گیا اسکی آواز میں
تسلیم کی مقناطیسی کشش اس غضب کی تھی کہ سامعین کے دل خود بخود کھچے چلے جاتے تھے اور ایک
حالت بے خودی سی طاری ہو جایا کرتی تھی۔

اس لیکچرار جمیلہ خاتون کی قسمت اگر وہ سینٹ سرل کے مذہب کے پیروان کے زمانہ میں ہوتی تو کیا
ہوتی ضرور یہی اپیا کی سی قسمت کی حصہ دار وہ بھی بنتی اور اس کے بھی سرگرم اور مسیحی چیلوں کی
بے رحم تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیے جاتے یا وہ جادوگرنی بنا کر زندہ جلا دی جاتی۔

یہی یہہ خواتین ہین اور یہی یہہ مسلمانون کے روشن قوانین ہین جنپر تاریخ کی روشنی ہمیشہ چمکیگی اور ان ہی پر اسلام ہمیشہ فخر کریگا - جو بہادر عورتین کہ جانبازون کے پہلو بہ پہلو میدان کارزار مین لڑین ان کی تعداد صدہا ہے جس کو اسلامی تواریخ سے کچھ بھی دلچسپی ہے وہ دیکھہ سکتا ہے کہ مسلمانون نے ایسی ایسی عالمہ اور دلیر عورتون کی کتنی قدر کی ہے اور کسطرح آنکھون پر بٹھایا ہے جنمین کچھہ بھی انصاف بہا معلوم ہوتا ہے وہ آئین اور تاریخ اسلام کے سنہری صفحے الٹ کر دیکھے کہ ان کی بے مثال جان بازیون کے کارنامے اب تک تاریخ کے صفحون کے ساتھہ زمانہ مین اپنی نیکنامی کا ڈنکا بجا رہے ہین -

جن مصنفون مین کہ تعصب کی بو نہین ہے وہ یہہ تسلیم کرتے ہین کہ پیغمبر اسلام نے عورتون کا بہت ہی پاس و لحاظ کیا ہے اور انہین صدیون کی مصیبت و آفت سے نجات دیدی ہے مگر جن کی آنکھون پر ہٹ دہرمی کے پردے پڑے ہوئے ہین اور جنکے کانون مین تعصب کی روئی ٹھسی ہی ہے وہ یہہ قبول نہین کرتے بلکہ ان کا یہہ مقولہ ہے کہ اسلام نے عورتون کی حالت مین کچھہ ترمیم نہین کی اور ان کو آزادی نہ بخشی - ہم مجبور ہین کہ ایسے معترضین کے لئے سوا اس کے اور کیا کہہ سکتے ہین

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

مذہب عیسائیت کو کامل انیس صدیان ہونے کو آئین اور موجودہ زمانہ مین جسقدر آزادی برقرار رکھنے کے قوانین روزمرہ مرتب ہوتے ہین ان کی کوئی بھی انتہا نہین - علم و ہنر کا دریا بہہ رہا ہے اور یورپ کے مسیحی انجمنون مین عورتون کی انتہا درجہ کی قدر کی گئی ہے اور ان کو بہت کچھہ بلند پایہ خیال کیا گیا ہے ان کی عزت کرنی لازمی امر سمجھ لیا ہے اور ان کی وقعت بڑی بڑی شائستہ سوسائٹیون مین پذیرا ہے پھر بھی اس آزادی - اس شائستگی اس قدر و منزلت اور اس وقعت پر بھی اب تک خواتین یورپ کے حقوق سخت معرض زوال مین ہین - انگلینڈ مین آجکل ایک بیاہی ہوئی عورت کے اپنے خاوند پر آزادانہ کچھہ بھی حقوق مسلم نہین ہین - جو مصنف کہ بہت بڑھ بڑھکر بولتے ہین اور ریویو دہی انہون نے اپنی ایک صفت خاص سمجھ لی ہے وہ اپنے ملک کی خواتین کی حالت کو ملاحظہ نہین کرتے ان کے حقوق کتنے معرض زوال مین کر دئے گئے ہین اور لطف یہ ہے کہ یہہ زمانہ غایت درجہ کی تہذیب و آزادی کا خیال کیا جاتا ہے -

لیکن ہادی اسلام نے اس زمانہ مین جب ملک خرابیون اور بداطواریون کا بازگشت ہو رہا تھا نہ کوئی قانون تھا نہ کوئی معاشرانہ سلسلہ تھا نہ کوئی قاعدہ تھا نہ پبلک یا گورنمنٹ یا قانون کی طرف سے کچھ حقوق عورتون کو عطا ہوئے تھے - بیاہی کو نہ بن بیاہی کو بیوہ کو نہ ماں کو کسی قسم کا

حق غرض عورت کو نہ دیا جاتا تھا جسکا ایسے ملک مین ظہور ہوا تھا کہ جہان لڑکی کا پیدا ہونا سخت نکبت اور مصیبت کی نشانی سمجھی جاتی تہی جہان نوپیدا لڑکی کو مار ڈالنا بہادری اور ناموری خیال کی جاتی تہی ایسے زمانہ اور ایسی شدید حالت مین ہادی کی شریفانہ فطرت کی افضلیت پر کیا یہ دال نہین کرتا کہ اس نے ایسی زبردست اصلاح کی جو اور کیا یہ کوئی معمولی بات ہے کہ اس نے ایسی سخت تر حالت مین ایسے عظیم الشان حقوق بخشے جو موجودہ مہذب زمانہ کی یورپین خواتین سے کسی طرح بہی کم نہین ہین۔ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عورتون کو مصیبت سے نجات نہ دیتے اور ان کے حقوق مردون کے پہلو بہ پہلو قایم نہ کرتے تو عالم کے نجات دہندہ کا لقب آپکی مبارک ذات پر کیونکر عاید ہوتا۔ ہاتہہ کنگن کو آرسی ہی کیا ہے جو حالت قانون شریعت مین بانئے شریعت اسلام نے عورتون کی قایم کی ہے اس سے موجودہ یورپی ممالک کے خواتین کے حقوق کا مقابلہ کر لیا جائے آپ ظاہر ہو جائے گا کہ دونون کے حقوق کس حد تک برابر ہو سکتے ہین۔ میرا انشا نہین ہے کہ مین عورتون کی معاشرت کا مقابلہ کر کے دکہاؤن یا طرز زندگی کا نقشہ کہینچون بلکہ مین صرف ان حقوق پر بحث کرتا ہون جو قانون نے طرفین کو بخشے ہین قوانین شریعت اسلامی مین جب تک لڑکی نابالغ رہتی ہے اپنے والدین کی محبت بہری آغوش مین پرورش پاتی ہے اور جب کسیقدر بڑی ہو جاتی ہے تو باپ یا اس کے کسی وکیل کے سایہ مین اسے زندگی بسر کرنا پڑتا ہے لیکن جب وہ پوری جوان ہو جاتی ہے تو قانون شریعت سے اسے پوری آزادی بخشدی جاتی ہے اور وہ بالکل خودمختار ہو جاتی ہے وہ اپنے والدین کا ورثہ اپنے بہائیون کے پہلو بہ پہلو آزادی سے لیتی ہے گو اس ورثہ مین فرق ہوگا لیکن یہ ناممکن ہے کہ وہ محروم کر دیجائے اور اسے حصہ نہ ملے۔ اگر لڑکی بالغ ہو جائے اور وہ شادی نکرنا چاہے تو کیا مجال والدین کی یا سلطان وقت کی کہ جبراً اسے شادی کرنے پر مجبور کرین۔ شادی ہونے پر وہ خارج الارث نہین ہو سکتی نہ اسے سوسائٹی کی ممبری سے علیحدہ کیا جاتا ہے۔

شادی ہونے پر خاوند اسکا پابند کیا گیا ہے کہ وہ اپنی بیوی سے باخلاق پیش آئے اور کوئی بات ایسی نکرے کہ جس سے اسے تکلیف پہنچے علاوہ مہر کے جو مقرر ہوتا ہے وہ اپنے خاوند کے مال کی حصہ دار بہی بنجاتی ہے اور اسکا مہر لینا اتنا مقدم ہے کہ اگر اسکا خاوند مر جائے اور کئی بچے وہ چہوڑ جائے جبتک کہ بیوی اپنا مہر انکی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ مین سے حاصل نکر لے لڑکا اپنا ورثہ نہین لے سکتا۔ قانون شریعت مین نکاح کے لئے نہ کسی مولوی کی ضرورت ہے اور نہ ششتاچری کی ف تاہم جو کچہ معاہدہ نکاح کے وقت ہوتا ہے اسمین کوئی دفعہ ایسی نہین ہے جس سے عورت پر کچہہ دباؤ ہو اور نہ اس کے روپیہ اور چیزون پر نکاح سے کچہہ اثر پڑتا ہے۔ اس کے حقوق مثل ان کے کچہہ ججون یا قاضیون کے اقبال پر موقوف نہین ہین۔

ف ہندوؤن کی وجہ سے مسلمانون مین بہی یہ رسمین مروج ہو گئی ہین کہ نکاح کیوقت قاضی وغیرہ رسمین ادا کرنیوالے کی ضرورت پڑتی ہے اور اس کے علاوہ اور بہی بیہودہ رسمین ہندوستانی مسلمان ادا کرتے ہین جو سب اہل ہنود سے لیگئی ہین اسلام مین ان کا کہین پتہ نہین ملتا۔

عورت اپنی دستکاری یا محنت سے کچھہ کماوے اور روپیہ حاصل کرے تو قانوناً خاوند اسکے تصرف کرنے کا مجاز نہین ہے نہ اس روپیہ پر کچھہ اختیار رکھتا ہے قانوناً وہ مجبور کی گئی ہے کہ اپنے جابر اور ظالم خاوند کی تعدی اور جبر کا سہار کرے اسے اپنے روپیہ اور اپنی چیزون کا اختیار ہے وہ جسطرح چاہے اسے صرف کر سکتی ہے باپ یا خاوند کی مجال نہین کہ اسمین کچھہ مداخلت کر سکے - وہ اپنے قرضدارون پر کھلی عدالتون مین نالش کر سکتی ہے اور بآزادی تنہا بغیر اپنے کسی دوسرے ساتھی کے عدالت مین جاکر جواب و سوال کر سکتی ہے اسے قانوناً اپنے خاوند کے نام بتانے مین کچھہ بھی عذر نہوگا - جب وہ اپنے باپ کے گھر سے خاوند کے گھر جاتی ہے اس کے حقوق بالکل بحال رہتے ہین اور وہ مرد کے پہلو بہ پہلو اپنی زندگی بآزادی گزار سکتی ہے -

وہ حقوق جو قانون شریعت نے اسکو بخشے ہین وہ دائمی ہین نہ کسی سلطان کا غضب ان سے حق کر سکتا ہے اور نہ کسی سلطنت کا عظیم الشان تغیر ان مین کچھہ خلل ڈال سکتا ہے -

جب قانون پر عملدرآمد ہوگا وہ قطعی اپنے حقوق کے حاصل کرنے مین ہر طرح اور ہر صورت مین مجاز ہوگی -

اگر قوانین اسلام کی مجموعی حالت پر غور کیجائے گی تو یہ صاف آشکارا ہو جائیگا کہ خواتین یورپ سے حقوق حاصل کرنے مین وہ کسی طرح بھی ہیٹی نہین ہین اسکے علاوہ بعض خاص حقوق مین قطعی اور انفصالی طور پر وہ اپنی بہن مسیحی عورت سے افضل اور بہتر ہے - اسکے مقابلہ مین اگر ہم انگلینڈ کی بن بیاہی خواتین کی حالت پر غور کرین تو ہمین معلوم ہوگا کہ وہ اپنی اسلامی بہنون کے آگے زیادہ پابند ہین وہ اگر کسی سے شادی کرنا چاہین تو بغیر اپنی والدین کی مرضی کے نہین کر سکتین اور اگر انہون نے اس امر کی دلیری کی اور شادی کر لی تو والدین سے ہمیشہ کے لئے قطع تعلق ہو جاتا ہے قانون خواہ کچھہ ہی ہو لیکن یہ طریقہ اسوقت کل یورپ مین جاری ہے جو معنف آزادی آزادی کا سبق جپتے ہین ان سے دریافت کیا جائے کہ یہ آفت ناک پابندی ہے یا آزادی ہے - اس سے زیادہ ظلم فرانس مین یہ ہے کہ جبتک باپ اپنی لڑکی کے ساتھہ دولہ کو ایک معتدبہ رقم نہ دے کوئی اس لڑکی سے شادی نہین کرتا اگر روپیہ نہین ہے تو لڑکی کی کبھی شادی نہین ہو سکتی - اس سے زیادہ جبر اور زیادتی کی رسمین اور قواعد کیا ہونگے جو ہم ان تمام باتون سے یہ ثابت ہو گیا کہ اسلامی خواتین کے حقوق مسیحی موجودہ خواتین سے کم نہین ہین بلکہ بہت سی باتون مین زیادہ ہین - ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

چودھوان باب

غلامی

غلط فہمی سے غلامی کثیر الازدواجی کی طرح پر خوف نگاہون سے دیکھی جاتی ہے۔ اور غیر قوم کے مصنف خواہ اپنی ناواقفیت سے یا تعصب سے اس غلامی کے مسئلہ پر اسلام کو ملزم گردانتے ہین۔ مگر جو لوگ محقق ہین اور جنکا کام ہر بات کو انصاف اور سچائی سے جانچ کرنے اور رائے قائم کرنیکا ہے وہ یہہ خوب جانتے ہین کثیر الازدواجی کے ساتھہ غلامی کی رسم بھی عالمگیر تھی اور بادشاہ سے لیکر ادنے شخص تک اور ولی یا پیشوا سے لیکر ادنے رند تک کوئی شخص اس سے خالی نہ تہا۔ کثیر الازدواجی کی طرح فطرتی طور پر غلامی کی رسم اپنی شان و شوکت اور عظمت دکہانے کے لئے ہر سوسائٹی کی زیور تھی یعنے ہر شخص اپنی اپنی حیثیت کے موافق اپنے گہر مین غلام رکہتا تہا اور غلامون کی کثرت اپنے دوسرے ہموطن یا ہم چشم کے مقابل مین باعث فخر اور افتخار سمجھی جاتی تھی۔ مگر کثیر الازدواجی سے بڑہکر ایک یہہ بات اسمین اور بھی کہ مثل متاع وراثت مین غلام نسلاً بعد نسلاً چلے آتے تہے مثلاً اگر ایک شخص مرجاتا تہا تو اور اسباب کے ساتہہ قانون ملکی کی طرح لونڈی غلام بھی ترکہ مین ورثا کو پہونچتے تہے۔ لڑکیون کے جہیز مین امرا لونڈی غلامون کو بھی دیا کرتے تہے اور اس کو ایک ضروری اور لازمی امر سمجہا جاتا تہا ملک یا شہر مین وہی شخص زیادہ باوقعت اور صاحب عزت خیال کیا جاتا تہا کہ جس کے ہان لونڈی غلامون کی تعداد بڑہی ہوئی ہوتی تہی گو امیری کے تمغے اور بہی دولتمندانہ سامان سمجہے جاتے تہے لیکن لونڈی غلامون کا ہونا امیری شان کے لئے ایک بہت بڑا جزو اعظم خیال کیا جاتا تہا۔

انسانی تاریخ کے ابتدائی زمانون مین جب انسانی حقوق کی مطلق قدر نہ تھی نہ کوئی انہین جانتا تہا جب قانون صرف قوت اور طاقت کا نام تہا جس زمانہ مین جسکی لاٹہی اس کی بہینس کی مثل پر عملدرآمد تہا۔ جس عصر مین جبر و تعدی گویا قانون یا قواعد مقررہ اور زندگی کی رہنما سمجھی جاتی تہی اسیوقت سے غلامی نے بھی جنم لیا اور پہر غلامی کا پودہ بڑا ہوا اور سرسبز ہوا اور تمام ممالک مین لہلہانے لگا۔ کم درجہ کے لوگ امیرون کے دست تظلم مین پہنس کر چکنا چور ہونے لگے اور غربا کا فرض قرار دیدیا گیا کہ وہ امرا کی اطاعت کرنا اپنا سبب بقا تصور کرین۔

غلامی کی رسم کو انسانی زندگی کی ہم عمر خیال کرنا چاہئے۔ تاریخ سے صاف پایا جاتا ہے کہ یہہ ہر زمانہ اور ہر قوم مین بہت شد و مد سے پائی جاتی ہے جہان تک تاریخ انسانی نسل کی دنیا مین کہوج لگا سکتی ہے یہ ثابت ہے کہ غلامی کی رسم ہر عصر اور ہر نسل مین جاری اور ساری تھی اور

دنیا کے پردہ پر مہذب سے مہذب قوم بہی اس سے خالی نہین تہی —
انجمنون کی وحشیانہ حالتون مین اس کے زبون تر رسم کے پنجے بخوبی دراز ہو رہے تہے اور زمانہ کی ایسی حالت مین کہ وہ وحشیانہ خود مختاریون کا مرکز بن رہا تہا غلامی کی رسم کو دن بدن ترقی ہوتی چلی جاتی تہی —

یہودی - یونانی - رومی اور قدیمی جرمنی جن کی قانونی اور تمدنی ضوابط کے خوشنما اثر موجودہ خیالات اور اطوار پر اب تک اپنا پرتو ڈال رہے ہین انہین بہی غلامی کی رسم بہت زور شور سے رائج تہی - وہ اپنی سوسائٹیز کا زیور غلامون کی کثرت کو جانتے تہے اور انہین دو قسم کی غلامی رائج تہی ایک قسم تو غلامون کی تہی جن کی زندگی اور مال و متاع کے قانوناً وہ مالک تہے اور ایک ان غلامون کی تہی جنکو روپیہ دیکر خرید کر لیے تہے —
یہہ تو مین سمجہتی تہین کہ ہمین لونڈی غلام رکہنے کے حقوق ربانی طور پر عطا ہوئے ہین اور ہم انکے رکہنے کے مجاز ہین - وہ بازادی درجون لونڈی غلام خریدتے اور ان سے مثل جانورون کے برتاؤ کرتے کیونکہ لونڈی غلامون کی قدر ان کی نگاہون مین مطلق نہ تہی وہ ہرگز نہ چاہتے تہے کہ ہم انپر مہربانی کرکے اپنی امیری کو بٹا لگائین سخت حسرت سے دیکہا جاتا ہے کہ درشتی اور تندی سے پیش آنے کا نام اصلی اور سچی امارت تہی —
عبرانیون مین بہی جس وقت سے کہ وہ ایک قوم کی صورت مین بنے ہین دو قسم کے لونڈی غلام رکہنے کی رسم جاری تہی جسکا ذکر فاضل مین نے اپنی کتاب قانون قدیم مین مفصل کیا ہے —
اسرائیلی اپنے قرضدارون کو جب تک وہ ان کا قرض ادا نکردین غلامی مین رکہتے تہے یا اگر ان سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا تہا تو اسکی یہی سزا وہی دائمی غلامی و یجاتی تہی - یہہ کچھ ضرور نہ تہا کہ غلام بنانے کے لیئے کسی خاص فرقہ خاص حالت کی خصوصیت ہوتی بلکہ قرض اور کسی جرم کے بدولت ہر شخص دائمی غلام بنا لیا جاتا تہا ساتہہ ہی اسکے ایک یہہ قانون بہی تہا کہ خفیف سے جرم مین چھہ برس غلامی مین رکہکر مجرم کو چہوڑ دیا جاتا تہا اسرائیلیون کا یہہ برتاؤ تو اپنے قومی بہائیون کے ساتہہ تہا مگر جو لوگ کہ ڈکیتی یا جنگ مین بیرحمی سے گرفتار ہو کر آتے تہے ان کی حالت جیسی قابل زاری تہی ایسی ہی اسرائیلیون کی سنگدلی اور ناخداترسی کا نقشہ کہینچے والی متصور ہو سکتی ہے —
ان پر شدید مظالم توڑے جاتے تہے انہین جانورون کی طرح رکہا جاتا تہا اور چوپائے جانورون سے زیادہ رتی بہر بہی ان کی وقعت ان کے مالکون کے دلون مین نہ تہی - یہہ بدنصیب لوگ اپنے بیرحم مالکون کے پاس سے تا بہ زیست رہا نہو سکتے تہے اور جب وہ گرفتار ہو کر آتے تہے تو رسوم قومی جن کی بنیاد محض ناخداترسی پر رکہی گئی تہی انہین صاف طور سے یقین دلا دیتی تہین کہ تمہاری زندگی کا خاتمہ تمہارے

وحشی مالکون کے غلیظ مکانون مین ہوگا۔

اس کے بعد عیسائیت نے دنیا مین جنم لیا لیکن غلامی کے خلاف نہ اس نے کوئی قانون مرتب کیا نہ
نہ کبھی اس رسم کی نہ جابرون کے ہاتھ روکے نہ قواعد ہی ایسے جاری کئے جس سے مخلوق اللہ کچھہ تو اس وحشیانہ
آفت سے نجات پاتی اور عیسائیت کی بظاہر حیلہ باتین کچھہ تو انہین سہارا دیتین۔

عیسائیت نے ایک مذہب کی بیشک عالم مین بنیاد ڈالی اور سوشل معاملات مین بہت کچھہ اصلاح کرنیکا
بھی دعوی کیا لیکن سخت افسوس اور حسرت کا مقام ہے کہ اس نے ذرا بھی اصلاح اس زشت رسم مین نہ کی
نہ تو ستم کی نہ بیچارے بیگناہ مصیبت زدہ گروہ کی تکالیف کا لحاظ رکھا۔ سوائے چند ہدایتون کے اور وہ بھی
معمولی کوئی نیا حکم حضرت عیسےٰ نے نہین دیا مثلاً آقاؤن کو چاہیے کہ وہ اپنے غلامون کا پاس ولحاظ کرین
یا ایک جگہہ غلامون کی نافرمانی پر ریمارک کیا ہے اور بس حضرت عیسےٰ نے شاید اپنے خیال مین اس بیہودہ ذلیل
رسم کی بیخ و بنیاد اکھیڑنے کے لئے جو بلا سے بیدرد کی طرح عالم پر چھائی ہوئی تھی صرف دو تین معمولی الفاظ
کہنے کافی سمجھہ لئے ہونگے ۔ یا ایک نکتہ چین گروہ نکتہ چین نظر اس پہلو بھی سے یہ بات نکال سکتی ہے کہ
حضرت عیسےٰ کو انسانی تمدنی ضروریات کا مطلق لحاظ نہ تھا نہ وہ مخلوق خدا کے ظالمون کے ہاتھون سے ستائے
ہونے کا علم رکھتے تھے ورنہ انہین لازم ہوتا کہ وہ اپنی تمام عمر جہانگیری بھولکی مین نہ صرف کرتے نہ زیادہ تر
سورون کے غول کو تباہ وبرباد کرتے اس کے خلاف عیسائیت نے صاف طور سے لونڈی غلامون کے
برتاؤ کو ان کے مالکون یا مالکنیون کی مرضی پر منحصر رکھا ہے۔ عیسائیت نے اور بھی قرار دیا ہے کہ لونڈی
غلامون کی جماعت سلطنت کی ایک نمایان شان ہے۔ نہ کہین اس مہلک برتاؤ کے تخفیف کرنے کا
حکم ہے اور نہ ان بیچارے ستم رسیدہ بدنصیب غلامون کے لئے کوئی صورت آسایش وآرام کی نکالی
ہے اور نہ بیچارا بیچا غضبناک ہاتھون سے کسقدر سبکدوش کیا ہے قوانین ملکی کے لحاظ سے غلام
غلام محض چوپایون کے مساوی سمجھے جانے کے مستحق تھے مسیحی حکومت مین بدنصیب غلامون کے لئے
یہ قانون ملکی جو قدیم سے چلا آتا تھا حقارت کی نظر سے نہ دیکھا جاتا تھا بلکہ اسی پر عملدرآمد ہوتا تھا۔
رومتہ الکبرے والون مین بھی رسم غلامی ابتدائی زمانہ ہی سے خوب نشو نما پر تھی
غلام خواہ ملکی ہون یا غیر ملک کے رہنے والے ہون جنگ مین گرفتار ہو کر آئے ہون
یا ان کو روپیہ دیکر خریدا ہو ہر طرح ان سے برتاؤ ہوتا تھا وہ قابل بیان نہین ان کا درجہ
یون تو مویشیون کے مساوی تھا لیکن بعض وقت وہ ان سے بھی گھٹا دیئے جاتے تھے۔
ان کے آقاؤن کو ان کی جان بخشی کرنے اور ان کے ہلاک کرنے کا پورا اجازہ تھا۔

اس زمانہ مین جبکہ رومتہ الکبرے نے تہذیب اور شائستگی مین پوری ترقی کی تھی اور ملکی قوانین کے
انضباط کا زمانہ پورے ابھار پر تھا اور ہر محکمہ کی اصلاح وغیر اصلاح کے چرچے بہت دہوم

ذرائع سے پولیٹکل حلقوں میں کیئے جاتے تھے افسوس ہے کہ ایسے سنہری زمانہ میں بھی غلاموں کی قابل رحم حالت کی طرف مطلق توجہ نہیں ہوئی اور وہ اپنی قدیمی ذلیل وخوار حالت میں اپنی زندگی بسر کرتے رہے - اسکے مقابل میں یہ لطف اور ہوا کہ شہنشاہوں کی دانائی اور حکمت نے تغیر وتبدل اور انکی ترمیم وتنسیخ نے گو ملکی شان وشوکت کو ترقی دی لیکن ساتھہ ہی اس کے انہوں نے یہ برقرار رکھا کہ مالک اپنے غلام کی جان ومال کا بالکلیہ مالک ہے سلطنت کے ہر رکن کے پاس ہزاروں غلام رہتے تھے معمولی جرائم پر انھیں سخت سخت سزائیں دیجاتی تھیں اور روزمرہ کسی ستون یا درخت سے بند کر کوڑے بازی ہونا یہ کچھہ بات ہی نہ تھی جو کچھہ وہ چاہتے کرتے اور جسقدر چاہتے سزا دیتے کوئی قانون کوئی عدالت بازپرس کرنے والی نہ تھی کہ یہ ظلم اس پر کیوں توڑا گیا اور کیا وجہ ہے کہ اسے یہ سخت سزا دیجاتی ہے مسیحی مذہب نے یورپ میں اگر کچھہ اثر بھی کیا تو یہ لوگ مقدس چرچوں پر اپنا دہن من تن قربان کردیں اور انہی کے ہوکر رہجاویں یا پادری پرستی کا زور ہوگیا تھا اور پادریوں نے اپنی مٹھی میں تمام یورپ کو دبا لیا تھا -

یہاں غلامی کی رسم اسی زور شور سے رائج تھی کہ جیسے بت پرست سلطنت میں بلکہ ایک نیا غضب اور یہ برپا ہوا تھا کہ شاہان یورپ نے غلامی کو قانون قدرت کا لازمی عنصر تصور کرلیا تھا اور قانون ملکی نے ایک مقدار غلام کی خریداری کی مقرر کردی تھی کہ اس عمر اور اس شکل وصورت کا غلام اتنے کو آئیگا اور اس عمر اور اس کوالٹی کا غلام اتنی قیمت پر فروخت ہوگا غلاموں میں شادی ہونا ناجائز قرار دیدیا گیا تھا - اگر ایک آزاد اور غلام میں شادی ہوجاتی تھی تو دونوں کو سزائے موت دیجاتی تھی ف۱ یہ قانون امرا اور عوام الناس میں جاری نہ تھا بلکہ پادریوں نے بھی اس زبون قاعدہ کی پابندی کی اور اسکے جاری کرنے کے ساعی ہوئے ف۲

یہ اقی دنیا کے بہت بڑے قانونی زمانہ میں یہ حالت غلامی کی تھی ان قوانین سے تیرہ صدی کی دانائی معلوم ہوتی ہے اسی سے اس ترقی یافتہ زمانہ کی ناتراشیدہ حالت کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے بڑے بڑے فاضل اور مدبرامور سلطنت بھی اس قبیح رسم کی کچھہ ترمیم نکرسکے نہ رحمدل پادری صاحبان نے کبھی غلاموں کی زار حالت پر رحم کھایا -

جب مغربی اور شمالی وحشیوں کا رومتہ الکبریٰ کی بربادی پر زنگ جما تو علاوہ ذاتی غلامی کے ارضی حلقہ بگوشی جو رومتہ الکبریٰ میں کبھی نہ تھی اب عام طور پر اسکی اشاعت ہوگئی تھی اور وہ طاعون کیطرح تمام ملک میں پھیل گئی تھی مالکان زمین کے حقوق اپنی آسامیوں پر ایسے بلا انگیز تھے کہ جن کو پڑھنے

ف۱ اگر ایک آزاد عورت غلام سے شادی کرلیتی تھی تو وہ قانوناً قتل کردیجاتی تھی اور غلام زندہ جلا دیا جاتا تھا اِل مِین نے اسکی کیفیت ایک مستقل باب میں پورے طور پر لکھی ہے (ہسٹری آف کرسچانٹی یا لاطینی عیسائیت جلد ۲) ف۲ کتاب لاطینی عیسائیت جلد ۱ صفحہ ۴۹

سے رونگٹے کہڑے ہوتے ہین اور قوم کے تنزل اور ناگفتہ بہ حالت کی ہو بہو تصویر کہنچ جاتی ہو۔ ت
ن کے وحشیانہ قوانین ہین رومیون کے قوانین کی طرح جو غلامی پر مبنی تہے یہہ قرار دیدیا گیا تہا کہ غلامی
انسانی معمولی حالت ہے اور مالک اپنے غلامون پر پہر پورا اختیار رکہتے ہین اور وہ ان کی مالک ہین اور
ان کی جان و مال کا بہی پورا اختیار حاصل ہے۔
عیسائیت نے اول تو کچہ کوشش اس قبیح رسم کو دنیا سے مٹانے مین نہ کی اور اگر یہہ بہی تسلیم کر لیا جائے
کہ حضرت عیسے کے مذہب نے کچہ سرگرمی بہی دکہائی وہ آخر کار کامل طور پر فیل ہوگیا اور ذرا بہی ترمیم نکر سکا۔
جتنے چرچ ہتے سب مین خود غلام ہتے اور چرچ غلامون کا رکہنا قانوناً اپنے لئے جائز قرار دیتے تہے وہ سمجہتے
ہتے کہ ہمین خدا کی طرف سے لونڈی غلام رکہنے کے حقوق حاصل ہین اور نیز یہہ ان کا وحشیانہ خیال تہا کہ
ہم ان کی جان و مال پر پورا اختیار رکہتے ہین جب مسیحی چرچون کی اس حالت سے یورپ کے مہذب حصص
مین غلامی کی شرمناک رسم وحشت زدہ آگ کی طرح پہیل گئی اور خوب دہوم دہام سے لونڈی غلام رکہے
جانے لگے اور اسکو اہل یورپ اپنے مایۂ افتخار جانا اور انہون نے اس امر پر زور دیا کہ غلامی کی رسم جاری ہونے
سے مفلسی اور چوری ملک مین سے مطلق جاتی رہے گی تو پہر یہہ بلائے بیدرمان یورپ ہی کی چاردیواری
مین مقید نرہی بلکہ اس نے اپنا خوفناک اثر نہایت ہی تربیت یافتہ عیسائیون مین کیا یعنے شمالی امریکہ
کی جنوبی ریاستون کے مہذب مسیحی بہت دہوم دہام سے لونڈی غلام رکہنے لگے اور انہون نے پہر وہ
وہ مظالم بدنصیب جانون پر توڑنے شروع کئے جنکا بیان پڑہنے سے رونگٹے کہڑے ہوتے ہین اور صدہا
بیگناہ جانون کا مارا جانا اور ان کے بیدرد آقاؤن کے ہاتہون ان کی خونریزی ہونی واقعی ایک بہرہ
شق کر شقوالانفس کہینچتا ہے گویا اس زمانہ مین بدنصیب ستم رسیدہ غلامون کی زبان سے یہہ جگرپاش
صدائین نہایت شدت سے بلند ہو رہی ہتین - اور ہر مصیبت کا مارا ہر وقت یہہ ورد زبان رکہتا تہا

درد دل سے لوٹتا ہون میر کسکو درد ہے
ہون مین نقطہ درد جس پہلو سے اٹہو درد ہے

سفید رنگ مسیحیون نے قانوناً حبشی لونڈی غلامون کے ساتہہ کسی قسم کا تعلق پیدا کرنا ممنوع قرار دیدیا تہا
اور اگر کوئی تعلق بہی پیدا ہو جاتا تہا اور سفید رنگ مسیحی کے ہان ایک حبشن سے بچے ہوتے تہے تو اسے اختیار
تہا کہ وہ بچون والی مان کو جبکہ جب اس کے ننہے ننہے بچون سے علیحدہ کرکے فروخت کر سکتا تہا۔
حضرت عیسے کی وہ نصیحت کہ خدا کی مخلوق اس کی نظر مین مساوی ہے اسلئے انسان کو بہی چاہئے
کہ وہ اپنے ملکی یا غیر ملکی بہائیون پر حقارت آمیز نظر نہ ڈالے بالکل بہلا دی گئی تہی اور اس
کونہ سے اس کونہ تک مطلق اسپر عملدرآمد نہ رہا تہا۔

. . . .

مگر اس قتل کی اسلام نے پوری تائید کی اور اس نے رنگ اور قوم کا فرق مطلق اٹھا دیا سیاہ یا سفید شہری یا سپاہی حاکم یا رعیت سبکو بالکل مساوی قرار دیدیا اور یہہ قرار دینا صرف زبانی نہ تہا بلکہ عملی طور پر قرار دیا گیا تہا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک سے اب تک تعلیم یافتہ مسلمانون اور نیز اسلامی سلطنتون مین اس قانون پر عملدرآمد رہا اور کوئی نفس مسلمان ہونے کے بعد ... اس سے تجاوز کسی حالت اور کسی زمانہ مین نکر سکا - میدان کارزار اور سپاہی کے کمرہ حیمہ اور شادی کے محل مین مسجد مین اور بازار مین اسی قاعدہ پر عمل کیا جاتا تہا کیا ممکن تہا کہ ایک دولتمند مسلمان یا سلطان اپنے بہائی مسلمان کی طرف حقارت کی نظر سے دیکھہ سکتا اور قانون اسے بغیر سزا دئے چھوڑ دیتا - اسلام کا پہلا موذن کہ جسکو حضرت کہکر پکارتے ہین اور جس کا نام لیتے ہی سلطان سے لیکر ادنے گدا تک رحمت بہیج دیتے ہین دراصل کون تہا ؟ ایک حبشی غلام تہا ہ مگر سفید چمڑی والی عیسائی دنیا مین تو کسی صورت سے مساوی نہین ہوسکتا ہاں اس کی خبر نہین کہ اس تبتو مین جاکر برابر ہو جائے کہ جہان خدا عیسائی حبشیون شہدا کے آنسو اپنی آستین سے پونچہیگا اور انہین ڈہارس دیگا - یا یہہ برابری حضرت عیسے کی سلطنت مین شاید ممکن ہو لیکن حکومت عیسائیت مین نہ کبہی ہوئی نہ آیندہ ہونی ممکن -

قانون مسیحی نے حد سے زیادہ انسانیت برتی تو یہہ کہ اگر کوئی عیسائی ہونا چاہے تو اسی عیسائی کہتے ہین عار ہو یا غیر اقرار تو کسی شہری ملکی حقوق بخشد یے لیکن وہ بہی اسقدر نہین جتنے کہ سفید چمڑی والے عیسائی کو بخشے گئے ہین - لیکن قوم اور رنگ کے ناموزون غرور اور تجبر اس امر کی شہادت نہین دیتا کہ لفظ برابری کا اپنے کالے رنگ ہم مذہب کے ساتھہ عاید ہو سکے - پادری صاحبان اگر بغور ملاحظہ فرمائینگے تو انہین معلوم ہوگا کہ خدا کے کنبہ مین تفریق کتنی موزونیت دکہارہی ہے -

"ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا" / "ہابرین رسم مہلک باید گریست"

اسلامی تعلیم نے اس غلامی کے درخت کو جسکی جڑین مضبوطی سے دنیا کی قومون مین گڑی ہوئی تہین زور سے جہٹکا مارا اور اسکی تمام جڑون کو توڑ ڈالا اور اس درخت کو اکہیڑ کر پہینک دیا اور باآواز بلند یہہ پکار کر کہدیا کہ خدا کی نظر مین سب برابر ہین اس پرزور آواز کی گونج مشرق و مغرب جنوب و شمال پہیل گئی اور اسنے غلامی کی زبون رسم مین ایک تخلل عظیم پیدا کر دیا - اگر ذرا بہی نظر انصاف سے دیکہا جائے تو یہہ بخوبی روشن ہو جائیگا کہ خدا کی مخلوق کو جیسی آزادی اسلام نے دی اور کسی قوم کو یہہ بات نصیب نہین ہوئی مخلوق کے مساوی درجہ کرنے کا افتخار دنیا مین سوائے اسلام کے اور کسی کو بہی حاصل نہین ہوا -

یہہ دوسری بات ہے کہ بیس برس کی اسلامی تعلیم نے گو بہت کچھہ اصلاح کی لیکن پہر بہی وہ بعض

جو صدیوں سے خون کی طرح لوگوں کی رگوں میں رچی ہوئی تھیں پورے طور سے اکھیڑ دینا [illegible]
اور یہ بھی خصوصاً ان مسلمانوں میں جو تازہ تازہ ایمان لائے تھے مثلاً ہندوستان کے آدمی اسلام
قبول کر کے بھی اپنے ہاں شادی بیاہوں میں ہندوانی رسمیں برتتے ہیں کیا اس سے ہم یہ خیال کر
سکتے ہیں کہ شریعت نبوی نے انہیں ان زشت رسوم کے کرنے کی اجازت دیدی ہے؟ اگر ہمارا
یہ خیال ہوگا تو سخت بے انصافی اور خلاف واقعہ بیان ہوگا۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلامی کی رسم کو اپنی ہی قوم میں جسمیں آپکا ظہور ہوا تھا اور اپنے
ہی ملک میں ملاحظہ فرمائی اور اس کی جڑیں مضبوطی کے ساتھ لوگوں کے دلوں میں [illegible]
تو یہ آپ کے خلاف دانائی اور [illegible] خیال فرمایا کہ یکلخت اٹھا دینا [illegible]
کو شفا دینے کی تدبیر کرتے تھے [illegible] رفتہ رفتہ یہ بالکل جاتی رہے اور [illegible]
وہ [illegible] بالکل [illegible]
[illegible] فرمایا

[illegible] جیسا تم خود پہنتے ہو ویسا ہی کپڑا پہناؤ [illegible]
اس سے زیادہ تدبیر اس رسم میں نرمی لانے کی کیا ہوگی؟ جہاں یہ مساوات قائم ہوگی وہاں
پھر تفریق ہی کس بات میں رہ سکتی ہے یہ بات ہوتی ہے قانون قدرت کے خلاف اس کا کبھی
ظہور نہیں ہوتا سعدی نے اس مطلب کو خوبی حل کر دیا ہے جہاں وہ کہتا ہے۔

درختے کہ اکنوں گرفتست پائے — بہ نیروئے شخصے بر آید ز جائے
وگر ہمچناں روزگارے ہلی — بگردونش از بیخ بر نگسلی

اس میں شک نہیں جب کوئی پرانی عادت دل میں جڑ پکڑ جاتی ہے دل میں کیا بلکہ خون کے
ساتھ رگوں میں آمیز ہو جاتی ہے تو یکایک نہیں جاتی اور اگر کوئی اسے یکلخت کرنا چاہے تو
اس کی کم عقلی ہے یہ فضول خیال ہوگا کیا ایک کہنہ مریض کو کوئی ڈاکٹر [illegible]
یا کبھی [illegible] کا خیال دل میں لا سکتا ہے؟ یہ خیال [illegible] اور جنون ہے
اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قانون قدرت کے خلاف ایک ہی حکم میں یہ فیصلہ فرما دیتے
کہ آج سے غلام نہ رکھے جائیں اور جن کے پاس ہیں وہ آزاد کر دیں تو لوگوں کی کیا کیفیت
ہوتی اور یہ حکم ان کی [illegible] کہاں تک اثر کرتا؟
آپنے اگر فرمایا تو یہ "خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے" غلام آزاد کرنے سے زیادہ خدا
اور کوئی کام پسند نہیں کرتا یا اسکی نظر میں اس سے زیادہ مقبول کام کوئی نہیں ہے۔
یہ حکم ایک الہی زبردست حکمت پر مبنی ہے کہ اگر اس کے اندر [illegible] مطلب [illegible]

نظر میں دوڑائی جائینگی تو معلوم ہوگا کہ غلامی کی بیخ و بنیاد اکھیڑنے کی یہ کیسی زبردست تحریک ہے اس کے علاوہ آپ نے حضرت انسؓ کے ساتھ سلوک کرکے بتا دیا کہ غلاموں یا نوکروں سے کیا برتاؤ کرنا چاہئے ہم پہلے بھی نقل کر چکے ہیں کہ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ دس برس تک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی میری خدمت کی مجھے آپ کی اتنی نہ ہو سکی۔ نبی اکرمؐ کا ہر فعل اگر بغور دیکھا جائے گا تو معلوم ہوگا کہ ایک ناصح مشفق ہیں۔ اس سے زیادہ رسم غلامی کی بیخ کنی کرنے کے لئے آپ نے یہ قانون مقرر فرمایا تھا کہ اگر لونڈی غلام سے کوئی فروگذاشت ہو جائے اور وہ تمہیں ناگوار خاطر ہو تو اُسے آزاد کر دو" اس سے زیادہ آزادی بخش قوانین اور کیا ہو سکتے ہیں؟

ہر بات کے جانچ کرنے کے لئے عقل سلیم اور نظر انصاف کی ضرورت ہے جب تک یہ دونوں صفتیں نہ ہونگی یہ ناممکن ہے کہ سچی اور سیدھی بات راست معلوم ہو۔ نبی اکرمؐ نے یہ بھی اجازت فرما دی تھی کہ لونڈی غلام خدمت کرکے اپنی آزادی اپنے آقاؤں سے خرید سکتے ہیں یعنی اپنی قوت بازو سے روپیہ پیدا کرکے اپنی آزادی مول لے سکتے ہیں اور اگر وہ ایسی مصیبت میں گرفتار ہوں کہ اس قدر روپیہ پیدا نہ کر سکیں یا ان کی حالت حصول زر میں مانع آوے تو وہ ایک معاہدہ کرکے کہ ہم دس سال میں یا بیس سال میں یہ روپیہ فدیہ کا ادا کر دینگے با آزادی جا سکتے ہیں جہاں جا سکتے ہیں پھر آپ نے یہ بھی ارشاد کیا کہ غلاموں کی رہائی دلوانے کے لئے بیت المال سے ان کے آقاؤں کو روپیہ مل جایا کرے۔ بعض اتفاقات میں یہ بھی قانون مقرر ہو گیا ہے کہ غلام اپنے آقا سے بغیر اس کے اجازت اور مداخلت کے آزاد ہو سکتا ہے۔

آپ نے جہاں احسان کرنے کے لئے ارشاد فرمایا وہاں ہمسایوں اور مسافروں اور راہگیروں کے ساتھ غلاموں پر بھی احسان کرنے اور ان سے بہ شفقت پیش آنیکا ارشاد کیا اور فرمایا کہ خدا نے جو بخشش تمہاں کی ہے اسکا ایک حصہ مذکورہ بالا محتاجوں کو بھی فراخی اور کشادگی سے دو۔ آپ نے فرمایا کہ اگر غلطی سے ایک مومن قتل ہو گیا تو اسکا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کر دو۔ اب ہمیں چاہئے کہ ہم نہایت انصاف اور فراخ دلی سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان قیمتی پر رحم ہدایات پر غلاموں کے بارے میں خیال کریں اور پھر ان بے رحمی اور ناخدا ترسی کی سلوک کو ملاحظہ کریں جو صدیوں سے مسیحی دنیا میں جاری ہو رہی تھیں تو ہمیں بھی معلوم ہو جائے گا کہ موجودہ زمانے کے مسیحی مصنف غلامی کا بار بالکلیہ اسلامی گردن پر رکھتے ہیں یہ محض بے بنیاد اعتراض اور عیب گیری ہے اور ان حدیثیں اس مضمون کی موجود ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے غلاموں کا آزاد کرنا بہت سی بد اعمالیوں کا کفارہ ہے اگر کوئی خطا سرزد ہو جاتی تھی تو انکے لئے غلاموں کو

آزادی بخشدینا کافی کفارہ اس برائی کا سمجہا گیا تہا۔ جو قوانین غلامی کے متعلق اسلام مین موجود ہین وہ گویا اس قبیح رسم کو دنیا سے نیست و نابود کرنے کی ایک زبردست بنا قایم کی گئی ہے مثلاً قانون اسلام غلامون کے لئے یہ حکم کرتا ہے:

"اگر ایک غلام دار اسلام کی حدود مین بہاگ کر آجاوے تو وہ بالکل آزاد ہے وہ اگر ایک شخص کی لونڈی سے اولاد ہو تو وہ اپنے باپ کے حقوق کامل طور پر پا سکتی ہے۔ اور خاوند کے مرنے کے بعد اسکی لونڈی بیوی بالکل آزاد ہے غلام اپنے آقا سے اپنی خلاصی کے لئے قول و قرار کر سکتا ہے اور تنخواہ سالانہ دیکر اپنی آزادی خرید سکتا ہے۔ آقاؤن کو قطعی ممانعت ہے کہ وہ مناسب خدمت سے زیادہ اپنے غلام سے کوئی کام نہ لین اور اس سے وہ محنت نہ لین کہ جو اسکی آسایش اور صحت مین خلل انداز ہو انہین سخت فہمایش تاکید ہے کہ وہ اپنی لونڈی یا اپنے غلام کو حقیر آمیز نام سے نہ پکارین بلکہ نہایت شفقت اور ملائم الفاظ مین میرے نوجوان آدمی کہکر آواز دین یا میری نوجوان خواص [illegible] تاکید ہے کہ تمام غلام اپنے آقاؤن کے ساتھ کہانا کہاوین اور آقا اپنے [illegible] جیسے کپڑے پہناوین ویسے ہی لونڈیون کو ان کو [illegible] نوجوان پر ایک کہانا کہلائین اور اپنے ساتھ [illegible] پہناوین اگر خود دس روپیہ گز کا کپڑا پہنین تو اپنی لونڈیون کو بھی دس روپے گز کا پہناوین۔ یہ قطعی حکم دیدیا گیا ہے کہ کسی حالت اور کسی صورت مین ماں اپنے بچون سے جدا نہین کیجا سکتی۔ نہ بہائی اپنے بہائی سے نہ باپ اپنے بیٹے سے نہ خاوند بیوی سے نہ ایک رشتہ دار دوسرے رشتہ دار سے"

اس سے زیادہ پر رحم اور انسانیت سے بہرے ہوئے احکام کیا ہو سکتے ہین جنہون نے آقا اور غلام کو سگے بہائیون کی طرح بنا دیا اور [illegible] ایسا فرق نہ رکہا۔ ایک عمیق نظر اس سے یہ نتیجہ نکال سکتی ہے کہ شارع کی اسقدر غلامی کی رسم برقرار رکہنے کا منشا ہرگز نہ تہا تاکہ لوگ صاف لین کہ اسلام نے غلام و آقا کو درجہ مساوات مین قایم کر دیا آزادون کو سگا بہائی بنا دینا اتنی زبردست بات نہین ہے جتنی کہ غلام اور آزاد کو سگا بہائی بنا دینا ایک عجیب منظر اور غریب حکمت ہے

ان باریک باتون کے سمجھنے اور ان سے باریک مطالب نکالنے کے لئے صرف فہم سلیم جودت طبع اور زیادہ تر انصاف کی ضرورت ہے اسوقت ہم اصلی مطلب کسی بات کا دریافت کر سکتے ہین اگر ہم کسی شخص کی تصنیف کو دیکھنے بیٹھین اور کتاب کہولنے سے پہلے ہم یہہ سمجھ لین کہ یہہ مصنف ظلمت اور وحشت کا مصنف ہے اور جو کچھ یہہ لکہتا ہے وہ سب غلط ہے اس خیال کے بعد اگر ہم اسکی کتاب کو دیکھنے بیٹھینگے تو ہماری آنکھون پر ایسا پردہ چھا جائیگا کہ اس کی نیک باتین بھی بری معلوم ہون گی اور ہم اپنی ڈھیٹی اور ہٹ دھرمی کے بدولت اسکی قابل قدر باتون کو بھی نظر انداز کر کے نئے اعتراضات جڑنے شروع کر دینگے اور ہمارا ملکہ تاریک ضمیر ایسی ایسی نئی نئی باتین گھڑیگا کہ جو دید ہونگی نہ شنید اور جنسے بدتر اور ناشائستہ دنیا مین اور کوئی چیز نظر نہ آئے گی۔

اور اس کے بعد جب ہم ایک کتاب پر نظر کرنے سے پہلے اپنے دل مین یہہ خیال پیدا کر لین کہ ہم انصاف سے اس کے کلام کے ہر پہلو پر نظر ڈالینگے نیک باتون کو نیک اور بری کو بری ہی خیال کرینگے تو پھر کتاب دیکھنے کے بعد برائیاں اور نیکیاں سب علیحدہ علیحدہ معلوم ہونگی اور اسکی دانائی و نادانی کی باتین صاف نظر آ جائینگی یہی اور ایسی ہی طبیعت بیچ کر اپنے انصاف کہلاتی ہے اور ایسی ہی شخص کو منصف اور دانا کہتے ہین۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دوسرے مذاہب اور قومون کی طرح یہہ قرار نہین دیا کہ غلامون کے یہہ فرایض ہین کہ وہ اپنے آقا کی اطاعت کرین اور ان کی تابعداری اپنے اوپر لازم قرار دلین بلکہ ان کے آقاؤن کے لئے قوانین مرتب کئے کہ وہ اپنے غلامون کو آسایش اور آرام سے رکہین اور کبھی ان پر زیادتی نکرین کیونکہ یہ آپ بخوبی سمجھتے تھے کہ غلامون کے فرایض مقرر کرنے مین صرف ان ہی کی پامالی ہے جب وہ غلام ہوئے اطاعت پہلے ہی انکے منصبی فرایض مین داخل ہو گئی ان کے لئے اطاعت و فرمانبرداری کی تاکید کرنی ان کو اور زیادہ مصیبت و آفت مین پہنسانا ہے۔

اسلام مین غلامون پر بے اعتباری نہین کی جاتی وہ یہ قرار دیا گیا ہے کہ حالت غلامی بے اعتباری کا گہر ہے مگر مخزن رحم عیسائیت نے قانونًا یہ قرار دیدیا تہا کہ غلامی بے اعتباری کا گہر ہے یعنی جو غلام ہوتا ہے قطعی اسپر کبھی اعتبار نکرنا چاہئے اور اس ناشایستہ قاعدہ کو ضابط فطرت سمجھا گیا تہا۔

زید جسکو نبی اکرم صلی اللہ و آلہ وسلم نے آزاد کر دیا تہا اسپر اسقدر بہروسہ کیا گیا تہا کہ ایک بار اسکو لشکر اسلام کی کمان دیگئی اور بڑے بڑے خاندانی کپتان اسکی ماتحتی مین مقرر کئے گئے تہے تاکہ ہر موقع پر اسکی اطاعت کرین اور انہین ہدایت کر دیگئی تہی کہ وہ اس کے فرمان سے ذرا بھی روگردانی نکرین اور پہر اس کے بیٹے اسامہ کو ایک بڑے لشکر کی سرکردگی کا افتخار بخشا گیا تہا جسکو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد [illegible] غلاموں کے مقابلہ کے لئے
روانہ کیا تھا جسکا مفصل بیان ہم [illegible] میں کر چکے ہیں۔ قطب الدین دہلی کا پہلا شہنشاہ
اور ہندوستان میں اسلامی سلطنت کا سنگ بنیاد [illegible] تھا؟ صرف ایک غلام تھا۔ جس غلامی
کی کہ اسلام میں اجازت دی گئی [illegible] کا فرق ہے اور جہاں
ابتک بھی افتخار [illegible] ختم ہو چکا ہے [illegible] میں یہ ہی ظالمانہ
رسم غلامی رائج تھی جسکا [illegible] خاتمہ [illegible] کر دیا

اسلام میں جو اس وقت غلام ہے [illegible] ایک بڑا وزیر ہو سکتا ہے۔ غلام قانون شریعت اسلام
کے بموجب اپنے آقا کی بیٹی سے شادی کر سکتا ہے اور کنبہ کا اعلیٰ افسر بن سکتا ہے غلاموں
نے سلطنتیں کی ہیں اور بڑے بڑے خاندانوں کے بانی ہوئے ہیں سلطان محمود غزنوی کا
باپ غلام تھا جس کے بیٹے محمود نے مسلمانوں کی سلطنت کی بنیاد ہندوستان میں جما دی
اور راجپوتوں کو ثابت کر دیا کہ اسلامی سطوت ایسے خوشگوار ہوتے ہیں کیا مسیحی مذہب میں بھی
غلاموں کی یہ عزت کی گئی ہے؟ کیا عیسائی ملکوں میں بھی غلام یوں آقا بن کر رہے ہیں؟ تاریخ
موجود ہے۔ واقعات کئی کئی صدی کے اظہر من الشمس ہو رہے ہیں اگر ذرا بھی تعصب کو تھوڑی دیر کے
لئے طبیعت سے نکال کر ان واقعات پر نظر ڈالی جائے گی اور اس رسم غلامی کو دیکھا جائیگا جسکا رواج
اسلام میں ہے تو کبھی ناجائز کلمات بانی اسلام کے لئے استعمال کرنے کا موقع نہ ملیگا کبھی کسی زمانہ
کسی عہد میں ایسا ہوا کہ غلاموں کو لشکروں کی کمان سونپی گئی؟ اور غلام حضرت کے ناموں سے پکارے
گئے؟ یا کہیں مسیحی دنیا میں انیس سو برس سے ایسا ہوا کہ آزاد ہونے پر غلاموں کی تعظیم اپنے اوپر
فرض سمجھی ہو اور ان کے آگے سر تسلیم خم کیا ہو؟

ان تمام صورتوں اور حالتوں سے جیسا کہ ہم لکھ آئے ہیں یہ پایا جاتا ہے کہ مقنن قوانین شریعت
اسلامی نے یہی مصلحت سمجھا کہ غلامی کی رسم میں ایک تغیر عظیم پیدا کر دے جس سے یہ امید ہو سکتی
ہے کہ آئندہ تبدیل ہوتے ہوتے یہ رسم بالکل دنیا سے نیست و نابود ہو جائے گی قرآن پکار پکار
کر کس غلامی کی شہادت دے رہا ہے؟ صرف اس غلامی کی کہ جو جہاد میں گرفتار ہو کر آئیں؟ شی
قرآن یہ کبھی نہیں کہتا کہ زبردست پکڑ کر لوگوں کو لونڈی غلام بنالو قرآن نے یہ کبھی نہیں کہا بردہ فروشی
کرو۔ اگر ہم یورپ کی تواریخ کے صفحے الٹینگے تو ہمیں یہ بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ اکثر جنگوں میں جب
ایک بادشاہ نے فتح پاکر دوسری سلطنت کے آدمی گرفتار کئے انہیں کیا تو زندہ جلوا دیا یا پانی
میں ڈبوا کر مروا ڈالا یا انہیں مویشیوں کی طرح باڑے میں بند کر دیا اور ان پر وہ وہ مظالم توڑے
کہ جن کے بیان سے روح کانپتی ہے اسلامیوں نے اس کے خلاف

اگر اپنا دوست بنا کر کہا اور اپنی اچھی بری قسمت کا انہین شریک کر لیا تو بتاؤ کونسی زیادتی کی
یہہ دوسری بات ہے کہ کوئی عیسائی یہہ کہے کہ مسلمان بردہ فروشی کرتے ہین اور انہون نے بعض بعض
اوقات یہہ بہت ظلم کئے ہین اسکا بحث مین کچھ ذکر نہین ہمین اسلام اور اس کے اصول سے بحث
کرنی ہے اور کہنا ہے کہ اسلام کیا شہادت دیتا ہے رہا مسلمین کے اعمال کی بابت اس کے ذمہ دار
ہم کبھی نہ بنینگے وجہ یہہ ہے کہ ہر قوم مین اچھے برے ہوتے ہین اگر موجودہ یورپ پر غور کیا جائے تو معلوم
ہو کہ اناجیل کے کتنے احکام کی پیروی ہوتی ہے زنا قمار بازی مے خواری کی کہان تک پہونچ گئی ہے بردہ
فروشی نے کس کس نئے رنگ مین جلوہ کیا ہے بے پناہ دوشیزہ خواتین کا تاج کس جبر و تعدی سے اتارا
جاتا ہے اور مفلسی نے کتنی کتنی عصمت پناہ لڑکیون کو تباہ کیا ہے ایسے مطالب کا پوشیدہ ہی رہنا
بہتر ہے پہلے اپنے گریبان مین ہر شخص کو منہ ڈالنا چاہیے پھر دوسرے پر اعتراض جانے کے لئے مستعد ہونا چاہیے
نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اپنی نبوت کا اعلان دیا ہے تو اپنے کو ایسی قوم مین کھڑا ہوا دیکھا
کہ جن کی گھٹی مین رسم غلامی پڑی ہوئی تھی اور امیر سے لیکر غریب تک اپنی اپنی حیثیت کے موافق لونڈی
غلام رکھتا تھا آپ کی معنی خیز اور نتائج پیدا کرنے والی نظرین نہ صرف اپنے ملک کی چار دیواری مین
پابند ہو کر جکڑ لگا رہی تھین بلکہ آپ پڑوسی سلطنتون کی حالت کو بھی بغور ملاحظہ فرما رہے تھے اس
لحاظ سے اس والا ترذات اور مقدس نفس نے یہ مناسب سمجھا کہ رسم غلامی کے متعلق قوانین ایسے
سخت اور شدید جاری کرنے چاہیئن کہ یہہ لوگ گھبرا کر خود ہی چھوڑ دین کیونکہ یہہ ایک مسلمہ مسئلہ ہے
اور شب و روز تجربہ مین آتا ہے کہ جلاب دینے سے پہلے طبیب منضجین پلاتا ہے جب مادہ خوب پک
جاتا ہے پھر دستون کی دوائی دی جاتی ہے اس قسم کی اصلاح بمقتضائے قانون فطرت ہوا کرتی
ہے اور اس ترکیب سے ہر مسئلہ پر عملدرآمد کرنا عین حکمت ہے۔ آپ نے یہہ سخت قانون مقرر فرما دیا تھا
کہ جنگ مین جو لوگ گرفتار ہو کر آئین کیا تو وہ اپنی آزادی کے لئے خفیف سا فدیہ دیکر رہائی پالین
یا اپنی ملازمت کے منافعون مین سے ادا کر کے آزادی حاصل کرین یا ان تنخواہون مین سے جو انہین
ان کی خدمت کی ملے گی زر فدیہ ادا کر دین اور اپنی آزادی خرید کر چلے جائین مین نہین جانتا کہ یہہ
کونسا ظلم اور کس طور کا جبر ہے جس پر یورپ مین بہت شد و مد سے بحث ہو رہی ہے اور خبر نہین کتنا
کیا گھڑتین اسلام کی نسبت ہو رہی ہین جنکا سر نہ پیر۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہہ
قانون مقرر فرمایا ہے کہ غلام کے پاس اگر ان دو مذکورہ بالا وسائل مین سے ایک وسیلہ بھی اپنی رہائی
اور اپنی آزادی اپنے آقا سے مول لینے کا نہو تو وہ مسلمانون سے اپیل کرے اور پھر مسلمانون کا فرض
قرار دیا ہے کہ وہ اسکی اپیل کو سنین اور اسے رہائی دلوا دین۔ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
عنہ نے یہہ سنا تو آپ نے کئی بردے خود ہی آزاد کر دئے اور کئی غلام زر فدیہ دیکر دوسرون کے

پاس سے آزاد کرا دئے۔ اسلام میں جو حقوق غلاموں کو دئے گئے ہیں وہ کسی آزاد شخص
سے کم نہیں ہیں جیسا یورپ کا وہ خوفناک ظلم کہ اگر ایک آزاد غلام سے شادی کرے تو اس
کو دنیا سے نیست و نابود کر دیا جاتا ہے اور [illegible] ایسا عہد [illegible] ہوا اور یہ رسم
صدیوں تک برقرار رہی لیکن اسلام نے [illegible] کہ جو چاہے آزاد ہو یا غلام
نکاح کرلے یا غلام آزاد عورت سے اپنی شادی کر سکتا ہے [illegible] قرار دیا جاتا تھا اور
انہیں پورے حقوق عطا کئے گئے حضرت شہربانو رضی اللہ عنہا [illegible] خیال کر لیا جائے کہ جو
امام حسین شہید کربلا کی بیوی تھیں گو آپ [illegible] شہنشاہ ایران کی شہزادی تھیں
لیکن زمانہ کی بندی میں آئے کا نام قائم کرنا [illegible] دیکھنا چاہئے کہ حضرت شہربانو کی کتنی
زبردست تعظیم اسلام میں کی جاتی ہے اور کیا مرتبہ دیا جاتا ہے۔

اگر غلامی کی فطرت پر ہم ملاحظہ کرینگے تو ہمیں معلوم ہو جائیگا کہ غلامی کوئی مرض نہیں ہے کہ جس سے
انسان جذام کی طرح [illegible] کوئی ایسا عیب نہیں ہے کہ جس سے انسانی صفات زائل ہو جاتی
ہیں اور ضمیر کی جوہروں کی چمک مدہم پڑ جاتی ہے یا یہ کوئی ایسی بیماری نہیں ہے کہ جس سے
ذاتی یا قومی [illegible] میں کچھ خلل واقع ہوتا ہے جو لوگ مقابلہ کرکے گرفتار ہوتے ہیں انہیں لفظ
غلامی سے تعبیر کیا ہے جس کی حقیقت کو پاتے اسلام نے صاف طور سے [illegible] پہلے
اور قوموں میں غلاموں کو ایسا [illegible] اور ذلیل [illegible] سمجھتی تھیں کہ ان کو [illegible] تکلیف [illegible] دینا اور
معمولی خطاؤں پر سزائے موت دینا [illegible] قوموں میں جب باہم جنگ کرتی
تھیں اور لوگ جنگ میں سے گرفتار ہو کر آتے تھے تو پھر ان کے قانون میں داخل تھا کہ سب کو
قتل کر ڈالا جائے اور ایک [illegible] بھی نہ چھوڑا جائے چنانچہ [illegible]
مگر اسلام نے اس قسم کی [illegible] قرار دیا کہ ان
بندیوں کو زندہ رکھنا اور [illegible] سے [illegible] پر شفقت کرنا یہ انسانی
ذات کے لئے ناگزیر امر ہے۔ آقا اپنے غلاموں سے [illegible] ایک [illegible] کا فرض ہے کہ
وہ انہیں تنخواہ دیں اپنے سے کپڑے پہنائیں اور اپنے ساتھ ایک دسترخوان پر بٹھا کر کھلائیں
اسلام میں بردہ فروشی کی سخت مخالفت ہے [illegible] اس قبیح فعل کو خلاف انسانیت تصور کیا ہے
لونڈی غلاموں کا آزاد کرنا نیکی اور خدا کی [illegible] بڑا کام شمار کیا گیا ہے اسکی قطعی ممانعت
ہے کہ کسی مومن کو غلام بنایا جائے۔

[illegible] کتاب [illegible] جلد [illegible] صفحہ [illegible] مسیحی [illegible] یہودی [illegible]
[illegible] اس قانون [illegible]
[illegible] پہلا شخص ہوا ہے [illegible]
[illegible] لیکن [illegible] انکار کرنا [illegible] حفاظت کے لئے [illegible]
[illegible] اس کو [illegible]

یا دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام نے یہ اعلان دیدیا تھا کہ مومن کبھی غلام نہیں بن سکتا۔ لیکن مسیحیوں میں بردہ فروشی کی رسم اسلام کے خلاف بہت دھوم دھام سے جاری تھی اور وہ اسکی بڑی تجارت کرتے تھے۔ قرآن میں جس غلامی کی نسبت ذکر ہے وہ دراصل یہ ہے کہ جب مشرکین کفار مسلمانوں پر چڑھائی کرتے اور انہیں ستاتے یہاں تک کہ وہ اپنی حفاظت کے لئے تیغ بدست ہوں ایسی صورت میں اگر ان کی فتح ہو جائیگی اور دشمن کے لڑنے والے سپاہی گرفتار ہو کر آئینگے تو یہ حکم ہے کہ انہیں فدیہ لیکر چھوڑ دو بمقتضائے قانون قدرت مقابلہ کرنے اور ہلاک کرنے کے عزم کی کچھ تو سزا دیجائے اور بعض وقت ایسا بھی چھوڑ دیا تو خونریزی اور جنگ کرنے کی سزا ہی مشرکوں کو کیا ہوئی تو انہیں اخلاق اور تمدن کے مطلق خلاف یہ امر نہیں ہے لیکن ٹھیک بنظر انصاف ہے۔ ملاحظہ کیا جائے ساتھ اس کے ان کے آقاؤں کو سخت تاکید ہے کہ ان کی حفاظت کریں اور انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

اگر اس زمانہ کے اسلام کی حالت پر ذرا خیال کیا جائے جب تھوڑے سے مسلمان لاکھوں بت پرست دشمن ایمان بدوؤں سے گھرے ہوئے تھے اور جو سیاہ گھٹا کی طرح مطلع اسلام کو گھیرے ہوئے تھے اور پھر مسلمان اپنے خدا کے بھروسہ پر ان سے جنگ کرکے غالب آئے تھے ایسی خوفناک نازک صورت میں فرض تھا اور بمقتضائے قانون قدرت لازمی تھا کہ وہ غلامی کی رسم کو اپنی شوکت اور دبدبہ قایم کرنے کے لئے جاری رکھتے تاکہ مخالفین اسلام کو تنبیہ ہو اور ان کی جمعیت ٹوٹے۔ اگر اس مصلحت ملکی کے خلاف کوئی راستہ نکالا جاتا تو اسے ہتھیار لیکر پھر سے لڑنے کے لئے آمادہ ہو جانا چاہئے۔ یا ایسی بے معنی اور مہمل گو اس فخر نو خود پھر بھی مبارزت کرنے پر آمادہ ہے۔

اٹھا

اگر اسلامی تاریخ کے صفحے الٹے جائیں تو یہ بات بخوبی معلوم ہو جائے گی کہ مشرکوں اور عیسائیوں کے ہاتھوں سے جو جو مصیبتیں کہ مسلمانوں کو اٹھانی پڑی ہیں اس کا کوئی بھی حد و حساب نہیں مسلمانوں کا اپنے مشرقی اور مغربی وحشی قوموں سے مدت تک دست بدست جنگ کرنا اور ایسے خوفناک دشمنوں کا کلہ بکلہ جواب دینا ایک ایسا امر تھا کہ جو ایک قسم کی عداوت مشرکوں کی طرف سے ان کے دل پر بٹھانے والا تھا آخر ان کے اس غصہ نے انہیں یہاں تک آمادہ کیا کہ وہ بھی عیسائیوں کی فروشی کرنے لگے اور جو اب بھی کہیں کہیں پائی جاتی ہے ورنہ کوئی وجہ ان کی بردہ فروشی کرنے کی نہ تھی۔ جب وہ ہر طرف سے بہت ستائے گئے تو انہوں نے بھی یہ طریقہ اختیار کر لیا۔

۱۔ جب کرام ویل [illegible] کا قتل عام کر چکا ہے اور آئرلینڈ کا ہنگامہ فرو ہو چکا ہے انگلش گورنمنٹ نے آئرلینڈ کے عورت مرد کو بیچنا اسپین میں [illegible] بیچنا شروع کیا علاوہ دیہات کے اور مقاموں میں بھی [illegible] آئرلینڈ کے مرد اور عورتیں [illegible] بیچی گئیں اور اس بردہ فروشی کو ایک افتخار سمجھا گیا اور [illegible] خوش تھا [illegible] بردہ فروشی کی تجارت کا خیال [illegible]

اپنے دشمنوں کو گرفتار کر لیں اور ادھر ادھر فروخت کر ڈالیں مگر ایک فروخت شدہ غلام بھی ایک دن شہنشاہ بن گئے ہیں اور انہوں نے اسلام کی بڑی خدمت کی ہے۔

مثلاً سند و تیر ترکمان اور افریقی عرب جنہوں نے اپنی شجاعت اور بہادری یا نامردی کا یہہ نمونہ نقش کر لیا تھا کہ وہ ختائقین اسلام کو پکڑیں اور انہیں فروخت کر ڈالیں بعض اوقات انہیں اسلام اور غیر اسلام میں بھی شناخت نہیں تھی تو ان ترکمانوں اور وحشی افریقی عربوں کا کوئی فعل اسلام کے اعمال اور افعال کا وکیل نہیں بن سکتا۔ مثلاً قوم گو جو جنہوں نے کبھی جنوبی امریکہ کے وحشی حصوں میں ایک دندچاڑ کہا تھا اور ادھر ادھر بردہ فروشی کرتے پھرتے تھے نہ صرف بردہ فروشی بلکہ لوٹنا مارنا عیاشی کرنا مے نوشی کرنا یہہ ان کا روزمرہ تھا۔

کثیر الازواجی کی طرح رسم غلامی بھی تمام عالم میں جاری اور ساری تھی پہلے یہہ رسم نا تربیت یافتہ اور وحشی قوموں میں رہی اور بعدازاں اس نے شائستہ اقوام میں اپنے ہاتھ پیر پھیلائے اور استقلال و استواری سے اس کے قدم جمے کہ جب تک اسلام نے اسکی بنیادوں کو متزلزل نکر دیا اسکو زوال نہ آیا اور یورپ میں اس کی بنیادیں اکھیڑ کر نہ پھینکی گئیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انسانی قطع برید یعنے زندہ شخص کا عضو کاٹنا بہت زور شور سے منع فرما دیا اور اس کی تاکید کردی کہ کبھی یہہ غیر رحیانہ کام نہ کیا جائے یہہ سخت ممانعت اس زمانہ میں ہوئی تھی جبکہ سلطنت قسطنطنیہ اور ایران اس میں ڈوبا ہوا تھا اور ان دو سلطنتوں میں بہت آزادی سے انسانی عضو کاٹے جاتے تھے۔

بردہ فروشی کا چار خلفا یعنے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ میں کوئی نام بھی نہیں جانتا تھا۔ ان کی خلافت میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی نے کوئی غلام خریدا یا فروخت کیا نہ ان کے دفتر کے کبھی کل غلا

---

(۱) ترکمان صرف اس خیال سے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فرمان سے سرتابی ہو اپنے قیدیوں کو خواہ وہ شیعی ہو یا سنی (گو وہ خود متعصب سنی ہیں) مجبور کرتے ہیں کہ وہ اپنے کو کافر کہیں اگر وہ اپنے کو مسلمان کہینگے تو ترکمانوں کی سرکشی اپنے نبی اکرم سے ظاہر ہوگی مگر افریقی عرب اپنے غلاموں کی نسبت خیال کرتے ہیں کہ ہمیں جہاد میں حاصل ہوئے ہیں۔

مسٹر جوسف تہامسن جو بڑے مشہور سیاح افریقہ میں انہوں نے اپنی ایک چٹھی میں جو ۱۸ نومبر ۱۸۸۹ء کو لندن ٹیمس میں چھپی تھی مشرقی افریقہ کی بردہ فروشی کی نسبت یہ تحریر کیا ہے۔ "میں بے تامل کہتا ہوں کہ میں یہ نسبت آپکے مشرقی وسطی افریقہ کے نامہ نگار سیاحوں کے میرا تجربہ بردہ فروشی کی نسبت بہت بڑہا ہوا ہے۔

مشرقی وسطی افریقہ میں بردہ فروشی کی ترقی کی بڑی وجہ یہہ ہے کہ ان ممالک میں اسلام کبھی تلقین ہی نہیں کیا گیا مگر تمام بھیجو تعجب کا سبب یہہ ہے کہ اسلام کی وسعت ہی اپنے ہمراہ بردہ فروشی کی رسم کو لیگئی۔ جن پر امن اور حلیم یا بلکہ وسائل سے مغربی افریقہ اور وسطی سوڈان میں اسلام پہیلا وہ عجیب رسم و وسائل ہر ناظر کے دیکھنے کے قابل ہیں۔ "اس کے بعد سیاح موصوف یہہ لکھتا ہے" یہاں اسلام اپنے اسی جوش۔ سرگرمی۔ اولوالعزمی اور زبردست طریقہ سے جاری ہے جیسا کہ ابتدا ابتدا میں تھا اور اپنے اسی ٹہیرے ہوئے جوش کی وجہ سے عجیب طرح کامیاب ہوتی جاتی ہے اور وہ قدم بقدم افریقہ میں پہیلتا جاتا ہے۔

یہہ تہا ایک سیاح افریقہ کی رائے ہوئی۔ ناظرین اس سے اندازہ کر سکینگے کہ نفس اسلام میں بردہ فروشی کا کہیں پتہ بھی نہیں ہے ممکن ہے کہ اسلام میں بھی ہوتا چند در چند وجوہات سے خود بخود ممالک دور دست میں ہو گیا کہ جنہیں اسلام یا ماننے اسلام کی ہدایات سے کو سروکار نہیں ہے۔

مین یہہ پتہ لگتا ہے کہ فلان غلام اتنے روپیہ کو خرید اگیا۔

ہان خاندان بنی امیہ کی خلافتون مین اصل الاصول اسلام مین تغیر و تبدل واقع ہوگیا حضرت معاویہ کے وقت مین غلامون کی خرید و فروخت ہونے لگی تہی اور آپ ہی کے وقت سے بیبیون کی حفاظت کے لئے خواجہ سراؤن کا رکہنا بہی جاری ہوگیا تہا جسکی نقل قسطنطنیہ سے لی گئی تہی۔ خلافت عباسیہ کے ابتدائی زمانہ مین حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے بہت زور و دہام سے غلامی یا بردہ فروشی کے خلاف وعظ فرمائے اور آپ ان قبیح رسوم کے سخت مخالف تہے۔ حضرت امیر معاویہ کا غلامون کی خرید و فروخت کرنا ان ہی مجبوریون کی وجہ سے تہا جو ہم اوپر لکہہ آئے ہین گو یہہ ہم تسلیم کرتے ہین کہ حضرت معاویہ نے محض نیک نیتی سے مجبور ہوکر خرید و فروخت غلامون کی ایک حد تک جائز قرار دیدی ہوگی پہر بہی اسمین مہلک نتیجہ مضمر تہا جسکا ظہور آیندہ نسلون کے لئے اچہا نہین ہوا اور آخر یہانتک نوبت پہونچی کہ غیر قومون کے آگے مسلمان ہی کثیر الازدواجی اور بردہ فروشی یا رسم غلامی کے بانی قرار دیدیے گئے۔

وہ دن آگئے ہین کہ آزادی کی دہوم چارون طرف سے مچی آقا اپنے ملازم پر جبر نہین کرسکتے اور ملازم اپنے آقا کی بیجا پابندی نہین کرسکتا۔ گو اس فخر کا یورپ بہت بڑا مستحق ہے اور نیچر نے یہہ آزادی اسی کو بخشی ہے لیکن ابہی بیچارہ ہندوستان اس آزادی حاصل کرنے کا حق قدرت سے نہین رکہتا جس آزادی پر یورپ آجکل فخر کرتا ہے اسکی بنیاد تیرہ سو برس پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جمادی تہی اور آپ نے خلیفہ یا سلطان وقت کو ادنے مسلمان سے مساوی کردیا تہا جسکی کیفیت ہماری تصانیف سیرۃ الابوبکر۔ الفاروق سیرۃ العثمان اور سیرۃ العلی مین مشرح اور مفصل لکہی ہے۔

غلامی اور بردہ فروشی کی جو کچہہ اصلی کیفیت تہی مین قلمبند کرچکا ناظرین بشرطیکہ وہ انصاف سے نظر کرین انہین معلوم ہوجائیگا کہ بانیء اسلام نے دنیا کو کہانتک دقت و مصیبت سے نجات دی اور لاکہون بندگان خدا کی ظلم کے ہاتہ سے جان بچائی

پندرہوان باب

آیندہ زندگی کا خیال

آیندہ زندگی کا خیال جہانتک کیا جاتا ہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ انسانی نسل کے ساتھہ دنیا مین پیدا ہوا ہے دنیا کی تمام قومین خواہ بت پرست ہون یا ستارہ پرست آتش پرست ہون یا خدا پرست غرض سب اسبات کا یقین اپنے دل مین استواری سے رکھتی ہین کہ ایک دن مرکر ہم روحانی زندگی حاصل کرینگے اور ہمارے اعمال کی سزا جزا ضرور ہمین ملیگی یہہ دوسری بات ہے کہ ہر قوم نے اپنے نئے نئے خیالات آیندہ زندگی کی بابت ظاہر کئے ہین اور وہ زمانہ کی تب وہوا اور اثر پر نئی نئی رائے قایم کر گئے جنکی تقلید ان کی اولاد ابتک کرتی ہے اور اسی خیال کو مایہ افتخار سمجھہ لیا ہے واقعات گزشتہ کا ایک محتاط امتحان جو قومون اور گروہون کے ابتدائی زمانون کا کیا گیا ہے ہمین اس یقین کرنے پر آمادہ کرتا ہے اور ہماری اس مطلب کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ ہم یہہ یقین کرلین کہ آیندہ زندگی کا خیال انسانی ضمیر کی فطرتی بالیدگی اور وسعت کا بہت بڑا نتیجہ ہے۔

گو پرانے زمانہ کے نرے وحشی آدمی موت کو زندگی کا انجام سمجھتے تھے اور یہہ جانتے تھے کہ جو کچھہ اب ہے بس وہی ہے اس کے بعد کچھہ بھی نہوگا اور ہمارا جسم روح کے ساتھہ فنا ہو جائیگا یعنے جسم کے فنا ہونے پر روح بھی عام قسمت کی حصہ دار بنے گی انسانی نسل کچھہ عرصہ تک تو اپنے اس وحشیانہ خیال مین مبتلا رہی لیکن اس کے بعد انسانی مخلوق کے لئے دوسرا زمانہ آیا اور اس نے دوسرے اسٹیج پر قدم رکھا اور اب اس کے خیالات کو اس کی آرزون کے ساتھہ وسعت ہونی شروع ہوئی یہانتک کہ قبرون کے پرے تک اس کی نظرین پڑنے لگین اور وہ اپنے خیالات کو دنیوی مسرت کی چار دیواری سے بھی آگے بڑہانے لگا اور اب اس نے زندگی کے دوسرے رستہ پر پیش قدمی کی اور پہلا خیال اس کے دل سے نسیاً منسیا ہونے لگا۔ لیکن اس اسٹیج پر بھی روزانہ زندگی کی ڈراٹون سے غیر فنائیت کے خیال نے زیادہ ترقی نہ کی اسلئے گزشتہ زمانہ کے محدود تصورات نے خون کی طرح ان کی رگ رگ مین اثر کر رکہا تہا گو وہ اپنی جگہہ سے متزلزل ہونے لگے تھے اور اپنے پرانے قیام کے مقام پر ڈگمگانے لگے تھے تاہم ابھی وہ اپنی جگہہ پر قایم تھے اور اپنے آبائی خیالات کی بوجہ نہ کچھہ انہین باقی تھی۔ زندگی مرنے کے بعد صرف دنیوی

زندگی کا ایک تخیل ہی باقی رہ [illegible] دائمی زندگی کا خیال ہر ایک کے بدن میں ترقی کر گیا اور اس یقین نے تمام عالم کو آخرکار گھیر لیا
[illegible] کہ وہ دوستوں کی جدائی سے کا حسرتناک خوف اور خیال خواہ وہ وحشی ہوں یا شائستہ ہوں فطرتی طور پر آئندہ اتصال یا ملاقات
کی ایک اطمینان بخش صورت کوئی چاہتا ہے کیونکہ اگر اس خواہش آئندہ وابستہ رہنے کا یقین نہ ہو اور یہ خیال کر لیا
[illegible] ہم دائمی مفارقت میں رہینگے تو یہ تصور طبائع کے لئے کتنا مہلک ثابت ہوتا ہے
[illegible] جوان بیٹے کا قبل از وقت ماں کی مہربان آغوش میں گزر جانا اور اسکی آئندہ ملاک
[illegible] ہلاک کرنیوالا ہیں وہ ہوتا ہے کہ بہتر ہی موجود بنجائے ایسی ناگفتہ بہ حالت میں بھی
[illegible] آئندہ زندگی میں نہیں ملیگے تو پھر کیونکر زیست ہو سکتی ہے اور زندگی
[illegible] کشش سے بسر ہو سکتی ہے۔ کیا ہی وحشی سے وحشی اور مہذب سے مہذب
[illegible] دوست کی عارضی ملاقات کی حقیقت دائمی ملاقات سے کچھ بھی نہ سمجھے گا عز
[illegible] — احباب کا خواہش مند فطرتی طور پر ہوتا ہے کہ میں اپنے متوسلین
[illegible] دائمی میل جول حاصل کروں اس خیال نے وسعت کے ساتھ پیر پھیلائے اور مشرق سے
[illegible] شمال سے جنوب تک آئندہ زندگی کا عقیدہ یا روحانی جوہروں کے بقا رہنے کا یقین
پھیل گیا اور ہر متنفس اپنی جانفشانی محنت اور خدمت قوم کے صلے آئندہ زندگی پر موقوف کر کے
[illegible] زندگی کے دن باطمینان بسر کرنے لگا۔

اس کے بعد دوسری اسٹیج بھی ختم ہو گئی اور انسان نے تیسری اسٹیج پر قدم رکھا جہاں اس نے
اس امر کا یقین کیا کہ موجودہ خوشی اور تکلیف کچھ چیز نہیں ہے کیونکہ زندگی کی جتنی چیزیں ہیں
سب عارضی ہیں اگر خوشی سے زندگی بسر کی تو ایک دن اس کا خاتمہ ہو جائیگا اور جو مصیبت
میں ہے تو ایک دن اس حالت کو فنا ہے غرض کوئی چیز بھی ہے نہ رہے گی پھر یہ بہتر ہوگا
کہ فانی اور غیر فانی چیزوں سے نفرت کریں اور ان پر توجہ نکر کے باقی کمالات حاصل کریں اسلئے
کہ ہماری آئندہ زندگی ایسی آنے والی ہے کہ جہاں اس توشہ کی ضرورت ہوگی اور اس غیر فنا ہونے
والی زندگی میں یہ کمالات کام آئینگے۔ اور جو کچھ کیا ہے اچھا یا برا اس کا پھل ضرور ملیگا
اب یہاں سے ہم ایک اصول اور قانون تک جا پہونچے۔

انسانی ضمیر جب تک کہ کوئی اوپری یا روحانی قوت اسے سہارا نہ دے کبھی آئندہ زندگی کے
بھیدوں کو کشادگی سے سمجھ نہیں سکتا نہ اسے کوئی ایسا قابل اطمینان علم ہو سکتا ہے کہ وہ
آرام سے اپنی دنیوی زندگی آئندہ روحانی زندگی کی عمدگی کے لئے بسر کرے مگر دہریا یعنی
کہ موجودہ فلاسفر آئندہ زندگی کے ہرگز قایل نہیں ہیں اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام
وحشی بزرگوں کا تتبع کرتے ہیں کہ جنہیں سوائے دنیوی زندگی کے اور کچھ آئندہ کی خبر ہی نہیں

فلسفہ یا سائینس کی تو یہ شان ہی کہ وہ انسانی خیالات اور تیقن کی تیسری اسٹیج سے قدم آگے بڑہاتے نہ کہ اور دو درجے پیچھے ہٹکر انسانی خیالات کی پہلی سیڑہی پر جا جمے اور اس میں اپنے علم کی پوری تکمیل سمجھی۔

یہہ بھی دیکھ لیا گیا ہے اور یہہ دیکھنا نہایت دلچسپ ہے کہ آیندہ زندگی کے بارے میں سب قومون کے خیالات مساوی معلوم ہوتے ہی جیسا کہ میں پہلے لکھہ آیا گو الفاظ اور طرز جدا جدا ہے لیکن مفہوم سب کا یکسان ہے تاہم اکثر مذاہب کی آیندہ زندگی کی نسبت خیال زیادہ مضحکہ خیز مین اور ان کی بنیاد نہایت بودے اصول پر مبنی ہے یہہ تسلیم کیا گیا ہے کہ آیندہ زندگی کا اصول پہلے مصریون نے معلوم کیا تہا اور آخرش انہون نے انسانی چال چلن کے اصل الاصول پر قایم کردی۔[1] انہون نے اور اگون کے خیال کے ساتہہ آیندہ سزا اور جزا کا خیال خلط ملط کر دیا۔ انسان قبر مین دوبارہ لیٹنے کے لئے اتارا جاتا ہے۔ مرنے کے بعد انسان کو نئی زندگی حاصل ہوتی ہے اور پہر اس کی معیت آفتاب کے ساتہہ ہو جاتی ہے جو تمام نسلون اور مخلوقات کا سبب زندگی ہے خود زندہ ہے اور سبکو زندہ کرنے کی قوت رکہتا ہے۔ انسانی روح مثل آفتاب کے غیر فانی خیال کی گئی تہی۔ تمام اجسام جو تحت الثری مین اترتے ہین سب کی بابت یقین نہین ہوتا کہ ان کے لئے بعث ونشر بہی ہوگا۔ متوفی کی اسیرنز اور اس کے ۴۲ اسیسر جانچ کرتے ہین اگر متوفی کے جرائم ثابت ہو جاتے ہین تو اس کی سزا یہی ہے کہ وہ فنا کر دیا جائے۔ اور اگر وہ مطلق بیگناہ ثابت ہوتا ہے تو اس کی تمام کدورت دہو دی جاتی ہے اور وہ کامل خوشی مین داخل کیا جاتا ہے اور آخر الامر اسیرنز کی ہمراہی مین رہنے کا شرف اسے مل جاتا ہے جس کے ساتہہ وہ بڑے بڑے لطف اڑاتا ہے اور خوش گوار لذیذ کہانے کہاتا ہے۔[2]

ہمین قدرتی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کا مصر مین مدت مدید کے قیام نے انہین آیندہ زندگی کا یقین دلا دیا اور ساتہہ ہی وہ سزا اور جزا کے بہی قایل ہو گئے لیکن حضرت موسیٰ کے مذہب نے اس مذہب سے کوئی نئی بات پیدا نہ کی نہ آیندہ زندگی کی ایسی تشریح کی کہ جس سے اس مین کچہہ فرق پڑتا۔ موسوی شریعت کے اصلی اصول کی بنا زیادہ تر دنیوی جزا اور سزا پہ پائی جاتی ہے۔[3] قوانین کی قوت حیوانیہ نہایت ہی تنگ دائرہ مین پابند ہے بعث ونشر یا قیامت کا خیال معہ ان تصورات کے جو اس سے پیدا ہوتے ہین اور جنکا ذکر دنیا

---

[1] تاریخ قدیم مصر جلد ۲ صفحہ ۴۲۳ مصنفہ راسن صاحب۔

[2] تاریخ قدیم مشرق مصنفہ لینار منٹ جلد ۱ صفحہ ۳۲۲۔۳۱۹۔ اور ایلجر مصنف تاریخ اصول حیات آخروی یا ہسٹری اف دی ڈاکٹرن اف اے فیوچر لائف۔

[3] ایلجر ایضاً۔ ایضاً۔ اور لاطینی عیسائیت یا لیٹن کرسچانٹی مصنفہ ملین صاحب جلد ۱ صفحہ ۴۲۳ و ۲۰۵، ۲۱۰ وغیرہ

مبارک زمانہ مین تھے تو ہمین صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کے ایرانی مستقل طور
پر آیندہ زندگی کے قایل تھے ژند آوستا کے عقاید صاف طور پر ہمین آیندہ زندگی کا یقین دلاتے
ہین اور وہ بخوبی جزا و سزا کا قایل تھا ذرتشت اور بندہیش کا زرتشتی مذہب ژند اوستا
کے آیندہ زندگی کے عقاید کی بہت وہم و ہام سے تایید کرتا ہے ان کا یہہ یقین تھا کہ انسان کے
مرتے ہی دیو اسکے جسم پر قبضہ کر لیتے ہین اور تین دن کے بعد پھر اس مردہ جسم کو [illegible]
بدرکہ عطا ہو جاتی ہے۔ جن روحون نے کہ گناہ کئے ہین اور ہمیشہ ان سے شرست اشتعال سرزد ہوتے
رہے ہین وہ مرتے ہی آزمایش کے طور پر چاہن واد کے خوفناک پل کی طرف بیجائی جاتی ہین تاکہ
وہ اسپر سے عبور کرین لیکن گنہگار ہونے کی وجہ سے وہ اسپر سے پار نہین ہو سکتین یہہ آزمایش
یا امتحان موت کے دن کی تیسری شب کو وقوع مین آتا ہے۔ اور جو روحین کہ گنہگار نہین ہوتین
وہ بخوشی و خرمی اس خوفناک پل سے گزر جاتی ہین اور بعد ازان ہرمزد وغیرہ کی ہمرکابی کا فخر انہین
مل جاتا ہے اور ان کے نشست کے لئے سونے کا تخت اور خدمت کے لئے خوبصورت لڑکیان
ہوتی ہین جنکو حوران بہشت کہہ سکتے ہین۔ اور پھر ہمیشہ ان حوران بہشت کے ساتھ بخوشی اپنی
زندگی بسر کرتی رہتی ہین۔ مگر وہ بد روحین جنسے وہ مہیب پل عبور نہین ہو سکتا وہ اسپر سے خلیج
دوزخ مین جس خلیج کا وہ پل ہوتا ہے گرا دی جاتی ہین جہان دیوان سے بدسلوکی کرتے ہین اور
انہین ایسی ایسی ایذائین دیتے ہین کہ جو ناقابل برداشت ہوتی ہین۔ آخر ہرمزد [illegible] مدت کے قیام
ہونیکا حکم کرتا ہے ان مین سے بعض تو التجاؤن اور منت سماجت سے چھوٹ جاتی ہین اور بعض کی نجات نیک روحون کی شفاعت سے
ہو جاتی ہے۔ اختتام دنیا پر ایک پیغمبر[1] پیدا ہوگا جو جہان سے ناانصافی اور کذب کو اٹھا دیگا اور تمام عالم مین خوشی اور امن پھیلا دیگا اور
ہرمزد کی آسمانی سلطنت سب مین پھیل جائے گی۔ اور سوا اس کے کہین کسی کو دنیا مین نہ ملے گی
اس کے بعد ایک عام قیامت واقع ہوگی اور پھر دوست اور دشمن دوبارہ باہم ملین گے جب یہہ
تمام کیفیت ہو چکے گی تو اسوقت برے اور بھلے کی تفریق کی جائے گی۔ گنہگارون کا عذاب مہیب
تر ہوگا اہرمن چالاکی اور پل پر دوڑا دوڑا پھریگا اور اسپر سخت آفت اور مصیبت ٹوٹے گی
اور جان کندنون مین وہ بیچین ادھر ادھر بلبلاتا ہوا دوڑیگا اور اس کی بیچینی سخت
تکلیف دہ ہوگی۔ ایک دمدار آتش بار ستارہ زمین پر آپڑیگا اور دنیا مین آگ لگا دیگا۔ پہاڑ
پگھل جائینگے اور پتلی دھات کے موافق بہہ جائینگے۔ تمام مخلوق اچھی اور بری اس طوفان مین
سے ہو کر گزرے گی اہرمن کی بھی حالت بدلجائے گی اور دوزخ کی بھی صفائی بخوبی کی جائے گی

(۱) شہرستانی اس پیغمبر کو اشیدر بیگا لکھتا ہے لیکن مغربی مصنفون نے اسکا نام سوشی اوچ لیا ہے جو اور دو پیغمبرون کے
مقدم ہے ایک پیغمبر کا نام اوشیدر باجی ہے اور دوسرے کا نام اوشیدر ماہی (ڈولنجر جلد ۲ صفحہ ۱۰۴) ڈی سیسی نے پشوتن
اس نبی کو لکھا ہے۔ (مردوانیٹ ڈی۔ لا پرسی۔ صفحہ ۹۵)۔

[illegible] برائی معدوم ہوجائیگی اور پہر مخلوق بیان سے باہر خوشی اور راحت مین ہوکر اپنے
دن گزارے گی۔

یہہ [illegible] واقعات مذہب کے ہین جو ہمیشک عقائد مین بلا تبدیل ہئیت ومفہوم ہیرے ہوئے ہین
[illegible] کہ [illegible] مین باہم کوئی غلطی نہین ہے جن عقائد کا انتخاب ہمارے نبی صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا [illegible]

[illegible] حضرت عیسےٰ کا ظہور ہوا تہا فونیشن اور اسیریون کا زمانہ گزرچکا تہا صرف
[illegible] تمام دنیا مین فلسفہ [illegible] تہے

[illegible] اپنی آزادی ہمیشہ کے لئے کہو چکے تہے ایک بیعت خیز چاپلوسی نے حضرت داؤد علیہ السلام
[illegible] کو اپنے قبضہ مین کرلیا تہا۔ اس آزادی پر سپاہی سٹیڈیا جیسی قوی روح نے غلبہ کرکے
اس کی ناقابل حکومت نشست گاہ پر قبضہ کرلیا تہا۔ یہودیونکی قومین برابر تمام تمدنی اور اخلاقی
[illegible] تنزل کرتی جاتی تہین اور وہ ایک تاریکتر راہ مین پڑی ہوئی ہے ٹوٹیان مار رہی
[illegible] اور [illegible] کا امیدین کا تمام ہورہا تہا کہ ہماری مدد کو آسمان سے ایک سفارت آئیگی
[illegible] دشمنون کو برباد کرکے پہر ہمین ہماری قدیمی سرسبزی اور بہبودی بخشی گی۔
حضرت عیسےٰ کے ظہور کے وقت یہودیون کی سلطنت کی عجیب کیفیت تہی مشرق مین تو آتش پرستی
نیز [illegible] کہا تہا اور مغرب مین توانائی فلسفہ نے اپنا پرتو ڈال رکہا تہا۔ اس زمانہ مین حضرت
عیسےٰ کی ذات پر ایمان لانا نہایت تذبذب اور شبہ سے بہرا ہوا تہا یا ارذل گروہ کی ایمانی آوازین
[illegible] کہتا نہین کہ ہم حضرت عیسےٰ کی ذات پر ایمان لاتے ہین شریف اور تعلیم یافتہ ایک نفس
بہی ایمان نہین لایا تہا حضرت عیسےٰ حضرت داؤد کی نسل مین سے تہے جنکا ارادہ تہا کہ مین پریشان
[illegible] اولاد کو ایک جگہہ جمع کردون کیونکہ انہون نے اپنے ظہور کا خاص منشا ان الفاظ مین
بیان کیا ہے ”اس نے جواب مین کہا مین اسرائیل کے گہر کی کہوئی ہوئی بہیڑون کے سوا اور کسی
پاس نہین بہیجا گیا“[1] ہرچند آپنے اپنی ذات خاص اس کام کے لئے وقف کردی اور لوگون کو جتا دیا
کہ مین یہہ کام کرنے آیا ہون لیکن کچہہ بہی کام نہ بنا اور وہ سوائے چند چہوٹون کے اور کسی کو بہی ایک
جگہہ جمع نہ کرسکے۔ گو آپنے آسمانی بادشاہت کے بہت بہت کچہہ سبز باغ بہی دکہائے لیکن کچہہ بہی نہوا
اب ہمین یہہ دیکہنا ہے کہ حضرت عیسےٰ بہی آئندہ زندگی تسلیم کرتے تہے یا نہین تو انا جیل سے ہمین
یہہ بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسےٰ نے آئندہ زندگی کا اقرار فرمایا ہے جیساکہ وہ دولتمندون
کو ڈراتے وقت کہتے ہین ”تب یسوع نے اپنے شاگردون سے کہا مین تم سے سچ کہتا ہون کہ دولتمند کا

[1] متی کی انجیل باب ۱۵۔ آیت ۲۴۔

آسمان کی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہے بلکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گزر جانا اس سے آسان ہے کہ ایک دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل ہو[ف۱] یہاں خدا کی بادشاہت سے وہی آئندہ زندگی کا نیک پھل مراد ہے جو اسلام میں مانا گیا ہے۔ دوسری جگہہ پھر آئندہ زندگی کی بابت تذکرہ ہے مثلاً ،، یسوع نے جواب میں ان سے کہا تم نوشتوں اور خدا کی قدرت کو نہ جانکر غلطی کرتے ہو کیونکہ قیامت میں لوگ نہ بیاہ کرتے نہ بیاہے جاتے ہیں بلکہ آسمان پر خدا کے فرشتوں کی مانند ہیں۔ اور مردوں کے جی اُٹھنے کی بابت خدا نے جو تمہیں فرمایا وہ تم نے نہیں پڑھا کہ میں ابرہام کا خدا اور اضحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا ہوں خدا مردوں کا نہیں بلکہ زندوں کا خدا ہے[ف۲] اس کے بعد حضرت عیسےٰ نے آسمان کی بادشاہت کی تشریح مفصلہ ذیل بے معنی اور مبہم الفاظ میں کھینچی ہے جس سے آسمانی بادشاہت کی حقیقت صراحت سے نہیں معلوم ہوتی چنانچہ وہ فرماتے ہیں ،، کیونکہ آسمان کی بادشاہت اس صاف خانہ کے مانند ہے جو تڑکے باہر نکلا تا کہ اپنے انگورستان میں مزدور لگا وے اور اس نے مزدوروں کا ایک دینار روزینہ مقرر کر کے انہیں اپنے انگورستان میں بھیجا اور اس نے پہر دن چڑھے باہر جا کے اوروں کو بازار میں بیکار کھڑے دیکھا اور ان سے کہا تم بھی انگورستان میں جاؤ اور جو کچھہ واجبی ہے تمہیں دونگا سو وے گئے پھر اس نے دوپہر اور تیسرے پہر کو باہر جا کے ویسا ہی کیا ایک گھنٹا دن رہتے پھر باہر جا کے اوروں کو بیکار کھڑے پایا اور ان سے کہا تم کیوں یہاں تمام دن بیکار کھڑے رہتے ہو انہوں نے اس سے کہا اس لئے کہ کسی نے ہمکو مزدوری پر نہیں رکھا اس نے انہیں کہا تم بھی انگورستان میں جاؤ اور جو کچھہ واجبی ہے سو پاؤ گے جب شام ہوئی انگورستان کے مالک نے اپنے کارندے سے کہا مزدوروں کو بلا اور پچھلوں سے لیکر پہلوں تک ان کی مزدوری دے جب وے جنہوں نے گھنٹہ بھر کام کیا تھا آئے تو ایک ایک دینار پایا جب پہلے آئے انہیں یہ گمان تھا کہ ہم زیادہ پاوینگے پر انہوں نے بھی ایک ایک دینار پایا جب انہوں نے یہ پایا تو گھر کے مالک پر کڑکڑا ئے اور کہا پچھلوں نے ایک ہی گھنٹہ کا کام کیا اور تو نے انہیں ہمارے برابر کر دیا جنہوں نے تمام دن کی محنت اور دھوپ سہی اس نے انمیں سے ایک کو جواب میں کہا اے میاں میں تیری بے انصافی نہیں کرتا کیا تو نے ایک دینار پر مجھسے اقرار نہیں کیا۔ تو اپنا لے اور چلا جا میری مرضی یہ ہے کہ جتنا تجھے دیتا ہوں پچھلے کو بھی دونگا کیا مجھے روا نہیں کہ اپنے مال سے جو چاہوں سو کروں کیا تو اسلئے بری نظر سے دیکھتا ہے کہ میں نیک ہوں اسیطرح پچھلے پہلے ہونگے اور پہلے پچھلے کیونکہ بہت بلائے گئے پر برگزیدہ تھوڑے ہیں[ف۳] خدا کی بادشاہت اس انگور کی حکایت سے نسبت دیگئی ہے ناظر کو

ف۱ متی کی انجیل باب ۱۵ آیت ۲۴ ف۲ متی ۱۹ باب ۲۳ ۔ ۲۴ آیت ف۳ متی ۲۲ باب آیت ۲۹ ۔ ۳۰ ۔ ۳۱ ۔ ۳۲ ۔

تعجب نکرنا چاہیے کہ حضرت عیسے نے انگورستان کا ذکر کیوں کیا ہے اور کیا وجہ ہے کہ اتنی لمبی چوڑی کہانی سے
جو نتیجہ انہوں نے نکالا ہے وہ بہت ہی خفیف ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ جس شہر میں حضرت عیسے پیدا ہوئے
تھے وہاں انگوروں کی کاشت خوب ہوتی ہوگی یا حضرت عیسے کو انگور زیادہ بہاتے ہونگے کیونکہ جہاں آپنے
کوئی مثال دی ہے انگورستان ہی کا سلسلہ شروع کیا ہے - خیر ہمیں اس سے کچھہ بحث نہیں صرف یہ دکھانا
ہے کہ حضرت عیسے آئندہ زندگی کے قایل تھے چنانچہ ایک جگہہ وہ اور بہی فرماتے ہیں ،، اور وے ہمیشہ
کے عذاب میں جائینگے پر راستباز ہمیشہ کی زندگی میں ف۱ ،، اور ایک جگہہ حضرت عیسے فرماتے ہیں ،،
کیونکہ جب مردے اٹہینگے تو وے نہ بیاہ کرینگے نہ بیاہے جائینگے بلکہ جیسے فرشتے جو آسمان پر ہیں ویسے ہونگے ،، ف۲
اسیطرح اور بہی بہت سے مقامات پر حضرت عیسے نے آئندہ زندگی کی بابت کہا ہے اور آپ جزا و سزا کے قایل ہوئے
ہیں - لیکن آپنے سوائے آسمانی بادشاہت کے لفظ کے آئندہ زندگی کی اور کچھہ تشریح نہ فرمائی ایک جگہہ آیا ہے کہ قیامت
کے دن ایک تنہو میں سب جمع ہونگے اور وہاں خداوند اپنے دوستوں کے اپنی آستین سے آنسو پونچھیگا کیونکہ
اپنی ان مصیبتوں کو یاد کر کر کے روئینگے جو ظالموں نے انپر توڑی تہیں - یہ تمام باتیں گو آئندہ زندگی کا ایک سچا
خیال دیتی ہیں لیکن ساتہہ ہی اسکے مادی کے خیالات کی خامی معلوم ہوتی ہے گو یہ کلمے ایک ایسے شخص کیلئے
زیادہ موثر ہو سکتے ہیں کہ فنا فی اللہ کے مرتبہ پر پہونچ گیا ہے اور جو قوم یا جو گروہ کہ نرا وحشی ہے ان کے لئے یہ
معمولی الفاظ ہرگز اپنے میں تاثیر بخش جوہر نہیں رکہتے - ایک جگہہ آپنے نہایت جرات سے یہ بشارت دی ہے
کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتہہ آویگا تب ہر ایک کو اسکے اعمال کے موافق
بدلا دیگا ،، ف۴ پہر اور جگہہ آپنے فرمایا ہے ،، مُردے اپنے قبروں سے اُٹہینگے اور مسیح انصاف کے
تخت پر بیٹہیگا ،، جن لوگوں نے نیک اعمال کئے ہیں ان کو خوشنما اور راحت افزا قیامگاہوں میں
بہیجیگا جو ابتداے پیدایش عالم سے تیار کی گئی ہیں اور جنہوں نے بُرے اعمال کئے ہیں ان سے
یہ کہیگا ،، تب وہ بائیں طرف والوں سے بہی کہیگا اے ملعونو میرے سامنے سے اس ہمیشہ
کی آگ میں جاؤ جو شیطان اور اس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے کیونکہ میں بہوکا تھا
پر تم نے مجھے کہانے کو نہیں دیا پیاسا تہا تم نے مجھے پانی نہیں پلایا پردیسی تہا تم نے مجھے اپنے گھر
میں نہ اُتارا ننگا تہا تم نے مجھے کپڑا نہ پہنایا بیمار اور قید میں تہا تم نے میری خبر نہ لی ،، ف۵ یہاں سے
دوزخ اور اس کے دائمی عذاب کی پوری حقیقت کہلتی ہے تعجب ہے کہ عیسائیوں کا خداوند فقط
اس جرم میں کہ لوگوں نے اس کی کسی حالت میں مدد نہ کی دائمی جہنم میں جھونکتا ہے پہر عیسائی
کس منہہ سے یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر اسلام نے اپنے دشمنوں کے لئے جہنم تجویز کی

ف۱ متی ۲۰ باب آیت - ۱۶ - ف۲ متی ۲۵ باب آیت ۴۶ - ف۳ مرقس ۱۲ باب آیت ۲۵
ف۴ متی ۱۶ باب آیت ۲۷ - ف۵ متی ۲۵ باب آیت ۴۱ - ۴۳

جہان سانپ بچھو ہون گے اگر وہ اس مقام کو آنکھین کھولکر دیکھین تو انہین معلوم ہوگا کہ عظیم
الشان پیغمبر عرب نے ان دشمنون کو دوزخ اور سخت تر عذابون کی بشارت دی ہے کہ جنہون
نے خدا کے جلال کے ساتھ بے ادبی کی اور اسکی لازوال قوتون پر ہنسی کرنے سے منکر ہوئے خدا
کے نام پر قہقہہ بازی کی اور اسکی ذوالشان ذات پر ہنسی اڑاتے رہے ایسے بے ادب گستاخ لوگ
گستاخون کے لئے ارشاد ہوا تھا کہ ایسے لوگون کا ٹھکانا جہنم ہے آپ نے کبھی یہ نہین فرمایا کہ چونکہ
تم نے میری مدد نہین کی اسلئے مین تمہین دائمی جہنم مین جھونکونگا یہانتک کہ آپنے اپنے چچا
حمزہ کے قاتل کو جب وہ گرفتار ہوکر آیا بغیر سزا دئیے چھوڑ دیا اور اگر فرمایا تو یہہ فرمایا کہ جا اور
منہ چھپا۔ آپنے اپنے ان دشمنون کو جنہون نے ستانے اور ہلاکت مین ڈالنے کی پوشیدہ اور علانیہ
کوئی بات اٹھا نہ رکھی تھی قبضہ پانے کے بعد یہہ دعا دیکر چھوڑ دیا کہ خدا انہین ہدایت کرے ۔ اگر دنیا
مین انصاف کوئی چیز ہے اور جانچ کرنیکا اندازہ ٹھیک اور درست ہے تو اس مقابلہ پر خیال کیا جاوے
صرف اس بات پر کہ تم نے مجھے روٹی بھوک کی حالت مین کھانے کو نہ دی اور پیاس مین پانی نہ پلایا
جاؤ تم دائمی جہنم مین جھونکے گئے کیا رحم اور خدا ترسی کی یہہ مثال کافی ہوسکتی ہے۔ جب حضرت عیسے
ان نہ مدد کرنے والون کے ساتھ یہہ کیفیت ہے تو خبر نہین ان لوگون کی کیا کیفیت ہوگی کہ جنہون نے
انہین تکلیف دی اور جن کے خوف سے ادہر ادہر بہاگتے پہرے اور آخر جنہون نے زبردستی پکڑ
کر صلیب پر کھینچ ہی دیا اور کچھ بنائے بن نہ پڑی ان لوگون کی دیکھئے حضرت عیسے کیا حالت کرتے ہین
اب ہم پھر اپنے اصلی مطلب کی طرف رجوع ہوتے ہین حضرت عیسے نے جہان آسمانی بادشاہت
کی بشارت دی ہے وہان عذاب کا بھی بیان فرمائے گئے ہین چنانچہ وہ لکھتے ہین،، اور مین تم سے
کہتا ہون کہ بہتیرے پورب اور پچہم سے آوینگے اور ابراہام اور اسحاق اور یعقوب کے ساتھہ آسمان کی
بادشاہت مین بیٹھینگے پر بادشاہت کے فرزند باہر کے اندھیرے مین ڈالے جاوینگے وہان رونا اور
دانت پیسنا ہوگا ف۱ پھر انکا قول دوسری جگہہ نقل ہے ،، وہان رونا اور دانت پیسنا ہوگا جب
ابراہام اور اسحاق اور یعقوب اور سب نبیون کو خدا کی بادشاہت مین شامل اور آپکو باہر نکالا
ہوا دیکھوگے ف۲ اسکے بعد دوسری جگہہ صاف طور پر جنت کے کھانون اور مزے اڑانے کی بابت بیان
کیا ہے یہہ عیسائیون کا محض ہٹ دہرمی اور تعصب کا اعتراض ہے کہ وہ مسلمانون کی فرضی
اور مقرر کی ہوئی بہشت پر منہ آتے ہین افسوس ہے کہ وہ اپنی کتاب کو نہین دیکھتے جسمین صاف
طور پر جنت کی نعمتون کا تذکرہ ہے جہان حضرت عیسے بہت زور دیکر بیان کرتے ہین ،، تاکہ میری
بادشاہت مین میری میز پر کھاؤ پیو اور تختون پر بیٹھکر اسرائیل کے بارہ گھرانون کی عدالت کرو ف۳

ف۱ متی کی انجیل ۸ باب آیت ۱۱-۱۲ — ف۲ لوقا ۱۳ باب ۲۸ آیت — ف۳ لوقا ۲۲ باب ۳۰ آیت —

اس کے بعد حضرت عیسے بھی اس کہانی مین حصہ دار بنا چاہتے ہین یا یہہ کہو کہ بنیکے مثلاً اس بات
مین آیا ہے،، مین تم سے کہتا ہون کہ انگور کے پہل کا رس پہر نہ پیون گا اسدن تک کہ تمہارے
ساتھہ اپنے باپ کی بادشاہت مین نیا نہ پیون [۱]

حضرت عیسے نے جب فرمایا بھی فرمایا کہ قیامت قریب ہے خدا کی بادشاہت کے دن آگئے اور اس مضمون
کو اسقدر زور دے دے کر بیان کیا کہ جس سے یہہ معلوم ہوتا تہا کہ دو چار ہی سو برس مین قیامت برپا ہو
جانیوالی ہی مثلاً ایک جگہہ آپ فرماتے ہین،، جب وے تمہین ایک شہر مین ستاوین تو دوسرے
مین بھاگ جاؤ مین تم سے سچ کہتا ہون کہ تم اسرائیل کے سب شہرون مین نہ پہر چکو گے جب تک
کہ ابن آدم نہ آلیوے،، [۲] ایک اور جگہہ اس سے بھی زیادہ قرب کا زمانہ فرمایا ہے گویا ابھی ہو نہی
جاتا تہا،، مین تم سے سچ کہتا ہون کہ اس زمانہ کے لوگ گزر نہ جاینگے جب تک یہہ سب کچھہ واقع نہو لے
[۳] پہر آپنے ایک جگہہ یہ فرمایا،، دیکھو تمہارا گہر تمہارے لئے اجاڑ چہوڑا جاتا ہے اور مین تمہین سچ کہتا ہون
کہ مجہکو نہ دیکھوگے اسوقت تک کہ تم کہوگے مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے [۴]

غرض حضرت عیسے نے موجودہ زندگی اور شان وشوکت دنیوی کی کچھہ قدر نہ کی اور آپ ہمیشہ آیندہ
زندگی کی قدر و قیمت فرماتے رہے چنانچہ آپنے اپنے معتقدین کو دنیا کے کامون سے معطل ہونے
کی نہایت الفاظ مین صریح طور پر تعلیم فرمائی ہے اور کئی کئی بار زور دے دیکر یہہ بیان فرمایا،، اسلئے
مین تمسے کہتا ہون کہ اپنی زندگی کے لئے فکر نکرو کہ ہم کیا کہائینگے اور کیا پئینگے نہ اپنے بدن کے لئے
کہ کیا پہنینگے کیا جان خوراک سے بہتر نہین اور بدن پوشاک سے ہوا کے پرندون کو دیکھو کہ وے
نہ بوتے ہین نہ کاٹتے نہ کوٹہیون مین جمع کرتے ہین تو بھی تمہارا آسمانی باپ انکو پالتا ہے کیا تم ان سے بہت
بہتر نہین ہو تم مین سے کون ہے جو فکر کرکے اپنی عمر مین ایک گہڑی بڑہا سکتا ہے اور پوشاک کی
کیون فکر کرتے ہو جنگلی سوسنون کو دیکھو کہ وے کسطرح سے بڑہتی ہین وے نہ محنت کرتی نہ کاتتی ہین
پر مین تمہین کہتا ہون کہ سلیمان بھی اپنی ساری شان وشوکت مین انمین سے ایک کے مانند پہنے نہ تہا
پس جب خدا میدان کی گہاس کو جو آج ہے اور کل تنور مین جہونکی جاتی ہے یون پہناتا ہے تو کیا تمکو
اے کم اعتقادو زیادہ نہ پہنائیگا اسلئے یہہ کہکے فکر مت کرو کہ ہم کیا کہائینگے یا کیا پئینگے اور کیا پہنینگے
کیونکہ ان سب چیزون کی تلاش مین غیر قومین رہتی ہین اور تمہارا آسمانی باپ جانتا ہے کہ تم ان سب
چیزون کے محتاج ہو۔ پر تم پہلے خدا کی بادشاہت اور اسکی راستبازی کو ڈہونڈو تو یہہ سب
بہی تمہین ملین گی۔ پس کل کی فکر نکرو کیونکہ کل اپنی چیزون کی آپ ہی فکر کریگا آج کا دکہہ آج
ہی کے لئے بس ہے،، [۵] یہہ تمام باتین ہمین اس امر سے آگاہ کرتی ہین کہ حضرت عیسے نے ہمیشہ

[۱] متی ۲۶–۲۹ [۲] متی ۱۰ باب ۲۳ آیت [۳] مرقس ۱۳ باب ۳۰ آیت [۴] لوقا ۱۳ باب ۳۵ آیت [۵] متی ۶ باب ۲۵–۳۴ آیت

زندگی کی طرف اپنے معتقدین کی توجہ پھیری اور یہ ہی کہتے رہے کہ ابن آدم اب آنے ہی کو ہے اور تمہیں اسرائیلیوں کے گھرانے کا افسر بنادیگا غرض جو باتیں کہ اپنا معتقد بنانے کی استعمال کی جاسکتی ہیں ان کو بہت دہوم دہام سے حضرت عیسےٰ نے استعمال کیا حضرت عیسےٰ کی ان بشارتوں کا اثر صرف ایک ہی نسل تک قایم رہا اور جو کچھ پہلی نسل والوں نے سرگرمی مسیحی مذہب کے پھیلانے میں دکہائی وہ عجیب وغریب جوہر اپنے میں رکہتی تہی مگر جوں جوں زمانہ گزرتا گیا آسمانی خیالی بادشاہت کی گونجیں کانوں میں سے نکل ہی گئیں اور آخرکار یہ آسمانی بادشاہت ایک وہمی امر تسلیم کر لیا گیا یہی وجہ مسیحی مذہب کے بہت جلد بگڑ جانے کی ہوئی اس میں زرتشتی عقائد نے آکر اپنا گہر کیا اور عیسائیت کی اصلیت بالکل مٹا مٹا کر خاک میں مل گئی - نئی نئی صورتیں پیدا ہونے لگیں آخر نوبت باینجا رسید کہ مسیحی جسمانی بعث ونشر کے قایل رہگئے - موجودہ مسیحی یورپ کا جو کچھ جسم اور روح کی بابت عقیدہ ہے وہ میں ایک زبردست معتبر کتاب[1] سے جو ایک ڈاکٹر کی تصنیف سے ہے لیکن اپنا نام اس نے کتاب پر نہیں لکہا ہے درج کرتا ہوں جس سے معلوم ہوجائے کہ عیسائیوں کا (پادریوں یا ان کے چند معتقدوں کو مستثنےٰ کرکے) یہ عقیدہ ہے - وہو ہذا

موجودہ زمانہ کے تعلیم یافتہ عیسائیوں کا روح اور جسم کی بابت عقیدہ

زندگی اور موت موجودہ زمانہ میں جبکہ دماغی تعلیم کے سیلاب نے بہت زور شور سے دنیائے معلوم کے گوشہ گوشہ اپنی موج انگیز لہروں سے مخاطب بنالیا ہے ساتھ ہی اس کے جسمانی تعلیم کے ڈہانچہ کو توڑ مروڑ ڈالا ہے اور افسوس ہے کہ کوئی اسکی طرف مطلق توجہ نہیں کرتا انسانی عظیم الشان گروہ جو اعلےٰ درجہ دماغی تعلیم یافتہ ہے اپنی جسمانی تعلیم کی طرف سے ایک ایسی جہالت کے تاریک اندہے کوئیں میں پڑا کہ انہیں مطلق خیال نہیں ہوتا کہ ہم اپنے کو اور اپنی آئندہ نسل کو اس خطرناک غفلت سے کیا زہریلا اثر پہونچا رہے ہے جسمانی تعلیم کے روشن اور سادہ قوانین کی ذرا بہی پروا نہیں کی جاتی اور انکو فضول سمجھکر ان پر توجہ کرنی اپنی شان کے خلاف تصور کر لیا ہے - تمام عملی ہمدردی اسکی قسمت کے ساتہہ یا صحت ومرض کی تمام دلچسپ حکایات کا انحصار بالکلیہ طبی پیشہ پر موقوف چہوڑ دیا گیا ہے بچوں کی تعلیم کے مدرسے اس جسمانی تعلیم کی دفعہ کو بالکل نکال ہی ڈالا ہے انہیں کوئی ہدایت کوئی عملی نصیحت انکی آئندہ جسمانی زندگی کی بابت مطلق نہیں دیجاتی جسمانی قوانین کی لوگوں کی نگاہوں میں کچھ بہی وقعت نرہی نہ ان قیمتی قوانین کی وقعات واجب الاعتصام سمجہی گئی ہیں - اعضا کا قوی اور سڈول ہونا جسپر تمام روحانی اور دماغی خوشیوں کا انحصار ہے اور جو انسانی شرافت ہے اور جسم ہر قسم کی قومی اور ملکی بہبودی

[1] ایلی مینٹ اف سوشیل سائنس مطبوعہ لندن ۱۸۹۰ع صفحہ ۱ - ۴

بہبودی موقوف ہے اسکو ایسا حوا سمجھ لیا ہے کہ اسکی طرف خیال کرنا ہی سخت مصیبت میں مبتلا ہوتا ہو اگر وہ یہ نہیں سمجھتے کہ انسان بغیر جسمانی تعلیم کے کبھی نیکی اور مستحق شادمانی کے راستہ پر چل نہیں سکتا اور نہ اگر کبھی اور کسی حالت میں نجات ہو سکتی ہے جن لوگوں نے دماغی تعلیم میں بہت کچھ قابلیت حاصل کی ہے ان کی نظروں میں جسمانی تعلیم کچھ بھی نہیں جچتی اور جو انفاس کہ ورزش کرتے ہیں اور اپنی جسمانی طاقتوں کو مختلف کھیلوں سے بڑھاتے ہیں ان پر یہ مبارک انفاس سخت حقارت انگیز نظریں ڈالتے ہیں اور اپنے عندیے میں سمجھتے ہیں کہ یہ ورزش کم درجہ کے آدمیوں کا کام ہے۔

جسمانی صحت و نیک جسمانی زندگی کا بیّن ثبوت ہے ہماری کوششوں کی ایک خاص انتہا یا ان کا بالخیر خاتمہ نہیں سمجھا گیا ہے اور نہ انکی عزت کی گئی ہے کہ جو اتنی جسمانی صحت اور طاقت پر قابض ہیں جب یہ دماغی تعلیم کے عالم یا اس کے شیدا کسی گروہ یا کسی ایک نفس کو قوی اور جسمانی صحت کی نیکیوں سے مالا مال دیکھتے ہیں تو یہ کہدیا کرتے ہیں کہ یہ ربانی بخششیں ہیں جو انہیں عطا ہوئی ہیں۔

قوانین صحت کو جس طرح کہ بہت کم سمجھا گیا ہے اسی طرح ان کو واجب الاحترام خیال کرنے میں پہلو تہی کی گئی ہے جب ہم قوانین صحت اور اخلاق سے خلاف ورزی کرتے ہیں اور حد سے زیادہ شدید گناہ میں اپنے کو مبتلا کر دیتے ہیں اور اسوقت ہم واجب التعذیر ہو جاتے ہیں اور ہمیں مرض کی سخت اور مہلک سزا دیجاتی ہے یعنی ہم مریض ہو جاتے ہیں تو بجائے اس کے کہ ہم یہ سمجھیں کہ یہ قوانین صحت کی خلاف ورزی کرنے کی سزا دی گئی ہے ربانی غضب کا اپنے کو مرجع سمجھکر اپنی بدقسمتی پر آہ آہ آنسو رو دیتے ہیں۔

شہوانیہ جوش یا حیوانیہ جذبے نہایت مبتذل روشنی میں دیکھے جاتے ہیں اور بچوں کو موجودہ یا آیندہ خیالی زندگی کے فرضیہ عذاب و ثواب سے ڈرا کر خبردار کیا جاتا ہے کہ کبھی ان میں مبتلا نہ ہونا اور کوشش کی جاتی ہے کہ بچوں کا دل و دماغ شریفانہ ولولوں اور نجیبانہ جوشوں سے مملو رہے اور روحانی قابلیتیں ان میں کوٹ کوٹ کر بھر جائیں صرف ان ہی باتوں کو بچوں یا نوجوانوں کے اعلےٰ فرائض میں داخل کر دیا ہے اور ان ہی باتوں کی انہیں زبانی تعلیم دے کر سب سے زیادہ نجیب سب سے زیادہ شریف اور سب سے زیادہ خلیق بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

یہ خوب سمجھ لیا جائے کہ سب زبانی جمع خرچ ہے جس کا اثر مطلق ان کی قیمتی زندگی پر نہیں پڑ سکتا اور وہ ان تہدید آمیز نصائح اور جھڑکیوں پر بھی کورے کے کورے رہجاتے ہیں۔

جسمانی علوم معہ ان کی لامتناہی عجیب و غریب اور ندرت مآب خزانہ کے پہلے چند خوش قسمت

آدمیون کے صرف قبضہ مین تھے گو یورپ مین اب بہت کچھ اسکی طرف میلان ظاہر اور عملدرآمد ہے۔ اس سے پہلے جسمانی صحت کے علوم دماغی تعلیم کے آگے سخت ذلیل کئے گئے تھے اور وہ لوگ (دماغی تعلیم حاصل کرنیوالے) اپنے خیال مین انسا کی اعلے تر بزرگی اور انجبیت کی جگہہ اپنے ہی لئے تجویز کرکے اسپر بڑے فخر سے جلوہ فرا ہوتے تھے اور یہہ سمجھتے تھے کہ فطرت کی پوری برکتین ہمین حاصل ہین۔

موجودہ زمانہ مین بھی یہہ دیکھا جاتا ہے کہ جسم اور مادہ نے انسانی عزت کا ابھی تک بہت کم حصہ لیا ہے اور جو وقعت کہ فطرت کی طرف سے اسے عطا ہوئی ہے انسان نے اپنے مظالم سے اس عزت سے اسے محروم رکھا ہے یورپ کے تعلیم یافتہ حصہ کو مستثنے کرکے اگر ہم تمام دنیا مین اپنی نظر دوڑائین تو ہمین یہہ معلوم ہوگا کہ لوگون کا مستقل طور پر یہہ عقیدہ ہے کہ روح مادہ سے زیادہ انجب ہے اور ہماری انسانیت کا روح گویا ایک غیر فانی حصہ ہے ان کا مقولہ ہے کہ اسی شریف بسیط جوہر کی وجہ سے انسان اور تمام مخلوق مین افضل ہے اور اسیوجہ سے خدا نے یہہ فرمایا کہ مین نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا جسم اور روح کا کچھ بھی مقابلہ نہین ہوسکتا یہہ ایک فانی چیز ہے اور روح غیر فانی ہے۔ آخرالامر جو وقت اس خاکی قیدخانہ سے رہائی پاتی ہے تو خوشیان مناتی ہوئی آسمان پر چلی جاتی ہے اور وہان اسپر خداوند برکتین نچھاور کرتا ہے جب یہہ خیال ہے تو پھر ہم روحانی برکتون کے حاصل کرنے پر اپنی توجہ کیون نہین مبذول کرتے اور وجہ کیا ہے کہ ہم اپنے کو اس دنیا سے جدا کرنے کی تدبیرون مین سرگرم نہین دکھائی دیتے جب روح فانی نہین ہے اور ہمارا جسم فانی ہے تو پھر فنا فی اللہ ہونے مین تامل کیا ہے آؤ اور اپنے اجسام کو برباد کردو اور انہین دنیا سے یک لخت مٹادو کیونکہ جس چیز پر آسمانی برکتین نچھاور ہونگی وہ تو فانی کبھی نہوگی پھر تامل کس بات کا ہے۔

بیا تا چہ داری ز مردی نشان

یہہ ان روحانی لوگون کی زندگی ہے اور یہہ روحانی بیہودہ اور پادرہوا خیالات ہین۔ افسوس ہزار افسوس جسطرح یہہ اپنے کو جانچتے ہین اسیطرح اپنے بے معنی قیاسات کی دھن مین دوسرون کو بھی یون ہی سمجھتے ہین اور اپنے پرعذاب خیالات کے بہنور مین دوسرون کو بھی پھنسانا چاہتے ہین جب یہہ لوگ اپنی روحانی زندگی کی تعلیم دوسرون کو دیتے ہین اور اپنی زندگی ان ہی لاینعنی کامون مین برباد کرتے ہین تو وہ اپنے کو بڑا مستحق تعریف جانتے ہین لیکن ایک نیک جسمانی زندگی کا کبھی ان کے دل مین خیال ہی نہین گزرتا اور ان لوگون کے ساتھ انہین کچھ بھی ہمدردی نہین ہوتی جو خلق کو جسمانی صحت کی نیکیون سے مملو بنا کر ان کے ضمائر کو فطری جلوون سے منور بنانا چاہتے ہین

جب تک شعرائے متقدمین اور فلسفیون اور طبیعات جاننے والون کے نام ان کی زبانون پر ہین
اور ان کے برگزیدہ اور پُراثر اشعار اور ان کے حکیمانہ مقولے ان کے لوح دل پر کندہ ہین اسپر بھی یہہ
نہین سمجھتے کہ یہہ وہی لوگ ہتے جنہین جسمانی صحت کی نیکیون سے پورا پورا حصہ ملا تہا۔
مادی تعلیم دینے والون سے ہمیشہ روحانی معلمون کی زیادہ عزت کی گئی ہے وہ روحانی معلم جو یہہ کہتے
ہین آیندہ خوش زندگی حاصل کرنے کے لئے اپنی جانین گہلا دو اور اسکی پروا نکرو مثلاً آنحضرت
مسیح اور ان کے حواریین کے وہ پُر اندار اقوال۔
فطرت کے اصول کی جانچ کا طریقہ کب اور کیونکر پیدا ہوگیا کس نے اس امر کو طے کر دیا کہ مذکورۃ الصدر
خیالات فطرت ہی کے ہین اور یہی اس کے قوانین کا مفہوم ہے اور کیونکر ان اصول کا قوی تر اثر
انسانی دل و دماغ پر پڑا؟ اگر ہم مسیحی مذہب اور اس کے اصول پر خیال کرینگے تو ہم پائینگے
کہ اس قسم کی روحانی تعلیم کا جس سے انسان دنیا کے کام کا نہ ہے ایک بڑا سلسلہ پایا جاتا ہے
یہہ مذہب گو پرانی عبرانی پرستش سے نکلا ہے جسمین زیادہ تر مادی تعلیم پر روحی بہبودی حاصل
کرنے کے لئے زور دیا گیا ہے لیکن جون جون اسے ترقی ہوتی گئی اس نے اپنا دوسرا رستہ اختیار
کر لیا اور آخر روحانی ترقی کے تاریک گڑہے مین جا کر گر پڑا۔ جو چیز خالق قرار دیجاتی ہے اور
جسکی طرف کائنات کی بازگشت ہوتی ہے اور جسکی حالت ناقابل التغیر اور ناممکن الزوال بیان
کیجاتی ہے ایک عجیب تماشہ سے لبالب ہے۔ بیان کیا جاتا ہے پہلے اس نے مادہ مین جان
ڈالی اور پہر اپنی مرضی کے مطابق اسکے لئے قوانین مقرر کئے اور اپنے مین یہہ قوت رکہی کہ جب
جی چاہا ان قوانین مین تغیر و تبدل کر دیا اور ضرورت کے وقت انہین خواہ کسی صورت بدلا
انسان جو عجیب تر مجموعہ ضمیر اور جسم کا ہے اپنے کو اسی روح یا خالق کا طفیلیہ سمجہتا ہے اور یہہ
یقین کر لیا گیا ہے کہ یہی خالق اپنی مرضی کے موافق اسے زندگی دیتا ہے اس کا یہی ماسوا اس کے یقین
کر لیا گیا ہے کہ جب اس خالق کی پرستش کی جائے گی تو یہہ آسمانی غرفون سے مالا مال بنا دیگا
اور بہت کچہ وقعت اور آرام روحانی دنیا مین بخشیگا۔ انہین خیالات انہین عقائد کی وجہ سے
انسانی روح انسانی خیالات ایک بڑی اور زبردست مفہوم سمجہی گئی ہے جبکہ جسم کا اس کے مقابلہ
بہت کم پاس و لحاظ کیا گیا ہے آخر الذکر اس کے مہمان ساتہی کا پس خوردہ کہانیوالون مین تصور
کیا گیا ہے۔ لوگون کا خیال ہے کہ روح پیدائش سے نہایت ہی مضر بیہودن کے سلسلہ سے جسم مین
شریک کی گئی ہے اور اپنے ناقابل یا ناپاک ساتہی کے ساتہ جب تک یہہ سفر کرتی ہے سخت تکلیف
اور آفت مین رہتی ہے اور اسے اپنے اس رذیل اور کم مایہ ساتہی کی شرکت بہت بری لگتی ہے
موت کے بعد روح غیر فانی اور ناممکن الزوال ہو کر صدہا قسم کی برکتون سے مالا مال ہو جاتی ہے جب کہ

اس کا رذیل اور کم مایہ ساتھی قبر کے اندھیرے گڑھے میں ڈال دیا جاتا ہے یہ یہ خیالات ہیں جنہیں مخلوق کی مخلوق ڈوبی ہوئی تھی۔

مسیحی مذہب کے یہ اصول ہیں اور انسانی قسمت کا فیصلہ کرنیوالے یہ قوانین ہیں جو مسیحی سوسائٹی نے اپنے خیال میں استواری سے جمائے ہیں ان کو درست وراست سمجھکر دنیا کا ⅓ حصہ ان پر عملدرآمد کرنے کو اپنی نجات دارین کا اصلی سبب جانتا ہے۔

لیکن جسمانی یا مادی مذہب مسیحی روحانی عقائد سے بالکل برخلاف ہے ان میں سے یہ کسیکو اجازت نہیں دے سکتا کہ وہ ضمیر کو مادہ پر بڑائی عطا کریں اور اس طرح وہ اس کے حقوق نہ دیں کہ جو فطرت نے فیاضی سے اس کے لئے مقرر کئے ہیں۔

یہ خوب سمجھ لینا چاہئے کہ جسم اور روح یہ دونو لازم وملزوم ہیں اور ایک کی قیمت بغیر دوسرے کے کچھ نہیں ہو سکتی مادہ ایسا ہی شریف ہے کہ جیسا روحانی جوہر اور جسم ایسا ہی نجیب ہے کہ جیسے نفس روح ایک کو دوسرے سے علیحدہ کرنا فطرت کی سچائی کو برباد کرنا ہے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا ایک انوکھا تکبر اور گستاخی اور کائنات کی ہم آہنگی کو برباد کرنا ہے جہاں تمام چیزیں مساوی درجہ پر شہرت پذیر ہیں اور جہاں ایک چیز کے قوانین کبھی دوسری چیز کے قوانین کے مطیع نہیں ہوئے۔

یہ عقیدہ کہ خداوند ایک روح ہے محض نکما اور خام ہے - فطری علم الہی کے جاننے والے جنہوں نے یہ ثابت کرنے کے لئے بڑی بڑی جانیں کھپائی ہیں اور جنہوں نے بلا شبہ متقدمین کی تقلید کی ہے اپنا ثبوت اس الفاظ سے دیتے ہیں "اس لامحدود کائنات میں ہم چاروں طرف اپنے منشا اور مدعا کا ثبوت پاتے ہیں اسی سے ہم یہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اسکا صانع بھی کوئی ضرور ہوگا بس وہ صانع ہی ہمارا معبود ہے" لیکن وہ یہ نہیں سمجھتے کہ جو کچھ ہم اپنے اردگرد دیکھتے ہیں یہ تمام ہماری ضمیری قابلیتوں کا صدقہ ہے ہم خود ہی ان چیزوں کے صانع ہیں اور خود ہی ان چیزوں کو برباد کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں ہمارا ضمیر ہی جو کائنات کا سچا موجد ہے ایک پاک روح ہے - فقط

موجودہ تعلیم یافتہ عیسائیوں کا (گو سب کا نہ سہی) یہ عقیدہ روح اور جسم خدا اور اسکی لازوال قوتوں پر ہے وہ آسمان وزمین کا اپنے کو موجد بتاتے ہیں اور یہ اپنے خیال میں سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں برباد کر سکتے ہیں یہ محض بیہودہ خیال اور بادر ہوا دعوے ہے جس زمانہ میں کہ لندن میں تاریک کہر کا دھواں دھار مینہہ برستا ہے اور دن کو نیم روشن ہو جاتے ہیں خبر نہیں یہ صاحب بہادر اسوقت کہاں چلے جاتے ہیں اور گوہر سے آفتاب کیوں نہیں نکال لاتے سب کچھ ان ہی کی

قدرت میں ہوا پھر سوچنے اور فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ وہ خیالات ہیں جو انسانی نسل کے ابتدائی زمانوں میں وحشیوں کے تھے مگر جوں جوں شائستگی آتی گئی خود بخود ہمارا ضمیر یہ شہادت دیتا گیا کہ میرا معبود بھی کوئی ہے اور مجھے میرے اعمال کی ضرور کوئی جزا وسزا ملیگی۔ خیر ہم اس بحث کو ختم کرتے ہیں اور اب پھر اپنے اصلی مطلب کی طرف رجوع ہوتے ہیں بحث صرف یہ تھی کہ عیسائی مذہب نے دہریت کا نیا جامہ پہن لیا ہے اور حضرت مسیح کی آسمانی بادشاہت کا خیال ان کے دلوں سے مطلق جاتا رہا ہے۔ وہ کثرت سے جسمانی بعث ونشر کے قایل ہوتے چلے ہیں اور اگر یہی حالت رہی تو وہ سب کے سب خاصے چھٹے چھٹائے دہریے بنجائیں گے۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں آئندہ نیک زندگی کے لئے کیا بشارت دی ہے اور آئندہ بُری زندگی کے کیسے کیسے عذاب بیان کئے ہیں یا بتبدیل الفاظ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام نے نیک اعمال بندوں کے لئے آئندہ زندگی میں کیسی کیسی نعمتیں تجویز کی ہیں اور بداعمال بندوں کے لئے کیا کیا عذاب مقرر کئے ہیں یا یوں کہو کہ اسلام آئندہ زندگی کی کیا حقیقت بیان کرتا ہے۔

یہ مضمون نہایت دلچسپ ہے آجکل تمام دنیا کے مذہبی گروہوں میں اسکا چرچہ بہت ہو رہا ہے اور پادری صاحبان بڑے شد و مد سے اس مضمون پر آرٹکل لکھ رہے ہیں مگر افسوس یہ ہے کہ ناواقفیت کی وجہ سے وہ بہت جگہہ ٹھوکریں کھاتے ہیں اور انتہا درجہ عرق ریزی کرنیکے بعد بھی منزل مقصود پر نہیں پہونچ سکتے۔

میں تمام غلط فہمیوں اور بے بنیاد اعتراضات کا اس مضمون میں فیصلہ کر دیتا ہوں تاکہ اصلی حقیقت آئندہ زندگی کی بشارتوں کی کھل جائے کہ اسلام آئندہ زندگی کی نسبت کیا رائے قایم کرتا ہے۔ اور اس نے آئندہ زندگی میں جو نعمتیں تجویز کی ہیں وہ اصل میں کیا ہیں انکی حقیقت کیا ہے اور آیا ان ظاہری الفاظ کے معنوں میں آئندہ زندگی کی کیفیات کھل جاتی ہے یا دراصل الفاظ کے اندرونی مفہوم پر نظر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کا فیصلہ مفصلہ ذیل مضمون میں ہو جائیگا۔

سزا اور جزا کا مسئلہ ایسا صاف اور نتھرا ہوا ہے کہ اس کے لئے اسوقت زیادہ عقل لڑانے کی ضرورت نہیں۔ یہ تمام کائنات اور صرف انسان کے لئے اس کی ہم آہنگی ہمیں صاف طور پر آگاہ کر رہی ہے کہ ہماری یہ عارضی زندگی ضرور اپنے میں مداومت کا رنگ مضمر رکھتی ہے انسانی روح کو فانی جاننا قطعی طور پر فطرت کی ہم آہنگی کو زیر و زبر کرنا ہے یہ تمام کرہ ہے جو انسان کے

تا ابد اور خدمت کے لئے گردش کرتے ہین یہہ تو ایک لا محدود مدت تک قایم ہین اور
انسان حیوان سے اشرف اور ان کا آقا تسلیم ہوا ہے چند روز کے بعد بالکل فنا کر دیا جاتا ہے یہہ
تو ایک قوانین فطرت کو توڑنا اور انہین سخت ضعیف کرنا ہے - اگر ہم یہہ تسلیم کرین کہ جو کچھ
ہے دنیا ہی مین ہے آیندہ کچھ نہین ہے تو بہت سے ظالم حکمران اور رحیم حکمران کو ایک سے پلہ مین
ہموزن کرنا پڑیگا کیا چنگیز خان نے لاکھون بیگناہ آدمیون کو قتل کر کے کچھ تکلیف اپنے لئے نہین حاصل
کیا تھا اور عمر بن عبد العزیز جیسے نیک فطرت سلطان نے رحم کر کے اور مخلوق پر مہربانی کر کے کچھ فائدہ نہین اٹھایا
جب دونون مر کر خاک مین مل گئے تو نیک و بد اعمال مین کیا فرق رہا اگر ایسا تھوڑی دیر کے لئے
تسلیم کر لیا جاوے تو کل ہی انتظام تمدن درہم برہم ہو جائیگا اور ہر کوئی شخص نیک کام نکریگا جس جگہہ
بدکرداریون اور نیک کامون کا صلہ ایک دیا جاتا ہے اس سے زیادہ بہی ظلمت کدہ کوئی جگہہ ہوگی
جو یہہ محض لغو اور بے بنیاد خیالات ہین قوانین فطرت اسکے مقتضی ہین کہ دوسرا عالم ان ظالم
اور رحمون کی سزا جزا دینے کے لئے ہونا چاہئے کہ جسکا توقع یہان ہو گیا ہے اور اگر ایسا نہو تو
جو مشکلین دنیا پر اس سے پڑ سکتی ہین وہ ایسی ناقابل برداشت ہونگی کہ کوئی بہی ان کا تحمل نہین
بہرحال ہر مذہب کے (باستثنائے چند دہریون کے) کروڑون آدمی خواہ کسی طرح سے مانین
سزا اور جزا کے قایل ہین اسلئے مین اسپر زیادہ بحث کرنے کی تکلیف نہ برداشت کرونگا اب مین
یہہ دکہاتا ہون کہ اسلام کی آیندہ زندگی کیا ہے -

یہہ ہمین تسلیم کرنا پڑیگا کہ بہشت دوزخ کا بیان زرتشتی مذہب سے بالکل مطابقت کہاتا ہے
لیکن زرتشتی اصول جزا و سزا کی مطابقت قرآنی ظاہری الفاظ سے ہوگی مگر اس کے اندرونی
بہید سے وہ ظاہری الفاظی مطابقت بہت دور ہے - قرآن شریف مین جس بہشت و دوزخ
کا ذکر ہے وہ صرف بطور وعدہ کے بیان ہوا ہے نہ کہ یہہ کہ تیار شدہ چیز ہے جنت اور نار کی
نسبت لفظ اعدت جس کے معنی تیار و آمادہ کے ہین چار جگہہ قرآن مجید مین آیا ہے اول تو
اس آیت مین ہے " اعدت للکافرین " اور پہر سورۂ آل عمران مین ہے " واتقوا النار التی اعدت
للکافرین " اور پہر اسی سورہ مین جنت کی نسبت دوسری جگہہ ہے " اعدت للمتقین " . . . .
. . . . اور پہر سورۂ حدید مین ہے " اعدت للذین آمنوا باللہ ورسلہ
اس لفظ پر بعض علماء اسلام یہہ استدلال کرتے ہین کہ " الجنۃ والنار مخلوقتین " یعنی بہشت اور دوزخ
دونو پیدا ہو چکی ہین یعنے بالفعل موجود ہین مگر اکثر علما کا یہہ مذہب نہین ہے نہ لفظ " اعدت
سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کل مسلمان اس امر کے قایل ہین کہ قیامت کے دن ہر امر کا فیصلہ ہوگا سب کے
اعمال نامے ان کے ہاتہون مین دئے جاینگے گنہگار دوزخ مین بہیجے جاینگے اور بیگناہون کو دائمی

جنت دی جاسے گی جب یہہ عقیدہ مسلم ہے پھر یہہ کیون یقین کیا جاتا ہے کہ ابھی سے دوزخ اور جنت پیدا ہو چکین دوسری بات یہہ ہے کہ جب جہنم کا ایندہن منکران خدا کو ٹھہرایا گیا ہے تو جب تک قیامت مین منکر و غیر منکر کا فیصلہ نہوے گا کیونکر لوگ پہلے ہی سے جہنم مین داخل کئے جاینگے جب یہہ بات ہے تو ایندہن کے بغیر کبھی آگ روشن نہین ہوسکتی اسلئے ہمین اس تسلیم کرنے پر کوئی بات مجبور نہین کرتی کہ جنت ودوزخ مخلوق ہو چکین ہان یہہ ہم تسلیم کرتے ہین کہ خدا نے اس کام کرنے کا وعدہ فرمایا ہے بیشک وہ ایکدن ہو کر رہے گا۔

ان باتون کے علاوہ اگر ہم قرآن شریف کے طرز بیان کو دیکھین تو ہمین معلوم ہوگا کہ اسمین جن آیندہ باتون کا تذکرہ ہے اور وہ یقینی ہونے والی ہین ان کو یہہ کہکر بیان کیا ہے کہ وہ ہو گئین یہی طرز کلام انجیل کا بھی ہے جسکو مین گزشتہ صفحون مین بیان کر آیا ہون یعنے جو باتین ہونے والی ہین انہین بطور ہو چکی ایسے ماضی کے صیغہ سے بیان کیا ہے۔ مثلاً پہلی آیت مین فرمایا ہے "بچو اس آگ سے جسکا ایندہن آدمی اور پتھر ہین اور جو تیار ہے کافرون کے لئے" آدمیون پر ایندہن کا اطلاق اسوقت ہو سکتا ہے جب وہ آگ بھڑکانے کے لئے آگ مین ڈالے جاینگے جس کا ذکر اوپر کی سطرون مین ہو چکا ہے۔

دوسری آیت مین بہشتیون کی نسبت پہل کا ملنا اور ایک سے پہل کا ملنا اور ان کا کہنا کہ یہہ تو وہی ہے جو پہلے ملا تہا سب ماضی کے صیغون سے بیان ہوا ہے حالانکہ اگر یہہ ہوگا تو قیامت کے بعد ہوگا جب لوگ حساب وکتاب دیکر بہشت مین جاوینگے۔ علاوہ اس کے اگر کسی کام کا بدلا یا کسی جرم کی سزا یقینی ہو تو اس کہنے سے کہ اگر تم یہہ بات کروگے تو یہہ صلہ تمہین دیا جائیگا اور اگر یہہ جرم کروگے تو اسکی یہہ سزا تمہارے لئے تیار ہے۔ یہہ لازم نہین آتا کہ وہ صلہ یا ذریعہ سزا بالفعل موجود بھی ہو بلکہ اسطرح کلام کا صرف یہہ مفاد ہے کہ وہ بدلا یا سزا ملنی یقینی ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ بہشت و دوزخ جنکا ذکر قرآن مجید مین ہے بالفعل موجود نہین ہین نہ قرآن مجید ان کے موجود ہونے کی شہادت دیتا ہے۔

اب ہمین جنت یا بہشت کی اس اصلی ماہیت کو دیکھنا چاہئے کہ جو خود خداوند تعالی نے بتائی ہے چنانچہ وہ فرماتا ہے "فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون" یعنے کوئی نہین جانتا کہ کیا ان کے لئے آنکھون کی ٹھنڈک (یعنے راحت) چھپا رکھی گئی ہے اس کے بدلے مین جو وہ کرتے تھے۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو نعمتین ہمین روحانی عالم مین اپنے نیک اعمال کے صلون ملین گی ان کی نسبت صاف الفاظ مین خداوند تعالی نے فرما دیا کہ کوئی نہین جانتا۔ اسیطرح زیادہ

یعنی روحانی برکتوں اور بخششوں کا حکم دوسری قوم والے خصوصاً عیسائی کیا چاہتے ہیں اس کے بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہشت کی جو حقیقت بیان فرمائی جیسے کہ بخاری و مسلم نے ابوہریرہ کی سند پر بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے قال اللہ تعالیٰ اعددت لعبادی الصالحین مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر" یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تیار کی ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیز جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی اور نہ کسی کان نے سنی ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں اسکا خیال گزرا ہے۔

پس اگر حقیقت بہشت کی یہی باغ اور نہریں اور موتی کے اور چاندی اور سونے کی اینٹوں کے مکان اور دودھ و شراب اور شہد کے سمندر اور لذیذ میوے اور خوبصورت عورتیں اور غلمان ہوں تو یہ قرآن کی آیت اور خدا کے فرمودہ کے بظاہر بالکل مخالف ہے۔ کیونکہ ان چیزوں کو تو انسان جان سکتا ہے اور اگر فرض کیا جاوے کہ ویسی عمدہ چیزیں نہ آنکھوں نے دیکھیں اور نہ کانوں نے سنیں تو بھی "ولا خطر علی قلب بشر" سے خارج نہیں ہوسکتیں۔ عمدہ ہونا ایک اضافی صفت ہے اور جبکہ ان سب چیزوں کا نمونہ دنیا میں موجود ہے تو اس کی صفت اضافی کو جہاں تک کہ ترقی دیتے جاؤ انسان کے دل میں اس کا خیال گزر سکتا ہے حالانکہ بہشت کی ایسی حقیقت بیان ہوئی ہے کہ "لا خطر علی قلب بشر" پس بہشت کی جو یہ تمام چیزیں بیان ہوئی ہیں وہ بھی اپنے میں در حقیقت یہی معنی رکھتی ہیں گویا سمجھوں کے لئے ظاہری الفاظ میں جنت کی نعمتوں کی صفت بیان کی ہے لیکن جنکی باطنی نظریں خدا کے جلال سے منور ہوچکی ان کے لئے لفظوں کے ظاہر معنی کچھ قیمت نہیں رکھتے۔ اس سے یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ بہشت کی جو یہ تمام چیزیں بیان ہوئی ہیں در حقیقت بہشت میں جو "قرۃ اعین" ہوگا اس کے سمجھانے کو بقدر طاقت بشری تمثیلیں ہیں نہ بہشت کی حقیقتیں۔

انسان مطلق اپنی فطرت کی ان ہی چیزوں کو سمجھ سکتا ہے اور ان ہی کا خیال اس کے دل میں آسکتا ہے جو اس نے دیکھی یا چھوئی یا چکھی یا سونگھی یا قوت سامعہ سے محسوس کی ہوں۔

اور بہشت کی جو "قرۃ العین" یعنی راحت یا لذت ہے اسکو نہ انسان نے دیکھا ہے نہ چھوا ہے نہ چکھا ہے نہ سونگھا ہے نہ قوت سامعہ نے اسکا حس کیا ہے پس فطرت انسانی کے مطابق انسان کو اسکا سمجھانا ناممکن ہے اس کے سوا ایک اور مشکل درپیش ہے کہ جو کچھ انسان کو بتایا جاتا ہے وہ ان الفاظ سے تعبیر ہوتا ہے جو انسان کی بول چال میں ہیں اور جو چیز کہ انسان نے نہ دیکھی نہ چھوئی نہ چکھی نہ سونگھی نہ قوت سامعہ سے حس کی اسکے لئے کوئی لفظ انسان کی زبان میں نہیں ہوتا اور اس لئے اس کا تعبیر کرنا محالات سے ہے۔ اس کے سوا ایک اور سخت مشکل یہ ہے

کیفیتی لذت … ان کیفیات کو بھی جو اس دنیا میں ہیں تعبیر نہیں کر سکتا - کوئی شخص کھٹاس مٹھاس درد ذائقہ … لذت کو سمجھا ہی نہیں سکتا اس کے لئے دوسرا لفظ بدل دیتا ہے یا کوئی مشابہت اور لفظ … سکی … ہے جو وہ بھی مثل پہلی کے محتاج بیان ہوتی ہے پس بہشت کی کیفیت یا لذت کا جسکو قرۃ العین … کہا ہے بیان کرنا انسانی موجودہ زبانوں میں محال سے بھی بڑھکر محال ہے - جبکہ انسان کو ایک بات کے کرنے کو اور ایک بات کے نکرنے کو کہا جاوے تو بالطبع انسان اسکی … کے باعث کا خواہان ہوتا ہے - اور بغیر جانے اس کے کرنے یا نہ کرنے پر راغب یا متنفر نہیں ہوتا - اسواسطے ہر ایک پیغمبر کو بلکہ ہر ایک ریفارمر یعنی مصلح کو اس منفعت و مضرت کا … تشبیہ سے بتانا پڑتا ہے -

"قرۃ اعین" کی ماہیت یا حقیقت یا کیفیت یا اصلیت کا بتانا تو محالات سے ہے اسلئے انبیا نے ان راحتوں یا لذتوں یا رنج اور تکلیفوں کو جو انسان کے خیال میں ایسی ہیں جو ان سے زیادہ نہیں ہو سکتیں بطور جزا اور سزا ان افعال کے بیان کیا ہے اور غرض ان سے بعینہ وہی اشیا نہیں ہیں بلکہ جو رنج یا راحت لذت و کلفت ان سے حاصل ہوتی ہے اس کیفیت کو "قرۃ اعین" تشبیہاً بیان کرنا مقصود ہوتا ہے گو وہ تشبیہ کیسا ہی درجہ رکھتی ہو حضرت موسےٰ نے اس "قرۃ اعین" کو اولاد پیدا ہونے منہ برسنے رزق کے فراخ ہونے دشمنوں پر غلبہ پانے اور اس کلفت کو اولاد کے مر جانے قحط پڑنے - وبا پہیلنے - شکست کہانے کی تشبیہ میں بیان کیا - یہ تشبیہیں اگرچہ بنی اسرائیل کے دل پر بہت موثر نہیں مگر درحقیقت ایسی نہ تہیں کہ جو تمام انسانوں کی طبیعت پر حاوی ہوں - لیکن نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایسی تشبیہوں میں بیان کیا ہے کہ تمام انسانوں کی طبیعتوں پر حاوی ہیں اور کل انسانوں کی خلقت اور جبلت کے نہایت ہی مناسب ہیں -

تمام انسانوں کی خواہ وہ گرم ملک کے رہنے والے ہوں یا سرد ملک کے مکان کی آراستگی مکان کی خوبی - باغ کی خوشنمائی بہتے پانی کی لہرابی - میووں کی تر و تازگی - سب کے دل پر ایک عجیب کیفیت پیدا کرتی ہے اس سے زیادہ حسن یعنی خوبصورتی سب سے زیادہ دل پر اثر کرنیوالی ہے خصوصاً جبکہ وہ انسان میں ہو اور اس سے بھی زیادہ جبکہ عورت میں ہو پس بہشت کی "قرہ اعین" ان فطرتی راحتوں کی کیفیات کی تشبیہ میں اور دوزخ کی مصائب کو آگ میں جلنے اور لہو پیپ پلائے جانے اور تہوہر کہائے جانے کی تمثیل میں بیان کیا ہے تاکہ انسان کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ بڑی سے بڑی راحت و لذت یا سخت سے سخت عذاب وہاں موجود ہے اور درحقیقت جو لذت و راحت یا رنج و کلفت وہاں ہے ان کو اس سے کچھہ بھی مناسبت نہیں ہے - یہ تو صرف ایک اعلےٰ راحت و اختلاط یا رنج و کلفت کا خیال پیدا کرنیکو اس پیرایہ میں جس میں انسان اعلےٰ سے اعلےٰ اختلاط اور رنج کو خیال کر سکتا تہا بیان کیا گیا ہے جو باتیں بہشت کی نسبت تسلیم کیگئی ہیں یقین ہے کہ خدا ویسی ہی ہمارے لئے تجویز کر دے لیکن یہ ماننا کہ بہشت میں سنگ مرمر اور موتی کے محل میں باغ میں شاداب و سرسبز درخت ہیں دودھ و شہد کی نہریں بہتی ہیں وغیرہ وغیرہ ان میں بیاہ خدا متقیوں کے لئے جو مسلمان شہید اسلام کی تحقیق معمولی چیزیں

قیدیوں سے لبالب بھرے ہوئے تھے جو اس کی بیرحمیوں اور خوفوں کا نتیجہ تہا۔ بڑے بڑے مستحکم اقرار ناموں کو سخت بے شرمی سے توڑ ڈالتا تہا اور ان سے انحراف کرتا تہا باین ہمہ اس کی رعیت عجیب آزاد تہی ابن خلکان نے ایک روایت بیان کی ہے جو ناظر کی زیادہ دلچسپی بڑہائے گی۔ چنانچہ وہ لکہتا ہے ،، خلیفہ منصور نے مالک بن انس اور عبد اللہ بن طاوس کو بلایا جب یہہ دونوں اس کے سامنے آئے تو خلیفہ نے کچھہ دیر تامل کرنے کے بعد عبد اللہ سے کہا مجھے بعض وہ حدیثین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنا جو تونے اپنے باپ سے سنی ہوں اس پر عبد اللہ نے مفصلہ ذیل حدیث بیان کی ،، خداوند تعالی قیامت کے دن ان لوگوں کو بہت سختی سے سزا دیگا جنہین اسنے اپنی ایک حکومت کا حصہ اعتبار کرکے سونپا ہے اور جو اس کے فیصلہ یا احکام کے خلاف نا منصفی کرتے ہین یہہ سنکر المنصور دم بخود ہوگیا اور بڑی دیر تک اس کی حالت سکتہ رہی مالک نے جب بعد ازان اس معاملہ کا ذکر کیا تو یہہ بیان کیا کہ مین نے اپنے کپڑے ذرا اونچے کر لئے تہے اس خیال سے کہین عبد اللہ کا خون میرے کپڑوں کو افشان نکر دے پہر المنصور نے کہا مجھے یہہ قلمدان دے عبد اللہ نے انکار کیا پہر مانگا پہر انکار کیا پہر مانگا پہر انکار کیا المنصور نے دریافت کیا کہ تو مجھے قلمدان کیوں نہین دیتا عبد اللہ نے جواب دیا۔ اسواسطے نہین دیتا مجھے خوف ہے کہ تو اس سے کہین وہ بات لکہے جو خدا کے حکم کے خلاف ہو اور پہر مین ہی تیرا اس مین شریک ہوں ،، (ابن خلکان جلد ۱ صفحہ ۴۴۲) یہہ آزادی تہی جو ایسے جابر اور ظالم بادشاہ نے علما کو دے رکہی تہی۔

المنصور نے اور بہی ایک اعلان دیا تہا کہ یہودی عیسائی مسلمانوں کے پہلو بہ پہلو عہدوں پر مقرر کئے جائین اسنے اپنی غیر مذہب والی رعایا کو تمام حقوق ملکی عطا فرمائے تہے اور وہ عیسائیوں کے مقابلہ مین خصوصاً مسلمانوں کی ہیچ نکرتا تہا۔

۱۵۸ہجری مین المنصور کا انتقال ہوگیا اور اس کی جگہہ اسکا بیٹا محمد الملقب بہ مہدی تخت نشین ہوا اس نئے پرنس (شہزادہ) کی تخت نشینی ایسی تہی گویا ان سنگلاخ چٹانوں مین جہاں لوئین چل رہی تہین اور زمین جلتے توے کے موافق ہورہی تہی یکایک سبزہ نکل آیا اور باد نسیم کے صحت بخش جہونکے آنے لگے۔ المنصور نے بغداد بنایا تہا مگر اس کے ناتراشیدہ اور دہندلے راج مین یہہ اسلامی دار الخلافہ صرف ایک قلعہ اور محبس رہا مگر اب اسپر تابناک دن کی روشنی پڑنے لگی تہی اور لوگ غیر معمولی آفتاب کی روشنی سے فیضیاب ہونے لگے تہے یہہ نیا سلطان نوجوان۔ جمیل خراج۔ اور عیش پسند تہا۔ مہدی کا مدیحہ خوان یہہ لکہتا ہے ہمارا سلطان حسن مین ایسا تابناک چاند کی مانند ہے موسم بہار اسکی لطافت اور عطر آمیز خوشبوؤں سے تروتازہ ہے۔ اپنی بیدہڑک دلیری کا شیر ہے سمندر مع اپنی موج انگیز لہروں کے اسکی فیاضی اور داد و دہش کی ایک علامت ہے ،،

ریاست کے قیدی جنہین ہر مذہب اور فرقہ کے لوگ تہے بالکل آزاد کر دئے گئے تہے متوفی شاہ کے خزانے

قطار معلوم ہوتی ہے جو برابر کھڑی ہوئی بڑبڑا رہی ہے۔ جب مسلمان رکوع کرتے تھے تو وہ باواز بلند کہتے تھے اپنے پیچھے کے حصہ کو خدا کے آگے پیش کرنیکا کیسا خوش اسلوب طریقہ ہے۔

یہہ ناتراشیدہ نافہم لوگ اسقدر چیرہ دست ہوئے کہ بغداد ہی مین اپنے کو محدود نہ رکھا بلکہ مکہ شریف بھی جا براجے اور جتنے ارکان مسلمان کعبہ مین جا کے ادا کرتے مین ان پر سر بازار مضحکہ اڑانے لگے۔ جب مسلمان طواف کعبہ کرتے تھے تو وہ یہ فقرے کہتے تھے "او گہر مین آخر بتاؤ تو سہی کہ تمہین کس امر کی امید ہے" اور جب وہ صفا اور مروہ مین دوڑتے تھے تو وہ بد دین ناعاقبت اندیش یہہ کہا کرتے تھے" (بطور سخت مضحکہ کے) کیا یہہ لوگ چوری کرینکے لئے دوڑے دوڑے پھرتے ہین۔ جب یہانتک کفر و الحاد پھیلا اور دین خدا کی یون بے حرمتی خود اسلامی سلطنت مین ہونے لگی تو علمائے اسلام مین سخت پریشانی پھیلی۔ نوتخواہ نگرانی الحال مطیع عربون نے اپنی دینی توہینون کو سخت قہر آلودہ نظرون سے دیکھا اور ان کے ہاشمی خون مین جوش اٹھا۔ آنکھ مین طیش انگیز انتقام کی سرخی جلوہ دینے لگی اور رنگت پر غصہ کی تمتماہٹ نے اپنا جلوہ کیا۔ پھر بھی مہدی نے انہین قانون کی رسی مین اسطرح جکڑ رکھا تھا کہ وہ ہون نکر سکتے تھے اور نہ اس سے الگ ہو سکتے تھے۔ غلمانہ بھی دانت پیستے تھے مگر کچھ نہ ہو سکتا تھا یعقوب بن داؤد ایک بڑا زبردست پولیٹیشن آدمی تھا جب تک وہ خلیفہ مہدی کا ناک کا بال بنا رہا کوئی بات بھی نہ ہوئی اور عربونکے خون کے جوش کا کوئی مہلک اور خطرناک نتیجہ دکھائی نہ دیا۔

جب مہدی ایکدفعہ مکہ شریف حج بیت اللہ کو جا رہا تھا تو راستے مین ایک پتھر پہ جسپر میلون یا فرسنگون کی تعداد مسافرون کے لئے لکھی ہوئی ہوتی ہے مفصلہ ذیل الفاظ لکھے ہوئے دیکھے" اے مہدی تو بہت بڑی خوبی کا پادشاہ ہوتا اگر تیرا وزیر یعقوب بن داؤد نہوتا۔ یہہ دیکھکر مہدی نے اسپر جواب لکھدیا "ہمیشہ ایسا ہی ہوگا اور تو اپنی بدقسمتی کی وجہ سے اس سے نقصان اٹھائیگا۔"

یعقوب کو معاملات ملکی مین یہانتک دخل ہوگیا تھا کہ مہدی سے کوئی شخص بھی براہ راست پبلک میٹرس مین ہرگز گفتگو کرنے نہ پاتا تھا سلطنت کے بڑے بڑے سردار جنگی و ملکی دست بستہ باہر کھڑے رہتے تھے اور بعد ازان مہدی اور یعقوب نکل کر خراماں خراماں آتے تھے امرا و وزرا یہہ نظارہ دیکھتے تھے اور خون کے سے گھونٹ پیکر خاموش ہو رہتے تھے اپنی اس بے عزتی اور دین کی ایسی توہین کی ان سے برداشت نہو سکتی تھی وہ دانت پیستے تھے اور کہتے تھے اگر بس چلے تو سب سے پہلے یعقوب ہی کی دانتون سے بوٹیان چبا ڈالین۔

ایکدن اتفاق سے جب یعقوب محل سے اپنے گھر جاتا تھا گھوڑا جو چراغ پا ہوا وہ دھڑام سے گر پڑا اور اسکی دونو ٹانگین ٹوٹ گئین خلیفہ کو اس افسوسناک حادثہ کی خبر دی وہ اوسان باختہ برہنہ پا دوڑا ہوا آیا اور آکے اپنے پیارے وزیر کو اٹھایا اور اپنے محل مین لیگیا۔ تین چار مہینے کامل بستر پر پڑا رہا اس عرصہ مین عرب سردارون کا دخل مہدی تک ہوگیا اور انہون نے یعقوب کی حد اعتدال سے بڑھی ہوئی آزادی بخش پولیسی کا نتیجہ بیان کیا۔ اور یہ ثابت کیا کہ شیعہ ہے سنیون سے کد و کاوش رکھتا ہے آپکے والد نے اسے شیعون کی بغاوت مین گرفتار کیا تھا غرض اسی قسم کی باتون

جب متواتر خلیفہ مہدی کے کان بھرنے لگے تو اس نے یعقوب کو اچھے ہونیکے بعد ایک باغی کے نام نیکے جرم مین مطبق بھیجدیا۔ یہ ایک تیرہ و تار قید خانہ ہوتا تھا جو خاص امرا و روزرا کے لئے بنایا گیا تھا۔ اس مین فقط ایکدریچہ سے روشنی جاتی تھی اگر اس دریچہ کو بند کردیتے تھے تو اندر بالکل گھپ گھپ اندھیرا ہو جاتا تھا لوگون نے مہدی کو مشورہ دیا تھا کہ یعقوب کو قتل کرڈالنا چاہئے مگر مہدی نے یہ ظلم صریح قبول نکیا اور اسے قید خانہ مین رکھنا مناسب جانا۔ یہان یعقوب کو ہر طرح آرام دیا جاتا تھا چودھوین پندرھوین صدی کے یوروپین قید خانون سے یہ قید خانہ شاہی محل کے برابر سمجھنا چاہئے۔ جہان قیدی کو (یہ ضرور نہین کہ وہ خونی ہو) چت لٹادیتے تھے اور اوسکے دونون ہاتھ اور دونون پیر زنجیرون سے باندھکے مل خون سے جکڑ دیتے تھے کھانے کو اول تو کچھ دیتے نہ تھے اور اگر دیتے بھی تھے تو آدہ سیر نمک اور آدہ سیر کسی قسم کا کچا غلہ وہ بیچارہ تین چار روز مین تڑپ تڑپ کر جان دیتا تھا مگر شاہان اسلام نے یہ بیجا مظالم اپنے ہان روا نہ رکھے تھے۔ یعقوب گو ایک سخت جرم مین گرفتار ہوا تھا پھر بھی اسے اتنی آسائش دیگئی تھی کہ وہ پندرہ برس تک زندہ اور صحیح رہا۔

اس عرصہ مین مہدی کا انتقال ہو گیا اسکی جگہہ ہادی تخت نشین ہوا۔ ہادی بھی وفات پا گیا پھر خلیفہ ہرون الرشید تخت خلافت پر بیٹھا جس کے تخت نشینی کے چھہ برس کے بعد یعقوب بن داود زندہ قبر مین سے نکالا گیا۔

یحیٰے جو مقرب سلطان یا خلیفہ تھا اس نے سفارش کر کے یعقوب کو رہائی دلوائی۔ خلیفہ نے فوراً چھوڑدیا۔ رہا ہونیکے بعد پھر یعقوب نے معاملات سلطنت سے کوئی حصہ نہ لیا اور اپنی باقیماندہ عمر مکہ شریف مین بسر کردی جہان وہ آخراس دار فانی سے ۱۸۶ ہجری مطابق ۸۰۲ء کو عالم باقی کو رحلت کر گیا۔

ہرون الرشید کی پر شوکت سلطنت الف لیلہ سے ثابت ہوتی ہے گو اسکی سلطنت مین بغاوتین بہت سی ہوئین مگر یہ خوشی سے دیکھا جاتا ہے کہ سچ بات پر گردن خم کرنے والا اور عالم کی قدر سمجھنے والا یہ ہوا ہے۔

ہرون الرشید کو بعض یوروپین مورخون نے حد سے زیادہ بیرحم اور جلاد لکھا ہے اور بڑا خونریز خلیفہ تسلیم کیا ہے مگر مین ان مانی ہوئی خیالی باتون کے خلاف ہون۔ پہلی بات جو کسی سلطان کی نیک نیتی اور خیر اندیشی پر دلالت کرتی ہے وہ آزادی ہے جو وہ اپنی رعایا کو دیتا ہے۔ اس کے زمانہ مین اسلام تو آزاد ہی تھا مگر نہین حضرت عیسےٰ کا مذہب بھی گرجون اور بازارون مین اسیقدر آزاد تھا۔ جو مشرقی ضد اور بیرحمی یوروپین مورخ ہرون الرشید پر عائد کرتے ہین اس جلیل القدر خلیفہ کی مبارک ذات اس ناشدنی الزام سے بہت مستبعد تھی۔

اس کے لئے ہم کئی شہادتین دیسکتے ہین۔ اول یہ کہ خلیفہ نے امام مالک سے وزیرون کی معرفت کئی بار درخواست کرائی کہ آپ محل مین تشریف لاکے مامون میرے لڑکے کو پڑھا دیا کیجے۔ امام مالک نے وزیرون کی درخواست کا سوائے ناگوار سکوت کے اور کوئی جواب ندیا۔ شاہ یا خلیفہ وقت کی درخواست کا اس متمردانہ طور پر جواب ندینا صاف اسبات کو ثابت کرتا ہے کہ ہر شخص آزاد تھا اور اپنے پر خود حکومت کرتا تھا اسے خلیفہ کی

کچھہ بھی پروا نہ تھی امام مالک جانتے تھے کہ مروجہ قانون ملکی سے خلیفہ مجھے مجبور نہین کرسکتا کہ مین اُس کا حکم ضرور ہی تسلیم کرون انہین خلیفہ کی ناراضی اور خوشی کی ذرا بھی پروا نہ تھی - یہ آزادانہ روح اسیوقت ہوتی ہے کہ جب سلطان وقت رعایا سے یہ عہد کرلیتا ہے کہ تمہین خلاف قانون شریعت یا مروجہ کبھی مجبور نکیا جائیگا - خیر جب خلیفہ کو یہہ معلوم ہوا کہ امام مالک اس درخواست سے ناراض ہوئے تو اس نے اپنے ہاتھ سے رقعہ لکھا اور نہایت التجا سے یہ تحریر کیا کہ آپ یہان تشریف لا کے اسے سبق دیدیا کرین - امام مالک نے جواب لکھا کہ "علم سے اطاعت نہین ہوتی بلکہ علم اطاعت کراتا ہے" یہ جواب ہرون الرشید نے نہایت قیمتی سمجھہ کے قبول کیا اور اپنے خاص صندوقچہ مین رکھہ لیا اور کبھی کبھی اسے نکال کے دیکھتا تھا اور زار زار روتا تھا کہ مین نے اس سے پہلے علم کی کچھہ قدر نہ کی اس گفت وشنید کا یہ نتیجہ ہوا کہ مامون بستہ بغلمین دابکے خود امام مالک سے پڑھنے گھر پر جانے لگے اور جبتک مکتب جاتا رہا کوئی شاہانہ نشانی اپنے ساتھہ نرکھی - جہان جگہہ ملی بیٹھہ گیا اپنی کلاس فیلوون کی عزت کرتا تھا - کپڑے نہایت سادے پہنتا تھا اور کبھی کبھی اپنے استاد کی مار نہایت صبر سے برداشت کرلیتا تھا اور چون تک نہ کرتا تھا -

دوسری شہادت ان تین گرجون سے ملتی ہے جو اس پرشان خلیفہ نے اپنے روپیہ سے بنوائے تھے اور اسپر بعض نافہم علمانے بڑا شور مچایا تھا کہ خلیفہ نے اپنے خزانہ سے گرجون کے لئے کیون روپیہ دیا -

تیسری شہادت اس تروتازگی اور غیر معمولی سرسبزی - ثروت - دولت کی ہے جو اسکی سلطنت کو حاصل تھی اور جسکی گواہ علاوہ تاریخی پے درپے شہادتون کے الف لیلہ ہے جسکی کہانیان بالکل مسلمہ ہین اور یہ تسلیم کرلیا گیا ہے کہ جو کچھہ الف لیلہ مین لکھا ہے ہرون الرشید کی سلطنت کا سچا نقشہ کھینچا گیا ہے -

اسی قسم کی اور بہت سی شہادتین ہین جن کا مفصل بیان زیادہ طولانی ہوگا - اس لئے مین اسے قلم انداز کرتا ہون مجھے سب سے زیادہ حیرت یہ ہے کہ یوروپین مورخ بغیر دیکھے اور سمجھے کیون خلفا یا سلاطین اسلام پر الزام عاید کرتے ہین اگر ہرون الرشید کو سخت جابر اور ظالم تسلیم کرلین تو پھر اسکی زبردست قدرت اور شاہانہ جبروت تسلیم کرنے مین تامل کرنا پڑیگا جس خلیفہ کو تخت پر بیٹھتے ہی حضرت علی کی اولاد کو قتل کرنے کی دُھن لگی ہوئی ہو - باغیان سلطنت کو زیروزبر کرنے کا خیال ہو - اور بھائیون کی شب و روز کی مخالفت سے تنگ آگیا ہو اسکی سلطنت کبھی پرشوکت اور دبدبہ کی نہین ہوسکتی وہ کبھی اس قابل نہین ہوسکتا کہ اپنی سلطنت کو کچھہ عرصہ تک قایم رکھہ سکے نہ کہ مزید برآن وہ دوسری عظیم الشان سلطنتون پر حملہ آور ہو - خلیفہ ہرون الرشید نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا اور بڑی دھوم دہام سے لاکھون درہم تاوان جنگ لیکے واپس آیا پھر اسکی سلطنت قوی اور پُررعب تھی شاہان یوروپ اس سے خط کتابت کرنا فخر عظیم سمجھتے تھے - شارلیمین شاہ جرمن وغیرہ اور خلیفہ ہرون الرشید کی خط کتابت سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونو معصر شاہ باہم ایک دوسرے سے کیسا برتاؤ کرتے تھے اور شارلیمین نے خلیفہ بغداد کے عدل وانصاف پر مایہ ری

نظرین اور حاسدانہ صورت دیکھکر خوف معلوم ہوا اور اپنے گروہ کے ضائع ہونے کا شبہ ہوا - آپکا خوف صحیح تہا عبید اللہ گورنر پہلے ہی پرسش کے لئے موجود تہا میدان کربلا مین حسین پانچ ہزار سوارون سے گہیر گئے جس سے آپکی آمد و رفت شہر اور دریا سے رک گئی - وہ اب بہی قیصر اور کسریٰ کے قلعہ مین جو بین جنگل مین بنا ہوا تہا اور جہان دس ہزار سپاہ تہی جاکر بچ سکتے تہے لیکن شرطون کے سوال و جواب مین رہگئے جو آپنے اپنے حریف کے آگے پیش کی تہین - پہلی شرط تو یہہ تہی کہ مجہے صحیح و سالم مدینہ واپس چلا جانے دو - دوسری شرط یہہ تہی کہ مجہے ترکون کی مورچہ بندی کے سامنے قیام کرنے دو - تیسری شرط یہہ تہی کہ یا مین بحفاظت تمام یزید کے پاس پہنچا دیا جاؤن - لیکن یزید کا لفٹنٹ بڑا درشت اور سخت تہا اسنے امام حسین کو اطلاع دی کہ کیا تو آپ مجرمونکی طرح یزید کے پاس گرفتار ہوکے جانا قبول کرین یا اپنی بغاوت کا اعتراف کرین اور ان نتیجون کو تسلیم کرین کہ جو بغاوت سے پیدا ہوتے مین آپنے جواب دیا "کیا تم یہہ خیال کرتے ہو کہ مین موت کے خوف سے ڈر جاؤنگا ایک ہی شب کے وقفہ مین آپ چپ چاپ اور سنجیدگی سے اپنی قسمت کی بانگی دیکہنے کے لئے مستعد ہوگئے - آپنے اپنی بہن فاطمہ کو رونے سے منع فرمایا جو اپنے خاندان کی بالکلیہ تباہی سے واویلہ کر رہی تہین اور یہہ فرمایا "ہمارا بہروسہ صرف ایک خدا پر ہے تمام چیزین خواہ آسمان مین ہون یا زمین مین ایک دن ضرور نا پیدا ہونگی اور اپنے مالک کے پاس جائینگی میرا بہائی میرا باپ میری مان مجہسے بہتر تہے اور ہر مسلمان کو نبی اکرم کی تقلید کرنی چاہئے" امام حسین نے اپنے رشتہ دارون اور دوستون سے کہا کہ تم لوگ یہان سے جان بچاکے چلدو انہون نے بالاتفاق اپنے پیارے اور محترم مالک کو تنہا چہوڑنے سے انکار کیا - ان کا بہروسہ سرگرمی سے آخرت پر تہا - دوسرے دن آپ علی الصباح گہوڑے پر سوار ہوئے ایک ہاتہہ مین تلوار تہی اور ایک ہاتہہ مین قرآن مجید تہا - آپکے شہدا کے فیاض اور جہہی گروہ مین ۳۲ سوار اور چالیس پیدل تہے - لیکن ان قلیل آدمیون کی مورچہ بندی صرف خیمون کے رسون سے کی گئی تہی یا انہون نے گہری کہائی کو لکڑیون سے پاٹ کر عربون کے قاعدہ کے بموجب بنا پشت پناہ بنایا تہا - دشمن بے اعتنائی اور بیدلی سے اسطرف بڑہا اور ان کا ایک سردار چالیس سپاہیونکو لیکر مبارزت طلب کرنے کے لئے نکلا - امام حسین کے سپاہی ایک ایک کے مقابلہ مین زیادہ پر صعب نظر آئے - لیکن ایک ہی بار عبید اللہ کے لشکر نے دور سے تیر مارنے شروع کئے - ایک ایک کرکے سب آدمی شہید ہوگئے - اور آخر امام حسین کے پچہلے ساتہی کے شہید ہونے سے لڑائی کا خاتمہ ہوگیا - تنہا ماندہ - مجروح حسین اپنے خیمہ کے دروازہ کے آگے بیٹہ گیا - جب آپ ایک قطرہ پانی سے اپنے لبونکو تر کر رہے تہے ایک تیر آکے لگا جس سے آپکا بہتیجہ اور بیٹا گود مین شہید ہوگیا - آپنے اپنے دونو ہاتہہ آسمان کی طرف اوٹہائے جنسے سر بسر خون بہہ رہا تہا اور شہدا اور زندہ آدمیون کے لئے دعا کی - امام حسین کی بہن سخت مایوسی کی حالت مین خیمہ کے باہر نکل آئین اور کوفیون کے جنرل کو قسم دیکر کہا کہ امام حسین کو اپنی آنکہون کے آگے شہید نہ کیجو

توبہ قبول کرے ۔

سلیمان نے دوسرے دن نماز صبح کی وہین پڑھی اور پھر سیدھا قیاریہ مین پہنچا یہان کا حاکم زفران نامی ایک شخص تھا اسنے جونہی سلیمان کی آمد آمد کی خبر سنی اپنی فوج لیکر سدراہ ہوا سلیمان نے اس سے کہلا بھیجا کہ ہم تجھسے لڑنے اور تیرا شہر چھینے نہین آئے ہین بلکہ ہم امیر المومنین امام حسین شہید کربلا کے خون طلب کرنے کے لئے جاتے ہین تو ہمارے لئے رسد کے سامان کردے اور ہمین اپنے شہر مین سے رستہ دیدے۔ چنانچہ زفران نے یہہ سنتے ہی رسد وغیرہ کا سامان بھی بکثرت مہیا کردیا اور رستہ بھی جانے کے لئے دیدیا۔ جب سلیمان روانہ ہونے لگا تو زفران نے اس سے آکے یہہ کہا کہ مین تجھے کچھہ ہدایت کرنا چاہتا ہون بشرطیکہ تو اسے سنے اور اس پر عمل کرے وہ یہہ ہے کہ تو آگے نہ جا بلکہ ہمین اپنی مورچہ بندی کرلے کیونکہ ابھی مروان بن الحکم کا انتقال ہوچکا ہے اور اسکی جگہہ عبدالملک بن مروان سے لوگون نے بیعت کرلی ہے عنقریب تیرے پس پا کرنے کے لئے شامی لشکر آئیگا تو اگر تو یہان ہوا تو مین بھی تیری مدد کرنے کو موجود ہون یہہ سنکر سلیمان بن صرد بہت خوش ہوا اور یہہ کہا جزاک اللہ بالخیر۔ ہم خدا پر بھروسہ کرتے ہین وہی ہماری پشت پناہی کے لئے کافی ہے پھر زفران نے کہا اگر تم آگے بڑھنا چاہتے ہو تو فوراً بڑھو اور بڑھ کے عین الوردہ کو فتح کرلو کیونکہ یہہ سرسبز شہر دشمن کے مقابلہ مین تمھین بہت کچھہ سہارا دیگا۔ یہہ سنتے ہی سلیمان نے آگے بڑھکے شہر عین الوردہ پر قبضہ کرلیا۔ قبضہ کئے ہوئے پانچ دن نہ گزرے تھے کہ شامی فوج آدھمکی سلیمان نے پھرتی سے منبر پر کھڑے ہوکے خطبہ پڑھا اور اپنے ساتھیون سے یہہ کہا اگر مین مارا گیا تو تم مسیب کو اپنا امیر بنا لینا اور اگر وہ بھی مارا جائے تو عبداللہ بن سعید کو اپنا امیر نامزد کرلینا اور اگر وہ بھی مارا جائے تو رفاعہ کو اپنا امیر بنالینا۔ اس ہدایت کے بعد ایک دستہ کا۔ افسر بناکے سلیمان نے مسیب کو شامیون کے مقابلہ مین روانہ کیا۔ مسیب اس دلیری اور ہوشیاری سے لڑا کہ شامیون پر اسے فتح ہوئی۔ شامی بہت سے مارے گئے اور بکثرت ان کا سامان لوٹ لیا گیا۔

جونہی اس شکست کی خبر عبیداللہ بن زیاد کو پہنچی اس نے حصین بن نمیر کو بارہ ہزار فوج کی سرکردگی مین سلیمان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ یہہ منگل کا دن جمادی الاول کا مہینہ ۶۵ھ ہجری تھے کہ حصین نے عین الوردہ کے سامنے اپنے لشکر کو ڈالا اور آپ لشکر سے باہر نکل کر سلیمان سے مخاطب ہوا۔ سن او سلیمان بن صرد اسوقت دو گروہ جو ہے ہین مروانی اور زبیری تو تیسرا خارجی یہان سے نکل آیا کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہے اور اتنے آدمیون کو کیون قتل کراتا ہے۔

سلیمان بن صرد نے جواب دیا کیا بکتا ہے اپنی سی ہانی دوسرے کی جانتا ہے۔ یہہ تیرے ہی گروہ کو سزاوار ہے کہ نعوذباللہ امام بناتے ہو اس کے ہاتھہ پر بیعت کرتے ہو اور پھر دوسرے دن اسے خارج کردیتے ہو تم نہین جانتے کہ ہم کون ہین ہمارا امام نبی زادہ ہے اور ہم دختر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادہ امام حسین کا خون طلب کرتے ہین ہمارے ہان کا ظالم عاصی امام بھی تمہارے متقی اور منصف امام سے بدرجہا بہتر ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ

جو کچھ تم نے سید الشہدا کے ساتھ کیا ہے خدا اسے معاف کرے تو عبید اللہ بن زیاد کو ہمین دیدو اور عبد الملک کو تخت خلافت سے اتار دو کہ ہم باتفاق خاندان پیغمبر خدا سے ایک امام منتخب کرین کیونکہ اسی خاندان کو امامت واجب اور مناسب ہے۔ حصین نے سلیمان کی ان باتون پر مطلق توجہ نہ کی سخت معرکہ ہوا دو دن تک خونریزی سے جنگ ہوتی رہی عبید اللہ نے دوراندیشی کے خیال سے بیس ہزار جرار فوج اور بھی حصین کی مدد کے لئے روانہ کر دی تھی کہ عین جنگ مین وہ بھی پہنچ گئی۔ سلیمان اب بھی شکستہ خاطر نہوا تھا۔ وہ جس خطرناک دلیری سے جنگ کر رہا تھا برابر کرتا رہا یہانتک کہ عین معرکہ جنگ مین اسکے کلیجہ مین ایک تیر لگا اور پشت پر سے پار ہوکے نکل گیا اور آناً فاناً مین وہ وہین ٹھنڈا ہو گیا۔ خارجیون نے جب اپنے جوشیلے جری سردار کو بیجان دیکھا شکستہ دل ہوئے مگر پھر بھی اُنھون نے مسیب کو اپنا سردار بنا کے میدان جنگ مین قدم جمائے رکھے کہ تھوڑی دیر کے بعد ایک شامی کے نیزہ نے مسیب کا بھی خاتمہ کر دیا اسکے بعد عبد اللہ بن سعید نے سردار بنکے میدان کارزار مین قدم آگے بڑھایا مگر وہ بھی بہت جلد راہی ملک بقا ہوا۔ اسکے بعد رفاعہ نے جھنڈا ہاتھ مین لیا مگر آخر مین اسکی قسمت نے بھی کچھ سہارا ندیا۔ شکست ہونے کو تھی کہ تاریکی نے دونون لشکرونکو کسیقدر آرام کرنے کی مہلت دی۔ شب کو رفاعہ نے اپنے باقیماندہ دوستون سے کہا بہتر ہے کہ ہم اپنی جان بچا کر بھاگ جائین یہہ محال بلکہ ناممکن ہے کہ دشمن کے اس عظیم الشان لشکر پر ہمین فتح حاصل ہو۔ خارجی بھی بد دل ہو رہے تھے آخر رات ہی رات مین رفاعہ بھاگ کے قرقیسا پہنچا اور پھر تین دن قیام کر کے کوفہ چلا گیا۔ ادہر کوفہ مین خارجی خونریزی کی تدبیرین کر رہے تھے ادہر بصرہ مین خارجیون کا دن بدن زور بندھتا جاتا تھا۔ ایک زمانہ تک خارجیون نے بہت کچھ مسلمانونکا خون بہایا مگر آخرکار وہ بالکل پس پا کر دئے گئے اور اب مسقط مین زیادہ تر ان کی بود و باش ہے۔

مروان کا اس اثنا مین ۸۱ برس کی عمر مین انتقال ہو گیا۔ اسلامی سلطنت کے دامن پر متواتر خون کی افشان ہو رہی تھی اور جن حصون سے بہت کچھ ترقی کی امید کی جاتی تھی وہ دن بدن دبتے چلے جاتے تھے۔

خلیفہ عبد الملک کے وقت مین گو فتوحات کی بہت کچھ ترقی ہوئی مگر ساتھ ہی خونریزی اور سیول وار مین بھی برابر جان پڑتی رہی حجاج بن یوسف خلیفہ عبد الملک کی طرف سے عراق کا گورنر تھا اور ہر طرف ایک قیامت برپا تھی۔ خلیفہ عبد الملک کے ظلم وستم یا خونخوار فطرت سے نہین بلکہ نئے نئے دعویداران سلطنت کی وجہ سے۔ جہانتک عبد الملک کے حالات دیکھے جاتے ہین ان سے یہہ بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ ایک بہادر جفاکش اور جری مرد میدان باحوصلہ شخص تھا ساتھ ہی باغیان سلطنت سے بہت سختی سے پیش آتا تھا اور بغیر تلوار کے بات نکرتا تھا۔ اس کی یہہ کاروائی تھی جو مذہبی گروہ حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا۔

عبدالملک نے تخت خلافت پر بیٹھتے ہی سلطنت کا رنگ ہی بدلدیا تہا جو کمزوری اور ضعف باہمی متضاد گروہوں کے پیدا ہو جانے سے سلطنت اسلام کو ہوتا چلا تہا بہت کچھہ دور کردیا تہا۔ وہ اسلام کا دلدادہ تہا اور مصیبت زدہ کے بچانے کے لئے اپنا چین آرام کہودیتا تہا۔ اس نے اسلام کی بہت کچھہ مدد کی ہے اور فتوحات اسلام کو اس کی وجہ سے بہت کچھہ وسعت ہوئی ہے گو اسکی ذاتی معاشرت کچھہ ہی کیون نہو پہر بہی اسلام کو اس نے جتنی پولیٹیکل قوت بخشی تہی وہ سمجھنے غور کرنے اور انصاف سے ملاحظہ کرنے کی محتاج ہے اگر ہم اسکی ذاتی خرابیون پر اسے برا بہلا کہنے کے مجاز ہین تو ہمارا یہہ بہی تو فرض ہے کہ اسکی نیکیون اور ان فوائد کا بہی تو ذکر کرین جو اسلام کو اس سے پہنچے ہین۔ گو ہمارے مہربان مسٹر امیر علی جج نے ایک ساتہہ کل خلفائے بنی امیہ کو غاصب وحشی ناخدا ترس ظالم اور خونریز لکہا ہے مگر ہمارا دل یکطرفی ڈگری دینا پسند نہین کرتا ہم اسکی عجیب وغریب فطرت اور مسلمانون کے ساتہہ فدائیانہ عشق کی ایک مثال خود حضرت امیر علی صاحب کی کتاب اسپرٹ اف اسلام مین سے نقل کرتے ہین جس سے ناظر کو یہہ اندازہ ہو جائیگا کہ ایک جگہہ ہمارے واجب الاحترام مہربان کیا تحریر فرماتے ہین اور دوسری جگہہ کیا حوالہ قلم کرتے ہین چنانچہ اسی عبدالملک کی نسبت وہ یہہ رقم فرماتے ہین۔

”خلیفہ نے اپنے ضیافتی ہال مین بیٹھے گہر مین یہ سنتے ہی کہ رومی ایک عربی بیگم کو جب گرفتار کئے لیجارہے تہے تو یہہ اس نے غل مچاکے کہا تہا عبدالملک کہان ہین، میری مدد کو آ تو دو نصف جام نہ پیا ہوگا کہ لبون سے علیحدہ کرکے رکہدیا اور قسم کہائی جب تک مین اس خاتون کو نہ رہائی دلوا لونگا مجھے کہانا پینا حرام ہے۔ اسیدم اس نے اپنی سپاہ کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور جب تک خاتون کو رومیون کی قید سے نہ چہڑا لیا اپنی قسم کو نہ توڑا (ماخوذ از اسپرٹ اف اسلام صفحہ ۳۶۰-۳۵۹)

اس اسپرٹ پر ہمین معمولی نظرین نہ ڈالنی چاہئین بلکہ ذرا تامل اور تحمل سے دیکہنا چاہئے کہ بنی امیہ کو سر سے پاؤن تک تمام جہان کی برائیون سے لاد دینا اور تعصب مین آکے ان کی بہلائیون کو چہپا دینا کتنے ظلم کی بات ہے۔ اس واقعہ کے دو پہلوؤن پر ہمین غور کرنا چاہئے پہلا پہلو تو یہہ ہے کہ عورت کا عبدالملک کو اپنی رہائی کے لئے طلب کرنا یہہ معنی رکہتا ہے کہ وہ مصیبت زدون کا دادرس تہا اور ایسی ایسی حالتون مین مدد کرنے کا عادی تہا اگر وہ بالکل ظالم اور خونریز ہوتا تو کبہی عربی خاتون اسے نہ پکارتی ایسی حالت مین اسی سے مدد چاہنے کی درخواست کی جاتی ہے جس کی طرف سے پورا یقین ہوتا ہے کہ یہہ مدد کریگا اور جسکا ذاتی تجربہ ہو جاتا ہے کہ یہہ ایسی حالتون مین مدد کیا کرتا ہے۔ دوسرا پہلو یہہ ہے کہ سنتے ہی عبدالملک نے پیالہ شربت کا اپنے ہاتہہ سے رکہدیا اور خاتون کو نجات دلوانے کے لئے تیار ہوگیا یہہ کام ظالم اور خودغرض خلیفہ کا نہین ہوسکتا بلکہ ایسے جگر دلیری وہ ہی کریگا جسکی رگون مین اسلامی خون دوڑتا پہرتا ہوگا اور جسے دین خدا کی لاج

بہی ہو گی۔ مین ناظرین پر اس کا انصاف چھوڑتا ہون۔

اسکا ہم اعتراف کرتے ہین کہ عبد الملک نے نہین مگر اسکے گورنر حجاج بن یوسف نے مذہبی پیشواؤن پر بڑی بڑی زیادتیان کین اور سخت سخت ظلم توڑے۔ عبد الملک خود بہی جیسا کہ ہم لکہ آئے ہین ایک درشت اور سخت آدمی تہا اور اپنی بات کی پچ مین وہ اکثر اوقات رعایا پر ظلم بہی کر جاتا تہا۔ عبد الملک کا ظلم اتنا مشہور نہ تہا جتنی حجاج کی سفاکیان زبان زد عوام ہو رہی ہین۔ اس ناشدنی بدبخت گورنر نے بڑی زیادتی تو یہہ کی تہی کہ وہ ان لوگون کو تکلیف دیا کرتا تہا جو ائمہ مذہب اور علم و فضل کے لحاظ سے مقتدائے عالم تہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے سچ کہا کہ ”اگر اور پیغمبرون کی امتین سب ملکر اپنے اپنے زمانہ کے بدکارون کو پیش کرین اور ہم صرف حجاج کو مقابلہ مین لائین تو واللہ ہمارا پلہ بہاری رہیگا“ حجاج کی ناخداترس سفاکیون نے لوگون کو جھنجھوڑ دیا اور عراق مین ایک طوفان بے تمیزی برپا ہو گیا۔

ہم گورنرون کا الزام خلیفہ پر عاید کر سکتے ہین مگر تاریخ ہمین بتلاتی ہے کہ حجاج برائے نام مطیع عبد الملک تہا مگر درحقیقت آزاد تہا۔ اسکی ستم افزا کارروائیان ابتک زمانہ کی پیشانی پر لکہی ہوئی ہین۔

آخر عبد الملک نے ۸۶ھ ہجری مین ۲۱ برس خلافت کرکے انتقال کیا۔ اس عرصہ مین سات برس کامل عبد اللہ بن زبیر سے لڑتا رہا اور باقیماندہ سال اندرونی بغاوتون کے فرو کرنے۔ اور فتوحات کو وسعت دینے مین صرف ہوئے۔ عبد الملک کی بیویون مین ایک بیوی حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کی اولاد سے تہی۔ جیسا کہ طبری جلد ۴ صفحہ ۶۸۰ مین لکہا ہے۔

اس کے بعد اس کا بیٹا ولید تخت نشین ہوا۔ اس نے اسلامی دنیا مین جو کچھہ نام پیدا کیا وہ کم خلفا کو نصیب ہوا ہے اسکی فوج یورپ افریقہ اور افغانستان کے جگر مین گہس گئی اور صلیبی نشانون کو جھکاتی ہوئی اندر جا پہنچی۔ اسپین جیسا بڑا ملک اسلام کے قبضہ مین آگیا۔ یہہ وہ اسپین ہے جہان آٹہہ سو برس تک بنی امیہ کی سلطنت رہی اور تمام جہان کے علوم کا سرچشمہ بہی آٹہہ صدی تک بنا رہا۔

ولید کی اولو العزمانہ کوششون نے اسکے قدمون پر نہ صرف اسپین ہی کو نثار کر دیا بلکہ ولایت سندہ کی کنجیان بہی اسکی خدمت مین پیش کر دین۔ ان وسیع فتوحات پر بہی اس نے قناعت نہ کی بلکہ خوارزم۔ سمرقند سے گزر کر کابل و فرغانہ پر علم اسلام نصب ہوا مغرب کی طرف جزائر منورقہ۔ میورقہ فتح کر لینے مین دریافت کرتا ہون اس سے زیادہ اسلام اور ملک پر اور کیا احسان ہو گا۔

یہہ مانا کہ اسکی ان فتوحات مین اپنی ذاتی نمایش بہی ملی ہوئی تہی پہر بہی جو فائدہ اسلام کو اس سے پہنچا اسے محض اپنی ناانصافی سے ہم کیون لوح دل سے نسیاً منسیاً کر دین۔ ہمارے مولانا شبلی صاحب نے آنکہون پر ٹہیکری رکہکے ولید کی ان شاہانہ اور بے مثال خدمتون کا جو اس نے اسلام کی کین اچہا صلہ نہین دیا ہے اور ایک رکیک اعتراض اسپر جڑ دیا ہے جیسا کہ وہ لکہتے ہین ”لیکن اسلام کی روحانی برکتون کا نشان نہ تہا“ (از سیرۃ النعمان صفحہ ۲۵)

مین کہتا ہون فی الحال نہو مگر اس نظر کرنے کے لئے کیون آنکھین بند کین جاتی ہین کہ اسنے اسلامی برکتین پیدا ہونے کا بیج تو بو دیا اگر اپنے زمانہ مین ان کے پیدا کرنے سے قاصر رہا ہو - یورپ مین اسنے اسلام کی شوکت تو جما دی دیکھو جو بیج اسنے یورپ مین بویا یعنے اسپین فتح کیا وہ پھولا پھلا ہرا ہوا شاخین نکلین اور لہلہایا - آٹھ سو برس تک روحانی چشمے ابلتے رہے -

یہہ سخت جہالت اور کوتاہ بینی ہے کہ ہم کسی شخص کے کام پر بغیر اس کا نتیجہ دیکھے رائے لگانے بیٹھہ جائین انسان کوئی خدمت کرے درحقیقت وہ کوئی چیز ہی نہین جب تک اسکا نتیجہ اچھا نہ نکلے یہہ نہو کہ ریچہ نے مکھیان اڑانے کے واسطے اپنے مالک کی خدمت کرکے ہمیشہ کے لئے پھر مکھیان جھلوانے سے سبکدوش کر دیا -

بااین ہمہ یہہ خوشی سے دیکھا جاتا ہے کہ اب بھی درسگاہین کھلی ہوئی تھین - ولید پر ہم درسگاہون کی سرپرستی یا حدیث وغیرہ کے کالج کھولنے کا الزام نہین لگا سکتے جو سلطان کشورکشا ہوتا ہے اسے ایسے کامون کی اتنی فرصت نہین ہوتی اسوقت ضرورت فتوحات کو وسیع کرنے کی تھی نہ محل کی چار دیواری مین مستند حدیثون کے بہم پہنچانے کی -

آخر ملک کی خوش نصیبی سے حجاج کا بھی سنہ ۹۵ ہجری مین خاتمہ ہوگیا اور ادہر سنہ ۹۶ ہجری مین ولید دنیا سے چل بسے حجاج کے مرنے کی طبری نے ایک عجیب دلچسپ حکایت لکہی ہے جس سے صرف دلچسپی ہی نہین ہوتی بلکہ سخت عبرت ہوتی ہے - جب حجاج نے افغانستان فتح کیا تو عبدالرحمن ابن الاشعث جنہون نے حجاج سے اکثر موقعون پر سخت مقابلہ کیا تھا اور سعید بن جبیر وہان سے بھاگے عبدالرحمن تو زنبیل چلے گئے اور سعید اصفہان آگئے - حجاج نے سنتے ہی ایک قاصد کو امیر اصفہان کے پاس بھیجا کہ سعید کو گرفتار کرکے فوراً مجھے بھیج دو جون ہی سعید نے یہہ سنا وہ وہان سے بھی کافور ہوئے اور آذربائیجان کو آئے وہان سے سعید نے مکہ شریف آکے دم لیا - یہان بھی حجاج نے پیچھا نہ چھوڑا اور ولید کو نامہ لکھا کہ امیر مکہ کے پاس آپ حکم بھیجدین کہ سعید کے ساتھ فلان فلان شخص کو گرفتار کرکے میرے پاس روانہ کردے - ولید نے فوراً امیر مکہ کے نام حکم بھیجدیا کہ اتنے آدمیون کو گرفتار کرکے حجاج کے پاس بھیجدو ان لوگون پر بغاوت کا الزام لگایا گیا تھا - آخر خالد بن عبداللہ قریشی نے ان لوگون کو جنمین سب فضلائے دہر اور فقہائے عصر تھے گرفتار کرکے حجاج کے پاس روانہ کردیا - رستہ کی تکلیف اور حجاج کی ناخدا ترسی کے خوف سے طارق بن حبیب - مجاہد بن عطا - عمرو بن دینار تو حجاج کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی جان بحق تسلیم ہوئے - سعید بن جبیر زندہ پہنچے - حجاج نے بیرحمی سے حکم دیا کہ ان کا سر اڑا دیا جاوے - جلاد نے تلوار مارکر گردن اڑادی سر بریدہ سر نے تین بار لا الہ الا اللہ کہا یہہ سنتے ہی حجاج کے ہوش اڑ گئے اور اسنے خوف زدہ ہوکے نہایت پشیمانی کی حالت مین یہہ کہا " اس تر سازادہ (یعنے خالد بن عبداللہ قریشی) پر لعنت ہو جسنے اس باکمال اور مظلوم نفس کو میرے پاس بھیج کے قتل کرایا "

سعید بن جبیر کے چالیس دن کے بعد حجاج کا بھی انتقال ہوگیا - اس عرصہ مین حجاج ہمیشہ خواب مین یہہ دیکھا کرتا

تہا کہ سعید تلوار اور طشت لیکر آیا ہے اور یہہ کہتا ہے تونے مجھے بیگناہ مارا ہے اب مین تجھسے اپنا انتقام لیتا ہون اور تجھے قتل کرتا ہون حجاج چونک کے اٹھہ اٹھہ بیٹھا تہا اور اسپر الیاہول بیٹھا تہا کہ ادہر انکہ لگی اور ادہر اسنے سعید کو تلوار لئے ہوئے آتے دیکہا۔ آخر ۲۵ رمضان المبارک ۹۵ھ ہجری کو حجاج بہی رخصت ہوا۔ جس سال سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے اسے سنۃ الموۃ فقہا کہتے ہین کیونکہ اُس سنہ مین بڑے بڑے فقہا کی وفات ہوئی تہی۔

ولید نے جیسا کہ ہم اوپر لکہ آئے ہین ۹۶ھ ہجری مین وفات پائی ولید کی وفات کا دن جمعرات ۱۵ جمادی الآخر تہا اور اسکی خلافت کا زمانہ صرف ۹ برس شمار ہوا ہے۔ اسکی ۴۵ برس کی عمر تہی ۱۹ لڑکے تہے۔ طبری نے اسکی نسبت یہہ جملے لکہے ہین۔ "چنین گویند کہ از ہمہ بنی مروان از ولید بہتر نبود و آن اثرہا کہ او را بود کس را نبود۔ مزگت در دمشق او بنا کرد و مزگت پیغامبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم را ویران کرد وبسے اندران افزود و باز آباد ان کرد و مردمان مدینہ را ہمہ گونہ عطا داد وہر قاعونی را خادمے فرمود وہر نابینائے را قاعدہ فرمود کہ او را خدمت کند و بروزگار خلافتش بسیار فتحہا بود"

اسپین کی فتح خوش قسمتی سے پوری ہو چکی تہی اور ولید نے اپنے تہوڑے زمانہ خلافت مین اتنے دور دراز ملک مین الیا بندوبست کر دیا تہا کہ پہر عیسائیون کی سازشین اسمین خلل اندازی نکر سکین۔

اسلام کی خوش قسمتی سے ولید کے بعد اسکا بہائی سلیمان تخت نشین ہوا جو اس سے ہر صفت مین بڑہا ہوا تہا حقیقت مین ایسے موقع پر یہہ صادق آتا ہے۔ شعر۔

نکوئے گر رود زین بحر نیکوتر شود پیدا ٭ چو گیر د قطرۂ راہ عدم گوہر شود پیدا

سلیمان کی تخت نشینی اسلام کے حق مین سب سے زیادہ سبب رحمت ہوئی۔ پہلی قابل مدح بات جو سلیمان نے تخت خلافت پر بیٹہتے ہی کی وہ عمر بن عبد العزیز کو مشیر سلطنت بنانا تہا۔

گو حضرت عمر بن عبد العزیز سلطنت کے معاملات مین دخل دینے اور اس کشمکش مین پہنسنے سے رضامند نہ تہے پہر بہی خدا کا خوف اور مسلمانون کی زدہ حالت پر رحم نے جبراً آپکو وزارت قبول کرنے پر رضامند بنا دیا حضرت عمر بن عبد العزیز کا جیسا اتقا اور پرہیزگاری بڑہی ہوئی تہی ایسی ہی آپکو دلیر اور بیدہڑک فطرت کا حصہ ملا تہا۔ آپنے حجاج جیسے خونخوار بیرحم گورنرون کی سدا مخالفت کی ہے اور ان کی شکایتین دربار دمشق سے اکثر کرتے رہے ہین۔

سلیمان بہت بڑا ادیب اور فصیح تہا یہہ اسکی قابلیت کی دلیل ہے کہ اسنے عمر بن عبد العزیز کو انکار پر بہی اپنا مشیر بنایا۔ جون ہی تخت خلافت پر بیٹہا اسکی نظر ان ہیجی باقی ماندہ قریب قریب کے ممالک پر اٹہنے لگین سب سے پہلے اسکی نظر قسطنطنیہ پر پڑی۔ گو پہلے ہی کئی بار کوشش ہو چکی تہی مگر اپکے اسنے قطعی ارادہ کر لیا تہا کہ قسطنطنیہ کو جسطرح ہو فتح کر لینا چاہئے۔ سب سے پہلے امیر معاویہ اس کے جد امجد نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا تہا

اسلئے اس وسیع شہر پر حملہ کرنے اور اسے فتح کر لینے کا سلیمان کافی طور پر مستحق ہو گیا۔ اس نے اپنے لائق جرنل مسلمہ کو ایک جرار لشکر کی سرکردگی میں روانہ قسطنطنیہ کیا۔ راہ میں بہت سے گورنروں نے تعرض کیا مگر حفیف سے سپاہیوں کے بعد آخر اسلامی پھریرہ قسطنطنیہ کی دیواروں کے نیچے اڑنے لگا۔ تمام شہر محصور ہو گیا اور مسیحی دنیا میں ایک تلاطم برپا ہو گیا۔ چونکہ یہہ شہر یورپ کا دروازہ ہے اسلئے یورپین سلطنتوں میں بڑا خوف ہوا کہ سلمان اسے فتح کر لیں اُنہوں نے چاہا کہ مسلمہ کو یہاں سے مار کر نکالدیں جرمن اور فرانس کے شاہوں نے اپنی فوجیں روانہ کیں مگر یہہ تعجب سے دیکھا جاتا ہے کہ اُنہوں نے مسلمانوں کے مقابلہ میں کچھہ بھی کامیابی حاصل کی اور سخت ذلت سے شکست کھا کھا کے واپس پھر گئیں۔

فطرۃ کو یہ منظور نہ تھا کہ سلیمان فاتح قسطنطنیہ کہلائے نہ مسلمہ کی قسمت میں اس عظیم الشان مسیحی شہر کے دروازے اپنے ہاتھہ سے کھولنے لکھے تھے اسلئے قبل از وقت سلیمان کی وفات کی خبر مسلمہ کے جرار لشکر کو پہنچی جو عنقریب فتح پا کے شہر میں داخل ہونے کو تھا اپنے سلطان کی خبر وفات سنتے ہی جنرل کی کمر ٹوٹ گئی اور وہ کچھہ بیدلی سے مسیحی دار الخلافہ کی طرف افسردہ نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ اسکے دوسرے دن عمر بن عبد العزیز کا نامہ پہنچا کہ تو فوراً واپس چلا آ۔

مسلمہ سخت ناکامی سے ٹھنڈے سانس بھرتا ہوا واپس پھرا۔

سلیمان کا زمانہ سلطنت بہت ہی تھوڑا رہا۔ جتنی آرزوئیں کہ تخت نشینی کے وقت اسکے دل میں آرہی تھیں اسی طرح سے اسکے ساتھہ قبر میں چلی گئیں۔ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ اسکی پہلی آرزو مسیحی عظیم الشان پائے تخت قسطنطنیہ کی جگہ میں اسلامی علم نصب کرنا تھا مگر یہہ کام بھی ادھورا ہی رہا گو اسکے گورنروں نے اس تھوڑے عرصہ میں بھی بہت سے ملک گرگان وطبرستان وغیرہ فتح کر لیے پھر بھی اسکی اولو العزمانہ طبیعت مرتے دم تک بجھی ہی رہی اور آخر اسی افسردہ حالت میں اس نے جہان سے کوچ کیا۔

یہہ کون جانتا ہے کہ کل کیا ہوگا اور یہہ کسے یقین ہے کہ عمر بچپن کے ان وعدے وعید کو پورا کرے گی جو وہ اکثر کرتی رہتی ہے۔ کل دو برس اور آٹھہ مہینے سلیمان نے خلافت کی۔ اس کا لقب صرف اس کی خیر اندیشی اور نیک سگالی کی وجہ سے مفتاح الخیر تھا تخت خلافت پر بیٹھتے ہی اس نے تمام قیدیوں کو جو طرح طرح کے جرائم میں مقید تھے یک لخت چھوڑنے کا حکم دیا اور ایک بھی قیدخانہ میں نہ رہنے دیا۔ علما فضلا فقہا کی عزت کی۔ درسگاہیں کھل گئیں وظیفے مقرر ہو گئے غرض اس تھوڑے سے زمانہ کی سلطنت میں خلائق کی بھلائی کی تدبیریں جو کچھہ کر سکتا تھا کیں اور کسی میں دریغ نہ کیا۔

جب سلیمان بیمار ہوا اور اسے یقین ہو گیا کہ میں اس مرض سے زندہ نہ بچونگا تو اس نے چاہا کہ اپنے بچوں میں سے جو ابھی صغیر سن تھے ولی عہد بناؤں مگر امرائے سلطنت نے اس سے کہا اگر تم نے ان نابالغ بچوں میں سے کسی بچہ کو خلیفہ بنایا تو سلطنت کا گران بوجھ اس سے نہ سنبھل سکیگا اور پھر ایک تفرقہ عظیم پھیل جائے گا عجب نہیں کہ حکومت مروانی کو

کوئی صدمہ پہنچے سلیمان نے کہا مجھے پہلے ہی اس کا خیال ہے اچھا یہہ تو بتاؤ کہ میرے بیٹے داؤد کی کیا کیفیت ہے امرا نے جواب دیا اے امیر المومنین وہ تو روم میں چلا گیا ہے جس دن سے گیا ہے ہی پتہ نہین کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا - یہہ سنکر سلیمان نے کہا اچھا عمر بن عبد العزیز کے بارے مین کیا کہتے ہو سب نے باتفاق کہا کہ وہ ایک لایق منصف متقی رحمدل اور بہت بڑا مدبر فقیہ اور فاضل اجل خیر خواہ خلایق - ہر دلعزیز ہے - سلیمان نے فوراً عمر بن عبد العزیز کو منظور کر لیا - سلیمان کو چونکہ اپنے بھائی یزید کا خیال تہا مبادا وہ عمر بن عبد العزیز سے تنزلی کرلے اس نظر سے اسنے ایک وثیقہ لکھوایا اور رجا بن الحیات کو دیا کہ تمام بنی امیہ کے سردارونکو دربار خاص مین جمع کرا اور اس وثیقہ پہ مہر کرالے اس مین یہہ لکھا ہوا تہا کہ ہم نے سلیمان کے حکم سے عمر بن عبد العزیز کو اپنا خلیفہ تسلیم کر لیا جب رجا بن الحیات نے سرداران قوم مروانی کو جمع کرکے سلیمان کا وثیقہ دکھایا انہون نے فوراً اسپر دستخط کردیئے مگر رجا سے یہہ التجا کی ایک بار ہم اپنے خلیفہ کو اور بھی دیکھنا چاہتے ہین اور ہماری یہہ خواہش ہے کہ سلیمان کے منہ سے ہم یہہ سنلین کہ مین نے عمر بن عبد العزیز کو خلیفہ بنایا ہے تم بھی اسکی اطاعت کرنا - یہہ سنکر رجا نے سلیمان کی خدمت مین عرض کیا سلیمان نے سردارون کو حاضر ہونے کا حکم دیا - انہون نے دریافت کیا سلیمان نے سرگرم الفاظ مین وثیقہ کی تصدیق کی - سب نے گردنین جھکا دین اور عمر بن عبد العزیز کی خلافت تسلیم کرلی - جون ہی حضرت عمر بن عبد العزیز کو معلوم ہوا آپ فوراً رجا بن الحیات کے پاس آئے اور کہا خلافت سے مین استعفا دیتا ہون مجھے حکومت کی خواہش نہین ہے نہ ملک گیری کی آرزو ہے رجا نے کہا آپ کچھہ بھی کیون نہ فرمائین مین مناسب نہین جانتا کہ مرض الموت مین امیر المومنین سلیمان کو اسکے قرارداد امر کے خلاف اس سے عرض کرون اور سخت فکر اور رنج مین مبتلا کرون - حضرت عمر بن العزیز یہہ سنکر سخت خفا ہوئے اور فرمایا جب کسی کے لئے کوئی کام تجویز کیا جاتا ہے تو اس سے دریافت تو ضرور کر لینا چاہئے - اسی آشفتگی مین آپ اٹھہ بیٹھے اور اپنے گھر تشریف لے آئے - رجا کہتا ہے کہ جسوقت حضرت عمر بن عبد العزیز میرے مکان سے اٹھکر گئے ہین رنگت سرخ ہوگئی تہی اور آنکھون مین طیش سے لال لال ڈورے پڑگئے تھے - اتنے مین ہشام بن عبد الملک آیا اور اسنے رجا سے دریافت کیا کہ خلیفہ کون مقرر ہوا رجا نے کہا مین اپنے خلیفہ کا بھید کھولنا نہین چاہتا - ہشام سمجھہ گیا کہ ضرور کچھہ دال مین کالا کالا ہے اسنے غضبناک ہوکے رجا سے کہا یاد رکھو اگر سلیمان کی اولاد حق خلافت سے محروم کردی گئی تو پھر کتنی خونریزی ہوتی ہے اور کیا گل کھلتا ہے - رجا نے ہشام کے اس کہنے کا کچھہ بھی خیال نہین کیا - اور جب سلیمان کا انتقال ہوا تو رجا نے کسیکو خبر نہ کی بلکہ پہلے کعب بن عیلے کے پاس گیا اور کہا امیر المومنین کا حکم ہے کہ جس شخص کا نام وثیقہ مین لکھا ہوا ہے اور بھی ایک بار مسجد مین اس کا نام سنایا جائے اور ہر شخص اس کے ہاتھہ پر بیعت کرنے پر رضامند ہو - جب لوگ جمع ہوئے اور عمر بن عبد العزیز کا نام آیا تو ہشام نے غل مچا کے کہا کہ ہم اسے خلیفہ نہین مانتے رجا نے فوراً جواب دیا خود خلیفہ اور اعیان قوم تسلیم کرچکے ہین اگر تونے ابکے کوئی بیہودہ کلمہ کہا یا اسکے ہاتھہ پر بیعت نہ کی تو مین اپنی عمر کا خاتمہ سمجھیو -

جب یہہ ساری باتین ختم ہوگئین رجا نے اسوقت سلیمان کی وفات کی خبر دی - قاعدہ کے موافق اس کی تجہیز وتکفین کی گئی اور عمر بن عبد العزیز تخت خلافت پر بیٹھے -

سلیمان کی طبیعت مین رحم بہت تہا - رقیق القلب وہ بہت بڑا تہا - ہمیشہ کہلی نصیحتون سے متاثر ہوتا تہا اور بعض وقت دنیا کی بے ثباتی اور جاہ وحشم وملک کے فانی ہونے پر اس کے آنسو ٹپک پڑتے تہے جب اسے جتایا جاتا تہا کہ سلطنت سے انسان اپنے کو کیا کیا خیال کرتا ہے اور کیتنے کتنے ظلم بیرحم اس سے سرزد ہوجاتے ہین تو وہ رو دیا کرتا تہا اور حتے الوسع اس کی یہہ خواہش رہتی تہی کہ بیگناہ کوئی مجہسے نہ ستایا جائے ایکدن اسنے عمر بن عبد العزیز سے دریافت کیا کہ آپ میری سلطنت کی نسبت کیا فرماتے ہین آپنے جواب دیا -

""سرور لولا انہ غرور وملک لولا انہ ہلاک وحیوۃ لولا انہ موۃ ونعیم لولا انہ عذاب""

یہہ سنتے ہی سلیمان رونے لگا یہانتک کہ اسکی ہچکی بندہ گئی - اس فقرہ پر اس نیک نہاد خلیفہ کا خاتمہ ہوا -

سلیمان کی تجہیز وتکفین کے بعد مروانی سردار عمر بن عبد العزیز کے مکان پر دوڑے ہوئے گئے اور تمام شاہی اصطبل کے گہوڑے زرین پاکہرون اور سنہری لجامون کے ساتہہ پیش کئے اور عرض کیا حضور ان گہوڑون مین سے جسپر چاہین سوار ہوجائین - مگر عمر نے انکار کیا اور کہا مجہے اپنا ہی گہوڑا کافی ہے - آپ رضامند نہ تہے کہ لوگ میرے ہاتہہ پر بیعت کرین مگر جب بہت مجبور کئے گئے تو مجبوراً دست بیعت بڑہایا اور مروانی خلافت قبول کی -

تخت خلافت پر متمکن ہوکے آپنے سلمہ بن عبد الملک جنرل افواج قاہرہ کے پاس جو قسطنطنیہ کا محاصرہ کئے پڑا تہا یہہ نامہ لکہا "اہل شام نے مجہے مجبور کرکے میرے ہاتہہ پر بیعت کی ہے اور مجہے خواہشمند ہین کہ مین عدل وانصاف کرون اور شریعت کے مطابق غنائم لوگون مین تقسیم کرون - مین خدائے عزوعلا سے توفیق چاہتا ہون کہ میرے کام اس کی رضا کے موافق ہون جب میرا نامہ تجہے پہنچے بہتر ہے کہ تو بہی میری اطاعت منظور کر تاکہ تجہے ہدایت کا راستہ ملے اور حق عز اسمہ تجہسے خوشنود ہووے - ہمیشہ مخالفت اور عصیان سے بچتا رہو تاکہ پسندیدہ اعمال تجہسے صادر ہوکر باطل نہ ہوجائین - اب مصلحت یہی ہے کہ محاصرہ قسطنطنیہ سے اپنی سپاہ اٹہا اور سیدہا اسطرف روانہ ہو - جون ہی سلمہ کو عمر کا نامہ پہنچا تو اسنے اپنے لشکر کے تمام سردارونکو جمع کیا اور اس نامہ کو پڑہا اور ہر قسم کی باتین ہوتی رہین بڑی گفت وشنید کے بعد تمام سردارون نے یکزبان ہوکے کہا کہ عمر کی اطاعت کرنی چاہئے - جب یہہ امر طے پاگیا تو سلمہ نے لشکر کو کوچ کا حکم دیا - بطریہ مین پہنچکے پر لشکر کا کچہہ حصہ تو اوطان روانہ کیا اور آپ بڑے طمطراق کے ساتہہ داخل دمشق ہوا - چاہتا تہا کہ اسی دن خلیفہ کی قدمبوسی ہوجاوے مگر خود خلیفہ عمر نے ملنا نہ چاہا - دوسرے دن پہر اسی تزک واحتشام سے داخل شہر ہوکے خلیفہ کی خدمت مین حاضر ہونا چاہا مگر باریابی کی دربار مین اجازت نہ ہوئی - تیسرے دن سلمہ بن عبد الملک صرف ایک غلام کو ساتہہ لیکر نہایت سادے کپڑے پہنکر آیا خلیفہ عمر نے فوراً خدمت مین حاضر ہونے کی اجازت دی -

اثناء گفتگو مین حضرت عمر بن عبد العزیز نے یہہ فرمایا جو روضۃ الصفا جلد ۳ صفحہ ۱۱۱ مین نقل ہے "اے مسلمہ گمرہ جہان گشتہ بود ہا نے بستر گ کردی اگر اینجا از تو صادر شد۔

بنا بر تقویت دین مبین و رضائے حضرت رب العالمین بود مبارکت باد و الا وائے

بہ تو خدا تعالی جزائے بادت رابیا مرز و در۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت خلیفہ کو یہہ خبر پہونچی کہ مسلمہ کے باورچیخانہ کا خرچ ایک ہزار درہم کا ہے۔ یہہ سنکر رحمدل منصف اور خدا ترس خلیفہ نے تاسف کیا اور کہا یتیمون۔ بیکسون۔ رانڈون کا حق یون لٹایا جاتا ہے مسلمہ کو حکم دیا کہ کل ہمارے ساتھہ دسترخوان پر کہانا تناول کیجیے۔ آپنے اپنے باورچیون کو حکم دیا کہ ہر قسم کے پر تکلف کہانے تیار کیئے جائین۔ اور ساتھہ ہی اسکے جو کا دلیا بہی پکوایا دوسرے دن جانکر عقلمند اور دور بین خلیفہ نے دیر لگا دی اور کہانے کے لیئے حکم دینے مین اسقدر تامل کیا کہ مسلمہ کے پیٹ مین چوہے قلابازیان کہانے لگے اور مارے شرم کے کہہ تو سکتا نہین کہ مجہے بہوک لگ رہی ہے مگر اسکے چہرہ پر ہوائیان ایسی اڑ رہی تہین کہ چشم ناظر بہہ تمیز کر سکتا تہا کہ اسے کسقدر بہوک لگی ہے جب وہ بہوک مین بیتاب ہوگیا تو عمر نے کہانا لانے کا حکم دیا پہلے جو کا دلیا آیا۔ مسلمہ چونکہ بہت بہوکا تہا اپنے محترم خلیفہ کے ساتھہ دلیا کہانا شروع کیا جب تک اور پر تکلف کہانے آئین مسلمہ کا پیٹ دلیے سے بہر چکا تہا۔

دانا خلیفہ نے اسکے بعد پر تکلف کہانون کی طرف اشارہ کیا پیٹ بہر جانے کی وجہ سے مسلمہ نے انکار کیا عمر بن عبد العزیز نے کہا اے ابا سعید تو ان مین سے کوئی چیز کیون نہین کہاتا۔ مسلمہ نے جواب دیا میرا پیٹ تو دلیے ہی سے بہر گیا ہے واجب الاحترام خلیفہ نے کہا سبحان اللہ کیا اچہا کہانا ہے کہ پیٹ بہی بہر دیتا ہے اور زیادہ خرچ بہی نہین کراتا ایک درہم مین دس آدمی پیٹ بہر کے کہا سکتے ہین جب یہہ بات ہے تو تجہپر افسوس ہے کہ تو ایک ہزار درہم روز صرف اپنے کہانے مین خرچ کرتا ہے۔ اے مسلمہ خدا سے ڈر اور اپنے کو زیادہ صرف کرنے والون مین داخل نکر جو روپیہ تو اپنے باورچیخانہ مین بیفائدہ صرف کرتا ہے بہوکون اور حاجتمندون کو دے خدا اس سے خوش ہوتا ہے متقی اور عارف باللہ خلیفہ کے ان نصیحت آمیز جملون نے مسلمہ پر بڑا اثر کیا اسنے عہد کیا کہ آیندہ سے مین اتنا خرچ نکرونگا یہہ سنکر عدالت پرور خلیفہ اس سے خوش ہوا۔

سب سے بڑی اور قابل ذکر بات جو اس نیک نہاد خلیفہ نے کی یہہ تہی کہ خطبون مین حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب پر جو لعن طعن بنی امیہ کی خلافت مین ہوتا تہا اسے موقوف کرا دیا۔

عمر بن عبد العزیز فرماتے ہین کہ ایک زمانہ مین مین مدینہ شریف مین عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے تحصیل علوم کرتا تہا کسی شخص نے ان سے یہہ کہدیا کہ تمہارا شاگرد عمر علی پر لعن کرتا ہے۔ مین حسب معمول آپکی خدمت مین حاضر ہوا آپ نماز پڑہ رہے تہے جب نماز پڑہ چکے مجہسے ارشاد کیا اے عمر مین تجہسے دریافت کرتا ہون کہ تجہے یہہ کہان سے معلوم ہوگیا کہ خداوند تعالی نے اہل بدر اور بیعت رضوان سے راضی ہوکر ان پر اپنا غضب نازل کیا۔

مین نے الناس کیا ہے کوئی روایت ایسی نہین پہنچی عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے فرمایا جب یہہ ہے تجھے معلوم نہین ہے پہر تو کیون حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام پر لعن طعن کرتا ہے - مین نے فوراً خدا کی درگاہ مین توبہ کی - رو یا زاری کی اور اپنے گزشتہ گناہون کی معافی چاہی "" -

آپنے حکم دیدیا تہا کہ لعن کے جملہ کی بجائے مسلمان خطبہ مین یہہ دعا پڑہا کرین

ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان

دوسری روایت مین یہہ ہے کہ آپنے اس جملہ کی جگہہ قرآن شریف کی مفصلہ ذیل آیت کو پڑہنے کے لئے حکم صادر فرمایا -

" ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی "

جن بنی امیہ کو ایک ساتہہ ہمارے مسٹر امیر علی جج یہہ لکہتے ہین -

بنی امیہ نے بدقت اپنا رستہ خون اور گوناگون جرائم کے سمندرون مین ہو کر تخت تک کیا تہا پہر ان کے لئے ضرور تہا کہ وہ اپنے عہدۂ خلافت کے قبضہ کے ساتہہ واجبی ہونے کی شکل کو قایم کرین انہون نے اپنا لقب امیرالمومنین انتخاب کے حق کی وجہ سے رکہا وہ انتخاب جو ان کے طامع اور شرکت فنا کرتے تہے)

(دی اسپرٹ اف اسلام صفحہ ۱۴۴) -

مگر اسی صفحہ کے فٹ نوٹ مین ہمارے مسٹر جج نے عمر بن عبدالعزیز کو صرف مستثنے کر دیا ہے اسکا بہی ہم شکر کرتے ہین - ورنہ اگر انہین بہی وہ کسی نکسی جرم مین لپیٹ لیتے تو کون دریافت کرنیوالا تہا -

آپکے عہد کے واقعات سوائے اصلاح بنی نوع کے اور کم مشہور ہین - مہلب کی بغاوت اور شوذب خارجی کا خروج ایسے ناموروا قع نہین ہین کہ معرض تحریر مین آئین -

خلائق کی بدقسمتی سے حضرت عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ خلافت قبل از وقت ختم ہوگیا اگر آپ کی تہوڑی مدت کے خلافت کا بہی مفصل تذکرہ کیا جائے تو ایک جلد اسیکے لئے درکار ہوگی اسلیئے ہم صرف اس لکہنے پر قناعت کرتے ہین کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خلافت نے دفعتہً حکومت مروانی کا رنگ بدل دیا اور تمام ملک مین عدل و انصاف علم و عمل - خیر و برکت کی جان تازہ ڈالدی - شہزادگان بنو امیہ کے ہاتون سے جاگیرین چہین لین - جہان جہان ظالم اعمال تہے یک قلم معزول کر دئے - سب سے بڑہکر یہہ کہ علوم مذہبی کو وہ رونق دی کہ گہر گہر بہی چرچے پہیل گئے -

امام زہری کو حکم دیا کہ حدیثون کو یکجا جمع کرین یہہ مجموعہ تیار ہوا تو ممالک اسلامیہ مین اسکی نقلین بہجوائین

آپ کا زمانہ خلافت صرف دو برس اور پانچ مہینے شمار ہوا ہے چالیس برس کی عمر مین آپنے ۲۵ رجب المرجب سنہ ہجری مین بمقام دیر سمعان وفات پائی - آپکی کنیت ابو خالد تہی اور آپکا نسب نامہ یہہ ہے عمر بن عبد العزیز

بن مروان بن حکم بن عاص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف۔ آپکو شیخ امیہ بھی کہا کرتے تھے۔ آپکی والدہ ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن خطاب تھین۔

معتبر روایتون سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز خلافت سے پہلے امیرانہ زندگی بسر کرتے تھے مگر جب خلیفہ ہوئے تو اپنا تمام مال و متاع بیت المال مین بھیج دیا اور اپنے عیال و اطفال سے کہا اگر مصیبت اور غریبی سے زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو میرے ساتھ رہسکتے ہو ورنہ مین بخوشی تمھین رخصت دیتا ہون جہان تمہارا اسینگ سمائے چلے جاؤ۔ بال بچے رونے لگے اور کہا کہ ہمپر خواہ کیسی ہی مصیبت کیون نہ گزرے گی مگر ہم تیرا ساتھہ نہ چھوڑینگے ایکدن مسلمہ بن عبد الملک حضرت عمر بن عبد العزیز کی خدمت مین آیا دیکھا کہ آپکا ایک دامن کچھہ خاک آلودہ اور غلیظ ہو رہا ہے اسوقت تو مسلمہ نے کچھہ نہ کہا مگر جب وہ اپنی بہن فاطمہ کے پاس گیا جو عمر بن عبد العزیز کی بیوی تھین تو کہا کہ تو اپنے خاوند خلیفہ کا دامن کیون نہین دہوتی فاطمہ نے کہا مین کل دہو دونگی۔ دو تین دن کے بعد پھر مسلمہ نے دیکہا کہ وہ ہی میلی کچیلی پوشاک امیر پہنے ہوئے ہین مسلمہ خفا ہوتا ہوا پھر اپنی بہن کے پاس گیا اور کہا کہ تو امیر المومنین کے کپڑے کیون نہین بدل دیتی اسنے قسم کہاکے کہا بھائی میرے خاوند کے پاس اور کپڑے ہی نہین مین کیا کرون بیت المال مین سے وہ صرف دو درہم روز لیتے ہین جس مین ان سمیت سارے کنبہ کی پرورش ہوتی ہے ہان کبھی زیادہ تنگی کی جائے اور خشک روٹی نصف پیٹ کہائی جائے تو شاید امیر المومنین کا ایک جوڑا تیار ہو جائے۔

سفیان ثوری کا قول ہے کہ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ عمر بن عبد العزیز خلفائے پنج تن ہین۔

حضرت بی بی فاطمہ بنت حسین بن علی عمر بن العزیز کی بہت تعریف کیا کرتی تھین۔ اور فرماتی تھین اگر وہ زندہ ہوتا ہمین کسی کے ساتھہ احتیاج نہوتی۔

محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ہر قوم مین ایک ایک مرد صالح پیدا ہوتا ہے اسیطرح بہترین قوم بنی امیہ عمر بن عبد العزیز ہے فاطمہ بنت عبد الملک سے روایت ہے کہ ایکدن شب کو مین عمر بن عبد العزیز کے پاس گئی مین نے دیکھا کہ آپ نماز پڑہ رہے ہین اور زار زار رو رہے ہین آنسو ریش مبارک پر بہ بہ کر گر رہے ہین۔ مین تعجب کی نظرون سے دیکہتی رہی جب وہ نماز سے فارغ ہوئے مین نے دریافت کیا کیون آپکی کیا حالت ہے اور اس بیچارگی سے رونے کا کیا سبب ہے۔ آپنے فرمایا مین اسلئے روتا ہون کہ مین امت محمدی کا نگران مقرر ہوا ہون مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ بھوکے۔ برہنہ خستہ حال۔ مظلوم وغریب۔ عیالدار مفلوک الحال اطراف عالم مین بہت ہین اور مجھے بخوبی یقین ہے کہ کل قیامت کے دن حضرت عزت مجھے سوال کریگا کہ تو نے ان کی کیونکر خبرگیری کی مجھے ڈر ہے کہ مین کوئی مسلم جواب نہ دیسکون اور حجت پیش کرنے مین عاجز ہو جاؤن پھر پہلا میرا عذر کیون سنا جانے لگا اس نظر سے مین اپنے نفس پر رحم کہاکے روتا ہون۔

یہہ اس نیک نہاد خلیفہ کا حال ہے جسے بنو امیہ مین سے ہونے کا افتخار حاصل تہا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز کے بعد یزید بن عبد الملک تخت خلافت پر بیٹھا - یہہ تخت شرابی اور نالائق خلیفہ تھا تمام اعلے اعلے درجہ کے قواعد کو جو خلیفہ سابق نے جاری کئے تھے اسنے توڑ ڈالے اور نئی بیہودہ باتوں کی اشاعت کی آخر آل مہلب وغیرہ سے لڑتے لڑتے ۱۰۵ھ ہجری مین چار برس خلافت کر کے فوت ہوا - اسکے بعد ہشام بن عبد الملک بن مروان تخت خلافت پر بیٹھا - چالیس برس کی عمر تھی جب خلعت خلافت سے زینت حاصل کی تھی - پہلے اس کا نام منصور تھا مگر بعد ازان اسکی ہشام کے نام سے پکارتے رہے یہانتک کہ ہشام ہی تمام شام مین مشہور ہو گیا -

ہشام کی سلطنت کا ایک مشہور واقعہ نقل کیا جاتا ہے جو سب سے زیادہ دلچسپی ناظر سوانح کو دیگا - اسوقت یعنی ۱۰۵ھ ہجری مین بنوامیہ کے ہاتھ پر تمام مفتوحہ بلاد مین پھیل گئے تھے اور بہت کچھ استحکام ہو گیا تھا - آئے دن بنوامیہ کے مختلف صوبون کے گورنمنٹ نئے صوبے فتح کرتے جاتے تھے اور بنوامیہ کی سلطنت وسیع ہوتی جاتی تھی مگر لطف یہہ تھا کہ اس عہد عجیب عظیم الشان سلطنت مین بھی دعویداران سلطنت سلطنت کے جگری مین سے نہایت بیجگری سے پیدا ہوتے تھے اور ہزارون مسلمانون کو قتل کرا کے شہید ہو جاتے تھے - یہہ صحیح ہے کہ حق خلافت حضرت علی کے بچون کا تھا مگر ملک گیری کے لئے ایک دانشمند صاحب تیغ کی یہہ راے بہت مشہور ہے یعنی -

ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند

ہم نہین کہہ سکتے کہ یہہ کہانتک ٹھیک ہے - اسمین شک نہین کہ میدان کربلا مین حضرت امام حسین علیہ السلام پر بہت ظلم ہوا اور وہ نہایت بیگناہی کی حالت مین خشک لب شہید ہوئے - اور بعد ازان ایکی شہادت کے بعد ایکی اولاد نے ایک مدت تک بنوامیہ کے دور دورہ مین پولیٹکل معاملات سے کچھہ دلچسپی نہ لی باین ہمہ حضرت علی کے خاندان کے ہر بچہ کے دل مین بنوامیہ کی طرف سے آگ بھڑک رہی تھی اور وہ دیکھہ رہے تھے وانت پیس رہے تھے کہ کسیطرح موقع ملے تو خلفائے بنوامیہ کی دانتوں سے بوٹیاں چبا ڈالین - کسی خلافتون تک ان کا بس نہ چلا آخر یہہ مادہ پکتے پکتے ہشام کی خلافت مین پہوٹا مگر خوش آیندہ ثابت نہوا گو اس نے بیج تو ایسا بو دیا تھا جسنے بعد ازان بنوامیہ کی سلطنت کو جڑ سے اوکھیڑ کر پھینک دیا پہر بھی جنہون نے بیج بویا تھا ان کے ہاتھہ خلافت نہ لگی اور تیسرا گروہ خلافت کو دبا بیٹھا -

اہل کوفہ خنکی دہوکے بازی - دروغ حلفی - فریب اور بے ایمانی کی ہوا اڑ رہی تھی اب بھی حضرت علی کے خاندان کے کسی نہ کسی ممبر کو اپنے جل مین پھنسانے کی کوشش کر رہے تھے - وہ نہ صرف حضرت علی کے خاندان کے دشمن تھے بلکہ وہ بنوامیہ کے بھی دوست نہ تھے وہ اصل مین یہہ چاہتے تھے جسطرح ہو ہمارے ہاتھہ مین حکومت آ جائے اور پہر ہم جی کھولکر اشاعت مذہب خارجیہ کرین -

انہیے اس ناشدنی ارادہ کے پورا کرنے کے لئے انہین ایک معزز خاندان کے سردار کی ضرورت ہوتی تھی تا کہ اس کی آڑ مین وہ سلطنت سے بغاوت کر کے اپنی مطلب برآری کرین - فکر کرتے کرتے ان کی نظر مین حضرت علی کے

رضی اللہ عنہ تعالیٰ کے خاندان میں زید بن علی بن حسین بن علی پیدا ہوئے - یہہ نوجوان حضرت امام حسین شہید کربلا کا پوتا تھا اور بچپن سے جہانداری کی آرزو رکھتا تھا - وہ سمجھتا تھا کہ حق خلافت میرا ہے اور میں اگر اپنا حق طلب کروں تو باغی نہیں قرار پا سکتا - مگر چونکہ اس نوجوان کی یہہ خواہش دل ہی دل میں پیدا ہوئی تھی اور ہیجانی تھی ابھی اسکے نشو و نما کا زمانہ آیا تھا - اسی اثنا میں جب زید کی مجمر دل میں خلافت حاصل کرنے کی آگ بھڑک رہی تھی کوفیوں نے پوشیدہ اپنے چند معتمد آپکی خدمت میں بھیجے اور ان کے ذریعہ سے بہت کچھہ ابھارا یہاں پہلے ہی اپنے استحقاق قایم کرنے کی ہوس دامنگیر تھی فوراً ہی کوفیوں کے معتمدوں کے ساتھہ رضامند ہوگئے اور کہا اگر کوفی میرے ہاتھہ پر بیعت کریں تو میں ہشام کو تخت خلافت سے خارج کر کے خلیفہ بن سکتا ہوں - یہاں تو یہہ سازباز ہوئی اور وہاں ہشام کو اس سے محض بیخبری تھی - کہ کیا گل کھلنے والا ہے اور پرامن سلطنت میں خلاف امید کیا رخنہ پڑنے والا ہے -

پہلے اس سے کہ ہم زید علیہ السلام کی بغاوت کی نسبت کچھہ تحریر کریں بہتر ہے کہ ہشام کی پرامن سلطنت کی نسبت مختصر سا تذکرہ کر دیں جس سے معلوم ہو کہ آیا ہشام بنو امیہ کے ظالم خلفا میں سے تھا یا اس کی سلطنت پرامن تھی -

جہانتک تاریخ شہادت دیتی ہے ہشام کی خلافت بیجا بیجا مظالم اور جبر و تعدی سے بالکل پاک تھی - اسکی وسیع خلافت جیسی پریشان تھی اسیقدر پرامن سلطنت و آسایش تھی - بیت المال میں ناجائز روپیہ داخل نہ کیا جاتا تھا - سیدات پر کسی قسم کی زیادتی نہوتی تھی بلکہ زید بن علی پر جب چند الزام قایم ہوئے تھے اسکی تحقیق ہشام نے منصفانہ کی تھی اور بعد ازاں زید کو صاف چھوڑ دیا تھا - عمر بن عبد العزیز نے جو تنخواہیں حضرت علی کے خاندان کی مقرر کی تہیں وہ اسیطرح جاری تہیں بڑے بڑے علما بھی اسکی خلافت میں کسی قسم کی نکتہ چینی کی راہ نہ پاتے تھے - وہ نہ ظالم تھا نہ خونریز تھا - ہاں حریص بہت بڑا تھا - اسکی ہوشیاری اور مدبری کی سب مورخین متفق اللفظ ہو کر شہادت دیتی ہیں - ملکی لڑائیوں سے بھی خلافت نے کنارہ کیا تھا - گورنر بھی حتی الوسع رحیم اور منصف تھے - پبلک آسایش کے بڑے بڑے سامان پیدا کئے جاتے تھے - علما کے وظیفے مقرر ہو گئے تھے - درسگاہیں طلاب سے بھری ہوئی دکھائی دیتی تھیں - قرآن [illegible] کے مدارس ہر شہر اور قریہ میں خلیفہ کی طرف سے کھل گئے تھے - اسلام کی [illegible] اشاعت کی [illegible] تدبیریں کی جارہی تھیں - مسجدیں آباد اور خانقاہیں صاف باطن فقرا سے پر تھیں - [illegible] پہل تھی اور رعایا سے پرچا تلک سب خوش و خرم تھے ایسی حالت میں یہہ زید [illegible] دلیری تھی کہ وہ اتنے بڑے خلیفہ کو خلافت سے خارج کرنے کے لئے مستعد ہوگئے اور [illegible] کا رخ نہ دیکھا کہ آیا میری یہہ غیر نتیجہ شجاعت کچھ کام دے گی بھی یا نہیں -

زید بن علی بن حسین نے کوفیوں کے ڈپوٹیشن کا اطمینان کر دیا اور وعدہ کیا اگر تمہاری وجہ سے مجھے

سلطنت مل گئی تو مین تمہین بہت بڑا ملک دیدونگا - ڈیپوٹیشن شادان و فرحان کوفہ پہنچا اور قریبی کوفیون سے ساری کیفیت زید کی آمادگی کی بیان کردی - کوفی بہت خوش ہوئے اور باہم مشورہ کرکے اُنہون نے چند آدمی زید کو بلانے کے لئے روانہ کئے کہ آپ یہان تشریف لے آئین تو آپکے ہاتھہ پر بیعت کرلین - جب زید کے واجب الاحترام خاندان کے ممبرون کو اس سازباز کی خبر ہوئی اُنہون نے بقصد ہمدردی نوجوان زید کو سمجھایا اور اسے یقین دلایا کہ جو کچھہ تم کر رہے ہو یہہ خوش آیندہ نہین ہے خلیفہ ہشام سے تم کبہی بہ سر نہ آسکوگے اور مفت مین اپنی جان ہلاک کروگے کوفیون نے تمہارے دادا کے ساتھہ کیا کیا تمہارے دوسرے دادا مسلم کے ساتھہ کیا کیا کیون کوفیون کے کہنے مین آکے اپنے دامن تقدس پر باغی ہونے کا دھبہ لگاتے ہو - حضرت زید علیہ السلام نے اپنے رشتہ دارون سے فرمایا کہ وہ شیعان علی ہین ان کی نسبت ایسے کلمے نہ کہو اُنہون نے جواب دیا کہ جب اُنہون نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو بلایا تہا جب بہی اپنے کو شیعان علی لکہا تہا یہہ درحقیقت دشمن خاندان علی ہین جو اپنے کو شیعان علی کہتے ہین -

بہاگ ان بردہ فروشون سے کہان کے بہائی - بیچ ہی ڈالین جو یوسف سا برادر ہووے -

ہر چند زید کے رشتہ دارون اور رفقا نے سمجھایا مگر آپ نے نہ مانا اور سیدہے ڈیپوٹیشن کے ساتھہ روانہ کوفہ ہوئے زید کی یہہ پہلی کوشش تہی جس نے بنو امیہ کے دلون مین اہل بیت کی طرف سے کشیدگی پیدا کردی - اور بعد ازان جو کچھہ بنو امیہ اسی پہلو سے ظہور مین آیا - یہہ سخت نامنصفانہ اور بنو امیہ پر بزدلانہ حملہ ہے کہ ہم یکطرفی ڈگری ان پر قایم کردین اور انہین سادات کا خونریز دشمن بنا کے دنیا کے سامنے پیش کرین مذہبی پہلو تو اور ہوتا ہے کہ آدمی کو خواہ مخواہ اپنے عقیدہ کی پچ کرنی پڑتی ہے مگر محققانہ اور تاریخی پہلو سے جب ہم کسی واقعہ کی چہان بین کرینگے تو ہمین ساری باتین بے کم و کاست لکہنی پڑینگی - دعویداران سلطنت کی طرف سے خونریزی مین کونسی کسر کی گئی کہ ہم بنو امیہ یا بنو عباس کو خواہ مخواہ ملزم گردانین اور انہین کو جہنمی قرار دین -

قصہ مختصر یہہ کہ حضرت زید علیہ السلام کوفہ مین پرائیوٹ طور پر داخل ہوئے اور کوفیون نے آپکے ہاتھہ پر بیعت کرنی شروع کی - پہلے تو اُنہون نے ہر چند چہپایا مگر یہہ بات کیونکر چہپ سکتی تہی آخر اسکی خبر یوسف گورنر کوفہ کو ہوئی کہ سلطنت بنو امیہ کے جگر مین عنقریب یہہ گل کہلا چاہتا ہے - اس خبر کی تصدیق کے لئے یوسف نے بذات خود تحقیق کی جب اسے خوب معلوم ہو گیا تو اسنے زید بن علی بن حسین کو التجائی نامہ لکہا جسمین مذکور تہا کہ آپ مہربانی فرماکے کوفہ سے چلے جاوین - اس نامہ لکہنے سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہشام کو زید کا بڑا پاس اور ادب تہا ورنہ بغاوت کی تدبیرین دیکہکر یوسف کو بحیثیت ایک گورنر اور منتظم کوفہ ہونے کے مجاز تہا کہ وہ زید کو بغاوت کے جرم مین گرفتار کرکے دمشق بہیجدیتا - مگر نہین اسنے نہایت ادب سے زید سے بذریعہ نامہ یہ التجا کی کہ آپ کوفہ سے تشریف لیجاوین - کوفیون کی خباثت حد سے

زیادہ بڑھی ہوئی تھی وہ زید کے قدموں سے ناک رگڑ رگڑ کر کہہ رہے تھے کہ جب تک ہمارے دم میں دم باقی ہے کبھی ہم تیری اطاعت سے روگردانی نکرینگے - وہ یقین دلا دلا کر یہہ کہہ رہے تھے -

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے - یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے ٭ ٭

ادہر زید کی نوجوانی اور شباب خیز امنگیں اور ارمان بھرا دل اور ادہر کوفیوں کی یہہ لجاجتانہ عرض معروض اور فدائیانہ عشق ثابت کرنے کے برجستہ جملے خونریزی کا کافی طور پر اپنے ساتھہ مادہ رکھتے تھے - اکثر مورخین کا اتفاق ہے کہ یوسف کے نامہ کی زید نے کچھہ بھی پروانہ کی اور نہ بیعت سے ہاتھہ اٹھایا یہانتک کہ چالیس ہزار کوفی جان دینے کے لئے مرید بنگئے - اور انہوں نے اپنے محض شاعرانہ پھرکیلے جملوں سے زید کو کامل یقین دلایا کہ اگر ذرا بھی یوسف گورنر کوفہ نے کوئی خلاف شان امر کیا ہم فوراً اسے قتل کر ڈالینگے اور اس شہر کی کنجیاں تیرے ہاتھوں میں دیدینگے - ہمیں نہ ہشام کی پروا ہے نہ اسکی کثیر التعداد فوج کی جب ہم نے تیرے قدموں پر جان نثار کرنے کی ٹھان لی پھر ہم کیوں کسی سے خوف کہانے لگے -

کسیکہ بہر تو جان باختن ہوس دارد - چہ غم ز شحنہ و اندیشہ از عسس دارد

جب یوسف نے دیکھا کہ زید اپنی ہٹ سے باز نہیں آتا اور عنقریب کوفیوں کے بہکانے میں آکے یہہ امن میں خلل اندازی کریگا وہ خود حاضر خدمت ہوا اور اس نے زید کو علیحدگی میں سمجھایا کہ خلیفہ وقت سے بغاوت کرنی ہرگز آپ کو سزاوار نہیں ہے آپ کبھی کوفیوں کے بہکانے میں نہ آئیں وقت پڑا نہیں سے ایک بھی آپکا ساتھہ نہ دیگا صرف زبانی جمع خرچ یہہ کرنا جانتے ہیں اسپر بھی اگر آپ نہیں مانتے تو مہربانی فرما کے کوفہ سے تشریف لیجائیے ورنہ امن قائم رکھنے کے لئے مجھے فوجی قوت سے کام لینا پڑیگا زید نے آخر کار یوسف گورنر کوفہ کی رائے کو تسلیم کر لیا اور کہا کہ میں کوفہ چھوڑ دونگا - جب یوسف چلا گیا تو زید نے کوفیوں سے کہا کہ دیکھو ایسا نہو تم وقت پر مجھے دہوکا دو اب بھی کچھہ نہیں گیا ہے میں مدینہ منورہ چلا جاتا ہوں اور زمانہ کی دستبرد سے بچ سکتا ہوں کبھی ایسا نہو کہ میں تمپر بھروسہ کروں اور پھر مجھے ناکامی کے ساتھہ جان دینی پڑے اور پھر ہمیشہ کے لئے بنو امیہ کو ہمارے خاندان سے اور بھی تازہ دشمنی ہو جائے - کوفیوں نے جو اپنے کو شیعان علی کہتے تھے قرآن مجید اٹھا لیا اور کہا ہمیں اپنے ایمان کی قسم ہے کہ جو کچھہ ہم کہتے ہیں اس سے کبھی نہیں پھرینگے - زید نے ان کی قسم پر کامل اعتبار کر لیا مگر داؤد بن علی بن عبد اللہ بن عباس عاقلانہ طور پر زید کے اس غلط بھروسہ اور کوفیوں کے توڑ جوڑ کو دیکھ رہا تھا وہ کوفیوں کی شیعان علی اور ان کے وعدے وعید یا ایمانی قسموں کی فطرت کو خوب پہچانتا تھا اسے معلوم تھا کہ جو لوگ اپنے کو شیعان علی کہتے ہیں وہ درحقیقت حضرت علی کے خاندان کے دشمن جانی ہیں اسنے زید کو سمجھایا کہ اے میرے چچا کے بیٹے تو اپنی جان اور اپنے خاندان کے ساتھہ یہہ کیا ظلم کرتا ہے دیکھہ میں سمجھاتا ہوں ہرگز کوفیوں کے کہنے میں

نہ آئے گی تو پشیمانی انتہائی پڑے گی تو نہین جانتا کہ یہہ لوگ ان کی اولاد مین سے ہین جنہون نے علی ابن ابی طالب کے ساتھہ بیوفائیان کی تہین۔ یہہ وہ لوگ ہین جنہون نے بیعت کے بعد حضرت امام حسن کے کندہے پر سے چادر اتار لی تہی اور حضرت امام حسین کی گردن پر تلوار پہیر دی تہی زید نے داؤد کے اس دوراندیشانہ نصیحت کا کچہہ جواب نہ دیا بلکہ کوفیون سے الٹا اس کا تذکرہ کر دیا انہون نے نہایت سرگرم الفاظ مین زید کو یقین دلایا کہ داؤد تجہسے حسد کرتا ہے اور تیری ترقی سے جلتا ہے۔

داؤد کو جب معلوم ہوا کہ یہہ نہین مانتا اور مجہے اپنا دشمن سمجہتا ہے وہ اس سے رخصت ہو کے مدینہ منورہ چلا گیا اور کہہ گیا کہ تو نہایت نازک بازی کہیل رہا ہے خدا تجہے نیک بد سمجہنے کی توفیق دے۔

اس اثنا مین سلمہ بن کہیل زید سے آکے ملا اور کہا مین تجہے قسم دیکے دریافت کرتا ہون کہ کتنے ہزار آدمیون نے تجہسے بیعت کی ہے۔ زید نے جواب دیا چالیس ہزار آدمیون نے۔ پہر سلمہ نے دریافت کیا تیرے دادا کے ساتہہ کے ہزار آدمیون نے بیعت کی تہی زید نے کہا اسی ہزار آدمیون نے۔

سلمہ۔ ان مین سے کتنے آدمیون نے اپنے عہد کو وفا کیا اور اپنے پیمان پر کتنے قایم رہے۔

زید۔ تین ہزار آدمی۔

سلمہ۔ تیرا دادا تجہسے زیادہ فاضل تہا یا نہین۔

زید۔ وہ مجہسے بدرجہا افضل ہے۔

سلمہ۔ وہ قرن بہتر تہا یا یہہ قرن۔

زید۔ نہین اس قرن سے وہی قرن بہتر تہا۔

سلمہ۔ اے زید پہر تو خود خیال کر سکتا ہے جب تیرے دادا کے ساتہہ اس قرن کے لوگون نے دغا کی تو تو اس قرن کے لوگون سے کیا امید وفا کی رکہتا ہے۔ افسوس یہہ ہے کہ زید نے اس معقولی اور منطقی دلائل کی نصیحت کو بہی نہ مانا۔ ناچار سلمہ بن کہیل زید سے رخصت ہوا اور چلتے وقت یہہ کہہ گیا مین نے آج سے کوفہ ہی کو چہوڑ دیا مین نہین گوارا کرتا کہ مین اپنی آنکہون سے تجہے خاک و خون مین لتہڑا ہوا دیکہون۔ سلمہ نے اپنا قیام یمامہ مین کیا۔

اس کے بعد مدینہ منورہ سے عبداللہ بن حسن نے ایک خط زید کو لکہا اس مین یہہ مرقوم تہا ہمین کسی طرح زیبا نہین ہے کہ ہم خلیفہ وقت سے بغاوت کرین اور غضب خدا کا وہ ہی کوفیون کے بہروسہ پر۔ تیرے اور تیرے خاندان کے لئے یہی بہتر ہے کہ تو اپنے اس ارادہ سے باز آ اور سیدہا کوفیون کو چہوڑ کے مدینہ چلا آ اور خدا کی یاد مین بآرام اپنی زندگی بسر کر۔ مگر نہین زید کے دل پر کوفیون نے اپنی وفاداری کے نقش ایسی مضبوطی سے منقش کر دئے تہے کہ کسی کی نصیحت کام نہ آئی اور آخر نوبت باینجا رسید کہ یوسف کا دوسرا نامہ پہنچا جس مین یہہ لکہا ہوا تہا اگر آپ نے چوبیس گہنٹے مین کوفہ خالی کر دیا تو خیر ورنہ فوجی قوت سے اس نافرمانی کی

سزا دونگا۔ زید نے کوفیون کے گھمنڈ پر اس نامہ کو حقارت کی نظر سے دیکھا اور دوسرے دن کئی ہزار کوفیون کے ساتھہ آمادۂ جنگ ہوا۔ ایک معمولی سی جنگ کے بعد اکثر کوفی فرار ہوکے اپنے اپنے گھر چھپ چھپ کے بیٹھہ رہے جس وقت میدان سے کوفی بھاگ رہے تھے حضرت زید نے غل مچا کے کہا افسوس تم نے میرے ساتھہ دغا کی مین نے تمہارے بھروسہ پر اپنے کسی رشتہ دار کی نصیحت کو نمانا اور تمہارے ہی کہنے پر خروج کیا مگر تم نے آخر کار دغا کی کوفیون نے حضرت زید کی بات کو نہ سنا اور نہایت بے بسی کی حالت مین چھوڑ چھوڑ کے بھاگ گئے مگر بہادر زید نے ان کے فرار ہو جانے پر سوا افسوس کے اپنے کو بس یا ہونے سے بچایا وہ شیر غرانی کی طرح گھوڑے پر نیزہ تانے ہوئے کھڑا تھا اپنے قلیل تعداد ساتھیون کی شکستہ خاطری اور شامی فوج کی چیرہ دستی کو بے پروایانہ مگر ہوشیاری سے نگران تہا اور اس نے دل مین ٹہان لی تہی کہ جسطرح ہو آج ہی میدان سے فیصلہ کر کے جاؤ اس اولوالعزمی شجاعت اور جوانمردی کے ساتھہ صائب الرائی کی ضرورت تہی اور وہ زید مین نہ تہی۔ اس ناشدنی طلب خلافت یا بغاوت کا یہہ نتیجہ ہوا کہ قبل از وقت یہہ دل چلا بہادر ایک شامی کے نیزہ کا شکار ہو گیا۔ اس افسوسناک واقعہ نے محبان اہلبیت کی نگاہون مین واقعہ کربلا کو پہر تازہ کر دیا وفادار اور جان نثار غلام نے یون بے بسی کی حالت مین اپنے آقا کو گھوڑے پر سے گرتا ہوا دیکھا نہایت چالاکی سے اپنے آقا کی نعش کو نیچے نہ گرنے دیا اور میدان کارزار سے اسطرح چھپ کے بھاگا اور ایسی پوشیدہ جگہ دفن کر دیا کہ یوسف گورنر کوفہ کو بھی خبر نہوئی۔ جب میدان شامیون کے ہاتھہ مین آگیا تو یوسف نے زید کی نعش کو تلاش کیا اسے پتہ لگا کہ فلان غلام نے دفن کی ہے۔ دریافت کرنے پر غلام نے انکار کیا مگر سخت جسمانی تکلیف سے اپنے آقا کی قبر کا پتہ بتا دیا۔

یوسف نے نعش کو کہدوا کر سر اتار کر ہشام کے پاس بہجوا دیا اور دہڑ صلیب پر چڑہا دیا۔

ناظرین یوسف گورنر کوفہ نے جسطرح زید کی نعش سے سلوک کیا وہ سخت وحشی پنے او زیان انسانیت کا تہا اس بغاوت کے فرو ہونے کے بعد اسنے ہشام کو لکہا اگر آپ اجازت دین تو مین کل ان کوفیون کو دار پر چڑہا دون جنہون نے زید کے ہاتہہ پر بیعت کی تہی ہشام نے اپنے گورنر کو اس ظلم صریح سے روکا اور کہا ایک نفس کا بہی چڑہانا نہین چاہتا۔

زید بن علی کے ساتہہ ایک اور دلچسپ واقعہ کو بیان کیا جاتا ہے وہ یہہ ہے کہ حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہ نے بہی بغاوت مین زید کی مدد کی تہی مین کہتا ہون یہہ بالکل خلاف قیاس ہے اسلئے حضرت امام حسین شہید کربلا کے واجب الاحترام کنبہ کا ہر ممبر زید کی اس اولوالعزمانہ کوشش سے سخت ناراض تہا اور جو نصیحتین او خطون کے مضمون پچہلے صفحون مین نقل ہوئے ہین ان سے یہہ اندازہ ہوگا کہ وہ ایسی غیر خوشنم آیندہ بے بنیاد خون آلود کوشش کو ناجائز سمجھہ کر خاموشی اختیار کرتے تہے جب وہ ناجائز جانتے تہے تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جنہین اہل بیت سے ایک خاص مناسبت تہی اور جنہون نے اہل بیت کے ایک معزز

مہربیت آ گئے مدت تک انہوں نے شاگردی میں کیا تھا بہلا پہر وہ زید کی ناشدلی کو شش مین کیسے مدد کر سکتے تھے جن لوگون نے یہہ لکھا ہے کہ انہون نے مدد کی تھی انہون نے سخت غلطی کی۔

جب نوجوان زید قبل از وقت دنیا سے رخصت ہوا تو اسکا لڑکا یحیی اپنی جان بچاکر چند باعثون کو ساتھ لیکر مدائن چلا گیا۔ یہہ وہ لوگ تھے جنہون نے ہمیشہ بے وفائی کی تھی اور دل مین اہل بیت سے عداوت دلی رکھتے تھے اور یہی گروہ تھا جنہے اپنا نام شیعان علی رکھا تھا یوسف گورنر کوفہ کو مخبرون نے خبر دی کہ زید کا بیٹا مدائن مین روپوش ہے اس نے فوراً بختری مجسٹریٹ مدائن کو لکھا کہ یحیی کو گرفتار کرکے فوراً میرے پاس بھیجدے۔ بختری نے یحیی کو اپنے پاس بلایا اسپر مہربانی کی اور بیس ہزار درہم نذرانہ دیئے اور یہہ عرض کیا کہ آپ یہان سے تشریف لیجادین تو بہتر ہے ورنہ آپکے لئے یہہ حکم ہے۔ ایسا نہو کہ میری کمبختی نہ آجائے۔ یہہ سنتے ہی یحیی اپنی جان بچانے کے لئے سیدہا قومس مین پہنچا اور یہان زیاد بن القشیری کے ہان قیام کیا۔ مگر یہان بھی رہنا مناسب نہ جانا۔ اور سرخس روانہ ہوا اور یہان سے مرو پہنچا۔ مرو مین کچھ دن تک قیام کیا مگر زمانہ نے یہان بھی چین نہ لینے دیا آخر بیچارہ گرکان پہنچا۔ یہان بھی لوگون کے تیور بدلے ہوئے دیکھے آخر بلخ مین آیا۔ یہان بیچارہ بیگناہی کی حالت مین گرفتار کر لیا گیا۔ حاکم بلخ نے گورنر کوفہ کو نامہ لکھا کہ تمہارا مجرم موجود ہے جو کچھ حکم دو وہ کیا جائے۔ جون ہی گورنر کوفہ کے پاس وہ نامہ پہنچا اس نے ہشام کی خدمت مین دمشق بھیجدیا۔ اسی عرصہ مین ہشام کا انتقال ہو گیا۔ اور اسکی جگہہ ولید ناقص تخت خلافت پر بیٹھا۔

ہشام نے انیس ۱۹ برس سلطنت کی اس کی خلافت کا ایک مشہور واقعہ تو اوپر نقل ہو چکا دوسرا مشہور اور سب سے زیادہ نامور واقعہ فتح فرانس ہے۔ عبد الرحمن ہشام کے جنرل نے فرانس کے بہت سے شہر فتح کر لئے تھے مگر انہون نے آخر کار اپنی بدقسمتی سے باہمی ناچاقی کی وجہ سے چارلس مارٹیل سے ۷۳۲ء مین سخت شکست کہائی ورنہ آج کل فرانس مسلمانون کا ہوتا۔

ہشام کے وقت مین فرانس کی جو فتوحات ہوئی ان کا تذکرہ مسلمان مورخون نے بہت کم کیا ہے اگر فرانسیسی مورخ نہ لکھتے تو ہمین مطلق آگاہی نہوتی۔

۱۲۵ ہجری مین ہشام کا ۶۱ برس کی عمر مین انتقال ہو گیا۔ صاحب مروج الذہب مدت سلطنت ۱۹ برس نو مہینے کی لکھتا ہے۔ مورخون کا اسپر اتفاق ہے کہ ہشام جزرس یا بخیل بہت بڑا تھا عقال بن شبہ روایت کرتا ہے۔ کہ جب مجھے ہشام خراسان بھیجنے لگا ہے تو اپنے پاس بلا کے ہدایتین کین۔ مین نے دیکھا کہ وہ پوستین پہنے ہوا تھا۔ اس مین کئی پیوند لگے ہوئے تھے۔ میری نظر بار بار اسکی قبا پر پڑ رہی تھی ہشام نے میری اس متوحش مگر تعجب خیز نظر ڈالنے کو دیکھا اوس نے حیران ہو کے دریافت کیا یہہ کیا وجہ ہے کہ تو میری پوستین کو بار بار دیکھے چلا جاتا ہے۔ مین نے عرض کیا مین اس لئے اس پوستین کو نعوذ دیکھتا ہان

آیا یہہ وہی جامہ ہے جو حضور خلیفہ بننے سے پہلے پہنتے تھے یا یہہ کوئی اور قبا ہے ہشام نے جواب دیا نہین
وہ ہی جامہ ہے جو مین امیری سے پہلے پہنتا تہا۔

ہشام کے بعد اسکا جانشین ولید بن یزید بن عبدالملک ہوا۔ اُسے مورخون نے سخت نالایق اور مے خوار تحریر کیا ہے۔ علاوہ اور معایب کے اس مین ضد، تمکنت اور خودداری بہت بڑی تہی اور یہہ اپنے آگے کلام خدا کی بہی توقیر نہ کرتا تہا ایک دن کا ذکر ہے کہ ولید نے قرآن مجید مین فال نکالی تو یہہ آیۃ نکلی وخاب کل جبار عنید یہہ دیکہتے ہی اسنے کلام مجید کو زمین پر دے پٹکا اور یہہ کہا،،

اتوعد کل جبار عنید فہا انا ذاک جبار عنید

اذا جئت ربک یوم حشر فقل یا رب خرقنی الولید

شراب اور شعر گوئی گانے بجانے اور حسین عورتون مین اپنی زندگی بسر کرنے کا بڑا شایق تہا۔ یہہ دراصل زندیق تہا اسکے ایمان کا کچہہ ٹہکانا نہ تہا۔ آخر ڈیڑہ برس کی سلطنت کے بعد نہایت ذلت وخواری کی حالت مین اپنے ہی محل مین مارا گیا اسکے بعد اسکا بیٹا یزید ثانی تخت نشین ہوا اور پہر ابراہیم بن الولید اور بعد ازان مروان الحمار یکے بعد دیگرے تخت نشین ہوئے۔ عباسی خلافت کی سلسلہ جنبانی جو ایک مدت سے ہو رہی تہی مروان کے عہد مین نہایت قوت پکڑ گئی ابومسلم خراسانی نے تمام ملک مین سازشون کا جال پہیلا رکہا تہا جس سے مروانی حکومت کی جڑ ہل گئی تہی۔

چونکہ زیادہ فساد کا مرکز عراق اور عراق مین بہی کوفہ تہا مروان نے یزید بن عمر بن ہبیرۃ کو وہان کا گورنر مقرر کیا جو نہایت مدبر دلیر، فیاض خاندانی اور صاحب اثر شخص تہا۔ یزید نے حکومت مروانی کی ترکیب کو غور سے دیکہا تہا وہ سمجہہ چکا تہا اس کل مین کہ جو چلتے چلتے بند ہو جاتی ہے دو تین پرزون کی کمی ہے اور وہ پرزے مذہبی ہین۔ جنکی کل مین ضرورت ہے اس بنا پر اسنے چاہا کہ ایوان حکومت مذہبی ستونون پر قایم کیا جائے۔ عراق کے تمام فقہا کو جنمین قاضی ابن ابی لیلی۔ ابن شبرمۃ۔ داود بن ہند بہی شامل تہے بلا کر بڑی بڑی ملکی خدمتین دین اور امام ابو حنیفہ کو مہر منشی اور افسر خزانہ مقرر کرنا چاہا۔ آپ نے صاف انکار کیا یزید نے قسم کہا کر کہا کہ جبراً منظور کرنا ہوگا۔ آپکے ہم صحبت بزرگون نے بہی سمجہایا مگر یہہ اپنے انکار پر قایم رہے اور کہا اگر یزید کہے کہ مسجد کے دروازے گن تو بہی مجکو گوارا نہین نہ کہ وہ کسی مسلمان کے قتل کا فرمان لکہے اور مین اسپر مہر کردون۔ یزید نے غصہ مین آکر حکم دیا کہ ہر روز انہین دس درے لگائے جائین۔ اس ظالمانہ حکم کی تعمیل بہی ہوئی تاہم وہ اپنی ضد سے باز نہ آئے آخر مجبور ہوکر یزید نے چہوڑ دیا۔ آپ ہجرت کرکے مکہ معظمہ روانہ ہوئے اور ۱۳۶ہجری تک وہین رہے۔

۱۳۲ہجری مین حکومت مروانی کا خاتمہ ہوا اور یہین حکومت عباسیہ کا دورہ شروع ہوا جسکے خلفا کا ذکر ہم گذشتہ باب مین کر چکے ہین۔ بنو امیہ جس غیر رحیمانہ طریق سے ذبح کیئے گئے اس کی نظیر بہی تاریخ مین بہت کم

(۱) عقد الجمان باب ۲۱۔

ملکی آخر انہون نے اپنا ڈنڈا ڈیرا اسپین مین ڈالا اور وہان آٹھ سو برس کامل سلطنت کی۔ بنی امیہ کے ایک ایک خلیفہ کا جو کچھ حال تھا وہ مین نے بے کم و کاست لکھدیا۔ اب ہمارے واجب الاحترام دوست سید امیر علی صاحب جج خیال فرما سکتے ہین کہ بنو امیہ کے کل خلفا کو ظالم اور جابر نا خدا ترس فاسق بنانا کسقدر تواریخی واقعات کی صداقت سے روگردانی کرنا ہے۔

شرط انصاف ہے ہر بات مین اے بندہ نواز و

اسکے بعد مین بنو امیہ کی اسپینی سلطنت کا کچھ تذکرہ کرتا ہون اور دکھاتا ہون کہ شام مین حکومت کرنیکے بعد اسپین مین انہون نے اپنی زندگی کیونکر بسر کی۔ سب سے زیادہ یہہ بہتر ہوگا کہ بنو امیہ کی اسپین کی سلطنت کا مختصر سا ذکر مین اپنے معزز فاضل مصنف سید امیر علی صاحب ہی کی کتاب اسپرٹ اف اسلام سے نقل کرون جو انہون نے نہایت انصاف اور عمدگی سے بنو امیہ کی سلطنت اسپین کا لکھا ہے۔ (چنانچہ وہ لکھتے ہین)

"اسپین اسلام کے پولیٹکل کیریکٹر کی نہایت عبرت انگیز مثالین اور سوسائٹی کی تمام حالتون اور صورتون سے اسکی مطابقت کافی طور پر مرتب کرتا ہے۔ یہہ ملک وحشی بادیہ گرد اقوام کے زمانہ سلطنت مین سخت خوفناک مصیبت مین مبتلا تھا جو تمام زمین ملک کو ہڑپ کر گئے تھے ہر انسٹیٹیوشن کو جو انہین موجود ملی اسکو برباد کر دیا اور صفایا بول دیا۔

وہ سلطنتین جو انہین رومتہ الکبریٰ کی بربادی سے ہاتھ لگ گئی تھین انکی پولیٹکل نشو و نما کی اٹھتی ہوئی کونپلون کو بھی کاخاک سیاہ کر دیا تھا۔ ان کی رعیت ناواجب حکومت کے بوجھون مین دبی ہوئی تھی اور اس سے تمام ہولناک نتائج پیدا ہو رہے تھے۔ وسیع رقبے کامل طور سے آبادی سے برہنہ تھے۔ یا وسیع رقبے ویران پڑے ہوئے تھے۔ اسلامی قانون کی رواج دہی نے جسطرح لوگون کو خلاصی یا آزادی بخشی اسیطرح زمینون کو بھی جاگیری پابندی یا اسیری سے خلاصی حاصل ہوئی صحرا ابار آور ہو گئے۔ مردہ شہر کے تنون مین روح پیدا ہو گئی۔ اور بدعملی کی جگہہ نظم و نسق نے لیلی۔ اسپین کی سرزمین پر پہنچتے ہی انہون نے اپنی رعایا کو یقین دلانے کے لئے یہہ اعلان جاری کیا کہ بغیر قوم اور مذہب کے فرق کے ہم نے آزادی بخشی اور ان مین مساوات قایم کی۔ سوئیوی۔ گوتھہ۔ ونیڈل۔ رومن۔ یہود۔ یہہ سب لوگ مسلمانو کے قدم بقدم سلطنت مین قایم کئے گئے۔ انہون نے عیسائیون اور یہودیون سے عہد کر لیا تھا کہ وہ اپنی مذہبی تقریبات با آزادی ادا کر سکینگے اور وہ اپنی پرستشگاہون کو با آزادی استعمال کر سکتے ہین۔ اور کامل طور سے ان کی ذات اور ملک کے ضامن ہین۔ بنو امیہ نے انہین حکومت کرنے کی بھی قانونی حدود مین ان ہی کے قوانین کے مطابق اجازت دیدی وہ سویلین بھی بننے لگے اور فوج مین بھی آزادی سے بھرتی ہونے لگے انکی بیٹیون سے فاتح بخوشی و خرمی شادی کر لیتے تھے۔ کیا عربون کا اسپین مین طریقہ حکومت بہت سی

یورپین اقوام سے ایک تعجب خیز مقابلہ نہین کرتا۔ اس موجودہ زمانہ مین یوروپین نیشن کے اپنے مفتوحین سے برتاؤ کرنے مین بھی وہ مقابلہ کرنیکو موجود ہے جب عربی حکومت رومنس سے انگلستان مین اور مسیحی شامی سلطنت سے صلیبی جنگون کے زمانہ مین مقابلہ کی جائے گی تو انسانیت اور عام عقل کے لئے سخت توہین اور ہتک کی بات ہوگی۔

عربون کی اپنے عہد وپیمان کے سربراہی کرنے مین ایمانداری اور اس یکسان انصاف نے جس سے وہ تمام درجہ کے لوگون کا انتظام کرتے تھے جہان کسی قسم کا فرق نام کو بھی ہوتا تھا لوگون کے بھروسہ کو ان کے لئے محفوظ کر دیا۔ اور نہ صرف ان ہی خصوصیات مین بلکہ اپنی ضمیری فیاضی۔ اور اپنے طرق کی اپنے گرد اور اپنے دستورات مسافر پروری مین عرب اپنے زمانہ کے تمام لوگون سے ممتاز تھے۔ وحشیون کی سلطنت مین یہودیون کو مسیحی پادریون کا اثر ہونے کی وجہ سے تلخ تر مصائب سہنے پڑتے تھے مگر گورنمنٹ کی تبدیلی سے اب انہین بہت کچھ فائدے حاصل تھے۔

اعلٰے مراتب کی اسپینی خواتین جنہین پہلی گتھس اور روڈیرک کی بیٹی نے کافرون کے ساتھ شادی کر لی جنہین سپرٹینیا مسلمانون کو کافر کہتے ہین۔ تمام حقوق اور مراعات جو ان کو اپنے بلند مرتبہ سے حاصل تھے۔ اپنے یقین کی کامل آزادی کے ساتھ حاصل تھے۔ مسلمانون نے تمام ان مالکان زمین کو بلایا جو روڈیرک کی بیجا تعدی اور سخت گیری سے پہاڑون مین جا چھپے تھے کہ وہ اپنی عزلت گزینی کو ترک کر دین۔ بدقسمتی سے آبادی کی بربادی اتنی بڑھی تھی کہ یہہ تدبیر زمین کے لئے لوگون کو مہیا کرنے کی ٹھیک نہین بیٹھی۔ چنانچہ انہون نے ممالک غیر کے ان کاشتکارون کے لئے بہت بڑے بڑے منافع تجویز کئے جو اس جزیرہ نما مین آکر بسنا چاہتے تھے۔ ان تجویزات سے افریقہ اور ایشیا کی نہایت محنتی بستیان آموجود ہوئین۔ ایک ہی دفعہ مین پچاس ہزار یہودی معہ اپنے بال بچون کے وینڈلس نیہن مین آکر آباد ہوگئے۔

سات صدی تک اسپین مسلمانون کے قبضہ مین رہا۔ ان کی سلطنت کا احسان وکرم اس کے دشمنون نے خانگی جھگڑون اور کینہ کی چپقلش کی آفت پر بھی تسلیم کیا ہے۔ (فقط از اسپرٹ اف اسلام صفحہ ۴۲۴-۴۲۳-۴۲۲)

جس خوبی اور عمدگی سے سید امیر علی صاحب نے بنو امیہ کی اسپین کی سلطنت پر ریمارک کیا ہے ہم اسکے بہت ممنون ہین حقیقت مین اسپین کی آزادی بخش پولیسی کی تمام یوروپین قابل اعتبار مورخ یکزبان ہوکے تعریف کرتے ہین۔ ہم اپنے آیندہ باب مین مختصر طور پر اسپین کی علمی ترقی پر بحث کرینگے۔

اب ہم ادب سے سید امیر علی صاحب کی خدمت مین عرض کرتے ہین کہ آپ مہربانی سے ہمارے اس باب کو ملاحظہ کرینگے اور آیندہ اپنی رائے کو یکطرفہ ہونے دینگے۔ اس باب کے ختم کرنے سے پہلے مین مناسب سمجھتا ہون کہ ناظرین کی آسانی کے لئے ہر طبقہ کے خلفائے شام ومصر وبغداد کے سلاطین کا ایک نقشہ دون جس سے مدت سلطنت اور فتوحات کی کیفیت کھل جائے گی کہ کس خلیفہ یا شاہ یا سلطان کے وقت مین کون کونسا ملک فتح ہوا اور اس نے

کب سے کب تک سلطنت کی۔

پہلا نقشہ صرف خلفائے راشدین اور بنو امیہ کے خلفا کا ہے دوسرا نقشہ کل خلفا۔ اور سلاطین کا مرتب کیا گیا ہے

خلفائے راشدین اور بنو امیہ	وہ واقعات جو ان کی خلافت میں ہوئے	آغاز خلافت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔	ملک شام پر مسلمانوں [illegible]	سنہ ۶۳۲ع
عمر رضی اللہ عنہ	ایران۔ شام۔ مصر کی فتح ہوئی۔ عمرو بن العاص مصر میں سنہ ۶۴۰ء میں داخل ہوا	سنہ ۶۳۴ع
عثمان رضی اللہ عنہ	افریقہ کی فتح کا آغاز ہوا اور بہت سے ایرانی صوبے فتح ہوئے۔ یزدجرد مارا گیا	سنہ ۶۴۴ع
علی رضی اللہ عنہ	عرب میں حضرت علی نے سنہ ۶۶۱ء تک خلافت کی آپ کے صاحبزادہ حضرت امام حسن برائے نام چھ مہینے تک خلیفہ رہے اور سنہ ۶۶۱ء میں خلافت کو چھوڑ دیا۔ سنہ ۶۶۹ء میں وفات ہوگئی اور پھر معاویہ کی مصر اور شام میں حکومت برقرار ہوئی۔	
امیر معاویہ اول	قسطنطنیہ پر حملہ کیا مگر کچھ نتیجہ سوائے تاوان لینے کے اور کچھ حاصل نہوا۔	سنہ ۶۶۱ع
یزید اول	پسر معاویہ۔ حضرت امام حسین کو اس کے لیفٹنٹ عبید اللہ بن زیاد نے کربلا میں شہید کیا	سنہ ۶۸۰ع
معاویہ ثانی	پسر یزید۔ {عبد اللہ بن زبیر نے نو برس حجاز (عرب) میں خلافت کی سنہ ۶۴ ہجری مطابق سنہ ۶۸۳ء سے سنہ ۶۹۲ء تک}	سنہ ۶۸۳ع
مروان اول	. . . .	سنہ ۶۸۴ع
عبد الملک۔	پسر مروان۔ فتح افریقہ کی تکمیل ہوگئی۔ اس کے بھائی عبد العزیز نے حلوان میں ایک نیلو میٹر بنایا۔ سنہ ۷۶ ہجری میں اس کے وقت میں پہلا عرب کا سکہ جاری ہوا۔ بہت پرانا سکہ سنہ ۷۹ ہجری تک کا دیکھنے میں آیا ہے یہ چاندی کا درہم ہے اور پرانے سونے کے دینار سنہ ۹۱ ہجری اور سنہ ۹۲ ہجری کے دستیاب ہوئے ہیں۔	سنہ ۶۸۵ع
ولید اول	پسر عبد الملک۔ فتح اسپین سنہ ۷۱۱ء میں مسلمانوں نے ہندوستان میں اول حملہ کیا	سنہ ۷۰۵ع
سلیمان۔	برادر ولید۔ قسطنطنیہ پر دوبارہ محاصرہ۔ یہ پہلا خلیفہ تھا جس نے روڈا کے جزیرہ پر نیلو میٹر دریافت کیا۔	سنہ ۷۱۵ع
عمر بن عبد العزیز	. . . .	سنہ ۷۱۷ع
یزید ثانی۔	پسر عبد الملک	سنہ ۷۲۰ع
ولید ثانی	پسر یزید	سنہ ۷۴۳ع
ابراہیم	برادر ولید	سنہ ۷۴۴ع
مروان ثانی	مروان اول کا پوتا۔ ابوشہر میں مارا گیا۔	سنہ ۷۴۴ع

خلفائے عباسیہ	واقعات خلافت	آغاز خلافت	خلفائے معاصرین	آغاز خلافت
ابو العباس سفاح	. . . .	سنہ ۷۵۰ء		
منصور۔ ابو جعفر عبد اللہ	برادر سفاح منصور نے بغداد کی بنیاد ڈالی اور اسے پائے تخت بنایا ان خلفا کی سلطنت مین علم ہیئت اور دوسری قسم کے علوم کی ترقی ہوئی۔	سنہ ۷۵۴ء	عبد الرحمن نے بنو امیہ کے خاندان کی قرطبہ (اسپین مین) بنیاد ڈالی۔ اسیطرح حضرت علی کے خاندان ادریسی نے موری ٹینیا مین اغلبی اور بنی فاطمہ نے مشرقی افریقہ مین اپنے اپنے خاندانون کی بنیادین ڈالین۔	سنہ ۷۵۵ء
ہادی مہدی محمد	. . . .	سنہ ۷۸۵ء		
ہارون الرشید	پسر مہدی۔ الف لیلہ کا ہیرو۔ چارلیمگنی خونخوار رومنس کا ساتھی۔ اسکے وقت مین ادریسون نے فیض کی سلطنت کو حاصل کیا۔	سنہ ۷۸۶ء	**افریقہ کا خاندان اغلبی** ابراہیم بن اغلب۔ گورنر افریقہ نے خلیفہ کی اطاعت کا جوا کندہے سے اتار دیا۔ اول ہی اول قواعدان فوج اس نے ترتیب دی تہی	سنہ ۸۰۰ء سے سنہ ۹۰۹ء
امین محمد	پسر ہارون الرشید	سنہ ۸۰۹ء	اس خاندان نے سنہ ۹۰۹ء تک حکومت کی قیروان ان کا دار الخلافہ تہا۔ سنہ ۶۷۰ء مین اسکی بنیاد پڑی تہی۔ پہر سنہ ۹۰۹ء مین بنی فاطمہ کا اسپر قبضہ ہوگیا۔	
مامون عبد اللہ ابراہیم پسر مہدی سنہ ۸۱۷ء سے سنہ ۸۱۹ء تک اس کا مد مقابل یا حریف بنا رہا	پسر ہارون الرشید ہیأت وغیرہ علوم کو زبردست اشاعت دینے والا علوم وفنون کا سچا سرپرست۔ اسکے حکم سے یونانی تصانیف عربی زبان مین ترجمہ کی گئین۔ زمین کی گولائی اسی خلیفہ کے وقت مین ثابت ہوئی وغیرہ وغیرہ۔	سنہ ۸۱۳ء		
معتصم باللہ محمد	تہیوفیلس کے ساتہہ جنگ ترکی گارڈ اول ہی اول خلیفہ کی ملازمت مین بہرتی ہوا۔ تنزل خلافت۔	سنہ ۸۳۳ء		
الواثق باللہ ہارون	پسر خلیفہ معتصم باللہ۔ سارسنس یعنے عربون نے روما الکبری پر حملہ کیا مگر کامیاب نہوئے (سنہ [illegible]ء)	سنہ ۸۴۲ء		
المتوکل	برادر واثق جزیرہ [illegible] پر عربون نے قبضہ کیا	سنہ ۸۴۷ء		

المنتصر باللہ محمد	پسر متوکل	سنہ ۸۶۱ء		
المستعین باللہ احمد	....	سنہ ۸۶۲ء		
المعتز باللہ محمد	....	سنہ ۸۶۶ء		
المہتدی باللہ محمد	اس کے وقت مین خلافت متعدد گروہون سے بہت کمزور ہو گئی	سنہ ۸۶۹ء	**دولت طولونیہ**	
			احمد بن طالون - گورنر مصر سنہ ۸۶۸ء مین اسنے حکومت مصر کو غصب کر لیا - ایک مسجد	سنہ ۸۶۸ء
المعتمد باللہ احمد	....	سنہ ۸ء	بنائی جو موجودہ قاہرہ کے دیوارون کے پاس ہے	
المعتضد باللہ	....	سنہ ۸۹۲ء		
المکتفی باللہ	....	سنہ ۹۰۲ء	ابو الغیاث - پسر احمد - اسنے مصر سے بغداد تک ایک سلسلہ محلون کا بنایا	سنہ ۸۸۴ء
			ابو العساکر - پسر ابو الغیاث	سنہ ۸۹۶ء
			ابو موسیٰ ہارون برادر ابو العساکر	سنہ ۸۹۷ء
			ابو المغازی شیبان - پسر احمد بن طولون صرف دس دن سلطنت کی - اسی پر اس خاندان کا خاتمہ ہو گیا - خلفانے پہر مصر کو فتح کر لیا	سنہ ۹۰ء
			خاندان بنی فاطمہ	
			عبید اللہ المہدی باللہ - اسنے مشرقی افریقہ کی حکومت کو غصب کر لیا اور اپنا لقب مہدی رکہا - مغربی افریقہ کے ادریسیو کو مطیع کیا اُس نے سنہ ۹۱۲ء مین مصر پر حملہ آور ہوا اور خلیفہ مقتدر کی فوجون نے اسے شکست دی	سنہ ۹۰۹ء سے سنہ ۹۳۴ء
			بنی فاطمہ افریقہ مین	
المقتدر باللہ	....	سنہ ۹ء		
القاہر باللہ محمد	....	سنہ ۹۳۲ء سے سنہ ۹۳۴ء	القایم بامر اللہ محمد	

خلفائے عباسیہ		آغاز خلافت	بنی فاطمہ افریقہ مین		آغاز خلافت	سلاطین مصر و شاہان اخشید۔ ترکون کا خاندان		آغاز خلافت
الراضی باللہ محمد	. . . . . .	سنہ ۹۳۴ء	القایم بامر اللہ محمد	. . . .	سنہ ۹۳۴ء	الاخشید محمد بن تغ ترکی الفرغانی	گورنمنٹ مصر کو غصب کرلیا	سنہ ۹۳۵ء
المتقی باللہ ابراہیم	. . . . . .	سنہ ۹۴۰ء	المنصور اسمعیل	اس خلیفہ کیوقت مین عربی خط مین خط کتابت وغیرہ ہونے لگی گو کوفی خط ہنوز جاری تہا۔	سنہ ۹۴۵ء	ابو القاسم بن اخشید	. . . . . .	سنہ ۹۴۶ء
المستکفی باللہ۔ عبد اللہ	. . . . . .	سنہ ۹۴۴ء						
المطیع اللہ۔	مشہور واقعہ اس کے عہد کا یہ ہے کہ قسطنطنیہ کی فوج نے جان ذمیسس کی ماتحتی مین بغداد کو دہمکی دی	سنہ ۹۴۶ء سے سنہ ۹۷۴ء	ابو تمیم یا المعز الدین باللہ	گورنر جنرل کو مصر کی فتح کے لئے روانہ کیا۔ اس نے مصر کو فتح کرلیا۔ یہان گوہر نے ایک نئے شہر کی بنیاد ڈالی جسے مصر القاہرہ کے نام سے نامزد کیا۔ سنہ ۳۵۸ ہجری مین اس شہر کی بنیاد پڑی۔ المعز بذات خود سنہ ۳۶۲ ہجری مین داخل مصر ہوا۔ اور یوسف کو گورنر جنرل افریقہ کا بناکے اپنا دار الخلافہ القاہرہ کو بنایا۔	سنہ ۹۵۲ء سے سنہ ۹۷۵ء	ابو الحسن علی کافور الاخشیدی ابو الغوارس احمد	برادر ابوالقاسم اخشید کا غلام گوہر نے اسے تخت پر سے اتار دیا۔	سنہ ۹۶۲ء سنہ ۹۶۶ء ۹۶۸ سے سنہ ۹۶۹ء

خلفائے بنی عباسیہ		آغاز خلافت	بنی فاطمہ مصریین		آغاز خلافت
الطائع باللہ	اس کے عہد کا مشہور واقعہ یہہ ہے کہ ۹۸۰ع مین ترکمانو نکا عروج ہوا۔ ۹۹۶ع مین محمود کو خلیفہ نے سلطان تسلیم کرلیا۔ قریب ۱۰۰۰ع مین اس نے سجزاد فتیا لوس سے ہندوستان تک تمام حصو نکو پایمال کردیا۔ خاندان سلجوق کا نمود بھی اسی خلیفہ کے عہد سے ہوتا ہے۔	سنہ ۹۷۴ع	المعز	(جیسا کہ اوپر بیان ہوا)	سنہ ۹۶۹
			العزیز باللہ	پسر المعز	سنہ ۹۷۵
القادر باللہ احمد	. . . .	سنہ ۹۹۱ع	الحاکم بامر اللہ ابو علی منصور (پسر حاکم)	اسکے عہد خلافت مین ڈریوسیز نبی نے دریسی اور حمزہ کی ان کے نئے مذہب قایم کرنے مین مدد دی۔ اسنے ایک اعلی درجہ کی مسجد قاہرہ مین ۳۹۳ھ ہجری مطابق ۱۰۰۳ع مین بنائی جو ابتک موجود ہے اور جسکی محرابون پر بھی سنہ کندہ ہوئے ہین۔	سنہ ۹۹۶ع
القائم بامر اللہ عبداللہ	اسکے زمانہ خلافت مین الپ ارسلان طغرل کے بھتیجے نے رومیون کو شکست فاش دی اور شہنشاہ قسطنطنیہ کو ۱۰۷۲ع مین قید کرلیا اور ۱۰۷۲ع مین ملک شاہ تخت نشین ہوا اور	سنہ ۱۰۳۱ع			
المقتدی باللہ عبداللہ	اور شلیم ۱۰۷۶ع مین لیا گیا۔ سلجوقیون کی سلطنت کا ارمنیون کرمانیون۔ شامیون اور رومیون کے خاندانون مین ۱۰۹۲ع مین حصہ ہو گیا۔	سنہ ۱۰۷۵ع سے سنہ ۱۰۹۴ع	الظاہر لعزاز دین اللہ	. . . .	سنہ ۱۰۲۱ع
			ابو تمیم المستنصر باللہ (پسر عزیز)	مستنصر نے یوسف کے تیسرے جانشین معز کو ۱۰۵۰ع مین شکست فاش دی جسکا استحقاق تخت خلافت افریقہ معرض نزاع مین پڑا ہوا تہا۔ یہہ خلیفہ ولیم اول والئے انگلستان کا جسکی سلطنت ۱۰۶۶ع سے ۱۰۸۷ع تک رہی ہمعصر تہا اور ساتھہ ہی ولیم ثانی کا بھی جسکی سلطنت ۱۰۸۷ع سنہ ۱۱۰۰ع تک رہی معاصر تہا۔	سنہ ۱۰۳۶ع سے سنہ ۱۰۹۴ع

خلفائے عباسیہ		آغاز خلافت
المستظہر باللہ احمد	اسکی خلافت کا مشہور واقعہ گاڈفرے ڈی بولن کی لشکرکشی اور اورشلیم کا مسیحی ہاتھوں میں چلا جانا ہے اس مہم کی مدت سنہ ۱۰۹۶ء سے سنہ ۱۰۹۹ء تک رہی	سنہ ۱۰۹۴ء
المسترشد باللہ ابو المنصور	اسکی خلافت میں سنہ ۱۱۲۰ء میں اندلس اور افریقہ میں خاندان مہدیہ کی بنیاد پڑی۔	سنہ ۱۱۱۸ء
المقتفی لامر اللہ ابو عبد اللہ محمد ...	اسکی خلافت میں شہنشاہ کانرڈ سوم اور لوئیس ہشتم نے سنہ ۱۱۴۷ء میں جہادی حملے اورشلیم پر کئے۔ پھر نور الدین نے سنہ ۱۱۵۵ء سے سنہ ۱۱۷۴ء تک شام میں حکومت کی۔	سنہ ۱۱۳۶ء
المستنجد باللہ ابو المظفر یوسف ...	....	سنہ ۱۱۶۰ء سے سنہ ۱۱۷۰ء

خلفائے بنی فاطمہ		آغاز خلافت
المستعلی باللہ ابو القاسم احمد پسر خلیفہ مذکور	اس خلیفہ نے سنہ ۱۰۹۸ء میں ترکوں سے اورشلیم کو لیلیا اور پھر الصلیبیوں نے سنہ ۱۰۹۹ء میں مسلمانوں سے چھین لیا۔ مصری اول سنہ ۱۱۰۱ء میں فتحیاب ہوا سنہ ۱۱۰۵ء میں پہلی جہادی جنگ بڑی خونریز ہوئی۔	سنہ ۱۰۹۴ء
الآمر باحکام اللہ ابو علی المنصور	....	سنہ ۱۱۰۱ء
الحافظ لدین اللہ ابو المجید محمد	معاصر اسٹیفن سنہ ۱۱۳۶ء	سنہ ۱۱۳۰ء
الظافر باللہ اسمٰعیل	معاصر ہنری ثانی سنہ ۱۱۵۴ء	سنہ ۱۱۴۹ء
الفائز بنصر اللہ	پسر ظافر	سنہ ۱۱۵۵ء
العاضد لدین اللہ	فرانسیسی فوج بماتحتی امالرک شاہ اورشلیم کے مصر القاہرہ میں داخل ہوئی فوج کے داخل ہونے پر شہر پھونک دیا گیا یہانتک کہ فرانسیسی فوج پریشان ہو کے فرار ہوئی۔	سنہ ۱۱۶۰ء سے سنہ ۱۱۷۱ء

خلفائے عباسیہ		آغاز خلافت	سلاطین ایوبیہ مصر مین		آغاز سلطنت
المستضی بنور اللہ	....	سنہ ۱۱۷۰ء	الملک یوسف صلاح الدین یا الناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب۔	سنہ ۱۱۸۷ء مین جہادی عیسائی شہنشاہون سے آورشلیم کو چھین لیا۔ شہنشاہ فریڈرک اول (بربروسہ) اور فلپ آگسٹس اور ریچرڈ دشیر دل سے سنہ ۱۱۸۹ء سے سنہ ۱۱۹۲ء تک لڑا اور شکستون پر شکستین دین۔	سنہ ۱۱۷۱ء
			الملک الدین یا الملک العزیز عثمان	صلاح الدین کا دوسرا بیٹا کمال تھا اور صلاح الدین کا بڑا بیٹا شام میں حکمران تھا	سنہ ۱۱۹۳ء
			الملک المنصور محمد	....	سنہ ۱۱۹۸ء
الناصر الدین اللہ احمد	چوتھی مسیحی جہادی جنگ کی ابتدا اور خاتمہ۔ فرانسیسیون اور وینس نے یونانیون سے سنہ ۱۲۰۴ء مین قسطنطنیہ لیلیا۔ پانچوین مسیحی جہادی جنگ سنہ ۱۲۱۸ء مین شروع ہوئی اور ختم ہوگئی۔	سنہ ۱۱۸۰ء سے سنہ ۱۲۲۵ء	الملک العادل	برادر صلاح الدین۔ اسنے تخت کو غصب کرلیا۔ پانچوین مسیحی جہادی جنگ۔ فرانسیسیون نے مصر مین دخل کیا اور دمیاط پر قبضہ کرلیا۔ لیکن سنہ ۱۲۲۱ء اور سنہ ۱۲۲۱ء مین تخت بیر جمی کے ساتھ پسپا کردئے گئے۔	سنہ ۱۲۰۰ء

خلفائے عباسیہ		آغاز خلافت	سلاطین ایوبیہ مصرین		آغاز سلطنت
الظاہر بامر اللہ ابو المنصور محمد	....	سنہ ۱۲۲۵ ع	الملک الکامل محمد	پسر الملک العادل - فریڈرک ثانی کی جہادی جنگ - اور فتح آورشلیم ناصری - تاثر شیدین وغیرہ -	سنہ ۱۲۱۸ ع
المستنصر باللہ ابو جعفر منصور	....	سنہ ۱۲۲۶ ع سے سنہ ۱۲۴۲ ع	الملک العادل ابو بکر	پسر الملک الکامل	سنہ ۱۲۳۸ ع
			الملک الصالح ایوب نجم الدین	برادر الملک العادل - چھٹی جہادی جنگ شروع ہوئی - سینٹ لوئیس نے سنہ ۱۲۴۹ ع مین ڈمیٹا فتح کر لیا - اور پھر مصر القاہرہ کی طرف بڑھا - راہ مین کاؤنٹ ڈی آرٹوئس مارا گیا اور شاہ قید کر لیا گیا - ڈمیٹا مسلمانو کو واپس دینے پر اور چار لاکھ اشرفیان بطور فدیہ نذر کرنے پر مسیحی شاہ کی خلاصی ہوئی -	سنہ ۱۲۳۹ ع
			الملک المعظم	پسر الملک الصالح - باپ کے مملوکیون نے اسے قتل کر ڈالا -	سنہ ۱۲۴۹ ع
			ام خلیل	تین مہینے کی سلطنت کے بعد خود ہی دست بردار ہوئی - (الملک المعظم کی بیوی تھی -)	
			الملک الاشرف موسے	معز نے تخت سے اتار دیا -	سنہ ۱۲۵۰ ع سے سنہ ۱۲۵۴ ع

دولت قیلاونیہ صلاحیہ خاندان ترکیہ کا ایک حصہ		سنہ ع
المنصور قیلاون	سنہ ۷۹-۱۲۷۹ع - اور ملک شام کو فتح کر کے پھر اپنی سلطنت مین ملایا جو سابق شاہ کے ہاتھ سے نکل گیا تہا قاہرہ مین سنہ ۱۲۸۴ع ایک بہت بڑے اسپتال کی بنیاد ڈالی -	سنہ ۱۲۷۹ع
الاشرف صلاح الدین خلیل	پسر المنصور - اس شاہ نے اکری علیسائیون سے فتح کر لیا -	سنہ ۱۲۹۰ع
الناصر محمد بن قیلون	برادر الاشرف	سنہ ۱۲۹۳ع
العادل منصوری	سنہ ۹۵-۱۲۹۴ع مین تاتار نے پھر شام کو تہ و بالا کر دیا -	
المنصور حسام الدین المنصوری	. . . .	سنہ ۱۲۹۸ع
الناصر محمد بن قیلون (دوبارہ تخت نشین کیا گیا)	ایک عظیم الشان لشکر تاتاریون کی سرکوبی کے لئے جنہون نے تمام شام پر قبضہ کر لیا تہا روانہ کیا گیا مگر سخت شکست ملی - دوبارہ تاتاریون سے مقابلہ ہوا اور انہین کامل شکست ملی -	سنہ ۱۲۹۸ع

خلفائے عباسیہ مصریین		سنہ ع	سلاطین مملوکیہ ترکیہ		سنہ ع
المستکفی باللہ سلیمان	پسر الحاکم بامر اللہ۔ ناصر محمد نے اسے برطرف کر کے قوص کی طرف نکال دیا اور اسکی جگہہ الواثق کو تخت خلافت پر بٹھایا۔	سنہ ۱۳۰۲ء	المظفر رکن الدین المنصوری	....	سنہ ۱۳۰۹ء
			الناصر محمد بن قیلون (دوبارہ تخت نشین ہوا)	فن زراعت اور مختلف فنون کی اس کے عہد مین بہت ترقی ہوئی۔	سنہ ۱۳۱۰ء
الواثق باللہ ابراہیم	ناصر کی وفات کے بعد تخت سے اتار دیا گیا۔	سنہ ۱۳۴۱ء	المنصور ابوبکر	پسر الناصر	سنہ ۱۳۴۱ء
الحاکم بامر اللہ احمد	پسر مستکفی	سنہ ۱۳۴۱ء	الاشرف کاگی	برادر المنصور ابوبکر	سنہ ۱۳۴۱ء
			الناصر شہاب الدین احمد	برادر الاشرف	سنہ ۱۳۴۲ء
			الصالح اسمٰعیل	برادر الناصر شہاب الدین	سنہ ۱۳۴۲ء
			الکامل شعبان	برادر الصالح اسمٰعیل . .	سنہ ۱۳۴۵ء
			المظفر حاجی	برادر الکامل شعبان	سنہ ۱۳۴۵ء
			الناصر حسن	برادر المظفر حاجی	سنہ ۱۳۴۷ء
			الصالح الدین	....	سنہ ۱۳۵۱ء
			الناصر حسن (دوبارہ تخت نشین ہوا)	اس نے قاہرہ مین ایک خوبصورت عظیم الشان مسجد بنائی جو اب تک موجود ہے۔	سنہ ۱۳۵۴ء

خلفائے عباسیہ مصرین		سنہ ع
المعتضد باللہ ابوبکر	برادر الحاکم بامر اللہ احمد	سنہ ۱۳۵۲ع
المتوکل اللہ محمد	تخت سے اتارا گیا۔	سنہ ۱۳۶۲ع
المعتصم ذکریا	ایک ہی مہینہ کے بعد تخت خلافت سے اتار دیا گیا۔	مین سنہ ۱۳۷۸ع
المتوکل	تخت نشین کیا گیا اور پہر چہہ برس کے بعد اتار دیا گیا۔	سنہ ۱۳۷۸ع
الواثق باللہ عمر	. . . .	سنہ ۱۳۸۴ع
المعتصم زکریا	سنہ ۱۳۸۷ع مین تخت نشین کیا گیا اور سنہ ۱۳۹۰ع تک اسکی سلطنت رہی۔	سنہ ۱۳۸۷ع

خلفائے مملوکیہ ترکیہ		سنہ ع
المنصور محمد	پسر حاجی پسر قلاوون	سنہ ۱۳۶۰ع
الاشرف شعبان قلاوون کا بڑا پوتا۔	یہہ پہلا خلیفہ ہوا ہے جس نے سیدون کو سبز عمامہ باندہنے کا حکم دیا۔ سنہ ۱۳۶۵ع مین پیڑ ڈی لوسگنین شاہ سائی پریس نے اسکندریہ کا محاصرہ کیا مگر سخت ناکامی کے ساتہہ واپس پہرا پڑا۔	سنہ ۱۳۶۳ع
المنصور علی	. . . .	سنہ ۱۳۷۷ع
الصالح حاجی	تخت سے اتارا گیا۔	سنہ ۱۳۸۱ع سے سنہ ۱۳۸۲ع تک
	سلاطین چرکیسیہ	
الظاہر برقوق	اس شاہ نے دوبارہ تاتاریون پر شام مین چڑہائی کی اور انکے سردار تیمور لنگ کے ساتہہ فاش شکست دی (سنہ ۱۳۹۳ع)	سنہ ۱۳۸۲ع
الناصر فرغیہ	پسر الظاہر۔ تاتاریون نے دوبارہ مصر کو فتح کرنا چاہا فرغیہ کو پہلی جنگ مین شکست ہوئی مگر دوبارہ سنہ ۱۴۰۵ع مین شام کو برقرار رکہا۔	سنہ ۱۳۹۹ع

خلفائے عباسیہ مصرین		سنہ ع
المتوکل	پھر تخت خلافت پر بٹھایا گیا اور بعد ازاں سنہ ۱۴۰۶ع میں انتقال کر گیا۔	سنہ ۱۳۹۰ع
المستعین باللہ ابو الفضل العباس۔	پسر المتوکل۔ موعود شیخ نے اسی تخت خلافت سے اتار دیا اور سنہ ۱۴۱۳ع میں قید کر کے اسکندریہ بھیجا جہاں وہ اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک قید رہا۔	سنہ ۱۴۰۶ع سے سنہ ۱۴۱۳ع
المعتضد باللہ ابو الفتح داؤد	برادر المستعین	سنہ ۱۴۱۳ع
المستکفی باللہ سلیمان	برادر المعتضد باللہ	سنہ ۱۴۴۲ع
القائم بامر اللہ حمزہ۔	برادر المستکفی باللہ۔ الاشرف نے سنہ ۱۴۵۵ع میں تخت سے اتار کے اسے اسکندریہ جلاوطن کر دیا۔	سنہ ۱۴۵۲ع

سلاطین چرکسیہ		سنہ ع
المنصور عبد العزیز	۴۷ دن سلطنت کی	سنہ ۱۴۰۶ع
الناصر فرج	دوبارہ تخت نشین کیا گیا۔	سنہ ۱۴۰۶ع
المؤید ابو النصر شیخ	اس نے چاندی اور سونے کے سکوں کا وزن بڑھا کر اپنا نام انہیں کندہ کرایا۔	سنہ ۱۴۱۲ع
المظفر احمد	. . . .	سنہ ۱۴۲۱ع
الظاہر ابو الفتح	. . . .	سنہ ۱۴۲۱ع
صالح محمد	. . . .	سنہ ۱۴۲۲ع
الاشرف	اس شاہ نے سائپرس کے جزیرہ پر حملہ کیا جہاں کے جزیرہ کے شاہ کو قید کر لیا آخر کار بہت بھاری جزیہ کے قبول کرانے کے بعد سنہ ۱۴۲۶ع میں چھوڑ دیا۔	سنہ ۱۴۲۲ع
عبد العزیز ابو المحاسن یوسف	. . . .	سنہ ۱۴۳۸ع
الظاہر جقمق	. . . .	سنہ ۱۴۳۸ع
المنصور عثمان	. . . .	سنہ ۱۴۵۳ع
الاشرف ینال	. . . .	سنہ ۱۴۵۳ع

خلفائے عباسیہ مصرین		سنہ ع	سلاطین چرکسیہ		سنہ ع
			الموعود احمد۔	جزیہ با قاعدہ وصول ہونے پر جزیرہ سائپرس کا تاج شاہ جان کے بیٹے جیمس کو عطا کیا گیا	سنہ ۱۴۶۱ع
المستنجد باللہ ابو المحاسن یوسف	برادر حمزہ	سنہ ۱۴۵۵ع	الظاہر خوش قدم		
			الظاہر بلبئی	. . . .	سنہ ۱۴۶۱ع
			الظاہر تمور بغا	. . . .	سنہ ۱۴ع
			الاشرف ابو النصر قطبی الظاہری	ایک عظیم الشان کامیاب جنگ کے بعد ترکون کے ساتھہ سنہ ۱۴۹۱ع مین معاہدہ کیا۔ اسی زمانہ مین اندلس مسلمانون کے ہاتون سے نکل گیا اور شاہ فرڈی نینڈ کا قبضہ اسپر ہوگیا۔ یہہ غمناک واقعہ سنہ ۱۴۹۲ع مین وقوع ہوا۔	سنہ ۱۴۶۷ع سنہ ۱۴۶۸
المتوکل علی اللہ عبد العزیز	عم المستنجد باللہ	سنہ ۱۴۸۵ع			
المستمسک باللہ یعقوب یا مستنصر باللہ	پسر المتوکل	سنہ ۱۴۹۷ع			
			الناصر محمد ابو السادات	چھہ ماہ حکومت کی۔	سنہ ۱۴۹۶ع
			الاشرف کنسوہی	گیارہ دن حکومت کی۔	سنہ ۱۴۹۶ع
			الناصر محمد	قطبی کا بیٹا۔ ڈیڑہ برس حکومت کی۔	سنہ ۱۴۹۶ع
			الظاہر ابو سعید	. . . .	سنہ ۱۴۹۸
			الاشرف کنبلات	. . . .	سنہ ۱۵۰۰ع
			العادل تمن بے	. . . .	سنہ ۱۵۰۰ع

خلفائے عباسیہ مصرین		سنہ ع	سلاطین چرکسیہ		سنہ ع
المتوکل علی اللہ محمد	اس شاہ کو سلطان سلیم قسطنطنیہ لیگیا مگر سلیم کی وفات کے بعد پہر مصر چلا آیا اور وہان سنہ ۱۵۴۳ء تک سلطنت کی اور داؤد پاشا کے وقت مین اسکی وفات ہوگئی۔	سنہ ۱۵۱۷ء سے سنہ ۱۵۴۳ء تک	الاشرف کنصوہ یا الغوری	ترکون نے بماتحتی سلطان سلیم اسے الیپو کے پاس شکست دی اور قتل کر ڈالا اور پہر ترک مصر کی طرف بڑہے	سنہ ۱۵۱۶ء
			الاشرف طومان بے	ملوکیون نے الغوری کی جانشینی کے لئے اسے منتخب کیا مگر ترکون نے ہیلیوپولس کے پاس شکست دی اور قید کرکے سنہ ۱۵۱۷ء مین باب ظلہ اللہ بر قاہرہ مین پہانسی دیدی سلیم نے مانز کی (ایک بادشاہی حکومت) کو موقوف کرکے خاص خاص حالتون مین مملوکی امرا کی حکومت منظور کی جیسے خاص خاص پیچ مین سالانہ خراج - دینی معاملات مین قسطنطنیہ کے مفتی کے فیصلے ناطق سمجہے جائینگے۔ اور خطبون مین عثمانی سلاطین کے نام لئے جائینگے۔ سکون پر عثمانی نقش کندہ ہونگے۔ اب تک ترکون کا قبضہ مصر پر چلا جاتا ہے گو محمد علی کے وقت مین کچہ ہلچل پڑگئی تہی مگر پہر سرنو یورپ کی سلطنتون نے سلطان کا قبضہ تسلیم کیا۔	سنہ ۱۵۱۷ء

اٹھارہوان باب

اسلام کی ملکی اور علمی ترقی۔

حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد مبارک حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مین رکھا ہوا ہے اور ابھی تجہیز و تکفین کا کچھہ سامان نہین کیا گیا ہے۔ وہ عظیم الشان مصلح اور دنیا بھر کے پیغمبرون مین امتیازی درجہ رکھنے والا وہ سچا اور برحق بشیر اور نذیر ہنوز اپنا اثر لوگون کی طبائع مین اسی شدومد سے رکھتا ہے جتنا اپنی مبارک زندگی مین رکھتا تھا۔ اسکی مرتفع ذات اور لاثانی بزرگی گو ابھی تک اہل عرب ہی نے تسلیم کی تھی مگر اسکے مقدس صحابہ کے سرگرمانہ فدائیانہ عشق سے زمانہ بہت دھوم دھام سے یہہ پیشین گوئی کر رہا تھا کہ آیندہ چشم زدن ہی مین بڑی بڑی مغرور سلطنتین اس کا جلال اور تقدس تسلیم کرینگی اور اسے اپنا رہنما اور عالم کی رحمت مانین گی۔

فی الحال اس اچانک المناک دردانگیز مفارقت کا صدمہ آپکے صحابہ کو اسقدر تھا جتنا کہ انسانی فطرت کر سکتی ہے سبکی متوحش نظرین حجرہ کی طرف اٹھتی تھین اور نہایت افسردگی کی حالت مین المناکی کا جامہ پہنکر واپس چلی آتی تھین بعض کا یہہ یقین کہ ہمارا آخرالزمان نبی کبھی ہم سے جدا نہین ہو سکتا خوفناک طیش کی آگ دلون مین روشن کر رہا تھا۔ حضرت فاروق اعظم کے دل پر تو یہانتک اثر ہوا اور نبی عربی کے بیمثال عشق نے اس درجہ اثر کیا کہ آپنے تلوار ننگی کر لی اور یہہ فرمایا اگر میرے نبی کی نسبت کسی نے یہہ کہا کہ آپ وفات پا گئے تو مین اس کا سر اڑا دونگا یہہ غیر معمولی جوش پہلے آپکی طبیعت مین اٹھا اور بعد ازان اسکا عملی صورت مین نما کا ہو گیا۔ اپنے برحق نبی کا یہہ بے نظیر عشق پکار پکار کر دوسرے پیغمبرون کے حواریون سے کہہ رہا ہے لاؤ اگر ایسی زبردست محبت کی مثال رکھتے ہو۔ وہ بھی تو نبی ہوئے مین جنکے حوارئین نے انہین قلیل رقم پر فروخت کر ڈالا تھا اور صلیب کے وقت منہہ چھپا کے چلدئے تھے۔ ایک حضرت عمر کیا ہزارون عرب اپنے جوشیلے اور اندوہناک لہجہ مین یہہ کہہ رہے تھے ہمارا نبی کبھی وفات نہین پا سکتا۔

جب حضرت ابوبکر صدیق نے یہہ غیر معمولی جوش عربون کا ملاحظہ کیا اور ساتھہ ہی اسکے اپنے دوست شیر دل حضرت عمر کو بھی اسی ایک بھڑکتی ہوئی حالت مین مبتلا پایا تو آپ نہایت دلیری سے اس گروہ مین تشریف لائے اور یہہ فرمایا۔

نبی نے کب دعوی کیا تھا کہ مجھے موت نہین آئے گی پر یون ہمارے

آقا کے نامدار نے ممبر پہ بیٹھکر خود ارشاد فرمایا تھا کہ مین تم سے

جدا ہونے والا ہون کل ابنیا آئے اور چلے گئے خدا کے سوا کوئی بھی باقی نہین ہے اور
جون ہی حضرت عمر نے یہہ برجستہ جملے سنے تلوار ہاتہہ سے پہینکدی اور فرمایا حقیقت مین یہہ صحیح ہے
کل نفس ذائقۃ الموت ۔ چکھین گے "بقول میور یہی دو شخص یعنے ابوبکر اور عمر تھے جنپر اسلام کی آیندہ
قسمت کا دار و مدار تہا"

نبی عربی کی کامیابی کو سوائے ملک عرب کے اسکی حدود کے باہر وسعت ہوئی تہی ۔ آپکا اپنی حالت ضعیف
اسامہ کو جنرل فوج کرکے ملک شام کی طرف روانہ کرنا در اصل اپنے جانشینون کو یہہ وصیت
کرنا تہا کہ عرب ہی پر قانع نہ بیٹھنا بلکہ دین خدا کو حدود عرب کے باہر بھی وسعت دینا تاکہ خدا کی اور مخلوق
اس سے محروم نہ رہجائے اس عرصہ مین آپکا وصل ہوچکا تہا اور اسامہ یہہ وحشت اثر خبر سنکر واپس مدینہ
چلا آیا تہا ۔ حقیقت مین یہہ لمحہ اسلام کے لئے بہت سخت اور ہولناک تہا ۔ صحابہ مسجد نبوی مین جمع
ہین اور ہنوز تجہیز و تکفین کا کچہہ سامان نہین ہوا ہے کہ اتنے مین ایک شخص بہاگا ہوا حضرت ابوبکر کی
خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اعیان مدینہ سقیفہ بنی ساعدہ مین جمع ہوئے ہین تاکہ اپنے مین
سے ایک خلیفہ منتخب کرکے اسکے ہاتہہ پر بیعت کرین ۔ مدینہ کی آب و ہوا مین ہنوز فیلنگ پارٹی اثر
کئے ہوئے تہی اور ساتہہ ہی اسکے اس نا ساعدہ منافقانہ روح کا بھی اثر تہا جسکا ذکر قرآن مجید
مین شد و مد سے کیا گیا ہے اور جس نے اہل مدینہ کو قبل از وقت یکطرفی ڈگری قایم کرنے کے لئے اتنی
جلد اس امر پر آمادہ کر دیا کہ وہ ایک ناگوار طریقہ پر بغیر جلیل القدر صحابہ کے مشورہ کے اپنے مین
سے ایک خلیفہ منتخب کرین ۔ مگر ان کے اس ارادہ کو زمانہ کشیدہ خاطری اور ترچھی ترچھی نظرون
سے دیکھہ رہا تہا اسکی مرضی ہرگز نہین تہی کہ یہہ رزولیوشن پاس ہووے ۔ اہل مدینہ کی اندرونی
حکمت عملی اس ہولناک اور اسلام کے لئے سخت خطرناک حالت کی پیشین گوئی کر رہی تہی جسمین
سوائے مرگ کے اور کوئی چارہ نہین ہوتا ۔ یہہ خیال کرنا کہ اہل مدینہ جلیل القدر صحابہ اور مہاجرین
کی حکومت کے بارے سبکدوش ہونا چاہتے تھے ایک مستبعد امر ہے بہرحال یہہ تسلیم کرنا
پڑیگا کہ انکی ناشدنی کوششون مین آتشین عنصر ملا ہوا تہا جو بہت جلد اسلام کو جلا کر خاکستر
کر دیتا ۔

درحقیقت اسلام کے لئے یہہ وقت بہت نازک تہا ۔ اور اسکی نازک حالت اسوقت معلوم ہوسکتی ہے جب
ہم تہوڑی دیر کے لئے اپنے کو اس حالت کے پاس پہنچا دینگے اور عربون کی طیش انگیز اور آتش فشان
روح کا اندازہ کرینگے ۔ اور پہر ایسی حالت مین کہ ابہی تک ان کا کوئی سردار مقرر نہوا تہا
سعد جو بنی خزرج کا سرگروہ تہا کبھی کا خلیفہ ہونے کے لئے نامزد ہوچکا تہا یہہ امر بھی ......
اسلام کے لئے خوفناک تہا اور اس کا آیندہ اتفاق اور اتحاد معرض خوف و خطر مین تہا

جون ہی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے اس خبر کو سنا اٹکو سنا ٹا آگیا گو آپ کبھی نہ چاہتے تھے کہ بغیر سرانجام کئے مسجد کے باہر قدم رکھتے مگر یہہ وقت وہ آپڑا تھا کہ اگر ایک لمحہ کا بھی توقف ہوتا تو پھر اسلام کو خونی کپڑے پہننے پڑتے مسلمانون کی عظیم خونریزی کے رو کنے اور اسلام کی قسمت کو پامالی سے بچانے کے لئے آپ دونو صاحبون نے ایک لمحہ کا بھی توقف نہین کیا اور مسجد سے اس شخص کی ہمراہی مین سقیفہ بنی ساعدہ مین آئے۔ سعد بن عبادہ کے ہاتھہ پر ابھی بیعت ہونے پائی تھی کہ دونو اصحاب معہ عبیدہ بن جراح کے وہان جا پہنچے تو انصار نے صورت دیکھتے ہی یہہ کہا۔

کہ تم مہاجر ہو اور تمہارا فخر بڑا ہے لیکن ہم نے بھی بہت رنج اٹھایا ہے اور چاہتے ہین کہ اپنے مین سے ایک امیر منتخب کرین حضرت عمر جنکا چند ساعت کا جوش ابھی ٹھنڈا ہوا تھا چاہتے تھے کہ اٹھکر منہ بمنہ انصار کی درخواست کا جواب دین مگر حضرت ابو بکر نے حضرت عمر کی یہہ آتش مزاجی اور تندی۔ چہرہ پر طیش انگیز غضب کی تمتماہٹ دیکھکر روک دیا مبادا غیظ کی حالت مین سخت اور درشت کلمے آپکی زبان مبارک سے سرزد ہو جائین آپنے نہایت سہولت اور متانت اور نرم زبانی سے خود ہی تقریر کرنی شروع کی اور یہہ فرمایا۔ جو کچھہ انصار نے اپنی تکالیف کے بارے مین کہا ہے حقیقت مین یہہ صحیح ہے مگر نسبی شرافت اور رعب و دبدبہ مین قریش سب سے افضل ہین اور سوائے ان کے عرب کی غیر مطیع روح کسی کے آگے سر نہ جھکا ئیگی۔ اسپر انصار نے کہا اچھا یون سہی کہ تم اپنے مین سے امیر منتخب کر لو اور ایک ہم منتخب کر لیتے ہین۔ یہہ ناواجب اور غیر خوش آیندہ تقریر سنکر حضرت عمر سے نہ رہا گیا آپنے باواز بلند فرمایا دو رہو یہہ کبھی نہین ہوسکتا دو امیر ایک جگہہ نہین رہسکتے۔ اس تقریر نے طول کھینچا اور طرفین سے لوگ مباحثہ کرنے کے لئے کھڑے ہوئے اور گرم گرم الفاظ پر نوبت پہنچ گئی۔ اور ابن حباب سب سے زیادہ چرب زبانی اور آتش بیانی کو کام فرما رہا تھا کہ حضرت عمر نے اپنے اسی غصیلے لہجہ مین کہا۔ خدا تجھے غارت کرے۔ حباب نے بھی اسی تلخی سے اس کا جواب دیا۔ حضرت ابو بکر کی محتاط اور نتیجہ پیدا کرنیوالی نظرین معاملہ کی دگرگونی پر پڑ رہی تھین آپنے فوراً آگے بڑہکے انصار سے کہا یہہ دو شخص (حضرت عمر اور ابو عبیدہ کی طرف اشارہ کرکے) تمہارے سامنے موجود ہین ان دونون مین سے جسے چاہو اپنا امیر بنا لو اور اس کے ہاتھہ پر بیعت کر لو۔ حضرت عمر نے نہایت بلند آواز سے جس سے تمام مکان گونج اٹھا کہا نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے پہلے ہی سے امامت کا حکم دیچکے لہذا وہی ہمارا امیر ہے اور مجھسے افضل ہے حضرت ابو بکر نے اس کے جواب مین کہا کہ تو مجھسے زیادہ قوی ہے دوسری روایت مین ہے کہ حضرت عمر نے کہا کہ تو رسول اللہ کے بعد خیر الناس یعنے سب آدمیون سے بہتر ہے۔ حضرت ابو بکر نے اس کے جواب مین ارشاد کیا مین نے رسول اللہ کو یہہ کہتے سنا ہے کہ عمر سے اچھے کسی شخص پر آفتاب طلوع نہین ہوا۔ اگر حضرت عمر نے حضرت ابو بکر کا ہاتھہ لیکر اسپر بیعت کی اور آپکی بلند آواز نے مسلمانون کے دلون کو ہلا دیا تھا اور

اور حضرت ابو بکر صدیق نے جو ازسرنو فضائل یاد دلائے تھے اب انہین بہی ایک جنبش پیدا ہوئی اور وہ بہی بیعت کرنے کے واسطے بڑہنے لگے۔ حباب نے بنی خزرج کو دوبارہ برانگیختہ کرنا چاہا مگر بنی اوس کے بیعت کر لینے سے وہ بہی خوشی خوشی بیعت پر آمادہ ہوئے اور حباب کو جہڑک دیا خدا خدا کرکے یہہ خطرناک ہنگامہ یون فرو ہوگیا۔

اس اثنا مین آنحضرت کے غسل اور تدفین سے فراغت ہو چکی تہی اور شب نے کل کامون پر پردہ ڈالدیا تہا۔ دوسرے دن صبح کو جب لوگ مسجد مین جمع ہوئے تو حضرت عمر اور حضرت ابو بکر بہی مسجد مین آئے حضرت عمر نے کہڑے ہوکے اس عظیم مجمع کو خطاب کیا اور یہہ کہا۔ ” اے لوگون کل جو کچہ مین نے تم سے کہا وہ صحیح نہین تہا اور وہ خدا کی کتاب اور اس کے وعدہ کے خلاف تہا مین تو اپنی اس خواہش کے خیال سے کہتا تہا کہ پیغمبر خدا بہی اور زیادہ دنون تک ہم مین رہتے اور اپنی زبان مبارک سے ہم کو نصیحت اور ہدایت کرتے لیکن خدا نے ۔ ۔ ۔ ۔ انہین ہمارے پاس سے اپنے پاس بلا لینا پسند کیا ہے مگر خدا کا کلام جو خدا نے ہماری ہدایت کے واسطے اپنے رسول کو بخشا ہے وہ ہمارے پاس موجود ہے اسپر عمل کرو اسے اپنا ہادی بناؤ۔ اور تم گمراہی مین نہ پڑو اور اب خدا نے تمہارے کامون کے انصرام کے لئے تمہین اس شخص کے ہاتون مین سپرد کیا ہے جو ہم سب سے افضل اور بہتر ہے جو خدا کے رسول کا رفیق اور اسوقت کا جب کہ وہ غار مین تہے ایک ہی ساتہی ہے اٹہو اور اس کے ہاتہ پر بیعت کرو بس لوگ سب طرف سے آنے لگے اور حضرت ابو بکر کے ہاتہ پر سب نے منگل کے دن ربیع الاول کی چودہوین تاریخ سلنہ ہجری مطابق ۹ جون ۶۳۲ء کو بیعت کی اس دن سے گویا اسلام کی ملکی ترقی کی تاریخ شروع ہوتی ہے

ابہی تک اسلام کی عرب مین مستقل حالت نہ تہی اکثر منافقانہ عنصر باقی تہے اور وہ ہر وقت بہڑک اٹہنے کے لئے ایک بہانہ دیکہ رہے تہے۔ پہلا کام جو حضرت صدیق اکبر نے کیا وہ یہہ تہا کہ آپنے اسامہ بن زید کو رسول اللہ کی خواہش کے موافق افسر فوج بناکر ملک شام کی طرف روانہ کیا جب گورمنٹ مدینہ شام پر فوج روانہ کرنے سے بہت کمزور ہوگئی تو منافق گروہ نے مدینہ پر تاخت کی اور چاہا کہ گورمنٹ مدینہ کو زیر وزبر کرڈالین۔ گو فوج بالکل نہ رہی تہی مگر پہر بہی حضرت عمر جیسے شجاع اور صائب رائے کا ہونا کافی تہا وہ باغی آخر پسپا کر دئے گئے اور بعد ازان انہین اطاعت کا ایسا سبق پڑہایا گیا کہ پہر وہ اسلام کے سچے مطیع نکلے۔

حضرت ابو بکر کا زمانہ خلافت بہت جلد ختم ہوگیا گو آپکے زمانہ خلافت مین شام کا بہت بڑا حصہ فتح ہوگیا تہا پہر بہی جو تکمیل حضرت عمر کے وقت مین ہوئی وہ اب تک ویسی ہی چلی جاتی ہے۔

شام جب لشکر روانہ ہوا ہے تو ابو عبیدہ کماندر انچیف برائے نام تہا مگر دراصل لشکر کی کمان خالد جیسے پر سعد ہاتون مین تہی جنہین خلیفہ کے آگے پر جوش لہجہ مین اپنے ودفعہ اٹہا کر یہہ کہا تہا اے خداوند

یہہ نابکار بت پرستی کے خیالات کے شکار تیرے سوا دوسرے کو خدا بناتے ہین اور ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھے ہی معبود سمجھتے ہین۔ تیری توحید کی حقیقت کو ہمنے سمجھ لیا ہے اور ہمارے دلون پر مضبوطی سے یہہ نقش ہو رہا ہے کہ سوائے تیرے اور کوئی دوسرا خدا نہین ہے ہم تجھسے التجا کرتے ہین اپنے نبی کے واسطے سے ان کفار اور مشرکون کے خلاف ہماری مدد کر،، بہادر خالد کی یہہ دعا قبول ہوگئی اور خدا نے مشرکین پر مسلمانون کو فتحیاب کیا دریائے جردان کے مشرقی جانب ایک آباد شہر بنده نامی ہے جہان اول ہی اول قبل از نبوت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نسطوریئن عیسائیون سے ملے تھے یہان ایک مضبوط قلعہ بنا ہوا تھا جس سے شہر کی قابل اطمینان حفاظت ہوتی تھی رومتہ الکبریٰ کا استواری سے اس شہر پر قبضہ تھا اور بظاہر اسکی حالت ناقابل گزر خیال کی جاتی تھی۔ اس کے سامنے آخر مسلمانون کے لشکر نے اپنا ڈیرا ڈالا۔ عیسائیون نے ایک کثیر التعداد خونخوار فوج سے قلعہ کو محفوظ کیا۔ قلعہ کی فصیلون مناروں اور کنگرون پر صلیب کے نشانات اڑائے جا رہے تھے اور تمام مسیحی مذہب کی نشانیان لٹکائی جا رہی تہین۔

اس جوش اور مذہبی امنگون سے خیال کیا جا سکتا تھا کہ عیسائی ذرا دیر تک سختی سے مقابلہ کرینگے مگر ابتک جنگ شروع ہونے سے پہلے گورنر شہر کے دل مین ربانی نور چمکا اور وہ پاک اور صاف دل سے مسلمان ہوگیا۔ گورنر شہر رومنس نامی نے مسلمان ہوتے ہی دروازه شہر کھولدیا ہے اور مسلمانون کو اندر بلا لیا۔ قلعہ کے دروازے بھی مسلمانون کے لئے کھول دئے گئے تھے،، رومنس گورنر نے جب مسلمانون کا لشکر اندر آرہا تھا با آواز بلند عیسائیون سے مخاطب ہوکے یہہ کہا،، مین تمہاری سوسائیٹی سے اس دنیا مین اور آئندہ عالم مین عاق کرتا ہون اور انہیں جو اسکی پرستش کرتے ہین۔ مین نے پسند کیا ہے خدا کو اپنا مالک اسلام کو اپنا ایمان مکہ کو خدا کا گھر۔ مسلمانون کو اپنا بھائی۔ محمد عربی کو اپنا نبی جو ہمین راہ ․ ․ ․ ․ ․ ․ ․ ․ ․ ․ ․ ․
ہدایت دکھانے کے لئے مبعوث ہوا تھا اور اس سچے مذہب کی تلقین کرنے کے لئے کہ جو توحید سکھاتا ہے اور شرک وکفر سے بچاتا ہے ہمارے درمیان بھیجا گیا تھا۔

ایرانیون کے حملہ کے وقت سے ایشیائے کوچک۔ شام۔ فلسطین۔ بالکل کسی ایک خاص مذہب سے ہاتھہ دھو بیٹھے تھے اور ڈریپر کے قول کے مطابق وہ مسلمانون کا مذہب قبول کرنے کے لئے منہ کھولے بیٹھے تھے (دی کانفلکٹ بٹوئن ریلیجن اینڈ سائنس صفحہ ۸۰) بنده سے شام کا دار الخلافہ دمشق جانب شمال صرف ستر میل تھا۔ شہر بندہ کو فتح کرتے ہی اسلامی لشکر عقابی جھنڈا اڑاتا ہوا دمشق پر بڑھا اور سپہ سالار اسلام نے جاتے ہی یہہ حکم دیا کہ دمشق اپنی مرضی ظاہر کرے کہ جزیہ دینا پسند کرتا ہے یا اسلام قبول کرنا یا میدان کارزار مین سینہ بسینہ جنگ کرنا۔ شہنشاہ ہرقلس اپنے محل مین

جو دمشق سے بالکل شمال کی جانب ڈیڑھ سو میل کے فاصلہ پر تہا یہہ خوفناک خبرین گوشگذار کر رہا تہا جون ہی اسنے مسلمانون کے دمشق کے محاصرہ کی خبر پہنچی اس نے فوراً ستر ہزار سپاہ اسلامیون کے پسپا کرنے کے لئے روانہ کی ناچار مسلمانون نے محاصرہ اوٹہا لیا ۔ اور اس بڑہتی ہوئی فوج سے ہم نبرد ہوئے ۔ ایک خونخوار میدان کے بعد ہرقل کی فوج پارہ پارہ کر دی گئی اور دوبارہ دوسری جانب سے خالد سیاہ عقابی جہنڈا لئے ہوئے دمشق کی طرف بڑہا اور سوا دو مہینے کے محاصرہ کے بعد آخر دمشق فتح کر لیا گیا ۔ ڈریپر ابہی مذکورہ بالا کتاب کے صفحہ ۸۹ مین لکہتا ہے ،، مسلمانون کا لشکر مجذوبون کے گروہ کی طرح نہایت سے جنگجو پر منہ تہے پہر پر جوش عرب ہی میدان مین اپنا مقابل طلب کرتا ہوا نہ نکلتا تہا بلکہ عورتون مین بہی وہ ہی اسپرٹ تہی اور وہ بہی اپنے مردون کے پہلو بہ پہلو جنگ کر رہی ہتین ۔ مستورات کی شجاعانہ جانبازیون کی سچی تصویر مسلمان سورخون نے ہماری آنکہون کے آگے کہینچ دی ہے ،،

مسلمانون کا لشکر دمشق سے شمال کی جانب بڑہا ۔ رستہ مین بعلبک شامی پہاڑی کے دار الخلافہ اور حمص کو جو شرقی میدان کا خاص شہر تہا ہڑپ کر لیا ۔ یہہ غیر معمولی خوفناک سیلان اسلامی لشکر کا دیکہہ کہ ہرقل کی بجہی ہوئی آگ کرید گئی اس کے سینہ مین ایک دہوان اوٹہا آخر اس نے مسلمانون کے پسپا کرنے کے لئے ایک لاکہہ چالیس ہزار فوج روانہ کی ۔ یرموک کے میدان مین ایک خونریز معرکہ ہوا اسلامی لشکر کا دایان بازو ٹوٹ گیا مگر عرب خواتین کے جوشیلے اور دلون مین دلیری کی آگ مشتعل کرنے والے نعرون نے پہر مسلمانون کو میدان کی طرف پلٹا یا ۔ اور انہین یہانتک جوش آیا کہ رومیون کے لشکر کے دہرے اڑا دئے اور اس سختی سے قتل عام کیا جس کی نظیر اور گذشتہ میدانون مین بہت کم ملیگی ۔ چالیس ہزار رومی گرفتار کر لئے گئے اور مقتولین کا قابل اطمینان شمار نہین ہے اب تمام ملک فاتحون کے قدمون کے نیچے پڑا ہوا دکہائی دیتا تہا یہان سے مسلمانون کے لشکر کا حملہ جانب شرق جردان پر تہا یہہ بدیہی طور پر سمجہہ لیا گیا تہا کہ ایشیائے کوچک پر آنکہہ اوٹہانے سے پہلے فلسطین کے مشہور اور مضبوط شہر فتح کر لئے جائین ۔ اسلامی جنرلون مین باہم اختلاف رائے ہوا کہ آیا پہلے اورشلیم فتح کیا جائے یا قیساریہ پر قبضہ کیا جائے ہر چند جہگڑا ہوا اور طرفین نے اپنی اپنی وجوہات قایم کین مگر فیصلہ نہوا آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یہہ جہگڑا پیش ہوا آپ نے نہایت دور اندیشی اور دانائی سے حکم دیا کہ پہلے اورشلیم فتح کیا جائے کیونکہ اورشلیم کی شکست نتیجہ ملک پر خوش آیندہ اثر ڈالیگی ۔ خلیفہ کا حکم ہوتے ہی لشکر اسلام بڑہا اور اورشلیم کا محاصرہ ہو گیا ۔ اس مقدس شہر کے باشندے سب سے زیادہ اس گمان مین تہے کہ ہمارا خداوند ہماری مدد کے لئے فوج کثیر بہیجیگا اور اپنے مقدس شہر کو کافرون کے ہاتون سے بچالے گا ۔ مگر ان کا یہہ خیال غلط نکلا اور ان کے خداوند نے کسی قسم کا لشکر اپنے خداوند خداوند کہنے والون کی مدد کے لئے نہین روانہ کیا

چار مہینے کے محاصرہ سے تنگ آکے آخر بطریق اورشلیم کی دیوارون پر صلح کی شرطین کرنے کیواسطے نمودار ہوا۔ اس بطریق کا نام سافرونیئس تہا اس نے یہہ شرط کی کہ تم لڑائی تہما دو اور اپنے خلیفہ کو بلالو جسوقت خلیفہ آئے گا اس کے لئے فوراً شہر کے دروازے کہولدئے جائینگے اُسے خیال تہا اگر خلیفہ کی غیر موجودگی مین اس کے جنرل کے لئے دروازے کہول دئے گئے مبادا خونریزی نکرین۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے تشریف لائے۔ آپ ایک سرخ اونٹ پر سوار تہے۔ دو تہیلے آپ کے پاس تہے ایک مین جو کا دلیا اور ایک مین کہجورین اور ایک لکڑی کی رکابی تہی اور ایک مشکیزہ پانی پینے کا تہا بس حضرت خلیفہ کے ساتھہ یہہ سامان اور یہہ بار برداری تہی۔ فاتح ایران و شام و عرب اس مقدس شہر مین داخل ہوا پہلو مین بطریق بیٹہا ہوا تہا۔ بغیر ایک خون کی بوند گرائے نہایت امن اور سہولت سے یہہ مقدس شہر مسیحی قبضہ سے نکلکر اسلامی تصرف مین آگیا۔ خلیفہ نے حکیم دیا کہ حضرت سلیمان کے عبادتخانہ کے پاس ایک مسجد تیار کی جائے پہر آپ واپس مدینہ تشریف لیگئے۔

ہرقل مسلمانون کی ان شتابانہ فتوحات کو پرخوف نظرون سے دیکہہ رہا تہا تہوڑی مدت کے بعد اسکی یہہ سمجہہ مین آیا کہ میرے عقیدے نے ملک پر یہہ وبال ڈالا ہے چنانچہ وہ مسیحی مشرک سے مسیحی موحد بنگیا اور اب اپنے مصلوب خداوند سے یہہ امید ہوئی کہ وہ مجہے مسلمانون کے ہاتہہ سے میرا ملک لوا دیگا۔ مگر اسے یہہ معلوم نہ تہا کہ مسلمان اس سرزمین کے اس کے خداوند ہی کے فیصلہ کے بموجب مستحق قرار پاچکے ہین پہر بہلا ان کا استحقاق کون چہین سکتا تہا۔ اسی عرصہ مین الیپو اور انطاکیہ بہی مسلمانون کے قبضہ مین آچکا تہا۔ اب کوئی چیز ایسی مانع نہی تہی جو مسلمانون کو ایشیائے کوچک کے تاخت و تاراج کرنے پر مانع آتی۔ خود ہرقل نے اپنی نجات فرار ہونے مین دیکہی دربدر نہایت المناک حسرت سے شام کے فتح ہونے کی نسبت نہایت دردناک الفاظ مین یہہ لکہتا ہے ”وہ ملک شام جسے پامپی اعظم رقیب قیصر نے سلطنت روم کے ساتہہ شریک کرلیا تہا جسے سات صدیان گزر چکی ہین۔ وہ شام جو عیسائیت کی پیدائش کی جگہہ تہا معہ اپنے پاک عبادتگاہون کے خوش منظر وادیون کے غیر ممکن الحصول طریقہ سے نکل گیا یہہ وہی زمین تہی جہان سے ہرقل نے ایرانی حملہ آورونکو مار کر نکالا تہا ہمین یہہ روایت پہنچی ہے کہ جب ہرقل فرار ہونے کے لئے جہاز مین سوار ہوا ہے اور اس کے جہاز نے کنارے سے لنگر اٹہایا ہے تو اس نے ٹوٹی ہوئی جانکنی کی صدا مین یہہ بہا ہوا فقرہ کہا ہے سلام تجہے اے شام دائمی سلام“ [1]

مسیحی مورخ کے ان دردناک الفاظ کی کیفیت مسلمان بخوبی پہچان سکتے ہین کیونکر ان پر بہی یہہ گذر چکی ہے جب وہ سات سو برس کی سلطنت کے بعد نکالے گئے ہین تو اُنہون نے بہی الفاظ اندلس سے بہی کہے تہے اور جب وہ یونان رومانیا انسٹنگر و غیرہ کی طرف دیکہتے ہین تو اب بہی ان کی زبان سے بہی نکلتا ہے۔

[1] کانفلکٹ بٹوین سائنس اینڈ ریلجن مصنفہ ڈریپر صفحہ ۹۱۔

مین اس کی زیادہ ضرورت نہین جانتا کہ طرابلس اور مانڑی فتح کی کیفیت درج کرون اور یہہ لکہون کہ فنیلیہ کیونکہ فتح کیا گیا تہا اسکا مفصل بیان میری کتاب الفاروق مین موجود ہے۔ نہ اس لکہنے کی زیادہ ضرورت ہے کہ ملیک سی کی طرف خلیفہ کی فوجین کیونکر بڑہین اور انہون نے قسطنطینیہ کو جاکر کیونکر گہیر لیا۔ اصل یہہ ہے جب اورشلیم فتح ہوچکا تہا تو پہر کوئی بات باقی نہ رہ گئی تہی۔

اورشلیم فتح ہونا گویا عیسائیت کے عظیم الشان دار الخلافہ کا مفتوح ہونا تہا۔ باوجودیکہ مجنون مسیحی مجاہدین کی کوششون سے کئی کئی بار عارضی طور پر اورشلیم عیسائیون کے قبضہ مین آگیا مگر پہر اسیطرح اسلام کی حفاظت مین ابتک موجود ہے کل کی خبر نہین کہ کیا ہوجائے مگر ہر مسلمان کی دعا ہے کہ اس لمحہ اے خدا مجہے مار ڈالیو جب صلیبی النشان دمشق کی مسجد پہاڑ اٹہے جانے کی خبر مین سنون۔

قسطنطینیہ کے مسیحی مورخون نے اورشلیم ہاتہہ سے نکل جانے کے بعد مسلمانونکے خلاف ایسی ایسی باتین لکہنی شروع کین کہ جنکی بدتہذیبی کا کوئی بہی اندازہ نہین ہوسکتا۔ انہون نے لکہا کہ عنقریب ان کافرون پر آسمانی غضب آئیگا اور انہین صفحہ ہستی سے نیست ونابود کردیگا غرض وہ نا ملایم اور ناقابل بیان باتین لکہین جن کے حوالہ قلم کرنے کی نفس تہذیب اور قانون محمدی اجازت نہین دیتا۔ یہی کیفیت یورپ کے مسیحی مورخون کی ہے جو اپنی لاعلمی یا ہٹ دہرمی سے وہ وہ باتین اسلام اور بانئے اسلام کے سر تہیپتے ہین کہ دیکہنے سے نفرت ہی نہین ہوتی بلکہ ان کی مہذب سوسائٹی کا ایک خاکا کہنچا ہے۔ خدا ان پر رحمت کرے اور انہین ہدایت کا رستہ دکہائے۔

مین طولانی صورت مین مسلمانون کی فتوحات پر بحث کرنا نہین چاہتا صرف اسیقدر لکہنا کافی ہے کہ ان کی فتوحات اسکندر اعظم کی شہاب ثاقبی فتوحات سے زیادہ وسیع اور استوار تہین۔ مگر ہان یہہ ضرور لکہونگا کہ آتش پرستی اور زرتشت کے مذہب کو اسلامی فتوحات نے عیسائیت سے کہین زیادہ صدمہ پہنچایا۔ فارس کی قسمت کا بالکلیہ دارومدار جنگ قادسیہ پر تہا۔ اس کے فتح ہونے پر مسلمانون کے ہاتہہ شاہی سلح خانہ۔ غیر محدود مال غنیمت اور لاانتہا امیرانہ معاشرت کے سامان لگے۔ ایک جانب سے تو وہ بحر ادقیانوس کی طرف بڑہے اور دوسری جانب سے جنوب کی طرف دریائے دجلہ سے پرسیپولس تک انہون نے تمام ملک صاف کرلیا۔ ایرانی شاہ یزدجرد اپنی زندگی بچانے کے لئے بہت بڑے سالٹ ڈیزرٹ مین بہاگ گیا یہہ ملک سکندر کے حملہ سے ابتک ویران اور غیر آباد پڑا ہوا تہا۔ اسلامی لشکر کے ایک حصہ نے یزدجرد کو مجبور کیا کہ وہ بحر اکسس سے عبور کرجائے۔ وہان وہ بیچارہ ترکون کے ہاتہہ کا شکار ہوا۔ اسکا بیٹا مسلمانون کے خوف سے چین بہاگ کر چلا گیا۔ اور شہنشاہ چین کے گارڈ کا کپتان مقرر ہوا۔ اکسس کے پرے تک مسلمانون کے لئے کل ملک صاف ہوگیا تہا۔ اور یہان سے بیس لاکہہ اشرفیان محصول کی سالانہ اسلامی بیت المال مین داخل ہوتی تہین۔

جب مسلمانون کی ملکی فتوحات کی اتنی دہوم مچی تو خاقان چین بہی مدینہ مین خلیفہ کی دوستی کا خواہشمند ہوا۔ اس اثنا مین اسلامی پہریرا دریائے اندس کے کنارون پر اڑنے لگا تہا۔

شاہی جنگون مین جن جنرلون نے اپنے کو زیادہ ممتاز کرکے دکہایا تہا انمین ایک عمرو بن العاص تہا جسکی قسمت مین ملک مصر کی فتح لکہی ہوئی تہی۔ اسلئے کہ حضرت عمر نے شمال اور شرق ہی کی فتوحات اپنی مرتفع شان کے لئے کافی نہ سمجہین اسلئے اپنے بہادر جنرلون کو مغرب کی طرف بہی بڑہنے کا حکم دیا اور افریقہ کو سلطنت اسلامی مین شریک کرلینے کی مرضی ظاہر فرمائی۔

ممفس فیرالواک کا پرانا دارالخلافہ بہت جلد فتح ہوگیا اور بعد ازان اسکندریہ کا محاصرہ کرلیا گیا۔ چونکہ اسکندریہ کی پشت پر سمندر کہلا ہوا تہا ہرقل کو بحری مدد بہیجنے کا پورا موقع ملا اسنے جہانتک اس سے ہوسکا فوجون پر فوجین روانہ کرنی شروع کین۔ حضرت عمر کو ہرقل کی ہر بات کی برابر خبرین پہنچ رہی تہین آپ نے یہہ سنتے ہی شامی فوج کو حکم دیا کہ وہ اسکندریہ پر محاصرہ کرنے والون کی مدد کے لئے بڑہے بڑہے میدان ہوئے۔ فتح کی خطرناک کوشش مین جب عمرو بن العاص سیڑہیان لگاکر اسکندریہ کے قلعہ مین پہنچا تو وہان فوراً گرفتار کرلیا مگر اس کے غلام کی قابل مدح چالاکی نے اپنے آقا کی جان بچادی اور وہ بخیر و عافیت اپنے لشکر مین پہنچ گیا۔

آخر ۱۴ مہینے کے محاصرہ اور تیس ہزار فوج کے ضائع ہونے کے بعد مسلمانون نے اسکندریہ کو فتح کرلیا فتح کرنے کے بعد جو خط عمرو بن العاص نے حضرت عمر کی خدمت مین روانہ کیا اسکے چند فقرے مفصلہ ذیل ہین۔

،، اس مین چار ہزار محلات۔ چار ہزار حمام۔ چار ہزار تہیٹر۔ بارہ ہزار دکانین
جنمین صرف میوہ اور ترکاری فروخت ہوتی ہے اور چالیس ہزار باج گزار
یہودی ہین۔

اسطرح عیسائیت کا دوسرا بڑا مغربی شہر مسلمانون کے قبضہ مین آیا۔ اورشلیم کی قسمت نے اسکندریہ پر بہی اچہا اثر نہ کیا۔ انٹیوک۔ ایفسس۔ اور سرل کا شہر اسطرح آناً فاناً مین اپنے قدیمی آقاؤن کے قبضہ سے نکل کر نئے مستحقون کے تصرف مین آگیا۔

ہرقل کو یہہ قاتل اور فنا کردینے والی خبر قسطنطنیہ مین اسوقت ہوئی جب وہ اپنی شہنشاہ بیگم کے ساتہہ بیٹہا ہوا شراب کا جام پی رہا تہا۔ سنتے ہی اس نے جام شراب ہاتہہ سے پہینک دیا اور چاروناچار خانہ جنت جاتا غم نے اسکے دل کو مسوس لیا۔ جہان اسکی آنکہون مین اندہیر ہوگیا۔ زمین پیرون کے نیچے سے نکل گئی اور کلیجہ پر ہاتہہ رکہکے بیٹہہ گیا۔ اسے معلوم ہوگیا کہ عیسائیت کے تنزل سے میری سلطنت کی کچہہ بہی وقعت نہ رہیگی سو وہ مشکل سے اسکندریہ کے چہن جانے کے بعد ایک مہینہ

زندہ رہا ہوگا۔

اسکندریہ قسطنطینہ کے لئے نہ صرف راسخ الاعتقاد عیسوی مذہب کا ذخیرہ مہیا کرتا تھا بلکہ خوراک کا بھی ذریعہ بھی بہت بڑا تھا مصر بھی اسیطرح بازینٹائن گورمنٹ یا دولت قسطنطینہ کا غلہ کا گودام تھا۔ اسوجہ سے مرتا کیا نکرتا دوبار زبردست بحری فوج قسطنطینیہ سے اسکندریہ کو مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکال لینے کے لئے روانہ کی گئی مگر دونوں بار عمرو بن العاص نے انہیں پسپا کر کر دیا ان دونوں بار بار کے حملوں سے عمرو بن العاص کو بہت غصہ آیا اور اسنے نہایت درشتی سے یہہ کہا۔

،، اگر سہ بارہ اور بھی حملہ کیا گیا تو خدا کی قسم مین اسکندریہ کو ایسا صاف میدان کردونگا کہ ہر شخص اسطرح آزادی سے آسکیگا جیسے کسی کے گھر مین ،،

مگر یہہ قول بے اختیاری اور طیش انگیز حالت مین اسکی زبان سے سرزد ہوگیا تہا بعدازان جو کوشش اسنے اسکندریہ کو سرسبز بنانے اور ترقی دینے مین کی وہ وقعت کی نظروں سے دیکہنے کے قابل ہے۔ خلفا کی یہہ خواہش نہ تہی کہ مصر ہی تک اپنی فتوحات کو محدود رکہین۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بالکلیہ شمالی افریقہ کو اپنے قبضہ مین کرلیا۔ آپکا بہادر جنرل عبداللہ چالیس ہزار فوج کے ساتہہ ممفس سے روانہ ہوا اور دشت برقا سے گزرتا ہوا طرابلس مین پہنچا مگر اپنے لشکر مین وبا پہیلنے کی وجہ سے اسے بہن دالیپ جتنی کوششین اب تک کی گئی تہین انہین صرف بیس برس کا زمانہ لگا تہا کہ اسی اثنا مین عقبہ نے دریائے نیل سے اپنا راستہ بحر اٹلانٹک کی طرف لیا جزائر کینریکے سامنے اس نے سب سے پہلے اپنے گہوڑے کو سمندر مین ڈالدیا اور یہہ کہا۔ ،، اے ذوالجلال معبود اگر یہہ سمندر میری رفتار کے مانع نہ آتا تو مین مغرب کے نامعلوم سلطنت مین جانے کا قصد رکہتا ہون اس نیت سے تاکہ تیرے پاک اور مقدس نام کی توحید کی تلقین کرون اور ان سرکش قومون کو جنہون نے تیرے سوا دوسرونکو معبود بنا رکہا ہے حوالہ تلوار کرون ،،

اب مسلمانون نے ملک کے اندرونی حصص کو فتح کرنا شروع کر دیا تہا۔ یہانتک کہ باقی زینٹائن گورمنٹ کے قبضہ مین صرف وہی شہر رہگئے جو بحر روم کے کنارون پر واقع تہے۔

پہر عبدالملک نے (مروانی خلیفہ) بالکلیہ کارتہیج پر اپنا قبضہ کرنا چاہا جو بیشک شمالی افریقہ کا دارالخلافہ تہا۔ اسکے جنرل حسن نامی نے کارتہیج پر حملہ کیا مگر قسطنطینہ سے سسلی اور گاتہک کی فوجون نے روانہ ہوکے کارتہیج کو بچالیا اور پہر حسن کو ناکام واپس آنا پڑا۔ مگر یہہ بچانا محض عارضی تہا حسن نے چند ماہ مین پہر حملہ کی تیاری کی اور ایکبار کارتہیج پر آپڑا عیسائیون کی فوجین بچی پڑی ہتین۔ حسن نے سبکو شکست دیکر کارتہیج پر قبضہ کرلیا اور بعدازان اسے جلادیا۔

اورشلیم۔ اسکندریہ۔ کارتہیج یعنی دارالخلافون مین سے تین دارالخلافے اس طرح مسلمانون کے قبضہ مین آئے۔ ہان قسطنطینہ کا قبضہ مین آنا صرف باقی رہا تہا۔ اور جب یہہ بہی قبضہ مین آگیا تو رومتہ الکبری

باقی بچا تھا۔
مسیحی ترقی میں کارتھیج نے لا یعنی پہلے ایکٹ نہیں کیا تھا۔ یورپ میں لاطینی عیسائیت اسی نے پہنچائی تھی اور جن علم الٰہی جاننے والوں نے اول ہی اول یورپ میں قدم رکھا وہ کارتھیج ہی کے باشندے تھے اس کے علاوہ سب میں بڑی بات یہہ ہے کہ یہہ سینٹ آگسٹائن کا گھر تھا۔

ڈریپر اپنی مذکور الصدر کتاب کے صفحہ ۹۶ میں لکھتا ہے " دنیا کی تاریخ میں کسی ایسے مذہب کا پتہ نہیں لگتا جس نے آناً فاناً میں اتنی جلدی بلحاظ اپنی وسعت کے ترقی کی ہو۔ اسوقت یہہ آلتائی پہاڑوں سے بحر اطلنٹک تک اور ایشیا کے مرکز سے افریقہ کے مغربی کنارہ تک فرمانروائی کر رہا تھا"

خلیفہ الولید (مروانی) نے دوبارہ یورپ کو فتح کر لینے کا مصمم ارادہ کیا اور چاہا کہ سب سے پہلے اندلس پر قبضہ کرلوں۔ الولید کے جنرل موسے نے اندلس پر حملہ کرنے سے پہلے یہہ سوچ لیا کہ یہاں میدان خونریز لڑنے پڑینگے اسلئے اس نے ایک زبردست لشکر اور بکثرت باربرداری کے ساتھ اندلس کا رخ کیا۔ جیسا کہ اس نے خیال کیا تھا۔ زیریس کے میدان میں شاہ اندلس کے ساتھ ٹولیڈو کا آرک بشپ اور کاؤنٹ جولین گوتھک جنرل فوجوں کی کمان کر رہے تھے ۔ ایک خونریز میدان کے بعد شاہ اندلس بھاگ گیا اور حملہ آوروں کے تعقب پر آخر اس بدقسمت شاہ نے گوڈیل کوئور میں ڈوب کر جان دیدی۔

نہایت تیزی سے طارق جنرل موسے کا لیفٹنٹ میدان جنگ سے ٹولیڈو کی طرف بڑھا اور وہاں سے جانب شمال رخ کیا موسے کے پہنچنے پر جزیرہ نمائے اندلس بالکلیہ مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا تھا اور گوتھک لشکر کا بقیہ پرینیز کے پرے فرانس میں جان بچا کے چلا گیا تھا۔ طارق نے فتح اندلس کو اپنے فتوحات یورپ کے ارادہ کی پہلی سیڑھی خیال کر کے اپنا خیال عام میں یہہ ظاہر کیا کہ میں یہاں سے اطالیہ کو فتح کرتا ہوا اور اس ملک میں توحید خدا کی منادی کرتا ہوا قسطنطنیہ جاؤنگا اور سلطنت رومتہ الکبری اور عیسائیت کا خاتمہ کر کے ایشیا میں سے گزر کر اپنے فتحمندانہ ہتیاروں کو خلیفہ کے قدموں پر دمشق میں رکھدونگا۔

لیکن اتنی بڑی ناموری بہادر طارق کی قسمت میں نہ لکھی تھی۔ جنرل موسے کو طارق پر حسد ہوا اس نے اسکی سخت بیغیرتی کی۔ طارق کے دوستوں نے خلیفہ ولید سے موسے کی شکایت کی کہ اس نے بلا قصور اس بیغیرتی سے طارق کو بے حرمت کیا ہے۔ فوراً دمشق سے ایک سفارت روانہ ہوئی کہ عین کیمپ میں موسے کو گرفتار کرلے۔ وہ سفارت پہنچی اور حکم خلیفہ کے مطابق موسے کیمپ میں اپنے لشکر کے سامنے گرفتار کیا گیا اور کولمبس کی طرح پابجولان اپنے شاہ کے آگے لایا گیا۔ (جیسا کولمبس فرڈی نینڈ اور ملکہ ازابلہ کے سامنے لایا گیا تھا) خلیفہ ولید نے اسکا قصور معاف نہ کیا۔ اس کو ڈیرے لگائے آخر بیچارہ نہایت شکستہ خاطری اور مصیبت میں اس جہان سے کوچ کر گیا کولمبس کے ساتھ یہہ شاہانہ برتاؤ ہوا تھا اور وہ عزت سے دربار میں بلایا گیا تھا۔)

اور جرنیلون کی سردگردگی مین پہر فتح فرانس کی کوشش کی گئی ابتدائی جنگون مین ملک فرانس دریائے گورنی ی سے لورہی تک فتح ہوگیا اس کے بعد عبدالرحمن اسلامی کمنڈر نے اپنی فوجونکو دو کالمون مین تقسیم کیا اور پہر کوچ کا حکم دیا ایک کالم مشرق کی طرف بڑہا اور راہون کو عبور کرتا ہوا آگے کی طرف نکل گیا اور ارلس کا محاصرہ کر لیا ایک عیسائی لشکر نے ارلس کو مسلمانون سے بچانا چاہا مگر ایک گران نقصان کے ساتھہ اسے پس پا ہونا پڑا۔ اسکا مغربی حصہ فوج اسیطرح کامیاب ہوتا ہوا ڈارڈو گونا مین ہو کے گذرا اور دوسرے مسیحی لشکر کو نہایت خوفناکی سے شکست دیتا ہوا آگے بڑہا چلا گیا۔ اس جنگ مین عیسائی بہت کام آئے جسکی نسبت ایک معتبر مورخ لکھتا ہے۔ ،، خدا ہی مقتولین کا شمار کر سکتا تہا اُسوقت تمام وسطی فرانس مسلمانون کے قدمون کے نیچے تہا اور آخر دریائے لورہی کے کنارہ تک پہنچ گئے تہے۔ گرجے اور پادریون کے مقدس گہرون کے وہ خزانے جو اُنہون نے جبر و تعدی سے جمع کئے تہے فاتحان اسلام نے لوٹ لئے تہے جنکی نسبت ڈریپر اپنی کتاب مذکور کے صفحہ ۹۷ مین لکھتا ہے۔ ،، وہ اولیائے مسیحی جو اپنی کرامتون کا اسوقت اظہار کرتے تہے جب ان کی ضرورت نہ تہی اب اسوقت ان سے چاہا گیا کہ مسلمانون کے پس پا کرنے اور تباہ و برباد کرنے کے لئے اپنی کرامتین دکہائین ،،

آخر حملہ آور ونکی ترقی کی لین ڈوری چارلس مارشیل نے ۷۳۲ء مین روک دی تہی۔ ٹوئس اور پواسٹر اس مین ایک خونریز میدان مسلمانون اور فرانسیسیون مین سات دن تک ہوا۔ عبدالرحمان عین معرکہ جنگ مین شہید ہوا اور مسلمان پس پا ہوئے۔ اور اس کے بعد وہ بہت جلد پرنی نیز کے چہوڑنے پر مجبور کئے گئے۔

اس لئے لورہی کے کنارون نے مسلمانون کے یورپ پر بڑہنے کی ایک حد قایم کر دی گبن ان حالات کا بیان کرتے ہوئے لکہتا ہے ،، ایک فتحمندانہ خط جو مسلمانون نے کہینچا تہا جبرالٹر سے دریائے لورہی تک ایک ہزار میل تہا اتنی ہی دوری باقی رہگئی تہی ورنہ مسلمان پولینڈ اور اسکاٹلینڈ کے ہائی لینڈ تک جا پہنچتے۔

یہہ مجہے ضرور نہین ہے کہ مین مسلمانون کی ان فتوحات کا بہی بیان کرون جو بحر روم پر قبضہ پانے کے بعد انہین حاصل ہوئی تہین اور انہون نے کریٹ (جسے ترک اقریطس کہتے ہین) اور سسلی فتح کر لیا تہا اور وہان سے رومتہ الکبری کی پرانی سلطنت کی سخت بیخرتی کی تہی۔ ان کا جنوبی اطالیہ مین دخل ہونا اور سسلی کی فتح نے کل یورپ پر ایک خوفناک اثر ڈالا تہا۔

جسطرح انہون نے رومتہ الکبری سلطنت پر زبردست حملے کر کرکے اسے ذلیل کیا ہے وہ واقعات بہی عجیب و غریب باتون سے پر ہین۔ یکایک ایک اسلامی لشکر عقابی جہنڈے اڑاتا ہوا ٹیبر مین داخل ہوا اور پہر بہت جلد شہر کی دیوارون کے نیچے جا پہنچا۔ اس لشکر اسلامی نے گرد نواح کے اضلاع کو لوٹنا شروع کر دیا اور سینٹ پیٹر اور سینٹ پال کی قبرین کہود کر پہینکدین۔ خیال یہہ تہا شاید عیسائیون کو جوش آوے اور وہ باہر آ کے جنگ کرین مگر ان کے کانون پر جون بہی نہ پہری۔ سینٹ پیٹر کی قبر کی چاندی کی چہت اکہیڑ لی گئی اور افریقہ

روانہ کردی گئی۔

سینٹ پیٹر کی قربان گاہ گویا رومی عیسائیت کی مجسم تصویر تہی۔

مسلمان ابتک قسطنطنیہ کا کئی بار محاصرہ کر چکے تہے اسکا مسلمانون کے قبضہ مین آنا تقدیر ہو چکا تہا۔ رومۃ الکبریٰ پہلے سخت بیغیرتی کے ساتہہ بے دم ہو چکا تہا ایشیائے کوچک کے واجب الاحترام گرجے منہدم کر دیے گئے تہے یا ان کی مسجدین بنگئی تہین۔ کوئی مسیحی جو یروشلم یا اورشلیم یہ کا ذرن پہلے مسلمانون کے بلا اجازت قدم نہ رکہ سکتا تہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مسجد حضرت سلیمان کے ٹیمپل کے پاس نظر آنے لگی تہی۔

ایک عظیم الشان قوت رکہنے والی مذہبی سلطنت جسے نہ زمانے ابتک دیکہا تہا نہ آیندہ دیکہے گی یکایک پیدا ہو گئی اور آناً فاناً اطلیطلہ سے چین کی دیوارون کے نیچے تک پہیل گئی اور بحر اوقیانوس سے بحیرہ ہند کے کنارون تک اسکے ہاتہہ پیر پہیل گئے۔ اور ابتک ختم نہوئی تہی یعنے اسکی حد و بندی نہوئی تہی۔ سو وہ دن آنکو تہا جب مسلمانون نے قیصر کے جانشینون کو مجبور کیا کہ وہ اپنی آبائی سلطنت چہوڑ کے چلدین اور بعد ازان انہون نے یونان کو اپنے قبضہ مین کرکے یورپ کو ہڑپ کرجانے کا ارادہ کیا۔ مگر عیسائیت کی آیندہ قسمت اچہی تہی کہ انمین خانگی جہگڑے اور فساد ہوگئے ورنہ یورپ کی نجات مسلمانون کے ہاتون سے ناممکن تہی۔ اس عرصہ مین اسلامی سلطنت تقریباً کل افریقہ معلوم پر پہیل گئی تہی۔

ڈریپر اپنی اسی کتاب (کانفلکٹ بٹوئن سائنس اینڈ ریلجن کے صفحہ ۹۹) مین لکہتا ہے "اسلام کی بڑہتی ہوئی فتوحات کو چارلس مارشل کی تلوار نے نہین روکا بلکہ انکے باہمی اندرونی فساد سے یورپ کو ان کے ہاتہ سے نجات ملگئی اگرچہ مروانی خلفا پسندیدہ نظرون سے ملک شام مین دیکہے جاتے تہے پہر بہی اسلامی دور دست بلاد مین انہین لوگ غاصب خیال کرتے تہے اور حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت وارث و مستحق خلافت خیال کئے جاتے تہے۔ تین گروہ اپنے اپنے مختلف رنگون مین امتیازیہ درجہ رکہتے تہے اسی اختلافی رنگ نے آخر کار خلافت اور سلطنت کو پارہ پارہ کر دیا اور لاکہون مسلمانون کو کٹوا دیا۔ مسلمان ایک دوسرے سے نفرت کرتے تہے جس سے انہین بربادی اس کا پہل ملا۔

بنی امیہ کا رنگ سفید تہا۔ اور بنی فاطمہ کا رنگ سبز تہا اور بنو عباس کا رنگ سیاہ تہا۔ آخر اس اختلافی رنگ نے دسوین صدی عیسوی مین بغداد۔ مصر القاہرہ۔ قرطبہ کی خلافتون کی تفریق کردی جس سے اسلامی یکجہتی کی بے مثال قوت مین ضعف آگیا اور بعد ازان جو کچہ حسرتناک نتیجہ ہوا وہ ہماری آنکہون کے آگے موجود ہے۔

ادہر اسلامی پولٹیکل یونٹی یعنے یکجہتی کا خاتمہ ہوا اور ادہر عیسائی ممالک کو کافی طور سے اپنی جان بچانے کا موقع ملا۔ بقول ڈریپر کے عیسائیون کو اپنی کسی مافوق الفطرۃ کرشمہ سے نجات نہین ملی بلکہ مسلمانون کی تفریق ان کی نجات کی باعث ہوئی ادہر اہل عرب کی ملکی اور علمی ترقی کے قدم تہکنے نہ پائے تہے ادہر یہودی اٹہ کہڑے ہوگئے جنہون نے مسیحی یورپ مین اپنی نام آوری کا ڈنکا بجا دیا اور ہنوز بہت کچہہ اقتدار حاصل کر رکہا ہے

سارسنس تو بالکل بیس پا ہو گئے تھے اور اب یورپ تو انکی کچھہ بھی پروانہ رہی تھی ایک وہ زمانہ تھا کہ مسلمان کا ڈپٹی لفٹنٹ یا جنرل عام طور سے جیسا کہ آکلی نے اپنی تاریخ مین لکہا ہے یورپ کی متحدہ فوجون سے بھی شکست کہانا ہو نہ جانتا تھا اور اسکے اور اسکے خاندانکے ویسے گویا یہہ مرگ تھی کہ وہ یورپ کی فوجون سے کہین اتفاق سے شکست کہا جائے ایک زمانہ مین ہرقل اردم مسلمانون کو اپنی خباثت سے گستاخ کرتا تھا کرتا تو اسکے مقابلہ مین حضرت عمر نے بھی کسری اور قیصر کے شہزادون کو گداگہی بکارنا شروع کر دیا تھا چنانچہ جب شاہ جبالا مدینہ سے فرار ہو کر قسطنطنیہ چلا گیا ہے تو انہنے آپنے جنرل ابو عبیدہ کے نام جو خط بہیجا ہے اس مین گتے کے لقب سے شاہ جبالا کو یاد کیا ہے اسیطرح خلیفہ ہارون الرشید نے جب شہنشاہ روم الکبری کو خط لکہا ہے تو اسمین یہہ جملے تھے ،، بسم اللہ الرحمن الرحیم از جانب امیر المومنین ہارون الرشید بطرف نیتسی فورس سگ رومی۔ تو اگر میرے حکم کی تعمیل نکریگا تو میری تلوار تجھے منالی گی،، یہانتک مین نے نہایت اختصار سے مسلمانون کی ملکی فتوحات کا ذکر کیا ہے اسے مین یہین ختم کرتا ہون اور اب مسلمانون کی علمی ترقی کا نہایت اختصار کے طور پر بیان کرتا ہون۔

اسلام کی علمی اور عملی ترقی

تمام یورپین مورخون کا جنہون نے اسلامی تاریخین لکہی ہین اس امر پر اتفاق ہے کہ یورپ نے جو کچھہ سیکہا مسلمانون ہی سے سیکہا۔ حقیقت مین یہ بہت بڑا دعوی ہے مگر مین اس باب مین جہانتک ممکن ہوگا اسکی ثبوت پہنچانے مین کوشش کرونگا اور دکہاونگا کہ مسلمانون نے پرانے علوم مین کیا کیا بڑہایا اور نئے علوم کیسے ایجاد کئے یہہ بحث جیسی دقیق ہوگی اسیقدر دلچسپ ہوگی۔ مجھے امید ہے کہ مسلمان اس سے بہت کچھہ فائدہ اوٹھائینگے یہہ آخری باب میری پہلی جلد کا ہے گو ابھی مجھے بہت کچھہ لکہنا ہے مگر اس پہلی جلد کو اسی باب پر ختم کرونگا۔

مین اپنے کسی گذشتہ باب مین لکہہ آیا ہون کہ قرآن مجید مین خداوند تعالی نے اور احادیث مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم اور طلب علم کی بہت بہت کچھہ فضیلتین بیان کی ہین اور ہمارے مولانا حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر جگہہ علم سیکہنے اور سکہانے کی سخت تاکید فرمائی ہے۔ وصل کے بعد بھی کیفیت صحابہ کی رہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قیمتی آثار علم اور علما کی تعریف مین اظہر من الشمس ہین حضرت علی کرم اللہ وجہ کے لیکچر علم ادب اور صرف و نحو پر ہنوز ہماری پیش نظر ہین۔ یہہ صحیح ہے کہ جسطرح اسلام کے ساتھہ خدا اور رسول کی محبت کے غیر معمولی جوش نے جنم لیا اسیطرح ساتھہ ساتھہ علم بھی پیدا ہوا۔

کچھہ زمانہ تک تو مسلمانون کو اپنی فتوحات کو وسعت دینے کا خیال رہا اور قدرتی انہین پے درپے اسقسم کے اتفاقات پیش آتے گئے کہ وہ تمام دنیا پر چہا جائین۔ یہہ صحیح ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو ابھی بارہ برس بھی نہوئے تھے کہ مسلمانون نے فارس۔ شام اور افریقہ مین چھتیس ہزار شہر فتح کرلئے تھے اور چودہ سو مسجدین تعمیر کی تھین جہان قرآن مجید نومسلم بچون کو تفسیر کے ساتھہ پڑہایا جاتا تہا۔ بڑے بڑے صحابی قرآن کے درس دینے کے لئے مقرر ہوئے تھے اور وہ غیر معمولی شوق سے غیر قومونکو

قرآن مجید پڑھا پڑھا کر مسلمان بنانے لگے تھے۔

اگر ایک ناممکن بات کو ممکن سمجھکر ہم تسلیم کر لین یعنے یہہ زبردستی مان لین کہ مسلمانون نے اسکندریہ کا کتب خانہ پھونک دیا حالانکہ تاریخی شہادتین بالکل اس کے خلاف ہین پھر بھی وہ بہت جلد علوم و فنون کے مربی بنگئے جسطرح انہون نے آناً فاناً مین مشرق و مغرب کے کئی ملک فتح کر لئے اسیطرح انہون نے ان مفتوحہ قومون کے دیرینہ علوم پر بھی قبضہ پا لیا اور اسلامی سلطنت مین عالم کی عزت اور توقیر اس کے علمی درجہ کے مطابق ہونے لگی۔ چند قیمتی اور سنہری حرفون سے لکھنے کے قابل مقولے اسبات کو ثابت کرتے ہین کہ ان کی نگاہون مین ادب کی کسقدر عزت تھی۔

عالم کی سیاہی شہید کے خون کے برابر ہے جسطرح جنت اسکے لئے ہے جو
میدان جنگ مین شہید ہوا اسیطرح اسکے لئے بھی جنت ہے جس نے اپنے قلم
کا درستی سے استعمال کیا۔

۲۵ برس کے عرصہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہ کی خلافت مین مستقل طور پر اسلامی علمی اصول کی بنیاد پڑی۔ آپ علوم کے سچے مربی تھے اور اسے تمام یورپ تسلیم کرتا کرتا ہے۔ اس علمی اصول کی نشو و نما خلفائے بغداد کے زمانہ مین ہوئی۔

ریاضیات۔ ہیات۔ طب۔ اور عام علم ادب کے ماہر خلیفہ المنصور کے گرد دربار مین جمع رہتے تھے۔ خلیفہ المنصور نے تمام سیحی قومون اور ملکون سے بڑے بڑے حکیم اپنی ذمہ داری پر بلوائے تھے مذہب کی مطلق قید آزادی تھی یہہ کچھہ ضرور نہ تھا کہ عالم مسلمان ہی ہو بلکہ عام حکم تھا کہ خواہ کسی مذہب اور ملت کا ہو اسکی ویسی ہی توقیر کی جائیگی جو ایک فاضل مسلمان کی ہونی چاہیئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا بیٹا الرشید جب تک اسکے ساتھہ کم سے کم ہر علم و فضل کے سو علمائے ہوتے تھے کہین سفر ہی نکرتا تھا۔ اس نے اپنے مدرسون کا انتظام نیسطورین عیسائیون کے سپرد کر رکھا تھا۔ اسکے بیٹے المامون نے ایرانی اور یونانی ریاضی دان۔ فلسفی۔ اور اطبا جمع کئے یہہ فضلائے وہر عمر بھر اسکے ساتھہ رہے۔ ان علم دوست شاہون کے ذریعہ سے بکثرت کتب خانون کی ہر شہر مین بنیاد پڑنے لگی اور یونانی لاطینی ایرانی زبانون سے علوم و حکمت کی کتابون کا عربی مین ترجمہ ہونے لگا تمام بڑے بڑے شہرون مین مدارس جاری ہوگئے ایک صرف اسکندریہ مین بیس سے کم نہ تھے۔ گو المامون کے اس ترقی علم کی طرف متوجہ ہونے سے پرانے قیش کے علما بہڑکے اور انہین سخت ناگوار گذرا یہانتک کہ انہون نے المامون کے جہنمی ہونے پر فتوی لگا دیا اور بہت کچھہ دینی آڑ مین اسے دہمکایا کہ خدا تجہسے بدلا لیگا کہ تو گمراہ کر ہوا علوم کی ترقی کا خواستگار ہے مگر مامون نے کوتہ نظر ہملا دقیانوسی کی ایک نہ سنی اور اپنی سرپرستی کا ہاتھہ علوم جدیدہ پر سے نہ ہٹایا خلفائے بغداد یہ کے وقت مین علوم کی سرپرستی کا وہ شوق امرا و رئیسون کو ہوا کہ جب بعض سلاطین سے علیحدہ ہوکے خود مختار ہوجاتے تھے تو اپنے دار العلوم الگ قائم کرتے تہے اور انہین خیال رہتا تھا کہ ہم اپنے

اسکولون مین کوئی نئی بات ایسی پیدا کرین جو سلطنت کے مدارس مین ہو۔

ان کے مقابلہ مین مسیحی دنیا سخت جہالت کی تاریکی مین پھنسی ہوئی تھی۔ گریگوری اعظم جو پوپ فلکس کا پوتا تھا اپنی خاندانی نمایش یا عظمت رکھنے کی وجہ سے شہنشاہ جسٹن کی طرف سے روما کا چاودری مقرر ہوا۔ اور بعدازان وہ روما کے پادریون کا رسول بناکے قسطنطنیہ بھیجا گیا وہان سے آنے کے بعد اہل روما نے ۵۹۰ء مین اسے پوپ بنانا چاہا مگر اس نے شہنشاہ کی خدمت مین عرض کیا کہ مین پوپ بننا نہین چاہتا آپ رعیت اور امرا کے انتخاب کو منظور نہ فرماوین شہنشاہ نے یہہ بات تسلیم نہ کی جب گریگوری مجبور ہوا تو ناچار ایک شب ٹوکرے مین چھپ کر شہر سے بھاگ نکلا مگر پھر بھی امراضانی کے لحاظ سے اس کی بہت عزت ہوتی تھی اور لوگ اس کے زیادہ گرویدہ تھے۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ دنیا کا عنقریب خاتمہ ہو جائیگا اور اسی وجہ سے وہ ایک آیندہ روما کے پادری کی سلطنت قایم کرتا تھا۔

گریگوری انسانی علوم کا دشمن جانی تھا۔ یہہ ہی شخص تھا جسکے خیالات کا مقلد اور متبع یورپ کئی صدی تک رہا اور بی بی مریم کی مجسم مورت اور تصاویر کو پرستش کرتا تھا۔ اس کا یہہ عام مقولہ تھا۔

"جہالت نجات کی مادر مہربان ہے"

اسنے روما مین سے تمام ریاضی دانون کو نکال دیا اور پیلےٹائن کتب خانہ کو جلا دیا جسکی اگسٹس قیصر نے بنیاد رکھی تھی۔ اس کتب خانہ مین لاکھون بیش بہا کتابین موجود تھین جو گریگوری کے جابر اور ظالم ہاتون سے جلائی گئین دنیا مین علم و حکمت کا دشمن جیسا کہ ڈریپر نے اپنی بیش بہا کتاب دی انٹلیکچول ڈیولپمنٹ اف یورپ جلد ا صفحہ ۳۷۵ مین لکھا ہے گریگوری سے زیادہ کوئی نہین اسکی مافوق الفطرۃ روح پر کسی قسم کی علم کی روشنی کبھی نہ چمکتی تھی۔ علم سے دشمنی کرنے مین جو نام اسنے پیدا کیا وہ یورپ کی تاریخ مین بے نظیر ہے"

ایسے ایسے پیشوا یورپ کے تھے جب اسلام نے خدائے واحد کی پرستش کی طرف سبکو بلایا اور تعلیم و تعلم کی فضیلت بیان کی۔

مسلمانون کی فتح پر اسکندریہ کے اسکول کے زوال کے بعد یہہ سبکا خیال تھا کہ یہودی طبیب اس شریف علم کے جو انہین بطور وراثت پہنچا ہے محافظ اور سرپرست بنینگے۔ مگر یہہ خیال غلط نکلا مسلمانون نے صرف فتح ہی نہین کیا بلکہ جیسے وہ آدمیون کے سرپرست بنے ایسے ہی ان کے علوم کے بھی نگران اور مربی بنیگئے۔ انہون نے نہایت دریا دلی سے یہودی معزز معزز عہدون پر بڑی بڑی تنخواہون کے ملازم رکھنے شروع کئے اور اپنی کورٹ مین ان کا اقتدار بڑہایا۔ چنانچہ امیر معاویہ کے دربار مین مصری داؤد نامی طبیب ملازم تہا جو نہ صرف طبیب ہی تہا بلکہ بہت بڑا شاعر اور فلسفی بھی تھا۔

دوسرا طبیب جو اسکے دربار مین اعلی درجہ کی وقعت رکھتا تہا مسٹر دون نامی تھا جو اسکندریہ کا رہنے والا تھا

اور جس نے اول ہی بار امیر معاویہ کے حکم سے چیچک پر ایک کتاب لکھی تھی اور بتایا تھا کہ چیرا دینا کتنا ضروری ہے - مگر افسوس یہہ ہے کہ اسکی تصانیف ملکی الٹ پھیر مین تباہ و برباد ہوگئین -

تیسرا علامہ اسحق بن عمران تھا جس نے صرف زہرون ہی کی ماہیت اور اصلیت پر ایک سلسلہ کتابون کا لکھا ہے یہہ شخص مسلمان تھا جسے بعض یوروپین مورخون نے غلطی سے یہودی خیال کر لیا ہے بعد ازان زہر کے مسائل مین اسکی تقلید اور حکمانے کی ہے - خلیفہ ہارون الرشید جو یہودی سفیرون کے ذریعہ سے چارلس میگنی سے پولیٹکل اتحاد رکھتا تھا بہت کچھ علوم مختلف کی سرپرستی کرنے مین چاق و چست اور سرگرم معلوم ہوتا ہے اس نے اول ہی اول جانٹ ڈسیر مین ایک طبی کالج کی بنیاد ڈالی اور بغداد مین یونیورسٹی قایم کی - اس محترم خلیفہ نے یہہ اعلان جاری کر دیا تھا کہ جبتک بغداد کی یونیورسٹی کا سرٹفکٹ نہو کوئی طبیب اسلامی مفتوحہ بلاد مین پیشہ طبابت نکرنے پائے حقیقت مین خلیفہ کی یہہ رائے ایک زبردست رائے تھی جس سے پبلک کی جانین تہلکہ سے پڑنے مین بچ جاتی تہین افسوس تو اس بدبخت ہندوستان پر ہے کہ یہان کے آدمی خبر نہین اہل مغرب نے کس قسم کے مویشی سمجھلے ہین کہ ان کا غارت ہو جانا کچھ بات نہے اور نہ انکا تباہ و برباد ہو جانا کچھ قابل توجہ ہے - گورنمنٹ انڈیا مطلق توجہ نہین کرتی کہ سینکڑون عطار طبیب بن بیٹھے اور سینکڑون کمپاؤن ڈر ڈاکٹر بن بیٹھے اور سینکڑون نے ناواقف غربا کو لوٹنے کے لئے نئے دوائیون کے جھوٹے اشتہار دیدئے مگر کوئی یہہ دریافت کرنے والا نہین ہے کہ آخر ان قاتلون کی بھی کوئی سزا ہے جو بیگناہ مریضون کے گلے پر چھری پھیر رہے ہین اور کبھی نہین تھکتے -

بغداد کی یونیورسٹی مین یشوع بن نون طبی پروفیسر تھا اور خود یونیورسٹی کی طرف سے کئی آدمی یونانی کتابون کے عربی مین ترجمہ کرنے پر مقرر تھے - یہہ ضرور نہین تھا کہ صرف طبی کتابین ہی ترجمہ کی جاتین بلکہ ہر قسم کی کتابون کا خلیفہ کے حکم سے ترجمہ کیا جاتا تھا - اسی طریقہ سے افلاطون اور ارسطو کی تصانیف محفوظ ہوگئین یہہ صحیح جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ ہزارون پرانی کتابون کے اونٹ لدے ہوئے بغداد آتے ہوئے دکھائی دیتے تھے - خلفاء اسلامیہ کا شوق پرانے مصنفون کی کتابین حاصل کرنے کا یہانتک بڑھا ہوا تھا کہ جب شہنشاہ میخیل ثالث مجبور ہوکر عہدنامہ کیا اور تاوان جنگ معہ اپنی سلطنت کے چند صوبون کے دینے پر راضی ہوگیا تو یہان سے درخواست کی گئی کہ ہم تاوان جنگ کے عوض صرف تیرا کتب خانہ چاہتے ہین اور ساتھ ہی یہہ بھی درخواست کی گئی کہ تو اسبات کا اقرار کر کہ حتی الامکان مین اور بھی کتابین بہم پہنچا پہنچا کے حاضر کرتا رہونگا - چنانچہ خلیفہ کے حسب لخواہ مسیحی شہنشاہ نے معاہدہ کیا - اور بعد ازان اسپر کاربند ہوا اس زبردست علمی تحریک کا نتیجہ سوا اسکے اور کیا ہو سکتا تھا کہ یکایک علمی روشنی پہیل گئی اور بصرہ - اصفہان - سمرقند - فیض - مراکو - قرطبہ - سویلی - گرنڈا - مین مستقل کالج اور یونیورسٹیان قایم ہوگئین -

کچھہ زمانہ تک تو یہودی مسلمانون کے معلم بنے رہے مگر مسلمانون کی جدت پسند طبایع نے یہودی معلمون سے

پرانے علمی اصول ہی پر قایم نہین رہین بلکہ انہون نے اور بہی ترقی کرنی شروع کی۔ انہون نے تمام قسم کی اشیا کا عملی طور پر امتحان کرنا شروع کیا۔ اور اب انہون نے اپنے تجربہ مین بہت بڑی ترقی کرلی۔ جو کچہ انہون نے یہودیون سے سیکہا تہا وہ صرف زبانی اور کتابی تہا مگر عملی تجربہ کرکے انہون نے وہ بات حاصل کی جسے ابتک یورپ مانتا ہے۔ بہت سے مختلف اقسام کے اجسام کو آگ مین تپانے اور پگلانے سے انہین یہہ تحقیق ہوگیا کہ ان سے اور بہی بہت سی لطیف چیزین نکل سکتی ہین۔ پہلے پہل انہین سخت ناکامی ہوئی کبہی حد سے زیادہ آگ کی تیزی بڑہنے سے وہ ناکام رہے اور کبہی کم ہونے سے ان کا مطلب حاصل نہوا آخر جوبندہ یابندہ انہون نے اتنی ناکامیون اور بے مثال عرقریزیون کے بعد روح اشیا کے عمل مین لانے اور اشیا کے اجسام مین سے نکالنے کا پورا ملکہ حاصل کرلیا۔

اسطرح سے انہون نے روح شراب دریافت کی اور نمک کی اسپرٹ بہی پیدا کی اور ساتہہ ہی اسکے شورے کی روح نکالنے کا بہی انہین کامل ملکہ ہوگیا۔ یورپ کے تجار یا ڈاکٹر اب بہی ان ہی خطابات سے ان چیزون کو پکارتے ہین مثلاً اسپرٹ اف وائن۔ (روح شراب) یا اسپرٹ اف سالٹ یا اسپرٹ اف نٹری (روح شورا) گو یہہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ اہل یورپ نے پہلے کی نسبت زیادہ ترقی کی ہے۔

یہان مین ناظرین کی توجہ اس امر کی طرف پہیرنا چاہتا ہون کہ مسلمانون نے جو باتین خود ایجاد کی ہین وہ نمبروار دیکہتے جائین سب پہلے یونانی نہ اہل روما۔ نہ اسکندریہ والے نہ ایرانی روح شراب وغیرہ نکالنی جانتے تہے یہہ مسلمانون نے اول ہی اول دنیا مین ایجاد کی

علم کیمیا معہ اپنے جوہرون رستون۔ اور اسپرٹ کے بالکل بیکار پڑی ہوئی تہی تمام شام ایران عرب وغیرہ کا یہہ مذہب تہا کہ بس خدا ہی ان پوشیدہ اور باریک چیزون کو بخوبی جانتا ہے کوئی شخص اسکی کنہہ کو نہین پہنچ سکتا کچہہ ان ہی پر کیا منحصر تہا تمام یورپ مبتذل خیالات کی تاریکی مین ڈوبا ہوا تہا اہل یورپ کی رائے مین زمین ہوا۔ سمندر ناپدید شکلون سے بہرے ہوئے تہے۔ یہانتک کہ شیاطین اور مافوق الفطرۃ کرشمون کا عمل ہی تسلیم کیا جاتا تہا بتون اور بدروحون کی پرستش ہوتی تہی۔ عام طور پر مجنون دلی یا بدروحون پر بعض تسلیم کیا جاتا تہا۔ اگر موسمی کاربولک ایسڈ گاس کے ساتہہ پانی بہت بڑہتا تہا تو اہل یورپ یہہ تسلیم کرتے تہے کہ فرشتہ اسکے کودا ہے۔ ہر مربعض یہ خیال کرلیا جاتا تہا کہ اسپر بلا بہوت جن وغیرہ کا سایہ ہے۔

گو چہ ابتک نام قایم نہ کئے گئے تہے پہر بہی یہہ سمجہہ لیا گیا تہا کہ ہوا کئی خیالی صورتین رکہتی ہے یعنے ہوا مین بہت سی جنی صورتین تیرتی رہتی ہین اور زمین مین علیحدہ ایک قسم کی مخلوق رہتی ہے جو معدنیات کی حفاظت کرتی ہے اور آگ مین سمندر (آگ کا کیڑا) رہتا ہے۔ پانی مین ایک قسم کی مخلوق رہتی ہے۔ اور اسکی حکومت تمام سمندرون پر ہے۔ وہین اسکے محل بنے ہوئے ہین اور وہین اسکی فوج رہتی ہے۔ دن اپنے بہوت علیحدہ رکہتا ہے اور شب اپنی بلائین جدا رکہتی ہے۔ یہہ پرند جو ہوا مین اڑتے ہین انہین جن اور پریان بہی ہوتی ہین

جو پرندون کی صورتون مین ہوا کے کرہ کی سیر کرتے پہرتے ہین۔ غرض تمام یورپ مین اسی قسم کے بلکہ اس سے بہی اور بدتر باتین جس کا نقشہ بکل نے اپنی بیش بہا کتاب سیویلیزیشن ان انگلینڈ مین کہینچا ہے اہل یورپ مین رائج تہین اور وہ ایسی باتون سے مخالفت کرنے والیکو کافر جانتے تہے۔

مگر مسلمانون کی علمی ترقی نے بہت قوت سے اہل یورپ کے اوہام باطلہ کو شکست دی اور وہ وہ اصول علمی ایجاد کئے جنپر صدیون تک مغربی لوگ کاربند رہے۔

علم کیمیا کی نسبت اہل مغرب کا جو کچہہ خیال تہا وہ اور بہی مضحکہ خیز تہا مگر عربون نے ان کے وحشیانہ خیالات کا تتبع نہین کیا اور نہ ان کے وحشی نتائج کی تقلید کی انہون نے نہایت دانائی اور اپنے سائنس کے زور سے استرانگ ایسڈس کا ایجاد کیا جس سے علم کیمیا کی سچی بنیاد پڑی۔ یہہ تو سائنٹفک پاؤنٹ اف ویو تہا مگر پولیٹکل پاؤنٹ اف ویو مین انہون نے بارود کی ایجاد کی جس سے زیادہ کارآمد ہنوز کوئی چیز جنگ اور حفاظت کے لئے ایجاد نہین ہوئی۔

بارود مین چند بہی سے اڑنے والے اجزا ملے ہوئے تہے خود حرکت کرنے والی آگ گندہک شورہ۔ سرمہ کے تیزاب سے بنائی۔ یہہ تینون چیزین برابر کے وزن کی ڈالی جاتی تہین۔ اور پہر ان کا نہایت صفائی سے نکتہ بنالیا جاتا تہا اور پہر اتنے ہی وزن کا سیاہ انجیر کے درخت کا مدا اور رقیق ایسفلیٹم ملا دیا کرتے تہے اور بعد ازان کسیقدر کلی چونا بہی آمیز کر دیتے تہے۔ یہہ حفاظت کی جاتی تہی کہ اسپر دہوپ نہ لگے ورنہ فوراً آگ لگ جاتی تہی۔

اسکی ہمین کسی تاریخ سے ہنوز اطلاع نہین ہوئی ہے کہ یونان مین بہی اس قسم کی بارود بننے لگی تہی ہان یہ کئی تاریخون مین لکہا ہوا دیکہا ہے کہ قسطنطینہ مین اس قسم کا عمل کیا جاتا تہا مگر سوائے خاص خاص آدمیون کے اور کوئی نہین جانتا تہا جو ان ہی کے ساتہہ قبر مین چلا گیا۔

مسلمانون نے کئی بار اس کا تجربہ کیا تہا کہ بارود ایک مضبوط ظرف مین رکہی اور اس کا منہ خوب ستہرائی سے بند کرکے اس مین آگ دیدی وہ ظرف کمزور ہونے پر تو پہٹ جاتا تہا اور مضبوط ہونے پر اڑ جاتا تہا۔ یہی بنیاد بندوق اور توپ کی ایجاد کی ہوئی ہے۔

مسلمانون مین جنہون نے علم کیمیا کی دنیا کی زمین مین کاشت کی وہ ہنوز یورپ مین وقعت کی نگاہون سے دیکہے جاتے ہین ان مین سے سب سے زیادہ مشہور یہہ ہین الرازی۔ عبید خیر جعفر (جسے یورپ مین گیبر کہتے ہین) صغری جنسے خاص ایک کتاب علم کیمیا کی نظم مین لکہی ہے۔ تجلبی۔ جس کی بہت سی کتابین علم کیمیا پر دیکہی جاتی ہین سب مین مشہور کتاب جس نے یورپ کو بہت کچہ فائدہ پہنچایا فانوس نامی ہے ان مصنفون نے علم کیمیا کی جو تعریفین بیان کی ہین وہ نہایت ہی دلچسپ ہین۔ پیمانہ کا سائنس اور وزن کا سائنس اور اشیا کے جلنے کا سائنس مسلمانون ہی کا ایجاد کیا ہوا ہے۔ جو مذکور بالا مصنفون کی کتابون

مین شرح پایا جاتا ہے۔
ان علم کیمیا کے ماہرون مین جعفر سب سے زیادہ تعریف کا مستحق ہے۔ چند لمحے کے لئے ہم اسپر ناظرین کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہین۔ آٹھوین صدی کے اختتام پر یہہ فاضل موجود تھا۔ اور بوعلی سینا۔ خالد جیسے اطبائے حاذق کا استاد تھا۔ کیمیا مین اس کا نام یادگار ہے۔ کیونکہ اس نے سبھی ماہران علم کیمیا مثلاً پیراسیلسے اور لیبو وسٹر سے عملی تجربون مین کہین زیادہ ترقی کرلی تھی۔ دنیا مین یہ پہلا ہوا ہے جس نے نائٹرک ایسڈ اور ایکوا ریگیا ایجاد کیا۔ اس سے پہلے سوائے جمع کئے ہوئے سرکہ کے اسٹرانگ ایسڈ یعنی تیز تیزاب کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ جب تک الوہن ہی پر قبضہ نہو تو علم کیمیا کب ہمارے بس کا ہوسکتا ہے راجر بیکن نے اسکی بہت تعریف کی ہے اور اسے علم کیمیا کا اصلی موجد لکھتا ہے۔ اسپرٹس کی فطرتون کی بابت اس کی بہت ٹھیک رائے تھی جکی نسبت خود فاضل جعفر کا یہہ مقولہ ہے۔

"اے اصول کے بیٹے جب اسپرٹس اجسام مین کرلی جاتی ہین اور انکی ایک خاص شکل متشخص ہونے لگتی ہے تو وہ اپنی اصلی ہیئت کھو دیتی ہین اپنی فطرۃ مین وہ زیادہ مدت تک قایم نہین رہ سکتین۔ اور جب تم انہین اس ہیئت یا حالت سے معطل کرنا چاہو تو یہہ کیفیت ہوتی ہے جو واقع ہوتی ہے کیا تو وہ اسپرٹ تنہا ہوا کے ساتھ بچ جاتی ہے اور جسم کشید کے ظرف مین رہجاتا ہے یا جسم اور اسپرٹ ایک ہی وقت مین بچ جاتے ہین۔"

اس کے اصول فلزات کے بارے مین اگرچہ بعض موقعون پر غلط مین پھر بھی سائنٹفک قیمت سے خالی نہین ہین۔ اس کا خیال ہے کہ ایک دھات مین گندھک۔ سیماب۔ ہرتال ملا ہوا ہوتا ہے اس لحاظ سے وہ خیال کرتا ہے کہ ان حصون یا جزون مین سے ایک کو کم زیادہ کرنے سے قلب ماہیت ہوسکتی ہے۔ اس کا یہہ بھی خیال ہے کہ جب دھات کشتہ بنجاتا ہے تو اس کا وزن زیادہ ہوجاتا ہے۔ اس نے عرق کھینچنے وغیرہ کے جو سہارا اٹھانے کا عمل۔ فلٹر کرنا۔ مختلف کیمیائی آلات مثلاً۔ واٹر باتھ۔ سینڈ باتھ۔ کٹھالیان۔ وغیرہ وغیرہ ان سب کا اس فاضل نے علیحدہ علیحدہ بیان نہایت شرح وبسط سے کیا ہے۔
علم کیمیا کا ایک مغربی ماہر جعفر کے اس قدیم طریقہ کو کہ اگر ہم عرق کھینچنے کے ٹونٹی دار برتن مین نیلا تھوتا پھٹکری اور شورا ڈالین تو اس سے نائٹرک ایسڈ پیدا ہوجاتا ہے تعجب سے دیکھتا ہے اسکے بعد اس نے اپنی گلانے والی عقلی قوت کو اور بھی آگے بڑھایا۔ اور ثابت کیا اگر سال امونیاک (ایک خاص پھولدار پودہ کا عرق جو صرف ایران مین ہوتا ہے) ڈالدین تو سونا بھی خاکستر ہوسکتا ہے۔
اسکے علاوہ جعفر نے اور بھی بہت سی نئی تحقیقین کی تھین جیسا کہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے انسے معدنیات

اور نباتات سے گزرکر حیوانات کے سلسلہ پر بھی اپنی عقل لڑائی تھی اور بہت سی نئی باتیں اسمیں بھی نکالی تھیں مگر افسوس یہہ ہے کہ مسلمانوں کے زوال اور بربادی نے اس کی بیش بہا تصانیف کو بھی برباد کردیا جو اسوقت نہیں دکہائی دیتیں مگر تاریخوں میں کہیں کہیں اسکی مزید تحقیقات کے حوالے پائے جاتے ہیں جنسے ہم سمجھہ سکتے ہیں کہ اس فاضل نے کیا کیا نئی نئی تحقیقات کی۔

جعفر کے ساتہہ ہم رازی کا بھی ذکر کرینگے جو ۹۰۳ء میں بغداد کی دارالشفا کا افسر الاطبا تہا۔ اول ہی اول اسی طبیب نے گندہک کے تیزاب کی خاصیت اور تیاری کا مفصل بیان کیا ہے۔ اور ان ہی ترکیبوں اور اجزا سے بنایا ہے جنسے یہہ اتبک بنایا جاتا ہے۔ اور بہی اول ہی اول شراب کی روح کہینچنے کی ترکیب بہی اسی فاضل طبیب نے نکالی ہے۔

(فاسفورس کی ایجاد)

مسلمانوں ہی کو فاسفورس کی ایجاد کا بہی فخر زمانہ سے ملا ہے۔ اس کا موجد آچیلد بچل عرب ہوا ہے جس نے بعل چکنی مٹی۔ چونے۔ بارودی کوئلہ کے ستونکو جمع کرکے کشید کیا جس سے ایک مصنوعی لعل بنگیا جو اندہیرے میں مثل چاند کے چمک دیتا تہا۔ یہی فاسفورس تہا۔

عربوں نے جوں جوں ترقی کی ان کے خیال کی رسائی اور نظر کی پہنائی سخت تعجب انگیز ہے۔ مفصلہ ذیل بیان ایک معتبر یوروپین مورخ کی تاریخ میں سے لکہا جاتا ہے۔ چنانچہ وہ لکہتا ہے۔

(بوعلی سینا کی علم طبقات عرض سے کامل مہارت)

(بوعلی لکہتا ہے)۔ زمین پر پہاڑوں کا وجود دو مختلف اسباب سے ہے۔ اول کبہی تو یہہ زمین کے اوپر کے طبقے کے اٹہے ہوئے یا اُبہرے ہوئے حصہ کے ٹکڑے ہیں جیسے کہ نہایت تیز بہونچال میں وقوع ہوتا ہے یا یہہ پانی کی وجہ سے ہیں جو اپنے لئے ایک نئی سڑک کاٹ لیتا ہے اور پہاڑیوں کا اوپر کا طبق نرم بہی ہوتا ہے اور سخت بہی ہوتا ہے۔ ہوا میں پانی ایک کو برباد اور دوسرے کو قایم کرتے ہیں زمین کی بہت سے بلندیاں یہہ خواص اصل رکہتی ہیں۔ ان تمام تغیرات کے کامل ہونے کے لئے ایک زمانہ مدید کی ضرورت ہے جس عرصہ میں پہاڑ خود اپنے قد کی بلندی سے تنزل کرجاتے ہیں مگر پانی سب سے زیادہ وجہ ان اثرات اور نتایج کا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اکثر پہاڑوں کی چوٹیوں پر دریائی جانوروں کی ہڈیاں پائی جاتی ہیں جنسے یہہ ثبوت ہوتا ہے کہ پانی ان پر سے گزر گیا۔

یہانتک بوعلی سینا کا جسے اہل مغرب آوی سینا کہتے ہیں مقولہ ختم ہوگیا اور یہی بوعلی سینا نے پانی سے برف جمانے کی ترکیب لکہی ہے جو بالکل درست ہے اور اس سے بہت آسانی سے برف جم سکتی ہے۔

بوعلی سینا وہ شخص ہوا ہے جسکا قانون اتبک جرمنی حصص میں پڑہا جاتا ہے اور اسمیں امتحان پاس کیا جاتا ہے۔ تمام یورپ میں سترہ صدی تک قانون شیخ ہی کا پہلا درآمد ہوتا ہے۔ اکثر مختلف علوم پر اسن

فاضل کی تصانیف ہیں جنکی فہرست صرف ناظرین کی دلچسپی کے لئے درج کی جاتی ہے۔

(۱) مجموع
(۲) حاصل ومحصول اکیس جلدوں میں۔
(۳) البر والاثم
(۴) لغات سعیدیہ
(۵) رسالہ مبسوطی
(۶) رسالہ درعلم درایہ
(۷) کتاب درعلم کیمیا ودرہیئت صور فلکیہ
(۸) اوسط جرجانی۔
(۹) مبدا ومعاد
(۱۰) کتاب درارصاد
(۱۱) رسالہ سکنجبین
(۱۲) کتاب شفا
(۱۳) ہدایہ درحکمت
(۱۴) رسالہ ادویہ قلبیہ
(۱۵) اشارات
(۱۶) رسالہ درارشاد
(۱۷) رسالہ حی بن یقظان
(۱۸) قانون
(۱۹) لغۃ العرب
(۲۰) علائیہ درحکمت
(۲۱) نجات
(۲۲) رسالۃ الطیر
(۲۳) کتاب درعلم قرات ومخارج حروف۔
(۲۴) کتاب حدود الطب
(۲۵) کتاب عیون الحکمت۔
(۲۶) مقالہ درالہیات۔
(۲۷) کتاب موجز کبیر
(۲۸) مقالہ درقضا وقدر
(۲۹) مقالہ درخواص کاسنی۔
(۳۰) مقالہ فی اشارۃ الی علم المنطق۔
(۳۱) مقالہ درتعریف وتقسیم حکمت وعلوم
(۳۲) مقالہ درہیئت ارض
(۳۳) مقالہ درخواص خط استوا
(۳۴) کتاب حکمۃ المشرقیہ
(۳۵) مقالہ درمدخل وصناعات موسیقی
(۳۶) مقالہ درنفس
(۳۷) رسالہ درعلم کلام
(۳۸) رسالہ درعشق
(۳۹) کتاب حکمت
(۴۰) رسالہ درزہد
(۴۱) کتاب درتاویل وتعبیر رویا
(۴۲) رسالہ درجوہر وعرض
(۴۳) کتاب حکمت عرشیہ
(۴۴) مقالہ درعرض قاطیقوریاس
(۴۵) مقالہ درابطال احکام نجوم
(۴۶) رسالہ درقوی وادراکات انسان
(۴۷) کتاب مفاتح الخزائن درمنطق
(۴۸) شرح کتاب نفس ارسطاطالیس
(۴۹) مسائل درشرح اللہ اکبر
(۵۰) کتاب درمعالجات موسوم بہ قوانین
(۵۱) مقالہ درارثماطیقی

(۵۲) کتاب در تدبیر لشکری واخذ خراج از ممالک
(۵۶) رسالہ اضحویہ در معاد
(۵۳) مقالہ در اجرام سماویہ
(۵۷) کتاب الملح در نحو
(۵۴) قصائد عشرہ واشعار دیگر در زہد وغیرہ
(۵۸) فصول در نفس وطبیعات
(۵۵) تعلیق بر کتاب مسائل حنین ابن اسحاق در طب

اس فاضل حکیم کی تصانیف اور بہی باقی ہین جنکا کہین کہین یورپ کے مورخون نے ذکر کیا ہے جو کتابین تحقیق کے بعد ہمین ملین وہ ہم نے نمبروار اوپر درج کردین اب ان کے علاوہ فاضل ڈریپر اور بہی چند کتابون کا نام بتاتا ہے جنمین سے بعض ہماری نظر سے بہی گذر چکی ہین۔ (مفصلہ ذیل ہین)

(۱) کتاب در منافع سائنس وفوائد آن
(۲) کتاب دربیان صحت وامراض
(۳) کتاب دربیان قواعد واصول علم طبیعات
(۴) شاہدات ہئیات
(۵) کتاب دربیان روح اور جسم کے بعث ونشر کے بارے مین
(۶) کتاب دربیان مسلمات ریاضیات
(۷) آسمان کے خطوط متوازیہ کی حقیقت مین
(۸) اقلیدس شیخ (اقلیدس پر شیخ نے بہت سے زبردست اعتراضات کئے ہین)
(۹) کتاب دربیان بقا وفنا
(۱۰) فرہنگ علوم انسان (انیکلوپیڈیا) یہہ کتاب بیس جلدون مین ہے اسمین تمام انسانی علوم وفنون کا شرح بیان ہے عجیب وغریب کتاب ہے

(انٹلکچویل ڈیولپمنٹ اف یورپ مصنفہ ڈریپر صفحہ ۱۱۴ جلد ۱)

فاضل مصنف ان کتابون کے علاوہ اور بہی کتابون کی طرف اشارہ کرتا ہے مگر مین یہہ کہتا ہون اسکی ہمہ دانی قابلیت کے ثابت کرنے کے لئے کیا مذکورہ بالا کتابون کی فہرست کچھہ کم ہے۔ مین شیخ کے خاص حالات زندگی مین ابہی ایک مستقل رسالہ لکھہ چکا ہون اسلئے بہہ ضروری نہین جانتا کہ اسکی نسبت اور بہی زیادہ تفصیل سے یہان لکہا جائے۔

عربون نے کیمیا مین جو کچھہ نئی ایجادین کین اور دہات کے گلانے کے لئے تیزاب نکالے ان کا بیان ہم نے نہایت اختصار سے کیا ہے مگر اسی سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ انہون نے یورپ کو کیا کچھہ سکہایا اور جس روشنی پر یورپ آج فخر کرتا ہے وہ ان ہی سے مانگی ہوئی روشنی ہے جسے بارود لائٹ کہتے ہین۔

ہمارے اس دعوی کا ثبوت اکثر انگریزی تاریخین دیتی ہین جنمین سے ہم نہایت دلچسپ بات کو نقل کرتے ہین کہ آیا مسلمان اہل مغرب کے حقیقی استاد ہین یا اسمین کوئی شبہہ بہی کرسکتا ہے۔

شہنشاہ اوتہو ثالث کے وقت مین گربرٹ ایک فرانسیسی شاد پادری نے تمام برائیون کو جو پادریون نے پہیلا رکہی تہین اپنے ملک سے دور کرنا چاہا۔ یہہ شخص آورگینا مین پیدا ہوا تہا جب یہہ بچہ تہا اور اپنے آبائی ملک مین پڑہتا تہا تو یکایک اسکی قسمت جاگی اور اسکے بزرگون کی توجہ اسکی طرف مائل ہوئی۔ اسکے بزرگوں نے مین

سب سے زیادہ کاونٹ پر سو لونا تہا جو اسے اپنے ساتھ اسپین لیگیا۔ اور اسلامی کالج مین اسے بھرتی کرا دیا۔ یہان اس نے ہیات۔ ریاضیات۔ طبیعیات مین کامل طور پر تعلیم حاصل کی اور اپنے ذہن رسا کے طفیل اور محمدی اساتذہ کی شفقت کے صدقہ مین بہت بڑا فاضل زمانہ بنگیا۔ وہ مسلمانون کی سی طلاقت لسانی سے عربی بولتا تہا۔ اس نے قرطبہ مین رہکر اس بات کا اندازہ کرلیا تہا کہ خلیفہ بذات خود کس طرح دار العلوم اور کالجون کی سرپرستی فرماتا ہے اور طلبہ کو بلا امتیاز مذاہب کسطرح شفقت اور توجہ سے تعلیم دی جاتی ہے جب گربرٹ نے کامل تعلیم حاصل کرلی تو روما مین جہان جہالت نے قول ہار دیا تہا قیام کیا اور ریمس مین ایک کالج کی مسلمانون کی نقل پر بنیاد ڈالی اور وہان عقلی علوم پڑہانے شروع کئے اس کالج مین پروفیسر پرنسپل اور لیکچرار سب مسلمان ملازم رکہے گئے۔

جب شہنشاہ اوتہو ثالث نے گربرٹ کو ایسا فاضل دیکہا اور سمجہا کہ یہہ فاضل میرے اس ارادہ مین کہ چرچ کی اصلاح ہو مدد دیگا فوراً ریونیا کا آرک بشپ مقرر کردیا۔ اور جب گریگوری کا انتقال ہوگیا تو شہنشاہ نے گربرٹ کے پوپ ہونے کے لئے رائے دی۔ اور آخر وہ پوپ کر دیا گیا تہا۔ یہہ مسلمانون کی تعلیم کا طفیل تہا کہ ایک ادنے درجہ کا فرانسس ٹرادڑ کا کسطرح اتنے بڑے عظیم الشان عہدہ پر پہنچا جکا درجہ شہنشاہ سے کسی طرح کم ہنین تہا۔

جب گربرٹ پوپ بنایا گیا ہے تو اسکا نام سلویسٹر ثانی رکہا گیا۔ مگر ابہی مسیحی یورپ ایسے فاضل اور روشن دماغ کے خیر مقدم کرنے کو مستعد نہ تہا اس مین عقلی باتون کے سیکہنے کی قابلیت نہ تہی وہ اوہام باطلہ کی بہول بہلیون مین اسطرح پہنسا ہوا تہا کہ یکا یک بغیر صدیون کی جدوجہد کے اُسے کوئی نکال نہ سکتا تہا۔ پادریون کے بیرحم پنجون مین کل مسیحی یورپ پہنسا ہوا تہا جب قابل نوجوان منصف اصلاح کی خواہش رکہنے والے شہنشاہ اوتہو نے گربرٹ کو پوپ بنایا تو تمام ملک مین بغاوت کی آگ مشتعل ہوگئی اور انہون نے اپنے نوجوان شہنشاہ کے احسانون کا بدلا تلوار سے دینا چاہا۔ تمام ملک مین بغاوت کی آگ مشتعل ہوگئی اور اب نیک نہاد نوجوان شہنشاہ کو اپنی جان کے لینے کے دینے پڑگئے ہرچند اسنے چاہا کہ اپنی نیک نیتی پبلک پر ظاہر کرے مگر وہان کون سنتا تہا نتیجہ یہہ ہوا کہ باغی ظالم بدکردار رعایا نے نیک خصال نوعمر شہنشاہ اوتہو ثالث کا محل گہیر لیا جب شہنشاہ نے دیکہا کہ اب کوئی تدبیر فائدہ مند ہنین ہوسکتی ناچار بیچارہ نے اپنے ہاتہہ سے زہر کا پیالہ پی لیا اور اسطرح مسیحی شہنشاہ کا خاتمہ ہوا۔

اب بیچارہ گربرٹ رہگیا تہا ہرچند اس نے عیسائیون کو یقین دلایا کہ جو کچہہ تم کرتے ہو یہ حضرت عیسٰے کی مرضی کے بالکل خلاف ہے مگر وہان کسی نے ہنین سنا اور آخر گربرٹ کو بہی اپنے مربی آقا کا ساتہہ دینا پڑا۔ سقراط کی طرح اسے بہی زہر کا پیالہ پلا گیا اور یون ایک مصلح کو عیسائیون نے اپنے مین سے مٹا دیا۔

اسکی علمی عملی اور فلسفیانہ قابلیت اور مسلمانون کے کالج مین تعلیم پانے کا یہہ نتیجہ ہوا کہ لوگ اسے جادوگر خیال

کرنے لگے۔ ہر شخص نے گربرٹ کی نسبت نئی نئی مافوق الفطرۃ باتین تراش لی تہین اور اس کی پیدائش طفولیت اور مسلمانون کے کالج مین پڑہنے پڑہانے سے اور بہی انہین طوفان بندی کا موقع ملا تہا۔ یورپ مین یہہ بات مشہور ہوگئی تہی اور ہر شخص سرگوشی کرتا ہوا دکہائی دیتا تہا کہ روما کے محلون مین گربرٹ جادو کے زور سے ایک باشیشہ یا بوتا چہپا گیا ہے سر پر اس کے پگڑی بندہی ہوئی ہے اور ایک انگوٹہی اس کے ہاتہ مین ہے جو اسے دو قسم کے جسم عطا کرتی ہے ایک خاکی اور ایک ہوائی۔ گربرٹ اسے اپنے ساتہ رکہتا تہا اور جب اسکے پاس کوئی ہوتا تہا تو اس باشیشے کی ہولناک آوازین سنائی دیتی ہتین۔ جب گربرٹ اندلس مین کاردوا کے کالج مین پہنچا تہا تو اس نے اپنی روح کا شیطانی روح سے تبادلہ کر لیا تہا صرف اس مطلب کے لئے کہ وہ مجہے دنیا مین حضرت عیسے کا وزیر بنادے۔ اب یہہ بدیہی طور پر ثابت ہوگیا تہا جب اس مظلوم کو زہر دیا گیا ہے کہ روما اور یورپ والون نے اپنے خیالات کو کسقدر صحیح بنا پر مبنی خیال کیا ہوگا۔

یہ فاسد خیالات تہے اہل یورپ کے جب مسلمانون کے علوم کا ستارہ چمک رہا تہا۔ اس سے یہ بہی ثابت ہوگیا ہوگا کہ روما اور یورپ کے بڑے بڑے پوپ بہی یہین آکے تعلیم پاتے تہے۔

ہم تہوڑی دیر کے لئے اپنے اصلی مضمون سے کچہ پرے ہٹنا چاہتے ہین اور مسلمانون کی اس تعلیم کو دکہانا چاہتے ہین جو انہون نے بیت المقدس کی صلیبی جنگون مین اہل یورپ کو دی۔ یہہ مضمون چونکہ بہت دلچسپ ہے اسلئے مین اسے زیادہ طول نہ دونگا صرف اختصار پر اکتفا کرکے اپنے مطلب کی طرف ناظر کی توجہ پہیرنے کی کوشش کرونگا۔

یکایک مسلمانون کی اس بے نظیر ترقی کو دیکہکر اہل یورپ کی نظرین بدل گئین اور اب انہون نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اپنے خداوند عیسیے مسیح کی مدد سے مسلمانون کو پاک گہر سے نکال باہر کرین اور نہ صرف اورشلیم سے بلکہ کل مفتوحہ ممالک سے انہین محروم کردیا جائے۔

یورپ مین جس شخص نے اول اول یہ غضبناک تحریک پہیلائی وہ فرانسیسی پوپ آربین ثانی تہا۔ اطالیہ مین اسکی زیادہ شہرت نہ تہی اور جو جانتے تہے وہ بہی زیادہ وقعت کی نظر سے نہ دیکہتے تہے۔ اس نے پہلے یہی بہتر سمجہا کہ اپنے ہی ملک کو بیت المقدس کو کافرون (مسلمانون) کے ہاتہ سے چہڑا لینے پر آمادہ کرے۔ چنانچہ اس نے یہی کیا۔ مگر پہلے اس نے چاہا کہ مین بڑے بڑے سلطنتی معاملات مین دخل دیکے ذرا وقعت پیدا کرلون وہ اس بات کے خیال مین رہا آخر شہنشاہ فلپ دائیئے فرانس اور شہنشاہ بیگم کا جہگڑا ہوا اور آربین صاحب بیچ مین کود پڑے اور شہنشاہ بیگم کی طرف ہوئے۔ اور امراء کو جتا دیا کہ پوپ کا فرض ہے وہ عورت کی مدد کرے۔

دوسرے سال اس نے بیت المقدس کی طرف سے تمام مسیحی دنیا مین ایک خط لکہا اور ہر مسیحی کو بڑے جوش والے اور شرمندہ کرنے والے الفاظ مین آمادہ کیا کہ مجہے کافرون کے ہاتہ سے بچاؤ جسطرح ہو میری مدد کرو

خواہ روپے لیکر آؤ یا ہتیارون سے میری مدد کرو۔ یہہ چٹہی یا التجائی نامہ دیکہکر تمام یورپ مسلمانون پر امنڈ پڑا اور لاکہون مسیحون نے صرف اس خیال سے اور اپنی کتاب مقدس کی اس پیشین گوئی پر کہ اورشلیم کی کسی پہاڑی پر حضرت عیسےٰ دوبارہ نازل ہون گے بیت المقدس کی طرف جانا شروع کیا جب لاکہون آدمیون کے دل بادل چہا گئے تو مسلمان چوکنے ہوئے اور انہون نے ان سے مزاحمت کی یورپ کافرون پر جہاد کرنے کے لیئے آمادہ ہو چکی تہی کہ اسی اثنا مین پیٹر ہرمٹ اٹہہ کہڑے ہوئے اور لوگون کو کافرون پر جہاد کرنے کے لیے آمادہ کیا۔ اسکی سرگرمانہ اور جوشیلی اسپیچون سے یورپ کا یورپ بہڑک اٹہا ادہر اربن نے کاونسل آف کلیرمنٹ مین ۱۰۹۵ء مین یہہ فتوی دیدیا کہ ہر مسیحی کو کافرون پر جہاد کرنا فرض ہے اگر وہ ذرا بہی اس مین پس و پیش کریگا تو خداوند اسے اپنی دہنی طرف بٹہا کے ایک میز پر شربت نہ پلائیگا اتفاق سے اسی سال ۲۵ اپریل کو تارے بہت سے ٹوٹے اس سے انہون نے یہہ سمجہا کہ ہمارا خداوند کافرون کے خلاف ہماری فرشتون کے ساتہہ مدد کرنے مین راضی ہے۔

مسلمانون پر حملہ کرنے سے پہلے انہون نے ایک غضب یہ اور بہی کیا کہ جہان جہان یہودی ملے انہین حرف بحرف جرم مین قتل کرنا شروع کردیا کہ تمہارے باپ داداؤن نے حضرت عیسےٰ کو صلیب پر چڑہا دیا تہا اور جس واقعہ کو ایک ہزار برس سے بہی زیادہ گزر چکے تہے۔ فرانسیسیون نے اس قصابی پنے مین سب سے زیادہ حصہ لیا۔

گرچہ اورشلیم پر حملہ کرتے وقت اربن نے عیسائیون کو یقین دلا دیا تہا کہ خداوند جو تہے آسمان پر بیٹہا ہوا تمہاری جانون کی خود حفاظت کریگا اور تمہین دنیا اور آخرت مین عظیم الشان صلہ دیگا پہر بہی اول ہی جنگ مین اربن کے لشکر کو مسلمانون نے کاٹ ڈالا اور بیطرح پیٹر ہرمٹ اور والٹر پینی لیس کو شرم زخم اٹہانی پڑی بایں ہمہ اتفاق سے ان کا قبضہ ۵ جولائی ۱۰۹۹ء کو اورشلیم پر ہو گیا۔ اورشلیم سے [illegible] کے مشرق تک سوائے انسانی ہڈیون اور کہوپڑیون کے اور کچہ نہ دکہائی دیتا تہا جن جن مقامات پر جنگ ہوئی تہی وہان سوائے ان سفید سفید ہڈیون کے اور کچہ نہ تہا یہ انجیل شریف کی نرم اور رحم دکہانے والی تعلیم کا نتیجہ تہا جہان ایک تہپڑ کہا کے دوسرا گلہ تہپڑ کہانے کے لیئے آگے کر دینے کا حکم ہے۔

[illegible] عیسائی دو لاکہہ اور ساٹہہ ہزار تہے جو وقت دیوانہ وار وہ بیت المقدس مین داخل ہوئے ہین تو [illegible] سب سے آگے اس کے پیچہے ایک بکرا اور اس کے پیچہے آٹہہ گہوڑے اور پہر ان کے پیچہے پوپ اور مسیحی لشکری اور پہر جنگ جو مسیحی داخل ہوئے عیسائیون نے پادریون کے فتوی سے غریب مسلمانون اور یہودی قوم پر وہ ظلم توڑا کہ جس کے بیان کرنے سے رونگٹے کہڑے ہوتے ہین ڈیڑہ پانچ لاکہہ آدمی بتاتے ہین جو عیسائیون کے حملہ مین تہ تیغ ہوئے تہے۔ انہون نے مسلمانون کے گہرون اور ان کی کہیتون کو جلا دیا اور ان کے چہوٹے چہوٹے یتیم بچون کو پادریون کے حکم سے جو رنگ تلوارون پر

اڑایا۔ فاضل ڈریپر نے یہاں جو قیمتی ریمارک کیا ہے میں اسکے بعض نقل کئے بغیر نہیں رہ سکتا چنانچہ وہ لکھتا ہے

حب ۶۳۶ء میں عمر (رضی اللہ عنہ) نے اور شلیم فتح کیا ہے اور آپ شہر کے اندر داخل ہوئے ہیں تو آپکے پاس بطریق بیٹھا ہوا تھا۔ نماز کے وقت آپ نے چرچ اف ریزرکشن (بعث و نشر کے گرجہ میں) میں نماز پڑھنی چاہی اور جہاں آپ پڑھ سکتے تھے مگر پھر بھی قسطنطنین کے گرجہ کی سیڑھیوں پر نماز پڑھی اور بطریق سے فرمایا ”اگر میں سابق الذکر گرجہ میں نماز پڑھتا تو مسلمان آئندہ زمانہ میں صرف میری تقلید پر معاہدہ کی پروا نکرتے اور گرجہ کو مسجد بنا لیتے“ مگر جب عیسائیوں نے اسکے مقابلہ میں اور شلیم کو فتح کیا ہے تو معصوم نو عمر بچوں کو انہوں نے دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کے ان کے بھیجے کو پاش پاش کر ڈالا۔ قلعہ کے کنگروں پر سے شیر خوار بچے مسلمانوں کے بیدردی سے پھینک دئے گئے۔ جو مسلمان خاتون عیسائیوں کے ہاتھ لگی اسے انہوں نے (اپنے خداوند عیسٰی مسیح کے نام پر) خراب کر ڈالا۔ مردوں کے کباب نے آگ پر سینکے گئے۔ بہتوں کے چہروں سے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے صرف اس خیال سے کہ کہیں انہوں نے سونا تو نہیں نگل لیا ہے۔ بکل یہودی ان کے عبادت خانہ میں لیجائے گئے اور وہاں انہیں زندہ جلا دیا گیا۔ ستر ہزار آدمیوں کو اس بے نظیر بے رحمیوں سے قتل کیا گیا تھا۔ اور پوپ کا ایلچی نہایت طمطراق سے اس خونریزی میں دیکھا جارہا تھا“۔

(اوڈی انٹلکچیول ڈی ولپ منٹ اف یورپ مصنفہ ڈریپر صفحہ ۲۲-۲۳ جلد ۲)

مجھ میں اتنی قوت نہیں ہے کہ میں عیسائیوں کے ناقابل بیان مظالم کی بابت اور بھی کچھ لکھوں میرا زہرہ شق ہوا جاتا ہے اور میرا قلم ایسے خونی بیانات کے لکھنے سے تھراتا ہے صرف اس خونی مضمون کو اسی پرختم کرتا ہوں کہ مسلمانوں نے اتنا ظلم سہکر بھی اپنے بھائی عیسائیوں کو آزادی۔ تہذیب۔ شائستگی کا بیت کچھ سبق دیا اور تمام مسیحی سو یک زبان ہوکے کہہ رہے ہیں کہ زیادہ تر یورپ کا نصیب جہادی جنگوں ہی سے جاگا اب پھر میں اپنے اصلی مضمون کی طرف رجوع ہوتا ہوں اور مسلمانوں کی ترقی کا جان بخش بیان کرتا ہوں۔

(اندلسی عربوں کی تہذیب اور جاہ و جلال)

ابھی عرب پورے طور سے اندلس پر قابض ہوکے آباد نہ ہوئے تھے کہ ان کے درخشان کام اپنی تابانی دکھانے لگے۔ امرائے قرطبہ نے اپنے ایشیائی خلفا کی حکمت علمی پسند کرکے اپنے کو علوم و فنون کا مربی بنایا اور اپنے انتظام سلطنت کی ایک ایسی نظیر قایم کی جو کہ ان کے معصر یورپین شہزادے محض نا بلد تھے۔ قرطبہ انکے

بے نظیر انتظام مین بہت کچھ پھلا پہولا - اس مین دو لاکہہ سے زیادہ بلند بلند مکانات تیار ہو گئے اور دس لاکہہ سے زیادہ باشندے آباد ہو گئے - آفتاب کے غروب ہونے کے بعد اندہیرے مین ایک شخص سیدہی صفا سڑک پر پبلک لالٹینون کی روشنی مین دس میل تک بے کہٹکے چلا جاتا تہا - اس زمانہ کے سات سو برس کے بعد بہی لنڈن مین ایک بہی پبلک لالٹین نہ دکہائی دیتی تہی - قرطبہ کی سڑکین نہایت مضبوطی سے بنائی گئی تہین - پیرس مین اس کے صدیون بعد بہی یہہ کیفیت رہی ہے کہ برسات کے موسم مین سڑک تو سڑک یہہ ناممکن تہا کہ کوئی اپنے گہر کی دہلیز مین بہی قدم رکہ سکے ادہر قدم رکہا اور ادہر ٹخنہ تک قدم غائب ہو گیا - سڑکون اور مکانون کی یہہ آراستگی صرف قرطبہ دار الخلافہ ہی مین نہ تہی بلکہ مسلمانون کے ان شہرون مین بہی تہی جو پایۂ تخت سے دور تہے مثلاً گرینڈا اسیویلی - ٹولیڈو - خلیفہ کے محلات نہایت تکلف سے سجے ہوئے تہے - اندلس کے حکمران اپنے ہمعصر شہنشاہون جرمنی فرانس - اور انگلستان کو حقارت سے دیکہتے تہے جن کے محلات خلفا کے اصطبلون سے بہی بدتر تہے - کیونکہ ان کے محلون مین نہ دودوان ہوتے تہے نہ کہڑکیان نہ عالیشان ہوا کے رخ کے دروازے بلکہ صرف چہتون مین ایک سوراخ ہوا کرتا تہا جس سے پوری ہوا بہی نہ آسکتی تہی -

(عربون کے محلات اور باغات)

عرب ایشیا سے اپنے ساتہہ تعیش خیز سامان لائے تہے ان کے عالیشان لاکہون روپیے کی لاگتون کے محلات مصفا آسمان کی نیلی چہت کے نیچے عجیب جوبن دکہاتے تہے اور اکثر امرا کی کوٹہیان جنگلون مین بنائی گئی تہین انہون نے اپنے محلون یا کوٹہیون کے بالا خانے خالص سنگ مرمر کے بنائے اور ان پر منبت کاری کا کام کرایا ان محلون یا کوٹہیون کے صحنون مین اکثر نارنگی کے درخت دکہائی دیتے تہے اور بیچ مین آبشار گرتی ہوئی عجیب جوبن دیتی تہی - عموماً حوض اور فوارے بلوری ہوتے تہے جن پر آفتاب کی سنہری کرنون کے ساتہہ صفا پانی بہتا ہوا بہت ہی بہلا دکہائی دیتا تہا - ان بلوری آئینون مین سونے کے خوبصورت تیرے جڑے ہوئے تہے جو اور بہی دوبالا حسن کر دیتے تہے - اکثر محلون اور باغون کی کوٹہیون کے فرش بالکل بلور کے ہوتے تہے جہان امرا بارام اپنا خالی وقت گذارتے تہے - عموماً عربون کے محلون کی دیوارین نفیس اور اعلیٰ درجہ کی پچی کاری کے کام کی ہوتی تہین اور اسیطرح ان کے عالیشان مکانات کے صحن بنے ہوئے تہے -

اکثر محلات کے صحنون مین زیبق یارہ کے فوارے اپنی نہایت چمک دمک سے اچہلا کرتے تہے اور ان مین سے زیبق پارہ کے درخشندہ جہلاتے قطرے مثل پریون کے ساکت آواز دن کے گہنٹون کے جہڑتے تہے ان محلون کے گرد ان مین گرمیون کے دنون مین پہولون اور سبزہ زار سے مس کرتی ہوئی اور نارنگی کے پیڑون مین سے چہنتی ہوئی فرحت خیز اور جان بخش ہوائین خنک گنبد و کج وسیلہ سے آتی تہین اور جاڑون مین روشن آتش دانون سے جنمین خوشبودار چیزین جلائی جاتی تہین مٹی کی نلیون کے ذریعہ عطر بیز

گرم گرم ہوائین تمام محلون مین پہنچائی جاتی تہین - دیوارون پر خوبصورتی کے لئے تختی بندی نہ کی جاتی تہی بلکہ ان کی آراستگی کے لئے سونے کے تارون کے ذریعہ سے تمام خوشبودار خوبصورت پہولون اور بیلون کی بیلین چڑہائی جاتی تہین اور پہولون اور میوون کے ساتہہ بیش قیمت جواہرات کے گچہے لٹکے ہوئے ہوتے تہے جنمین کاشتکاری اور باغبانی کے فنون کا اعلے درجہ کا نمونہ پایا جاتا تہا - چہتون سے جنپر سونے کی پچی کاری ہوتی تہی بلوری جواہر نگار جہاڑ لٹکائے جاتے تہے جنمین ایک جہاڑ بیان کیا گیا ہے (بقول فاضل ڈریپر صفحہ ۱۳ کتاب مذکور) ایک ہزار آٹہہ سو چار بتیون کا تہا -

نازک سنگ مرمر کے ستونون کا مجمع جس نے چہتون کا گران تر وزن سہار رکہا تہا دیکہنے والیکا تعجب بڑہاتا تہا اور شہنشاہ بیگمون - شہزادیون کے محلون کے سنگ مرمر کے ستون پر سونے اور چاندی کے پترے چڑہے ہوتے تہے جنپر ہیرے لعل پنا وغیرہ نہایت آب وتاب سے جڑا ہوا تہا - فرنیچر صندل اور ترنج کی لکڑیون کا ہوتا تہا اور اس سامان پر علاوہ چاندی سونے کے پترون کے گل بوٹون کے جواہرات سے بہی زینت دیجاتی تہی -

کہانے کی میزون پر بلوری اور چینی ظروف جنپر سنہری کام نہایت کاریگری سے کیا جاتا تہا چنے جاتے تہے جس نے لنڈن کا عجائب گہر دیکہا ہے وہ خلیفہ عبدالرحمن ثالث کے پر تکلف اور زرنگار بلوری اور سچی چینی کے شکستہ ظروف کو دیکہکر ضرور افسوس کے ساتہہ متعجب ہوا ہوگا - ان ہی شکستہ ظروف سے خلیفہ یا سلطان اندلس کی بے نظیر شوکت کا ناظر اپنے دل مین اندازہ کر سکتا ہے -

محلون مین برساتی کمرون مین ایسے جہان برسات مین سلطان امرا اور زرا رہتے تہے سنجر کے پردون جنپر بے مثال کاریگری سے تصویرین اور نقشے بنائے جاتے تہے ایک عجیب سمان دکہائی دیتا تہا - آجکل کے تہیٹرون کے پردون کی ان پردون کے آگے کچہہ بہی اصل نہ تہی ان پردون پر مینہہ برسنا نقش و نگار مین اس صفائی سے دکہایا جاتا تہا کہ انجان آدمی کو دیکہتے ہی معاً مینہہ برسنے کا شبہ ہوتا تہا - اس کے مقابل مین جاڑون کے کمرون کی بہی عجیب بہار تہی ایرانی قیمتی غالیچون کا فرش رومی بانات کے پردے کیا کچہہ اندلس کی اسلامی شوکت کی دہوم دہام سے شہادت نہ دیتے تہے - چہپر کہٹ - پلنگ کو چین آراستگی سے کمرون مین رکہی رہتی تہین اور انہین لوبان اور عطریات کی خوشبو سے بسایا جاتا تہا - عرب ماہران فن عمارت نے اعلے درجہ کی ترقی اس فن مین کی تہی جسکی ترقی کی نظیر اب بہی یورپ کے کسی حصہ مین نظر نہین آتی سنگ تراشی کے فن مین انہین کامل مہارت تہی مگر وہ زیادہ توجہ بتون کے تراشنے مین مبذول نکرتے تہے کیونکہ ان کے سچے ہادی نے اس کی ممانعت کردی تہی اور وہ اسے بالطبع نفرت کی نگاہ سے دیکہتے تہے - اگر وہ بتون کی ناک بہون بنانے مین کامل ہوتے تو ان کے لئے کچہہ زیادہ فخر کی بات نہ تہی بلکہ مذہب نے انہین فلسفی سپاہی اور کام کا آدمی بنا دیا اور یہی ان کا مایہ فخر تہا بت تراشی کے سوا خدا نے انہین تمام قسم کے علوم وفنون سے آراستہ کیا تہا - نخلستان خوشبودار پہول اور نادر الوجود وغیر ممالک کے سرسبز درخت ان کے محلون - کوشکون - مکانون کے

صحنوں کا زیور بنے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ محل یا کوٹھی کے اندر سے اندر کمرہ کے آگے بھی ایک باغیچہ ضرور لگا ہوا ہوتا تھا صفائی کے لئے خاص مہتمم ہوتے تھے کیا ممکن ہے کہ محل تو محل شہر کے کسی حصہ میں سڑکوں پر ایک تنکا بھی نظر آتا ہو یہ لازمی امر تھا کہ ہر جگہ دل لگی کے سامان پیدا کرنے کے لئے مہیا ہوں۔ دھات کے نلوں اور نلیوں کے ذریعہ سے گرم اور خنک موسموں کے لحاظ سے پانی دوڑا کرتا تھا اور سنگ مرمر کے حماموں میں عمدہ طور پر پانی پہنچایا جاتا تھا۔ بڑی بڑی کلوں کے ذریعہ سے مصنوعی معتدل موسمی ہوا کمروں میں پہنچائی جاتی تھی۔ علاوہ ان سب باتوں کے خواتین کے حصہ محل میں ہر گوشانہ گیلریز لگی ہوئی تھیں۔ بھول بھلیاں اور سنگ مرمر کے پہلے کورٹ بچوں کے لئے بنے ہوئے تھے اور خود سلطان کے لئے بڑے بڑے کتب خانے تھے غرض ہر قسم کے مذاق کی چیزیں موجود تھیں اور ہر قسم کے خیالات کا ہر عمر اور ہر سن کا اپنے موافق شایان سامان دلچسپی کا مہیا ملتا تھا۔

(کتب خانے)

اندلس کے کتب خانوں کا شمار کرنا بہت مشکل ہے اسلئے علاوہ شاہی کتب خانوں کے ہر امیر اور رئیس کا کتب خانہ علیحدہ ہوتا تھا جیسے موجودہ زمانہ میں مشرقی رئیس اپنی شوکت آراستگی مکانات اور خدام وغیرہ سے سمجھتے ہیں اسکے مقابل میں اندلسی عربیا اپنی شوکت بڑے کتب خانہ سے جانتے تھے وہاں بڑا رئیس ہی صرف کتب خانوں پر پکارا جاتا تھا جب باہم دو شخص رئیسوں کی نسبت رائے دیتے تھے تو یہ کہا کرتے تھے سب میں بڑا فلاں رئیس ہے اسلئے اس کے کتب خانہ میں سب سے زیادہ کتابیں ہیں۔ خلیفہ الحاکم کا کتب خانہ اتنا بڑا تھا کہ صرف فہرست کتب کی بڑی بڑی چالیس جلدیں تھیں کتب خانہ میں جتنی کتابیں تھیں سب سنہری اور جواہر نگار جلدوں کی تھیں۔ جلد سازی کا کارخانہ۔ ترجمہ کا محکمہ اور کتابوں کے صفحوں کو سنہری کرنے کا کارخانہ علیحدہ علیحدہ تھا جنکا تعلق خاص شاہی کتب خانہ سے ہوتا تھا۔
ایک محکمہ خوش نویس کاتبوں کا تھا جس سے کتابیں نقل کرائی جاتی تھیں یہ کاتب اپنے فن میں طاق ہوتے تھے روزمرہ ایشیا اور یورپ سے پرانی کتابوں کے نسخے داخل کتب خانہ ہوا کرتے تھے اور اس سے خلیفہ کو ایک اعلے درجہ کا مذاق تھا۔
اندلس کا کتب خانہ جسکا مفصل حال تو دریافت نہیں ہوا ہے دس لاکھ پانچ ہزار کتابوں کا سرمایہ رکھتا تھا۔ ایک کتاب بیچاری کشف الظنون موجود ہے جس سے مسلمانوں کی تصانیف کا کسیقدر حال معلوم ہوتا ہے مگر میں یہ کہتا ہوں کہ اگر صرف قرطبہ ہی کے کتب خانہ کی فہرستیں ہاتھ لگ جاتیں تو کئی کشف الظنون جیسی کتابیں تیار ہو تیں۔ نہایت افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ سات سو برس کی علمی کمائی مسلمانوں کی ایک کمبخت پادری کے فتوی اور مسیحی بادشاہ کے حکم سے تباہ کر دیگئی۔ فرڈیننڈ اور ملکہ ازابلہ کے جابرانہ قانون سے نہ صرف بیگناہ مسلمان سڑکوں پر لٹا لٹا کر بکروں کی طرح ذبح کئے گئے بلکہ کارڈینل زیمنیز

کے وحشیانہ اور ناخداترس ہونے سے یہہ سارا کتب خانہ جس کا ہم اوپر ذکر کر آئے قرطبہ کے میدان مین رکہکر جلا دیا گیا۔ نہ صرف شاہی کتب خانہ بلکہ کل امرا اور وزرا کے کتب خانے بھی جس کا ہم اوپر ذکر کر آئے۔ یہی خونی قسمت بغداد کی ایک شیعہ وزیر کے طفیل سے ہوئی چھسو برس کی خلفائے عباسیہ کی علمی کمائی حوالہ آتش کردیگئی سابق الذکر پادری اور مسیحی شاہ نے تو یہہ الزام لگاکر جلایا تہا کہ ان کتابون مین خلاف اشاعت انجیل باتین ہونگی ان آخر الذکر شیعہ وزیر نے یہہ کہا تہا کہ ان کتابون کا جلانا اسلئے افضل ہے کہ انمین ضرور صحابہ اور خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تعریف ہوگی۔ بغداد کے کتب خانہ مین ہر علم و فن کی چھہ لاکھ کتابین تہین۔ اسکے بعد بنی فاطمہ کا مصر القاہرہ مین کتب خانہ تہا جو بیقدر حکمرانون کی غفلت اور آئے دن کی خونریزی سے تباہ ہوگیا۔ کاش اگر وہ کل کتابین موجود ہوتین تو مسلمانون کی پوری علمی شوکت کہلتی مگر ان کی قسمت مین تو نیم وحشی کا لقب وحشیون سے لینا تہا بہلا وہ کیونکر بچا رہ سکتین۔

(عبد الرحمن ثالث والئے اندلس کا دربار)

زہرہ کے یہہ محلات اور باغات تہے اور اسکے یہہ کتب خانے تہے جنکا ہم نے اوپر ذکر کیا۔ ان بے مثال محلون مین عبد الرحمن ثالث اپنی پیاری سلطانہ زہرہ کے ساتہہ زندگی بسر کرتا تہا۔ زہرہ کے خاص محل کے بارہ سو سنگ مرمر کے ستون تہے جنکا سنگ مرمر یونان۔ اطالیہ۔ اندلس اور افریقہ کا تہا۔ اس پر جلال خلیفہ کا دربار عام موتیون اور سونے کے پترون سے زینت تہی۔ اس کی محلسرائے مین حبشی خواجہ سراؤن کا پہرہ رہتا تہا جنکی وردیان سنہری اور تلوارین جواہر نگار قبضون کی ہوتی تہین۔ حرم سرائے کی بیگمین اور حرمین انتہا درجہ کی حسین تہین جن کا ثانی دور دور نہ نکلتا تہا۔ صرف محل زہرہ مین چہہ ہزار تین سو آدمی رہتے تہے۔ خلیفہ کے باڈی گارڈ مین بارہ ہزار سوار دستے تہے جنکی قیمتی وردیان سرکار سے دیجاتی تہین۔ سونے کی موٹی موٹی زنجیرین پڑی ہوئین اور مرصع پیٹلے گہوڑون کی قیمتی پاکہرین عجیب سلطانی دبدبہ ظاہر کرتی تہین۔ یہہ وہ عبد الرحمن تہا جس نے پچاس برس تک نہایت جاہ و جلال اور جبروت سے سلطنت کی۔ اور اس پچاس برس کے عرصہ مین جب اسنے ان دنون کا شمار کیا جن مین آرام ملا تہا تو صرف چودہ دن نکلے تہے۔ عظیم الشان سلطنت کی ذمہ داریان ان لاثانی تعیش خیز سامانون پر بہی اسے با آرام محلون مین عیش نہ اڑانے دیتی تہین۔ آخر ایک دن خلیفہ نے کہا ہی۔

’’یہہ دنیا کبہی آرام کرنے کے لئے نہین ہے بلکہ فرائض کی انجام
دہی کے لئے خدا نے اس دنیا کو بنایا ہے۔‘‘

یہہ روشن دماغی اور انتظامی روح تہی جس پر مسلمان آج فخر کرتے ہین اسلام کی تعلیم کا سچا نتیجہ یہہ ہے جو ایسے ایسے لاثانی انفاس سے دنیا کو حاصل ہوا۔ اگر عبد الرحمن کی تدابیر ملکی اور نظر کی وسعت کو دیکہا جائے تو اسکی ذات اتنی اپنی آپ ہی نظیر کہلائی جا سکتی ہے۔

(عربون کی مدنی الطبع عادتین)

دنیا کی کوئی قوم اندلسی عربون سے ان کے باغون کی بیش بہائی اور حسن مین ہرگز سبقت نہین لیجا سکتی جسکا اعتراف خود فاضل ڈریپر بھی کرتا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے "ہم عربون کے نہایت ممنون ہین کہ انہون نے بہت سے قیمتی خوشگوار میوون کی کاشت کا علم ہمین سکھایا مثلاً انار و غیرہ (از دی انٹلکچیل ڈیولپ منٹ اف یورپ صفحہ ۳۳ جلد ۲) چونکہ عربون کے آبا و اجداد کا یہہ مذاق تھا کہ گرمیون مین وہ خنک پانی کے نفاذ سے کیفیت حاصل کرین اسلئے عربون کی اندلسی نسل نے بھی بکثرت فوارے۔ آبشارین تالاب قوت آب کے عجیب و غریب کام۔ مصنوعی جھیلین جنمین مچھلیان رنگ برنگ کی چھوڑی جاتی تھین تعمیر کین۔ بکثرت عجائب گھر تھے جنکے متعلق بڑے بڑے وحوش خانے تھے اور جہان غیر ملکون سے جانور لاکر رکھے جاتے تھے۔ انمین نادر الوجود پرندون کے لئے خوبصورت سونے کے تارون کے مکانات بنے ہوئے تھے جہان وہ چہچہایا کرتے تھے اور زیرین کو اپنی موسیقی خیز آوازون سے فرحت اور دلچسپی بخشتے تھے شہر مین بکثرت کارخانے تھے جہان غیر ملکون کے کاریگر بیش قرار تنخواہون کے ہر قسم کا کام کرتے تھے۔ کپڑے کے بڑے کارخانے علیحدہ تھے جہان روئی۔ ریشم کے اور کتانی کپڑے نہایت نفیس اور باآب و تاب بنے جاتے تھے۔ ان کے ہاتھ کے بنے ہوئے کپڑے معجزہ کی طرح ناظر کو ہکا بکا کر دیتے تھے اور جواہر تراشی نگینہ سازی اور سونے یا چاندی کے کام پر زیبائش کے لئے باریک خط یا دانے ڈالنے کے الگ الگ کارخانے تھے جہان لاجواب گہنے قسم قسم کی باریک کاریگریون سے بنتے تھے جنین خواتین اندلس زیب تن کرتی تھین۔ ہندوستانی بھدے گہنون سے کوئی شباہت نہین ہو سکتی یورپ جس صفائی اور کام کی باریکی پر فخر کرتا ہے وہ دس گیارہ صدی پہلے عربون کو اندلس مین حاصل تھی۔

علاوہ شہر کے یہہ کل کارخانے زہرہ کے محل مین بھی تھے اس کے باغات حقیقت یہہ ہے کہ موجودہ زمانہ کے پیرس اور نیو یارک کے باغون کو بھی پرے بٹھاتے تھے۔ شمشاد و صنوبرون کے سایہ مین جھرنے اور آبشارین چھپی ہوئی تھین۔ پھول دار جھاڑیون مین پیچ دار گھماؤ کے رستے۔ موقع موقع پر گلاب کے پھولون کے کمرے۔ نشست کے لئے جگہہ بنی ہوئین جو نہایت ہنر اور صفائی سے چٹانون ہی مین سے کاٹی گئی تھین اور یہہ سب سے زیادہ کاریگری تھی کہ پتھری کو تراش کے نفیس نفیس کمرے بنا لئے تھے جیسا کہ کسی نے بمبئی کے قریب ایلیفنٹا اگر دیکھا ہو تو سمجھ سکتا ہے۔ جیسے بڑے بڑے دالان گولا غین بیداپن بہت سے بنے ہوئے ہین اور پہاڑ ہی مین سے بت تراشے گئے ہین اسیطرح پھولدار جھاڑیون اور پھلواری مین چٹانون ہی مین تراش تراش کے کمرے جو تخلیہ کی جان ہوتے ہین بنے ہوئے تھے۔ باغون کو باغبانی کے کامل ہنرون سے بلا کی زینت دی تھی کیونکہ ایک صناع کی آنکھ انمین چارون طرف پھر کر صرف ترتیب پھلواری پھولون کے رنگ اور نازک شکلون سے دلچسپی حاصل نکرتی تھی بلکہ ان پھولون کی عطر بیز لپٹون سے ہی اپنے دماغ کو بسا سکتی تھی گویا